تکمیل واصلاح اور مکمل نظرثانی شدہ ایڈیشن

تاریخ ابنِ کثیر



حافظ عمادالدین ابوالفِدااسماعیل ابنِ کثیر متوفی ۷۷۴ھ

اردو ترجمہ

البداية والنهاية

دارُالاشاعت کراچی

تخریج واصلاح اور مکمل نظر ثانی شدہ ایڈیشن

تاریخ ابنِ کثیر

اردو ترجمہ

البدایۃ والنہایۃ

جلد پنجم

حصہ نہم و دہم

۷۴ھ ہجری کے آغاز سے ۱۲۵ھ ہجری تک کے واقعات اس حصہ میں بنوامیہ کے مختلف خلفاء اور انکے ادوار کی فتوحات کے تفصیلی حالات درج ہیں

۱۲۶ھ ہجری کے آغاز سے ۲۴۷ھ ہجری تک کے واقعات اس حصے میں بنوامیہ کے آخری خلفاء اور بنوعباس کے خلفاء کی ابتداء کے واقعات اور امام ابوحنیفہؒ و امام احمد بن حنبلؒ اور امام اوزاعیؒ اور دیگر مشہور اکابر کے حالات درج ہیں

حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل ابنِ کثیر متوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ وتحقیق

مولانا ابوطلحہ محمد اصغر مغلؒ فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مولانا محمد اسلم بن قاری رحمۃ اللہ صاحب شہداد پوری

دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : نومبر ۲۰۰۸ء علمی گرافکس
ضخامت : 502 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿......ملنے کے پتے......﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

البدایہ والنہایہ معروف بہ

تاریخ ابن کثیر

حصہ نہم و دہم



تاریخ ابن کثیر......حصہ نہم

۷۴ہجری کے واقعات

۷۴ہجری کے شروع میں ہی عبدالملک نے طارق بن عمرو کو مدینہ کی گورنری سے معزول کیا اور حجاج بن یوسف ثقفی کو اس کی جگہ گورنر منتخب کیا اس مہم کے لئے وہ خود مدینہ آیا اور کئی مہینوں تک وہیں ٹھہرا رہا اور پھر بارادہ عمرہ وہاں سے نکلا، عمرہ سے فارغ ہو کر پھر ماہ صفر میں مدینہ واپس آیا اور آٹھ ، تک مدینہ میں قیام کیا اور بنوسلمہ میں ایک مسجد تعمیر کروائی جو آج تک اسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد نہ کرنے پر حجاج نے جابر اور سہیل بن سعد کو بہت برا بھلا کہا اور نازیبا الفاظ استعمال کئے اور میرے گمان کے مطابق اسی سال ابوادریس خولانی کو حجاج نے یمن کا قاضی بھی مقرر کیا۔ واللہ اعلم۔

ابن جریر کے بیان کے مطابق اسی سال حجاج نے کعبۃ اللہ کی اس تعمیر کو شہید کروادیا جس کی تعمیر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کروائی تھی اور کعبہ شریف کی تعمیر سابقہ طرز کے مطابق کرائی۔ میری رائے یہ ہے کہ حجاج نے کعبہ شریف کی ساری دیواریں شہید نہیں کروائی تھیں بلکہ اس نے صرف شامی دیوار کو گرا کر اس کے پتھر نکلوائے تھے اور اس کو بند کرادیا تھا اور بقیہ پتھر کعبۃ اللہ کے اندر والے حصے میں لگوادیئے تھے اور باقی تینوں دیواریں اپنی سابقہ حالت پر باقی رہیں یہی وجہ ہے کہ کعبہ کی مشرقی اور مغربی بنیاد جو زمین سے ملحق ہیں وہ آج بھی اسی حالت میں موجود ہیں البتہ مغربی دیوار کی بنیاد بالکل شہید کرا کے مشرقی دیوار کے نچلے حصے کی مرمت کروائی یہاں تک کہ اس کو زمین سے بلند کرادیا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں تھی۔

حجاج اور عبدالملک کو غالباً رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں پہنچا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کی خالہ حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ "لولا ان قومک حدیث عهدهم بکفر الخ" یعنی اگر تیری قوم کا زمانہ کفر سے یا جاہلیت سے زیادہ قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو شہید کرا کے اس میں حطیم کو بھی شامل کر دیتا اور اس کا ایک مشرقی دروازہ بناتا اور ایک مغربی دروازہ اور ان دونوں کو زمین سے ملحق کر دیتا چونکہ تیری قوم کے پاس اخراجات کی کمی تھی اس لئے وہ اس کی تعمیر میں پتھر استعمال نہ کر سکے اور نہ ہی اس کی تعمیر حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر مکمل کر سکے۔ چنانچہ انہوں نے اس کا دروازہ اس طرح زمین کی سطح سے اونچا رکھا تا کہ جس کو وہ چاہیں کعبہ شریف میں داخل ہونے کی اجازت دیں اور جس کو چاہیں منع کر دیں پس جب عبداللہ زبیر کو اس پر قدرت ہوئی تو اس نے ایسا ہی کیا جب عبدالملک کو اس کے بعد یہ حدیث پہنچی تو اس نے کہا:

وددنا لو ترکنا وما تولی من ذلک

یعنی، کاش ہم اس معاملہ کو یوں ہی چھوڑ دیتے اور اس کو نہ چھیڑتے۔

اسی سال عبدالملک نے اپنے بھائی بشر بن مروان کو حکم دیا کہ خوارج کا طبقہ ازارقہ کے ساتھ جنگ کے لئے مہلب بن ابی صفرہ کو امیر بنا کر مصرو

بصرہ کی فوجیں اس کی ماتحتی میں دی جائیں چونکہ بشر بن مروان کو مہلب بن ابی صفرہ سے قلبی طور پر نفرت تھی اس لئے اس نے عبدالملک کے اس حکم کو بادل ناخواستہ قبول کیا اور اس نے لوگوں کو مجبوراً مہلب بن ابی صفرہ کی اطاعت پر راضی کیا اور بشر بن مروان کے لئے عبدالملک کے حکم کی تعمیل کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں تھا چنانچہ اس نے کوفیوں کے امیر عبداللہ بن مخنف کو ہدایت کی کہ وہ اپنے احکامات پر سختی کے ساتھ عمل کرائے اور مہلب بن ابی صفرہ کا کوئی مشورہ اور اس کی کوئی رائے قبول نہ کرے پس مہلب بن ابی صفرہ اہل بصرہ کو لے کر روانہ ہوا اور دوران سفر راستے کے دوسرے امراء بھی اس کے ساتھ ہوئے یہاں تک کہ رامہرمز کے مقام پر پڑاؤ ڈالا یہاں پر مہلب دس دن بھی نہ ٹھہرا تھا کہ اسے بشر بن مروان کی موت کی اطلاع ملی بصرہ میں ان کا انتقال ہوا تھا اور وہاں کا حاکم اب خالد بن عبداللہ مقرر ہوا تھا۔ یہ خبر سن کر مہلب نے کچھ فوجیں تو وہیں چھوڑ دیں اور بقیہ افواج کو لے کر بصرہ واپس پہنچا اسی دوران خالد بن عبداللہ نے باغیوں کو دھمکی آمیز خط لکھا کہ اگر وہ امیر کے پاس نہ پہنچے تو سخت نقصان اٹھائیں گے نیز ان کو عبدالملک کی جاہ سلطنت کا رعب جما کر تنبیہ کی چنانچہ جب ان باغیوں نے عمرو بن حریث سے کوفہ جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے جواب میں لکھا کہ تم نے اپنے امیر کو چھوڑ دیا ہے اور تم باغی بن کر آئے ہو ایسے باغیوں کو نہ کوئی اجازت ملے گی اور نہ ان کو تحفظ دیا جائے گا۔

جب ان باغیوں کو پتہ چلا تو یہ سب اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر مختلف علاقوں کی طرف چلے گئے اور روپوش ہو گئے یہاں تک کہ بشر بن مروان کی جگہ حجاج عراق کا گورنر بنا۔ اس کی مزید تفصیل عنقریب آئے گی۔

بکیر بن وشاح کی معزولی...... اسی سال عبدالملک بن مروان نے بکیر بن وشاح تمیمی کو خراسان کی گورنری سے معزول کر کے عبداللہ بن خالد بن اسید قرشی کو گورنر مقرر کیا تا کہ لوگ اس پر اتفاق کر لیں اور اس عزل و نصب کی ضرورت اس لئے تھی کہ عبداللہ بن خازم کے بعد خراسان فتنہ کا مرکز بن گیا تھا جب امیہ بن عبداللہ خراسان آیا تو اس نے بکیر بن وشاح کو پولیس کی سربراہی کی پیشکش کی لیکن اس نے انکار کیا اور اس سے طخارستان کا گورنر بنانے کا مطالبہ کیا لیکن لوگوں نے امیہ سے اسے اس طرح اکیلے چھوڑ دینے پر اندیشے کا اظہار کیا اس لئے امیہ نے اس کو اپنے پاس ہی مقیم رکھا۔ ابن جریر نے کہا کہ حجاج اس سال امیر حج بنا۔ جب کہ وہ مدینہ، مکہ، یمن اور یمامہ کا گورنر تھا نیز اس نے یہ بھی کہا ہے کہ عبدالملک نے بھی اسی سال عمرہ ادا کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۷۴ ہجری میں وفات پانے والے

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا ذکر...... حضرت رافع بن خدیج بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں جنگ احد اور اس کے بعد کی جنگوں میں شریک ہوئے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہم کارب تھے، زراعت اور کھیتی باڑی کے کاموں میں بھی ایک دوسرے کے شریک تھے۔ چھیاسی سال کی عمر میں ۷۴ھ میں ان کا انتقال ہوا ان سے اٹھتر احادیث مروی ہیں جو سب کی سب قوی ہیں، جنگ احد کے دن ان کی ہنسلی میں ایک تیر لگا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اختیار دیا تھا کہ چاہے تو ان سے تیر نکال دیا جائے اور چاہے تو اسے اسی طرح چھوڑ دیا جائے جو ان کے لئے قیامت کے دن گواہی دے گا۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے دوسری صورت قبول کی چنانچہ یہی زخم خراب ہوا اور اسی سال اس زخم کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذکر...... ان کا نام گرامی سعد بن مالک بن سنان انصاری خزرجی تھا یہ فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جلیل القدر صحابی ہیں جنگ احد میں کم سنی کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے اس کے بعد غزوۂ خندق میں پہلی مرتبہ شریک ہوئے اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شرکت فرمائی۔ ان سے بہت ساری احادیثیں مروی ہیں اور صحابہ کرام کی جماعت میں سے بھی ایک عظیم جماعت ۔ یہ انہوں نے روایت نقل کی ہیں تابعین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی بڑی جماعت نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ شریف فاضل عالم صحابہ کرام میں ان کا شمار ہوتا ہے علامہ واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ۷۴ھ میں ان کا انتقال ہوا لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے دس برس پہلے

ان کا انتقال ہوا۔ واللہ اعلم۔

طبرانی نے لکھا ہے کہ مقدام بن داؤد نے ہمیں بیان کیا ان سے خالد بن نزار نے، ان سے ہشام بن سعید نے، انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سے کن لوگوں پر زیادہ مصیبت آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا انبیاء پر میں نے پوچھا ان کے بعد کن لوگوں پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا صلحا پر ان میں سے بعض تو اس قدر فقر وفاقہ میں مبتلا ہوئے تھے کہ ان کے جسم پر سوائے ستر عورت کے ایک صدری یا جبہ کے کوئی لباس نہ ہوتا تھا کسی کے جسم میں ایسی جوئیں پڑتی تھیں کہ ان کی تکلیف سے نجات مشکل ہوتی تھی مگر ان کے ان تکالیف کے باوجود صبر کا عالم یہ ہوتا تھا کہ راحت وآرام کی زندگی سے زیادہ ان کو اذیت وتکلیف والی زندگی پسند تھی۔

قتیبہ بن سعید کہتے ہیں ہمیں لیث بن سعد نے بیان کیا انہوں نے ابن عجلان سے انہوں نے سعید المقبری سے اور انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان کے اہل وعیال نے جب ایک دن روزمرہ کی ضروریات کا تقاضہ کیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاجت روائی کے لئے حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشرف فرما تھے اور فرما رہے تھے کہ، اے لوگو اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم سوال کرنے سے مستغنی ہو جاؤ اور جو شخص سوال کرنے سے پرہیز کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بہت دے گا جو شخص استغناء برتے گا اللہ تعالیٰ اس کو مالدار کر دے گا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو صبر سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں عطا فرمائی اور اگر تم سوال کرنے سے نہیں رکو گے تو میرے پاس جو کچھ ہو گا وہ تمھیں عطا کر دوں گا، اس کو طبرانی نے عطاء بن یسار سے اور انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ...... ابن خطاب قرشی عدوی ابوعبدالرحمٰن مکی پھر مدنی اپنے والد ماجد کے ساتھ اسلام قبول کر لیا تھا اور بلوغت کو بھی نہ پہنچے تھے کہ اپنے والد کے ساتھ ہجرت کی جب کہ ان کی عمر صرف دس سال تھی غزوہ احد کے دن کم سنی کی وجہ سے جنگ میں شرکت کی اجازت نہ ملی لیکن غزوہ خندق کے موقع پر شرکت کی اجازت ملی جب کہ ان کی عمر پندرہ سال کی تھی اس کے بعد دوسرے غزوات میں شریک رہے۔ یہ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر کے حقیقی بھائی تھے ان کی والدہ زینب بنت مظعون تھیں جو عثمان بن مظعون کی بہن تھیں۔ عبداللہ بن عمر میانہ قد والے تھے گندم گوں رنگ والے ان کے سر کے بال جمع تھے جو کندھوں تک پہنچتے تھے، تن آور تھے داڑھی میں سنہرا خضاب لگواتے تھے اور اپنی مونچھوں کو کٹواتے تھے۔ اور وہ ہر نماز کیلئے تازہ وضو کرتے تھے اور پانی کو اپنی آنکھوں کی اندرونی طرف تک داخل کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو قضاء کے منصب پر فائز کرنا چاہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ ان کے والد نے بھی اس منصب پر فائز کرنا چاہا تھا۔ یرموک، قادسیہ، جلولاء اور فارس کے دوسرے معرکوں میں شریک رہے نیز فتح مصر کے وقت بھی موجود رہے اور وہاں پر ایک گھر بھی تعمیر کروایا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ، فارس اور مدائن کا بھی کئی مرتبہ دورہ کیا۔ حضورا کرم ﷺ کے انتقال کے وقت ان کی عمر بائیس سال تھی۔ عبداللہ بن عمر کو اپنے مال وجائداد میں کوئی چیز زیادہ پسندیدہ نظر آتی تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر ڈالتے۔ ان کے غلاموں کو ان کی اس عادت کا پتہ تھا اس لئے عام طور پر ان میں سے کوئی ایک مسجد میں دیر تک رکا رہتا تھا جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ دیکھتے تو اس غلام کو آزاد کر دیتے ایک مرتبہ لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے مکروفریب کرتے ہیں تو آپ نے جواباً فرمایا، یہ لوگ اگر ہم سے اللہ تعالیٰ کے لئے فریب کرتے ہیں تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے لئے اس دھوکہ کو گوارا کر لیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک باندی تھی جس کو وہ بہت پسند کرتے تھے ان کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد کر دیا اور اپنے آزاد کردہ غلام نافع سے اس کا نکاح کر دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہرگز نیکی میں کمال حاصل نہیں کرسکو گے جب تک اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک اونٹ خریدا جب اس پر سواری کی تو انہیں بہت پسند آیا، نافع سے ارشاد فرمایا کہ اے نافع اس اونٹ کو صدقہ کے اونٹوں میں شامل کر دیا جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ابن جعفر نے نافع غلام کی دس ہزار قیمت دینا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے خاطر آزاد کر دیا اسی طرح ایک مرتبہ ایک غلام چالیس ہزار میں خریدا اور اس کو آزاد کر دیا تو غلام نے کہا اے میرے آقا آپ نے مجھے آزاد تو کر دیا لیکن مجھے زندگی کی گزر و بسر کے لئے تو کچھ عنایت فرمائیں تو اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو چالیس ہزار دیدیئے۔ اسی طرح ایک مرتبہ انہوں نے پانچ غلام خرید لئے اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تو وہ پانچوں کے پانچ غلام بھی ان کے پیچھے نماز پڑھنے لگ گئے تو آپ نے پوچھا کہ تم لوگ کس کے لئے نماز پڑھ رہے ہو، انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کے لئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سب اس کے (اللہ) کے نام پر آزاد ہو جس کے لئے تم نے نماز پڑھی پھر ان کو آزاد کر دیا۔ حاصل یہ کہ انہوں نے اپنی موت تک ایک ہزار غلام آزاد کر دیئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بسا اوقات ایک ہی مجلس میں تیس تیس ہزار دینار صدقہ کر دیتے ان کی عادت تھی کہ جب تک کسی یتیم کو اپنے دسترخوان پر نہ بٹھا لیتے گوشت تناول نہیں فرماتے تھے۔ بعض اوقات یتیم نہ ملنے کی صورت سے کئی کئی دن اور مہینہ تک انتظار کرتے۔

ان کے پاس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کے سلسلے میں ایک لاکھ دینار بھیجے تھے مگر ایک سال پورا ہونے سے پہلے انہوں نے یہ ساری رقم خرچ کر دی تھی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالی کے علاوہ کسی سے مانگتا نہیں ہوں اور اللہ تعالیٰ جو کچھ مجھے دے دیتا ہے اسے شکر کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ فتنہ کے زمانہ میں جو امیر آتا تھا وہ ان کے پیچھے نماز ادا کرتا تھا اور اپنے اموال کی زکواۃ خرچ کرنے کے لئے ان کو دے دیتا تھا وہ مناسک حج سب سے زیادہ جانتے تھے اور حضور اکرم ﷺ کے آثار کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تلاش کرتے تھے اور وہاں نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ جس درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے۔ اس درخت کی حفاظت فرماتے اور اس کی جڑوں میں پانی ڈالتے تھے اور جب بھی عشاء کی نماز جماعت سے رہ جاتی تو اس کی تلافی کے لئے پوری رات بیداری میں گزارتے تھے۔ آپ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے تھے۔

لوگ کہا کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب تک زندہ رہے وہ فضل و کمال میں اپنے والد کی طرح تھے جس دن ان کا انتقال ہوا تو وہ زندہ لوگوں میں سب سے بہتر سمجھے جاتے تھے۔ ساٹھ سال تک لوگ ان سے فتویٰ حاصل کرتے رہے۔

انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بہت ساری احادیث روایت کی ہیں اس کے علاوہ انہوں نے حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی، سعد، ابن مسعود، حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی روایات نقل کی ہیں اور خود ان سے بہت سے لوگوں نے جن میں ان کے بیٹوں حمزہ، بلال، زید، سالم، عبداللہ، عبیداللہ، اسلم، انس بن سیرین، حسن، سعید بن جبیر، سعید بن المسیب، طاؤس، عروہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، ابن سیرین، زہری اور ان کے آزاد کردہ غلام نافع نے روایات بیان کی ہیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ نیک آدمی ہے بشرطیکہ قائم اللیل ہو، چنانچہ اس ارشاد کے بعد وہ ہمیشہ قیام اللیل کرتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ قریش کے نوجوانوں میں عبداللہ بن عمر سب سے زیادہ اپنے نفس پر قابو پانے والے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عبداللہ ابن عمر کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ جس کو دنیا نے اپنی طرف مائل نہیں کر لیا ہو۔ اور عبداللہ بن عمر کے علاوہ دنیا کا کوئی شخص نہیں ہے کہ مال و دولت ملنے کے بعد اس کے درجات کم نہ ہوئے ہوں۔ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہونا تھا، ہو گیا۔ لیکن دنیا کا کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو ابن عمر جیسے اعمال کے ساتھ اللہ سے ملنا نہ پسند کرتا ہو۔ زہری کا کہنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر متوازن ارادہ کے مالک تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے لیکن اپنے اور صحابہ کرام کے احوال سے مکمل باخبر رہتے تھے۔ مالک کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر چھیاسی برس زندہ رہے اور ساٹھ سال تک فتویٰ دیتے رہے۔ دور دراز سے لوگ ان کے پاس آیا کرتے تھے۔ واقدی اور دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ ابن عمر کا انتقال ۷۴ھ میں ہوا۔ لیکن زبیر بن بکار اور دوسرے حضرات کا قول یہ ہے کہ ۷۳ھ میں ان کا انتقال ہوا لیکن قول اول صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ...... ابن قتادہ بن سعد بن عامر بن خندع بن لیث، لیثی ثم الخندعی، ابو عاصم اہل مکہ کے قاضی تھے۔ بقول مسلم بن حجاج ان کی ولادت نبی کریم ﷺ کی حیاۃ طیبہ میں ہوئی۔ بعض کی روایت کے مطابق ان کو حضور ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔

انہوں نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے اور ان کی صحبت بھی ملی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، عبداللہ بن عمر اور ام سلمہ وغیرہ سے بھی ان کی روایات منقول ہیں نیز ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں آپ کی توثیق ابن معین اور ابو زرعہ وغیرہ نے بھی کی ہے۔ ان کے حلقہ صحبت میں ابن عمر جیسے بزرگ صحابی بھی شامل تھے جو ان کی وعظ ونصیحت سے متاثر ہو کر بے اختیار رونا شروع کر دیتے تھے عبید بن عمیر بڑے فصیح و بلیغ تھے، اپنے وعظ کے دوران خود بھی روتے تھے یہاں تک کہ کنکریاں ان کے آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھیں۔

مہدی بن میمون نے غیلان بن جریر سے روایت کیا ہے کہ عبید بن عمیر جس سے مواخات کا معاملہ کرتے تھے تو اس کو لے کر قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے اور اس طرح دعا کرتے تھے۔ اے اللہ ہمیں نیک بخت بنا، اس رشد وہدایت کے ذریعے جو آپ کا نبی لے کر آیا ہے اور محمد ﷺ کو ہمارے ایمان کا گواہ بنا دے اور ہمیں نیکیوں کے حصول کی توفیق عطا فرما اور دور دراز کی آرزؤں سے اور امیدوں سے ہمیں دور رکھ، ہمارے دلوں کو نرم کر اور ناحق باتیں کہنے سے ہمیں محفوظ رکھ اور ہم تجھ سے کوئی ایسا سوال نہ کریں جس کا ہمیں علم نہ ہو۔

بخاری نے ابن جریر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ان کا انتقال عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ ...... ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا پورا نام وہب بن عبداللہ سوائی ہے، حضور اکرم ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ کی صحبت کا شرف ان کو حاصل ہوا ہے انہوں نے آپ ﷺ کو اپنی بلوغت سے پہلے آپ ﷺ کے انتقال کے وقت دیکھا لیکن آپ ﷺ سے کئی احادیث بیان کی ہیں، نیز حضرت علی اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ابو جحیفہ سے تابعین کی ایک جماعت نے راویت کی ہے، جن میں اسماعیل بن ابی خالد، حکم، سلمہ بن کہیل، شعبی اور ابو اسحاق السبیعی شامل ہیں۔ یہ کوفہ تشریف لے گئے اور وہاں پر اپنا مکان بنوایا اور اسی سال یعنی ۷۴ میں وہاں پر ان کا انتقال ہوا۔ بعض کا کہنا ہے کہ ان کا انتقال ۹۴ھ میں ہوا۔ واللہ اعلم۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے محافظوں (باڈی گارڈ) میں سے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لئے منبر پر کھڑے ہوتے تھے تو اس وقت ابو جحیفہ ان کے منبر کے پیچھے بغرض حفاظت کھڑے رہتے تھے۔

سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ ...... حضرت سلمہ بن الاکوع ابن عمرو بن سنان انصاری ہیں۔ بیعت رضوان کرنے والوں میں شامل تھے۔ ان کا شمار شہسوار اور علماء صحابہ کرام میں ہوتا تھا۔ مدینہ منورہ میں فتویٰ بھی دیتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات اور اس کے بعد کی جنگوں میں شریک رہے ستر سال سے زائد عمر پائی اور مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔

مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر ...... مالک بن رضی اللہ عنہ عامر اصبحی مدنی کہلاتے ہیں۔ یہ امام مالک بن انس کے دادا ہیں، انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے اور دوسروں سے بھی روایت نقل کی ہے۔ مالک رضی اللہ عنہ عالم وفاضل تھے۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔

ابو عبدالرحمٰن السلمی ...... ابو عبدالرحمٰن کا شمار اہل کوفہ کے مہمان نوازوں میں ہوتا ہے۔ ان کا نام گرامی عبداللہ بن حبیب ہے۔ انہوں نے حضرت عثمان بن عفان اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک سنایا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی جماعت سے بھی قرآن پاک سن چکے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر حجاج کی گورنری تک یہ کوفہ کے سب سے بڑے قاری شمار ہوتے تھے ان سے عاصم بن ابی النجود وغیرہ نے قرآن کریم پڑھا کوفہ میں ان کی وفات ہوئی۔

ابو معرض اسدی ...... ان کا نام نامی مغیرہ بن عبداللہ کوفی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں ان کی ولادت ہوئی۔ یہ عبدالملک بن مروان کے دربار میں بھی تشریف لائے اور اس کی تعریف کی ان کے اشعار اچھے ہوتے ہیں اور یہ اقیطشی تخلص کے ساتھ معروف تھے، ان کا چہرہ سرخ اور ان کے

بال گھنے تھے۔ ان کی وفات کوفہ میں ۷۴ھ میں ہوئی اور انہوں نے تقریباً اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

بشر بن مروان ...... عبدالملک بن مروان کے بھائی بشر بن مروان اموی ہیں۔ یہ عبدالملک بن مروان کی طرف سے اہل عراق کے گورنر تھے۔ دمشق میں عقبۃ اللباب کے قریب ان کا گھر تھا۔ یہ بہت سخی اور مالدار تھے۔ جیرون کے قریب دیر مروان انہی کی طرف منسوب ہے۔ یہ وہی ہے جس نے مرج راھط والے دن خالد بن حصین کلابی کو قتل کروایا تھا۔ یہ اپنے دروازے کبھی بند نہیں کرواتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ پردہ میں رہنا عورت کا خاصہ ہے (مرد چھپ کر نہیں بیٹھتے) یہ ہنس مکھ چہرے والے تھے اور شعراء کو ہزاروں کا انعام دیا کرتے تھے ان کی تعریف کرنے والوں میں فرزدق اور اخطل بھی شامل ہیں۔

جہمیہ نے استواء علی العرش پر اخطل شاعر کے اس شعر سے استدلال کیا ہے، وہ شعر یہ ہے:

قد استویٰ بشر علی العراق — من غیر سیف و دم مهراق

یعنی بشر بن مروان نے بغیر تلوار چلائے اور بغیر خون ریزی کئے عراق میں قبضہ کر لیا۔

جہمیہ کا یہ استدلال کئی وجوہات سے باطل ہے۔ اخطل شاعر نصرانی تھا۔

بشر کے بازو میں ایک پھوڑا نکل آیا تھا جو اس کی موت کا سبب بنا۔ پھوڑا نکلا تو اس سے کہا گیا کہ ہاتھ گٹوں سے کاٹ دیا جائے۔ لیکن اس کے باوجود وہ زخم سرایت کر گیا یہاں تک کہ کندھے تک پہنچا اور پھر وہ پیٹ تک پہنچا اور اسی سے اس کی موت واقع ہوئی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو رو کر کہنے لگا کہ کاش آج میں ایک غلام ہوتا اور جنگل میں بکریاں چرایا کرتا اور ذمہ داریاں میرے اوپر نہ ہوتیں۔ اس کا یہ قول ابوحازم یا سعید بن مسیب سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ان کو موت کے وقت ہماری پناہ لینے پر مجبور کر دیا نہ کہ ہمیں ان کے پاس پناہ لینے کے لئے جانا پڑا۔ اور حسن کا بیان ہے کہ میں ان کے پاس گیا تو وہ اپنی چارپائی پر بے قرار تڑپ رہا تھا اس کے کچھ دیر بعد وہ اس کے نیچے اترا۔ اس کے اردگرد اطباء موجود تھے اور وہ بے بسی سے سب کو دیکھ رہا ہے۔ ۷۴ھ میں بصرہ میں اس کا انتقال ہوا۔ یہ پہلا گورنر تھا جس کا انتقال بصرہ میں ہوا۔ عبدالملک بن مروان کو جب ان کے انتقال کی اطلاع ملی تو وہ اس پر غمگین ہوا اور اس نے شعراء کو اس کا مرثیہ لکھنے کی ہدایت کی۔ واللہ اعلم۔

سن ۷۵ ہجری

۷۵ ہجری میں محمد بن مروان نے جو عبدالملک بن مروان کا بھائی تھا، رومیوں سے جنگ کی، مرعش سے نکلنے کے بعد ان لوگوں نے یہ جنگ کی۔ اسی سال عبدالملک نے مدینہ کی گورنری یحییٰ بن حکم بن ابی العاص کے حوالے کر دی اور حجاج کو معزول کر دیا۔ اسی سال عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو عراق، بصرہ، کوفہ اور اس کے قرب و جوار کے بڑے بڑے علاقوں کا امیر و گورنر بنا دیا اور یہ سب کچھ بشر بن مروان کے انتقال کے بعد ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبدالملک کے خیال میں اہل عراق کی سرکشی روکنے کے قابل سوائے حجاج بن یوسف کے اور کوئی نہ تھا۔ صرف وہی اپنے رعب و دبدبہ، شان و شوکت اور ہیبت و عظمت کی وجہ سے اہل عراق کی سرکشی پر غالب آ سکتا تھا، چنانچہ عبدالملک نے حجاج کو خط لکھا جو مدینہ ہی میں تھا اور عراق کی گورنری سپرد کر دیئے جانے کی اطلاع دی۔ عبدالملک کا خط جیسے ہی حجاج کے پاس پہنچا وہ مدینہ سے عراق کے لئے بارہ شہسواروں کے ہمراہ روانہ ہو گیا اور کوفہ والوں کی غفلت کے وقت وہ کوفہ میں داخل ہوا یہ لوگ عمدہ اور تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار تھے۔ چنانچہ اس نے کوفہ کے قریب پڑاؤ ڈالا، غسل کیا، خضاب لگایا، عمدہ لباس پہنا، تلوار لٹکائی اور اپنے عمامہ کو خاص شان سے اپنے سر پر باندھا اور پھر گورنر ہاؤس کی طرف روانہ ہوا۔

یہ جمعہ کا دن تھا اور جمعہ کی پہلی اذان مؤذن دے چکا تھا۔ چنانچہ حجاج لوگوں کی بے خبری میں مسجد جا پہنچا اور منبر پر بیٹھ گیا اور کافی دیر تک خاموش رہا۔ لوگ نظریں اٹھا اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے رہے اور پھر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھنے لگے اور کنکریاں اٹھائیں تاکہ اس کو ماریں۔ اس سے قبل وہ ایک گورنر کے ساتھ ایسا کر چکے تھے جب حجاج کافی دیر تک خاموش رہا جبکہ لوگ حجاج کی گفتگو سننا چاہتے تھے تو وہ ان سے مخاطب ہوا اور سب سے پہلی بات جو اس نے کہی وہ یہ تھی، اے اہل عراق، اے اہل اختلاف، اے اہل نفاق اور اے بداخلاق لوگو! مجھے تمہارے بارے میں یہاں آنے سے پہلے

ہی علم تھا اور اس کی اہمیت سے بھی واقف تھا اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا تھا کہ وہ میرے ذریعے تمہیں آزمائش میں مبتلا کر دے میرے ہاتھ سے وہ کوڑا جس سے میں تمہیں تادیب کرنا چاہتا تھا وہ گزشتہ کہیں گر گیا ہے اس لئے میں نے اس کی جگہ اس کو استعمال کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی لٹکی ہوئی تلوار کی طرف اشارہ کیا اور پھر یہ کہا کہ خدا کی قسم میں تمہارے بڑے کے بدلے میں تمہارے چھوٹے کو پکڑوں گا اور تمہارے غلام کے بدلے تمہارے آزاد کو پکڑوں گا اور پھر تمہیں اس طرح کوٹوں گا جس طرح لوہار لوہے کو کوٹتا ہے جس طرح نان بائی آٹے کو گوندھتا ہے۔ جب لوگوں نے حجاج کے اس انداز گفتگو کو دیکھا تو ان کے ہاتھوں سے کنکریاں گرنا شروع ہو گئیں۔

دوسری روایت کے مطابق حجاج رمضان المبارک کے مہینے میں کوفہ میں ظہر کے وقت مسجد میں داخل ہوا اور منبر پر جا بیٹھا اور وہ سرخ رنگ کی پگڑی پہنے ہوئے تھا جس کے اطراف سے چہرے کو چھپائے ہوئے تھا پھر کہا کہ اے لوگوں کو میری طرف متوجہ کرو۔ لوگوں نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو خوارج سمجھ لیا تھا۔ چنانچہ جب سب لوگ ان کے پاس جمع ہوئے تو پھر اس نے اپنے چہرہ سے پردہ ہٹا لیا اور یہ شعر پڑھا:

انا ابن جلا و طلاع الثنایا متی اضع العمامة تعرفونی

میں مشہور آدمی ہوں اور نشیب و فراز سے واقف ماہر و تجربہ کار ہوں
جب اپنا عمامہ اتاروں گا تو تم اچھی طرح مجھے پہچان لو گے

پھر اس نے کہا اللہ کی قسم! میں ہر معاملے کو اس کی اہمیت کے پیش نظر دیکھتا ہوں اور اس کو اچھی طرح حل کرتا ہوں اور ہر پاؤں میں وہی جوتا پہنتا ہوں جو اس کے برابر ہوتا ہے۔ ہر کام کو اس کی مناسبت سے سمجھداری سے انجام دیتا ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھے کچھ ایسے سر نظر آ رہے ہیں کہ جن سروں کا اپنی گردنوں سے جدا ہونے کا وقت آ گیا ہے بلکہ مجھے تو بعض لوگوں کی پگڑیوں اور داڑھیوں پر بہتا ہوا خون بھی دکھائی دے رہا ہے جو پنڈلیوں تک جا پہنچا ہے۔ پھر اس نے یہ شعر کہے:

هـذا اوان الشعر فاشتدی زیم
قد لفها الليل بسواق حطم
لست براعی ابل ولا غنم
ولا بجزار على ظهر وضم
قد لفها الليل بعصلبی
اروع خراج من الدوی
مهاجر ليس باعرابی

اشعار پڑھنے کے بعد کہا، میں نے آج تک کسی کے ناز و نخرے برداشت نہیں کئے اور نہ ہی مجھ سے کوئی دشمنی کر سکا، میں نے بڑی بڑی جنگیں لڑیں ہیں اور بڑے تجربے حاصل کئے ہیں۔ عبدالملک بن مروان نے اپنے تمام حربے آزما لئے ہیں اب قرعہ میرے نام نکلا ہے اور یہ کام میرے ذمے لگایا ہے اور عبدالملک بن مروان نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ فتنہ و فساد میں مبتلا ہو اور گمراہی کے راستے پر چل پڑے ہو اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے ہو لیکن اللہ کی قسم! میں تمہیں لکڑی کی طرح چھیل دوں گا اور میں جب کسی کو دھمکی دیتا ہوں تو اس کو پورا کر دیتا ہوں اور کسی سے وعدہ کرتا ہوں تو اس کو نبھاتا ہوں اس لئے تم اپنے آپ کو مختلف قسم کی باتوں اور اعتراضات سے دور رکھو اور تفرقہ بازی سے دور رہو اور سیدھے راستہ پر چلتے رہو اور راہ حق سے منہ مت پھیرو ورنہ ہر ایک کو ایسی عبرت ناک سزا دوں گا کہ وہ اپنی مصیبت کا ہی ہو کر رہے گا اور دوسرے کا اس کو ہوش ہی نہیں رہے گا۔

اس فصیح و بلیغ تقریر کے بعد اس نے کہا میں تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس کے بعد اگر میں نے مہلب کے ان آدمیوں کو دیکھا جو بشر بن مروان کی موت کی خبر سن کو واپس لوٹے تھے تو میں ان کا خون بہانے اور انہیں لوٹنے میں ہرگز دریغ نہیں کروں گا اس کے بعد بغیر کچھ کہے وہ منبر سے اتر آیا اور سیدھا گورنر ہاؤس میں داخل ہوا۔

اس واقعہ کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف جب منبر پر چڑھا اور لوگ نیچے جمع ہو گئے تو یہ کافی دیر تک خاموش رہا یہاں تک کہ محمد بن عمیر نے اپنی مٹھی کنکریوں سے بھر لی اور حجاج بن یوسف پر کنکریاں پھینکنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کا ناس کرے، کتنا بور اور کتنا برا شخص ہے! جب حجاج بن یوسف اپنی تقریر ختم کر کے اٹھا تو اس کے ہاتھ سے بلا اختیار کنکریاں گرنا شروع ہو گئیں اور اس کو اس کا پتہ تک نہیں چلا اس لئے کہ وہ حجاج کی فصیح و بلیغ تقریر میں گم ہو چکا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف نے جب اپنی اس تقریر میں یہ کہا کہ چہرے مسخ کر دیئے جائیں۔ اللہ نے مثال بیان کی۔

ترجمہ:......''اللہ نے ایک ایسی مثال بتلائی کہ ایک بستی چین و امن سے تھی اس کو فراغت کی ہر جگہ سے روزی چلی آتی تھی پھر اللہ کے احسانات کی ناشکری کی پھر اس کو اللہ نے مزہ چکھایا کہ ان کے جسم کے کپڑے بھوک اور ڈر ہو گئے بوجہ اس کے جو وہ کرتے تھے۔''

اے لوگو! تم سیدھے راستے پر آ جاؤ ورنہ اللہ کی قسم میں تمھیں بہت ذلیل کروں گا اور تم پر اتنی سختی کروں گا یہاں تک کہ تم فرمانبردار بن جاؤ گے۔ اللہ کی قسم تمہارے ساتھ انصاف ہوگا۔ تم لوگ عوام کو بھڑکانے کے لئے اِدھر اُدھر کی باتیں اور ''یہ ہو گیا وہ ہو گیا، مجھے فلاں فلاں نے فلاں خبر دی ہے''۔ حالانکہ درحقیقت ہوتا کچھ بھی نہیں ہے، ایسے غلط پروپیگنڈے سے دور رہو۔ بصورت دیگر کان کھول کر سن لو اس تلوار سے یہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا جو عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دیتی ہے۔ اور یہ کام اس وقت تک کرتا رہوں گا جب تک تم لوگ بالکل تیر کی طرح سیدھا نہیں ہو جاتے۔ حاصل یہ ہے کہ حجاج نے بڑی طویل فصیح و بلیغ تقریر کی جو بڑی سخت قسم کی وعیدوں اور دھمکیوں پر مشتمل تھی جس میں کسی بھلائی کا وعدہ نہیں تھا۔

تیسرے دن بازار میں حجاج بن یوسف کے کانوں میں تکبیر کی آواز آئی وہ نکلے اور منبر پر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اے اہل عراق، اے اہل اختلاف، اے اہل نفاق، اے بد اخلاق لوگو! میں نے آج بازار میں ایک تکبیر سنی ہے جو ایسی تکبیر نہیں ہے کہ جس میں ترغیب ہو البتہ وہ ایسی تکبیر ہے کہ جس میں ترہیب و تخویف ہے۔ اے نامراد عورتوں کی اولاد، اے لاتوں کے بھوت، اے باندیوں اور یتیموں کی اولاد آگاہ ہو جاؤ! تم میں سے کوئی آپے سے باہر نہ ہو جائے اور پھونک پھونک کر قدم رکھے۔ اللہ کی قسم تم لوگ ایسے حالات سے دوچار ہونے والے ہو جو پہلوں کے لئے درس عبرت ہوگا اور بعد والوں کے لئے تنبیہ و تادیب ہوگی۔

اس تقریر کے بعد عمیر بن ضابی تمیمی حنظلی کھڑا ہوا اور حجاج سے مخاطب ہو کر کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر کو نیکی کی توفیق دے ہم خود اس لشکر میں شامل تھے جب کہ میں بیمار اور بوڑھا ہوں اور یہ میرا بیٹا مجھ سے جوان ہے۔ حجاج نے پوچھا تم کون ہو، تو اس نے جواب دیا کہ عمیر بن ضابی تمیمی حنظلی۔ حجاج نے کہا کہ تم نے کل کی میری تقریر سنی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں، حجاج نے کہا کیا تم وہی شخص نہیں ہو جس نے عثمان بن عفان سے لڑائی کی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں حجاج نے کہا تمھیں کس بات نے اس پر ابھارا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ عثمان بن عفان نے میرے بوڑھے باپ کو قید کیا تھا حجاج نے کہا کیا وہ وہی نہیں ہے جس نے یہ کہا تھا:

همت ولم افعل و كدت وليتني فعلت و ليت البكاء حلائلا

''میں نے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے قریب بھی ہو گیا تھا۔ لیکن میں ایسا نہ کر سکا۔ کاش! میں ایسا کر گزرتا اور عورتوں کو روتا چھوڑ دیتا۔''

پھر حجاج نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ شہریوں کے حق میں تمہارا قتل بہتر ہے پھر کہا کہ اے میرے محافظ اٹھ کھڑا ہو اور اس کی گردن مار دو۔ پس ایک محافظ کھڑا ہوا اور اس کی گردن مار دی اور اس کا مال و اسباب بھی لوٹ لیا۔

اس کے بعد حجاج نے لوگوں میں اعلان کروایا کہ سنو عمیر بن ضابی تمیمی نے تقریر سننے کے بعد تین دن تاخیر کی تھی اس لئے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا پھر لوگ نکلے اور پل پر ہجوم کا یہ عالم تھا کہ چار ہزار مذحج فوجیوں نے ایک گھنٹے میں پل عبور کیا اور ان کے ساتھ عرفاء بھی نکلے یہاں تک کہ مہلب کے پاس پہنچے اور اس سے اپنے پہنچنے کا پروانہ بھی لے لیا۔ پھر مہلب نے کہا اللہ کی قسم اب عراق میں ایک بہادر شخص آیا ہے۔ آج تمام دشمن ختم ہو گئے۔

یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ عمیر بن ضابی تمیمی کو حجاج بن یوسف پہچانتا نہیں تھا۔ عنبسہ بن سعید نے حجاج سے کہا کہ اے امیر یہی وہ شخص ہے جو حضرت عثمان بن عفان کی شہادت کے بعد ان کے قریب آیا اور ان کے منہ پر تھپڑ مارا۔ اس پر حجاج نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

پھر حجاج نے حکم بن ایوب ثقفی کو اپنا نائب بنا کر اپنی طرف سے بصرہ بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ خالد بن عبداللہ کے ساتھ سختی کا معاملہ رکھے۔ حجاج نے شریح کو کوفہ کے منصب قضاء پر برقرار رکھا۔ پھر حجاج بصرہ کی طرف چل دیا اور کوفہ میں اپنا قائم مقام ابویعفور کو مقرر کیا اور زرارہ بن اوفی کو بصرہ کا قاضی بنایا اور پھر وہاں سے واپس آیا۔

عبدالملک بن مروان نے اسی سال لوگوں کو حج کرایا اور اپنے چچا یحییٰ کو مدینہ کا گورنر برقرار رکھا اور خراسان کا گورنر امیہ بن عبداللہ کو مقرر کیا۔

اسی سال بصرہ میں لوگ حجاج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، اس کی وجہ یہ تھی کہ عمیر بن ضابی کے قتل کے بعد حجاج نے بصرہ میں بھی قیام کیا تھا اور اس دوران ان کو بھی اہل کوفہ کی طرح ڈرایا دھمکایا تھا پھر بنی یشکر کا ایک آدمی لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ نافرمان ہے۔ اس نے جواب میں کہا میں فتق کا مریض ہوں اس لئے مجھے اللہ نے معذور کر دیا ہے اور بشر بن مروان نے بھی معذور قرار دے کر چھوڑ دیا تھا اور میرا یہ نذرانہ بیت المال کے لئے ہے لیکن حجاج نے اس کا یہ نذرانہ بھی رد کر دیا اور اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ قتل کیا گیا اس واقعہ سے اہل بصرہ خوف وہراس میں مبتلا ہو گئے اور وہ بصرہ سے نکل کر رامہرمز کے پل کے پاس جمع ہو گئے۔ عبداللہ بن جارود ان کا سردار تھا۔ اسی سال شعبان کے مہینے میں حجاج ان کی سرکوبی کے لئے لشکر کے سرداروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ باہم گھمسان کی جنگ ہوئی اور ان کا سردار عبداللہ بن جارود مارا گیا حجاج نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ عبداللہ بن جارود اور ان کے دوسرے سرداروں کے سر رامہرمز کے پل کے ساتھ لٹکا دیئے جائیں۔ حجاج نے اس کے بعد ان سروں کو مہلب کے پاس بھیجا۔ اس صورت حال سے اس کو بہت تقویت حاصل ہوئی اور خوارج کا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

حجاج بن یوسف نے مہلب اور عبدالرحمٰن بن مخنف کو بھیجا اور ان کو خوارج کے خلاف مقابلہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ دونوں دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر خوارج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کو رامہرمز کے تمام ٹھکانوں سے ہلکی پھلکی جنگ سے جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ خوارج ولایت سابور کے علاقے کازرون کی طرف بھاگ نکلے اور دوسرے لوگ بھی ان کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گئے دونوں جماعتوں کی رمضان المبارک کے آخری عشرے میں جنگ ہوئی۔ جب رات خوب تاریک ہو گئی تو خوارج نے موقع پا کر مہلب پر شب خون مارا لیکن مہلب نے خندق کھدوا کر اپنے آپ کو اور اپنے لشکر کو محفوظ کر لیا تھا۔ اس کے بعد خوارج عبدالرحمٰن بن مخنف کے پاس آئے ان کو انہوں نے غیر محفوظ پایا جب کہ مہلب نے اس کو بھی خندق کھدوا کر اپنے لشکر کو محفوظ کر لینے کا حکم دیا تھا لیکن اس نے اس کے حکم پر عمل نہیں کیا تھا۔ چنانچہ رات ہی کو گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ خوارج نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو قتل کر دیا اور اس کے لشکر کو بری طرح شکست دی۔

کہا جاتا ہے کہ خوارج اور عبدالرحمٰن بن مخنف کی یہ جنگ بروز بدھ رمضان کے پہلے عشرے میں ہوئی تھی اور یہ ایسی تاریخی جنگ تھی کہ خوارج نے اس سے پہلے ایسی شدید جنگ نہیں لڑی تھی۔

خوارج نے مہلب بن ابی صفرہ کے لشکر پر حملہ کیا اور اس کو اپنے ٹھکانے کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ عبدالرحمٰن بن مخنف نے یکے بعد دیگرے گھوڑوں اور سپاہیوں کی امداد بھیجی۔ خوارج عبدالرحمٰن بن مخنف کے پاس عصر کے وقت پہنچے اور رات تک جنگ جاری رہی اور رات ہی میں عبدالرحمٰن بن مخنف کو قتل کر دیا گیا اور اس کے ساتھ اس کے سپاہیوں کو بھی کثیر تعداد میں قتل کر دیا جو اس کے ساتھ ثابت قدمی سے لڑتے رہے۔

صبح ہوئی تو مہلب نے آ کر اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی اور حجاج بن یوسف کو اس کی ہلاکت کی اطلاع کر دی۔ حجاج نے عبدالملک بن مروان کو تعزیتی خط لکھا۔ عبدالملک نے لوگوں کو منیٰ کے مقام پر عبدالرحمٰن کی موت کی خبر دی۔ حجاج نے عتاب بن ورقاء کو اس کی جگہ امیر بنایا اور اس کو یہ حکم دیا کہ وہ مہلب بن ابی صفرہ کے تابع رہے۔ یہ حکم عتاب بن ورقاء کو اگرچہ ناگوار گزرا لیکن حجاج کے حکم کی اطاعت کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہ تھا اور حجاج کی خلاف ورزی کرنا اس نے ناپسند سمجھا پس وہ مہلب کے پاس چلا گیا۔ عتاب بادل ناخواستہ ظاہر میں مہلب کی اطاعت کرتا تھا اور اکثر خلاف ورزی کر جاتا تھا۔ پھر باہم گفت وشنید ہوئی اور مہلب نے عتاب پر سرزنش کرنا چاہی لیکن بعض لوگ درمیان میں رکاوٹ بن گئے۔ اس پر عتاب نے حجاج کو مہلب سے متعلق شکایت کا خط لکھا۔ حجاج نے عتاب کو خط لکھا کہ وہ مہلب کی ماتحتی میں کام نہ کرے اور حجاج کے پاس چلا

جائے۔اس کے بعد اس کے بعد مہلب نے اپنے بیٹے حبیب بن مہلب کو امیر مقرر کیا۔

۷۵ھ ہی میں داؤد بن نعمان مازنی بصرہ کے گردونواح میں بغاوت کردی۔حجاج نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک امیر کو سریہ کے ساتھ روانہ کیا انہوں نے جا کر اس کو قتل کر دیا۔

صالح بن مسرح کی تبلیغ...... ابن جریر کا بیان ہے کہ اسی سال صالح بن مسرح جو بنی امرالقیس کا آدمی تھا اس نے کچھ ہل چل شروع کردی۔یہ شخص صفریہ (خوارج کا ایک گروہ) کی رائے کو ترجیح دیتا تھا۔کہا گیا ہے کہ صالح بن مسرح پہلا وہ شخص ہے جو صفریہ سے نکل کر خارجی بنا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سال اس نے لوگوں کو حج کرایا تھا اور اس کے ساتھ شبیب یزید خارجی ،بطین اور دوسرے روٗ سا خوارج تھے۔اتفاق سے اسی سال عبدالملک بن مروان نے بھی حج کیا اور شبیب بن یزید خارجی اس دوران اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا حج سے واپس لوٹنے کے بعد عبدالملک بن مروان کو اس کا علم ہوا تو اس نے حجاج کو لکھا کہ اسے ڈھونڈ نکالا جائے۔صالح بن مسرح کا کثرت سے کوفہ میں آنا جانا تھا اور وہاں ٹھہرا بھی کرتا تھا اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی۔جو اس کی بہت گرویدہ اور معتقد تھی جس کا تعلق اہل دارا اور موصل سے تھا صالح بن موصل ان کو قرآن پاک کی تعلیم دیا کرتا تھا اور ان کو قصص القرآن سنایا کرتا تھا اور بہت عابد وزاہد تھا جب بھی قصہ بیان کرتا تو اللہ کی تعریف وثناء اور رسول اللہ ﷺ پر درود سے ابتداء کرتا تھا۔اس کے بعد حاضرین کو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت اور اسی کی تیاری کی ترغیب دیا کرتا تھا اور لوگوں کو موت کی تیاری کے لئے ترغیب دیتا تھا۔اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی تعریف بیان کرتا تھا اور ان کا ذکر خیر بھی نہایت ادب واحترام سے کیا کرتا تھا لیکن اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کو برا بھلا کہتا تھا اور ناشائستہ کلمات ان کی شان میں کہتا تھا۔جس طرح دوسرے خوارج حضرت عثمان کی شان میں نازیباالفاظ استعمال کیا کرتے تھے اور ان کو شہید کر دیا تھا۔

صالح بن مسرح لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب کے علاوہ ان کو دوسرے خارجیوں کے ساتھ مل کر خارجی بننے پر بھی تیار کرتا تھا اور جو لوگ ان کے مشن کے مخالف تھے ان کے قتل پر اپنے متبعین کو ابھارتا تھا۔صالح بن مسرح دنیا کی پرزور مذمت کیا کرتا تھا اور دنیوی معاملات کو حقارت کی نظر سے دیکھا کرتا تھا اس لئے لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس کی باتوں کو توجہ سے سنتی تھی۔

شبیب بن یزید خارجی نے صالح بن مسرح کو خارجی بننے میں دیر کرنے والا پا کر اس کو خط لکھا اور خروج پر اس کو برانگیختہ کیا اور خروج پر زور دیا۔پھر اس پر بس نہیں کیا بلکہ خود صالح کے پاس آیا جو اس وقت دارا میں تھا چنانچہ باہم وعدہ وعید کر کے ۷۶ھ کے ماہ صفر میں خروج کے لئے تیار کر لیا۔اس مہم کے پیش نظر شبیب بن یزید اس کا بھائی مصاد مجلل اور فضل بن عامر اور دوسرے بڑے بڑے روٗ سا صالح کے پاس آئے۔جواب تک دارا میں تھا۔ان لوگوں کی تعداد ایک سودس تھی۔پھر ان لوگوں نے باہم مل کر محمد بن مروان کے گھوڑوں پر حملہ کیا اور ان کو پکڑ کر لے گئے ،اس کی مزید تفصیل بعد میں آئے گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

۷۵ھ میں وفات پانے والے

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ...... ابومسہر اور ابوعبید کے بقول ۷۵ھ میں جو لوگ انتقال کر گئے ان میں عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی کنیت ابونجیح تھی جو حمص کے رہنے والے تھے بڑے جلیل القدر صحابی تھے یہ اور عمرو بن عنبسہ دونوں قدیم الاسلام تھے اور ان کا شمار اہل صفہ میں ہوتا تھا۔عرباض بن ساریہ کا شمار ان رونے والوں میں ہوتا ہے جن کے متعلق سورۃ برأت میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم ...... الخ

ان کی تعداد نو تھی حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کہ راوی بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جس کو سن کر دلوں میں خوف پیدا ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔حضرت عرباض بن ساریہ اس حدیث کے بھی راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پہلی صف والوں کو تین بار اور دوسری صف والوں کو ایک بار مرحبا کہتے تھے۔

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بڑے بزرگ شخص تھے اور اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پاس بلالیں اور وہ دعا کیا کرتے تھے کہ، اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں میری ہڈیاں بوسیدہ ہوگئی ہیں پس تو مجھے اپنی طرف اٹھالے۔

عرباض بن ساریہ نے ان کے علاوہ متعدد احادیث روایت کی ہیں۔

ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ......ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ بیعت رضوان میں شریک رہے اور غزوہ حنین میں بھی جہاد میں شریک رہے۔ ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے۔ جو شروع میں ہی شام چلے گئے تھے اور دمشق کے مغربی سمت قبلہ کی طرف رہتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دمشق کے مشرقی گاؤں بلاط میں مقیم رہے واللہ اعلم۔

ان کے نام اور ان کے والد کے نام کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ ان سب اقوال میں مشہور قول کے مطابق ان کا نام جرثوم بن ناشر ہے۔ حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے تابعین کی ایک جماعت نے۔ ان میں سعید بن مسیب، مکحول شامی، ابوادریس خولانی اور ابوقلابہ جرمی شامل ہیں۔ یہ ان حضرات میں شامل ہیں جو کعب احبار کی مجلس میں شریک رہتے تھے۔ یہ ہر رات کو باہر نکلتے اور نہایت غور فکر سے آسمان کی طرف دیکھتے اور پھر واپس گھر لوٹ آتے تھے اور اللہ رب العزت کے حضور سجدہ کرتے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ بیشک مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی تکلیف دہ موت نہیں دے گا جیسے میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ تکلیف کی حالت میں مرتے ہو۔ ایک رات نماز پڑھ رہے تھے کہ سجدہ کی حالت میں ان کی روح پرواز کر گئی۔ ان کی صاحبزادی نے خواب میں دیکھا کہ ان کے باپ کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو کر جاگ گئی اور گھبرا کر اپنی والدہ کے پاس آ کر کہا کہ میرے باپ کہاں ہیں، ماں نے کہا وہ تو اپنے مصلے پر ہیں۔ بچی نے والد کو آواز دی لیکن وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا پس وہ باپ کے قریب آئی اور ان کو حرکت دی تو وہ پہلو کے بل گر گئے۔ ان کی روح خالق حقیقی کی طرف پرواز کر چکی تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابوعبیدہ، محمد بن سعد اور خلیفہ وغیرہ نے کہا ہے کہ ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔ دوسرے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ان کی وفات امیر معاویہ کی امارت کے اولین دور میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

اسود بن یزید......اسود بن یزید حضرت عبداللہ ابن مسعود کی صحبت یافتہ ہیں۔ ان کا نام نامی اسود بن یزید نخعی ہے۔ ان کا شمار اہل کوفہ کے کبار علماء میں ہوتا تھا۔ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ کثرت صیام کی وجہ سے ان کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی، ۸۰ حج اور عمرے کئے تھے، کوفہ ہی سے احرام باندھتے تھے۔ ان کا انتقال اسی سال ہوا۔ ان سے جب اس گھبراہٹ اور رونے کی وجہ کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ کیا ہوا ہے مجھے کہ میں نہ گھبراؤں اور اس کا مجھ سے زیادہ کون حق دار ہے؟ اللہ کی قسم مجھے اپنی مغفرت کی خبر بھی دی جائے تو میں اللہ سے خوف محسوس کروں گا اپنے گناہ پر حیا محسوس کرتے ہوئے۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کے سامنے کوئی چھوٹی سی غلطی بھی کرتا ہے تو وہ اس سے ہمیشہ شرمسار رہتا ہے۔ اگر دوسرا شخص اسے معاف بھی کر دے۔ آپ بکثرت روزے رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا رنگ سبز اور پیلا پڑ جاتا۔ جب وفات کا وقت قریب ہوا تو رونے لگے۔

حمران بن ابان......حمران بن ابان حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عین التمر کے قیدیوں میں سے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید لیا تھا۔ یہ لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرایا کرتے تھے۔ ان کا انتقال ۷۵ھ میں ہوا۔ **واللہ اعلم۔**

۷۶ ہجری

ماہ صفر ۷۶ھ کے اوائل میں بدھ کی رات کو صفریہ کے امیر صالح بن مسرح اور شبیب بن یزید کے درمیان خصوصی نشست ہوئی اس میں صفریہ کے امیر صالح بن مسرح نے لوگوں کو تقویٰ اپنانے کی ترغیب دی اور لوگوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ اس وقت تک کسی کو قتل نہ کیا جائے جب تک کہ اس کو اپنی جماعت میں داخل ہونے کی دعوت نہ دی جائے پھر وہ محمد بن مروان کے مویشیوں کی طرف متوجہ ہوئے جو جزیرہ کا گورنر تھا۔ انہوں

نے ان جانوروں کو پکڑا اور لے گئے اور دارا کی سرزمین میں تیرہ دن پڑاؤ ڈالا اور دارا، نصیبین اور سنجار کے لوگوں کو اپنے قابوں میں لے لیا۔ ان حالات کو دیکھ کر محمد بن مروان جو جزیرہ کا گورنر تھا اس نے پانچ سو شہسواروں کو عدی بن عدی بن عمیرہ کی ماتحتی میں روانہ کیا پھر مزید پانچ سو سواروں کو امداد کے لئے بھیجا یہ کل ایک ہزار کا لشکر حران مقام سے خوارج کے مقابلے کے لئے چل دیئے ایسا لگ رہا تھا کہ یہ لوگ اپنی موت کو سامنے دیکھ رہے ہیں اور اس کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں۔ اس خوف کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ خارجیوں کی طاقت، ان کی قوت اور ان کی دلیری سے واقف تھے جب خارجیوں سے ان کا مقابلہ ہوا تو انہوں نے ان کو بڑی عبرت ناک اور شرمناک شکست سے دوچار کیا اور خوب لوٹ مار کیا۔ جب اس صورت حال کا علم محمد بن مروان کو ہوا تو وہ بڑا غصہ ہوا اس نے پندرہ سو سوار روانہ کئے اور ان کا امیر حارث بن جعونہ کو بنایا پندرہ سو سوار خالد بن حر کی سرکردگی میں روانہ کیا اور ان دونوں سے کہا کہ تم دونوں میں سے جو کوئی بھی پہلے پہنچے گا وہ لوگوں کا امیر ہوگا۔

چنانچہ یہ دونوں امیر تین ہزار کے لشکر کے ساتھ خوارج کی طرف آگے بڑھے جب کہ خوارج کی تعداد صرف ایک سو دس تھی جب یہ لوگ مقام آمد پہنچے تو صالح بن مسرح کچھ افراد کے ساتھ خالد بن حر کے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور باقی ماندہ افراد کو شبیب کی سرکردگی میں حارث بن جعونہ کی ہر طرف روانہ کیا اس کے بعد رات تک دونوں جماعتوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی جب رات ہوئی تو فریقین میں سے ایک کا حال معلوم ہو چکا تھا کہ خوارج کے ستر آدمی مارے گئے اور محمد بن مروان کے تیس آدمی مارے گئے اور رات ہی میں خوارج بھاگ کھڑے ہوئے اور جزیرہ سے نکل گئے اور موصل میں داخل ہو گئے اور چلتے گئے یہاں تک کہ دسکرہ مقام سے بھی آگے نکل گئے۔

ان حالات کے پیش نظر حجاج نے تین ہزار کا لشکر حارث بن عمیرہ کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ لشکر ان کی طرف روانہ ہوا اور موصل کے مقام پر ان کو جا پکڑا۔ اس وقت صالح بن مسرح کے پاس صرف نوے آدمی تھے۔ ان کی آپس میں مڈبھیڑ ہوئی۔ صالح نے اپنے آدمیوں کو تین دستوں میں تقسیم کر دیا تھا ایک دستہ کی کمان خود صالح نے سنبھال لی۔ دوسرا دستہ شبیب کے حوالے کیا اور اس کو اپنے دائیں جانب رکھا، تیسرے دستے کو سوید بن سلیمان کے حوالے کیا گیا اور اس کو اپنے بائیں جانب متعین کیا۔

حارث بن عمیرہ نے خوارج پر حملے کا آغاز کیا اور ابوالرواع شاکری اس کے دائیں جانب سے آگے بڑھے اور زبیر بن اروح تمیمی اس کے بائیں طرف سے آگے بڑھا لیکن خوارج نے اپنی قلت کے باوجود بڑے صبر سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ پھر سوید بن سلیمان آگے بڑھا اور اس کے بعد خوارج کے امیر صالح بن مسرح کو ہلاک کر دیا گیا۔ دریں اثناء شبیب اپنے گھوڑے سے گرنے لگا تو بقیہ خوارج نے اس کو اٹھا لیا اور اس کو قلعہ کے اندر لے گئے۔ اب بھی ستر خوارج باقی تھے۔ حارث بن عمیرہ نے ان کا گھیراؤ کر لیا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ کو جلا دیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد لوگ اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے اور دروازہ کے جلنے کا انتظار کرتے رہے تاکہ خوارج کو زبردستی وہاں سے نکالا جائے لیکن جب وہ باہر نہ نکلے تو یہ لوگ بے فکر ہو کر سو گئے جب رات ہو گئی تو خوارج نے نہایت سخت تکالیف برداشت کر کے اولاً حارث بن عمیرہ کے لشکر پر حملہ کیا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر ڈالے اور بقیہ لوگ بھاگ کر مدائن چلے گئے۔ شبیب اور اس کے ساتھیوں نے یہ موقع غنیمت جان کر حارث بن عمیرہ کے ساز و سامان کو لوٹ لیا۔ حارث بن عمیرہ کا پہلا وہ لشکر تھا جس کو شبیب نے شکست سے دوچار کیا۔ اس سال کے جمادی الثانیہ کے ختم ہونے میں ابھی تیرہ دن باقی تھے جب خوارج کا لیڈر صالح بن مسرح قتل کیا گیا۔

شبیب کوفہ میں اسی سال داخل ہوا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی غزالہ بھی تھی۔ اس کا واقعہ بڑا تفصیلی ہے جو خارجیوں کے سردار صالح بن مسرح کے قتل کے بعد رونما ہوا۔ تمام خارجیوں کا شبیب پر اتفاق ہوا تھا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان سے جنگ کرنے کے لئے حجاج نے ایک اور لشکر روانہ کیا تھا جس نے شبیب اور اس کے لشکر کے ساتھ جنگ شروع کی اور ان کو شکست دی اس کے بعد خوارج نے انہیں شکست دی اس کے بعد وہ مدائن چلا گیا لیکن وہاں سے کچھ وصول نہیں کیا۔ پھر شبیب آگے بڑھا اور کلوذا کے مقام پر حجاج کے مویشی اپنے قبضہ میں لے لئے اس وقت اس کا ارادہ اہل مدائن پر حملہ کرنے کا تھا لیکن سرکاری فوجی وہاں موجود تھے ان کو جب اس کا علم ہوا تو وہ کوفہ کی طرف بھاگ نکلے۔ جب حجاج کو اس کا پتہ چلا تو اس نے شبیب کے مقابلہ کے لئے چار ہزار کا لشکر روانہ کیا یہ لشکر مدائن پر گزرا اور شبیب کی تلاش میں نکلے اور شبیب اپنے لشکر سے تھوڑا آگے آگے جا رہا تھا جس سے بظاہر یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان سے خوف زدہ ہے مگر وہ اچانک پیچھے پلٹا اور مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا اور ان کا شیرازہ بکھیر دیا یہاں

ربیعہ جیسے بڑے بڑے لوگ شامل تھے۔

شبیب کی اس طرح کی کامیابیوں سے عبدالملک بن مروان اور حجاج اور دوسرے امراء میں بے چینی پھیل گئی اور عبدالملک بن مروان اس سے بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے اور اس نے شام والوں سے ایک لشکران کے مقابلے کے لئے روانہ کیا جس نے اگلے سال میں ان سے مقابلہ کیا شبیب کے ساتھ تھوڑے سے سپاہی تھے لیکن اس کا رعب و دبدبہ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ چکا تھا۔اس کی وجہ سے لوگ بڑے پریشان تھے،اس بارے میں بہت سے واقعات ہیں،شبیب کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ یہ سال ختم ہوگیا۔

ابن جریر کا کہنا ہے کہ اسی سال پہلی مرتبہ عبدالملک بن مروان نے درہم و دینار کو منقوش کرایا اور کتاب،الاحکام السلطانیہ میں ماوردی نے لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے سکوں پر عربی میں کس نے لکھا،سعید بن مسیب کا قول ہے کہ عبدالملک بن مروان ہی پہلا شخص تھا جس نے منقوش درہم جاری کئے۔اس سے پہلے رومی اور کسروی کے دنانیر دراہم مروج تھے۔ابوالزناد کا کہنا ہے کہ ۷۴ھ میں پہلا منقوش سکہ جاری ہوا۔مدائنی کا قول ہے کہ ۷۵ھ میں رائج ہوا اور ۷۶ھ میں یہ سکے تمام جگہوں میں رائج ہوئے۔کہا جاتا ہے کہ ان سکوں کی ایک طرف اللہ احد لکھا ہوا تھا اور دوسری طرف اللہ الصمد لکھا ہوا تھا۔یحییٰ بن نعمان غفاری نے اپنے والد کے حوالے سے لکھا ہے کہ پہلا وہ شخص جس نے درہم کو کندہ کروایا وہ مصعب بن زبیر تھے جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کے حکم سے اس کام پر مامور ہوئے تھے انہوں نے ستر (۷۰) میں اکاسرہ کے طریقہ پر دراہم پر لکھوایا تھا جن کے ایک طرف الملک اور دوسری طرف للہ کا لفظ لکھا ہوا تھا جس کو بعد میں تبدیل کر کے حجاج نے ایک طرف اپنا نام لکھوایا تھا اس کے بعد یوسف بن ہبیرہ نے یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں دراہم کے نقش صاف کرادیئے تھے جن کو بعد میں ہشام کے زمانہ حکومت میں خالد بن عبداللہ قشیری نے عمدہ انداز میں صاف ستھرا بنایا تھا پھر یوسف بن عمر نے ان سب سے اچھے انداز میں اس کام کو انجام دیا تھا۔اس لئے منصور نہیں قبول کرتا تھا مگر ہبیریہ،خالدیہ اور یوسفیہ دراہم،یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ عوام میں مختلف قسم کے نقود رائج تھے،ان میں سے ایک بغلیہ درہم تھا جو اٹھ دانق کا ہوتا تھا،دوسرا طبریہ درہم تھا جو چار دانق کا ہوتا تھا اور تیسرا یمنی درہم جو ایک دانق کا ہوتا تھا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بغلی اور طبری درہم میں تطبیق اس طرح دی کہ دونوں کے مجموعہ کا نصف لے کر ایک درہم شرعی بنادیا جو ساڑھے پانچ مثقال کا ہوتا تھا،یہ بھی کہا گیا ہے کہ مثقال کا وزن نہ تو کبھی زمانہ جاہلیت میں تبدیل ہوا اور نہ زمانہ اسلام میں تبدیل ہوا تھا۔واللہ اعلم۔

اسی سال مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کی ولادت ہوئی جو مروان الحمار کہلاتا تھا بنوامیہ کا یہ شام میں آخری خلیفہ تھا۔اسی سال عبدالملک بن مروان مدینہ کا گورنر بنا،اسی سے خلافت بنوعباس میں منتقل ہوئی۔اسی سال ابان بن عثمان ابن عفان نے لوگوں کو حج بیت اللہ کرایا اسی سال حجاج عراق کا امیر بنا اور امیہ بن عبداللہ خراسان کا حکمران بنا۔واللہ اعلم۔

۷۶ھ میں وفات پانے والے

ابوعثمان النہدی......اسی سال ابوعثمان نہدی قضاعی کا انتقال ہو جن کا نام عبدالرحمٰن بن مل ہے۔حضور ﷺ کے زمانہ نبوت میں اسلام لے آئے تھے اور جلولاء،قادسیہ،تستر،نہاون اور آذربائیجان میں شریک جہاد رہے۔بہت عابد و زاہد عالم تھے۔دن میں روزہ رکھتے اور رات کو عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ان کا انتقال کوفہ میں ایک سوتیس سال کی عمر میں ہوا۔

صلۃ بن اشیم العدوی......صلۃ بن اشیم العدوی کا شمار بصرہ کے کبار تابعین میں سے ہوتا تھا۔بڑے صاحب فضل،متقی اور زاہد بزرگ تھے۔ابوالصہباء کنیت سے یاد کئے جاتے تھے۔نمازیں اتنی کثرت سے پڑھا کرتے تھے کہ اپنے بستر کی طرف چل کر آنا مشکل ہوتا تھا بلکہ سرین کے بل گھسٹ کر آتے تھے۔بہت زیادہ اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ان کی مناقبت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب بھی ان کا گزر ایسے نوجوانوں سے ہوتا جو کھیل کود میں مصروف ہوتے تھے تو ان سے کہا کرتے تھے کہ مجھے ایسی قوم بتلادو کہ جو سفر کا ارادہ کرتی ہو لیکن ان کے دن کھیل کود میں،راتیں سونے میں گزرتی ہوں بتلاؤ وہ سفر کیسے اور کب طے کرے گی۔

ایک دن جب اس طرح کھیل کود کرنے والوں سے اس طرح خطاب کیا تو ان میں سے ایک نوجوان نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم! یہ ہماری قوم ہی مراد لے رہے ہیں جو دن بھر کھیل کود میں مصروف رہتی ہے اور راتیں نیند میں گزار دیتی ہے۔ اس کے بعد یہ نوجوان اس بزرگ کا ایسا تابع بنا کہ موت تک تمام اوقات اللہ کی عبادت میں گزار دیئے۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان کا ان کے قریب سے گزر ہوا جو اپنی شلوار کو گھسیٹتا ہوا جارہا تھا۔ ان کے ساتھیوں نے اس کو برا بھلا کہنے کا ارادہ کیا تو اس بزرگ نے کہا اس کو چھوڑ دو تم سب کی طرف سے میں اس کو کہہ دوں گا۔ اس کے بعد اس نوجوان کو اپنے قریب بلایا اور اس سے کہا اے میرے بھتیجے مجھے تجھ سے کچھ کام ہے اس نے کہا کہ کیا کام ہے، بزرگ نے کہا اپنی شلوار کو ذرا اوپر کرلو اس نوجوان نے کہا بہت اچھا اور پھر اپنی شلوار کو اوپر اٹھا لیا اس کے بعد یہی بزرگ ان لوگوں سے مخاطب ہوا اور کہا کہ اگر تم اس کو برا بھلا کہتے تو وہ تمہیں برا بھلا کہتا اور مقصد حاصل نہ ہوتا۔

صلۃ بن اشیم عدوی کی اس طرح کی ایک حکایت ہے جس کو جعفر بن زید نے بیان کیا ہے کہ ہم ایک مرتبہ ایک جنگ کے لئے روانہ ہوئے ہمارے ساتھ صلۃ بن اشیم بھی تھے لوگوں نے رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ ڈالا۔ میں نے کہا آج رات میں چھپ کر صلۃ بن اشیم کے اعمال کی نگرانی کروں گا وہ کیا کرتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ صلۃ بن اشیم رات کے وقت گھنے درختوں کی طرف چل دیئے اور میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلتا گیا ایک جگہ پہنچ کر میں نے دیکھا کہ یہ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اتنے میں ادھر سے ایک شیر نکل آیا اور ان کے قریب آکر کھڑا ہو گیا میں ڈر کے مارے ایک درخت پر چڑھ گیا اور میں نے دل ہی دل میں کہا کہ ابھی ان پر حملہ کرے گا انہوں نے اطمینان سے سجدہ کیا اور بیٹھ کر پھر سلام پھیر کر اس شیر سے کہا کہ اگر تجھے کسی کام کا حکم ملا ہے تو اسے پورا کر ورنہ اپنا رزق کہیں دوسری جگہ تلاش کر۔ شیر نے سن کر منہ موڑ لیا اور اتنے زور سے دھاڑا کہ آس پاس کے پہاڑ لرز گئے۔

صبح کے وقت وہ بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اس سے قبل میں نے کسی کی زبان سے اس طرح کی حمد وثناء نہیں سنی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میں تجھ سے جہنم کے عذاب سے نجات طلب کرتا ہوں اے میرے اللہ کیا مجھ جیسا کوئی شخص جنت طلب کرنے کی جرأت کرسکتا ہے۔ اس کے بعد وہ اس جگہ کی طرف لوٹ آئے۔ جہاں لشکریوں نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ راوی کا کہنا ہے کہ ان کی صبح اس طرح ہوئی جیسا کہ انہوں نے ساری رات اللہ کی حفظ وامان میں گزاری ہو اور میری تمام رات کانٹوں پر بسر ہوئی اور میں نے اپنی اور اس بزرگ کی زندگی میں بہت بڑا فرق محسوس کیا۔

ان کے واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ ان کا خچر سامان کے ساتھ گم ہو گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا خچر سامان کے ساتھ واپس لوٹا دے اتنے میں دیکھا کہ خچر مع سامان کے سامنے آموجود ہوا۔

خود صلۃ بن اشیم کا بیان ہے کہ جب جنگ میں ہمارا سامنا دشمن سے ہوا تو ہم نے اور ہشام بن عامر نے تلواروں اور نیزوں سے دشمن کا خوب مقابلہ کیا دشمنوں نے کہا کہ عرب کے دو حملہ آوروں کا یہ حال ہے تو سارے عرب اگر ہم سے جنگ کریں تو کیا حال ہوگا اس لئے مسلمانوں کی حاجت پوری کرلو یعنی ان کا حکم مان لو۔

صلۃ نے کہا ایک مرتبہ ایک جنگ میں مجھے بہت شدید بھوک لگی اپنے پروردگار سے دعا اور کھانا مانگ ہی رہا تھا کہ اچانک اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا ایک سفید رومال میں تر وتازہ کھجوریں تھیں میں نے ان میں سے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گیا۔

اسی طرح ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ سفر میں تھا کہ شام ہو گئی کہیں جگہ ملی نہیں تو ایک راہب کی خانقاہ میں چلا گیا میں نے اپنا حال ان کو سنایا تو مجھے پیٹ بھر کر کھجوریں کھلائیں ایک عرصہ بعد میرا گزر اسی راہب کے ہاں سے ہوا تو وہاں دیکھا کہ وہاں اچھی قسم کی کھجور کے دو درخت ہیں تو میں نے راہب سے کہا یہ تو وہی کھجوریں ہیں جو آپ نے مجھے کھلائی تھیں۔

اسی طرح ایک دفعہ صلۃ بن اشیم کو ان کے بھتیجے نے ایک خوبصورت معاذہ نامی باندی بطور ہدیہ پیش کی تو سب سے پہلے اس کو غسل کروایا پھر اس کو معطر کر کے حجلہ عروس میں داخل کیا تو صلۃ بن اشیم نے اس کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے ساری رات عبادت میں گزار دی ان کے ساتھ معاذہ بھی عبادت میں مشغول رہی یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ جب بھتیجے کو اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے چچا سے پوچھا کہ اے میرے چچا جان آپ کو آپ کے بھتیجے

نے ایک ہدیہ پیش کیا تھا آپ پوری رات نماز پڑھتے رہے اور اس کو ایسے ہی چھوڑ دیا تو چچا نے جواب دیا کہ تم نے مجھے جس مکان میں دن کے شروع میں داخل کیا تھا اس کے ذریعے تم نے مجھے آگ یاد دلائی تھی اور تم نے مجھے جس مکان میں دن کے آخری حصہ میں داخل کیا تھا اس کے ذریعے جنت یاد دلا دی تھی۔ میں مسلسل ان کی فکر میں رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ وہ گھر جس سے آگ کی یاد دلائی تھی اس سے مراد حمام ہے اور وہ گھر جس سے جنت یاد دلائی تھی اس سے مراد حجلۂ عروس ہے۔

ایک مرتبہ ایک آدمی نے صلۃ بن اشیم سے دعا کی درخواست کی تو صلۃ بن اشیم نے کہا کہ اے اللہ اس کو ایسی چیزوں کی طرف راغب کردے جن کو بقا اور دوام حاصل ہے اور ایسی چیزوں سے دور رکھ جو زائل ہونے والی ہیں اور اس کو ایمان ویقین کی دولت سے نواز دے۔

ایک دفعہ ایک جنگ میں اپنے بیٹے کے ساتھ شریک تھے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹے آگے بڑھ اور دلیری کے ساتھ جنگ میں حصہ لے تاکہ میں تجھے قربان کرنے کا ثواب بھی حاصل کرسکوں۔ یہ اٹھا اور لڑائی شروع کی یہاں تک کہ مارا گیا پھر یہ خود آگے بڑھے لڑائی میں شریک ہوئے یہاں تک کہ یہ بھی قتل کردیئے گئے۔ عورتیں صلۃ بن اشیم کی بیوی کے پاس جمع ہوگئیں تو اس نے کہا کہ اگر تم مجھے مبارک باد دینے آئی ہو تو میں تمھیں مرحبا کہتی ہوں اور اگر تم میرے پاس تعزیت کے لئے آئی ہو تو پھر واپس چلی جاؤ۔ اسی سال صلۃ بن اشیم اور ان کے بیٹے کا انتقال بلاد فارس میں کسی جنگ میں ہوا۔

زہیر بن قیس البلوی...... زہیر بن قیس فتح مصر میں شریک رہے اور وہاں رہائش پذیر رہے۔ آپ کو جناب نبی ﷺ کی صحبت حاصل رہی۔ رومیوں نے ان کو بلاد مغرب میں برقہ کے مقام پر قتل کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مصر کے حاکم عبدالعزیز بن مروان نے برقہ مقام پر پڑاؤ ڈالا اور وہیں پر اپنی فوجوں کو اہل روم کے خلاف جنگ کا حکم جاری کیا۔ تعمیل حکم میں زہیر اور ان کے ساتھ چالیس آدمی روانہ ہوئے اور رومیوں کے پاس پہنچ گئے۔ پہنچنے کے بعد انہوں نے اپنے لشکر کے پہنچنے تک قتال شروع نہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کے ساتھیوں نے کہا کہ اے ابوشداد! ہمیں ہی پہل کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے حملہ کیا لیکن یہ سب قتل کئے گئے۔ منذر بن جارود کا بھی اسی سال انتقال ہوا، وہ بیت المال کا متولی تھا اور حضرت معاویہ کے پاس وفد کی صورت میں گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

۷۷ ہجری

۷۷ھ کے شروع میں حجاج نے اہل کوفہ میں سے چالیس ہزار فوجیوں کو تربیت دے کر تیار کیا اور اس میں مزید دس ہزار کا اضافہ کیا یہ کل پچاس ہزار ہوئے اور ان کے اوپر عتاب بن ورقاء کو امیر مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ شبیب خارجی جہاں کہیں ہو اس کا پیچھا کر کے اس کو قتل کیا جائے اور اس معاملہ کو سنجیدگی سے لے۔ جب شبیب کو معلوم ہوا کہ حجاج نے اتنا بڑا لشکر مقابلہ کے لئے روانہ کیا ہے تو شبیب اس کی پرواہ کئے بغیر اپنے ساتھیوں کو وعظ ونصیحت کرنے کے لئے کھڑا ہوا اور ان کو حجاج کی فوج سے جنگ کی صورت میں صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کرتا رہا۔ اس خطاب کے بعد شبیب اپنے ساتھیوں کو لے کر عتاب بن ورقاء کی طرف روانہ ہوا۔ دن کے آخری حصہ میں ان دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ شبیب نے اپنے موذن سلام بن یسار الشیبانی کو حکم دیا کہ وہ اذان مغرب دے چنانچہ اس نے مغرب کی آذان دی پھر شبیب خارجی نے اپنے ساتھیوں کو نماز مغرب بڑے خشوع وخضوع اور طویل رکوع اور سجدہ کے ساتھ پڑھائی اس دوران عتاب بن ورقاء اپنے فوجیوں کی صف بندی کر چکا تھا اور شروع دن سے ہی اپنی فوج کے گرد خندق کھدوا چکا تھا۔

شبیب نے مع اپنے اصحاب مغرب کی نماز پڑھ لی اور چاند طلوع ہونے کا انتظار کیا اور پھر اپنی فوج میمنہ اور میسرہ کا معائنہ کیا اور پھر عتاب کی فوج کے علم برداوں پر یکبارگی سے حملہ کردیا اور کہتا گیا میں شبیب ابوالمدلہ ہوں اور حکم صرف اللہ کا ہے، شبیب نے قبیصہ کی فوج کو شکست دیدی اور ان کے امیر کو قتل کردیا۔ اس کے ساتھ کئی امراء بھی جنگ میں مارے گئے اور پھر اس کے میمنہ اور میسرہ پر حملہ کردیا اور ان کو تتر بتر کردیا اور پھر قلب جیش پر حملہ کرنے کے لئے بڑھا اور مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ عتاب بن ورقاء اور زہرہ بن جونہ کو قتل کردیا گیا۔ ان کی فوج امیر کے قتل پر حواس باختہ ہوگئی اور پیٹھ

پھیر کر بھاگ کھڑی ہوئی اور بھاگتے ہوئے ہی اپنے امیر اور زہرہ کی نعشوں کو روندتے ہوئے نکل کھڑی ہوئی۔ اس جنگ میں عمار بن یزید کلبی بھی مارا گیا اور پھر شبیب اپنی فوج سے مخاطب ہوا، کسی بھاگتے ہوئے کا تعاقب نہ کرنا حجاج کی شکست خوردہ فوج نے کوفہ پہنچ کر ہی دم لیا اور شبیب نے اس پر قبضہ جما کر اس میں موجود لوگوں سے اپنے لئے بیعت لے لی اور ان سے کہا کہ تم ہم سے کب تک بھاگتے پھرو گے اور اس کے بعد اس نے معسکر میں موجود تمام اموال پر قبضہ کر لیا اور مدائن سے اپنے بھائی مصاد کو بلوایا اور خود کوفہ کا رخ کر لیا۔ اسی دوران مزج سے سفیان بن ابرد کلبی اور حبیب بن عبدالرحمن حکمی چھ ہزار سواروں کے ساتھ حجاج کے پاس آئے۔ اور ان کے ساتھ شام سے بھی ایک خلق کثیر آیا تھا۔ اس کے بعد حجاج کو اہل کوفہ سے تعاون لینے کی ضرورت نہ رہی۔

پھر حجاج نے خدا کی حمد وثناء کے بعد اہل کوفہ سے کہا! اے اہل کوفہ اللہ تمہارے ذریعے کسی کو عزت نہ دے اور نہ تمہارے ہاتھ کسی کو نصرت عطا کرے، یہاں سے نکل جاؤ اور تم ہمارے دشمن سے لڑنے کے لئے ہمارے ساتھ نہ نکلنا۔ یہاں سے نکل کر احیرہ چلے جاؤ اور یہود ونصاریٰ کے ساتھ رہائش اختیار کر لو۔ ہمارے ساتھ قتال کے لئے بجز ان لوگوں کے جو ہمارے ساتھ پہلے ہی سے کام کرتے آئے ہیں اور کوئی نہ آئے۔ جو عتاب کے ساتھ لڑائی میں شریک نہیں تھے ان میں سے کوئی شریک نہ ہوگا۔

حجاج نے اب کے بار شبیب سے بنفسہ لڑنے کا عزم کر لیا۔ شبیب بھی کوفہ کی طرف نکل آیا اور صراۃ کے مقام پر آ کر رک گیا اور حجاج شامیوں اور دیگر فوج کے ہمراہ نکل پڑا اور دونوں فوجوں میں آمنا سامنا ہوا تو حجاج کی نظر شبیب کے چھ سو کی قلیل تعداد پر مبنی فوج پر پڑی تو اہل شام کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کہا، اے اہل شام! تم اطاعت گزار، فرمانبردار اور یقین کے وارث ہو، ان ناپاک اور باطل پرستوں کو تم پر غالب نہیں آنا چاہیے پس تم اپنی نگاہیں پست رکھو اور سواری پر ڈٹے رہو اور نیزے کے ساتھ آگے بڑھو۔ پس اہل شام نے اسی طرح کیا۔ شبیب نے اپنی فوج کے تین گروہ بنا دیئے ایک کی کمان خود رکھی ایک کی سوید بن سلیم اور ایک کو مجلل بن وائل کے ماتحت کر دیا۔ شبیب نے سوید کو حملے کا حکم دیدیا چنانچہ اس نے اپنے جتھے کے ساتھ حجاج کی فوج پر حملہ کر دیا۔ حجاج کی فوج اپنی جگہ کھڑی رہی۔ جب سوید کا دستہ قریب آیا تو انہوں نے یکبارگی ان پر حملہ کر دیا۔ جس سے سوید کو شکست ہوئی اور وہ میدان سے ہٹ گئے۔ حجاج نے بلند آواز سے کہا اے اہل شام تم بات سننے والے اور بات ماننے والے ہو، اسی طرح حملہ کرتے رہو۔ اس کے بعد حجاج کرسی پر بیٹھ کر آگے آیا۔ یہ دیکھ کر شبیب نے اپنے دوسرے امیر مجلل بن وائل کو حملے کا حکم دیدیا لیکن حجاج کی فوج اس بار بھی ثابت قدمی سے لڑتی رہی اور اسی طرح کیا جس طرح سوید کے ساتھ کیا تھا اور حجاج نے اس بار بھی اپنی فوج کو پہلے کی طرح داد دی اور اپنی کرسی آگے کھسکالی۔ پھر شبیب اپنی فوج کے ساتھ حملے کے لئے آگے بڑھا۔ حجاج کے ساتھی ثابت قدمی سے لڑتے رہے اور نیزوں کی بہت سخت لڑائی لڑی گئی پھر اہل شام نے اس کی جماعت کو بہت نقصان پہنچایا اور اسے اپنی فوج کے پاس واپس لوٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ شبیب نے جب اہل شام کی شدت دیکھی تو سوید کو حکم دیا کہ اپنے دستے کے ساتھ اس جماعت پر حملہ کرو اور تم انہیں شکست دے کر حجاج پر پشت کی جانب سے حملہ کر سکو اور ہم سامنے سے مقابلہ کر لیں۔ پس اس نے حملہ کر دیا لیکن پھر بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ کیوں کہ حجاج نے عروہ بن المغیرہ بن شعبہ کو تین سو سواروں کے ہمراہ عقب کی جانب مامور کر دیا تھا تاکہ پشت محفوظ رہ سکے حجاج طریق جنگ سے بھی خوب واقف تھا۔ جب شبیب کی کوئی چال کارگر ثابت نہ ہوئی تو اس نے اپنی فوج کو عام حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حجاج شبیب کی اس آخری کوشش کو بھانپ گیا اور اہل شام سے مخاطب ہوا۔ اے اہل سمع واطاعت اس آخری شدت پر صبر کرو کیوں کہ اس کے بعد فتح ہماری ہوگی قسم ہے رب الارض والسماء کی پس وہ اپنی سواریوں پر جمے رہے۔ شبیب نے اپنی فوج کے ہمراہ حجاج پر آخری حملہ کر دیا اور حجاج کی فوج پر چھا گئے۔ حجاج نے اپنی فوج کو پکارا۔ فریقین میں گھمسان کا رن پڑا اور حجاج کی فوج نے بھی حملے کا مقابلہ کیا اور شبیب کی فوج پر غلبہ حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ انہیں پیچھے دھکیل دیا۔ شبیب نے اپنی جماعت کو پکار کر کہا اے اللہ کے ولیو! زمین پر اتر جاؤ اور خود بھی اتر گئے۔ اس کی جماعت زمین پر اتر کر لڑنے کی تیاری کرنے لگی۔ حجاج نے اہل شام کو پھر اہل سمع واطاعت کہہ کر پکارا اور کہا کہ یہ پہلی فتح ہے خدا کی قسم اور پھر منبر پر چڑھ کر فریقین کی طرف دیکھنے لگا۔ شبیب کے پاس بیس کے قریب آدمی بچ گئے تھے۔ اس موقع پر فریقین بڑی بے جگری سے لڑے اور پورا دن لڑتے رہے۔ شاید ہی روئے زمین پر ایسی لڑائی لڑی گئی ہوگی یہاں تک کہ ہر سپاہی دوسرے کی بہادری کی تعریف کرنے لگا اور حجاج اس موقع پر فریقین پر گہری نظر ڈالے ہوئے تھا۔ خالد بن عتاب نے حجاج سے خوارج پر عقب سے حملہ کرنے کی اجازت چاہی۔ حجاج نے اسے

اجازت دے دی چنانچہ اپنے ہمراہ چار ہزار کی نفری لے کر خوارج کی فوج پر عقبی جانب سے حملہ آور ہوا اور شبیب کے بھائی مصاد کو قتل کرایا اور شبیب کی بیوی غزالہ کو بھی قتل کر دیا۔ غزالہ کو قتل کرنے والے کا نام فروہ بن دقاق کلبی تھا۔

خالد بن عتاب شبیب کی فوج کو چیرتا ہوا آگے بڑھا۔ اس فتح پر حجاج بہت خوش ہوا اور اس کے ساتھیوں نے خوشی میں نعرے لگائے۔ شبیب کی فوج گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس چلی گئی۔ حجاج نے ان کا پیچھا کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حجاج کے لوگ اس کے پیچھے بھاگے۔ شبیب اپنی بچی کچھی جماعت سنبھال کر نکل کھڑا ہوا۔ اس کے پیچھے پیچھے سرکاری فوج بھی اس کی طلب میں نکل پڑی۔ تھکاوٹ کی وجہ سے شبیب نے اپنی گردن جھکا لی تھی اور اس کا سر اونگھنے کی وجہ سے ہلتا جاتا تھا جب کہ گھوڑے پر سفر جاری تھا یہاں تک کہ حجاج کی فوج اس کے قریب پہنچ گئی۔ شبیب کے بعض ساتھیوں نے اسے اس نازک موقع پر بے خبری سے منع کیا اور عقب میں موجود دشمن سے باخبر کیا مگر شبیب بالکل لاپرواہ اپنی اونگھ میں مشغول چلتا رہا۔ جب شبیب کا پیچھا کرتے کرتے کافی دیر ہو گئی تو حجاج نے ان سے کہا شبیب کو جہنم کی آگ میں جانے دو پس انہوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور واپس آ گئے۔

پھر حجاج کوفہ میں داخل ہوا اور لوگوں میں خطبہ دیا اور اپنے خطبے میں کہا کہ شبیب کو اس سے پہلے کبھی شکست نہیں ہوئی۔ پھر شبیب نے کوفہ کا رخ کر لیا وہاں ان کا مقابلہ حجاج کے ایک فوجی دستے سے ہوا جن کی تعداد ہزار تھی جب کہ دن چہار شنبہ کا تھا ان کی لڑائی جمعے کے روز تک جاری رہی۔ حجاج کی فوج کا سپہ سالار حارث بن معاویہ الثقفی تھا۔ شبیب نے ان پر حملہ کر کے ان کو منتشر کر دیا اور کچھ کو قتل کر دیا باقی ماندہ افراد کوفہ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور گھروں میں بند ہو کر رہ گئے۔ پس شبیب کے مقابلہ کے لئے حجاج کا غلام ابوالورد ایک فوجی دستہ لے کر نکلا اور لڑتا رہا، یہاں تک کہ قتل ہو گیا جس کے بعد اس کے ساتھی بھی منتشر ہو گئے اور کوفہ پہنچ کر پناہ لی جس کے بعد شبیب کے مقابلہ میں ایک اور آیا شبیب نے اسے بھی شکست دیدی اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سواد کی جانب نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں ان کا گزر ان علاقوں پر حجاج کے کارندے پر ہوا جسے انہوں نے قتل کر دیا پھر اپنے ساتھیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر انہوں نے تمام مال واسباب دریائے فرات میں پھینک دیا اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چلتا رہا اور کئی علاقوں کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بڑھتا چلا آیا جو فوج بھی اس کے مقابلہ میں آئی ناکامی ان کی تقدیر بن جاتی تھی، آخر کار ایک امیر سے بھی مڈ بھیڑ ہوئی۔ شبیب کے ایک دوست امیر نے اس سے کہا میرے مقابلے کے لئے تم کو میں دعوت دیتا ہوں شبیب نے اس سے کہا، میں تمھیں قتل نہیں کرنا چاہتا۔ امیر نے شبیب سے کہا لیکن میں تو تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں، تم گزشتہ واقعات اور کامیابیوں سے دھوکہ نہ کھانا پس امیر نے اس پر حملہ کر دیا شبیب نے اس کے سر میں ایسا وار کیا کہ اس کا دماغ اس کی ہڈیوں اور گوشت کے ساتھ مل گیا۔ پھر شبیب نے اس کی تجہیز و تکفین کر دی۔ حجاج شبیب کو شکست دینے یا اسے گرفتار کرنے کے لئے مال کثیر صرف کر رہا تھا لیکن کسی کا ہاتھ شبیب پر بھاری نہ ہو سکا بلکہ شبیب پر اسی سال اللہ نے موت مسلط کر دی جس میں نہ حجاج کا عمل دخل تھا نہ کسی اور کا۔

شبیب کی ہلاکت ...... جس کا سبب یہ ہوا کہ حجاج بن یوسف نے بصرہ پر اپنے نائب حکم بن ایوب بن الحکم بن ابی المقیل جو کہ حجاج کا داماد تھا لکھا کہ چار ہزار فوج تیار کر کے شبیب کے پیچھے لگا دی جائے جو کہ سفیان بن ابرد کے ماتحت ہوں گے پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور شبیب کے پیچھے چل دیئے اور مقابلہ پر اتر آئے اور سفیان بن ابرد کے ساتھ اہل شام میں سے کچھ لوگ بھی تھے۔ شبیب کے ساتھ مقابلہ شروع ہوا۔ لڑائی بہت زوروں پر تھی دونوں فریقین نہایت صبر واستقلال سے لڑے جس کے بعد حجاج کی فوج نے خوارج پر زوردار حملہ کیا خوارج کی تعداد چونکہ کم تھی اس لئے وہ بھاگنے پر مجبور ہوئے اور بالآخر ایک پل کی آڑ لینے پر مجبور ہوئے اور شبیب نے وہاں سو ساتھیوں سمیت کچھ دیر توقف کرنے کے بعد ابن بردکی فوج پر زوردار حملہ کر دیا۔ حجاج کی فوج اس کا مقابلہ نہ کر سکی۔ شبیب نے پورا دن ان سے بے جگری سے مقابلہ کیا اور بالآخر انہیں پیچھے دھکیلنے پر مجبور کر دیا پس ابن ابرد نے تیر اندازوں کو حملہ کا حکم دیا، جنہوں نے شبیب کی فوج پر تیروں کی بارش کر دی اور زوردار حملہ کر دیا گیا جس کی وجہ سے خوارج بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد خوارج نے تیر اندازوں پر حملہ کر دیا اور تیس آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس دوران رات چھا گئی اور فریقین نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا اور اگلے دن نئے جوش وولولے کے ساتھ لڑنے کے عزم کے ساتھ رات بسر کی۔ صبح ہوئی تو شبیب اپنے ساتھیوں سمیت پل عبور کرنے لگا اس دوران شبیب کے گھوڑے نے سامنے سے گزرنے والی گھوڑی پر چھلانگ لگا دی اور شبیب کا گھوڑا کشتی کے کنارے پر پاؤں لگنے سے پھسل گیا اور شبیب دریا میں

گر گیا۔ شبیب نے اس موقع پر یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے: اللہ جو چاہتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ اس کے بعد شبیب نے پانی میں کئی بار غوطے کھائے آخری بار پانی سے سر نکالا اور یہ آیت پڑھی:

ذالک تقدیر العزیز العلیم

''یہ اللہ بزرگ برتر کا حکم اور اس کی مشیت ہے''۔

اس کے بعد وہ اس پل کے نیچے گہرے پانی میں غرق ہو گیا۔

جب خوارج کو شبیب کی ہلاکت کی خبر ہوگئی تو انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور متفرق ہو کر علاقوں میں بکھر گئے۔ حجاج کی فوج کا امیر آیا اور شبیب کی نعش کو پانی سے نکلوایا اس پر زرہ تھی پھر اس کا سینہ چاک کیا گیا اس کا دل نکال لیا گیا اس کا دل پتھر جیسا سخت گوشت کا لوتھڑا تھا جسے وہ زمین پر پٹک دیتے وہ گیند کی طرح انسان کی قامت کے برابر اچھل پڑتا بعض شبیب کی موت کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی فوج میں کچھ لوگوں کو ان سے عداوت ہوگئی جب وہ پل عبور کر رہے تھے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے پل کو کاٹ دیا جس سے پل ٹیڑھا ہو گیا اور شبیب کا گھوڑا اپھسل کر دریا میں جا گرا اور غرق ہو گیا اور پھر ان لوگوں کو پکارا امیر المومنین شبیب غرق ہو چکے ہیں پس حجاج کی فوج کو پتہ چل گیا اور انہوں نے آ کر اسے پانی سے نکال لیا۔

اور جب شبیب کی موت کی خبر ان کی ماں کو دی گئی تو انہوں نے کہا آپ نے سچ کہا میں جب شبیب سے حاملہ تھی تو ایک خواب دیکھا تھا کہ مجھ سے آگ کا ایک شعلہ بلند ہوا تھا اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ آگ کو پانی ہی بجھا سکتا ہے اور شبیب کو پانی ہی بجھا دے گا شبیب کی ماں لونڈی تھی جس کا نام جھیرۃ تھا جو کہ نہایت حسین اور تمام عورتوں میں نہایت شجاع اور جنگجو عورت تھی۔ اپنے بیٹے کے ہمراہ جنگوں میں حصہ لیتی تھی۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ جھیرہ بھی اسی جنگ میں کام آئی تھی اور شبیب کی بیوی غزالہ بھی اس جنگ میں ہلاک ہوئی تھی اور غزالہ بھی نہایت نڈر اور بہادر تھی، جنگوں میں اس بے جگری سے لڑتی کہ بہادر مرد بھی اس کے سامنے عاجز آ جاتے اور حجاج غزالہ سے بہت خوف کھاتا تھا حتیٰ کہ بعض شعراء نے اس کے بارے میں کہا:

اسد علی وفی الحروب نعامة
فتخاء تنفر من صفیر الصافر
هلا برزت الی غزالة فی الوغی
بل کان قلبک فی جناحی طائر

''میرے اوپر شیر اور جنگوں میں مثل شتر مرغ ہو جیسا کہ کمزور جوڑوں اور پروں والا عقاب صافر نامی ڈرپوک پرندے کی آواز سے ڈرتا ہے۔ غزالہ کے مقابلہ پر لڑائی کے دوران کیوں نہیں آئے، لیکن آپ کا دل تو پرندے کے پروں کی پناہ میں تھا یعنی تو ڈرپوک ہے۔''

اور کہا، شبیب بن یزید بن نعیم بن قیس بن عمرو بن صلت بن قیس بن شراحیل بن حمرۃ بن ذھل بن شیبان الشیبانی خلافت کا دعویدار تھا اور امیر المومنین کہلواتا تھا اور اگر اللہ اسے غرق نہ کرتا تو وہ ضرور مسند حکومت تک پہنچ جاتا اور شبیب کو روکنے والا کوئی نہ ہوتا۔

جب عبد الملک نے حجاج کو شامی فوج کے ساتھ شبیب کے مقابلے پر بھیجا تو وہ حجاج کے نرغے میں آ گیا اور جب اس کا گھوڑا نہر دجیل میں گر گیا تو کسی نے کہا امیر المومنین کیا غرق ہو کر موت پاؤ گے تو شبیب نے جواب دیا، یہ رب ذوالجلال کی مشیت سے ہے جو ٹالی نہیں جا سکتی۔ پھر اس کی لاش نکالی گئی اور حجاج کے پاس لے جائی گئی تو حجاج نے شبیب کا دل نکالنے کا کہا جب وہ نکالا گیا تو پتھر کی طرح سخت تھا۔

اور شبیب طویل القامت گھنگریالے سیاہ و سفید بالوں والا تھا جس کی پیدائش عید الاضحیٰ کے دن سن ۲۶ کو ہوئی تھی۔ حجاج کی قوم نے شبیب کے ساتھیوں میں سے ایک کو پکڑ کر عبد الملک بن مروان کے پاس بھیج دیا پس امیر المومنین نے اس سے دریافت کیا کہ آپ ہی نے یہ اشعار کہے تھے:

فــان یک مــنــکــم مــروان وابــنــه
وعــمــرو ومــنــکــم هــاشــم وحــبــیــب
فــمــنــا حــصــیــن والبــطــیــن وقــعــنــب
ومــنــا امــیــر الــمــومــنــیــن شــبــیــب

''اگر تم میں سے مروان اور اس کا بیٹا عمر اور ہاشم وحبیب ہیں تو ہم میں سے بھی حصین وبطین وقعنب جیسے موجود ہیں، اور ہمارا امیر المومنین شبیب ہے۔''

اس شخص نے جواب میں کہا کہ اے امیر المومنین! میں اس وقت کہاں تھا جب شبیب ہم میں موجود تھا۔ عبدالملک کو اس شخص کا انداز واعتذار بہت پسند آیا اور اس کی جان بخشی کر دی۔ واللہ اعلم۔

اور اسی سال مہلب بن ابی صفرہ نائب حجاج اور ازارقہ خوارج جن کا امیر قطری ابن الفجاۃ تھا، کے درمیان سخت لڑائیاں لڑی گئیں۔ قطری کا شمار بھی مشہور اور بہادر گھڑ سواروں میں ہوتا تھا۔ اس کے ساتھی اسی سال اسے چھوڑ کر مختلف علاقوں میں نکل کھڑے ہوئے تھے اور قطری کا اس کے بعد کوئی پتہ نہ چل سکا کہ کہاں چلا گیا۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ان کی آپس میں عرصہ تک چپقلش جاری تھی جن کا ذکر بہت طویل ہے۔ ابن جریر نے اپنی تاریخ میں واقعات کا تذکرہ بڑی طوالت سے کیا ہے۔

ابن جریر لکھتا ہے کہ اسی سال بکیر بن وشاح جو خراسان کا نائب تھا، نے امیہ بن عبداللہ بن خالد سے انتقام لیا۔ وہ اس طرح کے بکیر نے لوگوں کو امیہ کے خلاف بھڑکایا اور پھر بڑی غداری سے اسے مار ڈالا۔

ان دونوں کے درمیان طویل لڑائیاں لڑی گئیں جن کا تفصیل سے ابن جریر نے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اسی سال شبیب کی وفات ہوئی جو کہ شجاعت و بہادری میں بے مثل تھا اس جیسا بہادر شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد نہیں دیکھا گیا۔ اس کی شجاعت اشتر کے بیٹے ابراہیم، مصعب بن زبیر اور ان کے بھائی عبداللہ کے ہم پلہ تھی اور قطری بن الفجاۃ بھی شجاعت میں ان کے برابر تھا۔ واللہ اعلم۔

اور اسی سال مشہور لوگوں میں سے کثیر بن الصلت بن معدی کرب الکندی بھی انتقال کر گئے جو کہ اپنی قوم میں کبیر اور مطاع تھے جن کا مدینہ ہی میں مصلی کے نزدیک ایک بڑا گھر تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ کثیر عبدالملک کا کاتب رسائل تھا جن کا انتقال شام میں ہوا۔

محمد بن موسیٰ بن طلحہ عبیداللہ...... ان کی بہن عبدالملک کے نکاح میں تھی اور اسے بجستان کا والی مقرر کیا گیا تھا جب وہ بجستان روانہ ہوا تو اس سے کہا گیا تھا کہ آپ کے راستہ میں شبیب ہیں جن کا مقابلہ کرنے سے لوگ عاجز آ گئے ہیں، ان کی طرف جانا اور انہیں قتل کر دینا جو کہ آپ کے لئے ہمیشہ کے لئے باعث شہرت بن جائے گا جب وہ نکلا تو شبیب سے مقابلہ ہوا اور شبیب کے ہاتھوں مارا گیا بعض نے دوسرا سبب بیان کیا ہے۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

عیاض بن غنم الاشعری...... جنگ یرموک میں شریک ہوئے صحابہ کی کثیر جماعت سے روایت کی ہے، بصرہ میں ان کا انتقال ہوا۔

مطرف بن عبداللہ...... یہ متعدد بھائی تھے جن کے نام عروہ، حمزہ اور مطرف یہ بنو امیہ کی طرف زیادہ میلان رکھتے تھے اس لئے حجاج نے تینوں کو عامل مقرر کیا تھا چنانچہ عروہ کو کوفہ، مطرف کو مدائن اور حمزہ کو ھمدان میں عہدیدار مقرر کیا۔

۷۸ ہجری

اسی سال مسلمانوں نے روم کے علاقوں پر حملہ کر کے اور ارقیلیہ کو فتح کر لیا۔ واپسی پر مسلم فوج کو سردی، بارش اور برف نے آ گھیرا جس سے بہت سارے مسلمان جاں بحق ہو گئے۔ اسی سال عبدالملک نے موسیٰ بن نصیر کو تمام بلاد مغرب پر سربراہ بنا کر طنجہ روانہ کیا جہاں اس نے طارق بن زیاد کو

مقدمہ انیش پر مامور کر دیا اور وہاں کے بادشاہوں کو ہلاک کر دیا اور بعض کی ناک کاٹ کر ملک بدر کر دیا۔ اور اسی سال عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ کو خراسان کی امارت سے معزول کر دیا اور خراسان بھی حجاج کے حوالے کر دیا۔ ساتھ میں بجستان بھی۔ حجاج شبیب کے معاملے سے فارغ ہو کر کوفہ سے بصرہ منتقل ہو گیا اور کوفہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن عامر الحضرمی کو مقرر کر گیا، مہلب بھی وہاں پہنچ گیا جب کہ وہ ازارقہ، خوارج کا خاتمہ کر چکا تھا۔ پس حجاج نے اسے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور متاثر ہونے والے فوجیوں کو بلوایا، جس کسی کی تعریف مہلب کرتا جاتا حجاج اس کو انعام دیتا اور پھر حجاج نے مہلب کو بجستان کی امارت حوالے کی اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو خراسان کی امارت حوالہ کی۔ روانگی سے قبل ان دونوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا کہا جاتا ہے کہ بات کا آغاز مہلب کی جانب سے ہوا تھا اور مہلب نے پولیس کے سربراہ عبدالرحمٰن بن عبید بن طارق العبشمی سے اس سلسلے میں مدد لی اور اس کو گواہ بنا کر پیش کیا۔ عبداللہ نے مہلب پر ایک لاکھ درہم جرمانہ عائد کیا۔

ابو معشر نے بیان کیا ہے کہ اس سال ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا اور اس وقت مدینہ کا گورنر ابان بن عثمان اور عراق، خراسان، بجستان وملحقہ علاقوں پر حجاج امیر مقرر تھا جب کہ خراسان پر حجاج کا نائب مہلب بن ابی صفرہ بجستان پر عبداللہ بن ابی بکرہ الثقفی اور کوفہ کا قاضی شریح، بصرہ کا قاضی موسیٰ بن انس مالک الانصاری مقرر تھا۔ اس سال مشہور شخصیات میں سے ابو عبداللہ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری السلمی صحابی رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ ابو عبداللہ کی روایات کئی ہیں۔ آپ نے بیعت عقبہ میں بھی حصہ لیا تھا۔ بدر میں شریک ہونا چاہتے تھے، لیکن آپ کے والد نے آپ کو گھر بار کی حفاظت پر مامور کر دیا۔ گھر والوں کی تعداد اس وقت نو افراد پر مشتمل تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وفات سے قبل آپ کی بینائی چلی گئی تھی۔ آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۹۴ سال تھی اور آپ سے روایت شدہ احادیث کی تعداد پندرہ سو چالیس ہے۔

شریح بن الحارث ...... بن قیس ابوامیہ کندی، یہ کوفہ کے قاضی تھے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو عہدہ قضاء پر فائز کر دیا تھا عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک اسی عہدہ پر فائز رہے پھر علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو معزول کر دیا پھر معاویہ نے آپ کو قاضی مقرر کیا اور پھر اپنی وفات تک اس عہدے سے منسلک رہے۔ آپ کی تنخواہ ماہانہ سو درہم تھی، بعض نے کہا پانچ سو تھی۔ جب وہ فیصلہ کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلتے تو کہتے اب ظالم کو پتہ چل جائے گا کہ اس نے کس کا حق مارا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ جب عدالت کی کرسی پر بیٹھتے تو آیت پڑھتے:

یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی.

اے داؤد ہم نے تجھے زمین پر خلیفہ بنایا پس لوگوں کے مابین انصاف سے فیصلہ کر اور اپنی خواہشات کی پیروی نہ کر۔

اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ظالم سزا کا منتظر ہے اور مظلوم مدد کا۔

کہا جاتا ہے کہ شریح تقریباً ستر سال تک قاضی رہے جب کہ بعض کا خیال ہے کہ انہوں نے اپنی موت سے ایک سال قبل اپنے منصب سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

آپ اصل میں ایرانی تھے آپ کے آباؤ اجداد یمن آکر بس گئے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد شریح مدینہ آئے تھے۔ آپ کی وفات کوفہ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر ایک سو آٹھ سال تھی۔

طبرانی نے روایت کی ہے کہ علی بن عبدالعزیز نے ہم سے بیان کیا عارم بن ابو النعمان نے ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا شعیب بن الحجاب نے ابراہیم التیمی سے کہ شریح کہا کرتے تھے کہ ظالموں کو پتہ چل جائے گا جن مظلوموں کا انہوں نے حق مارا ہے۔

ظالم سزا کے جب کہ مظلوم مدد کے منتظر ہیں۔ یہ روایت امام احمد نے اسماعیل بن علیہ سے، انہوں نے ابن عون انہوں نے ابراہیم سے۔ اعمش نے کہا کہ شریح کے پاؤں میں تکلیف ہوئی تو انہوں نے اس پر شہد لگایا اور دھوپ میں بیٹھ گئے، لوگ عیادت کرنے آئے، انہوں نے پوچھا اب کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا اچھا محسوس کر رہا ہوں۔ انہوں نے پھر کہا طبیب کو دکھایا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا، ہاں دکھایا ہے۔ پھر پوچھا طبیب نے کیا کہا؟ کہنے لگے، صحیح ہو جانے کی خوشخبری دی ہے۔ دوسری روایت یہ بھی ہے کہ آپ کی انگلی میں کوئی پھوڑا نکل آیا تو لوگوں نے پوچھا کسی طبیب کو دکھایا؟ شریح نے کہا اس نے تو یہ تکلیف دی ہے۔ اوزاعی نے کہا کہ عبدہ بن ابی لبابہ نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ابن زبیر کا فتنہ نو سال تک

جاری رہا لیکن نہ شریح خود اس معاملہ کے بارے میں کسی سے پوچھتے اور نہ ہی ان سے کوئی آدمی اس بارے میں دریافت کرتا یعنی کنارہ کش رہے۔ اور ابن ثوبان نے عبدہ سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے شریح سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا فتنہ ہوا تھا تو میں نے اس بارے میں کسی سے کچھ نہ پوچھا پس کسی آدمی نے کہا اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہ ہوتی کہ مجھے کب موت آئے گی۔

اس پر شرح نے جواب دیا کہ تمھیں کیا معلوم کے میرے دل پر کیا گزر رہی ہے۔ شفیق بن سلمہ نے شریح سے اس طرح روایت کی ہے کہ فتنہ ابن زبیر کے دوران میں نے کسی سے کوئی بات دریافت نہیں کی اور نہ ہی میں نے کسی مسلمان یا کسی معاہد پر ایک دینار یا درہم برابر بھی کبھی ظلم کیا۔ بس ابووائل نے کہا کہ اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو یہی پسند کرتا کہ مجھے موت آ جائے تو شریح نے اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ اس کو کیسے شاید قرار آ جائے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ شریح نے کہا، میرے دل کا کیا حال ہوگا جب دونو جوان ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں اور ان میں سے ہر ایک مجھے محبوب ہو۔ ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو کھیل کود میں مشغول دیکھ کر کہا کیا ہو گیا ہے تمھیں کہ تم کھیل کود میں مشغول ہو، لوگوں نے کہا ہم کام کاج سے فارغ ہیں۔ فرمایا فارغ لوگوں کا یہ کام تو نہیں ہے سوار ابن عبداللہ العنبر ی نے بیان کیا ہے کہ ہم سے علاء بن جریر العنبر ی نے، انہوں نے سالم ابوعبداللہ سے، انہوں نے کہا کہ میں شریح کے ہاں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے آ کر ان سے سوال کیا کہ آپ کہاں ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے اور دیوار کے درمیان میں۔

پس اس نے کہا کہ میں اصل شامی ہوں، شریح نے کہا بہت فاصلہ ہے پھر اس شخص نے کہا میں نے ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ شریح نے کہا اللہ مبارک کرے۔ کہا کہ اس گھر کی شرط لگائی ہے۔ شریح نے کہا وعدہ کا پاس ضروری ہے۔ اس شخص نے کہا ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے۔ شریح نے کہا وہ تو میں نے کر دیا ہے۔

سفیان کہتے ہیں جب شریح سے پوچھا گیا کہ آپ کو اتنا سارا علم حاصل کیسے ہوا شریح نے کہا علماء سے لیکن دین کے باعث میں ان سے کچھ علم لیتا ہوں اور کچھ انہیں دیتا ہوں۔

عثمان بن ابی شیبہ عبداللہ بن محمد بن سالم سے، انہوں نے ابراہیم بن یوسف سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابی اسحاق سے، انہوں نے ہبیرہ سے کہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ اے لوگو آپ میں سے فقہاء میرے پاس چلے آئیں تا کہ میں ان سے کچھ دریافت کروں اور وہ مجھ سے۔ راوی کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو ہم سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف چل پڑے، لوگوں سے جگہ بھر گئی، پس علی رضی اللہ عنہ ان سے پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہے اور یہ کیا ہے، اگر لوگ بھی ان سے دریافت کرتے تو حضرت علی جواب دیتے یا فقہاء سے پوچھتے تو وہ جواب دیتے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا اور لوگ گھروں کو واپس جانے لگے، شریح دوزانو ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ہی رہے اور کوئی سوال ایسا نہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا جواب نہ دے سکیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شریح کھڑے ہو جاؤ کیوں کہ تم عرب میں سب سے زیادہ عدل پر مبنی فیصلے کرنے والے ہو۔

ایک مرتبہ شریح کے پاس دو عورتیں آئیں، ان میں ایک بچے کی ماں جب کہ دوسری اس کی دادی تھی، دونوں بچے کے لئے خود کو مستحق جتا رہی تھیں۔ بچے کی دادی نے شعر میں اپنا مدعا بیان کرتے ہوئے کہا:

> "اے ابوامیہ ہم تیرے پاس مدد طلب کرنے کے لئے آئے ہیں تیرے پاس بیٹے کی ماں اور دادی آئی ہیں، اگر تو نکاح نہ کرتی تو میں تجھ سے لڑکے کے بارے میں نہ جھگڑتی، مگر تو نے نکاح کر لیا پس لڑکا میرے حوالے کر اور چلی جا، اے قاضی! اس بچے سے متعلق میری کہانی یہ ہے۔"

بچے کی ماں نے کہا:

> "اے قاضی دادی (بچے) سے متعلق اپنا مدعا بیان کر چکی ہے پس تو مجھ سے بھی کچھ سن لے اور مسترد نہ کر، میرا بیٹا میرے جگر کا ٹکڑا ہے جسے میں نے بڑی مشقت سے پالا ہے۔ میرا بچہ اپنے باپ کی وفات کے بعد جب میری گود میں یتیم و بے سہارا رہ گیا تو میں نے اس کی خیر اور بھلائی کے واسطے شادی کر لی ایسے شخص سے جو میری اور میرے بچے کی کفالت بخوبی کر سکے اور جو

مجھ سے محبت کا بخوبی اظہار کر سکے اور جو بخوبی بچے کی ضرورت بھی پوری کر سکے۔"

شریح نے کہا:

"جو کچھ تم دونوں نے بیان کیا قاضی نے بغور سن لیا اور پھر فیصلہ صادر کیا اور قاضی کو چاہیے کہ وہ حسب استطاعت صحیح فیصلہ کرے۔ دادی سے کہا کہ وہ بچے کو لے لے اور اسے خدا کا عطیہ سمجھ کر قبول کر لے۔ اور اگر وہ کچھ عرصہ صبر کرتی تو یہ بچہ اس کو قبل دعویٰ مل ہی جاتا۔"

یہ کہہ کر شریح نے بچہ دادی کے حوالے کر دیا۔

عبدالرزاق نے بیان کیا ہے کہ ان سے معمر بن عون نے اور انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے شریح سے، ایک مرتبہ ایک آدمی کے اعتراف کی بنیاد پر اس کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا۔ اس شخص نے کہا ابا امیہ، آپ نے میرے خلاف بلا گواہ فیصلہ صادر کر دیا۔ اس پر شریح نے جواباً کہا، ہاں مجھے آپ کی خالہ کے بھانجے نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ اسی طرح علی بن جعد نے کہا کہ ہم سے مسعودی نے بطریق ابی حصین بیان کیا کہ شریح سے ایک بکری کے متعلق سوال کیا گیا جو کیڑے مکوڑے کھاتی تھی، شریح نے کہا جنت کی گھاس ہے اور دودھ بھی اچھا ہے۔

امام احمد نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید نے ابی حیان التیمی سے، انہوں نے اپنے باپ سے کہ شریح کے گھر میں جب کوئی سنور (لومڑی نما جانور) مر جاتا تو اسے گھر کے صحن ہی میں ڈلوا دیتے تھے تا کہ اس سے عام مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے اور یہ نالے شریح کے گھر میں ہی سے نکلتے تھے تا کہ اس سے عام مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

ایک آدمی نے شریح سے کہا کہ آپ کی حالت نفرت آمیز ہے۔ شریح نے جواب دیا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ اللہ کی نعمتوں کو دوسروں میں دیکھتے ہیں لیکن خود ان سے لاعلم ہیں۔ طبرانی نے کہا کہ ہم سے احمد بن یحییٰ ثعلب نحوی نے بیان کیا ہے، ان سے عبداللہ بن شبیب نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زید سمعان نے کہا کہ شریح نے اپنے بھائی جو کہ طاعون کے مرض سے بھاگ گیا تھا کو لکھ بھیجا کہ امابعد، بیشک آپ اور وہ جگہ جہاں آپ ہیں اور وہ جگہ جہاں سے آپ نکل بھاگے ہیں ایسی آنکھوں کی تابع ہے جس سے کوئی بچ کر نہیں نکل سکتا اور اس کی پکڑ اور طلب سے کوئی باہر نہیں۔

ابوبکر بن شیبہ نے کا کہا کہ ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، انہوں نے الشیبانی سے، انہوں نے شعبی سے انہوں نے قاضی شریح سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب شریح قاضی تھے ان کو لکھ بھیجا کہ جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اللہ کے کلام سے اس کا فیصلہ کرو، جب قرآن میں حکم نہ ملے تو فیصلہ کے لئے سنت نبوی سے رجوع کرو، اگر کوئی مسئلہ ایسا ہو جس کا حکم کتاب اللہ اور سنت رسول میں موجود نہ ہو تو اس کا فیصلہ اجماع امت کی رو سے کرو۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایسے مسئلہ کے فیصلے میں صالحین کے فیصلے کو مدنظر رکھو پس اگر یہاں بھی اس کی نظیر نہ ملے تو چاہو تو فیصلہ کر ڈالو اور اگر چاہو تو کچھ توقف اور تاخیر کرو میری رائے میں تاخیر بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

شریح نے کہا کہ میں ایک دن حضرت علی کے ہمراہ کوفہ کے بازار سے گزر رہا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک قصہ گو کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ آپ قصے بیان کر رہے ہیں حالاں کہ ہم قرب العہد ہیں (رسول اللہ ﷺ کو وفات پائے کم ہی عرصہ گزرا ہے) میں تم سے کچھ سوالات پوچھوں گا اگر تو نے جواب نہ دیا تو میں تمہیں تادیباً سزا دوں گا تو قصہ گو نے کہا پوچھ لیجئے اے امیر المومنین جو جی میں آئے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا ایمان کس چیز سے قائم رہتا ہے اور کس چیز سے زائل ہو جاتا ہے، قصہ گو نے جواب دیا ایمان کا قیام تقویٰ اور پرہیزگاری سے ہے جب کہ ایمان کا زوال حرص اور لالچ سے ہے۔ حضرت علی نے جواب دیا صحیح ہے اب جو کچھ تمہیں وعظ ونصیحت کرنا ہے شوق سے کرو۔ کہا گیا کہ یہ قصہ گو نوف البکالی تھا۔

ایک شخص نے شریح سے کہا کہ تم تو دوسروں کے فضل وانعام کا تو ذکر کرتے ہو مگر اپنے آپ کو نظر انداز کر دیتے ہو، قاضی شریح نے جواب دیا، اللہ کی قسم مجھے تمہاری نعمتوں پر رشک آتا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور نہ ہی مجھے کوئی ضرر۔

جریر نے شیبانی سے انہوں نے شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے کسی شخص سے ایک گھوڑا اس شرط پر خریدا کہ وہ اسے پہلے دیکھیں گے

اور گھوڑا لے کر چل پڑے مگر گھوڑا گر کر ہلاک ہو گیا حضرت عمر نے مالک سے کہا اپنا گھوڑا واپس لے لو اس نے انکار کیا حضرت عمر نے کہا چلو قاضی سے اس کا فیصلہ کریں۔ آدمی نے کہا شریح کے پاس چلتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا کون شریح گھوڑے والے نے کہا عراقی شریح۔ وہ شریح کے پاس آئے اور قصہ بیان کیا۔ پس شریح نے کہا یا امیر المومنین اس کا گھوڑا جس حالت میں خریدا تھا واپس کیجئے یا جس طرح ہے قبول کیجئے۔ حضرت عمر نے کہا فیصلہ بالکل صحیح ہے کوفہ چلے جاؤ میں نے تمہیں وہاں کا قاضی مقرر کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس دن شریح کی قابلیت کا پتہ چل گیا۔

ہشام بن محمد کلبی نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ شریح کا ایک بیٹا تھا جو کتے پالتا تھا اور ان کو لڑاتا بھی تھا تو شریح نے دوات و کاغذ منگوا کر اپنے بیٹے کے مودب کو لکھ بھیجا۔

ترجمہ.......اس نے نماز چھوڑ دی ہے کتوں کی خاطر وہ اپنے بدخصلت اور برے دوستوں کے ساتھ مل کر کتوں کو لڑاتا تھا، وہ جب تمہارے پاس آ جائے تو اس کو ملامت کرنا اور اس کو نصیحت کرنا اور اس کو سمجھدار اتالیق کی طرح وعظ و نصیحت کریں اور اگر اس کو سزا دینا چاہو تو کوڑے مار دینا اور تین کوڑے لگانے کے بعد اس کو قید کر دینا اور جان لو جو کچھ آپ اس کی تربیت و اصلاح کے لئے کریں گے، مجھے غصہ آنے کے باوجود بہت عزیز ہو گا در بہتر بھی۔

قاضی شریح نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے عائشہ **ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعا** سے اس امت کے اہل بدعت اصحاب ہوا، اور گمراہ لوگ مراد ہیں اور ہر گنہگار کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے بجز اہل بدعت اور اصحاب ہوا کے، میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ یہ حدیث ضعیف اور غریب ہے محمد بن مصفی نے بقیہ سے انہوں نے شعبہ سے یا کسی اور سے انہوں نے مجالد سے انہوں نے شعبی سے، اس حدیث کو صرف بقیہ بن الولید نے اکیلے روایت کی ہے اور اس حدیث میں علت بھی ہے۔ محمد بن کعب القرظی نے حسن سے، انہوں نے شریح سے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ عنقریب تمہاری چھان بین ہو گی حتیٰ کہ تم ان لوگوں میں سے بچے کچھے رہ جاؤ گے جنہوں نے اپنے وعدوں کا پاس کیا اور نہ ہی امانتوں کا۔

کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ہم کس گروہ میں ہوں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ معروفات (نیکیوں) پر عمل کرتے ہو اور برے کاموں سے بچتے ہو اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہو اور کہتے ہو اے اللہ ہماری مدد فرما جس نے ہم پر ظلم کیا ان پر تو ہی کافی ہو اور سرکشوں سے ہمیں بچا، اور حسن بن سفیان نے یحییٰ ابن ایوب سے، انہوں نے عبد الجبار بن وھب سے، انہوں نے عبداللہ السلمی سے، انہوں نے شریح سے فرمایا مجھ سے بیان کیا اصحاب بدر نے جن میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شامل ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو نوجوان دنیاوی لذات کو چھوڑتا ہے اور اسی ترک لذات ہی میں اللہ کی اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں بہتر صدیقوں کا اجر عطا فرمائے گا، پھر کہا کہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نوجوان! جس نے میری خاطر شہوات کو خیر باد کہہ دیا جس نے میرے لئے اپنی جوانی صرف کی، تو میرے ہاں بعض ملائکہ کے جیسا ہے۔ یہ حدیث بھی غریب ہے۔

ابوداؤد نے کہا کہ ہم سے صدقہ بن موسیٰ نے ابوعمران الجونی نے قیس بن زید سے، ابوداؤد نے کہا یا زید بن قیس سے، مصریوں کے قاضی شریح سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق سے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قرضداروں کو پکاریں گے، اے ابن آدم! تم نے کس چیز میں لوگوں کے حقوق ضائع کر دیئے؟ اور کیوں لوگوں کے حقوق مارے؟ وہ جواب دیگا اے رب! میں نے تو یہ حقوق جان بوجھ کر ضائع نہیں کئے بلکہ یہ مصیبت مجھ پر غرق یا مال کے جل جانے کے باعث آن پڑی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا آج مجھے تیری طرف سے وکالت یا فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے، پھر اس کی بدی کو نیکیوں میں بدل کر اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ یزید بن ہارون نے صدقہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کوئی چیز اس کے میزان میں ڈال دے گا جس سے اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اس حدیث کو طبرانی نے ابی نعیم کی سند سے صدقہ سے روایت کیا ہے اور طبرانی ہی نے حفص بن عمر اور احمد بن داؤد المکی سے، دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے ان سے صدقہ نے۔ واللہ اعلم۔

نابغہ الجعدی...... سائب بن یزید الکندی کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ دیگر وفیات میں سفیان بن سلمۃ الاسدی، معاویہ بن قرۃ البصری اور زر بن حبیش میں شامل ہیں۔

۷۹ ہجری

اس سال پیش آنے والے واقعات وحادثات

اس سال شام میں طاعون کی وبا پھیل گئی تھی اس مہلک مرض سے کئی لوگ وفات پا گئے حتیٰ کہ لوگوں کے فنا ہونے کا خدشہ ہو گیا۔ اس سال اہل شام میں سے کسی نے لڑائی میں شرکت نہیں کی تھی طاعون نے انہیں انتہائی لاغر اور کمزور کر دیا تھا جس کے نتیجے میں رومی انطاکیہ تک پہنچ گئے اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کر گئے۔ انہیں علم ہوا تھا کہ مسلمانوں کا لشکر طاعون کی وجہ سے سست پڑ گیا ہے۔ اسی سال عبید اللہ بن ابی بکرۃ نے بادشاہ رتبیل پر حملہ کر دیا اور علاقے فتح کرتا ہوا اندر تک چلا گیا ترک بادشاہ نے سالانہ جزیہ دینے کی شرط پر صلح کر لی۔

حارث المتنبی کذاب کا قتل...... اسی سال عبدالملک بن مروان نے حارث بن سعید المتنبی جھوٹے نبی کو قتل کر دیا یہ شخص حارث بن عبدالرحمٰن بن سعید الدمشقی بھی کہلاتا تھا، ابوالجلاس عبدری کا آزاد کردہ غلام تھا اور بعض کہتے ہیں کہ مروان بن الحکم کا غلام تھا۔ یہ اصلاً جولۃ نامی جگہ کا رہنے والا تھا اور دمشق میں آ کر بس گیا تھا اور اپنی عبادت وزھد وتقویٰ کا ڈھونگ رچا کر لوگوں کو گمراہ کرتا تھا اور اللہ کی آیت کا منکر ہو گیا اور حزب اللہ کو خیر باد کہہ دیا اور شیطان کی اتباع اختیار کر لی اور شیطان اس سے کھیلتا رہا یہاں تک کہ دین ودنیا کے خسارہ میں پڑ گیا اور اسے ذلیل وشکی کر دیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔**

ابوبکر بن ابی خیثمہ نے کہا کہ ہم سے عبدالوہاب بن نجدہ جولی نے بیان کیا، ہم سے محمد بن مبارک نے بیان کیا، ہم سے ولید بن مسلم نے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن حسان سے، انہوں نے کہا کہ حارث الکذاب اہل دمشق میں سے تھا اور ابی جلاس کا غلام تھا، اس کا والد ''جولہ'' میں رہتا تھا۔

حارث بہت زیادہ عبادت گزار اور زاہد شخص تھا، وہ اگر سونے کا جبہ بھی پہن لیتا تو اس پر عبادت گزاری اور زھد کے آثار نمایاں نظر آتے، وہ اللہ کی ایسی حمد بیان کرتا تھا کہ سننے والوں نے ایسی کبھی سنی نہ ہو۔ اس نے جولہ میں اپنے والد کو خط لکھا کہ جلدی میری خبر لیجئے کیوں کہ میں کچھ عجیب وغریب چیزیں دیکھ رہا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ شیطان میرے پیچھے نہ پڑا ہو تو اس کے باپ نے اس کی گمراہی پر اور گمراہی میں اضافہ کرتے ہوئے جواباً لکھا۔

جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے فوراً بجا لاؤ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (**ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین الخ**) ترجمہ۔ میں تمہیں اس سے آگاہ نہ کروں کہ شیطان کس پر نازل ہوتے ہیں وہ ہر جھوٹے بہتان تراش گنہگار پر نازل ہوتے ہیں، چونکہ تم تو نہ گنہگار ہو اور نہ ہی جھوٹے بہتان تراش اس لئے جو تمہیں حکم ملتا ہے اسے کر گزرو۔ وحارث مسجد میں آ کر لوگوں سے علیحدہ ملتا اور انہیں وہیں گمراہانہ باتیں بتاتا اور ان سے کہتا کہ اگر آپ کو منظور ہے تو ٹھیک ورنہ اس کو پردہ ہی میں رہنے دو اور ان سے عہد وپیمان بھی لیتا۔ راوی کہتا ہے کہ حارث لوگوں کو عجیب وغریب خارق العادۃ چیزوں کا مشاہدہ کراتا تھا کبھی وہ مسجد میں آ کر سنگ مرمر کے ٹکڑے کو ہاتھ سے اس طرح بجاتا کہ اس میں سے تسبیح وتہلیل کی سی آواز نکل آتی، لوگ اس کو دیکھ کر حیران وششدر رہ جاتے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ کو کہتے سنا ہے کہ حارث مقصورۃ میں سرخ سنگ مرمر کے ٹکڑے کو بجاتا تو تسبیح کرنے لگتا اور حارث زنادقہ میں سے تھا۔

ابن ابی خیثمہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حارث انہیں موسم سرما میں گرمیوں کا پھل اور موسم گرما میں خزاں کا پھل کھلاتا تھا اور لوگوں سے کہتا کہ میں آپ کو فرشتہ دکھاتا ہوں یہ کہہ کر وہ انہیں خانقاہ میں لے جاتا اور وہاں گھوڑے پر سوار لوگ آدمیوں کو نظر آتے۔ اس شعبدہ بازی کو دیکھنے کے لئے وہاں پر لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو جاتا۔ لوگوں میں اس کی بڑی شہرت ہوئی اور لوگ مسجد میں آ کر اس سے ملنے لگے اور اس کے متبعین کی تعداد

میں روز افزوں اضافہ ہونے لگا یہاں تک کہ یہ خبر قاسم بن مخیمرۃ تک بھی پہنچ گئی حارث نے اس پر بھی اپنا جادو چلا لیا اور اس سے اس بات کا عہد لے لیا کہ اگر اس کو یقین ہے اور حارث کی بات جاننے کے لئے تیار ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ اس کو راز ہی میں رکھے۔اس کے بعد حارث نے قاسم سے کہا کہ میں نبی ہوں تو قاسم نے اس سے کہا کہ بیشک تو جھوٹا ہے اے اللہ کے دشمن! تو ہرگز نبی نہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ قاسم نے جھوٹے نبی سے کہا کہ تو ان جھوٹوں اور دجالوں میں سے ہے،جن کی آمد کی پیش گوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی کہ جب تک کہ اس امت میں سے تیس آدمی نبوت کا دعویٰ نہ کریں،ان میں سے ہر ایک یہی سمجھے گا کہ وہ نبی ہے۔تو ان جھوٹوں میں سے ہے تیرا کوئی ایمان نہیں۔ یہ کہہ کر قاسم اٹھ کر چلا گیا اور ابوادریس کو اس کی خبر دی جو دمشق کا قاضی تھا۔ابوادریس نے کہا ہم بھی اسے اچھی طرح جانتے ہیں پھر ابوادریس نے اس جھوٹے کی بابت امیر المومنین عبدالملک کو بتا دیا۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ مکحول اور عبداللہ بن ابوزکریا حارث کے پاس آئے تو حارث نے ان دونوں کو اپنی نبوت کی دعوت دی،ان دونوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کو رد کیا اور عبدالملک کے پاس جا کر اسے حارث کے معاملات سے خبردار کیا عبدالملک نے اس کے بعد اس کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے جسے سن کر حارث بدحواس ہو کر بھاگ گیا اور اپنے گھر جو کہ بیت المقدس میں تھا،کی طرف چل پڑا اور وہاں زیر زمین لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت کی طرف دعوت دیتا۔

عبدالملک بھی خفیہ طور پر اس کی نگرانی کرتا رہا اور نصیرہ تک اس کا پیچھا کرتے کرتے پہنچ گیا۔اہل نصیرہ کا ایک شخص عبدالملک کے پاس آیا جس کا آنا جانا حارث کے پاس بھی رہتا تھا اس نے عبدالملک کو حارث کا پتہ بتا دیا اور کہا کہ میرے ساتھ ترک افواج کا ایک دستہ روانہ کر دیجئے حارث کو پکڑ کر لے آؤں گا۔عبدالملک نے اس کی درخواست منظور کر لی اور دستہ روانہ کر دیا اور بیت المقدس کے نائب کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی اس شخص کی مدد کرے اور اس کی ماتحتی میں رہ کر اس سے ہر ممکن تعاون کرے۔ جب یہ شخص بیت المقدس پہنچا،حاکم بیت المقدس نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس کی خدمت میں جت گیا،اس شخص نے اس کو حکم دیا کہ جتنی ہو سکیں شمعیں جمع کی جائیں اور ہر سپاہی کے ہاتھ میں ایک شمع دی جائے اور رات کو جب شمعیں روشن کرنے کا حکم مل جائے تو ایک دم سارے ان کو روشن کریں اور تمام شہر کی گلیوں اور راستوں میں پھیل جائیں تاکہ کسی کو بھی بھاگنے یا چھپنے کا موقع نہ مل سکے اور خود چلا گیا اور جس مکان میں حارث مقیم تھا وہاں پہنچ گیا اور دربان سے کہا کہ اللہ کے نبی سے میرے اندر آنے کی اجازت لے لیں دربان نے کہا کہ اس وقت کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔اس شخص نے آواز لگائی شمعیں روشن کرو لوگوں نے اپنی اپنی شمعیں روشن کر دیں جس کے ساتھ ہی رات گویا دن میں بدل گئی اور ہر طرف روشنی پھیل گئی اور اس شخص نے حارث پر حملہ کر دیا۔حارث ڈر کے مارے سرنگ میں چھپ گیا۔حارث کے ساتھیوں نے کہا کہ افسوس ہے کہ یہ لوگ اللہ کے نبی تک پہنچنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ تو آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں۔

پس اس شخص نے اپنا ہاتھ سرنگ میں ڈال دیا تو حارث کا کپڑا اس کے ہاتھ لگا جسے گھسیٹ کر باہر نکالا اور ترک فوجیوں کو حکم دیا کہ اسے قید کر دو۔کہا جاتا ہے کہ حارث کے ہاتھوں اور گردن سے ہتھکڑیاں کئی بار اتر گئیں اور سپاہی اسے پھر جکڑ لیتے۔حارث نے ترک سپاہیوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ آیت پڑھی۔

ترجمہ......تم کہہ دو اگر میں گمراہ ہوں تو اس کی گمراہی کا وبال مجھ پر ہی پڑے گا اور اگر میں راہ یاب ہوں تو اپنے رب کی وجہ سے وہ قریب ہے سننے والا ہے۔اور پھر کہا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔تب ترک فوجیوں نے ٹوٹی پھوٹی عربی میں کہا یہ ہمارا قرآن ہے تم اپنا قرآن لاؤ یعنی یہ ہمارا قرآن ہے ذرا تم اپنے قرآن سے کچھ پڑھواؤ۔

جب سپاہی اسے لے کر عبدالملک کے پاس آئے تو اس نے اسے ایک لکڑی کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا اور ایک شخص کو نیزہ مارنے کا حکم دیا۔ اس کی پسلی پر لگا۔عبدالملک نے کہا تیری ہلاکت ہو کیا تو نے مارتے وقت اللہ کا نام لیا تھا اس شخص نے کہا میں بھول گیا تھا۔عبدالملک نے کہا اللہ کا نام لے اور پھر مار،اس نے بسم اللہ پڑھی اور نیزے سے اس جھوٹے کو چھلنی کر دیا۔عبدالملک نے اس کو قتل کرنے سے قبل قید کر لیا تھا اور اہل علم سے کہا تھا کہ وعظ ونصیحت کر کے اسے راہ راست پر لائیں لیکن وہ نہ مانا اور اپنی گمراہی پر قائم رہا جس کے بعد عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔

ولید بن مسلم نے ابن جابر سے روایت نقل کی ہے،انہوں نے کہا کہ مجھے ایسے شخص نے بتایا جس نے اعور سے روایت ہے کہ اس سے علاء بن

زیاد العدوی نے کہا کہ میں نے عبدالملک سے کبھی رشک نہیں کیا سوائے اس کے کہ اس کے ہاتھوں اللہ کا دشمن حارث کا قتل سرزد ہوا کیوں کہ رسول اکرم ﷺ کا قول ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تیس دجال جھوٹے نہ ظاہر ہوں ہر ایک یہی سمجھے گا کہ وہ نبی ہے۔ جس نے ایسے شخص کو قتل کردیا وہ جنت کا مستحق ہوگا، ولید نے کہا کہ خالد بن یزید بن معاویہ نے عبدالملک سے کہا کہ اگر میں موجود ہوتا تو ہرگز اس کے قتل کا مشورہ نہ دیتا۔ عبدالملک نے کہا کیوں؟ تو خالد نے کہا کہ وہ نفسیاتی طور پر اپنے مذہب پر عمل کررہا تھا اگر اس کو قید کرتا کچھ عرصہ بھوکا رکھتا تو یہ جنون اتر جاتا اور اس کے قتل کی نوبت نہ آتی۔ خالد بن جلاخ نے غیلان سے کہا، ارے غیلان تیرا برا ہو، کیا ہم نے تجھے جوانی میں نہیں پکڑا تھا جب تو رمضان میں خواتین کو سیب مارتا تھا، اس کے بعد تو حارثی بن گیا، تیری بیوی پردے کے پیچھے خود کو ام المومنین سمجھتی ہے۔ اس کے بعد تیرے اندر مزید تبدیلی آئی اور تو قدری اور زندیق بن گیا۔

۷۹ھ میں مسلمانوں کا ترک علاقوں پر حملہ...... اس سال عبیداللہ بن ابی بکرہ کے ماتحت اسلامی لشکر ترک بادشاہ رتبیل سے معرکہ آرا ہوا کبھی مسلمانوں سے صلح کرلیتا اور کبھی سرکشی پر آمادہ ہوجاتا پس ابن حجاج نے ابن ابی بکرہ کو لکھا کہ اپنے ساتھ جتنا ہوسکے مسلمانوں کو لے کر رتبیل سے جنگ کے لئے نکل پڑو اور اس کی زمین اپنے لئے حلال سمجھو اور اس وقت تک واپس نہ آنا جب تک تم ان کے قلعے مسمار نہ کرلو اور ان لوگوں کو قتل نہ کردو جو تمہارے مقابلے میں آجائیں۔ ابن ابی بکرہ اپنے ساتھ اہل بصرہ اور کوفہ میں سے فوج لے کر نکلا اور رتبیل سے لڑ پڑا اسے عبرت ناک شکست دے کر اپنی فوج سمیت اس کے علاقوں کو تخت و تاراج کرتا ہوا اندر تک چلا گیا ترکوں کو ہلاکت آمیز شکست دی اور رتبیل یہ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ مسلم فوجیں اس کے تعاقب میں ان کے مرکزی شہر تک چلی گئیں یہاں تک کہ وہ اس شہر سے اٹھارہ فرسخ کے فاصلے پر پہنچ گئے۔ اہل شہر مسلمانوں کی آمد سے بہت زیادہ ڈر گئے پھر ترکوں نے مسلمانوں کا محاصرہ کرلیا اور آنے جانے کے تمام راستے بند کردیئے یہاں تک کہ مسلمانوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا۔ اس موقع پر ابن ابی بکرہ نے رتبیل سے اس پر صلح کرلی کہ اسے سات لاکھ دینار ادا کئے جائیں گے۔ اس کے بدلے وہ مسلمانوں کے لئے جانے کا راستہ خالی کریں گے اور مسلمان واپس اپنے علاقوں میں چلے جائیں گے۔

صحابی رسول کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار...... لیکن شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ کو یہ صلح منظور نہ تھی وہ کبار صحابہ میں سے تھے اور اصحاب علی میں ان کا شمار ہوتا تھا اور اہل کوفہ پر وہی امیر تھے۔ لوگ بھی ان کے ہمراہ آخری لمحے تک لڑنے اور صبر و استقلال اور اپنی تلواروں اور نیزوں سے بے جگری کے ساتھ لڑنے پر آمادہ ہوگئے پس عبیداللہ بن ابی بکرہ صحابی رسول کو اس فعل سے منع کیا لیکن وہ نہ مانے اور شریح کے ساتھ کچھ بہادر اور سخت جان لوگوں کی جماعت لڑمرنے پر تیار ہوگئی اور شریح ان کو لے کر ترکوں سے لڑنے لگے۔ یہاں تک کہ اکثر مسلمان اس جنگ میں کام آئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ پس حضرت شریح یہ رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے لڑتے تھے۔

> ''میں نہایت مغموم و مضطرب ہوں، اور بڑھاپے کو جھیل رہا ہوں۔ میں نے مشرکوں کے ساتھ ایک عرصہ گزارا، اس کے بعد مجھے اپنے نبی منذر کی صحبت کا شرف ہوا، ان کے بعد صدیق و عمر کی بھی معیت میں رہا اور جنگ مہران اور جنگ تستر کے دن بھی موجود تھا اور جنگ صفین اور جنگ نہروان میں شریک رہا، افسوس ہے یہ کتنی طویل عمر ہے!''

اور پھر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید کئے گئے (اللہ ان سے راضی ہو) ان کے ساتھ بہادروں کی ایک جماعت بھی جنگ میں ماری گئی۔ بچے کچھے لوگ عبیداللہ کے ساتھ وہاں سے نکل گئے جو کہ تعداد میں بہت کم تھے۔ اس سانحہ کی خبر حجاج کو بھی پہنچی جو انتظام ہوسکا کرکے اس نے عبدالملک کو اس کی تفصیلی اطلاع کردی اور ساتھ اس بارے میں بھی ان کی رائے جاننی چاہی کہ اگر عظیم لشکر تیار کرکے مشرک ترکوں سے مسلمانوں پر کئے گئے مظالم کا انتقام لیا جائے۔ جب عبدالملک کے پاس خط پہنچا تو اس نے صحابہ کو جواب میں لکھا کہ جتنی جلدی ہوسکے لشکر تیار کرکے روانہ کردیا جائے حجاج نے زبردست تیاری کی اور ایک لشکر عظیم رتبیل کے مقابلے کے لئے تیار کیا جن کی تفصیل ہم اگلے سال کے واقعات میں بیان کریں گے۔

کہا جاتا ہے کہ اس جنگ میں شریح کے ساتھ تیس ہزار مسلمان شہید ہوگئے اور مسلمانوں کو ایک روٹی ایک دینار میں ملتی تھی۔ ترکوں نے مسلمانوں کو سخت ترین تکالیف میں مبتلا کرکے شہید کردیا تھا جب کہ کئی افراد بھوک کی وجہ سے مرگئے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون اور مسلمانوں نے بھی

ایک طرح کا بڑا بخل ہے اور نہایت ہی دناءت اور کمینگی ہے پھر اپنے غلام سے کہا کہ ہر ایک کے لئے ایک غلام اور لونڈی ہدیہ کردو کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد اسی تھی۔ عبیداللہ کا انتقال بست میں جبکہ بعض کے نزدیک زرخ کے مقام پر ہوا واللہ اعلم۔ واحلم والحمدللہ رب العلمین۔

۸۰ ہجری

اس سال پیش آنے والے واقعات

مکہ میں تباہ کن سیلاب......اس سال مکہ مکرمہ میں تباہی پھیلانے والا سیلاب آیا جو مکہ کی تمام چیزوں کو بہا کر لے گیا حجاج نے مکہ سے سامان اونٹوں پر لاد کر باہر نکالا اور عورتوں اور بچوں کا سیلاب سے بچ نکلنا ناممکن ہو گیا سیلاب کا پانی وادی مکہ میں جمع ہو کر مقام حجون تک پہنچ گیا تھا جس میں خلق کثیر غرق ہو کر مر گئے اور کہا جاتا ہے کہ پانی اتنا اونچا ہو گیا تھا کہ بیت اللہ کے غرق ہونے کا خدشہ ہو گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

بصرہ میں طاعون کی وبا......ابن جریر نے واقدی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس سال بصرہ میں طاعون کی وبا پھیل گئی اور مشہور ہے کہ طاعون کی یہ وبا ۷۹ ہجری ہی میں پھیلنی شروع ہو گئی تھی۔

مہلب بن ابی صفرہ ترکوں کے مقابلے میں......اسی سال مہلب بن ابی صفرہ نے بلخ کا نہر عبور کر کے بکش میں دو سال تک قیام کیا اور ترکوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو پہنچنے والے نقصان کی تلافی کی اور بڑے صبر و استقلال کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرتے تھے۔ وہاں وقوع پذیر حالات کا ذکر طوالت کے خوف سے نہیں کیا جاتا رہا ہے۔ مہلب کی طرف اس دوران ابن الاشعث کے خطوط بھی آتے رہے جن میں حجاج کے خلاف بغاوت کا ذکر ہوتا۔ مہلب تمام کے تمام خطوط حجاج کو بھیجتا رہا۔ باقی تفصیلات آئندہ سال کے واقعات میں ذکر کی جائیں گی۔

ترکوں کے خلاف مسلمانوں کا ۴۰ ہزار پر مشتمل لشکر......اسی سال حجاج بن یوسف نے کوفہ اور بصرہ سے چالیس ہزار نفوس پر مشتمل ایک لشکر جرار ترتیب دیا جسے ترک بادشاہ رتبیل سے مسلمانوں پر کئے گئے مظالم کا بدلہ لینے کے لئے بھیج دیا جس کی کمان عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ہاتھوں میں دے دی گئی۔ دونوں شہروں سے اس نے بیس بیس ہزار سپاہی لئے۔ ابن الاشعث حالانکہ حجاج کے نزدیک نہایت ہی مغضوب تھا حتیٰ کہ حجاج کہا کرتا تھا کہ میں جب بھی ابن الاشعث کو دیکھتا ہوں تو اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ ایک دن ابن الاشعث حجاج کے پاس آیا تو وہاں عامر شعبی بھی موجود تھے حجاج نے ابن الاشعث کو آتا دیکھ کر عامر شعبی سے کہا کہ اس کے چلنے کے انداز کو دیکھو واللہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ عامر شعبی نے یہ بات ابن الاشعث تک پہنچا دی جس پر اس نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو اسے ضرور حکومت سے علیحدہ کر کے چھوڑوں گا۔ حاصل یہ ہے کہ حجاج نے بڑا مال کثیر صرف کر کے یہ لشکر جمع کیا تھا جب کہ اس کی امارت کے بارے میں کوئی رائے نہ بن پائی تھی آخرکار ابن الاشعث ہی کو اس لشکر کی امارت کے لئے موزوں سمجھا گیا جس پر حجاج بھی راضی ہوا اور اسے امیر بنا دیا گیا جس کے بعد ابن الاشعث کا چچا اسماعیل بن الاشعث حجاج کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ نے ابن الاشعث کو امیر تو بنا دیا لیکن میں سمجھتا ہوں فرات کا پل عبور کرنے کے بعد وہ آپ کی اطاعت سے نکل جائے گا پس حجاج نے کہا کہ اس معاملہ میں وہ تیرا نہیں میرا دوست ہے۔ میں کب ڈرتا ہوں کہ وہ میری مخالفت کرے گا یا میری اطاعت سے نکل جائے گا پس اس نے ابن الاشعث کو جانے دیا اور ابن الاشعث فوج سمیت رتبیل کے ملک کی طرف نکل پڑا۔

جب رتبیل کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ملی تو اس نے ابن الاشعث کو خط لکھا جس میں اس نے گزشتہ سال کے واقعات کے بارے میں مسلمانوں سے معذرت طلب کی اور کہا کہ انہیں مجبوراً لڑنا پڑا کیوں کہ مسلمان صلح پر راضی نہ تھے اور اس نے مسلمانوں کو سالانہ خراج ادا کرنے کی بھی خواہش ظاہر کی۔ ابن الاشعث نے اس کی ایک نہ سنی اور علاقوں پر علاقے فتح کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ رتبیل کو بھی اپنی قوت مجتمع کر کے لڑائی پر آمادہ ہونا پڑا۔ ابن الاشعث جو قلعہ بھی فتح کرتا اس پر ایک عامل مقرر کرتا اور علماء و فقہاء کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دیتا تا کہ لوگوں کو اسلامی تہذیب و

ثقافت سے روشناس کر دیا جا سکے۔ ابن الاشعث نے کئی شہروں اور علاقوں پر اپنا قبضہ مستحکم کر لیا اور بہت سا مال و دولت حاصل کر لیا اور خلق کثیر کو غلام بنا لیا اور پھر اپنی فوجوں کو مزید فتوحات روکنے کا حکم دے دیا تھا تا کہ مفتوحہ علاقوں کا انتظام کارمکمل ہو اور مسلمان وہاں رہ کر اچھی طرح لڑائی کی تیاری کر سکیں اور مال و اسباب کا وافر مقدار ذخیرہ کر لیں اور مکمل تیاری کے ساتھ اگلے سال ملک ترک کے مرکزی شہر مدینۃ العظماء پر زوردار حملہ کریں اور مال و اسباب، غلام لونڈیاں اور قیمتی چیزیں وہاں سے حاصل کر لیں۔ اور لڑائی پر آمادہ لوگوں سے جنگ کر لیں اس پر سب متفق ہو گئے اور مزید لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا پس ابن الاشعث نے حجاج کو خط لکھا جس میں اسے فتوحات اور تمام تفصیلات سے آگاہ کیا اور اپنے اگلے سال کے پروگرام سے متعلق بھی تفصیل لکھ دی۔

بعض مورخین نے کہا کہ حجاج نے همیان بن عدی السدوسی کو مسلح کر کے کرمان کی طرف بھیجا تھا تا کہ وہ وہاں جا کر بجستان اور سندھ کے عاملوں کی مدد کرے اگر ان کو ضرورت ہو تو، لیکن همیان نے وہاں جا کر حجاج کی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی پس حجاج نے ابن الاشعث کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیج دیا۔ ابن الاشعث نے همیان کو شکست دی اور وہیں پر رک گیا۔ اس دوران ابن ابی بکرہ جو کہ بجستان کا امیر تھا وفات ہو گئی۔ حجاج نے ابن الاشعث کو والی بنا دیا اور ابن الاشعث کی مدد کے لئے فوج روانہ کر دی جس پر دو لاکھ دینار خرچ آئے یہ لشکر جیش طواویس کے نام سے مشہور ہوا اس لشکر نے رتبیل پر چڑھائی کی تھی جس کا ذکر اوپر ہو گیا ہے۔

واقدی اور ابو معشر نے لکھا ہے کہ اس سال ابان بن عثمان نے لوگوں کو حج کرایا لیکن دوسرے مورخین کا خیال ہے کہ حج سلیمان بن عبدالملک نے کرایا۔ اس سال صائفہ کا امیر ولید بن عبدالملک تھا جب کہ مدینہ پر ابان بن عثمان اور مشرقی علاقہ پر حجاج بن یوسف تھا جب کہ کوفہ کا قاضی ابو بردہ بن ابو موسیٰ الاشعری بصرہ کا قاضی موسیٰ بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے۔

اس سال وفات پانے والے اعیان

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم رضی اللہ عنہ کی وفات ۔۔۔۔۔۔ ان کا پورا نام ابو زید بن اسلم اصل میں عن التمر کے قیدیوں میں سے تھا گیارہ ہجری کو حج کے دوران مکہ میں حضرت عمر نے انہیں خرید لیا تھا وفات کے وقت ان کی عمر ۱۱۴ سال تھی انہوں نے حضرت عمر سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے بھی روایت حدیث کی ہے اور ان کے مناقب بھی بہت سے ہیں اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

جبیر بن نفیر ۔۔۔۔۔۔ یہ صحابی رسول ہیں۔ پورا نام جبیر بن نفیر بن مالک حضرمی ہے۔ شام کے علماء میں سے تھے۔ شام میں ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی بعض نے ان کی عمر زیادہ جب کہ بعض نے کم گنوائی ہے۔

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ۔۔۔۔۔۔ یہ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس تھا۔ بنی ہاشم کے وہ آخری فرد ہیں جسے زیارت نبوی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مدینہ میں مقیم رہے۔ ان کے والد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جب جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا میرے بھتیجوں کو میرے پاس لے آؤ تو ان کی حالت ایسی تھی جیسے بغیر پروں والے چوزے نبی اکرم ﷺ نے نائی کو بلوا کر ان کے سر منڈوائے اور پھر ان کے لئے دعا فرمائی اور کہا اے اللہ جعفر کے گھر میں برکت ڈال اور اس کے بیٹے عبداللہ سے اس گھر پر رونق رکھ پس ان کی والدہ آئی اور حضور ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول اب تو ان کے پاس کچھ نہیں رہا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں ہوں نہ ان کے والد کی جگہ حضور اکرم ﷺ نے عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن زبیر کی بیعت اس وقت کی تھی جب ان دونوں کی عمریں ۷ سال تھی اور یہ شرف کسی اور کو حاصل نہ ہوا، عبداللہ بن جعفر نہایت سخی اور فیاض تھے۔ وہ لوگوں کو بڑی فراخ دلی سے دینا دلانا رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے دو لاکھ درہم دیئے۔ ایک اور موقع پر ایک شخص کو ساٹھ ہزار درہم دیئے۔ ایک اور شخص کو چار ہزار دینار دیئے۔

کہتے ہیں ایک دفعہ ایک شخص شکر مدینے لایا جس کا کوئی خریدار نہ ملا۔ عبداللہ نے منتظم کو بھیجا انہوں نے شکر خرید کر اور لوگوں میں تقسیم کرا دی۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب مدینہ میں داخل ہوئے تو دار بنی مروان میں مقیم ہوئے اور دربان کو حکم دیا کہ دیکھو اگر تمہیں حسن یا حسین یا ابن جعفر وغیرہ نظر آجائیں تو ان کو میرے پاس لے آؤ دربان باہر نکلا تو اس کو ان میں سے کوئی بھی نہ ملا ان کو بتایا گیا کہ یہ سارے عبداللہ بن جعفر کے ہاں بیٹھے دوپہر کا کھانا کھا رہے ہیں پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم بھی انہی کی طرح ہیں اور یہ کہہ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لاٹھی ٹیکتے ہوئے حضرت عبداللہ کے دروازے تک پہنچ گئے اور اجازت طلب کر کے اندر داخل ہو گئے اب جعفر نے انہیں احترام کے ساتھ صدر مقام پر بٹھا دیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابن جعفر آپ کا کھانا کہاں ہے۔ عبداللہ نے کہا آپ جو چیز کھانے میں طلب کریں گے حاضر کیا جائے گا۔ حضرت معاویہ نے کہا ہمیں مغز کھلا دو۔ ابن جعفر نے ایک چھوٹے پیالے میں مغز منگوایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تناول فرمایا۔ اسی طرح انہوں نے تین دفعہ مغز تناول کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عبداللہ کی فیاضی سے متعجب ہوئے اور فرمانے لگے تم لوگوں کو اتنی کثرت سے کھلاتے ہوئے تھکتے نہیں ہو؟ جب حضرت معاویہ وہاں سے نکلے تو انہوں نے ابن جعفر کے لئے پچاس ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔ عبداللہ حضرت معاویہ کے دوستوں میں سے تھے۔ وہ ہر سال حضرت معاویہ کے ہاں جاتے وہ ان کو ایک لاکھ درہم عطا فرماتے اور اس کی سو حاجتوں کو پورا کرتے جب حضرت معاویہ کا آخری وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو حضرت عبداللہ کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کی۔ حضرت عبداللہ جب یزید کو خلافت ملنے کے بعد ان کے پاس چلے گئے تو اس نے کہا میرے والد معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو کتنا عطیہ دیتے تھے۔ عبداللہ نے کہا ایک لاکھ درہم، یزید نے کہا ہم نے اسے دوگنا کر دیا چنانچہ یزید عبداللہ کو سالانہ دو لاکھ درہم عطیہ دیتے تھے۔ پس عبداللہ نے یزید کو کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اس بابت آج تک میں نے کسی سے نہیں بولا اور نہ ہی آئندہ کسی سے بولوں گا۔ یزید کہنے لگا اتنا عطیہ آپ کو کسی نے دیا نہیں اور نہ میرے بقدر کوئی دے گا۔

کہا جاتا ہے کہ عبداللہ کے پاس ایک لونڈی تھی جس کا نام عمارہ تھا وہ گانا گاتی تھی اور عبداللہ اس سے شدید محبت رکھتے تھے۔ یزید ایک دن عبداللہ کے پاس آیا تو لونڈی گا رہی تھی۔ یزید اس پر فدا ہونے لگا اور یہ جرات نہ کر سکا کہ لونڈی کو عبداللہ سے مانگ لے۔ یہ بات یزید نے اپنے دل میں رکھی جب حضرت معاویہ کی وفات ہو گئی اور خلافت یزید کو مل گئی تو یزید نے ایک عراقی کو مدینہ بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس لونڈی پر نظر رکھے اس آدمی نے مدینہ میں عبداللہ کے گھر کے قریب گھر لیا اور ان کو بیش قیمت تحفے تحائف دیتا رہا یہاں تک کہ عبداللہ ان سے مانوس ہو گیا آخر کار عراقی وہ لونڈی لے کر یزید کے پاس پہنچ گیا۔ حضرت حسن بصری کو ابن جعفر کا گانا سننا، فضول کاموں میں مصروف رہنا اور نوعمر باندیوں کا خریدنا پسند نہیں تھا، وہ کہا کرتے تھے کہ عبداللہ ان مشتبہ امور سے باز نہیں آتے۔ یہاں تک کہ حجاج کو اپنی بیٹی کا رشتہ بھی کروایا۔ حجاج کہا کرتا تھا کہ اس نے اس سے نکاح صرف آل ابو طالب کو رسوا کرنے کے لئے کیا تھا اور یہ بھی منقول ہے کہ عبدالملک نے خط لکھ کر حجاج سے اس کو رخصت ہونے سے قبل طلاق دلوائی تھی۔ عبداللہ بن جعفر سے تیرہ احادیث مروی ہیں۔

ابو ادریس الخولانی ...... ان کا پورا نام عائذ اللہ بن عبداللہ ہے۔ ان کے مناقب بے شمار ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے کہ صاف پاک باز دل گندے لباس میں گندے گنہگار دل جو کہ اچھے لباس میں ہو، سے بہتر ہے۔ ان کو دمشق کی قضاء سونپی گئی تھی ان کے مفصل حالات ہم نے اپنی کتاب تکمیل میں ذکر کر دیئے ہیں۔

معبد جہنی قدری ...... کہا جاتا ہے ان کا پورا نام معبد بن عبداللہ بن عویمر ہے۔ ان سے یہ روایت مروی ہے کہ نہ مردار کی کھال سے فائدہ اٹھاؤ اور نہ ہی اس کے پٹھوں کے گوشت سے ان کے نسب کے بارے میں اور بھی اقوال وارد ہوتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، معاویہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کی ہے۔ یوم تحکیم میں حاضر رہے۔ وہ ابو موسیٰ اشعری سے ملے اور ان کو وصیت کی اور نیکی کا مشورہ دیا اور پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور وہی بات دہرائی پس حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا، اے جہینہ کے مینڈھے آپ ان معاملات کے اہل نہیں ہیں، آپ تو نہ حق فائدہ دے سکتا ہے اور نہ ہی باطل کوئی نقصان۔ عمرو بن العاص ان کو سمجھ گئے

تھے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے مسئلہ قدر پر بات کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ عقیدہ قدر اہل عراق کے ایک نصرانی جس کا نام سوس تھا، سے لیا تھا اور غیلان نے یہ عقیدہ معبد سے لیا تھا اور آگے جاری کردیا۔

معبد عبادت گزار اور زاہد الدنیا شخص تھا، ابن معین اور دیگر نے اس کو ثقہ لکھا ہے اور اس سے احادیث بھی روایت کی ہیں۔ حسن بصری نے کہا ہے کہ معبد سے دور رہو کیوں کہ یہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے لگا ہے۔ ابن الاشعث کی تحریک میں شامل تھا جس پر حجاج کے عتاب کا شکار ہوا اور اس نے معبد کو طرح طرح کے عذاب دے کر قتل کردیا۔ سعید بن عفیر کا کہنا ہے کہ معبد کو عبدالملک بن مروان نے سن ۸۰ھ میں سولی چڑھادیا تھا اور پھر قتل کردیا تھا۔ خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں کہ معبد کی موت سن ۹۰ھ سے قبل واقع ہوئی، واللہ اعلم اور یہ بھی منقول ہے کہ عبدالملک کا معبد کو قتل کرانے والی روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۸۱ ہجری

اس میں پیش آنے والے مشہور واقعات وحوادث

اس سال عبداللہ بن عبدالملک بن مروان نے قلقیلیہ شہر کو فتح کرلیا جس میں مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

بکیر بن وشاح کا قتل ...... اسی سال بکیر بن وشاح کو بحیر بن ورقاء الصریمی نے قتل کردیا۔ بکیر بہادر اور دلیر مردوں میں سے تھا۔ بکیر کی قوم میں سے ایک شخص (صعصعہ بن حرب العوفی الصریمی تھا) نے اس کا بدلہ لیتے ہوئے بحیر کو اس حالت میں جب کہ وہ مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ ...تھا، خنجر مار کر قتل کردیا۔ آخری وقت میں بحیر کو اس کے گھر لے جایا گیا جہاں پر اس نے صعصعہ کو اپنے پیروں کے قریب لا کر نیزہ اس کے سر میں ...مار کر قتل کردیا، اور خود بھی زندگی سے ہار گیا۔ اس سے قبل انس بن طارق نے اس سے کہا تھا کہ قاتل کو معاف کردو، لیکن اس نے کہا واللہ میں اس وقت تک نہ مروں گا جب تک یہ زندہ ہے اور پھر اسے قتل کردیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صعصعہ کو بحیر کے قتل کے بعد قتل کرایا گیا تھا۔

ابن الاشعث کی انقلابی تحریک ...... ابومخنف نے کہا ہے کہ اس تحریک کی ابتداء اسی سال ہوئی جب کہ واقدی کا کہنا ہے کہ اس کی ابتداء ۸۲ھ میں ہوئی، ابن جریر نے اس تحریک کو اسی سال کے واقعات میں ذکر کیا ہے پس ہم بھی اس کی موافقت میں اس کا ذکر اسی سال کے واقعات میں کریں گے۔

اس کا سبب یہ بنا تھا کہ حجاج بن یوسف ابن الاشعث سے بہت سخت نفرت کرتا تھا جب ابن الاشعث کو یہ معلوم ہوا تو وہ بھی اپنے دل میں انتقام کی آگ لئے پھرتا تھا اور تمنا کرتا تھا کہ حجاج سے حکومت چھن جائے۔ جب حجاج نے ملک ترک رتبیل کی طرف بھیجی جانے والی فوج کا سربراہ ابن الاشعث کو چن لیا تو ابن الاشعث نے وہاں کے بعض علاقوں پر غلبہ پالیا اور یہ طے پایا کہ اس سال اسلامی لشکر ان علاقوں میں قیام کرے گا اور خوب تیاری کر کے اگلے سال حملہ کریں گے اور اس بارے میں اس نے حجاج کو بھی لکھا لیکن حجاج نے ابن الاشعث کے اس فیصلے کو نہایت ناقص گردانا اور اسے ناقص العقل، بزدلی کا طعنہ اور جنگ سے منہ پھیر کر بھاگنے والا شخص کہہ کر مخاطب کیا اور فوری حملہ کا حکم نامہ لکھ بھیجا۔ اس کے بعد اسی جیسے کئی خطوط متواتر حجاج نے ابن الاشعث کی طرف لکھ بھیجے۔ ان خطوط میں وہ ابن الاشعث کو جولاہے کا بیٹا اور غدار و مرتد جیسے نام سے پکارتا تھا اور کہتا کہ میں نے جو حکم دیا ہے اس پر جلد عمل کرو اور دشمن کے علاقے میں گھس جاؤ ورنہ اس کا نتیجہ بہت بھیانک ہوگا۔

حجاج ابن الاشعث سے بہت بغض رکھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ (ابن الاشعث) حاسد اور احمق ہے، اسی کے باپ نے امیر المومنین عثمان بن عفان کے کپڑے لوٹے اور ان سے قتال کیا اور اسی نے عبیداللہ بن زیاد کو مسلم بن عقیل کا پتہ بتلایا حتیٰ کہ وہ قتل کئے گئے اس کا دادا اشعث اسلام چھوڑ کر مرتد ہوگیا تھا۔ میں جب اسے دیکھتا ہوں اس کے قتل کا ارادہ کرتا ہوں۔ جب حجاج نے یہ باتیں لکھ کر ابن الاشعث کو بھیج دیں اور یہ خطوط یکے بعد دیگر آنے لگے تو ابن الاشعث نے کہا حجاج میری طرف ایسی باتیں لکھ کر بھیجتا ہے حالاں کہ میں اسے اپنی فوج کا ادنیٰ سپاہی بھی بنانا پسند نہیں کروں گا اس

لئے کہ وہ کمزور عقل اور ضعیف القوۃ ہیں، ان کو یہ معلوم نہیں کہ ان کا باپ ثقفی ہیں اور وہ خود غزالہ سے شکست خوردہ ہیں، غزالہ شبیب کی بیوی تھی جس نے حجاج کو شکست دے کر کوفہ پر قبضہ کرلیا تھا پھر ابن الاشعث نے اپنی فوج میں سے چیدہ چیدہ افراد کو جمع کرلیا اور ان سے کہا کہ حجاج اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ دشمن کے علاقے پر فوری حملے کریں۔

اور یہ وہی علاقے ہیں جہاں آپ کے بھائی گزشتہ کل ہلاکت کے منہ میں جا چکے ہیں۔ تحقیق سردیوں کا موسم قریب آرہا ہے تم مشورہ کرلو جب کہ میں حجاج کی اطاعت کو قبول کرنے سے رہا اور کل جو رائے میری تھی اس پر قائم ہوں، اس نے قوم سے خطاب کیا اور ان کے علم میں اپنی اور دیگر اہل الرای کی رائے کو لایا جو گزشتہ دنوں وہ طے کر چکے تھے کہ اس سال وہ یہیں رہیں گے اور مال واسباب اور اسلحہ جمع کر کے سردیاں جب ختم ہوں گی تو یہ سب دشمن کے علاقوں میں داخل ہوں گے پھر وہ ان علاقوں کو ایک ایک کر کے فتح کرلیں گے یہاں تک کہ رتبیل کا اس کے مرکزی شہر مدینۃ العظماء میں محاصرہ کرلیں پھر اس نے حجاج کی طرف سے حکم نامہ سنایا جس میں رتبیل پر فوری حملہ کا حکم سنایا تھا پس اس کے گرد لوگ جمع ہو گئے اور پکارنے لگے کہ ہم اللہ کے دشمن حجاج کی کوئی بات نہیں مانیں گے اور اس کی طاعت سے برات کا اعلان کرتے ہیں۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ مجھے مطرف بن عامر بن وائلہ الکنانی نے بتایا کہ اس موقع پر سب سے پہلے اس کا باپ بولنے کے لئے کھڑا ہوا تھا، وہ شاعر اور خطیب بھی تھا، اس نے جو کہا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس معاملے میں ہماری اور حجاج کی مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے اپنے بھائی سے کہا تھا کہ اپنے غلام کو گھوڑے پر سوار کردو اگر ہلاک ہوگیا تو ہوگیا اور اگر بچ گیا تو وہ تمہارا غلام ہے تم ہی کو ملے گا۔

اے لوگو! اگر تم یہ جنگ جیت گئے تو اس کا نفع حجاج کو (اس کی حکومت میں) ملے گا اور اگر ہار گئے تو تم مبغوض اور بدترین دشمن ٹھہرے جاؤ گے پھر کہا اے لوگو! دشمن خدا حجاج کی اطاعت سے نکل جاؤ اور اس موقع پر اس نے عبدالملک کی اطاعت سے نکلنے کا ذکر نہیں کیا اور یہ کہا کہ اپنے امیر عبدالرحمٰن بن الاشعث کی بیعت کرلو میں تمھیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ حجاج کی اطاعت سے نکلنے والا میں پہلا آدمی ہوں گا۔

اس پر چاروں طرف سے شور اٹھا، ہم دشمن خدا حجاج کی اطاعت سے نکل گئے اور لوگ ابن الاشعث کی بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے اور حجاج کے عوض ابن الاشعث کی بیعت کرڈالی۔ اس موقع پر بھی امیر المومنین کی بیعت سے نکلنے کا کوئی ذکر نہیں ہوا۔ اس کے بعد ابن الاشعث نے اپنا قاصد رتبیل کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس سے صلح کا خواہشمند ہے اور اقرار کرتا ہے کہ اگر اس کو حجاج کے مقابلے میں کامیابی ہوئی تو رتبیل سے کبھی خراج وصول نہیں کرے گا۔

پھر ابن الاشعث اپنی فوجیں لے کر بجستان سے عراق کی جانب چل پڑا تاکہ حجاج سے جنگ کر کے عراق چھین لے، دوران سفر انہوں نے کہا کہ ہم نے جب حجاج کی بیعت توڑ لی تو عبداللہ بن مروان کی بیعت بھی تو خود بخود ٹوٹ گئی تب انہوں نے دونوں کو معزول کردیا اور ابن الاشعث کی از سرنو بیعت کرلی۔ ابن الاشعث نے ان سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور گمراہی کے اماموں کو معزول کرنے اور ملحدین کے ساتھ جہاد جاری رکھنے پر بیعت لے لی۔

جب حجاج کو اس بارے میں علم ہوا تو تمام صورت حال خلیفہ کو لکھ بھیجا اور ان سے فوری لشکر بھیجنے کی استدعا کی۔ حجاج بھی ان کے مقابلے پر نکل آیا اور بصرہ میں پڑاؤ ڈال دیا۔ مہلب بن ابی صفرہ کو اس کی خبر پہنچ گئی، ابن الاشعث نے اسے اپنا ہمنوا بنانے کے لئے خط لکھا لیکن وہ نہ مانا اور اس کا لکھا ہوا خط حجاج کو ارسال کردیا اور مہلب نے ابن الاشعث کو خط لکھا کہ:

اے ابن الاشعث تو نے اپنے پاؤں ایک لمبی رکاب میں پھنسا لئے ہیں، امت محمدیہ کے دائرے میں رہ اور اپنی ذات کا خیال کر، خود کو ہلاک نہ کر اور مسلمانوں کا خون بہانے سے باز رہ، جماعت کو تفرقہ میں نہ ڈال اور بیعت کو نہ توڑ، تو اگر یہ سمجھتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے تو اللہ ہی ہے جس سے خوف کھایا جاسکتا ہے، خدارا اپنی جان ہلاک کرنے کی صلح نہ کر اور حرام کو حلال کرنے کی فکر میں مت پڑو۔ والسلام۔

اس نے دوسرا خط حجاج کو لکھا جس میں لکھا تھا کہ:

امابعد، اہل عراق تیری طرف اس طرح بڑھ کر آئے ہیں جس طرح بلندی سے سیلاب کا پانی نشیب کی طرف بہہ کر آتا ہے وہ پہنچ کر ہی ٹھہرتا ہے اور عراقی شروع میں بڑا زور وشور دکھاتے ہیں لیکن یہ اپنے بال بچوں کے عاشق ہیں ان کو کوئی چیز اپنے بیوی بچوں تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی یہ ان

کو چھوڑ کر کسی حالت میں خوش نہیں رہ سکتے۔ والسلام

جب حجاج نے مہلب کا خط پڑھا تو کہا اللہ جو چاہے گا اس کے ساتھ کرے گا مجھے تو خط کے مضمون میں تامل ہے البتہ ابن عم کے لئے نصیحت ہے اور جب حجاج کا قاصد یہ خط لے کر عبدالملک کے پاس پہنچا تو وہ سخت پریشان ہو گیا اور اپنے تخت سے نیچے اتر آیا اور خالد بن زید بن معاویہ کو بلا بھیجا اور اس کو حجاج کا خط پڑھوایا خالد نے خط پڑھ کر کہا اے امیر المومنین اگر یہ واقعہ خراسان کی جانب سے ہوتا ہے تو ڈرنے کی بات ہے اور اگر بجستان کی طرف سے ہے تو ڈرنے کی کوئی بات نہیں اس کے بعد عبدالملک نے شام سے عراق کے لئے لشکر بھیجنے کی تیاری شروع کر دی تا کہ حجاج کی بھرپور مدد کی جا سکے اور وہ ابن الاشعث کا مقابلہ کر سکے عبدالملک نے مہلب بن ابی صفرہ کی رائے سے بھی اتفاق نہیں کیا جس کی طرف اشارہ حجاج نے اپنے خط میں کیا تھا حالانکہ مہلب کے خط میں ان کے لئے مخلصانہ نصیحت تھی اس دوران حجاج عبدالملک کو ابن الاشعث کے حالات سے برابر باخبر رکھتا رہا کہ وہ اس وقت کہاں ہے کس جگہ آرام اور کس جگہ پڑا ہے؟ لوگ ابن الاشعث کے گرد جوق در جوق جمع ہو گئے حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ ابن الاشعث کے ماتحت تینتیس ہزار سوار اور ایک لاکھ بیس ہزار پیادہ فوج چل پڑی تھی اور حجاج شامی افواج لے کر بصرہ سے نکلا اور تستر مقام پر پہنچ گیا اور مطہر بن حیی الکعبی کو مقدمۃ الجیش بنا کر آگے روانہ کیا اس کے ساتھ عبداللہ بن زمیت اپنے لشکر کے ساتھ موجود رہا جب حجاج کا مقدمہ الجیش دجیل کے مقام پر پہنچا تو اس کا مقابلہ ابن الاشعث کے شہسوار دستے جس کا امیر عبداللہ بن ابان الحارثی سے ہوا۔ ان کی تعداد تین سو تھی۔ یہ دونوں لشکر عید الاضحیٰ کے دن نہر دجیل کے پاس صف آراء ہوئے۔ حجاج کا مقدمہ الجیش ہزیمت سے دوچار ہوا ابن الاشعث کی فوج نے حجاج کے پندرہ سو آدمی مار ڈالے اور ابن الاشعث کی فوج کو ان کے لشکر میں سے کافی مال و گھوڑے اور کپڑے ہاتھ آئے۔

یہ خبر حجاج کو جب پہنچی تو اس نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور کہا کہ اے لوگو! واپس بصرہ پہنچ جاؤ کیوں کہ بصرہ فوج کے لئے محفوظ مقام ہے۔ لوگ یہ سن کے واپس لوٹے لیکن ابن الاشعث کے سوار دستوں نے ان کا بھی پیچھا کر لیا اور جو ملا اس کو قتل کر دیا۔ بھاگنے والوں کو بھی نہ بخشا۔ حجاج بھی وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے ٹھکانے میں پہنچ کر دم لیا۔ کہنے لگا خدا مہلب کو نیکی دے، ماہر، تجربہ کار، جنگجو اور صاحب الرائے ہے لیکن ہم نے اس کی بات نہ مانی۔ اس مقام پر حجاج نے اپنے لشکر کو بہت کچھ انعام و اکرام دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی اور پندرہ کروڑ درہم لوگوں میں تقسیم کئے اور ساتھ ہی اپنے لشکر کے گرد خندق بھی کھدوائی۔ اہل عراق بھی آئے اور بصرہ میں داخل ہو گئے اور اپنے اہل و عیال میں مشغول ہو گئے۔ ابن الاشعث بھی بصرہ میں داخل ہوا اور لوگوں میں خطبہ دیا اور ان سے اپنے لئے بیعت لی۔ لوگوں نے حجاج اور عبدالملک کی بیعت توڑ کر اس کی بیعت کر لی، ابن الاشعث نے کہا کہ حجاج تو کسی شمار میں نہیں۔

آؤ چلو عبدالملک سے لڑتے ہیں۔ اس کی پکار پر بصرہ کے تمام فقہاء، علماء و مشائخ، قراء، حفاظ اور بوڑھے، جوان سب تیار ہو گئے اس کے بعد ابن الاشعث نے بصرہ کے ارد گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور یہ واقعہ آخری ذیقعدہ میں وقوع پذیر ہوا۔

اس سال اسحاق بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا جس طرح واقدی اور ابو معشر نے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اسی سال موسیٰ ابن نصیر نے جو کہ عبدالملک کی جانب سے بلاد مغرب کا امیر مقرر تھا، نے اندلس پر لشکر کشی کی جہاں اس نے بہت سے علاقوں کو فتح کر لیا اور بہت سی آباد زمین حاصل کی اور بلاد مغرب کے بھی کئی علاقوں کو فتح کرتا ہوا شہر رقاق جو کہ بحر الاخضر المحیط کے کنارے پر ہے، تک پہنچ گیا۔ واللہ اعلم۔

اس سال اعیان میں سے بجیر بن ورقاء الصریمی وفات پا گئے جو کہ اشراف خراسان میں سے تھے جنہوں نے ابن خازم سے لڑائی کر کے اسے قتل کر دیا تھا اور بکیر بن وشاح کو بھی قتل کیا تھا۔ اس اسی سال خود بھی مقتول ہوئے۔

سوید بن غفلۃ بن عوسجۃ بن عامر ...... یہ ابو امیہ الجعفی کوفی ہیں جنگ یرموک میں شریک رہے جس سال حضور ﷺ پیدا ہوئے اسی سال پیدا ہوئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں۔ مخضرمین میں ان کا شمار ہوتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ ان کو حضور اکرم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا تھا اور آپ کے ساتھ نماز بھی پڑھی تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کے دو سال بعد پیدا ہوئے اور ایک سو بیس سال عمر پائی مگر کسی نے انہیں کمر جھکائے ہوئے کسی چیز کا سہارا لیتے ہوئے نہیں دیکھا اور ایک سو بیس سال

کی عمر میں ہی انہوں نے بکر نامی نوجوان کو زمین پر پٹخ دیا تھا۔ابو عبید اور دیگر کے مطابق ان کی وفات ۸۱ھ میں ہوئی اور دیگر کے مطابق ۸۲ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

شعبی فرماتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے دو سال چھوٹا تھا۔

سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تاکہ ایمان لاؤں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گیا اور آپ ﷺ کو سلام نہ کیا۔

حسن بن حارث نخعی فرماتے ہیں کہ میں نے سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مسجد سے گذر کر اپنی بیوی کی طرف جا رہے تھے جو کہ قبیلہ بنی اسد سے تھیں۔اس وقت آپ کی عمر ایک سو ستائیس (۱۲۷) برس تھی۔ سفیان اور عاصم فرماتے ہیں کہ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے ایک سو سولہ (۱۱۶) برس کی عمر میں شادی کی۔ وہ جمعہ کے دن آتے اور ہماری امامت کرتے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ ماہ رمضان میں ہماری امامت قیام اللیل میں کرتے تھے اور آپ کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ سوید بن غفلہ اکثر تکبیر کہتے تھے۔ مؤذن کے قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ کہنے سے پہلے سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ اذان اور نماز کے عمل سے شغف رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر میں طاقت رکھتا تو کسی بستی میں مؤذن ہوتا۔

سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دوپہر کے وقت اذان دی جس کو حجاج نے سن لیا۔اس وقت وہ مقام دیر میں تھے اور کہا کہ اس مؤذن کو میرے پاس لاؤ۔ لوگ ان کو حجاج کے پاس لے گئے۔اس نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے برانگیختہ کیا دوپہر کے وقت نماز پڑھنے پر؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس وقت میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

سوید بن غفلہ کے بہت سے مناقب ہیں۔ آپ نے آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے سفر کیا۔ مگر آپ ﷺ وفات پا چکے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن چکے تھے۔ آپ ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے اور ان سے روایات نقل کی ہیں اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

جب آپ کو بتایا جاتا کہ فلاں نے دیا اور فلاں حاکم بن گیا تو فرماتے کہ ہمیں یہ ٹکڑے اور نمک ہی کافی ہے اور فرماتے جس کا مفہوم ہے کہ جب اللہ کسی دوزخی کو بھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو ایک دوزخ اور آگ کا تابوت اس کی قبر میں بھیج دیتا ہے۔ پھر اس کو اس میں مقفل کر دیتا ہے دوزخ کے تالوں کے ساتھ۔اس میں پسینہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھر آگ اس کو جلاتی ہے۔ پھر اس تابوت کو دوسرے آگ کے تابوت میں بند کیا جاتا ہے اور اس کو دوزخ کے تالوں سے بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر آگ بھڑکا دی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ کوئی اپنے علاوہ کسی کو نہیں دیکھ سکتا۔ آپ فرماتے تھے کہ جنازہ کے آگے فرشتے چلتے ہیں۔ وہ پوچھتے کیا آگے بھیجا اور لوگ کہتے ہیں کیا چھوڑا؟

عبداللہ بن شداد بن الھاد...... یہ عابد اور زاہد بزرگ تھے ان کا شمار علماء میں ہوتا تھا اور ان کی نصیحتیں اور عمدہ کلمات مشہور ہیں۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت حدیث کی ہے جب کہ تابعین سے بھی روایت کر چکے ہیں۔

محمد بن علی بن ابی طالب...... ان کا لقب ابو القاسم اور ابو عبداللہ بھی تھا اور کنیت کے اعتبار سے ابن الحنفیہ کہلاتے ہیں۔ ان کی والدہ کا تعلق قبیلہ بنی حنفیہ سے تھا۔ ان کا نام خولہ تھا۔ محمد بن علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے۔ یہ معاویہ اور عبدالملک بن مروان کے پاس بھی گئے تھے۔ محمد ہی نے مروان کو جنگ جمل کے موقع پر زمین پر پٹخ کر اس کے سینے پر چڑھ گئے تھے اور ان کے قتل کا ارادہ کیا تھا لیکن مروان نے خدا کی دھائی دی اور بہت عاجزی کی تو محمد نے اسے چھوڑ دیا۔ جب محمد عبدالملک کے ہاں گئے تو امیر المومنین نے ا۔ ، یہ واقعہ یاد دلایا محمد نے کہا امیر المومنین میں معذرت خواہ ہوں۔ عبدالملک نے اسے معاف کر دیا اور ان کو بہت کچھ عطا کیا۔ محمد بن علی سادات قریش میں سے تھے اور مشہور بہادروں میں سے تھے اور اسے بہت طاقت ور اور شہ زور سمجھا جاتا تھا۔ جب ابن زبیر کی بیعت ہوئی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ دونوں میں اختلاف بڑھ گیا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو خاندان سمیت قتل کرنے کا ارادہ کیا جس کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ جب ابن زبیر شہید کئے گئے

اور عبدالملک کو استقرار حاصل ہوا اور ابن عمر نے بھی ان کی بیعت کر لی تو ان کی تقلید میں محمد نے عبدالملک کی بیعت کر لی اور مدینہ آ گئے۔ مدینہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ کہا جاتا ہے ۸۱ھ میں یا اس سے ایک سال پہلے بعد میں ان کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے لیکن روافض (شیعہ) کا عقیدہ ہے کہ محمد جبل رضوی میں مدفون ہوئے ہیں اور ان کو وہاں رزق پہنچایا جاتا ہے۔ یہ لوگ اس کی واپسی کے منتظر ہیں۔ اس کی طرف شاعر کثیر عزہ نے ان اشعار میں اشارہ کیا ہے:

''جان لو کہ امام صرف قریش میں سے ہیں، حق کے داعی ہیں اور پورے چار ہیں، ایک علی ہیں تین دیگر ان کی اولاد میں سے ہیں، یہ سارے انہیں کی اولاد ہیں جس میں کوئی شبہ نہیں، ایک اولاد ایمان و نیکی کا پتلا تھی (یعنی حسن رضی اللہ عنہ) ایک اولاد کو کربلاء کی سرزمین نگل گئی (یعنی حسین رضی اللہ عنہ) ایک اولاد کو آنکھیں تلاش کر رہی ہیں کب وہ گھوڑے کے آگے جھنڈا لہراتے آئیں گے (یعنی محمد بن علی رضی اللہ عنہ)''۔

جب ابن زبیر نے ابن حنفیہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے ابی الطفیل واثلہ بن الاسقع کے ہاتھ کوفہ کے شیعان کو خط لکھا اور کوفہ میں مختار بن عبیداللہ کو مطلع کیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو گھروں پر لکڑی جمع کر کے انہیں آگ لگانے کی کوشش کی تھی جب مختار کو ابن حنفیہ کا خط ملا تو اس نے ابوعبداللہ الجدلی کو چار ہزار کا لشکر دے کر بھیجا جنہوں نے بنی ہاشم کو بچالیا۔ مختار بن عبیداللہ ابن الحنفیہ کا داعی تھا وہ اسے مہدی کہتا تھا۔ بنی ہاشم کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی نکلے تھے جو کہ طائف آ کر وفات پا گئے۔ جب کہ ابن حنفیہ اپنے حاجیوں کے ساتھ وہیں مقیم رہے تا آں کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس علاقے سے نکل جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت جن کی تعداد سات ہزار تھی، ارض شام کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔

جب وہ ایلہ کے مقام پر پہنچ گئے تو ان کو عبدالملک نے خط لکھ کر تنبیہ کی کہ یا تو میری بیعت کر لو ورنہ میرے ملک سے نکل جاؤ اس پر ابن الحنفیہ نے جواباً لکھا کہ میں اس شرط پر تمہاری بیعت کرنے کو تیار ہوں کہ تم میرے ساتھیوں کو پناہ دو گے۔ عبدالملک نے جب اس کا جواب اثبات میں دیا تو ابن حنفیہ اپنے ساتھیوں سمیت کھڑے ہوئے اور انہوں نے حمد و ثناء کے بعد اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہارا خون بچالیا ہے اور تمہارا دین محفوظ رکھا پس جو کوئی تم میں سے واپس جانا چاہے اور اپنے علاقے کو واپس ہونا چاہے وہ چلا جائے تو لوگ جانا شروع ہوئے اور ابن حنفیہ کے ساتھ سات سو آدمی باقی رہ گئے جنہیں لے کر ابن الحنفیہ عمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور احرام باندھ کر ہدی (قربانی کا جانور) بھی ساتھ لیا۔

جب وہ مکہ کے قریب ہو گئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ وہ اندر آنے سے باز رہیں۔ ابن الحنفیہ نے ابن الزبیر کو لکھا کہ ہم لڑائی جھگڑے کے لئے نہیں آئے ہیں ہمیں چھوڑ دو تاکہ ہم عمرہ ادا کر کے واپس چلے جائیں لیکن ابن زبیر نے انکار کر دیا جب کہ ان کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے پس ابن حنفیہ مدینے واپس آ گئے اور ابن زبیر کی ابن حجاج کے ہاتھوں شہادت تک وہیں حالت احرام میں مقیم رہے۔ جب حجاج عراق چلے گئے تو ابن حنفیہ مکہ چلے گئے اور مناسک ادا کر کے آئے اور کہا جاتا ہے کہ اس دوران جوئیں اس کے جسم سے جھڑ جھڑ کر گر رہی تھیں۔ ابن الحنفیہ عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ واپس آ گئے اور وفات تک وہیں پر رہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب حجاج کے ہاتھوں ابن زبیر شہید ہو گئے تو حجاج نے ابن الحنفیہ کو لکھا کہ خدا کا دشمن قتل ہو گیا ہے پس تم بھی بیعت کر لو تو ابن الحنفیہ نے جواباً لکھا کہ جب تمام لوگ بیعت کر لیں گے تو میں بھی کر لوں گا حجاج نے جواب لکھا کہ واللہ میں تمہیں قتل کر دوں گا اس پر ابن حنفیہ نے کہا اللہ تعالیٰ تین سو ساٹھ مرتبہ لوح محفوظ پر نظر ڈالتا ہے اور ہر نظر پر تین سو ساٹھ معاملات درپیش ہوتے ہیں شاید کہ اللہ کسی مرحلہ میں مجھے رکھ لے اور مجھے اس کی لپیٹ میں لے آئے۔ حجاج نے یہ بات عبدالملک کو لکھ بھیجی تو اس کو یہ بات بڑی پسند آئی اور اس نے حجاج کو لکھا کہ ابن الحنفیہ کو ہم جانتے ہیں وہ بیعت کر لیں گے پس تم اس سے نرمی کے ساتھ پیش آؤ اس کو ہم سے کوئی اختلاف نہیں وہ خود کسی وقت چلا آئے گا اور بیعت کر لے گا۔ عبدالملک کو رومی بادشاہ نے اپنے عظیم لشکر سے دھمکانا چاہا تو عبدالملک نے جواب میں ابن الحنفیہ کے الفاظ، اللہ دن میں تین سو ساٹھ مرتبہ لوح محفوظ پر نظر ڈالتا ہے۔ لکھ بھیجا ملک روم نے خط پڑھ کر کہا، عبدالملک ایسی عبارت نہیں لکھ سکتا ایسے الفاظ تو خاندان نبوت کے کسی فرد کے ہی متوقع

ہیں۔ جب تمام لوگ عبدالملک کی بیعت پر متفق ہوگئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ابن الحنفیہ سے کہا کہ اب تو سب نے بیعت کر لی ہے آپ بھی کر لیں تو انہوں نے اپنی بیعت عبدالملک کے نام لکھ دی اور وہ اس کے بعد عبدالملک کے پاس ملنے بھی گئے۔

ابن الحنفیہ پینسٹھ سال کی عمر پا کر محرم کے مہینے میں مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ ان کی اولاد میں مختلف بیویوں سے عبداللہ، حمزہ، علی، جعفر اکبر، حسن، ابراہیم، قاسم، عبدالرحمٰن، جعفر اصغر، عون، رقیہ تھے۔ زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ شیعہ یہ گمان رکھتے ہیں کہ ابن الحنفیہ مرے نہیں ہیں۔ اس بارے میں لبید نے یہ شعر کہا ہے کہ:

> ''خبردار رہو! کہہ دیجئے وصی سے کہ میری جان تم پر فدا ہو آپ نے اس پہاڑ پر قیام دراز کر دیا، نقصان دینے والے گروہ کو جنہوں نے آپ کو ہماری طرف سے امام ولی اور خلیفہ بنا دیا تمام اہل زمین آپ کی خلافت پر مطمئن ہیں۔ آپ کے ان کے درمیان رہنے کا زمانہ ساٹھ سال تھا۔''

خولہ کے بیٹے نے ابھی موت کا ذائقہ نہیں چکھا اور نہ ہی زمین نے ان کی ہڈیاں چھپائی ہیں۔ اس نے رضوی کی گھاٹی میں جب شام کی تو فرشتے اس سے گفتگو کر رہے تھے، بیشک ان کے لئے ایک گھاٹی میں سچا ٹھکانہ آرام گاہ ہے اور وہ ایسی مجلس ہے جس میں عزت مند لوگ تبادلہ خیال کرتے ہیں۔ اللہ نے ایسے امر کی طرف ہدایت دی ہے جسے تم لوگوں نے ہم سے چھپا دیا تھا جس میں وہ اس کام کی تشکیل چاہتا ہے۔ امام کا نور ایسا مکمل ہے کہ تم اس کے پے در پے جھنڈے دیکھ لو گے۔

روافض (شیعہ) کا ایک گروہ ان کی امامت کا قائل ہے اور وہ قرب قیامت میں ان کے دوبارہ خروج وظہور کے منتظر ہیں جس طرح شیعہ کا ایک گروہ حسن بن محمد العسکری کے سامرا (عراق) کے غار میں سے برآمد کے منتظر ہیں۔ یہ ان کے خرافات ہیں، گمراہی، جہل، ہذیان پر مشتمل عقائد ہیں جن کو ہم اپنے مقام پر وضاحت کے ساتھ ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

۸۲ ہجری

اس سال پیش آنے والے واقعات

اس سال محرم میں زاویہ کا واقعہ پیش آیا جس میں ابن الاشعث اور حجاج کی فوجیں آپس میں نبرد آزما ہوئیں۔ لڑائی کے پہلے دن اہل عراق اہل شام پر حاوی رہے، دوسرے دن مقابلہ برابر رہا، پھر سفیان بن الابرد (جو کہ شامی فوج کے امراء میں سے تھا) نے ابن الاشعث کی فوج کے میمنہ پر دھاوا بول دیا اور ان کو شکست دے دی، قراء کو قتل کر دیا اس خوشی پر حجاج سجدہ ریز ہوگیا۔ جب کہ اس سے قبل وہ مارے غموں کے گھٹنوں میں سر چھپائے بیٹھا تھا اور اس نے اپنی تلوار نکال لی اور مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ پر ترس کھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ میں تو ان کی عزت کرتا ہوں لیکن وہ خود قتل ہونے پر آمادہ تھا۔ اس دن ابن الاشعث کے آدمیوں سے قتل ہونے والوں میں ابوطفیل بن عامر بن واثلہ اللیثی بھی شامل تھا جب ابن الاشعث کی شکست خوردہ فوج بھاگ گئی تو وہ باقی ماندہ فوج لے کر کوفہ میں داخل ہوگیا، اہل بصرہ نے عبدالرحمٰن بن عیاش بن ربیعہ بن الحارث بن المطلب کی بیعت کر لی جس پر حجاج نے اس کے ساتھ پانچ راتیں سخت جنگ لڑیں پھر وہ بھی بصرہ سے نکل گیا اور ابن الاشعث کے پاس چلا گیا جس کے ساتھ اہل بصرہ کا ایک گروہ بھی نکل کھڑا ہوا۔

حجاج نے بصرہ پر ایوب بن حکم بن ابوعقیل کو نائب مقرر کیا۔ ابن الاشعث اس موقع پر کوفہ میں داخل ہوگیا تو کوفہ والوں نے اس بات پر اس کی بیعت کر لی کہ وہ عبدالملک اور حجاج سے تخت و تاج چھین لیں گے اس کے بعد حالات نے نیا رخ اختیار کر لیا اور ابن الاشعث کے حامیوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوگیا۔ اور اتحاد پارہ پارہ ہوگیا اور رحمت پر مصیبت غالب آ گئی۔

واقدی نے کہا ہے کہ جب حجاج اور ابن الاشعث کی فوجیں زاویہ کے مقام پر آمنے سامنے ہوئیں تو حجاج نے پے در پے حملے شروع کر دیئے تو ابن الاشعث کی فوج میں موجود قراء کے دستہ کے سردار جبلۃ بن زجر نے تمام لوگوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا: اے لوگو! تم میں سے پیٹھ پھیر کر

بھاگنے والا سب سے برا شخص ہوگا اپنے دین و دنیا کی حفاظت کے لئے لڑو، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اس قسم کی تقریر کی شعبی نے کہا حجاج کی فوج سے ان کے ظلم کے مقابلے کے لئے لڑو، وہ ضعیف لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور یہ لوگ نمازوں کو ضائع کرنے والے ہیں ان سے لڑو۔

اس تقریر کے بعد قراء اور علماء کرام نے یکبارگی حجاج کی فوج پر حملہ کر دیا۔ اس میں انہیں غلبہ حاصل ہو گیا پھر وہ واپس پلٹ گئے۔ لیکن اس دوران انہوں نے اپنے مقدمۃ الجیش قائد جبلہ بن زجر کو مرا ہوا پایا جس پر وہ بددل ہو گئے اسی دوران حجاج کے لشکر میں سے آواز آئی اے اللہ کے دشمنو! ہم نے تمہارے شیطان کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد حجاج کے سوار دستے کے امیر سفیان بن الأبرد نے ابن الاشعث کے جیش پر حملہ کر دیا جس کا امیر الابرد بن مرۃ التمیمی تھا چنانچہ ابن الاشعث شکست کھا گیا اور وہ لوگ جم کر حجاج کی فوج کا مقابلہ نہ کر سکے جس کو لوگوں نے بہت محسوس کیا حالاں کہ حجاج کے میسرہ کا امیر نہایت بہادر اور جم کر لڑنے والا تھا بھاگنا نہیں جانتا تھا لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ ختم ہو گیا چنانچہ ان کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا اور لوگ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اس موقع پر ابن الاشعث لوگوں کو لڑائی پر برانگیختہ کرتا رہا لیکن ان کی کسی نے نہ سنی جب ابن الاشعث نے لوگوں کی بے اعتدالی دیکھی تو وہ باقی ماندہ لشکر کو لے کر کوفہ روانہ ہو گیا جہاں لوگوں نے اس کی بیعت کر لی جس کے بعد اس سال شعبان کے مہینے میں دیر الجماجم کا واقعہ پیش آیا۔

واقعہ دیر الجماجم ...... واقدی کا بیان ہے کہ یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا کہ جب ابن الاشعث کوفہ پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے اس کا خیر مقدم کیا اور لوگ اس کے ارد گرد کثیر تعداد میں جمع ہو گئے مگر چند لوگ جن کا سربراہ مطر بن ناجیہ تھا جو کہ کوفہ پر حجاج کا نائب تھا لڑنے پر آمادہ ہو گیا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی بس وہ لوگ جا کر قصر میں محصور ہو گئے ابن الاشعث نے قصر پر سیڑھیاں نصب کرا کے مطر کو باہر نکلوا کر قتل کرنا چاہا تو اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو کیوں کہ میں تمہارے سواروں سے بہتر ہوں۔ ابن الاشعث نے اسے قید کر دیا پھر اسے بلا کر بیعت لے لی اور پھر اسے رہا کر دیا ابن الاشعث کو اس کے بعد کوفہ پر مکمل حکمرانی حاصل ہو گئی۔ اور بصرہ سے آنے والے گروہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے جن میں عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن عبدالمطلب بھی شامل تھا جس کے بعد چاروں طرف کی ناکہ بندی کر دی گئی اور تمام راستوں اور گلیوں چوراہوں پر محافظین کی تعیناتی کر دی گئی۔ پھر حجاج نے اپنی فوج سمیت جن میں شامی دستے بھی شامل تھے کو لے کر بصرہ سے روانہ ہو گیا اور بر کے مقام پر پہنچ گیا اور آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ قادسیہ اور عذیب کے مقام پر اس کا گزر ہوا تو ابن الاشعث نے عبدالرحمٰن بن العباس کو مصری سواروں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ بھیج دیا کہ وہ حجاج کو آگے بڑھنے سے روک کے رکھیں تو حجاج کو قادسیہ کے بجائے دیر قرہ کے مقام پر رکنا پڑا اور ابن الاشعث اپنی بصرہ اور کوفہ والی فوج لے کر دیر الجماجم کے مقام پر رک گیا اس کے ساتھ ایک لشکر عظیم تھا جن میں قرآن کے قاری اور صالحین امت کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ حجاج نے اس موقع پر کہا کہ اللہ ابن الاشعث کو ہلاک کرے کہ اس نے پرندوں کو منع نہیں کیا تھا جب میں دیر قرہ میں تھا اور وہ خود دیر الجماجم میں پہنچ گیا ابن الاشعث کی فوج میں ایک لاکھ لوگ تھے جن کو عطیات سے نوازا جاتا تھا اور اتنی ہی تعداد ان کے غلاموں کی تھی۔ اس دوران حجاج کے پاس بھی شام سے بڑی کمک پہنچ گئی۔ دونوں طرف کی فوجوں نے اپنے ارد گرد خندقیں کھود دیں تا کہ وہ دوسری فوج کو حملے سے روک سکیں۔

لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور بہت بے جگری سے لڑتے رہے جس سے قریشی اور دیگر لوگوں کا طرفین میں سے بہت نقصان ہوا یہی حالت طویل مدت تک جاری رہی اسی دوران اہل الرائے لوگ عبدالملک کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے اس سے کہا کہ اہل عراق اس بات پر راضی ہو جاتے ہیں کہ حجاج کو معزول کر دیں تو یہ اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ قتل و غارت گری عام ہو جائے اور عبدالملک نے اپنے بھائی محمد بن مروان اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کو ایک عظیم لشکر تیار کر کے ایک خط کے ساتھ اہل عراق کی جانب بھیج دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ اگر آپ اس پر راضی ہیں کہ حجاج کو معزول کر دو تو میں اس پر تیار ہوں اور تمہارے لئے اہل شام کی طرح عطیات بھی فراہم کر دوں گا اور ابن الاشعث کو اختیار دیتا ہوں کہ وہ جن علاقوں پر چاہے اسے امیر بنا دوں گا میری اور اس کی زندگی تک وہ اس پر امیر رہیں گے اور عراق کی گورنری محمد بن مروان کے ہاتھ میں ہوگی اور خط میں مزید عبدالملک نے کہا کہ اہل عراق میری اس پیشکش کو ٹھکراتے ہیں تو اس صورت میں حجاج بدستور عراق کا والی رہے گا اور محمد اور عبداللہ اس کے ماتحت ہوں گے اور ہمارے درمیان فیصلہ میدان جنگ میں ہوگا۔

جب حجاج کو عبدالملک کے ارادے کا پتہ چل گیا تو اسے بہت رنج پہنچا اور اس نے عبدالملک کو خط لکھا کہ اے امیر المومنین! بخدا اگر آپ نے اہل عراق کو یہ اختیار دے دیا تو میری معزولی کے بعد وہ فوراً آپ پر چڑھ دوڑیں گے۔ اور یہ ان کی جرات میں مزید اضافہ کر دے گا آپ کو اہل عراق کا حال معلوم ہے جب انہوں نے اشتر نخعی کے ساتھ مل کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ سعید بن العاص کی معزولی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے معزول کر دیا تو ایک سال بھی پورا نہ ہوا تھا کہ انہوں نے دارالخلافہ پر قبضہ کر کے امیر المومنین کو شہید کر دیا اور جان لو کہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ آپ کا جو بھی فیصلہ ہو، اللہ کی مدد اس میں شامل ہے۔ والسلام۔

عبدالملک نے حجاج کی بات کو درخور اعتناء نہ جانا اور اہل عراق پر مذکورہ شرائط برقرار رکھیں۔ پس عبداللہ اور محمد آگے بڑھے اور ابن الاشعث کی فوج کی طرف پکار رہے تھے اے اہل عراق! میں امیر المومنین کا بیٹا عبداللہ ہوں اور وہ آپ کے ساتھ ان شرطوں پر صلح کرنا چاہتا ہے پھر اس نے عبدالملک کا خط پڑھ کر بتایا پھر محمد بن مروان اٹھا اور کہنے لگا میں اپنے بھائی عبدالملک کا ایلچی ہوں جس نے آپ سے صلح کا ارادہ کیا ہے اہل عراق نے جواب دیا کہ ہم اس معاملے پر کل غور کریں گے اور شام کو جواب دیں گے۔

اہل عراق پھر واپس چلے گئے تمام امراء ابن الاشعث کے گرد جمع ہو گئے اشعث نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے حجاج کی معزولی اور عبدالملک کی بیعت قبول کرنے اور امیر المومنین کی طرف سے عطیات بحال کئے جانے اور محمد بن مروان کی حجاج کے بعد عراق کی گورنری قبول کرنے کی ترغیب دلائی۔ لوگ چاروں طرف سے چیخ اٹھے اور کہنے لگے واللہ ہمیں یہ ہرگز منظور نہیں ہم تعداد میں ان سے زیادہ ہیں اور ان کی حالت ہم سے زیادہ تنگی ہے ہم نے ان پر حکم چلایا تو وہ ذلیل ہو گئے ہمیں ہرگز یہ منظور نہیں اور پھر انہوں نے از سر نو عبدالملک اور اس کے نائب کو معزول کر دیا اور اس پر سب متفق ہو گئے جب عبداللہ اور اس کے چچا محمد کو یہ خبر پہنچ گئی تو انہوں نے حجاج سے کہا اب معاملہ آپ پر منحصر ہے ہم تو بحکم امیر المومنین آپ کے مطاع ہیں۔ اس کے بعد جب وہ دونوں حجاج سے ملے تو اس کو امارت کا سلام پیش کرتے اور حجاج ان کو اسی طرح سلام پیش کرتا۔ اور حجاج نے جنگ کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی جس طرح کہ اس سے قبل اس کے ہاتھ میں تھی جس کے بعد دونوں فریقین جنگی تیاریوں کے ساتھ اس کے سامنے آ گئے حجاج نے اپنے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن سلیمان کو اور میسرہ پر عمارہ بن تمیم اللخمی کو اور سوار دستے پر سفیان بن الابرد کو اور پیدل افواج پر عبدالرحمٰن بن حبیب الحکمی کو مقرر کر دیا اور ابن الاشعث نے اپنی فوج کی ترتیب کچھ یوں رکھی کہ میمنہ پر حجاج بن حارثہ الجشمی اور میسرہ پر الابرد بن قرہ التمیمی اور گھوڑ سواروں پر عبدالرحمٰن بن عیاش بن ابی ربیعہ بن عبدالمطلب اور پیدل افواج پر محمد بن سعد بن ابی وقاص الزہری اور قاریان قرآن کے دستے پر جبلہ بن زحر بن قیس الجعفی کو رکھا۔ قرآء میں سعید بن جبیر عامر الشعبی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور کمیل بن زیاد جو کہ کبر سنی کے باوجود بہت دلیر اور جنگجو تھا اور ابوالبختری جیسے فقہاء علماء امت بھی شامل تھے۔

دونوں اطراف کی فوجیں روزانہ آپس میں نبرد آزما رہتیں۔ اہل عراق کے لئے آس پاس کے علاقوں سے کھانے پینے کا سامان وافر مقدار میں مہیا کیا جاتا تھا۔ ان کے پاس جانوروں کے لئے چارہ بھی کافی تھا جب کہ اہل شام جو کہ حجاج کی طرف سے لڑتے تھے، ان کی حالت یہ تھی کہ زندگی سے تنگ، قلت طعام، گوشت کو انہوں نے دیکھا تک نہیں تھا اور اس دوران جنگ بھی جاری رہی تھی تا آنکہ یہ سال بھی ختم ہوا اور دونوں فوجیں ایک دوسرے سے دست و گریباں تھیں۔ دونوں اطراف کا زبردست نقصان ہوا حجاج کی فوج میں زیاد بن غنم مارا گیا اس دوران بسطام بن مصقلہ چار ہزار سپاہیوں کے ہمراہ ابن الاشعث کی جانب سے حجاج کی فوج پر حملہ آور ہوا اور ان کو بہت نقصان پہنچایا۔

مہلب بن ابی صفرہ کی وفات ...... مہلب بن ابی صفرہ کی وفات اس سال ہوئی۔ یہ فتح مکہ کے سال پیدا ہوئے آپ کا پورا نام مہلب بن ابی صفرہ ظالم، ابوسعید الازدی ہے، اشراف اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا، آپ بڑے ذہین، سخی، اور باوقار لوگوں میں سے تھے ان کی قوم بحرین اور عمان کے درمیان مقیم تھی ان کی قوم بھی فتنہ ارتداد کا شکار ہوئی پس عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی اور ان سے فتح پالی اور قیدیوں کو ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا ان میں ابوصفرہ اور ان کا بیٹا مہلب شامل تھا۔ مہلب اس وقت بلوغ کو نہیں پہنچے تھے جس کے بعد مہلب

بصرہ میں مقیم رہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہندوستان پر چوالیس ہجری میں چڑھائی کی۔ سن ۶۸ ھ میں ابن زبیر کے دور خلافت میں حجاز کا گورنر بھی رہ چکا تھا اور پھر حجاجی دور کے ابتدائی ایام میں خوارج کی سرکوبی بھی ان کے ذمے تھی۔ ایک جنگ میں اس نے چار ہزار آٹھ سو خوارج کو قتل کر دیا تھا۔ جس کے بعد حجاج کی نظروں میں اس کی قدر بڑھ گئی تھی۔ مہلب بہادر اور کریم النفس شخص تھا اور وہ اپنی تعریف کو زیادہ پسند کرتا تھا۔ ان کے عمدہ قول بھی زیادہ مشہور ہوئے جن میں سے ایک قول ان کا یہ ہے کہ سب سے اچھی خصلت سخاوت ہے، شریف آدمی کے لئے پردہ ہے اور مرے، گرے ہوئے آدمی کی باتوں کو بے معنی کر دیتا ہے اور نفرت کرنے والوں میں محبوب بنا دیتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر انہوں نے کہا کہ مجھے آدمی کی دو خصلتیں پسند ہیں:

ایک یہ کہ اس کی عقل اس کی زبان پر حاوی ہو اور اس کی زبان اس کی عقل پر حاوی نہ ہو۔

مہلب نے جنگ سے واپسی پر مروالروذ میں وفات پائی اس وقت ان کی عمر ۷۶ سال تھی (رحمہ اللہ) ان کی دس اولاد تھیں جن کے نام یزید، زیاد، مفضل، مدرک، حبیب، مغیرہ، قبیصہ، محمد، ھند اور فاطمہ ہے۔ مہلب نے ماہ ذی الحجہ میں وفات پائی ان کا شمار بہادر لوگوں میں ہوتا تھا ان کے بہت اچھے واقعات مشہور ہیں۔ انہوں نے خوارج ازارقہ اور ترکوں سے عظیم جنگ لڑی اپنے بعد انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو خراسان کا گورنر نامزد کر دیا تھا جس کی توثیق عبدالملک اور حجاج نے بھی کر دی۔

اس سال وفات پانے والے مشہور لوگوں میں

اسماء بن خارجہ الفزاری الکوفی ..... بہت سخی الطبع اور فیاض انسان تھے۔ ایک دلچسپ حکایت اسی سلسلے میں ان کی مشہور ہے انہوں نے ایک روز ایک نوجوان کو اپنے دروازے پر بیٹھے دیکھا تو پوچھا کہ یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ نوجوان نے کہا کہ ضرورت ہے جس کا ذکر نہیں کر سکتا تو اسماء نے اصرار کے ساتھ پوچھا نوجوان نے بتایا کہ اس گھر میں ایک لونڈی کو داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا کہ ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی وہ میرا دل چرا کر ساتھ لے گئی ہے۔ اسماء اسے لے کر گھر میں داخل ہوا اور تمام لونڈیاں اس کے سامنے لا کر کھڑی کر دیں اور کہا کون سی ہے جب وہ لونڈی سامنے آئی تو اس نے برجستہ کہا یہی ہے۔ اسماء نے اسے کہا واپس جا کر اسی جگہ پر انتظار کرو وہ آ کر دروازے پر انتظار کرتا رہا تھوڑی دیر بعد اسماء آیا اور ساتھ میں لونڈی کو خوبصورت کپڑے زیب تن کر کے لے آیا اور کہا میں اسی وقت تیرے حوالے کر دیتا لیکن یہ لونڈی میری بہن کی تھی اور وہ اسے بغیر قیمت دے نہیں رہی تھی اس لئے تمہارے لئے اسے تین ہزار درہم میں خرید کر لایا ہوں اور اسے یہ جواہرات بھی پہنا کر لایا ہوں اب یہ تمہاری ہے نوجوان اسے لے کر خوشی خوشی وہاں سے چلا گیا۔

المغیرۃ بن مہلب بن ابی صفرۃ ...... یہ مہلب ابن ابی صفرہ کے بیٹے تھے، بڑے سخی، بے حد فیاض، بہادر انسان تھے۔ ان کے بہت واقعات مشہور ہیں انہوں نے بھی اسی سال وفات پائی۔

الحارث بن عبداللہ ...... ابن ربیعۃ المخزومی قباع کے نام سے مشہور تھے، ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بصرہ کے امیر بھی رہ چکے ہیں۔

محمد بن اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ..... صحابہ کے بیٹوں میں سب سے زیادہ عقلمند اور زیرک سمجھے جاتے تھے۔ مدینۃ المنورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

عبداللہ بن ابی طلحہ بن ابی اسود ...... اسحاق فقیہ کے والد تھے، ان کی والدہ جس رات حاملہ ہوئی اس رات اس کا بیٹا بھی وفات پا گیا تھا۔ صبح کو طلحہ نے اس کا تذکرہ حضور اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شب زفاف کی خوشیاں تم دونوں کو مبارک فرمائے۔ اور جب ان کی ولادت ہوئی تو آپ ﷺ نے آپ کے تالو میں ترچھوہاروں کا آمیزہ لگایا تھا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ...... ان کے والد کعب کی جب بینائی چلی گئی تو یہ اپنے والد کو اِدھر اُدھر لے جاتے تھے۔ ان سے بہت سی روایات مروی ہیں۔ مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

عفان بن وھب...... یہ ابولأ یمن خولانی المصری تھے، ان کو آنحضرت ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا آپ سے احادیث بھی مروی ہیں۔ فتح مغرب میں شامل رہے پھر مصر میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جمیل بن عبداللہ...... یہ ابن معمر بن صباح بن ظبیان بن الحسن بن ربیعہ بن حرام بن ضبہ بن عبید بن کثیر بن عذرۃ بن سعد بن ھذیم بن زید بن لیث بن سرھد بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ ہیں، کنیت ابوعمرو ہے۔ مشہور شاعر ہیں بثینہ کا عاشق تھا۔ اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا تھا۔ بثینہ نے منع کر دیا جس کے بعد جمیل نے اپنے جذبات کی تسکین کے لئے غزل گوئی اختیار کر لی اور اس میں کافی شہرت حاصل کر لی
جمیل وادی القریٰ میں مقیم تھے، آپ نہایت شرمسار اور مذہبی، اسلامی شاعر تھے، اپنے زمانہ کے شعراء عرب میں سے سب سے فصیح شاعر گزرے ہیں، مشہور شاعر کثیر عزۃ ان سے، وہ ھدبہ بن خترم سے، وہ حطیہ سے وہ زہیر بن ابی سلمیٰ اور اس کے بیٹے کعب سے شعر روایت کرتے ہیں۔ کثیر عزۃ کا کہنا ہے کہ جمیل عرب کے سب سے بڑے شاعر تھے۔ جمیل کے اشعار میں سے جو بہت زیادہ مشہور تھے:
"آپ دونوں نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے کہ میری لیلیٰ مقام تیما میں اتری ہے جب موسم گرما آئے پس یہ گرمیوں کے مہینے تھے جو گزر گئے پس کیا ہوا ہے جدائی کو وہ لیلیٰ کو مجھ سے دور کر رہی ہے"۔
ایک دوسری جگہ جمیل کہتا ہے:

وما زلت بی یا بثن حتی لواننی
من الشوق استبکی الحمام بکی لیا
وما زادنی الواشون الا صبابة
ولا کثرة الناهین الا تمادیا
وما احدث النای المفرق بیننا
سلوا ولا طول اجتماع تقالیا
الم تعلمی یا عذبة الریق اننی
اظل اذا لم القی وجهک صادیا
لقد خفت ان القی المنیة بغتة
وفی النفس حاجات الیک کما هیا

اور چغل خوروں نے مجھ میں تمہارے عشق کی آگ کو اور بھڑکایا اور روکنے والوں کی کثرت سوائے میری دلچسپی اور بڑھنے کے کچھ زیادہ نہ کر سکی۔
اور منتشر کرنے والی فرقت ہی ہم کو غم نہ دے سکی اور نہ ہی طویل رفاقت و سال ہم میں اکتاہٹ و بغض پیدا کر سکی کیا آپ کو معلوم نہیں اے شیریں لعاب! اگر میں تمہارے رخ فریبا کو نہ دیکھوں تو پیاسا ہی رہ جاتا ہوں مجھے اندیشہ اس بات کا ہے کہ اچانک آنے والی موت ہم دونوں کے درمیان حائل ہو جائے اور دل میں بھی تمام آرزوئیں ایسے ہی رہ جائیں۔
میں تمہاری عدم موجودگی کو یاد کرتا ہوں آپ مجھے میری کسی بھلائی پر یاد کریں میں خوش ہوتا ہوں۔ آگے کہتا ہے:
(اے بثینہ) تمہارے تمام وعدے اس بادل کی طرح ہیں جو چمک کر گرجتے ہیں لیکن برستے نہیں ہیں۔ جمیل کا یہ شعر جس کو تم نے روایت کیا ہے۔

میں مسلسل اس محلہ کی تلاش میں سرگرداں رہا اور اس جماعت کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ میں (بثینہ) کے کجاوہ کے قریب پہنچ گیا پس میں آہستہ سے اس کے قریب ہوا تا کہ اس کے قریب رہ سکوں۔

تو اس نے کہا مجھے اپنے بھائی کی زندگی اور والد کے احسانات کی قسم! اگر تم نہیں نکلو گے تو میں پورے محلے کو خبردار کر دوں گی۔

پس اس نے نرم پوروں سے جن پر مہندی لگی تھی میرا سر پکڑ لیا تا کہ اس کی خوشبو پہچان سکے اس وقت اس کی طبیعت میں بالکل تکدر نہ تھا (وہ آمادہ نظر آ رہی تھی)۔

پس میں گھر والوں کے ڈر سے نکلنے ہی والا تھا کہ وہ مسکرا پڑی تو میں نے جان لیا کہ اس کے ارادے میں کوئی حرج نہیں پس میں نے تو بے قراری میں اس کے چوٹی کے بال پکڑ کر اس کے ہونٹ چومنا شروع کر دیئے۔ میں نے اس کے ہونٹوں سے اولوں جیسے یخ اور برف نما شیریں لعاب چوس لیا۔

مشہور شاعر کثیر عزہ نے بیان کیا ہے کہ جمیل بثینہ ایک دن مجھے ملا اس نے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو تو میں نے کہا اس محبوبہ کے ہاں سے اس نے سوال کیا اب کہاں کا ارادہ ہے میں نے بتایا اسی کی طرف دوبارہ جمیل نے مجھ سے کہا میں نے تم سے وعدہ لیا تھا کہ تم میری ملاقات بثینہ سے کرا دینا کیوں کہ پچھلی گرمیوں کے بعد ہمارے درمیان ملاقات نہیں ہوئی اس وقت وہ وادی القریٰ میں اپنی والدہ کے ساتھ کپڑے دھو رہی تھی کثیر کہتا ہے کہ میں چلتا ہوا بثینہ کے پاس پہنچا تو اس کے والد نے کہا اے بھتیجے واپس کیوں ہوئے؟ تو میں نے بتایا کچھ اشعار کہے ہیں میں نے چاہا آپ کو بھی سنا دوں۔ تو اس نے کہا سنایئے تو میں نے سنایا۔ اس وقت بثینہ پردے کی اوٹ سے سن رہی تھی۔

میں نے اس سے کہا اے عزیز! میرے دوست نے اپ کی طرف ایک قاصد بھیجا ہے اور قاصد موکل با اختیار ہوتا ہے موکل سے کیا کہا ہے کہ میری اور اپنی ملاقات کا وقت مقرر کریں نیز یہ بھی بتلا دیں کہ اس ملاقات میں میرے لئے کیا حکم ہے۔

میری تمہارے ساتھ آخری ملاقات اس وقت ہوئی جب وادی دوم میں کپڑے دھوئے جا رہے تھے اگلی ملاقات کا وعدہ بھی نہیں کیا گیا تھا۔

جب رات ہوئی تو میں مقام ثنیہ پہنچ گیا جہاں کا وعدہ کیا تھا اور جمیل بھی آ گیا اور میں بھی اُس مجلس میں ساتھ تھا۔ میں نے اس سے زیادہ عجیب رات نہیں دیکھی اور نہ زیادہ خوش آواز۔ مجلس ختم ہوگئی اور میں نہیں جانتا کہ کوئی اپنے ساتھی کے دل کی بات سمجھا ہو۔

سہل ساعدی جمیل کے پاس نزاع کے وقت میں گئے اور پوچھا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے کبھی شراب نہیں پی اور زنا نہیں کیا اور نہ چوری کی اور نہ کسی کو قتل کیا اور لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے؟ تو جواب دیا کہ امید ہے کہ نجات پا جائے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ پوچھا کہ وہ کون ہے؟ فرمایا، میں ہوں۔

میں نے کہا، واللہ مجھے علم نہیں کہ آپ کب ایمان لائے اور تم بیس (۲۰) برس سے اس گھاٹی میں رہتے ہو اور فرمایا کہ نہیں بلکہ مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہوگی۔ میں آخرت کے پہلے اور دنیا کے آخری دن میں ہوں۔ میں نے کبھی اس پر بھروسہ نہیں کیا۔ یہی بات ہو رہی تھی کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

آپ کا انتقال مصر میں عبدالعزیز بن مروان کے پاس ہوا اور اہل ثنیہ کی محبت کے بارے میں آپ کے متعلق پوچھا تو جواب دیا کہ محبت میں شدید تھے۔ آپ کی میت پر بہت اشعار کہے گئے۔ یہ بیاسی (۸۲) ہجری کا واقعہ ہے۔

ایک شخص کو جمیل نے کہا کہ اگر آپ میرا پیغام اہل ثنیہ تک پہنچا دیں تو جو کچھ میرے پاس ہے یہ آپ کا ہے اور فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو میری سواری پر سوار ہو جانا اور میرا کرتہ پہن لینا اور یہ اشعار کہنا:

قومی بثینة فاندبی بعویل

وابکی خلیلا دون کل خلیل

وہ شخص آیا اور یہ اشعار پڑھے تو میں باہر نکلا۔ مجھے یقین نہ تھا۔ اونٹنی اور لباس کو دیکھ کر میں نے پہچان لیا اور یقین ہو گیا اور بہت افسوس ہوا اور

شدت غم میں اُسی وقت انتقال ہو گیا۔ اس دن سے زیادہ رونے والے اور رونے والیاں نہیں دیکھی گئیں۔ آپ کو دمشق میں کہا کہ اگر آپ شعر چھوڑ دیتے اور قرآن حفظ کر لیتے تو بہتر تھا۔ پھر انہوں نے حدیث سنائی:

إن من الشعر لحكمة

عمر بن عبید اللہ...... بن معمر بن عثمان ابو حفص ہیں قریشی اور تیمی ہیں نہایت سخی اور باوقار امراء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ نے کئی علاقوں کو فتح کر ڈالا۔ ابن زبیر کے دور خلافت میں بصرہ پر ان کے نائب بھی رہے ہیں۔ عبداللہ بن خازم کے ساتھ فتح کابل میں شریک رہے۔ قطری بن الفجاءۃ کو آپ ہی نے قتل کر دیا تھا۔

آپ نے ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی ہے۔ عطاء بن ابی رباح اور ابن عون سے بھی روایت کی ہے۔ عبدالملک کے ہاں دمشق بھی گئے اور وہیں ۸۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

ایک شخص نے کنیز خریدی جو کہ نہایت حسین انداز میں قرآن کی تلاوت کرتی تھی۔ وہ شخص اس سے شدید محبت کرتا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی جمع پونجی اس کنیز پر لٹادی اور خود مفلس ہو گیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا سوائے کنیز کے پس کنیز نے اس شخص سے کہا کہ تیرے پاس اب کچھ باقی نہیں رہا آپ مجھے بیچ دیں اور میری قیمت سے اپنی مالی حالت درست کریں چنانچہ اس نے کنیز کو عمر بن عبید اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ عمر اس وقت بصرہ کا امیر تھا اس کی قیمت ایک لاکھ درہم لگی۔ مال لینے کے بعد وہ شخص اور کنیز دونوں نہایت نادم ہوئے جدائی پر افسوس کرتے ہوئے کنیز نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

> ''جو مال تجھے ملا میرے عوض مبارک ہو۔ میرے دامن میں تو رنج و غم کے سوا کچھ نہیں بچا۔ میں خود سے کہتی ہوں (دلاسہ دیتی ہوں) حالاں کہ میری زندگی کرب والم میں مبتلا ہے کہ اپنا اضطراب کم کر یا بڑھا دوست جدا ہو گیا اگر تیرے پاس اس معاملے میں کوئی چارہ کار نہیں ہے اور بجز صبر کے کوئی راہ بھی نہیں ہے تو صبر کر۔

یہ اشعار دلفریب سن کر آقا گویا ہوا:

اگر حالات زمانہ مجھے مجبور نہ کرتے تو تجھے مجھ سے موت کے سوا کوئی چیز جدا نہ کر سکتی تھی پس تو صبر کر۔ میں تیری اندوہناک یاد میں دل گرفتہ واپس لوٹتا ہوں۔ اپنے دل سے تیری یادوں کے بارے میں طویل سرگوشیاں کرتا ہوں۔ تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو، اب تو وصال کی کوئی صورت بھی نہیں ہے مگر ابن معمر ہیں تو ہو سکتی ہے

جب عمر بن عبید اللہ نے ان دونوں کی محبت بھری باتیں سنیں تو بے قرار ہو گیا اور کہنے لگا میں دو عاشقوں کو ہرگز جدا نہیں کر سکتا اور پھر اس شخص کو وہ مال (ایک لاکھ درہم) اور کنیز دے کر رخصت کر دیا۔ وہ شخص مال اور محبوبہ (کنیز) کو لے کر خوشی خوشی لوٹا۔

وفات...... عمر بن عبید اللہ دمشق میں طاعون کی وبا سے وفات پا گئے عبدالملک بن مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے دفن میں بھی شریک رہا اور ان کی بڑی تعریف کی، ان کی اولاد میں طلحہ ہے جو کہ سادات قریش میں سے تھا۔ انہوں نے فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن جعفر سے چالیس ہزار دینار مہر پر نکاح کیا تھا جس سے ابراہیم اور رملہ پیدا ہوئے پس رملہ کا نکاح اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لاکھ دینار میں ہوا۔ اللہ ان سب پر رحم فرمائے۔

کمیل بن زیاد...... ابن نہیک بن ہثیم النخعی ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر، حضرت عثمان وحضرت علی، ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت حدیث کی ہے۔ آپ نہایت بہادری اور بے جگری سے لڑنے والے تھے۔ حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک رہے۔ بڑے زاہد وعبادت گزار تھے۔ حجاج بن یوسف نے اسے اس سال قتل کرا دیا۔ انہوں نے سو سال عمر پائی۔ حجاج نے اپنے سامنے اسے بحالت قید قتل کرا دیا بلکہ اس سے بدلہ لیا کیوں کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک تھپڑ کا جو انہوں نے کمیل کو رسید کیا تھا

قصاص مانگا جب انہوں نے قصاص پر آمادگی ظاہر کر دی تو کمیل نے حضرت عثمان کو معاف کر دیا۔ حجاج نے ان سے کہا کیا تجھ جیسا شخص بھی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص کا مطالبہ کر سکتا ہے تمہاری یہ جرات کیسے ہوئی، پھر اس کی گردن ماردی گئی۔

کہتے ہیں اس دوران حجاج نے حضرت علی کا ذکر چھیڑا اور انہیں برا بھلا کہا تو حضرت کمیل نے حضرت علی کی تعریف کی۔ حجاج نے طیش میں آ کر کہا واللہ میں تیرے پاس ایسے شخص کو بھیج دوں گا جو تیری محبت سے بڑھ کر علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے۔ پھر ابن ادھم کو بھیج دیا جو ابو جہم بن کنانہ کہلاتا تھا اور حمص کا رہنے والا تھا۔ اس نے اس کی گردن ماردی۔ کمیل سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت حدیث کی ہے۔ انہوں نے حضرت علی سے وہ مشہور اثر روایت کی ہے جس کے شروع میں ہے۔ ''انسانی دل برتن کے مانند ہیں، سب سے اچھا دل وہ ہے جو سب رازوں کو سمولے''۔ اسے کئی ثقہ راویوں نے بیان کیا ہے۔ اس میں کافی وعظ و نصیحت والی اچھی باتیں ہیں اللہ اس کے کہنے والے سے راضی ہو۔

زاذان بن عمرو الکندی...... تابعین میں سے ہیں۔ پہلے شراب اور موسیقی کا خوگر تھے پھر اللہ نے انہیں توبہ کی توفیق دیدی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں توبہ کرلی اور پھر اللہ سے خوف کا شدید جذبہ دل میں موجزن ہو گیا آپ کی خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو خشک لکڑی کی طرح ایستادہ رہتے۔

مرۃ فرماتے ہیں کہ اے رب میں بھوکا ہوں، میرے پاس گھر والوں کا روزینہ اور کھانا بھیج دے اور آپ کسی چیز کی تجارت کرتے تھے جب کوئی خریدنے آتا تو ترازو بھر کر اس کو دے دیتے۔

ایک دن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے قریب سے گزرے، وہ گا رہے تھے تو فرمایا کہ کیا ہی خوب آواز ہے۔ کاش کہ یہ قرآن کی آواز ہوتی۔ اس بات کو زاذان نے سن لیا۔ اسی وقت کھڑا ہوا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہولیا اور گزشتہ پر توبہ کی۔ ان سے اور دیگر حضرات سے قرآن پڑھا اور بیاسی (۸۲) ہجری میں انتقال ہوا۔ آپ کو ابو عبداللہ المزارھی کہا جاتا ہے۔ آپ مولیٰ تھے۔

خلیفہ کا کہنا ہے کہ اسی سال زر بن جیش نے وفات پائی انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا انہوں نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی ابو عبید کے مطابق آپ کی وفات سن ۸۱ میں ہوئی ان کے حالات زندگی کا شقیق بن سلمہ ابو وائل کے نام شے ذکر کر آئے ہیں آپ نے سات سال زمانہ جاہلیت میں گزارے حضرت اقدس ﷺ کی زندگی ہی میں ایمان لے آئے۔

شقیق نے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی، اور روایات نقل کی ہیں۔ آپ معمر او امام تھے۔ آپ جیسوں کو مخضرمی کہا جاتا ہے (یعنی اسلام اور جہالت دونوں دور پائے ہیں) آپ حافظ حدیث، عبادت گذار، زاہد اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے تھے۔ آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ان سے قرآن اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے دو ماہ میں قرآن یاد کیا۔ آپ سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ محبت کرتے تھے اور قریب رکھتے تھے۔ آپ لوگوں سے امراء اور اغنیاء سے زیادہ اختلاط نہ کرتے تھے۔ آپ کانوں کی بنی ہوئی ایک جھونپڑی میں رہتے تھے۔ جس میں ان کی اور ان کے گھوڑے کی گنجائش تھی۔ جب جہاد کے لئے جاتے تو اس کو توڑ دیتے اور فروخت کر دیتے تھے اور قیمت کو صدقہ کر دیتے۔ صرف اپنا اور گھوڑے کا خرچ باقی رکھتے تھے۔ اسی طرح ابو وائل بھی تابعین میں سے ہیں۔ کثرت عبادت کی وجہ سے ان کا جسم کمزور ہو گیا تھا۔ جب آپ گھر میں دن یا رات کے وقت نماز پڑھتے تو بہت روتے۔ آپ کثرت سے گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے پاس اللہ کے قرب کا تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم، تو میرے نزدیک ایک بالشت آ میں تیری طرف ایک گز آؤں گا۔ اگر تو میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔ ایک مرتبہ جنگل میں سو رہے تھے اور گھوڑا ان کے اردگرد چر رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ آپ کو خوف نہیں آتا؟ تو فرمایا کہ مجھے اللہ کے علاوہ کسی سے ڈرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس کے بعد دوبارہ سو گئے۔ ایک سال کے خرچ کے علاوہ صدقہ کر دیتے تھے۔ نماز میں کہیں متوجہ نہیں ہوتے۔ نہ کسی کو برا بھلا کہتے۔ ایک مرتبہ حجاج کے لئے بددعا کی۔ ایک مرتبہ دعا میں فرمایا کہ اے اللہ مجھے معاف فرما اور یہ معافی تیری نوازش ہے۔ میں اس کا مستحق نہیں ہوں۔ اگر تو عذاب دے تو ظالموں والا عذاب نہ دینا۔ پھر رونے لگے۔

عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ...... ان کے والد کعب کی جب بینائی چلی گئی تو یہ اپنے والد کو اِدھر اُدھر لے جاتے تھے۔ ان سے بہت سی روایات مروی ہیں۔ مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

عفان بن وھب ...... یہ ابولأ یمن خولانی المصری تھے، ان کو آنحضرت ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہوا آپ سے احادیث بھی مروی ہیں۔ فتح مغرب میں شامل رہے پھر مصر میں سکونت اختیار کرلی اور وہیں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جمیل بن عبداللہ...... یہ ابن معمر بن صباح بن ظبیان بن الحسن بن ربیعہ بن حرام بن ضبہ بن عبید بن کثیر بن عذرۃ بن سعد بن ھذیم بن زید بن لیث بن سرھد بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ ہیں، کنیت ابوعمرو ہے۔ مشہور شاعر ہیں بثینہ کا عاشق تھا۔ اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا تھا۔ بثینہ نے منع کردیا جس کے بعد جمیل نے اپنے جذبات کی تسکین کے لئے غزل گوئی اختیار کرلی اور اس میں کافی شہرت حاصل کرلی
جمیل وادی القریٰ میں مقیم تھے، آپ نہایت شرمسار اور مذہبی، اسلامی شاعر تھے، اپنے زمانہ کے شعراء عرب میں سے سب سے فصیح شاعر گزرے ہیں، مشہور شاعر کثیر عزۃ ان سے، وہ ھدبہ بن خترم سے، وہ حطیہ سے وہ زہیر بن ابی سلمٰی اور اس کے بیٹے کعب سے شعر روایت کرتے ہیں۔ کثیر عزۃ کا کہنا ہے کہ جمیل عرب کے سب سے بڑے شاعر تھے۔ جمیل کے اشعار میں سے جو بہت زیادہ مشہور تھے:

''آپ دونوں نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے کہ میری لیلیٰ مقام تیما میں اتری ہے جب موسم گرما آئے پس یہ گرمیوں کے مہینے تھے جو گزر گئے پس کیا ہوا ہے جدائی کو وہ لیلیٰ کو مجھ سے دور کررہی ہے''۔

ایک دوسری جگہ جمیل کہتا ہے:

وما زلت بی یا بثن حتی لو اننی
من الشوق استبکی الحمام بکی لیا
وما زادنی الواشون الا صبابة
ولا کثرة الناهین الا تمادیا
وما احدث النای المفرق بیننا
سلوا ولا طول اجتماع تقالیا
الم تعلمی یا عذبة الریق اننی
اظل اذا لم الق و جهک صادیا
لقد خفت ان القی المنیة بغتة
وفی النفس حاجات الیک کما هیا

اور چغل خوروں نے مجھ میں تمہارے عشق کی آگ کو اور بھڑکایا اور روکنے والوں کی کثرت سوائے میری دلچسپی اور بڑھنے کے کچھ زیادہ نہ کرسکی۔
اور منتشر کرنے والی فرقت ہی ہم کو غم نہ دے سکی اور نہ ہی طویل رفاقت و سال ہم میں اکتاہٹ و بغض پیدا کرسکی کیا آپ کو معلوم نہیں اے شیریں لعاب! اگر میں تمہارے رخ فریبا کو نہ دیکھوں تو پیاسا ہی رہ جاتا ہوں مجھے اندیشہ اس بات کا ہے کہ اچانک آنے والی موت ہم دونوں کے درمیان حائل ہوجائے اور دل میں بھی تمام آرزوئیں ایسے ہی رہ جائیں۔
میں تمہاری عدم موجودگی کو یاد کرتا ہوں آپ مجھے میری کسی بھلائی پر یاد کریں میں خوش ہوتا ہوں۔ آگے کہتا ہے:
(اے بثینہ) تمھارے تمام وعدے اس بادل کی طرح ہیں جو چمک کر گرجتے ہیں لیکن برستے نہیں ہیں۔ جمیل کا یہ شعر جس کو تم نے روایت کیا ہے۔

میں مسلسل اس محلّہ کی تلاش میں سرگرداں رہا اور اس جماعت کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ میں (بثینہ) کے کجاوہ کے قریب پہنچ گیا پس میں آہستہ سے اس کے قریب ہوا تا کہ اس کے قریب رہ سکوں۔

تو اس نے کہا مجھے اپنے بھائی کی زندگی اور والد کے احسانات کی قسم! اگر تم نہیں نکلو گے تو میں پورے محلے کو خبردار کر دوں گی۔

پس اس نے نرم پوروں سے جن پر مہندی لگی تھی میرا سر پکڑ لیا تا کہ اس کی خوشبو پہچان سکے اس وقت اس کی طبیعت میں بالکل تکدر نہ تھا (وہ آمادہ نظر آ رہی تھی)۔

پس میں گھر والوں کے ڈر سے نکلنے ہی والا تھا کہ وہ مسکرا پڑی تو میں نے جان لیا کہ اس کے ارادے میں کوئی حرج نہیں پس میں نے تو بے قراری میں اس کے چوٹی کے بال پکڑ کر اس کے ہونٹ چومنا شروع کر دیئے۔ میں نے اس کے ہونٹوں سے اولوں جیسے یخ اور برف نما شیریں لعاب چوس لیا۔

مشہور شاعر کثیر عزہ نے بیان کیا ہے کہ جمیل بثینہ ایک دن مجھے ملا اس نے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو تو میں نے کہا اس محبوبہ کے ہاں سے اس نے سوال کیا اب کہاں کا ارادہ ہے میں نے بتایا اسی کی طرف دوبارہ جمیل نے مجھ سے کہا میں نے تم سے وعدہ لیا تھا کہ تم میری ملاقات بثینہ سے کرا دینا کیوں کہ پچھلی گرمیوں کے بعد ہمارے درمیان ملاقات نہیں ہوئی اس وقت وہ وادی القریٰ میں اپنی والدہ کے ساتھ کپڑے دھو رہی تھی کثیر کہتا ہے کہ میں چلتا ہوا بثینہ کے پاس پہنچا تو اس کے والد نے کہا اے بھتیجے واپس کیوں ہوئے؟ تو میں نے بتایا کچھ اشعار کہے ہیں میں نے چاہا آپ کو بھی سنا دوں۔ تو اس نے کہا سنائیے تو میں نے سنایا۔ اس وقت بثینہ پردے کی اوٹ سے سن رہی تھی۔

میں نے اس سے کہا اے عزیز! میرے دوست نے اپ کی طرف ایک قاصد بھیجا ہے اور قاصد موکل با اختیار ہوتا ہے موکل سے کیا کہا ہے کہ میری اور اپنی ملاقات کا وقت مقرر کریں نیز یہ بھی بتلا دیں کہ اس ملاقات میں میرے لئے کیا حکم ہے۔

میری تمہارے ساتھ آخری ملاقات اس وقت ہوئی جب وادی دوم میں کپڑے دھوئے جا رہے تھے اگلی ملاقات کا وعدہ بھی نہیں کیا گیا تھا۔

جب رات ہوئی تو میں مقام ثنیہ پہنچ گیا جہاں کا وعدہ کیا تھا اور جمیل بھی آ گیا اور میں بھی اُس مجلس میں ساتھ تھا۔ میں نے اس سے زیادہ عجیب رات نہیں دیکھی اور نہ زیادہ خوش آواز مجلس ختم ہو گئی اور میں نہیں جانتا کہ کوئی اپنے ساتھی کے دل کی بات سمجھا ہو۔

سہل ساعدی جمیل کے پاس نزاع کے وقت میں گئے اور پوچھا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے کبھی شراب نہیں پی اور زنا نہیں کیا اور نہ چوری کی اور نہ کسی کو قتل کیا اور لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے؟ تو جواب دیا کہ امید ہے کہ نجات پا جائے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ پوچھا کہ وہ کون ہے؟ فرمایا، میں ہوں۔

میں نے کہا، واللہ مجھے علم نہیں کہ آپ کب ایمان لائے اور تم بیس (۲۰) برس سے اس گھاٹی میں رہتے ہو اور فرمایا کہ نہیں بلکہ مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہوگی۔ میں آخرت کے پہلے اور دنیا کے آخری دن میں ہوں۔ میں نے کبھی اس پر بھروسہ نہیں کیا۔ یہی بات ہو رہی تھی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

آپ کا انتقال مصر میں عبدالعزیز بن مروان کے پاس ہوا اور اہل ثنیہ کی محبت کے بارے میں آپ کے متعلق پوچھا تو جواب دیا کہ محبت میں شدید تھے۔ آپ کی میت پر بہت اشعار کہے گئے۔ یہ بیاسی (۸۲) ہجری کا واقعہ ہے۔

ایک شخص کو جمیل نے کہا کہ اگر آپ میرا پیغام اہل ثنیہ تک پہنچا دیں تو جو کچھ میرے پاس ہے یہ آپ کا ہے اور فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو میری سواری پر سوار ہو جانا اور میرا کرتہ پہن لینا اور یہ اشعار کہنا:

قومی بثینة فاندبی بعویل
وابکی خلیلا دون کل خلیل

وہ شخص آیا اور یہ اشعار پڑھے تو میں باہر نکلا۔ مجھے یقین نہ تھا۔ اونٹنی اور لباس کو دیکھ کر میں نے پہچان لیا اور یقین ہو گیا اور بہت افسوس ہوا اور

شدت غم میں اُسی وقت انتقال ہوگیا۔ اس دن سے زیادہ رونے والے اور رونے والیاں نہیں دیکھی گئیں۔ آپ کو دمشق میں کہا کہ اگر آپ شعر چھوڑ دیتے اور قرآن حفظ کر لیتے تو بہتر تھا۔ پھر انہوں نے حدیث سنائی:

إن من الشعر لحكمة

عمر بن عبید اللہ...... بن معمر بن عثمان ابو حفص ہیں قریشی اور تیمی ہیں نہایت سخی اور باوقار امراء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ نے کئی علاقوں کو فتح کر ڈالا۔ ابن زبیر کے دور خلافت میں بصرہ پر ان کے نائب بھی رہے ہیں۔ عبداللہ بن خازم کے ساتھ فتح کابل میں شریک رہے۔ قطری بن الفجائۃ کو آپ ہی نے قتل کر دیا تھا۔

آپ نے ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی ہے۔ عطاء بن ابی رباح اور ابن عون سے بھی روایت کی ہے۔ عبدالملک کے ہاں دمشق بھی گئے اور وہیں ۸۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

ایک شخص نے کنیز خریدی جو کہ نہایت حسین انداز میں قرآن کی تلاوت کرتی تھی۔ وہ شخص اس سے شدید محبت کرتا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی جمع پونجی اس کنیز پر لٹا دی اور خود مفلس ہوگیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا سوائے کنیز کے پس کنیز نے اس شخص سے کہا کہ تیرے پاس اب کچھ باقی نہیں رہا آپ مجھے بیچ دیں اور میری قیمت سے اپنی مالی حالت درست کریں چنانچہ اس نے کنیز کو عمر بن عبید اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ عمر اس وقت بصرہ کا امیر تھا اس کی قیمت ایک لاکھ درہم لگی۔ مال لینے کے بعد وہ شخص اور کنیز دونوں نہایت نادم ہوئے جدائی پر افسوس کرتے ہوئے کنیز نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

''جو مال تجھے ملا میرے عوض مبارک ہو۔ میرے دامن میں تو رنج و غم کے سوا کچھ نہیں بچا۔ میں خود سے کہتی ہوں (دلاسہ دیتی ہوں) حالاں کہ میری زندگی کرب والم میں مبتلا ہے کہ اپنا اضطراب کم کر یا بڑھا دوست جدا ہوگیا اگر تیرے پاس اس معاملے میں کوئی چارہ کار نہیں ہے اور بجز صبر کے کوئی راہ بھی نہیں ہے تو صبر کر۔

یہ اشعار دلفریب سن کر آقا گویا ہوا:

اگر حالات زمانہ مجھے مجبور نہ کرتے تو تجھے مجھ سے موت کے سوا کوئی چیز جدا نہ کر سکتی تھی پس تو صبر کر۔ میں تیری اندوہناک یاد میں دل گرفتہ واپس لوٹتا ہوں۔ اپنے دل سے تیری یادوں کے بارے میں طویل سرگوشیاں کرتا ہوں۔ تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو، اب تو وصال کی کوئی صورت بھی نہیں ہے مگر ابن معمر ہیں تو ہو سکتی ہے

جب عمر بن عبید اللہ نے ان دونوں کی محبت بھری باتیں سنیں تو بے قرار ہوگیا اور کہنے لگا میں دو عاشقوں کو ہرگز جدا نہیں کر سکتا اور پھر اس شخص کو وہ مال (ایک لاکھ درہم) اور کنیز دے کر رخصت کر دیا۔ وہ شخص مال اور محبوبہ (کنیز) کو لے کر خوشی خوشی لوٹا۔

وفات...... عمر بن عبید اللہ دمشق میں طاعون کی وبا سے وفات پا گئے عبدالملک بن مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے دفن میں بھی شریک رہا اور ان کی بڑی تعریف کی، ان کی اولاد میں طلحہ ہے جو کہ سادات قریش میں سے تھا۔ انہوں نے فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن جعفر سے چالیس ہزار دینار مہر پر نکاح کیا تھا جس سے ابراہیم اور رملہ پیدا ہوئے پس رملہ کا نکاح اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لاکھ دینار میں ہوا۔ اللہ ان سب پر رحم فرمائے۔

کمیل بن زیاد...... ابن نہیک بن ہیثم النخعی ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر، حضرت عثمان و حضرت علی، ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت حدیث کی ہے۔ آپ نہایت بہادری اور بے جگری سے لڑنے والے تھے۔ حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک رہے۔ بڑے زاہد و عبادت گزار تھے۔ حجاج بن یوسف نے اسے اس سال قتل کرا دیا۔ انہوں نے سو سال عمر پائی۔ حجاج نے اپنے سامنے اسے بحالت قید قتل کرا دیا بلکہ اس سے بدلہ لیا کیوں کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک تھپڑ کا جو انہوں نے کمیل کو رسید کیا تھا

قصاص مانگا جب انہوں نے قصاص پر آمادگی ظاہر کر دی تو کمیل نے حضرت عثمان کو معاف کر دیا۔ حجاج نے ان سے کہا کیا تجھ جیسا شخص بھی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص کا مطالبہ کر سکتا ہے تمہاری یہ جرات کیسے ہوئی، پھر اس کی گردن ماردی گئی۔

کہتے ہیں اس دوران حجاج نے حضرت علی کا ذکر چھیڑا اور انہیں برا بھلا کہا تو حضرت کمیل نے حضرت علی کی تعریف کی۔ حجاج نے طیش میں آ کر کہا واللہ میں تیرے پاس ایسے شخص کو بھیج دوں گا جو تیری محبت سے بڑھ کر علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے۔ پھر ابن ادھم کو بھیج دیا جو ابوجہم بن کنانہ کہلاتا تھا اور حمص کا رہنے والا تھا۔ اس نے اس کی گردن ماردی۔ کمیل سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت حدیث کی ہے۔ انہوں نے حضرت علی سے وہ مشہور اثر روایت کی ہے جس کے شروع میں ہے۔''انسانی دل برتن کے مانند ہیں، سب سے اچھا دل وہ ہے جو سب رازوں کو سموئے''۔ اسے کئی ثقہ راویوں نے بیان کیا ہے۔ اس میں کافی وعظ و نصیحت والی اچھی باتیں ہیں اللہ اس کے کہنے والے سے راضی ہو۔

زاذان بن عمرو الکندی...... تابعین میں سے ہیں۔ پہلے شراب اور موسیقی کا خوگر تھے پھر اللہ نے انہیں توبہ کی توفیق دیدی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں توبہ کر لی اور پھر اللہ سے خوف کا شدید جذبہ دل میں موجزن ہو گیا آپ کی خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو خشک لکڑی کی طرح ایستادہ رہتے۔

مرۃ فرماتے ہیں کہ اے رب میں بھوکا ہوں، میرے پاس گھر والوں کا روزینہ اور کھانا بھیج دے اور آپ کسی چیز کی تجارت کرتے تھے جب کوئی خریدنے آتا تو ترازو بھر کر اس کو دے دیتے۔

ایک دن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے قریب سے گزرے، وہ گا رہے تھے تو فرمایا کہ کیا ہی خوب آواز ہے۔ کاش کہ یہ قرآن کی آواز ہوتی۔ اس بات کو زاذان نے سن لیا۔ اسی وقت کھڑا ہوا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہولیا اور گزشتہ پر توبہ کی۔ ان سے اور دیگر حضرات سے قرآن پڑھا اور بیاسی (۸۲) ہجری میں انتقال ہوا۔ آپ کو ابوعبداللہ البز ازبھی کہا جاتا ہے۔ آپ مولیٰ تھے۔

خلیفہ کا کہنا ہے کہ اسی سال زر بن جیش نے وفات پائی انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا انہوں نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی ابوعبید کے مطابق آپ کی وفات سن ۸۱ میں ہوئی ان کے حالات زندگی کا شقیق بن سلمہ ابووائل کے نام سے ذکر کر آئے ہیں آپ نے سات سال زمانہ جاہلیت میں گزارے حضرت اقدس ا کی زندگی ہی میں ایمان لے آئے۔

شقیق نے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی، اور روایات نقل کی ہیں۔ آپ معمر اور امام تھے۔ آپ جیسوں کو مخضرمی کہا جاتا ہے (یعنی اسلام اور جہالت دونوں دور پائے ہیں) آپ حافظ حدیث، عبادت گذار، زاہد اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے تھے۔ آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ان سے قرآن اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے دو ماہ میں قرآن یاد کیا۔ آپ سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ محبت کرتے تھے اور قریب رکھتے تھے۔ آپ لوگوں سے امراء اور اغنیاء سے زیادہ اختلاط نہ کرتے تھے۔ آپ کانوں کی بنی ہوئی ایک جھونپڑی میں رہتے تھے۔ جس میں ان کی اور ان کے گھوڑے کی گنجائش تھی۔ جب جہاد کے لئے جاتے تو اس کو توڑ دیتے اور فروخت کر دیتے تھے اور قیمت کو صدقہ کر دیتے۔ صرف اپنا اور گھوڑے کا خرچ باقی رکھتے تھے۔ اسی طرح ابووائل بھی تابعین میں سے ہیں۔ کثرت عبادت کی وجہ سے ان کا جسم کمزور ہو گیا تھا۔ جب آپ گھر میں دن یا رات کے وقت نماز پڑھتے تو بہت روتے۔ آپ کثرت سے گریہ وزاری کرنے والے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے پاس اللہ کے قرب کا تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم، تو میرے نزدیک ایک بالشت آ میں تیری طرف ایک گز آؤں گا۔ اگر تو میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔ ایک مرتبہ جنگل میں سو رہے تھے اور گھوڑا ان کے اردگرد چر رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ آپ کو خوف نہیں آتا؟ تو فرمایا کہ مجھے اللہ کے علاوہ کسی سے ڈرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس کے بعد دوبارہ سو گئے۔ ایک سال کے خرچ کے علاوہ صدقہ کر دیتے تھے۔ نماز میں کہیں متوجہ نہیں ہوتے۔ نہ کسی کو برا بھلا کہتے۔ ایک مرتبہ حجاج کے لئے بد دعا کی۔ ایک مرتبہ دعا میں فرمایا کہ اے اللہ مجھے معاف فرما اور یہ معافی تیری نوازش ہے۔ میں اس کا مستحق نہیں ہوں۔ اگر تو عذاب دے تو ظالموں والا عذاب نہ دینا۔ پھر رونے لگے۔

ابووائل ایک مرتبہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس بصرہ گئے۔ان کے سامنے کچھ دراہم رکھے ہوئے تھے۔اس نے پوچھا یہ کیسے ہیں؟اس نے کہا کہ یہ اصبہان کے خراج سے ملے ہیں۔آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے،تو فرمایا کہ اگر غلول ہے تو شر ہے اور پھر ابووائل سے کہا کہ جب تو کوفہ آئے تو میرے پاس آنا تا کہ کچھ عطا کروں۔ابووائل نے اس کے بعد علقمہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کو ملاقات سے پہلے ہی مشورہ کرنا چاہئے تھا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے دو ہزار یا اس سے زیادہ بھی مل جائیں تو بھی میں اس معاملہ کو پسند نہیں کرتا۔

ایک شخص نے ابووائل کو خوشخبری دی کہ آپ کا بیٹا بازار کا نگران بن گیا ہے۔تو فرمایا کہ اگر تم مجھے اس کی موت کی خبر دیتے تو مجھے اس سے زیادہ خوشی ہوتی۔اپنی باندی برکت کو منع کر دیا کہ اگر میرا بیٹا کوئی چیز لائے تو قبول نہ کرنا۔اگر شاگرد لائے تو قبول کر لینا۔آپ کے گھر والے دستر خوان پر ہمیشہ حلال روٹی رکھتے تھے۔

ابووائل کا ایک کانوں کا بنا ہوا جھونپڑا تھا، جوان کے اور گھوڑے کے لئے تھا۔جب جہاد کے لئے نکلتے تو توڑ دیتے اور سامان فروخت کر کے قیمت صدقہ کر دیتے تھے۔جب واپس آتے تو دوبارہ بنا لیتے۔

اعمش فرماتے ہیں کہ میں نے سنا شقیق اپنی دعا میں کہہ رہے تھے کہ اے اللہ مجھے نیک بختوں میں لکھ دے اگر تو نے بد بختوں میں لکھ دیا ہے۔ اور اگر نیک بختوں میں ہوں تو اس کو باقی رکھ، تجھے اختیار ہے۔آپ کو نماز سے خاص شغف تھا۔ایک روایت میں ہے کہ فرماتے تھے کہ دن رات کی پانچ نماز پچاس نیکیوں کے برابر ہیں۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ مومنین کو دوزخ میں داخل کرے گا۔تو فرمایا تیری عمر کی قسم،یہ ایمان والوں کے علاوہ ہیں۔

عاصم کہتے ہیں کہ ابووائل نے کہا کہ میں بتاؤں لوگوں کی مثال کیا ہے؟تو فرمایا کہ بتاؤ؟جواب دیا کہ موٹی بکری کی طرح۔لیکن جب ذبح کیا تو خالی پایا اور کچرے کی طرح ہیں۔

ابووائل فرماتے ہیں کہ ہمارا رب بہترین ہے۔اگر ہم فرمانبرداری کریں تو وہ ہماری بات نہیں ٹالتا۔ایک شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس سونے سے سجا ہوا قرآن لایا تو فرمایا کہ قرآن کی زینت اس کی حق کے ساتھ تلاوت ہے۔اللہ تعالیٰ کا قول (وابتغوا الیه الوسیله) یعنی اعمال کے ذریعہ اللہ سے توسل قائم کرو۔معتمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہر بستی میں ایسا شخص ہوتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب کو ٹالتا ہے۔شاید ہماری بستی میں ابووائل ہیں۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے ابووائل کو نماز اور منبر نماز میں کہیں متوجہ ہوتے نہیں دیکھا اور نہ کسی کو یہ کہتے ہوئے کہ کیسے صبح کی اور کیسے شام کی۔

ام الدرداء الصغریٰ...... آپ کا اصل نام ہجیمہ تھا،بعض کے ہاں جہیمہ بتایا،معرف تابعیہ ہیں،بڑی عالمہ اور زاہدہ اور عبادت گزار خاتون ہیں،جامع دمشق کے جنوبی احاطے کے قریب لوگ ان سے فقہی مسائل حاصل کرتے تھے۔عبدالملک بن مروان بھی ان کے حلقہ درس میں شامل رہتا تھا حالانکہ ان کے کندھوں پر خلافت کا بوجھ بھی تھا۔رضی اللہ عنہا۔

حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ میرے آقا یعنی میرے شوہر حضرت ابوالدرداء کسی سے کوئی چیز قبول نہ کرتے تھے۔حضرت ابوالدرداء کے انتقال کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیغام نکاح بھیجا۔لیکن آپ نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ بیوی قیامت کے دن اپنے شوہر کے ساتھ ہوگی اور میں ابوالدرداء کے ساتھ آخرت میں رہنا چاہتی ہوں۔اور فرماتی تھیں کہ عبادت کی حلاوت ذکر کی مجالس میں ہے اور فرماتی تھیں کہ جب لوگ جنازہ اٹھا کر چلتے ہیں تو میت بلند آواز سے کہتی ہے کہ جس کو جن اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے کہ اے مجھے اٹھانے والو! دنیا کے دھوکے میں نہ آنا اور دنیا تم سے نہ کھیلے،جیسے کہ میرے ساتھ کھیلی ہے۔میرے گھر والوں نے میرے گناہوں کو نہیں اٹھایا اور جبار کے دربار میں باز پرس کی تیاری کرو۔دنیا علماء اور عبادت گذاروں کے دلوں پر ھاروت اور ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے اور عقلمند آدمی اس کو ترجیح نہیں دیتا اور پھر فرمایا کہ میرے لئے بھی اللہ سے دعا کرو اور انسانوں کا ذکر فرمایا کہ وہ دنیا کے امتحان میں ہیں۔آپ رضی اللہ عنہا نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔

۸۳ھ

اس میں پیش آمدہ واقعات

۸۳ھ شروع ہوا تو اس کے ساتھ ہی لوگ جنگ و جدال کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ حجاج اپنی فوج کے ساتھ دیر قرہ میں تھا جب کہ ابن الاشعث ساتھیوں کے ہمراہ دیر الجماجم میں تھا۔ دونوں اطراف سے روزانہ حملے ہوتے تھے۔ غالب ایام میں فتح اھل عراق کو ہوتی حتیٰ کہ اھل عراق نے جو کہ ابن الاشعث کے ہمراہ تھے، اہل شام کو جو کہ حجاج کے ہمراہ تھے۔ اَسّی مرتبہ سے زیادہ حملے کر کے نقصان پہنچایا۔ اس کے باوجود حجاج ثابت قدم رہا اور ثبات قدمی و صبر کے ساتھ یہ سب کچھ برداشت کرتا رہا اور اہلِ شام اپنے مورچوں پر ڈٹے رہے۔ جب بھی انکو کوئی کامیابی حاصل ہو جاتی حجاج اپنی فوج لیکر دشمن کے اور قریب چلا جاتا۔ حجاج کو جنگوں کا کافی تجربہ حاصل تھا۔ حالات اسی طرح رہے تا آنکہ حجاج نے اپنی فوج کو قاریانِ قرآن کے دستہ پر حملے کا حکم دیدیا۔ کیونکہ ابن الأشعث کی فوج اُنکے تابع تھی اور وہی قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر لوگوں کو جنگ پر اُبھارتے تھے اور اُن کے جذبات برانگیختہ کرتے تھے، لوگ بھی انہی کی اقتداء میں جم کر لڑتے تھے۔

حجاج کے دستوں نے جب قراء پر حملہ کر دیا تو انہوں نے جم کر مقابلہ کیا پھر حجاج نے تیراندازوں کا دستہ بھیجا جنھوں نے قراء پر زبردست تیراندازی کی یہاں تک کہ بہت سے قاری قتل کر دیے گئے پھر حجاج نے دیگر دستوں کو ملا کر ابن الأشعث کے قلب جیش پر حملہ کر دیا جس کی تاب نہ لا کر ابن الأشعث کی فوج شکست کھا گئی اور چاروں طرف بکھر گئی اور لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابن الأشعث بھی قلیل تعداد میں ساتھیوں کو لے کر ایک طرف بھاگ کھڑا ہوا جس کی سرکوبی کے لئے حجاج نے ایک عظیم لشکر روانہ کر دیا۔ جس کی کمان عمارہ بن غنم اللخمی کے ہاتھ میں رکھی اس کے ہمراہ محمد بن الحجاج کو بھی کر دیا۔ وہ ابن الاشعث کی فوج کا پیچھا کرتے رہے تا کہ ان کو قتل کر کے یا قیدی بنا کر فتح و کامرانی حاصل کر سکیں۔ ابن الأشعث اپنی فوج لے کر آگے ہی آگے بھاگتا رہا اور حجاج مسلسل علاقہ بہ علاقہ ان کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کے دونوں فوجیں کرمان تک پہنچ گئیں شامی افواج بھی کرمان پہنچ کر ایک قلعہ میں پہنچ گئی جہاں ان سے پہلے اہلِ عراق وارد ہوئے تھے۔ اس قصر میں اہلِ کوفہ نے ابی خلدۃ الیشکری کا مندرجہ ذیل شعر لکھ چھوڑا تھا:

أیا لهفا ویا حزنا جمیعاً
ویا حرَّ الفؤاد لما لقینا
ترکنا الدین والدنیا جمیعاً
وأسلمنا الحلائل والبنینا
فما کنا أناساً أهل دنیا
فنمنعها ولو لم نرج دینا
ترکنا دورنا لطغام عکٍّ
وأنباط القریٰ والأشعرینا

''ہائے افسوس اور ہائے ہم سب کا حزن وغم اور دل میں کیسی ہوک اُٹھتی ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا ہم دین بھی چھوڑ بیٹھے اور دنیا بھی ساری ہاتھ سے گئی اور ہم نے اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو بھی دشمن کے حوالے کر دیا۔''

اس کے بعد ابن الأشعث اپنی بچی کچی فوج کے ساتھ ترکوں کے بادشاہ رتبیل کے علاقے میں داخل ہو گیا، جس نے ابن الأشعث کی بہت قدر دانی کی۔ عزت وتکریم سے نوازا، اس کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اس کو پناہ دی۔

واقدی کا بیان ہے کہ ابن الأشعث جب رتبیل کے علاقے سے گذر رہا تھا تو اس کا گذر ایک والی پر ہوا جسے ابن الأشعث نے عراق واپسی کے وقت مقرر کیا تھا اس نے ابن الأشعث کی بہت عزت وتوقیر کی اور اس کو تحفے اور تحائف دے کر اپنے یہاں ٹھہرایا یہ سب کچھ اس کی دھوکہ بازی اور

مکارانہ چال تھی۔ اس نے ابن الأشعث سے کہا میرے پاس ٹھہر جاؤ اور شہر میں قلعہ بند ہو جاؤ تاکہ تم اپنے دشمن سے پناہ میں رہ سکو۔ لیکن اپنے کسی ساتھی کو شہر پناہ میں آنے نہ دینا ابن الأشعث نے اس کی بات مان لی دراصل یہ شخص ابن الأشعث کے ساتھ چال چل رہا تھا ابن الأشعث کو اس کے ساتھیوں نے بہت روکا جب ابن الأشعث شہر پناہ میں داخل ہوا تو وہاں کے عامل نے اس کو پکڑ لیا اور پابہ زنجیر کر دیا دراصل یہ عامل ابن الأشعث کو گرفتار کر کے حجاج کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا تھا جبکہ رتبیل کو ابن الأشعث کی آمد کا علم ہو چکا تھا اور رتبیل کو اس کی آمد پر خوشی بھی ہو رہی تھی لیکن جب اسکو اس واقعے کا علم ہوا تو اس نے اپنی فوج لے کر اس علاقے بست کا محاصرہ کر لیا اور اس کے عامل کو لکھ بھیجا کے واللہ اگر ابن الأشعث کو کچھ ہو گیا تو اس وقت تک واپس نہ ہونگا جب تک آپ کے تمام شہریوں کو قتل نہ کر دوں اس پر یہ عامل خوفزدہ ہو گیا اور ابن الأشعث کو اس کے حوالے کر دیا رتبیل نے اس کی بڑی قدردانی کی، ابن الأشعث نے رتبیل سے کہا کہ یہ عامل میرا ہی مقرر کردہ تھا اس نے میرے ساتھ غداری کی ہے اسے میرے حوالے کر دیجیے تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ رتبیل نے کہا کہ میں اسے امان دے چکا ہوں، ابن الأشعث کے ہمراہ عبدالرحمٰن بن عیاش بن ابی ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب بھی تھا جو وہاں لوگوں کی امامت کرتا تھا۔

اس دوران حجاج کی فوج سے مفرور چند گروہ یکجا ہو کر ابن الأشعث سے جا ملنے کیلئے نکل کھڑے ہوئے جنکی تعداد ساٹھ ہزار کے قریب تھی۔ جب یہ لوگ، سجستان پہنچے تو انہیں علم ہوا کہ ابن الأشعث تو بلاد ترک پہنچ گیا ہے، تو انہوں نے سجستان پر قبضہ کر لیا اور اس کے عامل کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں جن کا نام عبداللہ بن عامر النعار تھا اور اس کے خاندان اور بھائیوں کو بھی تکالیف میں مبتلا کر دیا۔ اس پورے علاقے میں منتشر ہو گئے اور اپنا قبضہ مستحکم کر لیا، وہاں موجود اموال کو بھی اپنی تحویل میں لے لیا۔

اور پھر انہوں نے ابن الأشعث کو خط لکھا کہ ہم سے آملو ہم آپ کی آپ کے دشمنوں کے خلاف مدد کریں گے، اور مل کر بلاد خراسان پر قبضہ کر لیں گے کیونکہ یہ علاقے کافی محفوظ ہیں اور ہماری تعداد بھی کچھ زیادہ ہے، ہم یہیں رہیں گے یہاں تک کہ اللہ حجاج یا عبدالملک کو ہلاک کر دے۔

اس کے بعد پھر ہم فیصلہ کر لیں گے کہ بغاوت جاری رکھی جائے یا ختم کر دی جائے۔ ابن الأشعث خط پڑھ کر ان کی جانب روانہ ہو گیا اور انہیں لیکر خراسان کی جانب چل کھڑا ہوا ابھی تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ اہل عراق میں سے کچھ لوگ عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ کی قیادت میں ابن الأشعث سے علیحدگی اختیار کر لی، جس پر ابن الأشعث نے اہلِ عراق کو مخاطب کرتے ہوئے ان کو غدار اور جنگ سے جی چرانے والے جیسے القاب سے یاد کرتے ہوئے کہا مجھے تم لوگوں کی کوئی حاجت نہیں، میں اپنے دوست رتبیل کے پاس ہی جا رہا ہوں اور اسی کے پاس رہوں گا، چنانچہ وہ اہل عراق کو چھوڑ کے چلا گیا۔ کچھ تھوڑے سے لوگ اس کے ساتھ چلے گئے جبکہ ایک جمِ غفیر وہیں رہ گیا ابن الأشعث کے جانے کے بعد ان لوگوں نے عبدالرحمٰن بن عیاش کی بیعت لی اور اس کی قیادت میں یہ جمِ غفیر خراسان کی طرف نکل پڑا وہاں پر ان کا امیر یزید بن المہلب ان کی طرف بڑھ کر آ گیا۔ جس نے عبدالرحمٰن بن عیاش کو اپنے علاقے میں آنے سے منع کر دیا اور عبدالرحمٰن کو لکھ بھیجا کہ زمین بہت وسیع ہے پس ایسی جگہ چلا جا جہاں کسی کی حکومت نہ ہو کیونکہ میں تم سے جنگ نہیں کرنا چاہتا، اور اگر تم مال کے طالب ہو تو ہم تمہیں بہت سا مال دے سکتے ہیں، اس کے جواب میں عبدالرحمٰن بن عیاش نے لکھا کہ ہم تم سے لڑنے نہیں آئے، یہاں ذرا دم لینے اور ستانے آئے ہیں ہم آرام کر کے خود واپس چلے جائیں گے اور ہمیں آپ کی کسی بھی چیز میں کوئی چاہت نہیں لیکن پھر عبدالرحمٰن نے آس پاس کے علاقوں سے "خــــراج" کی وصول یابی شروع کر دی پس یزید بن مہلب ان کے مقابلے کے لئے آئے ان کے ساتھ ان کا بھائی فضل بھی تھا ان کے ساتھ ایک عظیم لشکر بھی تھا، دونوں فوجوں میں مڈبھیڑ ہوئی جس سے ابن عیاش کے کئی آدمی مارے گئے اس کے بعد ابن عیاش کے ساتھی شکست کھا گئے۔ یزید نے ان میں سے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا، اور ان کے معسکر پر قبضہ کر کے وہاں کے تمام اسباب کو تحویل میں لے لیا۔ اور لوگوں کو قید کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا ان لوگوں میں محمد بن سعد بن ابی وقاص بھی شامل تھا اور کہا جاتا ہے کہ محمد بن سعد نے یزید بن مہلب سے کہا تھا کہ میں تمہیں اپنے والد کی تمہارے والد کے لئے کی گئی دعا کا واسطہ دیتا ہوں مجھے چھوڑ دے تو یزید نے اسے چھوڑ دیا۔

ابن جریر نے کہا ہے کہ اس معاملہ کی تفصیل بہت طویل ہے، جب یہ سب قیدی حجاج کے سامنے پیش کئے گئے تو اس نے ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بعض کو معاف کر دیا تھا اور جب حجاج، ابن الأشعث کے مقابلے کے لئے نکلا تھا تو یہ اعلان کرا چکا تھا کہ جو واپس آ جائے

اسکو پناہ ملی جو مسلم بن قتیبہ کے پاس رے چلا گیا اس کو پناہ ملی۔ پس بہت سے لوگ ابن الأشعث کا ساتھ چھوڑ کر رے پہنچ گئے جن کو حجاج کی طرف سے امان دے دی گئی بقیہ ماندہ لوگوں سے حجاج نے جنگ کی ابتداء کی اور فوج کو ان کے پیچھے لگا دیا جہاں کہیں پائیں قتل کردیں، پس اس کے ہاتھوں خلقِ عظیم کا خون ہوا۔ اس سلسلے کے آخری مقتول حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ تھے جن کا بیان آگے تفصیل سے آئے گا۔

اور امام شعبی ان لوگوں میں سے تھے جو مسلم کے پاس رے چلے گئے تھے۔ ایک دن حجاج نے شعبی کو یاد کیا تو اس کو بتایا گیا کہ وہ مسلم کے پاس رے چلا گیا ہے تو حجاج نے مسلم کو خط لکھا کے شعبی کو ہمارے پاس بھیج دو۔ امام شعبی کا کہنا ہے کہ جب میں حجاج کے پاس آیا تو امیر کہہ کر سلام کیا اور اس سے کہا کہ! اے امیر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کے سامنے وہ بات کہہ دوں جو حق نہیں ہے اور آپ سے معذرت کرلوں، یہ جانے بغیر اللہ کے نزدیک اس میں حق کیا ہے اور قسم خدا کی میں حق کے سوا کچھ نہیں کہوں گا خواہ اس کا انجام کچھ بھی ہو بے شک ہم نے آپ سے سرکشی کی اور تیرے خلاف خروج کیا اور اپنی تمام قوت کو آپ کے خلاف آزمایا، اس میں ہم نے کوئی کوتاہی بھی نہیں کی، نہ ہم فاجر طاقتور تھے اور نہ ہی متقی اور صالح، تحقیق اللہ نے آپ کو ہم پر غلبہ عطا کیا اور جنگ میں آپ کو فتح سے نوازا، اگر تو غالب آ گیا تو یہ ہمارے گناہوں اور جو کچھ ہم نے اپنے ہاتھوں کیا اس کا ثمرہ تھا۔ اور اگر تو نے کسی کو معاف کیا تو یہ تمہارا حلم تھا بہر حال آپ کو ہمارے اوپر حجت قائم ہوگئی ہے یہ سن کر حجاج بولا اے شعبی تو مجھے ان سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہے جو اپنی تلواروں سے ہمارے خون کے قطرے ٹپکاتے ہوئے بھی کہتے ہیں کہ واللہ ہم نے تو کچھ نہیں کیا اور ہم نے تو دیکھا بھی نہیں۔ اے شعبی اب سے تمہارے لئے امان ہے۔ شعبی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے نکلنے لگا۔ تھوڑی دور گیا تھا کہ حجاج نے کہا شعبی واپس آ جاؤ تو مجھے کچھ شبہ سا ہوا پھر مجھے حجاج کے امان دینے والے الفاظ یاد آ گئے تو میرا دل مطمئن ہو گیا اور میں مڑ گیا پس حجاج نے کہا! اے شعبی ہمارے بعد آپ نے لوگوں کو کیسا پایا تو شعبی نے کہا حجاج کے خلاف خروج سے قبل حجاج کے یہاں میری قدر دانی تھی میں نے حجاج سے کہا اے امیر اللہ تجھے صلاح عطا کرے۔ آپ کے بعد میں نے بیداری کا سرمہ لگایا، نرم زمین پر چلنا پہاڑوں پر چلنے سے زیادہ پرمشقت ہو گیا، گھر کا صحن بھی ناموس ہو گیا۔ ہر طرف خون کا پہرہ تھا، پریشانیوں کے چہرے تھے۔ بہترین بھائیوں اور دوستوں سے محروم رہا اور امیر کا کوئی بدل بھی نہیں تھا۔

پھر حجاج نے کہا شعبی چلا جا اور پھر میں وہاں سے چلا آیا، اس واقعہ کا ذکر ابن جریر اور دیگر مورخین نے بھی کیا ہے۔ اور اسے ابومخنف نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی سے انہوں نے شعبی سے روایت کی ہے۔

بیہقی کی روایت میں ہے کہ حجاج نے شعبی سے فرائض کا کوئی مسئلہ دریافت کیا تھا جو شوہر کی ماں اور اس کی بہن میں تقسیم وراثت کے متعلق تھا جس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی الگ الگ آراء تھیں جن کی تفصیل شعبی نے اسی وقت بیان کر دی اور علی رضی اللہ عنہ کے قول کو مستحسن قرار دیتے ہوئے فیصلہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قول پر دیا تھا جس پر حجاج نے شعبی کی گلو خلاصی کر دی۔

حجاج کے بارے میں مشہور ہے کہ اس نے یزید بن مہلب کی جانب سے بھیجے گئے پانچ ہزار قیدی جو کہ ابن الأشعث کے حامی تھے قتل کر دیئے تھے۔ جس کا ذکر گزشتہ اوراق میں ہو چکا ہے پھر حجاج کوفہ کی جانب چل پڑا اور وہاں کے لوگوں سے از سر نو بیعت لے لی، طریقہ یہ اختیار کیا کہ جو شخص اپنے کفر وارتداد کا اقرار کر لیتا اس کی بیعت کر لیتا جو انکار کرتا اس کی گردن مار دی جاتی۔ اس طرح حجاج نے ایک خلقِ عظیم کا خون بہایا جنہوں نے باوجود مسلمان ہونے کے اپنے کفر کا اقرار نہیں کیا تھا۔ اس دوران ایک شخص کو بیعت کے لئے لایا گیا تو حجاج نے اسے فریب دینے کی غرض سے کہا کہ مجھے نہیں لگتا کے یہ شخص اپنے کفر وارتداد کا اقرار کر لے کیونکہ یہ شخص تو صالح اور پرہیزگار نظر آ رہا ہے اس پر اس شخص نے کہا کہ کیا آپ مجھے میرے نفس سے دھوکے میں رکھنا چاہتے ہیں میں تو روئے زمین کا سب سے بڑا کافر بلکہ فرعون، ہامان اور نمرود سے بھی بڑھ کر کافر ہوں۔ اس پر حجاج کی ہنسی چھوٹ گئی اور اس کو چھوڑ دیا۔

ابن جریر نے ابومخنف کے ذریعے سے روایت کی ہے کے اعشی ھمدان (شاعر) کو جب حجاج کے سامنے (بطور قیدی) پیش کیا گیا تو اس نے اعشی سے اس قصیدے کا مطالبہ کیا جس میں اس نے حجاج اور آل مروان کی مذمت اور ابن الأشعث اور ان کے ساتھیوں کی بڑائی اور مدح بیان کی تھی تو اعشی نے اس پر ایک قصیدہ کہا جس میں آلِ مروان اور حجاج کی مدح سرائی کی گئی تھی جسے سن کر اہل شام نے کہا کے اے امیر اس نے تو بہت اچھا قصیدہ

کہا ہے تو حجاج نے کہا اس نے برا کہا ہے، یہ سب تو دکھاوا ہے۔ پھر اس نے بااصرار اعشٰی سے اس قصیدے کا مطالبہ کیا جب اعشٰی نے وہ قصیدہ گایا تو حجاج طیش میں آ گیا اور اس کی گردن مارنے کا حکم دے دیا جسے بحالتِ قید حجاج کے سامنے ذبح کر دیا گیا۔ اعشٰی کا پورا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الحارث ابوالمصبح الھمد انی کوفی شاعر ہے۔ عرب کے فصیح و بلیغ مشہور لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ شروع میں بڑے متقی اور عبادت گزار تھے پھر سب کچھ چھوڑ کر شعر گوئی میں لگ

گئے جس میں بہت شہرت اختیار کر لی۔ وہ امیر حمص نعمان بن بشیر کے پاس بھی گئے تھے جہاں اس نے نعمان کی مدح سرائی کی تھی جس پر نعمان اور اس کی فوج کی جانب سے اعشٰی کو چالیس ہزار دینار عطا کئے گئے۔ اعشٰی امام شعبی کی بہن کا شوہر اور امام شعبی اس کی بہن کا شوہر تھا۔ اور ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے ابن الاشعث کے ساتھ مل کر حجاج کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا تھا۔ رحمہ اللہ

ایک دفعہ حجاج اور ابن الاشعث کی فوجیں نبرد آزما تھیں تو حجاج بن یوسف نے ایک دستہ بھیجا جو ابن الاشعث کی فوج پر پشت سے حملہ کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ حجاج اور ابن الاشعث کی فوجیں جب ٹکرا گئیں تو حجاج نے راہِ فرار اختیار کر لی اپنا معسکر خالی چھوڑا۔ پس ابن الاشعث اس معسکر پر قابض ہو گیا اور تمام مال واسباب تحویل میں لے لیا اور وہیں پر فوج سمیت رات بسر کی۔ آدھی رات کو حجاج کا دستہ جسے اس نے ابن الاشعث پر پشت سے حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا آ کر ابن الاشعث کی فوج پر ٹوٹ پڑا۔ حالانکہ ابن الاشعث کی فوج اسلحہ چھوڑ کر نیند کے مزے لے رہے تھے۔ اس غفلت کا فائدہ اٹھا کر حجاج کی فوج نے اس کا محاصرہ کر لیا اور خوب قتل و غارت کی۔ کئی افراد نہر دجلہ اور دجیل میں کود کر غرقاب ہو گئے پھر حجاج نے بھی سامنے سے حملہ کر دیا اور معسکر میں موجود بقیہ لوگوں کو بھی موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ اس واقعہ میں ابن الاشعث کے چار ہزار آدمی مارے گئے جن میں کئی رؤسا و اعیان بھی شامل تھے۔ ابن الاشعث صرف تین سو آدمیوں کے ہمراہ بھاگ کھڑا ہوا اور نہر دجیل سے کشتیوں کے ذریعے نکل گئے اور اپنے چوپائیوں کو خود تہہ تیغ کر دیا اور پھر بصرہ چلے گئے جہاں سے یہ لوگ ترک بادشاہ رتبیل کے ملک میں داخل ہو گئے جہاں کے واقعات ہم نے گزشتہ اوراق میں بیان کر دیئے ہیں۔

پھر حجاج نے ابن الاشعث کے حامیوں کا پیچھا شروع کر دیا جن کو جہاں پایا تہہ تیغ کر دیا گیا۔ یہاں تک کے کہا جاتا ہے کہ حجاج نے ابن الاشعث کے جن لوگوں کو اپنے سامنے ذبح کروایا ان کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار ہے، یہ نضر بن شمیل کا قول ہے جس نے ھشام بن حسان سے نقل کیا ہے، ان لوگوں میں محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور زعماء و صلحاء امت بھی شامل تھے جس کی آخری کڑی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ہے جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔

شہر واسط کی تعمیر ......ابن جریر کا کہنا ہے کہ حجاج نے اس سال شہر واسط آباد کیا اور اس کی آبادی کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک راہب کو ایک گدھی پر سوار دیکھا تھا جو دجلہ کے قریب سے گزر رہا تھا، جب وہ واسط کے قریب سے گزرنے لگا تو اس کی گدھی رکی اور اس نے پیشاب کیا، راہب اس سے اترا اور اس جگہ کی طرف چل دیا جہاں اس نے پیشاب کیا تھا۔ اُس راہب نے اِس جگہ کو کھودا اور وہاں کی مٹی کو دریائے دجلہ میں پھینک دیا۔

حجاج نے کہا کہ اس راہب کو لے کر میرے پاس آؤ۔ جب وہ آیا تو اس سے حجاج نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب میں کہا ہم نے اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پایا ہے کہ اس جگہ مسجد بنائی جائے گی اور اس میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے گی جب تک دنیا میں بنی آدم موجود ہے۔ اس راہب کا جواب سن کر حجاج نے اس جگہ شہر واسط کی آبادی کا نشان لگایا اور اس جگہ مسجد کی تعمیر کی۔ اسی سن میں عطاء بن رافع کی صقلیہ میں جنگ ہوئی اور اس سال بڑے بڑے امراء جو فوت ہوئے ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن حجیرہ الخولانی المصری ......عبدالرحمٰن بن حجیرہ الخولانی المصری نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت سے احادیث روایت کی ہیں۔ امیر مصر عبدالعزیز بن مروان نے انہیں عہدۂ قضاء، قصاص اور بیت المال سپرد کیا تھا۔ ان کی تنخواہ ایک ہزار دینار سالانہ تھی لیکن انہوں نے کبھی اس سے ذخیرہ اندوزی نہیں کی۔

حضرت طارق بن شھاب الاحمصی ...... حضرت طارق بن شھاب ابن عبدالشمس الاحمصی نے رسول کریم ﷺ کی زیارت کی اور خلافتِ صدیقی وفاروقی کے زمانے میں چالیس سے زائد جنگوں حصہ لیا۔ان کی وفات اسی سن میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

حضرت عبیداللہ بن عدی ......حضرت عبیداللہ بن عدی بن الاخیار نے حضور اقدس ﷺ کا زمانہ پایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے احادیث کی روایت نقل کی ہے۔

عبداللہ بن قیس بن مخرمہ مدینہ منورہ کے قاضی تھے اور قریش کے علماء اور فقہاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ان کا باپ عدی بدر کے دن کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

ابوالخیر مرثد بن عبداللہ الیزنی کا انتقال اسی سال ہوا۔اسی سال اشعث کے ہمنواہ علماء اور قراء کی جماعت نے بھی اس دارِفانی کو الوداع کہا۔ان میں سے بعض میدانِ جنگ میں سے بھاگ نکلے اور بعض جنگ میں قتل کئے گئے اور بعض قید کئے گئے اور پھر حجاج نے ان کو قتل کیا اور بعض لوگوں کا حجاج نے پیچھا کیا اور ان کو قتل کیا ان میں مسلم بن یسار المزنی ابومرانہ العجلی ،عقبہ بن عبدالغفار ،عقبہ ابن وشاح ،عبداللہ بن خالد الجھضمی ابو جوزاء الربعی ،نضر بن انس ،عمران جو ابوحمزہ الضبعی کا والد تھا ،ابومنہال سیار بن سلامہ الریاحی ،مالک بن دینار ،مرۃ بن ذباب الھدادی ،ابونجید الجھضمی ،ابوشیخ الھنائی ،سعید بن ابوالحسن اور اس کا بھائی حسن بصری شامل تھے۔

ابوایوب کا بیان ہے کہ ابن الاشعث سے کہا گیا تھا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے اوپر اسی طرح قربان ہوں جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے کجاوے کے اردگرد جنگ جمل والے دن مارے گئے تھے تو حسن کو اپنے ساتھ لو تو انہوں نے حسن کو اپنے ساتھ لیا اور کوفہ والوں میں سے سعید بن جبیر ،عبدالرحمٰن بن ابی لیلی ،عبداللہ بن شداد ،شعبی ،ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود ،معرور بن سوید ،محمد بن سعد بن ابی وقاص ،ابوالبختری ،طلحہ بن مصرف ،زبید بن حارث الیامان اور عطاء بن سائب کو اپنے ساتھ لو۔ایوب نے کہا کہ ان لوگوں میں سے جو بھی ابن الاشعث کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچا تو وہ خوشی سے نہیں پہنچا اور جوان لوگوں میں سے بچ نکلا اس نے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

حجاج نے جن بزرگوں کو قتل کرایا ان میں عمران بن عصام ضبعی بھی شامل تھے جو ابوجمزہ کے والد تھے اور ان کا شمار اہل بصرہ کے علماء میں سے ہوتا ہے، بڑے عبادت گزار اور نیکو کار تھے ان کو قیدی بنا کر جب حجاج کے پاس لایا گیا تو حجاج نے ان سے کہا کہ اگر تم اپنے کفر کا اقرار کرلو گے تو تمہیں چھوڑ دوں گا۔تو اس نے کہا کہ خدا کی قسم! جب سے میں نے ایمان قبول کیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک کفر کا مرتکب نہیں ہوا ہوں۔ان کا یہ جواب سن کر حجاج نے قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا اور یہ قتل کر دئے گئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک عظیم جماعت سے روایات نقل کی ہیں اور ان کے والد ابولیلیٰ حضور ﷺ کے صحبت یافتہ تھے۔عبدالرحمٰن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم سیکھا تھا، وہ بھی ابن الاشعث کے ساتھ حجاج کی مخالفت میں اُن کے ساتھ لڑے تھے۔اس لئے ان کو حجاج کے پاس لایا گیا اور اس نے بڑی بے دردی کے ساتھ اپنے سامنے ان کی گردن اڑانے کا حکم جاری کر دیا۔

مسلم بن یسار کثرت سے عبادت کرتے ،روزے رکھتے اور نماز میں انتہائی خشوع کرتے تھے۔ایک مرتبہ یہ نماز پڑھ رہے تھے کہ آگ لگ گئی۔لیکن ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ایک مرتبہ مسجد کا ایک حصہ گر گیا۔لیکن ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ایک مرتبہ سجدے میں کہہ رہے تھے کہ اے اللہ جس دن میں تجھ سے ملاقات کروں مجھ سے راضی ہوجا اور جب یہ غیر نماز میں ہوتے تو گویا کہ نماز میں ہیں۔ایک مرتبہ حج کے لئے گئے اور چالیس دن کا فاصلہ باقی تھے لیکن حج میں ایک دن باقی تھا، لہٰذا وہ سارا سفر ایک رات میں طے کرلیا۔ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریائے دجلہ پر چلے اور ان کی برکت سے ان کے ساتھی بھی چلے۔

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے مسلم بن یسار کو خواب میں دیکھا اور سلام کیا، لیکن انہوں نے جواب نہ دیا۔میں نے کہا کہ جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں مرچکا ہوں۔میں نے کہا کہ موت کے بعد کیا معاملہ پیش آیا؟ تو فرمایا کہ بہت سی سخت گھاٹیوں میں مبتلا ہوا۔میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ہوا؟ فرمایا کہ اللہ کریم نے نیکیوں کو قبول کرلیا اور گناہوں کو معاف کر دیا اور آئندہ کے لئے ضامن ہوگیا۔پھر

مالک نے چیخ ماری اور بیمار ہوگئے، پھر اسی بیماری کی حالت میں ان کا انتقال ہوگیا۔
مسلم بن یسار نے ابن الاشعث کے واقعہ میں حجاج کے ساتھ مل کر قتال کیا۔

۸۴ھ اور پیش آمدہ واقعات

علامہ واقدی کے بیان کے مطابق عبداللہ بن عبدالملک نے اسی سال المصیصہ کو فتح کیا اور محمد بن مروان نے اسی سال آرمینیا میں جنگ کی اور وہاں کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور ان کے گرجاؤں کو منہدم کر دیا اور ان کی جائیدادوں کو برباد کر دیا، اس سال کو سنۃ الحریق یعنی آگ کا سال بھی کہا جاتا ہے۔ حجاج نے اسی سال محمد بن قاسم ثقفی کو فارس پر حملہ کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ وہ کردوں کو قتل کر دے۔ عبدالملک نے اسی سال اسکندریہ کا حاکم عیاض بن غنم التجیبی کو بنایا اور عبدالملک بن ابوالکنود کو معزول کر دیا جس کو گزشتہ سال وہاں کا حاکم بنایا تھا۔ اسی سال موسیٰ بن نصیر نے مغرب کے کچھ علاقے فتح کرائے، جن میں ارومہ کا شہر بھی شامل تھا اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر ڈالا اور پچاس ہزار کے قریب لوگوں کو گرفتار کر ڈالا۔ اسی سال حجاج نے ابن الأشعث کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا، جن میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

ایوب بن القریۃ ...... ایوب بن القریۃ کا شمار فصحاء و بلغاء میں ہوتا تھا اور بڑے واعظ تھے، ان کو حجاج نے بند کر کے پھر قتل کیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاج کو اس کے قتل پر بڑی ندامت ہوئی۔ یہ ابن القریہ سے مشہور تھے لیکن ان کا پورا نام ایوب بن زید بن قیس ابوسلیمان الھلالی تھا۔

عبداللہ بن حارث بن نوفل، سعد بن ایاس شیبانی اور ابوغنیمہ خولانی، یہ صحابی تھے اور ان کی روایات بھی موجود ہیں، حمص میں رہائش پذیر تھے اور وہیں سو سال کے لگ بھگ عمر میں قتل کئے گئے۔ اسی طرح عبداللہ بن قتادہ اور ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت کو حجاج نے قتل کر ڈالا۔ ابوزرعہ جذامی فلسطینی کا شمار شام کے ذی مرتبت لوگوں میں سے ہوتا تھا، انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خوف محسوس کیا، ابوزرعہ نے یہ بات محسوس کر لی تھی، اس لئے ان سے کہا کہ یا امیر المومنین! اپنے گھر کا مرکزی ستون مت گرانا اور اپنے قریبی ساتھی کو بھی دکھ نہ دینا اور شکست خوردہ دشمن کو برا بھلا مت کہنا۔ اس جواب کے سننے کے بعد وہ اس کے قتل سے باز رہے۔

اسی سال عتبہ بن منذر سلمی کا انتقال ہوا جو جلیل القدر صحابی تھے اور اہل صفہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ عمران بن حطان خارجی جو پہلے اہل السنۃ والجماعۃ میں سے تھا۔ اس نے ایک بہت زیادہ حسین وجمیل خارجی عورت سے نکاح کیا جس کو یہ بہت زیادہ پسند کرتے تھے، حالانکہ خود ان کا حال یہ تھا کہ یہ بہت زیادہ بدصورت تھے، عمران بن حطان نے بہت کوشش کی کہ اس کو اپنے مسلک کی طرف لے آئے لیکن اس نے انکار کر دیا تو اس نے خود اس کے مذہب کو قبول کیا۔ اس کا شمار انوکھے کلام کہنے والے شعراء میں ہوتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل اور ان کے قاتل کے بارے میں اس کا کلام مشہور ہے:

یا ضربۃً من تقی ما اراد بہا   الا لیبغ من ذی العرش رضوانا

یہ ضرب ایک متقی شخص کی تھی جس کا ارادہ سوائے اس کے نہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کرے۔

انی لا ذکرہ یوما فاحسبہ   اوفی البریۃ عند اللہ میزانا

اکرم بقوم بطون الطیر قبرھم   لم یخلطوا دینھم بغیا وعدوانا

جب کبھی میں اس کو یاد کرتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ وعدے کا پکا اور اللہ کے نزدیک بھرپور عمل والا ہے۔ کتنی اچھی قوم ہے جنکی قبریں پرندوں کے پیٹ ہیں انہوں نے اپنے دین میں سرکشی اور دشمنی کو شامل نہ کیا۔

اور ثوری ان کے دنیا سے بے رغبتی کو اپنے اشعار میں بیان کرتے تھے اور وہ اشعار یہ ہیں:

اری اشقیاء الناس لا یسأمونھا   علی انھم فیھا عراۃ وجوع

ارھا وان کانت تخت فانھا   سحابۃ صیف عن قلیل تقشع

کرکب قضوا حاجاتھم وترحلوا   طریقھم بادی العلامۃ مھیع

عمران بن خطان کی وفات ۸۴ھ میں ہوئی بعض علماء نے گذشتہ اشعار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارے میں ان پر رد کیا ہے اور قافیہ بندی اور اوزان کے اعتبار سے متوازن ہیں:

بَـل حَـزبَةُ مـن شَـقِـی مـا أَدَادَ بِهَـا الا لیبـلـغ مـن ذی الـعـرش خـرانـا

انـی لأ ذکـره یـومـا فـاحسبـه اشـقـی البـریة عـنـدالـلّـه میـزانـا

روح بن زنباع الجزامی......روح بن زنباع الجزامی کا شمار شام کے امراء میں سے ہوتا تھا، عبدالملک کا مشیر خاص تھا۔ اسی سال عبدالرحمٰن بن محمد بن قیس بن اشعث کندی کا انتقال ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد وہ ہلاک ہوا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابن الأشعث کا قتل......اس کی ہلاکت کی داستان یہ ہے کہ حجاج نے ترک کے بادشاہ رتبیل کو خط لکھا، صورتِ حال یہ تھی کہ عبدالرحمٰن بن اشعث نے اس کے ہاں پناہ لی ہوئی تھی۔ خط میں اس کو لکھا کہ: اللہ کی قسم! اگر ابن الأشعث کو میرے حوالے نہیں کیا تو میں تمہارے شہر پر چڑھائی کے لئے ایک لاکھ افراد کو بھیج دوں گا اور تمہارے ملک کو برباد کر دیا گا۔

حجاج کی اس دھمکی کی جب تحقیق ہوگئی تو اس نے اپنے بعض امراء سے مشورہ لیا۔ انہوں نے ابن الأشعث کو ان کے حوالے کرنے کا مشورہ دیا قبل اس کے کہ حجاج اس کے ملک کو تہس نہس کر دے اور عام لوگوں کو نقصان پہنچائے۔ چنانچہ رتبیل نے چند شرائط پر مشتمل ایک خط لکھا کہ وہ دس سال تک جنگ نہیں کرے گا اور دوسری شرط یہ کہ ان دس سالوں میں ہر سال ایک لاکھ سالانہ خراج سے زیادہ نہ دے گا۔ حجاج نے ان کی شرائط منظور کر لیں۔ یہ بھی مشہور ہے کہ حجاج نے سات سال کا خراج معاف کر دیا تھا۔ رتبیل نے ابن الأشعث کے ساتھ غداری کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خود رتبیل نے ابن الأشعث کو اپنے سامنے قتل کرایا اور اس کا سر حجاج کے پاس بھیج دیا تھا۔ نیز ایک قول یہ بھی کہ ابن الأشعث مرض الموت میں مبتلا تھا، اسی حالت میں اس کو قتل کر دیا گیا تھا۔

ابن الأشعث کی ہلاکت کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ ابن الأشعث اور اس کے تیس ساتھیوں کو گرفتار کر کے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال دی گئیں اور پھر محافظوں کی نگرانی میں حجاج کے پاس بھیجد ئے، جب وہ مقام رُخج میں پہنچے تو ابن الأشعث ایک قلعہ کی چھت پر چڑھ گئے، ان کے ساتھ ان کا محافظ بھی تھا تا کہ یہ کہیں بھاگ نہ سکے۔ قلعہ کی چھت پر سے خود کو بھی گرا دیا اور اس کا محافظ بھی اس کے ساتھ گر کر ہلاک ہوا۔ اس کے بعد حجاج کے قاصد نے ابن الأشعث کا سر ان کے جسم سے الگ کر دیا اور ان کے دوسرے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا اور ان کے سروں کو بھی کاٹ کر حجاج کے ہاں بھیج دیا۔

جب حجاج کے پاس ابن الأشعث کا سر پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ عراق میں اس کو گھمایا جائے۔ اس کے بعد عبدالملک کے پاس بھیج دیا گیا، عبدالملک نے اس کو شام میں گھمایا، اس کے بعد اپنے بھائی عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا جو مصر میں تھا، وہاں پر بھی ان کا سر گھمایا گیا۔ اس کے بعد اس کا سر مصر میں دفنایا گیا اور باقی جسم کو مقام رخج میں دفن کیا گیا جس کے متعلق ایک شاعر نے یہ شعر کہا ہے کہ

هیهات موضع جثة من رأسها رأس بمصر وجثة بالرجح

ہائے افسوس کہ ابن الأشعث کے جسم اور اس کے سر کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا کہ اس کا سر تو مصر میں مدفون ہے اور اس کا جسم مقام رخج میں مدفون ہے۔

علامہ ابن جریر کا کہنا ہی کہ ۸۵ھ میں ابن الأشعث کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالرحمٰن کون تھا تو اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ابو محمد بن الأشعث بن قیس تھا۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن قیس بن الأشعث بن قیس الکندی الکوفی تھا جن کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے اس طرح بیان کی ہے:

عن ابیه عن جده عن ابن مسعود اذا اختلف المتبایعان و السلعة قائمة فالقول ماقال البائع أو تشار کا

یعنی جب بائع اور مشتری میں اختلاف ہو جائے اور متنازعہ سامان موجود ہو تو ایسے میں بائع کا قول معتبر ہوگا یا دونوں اس میں شریک ہوں گے۔

ابوالعمیس بھی ان کے متعلق یہی بات کہتا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حجاج نے ان کو ۹۰ھ کے بعد قتل کر دیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تعجب تو ان لوگوں پر ہے جنہوں نے ابن الأشعث کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، حالانکہ یہ غیر قریش تھے، وہ تو کندی تھے۔ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم کا اس بات پر یوم سقیفہ کو اجماع ہوا تھا کہ امارۃ قریش میں ہی رہے گی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں پر حدیث سے حجت بھی قائم کی تھی۔ یہاں تک کہ جب انصار نے یہ کہا تھا کہ ایک امیر انصار میں سے ہوگا اور ایک امیر مہاجرین میں سے ہوگا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کر دیا۔ اسی وجہ سے سعد بن عبادہ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا جو یہی کہتے تھے کہ ایک امیر انصار میں سے ہوگا اور ایک امیر مہاجرین میں سے ہوگا۔ لہٰذا ایسے کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک قریشی خلیفہ پہلے سے موجود ہو اور اس کے ہاتھ پر مسلمان بیعت کر کے سالہا سال سے رہ رہے ہوں اور پھر اس کو چھوڑ کر ایک کندی آدمی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں جس پر اہل علم وعقد کا اتفاق نہیں تھا۔ یہی بڑے فتنے اور فساد کا سبب تھا جس کی وجہ سے بہت بڑا شر اٹھا تھا اور بہت سارے لوگ مارے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایوب بن القریۃ ......ایوب کی والدہ کا نام القریہ ہے، اس کے والد کا نام یزید بن قیس بن زرارہ بن مسلم النمری الہلالی ہے۔ یہ اعرابی اور امی تھے لیکن باوجود اس کے ان کی فصاحت وبلاغت اور بیان ضرب المثل کے طور پر بیان کی جاتی تھی۔ یہ حجاج کے صحبت یافتہ تھے اور عبدالملک کے پاس وفد کی صورت میں گئے تھے۔ اس نے ابن القریہ کو ابن الأشعث کے پاس اپنا قاصد بنا کر بھیجا تھا تو ابن الأشعث نے ان سے کہا:

لئن لم تقم خطیباً فتخلع الحجاج لأضربن عنقک

''تم نے برسر عام کھڑے ہو کر حجاج سے بیزاری کا اعلان نہیں کیا تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔''

اس نے ابن الأشعث کا کہنا مان کر اعلان کر دیا اور اسی کے پاس رہنے لگا۔ جب حجاج نے غلبہ حاصل کیا تو اس نے اسے طلب کیا اور اس سلسلے میں اس سے بہت کچھ دریافت کیا۔ آخر اسے قتل کر دیا، تاہم اس کے قتل کے بعد بہت نادم ہوا لیکن کام ہو چکنے کے بعد اب ندامت کا کیا فائدہ۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ابن خلکان نے وفیات میں ان کے حالات لکھے ہیں اور بڑی تفصیل اور عجیب وغریب باتیں لکھی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ: القریۃ ق کے کسرہ اور یا کی تشدید کے ساتھ ہے۔ یہ اس کی دادی کا نام ہے اور اس کا نام جماعۃ بنت جشم ہے۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ کچھ لوگ ان کے وجود کا ایسا انکار کرتے ہیں جیسا کہ لیلیٰ اور مجنوں کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح ابن ابی العقب صاحب الملحمہ یحییٰ بن عبداللہ بن ابوالعقب کا انکار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

روح بن زنباع ......ابوزرعہ سلامہ جذامی کے بیٹے ہیں۔ ان کو ابوزنباع دمشقی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا گھر دمشق میں مقام بزوریین کی ایک جانب ابن عقب صاحب الملحمہ کے گھر کے قریب تھا۔ یہ بڑے جلیل القدر تابعی تھے، انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں جن کو حضور اقدس ﷺ کی صحبت حاصل رہی۔ ان کے علاوہ تمیم الداری، عبادہ بن الصامت، معاویہ اور کعب احبار وغیرہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے بھی ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں جن میں عبادہ بن نسی بھی شامل ہیں۔

روح بن زنباع کا مقام ......عبدالملک کے یہاں روح کا مقام وزیر کی طرح تھا، ہمیشہ عبدالملک کی رفاقت میں رہے اور عبدالملک کے والد مروان کے ساتھ مرج راہط کے دن شریک رہے۔ یزید بن معاویہ نے ان کی ڈیوٹی فلسطینی لشکر پر بھی لگا دی تھی۔ مسلم بن حجاج کا گمان تھا کہ ان کو صحبت کا شرف بھی حاصل تھا، لیکن صحیح قول یہ تھا کہ یہ تابعی تھے، صحابی نہیں تھے۔ ان کے مآثر میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حمام سے نکلتے تھے تو ایک غلام کو آزاد کرتے تھے۔

ابن زید کا کہنا ہے کہ ان کا انتقال اردن میں ۸۴ھ میں ہوا اور بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ ہشام بن عبدالملک کے زمانے تک حیات رہے۔

ایک مرتبہ انہوں نے حج کیا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کے قریب پڑاؤ ڈالا، انہوں نے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا تو ان کے لئے مختلف قسم کے کھانے تیار کئے گئے اور پھر ان کے سامنے رکھے گئے، اس دوران کہ وہ کھانا کھا رہے تھے ایک چرواہے کا وہاں سے گزر ہوا روح بن زنباع نے اس کو کھانا کھانے کی دعوت دی۔ پس وہ چرواہا قریب آیا اور کھانے کی طرف ایک نظر اٹھا کر کہنے لگا کہ میرا روزہ ہے۔ روح نے اس سے کہا کہ اے چرواہے یسی سخت گرمی اور لمبے دن میں تیرا روزہ ہے؟ چرواہے نے جواب دیا کہ کیا میں تمہارے کھانے کی وجہ سے اپنا روزہ توڑ دوں؟ یہ جواب دینے کے بعد

اس چرواہے نے اپنے لئے ایک جگہ کا انتخاب کیا اور وہیں پڑاؤ ڈالا اور روح بن زنباع کو چھوڑ دیا۔ پھر روح بن زنباع نے یہ شعر کہا:

لقد ضننت بأیا مک یا راعی اِذ جادبها روح بن زنبع

اے چرواہے! تو نے اپنے ایام کے ساتھ بڑا کنجوسی کا معاملہ کیا جبکہ روح بن زنباع نے ان کے ساتھ سخاوت کا سلوک کیا۔

اس شعر کے کہنے کے بعد روح کافی دیر تک روتے رہے اور اپنے سامنے سے کھانا اٹھانے کا حکم دیا اور کہنے لگے کہ جاؤ اور تلاش کرو کہ اس کھانے کو کھانے والا کوئی اعرابی یا چرواہا مل جائے۔ پھر اس جگہ سے چل دئے اور اس چرواہے کو اپنے دل میں ایسا بسا لیا کہ خود ان کو اپنا آپ حقیر محسوس ہونے لگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۸۵ ہجری اور پیش آمدہ واقعات

جیسا کہ ماقبل میں بیان کیا گیا کہ ابن جریر کے قول کے مطابق عبدالرحمٰن بن الاشعث کا انتقال اسی سال ہوا، واللہ اعلم بالصواب۔ اسی سال حجاج نے خراسان کی گورنری سے یزید بن مہلب کو معزول کیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی مفضل بن مہلب کا تقرر کیا، اس عزل ونصب کی وجہ یہ تھی کہ ایک مرتبہ حجاج وفد لے کر عبدالملک کے پاس گیا تھا اور جب وہاں سے واپس لوٹا تو مقام دیر سے گزرا تو اس سے کہا گیا تھا کہ اس مقام پر اہلِ کتاب کا ایک بڑا بزرگ شخص رہتا ہے، اس کو طلب کیا گیا اور اس سے کہا گیا کہ اے بزرگ! کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارے اور اپنے بارے میں کچھ پاتے ہو؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ ہاں۔ پھر ان سے کہا کہ تم امیر المومنین کو کیسا پاتے ہو؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ ہم اس کو ایسا پاتے ہیں کہ جو کسی کا مشورہ قبول نہیں کرتا اور جو اس کے راستے میں روڑے اٹکاتا ہے وہ پچھاڑ دیا جاتا ہے۔ حجاج نے کہا کہ پھر کون؟ اس نے جواب دیا کہ پھر وہ شخص ہے کہ ولید کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ پھر حجاج نے کہا کہ پھر کون؟ اس نے کہا کہ وہ ایک ایسا شخص ہوگا جو ایک نبی کا ہمنام ہوگا۔ اس کے ذریعے کافی فتوحات حاصل ہوں گی۔ اس پر حجاج نے کہا کہ کیا تم مجھے اس کی نشاندہی بھی کرلو گے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس کے بارے میں تجھے میں نے بتادیا ہے۔ حجاج نے پھر سوال کیا کہ میرے انجام کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ حجاج نے پھر سوال کیا کہ میرے بعد عراق کا والی کون ہوگا؟ اس نے کہا کہ یزید نامی ایک شخص ہوگا۔ حجاج نے پھر سوال کیا کہ میری زندگی میں یا میری موت کے بعد؟ اس نے جواب دیا کہ اس بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم۔ حجاج نے سوال کیا کہ کیا آپ اس کے بارے میں کچھ معلومات رکھتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ وہ غداری کرے گا اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔ یہ سب سوال جواب سن کر حجاج اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس شخص سے مراد یزید بن مہلب ہے۔ اس کے بعد حجاج چل پڑا اس حال میں کہ وہ اپنے دل میں خوف محسوس کر رہا تھا۔ پھر حجاج نے عبدالملک کو خط لکھا اور اس سے عراق کی ولایت سے مستعفی ہونے کی درخواست کی تاکہ عبدالملک کا امتحان لے کہ اس کے ہاں میرا کیا مرتبہ ہے۔ عبدالملک نے خط کا جواب لکھا جو زجر وتوبیخ پر مشتمل تھا اور اس میں اپنی ولایت پر ثابت قدمی کے ساتھ رہنے کی تاکید کی گئی تھی۔

پھر ایک دن حجاج گہرے سوچ وفکر میں بیٹھا ہوا دیکھا گیا۔ اس نے عبید بن موہب کو اپنے پاس بلایا وہ آیا تو حجاج اپنا سر جھکائے زمین کرید رہا تھا۔ عبید کے آنے پر اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اے عبید! تمہارے اوپر افسوس ہو، اہلِ کتاب بتاتے ہیں کہ میرے ماتحت ایک شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائیگا اور میرے ذہن میں صرف یزید بن ابی کبشہ، یزید بن حصین بن نمیر اور یزید بن دینار کے نام آتے ہیں، ان علاوہ اگر اور کوئی ہوسکتا ہے تو وہ یزید بن مہلب ہی ہوسکتا ہے۔ عبید بن موہب نے یہ سب کچھ سن کر جواب دیا کہ آپ نے تو ان کو بڑی عزت دے رکھی ہے اور اس کی بڑی قدر و منزلت اور رتبہ بھی ہے، آپ ان کو برطرف کر دیں۔ عبید کا یہ جواب سن کر حجاج نے اپنا یہ فیصلہ پکا کر دیا کہ اب یزید بن مہلب کو معزول کرنا ہے اور پھر عبدالملک کو بھی اس کی برائیاں اور کوتاہیاں بتادیں اور اس کی غداری کے بارے میں آگاہ کیا اور پھر عبدالملک کو اس اہلِ کتاب شخص کے بتائے ہوئے خدشات سے آگاہ کیا۔ عبدالملک نے جواب میں لکھا کہ آپ خراسان کی ولایت کے لئے ایک آدمی کا انتخاب کرلو۔ چنانچہ حجاج نے وہاں کی ولایت کے لئے مفضل بن مہلب کا انتخاب کیا اور اس کو تقریباً نو مہینوں کے لئے وہاں کا والی بنا دیا۔ انہوں نے بلاد عبس وغیرہ فتح کر لئے

اور بہت سامال غنیمت بھی حاصل کرلیا، پھر شعراء نے ان کی مدح سرائی کی اور بہت سے اشعار بھی کہے ہیں۔ پھر حجاج نے اس کو بھی معزول کر دیا اور قتیبہ بن مسلم کو وہاں کا حاکم بنادیا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا قتل ......ابن جریر نے کہا کہ موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کا قتل بھی اسی سال ترمذ میں ہوا۔اس کے بعد ابن جریر نے اس کے قتل کے سبب کا ذکر کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ عبداللہ کے باپ کے قتل کے بعد اس کے پاس کوئی ایسا علاقہ نہیں تھا کہ جہاں وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چین کے ساتھ زندگی گزار سکے۔وہ جس ملک کے قریب پہنچتا تو اس ملک کا بادشاہ اس سے لڑائی کے لئے نکل پڑتا، یہی سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ترمذ کے قریب پہنچا اور یہیں پر پڑاؤ ڈال دیا۔ترمذ کا بادشاہ ذرا کمزور سا تھا اس لئے وہ اس کے پاس تحفے تحائف بھیجتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کے گرویدہ ہو گئے پھر ترمذ کے بادشاہ نے ایک مرتبہ کھانا تیار کیا اور موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کو دعوت دی کہ وہ اپنے ہمراہ سو جوانوں کو لے کر آئیں اور کھانے کی دعوت میں شریک رہیں۔موسیٰ بن عبداللہ نے اپنے ساتھیوں میں سے سو بہادر نوجوانوں کا انتخاب کیا اور ان کے ملک میں داخل ہوئے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو موسیٰ بن عبداللہ بادشاہ کے کمرے میں لیٹ گیا اور کہا کہ یا تو یہی میرا گھر ہوگا یا میری قبر۔اس کلام کے سنتے ہی اہلِ قلعہ موسیٰ پر ٹوٹ پڑے۔ان کے ساتھیوں نے ان کا دفاع کیا، اور پھر ہوتے ہوتے موسیٰ کے ساتھیوں اور اہلِ ترمذ میں جنگ چھڑ گئی اور باہم قتال شروع ہوا۔اہلِ ترمذ میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور جو باقی رہ گئے تھے وہ بھاگ نکلے تھے۔ان میں سے بہت سے لوگوں نے موسیٰ کو دعوت دی کہ وہ اس ملک پر قابض ہو جائیں۔

چنانچہ موسیٰ نے ترمذ پر قبضہ کرلیا اور پھر اس قلعہ سے اپنے دشمنوں کا دفاع کرتے رہے۔ترمذ کا بادشاہ یہاں سے بھاگ نکلا اور اپنے بھائی ترکوں کے ہاں جا کر پناہ لی اور ان سے مدد طلب کی، انہوں نے ان سے کہا کہ ان سو آدمیوں نے تجھے اپنے ملک سے نکال دیا، ہمیں تو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں۔اس کے بعد پھر ترمذ کا بادشاہ دوسرے ترکوں کے پاس چلا گیا اور آہ وزاری کی۔تو انہوں نے اپنے کچھ آدمی موسیٰ بن عبداللہ کے پاس بھیجے تا کہ واقعے کی تحقیق ہو جائے۔ جب موسیٰ کو ان کے آنے کا پتہ چلا تو اس وقت بڑی شدید گرمی پڑ رہی تھی۔موسیٰ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ آگ جلائیں اور سردی کے کپڑے پہنیں اور آگ کے قریب جا کر اپنے ہاتھ سلگائیں۔ جب ترکوں کے قاصد ان کے پاس پہنچے اور یہ صورتحال دیکھی تو انہوں نے ان سے کہا کہ یہ جو ہم دیکھ رہے ہیں تم یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں گرمیوں میں بھی شدید سردی لگتی ہے اور سردیوں میں تو ہم بڑے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں، یہ جواب سن کر وہ واپس لوٹ گئے۔اور اپنے آپ سے کہنے لگے کہ یہ انسان نہیں ہیں بلکہ جنات ہیں۔ پھر اپنے بادشاہ کی طرف لوٹ آئے اور اپنی آنکھوں دیکھا حال ان کو بتا دیا اور کہا کہ ہمیں ان سے جنگ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔

ترمذ کا بادشاہ ان سے مایوس ہو کر چلا گیا اور ترکوں کے دوسرے قبائل کے پاس مدد کے لئے چلا گیا۔وہ آئے اور انہوں نے ترمذ کا محاصرہ کیا اور دوسری طرف سے خزاعی آئے اور انہوں نے بھی محاصرہ کرلیا۔اب موسیٰ بن عبداللہ صبح کے وقت خزاعی سے جنگ کرتا اور شام کے وقت میں عجمیوں سے جنگ کرتا۔دونوں طرف کے بہت سارے لوگ مارے گئے، عمرو خزاعی کے بھی بہت سے مارے گئے تھے۔جس سے وہ خوفزدہ ہوا اور ان سے مصالحت کرنا چاہا اور ایک دن ان کے ہاں تنہائی میں پہنچ گیا۔ جب دیکھا کہ ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے تو ان سے خیر خواہی کے طور پر کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر کے ساتھ بھلائی والا معاملہ کرے۔ آپ جیسے لوگوں کو بغیر ہتھیار کے نہیں رہنا چاہیے۔اس پر موسیٰ بن عبداللہ نے کہا کہ میرے پاس ہتھیار ہے یہ کہتے ہوئے اپنے بستر کے نیچے سے تلوار نکال لی۔تلوار عمر خزاعی نے لے لی اور اسی سے اس کو مارا یہاں تک کہ اس کو ٹھنڈا کر دیا اور بھاگ نکلا۔ اس کے بعد موسیٰ بن عبداللہ بن خازم کے ساتھی بھی منتشر ہو گئے۔

عبدالعزیز کی معزولی......ابن جریر کا بیان ہے کہ ۸۵ھ ہی میں عبدالملک نے اپنے بھائی عبدالعزیز کو مصر کے شہروں کی امارت سے معزول کر دیا۔روح بن زنباع نے عبدالعزیز کی معزولی کی تحسین کی، اس دوران کہ روح اور عبدالملک یہی باتیں کر رہے تھے کہ رات کے وقت قبیصہ بن ذؤیب ان کے ہاں پہنچ گئے، ان کو عبدالملک کے ہاں آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی تھی نہ دن کو اور نہ رات کو۔عبدالملک نے اپنے بھائی کی معزولی کے بارے میں ان کو آگاہ کیا، مگر عبدالملک بھائی کی معزولی کے ارادے پر بعد میں نادم بھی ہوا۔عبدالملک اپنے اس فیصلہ پر اس لئے آمادہ ہوا

تھا کہ ان کی خواہش تھی کے بادشاہت کا سلسلہ اس کے بعد اسی کی اولاد میں چلتا رہے یعنی ولید پھر سلیمان پھر یزید اور پھر ہشام۔ اور یہ بھی حجاج کی رائے اور مشورے سے ہوا تھا۔ حالانکہ ان کے والد مروان کا حکم یہ تھا کہ پہلے عبدالملک بادشاہ بنے گا اور اس کے بعد اس کا بھائی عبدالعزیز بادشاہ بنے گا۔ مگر حجاج کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے عبدالعزیز نے عبدالملک کو بادشاہت سے بالکل محروم کر دیا اور اپنی اولاد سے بادشاہت جاری رکھنے کی راہ بالکل ہموار کر دی تا کہ خلافت ان کی اولاد ہی میں باقی رہے۔

عبدالعزیز بن مروان

ان کا نام ونسب...... عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابوالاصبغ اموی اور قریشی ہے۔ ان کی ولادت مدینہ منورہ میں ہوئی۔ بعد میں اپنے والد کے ساتھ شام چلے گئے تھے۔ عبدالملک کے بعد ولی عہد یہی تھے۔ ان کے والد نے ان کو ۶۵ھ میں مصر کے علاقوں کی امارت سونپی تھی چنانچہ یہ ۸۵ھ تک وہاں کے والی رہے اور سعید بن عمرو بن عاص کے قتل کے وقت یہ وہاں موجود تھے جیسا کہ ما قبل میں بیان کیا گیا ہے۔ دمشق میں ان کا گھر تھا جو آج کل دارالصوفیہ کے نام سے مشہور ہے اور خانقاہ سمیساطیہ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کو یہ خانقاہ ملی جو آخر کار صوفیاء کی خانقاہ میں تبدیل ہوئی۔

عبدالعزیز اور روایتِ حدیث...... عبدالعزیز نے حدیث کی روایت اپنے باپ، عبداللہ بن زبیر، عقبہ بن عامر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور ان سے روایت کردہ حدیث مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں موجود ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شر ما فی الرجل جبن خالع وشح هالح

یعنی انسان کی بری عادتوں میں سے ایک اس کی انتہائی بزدلی ہے اور دوسری حد سے بڑا ہوا بخل۔ عبدالعزیز سے اس کے بیٹے عمر، زھری، علی بن رباح اور ایک بڑی جماعت نے روایت نقل کی ہے۔

عبدالعزیز ثقہ تھے...... محمد بن سعد کے مطابق عبدالعزیز بن مروان ثقہ تھے البتہ احادیث کم روایت کرتے تھے۔ دوسرے بعض کا کہنا ہے کہ عبدالعزیز حدیث اور بات چیت کے دوران غلطیاں کرتے تھے اس کے بعد انہوں نے عربی زبان سیکھی تو اچھی طرح گفتگو کرتے تھے اور فصیح لوگوں میں ان کا شمار ہونے لگا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ان کے پاس ایک شخص اپنے داماد کی شکایت کرتے ہوئے آیا تو عبدالعزیز نے اس سے کہا کہ "من ختنك؟ تمہارا ختنہ کس نے کیا ہے؟ اس شخص نے اسی کے مطابق جواب دیا:

ختنی الخاتن الذی یختن الناس

میرا ختنہ اس شخص نے کیا ہے جو دوسرے لوگوں کا ختنہ کیا کرتا ہے۔

اس پر عبدالعزیز نے اپنے منشی سے کہا کہ دیکھو! اس کا ناس ہو اس نے مجھے کیسا بیہودہ جواب دیا ہے۔ منشی نے کہا کہ اے امیرالمومنین! آپ کو چاہیے تھا کہ آپ ان سے من ختنک کے بجائے مَــن خِتــنُــک؟ سے سوال کرتے، اس کے معنی یہ ہوتا کہ تمہارا داماد کون ہے؟ تو اس بیچارے کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ جیسا سوال کیا تھا اس نے ایسا ہی جواب دیا۔

بہرحال اس کے بعد عبدالعزیز نے یہ عزم کر لیا کہ جبتک وہ عربی نہیں سیکھے گا گھر سے باہر نہیں نکلے گا چنانچہ ایک ہفتہ بھر میں اس نے ٹھیک ٹھاک عربی سیکھ لی اور فصاحت کے ساتھ عربی بولنے لگے۔ اس واقعہ کے بعد جو شخص فصیح عربی بولتا تھا اس کو بڑے بڑے انعامات سے نوازا جاتا تھا اور جو عربی بول چال میں غلطی کرتے تھے ان کو کم انعام ملتے تھے اس سے اس زمانے میں لوگوں کو عربی زبان سیکھنے میں بڑا حوصلہ ملا۔ چنانچہ ایک مرتبہ عبدالعزیز نے ایک شخص سے پوچھا کہ من انت؟ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ من بنوعبدالدار کہ میرا تعلق قبیلہ بنوعبدالدار سے ہے۔ اس پر عبدالعزیز نے کہا کہ اس کا جواب تجھے تمہارے انعام میں ملے گا چنانچہ اس کے انعام میں ایک ہزار دینار کم کر دیا۔

ابویعلیٰ موصلی کا کہنا ہے کہ ہمیں مجاہد بن موسیٰ، اسحٰق بن یوسف، سفیان محمد بن عجلان اور قعقاع بن حکیم کے حوالے سے یہ بات پہنچی ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ مجھے اپنی حاجتوں سے آگاہ کریں۔ عبداللہ بن عمر نے ان کو جواب لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

الید العلیاخیر من الید السفلیٰ و ابدأ بمن تعول

''دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اور دینے کی ابتدا اُس سے کرو جس کی کفالت تمہارے ذمے ہے۔''

نیز یہ بھی لکھا کہ میں تم سے کچھ بھی طلب نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے ذریعے سے مجھے دلائے گا میں اس کو رد بھی نہیں کروں گا۔

ابن وھب کا کہنا ہے کہ مجھے یحیٰی بن ایوب، یزید بن ابی حبیب اور سوید بن قیس کے حوالے سے یہ خبر ملی کہ سوید نے کہا کہ مجھے عبدالعزیز بن مروان نے ایک ہزار دینار دے کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور عبدالعزیز بن مروان کا خط ان کو دیا تو انہوں نے پوچھا کہ دینار کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ رات کا وقت تھا اس لئے اپنے ساتھ نہیں لا سکا، صبح کو لے آؤں گا۔ اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! عبداللہ بن عمر اس حال میں رات نہیں گزارتا کہ اس کے پاس ہزار دینار ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر مجھے خط واپس کر دیا اور پھر میں وہ ہزار دینار لے کر ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسی وقت وہ سب لوگوں میں تقسیم کر دئے۔

عبدالعزیز بن مروان کہا کرتے تھے کہ اس مومن پر تعجب ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اور اسے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے اور وہی اس کی دیکھ بھال کرتا ہے، اس کے باوجود انسان اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے اپنے پاس جمع کر کے کیسے رکھ سکتا ہے جس کے خرچ کرنے سے اجر ہی اجر ملتا ہے اور اچھی تعریف حاصل ہوتی ہے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے مال کی تفصیل ان کے سامنے رکھی گئی جو تین سو مد سونا تھی۔ اس کو دیکھ کر انہوں نے کہا کہ کاش! کہ میں نجد کے اونٹوں کا نگہبان اور ان کا چرواہا ہوتا۔ اور پھر کہا کہ کاش! میں کوئی حقیر شے ہوتا۔ کاش! میں اس جاری پانی کی طرح ہوتا یا حجاز کی زمین کی گھاس پھوس ہوتا۔ عبدالعزیز بن مروان نے لوگوں سے کہا کہ تم مجھے وہ کفن دکھاؤ جس میں تم مجھے کفن دو گے۔ جب سامنے لایا گیا تو کہنے لگے کہ ہائے افسوس تمہارے اوپر تمہاری لمبائی کتنی کم ہے اور تمہارا زیادہ بھی کس قدر کم ہے۔

یعقوب بن سفیان روایت کرتے ہیں ابن کبیر سے، وہ لیث بن سعد سے، انہوں نے کہا کہ ان کی وفات پیر کی رات ۱۳؍ جمادی الاولی ۸۶ھ کو ہوئی۔ ابن عساکر کا کہنا ہے کہ یہ یعقوب بن سفیان کا وھم ہے صحیح بات یہ ہے کہ ان کی وفات اپنے بھائی عبدالملک بن مروان سے پہلے ۸۵ھ میں ہوئی اور عبدالملک بن مروان کا انتقال ان کی وفات سے ایک سال بعد ہوا۔ عبدالملک بن مروان کریم النفس، شریف الطبع اور سخی تھے اور وہ خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز کے والد بزرگوار تھے۔ انہوں نے اپنے والد مرحوم کے اخلاق و عادات اپنائے تھے اور ان کے علاوہ مزید فضیلتیں بھی ان کو حاصل تھیں۔

عبدالعزیز کی اولاد میں عمر بن عبدالعزیز کے علاوہ عاصم، ابوبکر، محمد، اور اصبغ بھی تھے۔ ان کے صاحبزادے اصبغ کا انتقال ان کی وفات سے کچھ پہلے ہوا تھا جس کی وجہ سے ان کو بہت صدمہ اور رنج ہوا اور اس کے بعد بیمار ہوئے اور پھر اسی علالت میں خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ان کے علاوہ ان کے صاحبزادوں میں ایک سہیل تھا۔ اور ان کی صاحبزادیوں میں اُمِ محمد و سہیل، اُمِ عثمان، اُمِ الحکم اور اُمِ البنین۔ یہ بیٹیاں ان کی مختلف بیویوں سے تھیں۔ ان کے علاوہ ان کی اور بھی اولادیں تھیں۔

ان کا انتقال مصر کے قریب اسی شہر میں ہوا جس کو انہوں نے آباد کیا تھا، ان کے جسدِ خاکی کو دریائے نیل کے قریب لے جایا گیا اور وہیں پر ان کی تدفین ہوئی۔ عبدالعزیز ابن مروان نے اپنی وراثت میں مال و جائیداد، گھریلو سامان، گھوڑے، خچر اور اونٹ چھوڑ دیا تھا اور بھی بہت ساری چیزیں شامل تھیں جن کا بیان کرنا مشکل ہے۔ منجملہ ان میں تین سو مد سونا بھی شامل تھا، یہ سارا مال چھوڑ کر چلا گیا حالانکہ وہ اتنے بڑے سخی، فیاض اور جود وعطا کے مالک تھے، تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بھائی عبدالعزیز کو خط لکھا جو دیارِ مصر میں تھا کہ تم اب اس عہدے سے معزول ہو جاؤ جو اب میرے بیٹے ولید کو ملنے والا ہے یا تمہارے بعد ولی عہد وہ بننے والا ہے، اس لئے کہ مجھے وہ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ عبدالعزیز نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ میں اپنے بیٹے ابوبکر کو اسی چیز کا حقدار سمجھتا ہوں جس کا تم اپنے بیٹے ولید کو سمجھتے ہو۔ اس پر عبدالملک نے عبدالعزیز کو لکھا کہ مصر کا سارا

کا سارا خراج میرے ہاں بھیج دیا جائے اس سے قبل صورت حال یہ تھی کہ عبدالعزیز خراج وغیرہ کچھ بھی عبدالملک کو نہیں بھیجا کرتا تھا، اس لئے کہ مصر کے سارے کے سارے شہر اور مغرب کے شہروں کی آمدنی سب کی سب عبدالعزیز کی تھی خواہ وہاں کا مال غنیمت ہو یا خراج یا اور کچھ۔ اس لئے عبدالعزیز نے اپنے بھائی عبدالملک کو اس خط کا جواب دیا کہ اے امیر المومنین! میں اور آپ اپنی عمر کی اس حد کو پہنچ گئے ہیں جہاں تک آپ کے اہلِ خانہ میں کوئی بھی نہیں پہنچا مگر بہت کم، اور میں اور آپ میں سے کسی کو یہ نہیں معلوم کہ کس کی موت پہلے آتی ہے، اگر تم میری باقی ماندہ زندگی میں میرے اوپر کوئی تکلیف نہیں ڈالنا چاہتے ہو تو یہ اچھا ہوگا۔ عبدالعزیز کے اس جواب سے عبدالملک کا دل نرم ہوا اور اس نے عبدالعزیز کو خط لکھا اور قسم کھائی کہ میں تمہاری باقی ماندہ زندگی میں تمہارے اوپر کوئی تکلیف نہیں ڈالنا چاہتا۔

عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمھیں یہ عطا کردے تو کوئی شخص تم سے یہ نہیں چھین سکتا۔ پھر اس کے بعد اپنے بیٹے ولید اور سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا تم نے کبھی گناہ کا ارتکاب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم نہیں۔ اس پر عبدالملک نے اللہ اکبر کہتے ہوئے کہا کہ ربِ کعبہ کی قسم مجھے تم سے یہی امید تھی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب عبدالملک کے بھائی عبدالعزیز نے ولید کے ولی عہد بنانے کی تجویز سے اتفاق نہ کیا تو عبدالملک نے اس کے لئے بدعا کی تھی کہ اللّٰھم انه قطعني فا قطعه کہ اے اللہ! جس طرح (میرے بھائی) عبدالعزیز نے مجھ سے قطع تعلق کیا ہے آپ بھی اس کو قطع کر دیں۔ چنانچہ عبدالعزیز اسی سال انتقال کر گیا۔ جب عبدالعزیز کی موت کی اطلاع رات کے وقت عبدالملک کو ملی تو بہت غمگین ہوئے اور بہت روئے، ان کے ساتھ ان کے اہلِ خانہ بھی ان کی موت پر روئے لیکن ساتھ ساتھ عبدالملک اپنے بیٹوں کی نسبت سے دل ہی دل خوش بھی ہوئے کہ ان کو اپنے بعد ولی عہد بنانے کی امید دلائی تھی اور عبدالعزیز کی وفات سے یہ مسئلہ حل ہو گیا۔

اس سے قبل حجاج نے عبدالملک کو خط کے ذریعے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا تھا کہ وہ ولید کو ولی عہد بنا دے اور اس سلسلے میں ایک وفد عبدالملک کی طرف روانہ بھی کیا جو عمران بن عصام عنزی کی ماتحتی میں تھا۔ جب وفد عبدالملک کے دربار میں داخل ہوا تو عمران بن عصام نے کھڑے ہو کر بات کی اور وفد نے بھی اس سلسلے میں بات کی اور عبدالملک کو اس بات پر برانگیختہ کیا کہ وہ ولید کو ولی عہد بنانے کا جلد از جلد اعلان کر دے۔ اس موقع پر عمران بن عصام نے اشعار بھی کہے اور اس پر عمران بن عصام نے چند مداحیہ اشعار کہے:

امیــر الــمــؤمــنيــن اليک نهــدی
عــلــى الــنــأى التحية والسلامــا
احبــنــی فــی بينــک يــکــن جــوابــی
لهــم عــادية ولــنــا قــوامــا
فــلــو ان الــولــيــد اطــاع فيــه
جــعــلــت لــه الــخــلافة والــذمــامــا
شـبيـهـک حــول قبتــه قــريــش
بــه يستــمــطــر الــنــاس الــغــمــامــا
ومثلــک فــى التقــى لهم يضب يومـاً
لــدن خــلــع الــقــلائــد والتــمــامــا
فــان تــوثــر اخــاک لهــا فــانــا
وجــدک لانــطــيــق لهــا اتهــامــا
ولــكــنــا نــحــاذر مــن بــنــيــه
بــنــی الــعــلات مــاثــرة ســمــامــا

ونخشى ان جعلت الملك فيهم
سحاباً ان تعود لهم جهاما
فلايك ما حلبك غداً لقوم
وبعد غد بنوك هم العباما
ولو اني حبوت اخاً بفضل
أريد به المقالة والمقاما
لعقب في بني على بنية
كذلك او لزيت له مراما
فمن يك في اقاربه صدوع
فصدع الملك ابطؤه التئاما

ان اشعار میں ہجو بیان کی ہے اور لکھا ہے کہ اپنے بھائی کے لئے جس میں ولید کے لئے ان کی معزولی طلب کی ہے اور اللہ نے موت کو متعین کر دیا۔ عبدالعزیز کی موت عبدالملک سے ایک سال پہلے ہوئی اور جو ارادہ تھا اُس کو پورا کر لیا ولید اور سلیمان سے۔

ولید اور سلیمان کے کئے عبدالملک کی بیعت...... عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید کے لئے بیعت کی اور پھر بیٹے سلیمان کے لئے اور یہ واقعہ عبدالعزیز کی وفات کے بعد پیش آیا۔ بیعت کا یہ واقعہ پہلے دمشق میں ہوا اور اس کے بعد دوسرے صوبوں اور علاقوں میں بیعت لی گئی۔ جب اس کی بیعت مدینہ میں لی گئی تو سعید بن مسیّب نے بیعت سے انکار کر دیا اور کہا کہ عبدالملک کی حیات میں وہ کسی سے بیعت نہیں کریں گے۔ اس انکار کی وجہ سے مدینہ کے گورنر ھشام بن اسماعیل کو حکم دیا گیا کہ اس کو ساٹھ کوڑے لگائے جائیں، اس نے ان کو ساٹھ کوڑے لگائے اور پھر بالوں کے کپڑے پہنا دئے اور ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینہ میں گشت کروایا۔ پھر گورنر نے حکم دیا کہ ان کو ثنیہ دباب لے جایا جائے۔ یہ وہ ثنیہ تھی جہاں پر لوگ نماز پڑھتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے۔ سعید بن مسیّب کو لے کر وہاں پہنچے اور پھر وہاں سے واپس مدینہ لے کر گئے اور ان کو جیل میں بند کر دیا۔ اس کے بعد سعید بن مسیّب نے ان سے کہا کہ **واللّٰه لو أعلم انكم لاتقتلونني لم ألبس هٰذا الثياب** کہ اللہ کی قسم! اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم مجھے قتل نہیں کرو گے تو میں کبھی یہ کپڑے نہیں پہنتا۔

پھر گورنر ھشام بن اسماعیل نے عبدالملک کو سعید بن مسیّب کی مخالفت کے بارے میں آگاہ کیا۔ اس کے جواب میں عبدالملک نے یہ فرمان جاری کیا کہ اس کے ساتھ مزید سختی کیجائے اور اس کو مدینہ سے باہر نکال دیا جائے۔ اور پھر اس سے کہا کہ سعید تم سے زیادہ صلہ رحمی کا حقدار ہے اور وہ اس سختی کا مستحق نہ تھا جو تم نے ان کے ساتھ کیا اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ نہ تو ان کے اندر عداوت ہے اور نہ نافرمانی و بغض۔ نیز یہ بھی مروی ہے کہ عبدالملک نے گورنر سے کہا کہ سعید بن مسیّب کیلئے مناسب یہ تھا کہ وہ بیعت کر لے، اگر وہ بیعت نہیں کرتا تو اس کی گردن اڑا دو یا پھر اس کو چھوڑ دو۔

علامہ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ جب ولید بن عبدالملک کی بیعت کا وقت آیا تو سعید بن مسیّب نے بیعت سے انکار کر دیا تو اسی وقت مدینہ کے گورنر نے ان کو کوڑے لگائے۔ اس زمانے میں گورنر جابر بن اسود بن عوف تھا اور ساٹھ کوڑے بھی اسی نے لگائے تھے اور پھر جیل میں بھی اسی نے بند کروایا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابومخنف، ابومعشر اور واقدی نے کہا ہے کہ اسی سال مدینہ کے گورنر ھشام بن اسماعیل مخزومی نے لوگوں کو حج کروایا۔ ھشام بن اسماعیل حجاج کے ساتھ عراق اور مشرقی علاقوں میں بھی رہے تھے۔ علامہ بن کثیر کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ حافظ ذھبی نے کہا ہے کہ اسی سال ابان بن عثمان بن عفان جو مدینہ کے امیر تھے کا انتقال ہوا جو مدینہ کے فقہاء عشرہ میں سے تھے، یحیٰی بن قطان کا کہنا بھی یہی ہے۔ محمد بن سعد نے لکھا ہے کہ وہ ثقہ تھے البتہ وہ اونچا سنتے تھے اور برص کے مریض تھے اور موت سے قبل ان کو فالج ہوا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ، عمرو بن حریث، عمرو بن سلمہ، واثلہ بن الاسقع وغیرہ حضرات رضی اللہ عنہم صفہ میں رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور حیات میں واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کا مفہوم ہے کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تمہاری میرے بعد کیا حالت ہوگی، جب تم

پیٹ بھر کر کھانا کھاؤ گے، گندم کی روٹی اور زیتون کے تیل سے اور مختلف قسم کے لباس زیب تن کرو گے، تم اس دن بہتر ہو یا آج کے دن؟ حضرت واثلہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آج کے دن۔ تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم آج کے دن اس دن سے بہتر ہو۔ حضرت واثلہ فرماتے ہیں کہ وہ دن ہم سے چلے گئے ہم نے مختلف قسم کے کھانے اور لباس اور سواریاں استعمال کیں، پھر تبوک کی تیاری کی اور دمشق کو فتح کرلیا اور وہاں مسجد بنوائی۔ تمرلنگ کے زمانہ میں یہ مسجد فنا ہوگئی اور صرف نشانات باقی رہ گئے۔ اس مسجد کے مشرقی دروازہ پر پانی کا کنواں تھا۔ خالد بن یزید قریش میں علوم و فنون کا جاننے والا تھا۔ آپ کو علم کلام اور علم کیمیاء میں مہارت حاصل تھی۔ آپ نے مریانش راھب سے بھی استفادہ کیا۔ خالد اپنے باپ کے مثل فصیح، بلیغ، شاعر اور منطقی تھا۔

ایک مرتبہ آپ عبدالملک بن مروان کے دربار میں حکم بن ابی العاص کی موجودگی میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے شکایت کی کہ ان کا بیٹا ولید اپنے بھائی عبداللہ بن یزید کی حقارت کرتا ہے۔ عبدالملک نے کہا:

ان الملوک اذا دخلوا قریتاً افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ (سورۂ نمل)

تو خالد نے جواب دیا کہ:

واذا أردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقو فیھا فحق علیھا القول فدمرنھا تدمیرا (سورۃ الاسراء)

اس کے بعد خالد اور عبدالملک کے درمیان بحث شروع ہوگئی۔ آخر میں خالد نے کہا کہ حکم لطائف کی نفی کرتے تھے اور بکریاں چراتے تھے اور بڑے سخی لوگ ان کے پاس کھانا کھاتے۔ حتیٰ کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی اپنے دور حکومت میں ان کے پاس ٹھہرے۔ اس پر ولید خاموش ہوگیا۔ حیران ہوکر جواب نہ دے سکا۔

۸۶ھ میں پیش آمدہ واقعات

اسی سن میں حجاج کے نائب قتیبہ بن مسلم نے مرو اور خراسان کے علاقوں پر چڑھائی کی، ترکوں اور کفار کے دوسرے کئی علاقوں پر قبضہ کیا اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور مال غنیمت سمیٹ لی اور کئی سارے قلعوں پر قبضہ کرلیا، پھر قتیبہ بن مسلم پیچھے لوٹ گیا اور لشکر آگے چلا گیا۔ حجاج کو جب اس کا پتہ چلا تو اس کو اس حرکت پر ملامت کی اور کہا کہ اگر تم دشمن کے علاقے پر حملہ کرنا چاہتے ہو تو تجھے مقدمۃ الجیش میں ہونا چاہیے اور جب تم واپس آنے کا ارادہ رکھتے ہو تو پھر تجھے فوج کے پچھلے دستہ میں ہونا چاہیے تاکہ دشمن جنگی حکمت عملی سے دوبارہ پلٹ کر حملہ نہ کر سکے۔ یہی جنگ کا عمدہ طریقہ ہے اور پہلے سے چلا آرہا ہے۔

قیدیوں میں ایک عورت برمک کی بیوی تھی۔ قتیبہ بن مسلم نے یہ عورت اپنے بھائی عبداللہ بن مسلم کو ہدیہ دے دی تھی۔ عبداللہ نے اس سے مباشرت کی جس کے نتیجے میں وہ حاملہ ہوگئی پھر قتیبہ نے قیدیوں کے ساتھ احسان کیا اور ان کو رہا کر دیا اس عورت کو بھی اس کے شوہر کے حوالے کر دیا جبکہ یہ عبداللہ بن مسلم کی حاملہ تھی۔ ولادت کے بعد اسلام قبول کرنے تک ان کا بچہ بھی انہیں میں رہا۔ پھر اس بچے کو لیکر وہ بنی عباس کے دور میں آئے تھے جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔ جب قتیبہ بن مسلم خراسان کی طرف لوٹا تو بلخار کے سرداروں نے ان کا بڑے تحفے تحائف سے استقبال کیا اور ان کو ایک سونے کی چابی بھی ہدیہ کی۔

اسی سن میں شام، بصرہ اور واسط میں طاعون کی وبا پھیلی، جس کو طاعون فتیات کا نام دیا گیا۔ کیونکہ یہ طاعون شروع میں عورتوں میں پھیلا تھا۔ اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے روم کے شہروں میں جنگ شروع کی اور بہت سوں کو قتل کیا اور قیدی بنالئے اور بہت سارا مال غنیمت بھی سمیٹ لیا، اور روم کے مشہور قلعے بولق اور اُخرم کو بھی فتح کرلیا۔ اسی سال عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مصر کا حاکم بنایا اور یہ تقریب عبدالعزیز کی وفات کے بعد منعقد ہوئی۔ چنانچہ عبداللہ مصر کی امارت کا عہدہ سنبھالنے کے لئے جمادی الثانیہ ۸۶ھ میں پہنچا۔ جبکہ اس کی عمر ستائیس سال تھی۔

اسی سال روم کا بادشاہ اُخرم لوری کا انتقال ہوا۔ اسی سال حجاج نے یزید بن مھلب کو گرفتار کیا تھا۔ اسی سال ھشام بن اسماعیل مخزومی نے لوگوں

کو حج کرایا۔ اسی سال ابوامامہ باھلی اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ کا انتقال ہوا۔ ایک قول کے مطابق عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔ عبداللہ بن حارث فتحِ مصر کے وقت موجود تھے اور وہیں رہائش پذیر رہے اور مصر میں یہی وہ آخری صحابی ہیں جن کا انتقال ہوا۔ نیز ۸۶ھ کے ماہ شوال میں امیر المومنین عبدالملک کا بھی انتقال ہوا۔

اموی خلفاء کے والد عبدالملک بن مروان

شجرہ نسب ...... ان کا پورا شجرہ نسب یہ ہے:
عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ ابوالولید لأ موی۔
ان کی والدہ کا شجرہ نسب یہ ہے:
عائشہ بنت معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ان کی سماعت ثابت ہے۔ نیز اپنے والد کے ساتھ ان کے گھر بھی جا چکے ہیں جبکہ ان کی عمر دس سال تھی۔ یہ وہ پہلے شخص تھے جو لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ۴۲ھ میں روم کے علاقوں میں چل پھر کر آئے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں مدینہ والوں کے امیر مقرر ہوئے، امارت کا یہ عہدہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے سپرد کیا تھا، ان کا اٹھنا، بیٹھنا، فقہاء، علماء، نیک اور عبادت گزار لوگوں میں ہوتا تھا۔

عبدالملک اور روایتِ حدیث ...... انہوں نے روایتِ حدیث اپنے والد کے علاوہ دوسرے حضرات سے بھی کی ہے، جن میں حضرت جابر، ابوسعید خدری، ابوہریرہ، عبداللہ بن عمر، معاویہ، ام سلمہ، بریرہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ ان سے بھی ایک عظیم جماعت نے روایت کی ہے جن میں خالد بن معدان، عروہ، زہری، عمرو بن الحارث، رجاء بن حیوہ، جریر بن عثمان شامل ہیں۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے ان کا نام قاسم رکھا تھا، اسی لئے ان کی کنیت ابوقاسم بیان کی جاتی تھی، پھر اس کا نام تبدیل کر کے عبدالملک رکھ دیا۔ ابن ابی خثیمہ مصعب بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ یہ وہ پہلے شخص تھے کہ اسلام میں جس کا نام عبدالملک رکھا گیا۔ نیز ابن ابی خثیمہ کا کہنا ہے کہ اسلام میں جن کا نام سب سے پہلے احمد رکھا گیا وہ خلیل بن احمد العروضی کے والد ہیں۔

عبدالملک اور بیعت ...... ان کی خلافت کی بیعت ان کے والد مروان کی زندگی میں ۶۵ھ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کی گئی۔ ان کی خلافت مصر اور شام کے علاقوں میں سات سال تک رہی جبکہ دوسرے علاقوں میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم تھی لیکن ۷۳ھ میں جب حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ پیش آیا تو تمام علاقوں پر ان کی خلافت قائم ہوئی۔ عبدالملک اور یزید کی ولادت ۲۶ھ میں ہوئی تھی۔ عبدالملک خلافت سے پہلے عباد اور زہاد میں شمار ہوتے تھے، نیز ان فقہاء میں ان کا شمار ہوتا تھا جو ہر وقت مسجد میں رہتے تھے اور تلاوتِ قرآن پاک میں مشغول رہتے تھے۔ عبدالملک قد وقامت کے لحاظ سے متوسط القامت مردوں میں تھے لیکن چھوٹے قد والے معلوم ہوتے تھے۔ ان کے دانتوں پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ ان کا منہ اکثر کھلا رہتا تھا، بسا اوقات غفلت کی وجہ سے مکھی اندر چلی جاتی تھی، اسی لئے یہ الذباب کے نام سے مشہور تھے۔ جسامت کے لحاظ سے نہ زیادہ نحیف ولاغر تھے اور نہ زیادہ موٹے وفربہ تھے۔ ان کی دونوں بھنویں ملی ہوئی تھیں، آنکھیں نیلی نیلی اور بڑی تھیں، پتلی ناک، وجیہ چہرہ، سر اور داڑھی کے بال سفید تھے لیکن کبھی خضاب نہیں لگایا۔ لیکن بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بعد میں خضاب لگانے لگے تھے۔

نافع کا کہنا ہے کہ میں نے مدینہ میں عبدالملک سے زیادہ چاق وچوبند، سیر وسیاحت کرنے والا اور کتاب اللہ پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اعمش ابوالزناد سے روایت ہے کہ مدینہ کے فقہاء چار اشخاص تھے، ایک سعید بن المسیب، دوسرے عروہ، تیسرے قبیصہ بن ذویب اور چوتھے عبدالملک بن مروان لیکن ان کا شمار فقہاء میں امارت سے پہلے ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ لوگوں نے بیٹے جنے ہیں جبکہ مروان نے باپ جنا ہے

یعنی عبدالملک۔ایک دن جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کا ان کی امارت کے بارے میں اختلاف رائے دیکھا تو کہا کہ کاش! اس لڑکے کی امارت میں سب کا اتفاق ہوتا۔

عبدالملک بن مروان کا کہنا ہے کہ میں بریدہ بن حصیب کی مجالس میں شرکت کیا کرتا تھا، ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ اے عبدالملک تمہارے اندر خصوصیات ہیں اور تم اس قابل ہو کہ تم اس قوم کی سربراہی کر سکو۔ یاد رکھو! ناحق کسی کا خون بہانے سے اجتناب کرنا اس لئے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ:

ان الرجل ليدفع عن باب الجنة بعد ان ينظر اليها علىٰ محجمة من دم يريقه من مسلم

بغیر حق جنت دیکھ لینے کے بعد وہاں سے ایک آدمی کو دھتکار کر نکالا جائے گا جب اس کی تلوار سے ناحق مسلمان کا خون بہتا ہوا دیکھا جائے گا۔

عبدالملک کو ولایت ملنے سے پہلے معاویہ اور عمرو بن العاص نے ایک لمبے واقعے میں ان کی تعریف کی ہے۔

سعید بن داؤد زبیری، مالک اور یحییٰ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ پہلا وہ شخص جس نے ظہر اور عصر کے درمیان نماز پڑھی وہ عبدالملک بن مروان اور اس کے ساتھ چند نوجوان تھے۔ اس پر سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ بکثرت نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا عبادت نہیں ہے بلکہ عبادت امورِ الٰہیہ میں غور وفکر کرنے اور محرمات سے بچنے کا نام ہے۔ امام شعبی نے کہا ہے کہ میں نے کسی مجلس میں اپنے سے زیادہ فضیلت والا کسی کو نہیں پایا سوائے عبدالملک بن مروان کے، اس لئے کہ جب بھی میں کوئی بات کہتا تو وہ اس میں اضافہ کرتے۔ اور جب بھی میں کوئی شعر کہتا تو وہ اس میں اضافہ کرتے۔ خلیفہ بن خیاط نے ذکر کیا ہے کہ معاویہ نے مروان کو ۵۰ ھ میں خط لکھا جبکہ مروان مدینہ میں معاویہ کا نائب تھا، خط میں لکھا تھا کہ اپنے بیٹے عبدالملک کو مدینہ کے وفد میں شامل کر کے بھیج دیں جو معاویہ بن خدیج کی معیت میں مغرب کے شہروں کی طرف جا رہا ہے۔ نیز اس میں عبدالملک کی ان علاقوں میں مجاہدانہ صلاحیت واہلیت کا بھی ذکر کیا گیا تھا۔

عبدالملک مدینہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ واقعۂ حرہ پیش آیا اور ابن الزبیر بلاد حجاز پر غالب آ گئے اور بنوامیہ کو وہاں سے جلاوطن کیا، پھر اپنے باپ کے ساتھ شام چلے گئے اور تمام اہلِ شام نے ان کے والد کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور وہ نو ماہ تک امیر المؤمنین بنے رہے۔ اس کے بعد عبدالملک کو ولی عہد بنایا اور پھر عبدالملک امیر بن گئے۔ رمضان کے شروع میں یا ربیع الاول ۶۵ ھ میں مستقل طور پر عبدالملک امیر بنا دئے گئے اور جمادی الاولی ۷۳ ھ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد لوگوں نے متفقہ طور پر عبدالملک کو اپنا خلیفہ اور امیر تسلیم کر لیا اور تمام بلاد پر ان کی امارت قائم ہو گئی۔

ثعلب نے ابن الاعرابی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب عبدالملک کو پوری طرح اقتدار مل گیا اور اس کی خلافت قائم ہو گئی تو ان کی گود میں قرآن پاک تھا اس کو بند کر دیا اور کہا کہ هذا فراق بيني و بينك یعنی آج میرے اور تیرے درمیان بُعد اور دوری پیدا ہو گئی۔

ابوالطفیل کا کہنا ہے کہ عبدالملک کے لئے ایوانِ امارت کو وسیع اور کشادہ کیا گیا اور اس میں تزئین وآرائش کی گئی تھی۔ یہ اس میں داخل ہوئے اور پھر کہا کہ لقد كان حشمة الاحوازی یعنی عمر بن الخطاب۔

عبدالملک خون بہانے میں بڑا دلیر تھا اور بڑا عقلمند، ہوشیار و بیدار مغز اور سیاسی معاملات کو بخوبی سمجھنے والا امیر تھا، وہ کسی معاملے میں بھی دوسروں پر بھروسہ نہیں کرتا تھا۔ اس کی ماں عائشہ بنتِ معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص تھی اور اس کا والد معاویہ تھا جس نے حضور ﷺ کے چچا کی ناک جنگ اُحد میں کاٹی تھی۔

سعید بن عبدالعزیز کا کہنا ہے کہ جب عبدالملک عراق کی طرف مصعب بن عمیر سے لڑنے نکلے تو اس کے ساتھ یزید بن اسود الجرشی بھی نکلے تھے۔ جب دونوں جماعتوں کی آپس میں مڈبھیڑ ہوئی تو یزید بن اسود نے دعا کی کہ اے اللہ! ان دونوں پہاڑوں کے درمیان رکاوٹ حائل کر دے اور ان دونوں میں سے جو تجھے پسندیدہ ہو اس امارت عطا کر دے۔ اس کے بعد عبدالملک کامیاب ہوا، حالانکہ مصعب بن زبیر عبدالملک کیلئے مشکل ترین آدمی تھا ہم نے اس سے قبل عبدالملک کا مصعب بن زبیر کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کر دیا ہے۔

سعید بن عمر نے مزید لکھا ہے کہ جب عبدالملک کی خلافت کیلئے بیعت مکمل ہو گئی تو عبداللہ بن عمر نے ان کو خط لکھا کہ:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ بن عمر کی طرف سے امیر المومنین عبدالملک کے نام خط۔

بعد از سلام! اللہ وحدہ لاشریک کی تعریف کے بعد میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ تم راعی (نگہبان، امیر) ہو اور ہر راعی سے اس کی رعیت (ماتحت) کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ حدیث مبارک کے مفہوم کو بیان کرنے بعد قرآن کریم کی آیت تحریر کی کہ اللّٰہ لاالٰہ الاھو لیجمعنکم الی یوم القیٰمۃ لاریب فیہ ومن اصدق من اللہ حدیثاً، (سورۃ النساء ۸۷) یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہی تمہیں قیامت کے دن ضرور جمع کرے گا، جس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں، اور اللہ سے زیادہ سچا اور کون ہے؟

علامہ واقدی نقل کرر ہے ہیں کہ مجھے ابن ابی میسرہ نے ابوموسیٰ الخیاط اور ابی کعب کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اے اہلِ مدینہ! مجھ پر سب سے زیادہ ایک امر کا التزام ضروری ہے، ملک کے مشرقی علاقوں سے ہمارے پاس بہت سی احادیث پہنچی ہیں، ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں، اس لئے تم لوگ بھی اپنے لئے اسی چیز کو لازم پکڑو جو اس قرآن پاک میں ہے اور جسے تمہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہنچایا ہے اور اپنے فرائض پر اچھی طرح عمل پیرا ہو جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمہیں لگایا ہے۔

انہوں نے اس معاملہ میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اور یہ کیا ہی خوب مشیر تھے۔ اسلام کے معاملہ میں انہوں نے جو مناسب سمجھا فیصلہ کر دیا اور وجہ اختلاف کو ختم کر دیا۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے پچھتر (۷۵) ہجری میں حج کیا، ابن زبیر کے قتل کے دو سال بعد جس میں ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا، مجھ سے پہلے جو خلفاء تھے وہ مال کھاتے تھے اور کھلاتے تھے اور میں اللہ کی قسم اس امت کی بیماری کی دوا تلوار کے ساتھ کروں گا اور میں کمزور خلیفہ نہیں ہوں۔ یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح اور مداھن خلیفہ ہوں یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ اور نہ ہی عیب دار خلیفہ ہوں یعنی یزید بن معاویہ۔ اور پھر فرمایا کہ لوگوں میں تم سے ہر طرح کے مالی حقوق وصول کرلوں گا اور عمرو بن سعید اور اس کے بیٹے کا حق قرابتداری کا ہے اور ڈرایا اور فرمایا کہ تم یہ بات غائبین تک پہنچا دو۔

اصمعی کی روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان سوار ہوئے۔ ان کا اونٹ چلانے والا یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

یا ایھا البکر الذی اداکا
علیک سھل الارض فی ممشاکا
ویحک ھل تعلم من غلاکا
خلیفۃ اللّٰہ الذی امتطاکا
لم یحب بکراً مثل ما حباکا

جب عبدالملک نے یہ اشعار سنے تو فرمایا، اے فلانے میں نے آپ کے لئے دس ہزار کا حکم دے دیا۔ پھر عبدالملک نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ زبان بھی انسان کا ایک حصہ ہے اور ہم اپنے اس قیام کے بعد خاموشی اختیار کرتے ہوئے لغو اور بے کار باتوں سے بچنے کے لئے بڑوں جیسی باتیں کرتے ہیں۔ ہماری کوتاہیاں جڑ پکڑ گئی ہیں اور اس کی شاخیں جھکی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد موقع محل اور مختصر اور جامع مانع کلام کریں گے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ عبدالملک کو کسی نے کہا کہ آپ جلدی بوڑھے ہو گئے۔ جواب دیا کہ کیوں بوڑھا نہ ہوں۔ میں اپنی عقل کو لوگوں میں ہفتہ میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ استعمال کر رہا ہوں۔

ایک دوسرے شخص نے بھی عبدالملک سے سوال کیا تھا کہ آپ جلدی بوڑھے ہو گئے۔ جواب دیا کہ منبر پر چڑھنے اور بات کے خوف کی وجہ سے۔ ایک شخص عبدالملک کے سامنے بات کرنے میں ہزاروں مرتبہ پھسلا۔

زہری فرماتے ہیں کہ عبدالملک نے فرمایا کہ علم عنقریب اٹھ جائے گا۔ جس شخص کے پاس ہے جلدی سے پیش کرے، نہ خیانت کرے اور نہ پہلوتہی کرے۔ اس کے علاوہ عبدالملک کے خطبے میں وعظ ونصیحت کی باتیں ہوتی تھیں۔

ایک مرتبہ عبدالملک کا ایک پیسہ ایک کنویں میں گر گیا۔ پھر تیرہ (۱۳) دینار دے کر نکلوایا۔ کسی نے اعتراض کیا تو فرمایا کہ اس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا۔ جب لوگوں میں فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھتے تو لوگ سر پر تلوار لے کر کھڑے ہو جاتے اور یہ اشعار پڑھتے تھے:

انــــا اذا مــــالــــت دواعــــی الھــــوی
وانــــصــــت الســــامــــع لــــلــــقــــائــــل
واصــــطــــرع الــــنــــاس بــــالــــبــــابھــــم
نــــقــــضــــی بــــحــــکــــم عــــادل فــــاصــــل
لانــــجــــعــــل الــــبــــاطــــل حــــقــــا ولا
نــــلــــفــــط دون الــــحــــق بــــالــــبــــاطــــل
نــــخــــاف ان تــــســــفــــه احــــلامــــنــــا
فــــنــــجھــــل الــــحــــق مــــع الــــجــــاھــــل

اعمش فرماتے ہیں کہ انس بن مالک نے عبدالملک کو خط لکھا جس میں حجاج کی شکایت کی تھی اور لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص عیسیٰ بن مریم کی خدمت کرے تو نصاریٰ اس کو معزز سمجھیں گے اور اگر موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کرے یا ان کو دیکھے تو یہود اس کو محترم سمجھیں گے اور میں رسول اللہ ﷺ کا خادم ہوں اور ساتھ کھانا کھایا ہے اور نکلا ساتھ اور ساتھ داخل ہوا اور دشمنوں سے جہاد کیا جبکہ حجاج نے مجھے تکلیف پہنچائی اور ایسا ایسا کیا۔ عبدالملک خط سن کر رونے لگا اور غصہ ہوا۔ پھر ایک سخت خط حجاج کی طرف لکھا۔ جس کی وجہ سے حجاج نے معذرت کی۔

کسی نے لکھا ہے کہ ایک شخص عبدالملک کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے آپ سے تنہائی میں ایک بات کرنی ہے۔ اس پر عبدالملک نے ان سے کہا کہ ٹھیک ہے مگر تین باتوں سے بچتے رہنا، ایک یہ کہ میری مدح سرائی سے بچنا، دوسری بات یہ کہ مجھ سے جھوٹ مت بولنا اور تیسری بات یہ کہ میری رعیت میں سے کسی کے بارے میں کچھ مت کہنا۔

اسی طرح ایک شخص ایک دور جگہ سے عبدالملک کے پاس آیا تو اس سے کہا کہ چار باتوں کے علاوہ جو چاہو کہو، اول یہ کہ میری تعریف نہ کرنا، دوم یہ کہ میرے سوال کے مطابق جواب دینا، سوئم یہ کہ مجھ سے جھوٹ مت بولنا اور چہارم یہ کہ میری رعایا کے خلاف مجھے نہ بھڑکانا۔

اصمعی فرماتے ہیں کہ عبدالملک کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے ان کے خلاف خروج کیا تھا۔ حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دو۔ اس شخص نے کہا کہ آپ کی طرف سے میرا یہ بدلہ ہے۔ اس سے پوچھا کہ پھر کیا بدلہ ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میں جس شخص کے ساتھ بھی نکلا ہوں وہ ناکام ہوا اور شکست کھائی اور ان کا لشکر منتشر ہوا۔ یہ بات سن کر ہنسی آ گئی اور چھوڑ دیا۔ عبدالملک سے کسی نے پوچھا کہ کونسا شخص سب سے بہتر ہے؟ تو فرمایا کہ جو بلندی کے بجائے تواضع کرے اور قدرت کے باوجود زہد اختیار کرے اور انتقام قدرت کے باوجود نہ لے۔ بہترین مال وہ ہے جو قابل تعریف ہو یا مذمت کو دور کرے۔ یہ کبھی نہ کہو کہ کون پالے گا۔ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ اور عیال ہے۔

عبدالملک نے اپنی اولاد کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا کہ ان کو سچ سکھاؤ۔ جیسے کہ قرآن سکھایا جاتا ہے اور ان کو کمینہ پن سے بچاؤ اس لئے کہ وہ لوگ برے ہیں۔ ان میں خیر کی رغبت کم ہوتی ہے۔ انہیں حسد سے بچاؤ اور بالوں کو چھوٹے کرو تا کہ گردن مضبوط ہو اور گوشت کھلاؤ تا کہ صحت مند ہوں۔ ان کو اشعار سکھاؤ اور عرضاً مسواک کرنا سکھاؤ اور پانی کو چوسنا اور کپڑوں کو نہ سمیٹنا، ان باتوں کو سیکھ کر یہ باعزت ہو جائیں گیا اور لوگوں میں ذلیل نہ ہوں گے۔

ھیثم بن عدی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک نے لوگوں کو اپنے پاس آنے کی خصوصی اجازت دی۔ چنانچہ ایک خستہ حال شخص نے دخول کی اجازت چاہی لیکن چوکیداروں نے اجازت نہ دی۔ یہ شخص عبدالملک کے پاس ایک رقعہ پھینک کر چلا گیا اور پتہ بھی نہ چلا کہ کہاں غائب ہوا۔ اس رقعہ میں لکھا ہوا تھا کہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاایھا الانسان ان اللّٰہ قد جعلک ......الخ

ترجمہ: ......اے انسان! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان کھڑا کر دیا ہے، پس تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کر، جو تجھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دے گی اور یقیناً جو لوگ اللہ کے راستے سے بھٹک جاتے ہیں، ان کے لئے سخت عذاب ہے بوجہ اس کے کہ انہوں نے حساب کتاب کے دن کو بھلا دیا تھا۔ اور کیا وہ یقین نہیں کرتے کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے جس دن لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے، اس دن سب لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے جمع ہوں گے اور وہ حاضری کا دن ہوگا۔ اور ہم انسان کو ایک متعینہ مدت تک مہلت دیتے ہیں۔ اور یہ ان کے ویران گھر ہوں گے بوجہ ان گناہوں کے جو انہوں نے کئے تھے۔ اور میں تجھے اس دن سے ڈراتا ہوں جس دن پکارنے والا پکارے گا کہ ان لوگوں کو اور ان کے جوڑوں کو جمع کرلو جنہوں نے ظلم کیا۔ خبردار ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

اس مکتوب کو پڑھ کر عبدالملک کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا اور وہ حرم سرائے میں داخل ہوا اور کئی دنوں تک اس کے چہرے کا رنگ تبدیل رہا۔ زر بن حبیش نے عبدالملک کو خط لکھا تھا، اس کے آخر میں لکھا تھا کہ اے امیر المومنین! تجھے کہیں درازی عمر کا لالچ اس لئے پیدا نہ ہو کہ بظاہر تیری صحت اچھی ہے، تجھے اپنا حال خود ہی اچھا معلوم ہو جائے گا اور جو لوگ تجھ سے پہلے جو کچھ کہہ گئے ہیں اس کو مت بھولنا۔ ترجمہ: جب لوگوں کی اولادیں پیدا ہوئیں اور ان کے جسم بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گئے۔ اور ان کو ہر وقت بیماریاں لگی رہیں، تو یاد رکھو کہ! یہ ایسی کھیتیاں ہیں کہ جن کے کٹنے کا وقت قریب آ چکا ہے۔ عبدالملک نے جب اس خط کو پڑھا تو روتے روتے اس کے کپڑے تر ہو گئے اور پھر کہا کہ صدق زر یعنی زر بن حبیش نے سچ کہا۔ اگر وہ اس کے علاوہ کچھ اور لکھتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔

عبدالملک نے سنا کہ اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت کا تذکرہ کرتی ہے تو فرمایا کہ میں تم کو منع کرتا ہوں۔ وہ امراء کے حق میں سخت اور رعیت کے حق میں بھی سخت تھے۔

عبدالملک ام الدرداء کے حلقہ میں مسجدؐ کے پچھلے حصے میں داخل ہوئے۔ دمشق میں ایک دن انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے عبادت اور افعال حج کے بعد شراب پی ہے اور دوسری چیز کا تذکرہ کیا۔ اتنے میں ان کا غلام آ گیا، جس کو کسی کام سے بھیجا ہوا تھا۔ پھر اس کو کہا کہ تجھے کس چیز نے روک لیا تھا۔ اللہ کی تجھ پر لعنت ہو۔ ام الدرداء نے فرمایا کہ امیر المومنین ایسا مت کرو۔ میں نے ابوالدرداء سے سنا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے تھے کہ جنت میں لعنت کرنے والا داخل نہ ہوگا۔

عبدالملک بن مروان نے ایک مرتبہ کہا کہ مجھے نیکی کرنے سے خوشی اور برائی کرنے سے خوف نہیں ہوتا۔ سعید نے کہا کہ اب آپ کے دل کی موت کامل ہو گئی ہے۔ اس میں حیات نافعہ ختم ہو چکی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بغیر ایمان کے دنیا سے رخصت ہوئے۔

مومن وہ ہے جس کو نیکی خوش کرے اور برائی پریشان کرے اور جب نیکی سے خوشی اور برائی سے خوف نہ ہو تو وہ دل مردہ ہے۔ اس میں ایمان نہیں۔ اگرچہ وہ اپنی زبان سے اقرار کرے اور اپنے اعضاء سے عمل بھی کرے۔

اصمعی کی ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک فصیح و بلیغ خطبہ دے رہا تھا، اچانک اس کو روک کر رونے لگا اور پھر کہا:

یارب! انّ ذنوبی عظیمۃ، و ان قلیل عفوک اعظم منھا، اللّٰھم فامح بقلیل عفوک عظیم ذنوبی

یعنی اے میرے پروردگار! میرے گناہ بڑے اور بہت زیادہ ہیں اور یقیناً آپ کا کم سے کم معاف کرنا ان گناہوں سے کہیں زیادہ ہے، اے میرے اللہ! اپنے قلیل عفو سے میرے عظیم گناہوں کو معاف فرما دیں۔

راوی کا کہنا ہے کہ جب حسن کو یہ خبر ملی تو وہ رونے لگا اور پھر کہا کہ لو کان کلام یکتب باطل بالذھب لکتب ھذا الکلام کہ اگر کوئی کلام سونے سے لکھنے کے قابل ہوتا تو یہ کلام سونے سے لکھا جا سکتا تھا۔ حسن کے علاوہ دیگر لوگوں نے بھی اس دعا کے بارے میں حسن جیسی رائے کا اظہار کیا ہے۔

مسہر الدمشقی کا بیان ہے کہ عبدالملک بن مروان کے سامنے ایک مرتبہ دستر خوان لگایا گیا تو اس نے خادم سے کہا کہ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو بلا لاؤ۔ اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین! وہ تو وفات پا چکے ہیں۔ عبدالملک نے کہا کہ اس کے باپ عبداللہ بن خالد بن اسید کو بلا لاؤ، اس پر خادم نے کہا کہ وہ بھی وفات پا چکے ہیں۔ پھر عبدالملک نے کہا کہ خالد بن یزید بن معاویہ کو بلاؤ تو خادم نے کہا کہ وہ بھی مر چکے ہیں۔ اس کے بعد عبدالملک نے بہت سارے لوگوں کے نام لئے کہ فلاں فلاں کو بلاؤ بلکہ بہت سے ایسے لوگوں کو بھی بلانے کا حکم دیا جن کے بارے میں اسے معلوم تھا کہ وہ مر چکے ہیں۔ لیکن سب کے بارے میں یہی جواب ملا کہ وہ تو مر چکے ہیں تو پھر عبدالملک نے دستر خوان اٹھانے کا حکم دیا اور پھر یہ شعر پڑھا:

ذھبت لداتی و انقضت ایامھم   وغبرت بعد ھم ولستُ بخالد

''میری عمر کے لوگ گذر چکے ہیں اور ان کا زمانہ گذر چکا ہے۔ ان کے بعد میں بچا ہوا ہوں۔ لیکن میں بھی ہمیشہ رہنے والا نہیں ہوں۔''

کہتے ہیں جب عبدالملک کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے لڑکے ولید کو روتا ہوا دیکھ کر کہا، یہ باندیوں اور کنیزوں کی طرح رونا کیسا؟ پھر عبدالملک نے اپنے لڑکے سے کہا جب میری روح نکل جائے کمر کس لینا، ہمت اور حوصلہ سے کام لینا، چیتے کی طرح ہوشیار اور چوکنا رہنا، ہمیشہ حالات کا احتیاط سے جائزہ لینا، قریش سے محتاط رہنا، اے ولید تجھے خلیفہ بنایا گیا ہے، اس بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میری وصیت کو یاد رکھنا، میرے بھائی معاویہ پر نظر کرم رکھنا، میرے بھائی محمد پر بھی دست شفقت رکھنا اسے جزیرہ کا حاکم بنانا، معزول نہ کرنا، میرے عم زاد علی ابن عباس کا خیال رکھنا اگر چہ اس نے ہم سے محبت کا رشتہ ناطہ توڑ دیا ہے لیکن پھر بھی اس کا ہمارے ساتھ نسبی تعلق ہے اور ہم پر اس کا حق ہے جس کی پاسداری ضروری ہے نیز حجاج بن یوسف کے ساتھ اعزاز و اکرام کا معاملہ رکھنا کیوں کہ اس نے تمہارے دشمنوں کو زیر کر کے تمہارے لئے ملک حاصل کیا، خوارج کی بیخ کنی کی، تم تمام بھائی افتراق و انتشار سے بچ کر ہمیشہ اتفاق و اتحاد سے رہنا اور ایک ماں کی اولاد بن کر ایک رہنا، جنگ میں احرار بن کر رہنا، نیکی کے لئے منارہ بنے رہنا اور جنگ بھی قبل از وقت موت نہیں لاسکتی نیکی، انسان کی نیک نامی اور قلوب میں محبت کا ذریعہ ہے اور نیکی ہی انسان کے ذکر جمیل کا سبب بنتی ہے۔

اس کے بعد اس نے کہا میں مر جاؤں تو لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف دعوت دینا، انکار کرنے والوں کو تلوار کے حوالے کرنا، اپنی بہنوں کا بھی خیال رکھنا، خصوصاً فاطمہ سے حسن سلوک کرنا، اس نے ماریہ کی دونوں بالیاں اور در نایاب اسے دیئے تھے اور کہا اے اللہ اس کے بارے میں میری حفاظت فرمانا۔ اس نے اس کی شادی اپنے عم زاد عمر بن عبدالعزیز سے کر دی تھی۔ عبدالملک نے اپنی موت کے وقت غسال کے بارے میں سنا کہ وہ کپڑے دھوتا ہے، اس نے کہا کہ کاش میں بھی غسال ہوتا روزانہ میں اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتا اور میں خلیفہ نہ بنتا، پھر اس نے تمثیل کے طور پر چند اشعار پڑھے:

(۱)......میں نے ایک طویل عرصہ حکومت میں گزارا اور ساری دنیا میرے تابع ہو گئی۔

(۲)......میں نے لوگوں کو عمدہ مال اور مثبت و منفی احکام دیئے اور تمام جابر بادشاہ میرے تابع ہو گئے۔

(۳)......لیکن وہ تمام عمور جن سے دنیا میں مجھے مسرت حاصل ہوتی وہ ایک میٹھے اور شیریں خواب کی طرح گزر گئے۔

(۴)......کاش میں حکومت میں اتنی دلچسپی نہ لیتا اور میں خوش گوار زندگی کو وسعت نہ دیتا۔ معاویہ بن ابی سفیان نے بھی بوقت وفات یہ اشعار کہے تھے۔

ابو مسہر کا قول ہے، مرض الوفات میں عبدالملک سے اس کا حال پوچھا گیا، اس نے جواب دیا میرا حال وہی ہے جو قرآن کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے اور تم ہمارے پاس فرداً فرداً آ ؤ گے جیسا کہ ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ سعید بن عبدالعزیز کا قول ہے عبدالملک نے بوقت وفات محل کے دروازے کھولنے کا حکم دیا دروازے کھلنے کے بعد اس نے محل میں دھوبی کو دیکھ کر کہا کاش میں بھی دھوبی ہوتا اور روزانہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا۔ جب سعید بن المسیب کو اس کی بات بتائی گئی تو انہوں نے فرمایا تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے موت کے وقت ان جیسے لوگوں کو بھی ہماری طرف بھگایا اور ہم کو ان کی طرف نہیں بھگایا۔ راوی کا قول ہے عبدالملک اپنی وفات کے وقت پشیمان تھا اور اپنا سر پیٹ رہا تھا اور کہتا تھا کہ کاش میں روزانہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا اور اللہ کی اطاعت و عبادت میں مشغول رہتا۔

کسی کا قول ہے بوقت وفات عبدالملک نے اپنے لڑکوں کو بلا کر وصیت کی۔ اس کے بعد کہا، اللہ کا شکر ہے کہ میں نے اپنے دور حکومت میں کسی

بڑے چھوٹے سے کوئی سوال نہیں کیا پھر اس نے یہ شعر پڑھا اگر ہلاک ہو گئے تو ہمارے بعد کون ہمیشہ زندہ رہے گا کیا باقی لوگ مر کر عار میں مبتلا ہوں۔ بعض کا قول ہے اس نے وفات کے وقت لوگوں سے کہا مجھے اوپر اٹھاؤ چنانچہ اسے اوپر اٹھایا گیا تو ہوا کا ایک جھانکا اس کے دماغ میں لگا تو اس نے کہا اے دنیا تیری خوشبو کتنی اچھی ہے تیرا طویل قصیر اور کثیر حقیر ہے اور ہمیں تیرے بارے میں دھوکہ لگا ہوا ہے بعد ازاں اس نے مثال کے طور پر دو شعر پڑھے:

(۱)......اے باری تعالیٰ اگر آپ میری گرفت کریں گے تو آپ کی گرفت میرے لئے عذاب ثابت ہوگی جس سے رہائی مشکل ہے۔

(۲)......اگر آپ معاف فرمادیں تو آپ کثرت سے گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں۔

مورخین کا قول ہے جمعہ یا جمعرات یا بدھ کے روز ۸۶ھ میں وسط شوال میں دمشق میں عبدالملک نے وفات پائی۔ وفات کے روز اس کی عمر ابو معشر اور واقدی کے قول کے مطابق ۶۰ سال تھی۔ مدائنی کے قول کے مطابق ۶۳ سال تھی، بعض کے قول کے مطابق اٹھاون سال تھی۔ اس کے بعد نامزد ولی عہد اس کے لڑکے ولید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ باب الجابیۃ الصغیر میں دفن کئے گئے۔ ابن جریر نے اس کی اولاد اور اس کے ازواج کی یہ تفصیل بیان کی عبدالملک کی بیوی ولادۃ بنت العباس بن جزء بن حارث بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن حارث بن قطیعہ بن عبس بن بغیض سے اس کی اولاد یہ تھی، ولید، سلیمان، مروان الاکبر اور عائشہ، اس کی دوسری بیوی عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان سے اولاد یہ تھی، یزید، مروان الاصغر، معاویہ درج اور ام کلثوم تھی۔ مدائنی کے مطابق عائشہ بنت ھشام بن اسماعیل المخزومی سے ہشام پیدا ہوئے، ان کی والدہ عائشہ کو ام ہشام کہا جاتا تھا۔ ایک اور بیوی کا نام عائشہ تھا، عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تیمی، اس سے ابوبکر پیدا ہوئے۔ اسے بکار کہا جاتا تھا ایک اور بیوی ام ایوب بنت عمرو بن عثمان بن عفان تھی، اس سے حکم درج پیدا ہوا۔ اسی طرح ایک اور بیوی مغیرہ بن مغیرہ بن خالد بن عاص بن ھشام بن مغیرہ مخزومی تھی۔ اس سے فاطمہ پیدا ہوئی۔ عبداللہ مسلمہ، منذر، عنبسہ، محمد، سعد الخیر اور حجاج مختلف بیویوں کی اولاد ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اس کی مذکر و مؤنث اولاد کی کل تعداد ۱۹ تھی۔

عبدالملک کی کل مدت خلافت ۲۱ سال تھی جن میں سے نو ابن الزبیر کے ساتھ وہ حکومت میں شامل تھا، ۱۳ سال ساڑھے تین ماہ مستقل اس کی خلافت رہی، اس کا قاضی ابوادریس خولانی، اس کا کاتب روح بن زنباع، اس کا حاجب اس کا غلام یوسف، اس کے بیت المال اور مہر کا منتظم قبیصہ بن ذویب اور اس کا پولیس افسر ابوالزعیزعہ تھا۔ قبل ازیں ہم اس کے عمال کا ذکر کر چکے ہیں۔

مدائنی کا قول ہے عبدالملک کی اور بھی بیویاں تھیں ان میں سے شقراء بنت سلمہ بن حلبس الطائی اور دوسری حضرت علی کی لڑکی جس کے والد کی والدہ بنت عبداللہ بن جعفر تھی۔

خواص کی وفات

ارطاۃ بن زفر...... بن عبداللہ بن مالک بن شداد بن ضمرۃ بن عقفان بن ابی حارثہ بن مرۃ بن شبہ بن نمیط بن مرۃ بن عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان ابوولید مری جو ابن شہبہ کی کنیت سے مشہور تھے۔ شہبہ اصل میں اس کی والدہ ہے۔ شہبہ بنت رامل بن مروان بن زہیر بن ثعلبہ بن خدیج بن جشم بن کعب بن عون بن عامر بن عوف ہے۔ یہ بنی قلب کی قیدی تھی اور یہ ضرار بن ازور کے پاس تھی۔ اس کے بعد حاملہ ہونے کی حالت میں زفر کے پاس چلی گئی اور ارطاۃ کو لے کر اس کے پاس رہی۔ ارطاۃ نے ۱۳۰ سال عمر پائی۔ ارطاۃ سید، شریف، مطاع، قابل تعریف اور فی البدیہ شاعر تھا۔ مدائنی کا قول ہے بنی غقفعان بن حنظلہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن حارث بنی مرۃ بن مرہ میں شبہ میں داخل ہو گئے، چنانچہ انہیں بنی غقفعان بن ابی حارثہ بن مرۃ کہا جاتا تھا۔ ایک بار ابوالولید ارطاۃ بن زفر عبدالملک کے پاس آیا تو اس نے عبدالملک کو یہ اشعار سنائے:

(۱)......زمین جس طرح پڑے ہوئے لوہے کو کھا جاتی ہے، اسی طرح لیل و نہار کی گردش انسان کو کھا جاتی ہے۔

(۲)......موت آنے کے بعد انسان کو تھوڑی سی مہلت بھی نہیں دیتی۔

(۳)...... جب موت دوبارہ آئے گی تو عبدالملک کو نذرانہ میں لے جائے گی۔
راوی کا قول ہے کہ عبدالملک اس کے اشعار سن کے تھرتھرا گیا کیوں کہ اس نے خیال کیا کہ ارطاۃ کے اشعار کا مخاطب وہی ہے۔ ارطاۃ نے کہا اے امیر المومنین ان اشعار میں میں نے خود اپنے آپ کو مخاطب کیا ہے۔ عبدالملک نے کہا قسم بخدا تم پر جو کچھ گزرے گا مجھ پر بھی گزرے گا۔

مطرف بن عبداللہ بن شخیر ...... آپ کبار تابعین، عمران بن حصین کے ساتھی اور مستجاب الدعوات تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے انسان کو عقل سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں بخشی گئی نیز آپ کا قول ہے کہ جب انسان کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے تو اللہ فرماتا ہے یہ میرا سچا بندہ ہے نیز آپ ہی کا قول ہے جب تم کسی مریض کی عیادت کے لئے جاؤ اور اسے اپنے لئے دعا کرتے پاؤ تو اس کی دعا تمہارے لئے ضرور قبول ہوگی کیوں کہ وہ ٹوٹ پھوٹ چکا ہوتا ہے اور اس کی دعا رقت قلب سے ہوتی ہے نیز فرمایا عمل آخرت کے ذریعے دنیا کی طلب سب سے قبیح چیز ہے۔
اُس نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا کہ جب تمہیں کوئی ضرورت ہو تو مجھ سے بات نہ کرنا۔ میں ظلم کے متعلق سوال کو پسند نہیں کرتا لیکن کسی کاغذ پر لکھ کر میری طرف بھیج دینا اور فرماتے تھے کہ موت نے اہل دنیا کی نعمتوں کو ختم کر دیا۔ اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ میری موت کب آئے گی تو میری عقل ختم ہو جائے گی۔ لیکن اللہ نے اپنے بندوں کو عمل دے کر احسان کیا اور موت کو پوشیدہ رکھا۔ اگر موت سے غفلت نہ ہوتی تو کوئی خوشی سے زندگی نہ گزارتا اور بازار درہم برہم ہو جاتے۔ جب مطرف گھر میں داخل ہوئے تو ان کے گھر کے برتن بھی تسبیح کرتے۔ آپ گاؤں میں رہتے تھے اور اس سے جمعہ کے دن صبح سویرے آتے تھے۔ ایک مرتبہ اہل قبور کو خواب میں دیکھا کہ کہہ رہے ہیں یہ مطرف ہے جمعہ کے لئے جا رہا ہے۔ فرماتے تھے کہ مجھے معلوم ہے کہ پرندے فضا میں کیا کہتے ہیں۔ کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ سلام، سلام کہتے ہیں اور فرماتے تھے کہ نیک اعمال کرو۔ ہمیں اللہ کی نعمت سے درجات کی امید ہے اور اگر معاملہ سخت ہوا تو ہم کو ڈرنا چاہئے۔ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ تو ہم سے راضی ہو جا، اگر راضی نہیں ہے تو ہمیں معاف فرما دے۔ اس لئے کہ مولیٰ اپنے غلام کو معاف کر دیتا ہے، جبکہ وہ راضی نہ ہو۔ انہوں نے اپنے گھر میں قبر کھودی تھی۔ جس میں اتر کر روزانہ نماز پڑھتے اور قرآن پڑھتے تھے۔ مطرف کا بصرہ میں انتقال ہوا۔ آپ کا امراء اور خلفاء کے نزدیک مقام تھا۔ لوگوں میں سے نیک تھے اور حجاب الدعواۃ تھے۔ ایک شخص نے کسی امیر کے سامنے ان کے متعلق جھوٹ بولا تو فرمایا کہا اے جھوٹ بولنے والے، اللہ تجھے جلدی موت دے۔ لہٰذا وہ مردہ واپس ہوا۔

بانی جامع دمشق ولید بن عبدالملک کی خلافت ...... اسی سال وسط شوال جمعرات یا جمعہ کے روز ولید بن عبدالملک باب الجابیہ الصغیر میں اپنے والد کو دفن کرنے کے بعد گھر کے بجائے سیدھا جامع دمشق کے منبر پر پہنچا۔ اس کے خطبہ کا حاصل یہ تھا۔ سب سے پہلے اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اس کے بعد کہا میں امیر المومنین کی وفات کے صدمات پر اللہ سے مدد کا خواستگار ہوں خلافت جیسی نعمت کے حصول پر میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اے لوگو کھڑے ہو جاؤ اور میری بیعت کرو۔ سب سے پہلے عبداللہ بن ہمام سلولی نے اس کی بیعت کی اس کے بعد اس نے دو اشعار پڑھے:

(۱)...... اللہ نے تجھے سب سے قیمتی چیز عطا کر دی۔ ملحدین نے نافرمانی کا ارادہ کیا ہوا ہے۔
(۲)...... لیکن تمام رکاوٹوں کے باوجود اللہ نے تیری گردن میں خلافت کا طوق ڈال دیا۔

اس کے بعد دیگر لوگوں نے اس کی بیعت کی واقدی کا قول ہے اس نے حمد وثناء کے بعد کہا اے لوگو اللہ کی طرف سے مقدم شے کو کوئی مؤخر اور مؤخر شے کو کوئی مقدم نہیں کر سکتا۔ جو کچھ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوا ہے عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور موت کے فرشتوں کے ساتھ جو معاملات ہوں گے صدیقین و صالحین کے ساتھ جو حسن سلوک ہوگا اور دشمنان خدا کے ملکوں پر عذاب نازل ہوتا ہے سرحدوں پر جو جنگیں ہوتی ہیں اور دنیاوی امور جو لوگوں کو پیش آتے ہیں ان سب میں قضاء الٰہی کو ہی داخل ہوتا ہے۔ اس کے بعد ولید نے لوگوں سے کہا، اے لوگو! تم پر امیر کی سمع واطاعت لازم ہے، جس نے ہماری اطاعت کی اس نے اپنے آپ کو بچا لیا جس نے ہماری مخالفت کی وہ ہلاک ہو گیا اس کے بعد ولید منبر سے نیچے اتر گیا ولید سخت دل اور کم گو خلیفہ تھا وہ عشق کے مرض سے پاک تھا اس کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں قوم لوط کا تذکرہ نہ کرتا تو شاید

لوگ عورتوں کو چھوڑ کر لڑکوں کے پاس نہ جاتے ولید پوری دنیا کی عمارتوں میں سب سے حسین ترین عمارت جامع دمشق کا پانی تھا اسی سال ذیقعدہ میں ولید نے اس کی تعمیر شروع کی تھی اور پورے دس سال میں اس کی تعمیر کی تکمیل ہوئی اس کی تکمیل کے ساتھ ولید کی خلافت بھی ختم ہوگئی جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آئے گا۔ شروع میں اس مسجد کی جگہ ایک کنیسہ تھا جو کنیسہ یوحنا سے مشہور تھا جب صحابہ نے دمشق فتح کیا تو اس کے دو حصے کر دیئے انہوں نے اس کی مشرقی جانب مسجد بنادی اور مغربی جانب کنیسہ رہنے دیا۔ ۱۴ھ سے لے کر اب تک اسی طرح چلا آ رہا ہے ولید نے خلیفہ بننے کے بعد اس کے مغربی حصہ سے کنیسہ ختم کر کے اسے بھی مسجد میں شامل کر دیا عسائیوں کو اس کے بدلہ کنیسہ مریم دے کر ساری جگہ پر ایک حسین وجمیل دلکش مسجد تعمیر کر دی۔

واقعات ۸۷ھ

اسی سال ولید بن عبدالملک نے ہشام بن اسماعیل کو مدینہ کی امارت سے معزول کر کے اپنے عم زاد اور اپنے بہنوئی عمر بن عبدالعزیز کو اس کی جگہ حاکم بنادیا آپ ماہ ربیع الاول میں تیس اونٹوں پر سوار ہو کر مدینہ پہنچے آپ مروان کے گھر میں داخل ہوئے لوگ آپ کو سلام کرنے کے لئے آئے اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے دس فقہاء مدینہ عروۃ بن زبیر، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ، ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ھشام، ابو بکر سلیمان بن خیثمہ، سلیمان بن یسار، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ بن عمر، ان کا بھائی عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اور خارجہ بن زید بن ثابت کو بلوایا، چنانچہ وہ سب آپ کے پاس پہنچ گئے۔

آپ نے حمد وثناء کے بعد ان کو مخاطب کر کے کہا میں نے ایک ایسے امر کے لئے تمہیں دعوت دی ہے کہ اس پر تمہیں عنداللہ اجر ملے گا اور تم لوگ حق کے مددگار بنو گے، میں کوئی بھی معاملہ تم لوگوں کی رائے کے بغیر حل نہیں کروں گا۔ اگر تم کسی کو کسی پر ظلم کرتے دیکھو یا میرے کارندوں میں سے کسی کو ظلم کرتے دیکھو تو اس کو میرے پاس لے آنا۔ چنانچہ تمام فقہاء آپ کے پاس سے آپ کو دعائیں دیتے ہوئے نکلے۔ ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ گزشتہ امیر ہشام بن اسماعیل کو مروان کے گھر کے قریب ہی رکھو۔ ولید اس کے بارے میں بری رائے رکھتا تھا کیوں کہ اس نے اپنے دور حکومت میں اہل مدینہ پر بہت ظلم کئے تھے چار سال کے قریب اس کی امارت رہی، خصوصاً سعید بن المسیب اور علی بن حسین سے اس نے بہت غلط روش اپنائی۔ سعید بن المسیب نے اپنے لڑکے اور اپنے موالی کو اس کے تعرض سے روکا تھا نیز آپ نے کہا تھا کہ جہاں تک کلام کا تعلق ہے میں اسے بھی کلام نہیں کروں گا۔ علی بن حسین نے بھی اسی قسم کا رویہ اپنایا ہوا تھا۔

اسی برس مسلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم میں جنگ لڑی اس نے بہت سے افراد قتل کئے متعدد قلعے فتح کئے اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ بعض کا قول ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے اسی سال بلاد روم میں جنگ کر کے ان کے متعدد قلعے بولق، اخرم اور بحیرہ فرمسان فتح کئے۔ اسی طرح قلعہ بولس اور قمیقم بھی فتح کئے۔ مستعربہ کے ایک ہزار افراد قتل کئے اسی قدر قید کئے۔ قتیبہ بن مسلم نے اسی برس بلاد ترک میں جنگ کر کے ان کے بادشاہ نیزک خان سے بہت سال مال اور متعدد شرائط پر صلح کی جن میں سے ایک شرط تمام مسلمان قیدیوں کی رہائی کی تھی۔

اسی زمانہ میں قتیبہ جب وہاں پہنچا تو انہوں نے اس کے خلاف اہل صغد اور ترکوں کو ملا کر ان کے ساتھ جمع ہو گئے اور نکلنے کے تمام راستے مسدود کر دیئے۔ جس کی وجہ سے قتیبہ وہاں دو ماہ تک گھر کر رہ گیا، اس دوران ایلچیوں کی آمد ورفت بھی نہ ہو سکی اور حجاج کو بھی ان کے حالات کی خبر نہ ہو سکی جس کی وجہ سے حجاج کو ان کے بارے میں تشویش پیدا ہوگئی اس نے تمام شہروں کے لوگوں کو قتیبہ اور اس کے ساتھیوں کے لئے دعائیں کرنے کا حکم دیا قتیبہ کی جماعت کے ایک شخص تندر کو اہل بخاریٰ نے بہت سا مال دے کر اس بات پر اکسایا کہ وہ کسی طرح قتیبہ کو شہر چھوڑ کر واپس چلے جانے پر آمادہ کر لے، چنانچہ تندر نے خلوت میں قتیبہ سے کہا یہ تمہارا گورنر عنقریب تمہارے خلاف بغاوت کرنے والا ہے اگر آپ مرو چلے جائیں تو آپ کے حق میں بہتر ہوگا اس کی بات سن کر قتیبہ نے اپنے سیاہ فام غلام کو اس کی گردن آڑانے کا حکم دیا، پھر اس نے تنہائی میں ضرار سے کہا میں تجھے اللہ کا عہد دیتا ہوں کہ ہماری واپسی تک یہ راز کسی پر فاش نہ کرنا اپنی زبان کو قابو میں رکھنا کیوں کہ راز کے افشا سے اپنے ساتھیوں میں خلفشا ہوگا اور

دشمن کو تقریب ملے گی۔

اس کے بعد قتیبہ نے لوگوں کو جنگ پر ابھارا، علمبرداروں کو بھی جوش دلایا چنانچہ لوگوں نے شدید جنگ لڑی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ثابت قدم رکھا نصف نہار سے قبل ہی اللہ نے مسلمانوں کو فتح یاب فرمادیا، ترکوں کو ذلت ناک شکست ہوئی مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جسے چاہا قتل کر دیا اور جسے چاہا گرفتار کرلیا کچھ شہر میں پناہ گزیں ہوگئے۔ قتیبہ نے مکمل طور پر ان کی بیخ کنی کا حکم دیا تو انہوں نے زر کثیر کے بدلہ صلح کی پیشکش کی، قتیبہ نے ان سے صلح کرلی ان ہی میں سے ایک ایک شخص کو ایک جماعت کا امیر مقرر کردیا۔ اس کے بعد قتیبہ نے فوج کو واپسی کا حکم دیا ابھی پانچ مرحلے چلے تھے کہ انہوں نے عہد شکنی کردی امیروں کو قتل کر کے ان کی ناک تک کاٹ دی، اسی وقت قتیبہ نے واپس آ کر ان کا محاصرہ کرلیا اور ان کا بالکل خاتمہ کرنے کا ارادہ کرلیا انہوں نے دوبارہ صلح کی پیشکش کی تو قتیبہ نے ٹھکرادی پھر قتیبہ نے ان کا بالکل صفایا کر کے ان کے شہر پر قبضہ کرلیا قتال کرنے والوں کو قتل کردیا ان کی اولاد کو قیدی بنالیا خوب مال غنیمت لوٹا جن میں بہت سے سونے چاندی کے برتن تھے ان میں ایک چاندی کا بت بھی تھا جب اسے توڑا گیا تو اس سے ڈیڑھ لاکھ دینار نکلے اس کے علاوہ بھی دیگر بہت مال تھا۔ قتیبہ نے حجاج سے مسلمانوں میں مال غنیمت کی تقسیم کی اجازت طلب کی تو حجاج نے اجازت دیدی۔ چنانچہ سارا مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کردیا جس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوگئے اور مسلمانوں کی مالی حالت بھی اچھی ہوگئی اور ان کی دفاعی پوزیشن بھی مضبوط ہوگئی۔ وللہ الحمد۔

اسی سال نائب مدینہ عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کرایا اس کا قاضی مدینہ میں ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم تھا پورے عراق اور مشرق پر حجاج کی حکومت تھی اس کا نائب بصرہ پر جراح بن عبداللہ حکمی تھا اس کا قاضی عبداللہ بن اذینہ تھا اس کا جنگی امور کا نگران کوفہ پر زیاد بن جریر بن عبداللہ بجلی تھا، اس کا قاضی ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری تھا، اس کا نائب خراسان پر قتیبہ بن مسلم تھا۔

خواص کی وفات

عتبہ بن عبدالسلمی ..... جلیل القدر صحابی ہیں، آپ حمص میں اترے، بعض کا قول ہے آپ غزوہ بنی قریظہ میں شریک تھے۔ حضرت عرباض سے مروی ہے عتبہ مجھ سے بہتر ہے اور مجھ سے ایک سال قبل اسلام لائے۔ واقدی وغیرہ کا قول ہے آپ نے اسی سال وفات پائی، بعض کا قول ہے آپ نے ۹۰ھ کے بعد رحلت فرمائی۔

ابوسعید بن اعرابی کا قول ہے، عتبہ بن عبدالسلمی اہل صفہ میں سے تھے بقیہ نے عن بجیر بن سعد عن خالد بن معدان عن عتبہ بن عبدالسلمی آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ زندہ ہونے کے وقت سے موت تک گناہ کے مرتکب شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ذلیل ورسوا کرے گا اسماعیل بن عیاش نے عن عقیل بن مدرک عن لقمان بن عامر عن عتبہ بن عبدالسلمی روایت کی کہ میں نے آپ ﷺ سے بے لباسی کی شکایت کی، آپ ﷺ نے دبیز کتان کی دو چادریں مجھے پہنادیں پھر آپ ﷺ نے صحابہ کو وہ چادریں پہناتے ہوئے مجھے دیکھا۔

مقدام بن معدی کرب ..... آپ جلیل القدر صحابی ہیں آپ بھی حمص میں اترے آپ نے احادیث کی روایت بھی کی آپ سے بھی متعدد تابعین نے احادیث روایت کی محمد بن سعد فلاس اور ابوعبیدہ کا قول ہے آپ نے اسی سال دنیا سے رحلت فرمائی بعض کا قول ہے آپ نے ۹۰ھ کے بعد وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

ابوامام باھلی ..... آپ کا نام صدی بن عجلان ہے، آپ بھی حمص چلے گئے تھے۔ تلقین لمیت بعد الدفن والی حدیث کے راوی ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے دعا کے باب میں روایت کیا ہے قبل ازیں وفیات میں آپ کا ذکر گزر چکا ہے۔

قبیصہ بن ذویب ..... نام ابوسفیان خزاعی مدنی ہے۔ قبیصہ بن ذویب فتح مکہ کے سال پیدا ہوئے آپ کے پاس دعا کے لئے آپ کالایا

گیا۔متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ نے روایات نقل کی ہیں یوم الحرۃ میں آپ کی آنکھ ضائع ہوگئی۔آپ فقہاء مدینہ میں سے تھے۔آپ عبدالملک کے خواص میں سے تھے اس کے پاس بلا اجازت پہنچ جاتے تھے۔۔شہروں سے آئے ہوئے خطوط کا پہلے خود مطالعہ کرتے پھر عبدالملک کو ان سے باخبر کرتے۔آپ عبدالملک کے راز دار تھے۔دمشق میں باب البرید کے نزدیک آپ کا گھر تھا آپ نے دمشق میں وفات پائی۔

عروۃ بن مغیرۃ بن شعبہ......آپ حجاج کے زمانہ میں امیر کوفہ تھے آپ شریف،عاقل،مطاع اور بھینگے تھے،آپ کی وفات کوفہ میں ہوئی۔

یحییٰ بن یعمر......آپ مرو کے قاضی تھے سب سے پہلے آپ ہی نے قرآن مجید میں نقطے لگائے آپ عالم و فاضل اور صاحب احوال معاملات تھے۔آپ سے روایات بھی منقول ہیں،آپ فصیح تھے،ابوالاسود دولی سے آپ نے عربی میں کمال حاصل کیا۔

شریح بن حارث بن قیس قاضی......آپ نے عہد جاہلیت پایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا قاضی مقرر کیا چنانچہ آپ نے وہاں پر ۶۵ سال تک بحسن وخوبی قاضی کے فرائض انجام دیئے۔آپ عالم،عادل،صاحب خیر اور حسن اخلاق کے مالک تھے۔آپ میں خوش مزاجی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔صرف توڑھی پر آپ کی داڑھی تھی۔عبداللہ بن زبیر،احنف بن قیس اور قیس بن سعد بن عبادہ کی داڑھیاں بھی اسی طرح تھیں۔آپ کے نسب،سن پیدائش اور سن وفات میں علماء کا اختلاف ہے ابن خلکان نے اسی سال میں آپ کی وفات کو ترجیح دی میں کہتا ہوں کہ گزشتہ صفحات میں آپ کے حالات میں اپ کا سن وفات ۸۷ھ ذکر کیا گیا ہے۔

واقعات ۸۸ ہجری

اس سال مسلمہ بن عبدالملک اور اس کے بھتیجے عباس بن ولید بن عبدالملک نے گرمیوں کی جنگ لڑی انہوں نے مجاہدین کے ساتھ اسی سال طوانہ قلعے کو فتح کیا جو ایک مضبوط قلعہ تھا،اس کے بعد مسلمانوں نے شدید جنگ لڑی مسلمانوں نے نصاریٰ پر حملہ کر کے انہیں شکست دیدی۔حتیٰ کہ انہیں ایک کنیسہ میں داخل کر دیا۔اس کے بعد نصاریٰ نے کنیسہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے،اور میدان جنگ میں عباس بن ولید اور محیریز جمحی کے علاوہ سب ادھر ادھر ہوگئے،عباس نے ابن محیریز سے سوال کیا قراء کہاں چلے گئے،انہوں نے جواب میں کہا آپ انہیں آواز دیں وہ آجائیں گے۔چنانچہ عباس نے یا اہل القرآن کہہ کر ندا دی تو لوگ واپس لوٹ آئے انہوں نے نصاریٰ پر حملہ کر دیا،نصاریٰ شکست کھا کر قلعے میں پناہ گزیں ہوگئے،مسلمانوں نے قلعے کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔

ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ اسی سال ماہ ربیع الاول میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس ولید کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ مسجد نبوی منہدم کر کے ازواج مطہرات کے حجرے اس میں شامل کر دو،اور قبلہ اور چاروں طرف سے اس کی توسیع کر دو تا کہ مسجد کا رقبہ دو سو ضرب دو سو گز ہو جائے۔جو اپنی جگہ خوشی سے فروخت کر دے تو فبہا ورنہ جائز قیمت کے بدلہ دیگر لوگوں سے جگہ لے لو۔پھر اسے منہدم کر کے مسجد میں شامل کر دو،اس معاملے میں تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طریقے سے مدد حاصل کرو۔

عمر بن عبدالعزیز نے امراء اور فقہاء عشرۂ مدینہ کو بلا کر انہیں ولید کا خط پڑھ کر سنایا پھر اس بارے میں ان سے مشورہ لیا۔یہ بات ان پر ناگوار گزری،انہوں نے کہا ان حجروں کی چھت چھوٹی ہے،نیز ان کی چھتیں کھجور کے تنوں کی ہیں اور ان کی دیواریں کچی اینٹوں کی ہیں،ان کے دروازوں پر ٹاٹ کے بردے پڑے ہوئے ہیں ان کو ایسی حالت پر چھوڑنا اچھا ہے تا کہ حجاج وزائرین انہیں دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور اس سے ان میں زہد پیدا ہو اور وہ خود بھی بقدر ضرورت مکان بنانے پر اکتفا کریں اور بلند بلند عمارات کو اسراف میں شمار کریں۔

عمر بن عبدالعزیز نے یہ تمام باتیں خط میں لکھ کر ولید کے پاس بھیج دیں۔ولید نے دوسرا خط لکھا کہ مسجد منہدم کر کے اس میں توسیع کی جائے اور اس کی چھت بلند رکھی جائے اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز کے لئے مسجد منہدم کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار باقی نہ رہا چنانچہ انہوں نے مسجد کو منہدم کرنا شروع کر دیا،لوگوں نے بہت واویلہ کیا اور وہ اس پر بہت مغموم ہوئے،لیکن عمر بن عبدالعزیز اپنے کام میں لگے رہے۔ولید نے کام

کرنے کے لئے بہت سے کارندے بھیجے، چنانچہ حجرہ نبوی مسجد میں شامل کر دیا گیا آپ ﷺ کی قبر مبارک بھی مسجد میں آ گئی گویا وہ مشرق اور ازواج مطہرات کے حجرات کی طرف سے حد ہو گئی اور اسی کا ولید نے حکم دیا تھا۔ مروی ہے کہ جب انہوں نے مشرقی دیوار کو کھودا تو حضرت عائشہ کے حجرے سے قدم برآمد ہوئے جنہیں دیکھ کر انہیں خطرہ ہو گیا کہ کہیں یہ آپ ﷺ کے قدم مبارک ہوں، لیکن تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدم ہیں۔ یہ بھی منقول ہے کہ سعید بن المسیب نے حجرہ عائشہ کو مسجد میں داخل کرنے سے منع کیا تھا کیوں کہ آپ کو خطرہ تھا کہ کہیں قبر کو مسجد نہ بنا دیا جائے واللہ اعلم۔

ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ ولید نے خط کے ذریعے ملک روم سے مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے کاریگروں کو بھیجنے کی درخواست کی چنانچہ اس نے مسجد نبوی کے لئے ایک سو کاریگر اور بہت سے نگینے بھیجے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ دمشق کی مسجد کے لئے ایسا کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ مدینہ میں فوارہ لگا کر اس کے پانی کے دخول و اخراج کا بندوبست کیا جائے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کے حکم کی تعمیل کی، علاوہ ازیں نہریں کھدوائیں اور شاہراہیں بنوائیں، فورہ لگوا کر مدینہ کے باہر سے اس کے لئے پانی کا بندوبست کیا، فوارہ مسجد کے باہر تھا جو زائرین کو بہت اچھا لگتا تھا۔

اس سال قتیبہ بن مسلم نے ملک چین کے بھانجے ترکی بادشاہ کور بغانون سے جنگ لڑی، قتیبہ کے ساتھ دو لاکھ جانباز تھے، بہر حال شدید جنگ ہوئی بالآخر قتیبہ نے انہیں شکست دے کر خوب مال غنیمت لوٹا، ان کی ایک جماعت قتل کی اور کافیوں کو قیدی بنالیا۔

اس برس عمر بن عبدالعزیز نے اشراف قریش کی ایک جماعت کے ساتھ حج کیا، جب تنعیم پر پہنچے تو لوگوں نے بارش نہ ہونے کے باعث پانی کی کمی کی آپ سے شکایت کی، آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کیوں نہ ہم بارش کے لئے دعا کریں، چنانچہ آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے باران رحمت کے لئے خوب دعائیں کیں حتیٰ کہ آپ بارش کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے، زوردار بارش ہوئی، بڑا سیلاب آیا، حتیٰ کہ اہل مکہ بارش کی زیادتی سے خوف زدہ ہو گئے، عرفہ، مزدلفہ، منیٰ میں بھی اسی طرح ہوا اس سال حضرت عمر بن عبدالعزیز کی دعاؤں کی برکت سے مکہ اور اس کے مضافات کی زمین بارش کی وجہ سے سرسبز اور شاداب ہو گئی۔ اس سال شہروں کے نائبین گزشتہ سال والے تھے۔

خواص کی وفات

عبداللہ بن بسر بن ابی بسر المازنی...... آپ اپنے والد کی طرح صحابی ہیں، حمص کے باشندے ہیں، آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایات نقل کیں، واقدی کے قول ہے کہ آپ نے چورانوے سال کی عمر میں اسی سال رحلت فرمائی۔ بعض کا قول ہے شام میں وفات پانے والے آپ آخری صحابی ہیں۔ آپ کے متعلق حدیث میں ایک قرن تک زندہ رہنے کی خبر دی گئی، چنانچہ آپ ایک صدی تک زندہ رہے۔

عبداللہ بن ابی اوفی...... علقمہ بن خالد بن حارث خزاعی جلیل القدر صحابی ہیں، کوفہ میں آپ سب سے آخری صحابی بچے تھے۔ بخاری کے قول کے مطابق آپ کا سن وفات ۸۷ یا ۸۸ ہے واقدی کے قول کے مطابق ۸۶ ہے ایک سو سال سے تجاوز یا ایک سو سال کے قریب قریب آپ نے عمر پائی۔

ہشام بن اسماعیل...... ابن ہشام بن ولید المخزومی المدنی۔ یہ عبدالملک بن مروان کے سسر تھے اس نے حضرت سعید بن میتب کو گزند پہنچائی تھی جیسا کہ گزر چکا ہے بعد ازاں یہ دمشق آ گیا اور وہیں وفات پائی اسی نے سب سے پہلے جامع دمشق میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ سن ۸۷ھ میں وفات پائی۔

حکیم بن عمیر...... عنسی شامی، آپ سے ایک روایت بھی منقول ہے۔ شام میں صرف آپ ہی حجاج اور ابن محیریز کی اعلانیہ مذمت کرتے تھے اسی سال بلاد روم میں ہونے والے غزوۂ طوانہ میں آپ شہید ہو گئے۔

واقعات ۸۹ ہجری

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک اور اس کے بھتیجے عباس بن الولید نے بلاد روم میں جنگ لڑی متعدد افراد قتل کئے بہت سے قلعے فتح کئے جن میں سے سوریہ، عموریہ، ہرقلہ اور قمود یہ قابل ذکر ہیں۔ خوب مال غنیمت حاصل کیا کافیوں کو قیدی بنایا۔ اسی سال قتیبہ بن مسلم نے بلاد صغد، نسف اور کش میں جنگ لڑی وہاں پر بہت سے ترکی اس کے مقابلہ میں آ گئے۔ بالآخر قتیبہ نے ان پر فتح حاصل کر لی اس کے بعد قتیبہ نے واپسی شروع کی بخاریٰ پہنچنے کے بعد ترک اس کے مقابلہ میں آ گئے قتیبہ نے مسلسل دو دن دو رات تک مقام خرقان کے قریب ان سے جنگ کر کے انہیں شکست دیدی، نھار بن توسعہ شاعر نے اس پر ایک شعر کہا۔

خرقان میں لڑتے لڑتے پوری رات گزر گئی ہماری رات خرقان میں بہت طویل ہوگئی۔ بعد ازاں قتیبہ نے بخاریٰ کے بادشاہ کے ہاتھوں ذلیل ہونے والے وارداں کا رخ کیا وارداں نے قتیبہ سے ڈٹ کر مقابلہ کیا جس کے باعث قتیبہ کو وارداں پر کامیابی حاصل نہ ہو سکی، قتیبہ اسے چھوڑ کر مرو چلا گیا۔

مرو پہنچنے کے بعد اس کے پاس حجاج کا خط آیا جس میں اس کو راہ فرار اختیار کرنے اور دشمن کے مقابلہ میں ہزیمت اٹھانے پر ملامت کی گئی تھی، حجاج نے خط میں لکھا تھا کہ شہر کی تصویریں میرے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ اس شہر کی تصویریں اس کے پاس بھیج دی گئیں، اس کے بعد حجاج نے قتیبہ کو دوبارہ وہاں جا کر جنگ کرنے کا حکم دیا، اور کہا کہ گزشتہ غلطی پر اللہ سے معافی طلب کرو اور اس شہر میں فلاں فلاں راستوں سے جاؤ، اور پوری کاروائی میں محتاط اور چوکنا رہنا۔

اسی سال ولید بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ قسری کو مکہ کا حاکم بنایا، جس نے ولید کے حکم سے طویٰ اور حجون کی گھاٹی کے پاس کنواں کھدوایا اس سے میٹھا پانی نکلا جس سے لوگ سیراب ہوئے۔ واقدی نے عمر بن صالح کے حوالے سے بنی مخزوم کے غلام نافع کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے مکہ میں خالد عبداللہ قسری کو منبر پہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اے لوگو! تم بتاؤ کہ لوگوں کو کا خلیفہ بڑا ہے یا اللہ کا رسول، قسم بخدا اگر تم خلیفہ اور ابراہیم خلیل اللہ کے درمیان فرق سمجھتے ہو کہ ابراہیم نے پانی مانگا تو انہیں نمکین چشمہ ملا، اور ہمارے خلیفہ نے کنواں کھدوایا تو اس سے میٹھا چشمہ نکلا۔ یعنی وہ کنواں جو طویٰ اور حجون کی گھاٹی کے پاس کھدوایا گیا تھا، ایک بڑی مشکیزہ میں ان کنوؤں سے پانی بھر کر بئر زمزم کے پاس لایا جاتا تھا تا کہ لوگ واضح طور پر فرق محسوس کریں، اس کے بعد سے آج تک اس کنویں کا پانی غائب ہے۔ یہ اسناد غریب ہے، اگر واقعی یہ کلام قائل سے صادر ہوا ہے تو یہ کفر کلام ہے، میرے نزدیک یہ خالد بن عبداللہ سے کلام ثابت نہیں اگر ثابت ہے تو اسے اللہ کا دشمن قرار دیا جائے، بعض کا قول ہے کہ اس قسم کا کلام حجاج بن یوسف سے بھی منقول ہے، بہرحال جس کا بھی ہو یہ کلام کفریہ کلمات پر مشتمل ہے۔

اسی سال قتیبہ بن مسلم ترکوں سے لڑتا ہوا آذربائیجان کے علاقے باب الابواب تک پہنچ گیا جس نے بہت قلعے اور شہر فتح کئے۔ اس برس عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کروایا۔ ہمارے شیخ ذھبی کا قول ہے کہ اسی سال صقلیہ اور میورقہ یا میرقہ فتح کئے گئے جو جزیرہ صقلیہ اور بلاد اندلس کے پاس دریا کے کنارے واقع ہیں۔ اس زمانہ میں موسیٰ بن نصیر نے اپنے لڑکے کو نقریس فتح کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے بہت سے شہر فتح کئے۔

خواص میں سے اس سال عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر نے وفات پائی آپ تابعی تھے اور شاعر تھے بعض کا قول ہے کہ آپ نے آپ ﷺ کی حیات کو پایا، آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ بھی پھیرا تھا، زہری نے آپ سے علم الانساب حاصل کیا اس سال عمال گزشتہ سال والے تھے۔

واقعات سن ۹۰ ھ

اس سال مسلم بن عبدالملک اور عباس بن ولید نے بلاد روم میں جنگ کی انہوں نے متعدد قلعے فتح کئے بہت سے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتارا بیشمار کو قیدی بنایا اسی زمانہ میں رومی خالد بن کیسان صاحب بحر کو گرفتار کر کے اپنے ملک لے گئے پھر رومی بادشاہ نے اسے ولید بن عبدالملک کو ہدیہ دیا۔ سال رواں ہی میں ولید نے اپنے بھائی عبداللہ بن عبدالملک کو مصر کی امارۃ سے معزول کر کے قرۃ بن شریک کے حوالے کر دیا اسی برس محمد بن قاسم

نے سندھ کے بادشاہ داہر بن صصہ کو قتل کر دیا حجاج کی طرف سے محمد بن قاسم اس لشکر کا امیر تھا اسی سال قتیبہ بن مسلم نے بخاری شہر فتح کر کے تمام ترکی دشمنوں کو شکست دیدی ان کے درمیان بیشمار واقعات ہوئے جن کی تفصیل ابن جریر نے بیان کی اس زمانہ میں شہر بخاریٰ کی فتح کے بعد صغد کے بادشاہ طرخون نے سالانہ جزیہ کی ادائیگی کے وعدے پر قتیبہ کو صلح کی پیشکش کی جسے قتیبہ نے قبول کر لیا۔

سال رواں ہی میں وردان خذاہ نے ترکوں سے مدد طلب کی چنانچہ چاروں طرف سے ترکی اس کی مدد کے لئے جمع ہو گئے وردان خذاہ نے ان کے ہمراہ مسلمانوں پر حملہ کر دیا پھر مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے بیشمار افراد قتل کر دیئے۔ قتیبہ نے صغد کے بادشاہ سے صلح کر کے شہر بخاریٰ اور اس کے قلعے فتح کر لئے بعد ازاں قتیبہ نے لشکر کے ہمراہ اپنے شہروں کو واپسی شروع کر دی حجاج نے بھی اسے واپسی کی اجازت دیدی۔ واپسی کے بعد قتیبہ کو پتہ چلا کہ صغد کے بادشاہ نے ترک بادشاہوں کو کہا کہ عرب اصل میں چورڈاکو کی مثل ہیں اگر ان کو کچھ مل جائے تو وہ واپس چلے جاتے ہیں اور قتیبہ بھی بادشاہوں سے اسی چیز کی خواہش رکھتا ہے اگر تم اس کو کچھ دے دو تو یہ واپس چلا جائے گا کیوں کہ یہ نہ تو بادشاہ ہے اور نہ اس کا خواہش مند ہے۔ قتیبہ کو جب ان باتوں کا علم ہوا تو اس نے وہ عہد توڑ دیا جو ان کے درمیان طے پایا تھا۔ اس کے بعد تمام ترکی بادشاہ صغد کے ساتھ مل گئے اور انہوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ اس سال قتیبہ سے موسم بہار کی جنگ لڑنی ہے۔ چنانچہ اس موسم بہار کے موقع پر قتیبہ نے ان سے اتنی زبردست جنگ لڑی کہ جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ بالآخر قتیبہ نے ان پر فتح حاصل کی اور اس مفتوحہ علاقے کو جو چار فرسخ پر مشتمل تھا ایک نظام کے تحت منسلک کر دیا اور اس سے ان کی کمر بلکل ٹوٹ گئی اور رہی سہی دفاعی قوت بھی جاتی رہی۔

اسی سال یزید بن مہلب اور اس کے بھائی مفضل اور عبدالملک حجاج کی جیل سے فرار ہو گئے۔ وہ سلیمان بن عبدالملک کے پاس پہنچ گئے اس نے ان کو امان دیدی۔ حجاج نے ان دونوں پر سخت پابندی لگا رکھی تھی اور ان کو سخت سزا دیتا تھا اس نے ان میں سے ہر ایک سے چھ لاکھ جرمانہ وصول کیا تھا ان میں سب سے زیادہ یزید بن مہلب اس کی سزا برداشت کرتا تھا اور وہ اس کی کوئی بات نہیں سنتا تھا جس سے حجاج برہم ہوتا۔ ایک آدمی نے حجاج سے کہا کہ اس کی پنڈلی میں بھالے کا زخم ہنوز باقی ہے جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو ابن مہلب چلاتا ہے حجاج نے کہا اسے اور زیادہ تکلیف پہنچاؤ۔ چنانچہ اس کی تکلیف میں پہلے سے زیادہ اضافہ کر دیا گیا جس کی وجہ سے وہ زور سے چلاتا جب اس کے چلانے کی آواز اس کی بہن ھندہ جو حجاج کے نکاح میں تھی نے سنی تو وہ بھی رو پڑی۔ اور حجاج سے فریاد کی، تو حجاج نے اسے طلاق دیدی۔ بعد ازاں حجاج نے سب کو جیل بھجوا دیا۔

اس کے بعد حجاج ایک بار رات کے وقت کچھ کردوں کے ساتھ لشکر کا معائنہ کے لئے نکلا اس نے لشکر پر کچھ چوکیدار مقرر کر رکھے تھے اس وقت لشکر کے لئے کھانے پکانے کا انتظام ہو رہا تھا اسی اثناء میں یزید بن مہلب سفید داڑھی لگا کر جو کسی طباخ سے ملتی جلتی تھی اور طباخ کا بھیس بدل کر لشکر گاہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا کسی نے اس کا تعاقب بھی کیا لیکن اس کی سفید داڑھی دیکھ کر واپس آ گیا پھر اس کے دونوں بھائی بھی اس کے ساتھ آ ملے اور وہ سب کشتی میں سوار ہو کر شام چلے گئے جب حجاج کو ان کے فرار ہونے کی خبر ملی تو وہ گھبرا گیا اور اسے ان کے خراسان چلے جانے کا شک ہوا۔ اس نے قتیبہ کو لکھا کہ ان کی آمد سے محتاط رہنا اور ان کی نگرانی رکھنا اس نے امیر المومنین کو بھی ان کے بارے میں خبر کر دیا اور اس کو ان کے خراسان جانے کا یقین ہو گیا نیز حجاج کو اس بات کا بھی خطرہ تھا کہ کہیں وہ ابن الاشعث والا کردار ادا کریں کہ اس کی طرح ان کے اردگرد کے لوگ جمع ہو جائیں۔

یزید بن مہلب سنگلاخ وادیوں سے گزر کر وہاں تک پہنچ گیا جہاں اس کے بھائی مہلب نے اس کے لئے گھوڑے تیار کئے ہوئے تھے وہ اس پر سوار ہو کر عبدالجبار بن یزید کی رہبری میں شام کی طرف چلا گیا حجاج کو دو روز بعد ان کی اطلاع ملی کہ اس نے ولید کو ساری باتیں لکھ بھیجیں اور یزید بن مہلب اردن پہنچ کر وھیب بن عبدالرحمٰن کے گھر میں اترا۔ وھیب سلیمان بن عبدالملک کے پاس گیا اس نے اسے بتایا کہ یزید اور اس کے دونوں بھائی میرے گھر میں ہیں جو حجاج سے آپ کی پناہ طلب کر رہے ہیں سلیمان نے کہا ان کو میرے پاس لے آؤ میری زندگی تک وہ میری امان میں ہے چنانچہ وھیب نے انہیں سلیمان کے پاس پہنچا دیا سلیمان نے ان کو امان دیدی۔

سلیمان نے اپنے بھائی ولید کو لکھا کہ آل مہلب میری امان میں ہیں حجاج کے ان پر باقی ماندہ تین لاکھ میرے ذمہ ہیں ولید نے جواب میں لکھا کہ خدا کی قسم میں انہیں امان نہیں دوں گا جب تک کہ آپ ان کو میرے پاس نہیں بھیجو گے سلیمان نے پھر لکھا کہ میں ان کو اکیلا نہیں بھیجوں گا میں خود بھی ان کے ساتھ آؤں گا میں آپ کو اللہ کی قسم کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کریں۔ ولید نے دوسرے خط کا جواب

لکھا کہ آپ مجھ پر اعتماد کر کے انہیں میرے پاس بھیج دیں، یزید نے سلیمان سے کہا میں آپ دونوں کے درمیان عداوت کا سبب نہیں بننا چاہتا اس لئے آپ اپنے لڑکے کے ساتھ ہمیں اپنے بھائی کے پاس بھیج دیں اور اس کو مہربانی کا خط بھی لکھ دیں چنانچہ سلیمان نے اپنے لڑکے ایوب کے ساتھ انہیں اپنے بھائی کے پاس بھیج دیا اور اپنے لڑکے کو تاکید کی کہ زنجیر پہن کر ولید کی دہلیز میں داخل ہونا ولید نے اپنے بھتیجے کو اس حالت میں دیکھ کر کہا سلیمان نے تو حد کر دی ایوب نے اپنے والد کا خط اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا اے امیر میری جان آپ پر قربان ہو مجھے امید ہو کہ آپ میرے والد کی دی ہوئی امان کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے ہماری اُمیدوں پر پانی نہیں پھیریں گے۔

اس کے بعد ولید نے اپنے بھائی کا خط پڑھا اس میں لکھا تھا کہ اے امیر المومنین میں نے آپ کے دشمنوں کو پناہ نہیں دی بلکہ وہ آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں اس لئے آپ مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کریں نیز لکھا تھا کہ اے امیر آپ کی اور میری زندگی کب تک ہے اس کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں میں نے جو کچھ کہا ہے اس میں آپ کی خیر خواہی اور خیر سگالی کو مد نظر رکھا ہے اور رضا الٰہی کو پیش نظر رکھا ہے مجھے پوری امید ہے کہ آپ میرے خاطر یزید سے گریز کریں گے اور جو کچھ اس سلسلہ میں آپ سے طلب کیا ہے اس کا احسان بھی مجھ پر ہوگا۔

ولید نے سلیمان کا خط پڑھنے کے بعد کہا سلیمان نے ہمیشہ ہم سے شفقت کا معاملہ کیا ہم بھی اس کے ساتھ شفقت کا معاملہ کریں گے پھر اس نے اپنے بھتیجے کو اپنے قریب بلایا اس موقع پر یزید مہلب نے بھی گفتگو کی اس نے کہا اے امیر المومنین ہم نے ہمیشہ آپ کی تکالیف و آرام کو اپنی تکلیف سمجھا ہے ہم آپ کو بھول جانے والوں میں سے نہیں ہیں ہم نے مشرق و مغرب میں ہمیشہ آپ کے دشمنوں سے مقابلہ کیا آپ کے احسانات ہم پر بیشمار ہیں ولید نے اس کی گفتگو سن کر اسے اپنے قریب بٹھایا اس کو امان دیدی اور اسے قیمتی تحائف دے کر سلیمان کے پاس بھیج دیا۔ ولید نے حجاج کو بھی خط کے ذریعے ان سے تعرض نہ کرنے کی تاکید کی چنانچہ حجاج نے بھی آل مہلب تعرض نہیں کیا اور ان سے مطالبہ بھی چھوڑ دیا حتیٰ کہ ابی عیینہ کو ایک لاکھ درہم معاف کر دیئے بعد ازاں یزید بن مہلب مستقل سلیمان کے پاس رہا حتیٰ کہ ۹۵ھ میں وفات حجاج کی وفات ہوگئی۔ اس کے بعد راہب کی خبر کے مطابق یزید بلاد عراق کا حاکم بن گیا۔

خواص کی وفات

تیاذوق الطبیب ...... ماہر طبیب، فن حکمت پر ان کی متعدد تصانیف ہیں حجاج کے مقربین میں سے تھا، سن ۹۰ھ کے قریب واسط میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ، ابوالعالیہ ریاحی اور سنان بن سلمہ بن محبق نے بھی اسی سال وفات پائی، آخر الذکر شخص بڑا بہادر تھا۔ فتح مکہ کے روز اسلام لایا غزوہ ہند میں شریک تھا، بری عمر پائی، حجاج کے بھائی محمد بن یوسف الثقفی نے بھی اسی سال وفات پائی یہ یمن کا امیر تھا منبر پر حضرت علی پر لعنت کرتا تھا اس نے حجر منذری کو بھی اس چیز کا حکم دیا اس نے جواب دیا کہ حضرت علی پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو جس پر اللہ کی لعنت ہو اس پر میری طرف سے ہزار لعنتیں ہوں۔ واللہ اعلم۔

خالد بن یزید بن معاویہ ...... نام ابوھاشم خالد بن یزید بن معاویہ اموی دمشقی، آپ کا مکان دمشق میں دار الحجارۃ کے نزدیک تھا، آپ عالم، شاعر علم کیمیاء اور علم طبعی سے واقف تھے، آپ نے اپنے والد اور دحیہ کلبی سے روایت نقل کی آپ سے زہری وغیرہ نے روایت نقل کی زہری کا قول ہے کہ خالد اکثر روزے رکھتے تھے خصوصاً جمعہ، ہفتہ اور اتوار کے روز روزہ سے ہوتے تھے جو مسلمان و یہود و نصاریٰ کے لئے عید کے ایام ہیں۔

ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے کہ آپ اور آپ کے بھائی معاویہ قوم کے اچھے لوگوں میں سے تھے۔ ان کے بھائی معاویہ کے بعد خلافت کے لئے لوگوں کی زبان پر آپ کا ہی نام آتا تھا۔ مروان کے بعد آپ ولی عہد بنے لیکن امیر بننے کی نوبت نہ آئی۔ مروان آپ کی والدہ کا شوہر تھا، آپ کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

(۱)......سب سے قریب تر چیز موت ہے۔
(۲)......سب سے بعید تر اشی امیر ہے۔
(۳)......سب عمل سے عمدہ شے ہے۔
ایک شاعر نے دو شعروں میں آپ کی مداح سرائی کی۔
(۱)......میں نے دولت وعطا سے پوچھا تم تو آزاد ہو تو انہوں نے جواباً کہا ہم آزاد کہاں ہیں ہم تو غلام ہیں۔
(۲)......میں نے پوچھا تمہارا آقا کون ہے؟ تو وہ دیر تک خاموش رہے اور کہنے لگے وہ خالد بن یزید ہے۔
راوی کا قول ہے کہ اس نے اسے ایک لاکھ دینار دیئے۔ میرا خیال ہے کہ یہ دونوں شعر حضرت خالد بن لولید کے بارے میں کہے گئے تھے اور آخر میں "یزید" کی جگہ "ولید" ہے۔ خالد بن یزید حمص کا امیر تھا اسی نے حمص کی جامع مسجد بنوائی اس کے چار سو غلام اس میں کام کرتے تھے مسجد کی تعمیر کی تکمیل کے بعد انہیں آزاد کر دیا۔ خالد حجاج سے کبیدہ دل رہتا تھا جب حجاج نے بنت جعفر سے شادی کی تو اسی نے ولید کو کہا تھا کہ حجاج کو اسے طلاق دینے پر اکسائے۔ چنانچہ حجاج نے اسے طلاق دیدی۔ اس کی وفات کے بعد ولید اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوا ایک بار خالد کمزور ہو گیا اور اس کا جسم زرد پڑ گیا عبدالملک مسلسل اس کی وجہ کی تلاش میں رہا۔ حتیٰ کہ اسے معلوم ہوا کہ مصعب بن زبیر کی بہن رملہ کی محبت کی وجہ سے ایسا ہوا۔ عبدالملک نے خالد نے لئے اس کے پاس پیغام نکاح بھیجا اس نے دیگر بیویوں کی طلاق کی شرط عائد کر دی • خالد نے سب بیویوں کو طلاق دے کر رملہ سے شادی کر لی خالد نے اسی سال یا بعض کے قول کے مطابق ۸۴ھ میں وفات پائی لیکن پہلا قول صحیح ہے۔

عبداللہ بن زبیر......نام ابو کثیر عبداللہ بن زبیر ابن سلیم اسدی شاعر ہے۔ یہ اپنے کو ابو سعید بھی کہلاتا تھا ایک بار اونٹنی پر سوار ہو کر عبداللہ بن زبیر کے پاس آیا اور اس نے آپ کی مدح کی لیکن عبداللہ بن زبیر نے اسے کچھ نہیں دیا اس نے کہا اللہ اس اونٹنی پر لعنت کرے جس پر میں سوار ہو کر آیا، ابن زبیر نے فرمایا اللہ اس کے مالک پر بھی لعنت کرے۔ بعض کا قول ہے کہ عبداللہ بن زبیر شاعر نے حجاج کے زمانہ میں وفات پائی۔

واقعات ۹۱ھ

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک اور اس کے بھتیجے عبدالعزیز بن ولید نے گرمیوں کی جنگ لڑی حتیٰ کہ وہ لڑتے لڑتے آذر بائیجان کے آخری کنارے تک پہنچ گیا اس نے متعدد شہر اور قلعے فتح کئے ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو جزیرہ اور آذر بائیجان کی امارت سے معزول کر کے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو والی بنا دیا اسی سال موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب پر چڑھائی کر کے بہت سے شہر فتح کر لئے اور وہ ان ملکوں میں اندر تک گھسا چلا گیا حتیٰ کہ وہ دور دراز کی آبادیوں اور بستیوں تک پہنچ گیا جہاں ایسے محلات ومکانات تھے جو بے آباد تھے وہاں اس نے اس ملک کی نعمتوں اور مال و دولت کے عظیم آثار ونشانات دیکھے جو چاروں طرف نظر آ رہے تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کے باشندے خوشحال ومتمول تھے لیکن یہ سب ہلاک ہو چکے تھے کوئی ان کے متعلق خبر دینے والا نہیں تھا۔
اسی زمانہ میں قتیبہ نے بلاد ترک پر چڑھائی کی جن کے حکمرانوں نے صلح کرنے کے بعد نقض عہد کیا اور آئندہ سال فصل ربیع کے موقع پر جنگ کر کے عربوں کو اپنے شہر سے نکالنے پر اتفاق کیا چنانچہ قتیبہ نے فصل ربیع کے موقع پر ان سے جنگ کر کے انہیں عبرتناک شکست سے دوچار کر دیا ان کے بیشمار افراد قتل کر دیئے اس کے بعد قتیبہ نے ایک اقلیم سے دوسری اقلیم تک ایک کونہ سے دوسرے کونے تک ایسا کمین گاہ سے دوسری کمین گاہ تک ترک اعظم کے بادشاہ نیزک خان کا تعاقب کیا اور اسی طرح اس کا تعاقت جاری رہا۔ حتیٰ کہ اسے ایک قلعہ میں تلاش کر لیا گیا اور مسلسل دو ماہ تک اس کا محاصرہ کیا گیا حتیٰ کہ اس کے پاس خوراک کا جمع شدہ ذخیرہ ختم ہو گیا۔ نیزک اور اس کے ساتھی ہلاکت کے دھانے پر پہنچ گئے۔ بالآخر وہ ذلیل ورسوا ہو کر پناہ طلب کرتے ہوئے قتیبہ کے پاس آ گیا قتیبہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے معاملہ میں بذریعہ خط حجاج سے مشورہ کیا۔ چالیس یوم بعد حجاج کا خط آیا کہ اس کو قتل کر دو۔ بعد ازاں قتیبہ نے امراء کو جمع کر کے اس کے معاملے میں مشورہ کیا بعض نے قتل کا اور بعض نے عدم قتل کا

مشورہ دیا ایک شخص نے کہا آپ نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ آپ نے اگر اللہ نے آپ کو اس پر قدرت دیدی تو آپ اسے قتل کر دیں گے اب اللہ نے آپ کو اس پر قدرت دیدی ہے لہذا آپ اسے قتل کر دیجئے۔ قتیبہ نے کہا اگر میری زندگی تین کلمات کہنے کے برابر رہ گئی ہے تو میں کہتا ہوں کہ اسے قتل کر دو قتل کر دو قتل کر دو۔ چنانچہ صبح اس کو اس کے سات سو ساتھیوں سمیت قتل کر دیا گیا، قتیبہ نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا علاوہ ازیں قتیبہ نے اس سال بہت سے شہر فتح کئے۔

اس کے بعد قتیبہ نے طالقان کا رخ کیا جو ایک بہت بڑا شہر تھا اور اس میں قلعہ اور اقالیم تھے قتیبہ نے اس پر قبضہ کر کے اپنا عامل مقرر کر دیا۔ اس کے بعد اس نے فاریاب کا رخ کیا، جہاں بہت سے شہر اور علاقے ہیں، وہاں کا بادشاہ قتیبہ کے پاس مطیع اور تابع فرمان ہو کر آیا تو قتیبہ نے انہیں میں سے ایک کو وہاں کا گورنر مقرر کیا اور پھر جوز جان کا رخ کیا اور وہاں پر بھی اپنا قبضہ مستحکم کیا۔ اس کے بعد اس نے بلخ کا رخ کیا اس میں داخل ہو کر ایک دن قیام کرنے کے بعد اس نے بغلان کے نیزک خان کا قصد کیا۔ نیزک خان نے اپنی فوج کے ہمراہ اس گھاٹی پر پڑاؤ کیا جہاں سے لوگ اس شہر میں داخل ہوتے تھے اس کے دھانے پر ایک بلند و عالیشان قلعہ تھا جس کا نام قلعہ شمسیہ تھا اسی اثناء میں روب اور سمنگان کا بادشاہ امن طلب کرنے کے لئے قتیبہ کے پاس آیا قتیبہ نے اس شرط پر اسے امان دیدی کہ وہ قلعہ میں داخل ہونے کا راستہ بتائے گا۔

قتیبہ نے اس کے ہمراہ کچھ افراد بھیجے انہوں نے رات کے وقت قلعہ میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا اس کے متعدد باشندوں کو انہوں نے ہلاک کر دیا قتیبہ گھاٹی میں داخل ہو کر سمنگان پہنچ گیا۔ وہ بھی ایک بہت بڑا شہر تھا قتیبہ نے اس میں قیام کیا اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس ملک کے بادشاہ نیزک کی طرف روانہ کر دیا۔ اس کا بھائی اس کے پیچھے بغلان تک گیا اس نے مسلسل دو ماہ تک اس کا محاصرہ کر کے رکھا۔ حتیٰ کہ نیزک کے پاس خورد و نوش کا سامان ختم ہو گیا اسی اثناء میں قتیبہ نے اپنے ترجمان ناصح نامی کو بھیجا کہ نیزک کو میرے پاس لاؤ اگر تم اس کو میرے پاس نہیں لائے تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا قتیبہ نے ترجمان کو کھانے پینے کی اشیاء بھی دی۔ چنانچہ ترجمان نے وہاں پہنچ کر ان کے سامنے کھانے پینے کی اشیاء رکھ دی وہ شدت بھوک کی وجہ سے اس پر ٹوٹ پڑے بعد ازاں ناصح نے اس کو امان دیدی اور اس سے وعدہ کیا کہ اس سے نقص امان نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ نیزک اپنے اہل و عیال اور سات سو ساتھیوں کے ہمراہ اس کے ساتھ قتیبہ کے پاس آ گیا قتیبہ نے ان سب کے لئے امان کا اعلان کیا اور ان شہروں پر عمال مقرر کئے۔

واقدی کا قول ہے کہ اس سال امیر المومنین ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا جب وہ مدینہ کے قریب پہنچا تو عمر بن عبدالعزیز نے اشراف مدینہ کو اس سے ملاقات کرنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے ان سے ملاقات کی اس نے ان سے حسن سلوک کا معاملہ کیا اور ان پر احسانات کئے پھر وہ مدینہ میں داخل ہوا تو اس کے لئے مسجد نبوی خالی کر دی گئی سعید بن مسیب کے سوا سب مسجد سے نکل گئے کیوں کہ انہیں مسجد سے نکالنے کی کسی کو جرأت نہیں تھی اس وقت ان کے جسم پر پانچ درہم کا کپڑا تھا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ امیر المومنین آ رہے ہیں، اس لئے آپ مسجد سے نکل جائیے انہوں نے نفی میں جواب دیا ولید مسجد میں داخل ہو کر جگہ جگہ پڑھنے لگا اور اللہ سے دعائیں کرنے لگا۔

عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے کہ ولید نے سعید بن مسیب کے قریب پہنچ کر سوال کیا یہ سعید ہیں؟ میں نے کہا ہاں ان کی بصارت کمزور ہو چکی ہے ولید نے کہا ہم اس کے پاس جانے کے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ قریب پہنچ کر ولید نے سلام کیا سعید کھڑے نہیں ہوئے پھر ولید نے حال و احوال دریافت کئے سعید نے کہا الحمد للہ خیریت ہے سعید نے بھی خیریت دریافت کی ولید نے کہا الحمد للہ میں خیریت سے ہوں اس کے بعد ولید وہاں سے رخصت ہوا یہ کہتا ہوا کہ یہ لوگوں کو فقیہ ہیں عمر نے اس کی تائید کی بعد ازاں ولید نے منبر رسول پر دو خطبے دیئے پہلا کھڑے ہو کر دوسرا بیٹھ کر اور کہا حضرت عثمان کا خطبہ اسی طرح تھا پھر اس نے لوگوں پر سونا چاندی نچھاور کیا پھر کعبہ کے غلاف جیسا مسجد نبوی کو غلاف پہنایا۔

اسی سال سائب بن یزید بن سعد بن ثمامہ نے وفات پائی آپ کے والد نے آپ ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا تو اس وقت آپ کی عمر سات سال تھی اس بات کا امام بخاری نے نقل کیا اسی وجہ سے واقدی کا قول ہے کہ آپ سن ۳ ہجری میں پیدا ہوئے سن ۹۱ ھ میں وفات پائی بعض کا قول ہے کہ آپ نے سن ۸۶ یا ۸۸ ھ میں وفات پائی تھی۔

سھل بن سعد ساعدی ......آپ جلیل القدر صحابی ہیں آپ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۱۵ سال تھی آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کی گردن پر ۷۴ ہجری میں حجاج نے مہر لگادی تھی تا کہ لوگ ان کے آراء سے مستفید نہ ہوسکیں۔ ان کے علاوہ اس فہرست میں حضرت انس بن مالک اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ علامہ واقدی کا قول ہے آپ نے ایک سو سال کی عمر میں ۹۱ ھ میں وفات پائی مدینہ میں وفات پانے والے آپ سب سے آخری صحابی ہیں۔ محمد بن سعد کا قول ہے کہ آپ کی ۹۱ ھ میں وفات ہوئی۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں بخاری وغیرہ کا قول ہے کہ آپ نے ۸۸ ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۹۲ ھ

اسی سال مسلمہ اور اس کے بھتیجے عمر بن ولید نے بلاد روم میں جنگ کر کے بہت سے قلعے فتح کئے رومی ان سے بھاگ کر شہر کے دوسرے کونہ میں چلے گئے، اسی زمانہ میں موسیٰ بن نصیر کے غلام طارق بن زیاد نے بارہ ہزار کے لشکر کے ہمراہ بلاد اندلس میں جنگ لڑی۔ اندلس کا بادشاہ اذریقون شاہانہ نخوت اور شاہی تخت کے ہمراہ سر پر تاج رکھ کر اس کے مقابلہ میں آیا طارق نے اس پر تابڑ توڑ حملے کر کے اسے شکست دیدی بہت سامال غنیمت حاصل کیا جس میں شاہی تخت بھی تھا اس نے تمام بلاد اندلس فتح کر لئے تھے۔

ذھبی کا قول ہے طارق بن زیاد بلاد مغرب کے آخری شہر طنجہ کا امیر تھا اور اپنے آقا موسیٰ بن نصیر کا نائب تھا جزیرہ خضراء کے حاکم نے دشمن کے خلاف اس سے مدد طلب کی طارق بن زیاد نے فرنگیوں کی آپس میں لڑائی کو غنیمت سمجھ کر سبتہ کے تنگ راستوں کی جانب سے اندلس میں داخل ہو گیا اس نے قرطبہ کے بادشاہ کو قتل کر کے قرطبہ کو فتح کر لیا موسیٰ بن نصیر کو اس کی فتح کی خوش خبری لکھ کر بھیجی موسیٰ نے انفرادی طور پر فتح کی وجہ سے اس پر حسد کیا موسیٰ نے ولید کو فتح سے آگاہ کیا لیکن فتح کی نسبت اپنی طرف کی اور طارق کو دھمکی آمیز خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھے اور خود لشکر لے کر حبیب ابن ابی عبیدہ فہری کے ہمراہ فوراً اندلس پہنچ گیا۔ چند سال اس نے وہاں قیام کر کے بہت سے شہر فتح کئے اور خوب مال غنیمت حاصل کیا مردوں کو قتل کر دیا عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔ مسلمہ اور اس کے بھتیجے عمر بن ولید نے رومی قلعوں میں سے سوسنہ قلعہ فتح کیا اور وہ خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گئے۔

اسی سال قتیبہ بن مسلم نے شومان، کش اور نسف فتح کر لئے اہل فریاب نے رکاوٹ ڈالی تو اس نے اس میں آگ لگادی۔ قتیبہ نے بھائی عبدالرحمٰن کو ان شہروں کا بادشاہ طرخون خان پر چڑھائی کرنے کے لئے تیار کر کے صغد بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے کثیر مال کے عوض طرخون سے صلح کر لی اور اپنے بھائی کے پاس واپس آ گیا۔ طرخون عبدالرحمٰن سے صلح کر کے جب واپس صغد پہنچا تو صغد کے بہت سے باشندوں نے جمع ہو کر طرخون سے کہا کہ تو نے صلح کر کے ذلت کیوں اختیار کی کیا تو بوڑھا ہو گیا؟ اب ہمیں تمہاری ضرورت نہیں پھر انہوں نے اسے معزول کر کے اس کے بھائی غورک خان کو حاکم بنالیا بعد ازاں انہوں نے عبدالرحمٰن سے کی گئی صلح توڑ کر نقض عہد کیا جس کا بیان عنقریب آ رہا ہے۔

اسی سال قتیبہ نے ترک بادشاہ رتبیل سے جنگ کا آغاز کیا اور سجستان میں جنگ کی۔ جب وہ رتبیل کے ملک میں داخل ہوا تو اس کا ایلچی بہت سے ساز و سامان جس میں مال، گھوڑے، خواتین اور بادشاہ کی لڑکیاں تھیں، صلح کی پیشکش لے کر آیا چنانچہ قتیبہ نے ان سے صلح کر لی۔

خواص میں اس سال مالک بن اوس بن حدثان نضری اور ابو سعید مدنی نے وفات پائی۔ ابو سعید کی صحابیت میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں گھوڑے کی سواری کی، اور حضرت صدیق اکبر کو دیکھا، محمد بن سعد کا قول ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی زیارت کی لیکن آپ ﷺ سے حدیث یاد نہیں کی، ابن معین، بخاری اور ابو حاتم نے ان باتوں کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی صحابیت ثابت نہیں اسی سال یا گزشتہ سال انہوں نے وفات پائی۔

طویس المغنی ......ان کا نام ابو عبدالمنعم عیسیٰ بن عبداللہ مدنی ہے۔ یہ بنی مخزوم کے غلام تھے۔ اپنے فن کے ماہر تھے دراز قد تھے، سکر ڈھالنے کا کام کرتے تھے آنکھ سے بھینگے تھے، منحوس سمجھے جاتے تھے کیوں کہ یہ آپ ﷺ کی وفات کے روز پیدا ہوئے، حضرت صدیق اکبر کی وفات کے دن

ان کا دودھ چھڑایا گیا۔

حضرت عمر کی شہادت کے روز بالغ ہوئے حضرت عثمان کی شہادت کے دن شادی کی حضرت حسین بن علی یا حضرت علی کی شہادت کے روز ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ ابن خلکان وغیرہ نے یہ بات نقل کی اسی سال ۸۲ سال کی عمر میں مدینہ سے دو فرسخ دور سوید مقام پر وفات پائی۔

واقعات ۹۳ھ

اسی سال سلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم کے بہت سارے قلعے فتح کئے جن میں سے چند خاص خاص کے نام یہ ہیں (۱) الحدید (۲) غزالہ (۳) ماسہ۔

اسی زمانہ میں عباس بن ولید نے جنگ کر کے سمسطیہ فتح کیا سال رواں ہی میں مروان بن ولید رومیوں سے جنگ کرتے ہوئے خجرہ تک پہنچ گیا۔ اسی سال خوارزم شاہ نے بذریعہ خط قتیبہ کو صلح کی دعوت دی۔ نیز اس نے اپنے شہروں میں سے مدائن شہر، بہت سے اموال وغلام کے ساتھ قتیبہ کو دینے کی پیشکش کی اس شرط پر کہ وہ اس کے بھائی سے جنگ کر کے اسے گرفتار کر کے اس کے حوالے کردے گا کیوں کہ اس نے زمین پر فساد برپا کر رکھا ہے۔ اس کے بھائی کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کسی کی بات نہیں سنتا تھا اور جس کسی کے پاس مال، عورتیں، بچے اور جانور دیکھتا اس سے چھین لیتا تھا قتیبہ نے اس کے خط کا جواب اثبات میں دیا۔ خوارزم شاہ نے مذکورہ چیزیں اس کے حوالہ کردیں۔ اس کے بعد قتیبہ نے اس کے بھائی کی طرف لشکر روانہ کیا۔ اس لشکر نے اس کے بھائی کی فوج سے قتال کر کے اس کے بیشمار افراد قتل کردیئے اور اس کے بھائی کو چار ہزار افراد کے ہمراہ گرفتار کرلیا۔ قتیبہ نے اس کے بھائی کو اس کے حوالے کر کے باقی ماندہ قیدیوں کی گردن آڑانے کا حکم دیا۔

بعض کا قول ہے کہ اس کے آگے پیچھے، دائیں اور بائیں جانب سے ایک ایک ہزار قیدیوں کی گردنیں اڑادی گئی تا کہ اس کے ذریعہ ترک دشمن خوفزدہ ہوں۔

سمرقند کی فتح......قتیبہ نے جب اس کاروائی سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ کیا تو امراء میں سے کسی نے اسے کہا اہل صغد نے اس سال آپ کو امن کا موقع دیا ہے تم ان پر اسی وقت کامیاب ہوتے جب تم ان کو بے خبری میں اچانک جا پکڑتے ورنہ مشکل ہے۔ قتیبہ نے اس سے پوچھا کبھی تم نے یہ بات کسی اور سے بھی کہی، یاد رکھو اگر تم نے یہ بات کبھی کسی سے کہی تو وہ تمہاری گردن اڑادے گا۔ بعد ازاں قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو بیش ہزار لشکر کے ہمراہ سمرقند کی طرف روانہ کردیا پھر قتیبہ بھی باقی لشکر کے ہمراہ اس سے جاملا۔

جب ترکوں کو ان کی آمد کی اطلاعات موصول ہوئی تو انہوں نے امراء اور ابناء ملوک میں سے خاص خاص بہادروں کو جمع کر کے انہیں قتیبہ کے مقابلہ میں رات کو نکلنے کا حکم دیا تا کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کردیں یہ خبریں قتیبہ تک بھی پہنچ گئیں اس نے اپنے بھائی صالح کو چھ سو بہادروں کا جھتہ دے کر حکم دیا کہ تم راستہ ہی میں ترکوں کو پکڑ لو چنانچہ وہ چلے پھر وہ راستہ میں رک گئے۔ صالح نے ان کی تین جماعتیں بنادیں رات کی تاریکی پھیل جانے کے بعد وہ ترکوں پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے ترکوں کو للکارا، ان کے درمیان ایسے گھمسان کا رن پڑا کہ تھوڑے ہی لوگ ترکوں میں سے بچ سکے۔ مسلمانوں نے ان کے سر کچل دیئے اور وہ آپس میں یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ آج ہمیں قتیبہ کے لشکر سے واسطہ پڑا ہے جس کے سامنے ہمارے بڑے بڑے سورما بھی نہ ٹھہر سکے۔ مسلمانوں نے ان کا سامان سونا چاندی، ہتھیار وغیرہ سب کچھ لوٹ لئے جسے قتیبہ نے مجاہدین میں تقسیم کردیا۔

اس کے بعد قتیبہ مارا چ کرتے ہوئے صغد کے سب سے بڑے شہر سمرقند کے قریب پہنچ گیا اس نے اس پر منجنیقیں نصب کیں اور گولہ باری شروع کردی اس کے ساتھ اہل صغد سے شدید قتال بھی جاری ہوا۔ صغد کے بادشاہ غورک نے قتیبہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تو میرے گھر والوں اور لوگوں کو لے کر مجھ پر چڑھائی کرنے آیا ہے اگر ہمت ہے تو اپنے لوگوں کے ساتھ لڑ یہ سن کر قتیبہ آگ بگولہ ہو گیا اس نے فوراً عربوں کو عجمیوں سے الگ کر کے ان کو جدید ہتھیاروں سے لیس کر کے شہر پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے زبردست گولہ باری کی جس سے غورک کے شہر کو بچانے کی تمام تدبیر ناکام ہو گئیں۔ غورک کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر قتیبہ کو گالیاں دینا شروع کردیں ایک مسلمان نے اس کی آنکھ میں ایسا تیر مارا جو آر پار

ہو گیا اسی وقت وہ ہلاک ہو گیا قتیبہ نے تیرانداز کو دس ہزار درہم انعام کے طور پر دیئے اس کے بعد رات ہوگئی۔

صبح ہونے کے بعد مسلمانوں نے دوبارہ منجنیقیں نصب کیں اور ان پر گولہ باری شروع کر دی اس بار انہوں نے شہریوں کو بھی اس کی لپیٹ میں لے لیا۔ ترکوں نے قتیبہ سے کہا کہ آج آپ چلے جاؤ کل ہم آپ سے صلح کریں گے چنانچہ قتیبہ واپس چلے گئے اور کل ان سے دو کروڑ ایک لاکھ سالانہ جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی نیز انہوں نے اس بات کا بھی وعدہ کیا کہ اس سال ہم آپ کو تیس ہزار ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ غلام دیں گے جن میں بچے، بوڑھے اور عیب دار نہیں ہوں گے نیز انہوں نے مورتیوں کا زیور اور آتش کدوں کا قیمتی سامان بھی حوالے کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ بھی کہ وہ شہر کو جنگجوؤں سے خالی کر دیں گے نیز یہ بھی کہ قتیبہ اگر چاہیں شہر میں مسجد بنائے اس میں خطبہ دے، منبر رکھے اور کھانا کھا کر چلا جائے۔ قتیبہ نے ان کی ساری باتیں قبول کر لیں۔ چنانچہ قتیبہ چار ہزار بہادروں کے ہمراہ شہر میں داخل ہوا اس نے شہر میں مسجد تعمیر کی اس میں منبر رکھا۔ مسجد میں نماز ادا کی، خطبہ دیا، کھانا کھایا اس کے سامنے بت لائے گئے اس نے بعض کو بعض پر ترتیب سے رکھا کہ وہ ایک قلعہ کی مانند بن گیا پھر اس نے ان کے جلانے کا حکم دیا، حاضرین چلا اٹھے ایک مجوسی نے کہا ان میں قدیم بت بھی ہیں، جس نے اسے جلایا وہ ہلاک ہو جائے گا، بادشاہ غورک خود نکل کر آیا اس نے قتیبہ کو منع کرتے ہوئے کہا میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔

اس کے بعد قتیبہ کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا اس نے کہا میں اپنے ہاتھ سے ان کو جلاؤں گا، تم سب مل کر اگر میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو تو بگاڑ دو۔ پھر اس نے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے ان میں آگ لگا دی، چنانچہ وہ بت جل گئے۔ اس میں سے پچاس ہزار مثقال سونا نکلا۔ قتیبہ نے جو مال غنیمت حاصل کیا تھا اس میں ایک کنیز بھی تھی جو یزدجرد کی لڑکی تھی، قتیبہ نے اسے خاص طور پر حجاج کے لئے بھیج دیا جسے حجاج نے ولید کو ہدیہ کر دیا اسی سے یزید بن ولید پیدا ہوا۔

اس کے بعد قتیبہ نے اہل سمرقند کو بلا کر کہا جتنی شرائط پر میں نے تم سے صلح کی ہے اس سے زیادہ میں تم سے کسی شرط کا مطالبہ نہیں کرتا لیکن ہماری فوج کا قیام یہاں پر ضروری ہے، اس کے بعد غورک وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ قتیبہ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے (اور اللہ نے عاد اولیٰ کو ہلاک کر دیا اور ثمود کو اور کسی کو باقی نہ چھوڑا) اس کے بعد قتیبہ سمرقند پر اپنے بھائی کو نائب مقرر کر کے خود مرو چلا گیا۔ اس نے اپنے بھائی کو ہدایت کی کہ کسی بھی مشرک کو ہاتھ مہر لگے بغیر باب سمرقند سے داخل مت ہونے دینا اگر مہر خشک ہو جائے تو اسے قتل کر دینا۔ اسی طرح جس کے پاس چاقو، چھری یا کوئی دھار دار چیز پاؤ اسے بھی داخل نہ ہونے دینا نیز دروازہ بند کرتے وقت جو دروازے کے پاس پایا جائے اسے بھی قتل کر دینا۔ کعب اشقری نے اس بارے میں چند اشعار کہے ہیں:

(۱) ...... قتیبہ روزانہ جبراً قبضہ کر لیتا ہے اور مال و دولت میں نیا اضافہ کرتا ہے۔

(۲) ...... باہلی ہے، جب تاج پہن رہا تھا اس وقت بال سیاہ تھے اور مسلسل تاج پہنے رہنے کی وجہ سے اس کے مانگ کے بال سفید ہو گئے۔

(۳) ...... اس نے اہل صغد کو اپنے لشکر سے رسوا کر دیا، حتیٰ کہ انہیں کھلے میدان میں یوں ہی بیٹھا چھوڑ دیا۔

(۴) ...... بیٹا باپ کے کھونے پر ماتم کرتا ہے اور باپ غمزدہ ہو کر بیٹے پر روتا ہے۔

(۵) جب وہ کسی شہر میں داخل ہوتا ہے تو اس کے گھوڑے وہاں کی سرزمین کو روند ڈالتے ہیں۔

اسی برس موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب کے نائب اپنے غلام طارق کو معزول کر دیا حالاں کہ اسی نے اس کو طلیطلہ شہر کی طرف بھیجا تھا اس نے اس کو فتح کر لیا اس نے اس شہر میں حضرت سلیمان بن داؤد کا دسترخوان پایا اس میں سونا اور بہت دیگر بہت سی قیمتی اشیاء تھیں، اس نے وہ دسترخوان ولید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا لیکن اس کے پہنچنے سے قبل ہی ولید کی وفات ہو گئی اور اس کا بھائی سلیمان خلیفہ بن گیا وہ دسترخوان اسی کو ملا۔ اس میں بہت حسین المنظر عقول کو حیران کرنے والی اشیاء تھیں۔ موسیٰ بن نصیر نے غلام کی جگہ اپنے لڑکے عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کو حاکم بنا دیا۔ اس زمانہ میں موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب میں لشکروں کا جال بچھا دیا، انہوں نے اندلس کے بہت سے شہر مثلاً قرطبہ اور طنجہ وغیرہ فتح کئے۔ اس کے بعد موسیٰ بہ نفس نفیس مغربی اندلس کی طرف گیا، وہاں پر اس نے باجہ اور بیضاء کے علاوہ بڑے بڑے شہر، علاقے اور دیہات فتح کئے، وہ جس شہر کی طرف بھی جاتا اسے فتح کئے بغیر نہیں آتا تھا پھر اس نے فوجی یونٹ تیار کر کے اندلس کے مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں روانہ کئے انہوں نے بہت سے شہر اور علاقہ جات فتح

کئے اور مال غنیمت حاصل کیا، علاوہ ازیں عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا۔ موسیٰ بن نصیر بے شمار مال غنیمت اور تحفے تحائف کے ساتھ واپس لوٹا۔

اسی سال افریقی شدید قحط سالی میں مبتلا ہوئے۔ موسیٰ بن نصیر ان کو صلوٰۃ استسقیٰ کے لئے لے کر نکلا، سب نصف النہار تک دعا میں مشغول رہے، جب اس نے منبر سے نیچے آنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس سے پوچھا امیر المومنین کے لئے دعا نہیں کرنی؟ اس نے کہا یہ اس کا موقعہ نہیں اسی وقت باران رحمت جوش میں آئی اور موسلا دھار بارش ہوئی جس سے ان کی کھتیاں لہلہا گئیں اور ان کی معاشی حالت اچھی ہوگئی۔ اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے ولید کے حکم سے خبیب بن عبداللہ بن زبیر کو پچاس کوڑے مارے اور سخت سردی میں اس پر پانی ڈالا، بالآخر اسی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا، عمر بن عبدالعزیز اس کے بعد سے خوفزدہ رہتے تھے اور جب آخرت کی کوئی بشارت سنتے تو کہتے کہ میرے راستے میں خبیب حائل ہے اور غم زدہ عورت کی طرح روتے، جب ان کی کوئی تعریف کرتا تو کہتے اگر خبیب کی وجہ سے میری پکڑ نہیں ہوئی تو سمجھ لو کہ میرے لئے کامیابی ہے آپ خبیب کی موت تک مدینہ کے حاکم رہے ان کے انتقال کے بعد اکثر رنجیدہ رہتے تھے بقیہ زندگی عبادت اور گریہ وزاری میں گزاری، اس کی وجہ سے ان کی زندگی یکسر تبدیل ہوگئی لیکن اس کے بعد آپ خوب عبادت کرتے غلاموں اور مساکین کا بہت خیال رکھتے۔

اسی سال محمد بن قاسم نے بلاد ہند میں دیبل وغیرہ شہر فتح کئے حجاج نے جب ان کو غزوہ ہند کی مہم کا امیر بنایا تو اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی۔ چنانچہ لشکر کے ہمراہ ہند پہنچا تو ہند کا بادشاہ راجہ داہر ایک عظیم لشکر اور ستائیس منتخب شدہ ہاتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں آیا، دونوں کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی۔ راجہ داہر اور اس کے بہت سے ساتھی قتل کر دیئے، مسلمانوں نے ہندوؤں کا تعاقب کر کے انہیں قتل کر دیا بعد ازاں محمد بن قاسم نے کیرج اور برھا وغیرہ کا رخ کیا حتیٰ کہ ان کو بھی فتح کر لیا اور بیشمار مال غنیمت اور جواہر سونا وغیرہ لے کر لوٹا۔

اس وقت بنوامیہ کا شغل صرف جہاد تھا۔ اللہ نے مشرق و مغرب میں اسلام کا کلمہ بلند کیا، کفر اور اہل کفر کو ذلیل ورسوا کیا، آئے دن مسلمانوں کی فتوحات کی برکت سے مشرکین کے قلوب مرعوب ہوگئے، مسلمان جدھر کا بھی رخ کرتے، کامرانی سے ہمکنار ہوتے کیوں کہ مسلمانوں کے لشکر میں اولیاء، بڑے بڑے علماء اور تابعین ہوتے تھے انہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح یاب فرمایا۔

قتیبہ بن مسلم بلاد ترک کو فتح کرتے ہوئے چین کی سرحد تک پہنچ گیا اور چینی بادشاہ کو اپنے پاس بلایا اس نے خوف زدہ ہو کر قتیبہ کے پاس تحفے تحائف اور قیمتی اشیاء بھیجی، غرض یہ کہ اس اطراف کے تمام بادشاہ فوجی قوت کے باوجود قتیبہ کا نام سنتے ہی گھبرا جاتے اور سب خوف کی وجہ سے قتیبہ کو جزیہ ادا کرتے تھے۔ اگر فتح کا یہ سلسلہ جاری رہتا اور حجاج بھی چند روز تک زندہ رہ جاتا تو اسلامی افواج چین سے واپس نہ آتی۔ لیکن حجاج کی وفات کے بعد اسلامی افواج واپس آ گئیں پھر کچھ دنوں کے بعد قتیبہ کو بھی بعض مسلمانوں نے قتل کر دیا۔

بہر سال ایک طرف مسلمہ بن عبدالملک بن مروان، امیر المومنین ولید کا لڑکا اور اس کا بھائی بلاد روم کو فتح کرر ہے تھے اور شامی فوجوں کے ساتھ معرکوں میں ادھر ادھر مصروف تھے حتیٰ کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے اور وہاں پر مسلمہ نے مسجد بنوائی، جس کی وجہ سے فرنگیوں کے قلوب مسلمانوں سے مرعوب ہوئے۔

دوسری طرف محمد بن بلاد ہند میں جہاد میں مصروف تھا اور عراقی افواج کا لوہا منوار ہا تھا۔ تیسری طرف موسیٰ بن نصیر نے بلاد مغرب میں جہاد کا غلغلہ بلند کر کے اسلام کا نام بلند کیا۔ ان فتوحات کی وجہ سے یہ تمام علاقے شرک و بت پرستی سے پاک ہو چکے تھے اور شام، مصر، عراق، یمن، ماورائے النھر اور بلاد مغرب میں لا الہ الا اللہ کی صدا گونج رہی تھی، ہجرت کے بعد سے صحابہ کرام نے جہاد کا بیڑا اٹھایا اور پھر بنی عباس اور بنی امیہ کے دور میں بھی زور شور سے جہاد جاری رہا بعد ازاں رفتہ رفتہ جہاد کا عمل سست پڑتا چلا گیا جس کے نتیجے میں اسلام کا پلہ کمزور ہو گیا۔ حتیٰ کہ دیار مصر اور شام میں فاطمین کے غالب ہو جانے کے بعد اسلام کے نام لیواؤں کی تعداد کم ہوگئی۔ فرنگی اکثر بلاد شام پر غالب آ گئے، حتی کہ انہوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی ایوب کے ساتھ نورالدین کو کھڑا کیا، اس نے ان سے دوبارہ بیت المقدس چھین لیا عنقریب اس کا بیان آ رہا ہے۔

اسی سال ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا کیوں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کو لکھا تھا کہ عراق حجاج کے مظالم سے تنگ آ چکے ہیں۔ جب ابن حجاج کو بھی علم ہو چکا اس نے ولید کو لکھا کہ عمر مدینہ کے نظم ونسق میں کمزور پڑ چکے ہیں، اس لئے کسی باصلاحیت شخص کو حرمین کا منتظم بناؤ چنانچہ اس نے عثمان بن حیان کو مدینہ کا اور خالد بن عبداللہ قسری کو مکہ کا حاکم بنا دیا اس نے وہی کچھ کیا جس کا حجاج نے حکم دیا تھا عمر بن

عبدالعزیز شوال میں مدینہ سے نکل کر سویداء میں مقیم ہو گئے اور عثمان بن حیان ماہ شوال کے ختم ہونے سے دو دن قبل مدینہ پہنچ گئے اس سال عبدالعزیز بن ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

انس بن مالک...... نام ابوحمزہ انس بن مالک ابن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی النجار۔ آپ جناب نبی کریم ﷺ کے خادم اور سفر حضر کے آپ کے ساتھی تھے آپ کی والدہ کا نام ام حرام ملیکہ بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام تھا ابوطلحہ زید بن سھل انصاری کی بیوی تھی۔ آپ نے رسول اللہ سے بہت سی احادیث روایت کی اور آپ سے متعدد علوم سے واقف تھے ابوبکر، عمر، عثمان اور ابن مسعود وغیرہ سے بھی آپ نے روایت نقل کیں آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت نقل کی۔ آپ کا قول ہے کہ آپ ﷺ کے مدینہ تشریف لاتے وقت میری عمر دس سال تھی اور آپ ﷺ کی وفات کے وقت میری عمر بیس سال تھی۔ محمد بن عبداللہ انصاری نے اپنے والد کے حوالے سے ثمامہ کو قول نقل کیا ہے کہ انس سے پوچھا کہ آپ جنگ بدر میں موجود تھے آپ نے جواب دیا۔ تیری ماں مرے، کیا میں بدر سے غائب ہو سکتا ہوں۔

انصاری کا قول ہے آپ جناب رسول اللہ ﷺ کے خادم کی حیثیت سے جنگ بدر میں شریک ہوئے ہمارے شیخ حافظ ابوالحجاج مزی کا قول ہے جنگ بدر میں انس بن مالک کی شرکت کا اصحاب مغازی میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہی ہے کہ آپ غازی کی حیثیت سے اس کے بعد ہی جنگوں میں شریک ہوئے۔ آپ کی والدہ ایک رروایت کے مطابق آپ کے چچا آپ کو آپ ﷺ کی خدمت میں لائے، آپ کی والدہ نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) یہ میرا لڑکا انس سمجھدار ہے آپ کی خدمت کرے گا اسے میں نے آپ کو ھبہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے قبول فرمالیا آپ کی والدہ نے آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ اس کے مال واولاد میں اضافہ کر اور اسے جنت میں داخل کر۔ حضرت انس کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے میری کنیت نخلہ رکھی، کیونکہ میں آپ کے لئے کھجوریں توڑا کرتا تھا۔ آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحرین کا گورنر بنایا تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد انس بصرہ منتقل ہو گئے تھے۔

وہاں پر آپ کے چار مکانات تھے۔ ابن اشعث کے فتنے کی وجہ سے حجاج کی طرف سے آپ کو تکالیف پہنچی تھیں۔ کیوں کہ حجاج کو شک ہو گیا تھا کہ آپ کا بھی اس معاملہ سے تعلق ہے آپ نے کوئی فتویٰ دیا تھا جس کی وجہ سے حجاج نے آپ کو شدید تکلیف میں مبتلا کر دیا۔ آپ نے عبدالملک سے اس کی شکایت کی اس نے حجاج کی ملامت کی اس کے بعد حجاج نے خوف زدہ ہو کر آپ سے صلح کر لی۔

سن ۹۲ھ میں جامع دمشق کی تعمیر کے وقت حضرت انس ولید بن عبدالملک کے پاس آئے تھے۔ مکحول کا قول ہے کہ میں نے حضرت انس کو جامع دمشق میں چلتے ہوئے دیکھا، میں نے ان سے جنازے کو ہاتھ لگانے کے بعد وضو کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا اس میں وضو کی ضرورت نہیں۔ اوزاعی کا قول ہے مجھ سے اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر نے بیان کیا حضرت انس ولید کے پاس آئے ولید نے اپ سے سوال کیا تم نے قیامت کے بارے میں آپ ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ تم میں اور قیامت میں دو انگلیوں کے درمیان شگاف کی مانند فاصلہ ہے زہری کا قول ہے میں نے دمشق میں انس بن مالک کو روتے ہوئے دیکھ کر ان سے وجہ دریافت کی؟ انہوں نے فرمایا تمہارے اندر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک چیز نماز باقی رہ گئی ہے اس میں بھی تم نے جو چاہا کر لیا۔

ایک روایت میں ہے کہ اسے بھی تم نے ضائع کر دیا کیوں کہ بنی امیہ کے خلفاء تاخیر سے نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ عمر بن عبدالعزیز کے علاوہ تمام اموی خلفاء ہمیشہ تاخیر سے نماز پڑھتے تھے۔ عبداللہ بن حمید نے متعدد طرق سے حضرت انس کا قول نقل کیا ہے کہ میری والدہ بچپن میں مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا لڑکا ہے اپ کا خادم ہے اپ اس کے لئے دعا کر دیجئے آپ نے فرمایا اے اللہ اس کی مال واولاد میں اضافہ کر کے اسے جنت میں داخل فرما حضرت انس فرماتے ہیں، دو کو میں نے دیکھ لیا اور تیسرے کی امید ہے ایک روایت میں حضرت انس کا قول نقل کیا گیا ہے کہ قسم بخدا میرے مال میں بہت اضافہ ہوا، حتیٰ کہ میرے کھجور اور انگور سال میں دو بار پھل دیتے

ہیں اور میرے صلبی لڑکوں کی تعداد ایک سو چھ ہے ایک روایت میں ہے کہ مجھے میری لڑکی آمنہ نے خبر دی کہ حجاج کی آمد تک میری نسل سے ایک سو بیس بچے دفن کئے گئے ثابت نے حضرت انس سے پوچھا کیا آپ کے ہاتھ میں رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی کو مس کیا؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ ثابت نے کہا اپنا ہاتھ لائیے تا کہ میں اسے بوسہ دوں۔

محمد بن سعد نے کئی واسطوں سے سعید دارع کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے انس کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں ہر شب آپ ﷺ کی زیارت کرتا تھا، اس کے بعد انس اشک بار ہو گئے۔ محمد بن سعد نے متعدد وجوہ سے منہال بن عمرو کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت انس رسول اللہ کی نعلین مبارک اور سامان کی حفاظت کرتے تھے۔ ابوداؤد نے حکم بن عطیہ اور ثابت کے حوالے سے حضرت انس کا قول نقل کیا ہے کہ مجھے امید ہے کہ قیامت کے روز آپ ﷺ سے میری ملاقات ہوگی میں عرض کروں گا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا خادم انس ہوں۔

امام احمد نے متعدد طرق سے انس کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے روز شفاعت کا سوال کیا، آپ نے فرمایا ہاں، اس کے بعد میں نے پوچھا اس روز میں آپ سے کہاں ملوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پل صراط پر، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر وہاں میں آپ سے نہ مل سکوں، آپ ﷺ نے فرمایا پھر میزان کے پاس، میں نے عرض کیا اگر آپ مجھے وہاں بھی نہ ملے تو آپ نے فرمایا حوض کوثر کے پاس، اس کے علاوہ تو مجھے کہیں نہیں پائے گا۔ شعبہ نے ثابت کے حوالے سے ابوہریرہ کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی نماز کے مشابہ حضرت انس کی نماز سے زیادہ کسی کی نماز نہیں دیکھی۔ ابن سیرین کا قول ہے کہ میں نے سفر و حضر میں حضرت انس کی نماز سے کسی کی نماز عمدہ نہیں پائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ثابت مجھ سے لے لو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے لیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے لیا ہے اور تم مجھ سے زیادہ بااعتماد طریقے سے نہیں پاؤ گے۔

معتمر بن سلیمان نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے انس کو کہتے سنا کہ اس وقت قبلتین کی طرف نماز پڑھنے والا میرے علاوہ کوئی باقی نہیں۔ محمد بن سعد نے متعدد طرق سے حریری کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت انس نے ذات عرق مقام سے احرام باندھا احرام کے کھولنے تک میں نے آپ کی زبان سے اللہ کے ذکر کے علاوہ کوئی بات نہیں سنی پھر مجھ سے فرمایا اے بھتیجے احرام کی حالت میں اسی طرح ہونا چاہیے۔ صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف کا قول ہے کہ ہم جمعہ کے روز بعض ازواج مطہرات کے گھروں میں باتوں میں مشغول تھے۔ حضرت انس نے فرمایا خاموش ہو جاؤ۔ نماز کھڑی ہونے کے بعد حضرت انس نے فرمایا مجھے خطرہ ہے کہ میں نے تمہیں خاموشی کی تاکید کر کے اپنا جمعہ باطل کر دیا۔ ابن ابی الدنیا نے کئی واسطوں سے ثابت کا قول نقل کیا ہے کہ میری موجودگی میں حضرت انس کے پاس قہرمانہ آئی اس نے آپ سے اپنی اراضی کے خشک ہونے کی شکایت کی راوی کا قول ہے حضرت انس وضو فرما کر جنگل کی طرف نکل گئے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دعا میں مشغول ہو گئے۔

راوی کا قول ہے کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو پانی سے بھرے ہوئے بادل اُمڈے آ رہے تھے اس کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی حتیٰ کہ ہر چیز پانی سے بھر گئی۔ بارش کے رکنے کے بعد حضرت انس نے ایک شخص کو بھیجا کہ دیکھ کر آؤ بارش کہاں تک پہنچ گئی اس نے آ کر بتایا کہ کوئی نقصان نہیں ہوا۔ امام احمد نے نقل کیا ہے کہ حضرت انس جب بھی کوئی حدیث بیان کرتے تو اس سے فارغ ہونے کے بعد فرماتے او قال رسول اللہ ﷺ، انصاری نے ابن عوف کے حوالے سے محمد کا قول نقل کیا ہے کہ امراء میں سے کسی نے حضرت انس کے پاس کوئی چیز بھیجی حضرت انس نے پوچھا کیا یہ خمس ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے وہ چیز قبول نہیں فرمائی۔ نضر بن شداد نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت انس کی بیماری میں ہم نے ان کو کہا کہ کیا آپ کے لئے کسی طبیب کو بلا کر لائیں آپ نے فرمایا کہ طبیب نے ہی مجھے بیمار کیا ہے۔

حنبل بن اسحاق نے علی بن زید کا قول نقل کیا ہے کہ میں محل میں حجاج کے پاس تھا اس وقت وہ لوگوں کو ابن الاشعث کے واقعات سنا رہا تھا اسی اثناء میں انس بن مالک آئے حجاج نے انہیں دیکھ کر کہا یہ ہی وہ فتنہ پرور خبیث ہے جو کبھی حضرت علی کے ساتھ ہوتا ہے کبھی ابن زبیر کے ساتھ چلتا ہوا نظر آتا ہے اور کبھی ابن الاشعث کا حمنوا بن جاتا ہے قسم بخدا میں گوند کی طرح اسے اکھاڑ پھینکوں گا تکلہ کی طرح اسے سیدھا کر دوں گا حضرت انس نے فرمایا آپ مجھے مراد لے رہے ہیں اس نے کہا کہ ہاں میری مراد تو ہی ہے، اللہ تیری سماعت ختم کر دے۔

راوی کا قول ہے کہ اس کے بعد حضرت انس چلے گئے اور حجاج اپنے کام میں مشغول ہو گیا حضرت انس وہاں سے نکال [illegible]

کہنے لگے کاش اگر آج مجھے اپنے چھوٹے بچوں کا خیال نہ آتا تو مجھے کوئی پرواہ نہ ہوتی کہ میں کس طرح قتل کیا جاؤں شاید آج کی مانند ذلت امیز اور سخت کلمات میں زندگی میں دوبارہ نہ سنوں۔ چنانچہ ابوبکر بن عیاش نے ذکر کیا حضرت انس نے حجاج کے خلاف عبدالملک کو سخت شکایات لکھ بھیجی اور لکھا کہ یہود و نصاریٰ اپنے نبی کے خادم کی عزت وتوقیر کرتے ہیں اور میں نے آپ ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے۔

عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ جیسے ہی تم کو میرا یہ خط ملے اس وقت انس کے پاس جا کر ان کو راضی کر وان کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دو ورنہ میں تمھیں وہی سزادوں گا جس کے تم مستحق ہو۔ جب حجاج نے یہ خط پڑھا تو اس نے انس کے پاس جانے کا ارادہ کیا لیکن خط لانے والے اسماعیل بن عبداللہ بن ابی مہاجر جو حجاج کا دوست تھا نے حجاج کو نہ جانے کا مشورہ دیا اور حضرت انس کو حجاج کے پاس جا کر صلح کے لئے سبقت کا مشورہ دیا چنانچہ حضرت انس حجاج کے پاس آئے تو حجاج نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور کہا کہ ہم اور آپ تو ایک ہیں اے میرے پڑوسی اب لوگوں کو کچھ کہنے کا موقع نہیں ملنا چاہیے۔

ابن قتیبہ کا قول ہے کہ عبدالملک نے حجاج کو انس کی گستاخی کرنے کے بعد لکھا اے بھرائے ہوئے نراونٹ! میں تجھے ایسی لات ماروں گا کہ تو سیدھا دوزخ ہی میں جا کر گرے گا۔ اے چمگادڑ والی آنکھوں والے ہوش میں آ جا۔ احمد بن صالح عجلی کا قول ہے کہ صحابہ میں صرف دو شخص جزام و برص میں مبتلا ہونے کے بعد درست ہوئے۔

(١)..... حضرت معقیب جو جزام میں مبتلا تھے۔

(٢)..... حضرت انس جو برص میں مبتلا تھے۔

حمیدی نے ابوجعفر کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے انس کو برص کی بیماری کے زمانہ میں بڑے بڑے لقمے کھاتے ہوئے دیکھا ابویعلیٰ نے عبداللہ بن معاذ بن یزید کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت انس ضعف کی وجہ سے روزے کے فدیہ میں کھانا پکا کر تیس مسکینوں کو کھلاتے تھے۔ شعبی نے موسیٰ سنبلاوی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کیا صحابہ میں سے اس وقت صرف آپ ہی زندہ ہیں آپ نے جواب دیا دیہاتیوں کی تو ایک جماعت زندہ ہے البتہ صحابہ میں سے صرف میں زندہ ہوں۔ شدہ مرض میں آپ سے طبیب کو بلانے کی اجازت طلب کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ طبیب نے ہی مجھے بیمار کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو آپ مسلسل اسی کلمہ کا ورد کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی ایک چھوٹی سی لاٹھی تھی جو آپ کے حکم سے آپ کے ساتھ قبر میں دفن کر دی گئی۔

عمر بن شبہ وغیرہ کا قول ہے کہ ١٠٧ سال کی عمر میں انس نے وفات پائی۔ مسند احمد میں ذکر ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ایک سو چھ سال عمر ملی۔ واقدی کا قول ہے کہ بصرہ میں صحابہ میں سے آخر میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کے سن وفات میں مورخین کا اختلاف ہے چنانچہ بعض نے ٩٠ بعض نے ٩١ھ بعض نے ٩٢ اور بعض نے ٩٣ بیان کیا۔ آخری قول سب سے زیادہ مشہور ہے۔ امام احمد نے ابونعیم کا قول نقل کیا ہے کہ انس بن مالک اور جابر بن زید نے ٩٣ھ میں ایک ہی روز جمعہ کے دن وفات پائی۔ قتادہ نے انس کی وفات پر مورخ عجلی کا قول نقل کیا ہے کہ آج نصف علم دنیا سے رخصت ہو گیا۔ ان سے پوچھا گیا یہ کیسے، تو انہوں نے فرمایا جب کوئی بدعتی ہمارے سامنے حدیث کی مخالفت کرتا تھا تو ہم اس سے کہتے تھے آؤ اس شخص کے پاس چلیں جس نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی۔

عمر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ ..... ابن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مشہور شاعر ہیں، بعض کا قول ہے کہ ان کی پیدائش حضرت عمر کی وفات کے دن ہوئی، جس روز ان کا ختنہ ہوا، اسی روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز انہوں نے شادی کی۔ یہ تیج غزلیں کہتے تھے۔ ثریا نامی عورت کے بارے میں غزلیں کہتے تھے جو علی بن عبداللہ اموی کی لڑکی تھی، سہل بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری نے اس سے شادی کی تو اس کے بارے میں عمر بن ربیعہ نے اشعار کہے:

(١)..... ثریا کا سہیل سے نکاح ہو گیا خدا خیر کرے ان میں کیسے نباہ ہوگا۔

(٢)..... ثریا پر کھڑے ہوتے وقت نحوست کا یہ سایہ ہوتا ہے اور سہیل برکتوں میں گھرا رہتا ہے۔

بلال بن ابی درداء...... آپ اولاً دمشق کے حاکم پھر قاضی بنے پھر عبدالملک نے ان کو معزول کر کے ان کی جگہ ابوادریس خولانی کو مقرر کر دیا۔ آپ حسن سیرت کے مالک بڑے عابد تھے۔ ظاہر یہ ہی ہے کہ باب الصغیر کے پاس آپ ہی کی قبر ہے نہ کہ آپ ﷺ کے مؤذن حضرت بلال کی، کیوں کہ وہ تو داریا میں دفن ہیں۔

بشر بن سعید...... مزنی، سید، عابد اور فقیہ سے تھے۔ آپ مشہور ومعروز عابدین اور زاہدین میں سے تھے آپ نے مدینہ میں وفات پائی۔

زرارۃ بن اوفیٰ...... ابن حاجب عامری، آپ بصرہ کے قاضی تھے۔ آپ بصرہ کے بڑے علماء اور صلحاء میں سے تھے آپ کی متعدد مرویات ہیں ایک بار نماز فجر میں سورۃ مدثر تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت (فاذا نقر فی الناقور) پر پہنچے تو دم نکل گیا اور زمین پر گر پڑے تو اسی وقت ان کی وفات ہوگئی۔ انہوں نے تقریباً ستر سال کی عمر پا کر وفات پائی۔

خبیب بن عبداللہ...... ابن عبداللہ بن زبیر، ولید کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز نے ان کو کوڑے مارے حتیٰ کہ ان کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا اس کے چند روز بعد عمر بن عبدالعزیز معزول ہو گئے وہ خبیب کے مارنے پر ہمیشہ رنجیدہ اور گریہ کناں رہتے تھے۔ خبیب نے مدینہ میں وفات پائی۔

حفص بن عاصم...... ابن عمر بن خطاب مدنی آپ کی متعدد مرویات ہیں آپ صالحین میں سے تھے مدینہ میں وفات پائی۔

سعید بن عبدالرحمٰن...... ابن عتاب بن اسید اموی، بصرہ کے اشراف میں سے تھے، فیاض اور قابل تعریف تھے۔

فروۃ بن مجاہد...... بعض کا قول ہے کہ آپ ابدال میں سے تھے ایک بار غزوۃ میں ایک جماعت کے ساتھ گرفتار ہو گئے۔ اس ملک کے بادشاہ نے آپ کو جیل میں ڈال دیا آپ نے ساتھیوں سے پوچھا تم اپنے شہر جانا چاہتے ہو انہوں نے جواب میں کہا ہم جس تنگی میں وہ آپ کے سامنے ہے اس کے آپ نے ان کی بیڑیوں کو چھوا تو وہ کھل گئیں پھر جیل کے دروازہ کو چھوا تو وہ کھل گیا۔ تمام لوگ جیل سے نکل گئے اور مسلمانوں کے لشکر کے اپنے ملک پہنچنے سے قبل ہی ان سے جا ملے۔

ابوالشعثاء جابر بن زید...... آپ تین چیزوں میں پیسے کم نہیں کراتے تھے:

(۱)...... مکہ پر سواری کرایہ پر لینے کے لئے۔
(۲)...... غلام کو آزاد کرنے کے خیال سے خریدنے میں۔
(۳)...... قربانی کا جانور خریدنے میں۔

فرماتے تھے اللہ کے لئے خریدی جانے والی چیز میں کمی نہیں کرانی چاہیے۔ ابن سیرین کا قول ہے کہ ابوالشعثاء دینار و دراہم کے معاملے میں سچے مسلمان تھے جیسا کہ کہا گیا ہے۔

(۱)...... میں آزما چکا ہوں تم بھی غلط نہ سمجھنا کہ تقویٰ اور پرہیز گاری دراہم و دینار کے قریب قریب ہیں۔
(۲)...... جب تو پیسے ملنے کے بعد اسے چھوڑ دے تو سمجھ لے کہ یہی مسلمان کا تقویٰ ہے۔

ابوالشعثاء کا قول ہے کہ مسکین ویتیم پر صدقہ کرنا میرے نزدیک نفلی عبادت سے افضل ہے۔ ابوالشعثاء بصرہ کے عالم اور مفتی تھے۔ بصرہ میں ان کی موجودگی میں جب کوئی صحابہ سے مسئلہ پوچھتا تو وہ سائل سے کہتے کہ ابوالشعثاء کی موجودگی میں تم ہم سے کیوں مسئلہ دریافت کرتے ہو۔ جابر بن عبداللہ نے ایک بار الشعثاء سے کہا آپ بصرہ کے فقیہ ہیں اس لئے جب آپ سے کوئی مسئلہ دریافت کرے تو اس کا جواب قرآن وحدیث سے دو اگر تم نے ان دونوں کے علاوہ کسی تیسری چیز سے جواب دیا تو تم خود ہلاک ہو گے اور دوسروں کو بھی ہلاک کریں گے۔

عمرو بن دینار کا قول ہے کہ میں نے ابوالشعثاء کو مفتی پایا، قتادہ نے ابوالشعثاء کے دفن ہونے کے وقت فرمایا تھا آج روئے زمین کا سب سے بڑا عالم دفن ہو گیا۔ سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار کو حوالے سے ابوالشعثاء کا قول نقل کیا ہے کہ حکم بن ایوب نے چند افراد کو قضاء کے لئے متعین کیا تھا ان

میں سے ایک میں بھی تھا اگر مجھے موقعہ مل جاتا تو میں سواری پر سوار ہو کر وہاں سے نکل جاتا اور میں یہ عہدہ قبول نہ کرتا۔ ابوالشعثاء کو قول ہے کہ میں نے بدن کے اعمال میں غور کیا نماز ایسی عبادت ہے جس کا تعلق صرف بدن سے ہے اور روزہ کا بھی یہی حال ہے، البتہ حج کا تعلق بدن و مال دونوں سے ہے اس لئے میرے نزدیک حج افضل ہے۔

ابوالشعثاء کا قول ہے ایک جمعہ کو میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا میں نے اللہ سے دعا کی کہ اے باری تعالیٰ مجھے سب سے زیادہ اپنی طرف متوجہ ہونے والا اور سب سے زیادہ اپنا مقرب بنادے جو لوگ آج تجھ سے دعائیں کر رہے ہیں ان میں سب سے زیادہ مجھے کامیاب و کامران بنادے اور مجھے مستجاب الدعوات بنادے۔ سیار نے کئی واسطوں سے ابن ابی عیینہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک روز ابوالشعثاء بہت پرانی جوتی پہن کر نماز کے لئے گئے اور فرمایا میری عمر ۶۰ سال ہو چکی ہے لیکن یہ جوتیاں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ الا یہ کہ میں کوئی عمل خیر کروں۔ صالح دھان کا قول ہے کہ ابوالشعثاء کو جب کوئی کھوٹا سکہ مل جاتا تھا تو اس خوف سے کہ کہیں اس کے ذریعہ کوئی کسی کو دھوکہ نہ دیدے اسے توڑ دیتے۔ امام احمد نے ابوعبدالصمد عمی کے واسطہ سے مالک بن دینار کا قول نقل کیا ہے کہ ابوالشعثاء میرے پاس آئے اس وقت میں قرآن کی کتابت کر رہا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کے نزدیک یہ کام صحیح ہے؟ انہوں نے فرمایا آپ قرآن کی آیات اور کلمات کے لکھنے میں مصروف ہیں یہ حلال کام ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

مالک بن دینار کا قول ہے کہ میں نے ابوالشعثاء سے قرآنی آیت إذاً لأذقنک ضعف الحیوٰۃ و ضعف الممات کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب میں فرمایا اس سے دنیا و آخرت دونوں کا ضعف مراد ہے۔ سفیان نے حارث کا قول نقل کیا ہے کہ وفات کے وقت لوگوں نے اس سے پوچھا آپ کو کس چیز کی خواہش ہے ابوالشعثاء نے جواب دیا میں ایک بار حسن کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ ایک روایت میں ثابت سے یہی بات منقول ہے ثابت کہتے ہیں کہ میں حسن کے پاس گیا اور میں نے ان سے ابوالشعثاء کا قول نقل کر دیا بعد ازاں حسن سوار ہو کر ان کے پاس آئے جب قریب پہنچے تو ابوالشعثاء نے گھر والوں سے کہا مجھے بٹھا دو چنانچہ انہوں نے ان کو بٹھا دیا اس کے بعد ابوالشعثاء مسلسل اعوذ باللہ من النار و سوء الحساب پڑھتے رہے۔

حماد بن زید نے ابن ابی عیینہ کا قول نقل کیا ہے کہ لوگوں نے مہلب بن ابی صفرہ کی لڑکی ھندہ سے ابوالشعثاء کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ابوالشعثاء مجھ سے اور میری والدہ سے ٹوٹ کر ملتے تھے۔ عرصہ ہو گیا اب مجھے ان کے بابت کوئی معلومات نہیں وہ مجھے اللہ کے قریب کرنے والے کاموں کا حکم دیتے اور اس سے دور کرنے والے کاموں سے منع کرتے انہوں نے کبھی بھی مجھے اباضیہ کی دعوت نہیں دی وہ مجھے حکم دیتے تھے کہ میرا دوپٹہ کہا ہونا چاہیے اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا۔ جابر بن زید نے صحابہ کی متعدد جماعت سے روایات بیان کی ہیں اور ان کی اکثر و بیشتر روایت ابن عمر اور ابن عباس سے منقول ہیں۔

واقعات ۹۴ھ

اسی سال عباس بن ولید نے ارض روم میں جنگ لڑی۔ بعض کا قول ہے کہ اس نے انطاکیہ فتح کیا اور اس کے بھائی عبدالعزیز بن ولید نے دھاوا بول دیا وہ جنگ کرتے ہوئے غزالہ تک پہنچ گیا اور ولید بن ہشام معیطی ارض برج حمام تک پہنچ گیا اور یزید بن ابی کبشہ ارض سوریہ تک پہنچ گیا۔ اسی زمانہ میں شام میں زلزلہ آیا۔ سال رواں ہی میں ارض روم سے مسلمہ بن عبدالملک نے سندرۃ علاقہ فتح کیا۔ اس زمانہ میں اللہ نے ولید بن عبدالملک کی حکومت میں اس کی اولاد اقرباء اور بھائیوں کے ہاتھوں ایسی فتوحات عطا فرمائیں کہ جنہیں دیکھ کر حضرت فاروق اعظم کی فتوحات کا نقشہ سامنے آ گیا۔ اسی برس محمد بن قاسم نے ارض ہند کو فتح کیا اور مال غنیمت میں بیشمار اموال حاصل کئے۔ اسی زمانہ میں قتیبہ بن مسلم الشاش اور فرغانہ میں جہاد کرتے ہوئے فرغانہ کے دو شہر خجندہ اور کاشان تک پہنچ گیا یہ کام صغد اور سمرقند کی فتح کے بعد ہوا بعد ازاں قتیبہ ان شہروں کے اندر گھستا چلا گیا حتیٰ کہ کابل پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ بالآخر وہ بھی فتح ہو گیا۔ وہاں پر ترکیوں کی ایک بڑی فوج نے قتیبہ کا مقابلہ کیا قتیبہ نے خجندہ کے پاس ان سے مقابلہ کر کے متعدد بار انہیں مغلوب کیا ان سے ان کے شہر چھین لئے مزید براں ان کی ایک جماعت قتل کر دی متعدد افراد قتل

کر لئے بہت سامال غنیمت حاصل کیا۔

سعید بن جبیر کا قتل ...... ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کیا کیوں کہ جب حجاج نے ملک الترک رتبیل سے قتال کے لئے ابن الاشعث کی ماتحتی میں فوج روانہ کی تو فوج کے خزانچی کے طور پر ابن الاشعث کے ساتھ سعید بن جبیر بھیج بھیجا۔ جب ابن الاشعث نے حجاج کے خلاف بغاوت کی تو سعید بن جبیر بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب حجاج ابن الاشعث پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا تو سعید بن جبیر بھاگ کر اصفہان چلے گئے۔ حجاج نے بزریعہ خط اس کے نائب سے ان کا مطالبہ کیا جب سعید کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھاگ کر مکہ چلے گئے سعید مکہ میں ہر سال حج وعمرہ کرتے یہاں تک کہ خالد بن عبداللہ قسری مکہ کے حاکم بن گئے اس وقت بعض لوگوں نے سعید کو وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا مشورہ دیا تو سعید نے کہا اب مجھے بھاگتے ہوئے شرم آتی ہے میں کیوں بھاگوں تقدیر سے فرار ہو کر میں کہاں جا سکتا ہوں اسی اثناء میں عمر بن عبدالعزیز کی جگہ عثمان بن حیان حاکم مدینہ مقرر ہوئے وہ مدینہ سے ابن الاشعث کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیجتے رہے اس نے خالد قسری سے بھی اس سلسلہ میں معلومات کیں اور مکہ سے بھی چند افراد کو متعین کیا جس میں سعید بن جبیر، عطاء ابن رباح، مجاہد بن جبر، عمرو بن دینار اور طلق بن حبیب کا نام تھا۔

بعض کا قول ہے کہ حجاج نے ولید کو لکھا تھا کہ مکہ میں اہل شقاق کی ایک جماعت موجود ہے اس کے بعد خالد نے ان لوگوں کو اس کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا پھر عطاء اور عمرو بن دینار کو اہل مکہ کی وجہ سے معاف کر دیا۔ بقیہ تینوں کو بھیج دیا ان میں سے بھی طلق کا راستہ میں انتقال ہو گیا۔ مجاہد حجاج کی موت تک جیل میں رہا۔ سعید کو جب حجاج کے سامنے لایا گیا تو حجاج نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا میں نے تجھے حکومت میں شامل نہیں کیا کیا میں نے تجھے عہدہ نہیں دیا کیا میں نے تم پر فلاں فلاں احسان نہیں کیا۔ سعید نے اس کے تمام سوالوں کے جوابات اثبات میں دیئے۔ پھر حجاج نے سعید سے پوچھا آخر کس چیز نے تجھے امیر المومنین کی بیعت توڑنے پر آمادہ کیا۔ سعید نے کہا کہ ابن الاشعث نے مجھ سے اسی طرح بیعت کی تھی۔ سعید کی یہ بات سن کر حجاج غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا اور اس کا سانس پھول گیا حتیٰ کہ اس کی چادر کا ایک کنارہ کندھے سے گر گیا اور اس نے سعید سے غصہ میں کہا کیا میں نے مکہ آمد کے موقع پر ابن زبیر کو قتل کر کے وہاں کے لوگوں سے امیر المومنین کے لئے بیعت نہیں لی اور تم سے بھی بیعت نہیں لی۔ پھر جب میں والی بن کر عراق آیا تو وہاں میں نے تم سے امیر المومنین کی بیعت کی تجدید نہیں کرائی۔

سعید نے اس کا جواب بھی اثبات میں دیا حجاج نے کہا، تو ہلاک ہو، تو نے امیر المومنین کی دو مرتبہ کی ہوئی بیعت توڑ کر جولاہے کے بیٹے جولاہے کی بیعت کو برقرار رکھا۔ اس کے بعد حجاج نے سعید کی گردن اڑانے کا حکم دیا چنانچہ ان کی گردن اڑادی گئی۔

ابن جریر کا قول ہے جب سعید کو قتل کیا گیا تو انہوں نے تین بار لا الہٰ الا اللہ کہا ایک بار تو واضح طور پر اور دو بار غیر واضح طور پر کہا۔ ابو بکر باھلی نے انس بن ابی شیخ کا قول نقل کیا ہے کہ جب حجاج کے پاس سعید بن جبیر کو لایا گیا تو اس نے کہا خالد قسری پر لعنت ہو جس نے سعید کو مکہ سے یہاں بھیجا کیا میں سعید کی شخصیت سے واقف نہیں ہوں قسم بخدا مجھے مکہ میں ان کا گھر معلوم ہے بعد ازاں حجاج نے سعید سے عدم بیعت کی وجہ دریافت کی سعید نے کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے میں ایک مسلمان شخص ہوں امور میں مجھ سے کبھی خطاء ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی سعید کی اس بات سے حجاج خوش ہو گیا اور اس کے چہرہ سے غصہ کے آثار جاتے رہے۔ حجاج کی طرف سے سعید کو اپنی خلاصی کی امید ہو گئی۔ اس کے بعد حجاج دوبارہ پلٹ کر سعید کے پاس آیا تو سعید نے کہا میں نے ابن الاشعث کی بیعت قبول کر لی یہ سن کر حجاج آگ بگولہ ہو گیا اس نے سعید کے قتل کا حکم دیا عتاب بن بشر نے سالم أفطس کا قول نقل کیا ہے کہ حجاج سعید کے پاس آیا تو حجاج نے سوار ہونے کے لئے ایک پاؤں سواری کے رکاب میں رکھا ہوا تھا۔ حجاج نے کہا میں سوار نہیں ہوں گا جب تک تجھے جہنم رسید نہ کروں۔ بعد ازاں حجاج نے سعید کے قتل کا حکم دیا۔ راوی کا قول ہے کہ اس موقعہ پر حجاج کی عقل کام کرنا چھوڑ گئی اور وہ مخبوط الحواسی کے عالم میں بیڑیاں بیڑیاں کہہ رہا تھا لوگوں نے سمجھا کہ یہ ان بیڑیوں کا ذکر کر رہا ہے جو سعید کے پاؤں میں ہیں اور جنہیں آج کاٹ کر ان کے پاؤں سے نکال دیا گیا۔

محمد بن ابی حاتم نے عبدالملک بن عبداللہ بن خباب کا قول نقل کیا ہے کہ جب سعید کو حجاج کے سامنے لایا گیا تو حجاج نے سعید سے کہا کہ تم نے

مصعب بن زبیر کو خط لکھا تھا؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا حجاج نے کہا قسم بخدا میں تجھے قتل کروں گا سعید نے کہا تب تو میں اپنے نام کی طرح سعید ہوں۔ اس کے بعد حجاج نے انہیں قتل کر دیا اس کے چالیس روز بعد حجاج بھی دنیا سے چلا گیا۔ سعید کو قتل کرنے کے بعد حجاج خواب میں سعید کو دیکھتا تھا اور وہ اس کے کپڑوں کو پکڑ کر کہتے تو نے مجھے کیوں قتل کیا حجاج کہتا تھا کہ مجھے سعید سے بچاؤ۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ سعید بن جبیر بن ہشام اسدی بنی والبہ کا غلام تھا جو کوفہ کے اہم تابعین میں سے تھے سعید سیاہ فام تھے شعبان میں قتل کئے گئے۔ حجاج رمضان میں دنیا سے رخصت ہوا بعض کا قول ہے سعید حجاج کے مرنے سے چھ ماہ قبل قتل کئے گئے۔ امام احمد کا قول ہے کہ سعید اس حالت میں اس دنیا سے گئے کہ ہر شخص ان کے علم کا محتاج تھا۔ سعید کے بعد حجاج نے کسی پر تسلط نہیں جمایا جیسا کہ اس کے حالات میں آئے گا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ یہ سال فقہاء کے سال سے مشہور تھا کیوں کہ اس سال متعدد فقہاء علی بن حسین بن زید بن العابدین، عروۃ بن زبیر، سعید بن مسیب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام اور سعید بن جبیر وغیرہ نے وفات پائی۔

ابن جریر کا قول ہے اس سال ولید بن عبدالملک نے سلیمان بن صرد کو شام کا قاضی بنایا۔ اس سال عباس بن ولید نے یا مسلمہ بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال مکہ کا نائب خالد قسری، مدینہ کا نائب عثمان بن حیان، پورے مشرقی علاقے کا حجاج بن یوسف، خراسان کا نائب قتیبہ بن مسلم اور کوفہ کا نائب زیاد بن جریر تھا، کوفہ کا قاضی ابوبکر بن ابی موسیٰ، بصرہ کا امیر جراح بن عبداللہ حکمی تھا، بصرہ کا قاضی عبداللہ بن اذینہ تھا۔

خواص کی وفات

سعید بن جبیر...... اسدی والبی ان کے آقا ابو محمد یا ابوعبداللہ کوفی مکی تھے جو ابن عباس کے بڑے شاگردوں میں سے تھے، آپ تفسیر، فقہ اور متعدد علوم کے امام تھے۔ بہت بڑے نیک صالح تھے۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت کی زیارت کی اور متعدد صحابہ سے روایت نقل کیں۔ آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت نقل کی ہے آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ مغرب اور عشاء کے مابین نماز میں قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ اسی طرح کعبہ میں بیٹھ کر ایک ہی مجلس میں آپ ختم قرآن کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی ایک ہی رکعت میں ختم قرآن کر لیا کرتے تھے۔ نیز یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ کعبہ میں آپ نے ایک ہی رات میں ڈھائی قرآن ختم کیا۔

سفیان کا قول ہے کہ سعید بن جبیر کی وفات کے وقت تمام لوگ ان کے علم کے محتاج تھے۔ حجاج کے خلاف سعید نے ابن الاشعث کا ساتھ دیا۔ جب حجاج غالب آ گیا تو سعید بھاگ کر اصفہان چلے گئے۔ وہاں سے سعید سال میں دو بار مکہ مدینہ آتے۔ ایک مرتبہ عمرہ کے لئے اور ایک مرتبہ حج کے لئے۔ بعض وقت کوفہ میں آ کر حدیث بھی بیان کرتے۔ سعید کہا کرتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ لوگ مجھ سے علم دین حاصل کریں، سعید اسی طرح ۱۲ سال تک حجاج سے روپوش رہا پھر خالد قسری نے سعید کو مکہ سے حجاج کے پاس بھیج دیا اس کے بعد سعید کے قتل کا واقعہ پیش آیا جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔

ابو نعیم نے کتاب الحلیہ میں سالم بن ابی حفص کا قول نقل کیا ہے کہ جب سعید کو حجاج کے سامنے پیش کیا گیا تو حجاج نے سعید نے کہا تو فاتر العقل کا بدبخت لڑکا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں میں جبیر کا لڑکا ہوں نیک بخت ہوں۔ حجاج نے ان کو قتل کی دھمکی دی انہوں نے کہا کہ میں قتل کے بعد بھی نیک بخت ہوں گا حجاج نے کہا تو اور تیری والدہ بدبخت ہیں سعید نے کہا یہ بالکل غلط ہے۔ حجاج نے ان کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔ سعید نے دو رکعت کی مہلت مانگی تو حجاج نے کہا اس کا رخ نصاریٰ کے قبلہ کی طرف کر دو۔ سعید نے قرآن کی ایک آیت پڑھی جس کا مطلب یہ ہے کہ تم جدھر رخ کرو گے اللہ کا رخ بھی ادھر ہی پاؤ گے پھر سعید نے کہا میں تجھ سے اسی طرح پناہ مانگتا ہوں جس طرح مریم نے مانگی تھی اور قرآن کی یہ آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو نیک ہے۔

سفیان کا قول ہے کہ سعید کے بعد حجاج کے ہاتھوں صرف ایک قتل ہوا۔ ایک روایت کے مطابق حجاج نے سعید سے کہا کہ میں تیری دنیا کو جہنم میں بدل دوں گا۔ سعید نے کہا اگر واقعتاً ایسا تیرے اختیار میں ہوتا تو میں تجھے معبود تسلیم کر لیتا۔ ایک روایت کے مطابق حجاج نے کہا اس کا رخ نصاریٰ

کے قبلہ کی طرف کردو۔ سعید نے یہ آیت ''اینما تولوا فثم وجه الله'' پڑھی۔ پھر حجاج نے کہا اسے زمین پر گرادو۔ سعید نے یہ آیت (منها خلقناکم الخ) تلاوت کی۔ پھر حجاج نے ان کو ذبح کا حکم دیا۔ سعید نے کہا اے اللہ آج کے بعد اس کو کسی پر تسلط نہ دینا۔ ابونعیم نے سعید کے قتل کا واقعہ تفصیلاً بیان کیا۔ قبل ازیں ہم سعید کے قتل کی تفصیل بیان کر چکے۔ اس کے بعد حجاج بھی جلد ہی عذاب میں گرفتار ہو گیا چنانچہ سعید کے قتل کے چالیس روز بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ بعض نے ۱۵، بعض نے چھ ماہ بیان کئے۔ قتل کے وقت سعید کی عمر ۴۹ یا ۵۷ سال تھی۔ ابوقاسم لالکائی نے سعید کا سن قتل ۹۵ ہجری اور ابن جریر نے ۹۴ ہجری بیان کیا۔

سعید بن جبیر کے کچھ عمدہ اقوال درج ذیل ہیں:

سعید بن جبیر کا قول ہے کہ خوف الٰہی کا سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ تیرے اور تیرے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے اور تجھے اللہ کی اطاعت کی طرف بلائے۔ ایسا خوف الٰہی انسان کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہے نیز فرمایا ذکر اللہ کی اطاعت کا نام ہے اللہ کی اطاعت کرنے والا اس کا ذکر کرنے والا ہے اللہ کی اطاعت نہ کرنے والا اس کا ذکر کرنے والا نہیں خواہ وہ کتنی ہی تسبیح وتلاوت قرآن کر لے۔

سعید بن جبیر سے سوال کیا گیا کہ سب سے بڑا عابد کون ہے فرمایا گناہوں سے دور رہنے والا اور ہمیشہ اسے اپنے اعمال گناہوں کے مقابلہ میں حقیر نظر آئیں۔ حجاج نے سعید سے کہا کہ تیرے لئے ہلاکت ہو۔ سعید نے کہا جنت سے دور رہنے والے اور دوزخ میں جانے والے انسان کے لئے ہلاکت ہے حجاج نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ سعید نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا میں قیامت کے روز تجھ سے ملاقات کروں گا اور اللہ کے پاس تجھ سے مخاصمت کروں گا۔ اس کے بعد حجاج نے گدی کے بل سعید کو ذبح کر دیا۔

جب اس دردناک واقعہ کی اطلاع حضرت حسن کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا اے جابروں کے زور توڑنے والے اللہ، حجاج کا زور توڑ دے۔ اس کے تین دن بعد اس کے پیٹ میں کیڑے پڑ جانے اور بد بو پھیل جانے کے بعد وہ مر گیا۔ جب حجاج نے سعید کے قتل کا حکم دیا تو سعید مسکرائے۔ حجاج نے وجہ پوچھی تو سعید نے کہا، تیرے مجھ پر غیرت کھانے اور اللہ کے تجھ پر بردباری کی وجہ سے مسکرایا۔

سعید بن المسیب ...... ابومحمد سعید بن میسب ابن حزن بن ابی وھب بن عائذ بن عمران بن مخزوم قریشی ہیں۔ آپ علی الاطلاق سید التابعین ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسال پہلے یا دوسال بعد پیدا ہوئے۔ چار سال بعد کا قول بھی ہے۔ ابوعبداللہ حاکم نے جو یہ کہا ہے کہ آپ نے عشرہ مبشرہ کی بھی زیارت کی، یہ ان کا وہم ہے۔ البتہ جس طرح دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایتیں نقل کی ہیں اسی طرح عشرہ مبشرہ کی روایتیں بھی نقل کی ہیں۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایت نقل کی، بعض کا قول ہے کہ آپ نے حضرت عمر، عثمان، علی، سعید اور ابو ہریرہ سے سماع کیا۔ آخر الذکر کے آپ داماد تھے، ان کی بہت سی باتوں سے آپ واقف بھی تھے۔ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سے آپ نے روایت کی ہے۔ ابن عمر کا قول ہے کہ سعید بڑے مفتی تھے۔

زہری کا قول ہے میں نے سات برس تک سعید بن میسب کی مجالست کی، میں نے ان سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا محمد بن اسحاق نے مکحول کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے تمام روئے زمین کا چکر لگایا لیکن سعید بن میسب سے بڑا عالم مجھے نظر نہیں آیا اوزاعی کا قول ہے زہری اور مکحول سے سوال کیا گیا کہ تمہاری نظر میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا سعید بن میسب بعض کا قول ہے سعید بن میسب کو فقیہ الفقہاء کہا جاتا تھا۔ مالک نے یحییٰ بن سعید کے حوالے سے سعید بن میسب کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ایک حدیث کی تلاش میں بہت سے شب و روز سفر کیا۔

امام مالک کا قول ہے کہ ابن عمر سعید بن میسب کے قضایا اور احکام کے بارے میں پوچھا کرتے تھے ربیع نے امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ سعید بن میسب کا ارسال بھی ہمارے نزدیک حسن کا درجہ رکھتا ہے اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہمارے نزدیک وہ صحیح کے درجہ میں ہیں نیز انہیں کا قول ہے کہ سعید بن میسب افضل تابعین ہیں۔ علی بن مدینی کا قول ہے کہ میرے نزدیک سعید تابعین میں سب سے بڑے عالم ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی کا قول ہے سعید نیک، صالح اور فقیہ انسان تھے، ھدایا قبول نہیں کرتے تھے ان کی کل پونجی چار سو دینار تھی، زیتون کی تجارت کرتے تھے اور وہ بھینگے تھے۔ ابوزرعہ کا قول ہے سعید بن میسب مدنی، ثقہ امام تھے۔ ابوحاتم کا قول ہے سعید تابعین میں سب سے بڑے عالم تھے۔

واقدی کا قول ہے کہ سعید نے ۷۵ سال کی عمر میں ۹۴ھ میں وفات پائی۔ سعید بن مسیب متقی، پرہیز گار، فضول اور لایعنی کاموں سے اجتناب کرنے والے تھے۔ آپ حدیث کا بہت ادب کرتے تھے ایک بار ایک شخص آپ کے پاس حدیث کا معلوم کرنے آیا اس وقت آپ بیمار تھے اس نے آپ سے کسی حدیث کا پوچھا آپ نے بیٹھ کر حدیث بتائی اس کے بعد آپ لیٹ گئے اس نے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا میں لیٹ کر حدیث رسول بیان کرنے کو سوء ادب سمجھتا ہوں۔ آپ کے غلام برد کا قول ہے کہ چالیس سال سے سعید اذان سے قبل ہی مسجد میں تشریف لے جاتے ہیں، ابن ادریس کا قول ہے کہ سعید نے ۵۰ سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

سعید کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

(۱)......تم اعمال کی حفاظت کے خاطر قلب کی صفائی کے ذریعے اپنے اوپر رات کی تاریکی کو غالب مت آنے دو۔

(۲)......شیطان جب بلکل مایوس ہو جاتا ہے تو وہ عورتوں کا حربہ استعمال کرتا ہے۔

(۳)......اللہ کی اطاعت سے زیادہ کوئی چیز نفس کے لئے تعظیم و تکریم والی نہیں اللہ کی نافرمانی سے بڑھ کر کوئی چیز نفس کئے لئے ذلت و رسوائی والا نہیں۔

(۴)......اللہ کی طرف سے انسان کی مدد کے لئے یہ کافی ہے کہ انسان کا دشمن اللہ کی نافرمانی میں مشغول ہو۔

(۵)......جو شخص استغنٰی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا لوگوں کو محتاج بنا دیتا ہے۔

(۶)......کوئی شریف، ذی فضل اور عالم عیب سے خالی نہیں لیکن دوسروں کو ان کے عیوب تلاش نہیں کرنے چاہیے۔

(۷)......جس کی خوبیاں عیوب پر غالب ہوں اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا مناسب ہے۔

سعید بن میسیب نے اپنی لڑکی کی شادی کثیر بن ابی وداعہ سے دو درہم مہر پر کر دی حالاں کہ آپ کی صاحب زادی حسین ترین، قرآن وسنت کی عالمہ تھی اور بڑی شائستہ تھی۔ شوہر کے حقوق سے بھی خوب واقف تھی۔ سعید بن میسب نے اپنے داماد کے پاس پانچ یا بیس ہزار درہم خرچ کرنے کے لئے بھیجے۔ اس معاملہ میں آپ کا قصہ زیادہ مشہور ہے۔ عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید سے آپ کی لڑکی کا نکاح کرنے کی کوشش کی۔ لیکن آپ نے واضح جواب دیدیا اس کے بعد اس نے آپ سے بہت مکر وفریب کئے حتیٰ کہ آپ کو کوڑے بھی لگوائے جس کا ذکر تفصیل سے ہو چکا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب عبدالملک کے زمانہ میں سعید نے ولید کی بیعت سے انکار کیا تو مدینہ کے نائب ہشام بن اسماعیل نے آپ کو کوڑے لگوائے اور شہر کا گشت کرایا اور آپ کو قتل کی دھمکی دی۔ لیکن آپ کسی طرح تیار نہیں ہوئے جب آپ کو واپس لے جا رہے تھے تو راستہ میں آپ کو ایک عورت ملی اس نے کہا اے سعید یہ کیا ذلت ورسوائی ہے؟ سعید نے جواب دیا ذلت ورسوائی سے تو ہم نکل چکے ہیں جیسا کہ تو دیکھ رہی ہے یعنی اگر ہم ان کی بات مان لیتے تو ہم دنیا و آخرت کی رسوائی میں مبتلا ہو جاتے۔ سعید بدن پر بکری کی کھال اوڑھے رکھتے تھے آپ کے پاس کچھ چیزیں ہوتی تھیں جنہیں آپ فروخت کرتے ٔ اور کہتے تھے اے باری تعالیٰ آپ کو معلوم ہے نہ میں بخیل ہوں اور نہ مجھے دنیا کی محبت ہے میں صرف بنی مروان سے اپنی حفاظت کے خاطر ایسا کر رہا ہوں تا آنکہ آپ سے میری ملاقات ہو جائے اور اپ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کریں، میں آپ سے صلح رحمی اور حقوق کی ادائیگی کا سوال کرتا ہوں تا کہ میں مساکین، یتامیٰ اور فقراء کے کچھ کام آسکوں۔

طلق بن حبیب عنزی......جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ نے انس، جابر، ابن زبیر، ابن عباس اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم غیرہ سے روایت کی، آپ سے حمید طویل، اعمش اور طاؤس نے جو آپ کے ہم عصر تھے، نے روایت کی۔ عمرو بن دینار اور بہت سے ائمہ نے آپ کی تعریف کی۔ لیکن آپ کا تعلق مرجئہ سے ہونے کی وجہ سے لوگ آپ پر اعتراض کرتے تھے۔ آپ ابن الاشعث کے ساتھیوں میں سے تھے آپ کہا کرتے تھے کہ تقویٰ اختیار کرو، لوگوں نے آپ سے تقویٰ کی تعریف پوچھی آپ نے جواب میں فرمایا تقویٰ اللہ کی اطاعت اور اس کی نافرمانیوں سے اجتناب کا نام ہے نیز فرمایا حقوق اللہ اتنے عظیم الشان ہیں کہ انسان کے لئے ان کی ادائیگی مشکل ہے اور اللہ کی نعمتیں اتنی لاتعداد اور شمار سے باہر ہیں کہ انسان ان کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہے اس لئے انسان کو صبح وشام توبہ کرتے رہنا چاہیے۔

طلق ہر نماز کے وقت کوئی نہ کوئی شے صدقہ کرتے تھے اور اس کے لئے وہ قرآن کی آیت پیش کرتے تھے۔ اے ایمان والو! جب تم رسول کے پاس صلح مشورہ کے لئے جاؤ تو اپنے ساتھ صدقہ لے جاؤ اور جب رسول کے لئے یہ حکم ہے تو مناجات الٰہی سے پہلے صدقہ دینا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ مالک کا قول ہے حجاج نے قراء کی ایک جماعت کو جن میں سعید بن جبیر اور طلق بن حبیب بھی تھے، قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا اور خالد بن عبداللہ قسری نے تین شخصوں کو جن میں مجاہد، سعید بن جبیر اور طلق بن حبیب بھی تھے، مکہ سے حجاج کے پاس بھیجا تھا۔ طلق تو راستہ ہی میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے، مجاہد جیل میں ڈال دیئے گئے اور سعید کا یہ واقعہ تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

ابو عبداللہ عروۃ بن زبیر بن عوام...... قرشی، اسدی، مدنی جلیل القدر تابعی ہیں۔ اپنے والد، عبادلہ ثلاثہ، معاویہ مغیرہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، اپنی ماں اسماء رضی اللہ عنہا، خالہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے روایت نقل کی۔ آپ سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت نقل کی۔ محمد بن سعد کا قول ہے عروۃ ثقہ عالم الحدیث تھے۔ عجلی کا قول ہے آپ مدنی، تابعی اور فتنوں سے دور رہنے والے انسان تھے۔

واقدی کا قول ہے عروۃ فقیہ، عالم، حافظ اور سیر سے خوب واقف تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے مغازی کے موضوع پر قلم اٹھایا۔ آپ مدینہ کے چند گنے چنے فقہاء میں سے تھے۔ مسائل میں صحابہ آپ کی طرف رجوع کرتے تھے آپ اشعار بہت سنایا کرتے تھے۔ آپ کے لڑکے ہشام نے آپ کا قول نقل کیا ہے کہ علم تین شخصوں کے پاس ہوتا ہے:

(۱)...... صاحب حسب ونسب کے پاس۔

(۲)...... صاحب دین کے پاس۔

(۳)...... ایسا صاحب العلم جو سلاطین کے پاس جاتا ہے لیکن اپنے علم سے ان پر چھا جاتا ہے اور علم ہی کی وجہ سے ان سے نجات پاتا ہے۔

اور میں نے ان تینوں شرطوں پر اپنے والد اور عمر بن عبدالعزیز کو پورا اترتے پایا۔ عروۃ یومیہ ربع قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور رات کو بھی پڑھا کرتے تھے، آپ کھجوروں کے زمانہ میں لوگوں کو کھجوریں استعمال کرنے کی عام اجازت دے دیتے تھے زہری کا قول ہے کہ عروۃ علم کے بحر بیکراں تھے۔

عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے کہ عروۃ سب سے بڑے عالم تھے بعض کا قول ہے کہ عروۃ مدینہ کے خاص الخاص فقہاء میں سے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز اپنے دور امارت میں جن لوگوں سے مشورہ لیتے تھے ان میں عروۃ بھی تھے بعض کا قول ہے عروۃ ولید کے پاس آئے تھے میں واپسی میں آپ کے پاؤں میں زخم ہو گیا معالجوں نے آپریشن کے لئے آپ کو نشہ کے ذریعے بیہوش کرنے کی کوشش کی لیکن آپ نے انکار کر دیا چنانچہ نشے کے بغیر ہی آپ کا پاؤں کاٹا گیا اسی شب آپ کے لڑکے محمد کی وفات ہو گئی لوگ آپ کے پاس تعزیت کے لئے آئے آپ نے اللہ کی حمد بیان کرتے ہوئے فرمایا میرے سات لڑکے تھے ایک آپ نے لے لیا چھ باقی بچے، میرے چار پائے تھے ایک ختم ہو گیا تین باقی بچے اے اللہ جو آپ نے باقی رکھا اور جو ختم کیا اس پر میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

بعض کا قول ہے کہ عروۃ بن زبیر ولید سے ملاقات کے لئے جب مدینہ سے دمشق کے لئے روانہ ہوئے تو مدینہ کے قریب ایک وادی میں ان کے پاؤں میں زخم ہو گیا انہوں نے اسے معمولی سمجھتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھا جب وہ دمشق پہنچے تو زخم نصف پنڈلی تک پہنچ چکا تھا جب ولید سے آپ کی ملاقات ہوئی تو ولید نے آپ کا زخم دیکھ کر اطباء کو بلایا سب نے کہا کہ زخم تک پاؤں کا قطع ضروری ہے ورنہ زخم کے بڑھنے کا خطرہ ہے، انہوں نے نشے کے ذریعے آپ کو بیہوش کرنے کی کوشش کی تو آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر تم نے آپریشن کے ذریعہ کاٹنا ہی ہے تو مجھے بیہوش کئے بغیر نماز کی حالت میں کاٹ دو چنانچہ نماز کی حالت میں آپ کا پاؤں کاٹ دیا گیا آپ کا نماز میں اس قدر استغراق تھا کہ آپ کو احساس تک نہ ہوا۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد ولید نے آپ سے قطع رجل پر اظہار افسوس کیا آپ نے فرمایا اے باری تعالیٰ تیرا شکر ہے میرے چار بازو تھے ایک آپ نے لے لیا اور باقی تین بچے اے آپ نے جو کچھ ختم کیا اور جو کچھ باقی رکھا اس پر میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

بعض کا قول ہے کہ اس سفر میں آپ کی اولاد میں سب سے زیادہ آپ کے محبوب لڑکے محمد کا بھی انتقال ہوا، لوگ آپ کے پاس تعزیت کے لئے آئے آپ نے فرمایا میں اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے سات میں سے ایک کو لے لیا۔ جب دمشق سے آپ کی واپسی ہوئی تو کسی نے بھی

آپ سے کوئی شکایت نہیں سنی اپنے گھر پہنچنے کے بعد قرآن کی یہ آیت تلاوت کی (لقد لقینا من سفر ناھذا نصبا)۔
مسلمہ بن محارب کا قول ہے عروۃ کے پاؤں میں زخم نکل آیا جس کی وجہ سے ان کا پاؤں کاٹ دیا گیا لیکن ان کو بلکلیہ اس کا احساس نہیں ہوا۔ اوزاعی کا قول ہے جب عروۃ کا پاؤں کاٹ دیا گیا تو انہوں نے کہا اے باری تعالیٰ تو جانتا ہے کہ میں نے اپنے قدم کبھی بھی تیری نافرمانی کے لئے استعمال نہیں کئے۔ عروہ نے ایک شخص کو جلدی جلدی نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر اس سے فرمایا، کیا نماز میں اللہ سے مانگنے کے لئے تجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں؟ میں نماز میں اللہ سے اپنی تمام ضروریات کا سوال کرتا ہوں حتیٰ کہ میں نمک کا بھی اللہ سے سوال کرتا ہوں۔
عروہ کا قول ہے بعد مرتبہ مختصر بات میں بڑی اہمیت ہوتی ہے اور بہت بڑی عزت کا سبب بن جاتی ہے عروہ نے اپنی اولاد سے فرمایا جب تم کسی کو نیکی کرتے ہوئے پاؤ تو سمجھو کہ اس کے پاس اس نیکی کے پہلو میں دیگر اچھی چیزیں بھی ہیں اور جب تم کسی کو گناہ میں مشغول پاؤ تو سمجھو کہ اس کے پاس اس شر کے پہلو میں دیگر برائیاں بھی ہیں کیوں کہ نیکی اور شر اپنی اپنی ہم جنسوں پر دلالت کرنے والے ہیں عروۃ اپنے باغ میں داخل ہونے کے وقت قرآن کی اس آیت کو تلاوت کرتے تھے۔

ولولا اذ دخلت جنتک قلت ماشاء اللہ لاقوۃ الاباللہ

بعض کا قول ہے کہ آپ کی ولادت حضرت عمر کی حیات میں ہوئی لیکن صحیح قول یہ ہے کہ آپ حضرت عمر کی وفات کے بعد ۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی وفات مشہور قول کے مطابق ۹۴ھ میں ہوئی اس کے علاوہ ۹۰ یا ۱۰۰ یا ۹۱ یا ۱۰۱ یا ۹۲ یا ۹۳ یا ۹۴ یا ۹۵ یا ۹۹ کے اقوال بھی ہیں۔

علی بن حسین......علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قرشی ھاشمی جو زین العابدین سے مشہور ہیں آپ کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام سلامہ ہے آپ سے بڑا آپ کا ایک بھائی تھا جس کا نام بھی علی تھا۔ آپ نے اپنے والد، چچا، جابر، ابن عباس، مسور بن مخرمہ، ابی ھریرہ، حضرت صفیہ، حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے مرویات لی ہیں۔ آپ سے ایک جماعت نے رویات لیں۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ ام سلمہ فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی لڑکی تھی۔ زمخشری نے ربیع الابرار میں ذکر کیا ہے کہ یزدجرد کی تین لڑکیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قید ہو کر آئیں ایک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں، جس سے سالم پیدا ہوئے دوسری محمد ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی جس سے قاسم پیدا ہوئے، اور تیسری حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔ جس سے علی زین العابدین پیدا ہوئے۔
گویا یہ تینوں خالہ زاد بھائی تھے۔
ابن خلکان کا قول ہے کہ قتیبہ بن مسلم نے فیروز بن یزدجرد کو قتل کرنے کے بعد اس کی دونوں لڑکیوں کو حجاج کے پاس بھیج دیا تھا۔ حجاج نے ایک اپنے پاس رکھ لی اور دوسری ولید کو دیدی جس سے ولید ناقص پیدا ہوا۔
ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں لکھا ہے کہ زین العابدین کی والدہ کا نام سندیہ تھا جسے سلامہ یا غزالہ کہا جاتا تھا آپ اپنے والد کے ساتھ کربلا میں موجود تھے آپ کو صغر سنی یا بیماری کی وجہ سے شہید نہیں کیا گیا اس وقت اپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔ عبیداللہ بن زیاد کو آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن وہ بحکم الٰہی سے باز رہا۔ بعض فاسقوں نے یزید بن معاویہ کو بھی آپ کے قتل کا مشورہ دیا تھا لیکن وہ بھی بحکم الٰہی اس میں کامیاب نہیں ہوا۔
اس کے بعد سے یزید بن معاویہ نے اپ کی تعظیم و تکریم شروع کردی وہ آپ کو اپنے ساتھ بٹھاتا تھا اپ کو اپنے پاس کھانا کھلاتا تھا بعد ازاں اس نے آپ کو مدینہ بھیج دیا۔ اہل مدینہ بھی آپ کا ادب و احترام کرتے تھے۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ دمشق میں اپ کے نام پر مشہور و معروف مسجد ہے۔ میرے خیال میں وہ جامع دمشق کا مشرقی حصہ مشھد دلی ہے۔ زہری کا قول ہے میں نے کسی قریشی کو آپ سے بڑا متقی اور خوبیوں والا نہیں دیکھا۔ آپ اپنے والد کے قتل کے وقت ان کے ساتھ تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی اور آپ علیل تھے عمر بن سعید نے لوگوں سے کہا اس مریض سے تعرض نہ کرو۔
واقدی کا قول ہے کہ آپ سے بڑے متقی اور عابد تھے چال میں ناز و نخرہ نہیں تھا آپ سفید عمامہ سر پر باندھتے تھے جس کا پچھلا حصہ ڈھیلا چھوڑتے تھے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن یا ابومحمد یا ابوعبداللہ تھی محمد بن سعد کا قول ہے کہ آپ ثقہ مامون تھے، بہت بڑے صاحب حدیث اور متقی تھے، آپ

کی والدہ غزالہ نے حسین کے بعد اس کے مولیٰ زبید سے نکاح کر لیا تھا جس سے عبداللہ بن زبید پیدا ہوئے جو علی اصغر کہلائے لیکن علی اکبر کربلا میں اپنے والد کے ساتھ قتل کئے گئے تھے۔ سعید بن مسیب، زید بن اسلم، مالک اور ابو حازم کا قول ہے اہل بیت میں آپ جیسا کوئی نہیں تھا۔ یحییٰ بن سعید انصاری کا قول ہے میں نے افضل الہاشمیین علی بن حسین کو کہتے سنا لوگو تم ہم سے اسلام کی وجہ سے محبت کرو ہمیں تمہاری محبت پر شرم بھی آتی ہے۔

ایک روایت میں ہے حتیٰ کہ تم نے ہمیں مبغوض بنا دیا۔ اصمعی کا قول ہے حسین کی نسل میں صرف علی بن حسین باقی رہ گئے تھے اور علی بن حسین کے خاندان میں صرف ان کے چچا حسن باقی رہ گئے تھے۔ مروان بن حکم نے ان سے کہا کہ اگر آپ باندیاں خرید لیں تو آپ کی نسل میں اضافہ ہو جائے گا انہوں نے جواب دیا مجھ میں اتنی استطاعت نہیں پھر مروان نے انہیں ایک لاکھ روپے قرض دیا جس سے باندیاں خریدی گئیں، ان سے ان کی نسل میں خوب اضافہ ہوا، اب تمام حسینی ان ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ ابو بکر بن شیبہ نے متعدد طرق سے نقل کیا ہے کہ حسین بن علی جس گھر میں نماز پڑھ رہے تھے اس میں آگ لگ گئی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ آگ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا میں اس جہان کی آگ کو چھوڑ کر دوسرے جہان کی آگ کی مدافعت میں مشغول رہا کرتا تھا۔

وضو کے وقت علی بن حسین کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو خوف کی وجہ سے کانپ اٹھتے آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا تم کو معلوم ہے میں کس کے سامنے کھڑے ہو کر مناجات کر رہا ہوں۔ حج کے موقع پر تلبیہ کے وقت آپ کی زبان پر لرزہ طاری ہو گیا تھا آپ نے فرمایا مجھے اس کا خوف ہے کہ کہیں میرے تلبیہ کا جواب لا لبیک سے دیا جائے جب لوگوں کی طرف سے تسلی دیئے جانے پر تلبیہ کہا تو بیہوش ہو کر گر پڑے آپ چوبیس گھنٹوں میں دن رات ہزار رکعت نفل پڑھتے تھے۔

طاؤس کا قول ہے میں نے علی بن حسین کو حجر اسود کے پاس سجدہ میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا تیرا فقیر و بندہ تیری چوکھٹ پر پیشانی رکھے ہوئے ہے طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے جب بھی ان الفاظ کے ذریعے دعا کی تو میری حاجت پوری ہوگئی۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ آپ رات کے وقت خوب صدقہ خیرات دیا کرتے تھے اور کہتے تھے رات کے وقت صدقہ کرنا اللہ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے قلب اور قبر کو منور کرتا ہے اور قیامت کے دن بندہ سے ظلمت کی مدافعت کا ذریعہ ہے۔

محمد بن اسحاق کا قول ہے لوگ مدینے میں سکون سے زندگی گزار رہے تھے لیکن انہیں معلوم نہیں تھا کہ ان کا گزر بسر کہاں سے ہو رہا ہے۔ علی بن حسین کی وفات کے بعد انہیں خبر ہوئی کہ رات کے وقت ان کی خبر گیری کرنے والا کون تھا آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کی کمر پر سامان اٹھانے کے نشانات دیکھے جو آپ اٹھا کا یتامیٰ، مساکین اور محتاجوں کے گھر پہنچاتے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ ایک سو گھر کی کفالت آپ نے اپنے ذمہ لی ہوئی تھی لیکن وہ اس سے لاعلم تھے۔ آپ محمد بن اسامہ بن زید کی عیادت کے لئے گئے تو وہ رو پڑے آپ نے وجہ دریافت کی انہوں نے فرمایا مجھ پر پندرہ یا سترہ ہزار دینار قرض ہے۔ آپ نے فرمایا وہ میرے ذمہ ہے۔

ایک روز ایک شخص آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے نظریں پھیر لیں اس نے کچھ کہا تو آپ نے فرمایا میں تجھ ہی سے چشم پوشی کر رہا ہوں پھر اس کے پاس جا کر آپ نے فرمایا ہمارے عیوب بہت ہیں کیا واقعی آپ کو کوئی ضرورت ہے، وہ نادم ہو گیا آپ نے اس کے لئے ایک ہزار درہم اور ایک جوڑے کا حکم دیا اس کے بعد سے جب بھی وہ آپ کو دیکھتا تو کہتا تم واقعی نبی کی اولاد ہو۔

مورخین کا قول ہے کہ علی بن حسین اور حسن بن حسن کے درمیان آپس میں نزاع ہو گیا حسن بن حسن سبقت لے جا رہے تھے اور علی بن حسین خاموش تھے جب رات ہوگئی تو علی بن حسین حسن بن حسن کے گھر گئے ان سے فرمایا اے امیر عم زاد اگر آپ سچے ہیں تو اللہ میری مغفرت فرمائے اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو اللہ آپ کی مغفرت فرمائے صرف اتنی بات کہہ کر علی بن حسین واپس آ گئے اس کے بعد حسن بن حسن علی بن حسین کے پاس گئے اور ان سے صلح کر لی۔ آپ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ خطرے میں کون ہے؟ آپ نے جواب دیا جو شخص دنیا کو اپنے لئے کوئی خطرہ نہ سمجھے۔ نیز فرمایا انسانی فکر اس کا آئینہ ہے، جس میں آدمی کو اپنی اچھائی اور برائی نظر آ جاتی ہے۔

علی بن حسین کا قول ہے دوستوں کو گم کرنا غربت ہے آپ فرمایا کرتے تھے جو لوگ خوف سے اللہ کی عبادت کرتے یہ غلاموں کی عبادت ہے جو رغبت کی وجہ سے اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں یہ تاجروں کی سی عبادت ہے اور جو اللہ کی محبت اور اس کے شکر کے لئے عبادت کرنے والے ہیں یہ

حقیقت میں احرار واخیار بندوں کی عبادت ہے۔

ایک بار آپ نے اپنے لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اے میرے لخت جگر فاسق سے دوستی مت کرنا کیوں کہ وہ کم نفع کے لئے تجھے فروخت کردے گا اور بخیل سے بھی دوستی مت کر کیوں کہ اپنے ہر اس مال کو جو تجھے رسوا کرے گا جس کی تجھ کو اس سے زیادہ ضرورت ہوگی اور جھوٹے شخص کو ساتھی مت بنانا کیوں کہ وہ شراب کی طرح ہے جس کی وجہ سے وہ دور والی چیز قریب اور قریب والی چیز دور نظر آتی ہے۔ بیوقوف کی دوستی سے بھی اجتناب کر کیوں کہ وہ تجھے نفع پہنچائے گا لیکن حقیقت میں تیرا اس سے نقصان ہوگا قطع رحم کرنے والے کو بھی دوست مت بنانا کیوں کہ وہ بحکم قرآن ملعون ہے۔ آپ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو لوگوں کو پھلاندتے ہوئے زید بن اسلم کے حلقہ میں پہنچ جاتے تھے۔

نافع بن جبیر بن مطعم نے آپ سے کہا اللہ آپ کی مغفرت فرمائے آپ تو سید الناس ہیں۔ اس کے باوجود آپ اہل علم کے حلقہ کو پھلاند کر اور قریش کو نظر انداز کر کے اس حبشی غلام کے حلقے میں پہنچاتے ہیں۔ علی بن حسین نے ان سے فرمایا انسان کو جہاں سے نفع حاصل ہو وہیں بیٹھتا ہے اور علم کی جگہ ہی حاصل کیا جاتا ہے۔

اعمش نے مسعود بن مالک کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین نے مجھ سے کہا کیا تم مجھے اور سعید بن جبیر کو جمع کرو گے میں نے کہا کیوں علی نے کہا میں ان سے نفع بخش چیزیں حاصل کرنا چاہتا ہوں ہمارے پاس ان سے ملاقات کا کوئی ذریعہ نہیں پھر آپ نے ہاتھ سے عراق کی طرف اشارہ کیا۔

امام احمد نے زر بن عبید کا قول نقل کیا ہے کہ میری موجودگی میں علی بن حسین ابن عباس کے پاس آئے ابن عباس نے انہیں دیکھ کر فرمایا مرحبا بالحبیب ابن الحبیب۔ ابوبکر بن محمد بن یحییٰ صولی نے ابوزبیر کا قول نقل کیا ہے کہ ہماری موجودگی میں جابر بن عبداللہ کے پاس علی بن حسین آئے جابر نے فرمایا آپ ﷺ کے پاس میری موجودگی میں حسین بن علی آئے آپ ﷺ نے ان کو پیار کر کے اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا حسین بن علی کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام علی ہوگا۔ قیامت کے روز ایک منادی پکار کر کہے گا کہ سید العابدین کھڑے ہو جائیں چنانچہ آپ کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ روایت غریب ہے۔

زہری کا قول ہے علی بن حسین کے ساتھ میری نشست برخاست زیادہ رہی میں نے اس سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ آپ احادیث بہت کم بیان کرتے تھے آپ اہل بیت میں سے تھے اطاعت کے اعتبار سے اچھے تھے مروان اور اس کا لڑکا عبدالملک آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ کا نام زین العابدین تھا۔

جوریہ بن اسماء کا قول ہے کہ علی بن حسین نے آپ ﷺ کی قرابت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کبھی ایک درہم تک بھی حاصل نہیں کیا۔ محمد بن سعد نے مقبری کا قول نقل کیا ہے کہ مختار نے علی بن حسین کے پاس ایک لاکھ درہم ہدیہ کے طور پر بھیجے علی بن حسین نے نہ تو انہیں قبول کرنا مناسب سمجھا اور نہ لوٹانا مناسب سمجھا۔ آپ نے وہ رقم امانت کے طور پر رکھی ہوئی تھی کہ مختار قتل ہو گیا اس کے بعد آپ نے پوری صورت حال عبدالملک کو لکھ بھیجی۔ عبدالملک نے جواب لکھا کہ یہ رقم میری طرف سے بھی آپ کو ہدیہ ہے اس لئے آپ اسے بلا تامل قبول فرمالیجئے چنانچہ آپ نے عبدالملک کے کہنے پر وہ رقم قبول فرمالی۔

علی بن حسین کا قول ہے دنیا میں لوگوں کے سردار فیاض اور متقی لوگ ہیں اور آخرت میں اہل دین، اہل فضل، اہل علم اور اہل تقویٰ ہوں گے۔ آپ یہ بھی کہتے تھے کہ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے اس بات سے کہ میں کسی شخص کو دیکھوں اور اللہ سے اس کے لئے جنت کو سوال کروں اور دنیا میں اس سے بخل سے پیش آؤں اور قیامت کے روز مجھ سے کہا جائے کہ تم حد درجہ بخیل تھے تھے، بخیل تھے، بخیل تھے۔

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اکثر آپ گریہ کناں رہتے تھے لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا حضرت یوسف کے غم میں حضرت یعقوب روتے روتے اندھے ہو گئے۔ حالانکہ ان کو اس بات کا پتا نہیں تھا کہ یوسف کی موت واقع ہوئی بھی ہے یا نہیں، جبکہ میرے خاندان کے دس سے زیادہ افراد ایک ہی دن قتل کئے گئے ہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے مجھے ان کا غم نہیں۔ عبدالرزاق کا قول ہے ایک کنیز علی بن حسین کو وضو کرا رہی تھی لوٹا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر آپ کے چہرہ پر گرا جس سے آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ آپ نے غصہ سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے قرآن کی آیت پڑھی جس کا مطلب یہ ہے کہ ''اور غصہ کو ضبط کرنے والے'' اس پر آپ نے فرمایا میں نے اپنا غصہ ضبط کر لیا۔ پھر کنیز نے دوسری آیت پڑھی جس کا

مفہوم یہ تھا کہ ''اور لوگوں کو معاف کرنے والے'' ۔ آپ نے فرمایا میں نے معاف کر دیا۔ پھر اس کنیز نے آخری آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ ''اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے'' ۔ اس پر علی نے کہا تو خدا کے لئے آج سے آزاد ہے۔ زبیر بن بکار نے نقل کیا ہے کہ کچھ عراقیوں نے شیخین کا تذکرہ کیا پھر وہ حضرت عثمان کے بارے میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ علی بن حسین نے ان سے پوچھا کیا ان مہاجرین اولین میں سے ہو جن کے متعلق قرآن نے کہا (اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً وینصرون اللہ ورسولہ) انہوں نے نفی میں جواب دیا اس کے بعد علی نے ان سے پوچھا کیا تم ان لوگوں میں سے ہو جن کے بارے میں قرآن کی یہ آیت ہے (تبوئو والدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم) انہوں نے اس کا جواب بھی نفی میں دیا۔ علی بن حسین نے کہا جب تمہارا تعلق ان دونوں گروہوں سے نہیں تو پھر تمہارا تعلق ان لوگوں سے بھی نہیں جن کے متعلق قرآن کی یہ آیت (والذین جاء ومن بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولاتجعل فی قلوبنا غلاالذین آمنو ا) اس لئے تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ اللہ تمہیں کسی چیز میں بھی برکت عطا نہ کرے تم اسلام کا مذاق اڑانے والے ہو تمہارا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

ابن ابی دنیا نے کئی واسطوں سے ابوحمزہ ثمالی کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین گھر سے نکلتے ہوئے کہا کرتے تھے اے اللہ آج میں اپنا سامان صدقہ کروں گا۔ ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے کہ ایک غلام کے ہاتھ سے گوشت بھوننے کی کڑھائی علی بن حسین کے بچہ کے سر پر گری جس سے اس کی موت واقع ہوگئی علی بن حسین جلدی سے اس کے پاس گئے اور اس سے صرف اتنا کہا اے غلام تم پر اعتماد نہیں، تم آج سے آزاد ہو اس کے بعد آپ اپنے بچہ کی تجہیز و تکفین میں لگ گئے۔ مدائنی کا قول ہے میں نے سفیان کو کہتے سنا کہ علی بن حسین کہتے تھے ذلت کی وجہ سے مجھے سرخ اونٹوں کا حصول پسند نہیں۔

ایک شخص کے لڑکے کا خود خالد کی غفلت کی وجہ سے انتقال ہو گیا تو وہ شخص گھبرایا ہوا علی کے پاس آیا آپ نے اس کو تسلی کے طور پر فرمایا ابھی تمہارے لڑکے کے پیچھے تمہاری تسلی کے واسطے تین چیزیں باقی ہیں۔ (۱) لاالہ الااللہ کی شہادت (۲) شفاعت رسول (۳) اللہ عزوجل کی رحمت۔ مدائنی کا قول ہے زہری سے ایک گناہ سرزد ہو گیا وہ گھبرائے ہوئے علی بن حسین کے پاس آئے آپ نے ان سے فرمایا تم اللہ کی رحمت سے مایوس ہو گئے جو تمہارے گناہوں سے کہیں وسیع تر ہے ایک روایت کے مطابق زہری سے ناحق خون ہو گیا علی نے ان کو توبہ واستغفار کی تلقین کی اس کے ورثاء کو دیت دینے کی ہدایت کی، چنانچہ زہری نے ایسا ہی کیا۔ زہری کہا کرتے تھے کہ علی بن حسین کے مجھ پر بہت زیادہ احسانات ہیں۔

سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ علی بن حسین فرماتے تھے کہ ایک شخص دوسرے شخص کے بارے میں قطعی علم کے بغیر نیکی کی گواہی نہ دے۔ اگر ایسا کر دے تو ہوسکتا ہے کہ وہ ایسی برائی بھی بیان کر دے جو اس کے اندر نہیں ہے۔ علی بن حسین نے اپنے غلام کو آزاد کر کے اپنی ماں سے نکاح کر دیا اور ایک باندی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ عبدالملک نے اس پر آپ کو ملامت کی آپ نے جواب میں آپ ﷺ کا طرز عمل پیش کیا کیوں کہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا نیز آپ ﷺ نے اپنے غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بن جحش رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا۔

مؤرخین کا قول ہے کہ آپ سردیوں میں قیمتی واسکٹ خبیصہ پہنتے تھے جسے آپ گرمیوں میں صدقہ کر دیتے تھے گرمیوں میں آپ پیوند لگے ہوئے معمولی کپڑے پہن لیتے تھے صولی وغیرہ نے روایت کیا کہ ہشام بن عبدالملک نے اپنے والد اور بھائی کے دور میں حج کے موقع پر حجر اسود کا استلام کرنا چاہا لیکن نہیں کر سکا اس لئے منبر نصب کیا گیا پھر اس نے بوسہ دیا اسی اثناء میں علی بن حسین آ گئے تو لوگ ان کی ہیبت سے ایک طرف ہو گئے انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا وہ ایک ملیح شکل ولباس وجیہ انسان تھے لوگوں نے ہشام سے پوچھا یہ کون ہے اس نے حقارت اور تجاہل عارفانہ کے طور پر کہا میں ان کو نہیں جانتا۔ ایسا اس نے اس لئے کہا تھا تا کہ لوگ ان کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ فرزدق شاعر بھی وہاں موجود تھا اس سے رہا نہ گیا اس نے کہا ان سے میں واقف ہوں۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

(۱)...... بطحاء کا سارا علاقہ اس سے واقف ہے خانہ کعبہ، اور حل واحرم سب اسے جانتے تھے۔

(۲)...... یہ اللہ کے بندوں میں سے سب سے بہترین کا لڑکا ہے، یہ متقی پاک باز اور صاحب علم ہے۔

(۳)......اہل قریش اسے دیکھ کر کہتے ہیں تمام فضائل ومناقب اس شخص پر ختم ہیں۔
(۴)......قریب ہے کہ اسلام کے وقت اللہ کی رحمت اسے روک لے۔
(۵)......وہ حیاء سے آنکھیں نیچی رکھتا ہے، لوگوں کی آنکھیں نیچی رہتی ہیں۔ اس کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے اس کے مسکرانے کے وقت لوگ بات کرتے ہیں۔
(۶)......ہدایت کا نور اس کی پیشانی سے ہویدا ہے جس طرح کے سورج کی کرنیں اسے چھو کر نکلتی ہیں۔
(۷)......وہ لوگوں کا بوجھ اٹھانے والا ہے جب وہ بوجھ سے دب جائیں وہ حالات کے ساز گار بنانے والا ہے۔
(۸)......اگر تمھیں معلوم نہیں تو یہ فاطمہ کا لڑکا ہے ان کے جد امجد خاتم النبیین ہیں۔
(۹)......انہیں کو افضل انبیاء کی فضیلت سے نوازا گیا اسی طرح انہیں کی امت کو خیر الامم کا لقب عطا کیا۔
(۱۰)......تمام مخلوقات پر ان کا احسان ہے انہی کی وجہ سے گمراہی، افلاس اور ظلمت کا خاتمہ ہوا۔
(۱۱)......ان کے دونوں ہاتھوں کے فیضان کی وجہ سے ان کا نفع عام ہے ان کے دونوں ہاتھ کبھی خالی نہیں ہوتے۔
(۱۲)......وہ نرم خو شخص ہے جس سے نقصان کا بالکل اندیشہ نہیں، بردباری اور کرم نے ان میں مزید نکھار پیدا کر دیا۔
(۱۳)......وہ وعدہ خلاف نہیں اس کی غیر حاضری بھی امن کی ضمانت ہے وہ کشادہ دست اور بڑا اولوالعزم ہے۔
(۱۴)......ان کی جماعت سے محبت دین، ان سے بغض کفر اور ان کی قربت نجاۃ کا ذریعہ ہے۔
(۱۵)......وہ لوگوں سے محبت کا ذریعہ بلاؤں اور مصیبتوں کا ٹالتا ہے اس پر مستزاد ان کا احسان وانعام ہوتا ہے۔
(۱۶)......اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر تمام چیزوں سے مقدم ہے ان کا ہر حکم مہر کی حیثیت رکھتا ہے۔
(۱۷)......اگر اہل تقویٰ کو شمار کیا جائے تو وہی ان کے ائمہ نکلیں گے اگر روئے زمین پر اہل خیر کو تلاش کیا جائے تو ان ہی کا نام لیا جائے گا۔
(۱۸)......بڑے سے بڑا سخی ان کی انتہاء کو نہیں پہنچ سکتا اگر وہ کرم نوازی پر اتر آئیں تو کوئی قوم ان کی ہمسری نہیں کر سکتی۔
(۱۹)......وہ زبردست طاقت والے ہیں جب وہ کسی کا ذمہ لے لیتے ہیں تو پہاڑ بن جاتے ہیں اور خطرات کے وقت وہ شیر کی طرح غضبناک ہو جاتے ہیں۔
(۲۰)......وہ برائی اور ذلت کو قبول نہیں کر سکتے ان کے خیمے مہمان نواز ہیں ان کے ہاتھ سخاوت کے عادی ہیں۔
(۲۱)......کونسی مخلوق ان کے احسان کے زیر بار نہیں۔ ان کے انعام واکرام اس کی ہدایت کے لئے کافی ہیں۔
(۲۲)......تو نے ان کو کچھ کہا نہیں یہ ان کی بصیرت ہے، جس کا تو منکر ہے سارا عرب وعجم اس سے واقف ہیں۔
(۲۳)......جو اللہ کو پہچانتا ہے وہ اس سے بھی واقف ہے مخلوقوں نے اسی گھرانے سے دین سیکھا۔

راوی کا قول ہے ہشام یہ اشعار سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے اس کو گرفتار کر کے مکہ اور مدینہ کے درمیان عسفان کے مقام پر جیل میں ڈال دینے کا حکم دیا جب علی بن حسین کو فرزدق کی گرفتاری کا علم ہوا تو انہوں نے اس کے پاس بارہ ہزار درہم بھیجے اور اعتذار بھی کیا کہ آج میرے پاس اس کے علاوہ مزید کچھ نہیں ہے۔ لیکن فرزدق نے قبول نہیں کیا، اس نے کہا میں نے رضائے الٰہی، حق کی مدد اور حق رسول کی وجہ سے یہ اشعار کہے اس لئے میں ان کا معاوضہ قبول نہیں کروں گا علی بن حسین نے اس کو جواب میں کہا اللہ کو تمہاری نیت کی سچائی معلوم ہے اس لئے آپ یہ ہدیہ ضرور قبول کر لیجئے چنانچہ فرزدق نے وہ ہدیہ قبول کر لیا پھر اس نے ہشام کی ہجو میں دو شعر کہے:

(۱)......تو نے مجھے مدینہ اور اس کے درمیان سے گرفتار کیا جس کی طرف لوگوں کے قلوب رغبت کرتے ہیں۔
(۲)......وہ سر کو حرکت دیتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ کسی سردار کا نہیں اس کی دونوں آنکھیں بھینگی ہیں جو معیوب لگتی ہیں۔

حافظ ابن عساکر نے متعدد واسطوں سے زہری کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت سے یوں مناجات کیا کرتے اے نفس امارہ تو نے اپنے سے دنیا کا سکون لازمی قرار دیا اور اس کی آبادی کی طرف تیرا رجحان ہے کبھی تو نے ان لوگوں کی بابت

بھی سوچا ہے جو تیرے اسلاف میں سے گزر چکے ہیں اور یہ بھی خیال کیا کہ تیرے بعد تیرے دوستوں میں سے کون اس زمین کا وارث ہوگا اور کتنوں کو تو اپنے بھائیوں میں نوحہ کناں چھوڑ نے والا ہے اور کتنے تیرے ہمعصر تیرے بعد مٹی میں جا چکے ہیں اور پیدائش کے بعد زمین کے پیٹ میں چلے گئے ہیں اب تو غور کر کہ دنیا میں آ کر کیا دنیا کا ہو کر رہ گیا ہے اور لذات دنیا میں کھو گیا ہے حالاں کہ تیرے پاس ڈرانے والے اور تنبیہ کرنے والے آ چکے ہیں لیکن ان کی تعلیم کو آج کی لذت اور لہو ولعب میں بھلا بیٹھا ہے۔

علی بن حسین کے سن وفات کے بارے میں لوگوں کو اختلاف ہے۔ جمہور کے نزدیک مشہور قول یہی ہے کہ آپ نے اسی سال وفات پائی وفات کے وقت آپ کی عمر ۵۸ سال تھی جنت البقیع میں آپ کا جنازہ ہوا وہیں اپ کو دفن کیا گیا۔ فلاس کا قول ہے علی بن حسین، سعید بن مسیب عروۃ اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے اسی سال وفات پائی بعض کا قول ہے آپ نے سن ۹۲ یا ۹۳ میں وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ اپ نے سن ۹۹ میں وفات پائی ابوبکر بن انباری نے مختلف واسطوں سے علی بن حسین کا قول نقل کیا ہے کہ اے اللہ میں آپ سے پناہ کا طالب ہوں اس بات سے کہ آپ میرے باطن کو خراب اور میرے ظاہر کو مزین کر دیں۔

ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں علی بن حسین کے پاس آیا میں نے انہیں آواز دینا مناسب نہیں سمجھا اس لئے میں دروازہ پر ہی بیٹھ گیا جب آپ باہر آئے تو میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے میرے سلام کا جواب دیا اس کے بعد آپ مجھے ایک دیوار کے نزدیک لے گئے آپ نے مجھ سے فرمایا ایک روز میں افسردہ ہو کر اس دیوار کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک حسین وجمیل شخص عمدہ لباس میں میرے سامنے آیا اور کہنے لگا اے علی کیا تمہیں دنیا کا غم ہے جو مقدر کے مطابق نیک وفاجر ہر شخص کو ملنے والی ہے میں نے کہا اے شخص مجھے دنیا کا غم نہیں دنیا کا حال تو وہی ہے جو آپ نے بیان کیا انہوں نے کہا پھر کیا تم آخرت کے بارے میں غمگین ہو میں نے اس سے بھی انکار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ پھر آخر تم افسردہ کیوں ہو میں نے عرض کیا اصل بات یہ ہے کہ میں ابن زبیر کے فتنہ سے خوف زدہ ہوں اس کے بعد انہوں نے فرمایا اے علی اللہ تعالیٰ ہر سائل کے سوال کو پورا کرنے اور خوف الٰہی رکھنے والے شخص کی کفایت کرنے والا ہے میں نے عرض کیا آپ نے بلکل صحیح فرمایا اس کے بعد وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے، غیب سے آواز آئی اے علی بن خضیر تھے۔

طبرانی نے عمر بن حارث کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین کی وفات کے بعد لوگوں نے انہیں غسل دیتے وقت ان کی کمر پر بوجھ لادنے کے نشانات دیکھے لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ علی بن حسین رات کے وقت یتامیٰ، مساکین اور فقراء کے لئے اپنی کمر پر لاد کر سامان لے جاتے تھے اس کی وجہ سے آپ کی کمر پر نشانات پڑ گئے۔

ابن عائشہ کہتی ہیں میں نے اہل مدینہ کو کہتے سنا کہ علی بن حسین کی وفات کے بعد خاموشی سے صدقہ کرنے والے ختم ہو گئے۔ عبداللہ بن حنبل نے اشکاب اور محمد بن بشر کے واسطے سے ابومنہال طائی کا قول نقل کیا ہے کہ علی بن حسین جب کسی مسکین پر صدقہ کرتے تو پہلے اس کو بوسہ دیتے پھر اس پر صدقہ کرتے۔

امام طبری نے کئی واسطوں سے علی بن حسین کا قول اپنے لڑکے کے لئے نقل کیا ہے کہ علی نے اپنے لڑکے سے فرمایا اے بیٹے مصائب پر صبر سے کام لینا حقوق سے تعرض نہ کرنا اپنے بھائی کو کسی بھی فائدہ سے محروم نہ کرنا طبرانی نے سنداً نقل کیا ہے کہ علی بن حسین ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ گھر سے شور کی آواز آئی علی بن حسین گھر گئے اور واپس مجلس میں آ گئے اور لوگوں نے شور کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ہم اہل بیت ہیں اس وجہ سے ہم ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ طبرانی نے علی بن حسین کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی پکار کر کہے گا اہل فضل کھڑے ہو جائیں چنانچہ کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے ان سے جنت کی طرف چلنے کو کہا جائے گا وہ جنت کی طرف چلیں گے راستہ میں فرشتوں سے ملاقات ہوگی وہ ان سے پوچھیں گے کہاں جا رہے ہو وہ جواب دیں گے جنت کی طرف پھر فرشتے سوال کریں گے کہ بلا حساب کے جنت جا رہے ہو؟ وہ اثبات میں جواب دیں گے فرشتے ان سے پوچھیں گے تم کون ہو وہ کہیں گے ہم اہل فضل ہیں فرشتے ان سے فضل کی تشریح کے بارے میں سوال کریں گے وہ کہیں گے ہم دنیا میں جاہلوں کی باتوں اور ظالموں کے ظلم پر صبر کرتے تھے اور اپنے سے برائی کرنے والے کو معاف کر دیتے تھے۔ فرشتے ان سے کہیں گے اب تم جنت میں داخل ہو جاؤ بلاشبہ عمل کرنے والوں کے لئے بہترین اجر ہے۔

اس کے بعد منادی اعلان کرے گا اہل صبر کھڑے ہو جائیں چنانچہ کچھ لوگ کھڑے ہوں گے انہیں بھی جنت کی طرف چلنے کا حکم ہوگا۔ ان کی بھی راستہ میں فرشتوں سے ملاقات ہوگی اور مذکورہ سوال و جواب کے بعد فرشتے صبر کے بارے میں ان سے سوال کریں گے تو وہ کہیں گے ہم نے اللہ کی اطاعت اور گناہوں سے اجتناب پر صبر کیا فرشتے ان سے بھی کہیں گے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ بلا شبہ کام کرنے والوں کے لئے بہترین اجر ہے۔ پھر اعلان ہوگا کہ اللہ کے پڑوسی کھڑے ہو جائیں۔ چنانچہ کچھ لوگ کھڑے ہوں گے جن کی تعداد بہت کم ہوگی ان کو بھی جنت کی طرف جانے کا کہا جائے گا راستہ میں ان سے بھی فرشتوں کی ملاقات ہوگی اور گزشتہ سوال جواب ہونے کے بعد فرشتے ان سے پوچھیں گے کہ تم اللہ کے پڑوسی کیسے بن گئے وہ جواب دیں گے ہم دنیا میں اللہ کے گھر کی زیارت کرتے تھے اس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے تھے اور حتیٰ الوسع ان پر خرچ کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے کہ تم بھی جنت میں داخل ہو جاؤ یقیناً عمل کرنے والوں کے لئے بہترین عمدہ اجر ہے۔

علی بن حسین کا قول ہے گناہ کر کے توبہ کرنے والا مومن بہت پسند ہے نیز آپ کہتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تارک قرآن کو پست پشت ڈالنے والے کی مانند ہے الا یہ کہ وہ کوئی خوف محسوس کرے لوگوں نے پوچھا خوف کیسا فرمایا کسی ظالم و جابر کی طرف سے ہلاکت کا خوف ہوا ایک شخص نے سعید بن مسیب سے کہا میں نے فلاں شخص سے بڑا کوئی متقی نہیں دیکھا سعید نے اس سے سوال کیا، کیا تم نے علی بن حسین کی زیارت کی ہے اس نے نفی میں جواب دیا سعید نے کہا میں نے علی بن حسین سے بڑا کوئی متقی نہیں دیکھا۔

سفیان بن عیینہ نے زہری کا قول نقل کیا ہے کہ میں علی بن حسین کے پاس گیا انہوں نے فرمایا اے زہری تم کس چیز میں مشغول تھے میں نے کہا، ہم روزوں کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے ہم سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ ماہ رمضان کے علاوہ کوئی روزہ واجب نہیں۔ علی بن حسین نے فرمایا اے زہری ایسا نہیں ہے روزہ چالیس طرح کا ہوتا ہے ان میں سے دس رمضان کی طرح واجب ہیں دس حرام، چودہ کے بارے میں انسان کو اختیار ہے، صوم نذر اور صوم اعتکاف واجب ہیں۔

زہری نے کہا اے ابن رسول ذرا ان روزوں کی تشریح کر دیجئے علی بن حسین نے کہا رمضان کے روزے، غلام پر عدم قدرت والے کے لئے متواتر دو ماہ کے روزے، کھانے پر عدم قدرت والے کے لئے کفارہ یمین کے تین روزے، حلق راس کے روزے، ھدی نہ پانے والے کے لئے دم تمتع کا روزہ اور شکار کے بدلہ روزہ یہ سب روزے واجب ہیں۔

دوشنبہ اور جمعرات کے روزے رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے، عرفہ اور عاشوراء کا روزہ ان روزوں کے بارے میں انسان کو اختیار ہے۔ عورت، غلام اور باندی نفلی روزہ شوہر اور آقا کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتے۔ عیدین اور ایام تشریق کے روزے حرام ہیں، شک کے دن بھی روزہ رکھنا ممنوع ہے، صوم وصال، خاموشی کا روزہ، نذر معصیت کا روزہ اور صوم دھر بھی حرام ہے۔ مہمان میزبان کی بلا اجازت روزہ نہ رکھے، صوم اباحت یہ ہے کہ آدمی بھول کر کھا پی لے تو اس کا روزہ ہو جاتا ہے مریض اور مسافر کے بارے میں بعض کا قول روزہ رکھنے کا بعض کا نہ رکھنے کا اور بعض اختیار دیتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک مریض مسافر افطار کریں گے اگر انہوں نے اس حالت میں روزہ رکھ لیا پھر بھی ان پر قضا لازم ہے۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث ......ابن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مدنی فقہاء سبعہ میں سے تھے بعض کا قول ہے آپ کا نام محمد تھا اور بعض کا قول ہے کہ آپ کا نام ابوبکر تھا اور کنیت عبدالرحمٰن تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام وکنیت ایک ہی ہے آپ کثیر العیال جلیل القدر تابعی تھے، عمار، ابوہریرہ، اسماء بنت ابی بکر اور عائشہ وغیرہ سے آپ نے روایت کی آپ سے ایک جمارے نے روایت کی جس میں مجاہد، زہری وغیرہ ہیں۔ حضرت عمر کے دور خلافت میں آپ پیدا ہوئے بہت زیادہ نمازیں پڑھنے کی وجہ سے آپ راھب قریش سے مشہور تھے۔ صائم الدھر تھے آپ ثقہ امین، فقیہ اور صحیح الروایت تھے۔ صحیح قول یہ ہے کہ آپ نے اسی سال وفات پائی۔

بصرہ کے زاہد فضل بن زیاد قاشی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ آپ بیشمار فضائل اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے آپ کا قول ہے اے انسان لوگ تجھے تیرے نفس کے بارے میں غافل نہ کریں کیوں کہ اس چیز کا تعلق خاص تجھ ہی سے ہے اس لئے کسی کی باتوں میں آ کر اپنے نفس کو ضائع مت کرو۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری کی رحلت بھی اسی سال ہوئی آپ مدینہ کے فقیہ، امام اور عالم تھے۔ آپ نے صحابہ سے بہت سی روایت نقل کی آپ علم کے بحر بے کراں تھے آپ نے مدینہ میں وفات پائی۔ عبدالرحمٰن بن عائذ ازدی بھی اسی سال دنیا سے رخصت ہوئے آپ کی متعدد مرویات ہیں۔ آپ عالم اور مؤلف کتب کثیرہ تھے۔ صحابہ کی ایک جماعت سے آپ نے روایت نقل کی ہے ابن الاشعث کے واقعہ میں آپ بھی گرفتار ہو گئے تھے لیکن بعد میں حجاج نے آپ کو رہا کر دیا تھا عبدالرحمٰن بن معاویہ بن خزیمہ نے بھی اسی سال وفات پائی۔ آپ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں مصر کے قاضی اور پولیس افسر تھے۔ آپ عالم فاضل تھے۔

واقعات ۹۵ھ

اسی سال عباس بن ولید نے بلاد روم میں جنگ کر کے بہت سے قلعے فتح کئے اسی زمانہ میں مسلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم کا ایک شہر فتح کیا پھر اسے آگ لگا بعد ازاں بیس سال میں دوبارہ اس کی تعمیر کر کے آباد کیا اسی برس محمد بن قاسم نے بلاد ہند کے ملتان شہر فتح کیا اور وہاں سے بہت زیادہ مال غنیمت حاصل کیا۔ سال رواں ہی میں موسیٰ ابن نصیر بلاد اندلس میں جہاد کرتے ہوئے افریقہ تک پہنچ گیا واپسی میں اس کے ساتھ تیس ہزار قیدی تھے۔

اسی زمانہ میں قتیبہ بن مسلم نے بلاد شام میں قتال کیا اس نے بہت سے شہر اور علاقے فتح کئے اسی اثناء میں حجاج کی موت کی خبر آ گئی جس سے تمام چیزوں پر پانی پھر گیا لوگوں نے شہر کا رخ کرنا شروع کر دیا اس موقع پر شاعر نے دو شعر کہے:

(۱)......میری زندگی کی قسم حجاج بے شمار خوبیوں کا مالک تھا۔

(۲)......اگر تو زندہ ہے تو مجھے اپنی زندگی کی کوئی پرواہ نہیں اور اگر تو مر جائے تو تیرے بعد زندگی کا کوئی فائدہ نہیں۔

اسی برس ولید نے قتیبہ کو لکھا دشمنوں کے مقابلہ میں معاملہ جوں کا توں رکھا جائے اس نے اس کے جنگی کارناموں اور شاندار فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے اس کے لئے انعام کا اعلان کیا حجاج نے اپنے لڑکے عبداللہ کو کوفہ اور بصرہ کا نائب مقرر کیا تھا ولید نے اس کی جگہ یزید بن ابی کبشہ کو مقرر کر دیا اور ان دونوں شہروں کا خراج کا یزید بن مسلم کو انچارج بنا دیا۔ بعض کا قول ہے کہ حجاج نے اپنی زندگی ہی میں اس طرح کر دیا تھا جسے ولید نے برقرار رکھا تمام شہروں پر حجاج کے نائبین کو ہی برقرار رکھا، حجاج کی وفات اس سال ۲۵ یا ۲۷ رمضان یا شوال میں ہوئی۔ ابومعشر اور واقدی کے قول کے مطابق اس سال بشر بن ولید بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا اسی زمانہ میں وضاحی اپنے ایک ہزار ساتھیوں کے ساتھ ارض روم میں قتل کیا گیا۔ سال رواں ہی میں ابوجعفر منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی ولادت ہوئی۔

حجاج بن یوسف ثقفی کے حالات اور تذکرہ وفات ...... یہ ابومحمد ثقفی حجاج بن یوسف بن ابی عقیل بن مسعود بن عامر بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف، قیسی بن منبہ بن بکر بن ھوازن ہیں۔ ابن عباس سے سماع کیا اور انس، سمرۃ بن جندب، عبدالملک بن مروان ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے روایت کی۔ اس سے ایک جماعت انس بن مالک، ثابت بنانی، حمید الطویل اور مالک بن دینار وغیرہ نے روایت کی۔ راوی کا قول ہے حجاج کے دمشق میں بہت سے مکانات ہیں ان میں سے ایک قصر ابن ابی حدید کے قریب دار الراویہ تھا۔ عبدالملک نے اس کو حجاز کا حاکم بنایا تھا اس نے وہاں ابن زبیر کو قتل کیا، اس کے بعد اسے معزول کر دیا گیا پھر اس کو عراق کا حاکم بنا دیا، حجاج عبدالملک کے پاس دمشق آیا مغیرہ بن مسلم نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ حجاج نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے قبر کے بارے میں کہا وہ تنہائی اور غربت کا گھر ہے یہ بات وہ مسلسل کہتا رہا حتیٰ کہ خود رو پڑا۔

اس کے بعد اس نے عبدالملک کے حوالہ سے مروان کا قول نقل کیا کہ حضرت عثمان نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا رسول اللہ جب بھی کسی قبر کو دیکھتے یا اس کا تذکرہ کرتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ مالک بن دینار کہتے ہیں کہ ایک روز میں حجاج کے پاس گیا اس نے مجھ سے ابوموسیٰ کے حوالے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا کہ صاحب حاجت کو فرض نماز کے بعد اللہ سے اپنی حاجت کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ مغیرۃ بن شعبہ اپنی بیوی کے پاس گئے تو اسے دانتوں میں خلال کرتے پایا اور یہ دن کا ابتدائی حصہ تھا، مغیرہ نے کہا کہ اگر تو نے کھانا جلدی کھا لیا ہے تب تو، تو بڑی

نکمی ہے اور اگر رات کے کھانے کا تو اب خلال کر رہی ہے تو تجھ سے بڑی غلیظ عورت کوئی نہیں اس نے کہا ایسی کوئی بات نہیں میں نے منہ کی صفائی کے لئے حسب معمول مسواک کی تھی اس کا کوئی ریشہ میرے دانتوں میں پھنس گیا اسے نکالنے کے لئے میں خلال کر رہی ہوں مغیرہ نے حجاج کے باپ یوسف سے کہا یہ عورت تو کسی سردار کی بیوی بننے کے قابل ہے اس لئے میں اسے طلاق دیتا ہوں آپ اس سے نکاح کر لیں۔ چنانچہ مغیرہ کے طلاق دینے کے بعد حجاج نے اس سے نکاح کر لیا۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ شب زفاف میں حجاج کے والد نے خواب دیکھا کہ تم نے پیوندکاری میں بڑی عجلت سے کام لیا۔

ابن خلکان کا قول ہے حجاج کی والدہ کا نام فارعہ بنت ہمام بن عروۃ بن مسعود ثقفی تھا جس کا شوہر حارث بن کلدۃ ثقفی طبیب عرب تھا صاحب عقد نے بیان کیا کہ حجاج اور اس کا والد دونوں طائف میں ٹیچر تھے بعد ازاں حجاج عبدالملک کے وزیر روح بن زنباع کے پاس آ گیا۔ عبدالملک نے روح سے لشکریوں کے بارے میں شکایت کی کہ آنے کے وقت ان کی کوئی منزل نہیں ہوتی اور جانے کے وقت ان کا کوئی پڑاؤ نہیں ہوتا۔ روح نے عبدالملک سے کہا کہ میرے پاس ایک شخص ہے کہ اس کو آپ کا منتظم بنا دیں چنانچہ عبدالملک نے حجاج کو اس کا منتظم بنا دیا، اس کے بعد لشکروں کی آمد و رفت کے بارے میں کوئی شکایت نہیں رہی حتیٰ کہ ایک روز حجاج روح بن زنباع کے خیموں سے آگے گزرے تو وہ لوگ کھانے پینے میں مصروف تھے ان کی گوشمالی کی گئی ان کے خیموں کو جلا دیا گیا روح نے اس کی شکایت عبدالملک سے کی۔ عبدالملک نے حجاج سے کہا تم نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا میں نے وہی کام کیا جو آپ نے کہا تھا اب میرا ہاتھ ہے میرا کوڑا آپ کا ہاتھ ہے میرا کوڑا آپ کا کوڑا ہے اور اس میں کوئی نقصان نہیں ہوا اس لئے کہ میں نے روح کو ایک خیمہ کے بدلہ دو خیمے اور ایک غلام کی جگہ دو غلام دیدیئے۔ عبدالملک نے حجاج کے اقدام کو سراہا اور اسے اپنے مقرب بنا لیا۔

راوی کا قول ہے حجاج نے ۸۴ھ میں واسط شہر کی تعمیر شروع کی اور ۸۶ھ میں اس کی تکمیل ہوئی حجاج کے زمانہ میں قرآن میں نقطے لگائے پہلے حجاج کا نام کلیب تھا بعد میں حجاج رکھا گیا بعض کا قول ہے حجاج پیدا ہوا تو اس کا براز کا راستہ بند تھا بعد میں کھولا گیا حجاج شروع میں دودھ نہیں پیتا تھا ایک سال مینڈھی اور اونٹنی کا دودھ آمیزہ کر کے اس کو پلایا گیا اس کے چہرہ پر اونٹ کا خون ملایا گیا تو اس کے بعد اس نے دودھ پینا شروع کیا۔

حجاج میں حد درجہ شہامت اور دلیری تھی اس کی تلوار بڑی ظالم اور خون آشام تھی یہ ادنیٰ سے شبہ پر لوگوں کو بے دریغ قتل کر دیا کرتا تھا اس میں ظالم و جابر بادشاہوں والا غصہ بھرا ہوا تھا۔

ابن عساکر نے سلیم بن عنز تجیبی قاضی مصر کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ کبار تابعین میں سے تھے۔ جابیہ میں حضرت عمر کے خطبہ میں موجود تھے بہت بڑے زاہد و عابد تھے ہر شب نماز میں تین قرآن پاک ختم کرنے کا معمول تھا۔

مقصود یہ ہے کہ حجاج جب اپنے والد کے ساتھ جامع مصر پہنچا تو اس کے والد نے سلیم بن عنز سے علیک سلیک کے بعد کہا میں امیر المومنین کے پاس جا رہا ہوں تمہارا اگر کوئی کام ہو تو مجھے بتا دو انہوں نے کہا امیر المومنین سے کہہ دینا کہ وہ مجھے قضا سے سبکدوش کریں۔ حجاج کے والد نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہوئی میں نے تو آج تک تم سے بہتر کسی کو نہیں پایا اس کے بعد حجاج کا والد حجاج کے پاس آیا حجاج نے کہا اے ابا جان آپ ثقفی ہونے کے بعد باوجود تجیبی کے پاس کیوں گئے۔ والد نے کہا میں اس قسم کے لوگوں کو پسند کرتا ہوں حجاج نے کہا ابا جان اگر میرا بس چلے تو میں اس قسم کے لوگوں کو قتل کر دوں والد نے کہا کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ اس قسم کے لوگ امیر المومنین کے پاس جاتے ہیں اور انہیں شیخین کی سیرت کا حوالہ دیتے ہیں جس سے ان کے دلوں میں امیر کی حقارت اور تذلیل ہوتی ہے پھر وہ ان دونوں کے مقابلہ میں امیر کو کمتر پا کر اپنی نظروں سے گرا دیتے ہیں جس سے ان کے قلوب میں امیر کی بغاوت کا جذبہ پرورش پاتا ہے۔

والد نے کہا میرے لڑکے معلوم ہوتا ہے کہ تو شقی القلب پیدا کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج کا والد خلیفہ کا مقرب اور صاحب فراست تھا اس نے اپنی فراست کے ذریعے لڑکے کے خیالات کو بھانپ لیا جو بالآخر بعد کو پیش آئے لوگوں نے بیان کیا کہ حجاج کا سن ولادت ۳۹ھ ہے اگرچہ بعض نے سن ۴۰ اور ۴۱ھ بھی بیان کیا ہے۔ یہ بڑا ہوا تو خاصا فصیح و بلیغ تھا اور حافظ قرآن بھی تھا بعض سلف کا قول ہے حجاج ہر شب ایک قرآن پاک ختم کرتا تھا ابوعمرو بن علاء کہتے ہیں میں نے حجاج اور حسن بصری سے بڑا فصیح و بلیغ نہیں پایا بصری حجاج سے بھی بڑے فصیح تھے۔ دار قطنی نے عقبہ بن عمرو کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے تمام لوگوں کی عقلیں ملتی جلتی پائیں لیکن حجاج اور ایاس بن معاویہ کا معاملہ اس سے مختلف تھا ان دونوں کو عقل کے اعتبار سے

تمام لوگوں پر فوقیت حاصل تھی۔

قبل ازیں گزر چکا ہے کہ جب ۷۳ھ میں عبدالملک نے مصعب بن زبیر کو قتل کرایا تو اس کے بعد اس نے حجاج کو اپنے بھائی عبداللہ کے پاس مکہ بھیجا حجاج نے مکہ پہنچ کر مکہ کا محاصرہ کرلیا اس نے لوگوں کے لئے حج کا بھی بندوبست کیا لیکن حجاج اور اس کے ساتھی بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے اسی طرح ابن زبیر اوران کے ساتھیوں کو بھی وقوف وغیرہ کا موقع نہیں ملا۔ حجاج نے مکہ کا محاصرہ مسلسل جاری رکھا۔ بالآخر ۷۳ھ میں وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب ہوگیا۔ بعدازاں عبدالملک اس کو مکہ، مدینہ، طائف اور یمن کا حاکم بنادیا پھر اپنے بھائی بشر کی وفات کے بعد اسے عراق بھیج دیا جہاں سے وہ کوفہ میں داخل ہوا ان علاقوں میں مکمل بیس سال تک اس کا عمل دخل رہا یہاں بیٹھ کر اس نے بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔ حتیٰ کہ اسلامی فتوحات کا دائرہ بلاد ہند اور سندھ تک پھیل گیا چاروں طرف مسلم افواج کی کارروائی جاری رہی، حتیٰ کہ مسلمان یلغار کرتے ہوئے بلاد چین تک پہنچ گئے۔

ابن جعفر مدینی کہتے ہیں ایک روز حجاج بن یوسف سعید بن مسیب کے پاس نماز پڑھ رہا تھا حجاج امام سے قبل رکوع سے سر اٹھا کر سجدہ میں چلا جاتا نماز ختم ہونے کے بعد سعید نے حجاج کی چادر کا کونہ پکڑ لیا اور اپنے ذکر سے فارغ ہوکر حجاج سے کہا اے خائن اے سارق تو اس طرح نماز پڑھتا ہے میں نے ارادہ کیا کہ اس جوتی سے تیری خبر لوں، حجاج نے کوئی جواب نہیں دیا اس کے بعد حجاج حج کو چلا گیا اور حج سے فارغ ہوکر شام آ گیا بعد ازاں حجاج کو حجاز کا امیر مقرر کردیا گیا اور ابن زبیر کے قتل کے بعد مدینہ کا نائب بن گیا اور مدینہ کی آمد کے موقعہ پر جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوا تو وہ سعید کی نماز پڑھتا لوگوں کو سعید کے بارے میں خطرہ ہوگیا لیکن حجاج سعید کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور اس سے کہنے لگا آپ ہی صاحب الکلمات ہیں؟ سعید نے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا ہاں میں ہی ہوں حجاج نے کہا اللہ تمہیں مؤدب اور معلم ہونے کی وجہ سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے جب سے تم نے نماز پر تنبیہ کی اس وقت سے میں صحیح نماز پڑ رہا ہوں۔

کہا جاتا ہے جب حجاج نے ابن زبیر کو قتل کیا تو مکہ میں لوگوں کے رونے کا شور بلند ہوگیا حجاج نے لوگوں کو مسجد میں جمع کردیا جس کا حاصل یہ تھا کہ مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ ابن زبیر کو قتل کرنے کو تم لوگوں نے بہت برا سمجھا ہے، ابن زبیر بہترین انسان تھے لیکن انہوں نے خلافت حاصل کرنے کی کوشش کی اور اس کے اہل سے اس کے بارے میں جھگڑ گیا جس کی وجہ سے وہ اطاعت الٰہی سے نکل گئے اور انہوں نے اللہ کی حدود کو توڑ دیا حضرت آدم کو اللہ نے پیدا کیا ان میں روح پھونکی ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا پھر ان کو جنت میں داخل کیا جب ان سے غلطی سرزد ہوگئی تو انہیں جنت سے نکال دیا۔ آدم اللہ کے نزدیک ابن زبیر سے زیادہ مکرم تھے اور جنت کی حرمت اللہ کے نزدیک خانہ خدا سے زیادہ ہے، تم اللہ کو یاد کرو اللہ تمہیں یاد کرے گا۔

امام احمد نے ابوصدیق ناجی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حجاج ابن زبیر کے قتل کے بعد اسماء بنت ابی بکر کے پاس آ کر کہنے لگا تیرے لڑکے عبداللہ نے خانہ خدا میں الحاد اور بے دینی کا عمل اختیار کیا اس کی وجہ سے اللہ نے اس کو عذاب الیم کا مزہ چکھایا۔ حضرت اسماء نے فرمایا تو نے بالکل غلط کہا میرا لڑکا والدین کا فرمانبردار، صائم النہار و قائم اللیل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ بنی ثقیف میں دو کذاب پیدا ہوں گے ان میں سے دوسرا پہلے سے بڑا شریر ہوگا۔ شریر تو مختار تھا اور مبیر تو ہے۔

نافع کہتے ہیں ایک شب منیٰ میں جب ابن عمر نے حجاج اور ابن زبیر کو جھگڑتے دیکھا تو ابن عمر نے حجاج کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی۔

ثوری نے جابر کا قول نقل کیا ہے کہ ابن عمر جب حجاج کے پاس آتے تو اسے سلام نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ ابن صلت کہتے ہیں ایک روز حجاج نے خطبہ دیتے ہوئے کہا ابن زبیر نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا تھا۔ ابن عمر نے کہا اللہ نے اس سے ایسا کوئی کام نہیں کرایا، اگر میں چاہوں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے۔ شہر بن حوشب نے بیان کیا کہ ایک روز حجاج نے خطبہ طویل کردیا ابن عمر مسلسل الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتے رہے۔ بالآخر نماز کھڑی ہوگئی حجاج نے لوگوں کو نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہوکر حجاج نے ابن عمر سے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا ابن عمر نے فرمایا ہم وقت پر نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں اس لئے تم وقت پر نماز پڑھایا کرو ادھر ادھر کی باتیں کرکے تو لوگوں کو وقت ضائع مت کیا کرو۔

اصمعی اپنے چچا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حجاج ابن زبیر کے قتل سے فارغ ہوکر مدینہ آیا مدینہ کے باہر ایک بوڑھے سے اس کی ملاقات ہوگئی حجاج نے اس سے اہل مدینہ کا حال پوچھا اس نے کہا بہت برا حال ہے رسول اللہ ﷺ کے حواری قتل کردیئے گئے ہیں۔

حجاج نے اس شیخ سے پوچھا اس کو کس نے قتل کیا۔ اس نے کہا یقیناً حجاج فاسق و فاجر نے اسے قتل کیا اس پر اللہ کی اور لوگوں کی لعنت ہو یہ سن کر

حجاج آگ بگولہ ہو گیا اس نے کہا اگر تو حجاج کو دیکھ لے تو تو اس کو پہچان لے گا۔ اس نے کہا میں بلکل اسے پہچان لوں گا اس نے کہا اللہ اس کو ہر خیر سے دور رکھے اس کے بعد حجاج نے چہرہ سے نقاب اٹھایا اور اس سے کہنے لگا اے شیخ اب جب تیرا خون بہے گا تو تجھے پتہ چلے گا جب شیخ کو اس کے بارے میں حجاج ہونے کا یقین ہو گیا تو شیخ نے کہا یہ بڑے تعجب کی بات ہوئی اگر تو مجھے پہچان لیتا تو یہ بات نہ کہتا میں عباس بن ابی داؤد ہوں مجھے ہر روز پانچ مرتبہ مرگی کا دورہ پڑتا ہے، حجاج نے کہا تو یہاں سے چلا جا اللہ تعالیٰ تجھے کبھی اس دورہ سے نجات نہ دے۔

خالد بن یزید بن معاویہ نے عبدالملک سے کہا آپ مجھے اس شخص سے نجات دلا سکتے ہیں اس نے کہا اس سے تمھیں کس چیز کا خوف ہے اس نے کہا اے امیر جب سے میں نے رملہ بنت زبیر سے شادی کی اس وقت سے آل زبیر کے بارے میں جو میرے دماغ میں غبار بھرا ہوا تھا وہ نکل گیا کہتے ہیں کہ اسے ایک روز سوئے ہوئے سے بیدار کیا گیا، اس نے حجاج کو لکھا کہ میں نے رملہ بنت زبیر کو طلاق دینے کا پکا ارادہ کر لیا۔ سعید بن ابی عروبہ کا قول ہے ایک بار حجاج حج پر گیا مکہ اور مدینہ کے درمیان اس کا ناشتہ لایا گیا اس نے حاجب سے کہا کسی دوسرے کو تلاش کر کے لے کر آ تا کہ وہ میرے ساتھ کھانا کھائے وہ ایک بدو کو تلاش کر کے لے آیا حجاج نے اسے ہاتھ دھونے کو کہا اس نے جواب دیا کہ میرا روزہ ہے حجاج نے کہا ایسی سخت گرمی میں کیسا روزہ اس نے کہا میں نے اس سے بھی سخت گرمی میں روزہ رکھا ہے حجاج نے کہا آج افطار کر لو کل رکھ لینا۔ اس نے کہا کل کی آپ ضمانت دیتے ہو حجاج نے کہا نہیں اس نے کہا پھر مشکل ہے۔ حجاج نے کہا کھانا بڑا لذیذ ہے اس نے کہا مجھے لذت کے بجائے عافیت کی ضرورت ہے۔

فصل

قبل ازیں ہم ۷۵ھ کوفہ میں حجاج کے داخلہ کی کیفیت اور وہاں پہنچ کر اس کے خطبہ کا حال بیان کر چکے ہیں وہاں پر اس نے لوگوں کو ڈرایا اور قتل تک کی دھمکی دی نیز اس نے عمیر بن صابی اور کمیل بن زیاد کو ظلماً قتل کیا اور ابن الاشعث سے قتال کا حال بھی ہم بیان کر چکے ہیں بعد ازاں اس نے اس کے روٴسا، عابد، زاہد اور قراء ساتھیوں سے جو ناروا سلوک کیا اسے بھی ہم نے بیان کر دیا پھر سب سے آخر میں اس نے سعید بن جبیر کو بھی قتل کر دیا۔

عاصم کہتے ہیں حجاج نے دیر جماجم کے بعد اہل عراق کو خطبہ دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس نے کہا اے اہل عراق شیطان تمہارے گوشت پوست رگوں اور پٹھوں میں گھس گیا اس نے تمہارے اعضاء اور جوارح پر قبضہ کر لیا جس سے تمہارے سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیت سلب ہو گئی ہے۔ اس نے تمہارے دل و دماغ میں اپنی ذریت پھیلا دی ہے جس کی وجہ سے تمہارے دلوں میں نفاق و شقاق پیدا ہو گیا ہے اور تم ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے ہو اور تم صراط مستقیم سے ہٹ کر ٹیڑھے راستہ پر جا رہے ہو کسی کی نصیحت اور مشورہ تمہارے لئے بلکل نفع بخش نہیں۔

کیا تم اھواز میں میرے ساتھی نہیں تھے لیکن پھر تم نے غداری اختیار کی اور تم دین اسلام ترک کے کفر پر جمع ہو گئے اور تم نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ذلیل و رسوا کرے گا حالاں کہ قسم بخدا میں تمہارے قریب ہی موجود ہوں لیکن تمہاری حالت یہ ہے کہ تم چوروں کی طرح کھسکتے جا رہے ہو اور جھوٹی پناہ کے لئے ادھر ادھر سرگرداں ہو اور پناہ کی تلاش میں ہو لیکن تمہاری ان حرکتوں نے تمھیں ذلیل و رسوا کر دیا تم فتنہ و فساد میں مبتلا ہو گئے ہو تمہارے اختلاف نے تمہاری ہوا اکھاڑ دی ہے اور تم دنیا کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو گئے ہو اللہ نے بھی تمہاری مدد سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ اور تم کو اکیلا چھوڑ دیا ہے اور تم سے بری الذمہ ہو گیا ہے۔ آج تمہارا حال یہ ہو گیا کہ بڑوں کو اپنے چھوٹوں کی اور چھوٹوں کو اپنے بڑوں کی خبر نہیں سب ایک دوسرے کے حال سے لاعلم ہیں۔ تم کو دیر جماجم سے عبرت حاصل کرنی چاہیے جہاں ایسی خوفناک خونریزی ہوئی ہے جس نے دوستوں اور بھائیوں کے درمیان تفریق پیدا کر دی اور ہتھیاروں کی آواز سے لوگ پناہ مانگتے تھے اے اہل عراق اگر میں تم کو سرحدوں پر بھیجتا ہوں تو تم بے وفائی کرتے ہو اگر تم کو کسی چیز کا امین بناتا ہوں تو تم اس میں خیانت کرتے ہو اگر تم مامون مصون ہوتے ہو تب بھی مضطر و بے قرار رہتے ہو اور جب تم کو خوف لاحق ہوتا ہے تو چھپ کر بیٹھ جاتے ہو تم نے اللہ کی نعمتوں کو بھلا دیا اور اس کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرتے تم نقض عہد کرتے ہو شرم نہیں کرتے ہو کسی گمراہ کو تم راہ میں نہیں لا سکتے ہو نہ کوئی گناہگار تمہاری بدولت گناہوں سے بچ سکتا ہے تم کسی ظالم کے خلاف کسی فریادی کی مدد نہیں کر سکتے نہ کوئی محروم شخص تمہاری وجہ سے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے بلکہ تم مظلوم کے خلاف ظلم کی مدد پر آمادہ رہتے ہو اور غاصب کی ہاں میں ہاں ملاتے ہو اور اشرار و اوباش قسم

کے لوگوں کی مدد کے لئے کمر بستہ رہتے ہو۔

اے اہل عراق کوئی بھی اوباش قسم کا شخص تمھیں پکارے گا تو اس کا جواب اثبات میں دو گے اور کوئی بھی ہنگامہ کرنے والا اور صراط مستقیم سے دور کرنے والا تمھیں آواز دے گا تو تم اس کی آواز پر لبیک کہو گے اے عراقیو کیا میں نے تمھیں بار ہا نصیحت نہیں کی اور کیا تم نے تمام واقعات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کرلیا اور کیا تم کو اللہ نے تمہاری بداعمالی کی سزا نہیں دی کیا تم قدر کی طرف بار ہا خوف وخطر میں مبتلا نہیں کئے گئے ہو پھر بھی تمہاری آنکھیں نہیں کھلتی ہیں اس کے بعد حجاج اہل شام کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے اہل شام میں تمہارے لئے شہ سوار اور تیرانداز ہوں جو اپنے ماتحتوں کی طرف سے پوری طرح ہر قسم کا دفاع کرتا ہے اور اپنے بچوں کی ہر طرح حفاظت کرتا ہے اور ان کو ہر طرح کی تکالیف سے بچا کر آرام وآزمائش پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اے اہل شام تم حکومت کی ڈھال اور ڈھارس ہو تم نرم وگرم ہو اور نرم خو اور متقی بھی ہو تم اولیاء اور انصار ہو تم مددگار وحمایتی ہو تمہاری بدولت ہی دفاع اور حفاظت کا بھرم قائم ہے اور تم ہی دشمنوں کی فوجوں کو شکست وہزیمت پر مجبور کرتے ہو اور وہ میدان جنگ میں فرار ہونے یا تم سے پناہ مانگنے میں مجبور ہو جاتے ہیں۔

ایک قریش شیخ جس کی کنیت ابوبکر التیمی تھی کا قول ہے ایک روز حجاج نے خطبہ میں کہا اللہ نے حضرت آدم کی اولاد کو مٹی سے پیدا کیا پھر ان کو اس کی پشت پر چلایا تو انہوں نے زمین کے میوہ جات اور اس کی مشروبات سے بھرپور فائدہ اٹھایا پھر انہوں نے جنگ وجدال اور قتل وخونریزی کے ذریعہ خطہ ارض کو بدل ڈالا ایک ازاں ایک دن ایسا آیا کہ زمانہ بدل گیا اور اللہ کے قانون فطرت کے مطابق اقتدار ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف منتقل ہو گیا جس کے نتیجے میں گزشتہ قوم کا گوشت پوست اگلی قوم کے ہاتھوں کھایا گیا ان کو انہوں نے اس طرح تباہ وبرباد کیا جس طرح انہوں نے ان کو تباہ و برباد کیا تھا۔

بعض کا قول ہے حجاج نے ایک روز خطبہ میں کہا تم میں ایک شخص ایسا بھی ہے جس پر تمھیں اعتماد ہے اس نے اپنے نفس کو اپنے ہاتھ میں لے کر اسے اللہ کی اطاعت کی طرف موڑ دیا اور معافی سے باز رکھا اللہ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنے نفس پر قابو پایا۔ ایک شخص ایسا ہے جس نے اپنے نفس کو متہم کرلیا ایک شخص ایسا ہے جس نے دوسروں کے محاسبہ سے قبل اپنا محاسبہ کرلیا اور اپنے اعمال ومیزان پر نگاہ رکھی نامہ اعمال کے بارے میں غور وفکر کی۔ حجاج اس شخص کی صفات ذکر کرتا رہا حتیٰ کہ مالک بن دینار رو پڑے۔

شعبی کہتے ہیں میں نے جس انداز پر حجاج کی گفتگو سنی۔ اس انداز پر کسی کی گفتگو نہیں سنی۔ چنانچہ اس نے کہا اللہ نے دنیا کو فنا کرنے اور آخرت کو باقی رکھنے کے لئے پیدا کیا جس کے لئے فنا ہے اس کے لئے بقا نہیں جس کے لئے بقا ہے اس کے لئے فنا نہیں۔ یہ دنیا غائب (آخرت) سے تمھیں دھوکہ میں نہ ڈالے لمبی لمبی امیدوں کو موت کے ذریعے ختم کرو۔ مدائنی نے حجاج کے لئے حسن بصری کا قول نقل کیا کہ انسانی زندگی کا لہو ولعب میں ایک لمحہ بھی گزرنا بہت خسارہ کی بات ہے اور قیامت تک اس پر حسرت کے علاوہ کیا کیا جا سکتا ہے شریک قاضی کا قول ہے حجاج نے ایک روز کہا ہم نے ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے مطابق معاملہ کیا اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میں نے حسین کو قتل کیا حجاج نے پوچھا تو نے کیسے قتل کیا اس نے کہا پہلے میں نے ان کو نیزوں سے زخمی کیا پھر تلوار سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے حجاج نے اس سے کہا جا چلا جا تو اور وہ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ حجاج نے اس کو کچھ نہیں دیا۔

ہیثم بن عدی کہتے ہیں ایک شخص حجاج کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ میرے بھائی نے ابن الاشعث کے ساتھ خروج کیا تھا اس کی وجہ سے میرا نام فہرست سے کاٹ دیا گیا تھا میرا وظیفہ روک دیا گیا علاوہ ازیں میرا گھر بھی منہدم ہو گیا حجاج نے اس سے کہا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

(۱)......بعض مرتبہ انسان اپنے ساتھی کی وجہ سے پکڑا جاتا ہے لیکن اصل مجرم بچ جاتا ہے اس شخص نے کہا اے امیر میں نے اللہ سے اس کے علاوہ کچھ اور سنا ہے اور اللہ کی بات کا سچا ہونا ظاہر ہے حجاج نے اس سے پوچھا اللہ کا قول کیا ہے؟ اس نے قرآن کی وہ آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے اے عزیز مصر ہمارا باپ بوڑھا ہے تو ہم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ روک لے ہم تجھے بڑا نیکوکار سمجھتے ہیں اس پر یوسف ﷺ نے جواب دیا تھا، خدا کی پناہ اگر ہم اس کی جگہ کسی اور بے گناہ کو پکڑیں گے تو ہم ظالم ٹھہریں گے۔ اس پر حجاج نے غلام کو حکم دیا کہ اس شخص کا نام فہرست میں داخل کیا جائے اور اس کا گھر بھی تعمیر کیا جائے اور اس کو انعام بھی دیا جائے اور منادی کے ذریعے اعلان کرایا شاعر جھوٹا اور اللہ کا قول سچا ہے۔

ہیثم بن عدی نے ابن عباس کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ اسلم بن عبدالبکری کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیجا جائے حجاج کو جب عبدالملک کا خط ملا تو اس نے اسلم بن عبدالبکری کو بلایا جب جب وہ اس کے سامنے آیا تو اس نے کہا اے امیر آپ حاضر اور امیرالمومنین غائب ہیں اور اللہ نے فرمایا ہے اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اسکی اچھی طرح جانچ پڑتال کرلیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم پر جاچڑھو اور پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ۔ میرے متعلق امیر کو جو اطلاع ملی ہے وہ غلط ہے میں اکیلا چوبیس عورتوں کا کفیل ہوں اور میرے علاوہ ان کو کوئی کما کر کھلانے والا نہیں حجاج نے ان کو حاضر کرنے کا حکم دیا جب آ گئیں تو ان میں سے ایک کہنے لگی میں اس کی پھوپھی ہوں کوئی کہنے لگی میں اس کی خالہ ہوں کوئی کہنے لگی میں اس کی بہن ہوں اس دوران ایک لڑکی حجاج کے سامنے آئی اس کی عمر دس سال سے کم ہوگی حجاج نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں اس کی لڑکی ہوں اس نے حجاج سے گھٹنوں کے بل بیٹھنے کی درخواست کی پھر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱)......اے حجاج تو اس شخص کی لڑکیوں اور پھوپھیوں کا صحیح مقام نہیں پہچان سکا وہ سب رات کے وقت جمع ہو کر نوحہ کرتی ہیں۔

(۲)......اے حجاج تو ۲۴ عورتوں میں سے کس کس کو قتل کرے گا۔

(۳)......اے حجاج اس کے علاوہ ہماری کون خبر گیری کرے گا اگر تو ہمیں ذلیل نہیں کرنا چاہتا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۴)......یا تو اپنی فیاضی کا دروازہ کھول دے یا پھر ہم سب کو قتل کردے۔

راوی کا قول ہے کہ یہ اشعار سن کے حجاج کی آنکھیں پرنم ہو گئیں اس نے کہا قسم بخدا میں تم پر سختی نہیں کروں گا بعد ازاں اس نے اس شخص کی ساری گفتگو اور اس لڑکی کی کہانی عبدالملک کو لکھ بھیجی۔ عبدالملک نے حجاج کو اس شخص کے قتل نہ کرنے اور اس کے ساتھ صلہ رحمی کرنے اور اس کی لڑکی کے خیال کرنے کا حکم دیا۔

ایک روز حجاج نے خطبہ کے دوران کہا اے لوگو اللہ کے محارم پر صبر کرنا دوزخ کے عذاب کرنے سے آسان ہے اسی وقت حاضرین میں سے اس کے روبرو ایک شخص کھڑا ہوا، اس نے کہا اے حجاج افسوس ہے تجھ پر تیرا چہرہ کتنا مضطرب اور تو کتنا بے شرم ہے تو جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے تیرا کلام خبیث اور گمراہ کن ہے حجاج نے اپنے باڈی گارڈ سے کہا اس شخص کو پکڑ لو۔ خطبہ سے فارغ ہو کر حجاج نے اس سے کہا تجھے اس چیز پر کیسے جرأت ہوئی اس نے کہا اے حجاج تو ہلاک ہو، تو اللہ کے مقابلہ میں جری بن سکتا ہے کیا میں صرف تیرے مقابلہ میں جرات نہیں دکھا سکتا اور تو کون ہے کہ میں تجھ پر جرأت نہ کروں جب کہ تو رب العالمین پر جرأت کر رہا ہے حجاج نے اس شخص کو چھوڑنے کا حکم دیا۔

مدائنی کہتے ہیں حجاج کے سامنے ابن الاشعث کے دو قیدیوں کو لایا گیا۔ حجاج نے ان دونوں کے قتل کا حکم دیا ان میں سے ایک نے حجاج سے کہا ذرا ٹھہر جایئے میرا آپ پر ایک احسان ہے، حجاج نے پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا ابن الاشعث نے ایک روز آپ کی والدہ کو برا بھلا کہا تھا تو میں نے اس کی تردید کی تھی حجاج نے اس سے گواہ کا مطالبہ کیا اس نے کہا یہ میرا ساتھی گواہ ہے حجاج نے اس سے پوچھا تو اس نے کس کی بات پر گواہی دیدی پھر اس نے گواہ سے پوچھا تو نے ایسا کیوں نہیں کیا اس نے کہا مجھے آپ سے بغض تھا اس وجہ سے میں نے ایسا نہیں کیا حجاج نے اس کو اس کی سچائی پر اور دوسرے کو اس کے فعل پر رہا کرنے کا حکم دیا۔

ابن الاعرابی کا قول ہے کہ بنی حنیفہ کا ایک شخص جحدر بن مالک نامی ارض یمامہ میں بڑا بہادر اور نڈر تھا حجاج نے یمامہ کے نائب کو لکھا کہ اب تک تم نے ایسا بہادر شخص کو گرفتار نہیں کیا اسے گرفتار کر کے فوراً میرے پاس بھیج دو، چنانچہ اس نے بہت کوششوں کے بعد اسے گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کا زمانہ کے کرتوتوں اور بادشاہ کے مظالم کے باعث میں ایسا کرنے پر مجبور ہوا حجاج نے اس سے کہا ہم تجھے دھاڑنے والے شیر کے سامنے چھوڑ دیں گے اگر اس نے تجھے ختم کر دیا تو ہمیں تجھ سے نجات مل جائے گی ورنہ ہم تجھے رہا کر دیں گے اس کے بعد حجاج نے اس کا دایاں ہاتھ گردن سے باندھ کر اسے جیل میں بند کر دیا۔

حجاج نے کسکر کے نائب کو حکم دیا کہ ایک خونخوار شیر کا بندوبست کیا جائے۔ جحدر نے اس دوران جیل سے اپنی بیوی سلیمی ام عمرو کے پاس مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر بھیجے۔

(۱)......کیا رات مجھے اور ام عمرو کو جمع نہیں کرے گی۔

(۲)...... کیوں نہیں جس طرح میں چاند کو دیکھتا ہوں وہ بھی دیکھتی ہے اور جس طرح مجھ پر روشن ہوتا ہے اس پر بھی روشن ہوتا ہے۔

(۳)...... جب تم نجد کے نخلستان اور یمامہ کی وادی سے گزرو تو اسے میری داستان غم سنا دینا۔

(۴)...... اور میری محبوبہ سے کہہ دینا کہ جحدر گرفتار ہو گیا ہے اور اب وہ یمنی چمکتی تلوار کی دھار سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے۔

جب شیر حجاج کے پاس آ گیا حجاج نے تین دن تک اس کو بھوکا رکھنے اور اس کے بعد اس کو حائر کے باغ میں چھوڑ دینے کا حکم دیا اور جحدر کے بابت حکم دیا کہ اسے اسی حالت میں جیل سے نکالا جائے اور اس کے بائیں ہاتھ میں تلوار دے کر شیر کے سامنے چھوڑ دیا جائے حجاج اپنے درباریوں کے ساتھ تماشہ دیکھنے کے لئے سامنے بیٹھ گیا۔ جحدر اور شیر کو میدان میں چھوڑ دیا گیا جحدر نے سب سے پہلے یہ شعر پڑھا۔

دو شیر ایک تنگ میدان میں ہیں دونوں ذی عزت اور مقابلہ پڑنے جانے والے ہیں جب شیر نے جحدر کو دیکھا تو زور سے دھاڑتا ہوا اس کی طرف لپکا اور جب اس سے ایک نیزہ کے فاصلہ پر رہ گیا تو اس نے جحدر پر جست لگائی اور اس پر حملہ آور ہوا جحدر نے شیر کا مقابلہ تلوار کی زبردست دھار سے کیا اس کا حملہ اس قدر تیز تھا کہ تلوار کی دھار میں داندے پڑ گئے شیر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین پر ڈھیر ہو گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ ایک بڑا خیمہ ہے جسے ہوا نے زمین پر گرا کر اس کو ڈھیر کر دیا۔ جحدر بھی شیر کے حملے سے نڈھال حال ہو کر زمین پر گر پڑا حجاج اور اس کے ساتھیوں نے اس واقعہ کو بڑی اہمیت دی اور اتنا متاثر ہوا کہ اس نے جحدر سے کہا کہ اگر اپنے ملک جانا چاہتا ہے تو وہاں چلا جا۔ اگر تو میرے پاس ٹھہرنا چاہے تو میرے پاس ٹھہر جا۔ اس نے حجاج کے پاس قیام اختیار کیا حجاج نے اسے خوب انعامات سے نوازہ۔

ایک روز حجاج نے امام حسین کو آپ ﷺ کی ذریت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ یحییٰ بن یعمر نے حجاج سے کہا تو جھوٹا ہے حجاج نے اس سے کہا اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرو ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ یحییٰ بن یعمر نے دلیل میں قرآنی آیت پیش کی اور کہا حضرت عیسیٰ مریم کی طرف منسوب ہونے کے باوجود ابراہیم کی ذریت سے قرار دیئے گئے اسی طرح امام حسین کو بھی آپ کی ذریت سے قرار دیا جائے گا حجاج نے ان کی تصدیق کی اور ان کو خراسان بھیج دیا۔

حجاج فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود قرآنی آیت میں غلطیاں کرتا تھا یحییٰ بن یعمر نے بارہا اسے اس پر تنبیہ کی منجملہ اس کی غلطیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ ''ان'' مفتوحہ کی جگہ ''ان'' مکسورہ اور ''ان'' مکسورہ کی جگہ ''ان'' مفتوحہ پڑھتا تھا اسی طرح وہ قرآنی آیت ''قل ان کان آباؤکم وابناؤکم'' الیٰ قولہ ''احب الیکم'' میں ''احب'' پر فتح کی جگہ ضمہ پڑھا تھا۔

اصمعی کہتے ہیں عبدالملک نے خط کے ذریعے حجاج سے امس غدًا اور الیوم کے بارے میں سوال کیا حجاج نے جواب لکھا امس اجل الیوم سے عمل اور غدًا سے امن کی طرف اشارہ ہے ابو عبید معمر بن مثنیٰ کا قول ہے جب حجاج نے ابن الاشعث کو قتل کیا تو اہل عراق نے اس کی تعریف و توصیف کی جس کی وجہ سے ان پر خوب دل کھول کر خرچ کیا عبدالملک نے حجاج کو لکھا جتنا میں ایک ہفتہ میں خرچ کرتا ہوں اتنا تو تو ایک دن میں خرچ کر ڈالتا ہے، اور میرے ماہانہ خرچ کے برابر تمہارے ہفتہ کا خرچ ہے پھر عبدالملک نے حجاج کو یہ شعر لکھے:

(۱)...... تمام امور میں تقویٰ اختیار کرو اور خوف خدا پیدا کر۔

(۲)...... مسلمانوں کے خراج اور مال غنیمت میں اضافہ کر اور اس کا محافظ بن کر رہ۔

حجاج نے جواب میں یہ شعر لکھے:

(۱)...... آپ کا خط آیا جو بہت سے صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲)...... جس میں بہت سی نرم گرم باتیں ہیں جو ذی عقل کے لئے نفع بخش ہیں۔

عبدالملک نے اسے لکھا جیسے مناسب سمجھو عمل کرتے رہو۔ ثوری کا قول ہے ایک بار حجاج کے پاس ایک چور کو پکڑ کر لایا گیا حجاج نے اس سے کہا تو نے غنی ہونے کے باوجود چوری کی اب تیرا ہاتھ کاٹا جائے گا اس نے کہا جب ہاتھ تنگ ہو جائے تو نفس کیسے برداشت کرے۔ حجاج نے کہا تیرا یہ عذر ناقابل قبول ہے غلام سے کہا تلوار اور جلاد کا بندوبست کرو چنانچہ جلاد آیا اس نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

فراء کہتے ہیں ایک روز حجاج عبدالملک کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو ولید نے حجاج کو نبیذ کی دعوت دی۔ حجاج نے کہا اے

امیر آپ نے اس کو حلال کر رکھا ہے میں نے تو اس اہل عراق اور اپنے گھر والوں کے لئے حرام کر دیا ہے۔ عمر بن شیبہ نے اپنے اشیاخ سے نقل کیا ہے کہ عبدالملک نے حجاج کو خط لکھا جس میں اس کو بے جا مال اڑانے اور ناحق خونریزی پر تنبیہ کی اور لکھا کہ مال تو حقیقتاً اللہ کا ہے اور ہم اس کے خزانچی ہیں۔

حجاج نے اس کا جواب لکھا کہ امیر المومنین کا خط مجھے مل گیا ہے جس میں مجھے بے جا مال خرچ کرنے اور ناحق خونریزی پر تنبیہ کی گئی قسم بخدا میں نے تو کبھی اہل معصیت کی سزا میں مبالغہ کیا اور نہ کبھی اہل طاعت کی خدمت سے گریز کیا اگر اسی کا نام اسراف ہے تو امیر المومنین مجھ پر حد جاری کر سکتے ہیں۔

فصل

حجاج کے جرأت مندانہ اقدامات اور گستاخانہ کلمات ...... عاصم کا قول ہے میں نے حجاج کو منبر پر کہتے سنا اے لوگو! اللہ سے ڈرو حتی الوسع اپنے اندر خوف خدا پیدا کرو میری یہ بات توجہ اور دھیان سے سنو میں امیر المومنین کی تعریف نہیں کر رہا قسم بخدا اگر میں تمھیں حکم دوں کہ تم مسجد کے اس دروازہ سے نکلو اور پھر تم مسجد کے دوسرے دروازہ سے نکلو تو اس صورت میں میرے لئے تمہارا خون اور مال حلال ہو گا قسم بخدا اگر میں ربیعہ مضر کو پکڑوں تو میرے لئے حلال ہو گا اس صورت میں عبد ہذیل کے لئے میرے نزدیک کوئی عذر خواہی کا جواز نہیں ہو گا جب کہ وہ یہ گمان رکھتا ہے کہ اس کا قرآن اللہ کی طرف سے ہے قسم بخدا وہ اعراب میں فحش فحش غلطیاں کرتا ہے جو محمد ﷺ پر اللہ کے نازل کردہ قرآن میں سے نہیں ہے۔

ابی النجود راوراعمش کہتے ہیں کہ ہم نے بھی حجاج سے یہ بات سنی اس نے یہ بھی گمان کیا کہ اگر میں نے کسی کو ابن ام عبد کی قرآت میں قرآن پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اللہ اس کو رسوا کرے اور اسے اپنی رحمت سے دور کرے نیز حجاج ابن مسعود کی قرآت پر اعتراض بھی کرتا تھا کیوں کہ ان کی قرأت مصحف عثمانی کے خلاف تھی لیکن یہ بات سب پر عیاں ہے کہ بعد میں بالآخر ابن مسعود عثمان کے قول کے موافق ہو گئے تھے۔

صلت میں دینار کہتے ہیں میں نے حجاج سے خطبہ میں سنا کہ عبداللہ بن مسعود ایس المنافقین ہیں اگر وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو میں ان کے خون سے زمین بھر دوں۔ راوی کہتے ہیں میں نے اس سے یہ بھی سنا کہ اس نے منبر پر کہا اگر حضرت سلیمان ہوتے تو وہ بھی حسد کرتے یہ اس کی کتنی سخت اور بے باکانہ بات ہے جو اسے کفر تک پہنچا دیتی ہے، اللہ اس کو برا برکرے اسے رسوا کرے اور اس کو اپنی رحمت سے مایوس کرے۔

علقمہ کا قول ہے ایک شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور کہا میں ایسے شخص کے پاس آیا ہوں جو مصاحف کا املا کراتا ہے حضرت عمر نے غصہ میں اس سے فرمایا تو ہلاک ہو تو کیا کہہ رہا ہے اس نے عرض کیا میں آپ کے پاس حق لے کر آیا ہوں حضرت عمر نے پوچھا وہ کون ہے اس نے کہا عبداللہ بن مسعود۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا میرے نزدیک اس کام کا ان سے زیادہ کوئی اہل نہیں حضرت عمر نے اس سے فرمایا میں تجھے ایک حدیث سناتا ہوں میں ایک رات کسی ضرورت سے ابوبکر کے پاس گیا اس کے بعد ہم گھر سے نکلے رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان چل رہے تھے جب ہم مسجد کے پاس پہنچے تو اچانک اندر سے ایک شخص کی قرآت کی آواز آئی رسول اللہ کھڑے ہو کر اس کا قرآن سننا شروع کر دیا میں نے کچھ کہنا چاہا تو آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے خاموش رہنے کا حکم دیا اس نے قرآت مکمل کی پھر رکوع سجدہ کیا اور سلام پھیر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن کی اس طرح تلاوت کرنا چاہے جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو وہ ابن مسعود کی قرآت پر قرآن پڑھے۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ مجھے اور ابوبکر کو پتہ چلا گیا کہ پڑھنے والے ابن مسعود تھے صبح ہونے کے بعد میں ان کو خوشخبری دینے کے لئے گیا تو انہوں نے فرمایا تم سے پہلے ابوبکر نے خوشخبری سنا دی حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ابوبکر مجھ سے ہر نیکی میں سبقت لے جاتے ہیں۔

حمید بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کو کہتے سنا کہ میں نے زید بن ثابت کے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے وقت آپ ﷺ سے ستر صورتیں یاد کرلیں، شداد بن ہاد نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود تکیہ، نعلین، مسواک اور دیگر سامان اٹھا کر سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے علقمہ کہتے ہیں کہ میں شام آمد کے موقع پر ابوالدرداء کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابوالدرداء نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو میں نے عرض کیا میں کوفی ہوں انہوں نے فرمایا تم میں کوئی صاحب وسادۃ والسواک نہیں ہے۔

ابووائل کہتے ہیں میں نے ابن مسعود کی موجودگی میں حذیفہ کو یہ کہتے سنا کہ اصحاب محمد جانتے ہیں کہ ان میں سے مقربین کون ہیں۔ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حذیفہ کو کہتے سنا ہمیں ایسے شخص کے بارے میں خبر دو جو آپ ﷺ کے اطوار اور سیرت سے اچھی طرح واقف ہو، کہ ہم بھی مستقلاً وہی طریقہ اپنالیں تو انہیں بتایا گیا کہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ ذی اعتماد ابن مسعود ہی ہیں اور اصحاب رسول بھی اس سے واقف ہیں اس بات سے حجاج کا جھوٹ واضح ہو جاتا ہے جو اس نے آپ پر نفاق کا الزام لگایا اور آپ کی قرأت کو ہذیل کے اشعار سے تشبیہ دی اور یہ کہا کہ اگر اس پر قابو پالوں تو اسے قتل کردوں گا ان باتوں نے حجاج کے کردار کو خراب کر کے نمایاں کیا۔

زر عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے لئے مسواک توڑ رہا تھا ہوا کی تیزی کی وجہ سے میری پنڈلیاں مٹی میں لت پت ہو گئیں، جس سے موجودین ہنس پڑے آپ ﷺ نے ہنسنے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا ان کی پنڈلیوں کے مٹی میں لت پت ہونے کی وجہ سے آپ نے فرمایا قسم بخدا میزان میں ان دونوں کا وزن احد سے بھی زیادہ ہے۔ابن مسعود نے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تم عبداللہ بن مسعود کے طریقہ کو لازم پکڑ وابوعطیہ نے ابوموسیٰ اشعری کا قول نقل کیا ہے کہ اے لوگو جب تک یہ علم کا سمندر (عبداللہ بن مسعود) موجود ہے اس وقت تک مسائل کے بارے میں ہماری طرف رجوع مت کرو۔

کچھ لوگوں نے حضرت علی سے کہا کہ ہم صحابہ کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے حضرت علی نے پوچھا کس کے بارے میں تم گفتگو کر رہے ہو انہوں نے کہا ابن مسعود کے بارے میں حضرت علی نے فرمایا انہوں نے قرآن وسنت کی خوب تعلیم دی اور وہ علم کے اعتبار سے ہمارے لئے کافی ہیں۔بہر حال عبداللہ بن مسعود کے لئے ان صحابہ کرام کے اقوال کافی ہیں جو ابن مسعود کے مرتبہ اور ان کے علم کا علم رکھتے ہیں۔لیکن ان کے اقوال کو اس سلسلہ میں قابل اعتبار نہیں سمجھا جائے گا جو عبداللہ بن مسعود پر کذب وافتراء کی جرات کر کے کوفہ تک پہنچ گئے خصوصاً حجاج اموی وعثانی کے اعتبار سے بلکل اعتبار کے لائق نہیں جو عبداللہ بن مسعود پر کفر ونفاق کے الزامات لگا کر ان کے قتل کے درپے رہتا تھا اور اس بارے میں کسی کی ملامت کی پروہ نہیں کرتا تھا۔

ابوداؤد نے جو کچھ بیان کیا اس سے بھی کئی بری اور واھیات باتوں کا علم ہوتا ہے چنانچہ بزیخ بن خالد بن ضبی کہتے ہیں میں نے حجاج کو خطبہ دیتے ہوئے جب یہ سنا کہ اے لوگو تمھارا کوئی رسول اور قاصد اپنی ضرورت کو لے کر آئے تو وہ بہتر ہے یا وہ اپنے کنبہ کا خلیفہ ہو تو وہ بہتر ہے تو میں نے فیصلہ کرلیا کہ اب اس شخص کے پیچھے میں نماز نہیں پڑھوں گا اگر کسی قوم کو میں نے جہاد کرتے پایا تو میں اس قوم کے ساتھ شریک جہاد ہو جاؤں گا۔اسحاق نے اس میں اتنا بھی اضافہ کیا کہ وہ جماجم کی جنگ میں شریک ہوئے حتیٰ کہ اس میں قتل کئے گئے اگر یہ روایت صحیح ہے تو حجاج کو کفر ظاہر ہے کیوں کہ اس کلام سے یا تو اس نے خلافت کے رسالت سے افضل ہونے کا ارادہ کیا یا اس کا مقصد یہ تھا کہ بنی امیہ کا خلیفہ بھی رسول سے افضل ہے تو پھر ان الفاظ کے کفر یہ ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔

ابوحفص ثقفی کا قول ہے ایک روز حجاج نے خطبہ کے دوران دائیں طرف متوجہ ہو کر کہا حجاج کافر ہے پھر اس نے بائیں طرف متوجہ ہو کر کہا حجاج کافر ہے پھر اس نے چند بار یہی الفاظ دھرائے۔پھر اس نے کہا اے اہل عراق حجاج لات وعزیٰ کا منکر ہے۔مالک بن دینار کہتے ہیں ایک روز حجاج نے دوران خطبہ کہا حجاج کافر ہے، ہم نے کہا اسے کیا ہو گیا پھر اس نے کہا حجاج بد یوم الاربعاء والبغلۃ الشھبا کا منکر ہے۔یوم الاربعاء بدھ کے روز کو اور البغلۃ الشھبا حلبی خچری کو کہتے ہیں۔

اصمعی کہتے ہیں کہ ایک روز عبدالملک نے حجاج سے کہا ہر شخص اپنے عیوب سے واقف ہوتا ہے تم بھی اپنے عیوب بیان کرو حجاج نے کہا اے امیر المومنین آپ اگر اس سے مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہے لیکن عبدالملک کے اصرار پر حجاج نے کہا میں ایک جھگڑالو، کینہ پرور اور حاسد شخص ہوں۔عبدالملک نے کہا جو عادات تم نے بیان کی وہ تو شیطان میں بھی نہیں ہیں۔ایک روایت میں ہے عبدالملک نے کہا پھر تو تیرے اور ابلیس کے درمیان نسبت کا تعلق ہے۔

بہر حال حجاج اہل عراق کی بے وفائیوں، خروج اور خلفاء کے خلاف بغاوتوں کی وجہ سے ان سے خاصا عناد رکھتا تھا۔شریح بن عبید کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آ کر حضرت عمر کو خبر دی کہ عراقیوں نے اپنے امیر پر سنگ باری کی ہے حضرت عمر غضبناک ہو کر نکلے آپ نے نماز پڑھائی نماز میں آپ

بھول گئے ہم نے سبحان اللہ سبحان اللہ کہا سلام پھیرنے کے بعد آپ نے فرمایا اے اہل شام اہل عراق کے لئے تیار ہو جاؤ شیطان نے ان میں انڈے بچے دیدیئے ہیں اے اللہ عراقیوں پر کسی ثقفی جوان کو متعین کر جوان پر جاہلیت کے انداز میں حکمرانی چلائے نہ ان کے محسنوں کو نظر انداز کرے نہ ان کے حد سے بڑھ جانے والے کو معاف کرے۔ مالک بن دینار نے حضرت حسن کے والے سے حضرت علی کا قول نقل کیا ہے کہ اے اللہ جتنا میں نے ان پر اعتماد اور توکل کیا اسی قدر انہوں نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی جتنا ان سے میں نے خیر خواہی کی اتنا ہی انہوں نے مجھ سے بیوفائی کی اے اللہ ان پر کسی ثقفی جوان کو متعین کر جو ان کی خوشحالی اور شادابی کو بدحالی میں تبدیل کر دے اور ان پر جاہلیت کے انداز میں حکمرانی کرے۔

حضرت حسن کہتے ہیں کہ حجاج اس وقت تک پیدا نہیں ہوا تھا، مالک بن اوس بن حدثان نے حضرت علی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے ان مصریوں کے امیر ثقفی جوان ہوگا جوان کو ذلیل کر کے رکھے گا ان کی رعونت کے نشہ کو توڑ کر ان کو فقر و فاقہ میں مبتلا کر دے گا جس سے ان کا شیرازہ بکھر جائے گا اور وہ گروہ بندیوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔

بیہقی نے دلائل نبوہ میں حبیب بن ابی ثابت کا قول نقل کیا ہے حضرت علی نے ایک شخص سے فرمایا تو اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا جب تک تو بنی ثقیف کے جوان کا عہد نہ پالے اس نے حضرت علی سے سوال کیا وہ جوان کون ہوگا حضرت علی نے فرمایا قیامت کے روز اس کے بارے میں اعلان کیا جائے گا کہ اس نے دنیا کے ایک خطہ کو دوزخ کا خطہ بنا دیا تھا۔ وہ بیس یا اس سے زیادہ عرصہ تک حکومت کرے گا وہ ہر معصیت کا ارتکاب کرے گا وہ اپنے مطیعین کی خبر اپنی لاٹھی سے لے گا۔

طبرانی نے ام حکیم بنت عمر بن سنان جدلیہ کا قول نقل کیا ہے کہ اشعث بن قیس نے بالاصرار حضرت علی سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہی حضرت علی نے کچھ دیر تامل کے بعد فرمایا وہ ثقفی جوان اہل بیت میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا حضرت علی سے پوچھا گیا کہ اقتدار کی مدت کتنی ہوگی آپ نے فرمایا بیس سال۔ بیہقی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قول نقل کیا ہے کہ اگر قومیں خیانت کے مظاہر میں ایک دوسرے کو چیلنج کریں تو حجاج کی بدولت دوسروں پر سبقت لے جائیں گے۔ ابی نجود کہتے ہیں حجاج نے ہر برائی کا ارتکاب کیا۔

قبل ازیں روایت گزر چکی ہے کہ بنی ثقیف میں ایک کذاب اور ایک مبیر ہوگا کذاب تو مختار تھا جو بظاہر رفض کا اظہار کرتا تھا اور باطن میں کفریہ عقیدہ رکھتا تھا اور مبیر حجاج تھا جو آل مروان بنی امیہ کا خیر خواہ تھا۔ شقی القلب اور ادنیٰ شبہ پر قتل کر دیتا تھا اس سے ایسے الفاظ وکلمات منسوب ہیں جو نہایت سخت شنیع معیوب ڈیرہ اخلاقی اور کفریہ ہوتے تھے۔

اس کے بارے میں بعض روایت ایسی بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شرابی کبابی نہیں تھا قرآن کی تلاوت کثرت سے کرتا تھا۔ محارم سے اجتناب کرتا تھا جہاد کا دلدادہ تھا اس کے زمانہ میں فتوحات کا دائرہ دور دور تک وسیع ہوتا چلا گیا اہل قرآن پر دل کھول کر خرچ کرتا وفات کے وقت جو اس نے ترکہ چھوڑا وہ کل تین سو درہم تھا۔

ابن طرار بغدادی نے نقل کیا ہے کہ انس بن مالک حجاج کے پاس آئے حجاج نے ان سے کہا اے انس جو تمہارے دن علی، ابن زبیر اور ابن اشعث کے ساتھ گذرے ہیں انہیں بھول جاؤ۔ قسم بخدا اب میں تمہارا کام تمام کر کے دم لوں گا۔ انس نے کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے۔ حجاج نے کہا اللہ تمہارے کان بھر دے انس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا قسم بخدا اگر مجھے چھوٹے بچوں کی فکر نہ ہوتی تو مجھے اپنے قتل کی پرواہ نہ ہوتی۔ اس کے بعد حضرت انس حجاج کے پاس چلے گئے انہوں نے عبدالملک کو حجا کے بارے میں شکایتوں سے بھرپور خط لکھا جب عبدالملک نے حضرت انس کا خط پڑھا وہ ان کے بارے میں حجاج کے رویے پر آگ بگولہ ہو گیا حضرت انس نے عبدالملک کو جو خط لکھا تھا اس کا عنوان یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط انس کی طرف سے عبدالملک کے نام ہے بعد بعد احوال یہ کہ حجاج نے مجھے دور کر دیا اس نے کہا ہے کہ تم کسی کام کے اہل نہیں ہو حالاں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کر کے اپنے کو آپ ﷺ پر فدا کر دیا۔ والسلام۔

عبدالملک نے ایک خط حجاج کو اور ایک انس کو لکھا اور انس کو قاصد کے توسط سے یہ پیغام بھی دیا کہ میں نے تمہارے بارے میں حجاج کو ایسا خط لکھا کہ اسے پڑھ کر وہ تمہارا مطیع و فرمانبردار بن جائے گا عبدالملک نے حضرت انس کو جو خط لکھا اس کا عنوان یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط عبدالملک کی طرف سے انس کے نام ہے۔ امابعد میں نے تمہارا خط پڑھ لیا ہے اور حجاج کے بارے میں تمہاری شکایتوں کا حال بھی پڑھ لیا ہے۔ میں نے اس کو تمہارے ساتھ زیادتی کرنے کے لئے تم پر مسلط نہیں کیا اگر دوبارہ تمھیں وہ کچھ کہیں تو مجھے آگاہ کر دینا اب میں نے اس کو ایسا خط لکھا ہے کہ وہ مجبور ہو کر تمہاری اعانت کرے گا، والسلام۔

جب انس نے امیر المومنین کا خط پڑھا تو فرمایا اللہ امیر المومنین کو جزائے خیر عطا کرے مجھے ان سے یہی امید تھی۔ اسماعیل بن عبیداللہ نے حضرت انس سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے حجاج امیر المومنین کی طرف سے پورے علاقہ کا عامل ہے اس کے بغیر تمھیں چارہ کار نہیں نہ تمہارے گھر والے آرام سے رہ سکتے ہیں اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ خود جا کر اس سے علیک سلیک کر لیں اسی میں آپ کی بہتری ہے آگے آپ کی مرضی ہے اس کے بعد اسماعیل حجاج کے پاس گیا حجاج اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اسماعیل نے کہا میں تو تمہاری ملاقات کا دلدادہ ہوں لیکن جو چیز میں لے کر آیا ہوں وہ تمہارے لئے خوش کن نہیں یہ سن کر حجاج کا چہرہ فق پڑ گیا اس نے کہا تم کیا لائے ہو اسماعیل نے کہا جب میں امیر سے جدا ہوا تو وہ تم پر سخت ناراض تھا اس کے بعد حجاج مرعوب ہو کر بیٹھ گیا۔ اسماعیل نے عبدالملک کا خط حجاج کے حوالے کر دیا حجاج اس کو پڑھ کر پسینہ پسینہ ہو گیا جب خط پڑھ چکا تو اس نے کہا ہم خود انس کے پاس جا کر ان سے معذرت کر کے راضی کر لیتے ہیں اسماعیل نے کہا اے حجاج جلدی مت کر حجاج نے کہا میں کیوں نہ کروں جب میرے نام امیر کا عتاب نامہ آیا ہوا ہے۔ عبدالملک نے حجاج کے نام جو خط لکھا اس کا مضمون یہ تھا خط امیر المومنین کی طرف سے حجاج کے نام ہے۔

امابعد تم ایسے انسان ہو جو کام کی کثرت اور بوجھ سے دب گئے ہو اور اس میں بہت اونچا اڑنے لگے ہو اور اپنی حدود اور اقدار سے تجاوز کرنے لگے ہو اور مصائب کو بے سوچے سمجھے دعوت دینے لگے ہو کیا تم اپنا آبائی پیشہ اتنی جلدی بھول گئے ہو جو طائف میں کیا کرتے تھے اور کنویں کھودنے اور کمر پر پتھر ڈھونے کا کام چشمہ کے دھانے پر انجام دیتے تھے۔ اے دہشت گرد انسان یہ تمہاری اللہ رب العزت کی شان وجلال کے خلاف بے باکانہ جرأت اور استخفاف عہد کا بدترین مظاہرہ ہے۔

خدا کی قسم اگر یہود و نصاریٰ عزیر بن عزری اور عیسیٰ بن مریم کے خادم کو پالیں تو وہ ان کی خوب تعظیم وتکریم کریں بلکہ اگر وہ عزیر کے گدھے یا مسیح کے حواریوں کے خادم کو بھی کہیں دیکھ لیں تو اس کی بھی تعظیم وتکریم میں کسر نہ چھوڑیں چہ جائے کہ حضرت انس جیسے صحابی رسول جو دس سال تک سفر وحضر میں آپ کی معیت میں رہے اور آپ ﷺ کے اسرار ورموز سے واقف تھے اے حجاج جب تمھیں میرا یہ خط ملے تو انس کو راضی کرنا ان کو جوتیوں اور جرابوں سے زیادہ ان کا مطیع بن جاتا، ورنہ تمہارا وہ حشر ہوگا جسے ساری دنیا دیکھے گی۔ ابن طرار اور ابن قتیبہ وغیرہ ائمہ لغت نے اس خط پر کلام کیا ہے۔

امام احمد نے ابن عدی کا قول نقل کیا ہے کہ ہم چند ساتھی مل کر حجاج کی شکایت لے کر انس کے پاس گئے انہوں نے ہمیں صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ اس کے بعد جو زمانہ آئے گا وہ اس سے بھی برا ہوگا۔ حتیٰ کہ تم اللہ رب العزت سے جا ملو میں نے یہ بات رسول اللہ سے سنی ہے بخاری نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ بعض لوگوں نے اس کو روایت بالمعنیٰ بھی نقل کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر آنے والا سال سخت ہوگا اس کی اگرچہ کوئی اصلیت نہیں لیکن لوگوں نے جو کچھ اس روایت سے اخذ کیا ہے اس کا مطلب یہ ہی ہے۔ سفیان ثوری نے شعبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا لوگ حجاج پر درود پڑھیں گے اس طرح ابونعیم نے شعبی کا قول نقل کیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تم حجاج کو یاد کرو گے۔

اصمعی کا قول ہے حضرت حسن سے پوچھا گیا کہ آپ تو کہتے ہیں لا آخر شر من الاول، اور یہ عمر بن عبدالعزیز کو حجاج کے بعد امیر بن کرائے ہیں۔ حضرت حسن نے جواب دیا کہ لوگوں کی اپنی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں۔

میمون بن مہران کہتے ہیں ایک روز حجاج نے حضرت حسن کو تکلیف دینے کے لئے بلایا جب حضرت حسن کے بالمقابل کھڑے ہو گئے تو انہوں نے حجاج سے سوال کیا کہ حضرت آدم اور تیرے درمیان کتنی نسلیں گزر گئیں؟ اس نے کہا بیشمار حضرت حسن نے پوچھا وہ کہاں ہیں حجاج نے کہا وہ سب مر گئے اس کے بعد حجاج نے سر جھکا لیا حضرت حسن چلے گئے ایوب سختیانی کا قول ہے حجاج نے بارہا حضرت حسن کو گزند پہنچانے کی کوشش کی لیکن وہ اللہ کے فضل سے اس سے محفوظ رہے۔ حضرت حسن نے حجاج سے کئی بار مناظرہ کیا حالاں کہ حضرت حسن نے کبھی بھی حجاج کے خلاف خروج نہیں کیا اور اصحاب ابن اشعث کے ساتھ بھی بادل نخواستہ حجاج کے خلاف بغاوت اور خروج کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

حضرت حسن فرمایا کرتے تھے حجاج سراپا انتقام ہے تم اللہ کے انتقام کا تلوار سے مقابلہ مت کرو۔ تم صبر، سکینت اور تضرع سے کام لو ابن درید نے ابن عائشہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک خارجی کو ولید بن عبدالملک کے سامنے لایا گیا عبدالملک نے اس سے خلفاء راشدین کے بارے میں سوال کیا تو اس نے سب کی تعریف کی اس کے بعد اس سے دیگر خلفاء کے بارے میں سوال کیا گیا اس نے سب کی مناسب تعریف کی پھر اس سے عبدالملک کے بارے میں سوال کیا گیا اس پر اس نے کہا میں حجاج کی بعض غلطیوں کو عبدالملک کی غلطی نہیں سمجھتا۔

علی بن مسلم باہلی کہتے ہیں خوارج میں سے ایک عورت کے سامنے لائی گئی حجاج اس سے باتیں کرنے لگا لیکن وہ عورت نہ تو حجاج کی طرف دیکھتی تھی اور نہ ہی اس کی کسی بات کا جواب دیتی تھی۔ حجاج کے پولیس افسر نے اس عورت سے کہا گورنر تجھ سے بات کر رہے ہیں اور تو اس سے اعراض برت رہی ہے اس عورت نے جواب دیا مجھے اس شخص کا جواب دینے اور اس کی طرف دیکھنے سے شرم آتی ہے۔ جس طرف اللہ نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ قبل ازیں ۹۴ھ کے واقعات میں سعد بن جبیر اور حجاج کے درمیان جو قتل کے وقت گفتگو ہوئی اس کا حال گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں

قتادہ کا قول ہے سعید بن جبیر سے پوچھا گیا کیا تم نے حجاج کے خلاف خروج کیا انہوں نے جواب میں فرمایا واللہ میں نے اس کے خلاف خروج نہیں کیا حتٰی کہ اس نے کفر اختیار کر لیا بعض کا قول ہے حجاج نے سعید کے بعد ایک شخص کو قتل کیا البتہ اس سے پہلے اس نے بکثرت لوگوں کو قتل کیا ہشام بن حسان کا قول ہے حجاج کے سفاکانہ مقتولین کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچی ہے۔ اس کی جیل سے سیماء بن عبدالملک نے اسی (۸۰) ہزار افراد کو رہا کیا تھا۔ جس میں سے تیس ہزار عورتیں تھیں۔

صالح بن سلیمان نے عمرؒ بن عبدالعزیز کا قول نقل کیا ہے کہ اگر تمام قومیں خیانت کے بارے میں ایک دوسرے کو چیلنج کریں تو ہم حجاج کی بدولت تمام قوموں سے سبقت لے جائیں گے عمرو بن عثمان نے اپنے دادا کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے حجاج کا طرز اپنایا ہوا ہے خبردار ایسا مت کرو حجاج بے وقت نماز پڑھتا تھا اور ناحق زکوٰۃ وصول کرتا تھا اس کے علاوہ بھی اس میں بہت سی برائیاں تھیں۔ اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن مخیمرہ سے حجاج کے بارے میں سنا کہ وہ اسلامی احکام توڑتا جا رہا ہے انہوں نے اس بارے میں اس کا ایک واقعہ بھی نقل کیا۔

ابوبکر بن عیاش نے عاصمؒ کا قول نقل کیا ہے کہ حجاج نے تمام برائیوں کا ارتکاب کر لیا تھا اعمش بیان کرتے ہیں حجاج کے بارے میں لوگوں کا اختلاف تھا انہوں نے مجاہد سے اس کے بارے میں سوال کیا مجاہد نے کہا تم کس بوڑھے کافر کے بارے میں سوال کرتے ہو۔

ابن عساکر نے شعبی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حجاج جبت و طاغوت پر ایمان رکھتا تھا اور اللہ کا منکر تھا۔ ابن عوف کہتے ہیں کہ میرے سامنے ابووائل سے سوال کیا گیا کہ کیا تم نے حجاج کے بارے میں دوزخی ہونے کی گواہی دی ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کیا تم مجھے اللہ کے خلاف گواہی کا حکم دیتے ہو۔ منصور کا بیان ہے میں نے ابراہیم سے حجاج اور بعض دیگر شقی القلب لوگوں کے بارے میں سوال کیا انہوں نے فرمایا کیا تم نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا، الالعنة الله علی اظالمین۔ زبیر کہتے ہیں میں نے ایک روز ابووائل کے سامنے حجاج کو گالیاں دیں۔ انہوں نے کہا اسے گالی مت دو ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ سے رحم کی درخواست کرے تو اللہ اس پر رحم فرمائے۔ عفوف کہتے ہیں محمد بن سیرین کے سامنے حجاج کا ذکر کیا گیا انہوں نے فرمایا اگر اللہ اس کو عذاب دے تو وہ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہوگا اگر معاف کرے تو اس کے حق میں بہتر ہوگا۔ اور اللہ اس کو قلب سلیم عطا کر دے تو وہ اس کے حق میں ہم سب سے بہتر ہوگا ابن سیرین سے قلب سلیم کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا اس کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ حیاء اور ایمان اللہ کی مدد سے ملتے ہیں، نیز وہ اللہ کے برحق ہونے، وقوع قیامت اور بعث من فی القبور کا یقین رکھے ابواسامہ کہتے ہیں ایک شخص نے سفیان ثوری سے کہا کیا حجاج اور ابومسلم خراسانی کے بارے میں جہنمی ہونے کی گواہی دیتے ہو انہوں نے فرمایا اگر انہوں نے توحید کا اقرار کیا ہے تو پھر نہیں۔

سری بن یحیٰی کا قول ہے ایک بار جمعہ کے روز حجاج نے شور کی آواز سنی اس نے پوچھا یہ کس چیز کا شور ہے اسے بتایا گیا کہ یہ لوگوں کو شور ہے وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ایک آزاد شخص نے قتل کر ڈالا حجاج نے کہا ان سے کہہ دو کہ دفع ہو جائیں اور بات نہ کریں۔ راوی کا قول ہے اس کے ایک ہفتہ بعد حجاج دیگر ظالموں کی طرح دنیا سے چلا گیا۔

اصمعی کا قول ہے حجاج کی بیماری میں لوگوں کو اس کی موت کا خیال پیدا ہو گیا اس نے خطبہ میں کہا کچھ منافق لوگ شیطان کے دھوکہ میں آ ئے

ہوئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ حجاج مر گیا یا مرنے والا ہے کیا وہ میری بات کے بعد خیر کی توقع رکھتے ہیں۔ قسم بخدا دنیاوی زندگی اور اس کا مال ومتاع مجھے محبوب نہیں میں نے تو اللہ سے زندگی کی دعا ان لوگوں کو درست کرنے کے لئے کی ہے جن پر شیطان کا داؤ چل گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک مہلت دے رکھی ہے۔ ایک مرد صالح نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ملے چنانچہ اللہ نے ان کو حکومت عطاء کر دی لیکن دینا کو بقاء نہیں اس لئے جب ان کا کام مکمل ہو گیا تو اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اور انہوں نے خود بھی دعا کی کہ اے باری تعالیٰ مجھے ایمان کی حالت میں موت دے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔ پس کیا بعید ہے کہ تم میں سے ہر شخص ایسا بن جائے کہ ہر انسان کو دنیا سے جانا ہے ہر تر شے کو خشک ہونا ہے موت کے بعد انسان کو کفنا کر تین گز زمین میں دفن کر دیا جائے گا پھر زمین اس کے گوشت پوست کو کھا لے گی۔ خبیث شخص دنیا میں مال کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں چھوڑ کر جاتا جس میں اس کی خبیث اولاد نزاع کرتی ہے حجاج نے کہا جو لوگ ذی شعور ہیں ان کو میری بات سمجھ آ گئی ہو گی اس کے بعد وہ منبر سے نیچے اتر آیا۔

عمر بن عبدالعزیز کہتے ہیں میں نے کبھی بھی حجاج کی کسی چیز پر حسد نہیں کیا مگر اس کی قرآن سے محبت علم اور اہل علم پر خرچ کرنے اور وفات کے وقت اس کے الفاظ پر اے اللہ میری مغفرت فرما لوگوں کا خیال ہے کہ آپ ایسا نہیں کریں گے محمد بن منکدر کا قول ہے عمر بن عبدالعزیز حجاج سے خوش نہیں تھے لیکن حجاج نے جو دعا موت کے وقت کی تھی اسے بھی بار بار دھراتے تھے۔

بعض اہل علم کا قول ہے حضرت حسن کے سامنے ذکر کیا گیا کہ حجاج نے وفات کے وقت یہ کلمات **اللھم اغفر فانھم یزعمون انک لاتفعل** کہے تھے حضرت حسن نے فرمایا شاید کہ یہ صحیح ہو۔ اصمعی کہتے ہیں حجاج نے موت کے وقت یہ اشعار کہے:

(۱)......اے میرے رب میرے دشمنوں نے قسمیں اٹھائی ہیں کہ میں جہنمی ہوں۔

(۲)......کیا وہ اپنی رعونت اور جہالت پر قسمیں اٹھاتے ہیں شاید ان کو اللہ کی غفاری اور عفو عظیم کا یقین نہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت حسن کو یہ اشعار سنائے گئے تو انہوں نے فرمایا اس کی مغفرت ہوئی تو انہیں دو شعروں کی وجہ سے ہوگی ابن ابی الدنیا نے احمد بن عبداللہ تیمی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حجاج کی موت کا علم سب سے پہلے ایک کنیز کو ہوا جب اس نے اندر جھانک کر دیکھا تو رو پڑی اور بے اختیار کہنے لگی آہ کھانا کھانے، بچوں کو یتیم بنانے عورتوں کے سہاگ اجاڑنے والے عظیم الشان امور کے انجام دینے والے اہل شام کے سردار کو موت آ گئی پھر اس نے یہ شعر پڑھا۔ آج اس پر ہمیں رحم آ رہا ہے جس سے ہم بغض رکھتے تھے آج اس سے ہم مامون ہو گئے جس سے ہم ڈرتے تھے۔

ابن طاؤس کہتے ہیں کہ جب میرے والد کو حجاج کی موت کا علم ہوا اور اس کی تصدیق ہو گئی تو انہوں نے قرآن کی وہ آیت تلاوت کی جس کا مفہوم یہ ہے، ان ظالم قوموں کی جڑ کاٹ دی گئی جنہوں نے ظلم کئے ہیں۔ اور اللہ رب العالمین کا شکر ہے۔ اس طرح جب حضرت حسن کو حجاج کی وفات کی خبر ہوئی تو انہوں نے سجدہ شکر ادا کیا وہ چھپے پھرتے تھے حجاج کی وفات کے بعد ظاہر ہو گئے اور فرمایا اے اللہ آپ نے حجاج کو موت دی اب تو ہی ہمارے اندر سے اس کے طور وطریق ختم کر دے۔

حماد بن ابی سلیمان کہتے ہیں حجاج نے وفات کے وقت تین سو درہم ایک قرآن پاک، ایک تلوار، ایک زین، ایک رحل، اور ایک سو زر ہیں چھوڑی۔ یزید بن جوشب کو ابو جعفر منصور کے دربار میں طلب کر کے اس سے حجاج کی وصیت کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کا اقرار کیا، اس نے حیاً ومیاً ولید بن عبدالملک کی اطاعت کا عہد کیا۔ اس نے ۹۰۰ زرہوں کے بارے میں وصیت کی کہ ان میں سے چھ سو منافقین عراق کے لئے اور تین سو ترکوں کے لئے ہیں۔ ابو جعفر نے ابو عباس طوسی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا جو اس کے سرہانے کھڑا تھا اس نے کہا ہم اس کی وصیت پر عمل کریں گے۔ اصمعی کے والد نے حجاج کی وفات کے بعد اسے خواب میں دیکھا اس سے پوچھا رب العالمین کا تیرے ساتھ کیا معاملہ رہا اس نے کہا جتنے لوگ میں نے قتل کئے سب کے عوض مجھے قتل کیا گیا۔ پھر ایک سال بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا تو اس نے وہی سوال کیا اس نے کہا یہ سوال تو تم نے ایک سال قبل مجھ سے نہیں کیا تھا۔

قاضی ابو یوسف کہتے ہیں میری موجودگی میں رشید کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا اے امیر المومنین میں نے گزشتہ شب حجاج کو خواب میں دیکھا رشید نے اس سے پوچھا تو نے اس کو کیسے لباس میں دیکھا میں نے کہا میں نے اس کو برے لباس میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا اللہ نے

تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اس نے کہا تیرا اور شخص کا جواب ملتا جلتا ہے۔ ہارون نے اس کی تصدیق کی اور کہا حجاج اپنی رائے کو چھوڑنے والا نہیں تھا۔

اشعث خراز کا قول ہے میں نے حجاج کی وفات کے بعد اسے خواب میں دیکھا میں نے اسے پوچھا اللہ کا معاملہ تیرے ساتھ کیسا رہا اس نے کہا میں نے جتنے افراد قتل کئے تھے ان سب کے بدلے مجھے قتل کیا گیا پھر مجھے دوزخ میں ڈال دیا گیا، میں نے اس سے پوچھا اب تجھے کسی نرمی کی امید ہے اس نے کہا مجھے وہی امید ہے جو ایک کلمہ گو کو ہوتی ہے۔ احمد بن ابی حواری کہتے ہیں حسن بصری ہر مجلس میں حجاج کے خلاف بددعا کرتے تھے ایک رات انہوں نے حجاج کو خواب میں دیکھا اور اس سے اس کے حال کے بارے میں سوال کیا اس نے کہا میں نے جتنے افراد قتل کئے ان سب کے بدلہ میں مجھے قتل کیا گیا پھر مجھے ملحدین میں شامل کر دیا گیا اس کے بعد حسن نے حجاج کو گالی دینا چھوڑ دی۔

سفیان کہتے ہیں حجاج وفد کی صورت میں معاویہ بن قرہ کے ساتھ عبدالملک کے پاس آیا عبدالملک نے معاویہ سے حجاج کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا اگر ہم سچ بولتے ہیں تو قتل کر دیئے جائیں گے اگر جھوٹ بولتے ہیں تو عنداللہ مواخذہ کا خطرہ ہے۔ عبدالملک نے بیک نظر حجاج کی طرف دیکھا اور اس سے کہا کہ اس سے تعرض نہ کرنا پھر اس کو جلاوطن کر دیا۔ وہاں پر اس کے لئے حالات سازگار رہے۔

خواص کی وفات

ابراہیم بن یزید نخعی

ابراہیم نخعی کے چند اقوال زریں ......(۱)...... جب ہم کسی جنازہ میں شریک ہوتے یا کسی کی وفات کی خبر سنتے ہیں تو چند روز تک ہمارے درمیان اس کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے کیوں کہ ہمیں معلوم تھا کہ دنیا سے جانے والے کے لئے جنت اور دوزخ میں سے ایک کا فیصلہ ہو گا اب تمہارا حال یہ ہے کہ ایسے موقعوں پر دنیاوی باتوں میں مشغول ہوتے ہو۔

(۲) جب تم کسی شخص کو تکبیر اولی میں سست پاؤ تو اس کی فلاح سے ہاتھ دھولو۔

(۳)...... جب میں کسی کے عیب پر مطلع ہوتا ہوں تو مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خطرہ ہوتا ہے کہیں اس عیب میں میں خود مبتلا نہ ہو جاؤں۔

آپ وفات کے وقت رونے لگے آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی آپ نے فرمایا میں ملک الموت کے انتظار میں ہوں کہ وہ میرے لئے جنت اور دوزخ میں سے کس کی خوشخبری لے کر آتا ہے۔

حسن بن محمد بن حنفیہ ...... آپ کی کنیت ابو محمد ہے تمام بھائیوں میں سب سے بڑے آپ ہی تھے۔ آپ عالم، فقیہ اور اختلاف سے واقف تھے۔ ایوب سختیانی وغیرہ کا قول ہے سب سے پہلے آپ ہی نے رجائیت پر گفتگو کی اور اس بارے میں آپ نے مستقل ایک رسالہ لکھا بعد میں اس پر آپ نادم ہوئے۔ بعض کا قول ہے آپ حضرت عثمان، علی، طلحہ اور زبیر کے بارے میں توقف فرماتے تھے جب آپ کے والد کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کی اس بات پر گوشمالی کی اور کہا کہ افسوس ہے تجھ پر تو اپنے والد علی کی بھی پیروی نہیں کرتا۔

ابو عبید کہتے ہیں آپ نے ۹۵ھ میں وفات پائی۔ خلیفہ کا قول ہے آپ نے عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں وفات پائی۔

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف زہری ...... آپ کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہیں جو حضرت عثمان بن عفان کی پھوپھی تھی آپ فقیہ، عالم اور ماہر تھے۔ آپ کی مرویات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

مطرف بن عبداللہ بن شخیر ...... آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں اسی سال واسط میں حجاج کی وفات کا واقعہ پیش آیا جس کا ذکر تفصیل سے ہو چکا۔ علی بن مدائنی اور ایک جماعت کے قول کے مطابق سعید بن جبیر کو اسی سال قتل کیا گیا لیکن مشہور یہ ہے کہ جیسا کہ ابن جریر وغیرہ نے بھی ذکر کیا کہ ۹۴ھ میں سعید بن جبیر کو قتل کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۹۶ ہجری

اس میں پیش آنے والے واقعات

اور اس سال قتیبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے چین کا علاقہ کاشغر (حالیہ مشرقی ترکستان) کو فتح کرلیا اور چین کے بادشاہ کو دھمکی آمیز خط لکھا اور قسم کھا کر قتیبہ نے وعدہ کیا تھا کہ اس وقت تک واپس نہ ہوں گا جب تک کہ چین کی سرزمین کو اپنے قدموں تلے روند نہ لوں اور وہاں اشراف و بادشاہوں پر مہر غلامی ثبت نہ کروں اور ان سے جزیہ نہ لے لوں الا یہ کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ یہ پیغام لے کر قتیبہ کا ایلچی جب شاہ چین کے پاس گیا تو بادشاہ ایک عظیم شہر میں رہائش پذیر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس شہر کے نوے دروازے تھے اور شہر کے اردگرد مضبوط دیوار بنی ہوئی تھی۔ جسے خان بالق کہا جاتا تھا۔ یہ تمام شہروں میں سب سے بڑا شہر تھا اور اس شہر میں اموال اور معاملات تجارت وافر مقدار میں تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ارض ہند اپنی وسعت کے باوجود چین کے سامنے سیاہ نقطہ کے برابر ہے اور اہل چین اپنے ملک سے باہر سفر نہیں کرتے کیوں کہ ان کے ہاں مال و متاع کی زبردست فراوانی ہے۔ البتہ بقیہ عالم ان کا محتاج ہے اور اس ملک کے تمام شہنشاہ چین کو خراج ادا کرتے ہیں کیوں کہ شاہ چین کی قوت اور فوج وعدد کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ مقصود یہ ہے کہ جب قتیبہ کا ایلچی چین میں داخل ہوا تو چین کو ایک عظیم اور عجیب وغریب مملکت پایا۔ نہایت مضبوط، نہروں سے بھرپور، ہر جگہ بازار اور قدرتی حسن کی رعنائی ہر طرف بکھری نظر آئی۔ شاہ چین کو ایک مضبوط قلعہ بند شہر میں پایا۔

شاہ چین نے قتیبہ کے ایلچیوں کو مخاطب کر کے کہا آپ کون لوگ ہیں؟ ایلچی تعداد میں تین سو تھے جب کہ ان کا امیر ہبیرہ تھا۔ پس بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ آپ کون لوگ ہو اور کیا مقصود لیکر میرے ملک میں آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم قتیبہ بن مسلم کے ایلچی ہیں وہ تمھیں اسلام کی دعوت پیش کرتا ہے اگر قبول نہیں تو جزیہ ادا کرو اگر یہ بھی منظور نہیں تو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اس پر شاہ چین غضبناک ہو گیا اور آپ کو ایک مکان میں بند کر دیا گیا دوسرے دن ان کو بلوایا اور پوچھا آپ لوگ اپنے خدا کی عبادت کس طرح کرتے ہو مسلمانوں نے نماز پڑھ کر دکھائی جب مسلمانوں نے رکوع وسجدہ کیا تو شاہ چین نے ان کا مذاق اڑایا۔ اور پھر ان سے پوچھا کہ آپ اپنے گھروں میں کیسے رہتے ہو؟

مسلمانوں نے گھریلو لباس زیب تن کیا شاہ چین نے ان کو واپس کر دیا، دوسرے دن ان کو پھر بلوایا اور پوچھا تم اپنے بادشاہوں کے سامنے کس طرح جایا کرتے ہو۔ مسلمانوں نے منقش کپڑے زیب تن کئے اور عمامے سروں پر سجا لئے اور ریشمی چادریں اوڑھ لیں اور بادشاہ کے سامنے آ گئے۔ شاہ چین نے کہا واپس ہو جاؤ تو وہ لوگ واپس ہو گئے۔

بادشاہ نے مصاحبین سے کہا آپ نے لوگوں کو کیسا پایا لوگوں نے کہا اس مرتبہ یہ لوگ بنسبت گزشتہ بار کے اچھے اور مہذب لگے ہیں جب تیسرا دن ہوا تو بادشاہ نے ان کو دربار میں بلا کر پوچھا جب تم اپنے دشمن سے ملاقات کرتے ہو تو ان سے ملاقات کرنے کا انداز کیا ہوتا ہے یہ سن کر انہوں نے اپنے جسم زرہ بکتر سے سجا لئے اور اسلحہ وغیرہ لگا کر تلواریں حمائل کرلیں اور نیزے و بھالے ہاتھوں میں سنبھال لئے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر فاتحانہ انداز سے سامنے گزرے۔ شاہ چین نے ان کی جانب دیکھا تو ایسا لگا کہ پہاڑ چلے آرہے ہیں ان کے قریب آ کر مسلمانوں نے اپنے نیزے زمین میں گاڑ دیئے اور ان کی طرف تیز تیز چلنے لگے۔ اہل چین نے مسلمانوں سے فوراً کہا واپس ہو جاؤ کیوں کہ ان کے دل مسلمانوں کے خوف سے بھر چکا ہے تو مسلمان واپس مڑ گئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر نیزوں کو زمین سے اکھاڑ دیا۔

اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے چل دیئے بس بادشاہ نے لوگوں سے پوچھا اب کے بار آپ نے لوگوں کو کیسا پایا؟ اہل چین نے کہا کہ ہم نے ان کے جیسا کسی کو نہیں پایا پھر جب شام کا وقت آیا تو بادشاہ نے ان کو کہلا بھیجا کہ ان کے کسی بڑے امیر کو میرے سامنے پیش کردو اس کے بعد مسلمانوں نے ہبیرہ کو اپنا نمائندہ بنا کر شاہ چین کے پاس بھیجا جب وہ بادشاہ کے سامنے پیش ہوا تو اس نے سوال کیا کہ اپ لوگوں نے میرے ملک کی وسعت تو دیکھ لی ہے مجھے روکنے والا کوئی نہیں آپ تو میری ہتھیلی پر انڈے کی طرح ہیں، میں آپ سے ایک چیز کے بارے میں دریافت کروں گا آپ نے سچ نہیں بولا تو میں آپ کو قتل کردوں گا۔ ہبیرہ نے کہا پوچھ لیں جو کچھ آپ نے پوچھنا ہے۔ بادشاہ نے کہا آپ لوگوں سے پہلے، دوسرے اور تیسرے

دن لباس تبدیل کیوں نہیں کیا؟ہبیرہ نے کہا ہمارا پہلا دن والا لباس تو گھر والی عورتوں کے لئے تھا جب کہ دوسرے دن والا لباس بادشاہوں کے ہاں حضور والا تھا جب کہ تیسرے دن کا لباس اس وقت ہم زیب تن کرتے ہیں جب دشمن سے ہمارا مقابلہ ہونے لگتا ہے۔

بادشاہ نے کہا آپ لوگوں نے اپنے لئے خوب تدبیر کی ہے تم اپنے قائد قتیبہ کے پاس جاؤ اور اسے میری طرف سے یہ پیغام دو کہ وہ میرے علاقہ سے واپس چلا جائے۔ مجھے اس کے ساتھیوں کی کم تعداد اور اس کے حرص کا پتہ چل گیا ہے اگر اسے یہ منظور نہیں تو میں ایسی فوج ان کے خلاف روانہ کردوں گا جب تمھیں صفحہ ہستی سے مٹا دے گی۔اس پر ھبیرہ نے کہا کہ تم قتیبہ کے بارے میں ایسی بات کرتے ہو؟ وہ کیسے قلت فوج کا شکار ہوسکتا ہے۔حالانکہ اس کا پہلا گھڑ سوار تمہاری زمین پر ہے اور آخری گھڑ سوار زیتون کی زمین دمشق میں ہے۔اور وہ حریص کیسے کہلا سکتا ہے جو دنیا کا خلیفہ بن کر آیا ہے حالاں کہ وہ مال و دولت جمع کرنے پر قادر بھی ہے جس نے تمہاری زمین پر آکر تم سے لڑنے کا عہد کیا جہاں تک آپ کی ہمیں قتل کرنے کی دھمکی کا تعلق ہے تو ہم لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہماری اجل مقرر ہے جب وہ آجائے تو ہمیں وہ بہت زیادہ عزیز ہے۔پس موت سے نفرت نہیں کرتے اور نہ ہی اس کا خوف ہمارے دلوں میں ہے۔

بادشاہ نے کہا تو پھر آپ کے قائد کو کونسی چیز راضی کرسکتی ہے؟ہبیرہ نے جواب دیا کہ قتیبہ نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ اس وقت تک واپس نہ ہوں گے جب تک تمہاری زمین کو روند نہ لیں اور تمہارے چھوٹے بڑے بادشاہوں ختم نہ کرلے اور تمہارے ملک سے جزیہ وصول کرکے نہ جائے گا شاہ چین نے کہا میں اس کی قسم پوری کرنے کا بندوبست کئے دیتا ہوں اور اس کو اپنی زمین سے نکالنے کے لئے یہاں سے تھوڑی سی مٹی اس کے پاس روانہ کردیتا ہوں اور اس کے ساتھ چار بادشاہوں کے بچے، چائنہ کپڑے، سونا چاندی اور ریشمی کپڑے بھی ساتھ بھیج دیتا ہوں جن کی تعداد اور مقدار بہت زیادہ ہو گی اس میں چینی سرزمین کی مٹی بھی ہوگی جسے قتیبہ روندے گا اور ساتھ بے حساب مال بھی بھیج دیا تاکہ قتیبہ اپنی قسم پوری کرلے اور کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی اور اپنے ماتحت بادشاہوں کی بہت سی اولاد اس کی طرف روانہ کردی۔ یہ تمام مال و اسباب جب قتیبہ کے پاس پہنچ گیا تو اس نے اسے قبول کرلیا یہ اس لئے کہ اسے خلیفۃ المسلمین ولید بن عبدالملک کی موت کی خبر بھی پہنچ گئی تھی تب اس کی ہمت بھی جواب دے گئی۔

قتیبہ سلیمان بن عبدالملک کی بیعت نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ تمام افواج جو اس کے ماتحت تھی اس کے لئے اس نے اپنی بیعت کے اعلان کا ارادہ کرلیا تھا کیوں کہ یہ تمام علاقے اس کی فتح کردہ تھے لیکن اسے اس کا موقع نہ مل سکا اور اس سال کے آخر میں وہ قتل کردیئے گئے کہا جاتا ہے کہ قتیبہ کا پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہوا تھا اور مرتے دم تک اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہا۔ان کے ماتحت عساکر کی تعداد اس سے قبل کسی کو حاصل نہ ہوئی تھی۔

اور اسی سال مسلم بن عبدالملک نے موسم گرما کی لڑائی کی اور عباس بن ولید نے روم کے خلاف جنگ لڑی پس طولس اور مرزبانین کے علاقے فتح کرلئے گئے۔

جامع اموی دمشق کی تعمیر......اور اسی سال امیر المومنین ولید بن عبدالملک کے ہاتھوں جامع اموی کی تعمیر مکمل ہوئی اللہ ان کو جزائے خیر دے اس جگہ قبل ازیں کلدانیوں کا تعمیر کردہ ایک معبد تھا جنھوں نے دمشق کو آباد کیا تھا کلدانیوں نے ہی اس کو تعمیر کیا اور دمشق میں آگئے یہ لوگ سات ممتاز ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔

وہ ستارے یہ ہیں:

پہلا	ستارہ	آسمان	دنیا	کا	چاند
دوسرا	ستارہ	دوسرے	آسمان	کا	عطارد
تیسرا	ستارہ	تیسرے	آسمان	کا	زھرہ
چوتھے	ستارہ	چوتھے	آسمان	کا	سورج
پانچواں	ستارہ	پانچویں	آسمان	کا	مریخ
چھٹا	ستارہ	چھٹے	آسمان	کا	مشتری
ساتواں	ستارہ	ساتویں	آسمان	کا	زحل

کلدانیوں نے دمشق کے بھی سات دروازے بنا رکھے تھے جس کے ہر دروازے سے ایک ایک ستارہ کا ہیکل بنایا گیا ہے۔ کلدانی ساتوں دروازوں پر علیحدہ علیحدہ عید کا جشن منایا کرتے تھے ان کلدانیوں نے دروازوں پر اصلاظ بھی بنا رکھی تھیں جہاں سے ستاروں کی حرکات اور ان کے اتصالات کا معائنہ کرتے تھے اور اس پر گفتگو کرتے تھے انہیں لوگوں نے دمشق کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے لئے اس جگہ کا انتخاب کیا تھا جو ان دونوں پہاڑوں کے درمیان پانی کی گزر گاہ تھی جس کا پانی نہروں کے ذریعے اونچی نیچی جگہوں پر پہنچایا گیا تھا انہوں نے پانی گھروں تک پہنچایا تھا۔ غرض کہ ان کے زمانہ میں دمشق نہایت خوبصورت اور دلفریب شہروں میں شمار ہوتا تھا اس کی وجہ یہی تھی کہ اس میں طرح طرح کے تصرفات عجیب انداز میں کئے گئے تھے کلدانیوں نے اس قصہ کو قطب شمالی کی جانب تعمیر کیا تھا۔ جسے بعد میں جامع اموی میں تبدیل کر لیا گیا صعبد کی محراب بھی قطب کی طرف تھیں اور اس فصیل کا دروازہ قبلہ کی جانب کھلتا تھا اور کلدانی عبادت بھی قطب کی جانب بند کر کے کیا کرتے تھے عبادت گاہ کے دروازے کے سامنے اب جامع اموی کا محراب بنا ہوا ہے جس کا ہم نے خود مشاہدہ کیا ہے اور ہم نے ان کے محرابوں کو قطب شمالی کی طرف بنے ہوئے خود دیکھا ہے معبد کے دروازے کو بھی دیکھا ہے جسے خوبصورت اور منقش پتھروں سے بنایا گیا تھا اور اس پر ان کی زبان میں ایک تحریر بھی ہے صدر دروازے کے دونوں جانب دو چھوٹے دروازے بھی تھے۔

معبد کے غربی حصے میں بہت مضبوط اور بلند محل بنا ہوا تھا جو ان دوستونوں پر قائم تھا جو باب البرید میں نصب ہیں۔ معبد کے مشرقی حصے میں جیرون بادشاہ کا قصر بنا ہوا ہے جو ان کا بادشاہ تھا جہاں دو عظیم محل بنے ہوئے تھے اس غرض سے کہ جو بھی دمشق کا بادشاہ ہوگا یہ محلات اس کے تصرف رہیں گے اور معبد کے اردگرد تین عظیم محلات بادشاہوں کے لئے مزید بنے ہوئے تھے۔ ان محلات اور معبد کے اردگرد دیوار بنی ہوئی تھی جو بہت بلند اور مضبوط تھی جسے بہت بڑے بڑے پتھروں کو کاٹ کر تعمیر کیا گیا تھا یہاں زیرزمین قید خانہ اور گھوڑوں کے اصطبل بھی تھے جس کے متصل حصے کو حضرت معاویہ نے تعمیر کرایا تھا جب کہ الخضراء کا نام دیا گیا تھا۔

ابن عساکر نے گزشتہ زمانوں کی کتابوں سے جو حکایات بیان کی ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ کلدانی ستاروں پر ایمان رکھتے تھے تو وہ لوگ مسلسل اٹھارہ برس تک ستاروں کے زائچے بنا کر ان کی حرکات کا مشاہدہ کرتے رہے تا آنکہ وہ دوستارے نکل آئے انہوں نے معبد کے زمین کی کھدوائی بھی کر لی تھی۔ ستاروں کے ظہور پر ان کا عقیدہ بن گیا کہ اس معبد کی عمارت کبھی بوسیدہ نہیں ہوگی اور نہ ہی یہ جگہ عبادت سے خالی رہے گی کعب الحبار نے فرمایا کہ معبد میں تو قیامت تک عبادت جاری رہے گی لیکن مکان کی تعمیر تو حضرت معاویہ کے زمانہ میں از سرنو کی گئی تھی جس کے بعد سن ۴۶۱ھ میں جل بھی گیا تھا اور اس کے بعد یہ مکان ضعیفوں، ناداروں اور محتاج لوگوں کا مسکن بن گیا تھا جو کہ تا حال جاری رہا۔

مقصود یہ ہے کہ یونانی کلدانی جو صدیوں سے یہاں آباد تھے دمشق کو اسی طرح ترقی دیتے رہے جس کا ذکر ہم نے کیا ان کی نسلیں یہاں چار ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ مقیم رہیں یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ اس معبد کے دیواروں کا حجر اساس حضرت ھود علیہ السلام نے رکھا تھا۔ ھود علیہ السلام کا زمانہ نبوت حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے سے مدتوں پہلے کا ہے حضرت ابراہیم علیہ اسلام مشرقی دمشق میں برزہ نامی مقام پر وارد ہوئے تھے جہاں ان کی لڑائی ایک قوم سے ہوئی تھی جس میں انہیں فتح نصیب بھی ہوئی اور اللہ نے حضرت خلیل کو دشمنو پر غلبہ عطا کیا تھا حضرت ابراہیم کی لڑائی برزہ کے مقام پر ہوئی تھی یہ جگہ ابراہیم علیہ اسلام کی طرف ہی منسوب ہے جن کا ذکر سابقہ کتب میں بھی موجود ہے جسے لوگ محفوظ کرتے آئے ہیں۔ اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

دمشق اسی زمانہ میں کلدانی یونانیوں سے آباد اور مکمل ترقی یافتہ شکل میں آباد تھا ان کی آبادی کا سوائے اللہ کے کسی کو علم نہ تھا یہ لوگ خلیل اللہ حضرت ابراہیم کی سخت دشمن تھے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ان لوگوں سے عبادت کواکب واضام پر کئی مناظرے بھی کئے جن کا ذکر ہم نے اپنی تفسیر میں کر دیا ہے اور اس کتاب میں بھی حضرت ابراہیم کے قصہ میں ان مناظرں کا حال بیان کیا ہے۔ تمام تعریفیں اس کے لئے ہیں اور اسی سے مدد مانگی جاتی ہے۔

مقصود یہ ہے کہ یونانی اس سرزمین پر آباد رہے جہاں انہوں نے ارض حوران، بقاع اور بعلبک جیسے شہروں کی بنیاد ڈالی اور وہاں عظیم الشان اونچی عمارتیں بنائیں یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ اسلام کے تین سو سال بعد اہل شام رومی بادشاہ قسطنطین میں قسطنطین کے ہاتھوں عیسائیت میں

داخل ہو گئے جس نے مشہور شہر قسطنطنیہ کی بنیاد رکھی تھی اور اس نے ان کلدانیوں کے لئے قوانین بھی مرتب کئے جب کہ اس سے قبل وہ خود اس کی قوم اور دیگر اہل ارض یونانی مذہب پر کاربند تھے جس کے بعد اس کے عیسائی رہنماؤں نے ایک نیا دین ایجاد کیا تھا جس میں نصرانیت اور بت پرستی کو خلط ملط کر دیا گیا تھا جس میں عبادت کو بھی شامل کر لیا گیا تھا جسے لے کر یہ لوگ مشرقی جانب آئے ان لوگوں نے روزوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا اور خنزیر کے گوشت کو حلال کر دیا۔ اور اپنے زعم میں انہوں نے اپنی اولاد کو ایک امانت عظیم کی تعلیم دی درحقیقت یہ ایک بہت بڑی خیانت تھی بہت بڑا اور عظیم گناہ تھا اس کے باوجود صحیح میں چھوٹا تھا گزشتہ صفحات میں ہم نے اس کی تفصیل بیان کر دی ہے پاس اس بادشاہ نے جس کی طرف نصرانیوں کا ملکیہ فرقہ منسوب ہے۔ اہل دمشق کے لئے کئی گرجا تعمیر کئے جن کو دمشق کے قریب وجوار کے علاقوں میں تعمیر کر دیا گیا یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے بارہ ہزار گرجا تعمیر کرائے تھے اور اس کے مصارف کے لئے بہت زیادہ مال وقف کیا، ان کلیساؤں میں مشہور بیت لحم کا کلیسہ، قمامہ کا کنسہ جو کہ القدس میں ہے جسے ام ھیلانہ غندقانیہ نے تعمیر کرایا تھا اس کے علاوہ بھی کئی مشہور کنیسا تعمیر کئے گئے تھے۔

مختصر یہ کہ اس یونانی معبد جو کہ ان کے ہاں بہت معظم تھا کو کلیسا یوحنا میں بدل دیا اور اس کے علاوہ بھی دمشق میں بہت خوبصورت کنائس تعمیر کئے نصرانی اور دیگر اس طرح اپنے دین پر تین سو سال تک قائم رہا تا آں کہ اللہ رب العزت نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا جس کے بعد کے واقعات ہم نے اس کتاب کے باب سیر میں ذکر کر دیئے ہیں نبی اکرم ﷺ نے رومی بادشاہ جو کہ ہرقل کہلاتا تھا کو خط لکھا تھا جس میں آنحضرت ﷺ نے اس کو اللہ کے دین کی دعوت بھی دی تھی جس پر ہرقل نے ابوسفیان کو بلا کر اس سے نبی اکرم ﷺ کے حالات اور نبوت کے متعلق سوال بھی کیا تھا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے تین امراء زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ان سے جنگ کے لئے بھیج دیا تھا جو رومیوں سے لڑنے کے لئے بلقاء میں خیمہ زن ہوئے۔ رومیوں نے ان کے مقابلہ میں ایک عظیم لشکر روانہ کر دیا جنگ میں مسلمانوں کے تینوں امراء اور ان کے کئی ساتھی جام شہادت نوش کر گئے۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے خود روم سے لڑائی کا ارادہ فرمایا اور اس کے لئے فوج بھی تیار کر کے مدینہ سے روانہ ہو گئے۔

لیکن اس سال شدت گرمی اور لوگوں کی کمزور حالت پر گرانی کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے یہ ارادہ ترک فرمایا اور واپس مدینہ تشریف لے آئے پھر آپ ﷺ وفات پا گئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام عساکر کو جمع کر کے شام کی طرف روانہ کر دیا جنہوں نے بالآخر دمشق کو فتح کر ڈالا جس کا تفصیلی تذکرہ ہم فتح دمشق کے باب میں کر آئے ہیں۔

غرضیکہ جب اسلامی اقتدار شام میں جم گیا اور رحمت خداوندی کا نزول وہاں پر شروع ہوا اور اللہ کی نازل کردہ برکات وہاں ظاہر ہونے لگیں تو امیر حرب ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اہل شام کے نصاریٰ کے لئے امان لکھ دی۔ بعض کے ہاں یہ امان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لکھ دی تھی۔ جس کی رو سے عیسائیوں کی چاہ دہ عبادت گاہوں کو معاہدہ امان میں شامل کر لیا گیا اور نصف شہر جو کہ بزور شمشیر فتح کر لیا گیا تھا جسے حضرت خالد نے باب شرقی کی جانب سے حملہ کر کے فتح کر لیا تھا اس موقعہ پر نصرانی بھاگ کر ابوعبیدہ کے پاس آ گئے جس نے ان کو امان دیدی اور صلح جاب باب جابیہ کے مقام پر ہوگئی تھی جس پر اختلاف ہوا پھر سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ نصف شہر کو بزور شمشیر فتح کردہ اور نصف شہر کو صلح کے زمرے لایا جائے پس اس کے مطابق مسلمانوں نے کنیسہ یوحنا کے شرقی حصے کو اپنے تصرف میں لا کر اسے مسجد میں تبدیل کر دیا جس میں سب سے پہلی نماز حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ادا کی پھر اس کی مشرقی محرابوں کے پاس صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز پڑھنا شروع کر دی اور اس اعتبار سے اس کو محراب صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔ البتہ اور کو اس کی جگہ دیوار کو توڑ کر محراب نماں بنالیا گیا تھا اس سے قبل یہ محرام موجود نہ تھا بلکہ لوگ اسی مبارک بقعہ میں نماز میں پڑھ لیا کرتے تھے۔ ظاہر یہی ہے کہ ولید نے انہیں کشادہ کرایا تھا جو کہ آگے والی دیوار کے ساتھ تھے۔

البتہ محقق بات یہ ہے کہ یہ محرابیں بعد کو کشادہ بنائی گئی ہیں ولید نے اس پر کوئی تبدیلی نہیں کی تھی شاید کہ اس نے ان میں سے ایک کو کشادہ کرایا ہو خلیفہ اسی میں نماز پڑھتا تھا اور باقی محرابیں قریب کے زمانہ میں کشادہ کی گئیں اور ہر امام مسلک کا اپنا محراب بنا گیا۔ شافعی، حنفی، مالکی، حنبلی، یہ سب تو ولید کے کئی عرصہ بعد میں ظاہر ہوئے ہیں۔

بہت سے علماء نے ان محرابوں کو قطعاً غلط اور بدعت قرار دیا ہے۔ اس وقت مسلمان اور عیسائی دونوں ایک ہی دروازے میں سے داخل ہوتے تھے جو کہ معبد کے قبلہ کی جہت پر صدر دروازہ تھا اور وہ موجود محراب کے مقصورہ میں ہے۔ پس نصاریٰ صدر دروازے سے داخل ہو کر مغرب کی جانب

اپنے گرجا میں جاتے تھے اور مسلمان بائیں ہاتھ پر مسجد میں داخل ہوتے تھے صحابہ کے دور میں نصاریٰ اپنی کتاب کو بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی ناقوس بجا سکتے تھے۔ یہ سب ان نصاریٰ کا صحابہ سے خوف اور ان کے رعب کا اثر تھا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ایام ولایت میں سجدہ سامنے دارالامارہ تعمیر کروایا تھا اور اس پر سبز گنبد بھی تعمیر کرایا تھا اسی کی وجہ سے یہ سارا مکان مشہور ہو گیا حضرت معاویہ اس مکان میں چالیس سال تک مقیم رہے جس کا ذکر ہم کر آئے ہیں پھر یہ مسجد اور کنیسہ اسی حال میں قائم رہے یعنی سن ۱۴ھ سے لے کر ۸۶ھ کے ماہ ذیقعدہ تک پھر خلافت جب اس سال کے ماہ شوال میں ولید بن عبدالملک کے ہاتھ آئی تو اس نے کنیسہ کا بقیہ حصہ بھی مسجد میں ضم کر کے سارے حصے کو ایک مسجد بنانے کا عزم کر لیا اس لئے کہ مسلمان عیسائیوں کے شور وغل اور ان کے بلند آواز سے انجیل پڑھنے کی وجہ سے نماز خشوع وخضوع سے پڑھ نہیں سکتے تھے اس لئے ولید نے یہ بات طے کر لی کہ نصاریٰ کو مسجد کے احاطہ سے دور رکھا جائے اور اس حصہ کو بھی ملا کر مسجد بنالی جائے جو کہ مکمل طور پر مسلمانوں کے لئے عبادت گاہ بن جاتی اس موقع پر ولید نے نصاریٰ کو طلب کر کے ان کے سامنے یہ بات رکھی کہ وہ کنیسہ مسلمانوں کے حوالے کر دیں بس کے بدلے انہیں جتنا وسیع وعریض قطعات اراضی درکار ہوں ان کو دے دیئے جائیں اور یہ بھی کہ دیگر چار کنائس جو کہ وعدہ امان میں داخل نہیں تھیں وہ بھی عیسائیوں کے پاس رہیں گی یعنی کنیسہ مریم، کنیسہ صلیب جو کہ باب شرقی کے اندر واقع تھی، کنیسہ تل الجبن اور کنیسہ حمید بن درۃ جو کہ درب الصقل میں واقع ہے لیکن عیسائیوں نے ولید کے اس مطالبے کو سختی سے رد کر دیا پس ولید نے کہا کہ اپنے وہ معاہدات لے آؤ جو صحابہ نے لکھ کر دی تھیں پس وہ معاہدے لے گئے اور ولید کی موجودگی میں اس کی عبارت پڑھی گئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ کنیسہ توما جو کہ باب تو ما کے باہر دریا کے کنارے واقع تھی اس معاہدے میں شامل نہیں جو کہ کنیسہ مریحنا سے بھی بڑی اور عظیم تھی پھر ولید نے کہا کہ میں تو اس معاہدے میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے منہدم کر کے وہاں مسجد بنالوں گا تو عیسائی یکدم بول اٹھے کہ امیر المومنین سابقہ رائے برقرار رکھیں، ہم کلیسا مریحنا مسلمانوں کے لئے چھوڑ دیں گے اور وہ ہمیں بقیہ کنائس دیدیں۔ ولید نے بات مان لی اور دیگر کنائس ان کی تحویل میں دیدیں جب کہ کنیسہ مریحنا کو مکمل طور پر مسجد میں شامل کر کے از سر نو تعمیر کا حکم دیا ایک اور روایت تھی جب کہ دوسری روایت میں ہے کہ جب ولید نے نصاریٰ کو پیشکش کی تو انہوں نے انکار کر دیا جس پر بعض لوگوں نے ولید کو مشورہ دیا کہ باب شرقی اور باب جابیہ کے درمیان علاقہ کی دوبارہ پیمائش کی جائے جب پیمائش ہوئی تو دونوں کے درمیان کا علاقہ ریحان نامی بازار قرار پایا جس کی رو سے پورا کلیسہ بزور شمشیر فتح کیا گیا تھا اس پراسے مسجد میں داخل کر دیا گیا۔

اور ایک روایت ولید کے غلام مغیرہ سے یوں مروی ہے کہ میں ولید کے پاس آیا تو اسے بہت متفکر پایا میں نے عرض کیا امیر المومنین آپ اتنے متفکر کیوں ہیں پس انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو چکی ہے اور مسجد ان کے لئے تنگ پڑ رہی ہے میں نے نصاریٰ کو بلوا کر ان کو اس کنیسہ کے بدلہ قطعات اراضی اور مال وزر دینے کی پیشکش کی تھی جسے انہوں نے رد کر دیا۔ میں اس کے بقیہ حصے کو بھی مسجد بنانے کا ارادہ رکھتا تھا میں نے عرض کیا امیر المومنین میرے پاس اس کا ایسا حل ہے کہ آپ کا غم دور ہو جائے گا ولید نے کہا وہ کیا؟ میں نے عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے دمشق فتح کر لیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ باب شرقی کی جانب سے بزور شمشیر شہر میں داخل ہوئے تھے جب نصاریٰ کو علم ہوا تو وہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس باب الجابیہ کے پاس دوڑے آئے اور امان طلب کر لی جسے انہوں نے قبول کر لیا پس باب الجابیہ سے ابوعبیدہ صلح کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے پس ہم ان دونوں مقامات کی پیمائش کرتے ہیں جہاں تک بزور شمشیر فتح کیا گیا علاقہ ہے ان سے لے لیں گے اور بقیہ حصہ نصاریٰ کے پاس رہے گا اور مجھے بھی امید ہے کہ کنیسہ بزور شمشیر فتح کئے گئے علاقے میں شامل ہو۔

ولید نے اس کے جواب میں کہا کہ آپ نے میرا غم تو واقعی دور کر دیا۔

پس تم ہی اس مقام کی پیمائش کر لو پس مغیرہ نے باب شرقی سے لے کر باب جابیہ تک کے علاقے کی پیمائش کی جو ریحان نامی بازار تک واسط بنتا تھا تو معلوم ہوا کہ بزور شمشیر فتح شدہ علاقہ تو بڑی عمارت سے بھی تجاوز کر گیا پس کنیسہ بھی مسجد میں داخل کر دی گئی اس موقع پر ولید نے نصاریٰ کو کہلا بھیجا کہ یہ کنیسہ تو بزور شمشیر فتح شدہ علاقے میں داخل ہے پس اب یہ ساری ہماری ہوئی اب اس پر تمہارا کوئی حق نہیں تو نصاریٰ نے کہا کہ امیر المومنین آپ نے پہلے ہمیں مال وزر اور قطعات نے ارض کی پیشکش کر دی تھی جسے ہم نے رد کر دیا تھا اب امیر المومنین ہم پر یہ احسان کر دیں کہ صلح کے چار بقیہ

کنائس ہمارے نام کر دیں تو ہم اس کنیسہ سے دستبردار ہو جائیں گے۔ پس ولید نے ان کا مطالبہ منظور کر لیا اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولید نے اس کے عوض نصاریٰ کو حمام القاسم کے نزدیک والا کنیسہ دیدیا تھا جو کہ باب الفرادیس کے اندر واقع ہے جس کا نام نصاریٰ نے کنیسہ مریحنا رکھ لیا۔

پھر ولید نے عمارت کو مسمار کرنے کے آلات لانے کا حکم دیا اور تمام امراء اور روسا اس موقع پر جمع ہو گئے اور نصاریٰ کے پاس بڑے بڑے اساقفہ بھی مجتمع ہو گئے اور ولید سے کہنے لگے اے امیر المومنین کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص اس کنیسہ کے انہدام کا ارادہ کرے گا پاگل پن کا شکار ہو جائے گا ولید نے اس پر کہا کہ مجھے یہی بات پسند ہے کہ اللہ کے لئے پاگل ہو جاؤں اور قسم ہے خدا کی مجھ سے پہلے کوئی شخص اس کنیسہ کو (بارادہ مسمار) ہاتھ نہیں لگائے گا اور نہ ہی اس کی کسی شے کو مسمار کرے گا چنانچہ خلیفہ خود اس کنیسہ کے مشرقی منارہ پر چڑھ گئے جس میں مختلف زاویے بنے ہوئے تھے جو کہ گھڑیال نما کی وجہ سے معروف تھے اس پر ایک عظیم صومعہ بنا ہوا تھا جس میں ایک راہب رہائش پذیر تھا ولید نے اسے نیچے اترنے کا حکم دیا جس کو راہب نے بہت برا منایا اس پر ولید اسے گردن سے پکڑ کر گھسیٹتا رہا یہاں تک کہ اسے نیچے اتار دیا پھر ولید کنیسہ کے سب سے اونچے مقام پر پہنچ گئے جو کہ مذبح اکبر کے اوپر واقعہ تھا جسے وہ لوگ شاہد کہتے تھے جو کہ کنیسہ کے اوپر مجسم بنا ہوا تھا پادروں نے کہا ولید اس سے باز رہنا پس ولید نے کہا میں پہلا شخص ہوں گا جس اس شاہد کے سر پر کلہاڑی کا وار کرے گا پھر ولید نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور شاہد پر کئی وار کر کے اسے زمین بوس کر دیا ولید نے اس موقع پر پیلے رنگ کا چغہ پہنا ہوا تھا جس کے کناروں کو پٹکے ساتھ ٹانکا گیا تھا پھر ولید نے کلہاڑی لے کر سب سے اوپر والے پتھر پر وار کر کے اسے نیچے گرا لیا جس کے بعد امراء سلطنت بھی اس عمل میں شریک ہو گئے نیچے سے مسلمانوں نے تیرہ بار نعرہ تکبیر بلند کیا جب کہ نصاریٰ آہ و بکا اور چیخ و پکار کرنے لگے جو کہ جیرون کی سیڑھیوں پر چڑھ کے یہ منظر دیکھنے کے لئے وہاں جمع ہوئے تھے ولید نے امیر ابو لیس ابو نائل ریاح غسانی کو حکم دیا کہ انہیں مارتے رہو تا کہ وہ یہاں سے پرے ہٹ جائیں۔ پس اس نے نصاریٰ کو وہاں سے ہٹا دیا جس کے بعد ولید اور دیگر امراء سلطنت نے مل کر اس کنیسہ کی تمام عمارتوں کو جس میں مذابح مکانات اور محرابیں تھیں منہدم کر دیا اور اس مقام کو چٹیل میدان کی صورت بنا لیا پھر نئے خوبصورت انداز میں اس مسجد کی تعمیر شروع کر دی جس کی مثال اس سے پہلے تاریخ میں نہیں ملتی۔ واللہ اعلم۔

اس مسجد کی تعمیر میں ولید بن عبدالملک نے انجینئروں کاریگروں اور دیگر کارکنوں کی بڑی تعداد لگا رکھی تھی دراصل اس مسجد کی تعمیر کا اصل محرک ولید کا بھائی اور اس کا ولی عہد سلیمان بن عبدالملک تھا اور کہا جاتا ہے کہ ولید نے بادشاہ روم کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ اپنے ملک کے قابل ترین انجینئر اور کاریگر بھیج دے تا کہ وہ انہیں مسجد کی تعمیر میں لگا دے یہ لوگ سنگ مرمر اور دیگر پتھروں کی تراش خراش کے ماہر تھے اور اگر بادشاہ روم نے اس کی بات نہ مانی تو وہ عظیم لشکر لے کر اس کے ملک پر چڑھائی کر دے گا اور وہاں پر موجود تمام کلیساؤں کو منہدم کر دے گا اور کنیسہ القدس کو بھی نہیں چھوڑے گا جن میں کنیسہ رہا اور قمامہ کے علاوہ دیگر رومی آثار شامل ہیں اس پر رومی بادشاہ نے دو سو ماہر ترین کاریگر روانہ کئے اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ اگر اس عمارت کی تعمیر کا خاکہ آپ کی ذہنی اختراع ہے تو یہ فعل تمہارے لئے عار ہے اور اگر یہ اختراع ان کی ہے تو آپ کے لئے باعث عار و شرم ہے جب یہ بات ولید تک پہنچ گئی تو اس نے بادشاہ روم کی اس بات کا جواب دینا چاہا اس کے لئے کچھ لوگ بھی اس کے ہاں جمع ہو گئے جن میں شاعر فرزدق بھی شامل تھا اس نے کہا کہ امیر المومنین اس کا جواب میں کتاب اللہ سے دوں گا ولید نے کہا تو ہلاک ہو جواب کیا ہے؟ پس فرزدق نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

ففهمنا ها سليمان و كلا آتينا علما و حكماً (سورۃ الانبیاء ۸۹)

اور ہم نے وہ بات سلیمان کو سمجھا دی اور ان دونوں کو ہم نے دانشوری اور علم عطا کر دیا تھا۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند تھے جن کو وہ بات اللہ نے سمجھا دی جو حضرت داؤد کو سمجھ نہ آئی تھی ولید کو فرزدق کی یہ بات بہت پسند آئی اور اس نے یہ جواب لکھ کر شاہ روم کی طرف روانہ کر دیا فرزدق نے اپنے ان اشعار میں اس کی طرف یوں اشارہ کیا ہے۔

ترجمہ...... (اے ولید) تو نے گرجاؤں کے نصاریٰ اور صبح خیز عبادت گزار لوگوں میں فرق رکھا یہ دونوں (نصرانی و مسلم) نماز تو ایک چھت تلے پڑھتے تھے لیکن سجدہ دو مختلف معبودوں لا اللہ جل شانہ اور بتوں کی کیا کرتے تھے۔ جو کہ شب بیداری کرتے اور عیسائی اپنے ناقوس کو قراءِ قرآن کے ساتھ کس طرح یکجا کر سکتے ہیں۔

حافظ عبدالرحمٰن بن ابراہیم دحیم الدمشقی نے کہا کہ ولید نے مسجد کی اندرونی دیوار کو تعمیر کرایا اور مسجد کی دیواروں کی بلندی میں اضافہ کر دیا حسین بن یحیٰ الخشنی نے بیان کیا ہے کہ خود علیہ السلام نے ہی مسجد کی قبلی دیوار کی تعمیر کی تھی۔

جب کہ دیگر کا قول ہے کہ جب ولید نے اس قبہ کی تعمیر کا ارادہ کیا جسے قبۃ النسر کہا جاتا ہے تو اس قبہ کے ستون اتنے گھہرے کھدوائے کہ زمین سے میٹھا پانی نکل آیا جسے ان لوگوں نے پیا اور اس میں انگور کی بیلیں ڈال کر اس کے اوپر پتھروں سے تعمیر شروع کر دی جب کہ تعمیر اونچی ہو گئی تو اس میں قبہ کی تعمیر کر دی گئی لیکن قبہ بنتے ہی زمین بوس ہو گیا پس ولید نے بعض کاریگروں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اس قبہ کو تعمیر کرو ایک انجینئر نے کہا کہ میں بتاؤں گا اس شرط پر کہ اس کی تعمیر کوئی اور نہ کرے گا۔ پس ولید نے اس کی شرط مان لی۔

پس اس نے ستون تعمیر کیا اور ان کو گڑھوں کے اندر چھپا دیا اور ایک سال تک غائب رہا ولید کا کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں چلا گیا جب سال گزر گیا تو حاضر ہوا ولید اس پر بہت ناراض ہوا پھر اسے اور روؤسا کو لے کر ان ستونوں کو نکالا تو وہ زمین کے برابر ہو کر پٹ ہوئی تھیں۔ پھر اسی پر قبہ کی تعمیر شروع کر دی گئی جو مضبوط ہو گیا۔

بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ولید نے مسجد کے گنبد کی کلغی سونے کی بنانی چاہی تھی تا کہ مسجد کی شان میں اور اضافہ ہو معمار نے ولید سے کہا کہ آپ یہ کام نہ کر پائیں گے ولید نے غصہ میں آ کر اسے پچاس کوڑے لگوائے اور اس سے کہا کہ تیری ہلاکت ہو میں یہ نہ کر سکوں گا اور تو یہ سمجھتا ہے کہ میں اس سے عاجز ہوں حالاں کہ دنیا کا خراج اور اموال میرے پاس جمع ہوتے ہیں معمار نے کہا ہاں میں اس کی وجہ بھی بیان کر دوں گا۔

ولید نے کہا بیان کرو معمار نے کا سونے کی ایک اینٹ بنا کر اس کا حساب کلغی کی تعمیر ہونے والی اینٹوں سے لگا لو ولید نے سونا لا کر اینٹ بنانے کا حکم دیا تو پتہ چلا کہ اس میں تو سونے کی بڑی تعداد صرف ہوتی ہے تب معمار نے کہا امیر المومنین ہمیں اس جیسی ہزاروں اینٹیں درکار ہیں۔ اگر آپ یہ کر سکتے ہیں تو ہم تعمیر کے لئے تیار ہیں ولید نے جب اس بات کی تحقیق کی تو اس معمار کے لئے پچاس دینار عطا کیا اور کہا کہ میں سونے کو تعمیر میں استعمال کرنے سے عاجز نہیں ہوں لیکن اس میں اسراف، مال کا ضیاع اور اس کا غلط جگہ پر استعمال ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ مال اللہ کے راستے میں اور ضعیف مسلمانوں کی درستگی حال پر خرچ ہو۔ یہی اس کا صحیح مصرف ہے۔ پھر ولید نے گنبد کو اس معمار کی رائے کے مطابق تعمیر کرنے کا حکم دیا جب ولید نے اس مسجد کی جمعیت بنوائی تو اسے پتھر سے تعمیر کروایا جنہیں اندر سے سونے کی صناع کاری سے مزین کیا گیا اس پر اس کے بعض اہل خاندان نے کہا کہ آپ نے تو لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا۔

اس پر ولید نے حکم دیا کہ ملک بھر میں جتنا سیسہ موجود ہے لایا جائے جسے مٹی کے بدلے تعمیر میں استعمال کیا جائے گا جو کہ چھتوں کے لئے بہت کم وزن ہو گا پس شام اور دیگر علاقوں سے سیسہ جمع کیا جائے لیکن پھر کم پڑ گیا اس دوران ایک عورت کے پاس اس کی بڑی مقدار موجود تھی۔ ہلکاروں نے اس عورت سے خریدنے کا ارادہ کر لیا اس نے کہا میں تو اس کے وزن کے برابر چاندی لے کر اسے بیچ دوں گی انہوں نے یہ بات ولید کو لکھ بھیجی ولید نے لکھا کہ چاندی کے عوض میں خرید لو جب انہوں نے چاندی تولی اسے دے دیا تو اس نے کہا کہ اب تو یہ فی سبیل اللہ دے دوں گی اور اس سے مسجد کی چھت تعمیر کی جائے پس انہوں نے اس پر ''اللہ کے لئے'' لکھ کر مسجد کی چھت پر لگا دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عورت اسرائیلی تھی اس سے لئے گئے الواح پر لکھا گیا تھا کہ یہ اسرائیلی عورت کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔

بعض مشائخ دمشق کا کہنا ہے کہ جامع دمشق سے صرف دو رخام بلقیس کے تخت کے لگے ہوئے تھے اور باقی سارا سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ولید نے سبز گنبد جو کہ دائیں بائیں ایستادہ ہیں خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے خریدے تھے جن کی قیمت پندرہ سو دینار تھی۔ دحیم نے ولید بن مسلم سے روایت کی ہے کہ مروان بن جناح نے ہم سے بیان کیا کہ میرے والد نے کہا کہ مسجد دمشق لگے سنگ مرمر کی تعداد بارہ ہزار ہے ابوقصی نے دحیم سے انہوں نے ولید بن مسلم سے انہوں نے عمرو بن مہاجر سے انہوں نے کہا کہ لوگوں کے حساب کے مطابق ولید نے مسجد کے سامنے والی دیوار پر فسیفساء کے ٹکڑے لگوائے تھے ان کی قیمت ستر ہزار دینار تھی۔

ابوقصیٰ نے کہا ہے کہ ولید نے جامع دمشق کی تعمیر میں سونے کے چار سو صندوق خرچ کئے ہر صندوق میں چودہ ہزار دینار تھے ایک دوسری روایت میں ہے کہ صندوق کے اندر اٹھائیس ہزار دینار تھے۔

ابوقصیٰ نے بیان کیا ہے کہ ایک دن ولید کے باڈی گارڈ نے آ کر بتایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ امیر المومنین نے بت المال کی رقم بے جا خرچ کی ہے پس ولید نے لوگوں کو نماز کے وقت جمع کرنے کا حکم دیا جب لوگ یکجا ہو گئے تو ولید نے منبر پر چڑھ کر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

مجھے خبر ملی ہے کہ آپ لوگوں کا خیال ہے کہ میں نے بیت المال کو بے جا صرف کر دیا ہے۔

پھر کہا اے ابوعمر جا کے خزانے سے بیت المال کے اموال اٹھا لاؤ پس سارا مال خچروں پر لاد کر مسجد میں لایا گیا اور قبۃ النسر کے نیچے کپڑے بچھا کر اس پر خالص چاستری اور سونا الٹ دیا گیا تو اس کے ڈھیر لگ گئے یہاں تک کہ ڈھیر کے ایک طرف کھڑا آدمی دوسری طرف کھڑے آدمی کو نہیں دیکھ سکتا تھا اس سے معلوم ہوتا تھا کہ خزانے میں بہت سا مال موجود ہے۔ پھر ترازو لا کر اسے تولا گیا مال تین سال تک لوگوں کی ضروریات کے لئے کافی پایا گیا ایک دوسری روایت میں ہے کہ مال سولہ سال تک کے لئے کافی تھا اگر چہ اس میں کچھ بھی اضافہ نہ کیا جائے۔

اس موقعہ پر ولید نے لوگوں سے کہا:

خدا کی قسم میں نے اس مسجد کی تعمیر میں بیت المال سے ایک کوڑی بھی خرچ نہیں کی جو کچھ اس کی تعمیر پر خرچ ہوا ہے یہ میرا ذاتی مال تھا۔

اس پر لوگ بہت خوش ہوئے اور نعرے لگاتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا اور خلیفہ کو دعائیں دیتے ہوئے واپس چلے گئے ولید نے لوگوں سے کہا کہ:

اے اہل دمشق بخدا میں نے بیت المال سے کوئی چیز اس مسجد کی تعمیر میں خرچ نہیں کی اس کی تعمیر میں نے اپنے ذاتی اموال سے کرائی ہے میں نے تمہارے اموال میں سے کوئی چیز کم نہیں کی۔

پھر کہا:

اے اہل دمشق تم اہل زمانہ کے سامنے اپنی چار چیزوں پر فخر کا اظہار کرتے ہو ملک شام کی ہوا پر، پانی پر، اس کے پھلوں پر اور اس کے حماموں پر، میں نے چاہا کہ اس میں پانچویں چیز کا بھی اضافہ کر دوں، وہ یہ مسجد ہے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مسجد کی سامنے والی دیوار پر تین سنہری تختیاں آویزاں تھیں جن پر لکھا ہوا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا الٰہ ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم، لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ولا نعبد الا ایاہ ربنا اللہ وحدہ و دیننا الاسلام، ونبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم.

اس مسجد کی تعمیر اور کنیسہ کا منہدم کرنے کا حکم عبداللہ امیر المومنین ولید نے ذیقعدہ سن ۸۶ھ کو دیا تھا ان میں سے ایک اور تختی پر یوں لکھا ہوا تھا۔

الحمدللہ رب العالمین النح الفازعات النح عیسی وتولیٰ النح اذا الشمس کورت النح.

کہا جاتا ہے کہ یہ تختیاں مامون کی دمشق آوری کے بعد مٹا دی گئیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ جامع دمشق میں درازی قد تک سنگ رخام لگا کر اس میں سنہرے، سبز، نیلے اور سفید نگینے جڑے گئے تھے اس پر ان لوگوں نے مشہور شہروں کے نقشے بنا دیئے تھے اور ان کی تصویر و خاکے محراب پر خانہ کعبہ کا خاکہ اور دائیں بائیں مشہور شہروں کے نقشے اور ان علاقوں میں موجود درختوں اور پھولوں کے خاکے بنائے گئے مسجد کی چھت پر سونے کا طلاع کیا گیا تھا، دیواروں پر چاندی اور سونے کی زنجیریں خوبصورتی سے لٹکا دی گئیں تھیں۔ جا بجا شمعیں روشن کر کے رکھ دی گئیں تھیں پھر کہا یعنی ابوقصیٰ نے کہ محراب صحابہ میں ایک برتن رکھا گیا تھا چمکدار شیشے سے بنایا گیا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شیشہ نہیں بلکہ خالص موتی کا پتھر تھا جس کا نام ''اقلیلہ'' تھا۔ جب تمام شمعیں بجھا دی جاتیں یہ موتی ساری مسجد کو روشن کر دیتا، پھر جب امین بن ہارون الرشید کا زمانہ آیا تو چوں کہ اسے موتی و جواہر سے بہت محبت تھی اس نے دمشق کے والی سلیمان اور امیر پولیس کو لکھ بھیجا کہ یہ موتی میرے پاس بھیج دو پس والی نے لوگوں کے خوف سے اسے چرا لیا اور پھر امین کے پاس بھیج دیا پھر جب زمام خلافت مامون کے ہاتھ میں آیا تو اس نے یہ موتی واپس جامع دمشق میں جڑوا دیئے تاکہ اس فعل کے ذریعے وہ امین پر فضیلت حاصل کر سکے۔ ابن عساکر نے کہا کہ اس کے بعد اس جگہ کانچ کا چراغ رکھ دیا گیا ابن عساکر کے مطابق یہ چراغ میں نے خود دیکھا پھر یہ چراغ ٹوٹ گیا جس کے بعد کوئی چراغ وہاں نہیں رکھا گیا اس مسجد میں نہایت خوبصورت دروازوں کی جگہ پردے لٹکائے گئے تھے اور اسی طرح پردے تمام دیواروں پر بھی سجائے گئے تھے۔

مسجد کی دیواریں سونے کے پانی سے لیپ دی گئی تھیں اس پر نہایت خوبصورتی سے کنگر بنائے گئے تھے اور ولید نے شمالی منارہ بھی تعمیر کرایا تھا

جس کو اذان کا عروس ''مأذنۃ العروس'' کہا جاتا تھا جبکہ مشرقی اور مغربی منارے اس سے قبل کئی سالوں سے موجود تھے اور اس معبد ہر کونے میں ایک بلند اور نہایت خوبصورت صومعۃ بنا ہوا تھا جن کو یونانی کلدانیوں نے ستاروں پر تحقیق کے لئے رصدگاہوں کے طور پر بنایا گیا تھا۔ اس کے بعد دونوں شمالی مینار گر گئے جب کہ اگلے دونوں مینار باقی رہ گئے۔

اس کے بعد مشرقی مینارہ کے بعض حصوں میں آتشزدگی ہوئی تھی جس سے ان کو کافی نقصان پہنچا تھا یہ واقعہ سن ۴۷ ھ میں پیش آیا تھا چونکہ اس آتشزدگی کا الزام نصاریٰ پر لگا تھا اس لئے اس کی تعمیر نو اور ترمیم نصاریٰ کے اموال سے کی گئی جس کے بعد ان کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہو گیا جس کا رنگ سفید چمکدار تھا کہا جاتا ہے کہ اسی سفید منارہ پر آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نزول فرمائیں گے جس وقت رجال کے ظہور پر سارے جہان میں ایک فتنہ سا برپا ہو چکا ہوگا جس کا ثبوت صحیح مسلم میں نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

اس منارہ کا اوپر والا حصہ آتشزدگی کی نذر ہو گیا تھا جو کہ لکڑی سے تعمیر شدہ تھا جلنے کے بعد اس کو پتھروں سے دوبارہ تعمیر کر دیا گیا اس کا سن ۷۷ ھ ہے۔

مقصود از کلام یہ ہے کہ جب جامع اموی کی تعمیر مکمل ہوئی تو روئے زمین پر اس جیسی مسجد کہیں نہیں تھی نہ خوبصورتی نہ ہی فن تعمیر کے لحاظ سے جو کوئی اسے یا اس کے کسی طرف پر نظر ڈالتا تو چند گھڑی سکتہ کے عالم میں محو حیرت اس کو تکتہ رہتا۔

اس کی خوبصورتی، دلنشینی، حسن تعمیر اور حیرت انگیز اشیاء کی اس میں موجودگی دیکھنے والے کو محو حیرت اور اس کو اس مسجد کو دیکھتے رہنے کی طرف مائل کرتی اور جب دیکھنے والا اسے دیکھتا اس کو ہر بار اس میں ایک نیا عجوبہ دریافت ہوتا نظر آتا اس مسجد میں یونانیوں کے زمانہ کے کچھ اسمات رکھے ہوئے تھے جس کی وجہ سے اس مسجد کی زمین پر حشرات، سانپ، بچھو، مکوڑے اور شیر قدم نہیں رکھ سکتے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مسجد میں پرندے تک گھونسلے نہیں بناتے تھے اور نہ ہی کبوتر کوئی یا جانور یا حشرات اس مسجد میں آ سکتا تھا جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہو اس جیسے اور بہت سے طلسمات مسجد کی چھت میں رکھے ہوئے تھے پھر جب سن ۴۱۷ھ کو ۱۵ شعبان کی رات اس میں آگ لگی تو اس میں موجود اکثر طلسمات ضائع ہو گئے اس وقت فاطمیین کی حکومت تھی جس کی تفصیل آگے آئیگی۔ دمشق میں مختلف جگہوں پر یونانیوں نے طلسمات رکھے تھے جن میں بعض اب تک موجود ہیں۔

ان طلسمات میں سے وہ عمود ہے جس کی چوٹی گول ہے یہ عمود شعیر نامی بازار میں واقع ہے جسے آج کل علبین کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ عمود یونانی جانوروں کے عسر بول سے شفایابی کے لئے بنایا تھا پس جس جانور کو یہ مرض لاحق ہوتا اسے لا کر اس عمود کے گرد تین چکر لگواتے جانور کے پیٹ میں جو کچھ (فضلہ) موجود ہوتا باہر نکل جاتا یہ عمل یونانیوں کے عہد سے ہے۔

امام بن تیمیہ کے اس عمود کے بارے میں کہا ہے کہ یہاں ایک ظالم گناہ گار شخص مدفون ہے یہ شخص کافر تھا جب لوگ جانور کو اس کے گرد گھماتے تھے تو یہ جانور اس کافر کو دیئے جانے والے عذاب کو محسوس کر کے شدت خوف سے اس کا پیشاب نکل آتا۔

اس لئے ہمارے زمانے میں لوگ جانوروں کو لے کر یہود و نصاریٰ کی قبروں پر جاتے ہیں جب جانور ان کی چیخیں سنتے ہیں تو ان کا پیٹ خود جاری ہو جاتا ہے اور مذکورہ عمود کا دیگر کوئی راز نہیں ہے جو شخص اس عمود سے اچھائی یا برائی اور منفعت و نقصان کا اعتقاد رکھے وہ واضح گمراہی اور غلطی کا مرتکب ہے، بعض کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس عمود کے نیچے ایک آدمی بمع خزانہ مدفون ہے، اس شخص کا اعتقاد تھا کہ یہ زندگی تو دنیاوی ہے ہم مر کر پھر واپس اسی کی طرف لوٹ آئیں گے جس کا ذکر قرآن کی سورۃ المومنون آیت ۳۷ میں موجود ہے۔

ولید کی موت کے بعد اس مسجد کی تکمیل میں اس کے جانشین بھائی سلیمان بن عبداللہ بن جنار ہا اسی کے لئے مسجد میں ایک حویلی نماز مکان بھی بنایا گیا تھا جب خلافت عمر بن عبدالعزیز کو ملی تو اس نے مسجد اموی سے تمام سونے چاندی کی زنجیریں اکھاڑ کر واپس بیت المال میں جمع کرنے کا ارادہ کر لیا اس کے بدلے میں وہاں مٹی لگانا چاہتا تھا اس کی خبر امراء رؤسا دمشق کو ہوگئی تو وہ سب امیر المومنین کے پاس جمع ہو گئے ان میں سے خالد بن عبداللہ القسری نے کہا کہ میں تمہاری بات ان سے کہتا ہوں چنانچہ اس نے کہا:

اے امیر المومنین مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ مسجد اموی سے تمام سونے چاندی و دیگر اشیاء اکھیڑنا چاہتے ہیں؟

عمر بن عبدالعزیز نے کہا، ہاں۔

خالد بن عبداللہ نے کہا اے امیر المومنین اس کی تعمیر آپ کے مال سے تو نہیں ہوئی؟
عمر بن عبدالعزیز نے کہا، اے کافرعورت کی اولاد کیوں نہیں (خالد کی ماں رومی عیسائی لونڈی تھی)۔
اس پر خالد نے کہا، اے امیر المومنین اگر چہ میری ماں کافر تھی لیکن اس نے جنا تو ایک مومن ہی کو ہے۔
عمر بن عبدالعزیز خالد کا یہ جواب سن کر شرمندہ ہو گئے اور کہا آپ نے سچ کہا، پھر خالد سے کہا آپ نے وہ بات کیوں کہی تھی؟
خالد نے جواب دیا، اے امیر المومنین اس مسجد کی تعمیر میں جو سنگ روحام استعمال ہوا ہے زیادہ تر مختلف علاقوں کے مسلمانوں کا عطیہ کردہ ہے، اس میں بیت المال سے کچھ بھی نہیں لیا گیا۔
یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز نگاہ جھکا کر زمین کی طرف دیکھنے لگے گویا اپنے ارادے سے باز آ گئے۔
راوی بیان کرتے ہیں کہ اتفاق سے اس زمانہ میں رومی سلطنت کے کچھ سفیر دمشق والے ہوئے چنانچہ انہیں باب البرید میں گزار کر باب الکبیر تک لایا گیا جونسر (بازنما چبوترہ) کے نیچے ہے رومی سفیر اس عجوبہ عالم اور نادر فن کردہ یہاں کے زخارف کو دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے یہاں تک کہ ان کا بڑا مسلمانوں کی اس شان وشوکت کو دیکھ کر بیہوش ہو کر گر پڑا اسے اٹھا کر آرام گاہ تک لایا گیا، کئی دن تک اس پر بیہوشی کی کیفیت طاری رہی جب افاقہ ہوا تو ہم ہی اس سے بیہوشی کا سبب دریافت کرنے لگے تو کہنے لگا:

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مسلمان اس قدر ترقی یافتہ ہو سکتے ہیں میرا تو یہ گمان تھا کہ ان کی حکومت چند دنوں تک بمشکل قائم رہ سکے گی"۔

جب اس واقعہ کا عمر بن عبدالعزیز کو ہوا تو اس نے کہا:

"اگر یہ مسجد کفار کے دلوں میں کھٹکتی ہے تو اسے رہنے دو"۔

دمشق کے نصاریٰ ایک دن عمر بن عبدالعزیز کے ہاں مجتمع ہوئے ولید کے زمانہ میں ان سے لئے گئے اموال واپس دلانے کا مطالبہ کرنے لگے عمر ان کا مطالبہ ماننے لگا تھا اور وہ کچھ واپس دینا چاہتا تھا جو ولید نے ان سے لے کر جامع دمشق میں شامل کر لیا تھا لیکن عمر نے اس مسئلے کی تحقیق کرائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عیسائی سے معاہدہ کی رو سے شہر سے باہر واقع کنائس عیسائیوں کی تحویل میں بدستور تھی۔ ان میں کنیسہ دیر مروان جو کہ قاسیون کی چوٹی پر معظمیہ گاؤں میں واقع ہے اور کنیسہ راہب، کنیسہ توما اور دیگر تمام کنائس جو کہ قریہ حواجز میں واقع ہیں معاہدہ میں شامل نہ تھیں پس عمر بن عبدالعزیز نے ان کو اختیار دیا کہ وہ یہ مطالبہ واپس لے لیں یا پھر یہ تمام کنائس خراب کر دی جائیں اور عیسائی مسلمانوں کے ساتھ بخوشی رہن سہن قبول کر لیں عیسائی تین دن کے مشاورت کے بعد اس بات پر متفق ہو گئے کہ معاہدے سے خارک تمام کنائس اپنے حال پر برقرار رہیں عیسائی مزید مطالبہ نہیں کریں گے اس کے بدلے امیر المومنین انہیں امان کا معاہدہ تحریر ادیں پس امیر المومنین نے ان کی شرائط پر انہیں معاہدہ لکھ دیا۔
حاصل یہ کہ جب جامع اموی کی تعمیر تکمیل کو پہنچی تو اس جیسی حسین اور دلربا عمارت روئے زمین پر نہیں تھی فرذوق نے اس بارے میں کہا ہے کہ اہل دمشق روئے زمین پر جنت کے محلات میں سے ایک محل میں رہائش پذیر ہیں یعنی جامع دمشق۔ احمد بن ابی الحواری نے ولید بن مسلم سے انہوں نے ابن توبان سے روایت کی ہے کہ اہل دمشق سے بڑھ کر کوئی جنت کا مشتاق نہیں ہو سکتا کیوں کہ ان کے سامنے اس کا ایک نمونہ موجود ہے (یعنی مسجد اموی)۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب عباس خلیفہ المہدی بیت المقدس کی زیارت کے غرض سے دمشق میں داخل ہوا تو اسے جامع دمشق نے بہت متاثر کیا اس نے اپنے کاتب ابی عبیداللہ الاشعری سے کہا بنوامیہ ہم سے تین چیزوں میں سبقت فضیلت حاصل کر گئے۔

(۱)...... پہلی اس مسجد کے ذریعے جس کی نظیر روئے زمین پر نہیں دیکھی۔
(۲)...... دوسری چند امیوں کے فضل وعطا غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت۔
(۳)...... عمر بن عبدالعزیز کی شخصیت کی بنا پر خدا کی قسم ان جیسا امیر ہم میں کبھی نہیں پیدا ہوگا۔

پھر مہدی بیت المقدس میں داخل ہوا تو اس کی نظر میں عبدالملک بن مروان کی تعمیر کرائی ہوئی قبہ صخرہ پر پڑی مہدی نے اپنے کاتب سے کہا یہ چوتھی بھی ہے۔

پھر ہارون رشید کا بیٹا مامون الرشید خلیفہ بن کر دمشق دیکھنے چلا تو اس کے ہمراہ اس کا بھائی معتصم اور قاضی یحییٰ بن اکثم بھی تھا۔ مامون نے جامع دمشق کو دیکھ کر کہا اس مسجد میں سب سے خوبصورت اور عجیب کونسی چیز ہے۔ معتصم نے کہا اس میں جڑا ہوا سونا، یحییٰ بن اکثم نے کہا کہ یہ رخام اور اس کی عمدہ بناوٹ، مامون نے جواب دیا مجھے تو اس کی بے نظیر اور عمدہ فن تعمیر نے دل گرفتہ کر دیا ہے پھر مامون نے قاسم تمار سے کہا کہ میری اس لونڈی کے لئے کوئی خوبصورت سا نام تجویز کرو۔

قاسم نے کہا امیر المومنین اس کا نام جامع اموی دمشق رکھ دو کیوں کہ اس مسجد سے بڑھ کر کوئی چیز دنیا میں خوبصورت نہیں۔ عبدالرحمٰن نے ابن الحکم انہوں شافعی سے روایت کی کہ عجائبات عالم پانچ ہیں۔ ایک تمھارا یہ منارہ یعنی مینارہ ذی القرنین اسکندریہ میں۔ دوئم اصحاب الرقیم وہ بارہ یا تیرہ رومی اشخاص ہیں۔ سوئم باب اندلس یہ لقب وہ آئنہ ہے جس کے نیچے کھڑا آدمی تین سو میل کا فاصلہ پر دیکھ سکتا ہے یہ بھی مشہور ہے کہ وہ آدمی قسطنطنیہ میں موجود شخص کو دیکھ سکتا ہے، چہارم مسجد دمشق ہے اور اس پر آنے والا خرچ ہے پنجم سنگ رخام اور فسیفسا وغیرہ ہے کیوں کہ اس مادے کے اخراج کی جگہ کسی کو بھی معلوم نہیں کہا یہ گیا ہے کہ رخام ایک مرکب معجون ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ گرم ہونے پر پگھل جاتا ہے۔

(مؤرخ) ابن عساکر نے کہا ہے کہ ابراہیم بن ابی الایث کا تب جب دمشق آیا تھا تو اس نے اپنے کسی خط میں لکھا تھا کہ (دمشق کی تعریف کرتے ہوئے) پھر ہمیں موجودہ جگہ سے منتقل ہو کر دمشق جانے کا حکم ہوا چنانچہ ہم ایسے علاقہ میں پہنچے جس کی خوبیاں بے انتہاء ہیں۔ باطن وظاہر کے اعتبار سے ایک جیسا ہے لوگ بھی اچھے، علاقہ بھی اچھا، گلیاں ہیں کہ خوشبو کی وادیاں سڑکیں کشادہ آپ جہاں جائیں خوشبو کو اپنا استقبال کرتا پائیں گے جہاں دیکھیں گے ایک خوبصورت منظر آنکھوں کو خیرہ کر دے گا اور جب آپ اس شہر کی جامع مسجد دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ کوئی بھی اس مسجد کی تعریف اور اس کی صفت بیان نہیں کر سکتا اور نہ ہی دیکھنے والا اس کی ہر چیز کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ یہ مسجد اس زمانہ کا ایک خزانہ بے وقت کی نادر ترین شے، عجیب ترین کرشمہ، اللہ نے اس مسجد کے ذریعے یاد رکھا جانے والا سبق ذہن نشین کرایا۔

اور نہ ہی آئندہ کبھی اس جیسی چیز کوئی بنا سکے گا۔ ابن عساکر کے مطابق بعض محدثین عظام نے جامع دمشق کی تعریف میں کچھ اشعار وقصائد بھی کہے۔

فصل

جامع دمشق کی خوبیوں اور اشراف واعیان کی رائے کے بارے میں ......حضرت قتادہ سے منقول ہے قرآن میں (والتین) سے دمشق کی جامع مسجد (والزیتون) سے بیت المقدس، (وطور سینین) سے اللہ تعالیٰ کے حضرت موسیٰ ﷺ سے ہم کلام ہونے کے مقام اور (وھذا البلد الامین) سے مکہ کی طرف اشارہ ہے۔ ابن عساکر نے بھی اسے نقل کیا صفوان بن صالح نے متعدد طریق سے کعب احبار کا قول نقل کیا ہے۔ دمشق میں ایک ایسی جامع مسجد تعمیر کی جائے گی جو دنیا کے فنا ہونے کے بعد چالیس سال تک باقی رہے گی۔ ولید بن مسلم نے کئی واسطوں سے ابو عبدالرحمٰن کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبل قاسیوں کی طرف وحی کی کہ اپنا سایہ اور برکت جبل بیت المقدس پر ڈالتے رہو۔

راوی کا قول ہے جبل قاسیوں نے ایسا ہی کیا پھر اللہ نے اس کی طرف وحی کی کہ جب تم نے ایسا کر لیا تو اب میں تیرے خطہ میں اپنی عبادت کے لئے ایک مسجد بناؤں گا جو دنیا کے فنا ہونے کے بعد چالیس سال تک باقی رہے گی اور کچھ عرصہ بعد میں تیرا سایہ اور برکت بھی واپس کر دوں گا۔

دحیم کا قول ہے کہ مسجد کے چاروں دیواریں حضرت ھود ﷺ کی تعمیر کردہ ہے اور ٹائیلوں سے اوپر کا حصہ ولید بن عبدالملک کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ قبلہ کے سامنے والی دیوار حضرت ھود ﷺ کی تعمیر کی ہوئی ہے عثمان ابی عاتکہ نے بعض اہل علم کا قول نقل کیا ہے کہ قرآنی آیت (والتین) سے دمشق کی جامع مسجد کی طرف اشارہ ہے۔

ابو بکر احمد بن عبداللہ نے اسماعیل بن عبیداللہ بن ابی المھاجر کا قول ہے کہ باب الساعات کے باہر ایک چٹان جس پر قربانی کی اشیاء رکھی جاتی تھی جس کی قربانی کو آگ آکر کھاتی۔ اس کی قربانی قبول ہو جاتی جس کی قربانی کو آگ نہیں کھاتی اس کی قربانی قبول نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ بعد کو یہ

چٹان باب الساعات میں منتقل کردی گئی اور یہ اب تک موجود ہے۔بعض کا قول ہے اس چٹان پر حضرت آدم کے دولڑکوں نے اپنی قربانی رکھی تھی ایک کی قبول ہوگئی دوسرے کی مسترد ہوگئی تھی۔

ہشام بن عمار نے حسن بن یحییٰ حسنی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے معراج کی رات جامع دمشق میں نماز پڑھی۔ابوبکر برامی نے کئی واسطوں سے نقل کیا ہے کہ ولید بن عبدالملک نے ایک رات چوکیداروں سے کہا آج رات میں جامع دمشق میں نماز پڑھوں گا کسی کو اندر نہ چھوڑنا۔بعض نے کہا اے امیر المومنین حضرت خضر ؑ ہر رات اس میں نماز پڑھتے تھے ایک روایت میں ہے کہ اس نے چوکیداروں سے کہا آج میں جامع دمشق میں نماز پڑھوں گا کسی کو اندر نہ چھوڑنا۔اس کے بعد باب الساعات کے پاس آ کر اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو دروازہ کھول دیا گیا اس نے باب الساعات اور باب الخضر اء کے درمیان مقصورہ کے سامنے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر چوکیداروں سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا یہ حضرت خضر ؑ ہیں جو ہر رات نماز پڑھتے ہیں۔لیکن میرے نزدیک اس کی اسناد میں شک ہے یہاں پر کسی طرح بھی حضرت خضر کا نماز پڑھنا ثابت نہیں۔

آخری زمانہ میں یہ بھی بہت مشہور رہا کہ اگلا حصہ جو مأذنہ غربیہ کے دروازہ کے پاس ہے یہ ہی زاویہ خضر کہلاتا ہے لیکن اس کی وجہ معلوم نہیں البتہ صحابہ کرام کا اس میں نماز پڑھنا تو ثابت ہے اور اس کے شرف کے لئے اتنا ہی کافی ہے سب سے پہلے امیر شام، اس امت کے امین اور عشرہ مبشرہ میں سے ابوعبید بن جراح نے اس میں نماز پڑھی اسی طرح صحابہ کرام کی ایک جماعت معاذ بن جبل وغیرہ نے بھی اس میں نماز پڑھی لیکن ولید کے اس میں تغیر وتبدیل کرنے سے قبل مذکورہ حضرات نے اس میں نماز پڑھی ہے۔

اس کے بعد صرف انس بن مالک نے اس میں نماز پڑھی۔جب وہ ۹۲ میں یہاں آئے اور انہوں نے تاخیر سے نماز پڑھنے پر ولید کو ٹوکا بھی تھا جیسا کہ گزر چکا ہے اسی طرح عنقریب عیسیٰ بن مریم بھی اس میں نماز پڑھیں گے جب دجال کا خروج ہوگا اور لوگ دمشق میں پناہ لیں گے پھر مسیح ہدایت مسیح ضلالت کو قتل کریں گے حضرت عیسیٰ کا نزول نماز فجر کے وقت جامع دمشق کے مشرقی کنارہ پر ہوگا۔

اس کے بعد عیسیٰ بن مریم لوگوں کی طرف نکلیں گے وہ عقبہ افیق یا باب لد کے پاس دجال کو پکڑیں گے وہیں اسے قتل کردیں گے ہم نے قرآنی آیت (**وان من اهل الكتاب الاليومنن به قبل موته**) کی تفسیر میں اسے وضاحت سے بیان کردیا۔صحیح آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔یقیناً عیسیٰ بن مریم حاکم عادل امام بن کر اتریں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ختم کردیں گے وہ اسلام کے علاوہ کوئی دوسری چیز قبول نہیں کریں گے حاصل یہ کہ عیسیٰ بن مریم جامع دمشق کے مشرقی کنارے پر اتریں گے اس وقت دمشق شہر دجال کے فتنہ سے محفوظ ہوگا یہ وہی منارہ ہے جو ہمارے زمانہ میں نصاریٰ کے اموال سے بنایا گیا عیسیٰ بن مریم دو فرشتوں کے درمیان ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپکتے ہوں گے۔یہ نماز فجر کا وقت ہوگا اور آپ کا نزول دمشق کی جامع مسجد میں ہوگا۔میں کہتا ہوں کہ جامع اموی کے منارہ پر نزول عیسیٰ محال نہیں کیوں کہ فتنہ دجال عام ہوگا پس لوگ اس شہر کے اندر پناہ لیں گے اور شہر سے باہر جو بھی ہوگا وہ دجال کا متبع ہوگا اس لئے کہ دمشق آخری زمانہ میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوگی اور دجال سے محفوظ رہنے کی آماجگاہ ہوگی اس صورت میں شہر کے باہر کون نماز پڑھے گا حالاں کہ مسلمان تو سب کے سب شہر کے اندر ہوں گے۔اور عیسیٰ بن مریم کا نزول نماز کی اقامت کہی جانے کے بعد ہوگا وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے پھر عیسیٰ بن مریم لوگوں کو لے کر دجال کو قتل کرنے کے لئے اسے تلاش کریں گے۔

یحییٰ بن زکریا کے سر کے بارے میں کلام......ابن عساکر نے زید بن واقدی کا قول نقل کیا ہے کہ جامع دمشق کی تعمیر کے وقت اس کے کاریگروں اور کارندوں پر ولید نے مجھے نگراں بنایا، اسی اثناء میں ہم نے ایک غار دیکھی تو ولید کو بھی ہم نے وہ غار دکھائی رات کو ہم شمع لے کر اس میں گئے اچانک ہم نے اس میں ایک چھوٹا سا تین مربع گز کا ایک کنیسہ دیکھا اور دفعتاً اس میں ہمیں ایک صندوق ملا جب ہم نے اسے کھولا تو اس میں ایک پیالہ نکلا حضرت یحییٰ بن زکریا کا سر مبارک اس کے اندر تھا۔پیالہ پر لکھا ہوا تھا کہ اس میں حضرت یحییٰ بن زکریا کا سر ہے ولید نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس کو اسی جگہ پر رکھ دیں اور جس پتھر سے اسے بند کیا گیا تھا اس پتھر سے اس غار کو بند کرنے کا حکم دیا زید بن واقد نے ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ وہ

جگہ قبہ کے ستونوں میں سے ایک ستون تھی ابوبکر بن برامی نے متعدد طریق سے سفیان ثوریؒ سے نقل کیا ہے کہ دمشق کی جامع مسجد میں ایک نماز پڑھنے پرتیس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے لیکن یہ روایت بہت غریب ہے ابن عساکر نے متعدد طرق سے نقل کیا ہے کہ واثلہ بن اسقع باب جیرون کے متصل مسجد کے دروازوں سے نکلے تو کعب بن احبار سے ان کی ملاقات ہوگئی کعب بن احبار نے ان سے سوال کیا کہ اس وقت کہاں کا ارادہ ہے واثلہ نے جواب دیا بیت المقدس کا کعب نے ان سے فرمایا میرے ساتھ چلو میں تمہیں ایسی جگہ دکھاؤں گا کہ وہاں پر نماز پڑھنا بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے مساوی ہے، چنانچہ واثلہ ان کے ساتھ گئے تو انہوں نے باب اصغر کے درمیان والی جگہ جہاں سے خلیفہ کی آمد ورفت تھی انہیں دکھائی اور فرمایا جس نے یہاں نماز ادا کی اس نے گویا بیت المقدس میں نماز ادا کی۔ واثلہ نے کہا یہ میری اور قوم کے بیٹھنے کی جگہ لیکن یہ روایت بھی غریب اور منکر ہے۔

ولید بن مسلم کا قول ہے جب ولید بن عبدالملک نے دمشق کی مسجد کی تعمیر کا حکم دیا تو لوگوں کو مسجد کے سامنے والی دیوار سے ایک پتھر کی ایک تختی ملی جس میں کتاب کا نقش تھا انہوں نے وہ تختی ولید کے پاس اس نے اسے روم بھیج دیا انہوں نے اس نقش کو کھولا نہیں پھر روم والوں نے اسے دمشق بھیجا تو انہوں نے بھی اسے نہیں کھولا۔

ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن عمر مازنی کا قول نقل کیا ہے کہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں جامع دمشق کے مزدوروں کو ایک جگہ سے ایک بند دروازہ ملا انہوں نے اسے کھولا نہیں بلکہ ولید کو اس کے بارے میں بتایا ولید اس کے پاس گیا ولید نے اسے کھلوایا تو اس میں سے ایک پتھر کا بنا ہوا ایک انسان نکلا جو پتھر کے گھوڑے پر سوار تھا اور دوسرا ہاتھ بند تھا اسے کھلوایا گیا تو اس میں سے گندم کا ایک دانہ نکلا جب اس کے بارے میں معلومات کی گئیں تو اسے بتایا گیا کہ اگر اس کو کھولا نہ جاتا تو اس میں شہر میں کبھی گندم اور جو کا قحط نہ پڑتا۔ حافظ ابواحمد وراق نے بھی اسی قسم کا واقعہ نقل کیا ہے۔

حافظ ابن عساکر کا قول ہے میں نے اپنے دادا ابوالفضل یحیٰی بن علی سے سنا ہے کہ جامع دمشق میں آگ لگنے سے پہلے تمام حشرات کے نشانات تھے۔ پھر جب ۴۹۱ھ وسط شعبان میں نماز عصر کے بعد جامع میں آگ لگی تو یہ تمام نشانات بھی ختم ہوگئے شیخ ابن تیمیہ کا قول ہے جامع دمشق میں ایک مشرک کی قبر بھی ہے جو عذاب میں مبتلا ہے، چنانچہ جانوروں کو اس عذاب کا احساس ہوتا ہے اور جب وہ تکلیف کی وجہ سے آواز نکالتا اور چیختا چلاتا ہے تو جانور اس کی آواز سن کر خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔

اس گھڑی کا بیان جو مسجد کے دروازے پر نصب تھی ...... قاضی عبداللہ بن احمد بن زبیر کا قول ہے مسجد کے باب القبلی کا نام باب الساعات ہے اس لئے پڑ گیا کہ اسی جگہ پر گھنٹے بجنے کا عمل ظہور پذیر ہوتا اور دن کے ہر گھنٹے گزرنے کے ساتھ یہ عمل یوں ہی جاری رہتا تھا اس پر تانبے کا سانپ چڑیا اور کوا بنا ہوا تھا ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد سانپ اپنا پھنہ نکالتا، چڑیاں چہچہاتیں اور کوا شور کرتا اسی ایک ساتھ اوپر سے زمین پر رکھے طشت میں ایک کنکری گرتی جس سے لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اب دن کا اتنا حصہ گزر گیا۔

میں کہتا ہوں کہ اس میں دو احتمال ہیں:

(۱)..... گھڑی جامع کے باب قبلی پر نصب تھی جو قاضی عبداللہ ابن زبیر کے زمانہ میں تھی۔

(۲)..... یہ گھڑی مشرقی جانب قبلی کے سامنے والی دیوار پر تھی پھر بعد میں باب قبلی پر نصب کر دی گئی پھر بعد میں یہ سب کچھ باب الوراقین کی طرف منتقل کر دیا گیا جو آج بھی موجود ہے۔

میں کہتا ہوں کہ وہ قبہ جو جامع کے وسط صحن میں ہے جسے تمام لوگ قبہ ابی نواس کہتے ہیں اس کی تعمیر ابن عساکر کے قول کے مطابق ۳۶۹ھ میں ہوئی اور قبہ غربیہ جو قبہ عائشہ کے نام سے مشہور ہے اس کے بارے میں شیخ ذہبی کا قول یہ ہے کہ مہدی بن منصور عباسی کے زمانہ میں ایک سو ساٹھ ہجری کے آغاز میں اس کی تعمیر ہوئی۔ اور قبہ شرقیہ جو باب علی پر بنا ہوا ہے اس کی تعمیر حاکم عبیدی کے زمانہ میں ۴۰۱ھ کے آغاز میں ہوئی جیرون کے نیچے والا فوارہ شرف فخر الدولہ ابوعلی حمزہ بن حسن بن عباس حسنی نے بنوایا اور ۴۱۷ھ ربیع الاول جمعہ کی شب اس کے پانی کا بندوبست کیا گیا اس کے چاروں طرف پل بنائے گئے اس پر قبہ بنایا گیا بعد میں ازدحام کی وجہ سے قبہ گر گیا۔ اور یہ ۴۵۷ھ ماہ صفر کا واقعہ ہے پھر وہ گر گیا پھر اسے دوبارہ بنایا گیا پھر ۵۶۲ھ ماہ شوال میں وہ دوبارہ منہدم ہوگیا۔ یہ تمام تفصیلات حافظ ابن عساکر نے بیان کی۔

جامع اموی میں قرآت قرآن کی ابتداء......ابوبکر بن داؤد نے متعدد طرق سے حسان بن عطیہ کا قول نقل کیا ہے کہ جامع دمشق میں سب سے پہلے ہشام بن اسماعیل مخزومی نے باقاعدگی سے قرآن پڑھنا شروع کیا اور اس کو رواج دیا اس کے بعد عبدالملک نے اہتمام کیا چنانچہ وہ صبح کی نماز کے بعد دمشق کی مسجد میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرتا تھا لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ عبدالملک سبزہ زار میں بیٹھے ہوئے قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔

اس کے بعد ہشام نے بھی اسی طرح کی تلاوت قرآن شروع کر دی جب عبدالملک نے اس کی قرآۃ سنی تو اسے وہ پسند آ گئی اس نے بھی ہشام کی قرآۃ میں پڑھنا شروع کر دیا پھر عبدالملک کے غلام نے بھی اس کی قرآۃ میں پڑھنا شروع کر دیا۔ بعد از اں اہل مسجد میں جس جس کو قراۃ پسند آئی اس نے بھی ہشام کی قراۃ میں پڑھنا شروع کر دیا۔

خطیب دمشق ہشام بن عمار کا قول ہے کہ دمشق کی مسجد میں سب سے پہلے قراۃ کی ابتداء کا سہرہ اسماعیل بن مغیرہ مخزومی کا سر ہے فلسطین میں سب سے پہلے قرآۃ کی ابتداء ولید بن عبدالرحمٰن جرشی نے کی یاد رہے کہ ہشام بن اسماعیل مدینہ کا نائب تھا اسی نے سعید بن میتب کو ولید بن عبدالملک کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے پٹوایا تھا اس کے بعد مدینہ کی نیابت سے معزول کر دیا تھا اور عمر بن عبدالعزیز مدینہ کے حاکم بنے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔

سادات سلف اور تابعین میں سے ان سات بزرگوں کی جماعت دمشق میں حاضر ہوئی جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

(۱)......ہشام بن اسماعیل۔
(۲)......ہشام کا مولیٰ رافع۔
(۳)......اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر۔
(۴)......نمیر بن اوس اشعری۔
(۵)......یزید بن ابی مالک ہمدانی
(۶)......سالم بن عبداللہ محاربی۔
(۷)......محمد بن عبداللہ بن لبید اسدی۔

فقہاء محدثین اور حفاظ میں سے یہ حضرات حاضر ہوئے:

(۱)......ابوعبدالرحمٰن قاسم بن عبدالرحمٰن۔
(۲)......مکحول۔
(۳)......سلیمان بن موسیٰ اشدق۔
(۴)......عبداللہ بن علاء بن زبر۔
(۵)......ابوادریس اصغر۔
(۶)......عبدالرحمٰن بن عامر یحصبی۔
(۷)......یحییٰ بن حارث ذماری۔
(۸)......عبدالملک بن نعمان مری۔
(۹)......انس بن انس عذری وغیرہ۔

ابن عساکر نے اسی طرح تفصیل بیان کی۔ راوی کا قول ہے کہ بعض نے ان حضرات کے اجتماع کا انکار کیا جو بلاوجہ ہے۔

فصل

جامع دمشق کی تعمیر کی ابتداء ۸۶ھ کے آخر میں ہوئی ذیقعدہ میں وہ کنیسہ منہدم کیا گیا جس کی جگہ جامع دمشق تعمیر کرایا گیا اس کنیسہ کے انہدام کے بعد ہی جامع کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا اور دس برس میں مکمل ہوا۔ ۹۶ ہجری میں اس کی تعمیر کی تکمیل ہوئی۔ اس سال جامع کے بانی ولید بن عبدالملک نے وفات پائی۔ اس وقت جامع دمشق کا کچھ کام باقی تھا جس کی تکمیل اس کے بھائی سلیمان نے کی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں یعقوب بن سفیان نے ہشام بن عمار سے دمشق کی مسجد کے قصے اور کنیسہ کے بارے میں سوال کیا اس نے جواب میں کہا اصل بات یہ ہے کہ ولید نے نصاریٰ سے کہا تھا کہ کنیسہ توما ہم نے جبراً اور کنیسہ داخلہ صلحاً لیا اب میں کنیسہ توما کو منہدم کر کے اس کی جگہ مسجد تعمیر کرنا چاہتا ہوں اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا آپ کنیسہ توما کے بجائے کنیسہ داخلہ کو منہدم کر کے اس کی جگہ مسجد تعمیر کر لیں۔

راوی کا قول ہے اس کا دروازہ اب مسجد کے قبلہ کی طرف ہے راوی کا قول ہے ۸۶ھ میں ولید کے دور خلافت کی ابتداء میں کنیسہ منہدم کیا گیا سات سال تک اس کی تعمیر کا کام ہوتا رہا حتیٰ کہ ولید کی وفات ہوگئی اور اس کی تعمیر کا کام ادھورا رہ گیا جس کی تکمیل ولید کے بعد ہشام نے کی مذکورہ تفصیل قابل غور ہے کیوں کہ اس میں سات سال تک جامع کی تعمیر کا ذکر ہے حالاں کہ دس سال تک اس کی تعمیر کا کام ہوا علاوہ ازیں بلا اختلاف ولید بن عبدالملک نے اس سال وفات پائی۔ ابوجعفر بن جریر نے اس پر اہل سیر کا اجماع نقل کیا ہے نیز جامع کی تعمیر کا کام جو باقی رہ گیا تھا اس کی تکمیل ولید کے بھائی سلیمان نے کی نہ کہ ہشام نے۔

بانی جامع دمشق ولید بن عبدالملک کے حالات اور اس کی وفات کا بیان...... نام ابوالعباس ولید بن عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف اموی۔ ۸۶ھ شوال میں اس کے والد کی وفات کے بعد اس کی بیعت خلافت کی گئی۔ عبدالملک کی اولاد میں سب سے بڑا یہی تھا اس لئے یہی عبدالملک کی وفات کے بعد ولی عہد تھا اس کی والدہ کا نام ولادۃ بنت عباس بن حزن بن حارث بن زہیر عبسی تھا اس کا سن ولادت ۵۰ھ ہے۔ اس کے والدین نے بڑے ناز ونعمت میں اس کی پرورش کی حتیٰ کہ یہ بلاتربیت کے جوان ہوگیا اس کی عربی اچھی نہیں تھی۔ ولید طویل القامت گندمی رنگ خفیف سا چیچک رو تھا اس کی ناک تھوڑی سی چپٹی تھی اور شال میں ناز ونخرہ تھا ولید نے سہل بن سعد کی زیارت کی۔ انس بن مالک اور سعید بن مسیب سے سماع کیا۔

زہری وغیرہ سے روایت ہے کہ ولید کی تعلیم سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے اس کے والد کو اس کو ولی عہد بنانے میں تردد تھا، جس کی وجہ سے اس نے نحویوں کی ایک جماعت کو اس کی تربیت پر مامور کیا جنہوں نے سال یا چھ ماہ تک اس کی تربیت کی۔ عبدالملک نے وفات کے وقت ولید کو چند نصیحتیں کیں تھیں:

(۱)......میری وفات کے بعد ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ جانا کیوں کہ ہم رعایا کے غمگسار ہیں اس لئے مجھے دفن کر کے شان وشوکت سے امور سلطنت انجام دینا۔

(۲)......لوگوں سے بیعت لینا جو سر ہلا دے اس کا جواب تلوار سے دینا۔

لیث کا قول ہے ۹۸ھ میں ولید نے بلادروم میں جنگ لڑی اس سال اس نے لوگوں کو حج کرایا اس سے پہلے اور بعد کے کئی معرکوں میں ولید شریک رہا اس کی انگوٹھی کا نقش (اخلاص سے اللہ پر ایمان لایا) یا (اے ولید تو نے بھی مرنا ہے) تھا۔ سب سے آخر میں اس کی زبان پر جاری ہونے والے کلمات سبحان اللہ والحمدللہ ولا الٰہ الا اللہ تھے۔

ابراہیم بن ابی عبلہ کا قول ہے ایک روز ولید نے مجھ سے پوچھا تم کتنے روز میں قرآن ختم کرتے ہو میں نے بتایا اتنے روز میں میں نے کہا میں اپنی تمام مصروفیات کے باوجود تین روز میں دوسرے قول کے مطابق سات روز میں قرآن ختم کر لیتا ہوں علاوہ ازیں ولید رمضان میں ۱۷ مرتبہ قرآن ختم کرتا تھا۔ ابراہیم کا قول ہے ولید کی مثال ملنی مشکل ہے جس نے دمشق کی مسجد بنائی وہ مجھے چاندی کے ٹکڑے دیتا تھا جنہیں میں بیت المقدس کے قراء پر تقسیم کرتا تھا۔

ابن عساکر نے متعدد روایات سے نقل کیا ہے کہ ایک روز ولید باب اصغر سے باہر آیا تو اس نے ایک شخص کو ماذنہ شرقیہ کے پاس مٹی سے روٹی کھاتے ہوئے دیکھا اس کے بعد ولید اپنی مجلس میں چلا گیا اس نے اس شخص کو بلوایا جب وہ حاضر ہوا تو ولید نے اس سے کہا اصل قصہ سے مجھے آگاہ کرو ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا اس نے کہا اے امیر اصل میں میں قلی ہوں ایک روز میں مرج الصغر سے کسوۃ جار ہا تھا راستہ میں مجھے پیشاب آ گیا میں پیشاب کے لئے ایک ویرانہ کی طرف نکل گیا وہاں پر ایک ٹیلہ مجھے نظر آیا جب میں نے اسے کھودا تو اس میں سے مال نکلا جس سے میں نے اپنا برتن بھر لیا اس کے بعد میں وہاں سے چلا گیا کچھ سفر طے کرنے کے بعد میں نے وہ رقم اس برتن سے نکال کر ایک جگہ پر رکھ دی اور دوبارہ میں اپنا برتن مال سے بھرنے کے لئے اس جگہ پر آیا لیکن بہت کوشش کے بعد بھی مجھے وہ جگہ نہ ملی بعد ازاں میں نا امید ہو کر اس جگہ کی طرف گیا جہاں پر میں مال رکھ کر آیا تھا تو وہ مال بھی مجھے نہیں ملا اس کے بعد میں نے قسم اٹھالی کہ میں آج کے بعد روٹی اور مٹی کھاؤں گا۔

مذکورہ واقعہ سننے کے بعد ولید نے اس سے سوال کیا کیا تیرے اہل وعیال ہیں اس نے اثبات میں جواب دیا پھر ولید نے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

نمیر بن عبداللہ شعنانی نے اپنے والد کے حوالہ سے ولید کا قول نقل کیا ہے کہ اگر اللہ قرآن میں قوم لاط کا ذکر نہ کرتا تو شاید لوگ اس جرم کا ارتکاب نہ کرتے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ولید نے بلاشبہ اس قبیح فعل کی مذمت کی جس کی وجہ سے اللہ نے ام سابقہ کو مختلف عذاب میں مبتلا کیا لیکن اس گھناونے فعل میں بہت سی قومیں اور افراد حتیٰ کہ امراء، تاجر، فقہاء اور قضاۃ بھی شریک رہے البتہ جن افراد کی اللہ نے حفاظت فرمائی وہ اس مستثنیٰ ہیں۔ علاوہ ازیں اس قبیح فعل کے متعدد نقصانات ہیں نیز آپ ﷺ نے اس جرم کے مرتکبین پر لعنت فرمائی۔

لوطی شخص کے جنت میں جانے کے بارے میں اختلاف ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس جرم کا مرتکب شخص اگر صدق دل سے تائب ہو تو انشاء اللہ امید ہے کہ اس کی بخشش بھی ہو جائے گی اور وہ جنت میں داخل ہوگا۔

نیز لوطی شخص کا خاتمہ بالخیر بھی مشکل ہے جیسا کہ اس جرم کے بہت سے مرتکبین کے ساتھ ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ معاصی اور شہوات موت کے وقت شیطان کی طرح انسان کے لئے ذلت کا سبب بننے والی چیزیں ہیں جس کی وجہ سے اس کے سوء خاتمہ کا خطرہ ہے لوطت کے مرتکب تو کجا بہت سے لوگ ایسے گناہوں میں مبتلا تھے جو لوطت سے ہلکے تھے۔ اس کے باوجود ان کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا البتہ صدق دل سے انابت کرنے والا اور اپنے باطن کی اصلاح کرنے والا انسان اس خطرہ سے محفوظ رہے گا خلاصہ یہ ہے کہ تمام گناہوں سب سے زیادہ خطرناک گناہ لوطت کا گناہ ہے اور یہ گناہ عرب کے درمیان غیر معروف تھا اسی وجہ سے ولید نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن میں لواطت کا ذکر نہ کرتا تو لوگ اس گناہ میں مبتلا نہ ہوتے۔

احادیث میں بھی اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئیں ہیں جیسا کہ ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو تم عمل میں مبتلا پاؤ تو فاعل ومفعول دونوں کو قتل کر دو، نیز آپ ﷺ نے صرف اس عمل کے مرتکب پر تین بار لعنت فرمائی آپ ﷺ نے فاعل ومفعول کے قتل کا حکم اس لئے دیا کہ بقا میں کوئی خیر نہیں کیوں کہ ان کا باطن بلکل خراب ہو چکا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے لوطت کا ذکر کرتے ہوئے اہل بصیرت کے لئے اسے نشانی قرار دیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

فاخذتهم الصحية مشرقين فجعلنا عاليها سافلها وامطرنا عليهم حجارة من سجيل ان في ذالك لآيات للمتوسمين (سورۃ حجر: ۷۳ تا ۷۵)

لوطی شخص اللہ کی فطرت کو تبدیل کرنے والا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اللہ بھی اس کے معاملہ کو اس پر الٹ دیتا ہے تا آں کہ وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کرے۔

تائب شخص کی علامت اللہ نے سورۃ براءۃ میں ذکر فرمائی ۔ چنانچہ فرمایا: **التائبون العابدون** ۔ تائب شخص کے لئے عبادت اور آخرت کی تیاری پر مشغول ہونا ضروری ہے ورنہ نفس ہمیشہ انسان کو غلط راستہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس کو اطاعت میں مشغول نہ کیا جائے تو لامحالہ وہ انسان کو گناہ میں مبتلا کر دے گا۔ لہذا تائب شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے اوقات کا طاعت سے تبدیل کرے، اور گزشتہ معاصی کا نیکیوں کے ذریعے تدارک کرے جس طرح اس کے قدم گناہوں میں استعمال ہوئے تھے اسی طرح طاعت کے لئے بھی استعمال ہوں اور اوقات کی حفاظت کرے کوئی لمحہ بھی اللہ کی نافرمانی میں استعمال نہ ہو ایک شخص نے جنید سے وصیت کی درخواست کی انہوں نے فرمایا توبہ سے گناہوں پر اصرار سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے خوف الٰہی کو دل میں جگہ دے اس سے نفس کے غرور کا ازالہ ہوتا ہے اللہ سے امید وابستہ رکھ کر اس سے نیکی وخیر کی راہیں کھلتی ہیں اور مراقبہ کر اس سے قلوب کو طمانیت حاصل ہوئی ہے یہ تائب کی صفات ہیں۔

مورخین کا قول ہے کہ ولید غلط عربی بولتا تھا ایک روز ولید نے خطبہ میں قرآنی آیت کی تلاوت کرتے ہوئے (**یالیتها**) کی تا پر پیش پڑھ دیا عمر بن عبدالعزیز نے کہا یعنی کاش وہ پیش تجھ پر پڑھ جاتی اور ہمیں آپ سے نجات مل جاتی ایک روز عبدالملک نے ایک قریشی شخص سے کہا تو بڑا اچھا انسان ہوتا اگر تو عربی میں غلطی نہ کرتا اس نے کہا تیرا لڑکا ولید تو عربی میں غلطی کرتا ہے عبدالملک نے کہا میرا لڑکا سلیمان تو صحیح عربی بولتا ہے اس شخص

نے کہا میرا بھی فلاں بھائی صحیح عربی بولتا ہے۔

ابن جریر کا قول ہے ولید بن عبدالملک اہل شام کے نزدیک افضل الخلائق تھا اس نے مسجد بنوائی، مینار بنوائے، ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرتا، انہیں دوسروں سے سوال کرنے سے روکتا تھا معذور اور اعمیٰ کا خادم دیتا تھا اس نے اپنے دور حکومت میں بہت سی فتوحات حاصل کی اس نے اپنے دونوں لڑکوں کو بلاد روم جنگ کے لئے بھیجا انہوں نے ھند وسند، اندلس اور بہت سے عجمی علاقے فتح کئے حتیٰ کہ ولید کے لشکر چین تک پہنچ گئے اس کے باوجود ولید سبزی فروش کی دکان پر جاتا اور سبزی کی ایک گڈی ہاتھ میں لے کر اس سے اس کی قیمت معلوم کرتا۔ سبزی فروش جواب میں کہتا کہ اے درہم تو وہ کہتا اس میں اور زیادتی کرتا کہ تجھے نفع حاصل ہو۔ اسی طرح ولید حامل قرآن لوگوں کی عزت کرتا ان کا اکرام کرتا اور ان کے قرضے ادا کرتا مورخین کا قول ہے ولید عمارت کا شوقین تھا اس وجہ سے وہ لوگوں سے عمارتوں کے بارے میں پوچھتا تھا اس کے بھائی سلیمان کو عورتوں کا شوق تھا وہ لوگوں سے سوال کرتا تھا کہ تم نے کتنی شادی کی تمہاری مسہریاں کتنی ہیں؟ عمر بن عبدالعزیز کو نماز عبادت کا شوق تھا وہ لوگوں سے سوال کرتے تھے تم کتنے روز میں قرآن ختم کرتے ہو تم نے گزشتہ رات کتنی نمازیں پڑھیں۔

مشہور مقولہ ہے عوالناس اپنے حاکموں سے اطوار وطریقے پر چلتے تھے اگر حاکم شرابی کبابی ہوگا تو معاشرہ بھی ایسا ہی ہوگا اگر حاکم لوطی ہوگا تو معاشرہ بھی لوطی ہوگا اگر حاکم لالچی ہوگا تو معاشرہ بھی لالچی ہوگا اگر حاکم فیاض اور سخی ہوگا تو معاشرہ بھی اس کی طرز پر ہوگا اگر حاکم دھوکہ باز ہوگا تو معاشرے کا حال بھی ایسا ہی ہوگا اگر حاکم متقی، باشرع اور دیندار ہوگا تو معاشرہ بھی دیندار ہوگا۔ غرض یہ کہ جیسے حکام ہوں گے ویسے ہی عوام ہوں گی۔

واقدی کا قول تھا ولید جبار، سخی دل، بہت غصہ والا، خوب کھانے والا اور کثرت سے جمع کرنے والا تھا اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ باندیوں کے علاوہ اس نے تریسٹھ عورتوں سے شادی کی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ولید بن زید فاسق تھا نہ کہ بانی جامع ولید بن عبدالملک بہر حال ولید نے دمشق کی جامع مسجد تعمیر کرائی جو خوبصورتی میں بے مثال ہے علاوہ ازیں اس نے بیت المقدس میں صخرہ بنوایا اس پر گنبد تعمیر کیا اور مسجد نبوی میں توسیع کرائی حتیٰ کہ قبر مبارک والا حجرہ مسجد میں آ گیا، اس کے علاوہ بھی اس نے بہت سے اچھے اچھے کارنامے چھوڑے۔ اسی (۹۶ھ) سال وسط جماری الثانیہ ہفتہ کے روز اس نے وفات پائی۔ ابن جریر کا قول ہے یہ تمام اہل سیر کا قول ہے کہ ولید کی وفات دیر مروان میں ہوئی باب الصغیر یا باب الفرادیس کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس کی نماز جنازہ عمر بن عبدالعزیز یا اس کے بھائی سلیمان یا اس کے لڑکے عبدالعزیز نے پڑھائی لیکن صحیح یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے پڑھائی انہوں نے ہی اسے قبر میں اتارا، اس کے قبر میں اتارتے ہوئے عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہم تجھے ایسے جگہ میں اتار رہے ہیں جہاں تکیہ وغیرہ کچھ نہیں اب تو احباب کو چھوڑ چکا تو نے مٹی کو اپنا مسکن بنالیا اس وقت تجھے حساب کا سامنا ہے تو نے جو کچھ آگے بھیجا اس کا تو محتاج ہے جو کچھ تو نے پیچھے چھوڑا اس سے تو بے نیاز ہے۔ ولید کی خلافت ۹ سال ۸ ماہ رہی۔

مدائنی کا قول ہے ولید کی نرینہ اولاد کی تعداد انیس تھی، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱)...... عبدالعزیز۔	(۲)...... محمد۔	(۳)...... عباس۔	(۴)...... ابراہیم۔
(۵)...... تمام	(۶)...... خالد۔	(۷)...... عبدالرحمٰن۔	(۸)...... مبشر۔
(۹)...... مسرور۔	(۱۰)...... ابوعبیدہ۔	(۱۱)...... صدقہ۔	(۱۲)...... منصور۔
(۱۳)...... مروان۔	(۱۴)...... عنبسہ۔	(۱۵)...... عمرو۔	(۱۶)...... روح۔
(۱۷)...... بشر۔	(۱۸)...... یزید۔	(۱۹)...... یحییٰ۔	

ان میں سے عبدالعزیز اور محمد کی والدہ کا نام ام البنین بنت عبدالعزیز تھی، جو ولید کی چچازاد بہن تھی۔ ابوعبیدہ کی والدہ کا نام فزاریہ تھا اس کے علاوہ باقی سب مختلف ماؤں سے تھے۔ مدائنی کا قول ہے جریر نے ولید کا مرثیہ ان اشعار میں کہا:

(۱)...... اے ابر کرم تیری یاد تو رونے پر آمادہ کرتی ہے لیکن آج کے صدمہ نے آپ آنسو ختم کردیئے۔

(۲)...... خلیفہ کی موت نے اس کے عمدہ اخلاق کو نظروں سے اوجھل کردیا۔

(۳)...... اس کے سارے لڑکے بڑی مصیبت میں گھیر گئے تھے جب سے کہ اس کے گھر کا چاند ماند پڑ گیا۔

(۴)......ولید کی وفات پر سب موجود تھے لیکن اس کے باوجود عبدالعزیز، روح اور عمر میں سے موت کو کوئی بھی نہ روک سکا۔
زیاد بن حارث تمیمی دمشقی نے بھی اسی سال وفات پائی ان کا گھر قصر الثقفیین کے مغربی جانب تھا۔ انہوں نے حبیب بن مسلمہ فہری سے روایت نقل کی۔ ان سے عطیہ بن قیس، مکحول، یونس ابن میسرہ بن حلبس نے روایت نقل کی اس کے باوجود ابوحاتم نے ان کے بارے میں شیخ مجھول کے الفاظ استعمال کئے نسائی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ان کی صحابیت میں اختلاف ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ تابعی تھے ابومحمد عبداللہ بن عمر بن عثمان نے بھی اسی سال وفات پائی۔ آپ مدینہ کے قاضی تھے۔ نیک، صالح، فیاض اور قابل تعریف انسان تھے۔

سلیمان بن عبدالملک کی خلافت

اس کی خلافت کی بیعت اس دن ہوئی جس دن اس کے بھائی ولید کی وفات ہوئی۔ یہ ۹۶ھ وسط جمادی الثانیہ ہفتہ کا دن تھا سلیمان اس وقت رملہ میں تھا اور وہ اپنے والد کی وصیت کے مطابق اپنے بھائی کے بعد ولی عہد تھا ولید نے اپنی وفات سے قبل سلیمان کو معزول کر کے اپنے لڑکے عبدالعزیز کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کرلیا تھا۔ حجاج، قتیبہ بن مسلم اور ایک جماعت نے اس بارے میں اس کی حمایت کی تھی جریر وغیرہ نے اس پر اشعار بھی کہے تھے لیکن ولید اپنے اس منصوبہ میں کامیاب نہ ہو سکا حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا اور اس کے بھائی سلیمان کے لئے بیعت منعقد ہوئی۔ قتیبہ بن مسلم کو جان کا خطرہ ہو گیا اور اس نے سلیمان کی بیعت نہ کرنے کا ارادہ کرلیا سلیمان نے اس کو معزول کر کے عراق کا پھر خراسان کا یزید بن مہلب کو حاکم بنا دیا اور اس کو آل حجاج کو سزا دینے کا حکم دیا حجاج نے ہی یزید کو خراسان کی ولایت سے معزول کیا تھا۔ اسی سال ۲۳ رمضان کو سلیمان نے عثمان بن حیان کو مدینہ کی گورنری سے معزول کر کے اس کی جگہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مقرر کر دیا تھا۔ یہ بڑے علماء میں سے تھے۔
قتیبہ کو سلیمان کی بیعت کا علم ہوا تو اس نے سلیمان کے پاس ایک خط لکھا جس میں اس کے بھائی کی تعزیت، بیعت پر مبارکباد اور جنگوں میں اپنی کارکردگی کا ذکر تھا نیز یہ کہ اگر اس نے اس کو خراسان کی گورنری سے معزول نہ کیا تو وہ اس کی مطیع وفرمانبردار بن کر رہے گا کچھ روز بعد قتیبہ نے سلیمان کو خط لکھا، جس میں اپنی شاندار فتوحات کا ذکر کیا اور اپنی معزولی کی صورت میں اس کی عدم بیعت پر قسم کا ذکر تھا۔ پھر اس نے سلیمان کو تیسرا خط لکھا، اس میں اس کی عدم بیعت کی صراحت تھی اور ایلچی کو حوالے کرتے ہوئے کہا اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر سلیمان پہلے خط کو پڑھ کر اس سے چھ تاثر لے تو اور اسے یزید کے حوالے کر دے تو پھر اسے دوسرا خط اگر وہ اس کو بھی یزید کے حوالے لے تو اس کے بعد اسے تیسرہ خط دیا دینا جب ایلچی نے پہلا خط اس کے حوالے کیا تو اس نے اسے پڑھ کر یزید کے حوالے کر دیا ایلچی نے دوسرا خط دیا تو وہ بھی اس نے یزید کے حوالے کر دیا بعد ازاں اس نے تیسرا خط دیا اس کو پڑھ کر سلیمان کا چہرہ سرخ ہو گیا وہ خط اس نے یزید کے حوالے نہیں کیا بلکہ مہر لگا کر اسے اپنے پاس رکھ لیا اور ایلچی کے بارے میں حکم دیا کہ اسے مہمان خانہ میں ٹھہرایا جائے رات کو اسے بلوا کر سلیمان نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور ایک خط اسے دیا جس میں قتیبہ کو گورنری کے تقرر کا ذکر کیا سلیمان نے اس ایلچی کے ساتھ اپنا ایلچی بھیجا جب وہ دونوں بلاد خراسان پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ قتیبہ نے عدم بیعت کا اعلان کر دیا، سلیمان کے ایلچی نے وہ خط قتیبہ کے ایلچی کو دے دیا لیکن اس کے پاس لوٹنے سے قبل اس کو قتیبہ کے قتل کی خبر ملی۔

قتیبہ بن مسلم کا قتل......ایک موقعہ پر قتیبہ نے فوج اور لشکروں کو جمع کر کے سلیمان بن عبدالملک کو خلافت سے معزول کرنے کا ارادہ کیا اور اس نے ان کے سامنے اپنی فتوحات اور کارناموں کا ذکر کیا جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوا تو کسی نے بھی اس کی بات کا جواب نہیں دیا بلکہ انہوں نے اس کی بات کو ناپسند کیا اور اس سے نفرت کا اظہار کیا ان ہی میں سے ایک شخص وکیع بن اسود نے لوگوں کو جمع کر کے کھلم کھلا اس کی مخالفت کا اعلان کیا اور وہ مسلسل قتیبہ کے تعاقب میں رہا بالآخر اس نے اسی سال ماہ ذوالحجہ میں اس کے بھائیوں بیٹیوں سمیت اسے قتل کر دیا اس موقع پر اس کے چار لڑکے قتل ہوئے ان کے نام یہ ہیں:
(۱)......عبدالرحمن (۲)......عبداللہ۔ (۳)......عبیداللہ۔ (۴)......صالح۔
اور قتیبہ کے چار پوتے بھی قتل ہوئے۔ قتیبہ بن مسلم بن عمرو بن حصین بن ربیعہ ابوحفص باھلی سادات امراء سے تھا بہادر جنگجو اور رفیع الشان تھا

اللہ نے اس کے ذریعے بے شمار لوگوں کو ہدایت عطا فرمائی لیکن آخر میں اس سے ایک ایسی غلطی سرزد ہوگئی (سلیمان کی بغاوت) جو اس کی موت کا سبب بن گئی انشاء اللہ اس کی گزشتہ نیکیاں اس کی محوسیات کا ذریعہ ہوں گی قتیبہ کی وفات خراسان کے آخری شہر فرغانہ میں ہوئی اس کی عمر ۴۸ سال تھی اس کا والد ابو صالح مسلم مصعب بن زبیر کے ساتھ قتل ہوا تھا خراسان پر دس سال تک اس نے حکومت کی اور لوگوں کو بیحد فائدہ پہنچایا عبدالرحمٰن بن جمانہ باھلی نے قتیبہ بن مسلم کا مرثیہ ان اشعار میں بیان کیا۔

(۱)......ابو حفص قتیبہ نے نہ تو لشکروں کو جمع کیا اور نہ وہ منبر پر چڑھا۔

(۲)......قوم کو جمع ہونے کے باوجود اس نے جھنڈے نہیں گاڑھے۔

(۳)......موت نے اسے دعوت دی چنانچہ اس نے اللہ کا فیصلہ بخوشی قبول کر لیا اور معاصی سے پاک ہو کر جنت میں پہنچ گیا۔

جریر کا قول ہے بعض نے قتیبہ بن مسلم کا مرثیہ ان اشعار میں بیان کیا:

(۱)......تم ابن مسلم کے قتل پر دم ہو جب تمہاری رب العالمین سے ملاقات ہوگی اس سے بھی زیادہ تم نادم ہوگے۔

(۲)......اس کی موجودگی میں تمام غزوات میں تم نے مال غنیمت حاصل کیا اور آج تم لوگوں کے لئے مال غنیمت بنے ہو۔

(۳)......وہ تو جنت کی حوروں سے مل گیا اور اس کے قتل کی وجہ سے تمہارے لئے دوزخ ہے۔

راوی کا قول ہے قتیبہ بن مسلم کے خاندان میں سے ایک جماعت نے مختلف شہروں کی حکمرانی کی ان میں سے ایک عمر بن سعید بن قتیبہ بن مسل بھی ہیں جو فیاض اور قابل تعریف انسان تھے۔ ان کی وفات پر ابو عمر واشجع بن عمر وسلمی نے اس کا مرثیہ کہا:

(۱)......ابن سعید کی دنیا سے چلے جانے کے باوجود مجرق ومغرب میں اس مداح موجود ہے۔

(۲)......اس کی خوبیاں بیشمار ہیں جن کا شمار کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

(۳)......تیرے احسانات کو یاد کرتا ہوں تو رونا بند نہیں ہوتا لیکن تیرے صدمہ سے آنکھوں کے آنسو خشک ہو گئے۔

(۴)......ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے علاوہ کسی کو موت نہیں آئی اور نہ ہی تجھ پر جمع ہیں۔

(۵)......جس طرح شاعر نے تیری زندگی مین احسن انداز میں تیری مدح سرائی کی اسی طرح انہوں نے تیرا مرثیہ بھی کہا۔

ابن خلکان کا قول......ابن خلکان کا قول ہے یہ مرثیہ تمام مرثیوں سے عمدہ ہے قبیلہ باھلۃ عرب کے نزدیک باعزت قبیلہ تھا راوی کا قول ہے اشعث بن قیس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے خونوں کے بارے میں ہمیں کفایت کریں گے آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ہے ہاں البتہ اگر تم نے قبیلہ باھلۃ کے کسی شخص کو قتل کیا تو میں تمھیں قتل کردوں گا ایک بدو سے سوال کیا گیا کہ یہ بات تمہارے لئے باعث مسرت نہیں ہے کہ تم قبیلہ باھلۃ سے ہو کر جنت میں داخل ہوا ایک بدھو نے ایک شخص سے سوال کیا کہ تم کس قبیلہ سے ہو اس نے جواب میں کہا میرا تعلق قبیلہ باھلۃ سے ہے تو اس نے اس کا مرثیہ کہا۔

ابن جریر کا قول ہے اسی سال امیر مصر قرہ بن شریک عبسی نے وفات پائی۔ مؤلف کتاب کا قول ہے یہ قرۃ بن شریک ولید کی طرف سے امیر مصر تھا اسی نے جامع الفیوم بنوایا۔ اس سال والی مدینہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال مکہ کا امیر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید، عراق کا امیر یزید بن مہلب، بصرہ کا نائب یزید بن مہلب کی طرف سے سفیان بن عبداللہ کندی تھا۔ بصرہ کا قاضی عبدالرحمٰن ابن اذینہ، کوفہ کا قاضی ابوبکر بن ابی موسیٰ اور خراسان کا قاضی وکیع بن سود تھا۔ واللہ اعلم۔

قتیبہ بن مسلم کے حالات......اس کے ذریعہ بہت سے انسانوں کو راہ راست نصیب ہوئی۔ لیکن اُس نے عمل سے۔ جو کوتاہی دکھائی، اور خلیفہ کی پیروی سے انکار کر کے بغاوت کا راستہ اختیار کیا، تو اللہ کی طرف سے اُسے سزا بھی ملی۔ اور وہ سزا ایسی ملی جو لوگوں کیلئے بھی نشان عبرت ثابت ہوئی۔ مگر اس کے ہاتھوں سے اچھے اعمال۔ اور شاندار اسلامی فتوحات رونما ہوئی۔ اُس کی بدولت امید ہے کہ خدا تعالیٰ اُس کے گناہوں کو اپنی شفقت سے معاف فرمادیں گے۔ اور اُس کی بخشش فرمادیں گے۔

قتیبہ بن مسلم کی موت شہر خراسان کے آخری حصہ فرغانہ میں واقع ہوئی، اس کی حیرت انگیز موت ذی الحجہ ۹۶ ھ میں ہوئی۔ اُس وقت اُسکی عمر ۴۸ اڑتالیس سال تھی اور خراسان میں اُسے بحالت ولایت دس سال ہوئے تھے وہاں اُس نے مخلوق کو ان دنوں بہت فائدہ پہنچایا۔ اور اُن دنوں خود بھی وہ استفادہ کرتا رہا۔

اس کی موت پر عبدالرحمان بن جمانۃ الباہلی نے مندرجہ ذیل مرثیہ تحریر کیا:

كان ابا حفص قتيبه لم يسر　　　بجيش الىٰ جيش ولم يعل منبرا

ابوحفص قتیبہ وفات پا گیا مگر اُس نے نہ کسی لشکر کی سپہ سالاری کی اور نہ وہ منبر پر بیٹھا۔

ولم تخفق الرايات والقوم حوله　　　وقوف ولم يشهد له الناس عسكرا

نہ اُس کے لئے جھنڈے سرنگوں ہوئے اور نہ ملی مظاہرہ ہوا اور نہ ہی فوج نے اُسے سلامی دی۔

دعته المنايا فاستجاب لربه　　　وراح الى الجنات عفًا مطهّرًا

موت نے اُسے پکارا تو اس نے اپنے رب کی پکار پر لبیک کہا اور وہ گناہوں سے پاک صاف ہوکر جنت کی طرف چل پڑا۔

فما رزى الاسلام بعد محمد　　　بمثل ابى حفص فبكّيه عبهراً

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اسلام پر ایسی مصیبت کبھی نہیں آئی جیسی ابوحفص کے انتقال پر آئی ہے، پس اے عبہر تو خوب رو لے آخری شعر میں شاعر نے مبالغہ آرائی کی ہے قتیبہ کے بیٹے کا نام عبہر تھا۔

بن ابن جریر نے لکھا ہے امیر مصر قرۃ بن شریک العبسی کا انتقال ۹۶ ھ میں ہوا۔ اس کو ولید نے مصر کا گورنر طے کیا تھا۔ اس سال مدینہ کے حاکم ابوبکر محمد بن عمرو بن حرم نے عوام الناس کو حج کرایا۔ اور مکہ کا امیر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھا۔ اور عراق کی جنگ وغیرہ کا ذمہ دار یزید بن المہلب تھا۔ اور اس علاقہ کے خراج وغیرہ کے وصول کرنے کی ذمہ داری صالح بن عبدالرحمٰن کے حوالہ تھی۔ اور بصرہ کے نائب ہونے کی ذمہ داری سفیان بن عبداللہ الکندی کے حوالہ تھی۔ اور بصرہ میں قاضی القضاۃ کی ذمہ داری ابوبکر بن ابوموسیٰ کو حاصل تھی۔ اور خراسان کی جنگ کے ذمہ دار وکیع بن سود تھے۔

۹۷ ہجری

اس سال سلیمان عبدالملک نے قسطنطنیہ پر حملہ کیلئے فوج کو تیار کیا۔ اور اس نے اس جنگ میں اپنے بیٹے داؤد کو موسم گرما میں چڑھائی کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے قلعہ مراۃ پر فتح حاصل کر لی۔ اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے وضاحیہ کے علاقہ میں جنگ شروع کی۔ اور اس قلعہ کو فتح کیا جس کی تعمیر صاحب وضاحیہ وضاح نے کی تھی۔

اسی سال مسلمہ نے رجمہ کو فتح کرنے کی نیت سے جنگ لڑی۔ اور وہاں کے قلعے برجمہ، قلعہ حدید، قلعہ سررا اور شہر روم کے بہت سے قلعے فتح کر لیے، اس سال عمر بن ہبیرہ افزاری نے شہر روم میں دریائی جنگ لڑی، اور اس کے بہت سے علاقوں کو فتح کر لیا۔ اور اسی سال عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کا قتل ہوا، اور اُن کا سر سلیمان بن عبدالملک کے ہاں تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ اسی سال سلیمان نے خراسان کی نیابت کی ایک اور ذمہ داری یزید بن مہلب کو سونپ دی۔ جو پہلے سے عراق کا امیر تھا۔ اور وجہ اس کی یہ ہوئی کہ وکیع بن ابوسود نے جب قتیبہ بن مسلم وغیرہ کو قتل کیا، تو اس کا سر بعوض طلب امارت خراسان سلیمان کے سامنے پیش کیا تھا، چنانچہ یزید بن مہلب نے عبدالرحمٰن بن الاہتم کو اس غرض سے سلیمان بن عبدالملک کے پاس روانہ کیا، تاکہ وہ سلیمان بن عبدالملک کے سامنے اس کی اچھائیاں ذکر کرے، اور اس کے لئے خراسان کی امارت کا راستہ آسان کرے، اور ساتھ ساتھ وکیع بن ابوسود کی برائی ذکر کرے، اس پر وا اگرام کے ساتھ ابن الاہتم جو ایک مکار و چاک و چوبند آدمی تھا روانہ ہوا۔ اور سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قصہ کہانی شروع کی، نتیجہ وکیع بن ابوسود خراسان کی امارت سے ہاتھ دھو بیٹھا، اور یزید کو خراسان کا امیر مقرر کر دیا گیا، اور سلیمان نے ابن الاہتم کو

اس خوش کن خبر کے ساتھ یزید کی طرف روانہ کیا۔

یزید نے اس ذمہ داری کو نمٹانے کے لئے ایک لاکھ کا وعدہ کیا۔ جو اس کی طرف سے پورا نہ ہوا۔ اس کے بعد یزید نے خراسان کی طرف اپنے بیٹے مخلد کو روانہ کیا اور اُسے امیر المومنین کی طرف سے مندرجہ ذیل عنوان پر قائم خط بھی سونپ دیا۔

خط کا عنوان ...... ہمیں پتہ چلا ہے کہ قتیبہ بن مسلم کی نیت نہ تو بیعت سے انکار کی تھی اور نہ ہی اطاعت سے بغاوت کی، لہٰذا اگر وکیع نے اسی بنا پر اس سے انتقام لیا ہے کہ وہ طاعت سے بغاوت اور بیعت کے ختم کرنے کا مرتکب تھا۔ تو اس کی ذمہ داری یہ تھی کہ یہ اس کو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجتا۔

چنانچہ مخلد اس خط کے ساتھ خراسان پہنچ گیا، اور وکیع کو گرفتار کر کے اُسے سزا دی، اور اُسے جیل کی نذر کر دیا اپنے باپ کے آنے سے پہلے یہ کام کر چکا تھا۔ اسی بنا پر وکیع خراسان ۹ یا ۱۰ ماہ امیر رہنے کے بعد معزول کر دیا گیا۔ اور یزید بن مہلب نے خراسان پہنچ کر امیر خراسان کی ذمہ داری سنبھال لی اور اریب قریب کے علاقوں میں اپنے نائبین مقرر کر دے جو لوگ ۹۷ھ میں وفات پا گئے ان کے نام یہ ہیں۔

الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب ...... ابو محمد القرشی الہاشمی نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سے مرفوعاً یہ روایت نقل کی ہے کہ جو مسلمان بھی اہل بیت کی معاشی دیکھ بھال روا زنہ انجام دے گا، اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ عبداللہ بن جعفر، علی سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت الحسن اروان کے بیٹے عبداللہ فرماتے ہیں کہ الحسن بن الحسن عبدالملک بن مروان کے ہاں ایک وفد لے کر آئے، تو اس نے ان کی بڑی عزت وتکریم کی، اور حجاج کے مقابلہ میں ان کی مدد کو ترجیح دی، اور ان کو علی کا ایک ہی وارث قرار دیا، اور ان کے ایسے حالات وآثار ذکر کئے جو ان کی سیادت پر دلالت کرتی ہیں۔

بتلایا جاتا ہے کہ ولید بن عبدالملک نے اپنے شہر کے حاکم کو خط لکھا کہ اہل عراق کے کاتب الحسن بن الحسن ہیں جب آپ کو میرا یہ رقعہ ملے تو اُسے کوڑے لگانا اور اُسے لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے اُسے قتل کرنا، اس کے بغیر مجھے اپنی شکل نہ دکھانا۔

اس کے بعد یہ خط حسن بن حسن کو بھیج دیا، جنھیں علی بن الحسین نے کلمات الکرب سکھلا دیئے۔ چنانچہ جب وہ کلمات ان کے پاس پہنچے، تو انہوں نے وہ کلمات پڑھے۔ جنکی برکات کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں ظالموں سے چھٹکارا نصیب کیا وہ کلمات یہ ہیں۔

لاالہ الااللّٰہ الحلیم الکریم، لاالہ الااللّٰہ العلی العظیم لاالہ الااللّٰہ ربّ السموت السبع ورب الارض رب العرش العظیم.

الحسن بن الحسن کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا، ان کی والدہ خولہ جو منظور فزاری کی بیٹی تھیں۔ ایک دن انہوں نے ایک رافضی سے کہا، خدا کی قسم اگر میں قتل کر دیا جاؤں، تو مجھے خدا کی قربت نصیب ہوگی۔ اس شخص نے کہا، آپ مذاق کر رہے ہیں، جواب میں الحسن بن الحسن نے فرمایا یہ مذاق نہیں، یہ تو دادا کی فرمائی ہوئی بات ہے۔ اور اس تذکرے کے بعد دوسرے شخص نے کہا، کیا رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان نہیں **"من کنت مولاہ فعلی مولاہ"** جس کا میں مولا علی بھی اس کا مولا ہے، انہوں نے جواب فرمایا کہ یہ تو بات ٹھیک ہے۔ مگر دیکھئے اگر رسول اکرم ﷺ کا مقصود اس بات سے خلافت کا ہوتا، تو آپ ﷺ صاف صاف اپنے خطاب میں یہ بات فرما دیئے کہ اے لوگو! تمہارے علم میں ہونا چاہئے کہ میرے بعد اس کام کا ذمہ دار یہ شخص ہوگا۔ اور یہ تمہارے درمیان موجود بھی رہے گا، لہٰذا تم لوگ میری اس بات کو غور سے سنو بھی اور اس پر عمل پیرا رہنا۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم اگر حضرت علی کرم اللہ وجھہ کو اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کام کیلئے منتخب فرماتے اور اس کے بعد بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ عنہ، اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوتے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو چھوڑنے والے پہلے شخص ہوتے۔ اور انہوں نے لوگوں سے یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم! اگر ہمیں اس کے بارے میں یقینی علم ہوتا تو ہم تمہارے ہاتھ پیر کاٹ ڈالتے اور تمہاری توبہ بھی قابل قبول نہ ہوئی تم پر افسوس ہے کہ تم ہمیں ہمارے نفسوں کے حوالے سے دجل وفریب میں ڈال رہے ہو۔

اور تم پر افسوس ہے۔ کاش تم لوگ ہمارے بارے میں حق گوئی سے کام لئے، اسلئے کہ اگر کسی کو بلا عمل قرابت کی بنا پر نفع پہنچ سکتا ہے، تو وہ اس

کے ماں باپ ہی ہیں۔
قسم خدا کی مجھے ڈر ہے کہ ہم گناہ گاروں کو دہرا عذاب ہوگا، اور امید ہے کہ نیک و پارسا لوگوں کو ثواب اور اجر بھی دگنا ملے گا۔
ہم اگر خدا کے اطاعت گزار و فرماں بردار بندے ہیں تو ہم سے محبت کرو۔ اور اگر ہم اس کے نافرمان ہیں، تو ہم سے تم دشمنی رکھو۔

موسیٰ بن نصیر ابو عبدالرحمٰن لخمی ...... یہ ایک خاتون کا غلام تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بنوامیہ کا غلام تھا۔ اس نے مغرب کے تمام شہروں کو فتح کیا۔ اور وہاں سے اس نے بے حد وحساب مال غنیمت حاصل کیا، اس دوران اس کا واسطہ بہت سے خوفناک مقامات سے بھی رہا۔ موسیٰ بن نصیر پیر سے معذور تھا۔ یہ بات مشہور ہے کہ اس کی پیدائش ۱۹ھ میں ہوئی اور عین التمر میں رہائش پذیر تھا۔ اس کا باپ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ملک شام میں جبل خلیل کے قیدیوں میں تھا۔ جس کا نام نصر تھا۔ جسے بعد میں اسم تصغیر میں بدل دیا گیا۔
تمیم الداری سے انہوں نے روایتیں لی ہیں اور ان سے ان کے بیٹے عبدالعزیز اور یزید ابن مسروق یحصبی نے روایتیں لی ہیں۔ موسیٰ بن نصیر شروع شروع میں بحری بیڑہ کے ذریعہ جو کہ امیر معاویہ کا تھا، بحری جنگوں میں شامل ہوتا رہا ہے۔ اسی بنا پر اس نے قبرص کی جنگ بھی لڑی اور وہاں قلعہ الماغوصہ، اور بانس وغیرہ بنائے۔ اور وہاں میں پورے علاقہ قبرص میں کامیابی حاصل کی، جس کے پیش نظر وہ امیر معاویہ کا نائب اور معاون مقرر رہا۔ اور موان کے مصر کے شہروں میں داخلے کے وقت ساتھ ساتھ رہا۔ اسی بنا پر وہ اسے اپنے بیٹے عبدالعزیز کے پاس کر چل پڑا۔ اور جب عبدالعزیز نے عراق کے شہروں کو فتح کرلیا تو اس نے موسیٰ بن نصیر کو اپنے بھائی بشر بن مروان کا نائب بنادیا۔
موسیٰ بن نصیر مدبر، عقلمند، اور نہایت ذی رائے شخص تھا۔ اور خوب خبر رکھنے والا صاحب تدبیر آدمی تھا۔
بغوی کا کہنا ہے کہ موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کے شہروں کا گورنر ۷۹ھ کو بنادیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے وہ تمام ملکوں اور اقلیموں کو فتح کرتا چلا گیا اور جیسا کہ ہم اندلس کے علاقوں کی فتوحات میں تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں کہ اندلس میں بہت سے شہر اور قصبات، دیہات مختلف جہتوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان سب کو اس نے بڑی حکمت و دانائی سے اپنی ماتحتی میں کرے اور وہاں کے بہت سے لوگوں کو قیدی بنالیا۔ اور بہت سے مال غنیمت بھی اپنے قبضہ میں کرلیا۔ اور سونا چاندی تو اتنا حاصل کیا، جس کا تخمینہ لگانا بھی مشکل ہے، اور اسی طرح آلات واسباب اور مال ومتاع کا بھی بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ لگا، جس کا گنتا اور حساب کتاب بھی دشوار تھا۔ اور قیدیوں میں حسین وخوبصورت لڑکے اور خوبرو نوجوان لڑکیوں کی بھی کثرت تھی اور یہ بات بھی موسیٰ بن نصیر کے بارے میں مشہور ہے کہ جتنا مال غنیمت اور قیدی اس کے ہاتھ لگے، شاید ہی کو ہو جسے اس قدر مال غنیمت ملا ہو۔ اور اسی طرح اس کے ہاتھ پر بے شمار لوگ مشرف باسلام ہوئے اور اس نے احکام اسلام اور قرآن کی ترویج وتبلیغ بھی ان میں بہت کی جب اس کا مال غنیمت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا تو گھوڑوں اور اونٹوں کی بجائے گاڑیوں پر سامان لادا جاتا، جنہیں جانوروں کے ذریعے کھینچا جاتا۔

دو عظیم سپہ سالار ...... قتیبہ بن مسلم اور موسیٰ بن نصیر اسلا کے دو عظیم المرتبہ نڈر، بہادر جوان گزرے ہیں قتیبہ بن مسلم نے سرزمین مشرق میں فتوحات کا جھنڈا بلند کیا، جبکہ موسیٰ بن نصیر نے مغرب کی سرزمین کو اپنی جگاہ بنایا اسے تو اللہ پاک نے دونوں کو خیر کثیر عطا فرمائے مگر موسیٰ بن نصیر کی کامیابیاں وکامرانیاں اور مال غنیمت میں حاصل ہونے والے قیمتی اثاثے، اور عظیم دولت تک قتیبہ بن مسلم کا پہنچنا دشوار رہا۔
کہا جاتا ہے کہ اندلس کی فتح کے بعد ایک شخص موسیٰ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرے ساتھ ایک آدمی کر دو میں اُسے قیمتی خزانوں سے آگاہ کروں چنانچہ موسیٰ نے اپنے چند آدمی اس کے ساتھ روانہ کر دیئے، جس کے بعد اُس شخص نے ان کو ایک جگہ دکھلائی اور کہا یہاں سے کھدائی کرو، چنانچہ کھدائی کے بعد اس سرزمین سے ایک بہت ہی لمبا چوڑا قطعہ ارضی ظاہر ہوا جہاں دو خوبصورت جھنڈے لہرادتے تھے۔ وہاں پر ان حضرات کو یاقوت وجواہرات وزبرجد کا ایک قیمتی وکثیر خزانہ دستیاب ہوا، جس پر یہ حیران وششدر رہ گئے۔ سونا تو اتنا کثیر تھا کہ اندازہ لگنا مشکل ہے اسی مقام سے ان لوگوں کو ایک ایسا کپڑا بھی ہاتھ لگا، پھر سونے کے تاروں سے تیار کیا گیا تھا۔ اس پر نہ صرف قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے۔ بلکہ وہ قیمتی جواہرات ویاقوتوں سے بھی آراستہ وہیراستہ تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہاں ایک گم شکل شخص کو یہ ندا کرتے ہوئے سنا کہ تم پر آج جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھل چکا ہے۔ اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کو اس خزانے میں حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا وہ

دسترخوان بھی ملاتھا۔ جس پر بیٹھ کر وہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ ان تمام واقعات اور جنگ کی صورتحال کو ایک شخص جس کا تعلق موسیٰ بن نصیر کی اولاد سے تھا قلمبند کر کے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ جس کا نام ابو معاویہ معارک بن مروان بن عبدالملک بن مروان بن موسیٰ بن نصیر نصیری تھا۔ حافظ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ موسیٰ بن نصیر دور ولید میں دمشق آیا، اُس وقت عمر بن عبدالعزیز نے اُس سے معلوم کیا کہ اُس نے سمندر میں کیا کیا عجائب دیکھے؟ تو اُس نے کہا کہ ہم ایک مرتبہ ایک ایسے جزیرہ پر پہنچے کہ وہاں ہم نے سولہ صندوق، لکڑی کے گھڑ کی طرح کے دیکھے، جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے نام کی مہر لگی ہوئی تھی۔ میں نے ان میں سے چار بکس نکالنے کا حکم جاری کیا اس کے بعد ایک صندوق کو سوراخ کیا، تو اس میں سے ایک شیطان نمودار ہوا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ ''اس ذات کی قسم جس نے تجھے نبوت کے مقام پر فائز کیا میں دوبارہ فساد برپا کروں گا، موسیٰ بن نصیر نے کہا کہ اس شیطان نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا کہ میں سلیمان اور ان کی حکومت کے مثل شان وشوکت کہیں نہیں پاتا ہوں یہ کہتا ہوا وہ زمین روز ہو گیا، اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ گھڑ نما تین صندوق وہیں پہنچا دیئے گئے جہاں سے اٹھائے گئے تھے۔

سمعانی وغیرہ کا بیان ہے کہ موسیٰ بن نصیر نے شہر نحاس کی طرف سفر کیا جو کہ مغرب کے آخری حصہ میں واقع بحرالاخضر کے نزدیک تھا۔

وہاں پہنچ کر اُس نے مغرب کے بحرالاخضر کے قرب میں دکھائی دی جانے والی اونچی دیوار کا جائزہ لینے شہسواروں کو روانہ کیا۔ تاکہ وہ دیکھیں کہ اندر داخل ہونے کا کوئی راستہ ہے یا نہیں؟ مگر شہسوار کے دن رات کی تلاش بسیار کے باوجود کوئی راستہ نہ مل سکا۔

لہٰذا موسیٰ نے حکم جاری کر دیا کہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ تہہ بہ تہہ رکھتا جائے، تاکہ اس دیوار کی انتہاء تک رسائی ممکن ہو سکے، مگر ایسا نہ ہو سکا جس کے بعد موسیٰ نے ایک سیڑھی تیار کرنے کا حکم جاری کیا۔ اور پھر ایک شخص کو اس سیڑھی کے ذریعہ اوپر چڑھ کر دیوار کے پار کی خبریں لانے کا فرمان جاری کیا، مگر اُس شخص کی ہمت اندر اترنے سے جواب دے گئی، حتیٰ کہ اور بھی لوگ چڑھتے رہے مگر خائف ہو کر وہ دوبارہ لوٹ آئے، غرض یہ کہ کوئی بھی اندر کی خبر لانے پر قادر نہ ہو سکا یہاں تک کہ موسیٰ اور اس کا قافلہ اس سلسلہ کو چھوڑ چھاڑ کر سمندری علاقہ سے باہر آ گئے، اور دوسرے چھوٹے بحیرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر ایک شخص کو دیکھا، موسیٰ نے اس سے معلوم کیا، آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیتے ہوئے کہا، میں جن ہوں، میرے باپ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کو احسن سمندر میں قید کر دیا ہے۔ اور میری حاضری سال بھر میں ایک مرتبہ ہوا کرتی ہے۔ جس میں اپنے باپ کی زیارت کر کے واپس ہو لیتا ہوں۔ موسیٰ نے اس سے کہا! کیا تم نے بھی کسی کو اس شہر میں داخل ہوتے یا نکلتے دیکھا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیتے ہوئے کہا، ہاں مگر ایک شخص ہر سال آیا کرتا ہے، جو اس بحیرہ میں عبادت کر کے غائب ہو جاتا ہے۔ اور پھر نظر نہیں آتا۔ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں وہ کون شخص ہے، موسیٰ اس کے بعد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ افریقہ واپس آ گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

موسیٰ بن نصیر نے ۹۳ھ میں سخت قحط کے دنوں میں افریقہ میں نماز استسقاء پڑھائی۔ نماز استسقاء سے پہلے تین دن کے روزے رکھنے کا حکم بھی جاری کیا۔ اور پھر لوگوں میں چل پھر کر وہ علاقے کے تمام لوگوں کے ساتھ باہر آیا، حتیٰ کہ اہل الذمہ کو بھی ساتھ لے لیا اور وہ منظر بڑا عجیب تھا۔ جب الحاح وزاری و چیخ و پکار سے ایک دوسرے کی بات سننا ممکن نہ تھا۔ موسیٰ تمام لوگوں کے ساتھ دوپہر تک الحاح آہ وزاری میں مبتلا رہا، جس کا فائدہ یہ ہوا کہ اللہ رب العزت نے ان کی دعائیں قبول فرمالی اور اتنی بارش ہوئی کہ تمام ضرورتیں پوری ہو گئیں۔ اس کے بعد وہ منبر سے اُتر پڑا۔ اسی اثناء میں ایک نے سوال کیا کہ آپ نے اپنی دعاء میں امیر المومنین کو یاد نہیں کیا؟ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں ایک خدا کی یاد کے سوا سب یاد یں ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ وہ جس دن دمشق میں قدم رنجہ ہوا، وہ جمعہ کا دن تھا۔ موسیٰ عالیشان کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھا، اور ایوان میں حاضری کے اس کی خدمت پر مامور تیس ایسے غلام تھے، جو بادشاہوں اور امراء کے بیٹے ہوتے تھے۔

جس وقت ولید نے موسیٰ کو اس شان وشوکت کے ساتھ دیکھا، اُس وقت ولید منبر پر بیٹھا لوگوں سے خطاب کر رہا تھا، اُس نے اپنے امراء اور فوجیوں کو ایک طرف کھڑے رہنے کا فرمان جاری کیا۔ اور جب موسیٰ شاہی ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ایک طرف کھڑا ہو گیا، تو ولید نے اپنے رب کی حمد وثناء کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب رب العالمین کا احسان ہے کہ اس نے ایسے ہمیں ایسے بے باک، نڈر، بہادر سپہ سالاروں کے ذریعہ وسیع وعریض مملکت کے ساتھ بڑے بڑے ملکوں کی قیمتی اشیاء اور نوادرات سے مالا مال فرمایا۔ اسی دوران نماز جمعہ میں بھی تاخیر ہو گئی تھی۔ بس وہ منبر سے اترا، اور

نماز جمعہ پڑھانے کے بعد اس نے موسیٰ بن نصیر سے اس کی فتوحات کی کارگزاری سنانے کو کہا۔
اس نے نہایت جامع اور خوبصورت انداز میں کارگزاری سنائی، جس کے بعد موسیٰ کو بیش بہا قیمتی انعامات سے نوازا گیا۔ اس پر موسیٰ نے بھی امیر المومنین کی خدمت میں قیمتی تحائف پیش کئے، ان تحائف میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہ دسترخوان بھی تھا، جس پر بیٹھ کو وہ کھانا تناول کیا کرتے تھے۔
جو سونے چاندی کے ملاپ سے تیار کیا ہوا تھا۔ جس پر ہیرے جواہرات بھی جڑے ہوئے تھے۔
کہا جاتا ہے کہ جب ولید نے اپنے بیٹے مروان کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا اس وقت اس کے لشکر جرار میں ایک لاکھ تو صرف ایسے غلام تھے جو افریقہ وغیرہ سے گرفتار کئے گئے تھے۔ جب اپنے بھتیجے کو سپہ سالاری سونپی اس وقت بھی اس کی فوج میں ایک لاکھ برابر قیدی بھی شامل تھے۔ جب ولید کے پاس مال غنیمت کی تفصیل پیش کی گئی اُس میں بھی صرف (۵۰) پچاس ہزار غلام اُس کے حصہ میں آئے۔ خلاصہ کلام یہ کہ موسیٰ بن نصیر کے دور امارت میں مسلمانوں کو اتنا مال ودولت میسر آیا کہ اس کی مثال سے تاریخ اسلام قاصر نظر آتی ہے۔
موسیٰ بن نصیر کہا کرتا تھا کہ اگر مجھے کچھ اور موقع ہاتھ لگتا تو رومی شہروں پر بھی قابض ہو جاتا۔ لیکن ولید کے فوت ہونے کے بعد اس کا بھائی سلیمان باوجود اتنی قربانیوں، فتوحات، اور بے حد وحساب غنائم، اور غلاموں کی بڑی تعداد پیش خدمت کرنے کے، موسیٰ بن نصیر پر سخت ناراض ہو گیا۔ حتیٰ کہ اُسے گرفتار کر لیا، اور اس کے تمام مال وغلام کا مطالبہ بھی کرنے لگا۔ اس طرح موسیٰ، سلیمان کی قید میں زندگی گزارنے لگا۔ جب سلیمان نے لوگوں کو حج کرایا تو سلیمان موسیٰ کو بھی حج کیلئے ساتھ لے آیا۔ اور بالآخر موسیٰ بن نصیر کی مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اور وادی قریٰ میں تدفین ہوئی، وفات کے وقت اس کی عمر تقریباً ۸۰ برس تھی۔
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی وفات ۹۳ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔
(رحمہ اللّٰہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ وعفاعنہ بکرمہ وفضلہ آمین)

۹۸ ہجری

اس سال سلیمان بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ کو قسطنطنیہ سے جنگ کیلئے تیار کیا۔ اور اپنے پاس موجود لشکر کے علاوہ بھی بہت سے جوان اس کے سپرد کئے۔ مسلمہ بن عبدالملک نے اپنے لشکریوں سے کہا کہ زیادہ سے زیادہ خورد ونوش کا سامان ہمراہ لے چلیں۔ چنانچہ کھانے پینے کا بڑی مقدار میں سامان بھی اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب یہ لوگ اس شہر میں کامیابی کی غرض سے داخل ہوئے تو اس نے حکم جاری کیا کہ اپنے کھانے پینے کے سامان کو استعمال کرنے کی بجائے، اسی شہر سے اشیاء خرید کر استعمال کرو۔ اور اگر ممکن ہو تو یہاں کھیتی باڑی کا کام بھی انجام دو۔ اور اپنی رہائش کیلئے اس شہر میں لکڑی کے مکانات بنالو۔ اس لئے کہ ہم اس شہر کو فتح کرکے یہاں رہائش پذیر ہونے کیلئے آئے ہیں۔ واپس جانے کیلئے نہیں آئے۔ ہماری واپسی اُس وقت ہوگی جب ہم اس شہر کو مکمل فتح کر لیں گے۔ یہاں مسلمہ کو ایک عیسائی ملا جو قسطنطنیہ کا رہائشی تھا۔ جس کا نام الیون تھا۔ اسے مسلمہ نے اپنے ساتھ شامل کر کے اس سے شہر کی جاسوسی اور یہاں کے حالات سے آگاہی کا کام لینا چاہا، مگر وہ بھی بڑا مکار، وعیار ظاہر ہوا، چنانچہ ظاہر مسلمانوں کا ہمدرد اور خیر خواہ نظر آتا تھا۔ جبکہ وہ شہر کے لوگوں سے ملا ہوا تھا۔ اس طور سے کہ لوگوں نے اسے لالچ دیا کہ تو مسلمانوں کو یہاں سے نکال دے ہم مجھے اپنا بادشاہ قبول کر لیں گے۔ چنانچہ الیون نے مسلمہ کو اپنا گرویدہ کرنا شروع کر دیا اور اس سے کہنے لگا کہ اگر تمہاری یہ بوجھ بردار سواریاں یونہی کھڑی رہے تو لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے کہ تمہارا طویل جنگ کا ارادہ ہے، اسی لئے بہتر یہ ہے کہ تمام کھانے پینے کے سامان کو جلد دو تا کہ شہر کے لوگ تمہارے ارادوں سے آگاہ ہو جائیں اور شہر تمہارے حوالے کر دیں۔
مسلمہ نے الیون کی بات مانتے ہوئے سارا سامان جلا ڈالا، جس کے بعد الیون جتنا زیادہ سے زیادہ ہو سکا راتوں رات سامان کشتی میں بھر کر لے گیا اور صبح ہوتے ہی اس نے مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑنے کا ارادہ مکمل کر لیا اور اپنی دشمنی میں علی الاعلان منظر عام پر آ گیا۔ اب مسلمانوں

کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔طویل قیام نے ان کی صحت کو کمزور کر کے رکھ دیا تھا۔ اسلئے لئے انہوں نے اپنا رہا سا سامان خوردونوش اپنی بھوک مٹانے پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اسی اثناء میں انہیں سلیمان بن عبدالملک کی موت کی اطلاع ملی، اور عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کا پیغام بھی ملا اس لئے مسلمان شام کی لوٹنے لگے۔حتیٰ کہ بہت سے سپاہی واپس جا چکے تھے۔لیکن مسلمہ نے جانے سے گریز کیا بلکہ قسطنطنیہ میں ایک مسجد کی بنیاد ڈال کر اس کی تعمیر مکمل کرنے میں مصروف ہو گیا۔

واقدی کا بیان ...... واقدی نے ذکر کیا ہے کہ جب سلیمان بن عبدالملک امیر بنا تو اس نے بیت المقدس میں رہائش کا ارادہ کیا۔ تا کہ وہاں سے قسطنطنیہ میں موجود فوجوں کی طرف سامان وغیرہ کی صورت میں مدد بھیجتا رہے۔ اسی طرح کا مشورہ موسیٰ بن نصیر نے بھی اسکو دیا تھا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی سے پہلے اڑوس پڑوس کے چھوٹے بڑے دیہات اور علاقوں کو اپنی تحویل میں لے لو، تو قسطنطنیہ کی فتح آسان تر ہو جائے گی۔ بلکہ ممکن ہے وہاں کے باشندے خود ہی شہر کو آپکے حوالہ کر دیں۔

لیکن سلیمان نے جب یہ بات اپنے بھائی مسلمہ سے کی تو اسنے دوسری طرح کا مشورہ دیا اور کہا کہ قسطنطنیہ فتح ہونے کے بعد دوسرے علاقوں پر خود بہ خود فتح و کامرانی نصیب ہو جائے گی۔ سلیمان نے اس مشورہ کو اچھا سمجھتے ہوئے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ شام اور جزیرہ سے فوجیں روانہ کرنا شروع کر دیں۔ یہاں تک کے جزیرہ اور شام دونوں جانب سے دولاکھ چالیس ہزار مقاتلین کا لشکر جرار بہت سا سامان اور ہدایا و تحائف دے کر روانہ کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ خبر اور ثابت قدمی کی وصیت بھی کی، اور مسلمہ کو تو یہ بھی مشورہ دیا کہ اپنے کام کاج میں صلاح و مشورہ کے لئے الیون کو شامل رکھنا۔

چنانچہ یہ لوگ ایک عظیم لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ پہنچ گئے۔ وہاں کے رہنے والوں نے مسلمہ سے جزیہ دیکر صلح صفائی کرنا چاہا۔ مگر مسلمہ نے کہا میں تو اسے اپنی طاقت کے بل بوتے پر فتح کروں گا۔ اس پر شہر کے لوگوں نے کہا کہ چلو پھر تم ہمارے پاس الیون رومی کو بھیجو۔ جب الیون ان لوگوں کے پاس آیا تو انہوں نے اُس سے کہا کہ تم حیلہ بہانہ کر کے یہاں سے مسلمانوں کو لے جاؤ ہم تم کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں گے۔ اس کے بعد الیون مسلمہ کے پاس آ کر کہنے لگا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم مسلمہ کو شہر اُس وقت حوالہ کریں گے جب یہ لوگ شہر سے باہر نکل جائیں گے۔ پہلے پہل تو الیون کی غداری کا علم مسلمہ کو ہو گیا تھا۔ مگر پھر اس کی بنی ٹھنی باتوں میں آ کر حملہ کرنے سے رک گیا اور پھر الیون قسطنطنیہ کو مسلمانوں سے بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور مسلمہ نے اس کا محاصرہ بھی اٹھا لیا۔

ابن جریر کے تذکرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان بن عبدالملک کی وفات کے بعد ولیعہد یزید بن عبدالملک کو ہونا چاہئے تھا۔ مگر سلیمان بن عبدالملک کی نیت میں فتور آیا۔ اور اس نے یزید کی جگہ اپنے بیٹے ایوب کو یہ منصب دلوا دیا۔ مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایوب کی وفات سلیمان ہی کے دور میں ہو گئی۔ جس کی بنا پر سلیمان نے اپنے چچا کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کے لئے ولی عہد کا اعلان کر دیا۔ اور لوگوں میں یہ بات مشہور کر دی کہ اس کے بعد خلافت اسی کا حق ہو گا۔ اور اگر دیکھا جائے تو یہ اچھا فیصلہ تھا اور اسی سال شہر صقالبہ پر بھی فتح حاصل ہوئی۔

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال جب برجان نے مسلمہ کی فوج میں کمی دیکھی تو ان پر حملہ آور ہو گیا، اسی بناء پر سلیمان نے مسلمہ کی امداد کی غرض سے اچھی خاصی فوج روانہ کی، جس کی بنا پر برجان کی فوج کو ناکام ہوئی، اور اسی سال یزید بن مہلب نے چین کی سرزمین پر علاقہ قہستان کا محاصرہ کر کے سخت جنگ لڑی، اور اس کا محاصرہ لوگوں کے اسلحہ ڈالنے تک جاری رہا۔ اس جنگ میں تقریباً چار ہزار تر کی انسانوں کا قتل عام ہوا، اور مسلمانوں کو یہاں سے بہت سا قیمتی اثاثہ مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوا، اس کے بعد یزید نے جرجان کی طرف پیش قدمی کی، جہاں کے حکمرانوں سے مسلمان دیلم میں سخت جنگ کر چکے تھے۔ اس موقع پر محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرۃ الجعفی نے دیدہ دلیری اور جوان مردی دکھاتے ہوئے یہاں کے حکمرانوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ اس جنگ میں ترکوں نے محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی سبرہ کی جوان مردی، اور دیدہ دلیری پر تعجب کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ ایک ترک شہسوار نے ابن ابی سبرۃ پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ تلوار اس کی خود میں پھنس گئی، مگر ابن ابی سبرہ کا پلٹ کر اس پر حملہ کرنا ایسا کاری ثابت ہوا کہ اس کی جان لیکر اُسے چھوڑا۔ اس جاں گداز معرکہ کے بعد جب ابن ابی سبرہ مسلمانوں کے پاس لوٹا تو اس کی تلوار خون سے لت پت تھی اور اس کی خود میں ترکی

کی تلوار گھسی ہوئی تھی۔

ایسا عجیب وغریب منظر دیکھ جریزید بن مہلب پکار اُٹھا کہ ہائے! کیا حسن ودلربا منظر ہے جو آج تک دیکھنا نصیب نہیں ہوا تھا پھر پوچھنے لگا یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ابن ابی سبرہ ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ کیا خوب آدمی ہے کاش یہ اس کثرت سے شراب نہ پیتا۔ اس کے بعد یزید نے جرجان کے محاصرہ کا مصمم ارادہ کرلیا، چنانچہ محاصرہ سے وہاں کے حکمران اتنے تنگ ہوئے کہ وہ سات لاکھ درھم، چار لاکھ دینار، دولاکھ کپڑے، چار سو زعفران سے لدے گدھے، چار سو آدمی اس طور سے کہ ہر آدمی کے سر پر زرہ بکتر اور اس کے ساتھ سبز قبہ اور چاندی کے پیالے اور مسلمانوں سے صلح کرنے پر رضامندی کا اظہار کرنے لگے۔ اس واقعہ سے پہلے اسی شہر کے لوگوں نے سعید بن عاص کی فتح وکامرانی کے عدا نہیں پہلے سال ایک لاکھ سالانہ جزیہ اور دوسرے سال دولاکھ اور تیسرے سال تین لاکھ جزیہ دینے پر رضامندی ہوئے تھے۔ مگر بعد میں روگردانی کرنے لگے تھے۔ جس کے سبب آج پھر انہیں اس ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا، اور یزید نے سعید بن العاص کے دور میں آخری طے پانے والے جزیہ پر صلح نامہ لکھ کر انہیں پیش کیا اسی طرح جرجان کی جنگ میں ایک بہت ہی زیادہ خوبصورت، حسین وجمیل قیمتی تاج بھی ہاتھ لگا جو یزید نے محمد بن واسع کو ھدیہ پیش کیا مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کردیا جس پر محمد بن واسع کو بہت سال مال انعام کے طور پر دیا گیا۔ جرجان کی جنگ میں یزید بن مہلب کو ایک لاکھ بیس ہزار نقد دینار بھی حاصل ہوئے تھے، اس کے بعد یزید نے خورستان کو حاصل کرنے کی تگ ودو شروع کردی اور اس جنگ میں چار ہزار جانباز مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے روانہ کردیئے، مگر باوجود ان تمام باتوں کے مسلمانوں کو ان سے زبردست جنگ کرنی پڑی، جس کے نتیجہ میں چار ہزار مسلمانوں کو شہادت کا مقام حاصل ہوا۔ جس پر یزید نے علاقہ پر یکے بعد دیگرے زبردست حملے کر کے لوگوں کو ہتھیار اور صلح کی منیر پر اکٹھے ہونے پر مجبور کردیا۔ یہاں کے جس حکمران نے صلح کی درخواست پیش کی تھی وہ الاصبھبذ سے معروف تھا۔ اس نے سات لاکھ سالانہ اور بہت سی قیمتی اشیاء پر راضی نامہ منظور کیا۔

اس سال جو مشہور لوگ وفات پا گئے ان کی تفصیل بمعہ ناموں کے یہ ہے:

عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ...... عبداللہ بن عبداللہ، امام مجت اور عمر بن عبدالعزیز کا اتالیق تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے اس نے روایات نقل کی ہیں۔ دوسرے اعیان میں ابوالحفص النخعی اور عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ گذرے ہیں۔ جن سے متعلق حال احوال ہم اپنی کتاب تکمیل میں تفصیل سے ذکر کرچکے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۹۹ ہجری

اس سال سلیمان بن عبدالملک کا پینتالیس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ اور روایت صحیحہ کے اعتبار سے اس کا دور خلافت دو سال آٹھ ماہ پر مشتمل تھا۔ اس کا شجرہ نسب کچھ یوں ذکر کیا جاتا ہے۔

سلیمان بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدالشمس القوشی الاموی، ابوایوب۔

اس کی پیدائش مدینہ منورہ میں بنی جذیلہ میں ہوئی، اور اپنے والد کے پاس ملک شام میں تربیت وتعلیم حاصل کیا۔ واقعہ افک کی روایت سلیمان نے اپنے باپ اور دادا سے بیان کی ہے۔

ابن عسا کرنے کہا ہے کہ اس نے دمشق میں باب الصغیر کے نزدیک دارالامارہ تعمیر کروایا تھا۔ اور اس میں قبۃ الخضراء جیسا قبۃ الصفراء بھی بنوایا تھا۔ سلیمان ایک فصیح اللسان اور عادل منصف آدمی کی حیثیت سے مشہور تھا۔ اور جنگوں کا بڑا ذوق وشوق رکھتا تھا۔ اس نے قسطنطنیہ کے گھیراؤ کیلئے فوجوں کو تیار کر کے روانہ کیا تھا۔ اور بالآخر اس نے وہاں کے لوگوں کو پہلی جامع مسجد تعمیر کروانے پر رضامندی کرلیا تھا۔

ابوبکر الصولی نے لکھا ہے کہ عبدالملک نے اپنے تینوں بیٹوں (ولید، سلیمان اور مسلمہ) کو بلا کر ان سے قرآن سنا، سب نے عمدہ قرآن پڑھ کر سنایا تو اس نے ان سے اشعار سنانے کی فرمائش کی، چنانچہ سب نے اشعار بھی بڑی خوبصورتی کے ساتھ اسے سنائے، سوائے اعشیٰ کے اشعار کے کہ اس کے اشعار عبدالملک کی چاہت کے مطابق نہ سنا سکے، تو عبدالملک ان پر سخت غصہ ہوا اور اول فول ان سے کہنے لگا۔

اور پھران سے کہا کہ تم مجھے کسی عرب شاعر کا عمدہ سا شعر سناؤ، جو فحش گوئی سے پاک ہو، اور پھر وہ ولید کو سب سے پہلے بلایا۔ جس پر ولید نے یہ شعر پڑھ کر سنایا:

مامر کب ورکوب الخیل یعجبی کمرکب بین دملوج وخلخال

یوں تو ہر طرح کی سواریاں ہیں۔ لیکن مجھے کپڑے اور پازیب پہننے والی سواریاں بھاتی ہیں۔ ولید کا یہ شعر سننے کے بعد عبدالملک نے کہا اور اس سے بھی عمدہ کوئی شعر اور ہے۔ اسے سلیمان آؤ تم سناؤ۔ تو سلیمان نے یہ شعر سنایا:

حبذا رجعها یدیها الیها فی یدی درعها تحل الازارا

کیا کہنے اس کے جواب کے کہ اس ہاتھ تو اُسی تک محدود رہا، جبکہ میرے ہاتھ میں تو اس کا محرم آ گیا، جس نے اپنا ستر بھی کھول دیا۔

عبدالملک کہنے لگا کہ بات کچھ قابو میں نہیں آئی آؤ مسلمہ تم کوئی بہترین سا شعر سناؤ۔ اس پر اسنے امرؤالقیس کا یہ مشہور شعر سنایا:

وما ذرفت عیناک الألتضربی بسھمیک فی اعشار قلب مقتل

اے محبوبہ! تیرے رونے کا اس کے علاوہ اور کوئی مطلب نہیں ہوسکتا کہ تو میرے محفوظ دل کو اپنی آنکھوں کے تیروں سے چکنا چور کرنا چاہتی ہو۔

عبدالملک نے مسلمہ کے اس شعر پر کہا کہ شاعر جھوٹ بول رہا ہے۔ اور اس نے حقیقت بیان نہیں کی، اس لئے کہ جب محبوبہ کی آنکھیں عشق کی بنا پر پرغم ہوگئیں، تو اب وصل کے سوا کچھ بقای نہ رہا۔ حالانکہ عاشق تو وہی ہوتا ہے جو اپنی پلکوں میں آنسو چھپا کر رکھے اور محبت کا راز فاش نہ ہونے دے۔

اس کے بعد عبدالملک نے کہا کہ میں تمہیں اس مکان میں تین دن کی چھوٹ دیتا ہوں۔ لہٰذا اس دوران تم میں سے جو کوئی عمدہ شعر پیش کرے گا۔ اُسے وہ سب کچھ دیا جائے گا۔ جس کی وہ خواہش رکھتا ہوگا چنانچہ تینوں بیٹے اٹھ کر چل دیتے۔ ابھی سلیمان اپنے موکب میں ہی تھا کہ ایک اعرابی اونٹ ہانکتا ہوا آیا اور یہ شعر اُس نے سنایا:

لوضربوا بالسیف رأسی فی مودّتھا لمال یھوی سریعاً نحوھا رأسی

اگر محبوبہ کی محبت میں میرا سر بھی قلم کر دیا جائے تو بھی میرا سر فوراً تیزی کے ساتھ اُسکی طرف سرک جائے گا۔

یہ سن کر سلیمان نے اعرابی کو بلا ڈالا اور اُس سے یہ شعر سن کر اپنے باپ عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، میں وہ چیز لے کر آیا ہوں جس کا آپ نے ہم کو حکم دیا تھا۔ اور پھر شعر سنایا۔

سلیمان کے اس عمل پر عبدالملک نے کہا مانگو! کیا مانگتے ہو؟ سلیمان نے کہا عالی جان! آپ نے اپنے بعد ولید کو ولی عہد بنایا ہے چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ اس کے بعد مجھے ولی عہد بنایا جائے۔ عبدالملک نے اس کی آرزو پوری کرنے کا وعدہ فرمالیا اور اسے حج پر روانہ کر دیا اور عبدالملک نے سلیمان کو ایک لاکھ درھم بھی دیتے، جو سلیمان نے اس شاعر کو دے دیئے جس نے یہ شعر کہا تھا۔

بہر حال جب عبدالملک کا ۸۶ھ میں انتقال ہوا تو خلافت سلیمان کے بھائی ولید کو سونپ دی گئی اور سلیمان اس کے پاس مشیر وزیر ہونے کی حیثیت سے رہنے لگا اور وہ جامع مسجد دمشق کی تکمیل میں مشغول ہوگیا۔

۹۶ھ اور ولید کی وفات

۹۶ھ کے ماہ جمادی الاوخری کے نصف ماہ گذر جانے کے بعد سنیچر کی صبح طلوع ہو جانے کے بعد جب ولید کا انتقال ہوا۔ اس وقت سلیمان رملہ کی سرزمین پر تھا۔ جب رملہ سے واپسی ہوئی تو اعلیٰ حکام کے وفود نے آ کر سلیمان سے ملاقات کی، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ لوگ بیت المقدس جا کر اس سے ملے بھی اور اس کے ہاتھ پر بیعت بھی کی، اس کے بعد سلیمان نے بیت المقدس ہی کو اپنا جائے قرار بنانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جس کی بنا پر سرکاری عہداران وہیں آنے جانے لگے، اور کہا جاتا ہے کہ سلیمان اپنا شاہی دربار صحن مسجد میں ایک قبہ کے نزدیک لگاتا تھا جو صخرہ کے نزدیک لگا تھا جہاں اکابرین اس کے چاروں طرف تشریف فرما رہتے تھے۔ جہاں سلیمان ان حضرات میں اموال تقسیم کر کے ان کا شاہی اکرام کیا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ یہ سلسلہ چلتا رہا پھر

سلیمان دمشق آ گیا اور جامع مسجد دمشق کو پایا تکمیل تک پہنچایا سلیمان کے دورِ خلافت ہی میں مقصود کی تجدید کا کام بھی سرانجام پایا۔ اور عمر بن عبدالعزیز کو اپنا مشیر و معاون بنالیا۔ سلیمان عمر بن عبدالعزیز سے کہا کرتا تھا۔ کہ مجھے حکومت تو مل گئی ہے مگر اس کے چلانے میں تمہاری تدابیر اور حکمت علی کی مجھے ضرورت رہے گی۔ لہٰذا عوام الناس کی اصلاح کی خاطر جو بہتر سمجھو وہ مجھے بتادیا کرو۔ اور خود بھی اسے معاملات کا خیال رکھنا۔ لہٰذا کہا جاتا ہے کہ حجاج کے معاونین کی معزولی اور قیدیوں کی آزادی اور اسی طرح عراقی باشندوں کو اعزاز و انعام و اکرام سے نوازنا اور نمازوں کو اپنے اول وقت میں پڑھوانے کا انتظام و اہتمام عمر بن عبدالعزیز کی ذمہ داری میں شامل سمجھا جاتا تھا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قسطنطنیہ کی جنگ میں سلیمان نے عمر بن عبدالعزیز ہی کے مشورہ سے علاقہ شام، جزیرہ اور موصل سے ایک لاکھ بیس ہزار جنگجو روانہ کئے تھے۔ اسی طرح ملک مصر اور افریقہ وغیرہ سے ایک لاکھ شہسوار روانہ کئے گئے تھے۔

ابن ابی دنیا کا کہنا ہے کہ سلیمان نے اقتدار سنبھالتے ہی جو الفاظ اپنی زبان سے ادا کئے وہ یہ تھے:

> ”تمام تعریف اس ذات پاک کے لئے جو اپنی من چاہی سے جو کرنا چاہتا ہے کرتا ہے، جسے چاہے بلند کردے، جسے چاہے عزت سے نوازے اور جسے چاہے پست و ذلیل کردے، جسے چاہے خوب عطا کرے، جسے چاہے محروم رکھے، دنیا دھوکہ اور فریب کا گھر ہے یہاں رونے والا ہنستا ہے تو کبھی ہنسنے والا روتا ہے۔ اے لوگوں! خدا کا خوف اپنے دل میں رکھو! خدا کی کتاب کو اپنا رہنما اور رہبر بنائے رکھو، اور اس کے جاری کردہ احکام سے خوش رہو۔ یہ پچھلی کتابوں کے لئے تاناسخ ہے۔ مگر اس کو منسوخ کرنے والی کوئی کتاب نہیں اے لوگو! یہ قرآن وہ کتاب ہے جس نے شیطان کے رجل وفریب کو آشکارا کیا ہے۔“

حماد بن زید نے یزید بن حازم سے نقل کیا ہے کہ سلیمان ہر جمعہ کو اپنے خطاب میں یہ کہا کرتا تھا کہ دنیا والے اپنی رحلت کیلئے تیار رہیں، اس لئے کہ ابھی وہ اطمینان کا سانس پورا بھی کریں گے کہ قضائے اجل آ کھڑی ہوگی۔

سلیمان نے ۹۷ھ میں حج کے دوران عمر بن عبدالعزیز سے کہا تم یہ جو بے حساب مخلوق یہاں دیکھ رہے ہو۔ اس کی صحیح تعداد خدا بزرگ و برتر کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی انہیں رزق وصحت یا بی عطا نہیں کرسکتا۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اے امیر المومنین آج یہ آپ کی رعیت میں ہیں کل کو آپ کے دشمن بھی بن سکتے ہیں۔ یہ سن کر سلیمان زار و قطار رونے لگا اور کہا کہ میں اپنے رب کی مدد طلب کرتا ہوں۔ ہر قسم کے شرور سے۔

ایک مرتبہ دوران سفر بجلی کڑک رہی تھی، بادل گرج رہے تھے اور تیز ہوائیں چل رہی تھیں تو سلیمان نے کہا کہ اے عمر! جانتے ہو یہ اللہ کی رحمت کے آثار وعلامات ہیں۔ تو اندازہ لگا اس کے عذاب کی علامتیں اور نشانیاں کیسی ہوں گی سلیمان کے بعض دلچسپ ودلفریب مقولے بڑے مشہور ومعروف ہیں۔ وہ کہا کرتا تھا۔ خاموشی عقل کیلئے میٹھی نیند کی مانند ہے جبکہ کلام کرنا اس کی بیداری ہے اور دونوں اپنی تکمیل میں ایک دوسرے پر موقوف ہے سلیمان کے پاس ایک آیا۔ جس کی گفتگو سلیمان کو بہت پسند آئی۔ بعد میں اس کے حال احوال معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ تو بے وقوف ہے تو اس پر سلیمان نے کہا آدمی کی گویائی کی عقل پر فضیلت دھوکہ ہے جبکہ عقل کی گویائی پر فضیلت عیب ہے جبکہ دونوں کا ملاپ بہترین چیز ہے۔ سلیمان نے ایک دفعہ یہ بھی کہا کہ عقلمند اپنی حرب لسانی کے ذریعہ مال ودولت کے حصول پر حریص رہتا ہے اسی طرح اس کا ایک قول یہ بھی ہے کہ جو شخص اچھا بولنے پر بھی قادر ہو اور خاموشی پر بھی ملکہ رکھتا ہو تو ایسے شخص کا خاموش رہنا افضل ہے اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ جو خاموشی پر قدرت رکھتا ہو، وہ اچھی گویائی پر بھی قادر ہوگا، ذیل میں سلیمان کا وہ شعر لکھا جارہا ہے۔ جس میں اس نے اپنے دوست کی وفات پر اپنے دل کو تسلی دی ہے کہتا ہے:

وهـون وجـدي فـي شـراحيـل أنـنـي
مـتـى شـئـت لاقيـت امـرأ مـات صـاحبـه
ومـن شـئـي ألا أفـارق صـاحبـي
وان مـلـنـي الاسـأ لـت لـه رشـداً
وان دام لـي بـالـود دمـت ولـم اكـن
كـآخـر لا يـرعـى ذمـامـاً ولا عهـداً

''میرے دل کو شراحیل کی طرف سے قرار ملا ہوا ہے کہ جب میں چاہتا تھا اُس سے ملاقات کر لیتا تھا۔ جس کے ساتھی کا انتقال ہو چکا ہے اسی کے اشعار میں سے یہ بھی ہے۔ میرا تو طریقہ ہی یہ ہے کہ میں اپنے ساتھی سے علیحدہ نہیں ہوتا ہوں اگر آپ کی طرف سے اذیت بھی پہنچے تو میں اس کا خیر خواہ رہتا ہوں۔''

اور اگر وہ دوستی کو ہمیشہ رکھنا چاہتا ہے تو میں بھی اس پر ثابت رہتا ہوں اور میں کبھی اس کے ساتھ قطع تعلق اور بدعہدی نہیں کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ سلیمان نے اپنے لاؤلشکر میں گانے بجانے کی آواز سنی تو اس کی تلاش میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں کے بارے میں اُسے اطلاع دی گئی تو وہ کہنے لگا کہ گھوڑے کا ہنہنانا، گھوڑی کی چاہت پر دلالت کرتا ہے۔ اور اونٹ کا ہنہنانا اونٹنی کو حاصل کرنے پر دلالت کرتا ہے اور مینڈھے کا بھیں بھیں کرنا اپنی مینڈھنی کے خیالات کی وجہ سے ہوتا ہے اور آدمی کا گانے بجانے میں لگنا عورت کی طرف میلان کی بنا پر ہوتا ہے۔ لہٰذا اسکو خصّی کرویا جائے۔ اس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا غالی جان یہ مثلہ کے حکم میں ہو جائیگا اس پر سلیمان نے پھر نظر ثانی کرتے ہوئے اُنہیں ملک بدر کردینے کا شاہی نامہ جاری کیا۔ جس پر ان لوگوں کو ملک بدر کر دیا گیا۔

سلیمان کے اکل وشرب (کھانے پینے) سے متعلق بھی کچھ باتیں مشہور و معروف ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اس نے چالیس مرغیاں بھنوا کر اور اسی پیالے چربی کے منگوا کر دسترخوان پر لگایا گیا، پھر دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر اور دیگر لذیذ کھانے پینے کی چیزوں کے ساتھ اسے کھا گیا۔

وہ خوب لذیذ وعمدہ کھانے کا شوقین تھا ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ اپنے رفقاء کے ساتھ ایک باغ میں گیا وہاں پھل حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ پھل حاضر کر دیئے گئے۔ سب لوگوں نے سیر ہو کر وہ پھل کھائے اور اٹھتے گئے سب لوگ اٹھ گئے مگر سلیمان کھانے میں لگا رہا۔ حتیٰ کہ پھل کھانے کے بعد دو مرغیاں تیار کروا کر منگوائی گئیں اور سلیمان وہ بھی چٹ کر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی موت کا سبب ہی غذا بنی تھی مگر دوسے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی موت کا سبب اس کا ایک مرتبہ چار سو انڈے اور دو ٹوکری انجیر کھانا ہے۔

لیکن بعض اور تاریخ دانوں کا کہنا ہے کہ سلیمان انتہائی حسین وجمیل اور دبلا پتلا نوجوان پھرتیلا انسان تھا۔ اور کھانے پینے سے متعلق اس طرح کی باتیں من گھڑت اور بے اصل ہیں جنکی بدولت سرداران عجم وعرب کو بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے۔

محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے قسرین کی سرزمین پر مقام وائق میں ماہ صفر ۹۹ھ میں بروز جمعہ وفات پائی۔ اس کی خلافت ولید کے بعد دو سال نو ماہ اور دس سن بتائی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ سلیمان سے تلے بدن اور سرخ وسفید بدن اور باوقار وجاھت سے پر انسان تھا۔ اس کی بھنوؤں کے درمیان خلا نہیں تھا۔ وہ انتہائی فصیح وبلیغ اور عمدگی کے ساتھ عربی بولنے پر قادر تھا۔ ہمیشہ دین داری اور راہ راست کی فکر میں رہتا تھا۔

حق بات پر ثابت قدمی اور اہل حق کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ اسمیں بھرپور تھا۔ قرآن وسنت کی تابعداری نمایاں نظر آتی تھی۔

سلیمان کی قسطنطنیہ آمد...... قسطنطنیہ پہنچنے پر اس نے کہا کہ میں فتح وکامرانی کے ساتھ یہاں سے لوٹوں گا یا میری موت واقع ہوگی۔ اس سے پہلے میری واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے اور یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ ایک دن سلیمان نے سبز دریاں بچھائی اور سبز عمامہ باندھ کر اپنے ارد گرد کے ماحول کو بھی سبز رنگ میں تبدیل کر کے اپنے بازوؤں کو بل دیتے ہوئے کہنے لگا کہ میں تو ابھی جوان خلیفہ ہوں۔ اور یہ بھی بات مشہور ہے کہ اس نے آئینہ طلب کیا اور پھر اس میں اپنے سر سے پیر تک پورے وجود کا معائنہ کرتے ہوئے بولا محمد ﷺ نبی تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، صدیق تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق تھے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، غنی تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، شجاع تھے، اور حضرت معاویہ حلیم تھے اور یزید صابر تھا، عبدالملک منتظم تھا، ولید جبار تھا، اور میں نوجوان بادشاہ ہوں۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس بات کے ایک ماہ اور بعض کے نزدیک ایک فقیہ گزرا تھا کہ یہ انتقال کر گیا۔

بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ جب یہ بیمار ہوا تو اس نے وضو کرنا چاہا اور لونڈی کو بلوا کر اس کو وضو کروانے کو کہا چنانچہ وہ وضو کے لئے پانی بھی ڈال رہی تھی اور یہ شعر بھی سنا رہی تھی:

انت نعم المتاع لو كنت تبقى
غير أن لا بقاء للانسان
انت خلو من العيوب ومما
يكره الناس غير أنك فان

"تو بڑے نفع کا سامان ہے، کاش تو زندہ رہتا مگر انسان کو ہمیشگی کہاں ملتی ہے، اور تو تمام عیوب سے بری ہے اور ایسی تمام برائیوں سے بچا ہوا ہے جس کو لوگ برا سمجھتے ہیں سوائے اس کے کہ تو فانی ہے۔"

سلیمان کے بارے میں یوں کہا جاتا ہے کہ اس نے قسم کھائی تھی کہ مرج وابق سے اس وقت تک واپس نہیں جاؤں گا جب تک قسطنطنیہ کی فتح کی خبر اپنے کانوں سے نہ سن لوں۔ مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس خبر سے پہلے ہی اس کی وفات ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ مرض الموت میں جبکہ آواز بھی اس کی صاف سنائی نہیں دیتی تھی وہ یہ کہہ رہا تھا:

ان بنى صبية صغار　　　افلح من كان له كبار

ہائے میرے تو بچے بھی چھوٹے ہیں، کامیاب ہے وہ شخص جس کی اولاد بڑی ہے۔

اس کے جواب میں عمر بن عبدالعزیز یہ آیت تلاوت کرتے تھے:

قد افلح المومنون

"مومن لوگ ہی کامیاب ہیں"۔

اور پھر سلیمان یہ شعر سناتے تھے:

ان بنى صبية صيفيون　　　قد افلح من كان له ربعيون

"بلاشبہ میری اولاد اچھے اخلاق کی مالک ہے اور کامیاب لوگ وہی ہیں جن کی اولاد افضل واعلیٰ ہو۔"

سلیمان کی زبان سے ادا ہونے والے آخری کلمات یہ ذکر کئے جاتے ہیں:

اے رحیم و کریم رب، میں تیری بارگاہ کا بھکاری ہوں، تو میری حالت تبدیل فرمادے اس کے بعد اس نے اپنے رب کی پکار پر لبیک کہا۔

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت

ابن جریر نے بنوامیہ کے مشیر رجاء بن حیوہ کے متعلق کہا ہے کہ سلیمان نے اپنی موت سے قبل اپنے کم عمر بیٹے داؤد کو امارت سونپنے سے متعلق اس سے مشورہ طلب کیا، تو ابن حیوہ نے کہا کہ وہ تو قسطنطنیہ گیا ہوا ہے اور اس کے بارے میں صحیح علم بھی نہیں کہ زندہ بھی ہے یا نہیں، اور ابن حیوہ نے اس سے یہ بھی کہا کہ آپ اپنی قبر کے حوالے ہونے سے پہلے کسی نیک و صالح و اہل شخص کو اختیارات سونپ دو، اس پر سلیمان نے کہا پھر داؤد کے علاوہ اپنی کی نظر میں کون جچتا ہے۔ تو ابن حیوہ نے کہا کہ جو رائے امیر المومنین کی ہو، تو سلیمان نے کہا عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں تو ابن حیوہ کہنے لگا کیا خوب! عال جان میں تو ان میں سوائے بھلائی کے اور کوئی چیز نہیں دیکھتا ہوں۔ اور وہ اس کی اہلیت بھی رکھتے ہیں، مگر ایک بات کا خوف ہے کہ آپ کے بھائی وغیرہ رشتہ دار ناراضگی کا اظہار نہ کر بیٹھے تو امیر المومنین کہنے لگے، خدا کی قسم اسی عہدہ کے لائق وہی شخص بہتر ہے مگر سلیمان نے اور میں بنومروان کو خوش کرنے کی غرض سے عمر بن عبدالعزیز کے بعد یزید بن عبدالملک کے لئے　　ولی عہد کا اشارہ کیا۔ اور پھر خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط عبداللہ سلیمان بن عبدالملک کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کے نام لکھا جارہا ہے۔ اما بعد! میں نے عمر بن عبدالعزیز کو اپنے بعد خلافت کی ذمہ داری دے دی ہے اور ان کے بعد یزید بن عبدالملک کو خلیفہ نامزد کرتا ہوں۔ لہٰذا تم لوگ سنو اور اس بات

کی پیروی کرو، اور خوف خدا رکھو، اور اختلاف سے بچتے رہنا تا کہ دشمن بھی تم سے خوف زدہ رہے۔

اس کے بعد خط بند کر کے اس پر مہر ثبت کردی گئی اور پھر صاحب الشرط کعب ابن حامد العبس کے پاس اس حکم کے ساتھ روانہ کردیا کہ میرے اہل بیت کو جمع کر کے انہیں یہ حکم دو کہ وہ اس خط کے مطابق عمل کریں اور اس ترتیب کے تحت ان سے بیعت کریں، اور جو کوئی مخالفت کرے اس کی گردن اڑا دینا۔

اس خط کو سننے کے بعد بنو مروان نے عمر بن عبدالعزیز کی مخالفت کی اور عمر بن عبدالعزیز بھی اس ذمہ داری کے قبول کرنے پر رضامند نہ تھے مگر کئی لوگوں کے زور دینے اس ذمہ داری کو قبول کرلیا۔

بہر حال ۹۹ھ بروز جمعہ بعض کے نزدیک ماہ محرم میں اور بعض اقوال کے مطابق ماہ صفر میں ان کی خلافت کے سلسلہ میں بیعت ہوئی۔

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت سے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی خلاف میں خلافت راشدہ کا احیاء اور اسلامی تہذیب وتمدن اور احکامات خداوندی اور حکم خدا اور سنت رسول ﷺ اور اسلامی تعلیمات کے اعتبار سے نشاۃ ثانیہ کا دور کہلاتا ہے تاریخ اسلامی میں عمر بن عبدالعزیز کو پانچواں خلیفہ راشد گردانا جاتا ہے۔ ان کے زمانہ خلافت میں اموی دور کی بہت سے خرافات اختتام پذیر ہوئیں اور دیانت داری، تقویٰ کی روشنی اور سلامی شعائر کا احترام عام لوگوں میں پیدا ہونے لگا۔ چنانچہ وہ جب بھی خطبہ دیتے لوگوں کو تقوی پر کاربند رہے اور گناہوں سے دور رہنے کی تلقین کرتے، ایک دن دوران خطبہ انہوں نے کہا کہ اے لوگوں! میری خواہش ہمیشہ شئی اعلیٰ کی ہوتی ہے اب مجھے خلافت ملنے کے بعد میری خواہش اس سے اعلیٰ کو حاصل کرنے کی ہے اور وہ جنت ہے لہٰذا اے لوگوں تم پر اللہ رحم کرے، تم میری اس سلسلہ میں معاونت کرو۔

جب عمر بن عبدالعزیز نے سرزمین روم قسطنطنیہ کے گھیراؤ کیلئے روانہ کیا، چنانچہ جب ان لوگوں پر مشکل حالات منڈلانے لگے اور کھانے پینے کے سامان میں تنگی ہونے لگی تو عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ بن عبدالملک وغیرہ کو دوبارہ اپنے گھروں میں سرزمین شام آنے کا حکم دیا۔ اور ان کے لئے بڑی مقدار میں کھانے پینے کا سامان، اور پانچوں گھوڑے روانہ کئے۔ جس پر لوگ بہت خوش ہوئے اور کہا جاتا ہے کہ اسی سال ترکوں نے آذربائیجان پر حملہ کر کے بڑی قتل وغارت گری مچائی اور کئی مسلمانوں کو مارڈالا۔ جس پر عمر حاتم بن النعمان باہلی نے خصوصی توجہ دیتے ہوئے ان غارت گری کرنے والے ترکوں کو اپنے انجام تک پہنچایا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قیدی بنا کر عمر بن عبدالعزیز کی طرف روانہ کیا جو اس وقت خناصرہ میں رہائش پذیر تھے، بنوامیہ دور میں لوگ نماز میں تاخیر کرنے کے عادی بن گئے تھے عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی اس کی طرف توجہ دیتے ہوئے اس وقت میں نماز پڑھنے کا حکم جاری فرمایا۔ اور نماز کی طرف سے غفلت اور سستی کو چھوڑنے کا خصوصی حکم نامہ ارسال کیا۔ اور اس پر مؤذنوں کو خصوصی طور پر متنبہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ عثمان الرحی الحمصی نے عمر بن عبدالعزیز کے ایک مؤذن کو ان پر دوران نماز سلام پڑھتے ہوئے سنا جو یوں کہہ رہا تھا:

السلام علیکم یا امیر المومنین ورحمة اللّٰه وبرکاته، حی علی الصلوٰة، حیّ علی الفلاح الصلوٰة قد قاربت.

''اے امیر المومنین آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں نماز کیلئے آؤ، نماز کیلئے آؤ فلاح کیلئے آؤ، نماز کا وقت قریب ہوگیا۔''

اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے یزید بن مہلب کو عراق کی امیری سے ہٹادیا اور عدی بن ارطاۃ فزاری کو بصرہ کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ اور حسن بصری کو بصرہ کا قاضی القضاۃ مقرر کردیا۔ اور جب ان لوگوں نے ان سے استعفیٰ مانا تو انہوں نے بغیر چوں چرا کئے استعفیٰ دے دیا، اور ان کی جگہ ایاس بن معاویہ کو مل گئی۔ اور کوفہ کی امیری کیلئے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب کو مقرر کیا گیا اور ان کے ساتھ ابوالزناد کاتب کو بھی روانہ کیا۔ اور عامر الشعبی کو قاضی القضاۃ مقرر کرلیا۔

واقدی نے کہا ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت تک قاضی رہے اور خراسان کی امارت جراح بن عبداللہ الحکمی کے حوالے کردی گئی اور مکہ مکرمہ کی نیابت عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن امیہ کو سونپی گئی۔

اور مدینہ منورہ کی نیابت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے ذمہ ہوئی انہوں نے اس سال لوگوں کو حج بھی کرایا اور عمر بن عبدالعزیز نے مصر کی گورنری کے لئے ایوب بن شرجیل کو نامزد کیا اور عبدالملک بن رداعہ کی چھٹی کردی گئی۔

جعفر ابن ربیعہ، یزید بن ابی حبیب اور عبداللہ ابن ابی جعفر کو مفتی مقرر کیا۔ یہ تینوں لوگوں کو فتویٰ بتایا کرتے تھے۔
افریقہ اور مغرب کے شہروں کیلئے امیر ایک اچھے کردار اور اچھی شخصیت کے حامل اسماعیل بن عبداللہ المخزومی کو طے کیا گیا۔
چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کے دور میں سرزمین مغرب کے بہت سے لوگ مشرف باسلام ہوئے تھے۔

اس سال وفات پانے والے لوگ

الحسن بن محمد بن حنفیہ ...... یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ جنکے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ وہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے ارجاء سے متعلق بات کی پہلے یہ بات گذر چکی ہے کہ ان کی وفات ۹۵ھ میں ہوئی جبکہ خلیفہ کے قبل کے مطابق اس کی وفات عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں ہوئی اور ہمارے مشائخین کا کہنا بھی یہ ہے کہ اسی سال اس کا انتقال ہوا۔ واللہ اعلم۔

عبداللہ بن محیریز بن جنادہ بن عبید ...... یہ بھی جلیل القدر تابعی، قرشی جمحی اور مکی ہیں۔ بیت المقدس بھی تشریف لے گئے ہیں انہوں نے امّ ابی محذورہ موذن کے شوہر اور عبادہ بن اور ضامت اور ابوسعید اور معاویہ رضی اللہ عنھم سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے خالد بن معدان مکحول، حسان بن عطیہ اور زہری وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کے ثقہ ہونے پر لوگوں نے اعتماد کیا ہے۔ اور ائمہ کی ایک جماعت نے ان کی بڑی تعریف کی ہے حتی کہ رجاء بن حیوہ نے تو یہاں تک کہہ ڈالا کہ اگر اہل مدینہ ہماری تعریف پر عمر بن عبدالعزیز جیسے لوگوں کی بنا پر مجبور ہیں۔ تو ہم بھی ان پر عبداللہ ابن محیریز جیسے عبادت گذار کی بنا پر فخر کرتے ہیں۔ ان کے کسی بیٹے کا کہنا ہے کہ وہ ہر جمعہ کو قرآن پاک ختم کرلیا کرتے تھے اور جب خادم ان کے بلئے بستر لگاتا تھا تو یہ بستر پر آرام نہیں کرتے تھے۔ اور فتنہ وفساد سے خوب کنارہ کشی اختیار کرتے تھے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ثابت قدم رہتے تھے۔ اور اپنی تعریف کسی سے نہیں سنتے تھے۔ اور اگر کسی امیر یا گورنر کو ریشمی لباس میں ملبوس دیکھتے تو فوراً تنبیہ کردیتے تھے۔ اگر یہ لوگ کہتے کہ ہم تو امیر المؤمنین کی وجہ سے اس لباس کو زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ تو ابن محیریز امیر المؤمنین کو جا کر کہتے تھے کہ تم بھی دیگر مخلوق کی طرح خدا کے غیض وغضب سے کبھی بے خوف نہ رہو۔

امام اوزاعی نے بیان کیا ہے کہ ہر مقتدی کو اسی طرح کی اقتداء کرنی چاہئے اس لئے کہ اسی اقتداء کرنے والی جماعت کبھی گمراہ نہیں ہوتی۔ ان کی وفات کے متعلق بھی مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ولید کے زمانہ میں انتقال ہوا۔ اور بعض کے نزدیک ان کی وفات عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت میں ہوئی اور بعض یعنی ذہبی وغیرہ کا کہنا ہے کہ ان کی وفات اسی سال ہوئی۔ واللہ اعلم۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ عبداللہ بن محیریز ایک بزاز کے پاس کپڑا خریدنے کی غرض سے گئے۔ دکاندار نے کپڑے کی قیمت زیادہ بتائی جس پر اس کے پڑوسی نے کہا کہ عجیب آدمی ہے تو یہ عبداللہ بن محیریز ہیں، ان کے ساتھ رعایت کر، یہ سن کر عبداللہ بن محیریز نے اپنے غلام کا ہاتھ تھاما اور یہ کہتے ہوئے دکان سے نکل پڑے کہ "ہم روپیہ دے مال خریدنا چاہتے ہیں اپنا دین دیکر تم سے کچھ خریدنا نہیں چاہتے۔"

محمد بن لبید بن عقبہ ...... ابونعیم الانصاری الاشہلی کی پیدائش رسول اکرم ﷺ کے مبارک دور میں ہوئی اور ان کی طرف سے رسول اکرم ﷺ سے روایت کرنا بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن ان کی مرویات کا حکم ارسال کا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ انہیں آپ ﷺ سے شریف صحبت بھی حاصل ہے۔ اور ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ یہ محمود بن ربیع سے بھی فائق تھے اور ان کے انتقال سے متعلق کہا جاتا ہے کہ ۹۶ھ یا ۹۷ھ ہوا اور ذہبی نے اعلام میں لکھا ہے کہ ان کی وفات اسی سال ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نافع بن جبیر بن مطعم ...... ابن نوفل القرشی النوفلی المدنی نے اپنے والد اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عباس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین سے روایات نقل کی ہیں۔ جبکہ ان سے تابعین کی ایک جماعت روایت کرنا منقول ہے۔ یہ ثقہ با اعتماد اور عبادت گزار شخصیت تھے۔ ان کے اکثر حج پیدل ہوئے ہیں جبکہ کبھی کبھار سواری بھی حج کیلئے استعمال کرلیتے

تھے۔ان کا انتقال ۹۹ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔

کریب بن مسلم ...... یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے ان کی روایات بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں، یہ اپنے پاس کتابوں کا ایک انبار رکھتے تھے، نیک کاموں اور امانت وصداقت میں بڑے مشہور تھے اور با اعتماد یعنی ثقہ تھے۔

محمود بن الربیع ...... علماء قریش اور اشراف میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ بہت سی روایات ان سے منقول ہیں۔ان کی وفات مدینی منورہ میں ۹۳ سال کی عمر میں ہوئی۔

مسلم بن یسار ...... ابوعبداللہ البصری کے نام سے معروف ہے۔اپنے وقت کے فقیہ اور زاہد وعابد شمار ہوتے ہیں۔ان کی بھی بہت سی روایات بیان کی گئی ہیں۔ان کے دور میں ان کے ہم عصر میں سے کوئی ان پر فائق نہ تھا۔علم وزہد سے مالا مال اور خشوع وخضوع سے بکثرت عبادت کرنے والے تھے۔ایک دن اپنے گھر میں دوران نماز جل گئے اور اسی حالت میں ان کو پایا گیا، اور کسی کو اطلاع بھی نہ ہوسکی ان کے مناقب وفضائل بے شمار ہیں ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مسجد ایک جانب منہدم ہوگئی۔لوگ بڑے خوف زدہ ہوئے مگر یہ اس حالت میں بھی اپنی نماز میں مصروف رہے۔ان کے بیٹے کا کہنا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے والد کو سجدہ کی حالت میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! میں آپ سے کب ایسی حالت میں ملونگا کہ آپ کی رضا مجھے حاصل ہوگی۔اس طرح وہ دیر تک اسی دعا میں مشغول رہتے تھے۔ان کی حالت نماز نہ پڑھنے کی صورت میں بھی ایسی ہوئی تھی جیسے نماز کی حالت میں ہیں۔بس ہر وقت ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کہ یہ نماز کی حالت میں ہیں۔ان کی بھی سوانح مختصراً پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حنش بن عمرو الصنعانی ...... یہ افریقہ اور سرزمین مغرب کے حاکم تھے۔اور ان کا انتقال بھی غازی ہونے کی حالت میں افریقہ میں ہوا۔ ان کا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کرنا منقول ہے۔

خارجہ ابن زید ...... یہ ابن ضحاک الانصاری المدنی کے نام سے موسوم ہیں اور فقیہ اور مدینہ کے مفتی شمار ہوتے ہیں، مدینہ کے فقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے علم المیراث پر اچھی خاصی دسترس انہیں حاصل تھی۔ان کا شمار ایسے ۷ سات مفتیوں میں ہوتا تھا جن کے فتووں پر مسائل کے حل کا مدار ہوا کرتا تھا۔

۱۰۰ ہجری کی ابتداء

امام احمد نے نعیم بن دجاجہ کی روایت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے کہا کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر سو سال گزرنے پر انہیں اطمینان حاصل ہو جائے گا اور اس امت کو وسعت وفراخی سو سال بعد نصیب ہوگی۔یہ صرف مسند احمد میں منقول ہے ایک روایت میں اپنے بیٹے عبداللہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ اے ننھے منے تو نے یہ کہا ہے کہ سو سال گزرنے نہیں پائیں گے کہ اس امت کا ہر آدمی جو اُس وقت زندہ ہوگا خوش وخرم ہو جائے گا۔اور یہ کہ اس امت کو فراخی اور وسعت سو سال بعد حاصل ہوگی۔ایسا ہی صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لوگوں نے اس کے مفہوم کی غلط تعبیر کی ہے۔حالانکہ رسول کریم ﷺ کا مطلب ان الفاظ سے اپنے دور کی صدی گزرنے سے ہے

اس سال کچھ لوگ عراقی حکومت کی تابعداری سے نکل گئے تو عمر بن عبدالعزیز نے عراق کے گورنر عبدالحمید کو لکھا کہ ان لوگوں کے ساتھ نرمی اور اخوت کا معاملہ کرو اور انہیں دین کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دو، اور جب تک وہ فتنہ وفساد کے پھیلانے کے درپے نہ ہوں ان کے ساتھ جنگ وجدل نہ کرنا، اور عمر بن عبدالعزیز نے اپنے چچازاد بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو بھی جزیرہ سے ان باغیوں سے جنگ کرنے بھیجا چنانچہ اللہ پاک نے انہیں غلبہ دیا۔عمر بن عبدالعزیز نے خروج کرنے والوں کے سربراہ سے دریافت کیا کہ آخر اس کے خروج کی وجہ کیا ہے اور اس سے کہا کہ اگر تو محض غصہ اور ہٹ

دھرمی کی بنا پر صرف اور اقتدار کی لالچ میں لڑنے پر تلا ہوا ہے تو میں تجھ سے زیادہ اس کا حق دار ہوں۔ اور تو اس بارے میں زیادہ اہل بھی نہیں اس کا اور اگر تو اس پر مناظرہ کرنا چاہے تو میں اس پر بھی تیار ہوں۔ چنانچہ اس لیڈر نے عمر بن عبدالعزیز کے پاس کچھ لوگوں کو بھیجا۔ جن میں سے عمر بن عبدالعزیز نے دو کا انتخاب کیا۔ اور ان سے سوال کیا کہ آپ لوگ کس بات کا انتقام لینا چاہتے ہیں؟ ان دونوں نے جواباً کہا کہ یزید بن معاویہ کو تمہارے بعد خلافت کیوں دی گئی ہے؟ اس عمر بن عبدالعزیز نے کیا یہ خلافت میں نے تو اسے نہیں دی۔ کسی اور نے دی ہے۔ اس پر ان دونوں نے کہا کہ تمہارے بعد امت اس کو خلیفہ بنانے پر کیسے رضا مند ہوگی؟ عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا، تم مجھے اس جواب کیلئے تین دن کی مہلت دو۔ اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ بنوامیہ نے انھیں زہر کھلا دیا تا کہ خلافت ان کے ہاتھ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے باقی رہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اسی سال عمر بن ولید بن ہشام المعیطی اور عمرو بن قیس الکندی نے حمص والوں پر موسم گرما میں حملہ کر دیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے عمر بن ہبیرہ کو الجزیرہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔

اور اسی سال یزید بن مہلب کو ملک عراق سے عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا گیا۔ بصرہ کے امیر عدی بن ارطاۃ نے موسیٰ بن وجیہ کے ساتھ بھیجا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز، یزید بن مہلب اور اس کے اہل بیت سے سخت ناراض تھا۔ کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ یہ لوگ ظالم اور جابر ہونے کی بنا پر مجھے بالکل پسند نہیں چنانچہ جب یزید بن مہلب، عمر بن عبدالعزیز کے سامنے حاضر ہوا۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے اس سے اُس رقم کا مطالبہ کیا جو اس نے سلیمان کے سے منگوائی تھی۔ اس پر یزید بن مہلب نے کہا کہ میں نے صرف دشمنوں پر رعب ڈالنے کی غرض سے خط و کتابت میں رقم کا ذکر چھیڑ دیا تاھ۔ ورنہ حقیقت میں ہمارا رقم کا کوئی لین دین ہی نہیں تھا۔ اور کہنے لگا کہ میں سلیمان کے سامنے اپنے مرتبہ سے واقف بھی تھا اس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں اِدھر اُدھر کی باتیں سننا نہیں چاہتا بلکہ تم مسلمانوں کی رقم جمع کرواد و ورنہ تمہیں ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔ اور پھر اُس کو جیل بھیجنے کا شاہی نامہ جاری کر دیا۔ اور خراسان کی امارت یزید بن مہلب کی جگہ الجراح بن عبداللہ الحکمی کو سونپ دی۔

تھوڑی دیر میں گزری تھی کہ یزید بن مہلب کا فرزند مخلد بن یزید، عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اللہ کا بڑا احسان ہے ہم پر کہ اس نے آپ جیسی شخصیات کو اس امت کا امیر منتخب کیا ہے ہم آپ سے محروم ہو کر بد بخت ہونا پسند نہیں کرتے آپ نے کس جرم کی پاداش میں بوڑھے باپ کو جیل کی نذر کر دیا ہے۔ میں ان کی طرف سے دست صلح آپ کی طرف بڑھاتا ہوں۔ آپ اس پر راضی ہیں؟ عمر بن عبدالعزیز نے کہا قوم کی امانت وصول کرنے سے پہلے میں آپ سے کوئی صلح صفائی نہیں کر سکتا۔ اس پر مخلد کہنے لگا امیر المومنین اگر آپ اس بات پر کوئی گواہ رکھتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہماری قسم کا اعتبار کرتے ہوئے میری جانب سے پیش ہونے والی درخواست صلح کی طرف توجہ دیں لیں۔

اس پر عمر بن عبدالعزیز نے قسم کھاتے ہوئے کہا کہ اس کے پاس مسلمانوں کی زمین سے متعلق جو کچھ ہے وہ سب پہلے وصول کرونگا۔ اس بات چیت کے بعد یزید عمر بن عبدالعزیز سے رخصت ہو کر چلا گیا۔ جس کے کچھ ہی دنوں بعد اس کے وفات کی خبر یہاں بھی پہنچ گئی۔ اس کی موت کی خبر ملتے ہوئے عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ بہرحال بیٹا اپنے باپ سے افضل تھا اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے حکم جاری کیا کہ یزید کو بالوں کا جبہ پہنا کر اونٹ پر سوار کر کے امن جزیری کی سیر کرائی جائے جہاں فساق و فجار کو در بدر کیا جاتا ہے اس کے بعد بعض لوگوں نے یزید بن مہلب کی سفارش کی تو اسے دوبارہ جیل خانہ بھیج دیا گیا۔ ابھی وہ محبوس ہی تھا کہ عمر بن عبدالعزیز مرض الموت میں مبتلا ہو کر اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اس اطلاع کے ملتے ہی یزید بن مہلب بیماری کی حالت میں جیل سے فرار ہو گیا اسی سال عمر بن عبدالعزیز نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کی امیری سے ایک سال پانچ ماہ بعد معزول کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز نے اس کو معزول کرنے کی وجہ یہ بتائی تھی کہ یہ نومسلم کفار سے بھی جزیہ وصول کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ جزیہ کی خوف سے ان لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ نومسلم بیزار ہو کر بدستور کفر پر جمے رہے۔ اور جزیہ دینا بھی قبول کر لیا۔

جراح بن عبداللہ الحکمی کو معزول کرنے سے پہلے عمر بن عبدالعزیز نے اس کو لکھا کہ اللہ نے اپنے نبی کو داعی اور پیغامبر بنا کر نہیں بھیجا کہ ظلم کرنے والا اور مال جمع کرنے والا بنا کر اس کے بعد امیر المومنین نے عبدالرحمٰن بن نعیم قشیری کو جنگ کا اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ کو خراج کا ذمہ دار بنا دیا۔

اسی طرح خط میں اپنے تمام حکام اور عمال کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام انجام دینے اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تلقین بھی لکھ ڈالی اور اس طرح کا پیغام عمر بن عبدالعزیز نے عبدالرحمٰن بن نعیم کے پاس بھی لکھا خلاصہ کلام یہ کہ اس قسم کی نصیحتیں اور ہدایات عمر بن

عبدالعزیز نے اپنے زمانہ خلافت میں تمام حکام کے نام جاری کر دی تھیں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ایمان کی کچھ شرائط اور کچھ قید ہیں۔اس کی پابندی جو شخص بھی کرے گا تو اس کی ایمان کی تکمیل ہوگی اس طرح کا پیغام عمر بن عبدالعزیز نے عدی کے نام جاری کیا تھا اور پھر لکھا کہ اگر میں زندہ رہا تو تمہیں اس قسم کی باتیں بتا تا رہوں گا۔

بنو العباس کی دعوت کا سال ......اس دعوت کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اس سرزمین میں رہتے ہوئے۔اپنے ملک اور علاقے سے میسرہ نامی شخص کو عراق بھیجا۔اور اسی سال دوسرا لشکر خراسان کی طرف روانہ کیا۔اس گروہ میں محمد بن حنیس اور عکرمہ السراج، حیان العطار جو ابراہیم بن سلمہ کا ماموں تھا۔ان لوگوں کو محمد بن علی نے اپنے پاس بلا کر اہل بیت سے ملاقات کی دعوت دی۔اس طرح یہ بنو عباس کی حکمرانی کی ابتداء تھی۔بنو عباس کی حکومت کی کامیابی کے اثرات انہیں اس لئے نظر آ رہے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد سے بنوامیہ کی حکومت ڈانواڈول ہو رہی تھی۔اس موقع پر ابو عکرمہ السراج کے باہ نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے محمد بن علی بن عبداللہ کے بارہ نقیب اور محافظ مقرر کر دیے۔

اس سال مدینہ کے امیر ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے لوگوں کو حج کرایا۔اور عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں مشغولیت کی بناء پر حج نہیں کر سکے تھے۔مگر مدینہ کے امیر کو ان کی طرف سے روضۂ اطہر پر درود وسلام پڑھنے کا حکم جاری کیا تھا۔

اس سال وفات پانے والے لوگ

سالم بن ابوالجعد الاشجعی ......یہ زیاد، عبداللہ، عبیداللہ، عمران اور مسلم کے بھائی تھے۔یہ جلیل القدر تابعی اور ثقہ رواۃ میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت ثوبان، حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے روایات نقل کرنے والے قتادہ اور اعمش وغیرہ حضرات ہیں۔

ابوامامہ سہل بن حنیف ......یہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زندگی میں پیدا ہونے والے انصاری، اوسی اور مدنی بزرگ ہیں۔اور رسول اللہ ﷺ کی زیارت بھی انہیں نصیب ہوئی۔انہوں نے اپنے والد، حضرت عمر، حضرت عثمان، اور زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ سے حدیثیں ذکر کی ہیں اور ان سے بھی زہری اور ابوحازم وغیرہ کی ایک جماعت نے روایت نقل کی ہے۔
یہ انصاریوں کے ذی مرتبت اور بڑے نیک پارسا عالم تھے۔ان کے باپ بدر کی جنگ میں شریک ہوئے۔جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مخالفین نے جمعہ کیلئے جانے سے روک دیا تھا، اُس وقت انہوں نے ہی نماز جمعہ پڑھائی۔اور ان کا انتقال ۱۰۰ھ میں ہوا۔واللہ اعلم۔

ابوالزاہریہ حدیر بن کریب الحمصی ......یہ بھی جلیل القدر تابعی ہیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے مگر صحیح قول کے مطابق ان کی جو روایات ابودرداء اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں وہ مرسل ہیں ان کے اہل بلد نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔اور ان کے ثقہ ہونے کے بارے میں بھی اقوال ملا ہیں لیکن ان کی ایک عجیب روایت ہے جو انہوں نے فقیہ سے روایت کی ہے کہ ان سے ابی الزاہریہ نے بیان کیا کہ میں غنودگی کی حالت میں بیت المقدس کے گنبد میں بیٹھا تھا کہ خادموں نے دروازہ بند کر دیا۔جب مجھے ہوش آ تو فرشتوں کی تسبیح کرنے کی آواز سنی اور میں دہشت زدہ ہو گیا۔جب فرشتوں کی صف بندی دیکھی تو میں بھی ان کے ساتھ صف میں شامل ہو گیا۔ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی۔

ابوطفیل عامر بن واثلہ ......ابن عبداللہ بن عمر لیثی کنانی ہیں۔وفات پانے والوں میں آخری صحابی ہیں۔انہوں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے صحابہ کرام سے بھی روایت نقل کی ہے۔اور ان سے زہری قتادہ رحمہما اللہ وغیرہ نے نقل کی

یہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں ان کا جھنڈا اٹھانے والوں میں سے تھے لوگ ان سے پوچھتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیسی محبت کرتے ہو تو کہتے تھے جیسی موسیٰ کی ماں موسیٰ سے محبت کرتی تھیں۔ بعض لوگوں کے قول کے مطابق ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی اور بعض کے قول کے مطابق ۱۰۷ھ میں ہوئی۔ مسلمہ بن حجاج کا کہنا ہے یہ آخری صحابی تھے، جن کا انتقال ہوا اور یہ حادثۂ وفات ۱۰۰ھ میں ہوا۔

ابوعثمان النہدی......ان کا نام عبدالرحمٰن بن مل البصری ہے۔ انہوں نے دو جاہلیت میں دو حج کئے تھے۔ آپ ﷺ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی ایمان لے آئے تھے مگر آپ ﷺ کی زیارت سے محروم رہے ایسے لوگوں کو محدثین مخضرمی کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہجرت کی اور یہ مسلمان فارسی کی صحبت میں بارہ سال رہے۔ ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایات بیان کی ہے یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے جنگ یرموک، قادسیہ، جلولاء اور نہاوند کی لڑائیوں میں شریک بھی کی ہے نمازیں بکثرت ادا کرنے والے تھے حتیٰ کہ بسا اوقات نمازیں پڑھتے پڑھتے بیہوش بھی ہو جاتے تھے۔ انہوں نے ساٹھ بار حج بھی ادا کیا ہے۔

ثابت بنانی نے ابوعثمان نہدی کا قول نقل کیا ہے کہ مجھے معلوم ہے میرا رب مجھے کب یاد کرتا ہے۔ ان سے پوچھا گیا آپ کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کا رب آپ کو یاد کر رہا ہے تو قرآن کی یہ آیت پڑھ ڈالی فاذکرونی اذکرکم۔ اور فرمانے لگے میرا رب فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم۔

ان کی عمر ایکسو تیس سال بتائی جاتی ہے۔ ان کی وفات کے بارے میں ایک قول ۱۰۰ھ کا ہے اور دوسرا قول ۹۵ھ کا ہے۔

۱۰۱ھ کی ابتداء

اس سال یزید بن مہلب نے عمر بن عبدالعزیز کی مرض الموت کی اطلاع پانے کے بعد قید سے فرار ہونے کا پروگرام بنایا۔ اور اپنے خادموں سے کہا کہ گھوڑے یا اونٹ کی سواریاں فلاں جگہ لیکر پہنچ جائیں۔ چنانچہ اس کا یقین ہو جانے کے بعد اس نے راہ فرار اختیار کر لی اس کے ساتھ اس کی بیوی اور دیگر افراد بھی تھے۔ اس نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ آپکی بیماری کی اطلاع ملنے کے باوجود میں جیل سے راہ فرار اختیار نہ کرتا مگر مجھے خوف ہو گیا تھا کہ یزید بن عبدالملک مجھے قتل کر دے گا چنانچہ میں نکل آؤ۔

اس اطلاع ملنے کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے دعا کی کہ اے اللہ یزید بن مہلب ار امت کو کوئی ضرور پہنچانا چاہیں تو امّت کو اس کے شر سے محفوظ فرما۔ اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز کی بیماری میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ حتی کہ ایک قول کے مطابق دو سال پانچ ماہ چار دن حکومت کرنے کے بعد ۲۵ رجب ۱۰۱ھ بروز بدھ انتقال فرما گئے اور ایک قول کے مطابق ۱۰۰ھ میں ان کی وفا ہوئی۔ یہ انتہائی عادل، نیک سیرت اور انصاف پسند، متقی پرہیزگار خلیفہ گزرے ہیں۔ اسلامی شریعت کے نفاذ میں کسی کی کوئی پرواہ انہیں نہ ہوئی تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

سوانح عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ......عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف ابوحفص القرشی الاموی مشہور خلیفہ گزرے ہیں۔ ان کی والدہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہ جلیل القدر تابعی میں سے ہیں۔ یہ خود بھی تابعین سے روایت بیان کرتے ہیں اور ان سے بھی بہت سے تابعین نے روایت نقل کی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز اپنے چچازاد بھائی کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے۔ ان کی پیدائش کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جس سن میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی یعنی ۶۱ھ میں اس سال وہ پیدا ہوئے۔ عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی پیدائش سے پہلے ایک شخص نے خواب دیکھا کہ اسے بتایا گیا کہ ایک نیک دل اور داعی الی الخیر شخص پیدا ہونے والا ہے۔ اس پر اُس نے معلوم کیا وہ کون شخص ہے تو اُسے ع۔ر۔م یعنی عمر دکھایا گیا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اپنے والد کے ساتھ اصطبل میں گئے تو انھیں گھوڑے نے لات مار کر زخمی کر دیا اس پر ان کے والد نے ان سے کہا کہ اگر تو بنوامیہ میں زخم خوردہ رہا تو نیک بخت رہیگا۔ ایک دن رونے لگے ماں کے معلوم کرنے پر بتایا کہ موت یاد آ رہی ہے۔ تو ماں بھی رونے لگی۔ ان کے والد نے ان کی تربیت کے لئے انھیں صالح بن

کیسان کی خدمت میں چھوڑا ہوا تھا ان کے والد صاحب جب حج کیلئے گئے تو انھیں بھی مدینہ گئے جہاں ایک شخص نے دیکھ کر کہا سب سے زیادہ اللہ کی عظمت میں نے اس کے دل میں محسوس کی ہے۔ ایک مرتبہ نماز کی تاخیر کا سبب بالوں میں کنگھی کرنا تو ان کے استاد صالح ابن کیسان نے ان کے والد کے نام مصر میں خط لکھا جس پر ان کے والد کی طرف سے آنے والے قاصد نے ان کے سر کے تمام بال اتار دیئے۔

ایک مرتبہ یہ عبید اللہ بن عبد اللہ سے بحث و مباحثہ کر رہے تھے کہ ان کی زبان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی الفاظ نکل گئے۔ جس پر عبید اللہ کو محسوس ہوا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر رہے ہیں۔ جس پر انھوں نے ان سے کوئی بات نہیں کی اور نماز کی نیت باندھ لی۔ وہ سلام پھیرنے تک ان کے پاس بیٹھے رہے اور سلام پھیرنے پر انھوں نے ان سے کہا کہ اے عمر کیا تمہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے بدریوں کو معاف فرما کر ان دوبارہ ناراض ہو گئے؟ یہ بات سن کر ان سے معذرت طلب کی اور آئندہ کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر کے علاوہ کوئی کلمہ ان کے بارے میں نہیں کہتے تھے۔

زبیر بن بکار کا کہنا ہے کہ عمر بن عبد العزیز کی ذہانت کا علم اسی بات سے ہو جاتا ہے کہ وہ علم کے بہت زیادی حریص اور ادب کی طرف مائل تھے انھیں ان کے والد نے ان کے مشورے پر مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ جہاں انہوں نے بہت سے فقہاء اور مشائخ کی صحبت اختیار کی یہاں تک کہ وہ بہت مشہور ہو گئے۔ والد کی وفات پر ان کے چچا عبد الملک بن مروان نے ان کی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ داری لی اور اپنی اولاد کی طرح پالا۔ حتی کے بعد میں اپنی بیٹی فاطمہ سے نکاح بھی کروا دیا، جس پر شاعر نے کیا خوب کہا:

بنت الخليفه و الخليفه جدها　　　　اخت الخليفة و الخليفة تروجها

''خلیفہ کی بیٹی، خلیفہ کی پوتی، خلیفہ کی بہن اور خلیفہ کی زوجہ بھی ہے یعنی ان صفات کی مالکہ انہیں نکاح میں ملی۔''

عتبی کا کہنا ہے کہ عمر بن عبد العزیز پر دو چیزوں کی وجہ سے رشک کیا جا سکتا ہے ایک ان کے مال پر جو کہ انھیں ان کے والد کے ترکہ سے ملا دوسرا ان کی انوکھی چال پر جسے دیکھ کر ایک دن ان کے چچا نے سوال کیا۔ تو جواباً انہوں نے کہا کہ میرے جسم میں زخم ہے جسکی بنا پر اس طرح چلتا ہوں۔ زخم کی جگہ معلوم کرنے پر انہوں نے ایسا جواب دیا جس ان کے چچا نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کسی اور عرب سے اس طرح کا جواب ہمیں نہ ملتا عبد الملک کے انتقال کے بعد ولید نے انہیں مکہ مدینہ اور طائف کا حکمران بنایا اور انہوں نے اپنی ولایت کے دوران ۹۲ھ اور ۹۳ھ میں لوگوں کو حج بھی کروایا۔

انہوں نے ولید کے مشورے سے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر و توسیع بھی کروائی اور دینی امور سے متعلق کوئی ضرورت پیش آتی تو یہ تمام فقہاء کو جمع کر لیتے اور ان سے اس کا حل تلاش کرتے، انہوں نے کبھی ان کی اجازت کے بغیر کوئی اقدام نہیں کیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سے ثابت ہے کہ ان کے پڑھی جانے والی نمازوں میں نے ان کی نماز کی مشابہت جو رسول اللہ ﷺ کی نماز سے پائی وہ کہیں اور نہیں ملی۔

ابی النضر المدینی کے حوالہ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ سلیمان کو عمر بن عبد العزیز کے پاس سے آتا ہوا دیکھ کر اس سے دریافت کیا گاے کہ کیا انہیں کچھ تعلیم دیکر آرہے ہو تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم عمر بن عبد العزیز کے پاس جو علم ہے وہ تم میں سے کسی کے پاس نہیں ہے اور کہا جاتا ہے کہ علماء اور فقہاء ان کے سامنے شاگرد محسوس ہوتے تھے۔

عبد اللہ بن طاؤس کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد اور عمر بن عبد العزیز کو بعد نماز عشاء کسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے پایا حتی کہ اسی حال میں ان کی صبح ہو گئی میرے معلوم کرنے پر والد صاحب نے بتایا کہ یہ بنو امیہ کے صالح ترین نیک صفت انسان ہیں۔

امام مالک کا کہنا ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز کو جب مدینہ کی حکمرانی سے ۹۳ھ میں دست بردار کیا گیا تو رونے لگا اور اپنے غلام سے کہنے لگے کہ ہمیں مدینہ نے اپنے جدا کر دیا کہ جیسے بھی میل لوہے سے جدا کر دیتی ہے پھر اپنے بھائی کے پاس دمشق چلے گئے۔

ان کا کہنا ہے کہ جب تک مدینہ میں تھا مجھ سے زیادہ علم کسی کے پاس نہیں تھا۔ مگر جب سے شام آیا ہوں سب کچھ بھول گیا ہوں۔

عثمان بن زبیر کا کہنا ہے کہ ایک روز سلیمان بن عبد الملک اپنے لاؤ لشکر کا معائنہ کرنے نکلا اس وقت عمر بن عبد العزیز بھی اُسکے ساتھ تھا۔ سلیمان نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ یہ دیکھو ہمارے خدام اور ہمارا جاہ و حشم اور جمال اور یہ گھوڑ سوار اور پیدل فوج جنگی بدولت ہمیں شان و شوکت حاصل ہے۔ اس پر عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ یہ سب دنیا کے مادی اسباب ہیں جو ختم ہو جانے والے ہیں۔ مگر ان کی جواب وہی تمھیں ضرور کرنی پڑے گی۔

ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز اور سلیمان میدان عرفات میں جمع ہو گئے اُس وقت عمر نے اس سے کہا کہ آج یہ سب تمہاری رعایا ہے مگر کل انہی کے بارے میں آپ سے سوال ہوگا۔ اور یہ آپ ہی کے خلاف دعویٰ دائر کر رہے ہونگے آپ کے پاس کیا جواب ہوگا؟ سلیمان نے کہا باللہ نستعین ہم اللہ ہی سے مدد طلب کریں گے۔

عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں اخبار و آثار...... عبداللہ بن دینار نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان میں ایک ایسا شخص پیدا نہ ہو جائے، جو انہی کی طرح زندگی گزارے گا تو کہا جاتا ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز ہی ہیں۔

ریاح بن عبیدہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نماز کے لئے نکلے تو ایک بوڑھا آدمی اُن کے سہارے کے ساتھ چل رہا تھا میں نے کہا کہ بوڑھا عجیب انداز سے چل رہا ہے جب عمر بن عبدالعزیز نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے اس بوڑھے سے متعلق معلوم کیا۔

تو انہوں نے بتایا کہ یہ میرے بھائی خضر تھے جو مجھے تعلیم دینے اور اس امت کی بھلائی کی باتیں بتانے آئے تھے۔

علی بن خولہ نے ابی عنبس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں میں خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ایک ایسا نوجوان جس کے بدن پر کپڑوں کے ٹکڑے تھے نمودار ہوا اور خالد کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا کیا کوئی آنکھ ہمیں دیکھ رہی ہے؟ تو خالد نے کہا کہ ہمیں تو دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے لفظ کان سن رہے ہیں۔ اس جواب پر ان کی آنکھیں بھر گئیں اور تیزی سے چل پڑے۔ بعد میں خالد نے بتایا کہ یہ عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ اسی طرح ان سے متعلق یہ معلوم ہو چکا ہے کہ سلیمان نے اپنے انتقال کے وقت ولی عہد کے بارے میں ایک وصیّت نامہ لکھا اور اپنے وزیر رجاء بن حیوہ کے حوالہ کیا جس میں عمر بن عبدالعزیز کا نام تھا۔ جس کے بعد یہ وصیت نامہ لے کر وزیر ان کے اہل بیت کے پس آیا اور ان سے اس وصیت نامہ پر عمل کروانے کی ضمانت لے کر اسے ان کے سامنے چاک کیا گیا جبکہ سلیمان کا انتقال ہو چکا تھا۔ چنانچہ سب لوگوں نے اپنے عہد کے مطابق ان کے ہاتھ پر بیعت کی، بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز دیگر ضروری کام کاج سے فراغت کے بعد اصطبل گئے اور کسی گھوڑے سوار ہونا چاہا مگر لوگوں نے منع کیا اور بتایا کہ یہ گھوڑے بڑے سرکش ہیں۔ ممکن ہے آپ کو کوئی نقصان پہنچا دیں۔ لہٰذا ان پر سواری نہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا خچر منگوایا اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا اور شاہی نامہ جاری کیا کہ اصطبل میں جتنے گھوڑے ہیں انھیں فروخت کر کے ان کی رقم بیت المال میں جمع کرادی جائے اور پھر اپنا سارا وقت خلافت اور حکومت کام اج میں ہی صرف ہوتا تھا۔ حتی کہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ گزارہ جانے والا وقت بھی انہیں مہمات کی نذر ہونے لگا جس پر ان کی اہلیہ فاطمہ بڑی افسردہ ہوتی تھیں۔ مگر ان کا ایک ہی جواب ہوتا تھا کہ آپ یہ وقت مسلمانوں کی خدمت کیلئے وقف ہے فراغت اور فراصت کے لمحات آپ کسی کے لئے نہیں ہو سکتے حتی کہ اپنی بیوی سے بھی یہ کہہ ڈالا کہ اگر اس طرح کی زندگی میرے ساتھ گزار سکتی ہو تو نباہ کر لو ورنہ اپنے میکے چلی جاؤ۔ چنانچہ بڑی آہ زاری اور گریہ زاری کے بعد اسی حالت پر رہنے پر رضامند ہو گئی۔ ان کی ایسی حالت کو دیکھتے ہوئے گھر ہی کے کسی فرد نے یہ شعر کہہ ڈالے:

قـــد جـــاء شـــغـــل شـــاغـــل
وعـــدلـــت عـــن طـــرق الســـلامة
ذهـــب الـــفـــراغ فـــلافـــرا
غـــلـــنـــا الـــى يـــوم الـــقـــيـــامة

"مصروفیت والا کام آپ کو ضرور ملا ہے مگر آپ راہ راست سے بھٹک گئے ہیں فرصت کے لمحات تو چلے گئے ہیں اب ہمیں قیامت تک فرصت کے لمحات کہاں ملیں گے"۔

خلافت و بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ جو ہمارے ساتھ رہنا چاہتا ہے اُسے پانچ چیزوں عہد کرتا ہوگا پہلے یہ کہ وہ ہم سے ایسی ضرورت کو پوری کرنے کا طلبگار ہوگا جسے وہ خود پورا نہ کر سکے دوسرا یہ کہ بھلائی کے کام میں اپنی وسعت کے مطابق ہمارے ساتھ معاونت کرے تیسرا یہ کہ بھلائی کے ایسے کاموں کی طرف ہماری رہنمائی کرے جہاں تک ہماری نگاہیں نہ پہنچی ہوں۔

چوتھا یہ کہ ہم میں سے وہ کسی کو دھوکہ وفریب نہ دے گا پانچواں یہ کہ فضول اور لایعنی باتوں کی طرف ہماری توجہ مرکوز نہ کرے گا۔ان باتوں سے شعراء اور خطباء کے تو ہوش اُڑ گئے مگر فقہاء اور عبادت گزار لوگ اس سے بڑے مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم ان سے اُس وقت تک جدا نہ ہوں گے جب تک اس کے قول وفعل میں ہمیں تضاد معلوم نہ ہو۔

سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد چند لوگوں سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ مجھ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری آ پڑی ہے۔لہٰذا اب تم مجھے مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔

اس پر محمد بن کعب نے کہا۔ بڑے بوڑھوں کو اپنے باپ کی جگہ اور نوجوانوں کو بھائی کی جگہ اور بچوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھو۔اور بڑوں کے ساتھ باپ جیسا نیکی بھلائی کا معاملہ کرو۔اور نوجوانوں کے ساتھ صلہ رحمی کا اور بچوں کے ساتھ طفولیت اور نرمی وشفقت کا معاملہ کرو۔

رجاء بن حیوہ نے کہا،عوام الناس کے لئے بھی وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور تمہیں یہ رہنا چاہئے کہ ایک دن تمہاری موت ضرور واقع ہوگی۔

سالم نے اپنے جواب میں کہا کہ لذات اور شہوات کی طرف سے برے بن جاؤ اور موت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ان حضرات کی باتیں سنیں اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا اور خطبہ میں کہنے لگے کہ قرآن کے بعد کسی الہامی کتاب کا نزول نہیں ہوا رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔اور میں قاضی نہیں بلکہ صرف احکام تنفند آتا ہوں۔میں مبتدع نہیں بلکہ متبع ہوں۔

عمر بن عبدالعزیز نے اپنے آخری وعظ میں فرمایا کہ اے لوگو اللہ نے تمہیں بے کار پیدا نہیں کیا،اور تم آخرت میں بغیر حساب کتاب کے نہیں چھوڑے جاؤ گے۔بس وہاں کی کامیابی کو بڑی چیز سمجھو،جو وہاں کامیاب ہو گیا وہ جنت کا بھی مقدار ہے اور اللہ کی رحمت کا بھی مقدار ہے۔ابوبکر بن ابی دنیا نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا جو کہہ رہے تھے کہ اے عمر ان دونوں کا سا عمل کرو معلوم کرنے پر بتایا کہ یہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

سفیان ثوری کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ خلفاء پانچ ہیں،حضرت ابوبکر،حضرت عمر،حضرت عثمان،حضرت علی رضی اللہ عنہم اور عمر بن عبدالعزیز اور اس پر تو تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ عمر بن عبدالعزیز امام عادل اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے تھے اور ان کی بیوی فاطمہ کا کہنا ہے کہ ایک دن ان کے کمرہ میں داخل ہوئی تو وہ مصلّی پر بیٹھے تھے اور اپنے ہاتھوں کو رخساروں پر رکھا ہوا تھا اور رو رہے تھے۔میں نے دریافت کیا کہ کیوں رو رہے ہو؟ تو کہنے لگے کہ مجھے اس امت کی ذمہ داری سونپ دی گئی ہے جن کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان رہتا ہوں کہ یہ بیچارے مفلس،غریب،فقراء، نادار،بیواؤں کا غم مجھے گھلاتا جا رہا ہے۔اس طرح سے بوڑھے غریب بڑے بڑے خاندان والے اور مظلوم اور قیدیوں کا درد مجھے کھائے جا رہا ہے۔اگر میں ان کے صحیح حقوق ادا نہ کر سکا تو کل قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دوں گا۔ ۲

میمون بن مہران کا کہنا ہے کہ امیر المومنین نے مجھے مزدوروں کا نگران مقرر کیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر آپ کے پاس میرا کوئی غیر شرعی حکم آئے تو اُسے دیوار سے مار دینا۔اور فرماتے تھے کہ اسلام نے سنن وفرائض کے ساتھ ہمیں دیگر پوری شریعت بھی عطا فرمائی ہے لہٰذا اس کی تکمیل ہی ایمان کی تکمیل ہے۔اور اپنے ماتحت حکام کو تقویٰ کی وصیت اور نصیحت ہمیشہ لکھا کرتے تھے۔اور فرماتے تھے کہ جو شخص دنیا میں موت کو یاد رکھتا ہے وہ اس دنیا سے ایسے جاتا ہے کہ اس پر گناہوں کا بوجھ نہیں ہوگا (انشاءاللہ) مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میرے نزدیک زہد کی اصل تصویر عمر بن عبدالعزیز ہیں انہیں دنیا خوب ملی مگر انہوں نے اس دنیا نے نہ اپنے لئے کچھ لیا اور نہ ہی اپنے اہل عیال کیلئے۔ایک ہی قمیض جسے دوران غسل دھو کر اور پھر سکھا کر اُسی کو زیب تن کرتے تھے۔ایک راہب کے پاس سے ایک گزر ہوا اُس سے کہا مجھے نصیحت کرو تو اُس نے کہا کہ شاعر کے اس شعر پر عمل کرلو:

تجرد من الدنیا فانک انما خرجت الی الدنیا وانت مجرد

''تارک الدنیا بن جاؤ اس لئے کہ جب تم اس دنیا میں آئے تھے اس وقت بھی خالی ہاتھ تھے۔''

ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے کچھ پیسے اپنی بیوی سے مانگے انگور خریدنے کیلئے تو بیوی نے کہا کہ آپکے خزانے میں اتنی رقم بھی نہیں ہے تو کہنے لگے کہ آج کی تکلیف جہنم کی آگ کی تکلیف سے تو ہلکی ہی ہے۔

ایک دن ان کے لئے عوامی مطبخ میں پانی گرم کیا گیا تو انہوں نے لکڑیوں کے لئے ایک درہم ادا کیا۔ ان کی بیوی فاطمہ کا کہنا ہے کہ جب سے خلیفہ بنے ہیں آج تک نہ جماع کیا ہے اور نہ ہی انہیں احتلام ہوا ہے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے گھر میں ایک چراغ جلتا تھا تو اس کی روشنی میں گھر کے کام کاج نمٹاتے تھے اور دوسرا چراغ جلتا تھا تو اس کی روشنی میں بیت المال اور مسلمانوں سے متعلق معاملات نمٹانے جاتے تھے اس کی روشنی اپنی ذاتی ضروریات میں استعمال نہ کرتے تھے۔ اوّل وقت میں تلاوت قرآن کیا کرتے تھے جو مختصر ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ اہل بیت میں سے ایک شخص سیب کا ہدیہ لے کر ان کے پاس آیا اور انہیں پیش کئے گئے جسے سونگھ کر واپس کر دیئے۔ کسی نے کہا کہ حضرت یہ تو ھدیہ ہے، ھدیہ تو رسول اللہ ﷺ بھی قبول فرمائے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا ہدیہ ہوا کرتا تھا اور ہمارا ھد یہ رسوت ہے عمر بن عبدالعزیز سختیاں اپنے اوپر برداشت کرتے تھے۔ ورنہ اپنے حکام کو کھلے دل کے ساتھ وظائف دیا کرتے تھے۔ ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کوئی ان کے پاس آیا تو کہنے لگے کہ مجھے شرمندگی ہوتی ہے جب تم آ کر دربان سے اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہو۔

موسیٰ بن ایمن چرواہے نے کہا ہے کہ واقعۃً عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت میں شیر اور بکریاں، بھیڑیا اور چھوٹے جانور ایک ہی گھاٹ پر پانی پیا کرتے تھے۔

وہ فرمایا کرتے تھے اے اللہ! لوگوں کو میں نے جس چیز کا حکم دیا انہوں نے میری اطاعت کی اے اللہ یہ آ رہا ہی کی عنایت اور میربانی اور رحمت ہے۔ ورنہ عمر تو آپکی رحمت کے حاصل کرنے کا بھی اہل نہیں تھا۔ آپ ہی کی رحمت ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل بنا دیا۔

ایک نے آ کر عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ آپ کی خلافت سے پہلے حکومت لوگوں کے لئے تفاخر اور عزت اور زینت کی چیز ہوا کرتی تھی۔ مگر اب تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ خود حکومت کے لئے تفاخر اور زینت ہیں۔

واذا الدر زان حسن وجوہ كان لدر حسن وجھک زینا

''موتی عموماً چیزوں کی زینت ہوا کرتے ہیں مگر تیرا حسین چہرہ موتی کی زینت بنا ہوا ہے۔''

رجاء بن حیوہ لکھتے ہیں کہ ایک دن ان کے پاس رات رہنے کا اتفاق ہوا، تو رات میں تیل ختم ہونے کی بدولت چراغ گل ہو گیا تو خادم کو صرف اس وجہ سے بیدار نہ کیا کہ اس کی نیند خراب نہ ہو جائے۔ اور خود اٹھ کر انہوں نے چراغ جلایا۔

میمون بن مہران ایک دن ان کے ساتھ قبرستان گئے تو کہنے لگے کہ دیکھو ابو ایوب میرے باپ دادا بنو امیہ کی قبریں ہیں۔ جو کبھی اپنے فرحانہ میں عیش وعشرت کے ساتھ زندگی گزارا کرتے تھے اور آج دیکھو کیسی بےخبری کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔

علی بن زید کا کہنا ہے کہ میں نے حسن اور عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ کسی کو روتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب وہ اپنے دوستوں وغیرہ کو اکٹھا کرتے تو سوائے موت کے کسی چیز کا تذکرہ نہ کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے خواب دیکھا۔ بیوی کے معلوم کرنے پر بتایا کہ میں ایک سبزہ زار کی جانب جا رہا تھا جس میں ایک محل نظر آ رہا تھا۔ جو گویا چاندی کا بنا ہوا تھا۔ اس میں سے منادی باہر آیا اور اس نے کہا کہ محمد بن عبداللہ کہاں ہیں اچانک رسول اللہ ﷺ محل میں داخل ہوئے دکھائی دیئے اسی طرح تمام خلفاء راشدین رضی اللہ عنہ کا نام لیا اور ان کا معلوم کرتا اور وہ یکے بعد دیگرے اس محل میں داخل ہوتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ اور پھر آخر میں وہ منادی کہتا ہے عمر بن عبدالعزیز کہاں ہے؟ جس پر میں کھڑا ہو کر اس محل میں داخل ہو جاتا ہوں۔

فضل بن عباس حلبی کہتے ہیں عمر بن عبدالعزیز یہ شعر پڑھا کرتے تھے، کبھی تھکتے نہ تھے۔

لاخير فی عيش امریء لم يكن له من اللّٰه فی دار القرار نصيب

''اس آدمی کی زندگی میں کوئی خیر نہیں جسے رب تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں کوئی حصہ نہ ملے۔''

عمر بن عبدالعزیز ایسے شخص ہیں جو ہر طرح قیام شریعت اور تنفیذ حق میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرح ہیں۔

اور ہر لحاظ سے اس منصب کے اہل ہیں۔ آپ ہر ایسے شخص کے لئے جو شہر کی جامع مسجد میں حدیث، فقہ، قرآن وغیرہ کی دینی تعلیم دیتا ہو، اُسے ہر سال کم از کم سو دینار بیت المال سے دیا کرتے تھے اور عموماً قرآن کی تعلیم و تعلم کا مشغلہ اختیار کرنے والوں کو سرکاری ذمہ داری دیا کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالتے ہی اپنے اور بنو امیہ کے تمام عیش وعشرت کو بالائے طاق رکھ دیا تھا اور ان کی جو آمدنی

خلافت سے پہلے چالیس ہزار دینار ہوا کرتی تھی سب چھوڑ چھاڑ کر اب بیت المال سے صرف چار سو دینار سالانہ لیا کرتے تھے۔ سادہ لباس اور سادہ غذا ان کا معمول بن گیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے تقریباً ۱۲ بیٹے چھوڑے جنکے لئے انتقال کے وقت یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے کہ **ان ولی اللہ الذی نزل الکتب وھو یتولی الصلحین** اور فرماتے تھے میں ان کے لئے کیا وصیت کروں اگر نیک ہیں تو اللہ ان کا والی ہوگا اور اگر غیر صالح ہوں گے تو مجھے کسی فاسق کی مدد کی ضرورت نہیں۔

عمر بن عبدالعزیز کی موت زہری کے سبب واقع ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے غلام نے صرف ایک ہزار دینار کی خاطر انہیں زہر دیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز کو معلوم ہونے پر اپنے غلام کو بنوامیہ دور اس سے وہ ایک ہزار دینار لے کر بیت المال میں جمع کروا دیا اور اُسے بھگا دیا کہ کہیں لوگوں کے ہاتھوں مارا نہ جائے۔ عمر بن عبدالعزیز کا انتقال سرزمین حمص کے علاقہ دیر سمعان میں بعض حضرات کے قول کے مطابق جمعرات کو اور بعض کے قول کے مطابق جمعہ کو ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ میں ہوا۔ ان کی نماز جنازہ ان کے چچازاد بھائی مسلمہ بن عبدالملک نے پڑھائی تھی۔ انتقال کے وقت ان کی عمر انتالیس سال اور چند ماہ بتائی جاتی ہے بعض کے قول کے مطابق آپ کی عمر چالیس سال سے بھی زائد تھی۔ آپ گندم گوں، دُبلے پتلے چہرے والے نحیف جسم اور خوبصورت داڑھی والی عظیم شخصیت تھے۔ آپ کی آنکھوں گرد گہرے حلقے اور چہرے پر زخم کا نشان بھی تھا بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ بیس دن بیمار رہے پھر جب نزع کا عالم طاری ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بٹھادو، چنانچہ بٹھادیا گیا تو اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتے ہوئے فریاد کی کہ اے اللہ میں آپ کا کمزور بندہ ہوں آپ کے احکام کی صحیح پاسداری نہ کرسکا اور آپ کی طرف سے آنے والی نواہی سے صحیح نہ رک سکا آپ مجھے معاف فرمادیں۔ چنانچہ اس کے بعد تین مرتبہ کلمہ پڑھا اور تیز نظروں سے ایک طرف دیکھنے لگے معلوم کرنے پر بتایا کہ ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ جن پھر فوراً ہی روح قبض ہوگئی اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اور ایک روایت کے مطابق اپنے کمرے سے تمام گھر والوں کو باہر نکال دیا مگر مسلمہ بن عبدالملک اور ان کی بہن فاطمہ دروازہ پر ہی بیٹھ گئے۔ چنانچہ وہ کہہ رہے تھے خوش آمدید ایسی ہستیوں کو جو نہ جنات میں سے ہیں اور نہ ہی انسانوں میں سے پھر یہ آیت تلاوت کی **تلک الدار الاٰخرۃ نجعلھا للذین لایریدون علوا فی الارض ولا فساداً والعاقبۃ للمتقین** پھر آواز پست ہونے پر یہ لوگ وہاں حاضر ہوئے تو پتا چلا کہ وہ تو خالق حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یزید بن عبدالملک کی خلافت

سلیمان بن عبدالملک کے ولی عہد عمر بن عبدالعزیز اور پھر یزید بن عبدالملک کو طے کردیا تھا اس لئے ۱۰۱ھ میں اس کے لئے خلافت کی بیعت لی گئی۔ اس وقت اس کی عمر انتیس سال تھی۔ منصب خلافت پر فائز ہوتے ہی اس کے مدینہ کے گورنر ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو معزول کر کے اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن ضحاک کو مقرر کردیا۔ ان کے درمیان کئی سال تک کشیدگی چلتی رہی۔ اور کہا جاتا ہے اسی سال فوارج کے ساتھ بھی جھگڑا کھڑا ہوا۔ یہ جنگ بسطام خارجی اور کوفہ کی فوج کے مابین ہوا۔ کوفہ کی فوج کی تعداد دس ہزار تھی جبکہ خوارج تھوڑے سے ہی تھے۔ مگر خوارج نے انہیں پسپائی پر مجبور کردیا۔ اس سال پھر یزید بن مہلب نے اس کی اطاعت سے بھی بغاوت کی اور بصرہ پر سخت جنگ کے بعد قابض ہوگیا۔ اس نے ہر دل عزیز ہونے کیلئے وہاں کی عوام میں بڑی دولت بھی تقسیم کی، اور یزید کا قبضہ ہوجانے کے بعد جب قید کانہ سے اس کے سامنے عدی بن ارطاۃ کو لایا گیا تو وہ خوب ہسنے لگا اور بتایا کہ اسل ءہنس رہا ہوں کہ میری بقاء میں تیری بھی بقاء ہے۔ میرا ایک طلب گار مجھے کسی حال میں نہیں چھوڑے گا۔ اور وہ تجھے بھی نہیں چھوڑے گا۔ یزید بن مہلب کے معلوم کرنے پر اس نے بتایا کہ وہ شام کی فوج ہے مگر یزید نے کوئی کان نہ دھرا اور اسے جیل کی نذر کردیا۔ یزید بن مہلب نے اپنا اقتدار مضبوط کرنے کے بعد اہواز پر بھی اپنا نائب مقرر کردیا اور اسی طرح اپنے بھائی مدرک بن مہلب کو خراسان کا نائب امیر بھی بنا ڈالا۔ جب یہ ساری خبریں یزید بن عبدالملک کو ملی تو اس نے اپنے بھتیجے عباس بن ولید بن عبدالملک کو چار ہزار فوج کے ساتھ تیار کر کے بطور سپہ سالار کے روانہ کردیا تا کہ وہ مسلمہ کی سرپرستی میں روانہ ہونے والے قافلے کی مدد کرے جو کہ شام سے روانہ ہونے والا تھا۔ اور یہ قافلہ یزید بن مہلب کے

عزائم کو خاک میں ملانے کی غرض سے روانہ کیا گیا تھا۔ بہر حال جیسے ہی یزید بن مہلب کو شام کی فوجوں کی آور کی خبر ملی اُسنے بھی توشہ باندھا اور تیاری کرتے ہوئے بصرہ سے باہر آنکلا۔

اور وہاں اپنا جانشین مروان بن مہلب کو مقرر کر کے واسط میں آکر ٹھہر گیا اور اپنے شہروں سے مشورہ طلب کرنے لگا تو کسی نے کہا کہ ہواز چل کر پہاڑوں پر قلعہ بندی کی جائے جس کو یزید بن مہلب نے نامنظور کر دیا اور مشورہ دیا کہ جزیرہ کے قلعے اس کے لئے زیادہ مناسب رہیں گے یہ رائے اہل عراق کی تھی غرض ۱۰۱ھ اسی لیت ولعل میں گذر گیا اور یزید بن مہلب واسط ہی میں مقیم تھا اور شامی فوجیں مارچ کرتی ہوئی آہستہ آہستہ اس مقام کی طرف بڑھتی آرہی تھیں۔ سال امیر مدینہ عبدالرحمٰن الضحاک نے لوگوں کو حج کرایا۔

مکہ میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید گورنر تھے جبکہ کوفہ کے امیر عبدالحمید بن عبدالرحمان بن زید بن الخطاب تھے اور یہاں کے قاضی عامر شعبی تھے۔ اسی سال ربعی بن حراش، ابوصالح السمان جو عابد وزاھد تھے (اور جن کا حال ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں بھی لکھا ہے) انتقال کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۱۰۲ ہجری

۱۰۲ھ میں مسلمہ بن عبدالرحمان اور یزید بن مہلب کی فوجوں کے درمیاں اس وقت زبردست مڈبھیڑ ہوئی جب یزید بن مہلب واسط میں اپنے بیٹے معاویہ کو جانشین بنا کر مسلمہ بن عبدالملک کی فوج سے بڑنے کیلئے عصر کے میدان میں پہنچ گیا جہاں دونوں طرف کی فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی اور دونوں طرف کی فوجوں نے زبردست لڑائی کا مظاہرہ کیا جس کے نتیجے میں اہل بصرہ اہل شام پر حاوی ہو گئے لیکن اس کے بعد اہل شام نے ثابت قدمی سے اہل بصرہ پر حملہ کر دیا، ان کو ہزیمت پر مجبور کر دیا اور ان کے بہت سے جنگ آزمودہ اور بہادروں کو ہلاک ہونا پڑا۔ جن میں سے ایک کا نام منتوف تھا جو نہایت شجاع تھا اور بکر بن وائل کے غلاموں میں سے تھا، فرزدق کا مشہور شعر ہے:

تبکی علی المنترف بکر ابن وائل　　وتنھی عن ابنی مسمع من بکاھما

''بکر بن وائل منتوف کو روتے ہیں لیکن مسمع کے دونوں بیٹوں کو رونے سے منع کرتے ہیں''۔

اس کا جواب جعد بن درہم نے دیا اور یہ وہ پہلا اہجمی ہے جس کو عین عبدالضحیٰ کے دن خالد بن عبداللہ قسری نے ذبح کر دیا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

تبکی علی المنتوف فی نصر قومه　　ولسنا نبکی الشانئین اباھما

ہم منتوف کیلئے تو اس کے قومی جذبے کیلئے روتے ہیں کاش کہ ہم باپ کے دونوں مداحوں کیلئے بھی رو لیتے جب مسلمہ اور اس کے بھتیجے عباس بن الولید کی فوجیں یزید بن مہلب کی فوجوں کے نزدیک پہنچ گئیں تو یزید نے اپنی فوجوں کا دل بڑھانے کے لئے اور اہل الشام پر حملہ آور ہونے کیلئے لوگوں کو اشتعال دلایا، یزید کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی، جس نے یزید بن مہلب سے اطاعت وانقیاد اور فرمانبرداری کا عہد کر رکھا تھا کہ کتاب وسنت کے خلاف کوئی کام یزید کی طرف سے نہ ہوگا نہ ہی ان کے ملک کو روندا جائے گا اور نہ ہی حجاج جیسے فاسق انسان کی باتو کو دہرایا جائے گا وغیرہ۔ لیکن اسی زمانہ میں حسن بصرہ عام لوگوں کو جنگ وجدل سے باز رہنے اور فتنہ وفساد میں پڑھنے خصوصاً فتنہ جارحیت سے علیحدہ رہنے کیلئے وعظ ورلقین کرتے رہتے تھے اس بات کا علم جب یزید بن مہلب کے بیٹے اور بصرہ کے نائب عبدالملک بن یزید بن مہلب کو ہوا تو اس نے حسن بصری رضی اللہ عنہ کا نام لئے بغیر بہت کچھ ان کے خلاف زہر اگلا اُس نے کہا یہ بڈھا اور گمراہ شخص جو دکھاوے کے لئے سب کچھ کہتا ہے اور کرتا پھرتا ہے اگر اپنے کام سے باز نہ آیا تو میں وہ سب کچھ کروں گا جو میں کر سکتا ہوں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی باتیں سن کر کہتا اللہ تعالیٰ اسکو ذلیل کرے مجھے اُسکی بکواس کی مطلق پرواہ نہیں ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ نے ان کو اس کے فتنہ سے محفوظ رکھا اور اس کی حکومت کے زوال کے آثار شروع ہو گئے اور وہ اس طرح کو جیسے جیسے دونوں فوجیں سامنے آنا شروع ہوئیں تو یزید بن مہلب کی فوج کے لوگ کھسکنا شروع ہو گئے اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی تو اس طرف سے کم ہی لوگوں نے مقابلہ کیا اور اس طرح اہل عراق جلد ہی پسپا ہو گئے، اس دوران ان کو یہ اطلاع بھی ملی کہ جس پل کو وہ عبور کر کے آئے ہیں

وہ جل گیا اس لئے بددل ہو کر وہ زبردست شکست سے دوچار ہو گئے اس پر یزید بن مہلب نے کہا آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے خدا ان کا برا کرے ابھی وہ مجمع میں کھڑا ہوا لوگوں سے باتیں کر رہا تھا کہ مزید لوگ اسکو چھوڑ کر چلے گئے اس دوران شامیوں نے یزید بن مہلب کے بھائی حبیب بن مہلب کو قتل کر دیا اس کو سن کر یزید بن مہلب کے غیظ وغضب کی کوئی حد نہ رہی اور وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمہ بن عبدالملک کی طرف بڑھا اور جیسے ہی وہ اس کی طرف بڑھا شام کی فوجوں نے حملہ کر کے اسکو قتل کر دیا اور کے ساتھ اس کے بھائی محمد بن المہلب کو بھی قتل کر دیا، شامیوں کے ساتھ ہی اسمیذع جیسے بہادر اور شجاع انسان کو بھی قتل کر دیا۔

یزید بن مہلب کو جس شخص نے قتل کیا اس کا نام قحل بن عیاش تھا اسکو قتل کرنے کے بعد اس کا سر اہل شام نے مسلمہ بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا اور تین سو قیدی بھی اس سر کے ہمراہ روانہ کر دیئے جنہیں بعد میں کوفہ بھیج دیا گیا اور وہیں سب کو قتل کیا گیا، اس کے بعد مسلمہ وہاں سے روانہ ہو گیا اور جرہ میں پڑاؤ ڈالا لیکن جب جدال وقتال کی خبر یزید بن مہلب کے لڑکے معاویہ کو واسط میں ملی تو جو قیدی جن کی تعداد تیس تھی اُس کے پاس موجود تھے سب قتل کے ان میں عمر بن عبدالعزیز کا نائب عدی بن ارطاۃ رجو اللہ اور اس کا بیٹا بھی شامل تھا مالک اور عبدالملک یعنی مسمع کے دونوں بیٹیا اور ان کے علاوہ اشراف کی ایک جماعت کو بھی تہ تیغ کر دیا۔ وہ پھر بصرہ آیا اُس کے پاس بڑا زطر دست خزانہ تھا ساتھ اس کا چچا مفضل بن المہلب بھی آیا غرض کہ پورا آل مہلب بصرہ میں اپنے دھن دولت اور مال ومتاع کے ساتھ جمع ہو گیا اور یہاں سے ان سب نے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لینے کا منصوبہ بنایا اور اس کے خیال سے یہ سارا قافلہ کرمان کے پہاڑوں کے دامن میں جا اترا، ان سب کی سرکوبی کیلئے مسلمہ نے ہلال بن ماجور کی سرکردگی میں ایک دستہ روانہ کیا کہا جاتا ہے کہ اُن کو سزا دینے کیلئے مسلمہ نے ایک شخص مدرک بن ضب الکلبی کو متعین کیا تھا۔ بہرحال یہ لوگ ان کے تعاقب میں وہاں یعنی کرمان کے پہاڑوں میں پہنچ گئے اور وہاں زبردست جنگ ہوئی جن میں مفضل کے ساتھیوں میں سے بہت سے لوگ مارے گئے بہت سے اُن کے اشراف واعیان قیدی بنائے گئے اور باقی شکست کھا کر بھاگ گئے اس کے بعد مسلمہ کے لوگوں نے فضل کو بھی قتل کر دیا اور اس کا سر سلمہ بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا اس کے بعد یزید بن مہلب کے اصحاب نے امیر شام سے امان حاصل کر لی۔ امان حاصل کرنے والوں میں مالک بن ابراہیم بن الاشتر النخعی بھی شامل تھا پھر سارا مال ومتاع عورتیں بچے مسلمہ بن عبدالملک کے پاس روانہ کر دیا گیا اور ساتھ فضل اور عبدالملک بن مہلب کے سر بھی اُسکے پاس بھیج دیے گئے، مسلمہ نے یہ سر اور خوبصورت بچے اپنے بھائی یزید کے پاس بھیج دیئے، جس نے اُن سب کی گردنیں اڑانے اور دمشق میں سر عام ان کے سر لٹکانے کا حکم جاری کیا لیکن بعد میں دمشق کی بجائے ایسی غرض سے حلب بھیج دیا گیا جہاں اُن سب کو لٹکا دیا گیا۔

مسلمہ بن عبدالملک نے قسم کھائی کہ وہ آل مہلب کی آل اولاد کو سر عام بازار میں فروخت کرے گا چنانچہ وہی اُس نے کر دکھایا۔ کسی بڑے آدمی نے اس خاندان کے لوگوں کو خرید اور ان کی قیمت ایک لاکھ مقرر کی لیکن مسلمہ نے اس امیر سے کوئی قیمت نہ لی اور یوں ان کو اس کی غلامی میں دیدیا شعراء نے یزید بن مہلب کے بڑے دردناک مرثیے لکھے ہیں جن کا ابن جریر نے ذکر کیا ہے۔

عراق اور خراسان پر مسلمہ کی حکمرانی...... جب یزید بن عبدالملک ال مہلب کی جنگ کے فتنوں سے فارغ ہو گیا تو اس نے سلمہ کو کوفہ، بصرہ اور خراسان کی حکمرانی سونپ دی چنانچہ مسلمہ خود بصرہ اور کوفہ کا امیر بنا رہا اور خراسان کی امارت اُس نے اپنے داماد سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص ملقب بہ خذینہ کے سپرد کر دی۔

اس نے خراسان کے باشندوں کو تو صبر استشفاعت کی تلقین کی لیکن جو عمال آل مہلب کے دور کے چلے آ رہے تھے ان کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آیا اور ان سے بہت سارا مال وصول کیا، اُس کی سختیوں کے باعث اُن میں سے کچھ لوگ مر بھی گئے۔

ملک الترک اور مسلمانوں کے مابین پیش آنے والا واقعہ...... واقعہ یہ ہے کہ ملک الترک خاقان نے بہت بڑا لشکر مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے صغد بھیجا جس کا سردار کورصول نامی شخص کو بنایا گیا اُس نے جاتے ہی قصر الباہلی کا محاصرہ کر لیا، جہاں بہت سے مسلمان مقیم تھے یہ حالت دیکھ کر سمرقند کے نائب عثمان بن عبداللہ بن مطرف نے خاقان سے مصالحت کر لینا چاہی اور بطور نذرانہ کے چالیس ہزار اس کے پاس بھیجے اور ساتھ ہی تقریباً سترہ تاجر بطور ضمانت کے اس کے پاس روانہ کیے اس کے ساتھ اُس نے ایک سفیر بھی خاقان کے پاس بھیجنے کی تیاری کی جسکے لئے اُس

نے المسیب بن بشر الرباحی کو منتخب کیا اور اُس کی ماتحتی میں چار ہزار آدمی دے دے المسیب ان چار ہزار آدمیوں کو لیکر ترکوں کی جانب بڑھا مگر قدم قدم پران کے جذبہ شوق شہادت کو بھی اپنی تقریروں سے ابھارتا جاتا تھا کچھ لوگ تو اس کی باتوں سے متاثر ہو گئے تھے اور کچھ جام شہادت نوش کرنے کے اندیشے سے راستہ ہی سے کٹ جاتے تھے چنانچہ مختلف منزلوں پر لوگ ہوئے گئے اور بالآخر سات سو مجاہد باقی رہ گئے انہی کو لے کر المسیب ترکوں سے مڈبھیڑ کے لئے آگے بڑھا جنہوں نے قصر باہلی کا محاصرہ کر رکھا تھا مسلمان محصور بن نے بھی یہ حالت دیکھ کر قسم کھائی تھی کہ اپنے اہل وعیال کو اپنے ہاتھوں قتل کریں گے لیکن ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ جو مجاہد باہر تھے اور جو محصور بن اندر تھے اپنے قومی شعار کے مطابق یا محمد کے نعرے وقتاً فوقتاً لگاتے تھے عرض دونوں طرف سے گھمسان کا رن پڑا اور بہت سے جانوروں کو بھی مار ڈالا گیا۔ حتیٰ کہ سب کو بھی اپنی سواری سے محروم ہونا پڑا وہ ااور ان کے ساتھی دونوں پا پیادہ ہو کر مسلمانوں کے ساتھ دشمنوں سے لڑے۔ اس معرکہ میں ترکوں کی تعداد اگر چہ زیادہ تھی لیکن المسیب اور ان کے ساتھیوں نے استقلال اور یامرزی سے ایسا مقابلہ کیا کہ ترکوں کو ہزیمت اٹھانا پڑی اور مسلمان جب وہاں سے واپس ہوئے تو نہ صرف اپنے محصور مسلمانوں کو بچا کر لائے بلکہ ترکوں کا بہت سارا بیش بہا سامان بھی ان کے ہاتھ لگا اور بچے کھچے ترکوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ کل جن مسلمانوں سے ہماری لڑائی ہوئی وہ یقیناً انسان نہیں جنات تھے جو لوگ ۱۰۲ھ میں وفات پا گئے وہ یہ ہیں۔

الضحاک بن مزاحم الہلالی ۔۔۔۔۔ یہ جلیل القدر تابعی ہیں وابوالقاسم اور بعض کے نزدیک ابو محمد خراسانی کہلاتے تھے بلخ، سمرقند اور نیشاپور میں رہے ہیں، انہوں نے حضرت انس، ابن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں کہا جاتا ہے انہوں نے کس صحابی یا ابن عباس رضی اللہ عنہم سے کسی حدیث کی سماعت کی ہو یہ صحیح نہیں ہے گو کہ مؤخر الذکر کے پڑوس میں وہ سات برس رہے ہوں بلاشبہ تفسیر کے امام تھے امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چار آدمیوں سے تفسیر حاصل کرو عکرمہ، مجاہد، سعید بن جبیر اور ضحاک سے امام احمد نے کہا ہے ضحاک ثقہ ہیں شعبہ نے ابن عباس سے ان کی سماع کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سعید نے جو کچھ لیا ہے اُن سے لیا ہے ابن سعید القطان نے اُن کو ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے لیکن انہوں نے صحابہ میں سے کسی سے بالمشافہ ملاقات نہیں کی اور جس نے یہ کہا ہے کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ملے تھے تو یہ اس کا وہم ہے یہ دو برس اپنی شکم مادر میں رہے اور جب پیدا ہوئے تو اُن کے دانت تھے بڑے ہوئے تو بچوں کو مفت تعلیم دیتے تھے، ان کی وفات اسّی برس کی عمر میں ۱۰۵ھ میں اور بعض کے نزدیک ۱۰۶ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابوالمتوکل الناجی ۔۔۔۔۔ ان کا نام ہے علی بن البصری ہے جلیل القدر تابعی ہیں انتقال کے وقت ان کی عمر اسی برس تھی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۰۳ ہجری

۱۰۳ھ میں امیر عراق عمر بن ہیرہ نے سعید المقلب بہ خزینہ کو خراسان کی نیابت سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ سعید بن عمرو حریش کو خراسان کا نائب مقرر کیا سعید مشہور بہادروں میں سے تھا جس ترک مرزہ براندام تھے حتیٰ کہ اس کے خوف سے بلا معاوضہ صغد سے ماوراء النہر کی طرف پیچھے ہٹ گئے تھے اور بہت سے چینی علاقے بھی انہوں نے خالی کر دیے تھے، اس سال یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمان بن ضحاک بن قیس کو مدینہ اور مکہ کی گورنری سونپ دی اور عبدالرحمان واحد بن عبداللہ نضری کو طائف کی نیابت سپرد کی۔

اس سال عبدالرحمان بن الضحاک بن قیس نے لوگوں کو حج کرایا، جو لوگ اس سال فوت ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔

یزید بن ابی مسلم ۔۔۔۔۔ ابوالعلاء مدنی عطا بن یسار الہلالی، ابو محمد القاص مدنی۔

مولیٰ میمونہ، سلیمان، عبداللہ اور عبدالملک کے بھائی تھے جو سب کے سب تابعی تھے یزید بن مسلم نے صحابہ کی ایک جماعت سے روایات بیان کی ہیں متعدد ائمہ نے ان کے ثقہ ہونے کی تصدیق کی ہے کہتے ہیں ان کا انتقال ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں ہوا یہ بھی کہا جاتا ہے ان کا انتقال اسکندریہ میں ہوا انتقال کے وقت ان کی عمر اسی سال سے متجاوز تھی۔

مجاہد بن جبیر المکی ......ابوالحجاج القرشی المخزومی، السائب بن ابی السائب المخزومی کے غلام تھے ائمہ تابعین ومفسرین میں سے گذرے ہیں اصحاب ابن عباس میں خصوصی مقام رکھتے تھے اپنے زمانے کے تفسیر میں سب سے ماہر عالم تھے کہا جاتا ہے کہ اس دور میں مجاہد اور طاؤس کے سوا کوئی شخص اللہ کی رضا کی خواہش کے لئے حصول علم میں ان دونوں سے زیادہ کوئی مصروف نہ تھا۔ مجاہد نے کہا کہ میں ابن عمر کو اپنے باپ کی طرح مہربان سمجھتا ہوں اور انہوں نے کہا، میں اس امر کو پسند کرتا ہوں کہ میرا بیٹا سالم اور غلام نافع میری طرح قرآن حفظ کریں بیان کیا جاتا ہے کہ مجاہد نے تین مرتبہ قرآن ابن عباس کو سنایا اور بعض کہتے ہیں کہ دو مرتبہ سنایا۔ انہوں نے ہر آیت کو ان سے پڑھ کر سمجھا اور یاد کیا اور اس کے متعلق ان سے سوالات بھی کیے، ان کی عمر اسی برس سے متجاوز تھی۔

سال سے متجاوز تھی اللہ اعلم، مجاہد بڑے بڑے صحابہ سے روایات بیان کرتے ہیں مثلاً ابن عمر، ابن عباس، ابو ہریرہ، ابوسعید اور رافع بن خدیج وغیرہ سے اور ان سے تابعین کی بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں یحییٰ نے بیان کیا کہ انہوں نے مجاہد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے ابن عباس نے کہا بغیر وضو ہرگز نہ ہوتا کیونکہ ارواح اسی حالت میں اٹھائی جائیں گی جس حالت میں وہ قبض ہوں گی۔

مصعب بن سعد بن ابی وقاص ......جلیل القدر تابعی گذرے ہیں۔

موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تمیمی ...... یہ موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی تھے ان کا قلب مہدی تھا۔ کیونکہ ان کی طبیعت میں اصلاح کا میلان ورجحان تھا یہ مسلمانوں کے جلیل القدر اور عظیم بزرگ تھے۔ رحمہ اللہ۔

۱۰۴ھ کا آغاز

اس سال سعید بن عمرو الحرشی نائب خراسان نے اہل صغد سے جنگ کی اور اہل خجندہ کا محاصرہ کیا اور وہاں بہت سے لوگوں کو مار ڈالا، بہت ساروں کو قیدی بھی بنالیا، اس کی اطلاع اس نے یزید بن عبدالملک کو بھی کردی کیونکہ اُس نے اُس کو وہاں کا حاکم بنایا تھا اور اس سال کے ماہ ربیع الاول میں یزید بن عبدالملک نے حرمین کی امارت سے عبدالرحمان بن الضحاک بن قیس کو معزول کردیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے فاطمہ بنت الحسن کو نکاح کا پیغام بھجوادیا تھا لیکن فاطمہ نے انکار کردیا جس پر اس نے فاطمہ بنت الحسین کو دھمکی دی، اس پر فاطمہ بنت الحسین نے یزید بن عبدالملک سے اس کی شکایت کی، اس کے نتیجے میں یزید بن عبدالملک نے عبدالواحد بن عبداللہ النصری طائف کے نائب کو مدینہ کا امیر مقرر کردیا۔ چنانچہ یہ حکم صادر کیا گیا کہ عبدالرحمٰن بن ضحاک کو اتنے زوردار قسم کے کوڑے لگائے جائیں کہ اس کی چیخوں کی آواز دمشق کے امیر تک پہنچے اور ساتھ ساتھ یہ سزا بھی جاری کی جائے کہ اس سے چالیس ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے جائیں۔

سزا سن کر عبدالرحمٰن کی فراری ...... یہ سزا سن کر عبدالرحمٰن وہاں سے بھاگا اور دمشق پہنچ کر مسلمہ بن عبدالملک سے پناہ کی گزارش کی لیکن وہ وہاں جانے سے پہلے اس کے بھائی کے پاس پہنچا اور کہا کہ مجھے آپ سے ایک انتہائی ضروری کام ہے تو اس نے کہا کہ تمہارا ہر کام پورا ہوگا سوائے ابن ضحاک ہونے کے۔

تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ میری اصل ضرورت تو یہی ہے تو مسلمہ بن عبدالملک کے بھائی نے اس کے جواب میں کہا کہ خدا کی قسم! میں نہ اس بات کو قبول کروں گا اور نہ ہی تمہیں معاف کروں گا، چنانچہ اس طرح اس کو مدینہ واپس بھیج دیا اور وہاں کے گورنر عبدالواحد'' کے حوالے کردیا عبدالواحد نے اُسے کوڑے لگائے اور اس کا تمام مال قبضہ میں کرلیا حتیٰ کہ اس کے پاس سوائے ایک اون کے جبہ کے کچھ بھی نہ بچا۔

مدینہ والوں سے فریاد کرنا ...... چنانچہ اس نے مدینہ والوں سے فریاد کی جہاں اس نے ڈھائی سال تک گورنر کے فرائض انجام دیئے تھے۔ الزہری نے علماء سے مشورہ کرنے کو کہا لیکن عبدالواحد گورنر اپنی رائے پر قائم رہا اور اس نے اپنے فیصلہ میں کسی کی ترمیم نہ کی۔ شعراء نے اپنے

کلام میں بھی اس کی مذمت کی ہے۔

سعید بن عمرو الحرشی کی معزولی ......عمرو بن ہبیرہ نے اسی سال سعید بن عمرو الحرشی کو معزول کر کے خراسان پر مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کو گورنر مقرر کر دیا۔ کیونکہ سعید بن عمرو الحرشی نے عمر بن ہبیرہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا لہٰذا سعید کو معزول کرنے کے بعد اپنے پاس بلوایا اور اسے جرمانہ اور قتل کی سزا سنائی لیکن بعد میں معاف کر دیا گیا مسلم بن سعید بن اسلم الکلابی نے وہ تمام ٹیکس جو سعید نے معاف کر دیئے تھے دوبارہ مقرر کر دیئے۔

ترکوں کی شکست ......اس سال آرمینیا اور آذربائیجان کے نائب الجراح بن عبداللہ الحکمی نے ترک اور بلنجر میں جنگ کی اور اسے فتح کر لیا۔ ترکوں کے بھاگتے ہوئے ان کے بہت سے اہل وعیال دریا میں غرق ہو گئے اور بہت سوں کو قیدی بنالیا گیا۔ اس کے بعد وہ تمام قلعے جو بلنجر کے قریب تھے فتح کر کے وہاں کے لوگوں کو جلاوطن کر دیا۔

اسی دوران الجراح بن عبداللہ اور خاقان الملک کے درمیان زبردست معرکہ ہوا۔ خاقان شکست کھا کر فرار ہو گیا۔ لیکن مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا اور دوبارہ مسلمان اور خاقان کے لشکریوں میں زبردست معرکہ ہوا جس میں لاتعداد آدمی مارے گئے۔ اسی سال امیر الحرمین والطائف عبدالواحد بن عبداللہ النضری نے لوگوں کو حج کرایا، عراق وخراسان کی نیابت عمر بن ہبیرہ کو ملی اور مسلم بن سعید خراسان میں اس کا نائب رہا، اسی سال خلفاء بنو عباس کا پہلا خلیفہ سفاح پیدا ہوا۔ اعیان میں سے اس سال جو لوگ فوت ہوئے ان حضرات کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

خالد بن معدان الکلاعی ......یہ جلیل القدر تابعی ہیں اور انہوں نے بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایات کی ہیں۔ ان کا شمار مشہور علماء کرام میں ہوتا ہے۔ اہل حمص کے امام تھے۔ جس دن یہ روزہ رکھتے تو اس دن یہ چالیس ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے، ماہ رمضان میں ایک دن میں تہائی قرآن ختم کر لیتے تھے، جورجانی نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

''جو کوئی حق کے حصول کے لئے ملامتوں کی پرواہ نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو بھی محامد ومحاسن میں تبدیل کر دے گا۔''

ابن ابی الدنیا نے ان کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو چار آنکھیں دی ہیں، دو آنکھیں اس کے چہرے پر ہیں جن سے وہ دنیا کو دیکھتا ہے اور دو آنکھیں قلب میں ہیں جس سے وہ آخرت کے امور کا مشاہدہ کر لیتا ہے، جب اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ بھلائی کا معاملہ فرمانا چاہتے ہیں تو اس کی دل کی آنکھیں کھول دیتے ہیں جس سے وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے اور جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہیں فرماتے تو اس کو طبعی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں تو تم دیکھتے ہو کہ وہ سب کچھ دیکھتا ہے لیکن اسے فائدہ حاصل نہیں ہوتا لیکن جب وہ قلب کی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے تو سب کچھ دیکھتا ہے اور فائدہ حاصل کرتا ہے انہوں نے فرمایا'' قلب کی بصارت کا تعلق آخرت سے ہے اور ظاہری بصارت کا تعلق دنیا سے ہے۔

یہ تو چند فضائل بیان کئے گئے ہیں ورنہ ان کے تو بہت سے فضائل اہل علم نے ذکر کئے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص اللیثی ......یہ جلیل القدر تابعی ہیں اور ثقہ ہیں، انہوں نے اپنے والد وغیرہ سے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔

عامر بن شراحیل الشعبی ......یہ تابعی ہیں اور انہوں نے بہت سے صحابہ اور تابعین سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمرو ہے، اہل کوفہ کی ہر دلعزیز شخصیت تھے اپنے زمانہ کے امام حافظ اور کئی فنون میں کامل دستگاہ رکھتے تھے تابعین نے بھی ان سے روایات نقل کی ہیں۔

امام الشعبی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ......ابو مجلز فرماتے ہیں کہ میں نے شعبی سے بڑا کوئی فقیہہ نہیں دیکھا۔ مکحول نے فرمایا کہ میں نے ان سے زیادہ کسی کو ماضی سے باخبر نہیں دیکھا۔ داؤد الاودی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آؤ میں تمہیں ایک نفع بخش چیز بتلاؤں جو رأس العلم ہے پھر فرمایا کہ جب تم سے کوئی شخص کسی چیز کے بارے میں سوال کرو اور تم نہیں جانتے تو جواب میں ''اللہ اعلم'' کہہ دو، یہی بہترین علم ہے پھر فرمایا اگر کوئی شخص اقصائے یمن سے محض نفع بخش علم کے لئے سفر کرتا ہے تو سمجھ لو کہ اس کا یہ سفر ضائع نہیں ہوا اور اگر کوئی شخص لذت وشہوا

سے دنیا کے لئے سفر کرتا ہے تو یہ سفر اس کے لئے سرمایہ عقوبت وضیاع ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ علم بالوں سے کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ ہر چیز کا بہترین حصہ حاصل کرنے پر قناعت کرو۔

ابو بردہ بن ابوموسیٰ الاشعری ......ابو بردہ سے بہت سے روایات منقول ہیں کوفہ میں عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں امام شعبی سے قبل عہدہ قضاء پر فائز تھے پھر حجاج نے انہیں معزول کر کے ان کے بھائی ابوبکر کو عہدہ قضا سونپ دیا تھا۔

ابو قلابہ الجرمی ......ان کا نام عبداللہ بن یزید البصری ہے، یہ کبار ائمہ فقہاء میں سے تھے۔ انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علاوہ تابعین سے بھی روایات لی ہیں۔

ابو قلابہ کی جلاوطنی ......حکومت نے انہیں عہدہ قضا سنبھالنے کے لئے کہا تو وہاں سے فرار ہو کر شام آ گئے اور داریا میں مقیم ہو گئے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ ابو قلادہ فرماتے ہیں کہ جب تجھے خدا علم دے تو اس سے عبادت کے لئے بھی وقت نکال اور اگر تم وسعت کے مطابق لوگوں کو کچھ نہ دے سکو تو شاید دوسرے لوگ تو فائدہ اٹھالیں لیکن تم تاریکی میں بھٹکتے رہو گے، پھر فرمایا کہ جب تمہیں کسی تمہارے بھائی کی طرف سے نامناسب بات کا سامنا ہو تو کوشش کرو کہ اس سے معذرت کرلیا کرو اور اگر معذرت نہ کر سکو تو کہہ دو کہ شاید میرے بھائی کے پاس اس سے بہتر توجیہ ہو گی جس سے میں لاعلم ہوں۔

۱۰۵ھ کے واقعات

اس سال الجراح بن عبداللہ الحکمی نے بلادلان پر حملہ کر کے وہاں کے بہت سے قلعے فتح کر لئے اور بلنجر سے ملے ہوئے بہت سے شہروں پر قبضہ کرلیا۔ یہاں سے مال غنیمت کے علاوہ بے شمار ترکوں کو قیدی بھی بنالیا۔
اسی سال مسلم بن سعید نے ترکوں کے بہت سے شہروں پر قبضہ کیا اور صغد جیسے عظیم شہر کا بھی محاصرہ کیا۔ اسی سال سعید بن عبدالملک بن مروان نے بلاد روم میں جنگ کا آغاز کیا۔ چنانچہ اس نے بطور ہراول ایک ہزار فوجیوں کا لشکر روانہ کیا جو پورا پورا اس جنگ میں کام آ گیا۔

یزید بن عبدالملک کا انتقال ......۲۵ شعبان بروز جمعہ ۱۰۵ھ میں سرزمین بلقاء کے شہر اربد میں یزید بن عبدالملک بن مروان کا انتقال ہوا۔ اس وقت اس کی عمر تیس اور چالیس سال کے درمیان تھی۔

یزید بن عبدالملک کی سوانح ......اس کا نام یزید بن عبدالملک بن مروان ابو خالد القرشی الاموی تھا، اس کی ماں کا نام عاتکہ بنت یزید بن معاویہ تھا۔ عاتکہ کے انتقال کے بعد جس جگہ اُسے دفن کیا گیا اس جگہ کا نام بھی اس کے نام پر پڑ گیا تھا۔

یزید بن عبدالملک کی بیعت خلافت ......عمر بن عبدالعزیز کے بعد ۱۰۱ھ ماہ رجب میں یزید بن عبدالملک نے بیعت خلافت کی۔ محمد بن یحییٰ نے الزہری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر وعثمان وعلی کے عہد میں مسلم کافر کا اور کافر مسلم کا وارث نہ تھا لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلم کافر کا وارث بنا لیکن کافر مسلم کا وارث نہیں بنا۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا لیکن عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ وہی سنت رسول ﷺ جاری کر دیا اور اس کا اتباع یزید بن عبدالملک کے زمانے میں بھی ہوا لیکن جب ہشام خلیفہ بنا تو اس نے پھر دوبارہ اموی خلفاء کا طریقہ کالائج کر دیا۔

ولید بن مسلم کا قول ......ولید بن مسلم نے جابر کا قول نقل کیا ہے کہ ہم مکحول کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ یزید بن عبدالملک وہاں آ گئے ہم

نے سوچا کہ یزید کے لئے جگہ بنا دیں لیکن مکحول نے ہمیں کہا کہ چھوڑو جہاں جگہ مل جائے گی وہیں بیٹھ جائیگا اس طرح تواضع سیکھا گا، یزید خلافت سے قبل بھی علماء وصلحاء کی مجالس میں شرکت کیا کرتا تھا، جب اس نے خلافت سنبھالی تو اس نے پختہ عزم کیا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے نقش قدم پر چلے گا لیکن اس کے برے ہم نشینوں نے اسے صحیح راہ پر چلنا نہ دیا اور ظلم کو اس کے سامنے اچھائی اور خوبی بنا کر پیش کیا۔

زید بن اسلم کہتے ہیں کہ یزید خلافت سنبھالنے کے بعد ۴۰ روز تک عمر بن عبدالعزیز کے نقش قدم پر چلتا رہا پھر کچھ لوگ اس کے پاس آئے اور اسے کہا کہ خلیفہ سے کچھ باز پرس نہیں ہوگی۔

عمر بن عبدالعزیز کی نصیحت ...... عمر بن عبدالعزیز نے اسے نصیحت کی تھی کہ تم امت محمدیہ ﷺ میں سے ہو اور کچھ دنوں بعد تمہیں بھی دوسروں کی طرح یہ دنیا چھوڑ کر چلے جانا ہوگا۔ یزید نے اپنے بھائی ہشام کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہیکہ آپ میری موت کی تمنا کر رہے ہیں اور خلافت کی آرزو میں مبتلا ہیں اور پھر آخر میں چند اشعار لکھے۔

اس کے جواب میں ہشام نے لکھا کہ تمہیں جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ سراسر غلط ہے خدا مجھے تم سے پہلے موت دے دے اور میرے بیٹے کو تمہارے بیٹے سے پہلے موت آ جائے۔ تمہارے بعد پھر میری زندگی میں کیا خیر باقی رہ جاتی ہے۔

یزید بن عبدالملک کی اپنی باندی سے محبت ...... یزید بن عبدالملک کی ایک باندی حبابہ تھی جو انتہائی حسین وجمیل تھی اور یزید اس سے بے انتہا محبت کرتا تھا اور اس نے اس باندی کو عثمان بن سہل بن حنیف سے چار ہزار دینار میں خریدا تھا۔ ایک دن اس کے بھائی سلیمان نے اسے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باندی تم سے دور رہے لہٰذا یزید نے باندی سلیمان کو فروخت کر دی۔

خلافت کے بعد یزید کی خواہش ...... خلافت کے بعد یزید کی بیوی سعدہ نے اس سے اس کی خواہش پوچھی تو اس نے سعدہ سے حبابہ کے وصال کی خواہش ظاہر کی چنانچہ اس نے وہ باندی خرید کر اپنے شوہر کے لئے مہیا کر دی۔ پھر دوبارہ اس سے اس کی خواہش کا پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے اور حبابہ کو چند دن محل میں تنہا چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ محل کو فرش فراش سے مزین کر کے ان دونوں کے لئے خالی کر دیا گیا جہاں وہ حبابہ کے ساتھ عیش ومستی میں دن گزارنے لگا۔

حبابہ کی موت ...... ایک روز وہ باغ میں انگور کھا رہے تھے کہ یزید نے حبابہ کے منہ میں ایک انگور پھینکا جو ہنسنے کی وجہ سے اس کے گلے میں اٹک گیا اور وہیں اس کی موت واقع ہوگئی۔ حبابہ کی موت کے بعد یزید نے بھی اپنی عیش پرستی کو چھوڑ دیا۔ یزید حبابہ کی عشق میں ایسا دیوانہ تھا کہ اس نے اسے دفنانے سے بھی منع کر دیا اور ہر وقت اس کے پاس بیٹھا رہتا لیکن جب لاش سے بو پھیلنے لگی تو اس نے دفنانے کی اجازت عطا کر دی۔ پھر ہر وقت قبر بیٹھا رہتا تھا۔

یزید بن عبدالملک کا انتقال ...... حبابہ کے عشق نے اسے دیوانہ کر دیا تھا کہ اس کی قبر کے پاس سے جدا نہ ہوتا تھا بالآخر اسی مرض عشق کی وجہ سے مرض میں مبتلا ہو کر شعبان ۱۰۵ھ بروز جمعہ کو اس کا انتقال ہوا۔ اس کی مدت خلافت چار سال ایک ماہ تھی۔

یزید بن عبدالملک کی نماز جنازہ ...... یزید بن عبدالملک چھریرے بدن کا گوران چٹا گول چہرہ والا انسان تھا اس کے اوپر کے دانت نیچے کے دانتوں سے باہر نکلے رہتے تھے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کا انتقال جولان یا حوران میں ہوا۔ اس کی نماز جنازہ اس کے پندرہ سالہ بیٹے ولید بن یزید نے پڑھائی۔ بعض لوگ کا کہنا ہے کہ اس کے بھائی ہشام بن عبدالملک نے نماز پڑھائی۔ باب الجابیہ اور باب الصغیر کے درمیان شہر دمشق میں دفن کیا گیا یزید کی وفات کے بعد خلافت کے لئے ہشام کی بیعت کی گئی۔

خلافت ہشام بن عبدالملک بن مروان ...... ہشام کا بھائی ۱۰۵ھ کو ماہ شعبان کی پچیس تاریخ کو انتقال کر گیا اس کے بھائی کی وفات

کے بعد اسکی بیعت لی گئی۔ اس وقت ہشام کی عمر چونتیس سال تھی۔ اس کے والد نے جب مصعب بن زبیر کو ۷۲ھ میں قتل کیا تو اس نے اپنے بیٹے کا نام بطور تفاول منصور رکھا مگر اس کی والدہ عائشہ بنت ہشام نے اس کا نام اپنے باپ کے نام پر رکھا اور یہی نام اس کا آخیر تک رہا۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اس کی خلافت کا اعلان ہوا تو وہ دیثونہ میں اپنے گھر میں تھا قاصد اس کے پاس مہر اور عصا لے کر آیا اور اسکو یہ دونوں چیزیں دی اور مبارکباد بھی چنانچہ پھر ہشام رصافہ سے دمشق کی جانب آ گیا۔ پھر اس نے باقاعدہ اپنی خلافت کا اعلان کیا۔ ماہ شوال میں اس نے عراق و خراسان کی امارت سے ہبیرہ کو معزول کر کے اس کی جگہ خالد بن عبداللہ القسری کو امیر مقرر کیا۔ اس سال اس کے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل المخزومی نے لوگوں کو حج ادا کروایا۔ ہشام عبدالملک سے اس کی ماں کی اکلوتی اولاد تھی کیونکہ عبدالملک نے عائشہ کو بیوقوف عورت قرار دیکر طلاق دے دی تھی۔ اس سال بنو عباس کی دعوت کو آہستہ آہستہ پھیلنے میں کافی سہولت حاصل رہی۔

ابان ابن عثمان بن عفان کی وفات ...... یہ بزرگ فقہاء تابعین میں سے ہیں، پہلے ذکر کردہ کلام میں ان کا سن وفات پچاسی مذکور ہے۔ آپ ایک بڑے اور محقق عالم دین تھے اسی بات کو عمرو بن شعیب ذکر کرتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑا محدث اور فقیہ نہیں دیکھا ہے یحیٰی بن سعید قطان ہیں کہ مدینہ کے دس فقہاء کرام میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ آخری عمر میں انکو نالج کے کچھ اثرات اور بہرہ پن لاحق ہو گیا تھا جو ان کی بیماری کا سبب بنا۔ یہ مذکورہ بیماریاں انکو ایک سال قبل لاحق ہوئیں۔

۱۰۶ ہجری

سال نو کے آغاز پر ہشام نے مدینہ مکہ اور طائف سے عبدالواحد بن عبداللہ النضری کو امارت سے معزول کر دیا اور اپنے ماموں زاد ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل المخزومی کو ان مقامات کا امیر بنا دیا۔ سعید بن عبدالملک نے اس سال موسم سرما میں جنگ شروع کی۔ اسی سال مسلم بن سعید نے فرغانہ میں ترکوں کی مڈبھیڑ کی چنانچہ ان کے سردار خاقان وغیرہ کو بہت شدید مقابلے کے بعد مار ڈالا۔ اسی سال الجراح الحکمی سرزمین خرز میں گھس گیا تو وہاں کے لوگ نے اس سے جزیہ اور خراج پر صلح کر لی۔ اسی سال حجاج بن عبدالملک نے لان پر حملہ کر کے وہاں کے لوگوں کو مارا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ خالد بن عبداللہ القسری نے خراسان کی امارت سے مسلم بن سعید کو معزول کر کے اس کے اپنے بھائی احد بن عبداللہ القسری کو مقرر کر دیا۔

خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے حج کی ادائیگی کے دوران ہونے والے واقعات...... اس سال ہشام کے لوگوں کو حج ادا کر دیا اور اس نے ابوالزناد کو حکم دیا کہ وہ اس کے مدینے میں پہنچنے سے پہلے اس سے ملے اور لوگوں کو مناسک حج چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی گئی ان متعلمین میں سے سعید بن عبداللہ ابن الولید بن عثمان بن عفان نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ کے اہل خانہ ان پاک مقامات پر ابوتراب کے خاندان پر لعنت بھیجتے چنانچہ آپ بھی بھیجیں۔ ابوالزناد فرماتے ہیں کہ ہشام نے جب یہ بات سنی تو اسکو اس کی یہ بات بہت ناگوار گزری اور وہ ابوالزناد سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر جب ہشام مکہ پہنچا تو اس کے سامنے ابراہیم بن طلحہ نامی آدمی آیا۔ اس سے ہشام نے پوچھا کہ مجھے بتاؤ کہ تم پر عبدالملک کے دور حکومت میں کیا گزری ہے؟ تو اسنے کہا: اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ پھر ہشام نے کہا کہ اور ولید کے زمانے میں؟ تو اس نے کہا: اس نے بھی مجھ پر ظلم کیا ہشام نے کہا اور سلیمان نے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس نے بھی ظلم کیا، ہشام نے کہا عمر بن عبدالعزیز کا کیسا برتاؤ تھا؟ اس نے کہا انہوں نے مجھے فائدہ پہنچایا۔ ہشام نے کہا اور یزید نے؟ تو اس نے کہا اس نے ظلم کو میرے ہاتھ سے چھین لیا ہے اور وہ اب تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس کی یہ بات سن کر ہشام کچھ نہ بولا اور اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ میں نے اس سے زیادہ فصیح و بلیغ آدمی نہیں دیکھا ہے۔

پھر ہشام حج کے دوران کعبہ میں داخل ہوا تو اچانک اس کی نظر سالم بن عبداللہ پر پڑی تو اس نے سالم سے کہا کہ مجھ سے کچھ سوال کیجئے۔ تو سالم نے کہا کہ مجھے خدا کے گھر میں کھڑے ہوئے کسی غیر سے سوال کرنا بے شرمی معلوم ہوتی ہے چنانچہ جب سالم حرم سے باہر نکلے تو ہشام بھی ان کے پیچھے باہر نکل آیا اور کہا اب آپ حرم سے باہر ہیں لہٰذا اب سوال کر لیں سالم نے کہا کہ دنیا کی ضرورتوں کا یا آخرت کی۔ تو اس نے کہا: حوائج دنیا کا تو

سالم نے فوراً کہا کہ دنیا اس سے میں نے نہیں مانگی جو اس کا مالک ہے تو میں اس سے دنیا کہاں طلب کرو جو اس کا مالک نہیں ہے۔

حضرت سالم بن عبداللہ کی وفات ......اسی سال حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تابعی کی وفات ہوئی۔آپ جرے زبردست عالم عابد اور زاہد تھے اور آپ نے بے شمار احادیث اپنے والد سے روایت کی ہیں۔آپ بڑے دوشت مزاج صاف گو انسان تھے۔ آپ خلفاء سے کبھی کچھ نہ مانگتے تھے اور بہت متواضع اور حد درجہ کے متقی ومقورع تھے۔آپ اپنی زمین میں اپنے ہاتھ سے کام کرلیا کرتے تھے اور کبھی کبھی دوسروں کی زمین پر بھی کام کرتے تھے۔اور آپ موٹے ٹاٹ کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

طاؤس بن کیسان الیمانی کی وفات ......طاؤس بن کیسان الیمانی خلیل القدر بزرگ ہیں جو اصحاب ابن عباس میں سب سے بڑے تھے۔آپ کی مکمل سوانح حیات ہم نے کتاب التکمیل میں تحریر کی ہے۔آپ کا اصل نام اور کنیت ابوعبید الرحمان طاؤس بن کیسان الیمانی ہے آپ یمن کے اولین طبقہ تابعین سے ہے اور آن ابناء فرس میں سے ہیں جن کو کسریٰ نے یمن بھیجا تھا۔آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک کثیر جماعت سے صحبت کا شرف حاصل کیا اور ان سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور تقریباً پچاس صحابہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی آپ بہت بڑے امام، زاہد، علم نافع اور عمل صالح کا مجموعہ تھے۔آپ کی اکثر احادیث ابن عباس سے مروی ہیں اور آپ سے بے شمار تابعین نے روایت کی ہیں جن مین مشہور مجاہد، عطاء، عمرو بن دینار، ابوالزبیر، محمد بن منکدر، الزہری، ابراہیم ابن میسرہ، عبدالملک بن میسرہ وہب بن منبہ، المغیرہ بن حکیم صنعانی، عبداللہ بن طاؤس اور حبیب ابن ثابت ہیں۔آپ کا انتقال مناسک حج کی ادائیگی کے دوران مکہ میں ہوا۔آپ کی نماز جنازہ ہشام بن عبدالملک نے پڑھائی اور مکہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق اپنے والد سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ جب طاؤس کا انتقال ہوا تو آپ کی نماز جنازوں اس وقت تک ادا نہ کی گئی حتیٰ کہ ہشام نے آدمی بھیج کر اپنے بیٹوں کو نہ بلوالیا۔

اور مزید فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن الحسن کو آپ کا جنازہ اپنے کندھے پر آخر تک اٹھائے ہوئے دیکھا اور کثیر ادھام کی بناء پر آپ کی ٹوپی گر گئی تھی اور قمیص پھٹ کر جسم سے علیحدہ ہوگئی تھی۔اور اخیر ایسا عمل آپ کیوں نہ کرتے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "الایمان یمان" اور اس سے مراد ابومسلم، وہب، ابوادریس، کعب اور طاؤس غیرہ جیسے یمانی بزرگان تھے اور یہی وہ جواہر ہیں جو یمن کی کان سے نکلے۔عبدالرزاق کے والد فرماتے ہیں کہ میں ۱۰۵ھ میں مکہ شہر میں طاؤس کے جنازے میں شریک ہوا۔اور لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ اللہ طاؤس کو اپنی رحمت اور نظر کرم میں رکھے۔ انہوں نے تقریباً چالیس حج کئے۔اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال منی یا مزدلفہ میں متاسک حج کی ادائیگی کے دوران ہوا۔ابن راشد فرماتے ہیں کہ ہم لوگ طاؤس بن کیسان کی خدمت میں تھے کہ مسلم بن قتیبہ بن مسلم خراسانی آئے اور انہوں نے آپ سے چند سوالات کئے جس پر آپ نے انکو جھڑک دیا میں نے ان سے کہا کہ یہ مسلم بن قتیبہ ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ میرے واسطے آسان ہے۔

ابن ابی داؤد بیان کرتے ہیں کہ میں طاؤس اور ان کے اصحاب کو دیکھا کہ وہ نماز عصر سے فراغت کے بعد قبلہ رو ہوکر نہایت عاجزی کے ساتھ دعا کرے اور کسی سے بات چیت نہیں کرتے تھے۔طاؤس فرماتے تھے کہ جس شخص نے بخل سے پرہیز کیا اور مال یتیم پر قابض ہونے سے بچا تو وہ کسی مصیب میں نہیں مبتلا ہوگا۔ایک دن آپ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹے عقلمندوں کی صحبت اختیار کر اس سے تیرا بھی شمار ان لوگوں میں ہونے لگے گا اور جہلاء سے بچو ورنی تو بھی انہی میں شمار ہوگا اگر چہ تو جاہل نہ بھی ہو نیز ہر شے کی غرض وغایت ہوتی ہے اور آدمی کی غابت حُسن عقل ہے ایک مرتبہ کسی شخص نے کوئی سوال کیا تو انہوں نے اُسے جھڑک دیا تو اس نے کہا کہ اے عبدالرحمان میں تیرا بھائی ہوں۔تو انہوں نے جواب دیا کیا سکو چھوڑ کر صرف تجھی کو بھائی سمجھوں۔

حضرت طاؤس کا ایک عجیب واقعہ ......ایک مرتبہ امیر ایوب بن یحییٰ نے طاؤس کی خدمت میں سات سو دراہم بھیجے اور جس شخص کے ہاتھ بھیجے تھے اسکو کہا کہ اگر وہ ان دراہم کو قبول کرلیں تو تجھے انعام ملے گا۔چنانچہ وہ شخص دراہم لے کر آپ کی خدمت میں وپہنچا اور کہا کہ اے

عبدالرحمان یہ دراہم امیر نے آپ کے خرچے کے واسطے بھیجے ہیں تو طاؤس نے جواب دیا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔ اور پھر اس شخص نے ان کو دینے کی لاکھ کوشش کی، مگر وہ ناکام ہو گیا۔ بالآخر وہ آپ کے مکان کے ایک کونے میں ان دراہم کو ڈال کر چلا گیا۔ اور امیر کی خدمت میں جا کر کہا کہ انہوں نے دینار قبول کر لئے ہیں۔

کچھ عرصے کے بعد امیر طاؤس کی کسی بات پر خفا ہو گیا۔ تو اس نے حکم دیا کہ طاؤس کو پیش کیا جائے اور اُسے یہ بھی حکم دیا کہ ہمارا دیا ہوا مال واپس لائے۔ چنانچہ قاصد آپ کے پاس آیا اور حکمنامہ سنایا اور مال کی طلبی کا بھی ذکر کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ان سے جا کر کہہ دو کہ ہم نے ان کا کوئی مال نہیں لیا ہے۔ چنانچہ اس کی اس بات کی تحقیقات کروائی گئی تو پتا چلا کہ وہ دینار اسی کونے میں ابھی تک پڑے ہیں اور ان پر مکڑی نے جالا تن دیا ہے فرضیکہ وہ شخص جو اس کونے میں مال ڈال گیا تھا وہی مال لے کر واپس امیر کی خدمت میں لے آتا۔ اس طرح سب لوگ شرمندہ ہوئے۔

سلیمان بن عبدالملک کی طاؤس سے ملاقات ......سلیمان بن عبدالملک جب حج کی ادائیگی سے فارغ ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ میری خدمت میں ایک ایسے فقیہ کو لایا جائے جس سے میں مناسک حج کے چند مسائل پوچھ سکوں۔ چنانچہ حاجب فقیہ کی تلاش میں نکلا تو اُسے طاؤس دکھائی دیئے۔ اور لوگوں نے بھی طاؤس کی تصدیق کی چنانچہ وہ انکو سلیمان کی خدمت میں لے آیا اور کہا کہ آپ امیر المومنین کے سوالات کا جواب دیجئے گا۔ انہوں نے کہا کہ خدا کے لئے مجھے معاف کرو۔ جب حاجب کے ان کا جواب سنا تو انکو سلیمان اور امراء کے سامنے کھڑا کر دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ مقام وہ ہے جس کے معاملے میں اللہ مجھ سے باز پرس کر سکتا ہے اور کہا کہ اے امیر المومنین اگر یہ پتھر جو جہنم کے کنارے ہیں۔ جہنم میں ستر سال تک پہنچ کر تا چلا جائے تب جا کر اس کی تہہ میں پہنچے گا تو کہا آپ جانتے ہیں کہ ایسی جہنم کس لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے امیر المومنین نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے کہا کہ تو سن لے کہ یہ ان لوگوں کے واسطے بنائی گئی ہے جو اللہ کے حکم میں کسی کو شریک ٹھہرائیں اور ظلم کریں۔

ایک دوسری روایت میں امام زہری فرماتے ہیں کہ سلیمان نے ایک شخص کو دیکھا جو طواف کر رہا تھا اور بڑے صاحب جمال و کمال والا تھا۔ تو سلیمان نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ طاؤس ہے جنہوں نے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے چنانچہ سلیمان نے انہیں اپنے پاس بلوایا اور کہا کہ آپ ہم سے کوئی حدیث ذکر نہ کریں گے؟ ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ طاؤس نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے لئے سب سے آسان گرفت اس شخص کی ہے جو مسلم امت کا حکمران ہو اور وہ عدل نہ کرے۔ یہ سن کر سلیمان کا رنگ متغیر ہو گیا پھر وہ دور تک پیدل چلتا رہا۔ پھر اس نے سر اٹھا کر طاؤس سے کہا کیا آپ ہمیں کوئی حدیث نہ سنائیں گے؟ تو طاؤس نے جواب دیا کہ مجھ سے اصحاب رسول ﷺ میں سے ایک نے فرمایا شاید کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے قریش کی ایک مجلس طعام میں بلایا اور مجھ سے پوچھا کہ تمہارا قریش پر حق ہے اور ان کا بھی لوگوں پر حق ہے چنانچہ جب ان سے رحم و کرم کی درخواست کی جائے تو رحم و کرم سے کام لیں اور جب حاکم بنائے جائے تو عدل و انصاف کے تقاضے پورے کریں اور جب امین بنائے جائیں تو امانتوں کی ادائیگی کا خیال رکھیں، مگر جو شخص بھی ان میں سے ایسا نہیں کرے گا اس پر اللہ کی لعنت اور تمام فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو اللہ ان سے اس کے بدلے کچھ اور قبول نہ کرے گا۔ یہ حدیث سن کر سلیمان کا چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا اور کافی دور تک پیدا چلا اور پھر طاؤس سے کہا کہ کیا آپ اور کوئی حدیث بھی سنائیں گے۔ اس پر طاؤس کہنے لگے کہ اللہ کی کتاب کی آخر آیت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ ہے:

واتقوا یوماً ترجعون فیه الی اللّٰه ثم توفی کل نفس ماکسبت وهم لایظلمون

''ڈرو اس دن سے جس میں تم اللہ کی لوٹائے جاؤ گے اور پھر ہر نفس کو اس کے کئے ہوئے کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔''

ابوعبداللہ الشامی کو طاؤس کی نصیحت ......ابوعبداللہ الشامی فرماتے ہیں کہ میں طاؤس نے ملاقات کی غرض سے ان کے گھر گیا۔ جب ان کے دروازے پر دستک دی تو ایک عمر رسیدہ آدمی نکلا تو میں نے اس سے کہا کہ کیا آپ ہی طاؤس ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو ان کا بیٹا

ہوں۔تو میں نے جواب دیا کہ جب تو ان کا بیٹا اتنا بوڑھا ہے تو وہ خود کتنے بڈھے کھوسٹ ہوں گے جس کے ہوش وحواس بھی غائب ہو نگے۔ تو اس نے کہا کہ عالم کبھی بوڑھا نہیں ہوتا ہے اور اپنے ہوش وحواس نہیں کھوتا ہے چنانچہ اس کے بعد میں حضرت طاؤس کی خدمت میں چلے گیا۔ تو اس نے کہا کہ جو کچھ بھی دریافت کرنا ہے جلدی اور مختصراً پوچھ لو میں نے کہا کہ مختصر سوال کا جواب بھی مختصر ملے گا۔ تو طاؤس نے کہا کہ کیا میں اس مجلس میں توراۃ، انجیل اور قرآن کی تشریحات جمع نہ کردوں؟ تو جس نے جواب دیا کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا اتنا خوف رکھوں کہ اس سے زیادہ تجھے کسی کا بھی خوف نہ رہے۔ دوسرا اس کی جانب اس قدر التفاف کرو کہ اس کی جانب تمہاری توجہ تمہارے لئے ڈھال بن جائے۔ تیسرا لوگوں کے واسطے وہی شے پسند کرو جو تم اپنے نفس کے لئے پسند کرتے ہو۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ طاؤس کے بیٹے نے بتایا کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ میں فلاں عورت سے نکاح کا خواہش مند ہوں تو والد صاحب نے فرمایا کہ تم جا کر اُسے ایک نظر دیکھ تو آؤ۔ یہ سن کر میں گیا اور غسل کر کے عمدہ لباس زیب تن کیا اور تیل پھلیل لگا لیا مگر جب والد صاحب نے یہ سب دیکھا تو کہا بس بیٹھ جاؤ اب تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

عبداللہ بن طاؤس فرماتے ہیں کہ میرے والد جب مکہ جاتے تو ایک ماہ الگ جاتے تھ اور جب وہاں سے واپس آتے تو بھی کو ایک ماہ لگ جاتے تھے۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ اس میں کیا مصلحت ہے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ بندہ جب طاعت الٰہی کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو وہ واپسی تک طاعت الٰہی میں رہتا ہے۔ ہلال بن کعب فرماتے ہیں کہ طاؤس جب یمن سے نکلتے تو یمن کے قدیم اور دور جاہلیت کے چشموں سے پانی پیا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک آدمی نے ان سے کہا میرے واسطے دعا کیجئے اس پر طاؤس نے کہا کہ اپنے لئے خود دعا کرو اللہ مضطر، بے تاب آدمی کی دعا جلد قبول کر لیتا ہے۔

ابن جریر طاؤس کے بیٹے کا قول ذکر کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ بخل انسان مال میں کرتا ہے جبکہ شح یہ ہے کہ آدمی کو یہ خواہش ہو کہ لوگوں کے پاس جو حرام مال ہے وہ اسے مل جائے اور وہ قناعت کو چھوڑ بیٹھتا ہے، انہوں نے بتایا کہ شح دل کی بیماری ہے اور آدمی کو حتی الامکان اس سے بچنا چاہئے اور انہوں نے یہ حدیث بھی سنائی کہ آپ نے فرمایا کہ لوگوں شح سے بچو کیونکہ اسی نے پہلی قوموں کو ہلاک کیا ہے اور اس نے جب انکو بخل کا حکم دیا لوگوں نے بخل کیا اور اس سے کبھی باز نہ آئے بلکہ ہمیشہ دنیا کی ہوس اور اس کی محبت میں مبتلا رہے۔ عمرو ابن دینار آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ سب سے اچھا آدمی وہ ہے جس کی قرآت قرآن سے دلوں میں وقت وسوز پیدا ہو۔

۱۰۷ ہجری

سال نو کے آغاز پر ایک آدمی عباد الرعینی نے خوارج کا مذہب اختیار کیا اور اس کی اتباع میں اچھی خاصی تعداد میں لوگوں نے اس مذہب کو اختیار کر لیا۔ پھر یوسف بن عمر نے ان سے قتال کیا جس کو ان لوگوں نے اس کے ساتھیوں کے ساتھ مار ڈالا۔ اسی سال شام میں سخت طاعون کی دبا پھیلی، اسی سال معاویہ بن ہشام نے موسم گرما میں جنگ چھیڑی اور اس نے میمون بن مہران کو لشکر اہل شام میں نہی رہنے دیا۔ چنانچہ اس کی ماتحتی میں شامیوں نے دریا کو قبرص تک عبور کیا۔ پھر مسلحہ نے دوسرے لشکر کو ایک بڑی لڑائی میں جھونک دیا۔ اس سال اسد بن عبداللہ القسر ی داعیان بنو عباس کے ساتھ خراسان پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگا اور اسی سال اسد القسر ی نے جبال نمرود کے حکمران ملک القرقیسیان سے جنگ کی جو کہ جبال الطالقان کے قریب ہے اور پھر اس سے مصالحت کر لی اور پھر اسلام قبول کر لیا اسی سال اس نے اسد الغور علاقہ جبال ہراۃ میں جنگ کی وہاں کے رہنے والوں نے اپنا مال ومتاع خوف کے باعث ایسے غار میں جمع کر دیا جہاں تک کسی کی بھی رسائی نہ تھی مگر پھر اسد نے رہا اور اس کے فوجیوں نے تابوتوں کے ذریعہ حملہ کیا اور تمام اموال کو جو کچھ بھی موجود تھا۔ اسکو تابوتوں میں رکھ لیا جائے چنانچہ وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور لوگوں نے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ اسی سال اسد نے بلخ کے اردگرد کے علاقہ پر بھی خصوصی نظر رکھنے کے احکامات جاری کیے۔ یہاں اس نے خالد بن برمک کے باپ کو نائب کا عہد دیا۔ یہاں مسلمانوں کے واسطے مضبوط قلعے تعمیر کئے گئے اسی سال ابراہیم بن ہشام امیر الحرمین نے لوگوں کو حج کروایا۔ اسی

سال ان تمام لوگوں کا انتقال کر گئے۔

سلیمان بن یسار تابعی ...... یہ عطاء بن یسار کے بھائی ہیں۔ آپ وجیہ شکل انسان اور عبادت میں مجتہدین میں سے تھے۔ ان سے بہت سی روایات منقول ہیں۔ آپ کا انتقال مدینہ میں ۷۳ سال کی عمر میں ہوا۔ ایک مرتبہ ایک خوبصورت عورت ان کی خدمت میں آئی اور ان کو اس نے اپنے اوپر ہر قسم سے قابو پالینے کی ترغیب دی مگر وہ انکار کرتے رہے اور بالآخر آپ اس کو گھر میں اکیلے تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد آپ نے یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے ان سے پوچھا آپ یوسف ہیں؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور کہا کہ میں وہ یوسف ہوں جو تیار ہوتے کو تھا اور تو وہ سلیمان ہے جو تیار بھی نہیں ہوا۔

عکرمہ مولیٰ ابن عباس ...... آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے آپ نے بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور بہت سی روایات ذکر کی ہیں آپ کا شمار مفسر علماء ربانیین اور بڑے سیاح میں ہوتا ہے۔ آپ بڑے علم وفن والے تھے۔ آپ اپنے آقا ابن عباس کی زندگی میں فتوی بھی دیا کرتے تھے۔ آپ نے چالیس سال کی عمر میں تعلیم مکمل کر لی اور پھر ملک در ملک گھومتے پھرے جن میں افریقہ، یمن، شام، عراق اور خراسان شامل ہیں۔ اور وہاں علم وحکمت کی روشنی پھیلائی اور اس کے عوض ملوک وامراء سے بے پناہ تحائف وانعامات حاصل کئے۔

ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ وہ ابن عباس کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے قرآن وسنت کی تعلیم دی۔ حبیب بن ثابت کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک دفعہ ایسے پانچ افراد جمع ہوئے کہ ایسا اجتماع میرے پاس کبھی نہ ہوا اور ان پانچ افراد میں مجاہد، طاؤس، عکرمہ، عطاء اور سعید بن جبیر تھے۔ جب بھی مجاہد اور سعید کسی تفسیر کے مسئلے پر آپ کے پاس آتے تو آپ ان کی اس طرح تفسیر کرتے کہ وہ مطمئن ہو جاتے جابر زید فرماتے ہیں کہ عکرمہ اعلم الناس ہیں۔ شعبی فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ کو عکرمہ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے۔ جس دن آپ کا انتقال ہوا تو لوگوں کی ایک بڑی تعداد ان کے جنازے میں شریک تھی اور لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ آج سب سے بڑا فقیہ اور باخبر آدمی چلے گیا۔ سفیان عمرو کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب میں عکرمہ سے معازی کا بیان سنتا تھا تو ایسا لگتا تھا کہ جیسے اس شخص نے خود ان معرکوں میں شریک کی ہے اور لوگوں کو قتل وقتال کرتے دیکھا۔ ایوب لوگوں کے سامنے فرماتے تھے کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں عکرمہ سے ملوں چنانچہ میں بصرہ کے بازار میں پہنچا وہاں جا کر دیکھا تو ایک آدمی گدھے پر سوار ہے لوگوں سے دریافت کرنے پر پتا چلا کہ یہی عکرمہ ہیں چنانچہ میں نے آپ سے کچھ پوچھنا چاہا مگر ہمت نہ ہوئی اور میں ایک جانب خاموش کھڑا ہو گیا اور دماغ سے سارے سوالات نکل گئے۔ ادھر لوگوں کی طرف سے سوالات کی بوچھاڑ تھی اور عکرمہ ان کا جواب دے رہے تھے ہیں ان کو یاد کرتا رہا۔ ایک بات مشہور ہے کہ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ جو کچھ مناسک لینا ہیں وہ سعید بن جبیر مجاہد اور عکرمہ سے لو نیز وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ تفسیر چار آدمیوں سے لیا کرو جن میں سعید بن جبیر ضحاک مجاہد اور عکرمہ شامل ہیں۔

القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ...... آپ مشہور فقہاء میں سے ہیں آپ اہلیان مدینہ میں صحابہ رضی اللہ عنہ اور غیر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے افضل ترین شمار ہوتے تھے اور آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں اور آپ اپنے وقت کے جید اور بڑے عالم تھے۔ چھوٹی عمر میں ہی آپ کے والد کا قتل مصر ہو گیا تھا اس لئے ان کی خالہ نے ان کی پرورش کی اور انہیں کے ہاں بڑے ہوئے۔ اور سیادت اکو ملی ان کے کافی مناقب اور فضائل ہیں۔

مشہور شاعر کثیر عزہ کی وفات ...... اس سال مشہور ومعروف شاعر ابن ابی جمعہ کثیر بن عبدالرحمان بن اسود بن عامر ابوصخر الخزاعی الحجازی کا انتقال ہوا۔ آپ تغزل کے لحاظ سے بہت مشہور تھے۔ آپ اپنی غزلوں میں ام عمرہ بنت جمیل بن حفص کو اپنی محبت کا محور ومرکز بنایا۔ یہ شاعر مذموم الخلق اور قبیح العادات تھا۔ اور اس کا قد تین چار فٹ سے زیادہ نہ تھا۔ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ یہ رب الدبان یعنی بجو والا کہلاتا تھا اور لطف تو یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو قد آور اور معزز شخصیت سمجھتا تھا۔ جب وہ عبدالملک بن مروان کی خدمت میں آتا تو مروان کہتا کہ دیکھنا بھائی ذرا خیال سے کہیں چلتے ہوئے تمہارا سر ایوان کی چھت سے نہ ٹکرا جائے۔

اس کا رجحان تناسخیہ کی جانب زیادہ تھا اور وہ اشعر الاسلامیین کہلاتا تھا۔ وہ عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تھا۔ بعض لوگ اس کو تناسخ کا قائل بھی سمجھتے تھے وہ اپنی کم فہمی اور شیعیت کی بناء پر اس پر بھی بحث کرتا تھا اور قرآن کی آیت ''فی ای صورۃ ماشاء رلبک'' سے استدلال کرتا تھا۔ ایک دن وہ خلیفہ عبدالملک کے دربار میں حاضری کی اجازت لے کر حاضر ہوا تو عبدالملک نے کہا کہ تمہیں اجازت اس بناء پر دی گئی ہے کہ ہمیں تم سے ملنے سے زیادہ تمہارے کلام کو سننے کا دل چاہا ہے تو اس نے کہا کہ ہاں بیشک خلیفہ المومنین۔ صحیح اور درست بات تو یہ ہے کہ آدمی کی پہچان دو چھوٹی چیزوں سے ہو جاتی ہے ایک زبان اور دوسرا قلت اگر انسان صحیح اور معقول بات کرے تو اس کا جوہر ہے اور اگر میدان جنگ میں لڑے اور قتل وقتال کرے تو یہ اس کے قلب کے بلند حوصلے اور پرعزم ارادے کی نشاندہی ہے اور آپ کو جیسا کہ معلوم ہے کہ میں تو ان اشعار کا مصداق ہوں۔

''مجھے کاموں کا تجربہ ہے اور آپ بھی مجھے آزما چکے ہیں اور میری سخت جان پر یہ مرحلے گزر چکے ہیں۔ تو لوگوں کو کمزور پا کر انکو حقیر سمجھتا ہے چاہے وہ کپڑے پہن کر شہر غضبان لگتے ہیں۔''

شاعر کثیر عمر بن عبدالعزیز کی دور خلافت میں اس سے ملنے اس کی خدمت میں پہنچا اس کا کہنا تھا کہ وہ احوس اور نصیب کو لیکر عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچا تو اس کا خیال تھا کہ خلیفہ بننے سے پہلے جس طرح وہ بلا تکلف دیر تک باتیں کیا کرتے تھے اب بھی کریں گے مگر اب خلافت کی ذمہ داری کی بناء پر بیکار میں وقت ایسے لوگوں کے ماتحت گذارنے کا کیا موقع تھا اسلئے یہ لوگ ان کے پاس سے مایوس واپس آئے۔ اس طرح شاعر کثیر عبدالملک کے دور خلافت میں کچھ امید سے اس کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کا جواب مسلمہ نے جو دیا وہ تھا کہ کثیر تم کو معلوم ہے کہ تمہارے خلیفہ کو تو اشعار سے دلچسپی ہے اور نہ ہی شعراء سے مگر اس نے کثیر اور اس جیسے دوسرے شعراء کو نان نفقہ کے ساتھ دو چار ماہ اپنے دربار میں رہنے کی اجازت دے دی اور ان کی سواریوں کے چارے کا بھی بندوبست کیا۔ کثیر کا کہنا ہے کہ جب میں مسلمہ کو خطبہ دینے کے لئے تیار دیکھتا تو میں بھی اس کے ہمراہ جاتا اور خاموشی سے اس کا خطبہ سنتا اور یہ خطبہ ان کلمات پر مشتمل ہوتا تھا کہ ہر سفر کے لئے توشہ اور زادراہ ضروری ہوتا ہے۔ اے لوگو تم کو دنیا سے کوچ کرنا ہے اور اس سفر کے لئے بھی زادراہ کا بندوبست کرلو اور سب سے بہترین زادراہ تقوی ہے۔ اے لوگوں نیکی اختیار کرو اور اس عذاب سے بچنے کی بروقت کوشش کرو جو اللہ نے نافرمانیوں پر تیار کر رکھا ہے اور اس ثواب اور جنت کے حصول کی ہر وقت کوشش کرو جو اللہ نے موضون اور نیک کاموں کے کرنے والوں کے لئے تیار کی ہے۔

۱۰۸ ہجری

سال نو کے آغاز پر مسلمہ نے بلاد روم میں قیسار کو فتح کر لیا اور ابراہیم بن عبدالملک نے ایک رومی قلعہ فتح کیا۔ اس طرح اس سال اسد بن عبداللہ القسری امیر خراسان نے ایک جنگی بیڑے کی مدد سے ترکوں کو شکست دے کر ان کی کمر توڑ دی۔ اس سال خاقان نے آذربائیجان کی طرف پسپائی اختیار کر لی اور اس نے شہر ورثان کا محاصرہ کر کے اس پر منجنیقوں سے حملے کیا پھر اس کی سرکوبی کے لئے نائب امیر اور مسلمہ بن عبدالملک کا سردار الحارث بن عمرو بڑھے اور خاقان اور اس کے لشکر سے جنگ کی اور ان کو شکست دے دی اور ان کے بہت سے افراد کو الحارث نے مارڈالا اور اکثر افراد کے قتل ہونے پر خاقان میدان چھوڑ کر بھاگ گیا مگر اس لڑائی میں الحارث بن عمرو مارا گیا۔ اسی سال معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نے بلاد روم پر حملہ کا سلسلہ شروع کیا اور بڑے بڑے بہادروں کو لشکر کے ہمراہ روانہ کیا، بالآخر جنجرہ فتح ہو گیا۔ اور بے پناہ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

بکر بن عبداللہ مزنی البصری کی وفات ...... اس سال اعیان میں سے بکر بن عبداللہ البصری کی وفات ہوئی۔ آپ عالم وعابد، زاہد اور متواضع انسان تھے۔ آپ نے بہت سے صحابہ اور تابعین سے روایات نقل کی ہیں آپ قلیل الکلام مشہور تھے۔ بکر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی مسلمان سے ملو جو تم سے بڑا ہو تو کہو میں اس سے گناہوں میں بڑھ گیا ہوں اور وہ مجھ سے بہتر ہے اور جب یہ دیکھو کہ لوگ اور تمہارے بھائی تمہاری عزت وتوقیر کر رہے ہیں تو کہو ھذا من فضل ربی اور اگر تم ان سے کوئی کوتاہی دیکھو تو کہو یہ گناہ تو مجھ سے بھی سرد ہو چکا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ کوئی بھی شخص اس وقت تک متقی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ طمع اور غصہ سے نہ بچے۔ بکر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر صوم وصلوٰۃ میں سبقت نہیں لے گئے بلکہ

دل کے قرار اور طبعی سکون میں وہ سبقت لے گئے ہیں۔

راشد بن سعد مقرائی الحمصی ...... آپ نے ایک لمبی عمر پائی۔ آپ صالح، زاہد، عابد اور متقی انسان تھے اور آپ نے بہت سے صحابہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کی سیرت بڑی طویل ہے۔

محمد بن کعب القرظی ...... ابوحمزہ فرماتے ہیں کہ محمد بن کعب القرظی کا انتقال ۱۰۸ھ میں ہوا۔ آپ ایک اچھے مفسر، زاہد عابد عالم اور صالح انسان تھے۔ آپ نے متعدد صحابہ سے روایات نقل کی ہیں۔ اصمعی فرماتے ہیں کہ جب ہشام بن عبدالملک نے محمد بن کعب القرظی سے سوال کیا کہ خذلان کی علامت کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا آدمی اچھائی کو برائی کے طور پر پیش کرے اور برائی کو اچھائی کے طور پر پیش کرے۔ مشہور ہے کہ ابن کعب فرماتے ہیں کہ اگر میں رات کو قرآن کی تلاوت کرتا ہوں یہانتک کہ صبح ہو جاتی ہے تو جب سورۃ زلزالہ اور سورۃ القارعہ پر پہنچتا ہوں تو اس سے آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہوتی ہے اور انہی سورتوں کے معانی ومطالب غور وفکر میں سارا وقت گزارتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ انہی کو آہستہ آہستہ دھراتا رہوں۔

ابن کعب فرماتے ہیں کہ کبائر تین قسم کے ہیں اول یہ کہ اللہ کی چالوں سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھنا دوسرا یہ کہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا تیسرا یہ کہ اللہ کے فضل سے مایوس ہو جاتا۔ موسیٰ بن عبیدہ آپ نے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ جب کسی بندے میں نیکی معاملہ ارادہ کرتے ہیں تو اس میں تین خصلتیں پیدا فرما دیتے ہیں اول دین میں سمجھ بوجھ کی توفیق، دوئم دین کے لئے تقویٰ و پرہیز گاری کا جذبہ تیسرا یہ کہ اپنے نفس کے عیب اپنے اوپر ظاہر کر دیتا ہے۔ اور آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ دنیا دار القلق ہے نیک لوگ اس سے کنارہ کش رہتے ہیں اور لوگوں میں سب سے بدبخت اور شقی آدمی وہ ہے جو دنیا کے معاملات میں حد سے زیادہ ملوث ہو اور سب سے متقی وہ فرد ہے جو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ لوگ بتاتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ دنیا کچھ لوگوں پر روتی ہے اور کچھ لوگوں کے لئے روتی ہے ان لوگوں کے لئے جو دنیا میں اطاعت الٰہی میں ہیں اور اپنا وقت اس کی رضا کے لئے گزارتے ہیں ان لوگوں کے لئے دنیا روتی ہے اور لوگوں پر روتی ہے جو معصیت الٰہی میں اپنا وقت گزارتے ہیں اور پھر یہ آیت پڑھی۔ "فما بکت علیھم السماء والارض"

ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز نے ابن کعب کو لکھا کہ ان کے پاس جو سالم نامی غلام ہے اس کو ان کے ہاتھ فروخت کر دیں ابن کعب نے کہا کہ میں نے اس کے معاملے میں بہت غور وفکر کیا ہے اور اسکو بھی غور موقع دیا ہے۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ آپ بھی اچھی عرص سے غور کر لیں بہر حال غلام عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے کہا کہ تمہاری طرف سے آزمائش میں پڑ گیا ہوں اور عدم نجات سے ڈرتا ہوں اس پر اس نے جواب دیا کہ آپ نے جیسا سوچا ہے نجات کا تو یہی راستہ ہے مدنہ تو دوسرا راستہ خوف کا ہے۔ یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کرو تو سالم نے کہا کہ آدم علیہ السلام نے ایک غلطی کی تو اس کی سزا کی پاداش میں جنت سے نکال دیا گیا اور آپ کو لوگ خطاؤں پر خطائیں کرتے ہیں اور پھر بھی جنت میں داخلے کے امیدوار ہیں۔ دراصل اس کی بات قرآن کی ان آیات کے حوالہ جات پر مبنی ہے۔

لوگ برائیاں کرتے ہیں اور ان کی امید رکھی ہیں کانٹے بوتے ہیں اور انگور کی فصل چاہتے ہیں۔

گناہ پر گناہ متواتر کرتے جاتے ہو اور پھر بھی امید رکھتے ہو جنت میں عالی اور عابد کی سی زندگی حاصل ہو گی اور سات ہی یہ بھی بھول جاتے ہو کہ اللہ نے آدم کو صرف ایک گناہ کی پاداش میں جنت سے نکال دیا تھا۔

اسی سال ابونضرہ المنذر بن مالک یمن قطعۃ العبدی کا انتقال ہوا جن کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۰۹ہجری

سال نو کے آغاز پر ہشام بن عبدالملک نے امیر خراسان اسد بن عبداللہ القسری کو امارت سے معزول کر کے اُسے حج پر جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ رمضان المبارک میں سفر پر چل پڑا۔ اس کے بعد ہشام نے الحکم بن عوانۃ الکلبی کو نیابت کے لئے مقرر کیا اور اس کی ماتحتی کے لئے ہشام نے

خراسان میں اشرس بن عبداللہ السلمی کو موزوں قرار دیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ وہ خالد بن عبداللہ القسری سے مراسلات کرے۔ اشرس ایک عالم فاضل اور شعور مند آدمی تھا اسی بناء پر اس کا نام فاضل پڑ گیا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے سب سے پہلے رابطہ و تعلقات کا دفتر قائم کیا اور عبدالملک بن زیاد الباہلی کو بطور مرابط مقرر کیا جو تمام امور کے انصرم وانتظام کا انچارج تھا۔ اس کے اہل وعیال اس کے عہدے کی بناء پر خوش وخرم اور شاد مان تھے۔ اس سال امیر الحرمین ابراہیم بن اسماعیل مخزومی نے لوگوں کو حج کروایا۔

۱۱۰ ہجری

سال نو کے آغاز پر مسلمہ بن عبدالملک نے خاقان اعظم سے دوبارہ جنگ کی چنانچہ وہ لشکر جرار کے ساتھ مسلمہ کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ اور تقریباً ایک ماہ تک مسلسل دونوں فریق ایک دوسرے پر حملے کرتے رہے مگر بالآخیر کی مدد سے خاقان کو موسم سرما میں شکست ہوگئی اور مسلمہ بن عبدالملک فتحیاب ہو کر واپس آ گیا اور اپنے ساتھ بہت سامال غنیمت بھی لایا۔ اس نے شام کی جانب واپس آتے ہوئے ملک ذوالقرنین کے طریقے پر عمل کیا۔ اور ان جنگوں کو تاریخ میں غزاہ الطین سے یاد کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جن راستوں سے لشکر کو گزرنا پڑا وہ سخت کیچڑ والی دلالی اور گہری گھاٹیوں وغیرہ والی تھیں جس کی وجہ سے بہت سے مویشی ضائع ہوئے اور بہت سے لوگ سخت مشکلات ودشواریوں میں مبتلا ہو کر موت کی گھاٹ اتر گئے۔ اور جو بچے تھے وہ سخت جدو جہد کے بعد بچے تھے۔

اس سال نائب امیر خراسان اشرس بن عبداللہ اسلمی نے سمرقند کے ذمیوں کو اسلام کی دعوت دی اور اس طرح ماوراء النہر کے لوگوں کو بھی السلام کی طرف بلایا اور ان کے جزیہ کو بھی معاف کر دیا جس کی وجہ سے اکثر لوگ اسلام لے آئے مگر پھر بعد میں ان سے دوبارہ جزیہ کا مطالبہ کیا گیا تو وہ لڑائی پر تیار ہو گئے چنانچہ ان لوگوں اور اشرس بن عبداللہ کے درمیان پھر ایک جنگی سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس کی تفصیل تاریخ ابن جریر نے ذکر کی ہے۔ اسی سال ہشام کو امیر المومنین کی جانب سے متولی افریقہ بنا کر بھیجا گیا۔ وہ جب وہاں پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے اور بھائی کو بہت بڑے لشکر کو مشرکین سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔ اس لشکر نے مشرکین سے سخت لڑائیاں لڑی اور ان کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور بہت سے گرفتار بھی ہو گئے۔ باقی شکست کھا کر بھاگ گئے اور مسلمانوں کو بہت سامال غنیمت ملا۔ اسی سال معاویہ بن ہشام نے بلاد روم کے کچھ قلع فتح کر لئے اور بہت سا اموال مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اس سال بھی ابراہیم بن ہشام نے حج کرایا ادھر عراق میں خالد القسری اور خراسان پر اشرس کی حکمرانی تھی۔

شاعر جریر بن خطفی حذیفہ...... آپ کا نسب جریر بن خطفی حذیفہ بن بدر بن مسلمہ بن عوف بن کلب بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بن مر بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہے۔ اس نے کئی مرتبہ دمشق کا سفر کیا اور یزید بن معاویہ کی مدح سرائی کی اور بعد کے خلفاء کی بھی قصیدہ خوانی بھی کی۔ اور یہ عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تھا۔ یہ فرزدق اور اخطل کا ہمعصر تھا اور ان سب سے زیادہ شعور مند اور باخبر مشہور تھا اور لوگوں کے ہاں یہ مشہور تھا اشعر الثلاثہ کے نام سے یعنی تینوں میں سب سے زیادہ قادر الکلام اور پرگو شاعر۔ ابن درید نے جب عثمان بنی کے حوالے سے کہا کہ میں نے کبھی تسبیح کے لئے جریر کے ہونٹ ہلتے ہوئے نہیں دیکھا تو میں نے کہا کہ تمہیں ان باتوں سے حاصل ہوگا؟ تو اس پر اس نے جواب دیا کہ **سبحان اللہ والحمدللہ ولاالٰہ الااللہ واللہ اکبر وللہ الحمد** نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں جو کہ آیت **ان الحسنات یذھبن السیئات** میں خدا کا برحق وعدہ ہے۔

محمد الکلبی اپنے والد کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی عذرہ سے ایک اعرابی عبدالملک بن مروان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی مدح میں اشعار پڑھنے لگا۔ اس وقت عبدالملک کی خدمت میں تین شعراء موجود تھے جریر فرزدق اور اخطل مگر وہ اعرابی ان میں سے کسی کو بھی نہ پہچانتا تھا۔ عبدالملک نے اعرابی سے کہا کہ کیا تم کو کس عرب کا اسلام میں ایسا شعر یاد ہے جو ہجو سے بھرا ہوا ہو تو اس نے کہا کہ جریر کا ایک قول اس کا ثبوت ہے شعر

فغض الطرف انک من نمیر　　فلا کعبا بلغت ولا کلاباً

اپنی نظریں نیچی رکھ کیونکہ تو غیری قبیلہ کا ہے اور تیرا تعلق نہ کعب سے اور نہ ہی کلاب سے یہ شعر سن کر عبدالملک نے اعرابی کی تعریف کی اور کہا کہ

تجھے کوئی اچھا مدحیہ شعر یاد ہے اس نے کہا ہاں جریر کا یہ شعر آپ بھی سن لیں شعر:

ألستم خير من ركب المطايا　　واندى العالمين بطون راح

کیا تم بہترین سوار نہ ہو اور کیا تم سب لوگوں سے زیادہ سخی اور نرم خو، ہنین ہو۔

عبدالملک نے ان اشعار کو سن کر اعرابی کو داد دی اور کہا کہ سب سے خوبصورت شعر کسی کا سنا سکتے ہو تو اعرابی نے جریر کا کے مندرجہ ذیل دو اشعار سنائے۔شعر:

ان العيون التي في طرفها مرض
قتلننا ثم لم يحيين قتلانا
يصرعن ذاللبّ حتى لاحراك به
وهن اضعف خلق الله اركانا

''ان محبوبوں کی آنکھوں نے جنکو بیماری لاحق ہے ہمیں مار ڈالا ہے اور پھر ایک بار مارنے کے بعد جینے کا موقع نہیں دیا۔ بڑے بڑے صاحبان ہوش ایسے چت ہوئے کہ ان میں حرکت باقی نہ رہی، حالانکہ وہ اللہ کی سب ضعیف ترین مخلوق ہیں۔''

عبدالملک نے یہ اشعار سن کر اعرابی کو داد دی اور کہا کہ کیا تم جریر کو پہنچانتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ نہیں مگر میں از سے ملاقات کا لے حد مشتاق ہوں۔ پھر عبدالملک نے اعرابی کو انعام واکرام دے کر رخصت کرنا چاہا تو جریر نے عبدالملک سے کہا کہ آپ اسکو جو کچھ بھی دے رہے ہیں وہ بے شک آپ کی جانب سے بڑا عطیہ ہے مگر اس کے ساتھ آپ اسے وہ بھی دے رہے ہے جو آپ مجھے دینا چاہتے ہیں۔

ایک واقعہ ہے کہ ایک روز جریر بشر بن مروان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں اخطل بھی موجود تھا۔ اخطل نے جریر سے کہا کہ میں وہ ہوں جس نے تیری عزت وآبرو کا ک میں ملادی ہے اور تجھے راتوں کو بگایا اور تیری قوم کو اذیت دی۔ جریر نے یہ سن کر جواب دیا کہ جہاں آبرو کے متعلق تیری گالی دینے کا تعلق ہے تو دریا میں ڈوبنے والا دریا کو گالی دے کر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے اور جہاں تک تیرے قول راتوں کو جگائی کے متعلق ہے اگر تو مجھے چھوڑ دے تاکہ میں سوسکوں تو یہی تیرے حق میں بہتر ہوگا اور یہاں تک تیرے قول گاہ تعلق قوم کی اذیت کا ہے تو اس کے متعلق بات یہ ہے کہ تو ایسی قوم کو کیا ایذاء دے سکتا ہے جسکو تو جزیہ ادا کرتا ہے۔ اخطل کا تعلق نصاری عرب منتصرہ سے تھا اللہ اس کا برا کرے جس نے بشر بن مروان کی قصیدہ گوئی کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا تھا۔

قداستوى شر على العراق　　من غير سيف ودم مهراق

''بشر عراق پر قابض ہوگیا بغیر تلوار چلائے اور خون بہانے۔''

اور یہاں اس شعر میں لفظ استوی کا استعمال نہ صرف غلط ہے بلکہ گستاخانہ بھی ہے۔ عام طور پر اللہ کے لئے استوی علی العرش کا جو مطلب لیا گیا ہے وہی گستاخانہ ہے۔ اسی سے اخطل نے بشر بن مروان کے لئے استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جہمیوں کے اس ناشائستہ اور بے مودہ کلام سے منزہ و پاک ہے۔

الہیثم بن عدی نے عوان بن الحکم سے ذکر کیا ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ نے تو ان کے سامنے کئی شعراء حاضر ہوئے مگر انہوں نے کسی کی جانب التفاف نہ کیا کئی روز تک دروازے پر حاضری کے بعد جب ان میں سے کسی کو بھی باریابی کی اجازت نہ ملی تو یہ امران پر شاق گزرا۔ اور انہوں نے واپسی کا ارادہ کر لیا تو اتفاق سے اس طرف جاء بن حیوں کا گزر ہوا اس سے جریر نے کہا۔

ترجمہ......اے ڈھیلے عمامہ والے مطمئن شخص آج کل تیرا دور دورہ ہے ہمارے واسطے باریابی کی اجازت دلا دے۔

رجاء بن حیوہ جب خلیفہ کی خدمت میں پہنچا تو اس نے ان لوگوں کا کوئی تذکرہ نہ کیا۔ پھر بعد میں عدی بن ارطاۃ کا ادھر سے گزر ہوا تو جریر نے ان سے بھی باریابی کی سفارش کرنے کو کہا۔ اور یہ اشعار پڑھے:

ترجمہ......اے اکرام وہ مطیع سواری کے سوار آج کل تیرا زمانہ ہے میرا زمانی گزر گیا۔ ذرا خلیفہ سے ملاقات ہونے پر ہمارا پیغام بھی پہنچا دیا کہ میں بھی دروازے پر بندھا پڑا ہوں ہماری بات بھول نہ جانا خدا تیری مغفرت کرے مجھے اپنے اہل وعیال

اور وطن سے جدا ہوئے عرصہ ہو گیا ہے۔

چنانچہ جب عدی عمر کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین تیرے دروازے پر شعراء دستک دے رہے ہیں ان کے تیر بڑے زہریلے اور ان کی باتیں بڑی پر اثر ہوئی ہیں۔ تو خلیفہ نے کہا کہ مجھے شعراء سے کیا لینا ہے تو عدی نے کہا کہ امیر المومنین آپ ﷺ بھی شعر سنتے تھے اور انعام دیتے تھے اور جب العباس بن مرداس نے آپ ﷺ کی تعریف میں اشعار پڑھے تو آپ ﷺ نے اسکو حلیہ عطا کیا و عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ کیا تم ان میں سے چند اشعار مجھے سنا سکتے ہو۔ تو عدی نے کہا کہ کیوں نہیں۔

ترجمہ...... ساری مخلوق میں سب سے افضل تھے دیکھا ہے تو ایسی کتاب لایا ہے جو حق کی داعی ہے۔ تو ہمارے لئے دین ہدایت کی اس وقت شریعت لایا جب ہم حق سے بھٹک گئے تھے اور حق چھپ گیا تھا تو نے دلائل ک نور سے فریب کا پردہ چاک کر دیا اور بھڑکتی آگ کو قرآن سے بجھا دیا۔ محمد ﷺ عربی کا یہ پیغام عام کر دو کہ ہر آدمی کو گذشتہ عمل کی جزا ضرور ملے گی۔ ہمارا نبی عرش الٰہی سے بھی اوپر نکل گیا اور اللہ کا مرتبہ سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

یہ اشعار سن کر عمر بن عبدالعزیز نے عدی سے پوچھا کہ دروازے پر کون کونسے شعراء ہیں اس نے کہا کہ اخطل، احوص، جمیل بن معمر، فرزدق، عمر بن ابی ربیعہ ہیں اور ایک جریر بھی ہے۔ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے جریر کو بلایا اور باقیوں کو لایعنی کلام اور غیر اسلامی خیالات کی بناء پر اجازت نہ دی۔

جریر جب اس کی خدمت میں پہنچا تو اس نے سب سے پہلے آپ ﷺ کی شان میں کچھ اشعار پڑھے اور اس کے بعد خلیفہ کی مدح میں اشعار کہے:

ترجمہ...... یہ اللہ کی ذات ہے جس نے محمد ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا اور جس نے خلافت امام عادل کے سپرد کی۔ جس کا عدل وانصاف اور وفا سب کے شامل حال ہے اور اس نے کجرو لوگوں کو غلط اقدامات سے روک دیا ہے میں بھی تجھ سے خیر عاجل کی امید رکھتا ہوں اور نفس تو جلد محبت کا گرویدہ ہوتا ہی ہے۔

ہمام بن غالب فرزدق...... اس کا پورا نام ہمام بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع بن دارم بن حنظلہ بن زید بن مناۃ بن مر بن اُد بن طانجہ ابو فراس بن ابی خطل التمیمی البصری الشاعر المعروف فرزدق ہے۔ اس کا دادا صعصعہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ایام جاہلیت میں احیاء الاموءت دالفت کا دعویدار تھا۔ فرزدق کہتے ہیں کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اسے دیکھ کر حضرت رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کون ہے تو میرے والد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور شاعری کرتا ہے تو انہوں نے کہا کہ اسکو قرأت سکھلاؤ کیونکہ یہ اس کے لئے شاعری سے بہتر ہے۔ فرزدق کے کلام کو حسین رضی اللہ عنہ نے بھی سنا تھا۔ جب وہ عراق کے سفر پر روانہ ہو رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس کے کلام کو ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، عرفجہ بن اسعد، زرارہ بن کرب اور طرماح بن عدی شاعر نے بھی سنا تھا۔ فرزدق سے خالد حذاء مروان الاصغر اور حجاج بن حجاج الاحول نے کچھ روایات نقل کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فرزدق اپنے چچا الحباب کی میراث میں حصے کی طلبی کے سلسلے میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تھا اور ولیہ اور اس کے بھائی کے پاس بھی اسی غرض سے گیا تھا مگر غالباً یہ بات درست نہیں ہے۔

اشعث بن عبداللہ فرزدق کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ایک روز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے قدموں کو دیکھ کر کہا کہ اے فرزدق میں تیرے چھوٹے قدموں کی بناء پر تیرے لئے جنت طلب کروں گا تو فرزدق نے کہا کہ پر میرے تو گناہ بہت ہیں تو انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہیں ہے میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے توبہ کا دروازہ اس وقت کھلا ہے جبتک سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

معاویہ بن عبدالکریم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں فرزدق کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ اس کے پیروں میں بیڑیاں ہیں تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قرآن حفظ کرلوں گا اس وقت تک بیڑی پیروں سے نہ نکالوں گا۔

ابو عمر بن نجلاء فرماتے ہیں کہ میں نے کسی بھی بدوی کو نہیں دیکھا کہ اس نے شہر میں قیام کیا ہو اور اس کی زبان کا کلام خراب نہ ہوا ہو سوائے دو آدمیوں کے کہ جو اس سے مستثنیٰ رہے ہیں ان میں سے ایک اردبہ بن الحجاج اور دوسرا فرزدق ہے بلکہ ان لوگوں کی زبان طویل قیام کے بعد مزید نکھر گئی

ابو شنیل فرماتے ہیں کہ فرزدق نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تو پھر اس پر حسن البصری کو اس امر پر گواہ بنایا مگر اس کے بعد وہ طلاق دینے پر نادم ہوا اور حسن البصری کو گواہ بنانے پر افسوس کرنے لگا چنانچہ وہ کہتا ہے کہ:

ترجمہ...... کاش میرے ہاتھ اور دل میرے قبضے میں ہوتے اور تقدیر پر میرا اختیار ہوتا۔ میں اس وقت ندامت کرتا رہ گیا جب میری بیوی نوار میرے پاس سے چلی گئی۔ وہ تو گویا میری جنت تھی مگر میں تو خود اس جنت سے نکل آیا آدم کی طرح جو مجبور ہو کر نکلے تھے۔

اصمعی وغیرہ نے کہا ہے کہ جب نوار کا انتقال ہوا تو اس نے وصیت کی تھی کہ اس کی نماز جنازہ حسن بصری پڑھائیں، غرض کہ اس کی نماز جنازہ میں بے پناہ اشراف واکرام اہل بصرہ موجود تھے جنمیں حسن بھی شامل تھے وہ اپنے خچر پر سوار تھے اور فرزدق اپنے اونٹ پر سوار تھا جب جنازہ چل پڑا تو حسن نے فرزدق سے کہا لوگ کیا کہتے ہیں؟ تو فرزدق بولا لوگ کہتے ہیں کہ آج کے دن ایک بہترین انسان اور ایک بدترین آدمی جنازے میں شامل ہے جس سے مراد آپ اور بدترین میں ہوں تو حسن نے کہا کہ اے ابوالفراس نہ میں بہترین انسان ہوں اور نہ تو بدترین انسان ہے اور کہا کہ آج کے دن کے لئے تو نے کیا تیاری کی ہے اس نے کہا کہ اسی برس سے لا الہ الا اللہ کی شہادت دے رہا ہوں۔ جب حسن بصری نے نماز جنازہ پڑھا دی تو لوگ قبر کی طرف چلے تو فرزدق کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

ترجمہ...... مجھے اگر معاف نہ کیا گیا تو قبر کی منزل کے بعد بھڑکتی ہوئی آگ اور تنگی قبر کا خوف لاحق ہے۔ اور جب قیامت قائم ہوگئی تو ایک سخت گیر قائد اور ہانکنے والا فرزدق کو ہنکا کرے جائے گا۔ اور نار جہنم کی طرف گندھک کے کپڑے پہنا کر لے جایا جائے گا اور وہ کپڑے بھی تار تار ہو چکے ہونگے۔

ان اشعار کو سن کر حسن بصری رو پڑے اور فرزدق کے ساتھ چلتے رہے اور کہنے لگے کہ آج سے پہلے مجھے تم سے زیادہ کوئی برائی لگتا تھا لیکن تم سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے فرزدق سے کہا تمہیں پاکباز عورتوں پر تہمت لگاتے کچھ خوف نہیں آتا ہے؟ اس نے کہا کہ آج کے دن مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ذات ہے جو سب سے زیادہ دیکھتی ہے پھر وہ مجھے کیوں عذاب دے گی۔ فرزدق ۱۱۰ھ میں جریر سے چالیس دن قبل فوت ہوا بعض لوگوں کا قول یہ ہے کہ ایک مہینے قبل فوت ہوا واللہ اعلم۔

الحسن بن ابی الحسن کی وفات...... ان کے والد کا نام یسار ابوسعید البصری تھا جو کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور ایک قول کے مطابق وہ جابر بن عبداللہ کے غلام تھے۔ ان کی والدہ خیرہ ام سلمہ کی کنیز تھی اور ان کی خدمت کیا کرتی تھی۔ جب بھی ام سلمہ انکو کسی کام سے بھیجتی تو وہ اپنے بچے سے غافل ہو کر کام میں مشغول ہو جاتی تھی تو ام سلمہ ان کو اپنی چھاتیوں سے دودھ پلا کر بہلاتی تھی اس طرح حسن دونوں کا دودھ پی کر بڑے ہوئے۔ اور بقول لوگوں کے کہ ان کو حکمت وعلوم میں جو اعلیٰ مقام حاصل ہوا ہے وہ اس دودھ پینے کی وجہ سے ہوا ہے جو ان چھاتیوں کی برکت سے انکو ملا جس کی نسبت آپ ﷺ کی جانب تھی۔ ان کی والدہ بچپن میں ہی انکو صحابہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجتی تھی جو انکو دعاؤں اور برکتوں سے نوازتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دعا دیتے ہوئے یوں کہا کہ اے خدا اسکو دین کی سمجھ عطا کر اور اسکو لوگوں کا محبوب بنا دے۔ ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے ایک مسئلے کے بارے میں پوچھنا چاہا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے مولا الحسن سے پوچھ لو انہوں نے بھی سنا ہے اور ہم نے بھی مگر انکو سب کچھ یاد ہے اور ہم بھول گئے ہیں۔ اور ایک مرتبہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ میں اہل بصرہ میں دو آدمیوں پر رشک کرتا ہوں ایک حسن اور دوسرا ابن سیرین پر۔ حضرت قتادۃ فرماتے ہیں کہ میں جس فقیہ سے بھی ملا ہوں حسن کو ان تمام سے بہتر اور افضل پایا ہے۔ اور ایک مرتبہ انہوں نے حسن کے بارے میں کہا کہ میری آنکھوں نے حسن سے زیادہ کسی کو فقیہ نہیں دیکھا ہے ایوب فرماتے ہیں کہ لوگ حسن سے سوال کرنے کے لئے تین تین سال توقف کرتے مگر پھر بھی ان کے رعب ہیبت کی بناء پر ان سے سوال نہ پوچھ پاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص بصرہ جا رہا تھا تو اس سے شعبی نے کہا کہ جب تم بصرہ میں سب سے زیادہ خوبصورت اور بارعب آدمی کو دیکھو تو سمجھ جانا کہ وہ حسن ہیں پھر اس وقت انکو میرا اسلام

کہنا۔ یونس بن عبید فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حسن کو دیکھ لیتا تو اس سے اسے فائدہ پہنچتا خواہ وہ اس پر انکو عمل کرتے دیکھا ہو یا نہ کرتے دیکھا ہو اور نہ ہی ان کا کلام سنا ہو۔

اعمش فرماتے ہیں کہ حسن ہمیشہ حکمت ودانائی کی باتیں کیا کرتے تھے۔ ابو جعفر کے سامنے جب آپ کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتے تھے کہ یہ وہ آدمی ہے جس کا کلام انبیاء کے کلام کی مثل ہے۔ محمد بن سعد آپ کے بارے میں فرماتے تھے کہ آپ بلند مرتبہ عالم اور علم وعمل کے جامع تھے عالی مقام کے فقیہ عابد وزاہد اور سخت عبادت گزار تھے آپ جمیل کثیر العلم والعمل اور فصیح تھے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ کو ایک مسند پر بٹھایا گیا اور تمام علماء وقت آپ کے گرد جمع ہو گئے اور لوگوں کا ایک بڑا مجمع بھی جمع ہو گیا۔ پھر آپ نے ان سے گفتگو کی۔ اہل تاریخ کے مطابق آپ کی وفات ۱۱۰ھ میں ۸۸ سال کی عمر میں ہوئی اور ماہ رجب میں اپکا انتقال ہوا۔ آپ کے اور ابن سیرین کی وفات کے درمیان سو دن کا فرق ہے۔

محمد بن سیرین ابوبکر بن ابی عمرۃ الانصاری...... محمد بن سیرین ابوبکر بن ابی عمرۃ الانصاری، انس بن مالک کے غلام تھے۔ آپ کے والد عین التمر کے قیدیوں میں شامل تھے۔ خالد بن ولید نے دیگر قیدیوں کے ہمراہ انکو بھی غلام بنالیا تھا اور پھر بعد میں انس نے ان کو خرید کر اپنا مکاتب بنالیا تھا۔ ان کے والد کے ہاں اولاد احیاء پیدا ہوئی جن میں محمد، انس، یحییٰ، کریمہ معبد اور حفصہ شامل ہیں۔ یہ تمام ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محمد ابن سیرین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے خاتمے سے دو سال قبل پیدا ہوئے۔ ہشام بن حسان فرماتے ہے کہ میں جتنے بھی آدمیوں سے ملا ہوں ان میں محمد سب سے سچے آدمی تھے۔ محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ محمد ثقہ مامون، بلند مرتبہ، عالم، فقیہ، امام، کثیر العلم اور نہایت متقی وپرہیزگار تھے۔ مورخ العجلی کا قول یہ ہے کہ میں نے کسی شخص کو آپ سے زیادہ تقویٰ میں بڑھا ہوا نہیں پایا اور نہ ان سے زیادہ کوئی فقیہ دیکھا ہے۔ ابن عون کا قول ہے کہ محمد بن سیرین اس امت کے لئے سب سے زیادہ اچھی توقعات رکھنے والے اور سختیاں جھیلنے والے اور امت کے معاملے میں خوف رکھنے والے تھے۔ ابن عون کا کہنا ہے کہ دنیا میں خشیت الٰہی میں سب سے زیادہ رونے والا میں نے نہیں دیکھا ایک محمد بن سیرین عراقی دوسرا قاسم بن محمد مجازی اور تیسرا رجاء بن حیوہ شامی۔ شعبی فرماتے ہیں کہ لوگوں اس اونچا سننے والے آدمی کے ساتھ لگے رہو۔ ابن شوذب کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو محمد بن سیرین سے زیادہ بے باک خواب کی تعبیر بتانے والا نہیں دیکھا۔ عثمان البتی کا کہنا ہے بصرہ میں محمد بن سیرین سے زیادہ قضاۃ اور شرعی محاکمہ کا عالم کوئی نہ تھا۔ ان کا انتقال ۱۱۰ھ میں شوال کی ۹ تاریخ کو حسن کے انتقال کے سو دن بعد ہوا۔

محمد بن سیرین کی صفات...... محمد بن سیرین کے سامنے جب کسی آدمی کی برائی کی جاتی تو وہ اپنے علم کے مطابق اس کی خوبیاں بیان کرتے تھے۔ محمد بن سیرین خشوع وخضوع اور خشیت الٰہی کا مرقع تھے۔ جب لوگ انکو دیکھتے تو لوگوں کو اللہ یاد آجاتا تھا۔ جب انس بن مالک کا انتقال ہوا تو انہوں نے وصیت کی کہ انکو محمد بن سیرین غسل دیں مگر محمد بن سیرین اس وقت محبوس تھے۔ جب لوگوں نے آپ سے ان کی وصیت کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا کہ میں تو محبوس ہوئی۔ تو لوگوں نے امیر سے ان کی رہائی کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ مجھے امیر نے قید نہیں کیا ہے بلکہ مجھے تو اس نے قید کروایا ہے۔ جس کا مجھ پر حق ہے چنانچہ پھر اس شخص سے اجازت لی گئی اور پھر اپکو رہائی دلوا کر ان سے انس بن مالک کو غسل دلوایا گیا۔

ان کا معمولی تھا کہ وہ دوپہر میں بازار جا کر تکبیر وتہلیل اور تذکیر کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ وقت لوگوں کے غافل ہونے کا ہے اس لئے میں ایسا کرتا ہوں وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ جب اپنے کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اُسے واعظ بنا دیتے ہیں جس سے وہ امر ونواہی کے کام کرتا ہے آپ فرماتے تھے کہ تیرا سب سے بڑا ظلم اپنے بھائی کے ساتھ یہ ہے کہ تم اس کی برائی کو کھلم کھلا بیان کرتے پھرو اور اس کی اچھائیوں کو چھپاؤ۔ اور فرماتے تھے کہ عزلت اور گوشہ نشینی بھی عبادت ہے۔ جب آپ ذکر کرتے تو اپکے جسم کا ہر عضو مردہ ہو جاتا تھا۔ اور ان کی حالت نہایت دگرگوں ہو جاتی تھی ایسا لگتا تھا کہ آپ محمد بن سیرین نہیں ہیں۔ جب کوئی آپ سے خواب کی تعبیر پوچھتا تو آپ فرماتے تھے کہ خدا سے ڈرو اور خواب کو چھوڑ دو۔

ایک دفعہ ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس طرح کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں زیتون میں تیل ملا رہا ہوں تو محمد بن سیرین نے کہا کہ جاؤ اور اپنی بیوی کے بارے میں تحقیق کرو وہ تمہاری ماں ہے۔ تو اس نے جا کر تحقیق کی تو ایسا ہی تھا اور واقعہ دراصل یوں تھا کہ یہ شخص

بچپن میں قیدی بن کر غلام ہو کر آیا اور پھر ایک طویل عرصے تک دارالسلام میں رہا۔ اس کے بعد اس کے ماں بھی قیدی کی شکل میں باندی بن کر آئی تو اس شخص نے اُسے خرید لیا اور اس کے بعد اس نے یہ خواب دیکھا۔ اس طرح ایک اور شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں اپنی خوش دامن صاحبہ کے گلے میں موتیاں دیکھ رہا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم ایک نا اہل شخص کو قرآنی علوم کی تعلیم دے رہے ہو جس سے وہ کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔ ایک مرتبہ ایک عورت آئی اور کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں نے ایک بلی دیکھی جس نے اپنا سر میرے شوہر کے پیٹ جس داخل کر دیا ہے اور اس نے پیٹ میں سے کچھ نکالا بھی ہے تو محمد ابن سیرین نے کہا تمہارے شوہر کے تین سو سولہ درہم چوری ہو گئے ہیں تو اس عورت نے کہا کہ واقعی تم نے بالکل سچ کیا ہے مگر آپ نے یہ حساب کیسے لگایا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ حساب ابجمل کے ذریعے سے لگایا ہے۔ جس کو روسے سین کے ساتھ، نون کے پچاس اور واو کے چھ اور راء کے دوسو عدد ہوئے مجموعہ تین سو سولہ ہے اور تم نے جو کالی بلی کا ذکر کیا ہے اس سے مراد تمہارا حبشی پڑوسی ہے اُسے جا کر پکڑ لو چنانچہ جب اُسے پکڑا گیا تو پتا چلا کہ واقعی اسی نے چوری کی تھی۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے آ کر ایک خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری داڑھی لمبی ہو گئی ہے اور میں اسے بغور دیکھ رہا ہوں تو محمد بن سیرین نے کہا کہ کیا تم مؤذن ہو تو اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اور پڑوسیوں کے گھروں میں جھانکنے سے بچو۔ اس طرح ایک اور شخص آیا اور خواب کہنے لگا کہ میری داڑھی لمبی ہو گئی ہے اور میں نے اُسے کاٹ لیا ہے اس کی چادر بنا کر اسے بازار میں فروخت کر ڈالا ہے تو آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو تم جھوٹے گواہ ہو۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آ کر خواب بیان کیا کہ میں نے اپنی انگلیاں کھاتے دیکھی ہیں تو آپ نے اس کی یہ تعبیر کی کہ تم اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے ہو۔

ابو سعید الحسن البصری کے حالات ...... ابو سعید الحسن البصری فقہ کے مشہور امام تھے۔ کبار تابعین اور رجال علماء میں شمار ہوئے ہیں، علم و عمل اور اخلاص و تقوی میں بے نظیر تھے۔ ابن ابی الدنیا کے آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے بیس سال اس طرح عبادت کی کہ ان کے پڑوسیوں کو بھی علم نہ ہوا۔ آپ بعض اوقات پوری پوری رات عبادت کرتے ہوئے گزارتے تھے اور بعض اوقات رات کے آخری حصے میں عبادت کے لئے اٹھ کر صبح کرتے تھے، لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مذاکرہ کرتے تھے اور آپ حسب استطاعت ان کو مطمئن کر دیتے تھے اور تسلی دیتے تھے۔

حسن نے ایک مرتبہ عوام کو مخاطب کر کے کہا کہ ایک مرتبہ ایک شخص عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں زور زور سے سانس لینے لگا تو آپ نے اُسے لات ماری یا تھپڑ مارا اور کہا کہ اس امر میں اس شخص کا امتحان تھا۔ ایک مرتبہ حسن نے کہا کہ ایک قوم کے لوگوں کو مغفرت کی امید اور رحمتوں کی آرزوؤں نے اس قدر دھوکے میں ڈال دیا ہے کہ وہ اسی حالت میں دنیا سے چلے جاتے ہیں اور وہ اعمال صالحہ سے خالی ہوتے ہیں۔ تو ان میں سے ایک فرد آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ مجھے اللہ کے ساتھ حسن ظن ہے اور رحمت کی امید بھی ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص جھوٹا ہے کیونکہ اگر یہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہوتا تو یہ اللہ کے واسطے حسن عمل بھی کرتا اور ہی رحمت خدا کا طلبگار ہے تو اس کی رحمت کو حسن عمل سے طلب کرنا چاہئے۔ کیونکہ جو شخص بھی جنگل میں بغیر زادراہ کے گھس جائے گا تو وہ بھوک اور پیاس سے یقیناً مر جائے گا۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آدمی کو چاہئے کہ قلب کے حادثات سے بچے کیونکہ قلب بہت جلد حادثات سے ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آدمی کو چاہے کہ قلب کے حادثات سے بچے کیونہ قلب بہت جلد ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

مالک دینار کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے پوچھا کہ جب کوئی عالم دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاتے تو اس وقت اس کی عقوبت کا کیا حال ہوگا؟ تو فرمایا کہ اس وقت قلب کی موت واقع ہو جائے گی اور اس کا علم صرف رسمی طور پر رہ گیا ہوگا۔ اس پر حسن نے اس سے کہا کہ اے شخص اللہ نے تجھے یاد کیا ہے تو بھی اسکو یاد کر اور اس کا شکر ادا کر اور کہا کہ مرض بھی اللہ کی جانب سے ہی تازیانہ عبرت ہے اس کے بعد مریض یا تو عمدہ گھوڑا کا سوار بنتا ہے یا لنگڑے گدھے کا سوار بن جاتا ہے۔

عقبی نے اپنے والد کا بیان نقل کیا ہے کہ حسن نے فرقد کو لکھا کہ امابعد! میں تجھے تقویٰ اور خشیت الٰہی کی وصیت کرتا ہوں، اللہ نے تجھے جو علم عطا کے اہے اس پر عمل کرو اور اللہ نے جو وعدہ کیا ہے اس کے لئے تیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کوئی بھی شخص اس سے بچ نہیں سکتا ہے اور جب اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے گا تو اس وقت ندامت سے کوئی فائدہ ہوگا۔ اپنے سر سے غفلت کا پردہ ہٹا دے اور جہلاء کی نیند سے بیدار ہو جا۔

دنیا میں اپنی کمر کس لے کیونکہ یہ ایک میدان مسابقت ہے اور اس کی انتہا یا تو جنت ہوگی یا دوزخ۔ ہمارے واسطہ اللہ کی جانب سے ایک مقرر مقام ہے جہاں پر چھوٹی سے چھوٹی چیز کا سوال ہوگا۔ اور پر خفی وجلی امر کے متعلق پوچھ ہوگی۔ لہٰذا ان ہونے والے سوالات سے مطمئن نہ ہو۔ اور اس میں دل کے وسوسے آنکھوں کی چاشتیں اور کانوں کی ساعتیں سب شامل ہیں۔

ابن ابی دنیا حمزۃ الاعمی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ انکو حسن کی خدمت میں لے گئی تا کہ وہ ان کی صحبت کی نورانیت سے فیضیاب ہو سکے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں جب بروز حسن کے مکان پر پہنچتا تھا تو انکو روتا ہوا پاتا اور بسا اوقات تو انکو نماز کے دوران روتے ہوئے پایا۔ بالآخر میں نے ایک دن ان سے سوال کر ڈالا کہ آخر آپ اتنا کیوں روتے ہیں؟ تو بولے کہ بندہ اگر نہ روئے تو آخر کیا کرے پھر بولے کہ اے میرے بیٹے گریہ وزاری اللہ کی رحمتوں کو دعوت دیتی ہے اگر مجھے جب بھی رونے کا موقع ملے تو ضرور رویا کرتا کہ تجھ پر اللہ کا نزول ہو اور تو عذاب نار سے بچ جائے۔

انہوں نے کہا کہ انسان کے لئے مرنے کے بعد صرف دو منزلیں ہیں جنت یا دوزخ کوئی تیسری منزل نہیں ہے اور خشیت خدا میں رونے والے کے قطرے بہنے نہیں پاتے ہیں کہ اسکو عذاب دوزخ سے نجات کا پروانہ مل جاتا ہے۔ اور اگر کوئی خشیت الٰہی میں مجمع میں رو رہا ہو تو اس کے ذریعے اللہ کی رحمتیں سبکو شامل حال کر لیں گی۔ اور انسانی اعمال میں سے کوئی عمل ایسا نہیں ہے کہ جس کا وزن نہ ہو مگر خشیت الٰہی میں رونے والے کے آنسوؤں کے وزن کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کو ہے۔

ابن ابی الدنیا حسن کے حوالے سے کتاب الیقین میں فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان کی علامت دین کی قوت، یقین میں ایمان، حق میں عطاء، نرمی میں احتیاط، علم کے ساتھ حکمت، فقر و فاقہ میں تحمل، غنی میں میانہ روی اور وقت ضرورت احسان و نصیحت رغبت و خواہش میں تورع، شدت میں تعفف اور صبر اور ایسی حالت میں انسان کی زبان کچھ نہ بکے، نہ آنکھیں گمراہ ہوں، نہ شرم گاہ بے قابو ہو اور نہ اس کو خواہشات بے قابو ہونے دیں اور اس کی زبان کھل کر اسکو رسوا نہ کرے، نہ حرص اس کو شرمسار کرے اور نہ اس کی نیت میں کوئی کھوٹ آئے۔ اور کہا کہ انسان کے ضعف یقین کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ انسان جو کچھ بھی اس کے پاس ہے اسکو وہ اس سے زیادہ بہتر مستحکم اور پائیدار سمجھے جو کچھ اللہ کے پاس ہے۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ حسن غیبت کی برائی کے بارے میں فرماتے تھے کہ خدا کی قسم! مؤمن کے دین میں غیبت کی برائی وہ برائی ہے جو کہ غذا کے جسم میں سرایت کرنے سے زیادہ تیزی سے سرایت کرتی ہے اور ابن آدم حقیقت ایمان اس وقت تک نہیں پہنچان سکتا ہے جبکہ وہ اپنے نفس کے عیبوں تک نہیں پہنچ جائے۔ اور کہا کہ تین افراد وہ ہیں کہ جنکی غیبت غیبت شمار نہ ہوگی اور اس برائی کو گناہ میں شمار نہ کیا جائے گا۔ ایک وہ فاسق ہے جو کھلم کھلا اس کا ارتکاب کرے دوئم وہ ظالم اور جابر حاکم، سوئم بدعتی۔

حسن نے ایک مرتبہ ایک مجمع میں خطاب کیا اور کہا کہ لوگوں کیا اعمال پر نظر رکھو ان کے اقوال پر نہ جاؤ اور کہا کہ جس شخص میں چار باتیں ہوں گی تو اللہ اس پر نظر کرم کرے گا اور اس پر رحمتوں کا نزول ہوگا اور وہ یہ ہیں کہ ایک وہ ہے جو والدین کے واسطے رقیق القلب ہو، دوسرا وہ شخص جو غلاموں کا ہر لحاظ سے خیال رکھے اور تیسرا وہ شخص جو کسی یتیم کا کفیل ہو اور چوتھا وہ شخص جو ضعیف اور کمزور کی اعانت کرے۔

وہب بن منبہ الیمانی ...... آپ کا شمار خلیل القدر تابعین میں ہوتا ہے متقدمین نے اپنی کتابوں میں ان کی اسناد ابن عباس سے جابر اور نعمان بن بشیر تک ذکر کی ہیں۔ انہوں نے ابو ہریرہ، معاذ بن جبل اور طاؤس سے روایات نقل کی ہیں۔ اور آپ سے متعدد تابعین نے روایات نقل کی ہیں۔ آپ کعب الاحبار سے بہت مشابہت رکھتے تھے، آپ کی عبادات اور جذبہ اصلاح بہت مشہور تھا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا انتقال ۱۱۰ھ میں ہوا مگر بعض لوگوں نے فرمایا ہے کہ اس کے ایک سال کے بعد ہوا واللہ اعلم۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان کی قبر بصرہ کے غرب میں قریہ عصم میں ہے مگر مجھے حقیقت حال کا علم نہیں ہو سکا۔ واللہ اعلم۔

واہب فرماتے ہیں کہ اس شخص کی مثال جو کہ علم حاصل کر کے اس پر عمل نہ کرے ایسی ہے جیسے وہ طبیب جس کے ہاتھ میں شفا تو ہو مگر وہ علاج نہ کرتا ہو۔ فضل بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں وہب کی خدمت میں موجود تھا کہ اپنی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں فلاں شخص کے پاس سے گزرا تو تمہیں گالیاں دے رہا تھا اس کو سن کر وہ غضبناک ہو گیا اور کہنے لگا کہ شیطان کہ تیرے سوا کوئی دوسرا قاصد نہ ملا تو پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ گالیاں دینے والا آیا اور اس نے سلام کیا تو اس کے سلام کا وہب نے جواب دیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ اس کی جانب بڑھا دیئے اور اُسے اپنے پہلو میں بڑی محبت سے بٹھایا۔ ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ وہب فرماتے تھے کہ اے ابن آدم اپنے دین کی فکر کرو۔ تیرا رزق تو تجھے ملے گا۔ طبرانی نے مہلب کے حوالے سے لکھا ہے کہ اے ابن آدم اگر تو اطاعت الٰہی پر عمل کرنا چاہتا ہے تو اللہ کی خاطر عمل میں خوب جدو جہد کرو اور ساتھ ہی دوسروں کو نصیحت کیا کرو کیونکہ جو شخص دوسروں کو نصیحت نہیں کرتا ہے اس کے اعمال مقبول ہوتے ہیں۔ اور نصیحت کی تکمیل طاعت الٰہی کے بغیر نہ ممکن ہے۔ جس طرح خوشبودار پھل کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے اس طرح اطاعت الٰہی ہے۔ اس کی روح اور خوشبو ہے اور عمل اس کا ذائقہ ہے۔ اپنی اطاعت کو عقل وحکم سے زینت بخشو اور فقہہ وعمل سے اسکو جلا بخشو۔

انہوں نے مزید کہا کہ اپنے نفس کو کمینوں کے اخلاق سے بلند رکھو اور دنیاداروں کے اخلاق واعمال سے اپنے آپ کو بچائے رکھو اور اپنے نفس کو انبیاء اور علماء وعالمین کے فضائل ومحاسن اخلاق سے آراستہ کرو اور حکماء رعلماء کے افعال کے عادی بنو اور اسکو اشقیاء کے افعال سے دور رکھو ملکیہ اسکو اتقیاء کی سیرت کا عادی بناؤ۔ حبشیوں کے طور طریقے سے اپنے کو دور رکھو اور اگر تم پر خدا کا فضل ہے تو اس سے دوسروں کی مدد کرو۔ اگر تم کسی میں کوئی عیب دیکھو تو حتی الامکان اس کو ختم کرنے کی کوشش کرو۔ جو تمہارے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ تم حسن سلوک سے پیش آؤ۔

ادریس اپنے والد کے حوالے سے وہب کو لقمان کی اپنے بیٹے کی نصیحت ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں کہ اہل ذکر وغفلت کی مثال نور وظلمت کی ہے اور میں نے تورات میں چار مسلسل سطریں پڑھی جن کا معنی یہ تھا کہ جس شخص نے کتاب اللہ کو پڑھ کر یہ گمان کیا کہ اللہ اس کی مغفرت نہ کرے گا تو گویا اس نے کلام اللہ کا مذاق اڑایا اور جس شخص نے مصائب کی شکایت کی تو گویا۔ اس نے قضاء الٰہی کی شکایت کی اور جس شخص نے دنیا کے اموال کا ہاتھ سے نکلنے یا کسی نقصان پر اظہار افسوس کیا تو گویا اس نے رب العزت پر ناراضگی کا اظہار کیا اور جو شخص کی مالدار کے سامنے اپنا سر جھکاتا ہے اس کا ایک تہائی دین جاتا رہا۔ اور فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں یہ بھی پڑھا ہے کہ جو شخص مال حرام طریقے پر کمائے گا تو اس کے عیال جلد فقر وفاقہ میں مبتلا ہو جائیں گے اور جو گھر کمزوروں کے بل بوتہ پر بنے گا تو اس کا انجام خراب ہوگا۔

عبداللہ بن مبارک معمر سے اور وہ محمد بن عمرو کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ میں نے وہب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب بندہ میری اطاعت گزاری کرتا ہے تو میں اس کی دعا بہت جلد قبول کر لیتا ہوں اور اسکو مانگنے سے پہلے ہی عطا کر دیتا ہوں اور اگر وہ میری اطاعت کرے اور آسمان وزمین میں ساری مخلوقات اس کی دشمن بھی ہو جائیں تو بت بھی میں اس کے نجات اور رہائی کا راستہ نکال دیتا ہوں۔ اور جب بندہ میری نافرمانی کرتا ہے تو اس کے لئے سارے راستے مسدود کر دیتا ہوں۔

عبداللہ بن مبارک نے بکار بن عبداللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وہب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ احیامہ بنی اسرائیل کے ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے احیا دتم غیر دین کے لئے علم سیکھتے اور سکھاتے ہو اور تم غیر عمل کے لئے علم سیکھتے ہو تم عمل آخرت کے ذریعے دنیا کماتے ہو۔ اور تم مینڈھے کی کھال پہنتے ہو اگر بھیڑیوں کا نفس رکھتے ہو۔ تم شراب پیتے ہو اور پہاڑ کی مانند حرام مال حلق سے اتارتے ہو تم دین کو لوگوں کے واسطے مشکل بناتے ہو مگر پھر بھی لوگوں کی مشکلات حل کرنے میں انگلی تک نہیں ہلاتے ہو تم لمبی لمبی نمازیں پڑھتے ہو اور سفید لباس زیب تن کرتے ہو اور اس کے ساتھ ہی یتیموں اور مسکینوں کا مال بھی کھاتے ہو۔ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم کہ میں تمھیں ایسے فتنہ میں مبتلا کروں گا کہ اسکو دیکھ کر بڑے بڑے حکماء دنگ رہ جائیں گے۔

امام احمد نے عبدالمجید ابن خشک کے حوالے سے وہب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب نوح کو حکم ملا کہ تم ہر جانور میں سے ایک ایک جوڑا اپنے ساتھ کشتی میں لے جاؤ، تو انہوں نے کہا کہ اے رب شیر اور گائے کو بکری اور بھیڑ کو اور کبوتر اور بلی کو ایک ساتھ کیسے رکھوں گا۔ تو اللہ نے فرمایا کہ اے نوح! ان جانوروں کے درمیان دشمنی کس نے پیدا کی ہے؟ تو وہ بولے کہ اے خدا! تو نے جو اللہ نے فرمایا کہ ان میں ایسی محبت پیدا کر دوں گا کہ یہ ایک

دوسرے کونقصان نہ پہنچائیں گے۔

عبدالرزاق، عبدالصمد بن معقل کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ وہب فرماتے تھے کہ اللہ جب مخلوق کی پیدائش سے فارغ ہوا تو اس نے اپنی مخلوق پر زمین پر چلتے پھرتے نظر ڈالی تو کہا میں خدائے واحد ہوں جس نے تمھیں پیدا کیا ہے اور تم کو اپنے حکم سے فنا کردوں گا اور دنیا میں تم جب تک ہوا پنا حکم نافذ کرتا رہوں گا میں جس طرح تم سب کو پیدا کیا اس طرح تم سب کو فنا کر کے واپس بلالوں گا۔ حتیٰ کہ صرف میری ہی ذات باقی رہے گی کیونکہ بقاء ودوام اور ملک صرف میری ہی ذات کے ساتھ متصف ہے اور میں اپنی مخلوقات کو اپنے حکم سے جمع کروں گا اور وہ دن حشر کا ہوگا۔ اس دن لوگوں کے قلوب میری ہیبت سے بھرے ہوں گے اور معبودان باطلہ اپنی برأت کا اعلان کریں گے۔ اس طرح وہب نے ایک موقع پر فرمایا کہ جب اللہ بروز جمعہ تخلیق خلقت سے فارغ ہوا اور سنیچر کا دن آیا تو اس نے اپنی حمد بیان کی اور اپنی عظمت، ربوبیت اور عصمت کا ذکر کیا اس وقت ہر سو خاموشی تھی تو اللہ نے یوں فرمایا کہ میں خدائے ذوالجلال وحدہ لاشریک ہوں۔ وسیع رجت وقدرت کا مالک ہوں۔ صاحب عرش ہوں جو عظمت وجلال اور کبریائی کا مستحق ہے۔ میں بدیع السموات والارض ہوں اور ہر شے میری ملکیت میں ہے اور اس میں مصری عظمت بھری پڑی ہے۔ اور میری رحمت نام اور نعمت عام ہے ہر شے میرے علم کے دائرے میں ہے۔ اے معشر الخلائق میں تمہارا رب ہوں مجھے پہنچا تو اور میرا مرتبہ سمجھو۔ آسمان وزمین کی ساری مخلوقات میرے حکم سے قائم اور میرے اقتدار میں ہیں اور نہ میری مثل کوئی شے ہے ہر شے میری عطا کی ہوئی ہے اور سب کچھ میرے قبضہ قدرت میں ہے۔ تمام دنیا میرا دیا ہوا رزق کھاتی ہے اور اسی پر زندہ ہے ان کی فنا وبقاء سب میرے ہاتھ میں ہے اور میرے سوا ان کا کوئی ٹھکانہ ہے اور نہ ہی کوئی جائے پناہ۔

امام احمد بحوالہ ابوالہذیل فرماتے ہیں کہ میں نے وہیت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ نیک بندوں کو لوگوں کو قیل وقال سے ہمیشہ حفاظت میں رکھتا ہے اور فرمایا کہ کوئی بھی شخص دنیا میں شیطان سے بچا ہوا نہیں ہے شیطان کے ساتھ اس کا اکل وشرب برابر ہے وہ اس کے فرش پر سوتا ہے مگر ہاں البتہ وہ مومن کی تاک میں لگا رہتا ہے جیسے ہی اسکو غافل پاتا ہے اس پر حاوی ہونے کی فکر کرتا ہے اور بنی آدم میں شیطان کا محبوب وہ شخص ہے جو بہت کھاتا ہے اور بہت سوتا ہے داؤد بن ابی مہند فرماتے ہیں کہ وہب فرماتے ہیں کہ میں نے بعض آسمانی کتب میں پڑھا ہے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں نے تمھیں اپنا دوست کیوں بنایا ہے تو وہ بولے مجھے معلوم نہیں ہے تو اللہ نے فرمایا کہ نماز میں تمہاری عاجزی اور خشوع وخضوع کی وجہ سے تمھیں دوست بنایا ہے۔

ادریس الخولانی بحوالہ بلال سے رسول ﷺ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ قیام اللیل کا خصوصاً اہتمام کرو کیونکہ یہ تم سے قبل لوگوں اور مصلف صالحین کی سنت ہے اور یہ قرب الٰہی کا موجب ہے اور گناہوں سے نجات اور غلبہ شیطانی سے بچاؤ حاصل ہوتا ہے۔

عطاء خراسانی فرماتے ہیں کہ قیام اللیل انسانی زندگی اور قلب کو نور بخشتا ہے اور چہرہ کو ضیاء اور بصارت اور دیگر اعضاء کو توانائی عطا کرتا ہے۔ عمر بن عبدالرحمان وہب سے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد سے اللہ دریافت کیا کہ مجھے کون سا بندہ زیادہ پسند ہے فرمایا کہ جو شخص جس صورت کے ساتھ حسن عمل بھی رکھتا ہو تو داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ اے رب تیرے نزدیک سب سے مبغوض بندہ کون ہے؟ تو فرمایا کہ وہ کافر جو حسن صورت ہو چاہے وہ کفر کرے یا شرک کرے۔ ایک دوسری روایت میں ذکر ہے کہ میرے نزدیک سب سے مبغوض بندہ وہ ہے جو مجھ سے استخارہ کرتا ہے مگر جب میں اس کے لئے سہولتیں مہیا کردیتا ہوں تو وہ اس پر خوش نہیں ہوتا ہے۔

مہاجر الاسدی نے وہب کا قول نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ عیسیٰ بن مریم اپنے حواریوں کے ساتھ ایک ایسے گاؤں کے پاس سے گزرے کہ جس کے باشندے اور حیوانات وپرند عذاب الٰہی سے ہلاک ہو چکے تھے۔ عیسیٰ بن مریم نے تھوڑی دیر دیکھنے کے بعد اپنے حواریوں سے کہا کہ یہ لوگ عذاب الٰہی سے ہلاک کئے گئے ہیں کیونکہ اگر عذاب الٰہی نہ آتا تو یہ لوگ اپنے اپنے مقررہ وقتوں میں متفرق طور پر مرتے اس طرح اجتماعی موت نہ مرتے اس کے بعد عیسیٰ بن مریم نے با آواز بلند کہا کہ اے اہل قریہ اس پر شخص نے سر اٹھا کر کہا کہ اے روح اللہ لبیک تو عیسیٰ نے اس سے دریافت کیا کہ ان کی ہلاکت کا سبب کیا ہے تو اس نے کہا کہ طاغوت کی عبادت اور رغبت دنیا۔ تو عیسیٰ نے کہا کہ ان کو حب دنیا کس طرح کی تھی؟ تو اس نے کہا کہ جیسے بچہ کو اپنی ماں سے جب دنیا ملتی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوتا اور جب دنیا ان سے منہ موڑ لیتی تو یہ غم میں ڈوب جاتے تھے اور بڑی بڑی آرزوئیں رکھتے تھے نیز یہ لوگ اطاعت الٰہی سے دور بھاگتے تھے اور ان اعمال پر جان دیتے تھے جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے عیسیٰ بن مریم نے پوچھا کہ یہ ہلاکت کس

طرح واقع ہوئی ہے؟ تو بولا کہ ہم رات کو شاد مان اور مرحان سوتے اور صبح کو گڑھے میں گر گئے تو انہوں نے پوچھا یہ ہاویہ گڑھا کونسا ہے؟ تو وہ بولا کہ یہ قید خانہ ہے تو انہوں نے پوچھا کہ یہ قید خانہ کیسا ہے؟ تو بولا یہ آگ کا ایسا شعلہ ہے جس میں ہم سب کی روحیں دفن ہیں۔ پھر عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ تمہارے دوسرے احباب کا کیا ہوا یہ بات کیوں نہیں کر پاتے ہیں۔ تو بولا ان کے منہ میں آگ کی لگام ہے تو آپ بولے کہ تو تم کس طرح بات کرنے پر قادر ہو گئے ہو؟ تو وہ بولا کہ جب عذاب الٰہی آیا تو میں بھی بہرحال ان میں شامل تھا مگر میرے اعمال میں ان لوگوں جیسے نہ تھے مگر کیونکہ عذاب الٰہی عام و ہمہ گیر تھا اس لئے میں بھی اس کی لپیٹ میں آ گیا مگر البتہ ایک بال کے ذریعے اس گڑھے میں معلق ہوا اور اب مجھے علم نہیں کہ میں بھی ان سب کے ہمراہ ہلاک ہو جاؤں گا یا نجات پاؤں گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے جواریوں سے کہا کہ میں سچ کہتا ہوں کہ جو کی روٹی، صاف اور میٹھا پانی اور گھوڑے پر آرام سے سونا دنیا و آخرت کی عافیت کے لئے بس ہے۔

اسحاق بن راہویہ بحوالہ سعید بن رمانہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے وہب سے سوال کیا کہ لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے؟ تو وہب نے فرمایا کہ ہاں بیشک مگر جس طرح ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں اس طرح جو اسکو اس کے دانتوں سمیت لائے گا صرف اسی کا دروازہ اس کنجی سے کھلے گا۔

وہب بن منبہ الیمانی فرماتے ہیں کہ سب سے بڑی نعمتیں تین ہیں ایک نعمت اسلام ہے کیونکہ کوئی بھی نعمت اس کے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی ہے دوسری عافیت ہے کیونکہ زندگی میں راحت اسی کی بدولت حاصل ہوتی ہے اور تیسری غنا بت کیونکہ زندگی کی تکمیل اس کے حصول پر موقوف ہے ایک فرد وہب کے پاس آیا اور بولا کہ مجھے کوئی نفع بخش چیز بتائیں تو بولے اپنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو اور اپنی آرزوں کو کوتازہ کر دوں مگر ہاں ایک تیسری خصلت ایسی ہے کہ اگر تو اس پر عمل کرے تو کامیابی کی حد کو پالے گا تو وہ بولا وہ کیا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ توکل۔

سلیمان بن سعد..... سلیمان بن سعد عربی زبان کے ماہر بزرگ، عالم فصیح اور حسین و جمیل تھے آپ لوگوں کو عربی کی تعلیم دیتے تھے ان کے دوست و معلم صالح بن عبدالرحمان الکاتب تھے جن کا انتقال آپ کے انتقال کے تین روز کے بعد ہوا۔ صالح بھی کتابت دیوان کے ماہر اور فصیح و جمیل شخصیت تھے۔ انکو سلیمان بن عبدالملک نے عراق کے خراج کا نگران مقرر کیا تھا۔

ام الہذیل..... آپ سے بھی بہت سی روایات مشہور ہیں۔ آپ نے بارہ سال کی عمر میں قرآن حکیم پڑھ لیا تھا آپ اپنے وقت کی عالمہ اور فقیہہ ہیں اور آپ کا شمار محرم خواتین میں ہوتا ہے آپ نے ستر برس کی عمر پائی۔

عائشہ بنت طلحہ بن عبداللہ التیمی..... ان کی والدہ ماجدہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم تھیں۔ عائشہ کا نکاح ان کے خالد زاد بھائی عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکر سے ہوا مگر اس کے بعد آپ مصعب بن زبیر کے نکاح میں چلی گئیں۔ ان کا مہر ایک لاکھ دینار تھا۔ آپ حسین و جمیل خاتون تھیں اور آپ جیسی عورت اس زمانے میں کوئی نہ تھی ان کا انتقال مدینہ میں ہوا۔

عبداللہ بن سعد بن جبیر..... ان سے بھی بہت سی مشہور روایات مروی ہیں اور آپ اپنے زمانے کے افضل لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔

عبدالرحمان بن ابان..... یہ ابن عثمان بن عفان ہیں اور آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک کثیر اجداد سے روایات نقل کی ہیں۔

۱۱۱ ہجری

سال نو کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے الصائفہ الیسریٰ میں جنگ کا آغاز کیا اور سعید بن ہشام نے الصائفہ الیمنی میں جنگ کا آغاز کیا یہاں تک کہ وہ جنگ کرتا کرتا بلاد روم کے شہر قیساریہ کی سرحد تک جا پہنچا۔ اسی سال ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ السلمی کو خراسان کی امارت سے معزول کر دیا اور جنید بن عبدالرحمان کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔ جب وہ خراسان پہنچا تو ترک گھوڑے سواروں نے مزاحمت کی جو کہ مسلمانوں سے شکست کھا کر آئے تھے ان کی تعداد تقریباً سات ہزار تھی۔ چنانچہ ان سے سخت جنگ ہوئی اور ترک اپنے آقا خاقان کے ہمراہ مسلمانوں کی قلیل تعداد پر غالب

آنے کی جدوجہد میں تھے اور قریب تھا کہ جنید جنگ کے دوران ہلاک بھی ہو جاتا مگر اللہ نے مسلمانوں کی نصرت فرمائی اور جنید نے ترکوں کو شکست فاش دی اور خاقان کے بھتیجے کو قیدی بنالیا اور پھر اسکو خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس سال ابراہیم بن ہشام مخزومی نے لوگوں کو حج کرایا جو امر الحرمین اور الطائف تھا اور ادھر عراق پر خالد بن عبداللہ قسری اور خراسان میں الجنید بن عبدالرحمان المری کی امارت قائم تھی۔

۱۱۲ ہجری

سال نو کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے الصائفہ میں جنگ کا آغاز کیا اور ملاطیہ کے نواح میں متعدد قلعوں پر قابض ہو گیا۔ اسی دوران ترک لان سے چلے اور ان کی مڈبھیڑ الجراح بن عبداللہ الحکمی کے لشکر سے ہوئی اور ان کے ہمراہ اہل شام اور آذربائیجان بھی شامل تھے۔ جنگ کے دوران الجراح مارا گیا اور اس کے ہمراہ اس کے کئی آدمی مرج اردبیل بن مارے گئے جس کی بناء پر دشمن نے اردبیل پر قبضہ کر لیا۔ جب اس معاملے کی اطلاع ہشام بن عبدالملک کو ہوئی تو اس نے معبد بن عمر الجرشی کو ایک فوجی لشکر کے ہمراہ روانہ کیا اور جلد از جلد اردبیل پہنچنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ وہ بہت تیز رفتاری سے چلا اور ترکوں کے لشکر سے جاملا اور ان سے وہ تمام مسلمان قیدی جو وہ اپنے آقا خاقان کی خدمت میں لے جارہے تھے رہائی دلائی ان قیدیوں میں کچھ عورتیں بھی تھیں اور اس طرح اہل ذمہ کو بھی آزادی دلائی۔ پھر اس مقام میں ترکوں کو سخت شکست ہوئی اور ان کے بہت سے آدمی ہلاک بھی ہو گئے اور بہت سے قیدی بھی ہو گئے بنالیئے۔ خلیفہ تک اس کی اطلاع نہیں ملی تھی چنانچہ اس نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو بھی ترکوں کا پیچھا کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مسلمہ سخت سردی اور بادباران کی حالت میں اپنے لشکر کے ہمارے ان کے پیچھے گیا اور باب الابواب تک پہنچ گیا اور وہاں اپنا نائب چھوڑ کر ترکوں کا مزید تعاقب کیا۔ ادھر امیر خراسان بھی ملک خاقان اور ترکوں کی خبر لینے ایک بڑے لشکر کے ساتھ نکلا اور نہر بلخ تک جا پہنچا اور اس نے وہاں آٹھ ہزار افراد کا لشکر مقرر کیا اور ایک دوسرا لشکر جو دس ہزار افراد پر مشتمل تھا دشمن کے میمنہ اور میسرہ پر مقرر کر دیا جب ترکوں نے یہ حالت دیکھی تو وہ گھبرا گئے اور سمرقند کی جانب گئے وہاں کے امیر نے جنید کو لکھا کہ وہ ترکوں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتا ہے جبکہ ان کا سردار خاقان بھی اس طرح جانب آرہا ہے یہ اطلاع ملتے ہی جنید ایک عظیم لشکر کے ساتھ سمرقند کی جانب گیا اور تیزی سے سمرقند گیا اور اب اس کے لشکر اور دشمنوں کی افواج کے درمیان صرف چار میل کا فاصلہ تھا۔ صبح کے وقت ملک خاقان کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ جنیہ پر حملہ کر دیا۔ اور خصوصیت سے اس نے جنید کے مقدمۃ الجیش کو حملہ کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں جنید کا لشکر ایک جانب پیچھے ہٹ گیا اور ترک اس کا تعاقب کرتے اور مسلمانوں میں ایسا انتشار پیدا ہو گیا کہ لشکر کے ایک حصے کو دوسری جانب کے حصہ کی کچھ خبر نہ تھی بالآخر مسلمان لشکر پسپا ہو کر وسیع میدان میں پھیل گئے۔ اس کے بعد ترکوں نے مسلمانوں کے میمنہ کے دستے پر حملے کر دیا جس میں بنو تمیم اور ازد کے لوگ تھے ان سے ترکوں کی شدید جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے بہت سے لوگ مارے گئے اور بہت سے مسلمان بہادر ترکوں کے مقابلے میں بڑی بے دردی سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس پر ملک خاقان نے ایک مسلمان بہادر فوجی سے کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ مل جاؤ تو ہم تمہیں اپنے صنم اعظم کے سامنے رقص کا مظاہرہ کرنے کا عظیم الیشان مرتبہ عطا کرتے۔ تو مسلمان فوجی نے کہا کہ افسوس کہ تم نے آج تک ہمارے مشن کو ہی نہیں سمجھا ہم تو تم سے آج تک خدائے وحدہ لاشریک لہ کی اور انیت اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے لڑتے آئے ہیں اور اس کے بعد وہ جوان دشمنوں کی صفوں میں گھس گیا اور داد شجاعت سے لڑتے ہوئے جام شہادت حاصل کی۔

پھر اس کے بعد مسلمان لشکر دوبارہ مجتمع ہو گئے اور سب نے استقامت اور صبر کے ساتھ متحد ہو کر دشمنوں پر حملہ کیا اور ترکوں کو شکست دے ڈالی مگر پھر بعد میں ترکوں نے دوبارہ متحد ہو کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور تقریباً دو ہزار مسلمان صرف زندہ بچے۔

اسی جنگ کے دوران سودہ بن ابجر بھی مارا گیا اور بہت سے مسلمان قیدی ہو کر دشمنوں کے ہاتھ لگے۔ اور ترکوں نے ان تمام مسلمان قیدیوں کو اپنے سلطان کے پاس بھیج دیا جس نے ان تمام کو قتل کروا دیا۔ یہ واقعہ تاریخ میں واقعہ شعب کے نام سے مشہور ہے اور اس کو تفصیل سے ابن جریر نے ذکر کیا ہے۔

رجاء بن حیوہ کی وفات...... آپ ابوالمقدام کے نام سے مشہور تھے اور بعض ان کو ابونصر کہتے تھے آپ جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ اپنے ہم عصروں میں ہی نہیں بلکہ عوام میں بھی عظیم، اور بلند مرتب تھے اور آپ ثقہ فاضل اور عادل تھے۔ بنی امیہ کے خلفاء کے وزیر صدق بھی رہ چکے۔ آپ کے متعلق مکحول فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ اور سردار رجاء بن حیوہ سے جو پوچھنا چاہو تم پوچھ لو۔ اور بہت سے ائمہ کرام نے ان کی مدح سرائی کی ہے اور آپ کی روایات کی توثیق کی گئی ہے اور آپ سے بے شمار روایات اور عمدہ کلام منقول ہیں۔

شمر بن حوشب الاشعیری الحمصی کی وفات...... آپ بھی ایک جلیل القدر تابعی ہیں اور آپ دمشق سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی آقا اسماء بنت یزید بن السکن اور دوسرے بعض حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔ اور آپ ایک پرہیز گار انسان عام اور عابد تھے۔ لوگ آپ پر معترض تھے اسلئے کہ آپ بیت المال سے بغیر اذن حاکم اپنے لئے خرید لے لیتے تھے چنانچہ لوگوں نے انکو ملعون کہا ہے اور ان کی احادیث لینا ترک کر دیں ان کے بارے میں شعبہ اور دوسرے لوگوں نے چند اشعار بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے چوری بھی کی تھی مگر اس کے باوجود ایک طبقہ وہ بھی ہے جو ان کی روایات کی توفیق کرتا ہے اور ان کی روایات کو منقول بھی کرتا ہے ان کی عبادت، دینداری، زہد اور اجتہاد کے متعلق ان کی تعریف بھی کی جاتی ہے واللہ اعلم۔ واقدی فرماتے ہیں کہ ان کا انتقال ۱۱۲ھ شوال میں ہوا۔

۱۱۳ ہجری

سال نو کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے ارض روم میں مرعش پر حملہ کر دیا اور اس وقت اس علاقے میں جو عباسیوں کی ایک جماعت کام کر رہی تھی ان کے امیر کو پکڑ کر قتل کر ڈالا اور باقی لوگوں کو دھمکایا۔ اسی سال مسلمہ بن عبدالملک بلاد الترک میں گھستا چلا گیا اور بہت سے ترکوں کو تہ تیغ کر ڈالا اور بلنجر کے نواحی علاقے اس کے مطیع ہو گئے۔ اور اس سال ابراہیم بن ہشام المخزومی نے لوگوں کو حج کرایا۔

الامیر عبدالوہاب بن بخت کی شہادت...... ارض روم کے اس معرکے میں عبداللہ جیسے بہادروں کس طرح آپ بھی شہید ہو گئے آپ کا پورا نام عبدالوہاب بن بخت ابوعبدہ تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ابوبکر بھی کہلاتے تھے آپ آل مروان مکی کے غلام تھے۔ ابتدائی ایام شام میں گزارنے کے بعد آپ مدینے چلے گئے انہوں نے ابن عمر، انس، ابوہریرہ اور دوسرے حضرات کرام سے روایات نقل کی ہیں۔ اور ان سے بھی بہت سے لوگوں نے روایات بیان کی ہیں۔ جن میں ابوایوب سختیانی، عبیداللہ العمری، مالک بن انس اور یحییٰ بن سعید الانصاری شامل ہیں انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مرفوعاً ذکر کی ہے کہ اللہ اس شخص کو خوش رکھے جس نے یہ بات سنی اور اسے محفوظ رکھا اور پھر اسے آگے بیان کیا بعض لوگ پیغام پہنچانے والوں سے زیادہ شعور مند اور فقہ ہوتے ہیں تین چیزوں کے لئے مومن کا سینہ کبھی تنگ نہیں ہوتا ہے، اور اخلاص عمل برائے خدا، ابوالامر کے لئے نصیحت اور ان مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رفاقت جن کی دعوت کا دائرہ ان کو گھیر لیتا ہے۔ عبدالوہاب بحوالہ ابوالزناد اور ابوہریرہ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملاقات کرے تو اسکو سلام کرے اور اگر دونوں کے درمیان درخت آ جائے اور پھر دوبارہ آمنا سامنا ہو تو دوبارہ اس کو سلام کرے۔

اس حدیث کی توفیق علمائے ایک بڑی جماعت نے کی ہے مالک فرماتے ہیں کہ عبدالوہاب نے متعدد حج وعمرے کئے اور بہت سے غزوات میں شریک ہوئے یہاں تک ایک جنگ کے دوران ہی ان کی شہادت ہوئی۔ سفر کے دوران اپنے ہمراہیوں سے کسی بات کے لئے دریغ نہیں کرتے تھے اور جو کچھ بھی ان کے پاس زادسفر ہوتا وہ سب ان کی نذر کر دیتے تھے آپ لڑتے سنی اور فیاض تھے۔

بلاد روم کی لڑائی میں امیر عبداللہ جیسے بہادر انسان کے ہمراہ شہید ہوئے اور وہیں دفن ہو گئے خلیفہ اور دیگر افراد کے بیان کے مطابق آپ نے اسی سال وفات پائی۔

ایک مرتبہ ان کا دشمنوں سے مقابلہ ہوا تو کچھ تو جوان مسلم لڑائی سے کتراتے رہے تھے اور بھاگ کھڑے ہوئے مگر یہ برابر اپنے گھوڑے پر سوار دشمن

کے تعاقب میں لگے رہے اور مسلمانوں کو پکار پکار کر کہنے لگے کہ ہائے افسوس تم لوگوں پر! آخر تم جنت سے کیوں اور کہاں بھاگ رہے ہو۔ ہائے افسوس کہ دنیا میں نہ تم کو ٹھکانہ ملے گا اور نہ بقاء حاصل ہوگی۔ اس کے بعد بہادری کے ساتھ دشمنوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ رحمہ اللہ۔

مکحول الشامی ...... آپ کا شمار جلیل القدر تابعی میں ہوتا ہے اور آپ اہل الشام کے امام تھے اور آپ قبیلہ ہذیل کی ایک عورت کے غلام تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ آل سعید بن العاص میں سے کسی خاتون کے غلام تھے اور حارس (چوکیدار) تھے۔ اور ایک قول کے مطابق آپ کابل کے قیدیوں میں سے تھے اور ایک دوسرے قول کے مطابق وہ کسری خاندان سے تھے اور ہم نے آپ کے بارے میں تفصیل سے بحث کتاب التکمیل میں کی ہے۔

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے انکو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے ساری دنیا کا چکر لگایا ہے الزہری فرماتے ہیں کہ علماء چار ہیں سعید بن المسیب الحجازی حسن البصری، شعبی اور مکحول الشامی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ قل کو کل کہتے تھے لوگ آپ کی بڑی عزت کرتے تھے اور آپ جب کوئی حکم دیتے تو لوگ اس کو بجالاتے تھے سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ وہ شام کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔ اور الزہری نے بھی ایسے خیالات کا اظہار انکے بارے میں کیا ہے۔ اکثر لوگوں کے قول کے مطابق انکا انتقال اسی سال ہوا مگر بعض لوگ فرماتے ہیں کہ آپ کا انتقال بعد میں ہوا۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے اپنے کپڑوں کی نظافت ونفاست کا خیال رکھا اس کی ہمت وحوصلہ کم ہو گیا اور جس نے روح کا خیال رکھا اس کی عقل میں اضافہ ہوا۔ مکحول فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے قول **ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم** میں عمدہ ومعتدل اخلاق پیٹ بھر کے کھانا، ٹھنڈی مشروبات، گھروں کی عافیت نیند کی لذتیں اور سایہ شامل ہے اور یہ بھی کہا کہ جب مجاہد میدان جنگ میں اپنا سامان اتارتا ہے تو فرشتے آ کر ان کی آؤ بھگت کرتے ہیں اور ان کے واسطے برکت کی دعا کرتے ہیں سوائے ایک جانور کے جس کے گلے میں گھنٹی ہوتی ہے۔

۱۱۴ ہجری

سال نو کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے الصائفہ کے یُسری پر اور سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے میمنہ پر حملہ کیا۔ اس سال عبداللہ البطال اور ملک روم قسطنطین کی ملاقات ہوئی جو کہ ہرقل اول کا بیٹا تھا جس کے پاس آپ ﷺ نے ایک خط ارسال کیا تھا۔ بطال نے اس مڈبھیڑ کے دوران قسطنطین کو قید کر کے سلیمان بن ہشام کے پاس بھیج دیا، مگر ابن ہشام نے اُسے اس کے باپ کے پاس بھیج دیا اس سال ہشام نے حرمین اور طائف کی امارت سے ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل کو معزول کر کے اپنے بھائی محمد بن ہشام کو مقرر کیا اور ایک قول کے مطابق اسی نے بعد میں لوگوں کو حج کروایا مگر واقدی اور ابومعشر فرماتے ہیں کہ خالد بن عبدالملک نے اس سال لوگوں کو حج کروایا۔

عطاء بن ابی رباح کی وفات ...... آپ کے آقا ابومحمد المکی تھے۔ آپ کا شمار کبار تابعین میں نہایت ثقہ اور بلند مرتبہ بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے تقریباً دوسو صحابہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ عطاء ثقہ عالم وفقیہہ اور کثیر الحدیث تھے۔ ابوصغیر الباقر فرماتے ہیں کہ ان کے زمانے میں ان سے زیادہ مناسک کا عالم کوئی نہ تھا۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ عطاء کانے، گنجے، لنگڑے اور چھڈی ناک والے تھے اور بعد میں اندھے ہو گئے تھے۔ آپ کی عمر سو سال تھی اور کبرسنی اور ضعف کی بناء پر آخری عمر میں روزے نہ رکھتے تھے بلکہ فدیہ ادا کرتے تھے اور **وعلی الذین یطیقونہ** میں طعام مسکین کی یہی تاویل ذکر کرتے تھے۔ بنی امیہ کے دور میں منادی اعلان کرتا تھا کہ عطاء بن ابی رباح کے سوا کوئی بھی ایام حج میں فتوے نہ دے۔

اوزاعی فرماتے ہیں کہ جس دن مرے وہ دنیا کے محبوب ترین انسان تھے۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ سعید بن المسیب، الحسن، ابراہیم اور عطاء یہ سارے تمام شہروں کے آئمہ تھے۔ ابن جریج کہتے تھے کہ عطاء مسجد میں بیس سال جاروب کش تھے اور اس میں سب سے اچھی نماز پڑھنے والے تھے۔ عطاء فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص حدیث نبوی بیان کرتا تھا تو میں اس کی بات اتنی خاموش سے سنتا تھا کہ گویا میں اس حدیث کو پہلی بار سن رہا ہوں حالانکہ

میں اس حدیث کو اس کی پیدائش سے پہلے سن چکا ہوں اور دوسرے مقام پر آپ نے فرمایا کہ میں اس حدیث کا س شخص سے زیادہ حافظ ہوں مگر میں فخر نہیں کرتا تھا گویا جیسے میں یہ حدیث پہلی مرتبہ سن رہا ہوں۔ جمہور کے قول کے مطابق ان کا انتقال ۱۱۴ھ میں ہوا۔

ابو محمد عطاء بن ابی رباح اور ان کے والد اسلم کا سلسلہ اسناد بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے ملتا تھا جمیں ابو ہریرہ، زید بن خالد الجہنی، عبداللہ بن زبیر، ابن عمرو اور ابوسعید شامل ہیں۔ آپ نے ابن عباس وغیرہ سے تفسیر کی سماعت کی۔ عطاء سے بہت سے تابعین نے احادیث روایت کی ہیں جن میں ابوزبیر، یحییٰ بن کثیر، الزہری، الاعمش، مالک بن دینا، عمرو بن دینار، حبیب بن ابی ثابت اور ایوب السختیانی وغیرہم شامل نہیں۔

ابو ہزان فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کی ایک مجلس میں شرکت کی جس میں انہیں کہتے سنا کہ جو مجلس ذکر میں شریک ہو اللہ اس مجلس میں شرکت کو دس مجالس باطلہ کا کفارہ بنادے گا۔ تو ابو ہزان نے عطاء سے دریافت کیا کہ مجلس ذکر کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ الحلال اور الحرام میں نماز کس طرح ادا کی جاتی ہے روزہ کیسے رکھا جاتا ہے نکاح وطلاق کے کیا مسائل ہیں اور بیع وشراء کے کیا احکام ومسائل ہیں طبرانی فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن ربیعہ الصنعانی نے باسناد بتایا ہے کہ میں نے عطاء کو "**وکان فی المدینہ تسعة رهط یفسدون فی الارض ولایصلحون**" کی تفسیر کرنے سنا کہ یہ لوگ مدینہ میں لوگوں کو دراہم کا فرض دیا کرتے تھے اور پھر اس میں قطع و برید اور کمی وبیش بھی کیا کرتے تھے۔

امام ثوری بحوالہ عبداللہ بن ولید نقل کرتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ تمہاری اسی صاحب قلم کے بارے میں کیا رائے ہے اگر وہ اس کام میں مشغول رہتا ہے تو وہ اور اس کے اہل وعیال خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں مگر جب وہ اسے چھوڑ دیا ہے تو فقر وفاقہ کی نوبت آجاتی ہے تو عطاء نے جواب دیا کہ یہ عین عزت وفخر کی بات ہے اور انسان کو اللہ کی جانب سے سب سے بہترین عطیہ دین کی سمجھ ہے اور بندہ رب کو تین بار اس لفظ سے پکارتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی جانب مہربانی اور رحم وکرم کی نظر کرتے ہیں۔ اور کہا کہ جب میں نے یہ بات حسن سے کہی تو انہوں نے جواب میں کہا کہ کیا تم قرآن کی یہ آیات نہیں پڑھتے ہو "**ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی الایمان ان امنو بربکم فامنا ربنا فاغفرلنا ونوبنا و کفر عنا سیئاتنا**" آخری آیت تک تلاوت کی۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل بحوالہ عبداللہ السلمی اور ضمرہ اور عمر بن الورد کے واسطہ سے یہ قول پہنچا ہے کہ عطاء نے فرمایا کہ اگر تم عرفہ میں تخلیہ کے لئے شب بیداری کرو تو ضرور کرو۔ سعید بن سلام البصری بحوالہ ابوحنیفہ النعمان فرماتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ عطاء سے مکہ میں ملاقات کی تو میں نے ان سے کچھ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ تو میں نے کہا کہ میں کوئی ہوں تو انہوں نے کہا کہ تم اہل قریہ میں سے ہو جنہوں نے اپنا دین چھوڑا اور مختلف گروہوں میں بٹ گئے میں نے جواب دیا ہاں تو آپ نے فرمایا کہ تم کن لوگوں میں شامل ہو؟ تو میں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں شامل نہیں ہوں جو اسلاف کو گالیاں دیتے ہیں اور ہم قضاء وقدر پر ایمان رکھتے ہیں اور اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر کے قائل نہیں ہیں خواہ وہ گناہ کرتا ہو۔ یہ سن کر عطاء نے فرمایا کہ میں سمجھ گیا اب تم میرے ساتھ رہو۔ عطاء نے کہا کہ یہاں ایسے اشخاص بھی ہیں جو ایمان میں کمی بیشی کے قائل نہیں ہیں حالانکہ قرآن نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ **والذین اهتدوا زاد هم هدی** الآیۃ اور جو لوگ راہ حق پر ہوئے اللہ نے ان کا ایمان بڑھا دیا۔ اور کچھ لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ نماز زکوۃ دین الٰہی کا جز نہیں ہے حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ **وما امرو الا لیعبدو الله مخلصین له الدین حنفاء ویقیموا الصلوۃ** سے **قیمة** تک۔

یعلی بن عبید فرماتے ہیں کہ ہم محمد بن سوقہ کی خدمت میں تھے کہ انہوں نے ہم کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو تم کو نفع بخشے اور مجھے تو اس سے بڑا نفع پہنچا ہے ایک مرتبہ عطاء بن رباح نے فرمایا کہ اے بھتیجے تم سے قبل یہاں ایسے لوگ بھی گذرے ہیں جو فضول کلام کو گناہ سمجھتے تھے اور کلام اللہ کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھتے تھے اور امر بالمعروف بھی کرتے تھے اور **انا علیکم لحافظین کراماً کاتبین** الآیۃ پر پورا ایمان رکھتے ہیں اور انسان کے ہمراہ دو فرشتوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور یہ فرشتے جو کچھ بھی انسان فضول کلام کرتا ہے اسے درج کر لیتے ہیں **عن الیمین وعن الشمال قعید ما یلفظ من قول**۔ تو انسان کو کیا شرم نہ آئے گی کہ جب اس کا نامہ اعمال کھولا جائے گا تو اس میں اکثر اعمال وہ ہونگے جو دین کا حصہ نہ ہوں گے طبرانی وغیرہ نے لکھا ہے کہ ابن عباس کا حلقہ مسجد الحرام من لگتا تھا جب ان کا انتقال ہو گیا تو عطاء کا بھی ایسا ہی حلقہ لگتا تھا۔

سفیان بحوالہ سلمہ بن کہیں بتاتے ہیں کہ میں نے تین آدمیوں نے سوال کسی کو بھی اپنے اعمال کے بدلے خدا سے کچھ مانگتے ہوئے نہیں دیکھا

ہے عطاء، طاؤس، مجاہد عمر بن ذر فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء کی طرح کسی شخص کو نہیں دیکھا ہے ان کے جسم پر کبھی قمیض نہیں دیکھی اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا دیکھا ہے جو پانچ درہم سے زیادہ کی مالیت کا ہو۔ ابن جریر فرماتے ہیں کہ میں نے عطاء کو طواف کرتے دیکھا تو وہ اپنے قائد سے فرما رہے تھے کہ ٹھہرو میری پانچ باتیں یاد رکھو القدر یعنی خیور شر اور تلخ و میٹھا سب کچھ اللہ کی قدرت میں ہے اس میں انسان کی مرضی کا قطعاً دخل نہیں ہے ہمارے اہل قبلہ سب مومن ہیں ان کا خون اور مال بغیر حق کے قطعاً حرام ہے باغی گروہوں سے ہر طرح لڑنا ضروری ہے اور خوارج کی گمراہی کی گواہی دینا لازمی ہے۔

ابن عمر و فرماتے ہیں کہ جب عطاء موجود ہیں تو میرے پاس مسائل کو کیوں جمع کرلاتے ہو؟ معاذ بن سعد فرماتے ہیں کہ میں عطاء کی خدمت میں بیٹھا تھا اور وہ کچھ کلام کر رہے تھے کہ ایک شخص آ کر دخل در معقولات کرنے لگا تو اس پر عطاء بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ کیا اخلاق ہے؟ آخر یہ کہا عادت ہے میں کسی کی کوئی بات سنتا ہوں اور اس سے بہتر بات کو سمجھتا ہوں پھر بھی اس کی بات کو نہیں کاٹتا ہوں۔ عطاء فرماتے تھے کہ اگر میرے گھر میں شیطان ہو تو میں اسکو گوارہ کرلوں گا مگر سستی کو کسی بھی صورت میں گوارہ نہیں اس سے نیند کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

ابن جریر فرماتے ہیں کہ عطاء نماز کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے اگر چہ آپ ضعیف اور کبیر سن تھے اور آپ نماز میں سورہ بقرہ کی دو سو آیات پڑھتے تھے اور اس دوران آپ کے جسم میں ذرا برابر بھی جنبش تک نہ آتی تھی ابن عیینہ نے ابن جریر سے کہا کہ میں نے تم جیسا نمازی نہیں دیکھا ہے تو ابن جریر نے فرمایا کہ تم نے کاش عطاء کو نماز ادا کرتے دیکھ لیا ہوتا۔

۱۱۵ ہجری

سال نو کے آغاز پر ملک شام میں طاعون کی وبا پھیل گئی۔ نائب حرمین اور الطائف محمد بن ہشام بن اسماعیل نے اس سال لوگوں کو حج کروایا۔ اور باقی تائبین وہی تھے۔

ابو جعفر الباقر۔۔۔۔۔ آپ کا نسب المبارک محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی ابو جعفر الباقر ہے اپکی والدہ ام عبداللہ بنت الحسین بن علی تھیں۔ آپ جلیل القدر تابعی تھے اور بڑے مرتبے والے بزرگ تھے۔ اور آپ کا نام اس امت کے اشراف میں ہمیشہ ہر طرح سے لیا جائے گا۔ آپ کے بارے میں شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے کہ وہ ان کے بارہ اماموں میں سے ایک ہیں حالانکہ آپ نے نہ کبھی داعیان شیعیت کے طور اطوار والوں کو اپنایا اور نہ ہی انہوں نے دین کا وہ راستہ اختیار کیا جو ان جہلاء کے ذہنوں میں ہے بلکہ وہ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے متبع اور ان کی راہ پر چلنے والے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے اہل بیت میں سے کسی کو بھی ایسا نہ پایا جو کہ اور حضرات کی دوستی اور ولایت کا دم نہ بھرتا ہو۔

ابو جعفر الباقر نے صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی جماعت سے روایات نقل کرنے میں متعدد کبار تابعین ابو اسحاق السبعی اور ربیعہ جیسے لوگ شامل ہیں حالانکہ یہ عمر میں ان سے بڑے تھے۔ اس کے علاوہ عمر بن دینار، ابن جریج، الزہری اور عطاء ابی بن رباح نے بھی ان سے روایات نقل کی ہیں سفیان بن عیینہ جعفر الصادق کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ میرے والد نے روئے زمین پر موجود امت محمدیہ کے بہترین شخص سے حدیث نقل کی۔

العجلی فرماتے ہیں کہ وہ مدنی ثقہ تابعی تھے، محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ ابو جعفر الباقر ثقہ اور کثیر الحدیث تھے ان کی وفات ۱۱۵ھ میں ہوئی اور آپ کی عمر ستر کے لگ بھگ تھی مگر بعض لوگوں کے قول کے مطابق آپ کا انتقال اس کے بعد ہوا اور آپ کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی۔

ابو جعفر الباقر کے والد علی زین العابدین تھے جو کہ بزرگوار حسین کے ہمراہ عراق کے میدان کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ کا نام الباقر اسلئے پڑا کہ آپ بڑے ذاکر، خاشع مسائل کا استنباط کرنے والے، صابر اور علوم وفنون کو کھولنے والے تھے۔ خاندان نبوت کا چشم و چراغ ہونے کی بناء پر عالی النسب اور بلند مرتبہ تھے۔ آپ بڑے گریہ وزاری کرنے والے اور خطرات سے آگاہ رہنے والے اور لڑائی سے اجتناب کرنے والے تھے۔

ابو ہلال اشعری، بحوالہ مروان بن ثابت فرماتے ہیں کہ محمد بن علی بن الحسین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول **اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا** میں غرفۃ سے مراد جنت ان لوگوں کو میسر ہوگی جو دنیا میں فقر و فاقہ کو برداشت کرتے ہیں۔ اس طرح عبد السلام ابو جعفر کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ بجلیاں مومن اور غیر مومن دونوں پر گرتی ہیں مگر ذاکر پر نہیں گرتی اور اس طرح کا کلام ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر آسمان سے تارے ٹوٹ کر گرنے

لگے تو ذاکر اس سے محفوظ رہے گا۔ جعفر الجعفی فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن علی بن الحسین نے فرمایا کہ اے جابر میں غمگین ہوں اور مشتغل القلب ہوں تو میں نے کہا کہ تمہارا حزن اور مشتغل القلب کیوں ہے تو فرمایا کہ جس شخص کا قلب دین الٰہی میں داخل ہو گیا اس کا قلب دوسری چیزوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ خالد بن یزید آپ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی قاری کو اغنیاء سے محبت کرتے دیکھو تو جان لو کہ وہ دنیادار ہے اور جب کسی بادشاہ سے وابستہ دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ چور ہے ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ بد بخت کا ہتھیار برا کلام ہے۔ ابوجعفر الباقر روز و شب نماز میں مشغول رہتے تھے۔

ابوالاحوص ان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک آفت ہے اور علم کی آفت نسیان ہے۔ آپ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ بیٹا سستی اور اکتاہٹ سے ہمیشہ بچو کیونکہ یہ دونوں چیزیں محروی کی کنجی ہیں اور جب تم کسی کام میں سستی کرو گے تو اس کا حق ادا نہ کر سکو گے اور اگر اکتا جاؤ گے تو حق پر صبر نہ کر سکو گے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تین اعمال سب سے سخت ہیں۔ ہر حال ذکر اللہ میں لگے ہوئے اپنے نفس کے ساتھ اس طرح انصاف کرو۔ اور مال میں اپنے بھائی کے ساتھ مؤاکات کرو۔

ابوجعفر الباقر فرماتے ہیں کہ بطن اور شرمگاہ کی فاظت سے زیادہ افضل و بہر کوئی عبادت نہیں ہے اور اللہ کو سوالی کے سوال سے زیادہ کوئی سے محبوب تر نہیں ہ اور صرف دعا ہی قضاء قدر کی رد کر سکتی ہے اور کسی کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کرنا باعتبار ثواب جلد خیر تک پہنچاتا ہے۔ زنا سے زیادہ اور کوئی شے عذاب الٰہی کو دعوت دینے والی نہیں ہے اور آدمی کے عیب کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ دوسروں کے عیب کو پھیلاتا پھرے اور اپنے عیوب پر چشم پوشی کرتا رہے۔ دوسروں کا ان امور کا حکم اور ترغیب دے جنکا وہ خود مرتکب نہیں ہوتا ہے اور آپ فرماتے تھے کہ شیطان کو ہزار عابدوں کی موت سے ایک عالم کی موت زیادہ محبوب ہے۔

۱۱۶ ہجری

سال نو کے آغاز پر معاویہ بن ہشام نے الصائفہ میں جنگ شروع کر دی۔ ملک شام و عراق میں طاعون کی وبا پھیل گئی جس کا شدید حملہ واسطہ شہر پر تھا ماہ محرم الحرام میں جنید بن عبدالرحمان المرئی امیر خراسان کی وفات ہوئی وہ مرض شکم میں مبتلا تھے۔ اس نے فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے نکاح کر لیا تھا جس پر امیر المومنین اسے سخت ناراض تھے چنانچہ انہوں نے اسکو معزول کر کے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ اس پر وہ سخت ناراض ہوا اور کہتا تھا کہ اگر موت سے قبل اگر اسکو سامنے پالوں تو اُسے قتل کر ڈالوں۔ عاصم بن عبداللہ اس وقت تک اپنے عہدہ کے اختیارات نہ سنبھال جب تک کہ جنید کا مرو میں انتقال نہ ہو گیا۔ ابوالجریر عیسیٰ بن عصمہ نے اس پر مرثیہ لکھا جو یہ ہے۔

ترجمہ...... جود اور جنید اکٹھے ہی چل بسے اس لئے جود و جنید کو سلام ہو۔ دونوں زمین مرو میں دفن ہو گئے اور پھر درختوں کی شاخوں پر مریوں نے بھی گانا چھوڑ دیا۔

جنید کے بعد جب عاصم نے خراسان کی امارت کا عہدہ سنبھالا تو اس نے جنید کے ساتھوں پر طرح طرح کے مصائب ڈھائے اور بہت سختیاں کی چنانچہ ان کے درمیان بہت سے واقعات پیش آئے جس کے نتیجے میں حارث بن شریح نے اس کے خلاف اعلان بغاوت کر دیا مگر عاصم نے جلد ہی اس پر قابو پالیا۔

واقدی فرماتے ہیں کہ اس سال ولید بن یزید نے لوگوں کو حج ادا کروایا اور اپنے چچا ہشام بن عبدالملک کے بعد وہی والی اور صاحب الامر بنا۔

۱۱۷ ہجری

سال نو کے آغاز پر سلیمان بن ہشام نے الصائفہ کے الیمنیٰ میں اور معاویہ بن ہشام نے الصائفہ کے یسری میں جنگ شروع کر دی اور یہ دونوں امیر المومنین ہشام کے بیٹے تھے۔ اس سال مروان بن محمد کو جو کہ مروان الحمار کے نام سے مشہور تھے آرمینیہ کی مہم پر روانہ کیا گیا اور انہوں نے

بلاد اللان کے چند قلعوں پر قبضہ بھی کر لیا اور وہاں کے کافی لوگ اسلام لے آئے۔ اسی سال ہشام نے امیر خراسان عاصم بن عبداللہ کو امارت سے معزول کر کے اس کی جگہ خالد بن عبداللہ القسری کو مقرر کر دیا اور اُسے عراق کی بھی امارت دے دی۔ اور یہ عاصم بن عبداللہ کے مشورے ہی سے ہوا تھا کہ اس نے یہ مشورہ دیا کہ عراق اور خراسان کی امارت ایک ہی فرد کے تحت ہونا ضروری ہے۔

قتادہ بن دعامہ السدوسی ...... ابوالخطاب قتادہ بن دعامہ الدوسی البصری الاعمی علماء تابعین اور ائمہ العالمین میں سے تھے انہوں نے انس بن مالک اور دیگر تابعین کی ایک بڑی جماعت سے احادیث کی روایات نقل کی ہیں۔ جن میں سعید بن المسیب زرارہ اُوفی، مجاہد، البصری، عطاء، ابوالعالیہ ابومجلز، ہسروق اور محمد بن سیرین شامل ہیں۔ اور ان سے بھی بہت سے کبار نے احادیث نقل کی ہیں جنمیں اوزاعی، حمید الطویل، معمر، سعید بن ابی عروبہ، حماد بن مسلمہ، شعبہ، ایوب، الاعمش، ہمام اور مسعر وغیرہ شامل ہیں۔

الزہری فرماتے ہیں کہ وہ مکحول سے زیادہ عالم تھے ابن مسیب فرماتے ہیں کہ کوئی عراقی ان سے بہتر میرے پاس ملنے نہیں آیا۔ قتادہ کہتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ میں کس چیز کو نہیں سنتا ہوں مگر میرا دل اسے محفوظ کر لیتا ہے۔ محمد بن سیرین کا کہنا ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ یاد رکھنے والے تھے۔ معمر فرماتے ہیں کہ میں نے الزہری، حماد اور قتادہ سے زیادہ افقہ کسی کو نہیں پایا ہے احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ قتادہ اہل بصرہ میں سب سے بڑے حافظ تھے جب کسی چیز کو سنتے تو اسے حفظ کر لیتے تھے۔ مطرو راق کہتے ہیں کہ قتادہ جب کسی حدیث کو سنتے تو اس کو ہر پہلو سے اور ہر لحاظ سے حفظ کر لیتے تھے۔

ایک مرتبہ ان کو جابر کا صحیفہ صرف ایک مرتبہ پڑھ کر سنایا گیا مگر انہوں نے اسکو ازبر کر لیا۔ لوگ انکو فقیہ، علم اور تفسیری معرفت کے معترف تھے۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ پر جو شخص بھی بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

ایک مرتبہ قتادہ نے فرمایا کہ اگر علم کے ذریعے انسان اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے دین کو سنوارے تو یہ اس کی سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور کہا کہ جنت میں ایک روشن دار دوزخ کی جانب کھلتا ہے تو یہ لوگ کہیں گے کہ ان بدنصیبوں کو کہا ہوا کہ دوزخ میں چلے گئے ہم تو ان لوگوں کی تلقین و تعلیم کی بدولت جنت میں چلے گئے تو جواب ملے گا کہ ہم بے شک تم لوگوں کو نیک کاموں کی تلقین کرتے تھے مگر خود ان پر عمل نہ کرتے تھے ہم تم کو برے اعمال سے روکتے تھے مگر خود ان سے نہ رُکتے تھے۔ اور مزید کہا کہ اگر تھوڑا علم کافی ہوتا تو موسیٰ زیادہ کی طلب نہ کرتے لیکن انہوں نے علم میں اضافہ کی خواہش کی۔

سعید بن یسار ...... یہ بڑے پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہیں، اور اسی طرح اعرج اور ابن ابی ملیکہ سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

اس سال اور بہت سے بزرگوں کا انتقال ہوا جن میں ابوالحباب سعید بن یسار، عبداللہ بن ابی ذکریا الخزاعی، میمون بن مہران اور ابن ابی ملیکہ ہیں۔ سعید بن یسار نے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی اور ان سے روایات نقل کی ہیں آپ عابد، زاہد اور متقی انسان تھے۔ اسی طرح اعرج اور ابن ملیکہ بھی مگر ان تمام میں میمون بن مہران سب سے زیادہ اجل علماء اور تابعین میں شامل تھے آپ کا نسب میمون بن مہران بن موسیٰ بن مروان ہے آپ اپنے ہمعصروں کے امام، زاہد اور عابد تھے۔ اور آپ خاص طور پر جزیرۃ العرب کے امام مانے جاتے تھے۔ طبرانی ان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ لوگ ان سے اکثر یہ دریافت کرتے تھے کہ اے میمون تمہارے ساتھ جو شخص بھی رہتا ہے وہ تم سے کسی بھی وقت ناراض نہیں ہوتا ہے تو وہ فرماتے کہ میں نہ اس پر حکم چلاتا ہوں اور نہ اس سے کوئی مشورہ لیتا ہوں۔

ابن عدی بحوالہ یونس فرماتے ہیں کہ میمون فرماتے تھے کہ نہ کسی عالم پر حکم چلاؤ اور نہ کسی جاہل پر اور اگر تم کسی عالم پر کلم چلاؤ گے تو اسکو اپنے یہ بات اپنے علم کے باعث سخت ناگوار گزرے گی اور اگر تم کسی جاہل پر حکم چلاؤ گے تو تمہارے خلاف اس کے دل میں سخت بغض و عداوت پیدا ہو جائے۔

عمرو بن میمون نے ایک مرتبہ کہا کہ میرے والد نماز و روزہ اگر چہ کثرت سے نہیں رکھتے تھے مگر اللہ کی نافرمانی اور گناہ کو سخت برا قانتے تھے۔

ایک عمر بن میمون فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کو لے کر بصرہ کی گلیوں میں نکلا تو ایک ایسی نالا پر پہنچے کہ جس کو پار کرنا والد کے لئے مشکل تھا

تو میں نے انکو اپنی کمر پر بٹھا کر راستہ عبور کروایا اور پھر میں کھڑا ہو گیا اور والد کا ہاتھ پکڑ کر چلا اور ہم حسن کے مکان کی جانب گئے اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک کنیز نکل اس نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ میمون بن مہران ہیں اور حسن سے ملاقات کے لئے آئے۔ کنیز نے پوچھا کہ عمر بن عبدالعزیز کے کاتب ہیں آپ؟ اور میمون رونے لگے اور آپ کے رونے کی آواز حسن نے سن لی اور باہر تشریف لے آئے تو آپ کو دیکھ کر گرمجوشی سے آپ سے گلے ملے۔ میمون نے کہا کہ اے حسن میں اپنے دل میں کچھ سختی اور درشتگی محسوس کرتا ہوں آپ اس میں سکون واطمینان پیدا کر دیں۔ یہ سن کر حسن نے آیت **افرایت ان متعناھم سنین ثم جاء ھم ما کانوا یوعدون الخ** تلاوت فرمائی یہ آیت سن کر میمون وہیں بے ہوش ہو کر گر گئے اور اس طرح ہاتھ پاؤں چلانے لگے جیسے کسی بکری کو ذبح کیا جائے تو وہ پیر پٹختی اور چلاتی ہے۔ یہ دیر تک کھڑے رہے پھر کنیز آئی اور کہنے لگی کہ تم نے شیخ کو مصیبت میں ڈال دیا ہے جاؤ چلے جاؤ۔ پھر عمر بن میمون فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے والد کا ہاتھ پکڑا وہاں سے نکل گیا۔ پھر میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ کیا یہی حسن ہیں؟ تو وہ بولے ہاں تو میں نے کہا کہ میں تو حسن کو اپنے گمان میں اس سے بڑا آدمی سمجھ رہا تھا۔ تو وہ بولے کہ میرے دل میں اس سے بڑا دھکا لگا ہے۔ اے میرے بیٹے جو آیت انہوں نے پڑھی ہے اگر تم اس پر دل سے غور کرو تو تمہارے دل میں زخم پڑ جائے گا۔

جعفر بن برقان میمون بن مہران کے حوالے سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جب میں ان کے پاس تھوڑی دیر ٹھہر کر چلنے لگا تو عمر نے لوگوں سے کہا کہ جب یہ اور اس جیسے دوسرے افراد دنیا سے اٹھ جائیں گے تو صرف کچرا باقی رہ جائے گا۔ میمون نے ایک مرتبہ لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے آپ کو تین قسم کے لوگوں کے پاس جانے سے روکو۔ ایک کسی بادشاہ کی خدمت میں جانے سے خواہ تم کو طاعت الہی کی تعلیم دینے کے لئے ہی کیوں نہ جانا پڑے دوسرا عورت کے پاس خواہ وہ تم سے زیادہ کلام الہی کا علم رکھتی ہو سوئم صاحب ہوس کے پاس جانے سے کیونکہ تمھیں نہیں پتا کہ تمھیں وہ اپنے کس ہوس میں مبتلا کر دے۔

جعفر بن برقان نے میمون کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ قرآن دنیا میں بہت سے لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں نقش ہے اس کے علاوہ جو کچھ تم کو چاہیے وہ احادیث رسول ﷺ سے لو بہترین شخصوہ ہے جو قرآن سیکھے اور اللہ کی اطاعت کرے جس نے قرآن کی اتباع کی قرآن اسے جنت میں لے جائے گا اور جس نے قرآن کو ترک کر دیا تو قرآن اس کو جہنم میں پھینک دے گا۔ ابن ابی راشد فرماتے ہیں کہ جب میں نے الصائفہ جانے کا ارادہ کیا تو میمون بن مہران کی خدمت میں رخصت طلب کرے گا تو انہوں نے صرف دو کلموں میں مجھے نصیحت کی کہ خدا سے ڈرتے رہنا اور طمع وغصہ سے بچنا۔ خالد بن حیان نے میمون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میرے منہ پر وہ کہو جو تم کو ناپسند ہو کیونکہ انسان اپنے دوست کا سچا ناصح اس وقت نہیں ہے جب تک وہ اس کے سامنے وہ بات بیان نہ کر دے جو اس کو ناپسند ہے۔ میمون نے لوگوں سے کہا کہ تین اشیاء مومن وکافر کے درمیان یکساں ہیں امانت کی ادائیگی خواہ وہ مسلم کی ہو یا کافی کی، والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ایفاء عہد خواہ مومن کے ساتھ ہو یا کافر کے ساتھ۔

جعفر فرماتے ہیں کہ میمون نے کہا کہ مال کی تین آفتیں ہیں اگر صاحب مال ایک سے بچ گیا تو اندیشہ ہے کہ وہ دوسری آفت میں پڑ جائے اور ان دونوں سے بچ جائے تو اندیشہ ہے کہ وہ تیسری میں مبتلا ہو جائے اور وہ اس تیسری آفت سے بچ نہ سکے گا۔ ضروری ہے کہ مال حلال اور طیب ہو جو شخص مال کمائے اس بات کا خاص خیال رکھے اگر وہ اس پر قابو پالے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس مال سے وہ حق ادا کرے جو اس کے باعث اس پر لازم آ گئے اور اگر وہ اس میں بھی کامیاب ہو گیا تو مال خرچ کرنے میں سخت احتیاط برتے اور اسراف نہ کرے اور نہ کنجوس بن جائے۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ روزہ میں سب سے آسان شے ترک طعام وشراب ہے اور وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ دنیا بڑی شیریں اور سرسبز وشاداب ہے مگر شہوات سے گھری ہوئی ہے اور شیطان ہر وقت موجود ہے جو گھات میں لگا رہتا ہے۔ اس لئے انسان اس کے مکر وفریب میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ آخرت کے معاملے تو ابھی بہت دور ہے مگر دنیا اور دنیا کے فوائد تو سامنے ہیں۔ رحمہ اللہ۔

نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ ...... یہ ابوعبداللہ المدنی ہے اصلاً بلاد مغرب کے باشندے تھے بعض نے کہا کہ نیشاپوری کے رہنے والے تھے اور بعض کے نزدیک کابل کے رہنے والے تھے وغیرہ وغیرہ انہوں نے اپنے آقا عبداللہ بن عمر اور صحابہ رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت سے جن میں

سے بعض یہ ہیں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ، ابوسعید رضی اللہ عنہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا اور امہ سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہ اور تابعین کی ایک کثیر جماعت نے ان سے بھی روایات نقل کی ہیں اور یہ عظیم المرتیت ثقہ اور جلیل القدر ائمہ میں شمار کیے جاتے تھے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کہا ہیکہ اصح الاسانید مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ہے اور بعض نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز نے ان کو سنن کی تعلیم کیلئے مصر بھیجا تھا اور بہت سے ائمہ کرام نے ان کی تعریف اور توصیف کی ہے اور مشہور روایت کے مطابق ان کا انتقال ۱۱۷ھ میں ہوا۔

ذوالرمہ الشاعر...... ان کا نام غیلان بن عتبہ بن بہیس تھا اور ان کا تعلق بنی عبد مناۃ بن اد بن طانجہ بن الیاس بن مفر ہے حارث نے کہا کہ یہ صاحب فضیلت اور زبردست شاعر تھا اس کا دیوان بھی مشہور ہے اور یہ میّہ بنت مقاتل بن طلبہ بن قیس بن عاصم المنقری کیلئے غزل کہا کرتا تھا جو بہت حسین و جمیل عورت تھی اور یہ شاعر بدشکل تھا اور اس کا رنگ سیاہ تھا اور ان کے درمیان کبھی یہ کلامیہ اور بدگوئی کی نوبت نہیں آئی تھی اور انہوں نے ایک دوسرے کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا صرف ایک دوسرے کے بارے میں سن رکھا تھا۔ میّہ کو اس بات کا ڈر تھا کہ اگر اس نے شاعر کو دیکھنے کی کوشش تو ذبح کردی جائے گی لیکن جب ایک دن اس نے اچانک شاعر کو دیکھ لیا تو بہت گھبرائی اور شاعر کو برا بھلا کہا لیکن اپنا چہرہ پھر بھی اس کے سامنے نہ کھولا لیکن ایک مرتبہ جب شاعر نے اس کا چہرہ کھلا دیکھا تو فی البدیہ یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ...... میّہ کے دلکش چہرے پر ولادت کی جھلک ہے اور کپڑوں کے نیچے حیا ہے اگر جسم کھل جائے۔ تو یہ سن کر میّہ نے کپڑے اتار پھینکے۔

تو شاعر نے یہ شعر کہا۔

ترجمہ...... کیا تم نہیں دیکھتے کہ پانی کا ذائقہ خراب ہوجاتا ہے اگرچہ پانی کتنا ہی صاف سفید ہو۔

میّہ نے یہ شعر سن کر کہا کیا ذائقہ چکھنا چاہتا ہے شاعر نے کہا ہاں تو میّہ نے اس کے جواب میں کہا خدا کی قسم اس کا ذائقہ چکھنے سے پہلے موت کا ذائقہ چکھ لوگے تو شاعر نے جواب میں کہا:

برقع پوش خاتون کی خدمت میں میرا شعر پہنچ گیا لیکن میرا دل گمراہی میں مبتلا نہ ہوا۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ لوگوں میں مذکورہ بالا شاعر کے مندرجہ ذیل اشعار بہت مشہور ہوئے۔

جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ ہوا جو میّہ کے گھر والوں کی طرف سے چلتی ہیں میرے دل کو لے اڑتی ہیں اس وقت میری آنکھوں سے آنسوں جاری ہوجاتے ہیں اور جہاں جسکا محبوب ہوتا ہے اس کے لئے دل امڈ ہی آتا ہے۔ اور موت کے آخری لمحات میں اس نے یہ شعر کہا:

ترجمہ...... اے روحوں کو قبض کرنے والے جب تو میرے پاس آئے مجھے دوزخ سے دور ہی رکھنا اور اے مغفرت کرنے والے۔

۱۱۸ ہجری

اس سال امیر المومنین کے دونوں بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے بلاد روم میں جنگ چھیڑی اور اسی سال عمار بن یزید جس کو بعض لوگ بخداش کہتے ہیں خراسان کے علاقے میں پہنچا اور اس نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی خلافت کی دعوت دینا شروع کردی ہیں یو بہت سے لوگوں نے لبیک کہا اور جب لوگ اس شخص کی طرف متوجہ ہونے لگے تو اس نے مذہب خرمیہ الزنادقہ کی تعلیم دینا شروع کردی اور ایک دوسرے کی بیویوں سے استمتاع اور ان کا ردوبدل جائز قرار دیا اور لوگوں کو یہ بھی باور کرایا کہ محمد بن علی بن اسی نظریہ کا قائل ہے اور اس کا حامی ہے۔ یہ بہت بڑا جھوٹ تھا جسکو فتنہ برپا کرنے کیلئے گھڑا گیا تھا مگر اس جھوٹ کا پول حکومت پر بہت جلد کھل گیا اور اس شخص کو پکڑ کر خراسان کے امیر خالد بن عبداللہ القسری کے سامنے پیش کیا گیا امیر خراسان نے اس کے ہاتھ اور زبان کٹوا کر اسے پھانسی دیدی اسی سال محمد بن ہشام بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا بعض لوگوں نے کہا اسوقت مدینہ کی امارت خالد بن عبدالملک بن مروان کے ہاتھ میں تھی لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس کو معزول کردیا گیا تھا اور اس کی جگہ محمد بن ہشام بن اسماعیل کو مدینہ کا گورنر اور امیر مقرر کیا گیا تھا اور عراق کا امیر بھی القسری ہی تھا اس سال جو لوگ فوت ہوئے وہ یہ ہیں۔

علی بن عبداللہ بن عباس ...... بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی ۔لوگ ان کو ابو محمد بھی کہتے ہیں ان کی والدہ کا نام زرعہ بنت مسرح بن معد یکرب الکندی تھا۔ مسرح ان چار بادشاہوں میں سے ایک تھا جن کا ذکر اس حدیث میں ہے جسکو احمد نے بیان کیا ہے اور وہ چار بادشاہ مسرح حمل مخولس اور ابضعہ ہیں اور ان کی بہن العمرۃ تھی۔

علی بن عبداللہ کی پیدائش ...... علی بن عبداللہ بن عباس کی پیدائش اس روز ہوئی جس روز علی ابن ابی طالب قتل ہوئے تھے اسی لئے ان کے والد نے ان کا نام بھی علی رکھا تھا اور انہی کی کنیت پر ان کی کنیت رکھ دی اور بعض لوگوں نے یہ کہا کہ یہ علی بن ابی طالب کی زندگی ہی میں پیدا ہو گئے تھے اسی لئے ان کے والد نے ان کا نام علی اور کنیت ابوالاملاک رکھی تھی جب یہ عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچے تو اس نے ان کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور ان سے ان کا نام اور کنیت دریافت کی اور جب انہوں نے عبدالملک کو اپنا نام اور کنیت بتائی تو اس نے پوچھا کہ کیا آپ کا کوئی لڑکا بھی ہے تو انہوں نے کہا کہ میرا ایک بیٹا ہے جس کا نام میں نے محمد رکھا ہے تو عبدالملک بن مروان نے کہا تو آپ ابو محمد ہیں اس کے بعد عبدالملک نے اسکو انعام واکرام سے نوازا اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا علی بن عبداللہ نہایت عابد وزاہد تھے اور اپنے علم وعمل، عدالت وثقاہت کے ساتھ ساتھ اپنے حسن شکل ووجاہت کے اعتبار سے بھی مشہور تھے۔

یہ روز شب میں ایک ہزار رکعات نماز پڑھا کرتے تھے عمر بن علی الفلاس نے بیان کیا ہے کہ یہ نیک لوگوں میں شمار ہوتے تھے اور ان کا انتقال بلقاء کی سرزمین میں واقع جمیمہ کے مقام میں ۱۱۸ھ میں ہوا اسوقت ان کی عمر تقریباً اسی سال تھی۔ ابن خلکان نے لکھا ہے انہوں نے لبابہ بنت عبداللہ بن جعفر سے نکاح کیا تھا جو عبدالملک بن مروان کی بیوی رہ چکی تھی اور عبدالملک نے اس کو طلاق دیدی تھی اور طلاق کا سبب یہ تھا کہ ایک دن عبدالملک نے سیب کو منہ سے کاٹ کر لبابہ کی طرف پھینکا لبابہ نے سیب کے اس حصے کو چھری سے کاٹ کر پھینک دیا پھر عبدالملک کا منہ لگا تھا اور جب اس نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے گندگی سے بچنے کیلئے ایسا کیا کیونکہ عبدالملک کے منہ سے بدبو آتی تھی بہرحال عبدالملک نے اس بات پر لبابہ کو طلاق دے دی تھی۔ اور جب اس سے علی بن عبداللہ بن عباس نے نکاح کر لیا تو ولید بن عبدالملک نے ان سے اسی باعث انتقام لیا اور علی بن عبداللہ بن عباس کو کوڑوں سے مارا اور ان سے کہا کہ تم خلیفہ کی اولاد کو ذلیل کرنا چاہتے ہو۔ اور جب علی بن عبداللہ کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ خلافت عنقریب ان کے گھرانے میں آنے والی ہے تو خلیفہ نے انکو دوبارہ کوڑے لگوائے۔ حالات اسی نہج پر گزرتے رہے۔ مبرد نے یہ لکھا ہے کہ ایک روز علی بن عبداللہ ہشام کے پاس گئے اور ان کے دونوں بیٹے السفاح اور منصور بھی ان کے ہمراہ تھے یہ دونوں چھوٹی عمر کے تھے۔ ہشام نے علی کی آؤ بھگت کی اور انکو اپنے پاس بٹھایا اور انہیں ایک سوتیس دینار بھی دیئے اس دوران علی بن عبداللہ ہشام کو اپنے دونوں بیٹوں کے خیر کی وصیت کرتے رہے ہشام کو علی کی ان باتوں پر بڑا تعجب ہوا اور اسے علی کی نفسانی کیفیت پر شک ہونے لگا اور اس کی باتوں کو اس نے احمقانہ سمجھا حالات اسی طرح گزرتے رہے اور کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔ کہا گیا ہے کہ علی بن عبداللہ بن عباس بہت خوبصورت انسان تھے اور نہایت لمبے قد کے تھے جب وہ چلتے تو لوگ یہ سمجھتے کہ کسی سواری پر جا رہے ہیں ان کے والد عبداللہ ان کے کاندھوں تک آتے تھے اور عبداللہ اپنے باپ عباس کے کاندھوں تک آتے تھے اسی طرح عباس اپنے والد عبدالمطلب کے کاندھوں تک آتے تھے بہت سے لوگوں نے خفیہ طور پر علی کے بیٹے محمد کی خلافت کیلئے بیعت بھی کر لی تھی اور یہ سب کچھ علی کے انتقال سے کچھ سال پہلے سے ہو رہا تھا لیکن ان کی موت تک عام طور پر اس کا اظہار نہ ہوا تھا بہرحال اپنے والد کے انتقال کے بعد عبداللہ ابوالعباس السفاح نے باقاعدہ اس تحریک کو جاری رکھا جس کا عام اظہار ۱۳۲ھ میں ہوا۔ اس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ انشاءاللہ۔

۱۱۹ ہجری ...... ترک کے بادشاہ خاقان کا قتل

اسی سال بلاد روم میں ولید بن قعقاع نے جنگ شروع کی اور اسد بن عبداللہ القسری نے ملک ترک خاقان کو قتل کر ڈالا، اس کا سبب یہ ہوا کہ امیر خراسان اسد بن عبداللہ جو اپنے بھائی خالد بن عبداللہ کی جگہ عراق کی امارت کے فرائض بطور نائب انجام دے رہا تھا اپنی فوجوں کو لے کر ختل شہر پر حملہ آور ہوا اور اسکو فتح کر لیا ملک الترک نے اس موقع کو بہت غنیمت سمجھا اور اسد کے لشکر کی طرف اسلئے تیزی سے بڑھا کیونکہ اس کے جاسوسوں نے

خاقان کو اطلاع دی تھی کہ اس وقت اسد کی فوجیں خُتل شہر کے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں چنانچہ خاقان نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی کثیر فوج اور زبردست جنگی سامان کے ساتھ شیر کی طرح دھاڑتا ہوا اسد کی فوجوں کی طرف بڑھا لیکن لوگوں نے شرارت سے اس بات کو مشہور کر دیا کہ خاقان نے اپنی زبردست فوج کے ساتھ اسد کی فوج پر حملہ کر دیا اور اسد کی فوج کو منتشر کر دیا اور اسد کو بھی قتل کر دیا ہے اس شرارت کا اصل مقصد تو یہ تھا کہ اسد کی فوج جو خُتل شہر میں بکھری ہوئی ہے اس وحشیانہ خبر کو سن کر اسد کی مدد کو نہ پہنچ سکے گی لیکن اس شرارت کا الٹا اثر ہوا اور جب مسلمان فوجیوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے پوری بردباری اور غیرت اسلامی کے ساتھ اپنے آپ کو متحد کر کے خاقان سے انتقام لینے کا تہیہ کر لیا۔ چنانچہ وہ اس طرف چل پڑے جہاں اسد اپنی فوج کو لئے ہوئے خاقان پر حملہ کی تیاری کر رہا تھا اور جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو انہوں نے اسد کو زندہ پایا اب اسد نے سب کے ساتھ مل کر جبل الملح کا رخ کیا اور نہر بلخ میں گھسنے کا ارادہ کر لیا لیکن مصیبت یہ تھی اسد کی فوجوں کے ساتھ بھیڑ بکریوں کی بہت بڑی تعداد تھی اور اسد انکو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس لئے اسد نے یہ حکم دیا کہ ہر سوار ایک بکری اپنے آگے ساتھ میں رکھے گا اور ایک اپنے کاندھے پر رکھ کر چلے گا اور جو ایسا نہیں کرے گا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے چنانچہ وہ خود بھی اسی طرح اپنے ساتھ بکری لے کر چلا اور اس کی ساری فوج بھی اسی طرح اس کے ساتھ چلی اور نہر میں داخل ہوانے کے بعد ابھی پوری طرح اس کو پار کر کے باہر نہ نکلی تھی کہ خاقان نے اچانک ان پر شدید حملہ کر دیا اور ایسے لوگوں کو قتل بھی کر دیا جو ابھی نہر سے باہر نہ آئے تھے یا کمزور تھے لیکن جو مسلمان نہر کے دوسرے کنارے پہنچ چکے تھے اور ابھی پوری طرح تیار بھی نہ تھے کہ خاقان اور اس کی فوج جو نہر کے کنارے کھڑے ہو کر آپس میں حملے کے بارے میں مشورہ کر رہے تھے اس بات پر متفق ہو گئے کہ اس وقت مسلمانوں پر ا یکبار گی حملہ کر دینا ہی مناسب ہے اور ان کی تعداد تقریباً پچاس ہزار تھی چنانچہ جب یہ نہر کو پار کرنے کی فرض سے اسمیں داخل ہوئے تو نہر کثیر فوج کے باعث بھر گئی اور انہوں نے اپنے طبل زور زور سے بجانے شروع کر دیئے اور دوسری طرف ان کے گھوڑوں نے بھی زور زور سے ہنہنانا شروع کر دیا غرض کہ ترک اس حالت میں مسلمانوں کی طرف بڑھے جو اب اپنے کیمپ میں پرسکون تھے مگر انہوں نے اپنے چاروں طرف خندق کھودنا شروع کر دی تھی تا کہ دشمن ان تک نہ پہنچ سکے اس طرح دونوں طرف کی فوجیں دور سے ایک دوسرے کو رات بھر یوں ہی دیکھتی رہیں لیکن صبح ہوتے ہی خاقان مسلمان فوج کے ایک حصہ پر ٹوٹ پڑا اور کافی لوگوں کو اس نے مار ڈالا اور بہت سے لوگوں قیدی بھی بنالیا۔ اسی دوران عید الفطر آ گئی اور اسد کو اندیشہ ہوا کہ نماز پڑھنے کے دوران کہیں خاقان حملہ نہ کر دے بہر حال خوف اور خطرے کی حالت میں مسلمانوں نے نماز پڑھی اس کے بعد اپنی فوج کو لے کر مرج بلخ چلا گیا حتیٰ کہ موسم سرما گزر گیا اور عید الاضحیٰ کا دن آ گیا تو اسد نے اپنے لوگوں کو جمع کر کے ان سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ آیا مرد واپس جایا جائے یا خاقان کا مقابلہ کیا جائے یا بلخ میں قلعہ بند ہونے پر قناعت کر لی جائے لہٰذا بعض نے قلعہ بند ہونے کا مشورہ دیا بعض نے توکل علی اللہ خاقان کی فوجوں سے مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا مؤخر الذکر مشورہ کو اسد نے پسند کیا اور اس کی تائید کی چنانچہ اپنے لشکر کے ساتھ خاقان کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا اور دو رکعت طویل نماز پڑھی اور کافی دیر تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگتا رہا اور فارغ ہو کر اپنی فوج سے کہا انشاء اللہ فتح تمہاری ہی ہوگی اس کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ خاقان کے مقدمۃ الجیش کی طرف بڑھا۔ چنانچہ مسلمانوں نے خاقان کی فوج کی کثیر تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کے امراء کو قید کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے کمانڈروں کو بھی قید کر لیا اس کے بعد پھر اسد اپنی مہم پر روانہ ہوا اور ان کے مویشی اور بکریوں کی طرف بڑھا جنکی تعداد ڈیڑھ لاکھ تھی اس کے بعد خاقان کی طرف رخ کیا جس کے ساتھ چار ہزار سپاہی تھے اس کے ساتھ ایک عرب بھی تھا جو سازش کے طور پر اس سے جاملا تھا اور خفیہ ریشہ دوانیوں اور مکاریوں سے کام لے رہا تھا اس کا نام حارث بن شریح تھا وہ خاقان کو مسلمانوں کے راز اور خفیہ امور پہنچاتا تھا غرض جب مسلمانوں نے حملہ کیا تو ترک تمام اطراف میں بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ حارث بن شریح بھی خاقان کے پیچھے پیچھے بھاگا اسد کیلئے یہ بہت زبردست موقع تھا چنانچہ اس نے خاقان اور اس کے ساتھیوں کا پیچھا کیا جب دوپہر ہوئی تو خاقان اپنے چار سو آدمیوں کے ساتھ اپنے لشکر سے کٹ کر بے یار و مددگار رہ گیا اس وقت ریشمی لباس ان کے جسموں پر تھے اور بڑے بڑے ڈھول تھے جب مسلمانوں نے اس پر قابو پالیا تو اسنے زور زور سے ڈھول بجانے کا حکم دیا تا کہ میدان جنگ سے فوجیں واپس چلی آئیں لیکن وہ اپنی اس کوشش میں ناکام ہو گیا اور فوجیں واپس نہ آسکیں مسلمانوں نے آگے بڑھ کر ہر چیز پر قبضہ کر لیا جسمیں بہت سامان دستاح سونے چاندی کے برتن عورتیں اور بچے شامل تھے اور محاصرہ کے وقت جتنے سپاہی اور لشکر کیمپ میں موجود تھے ان پر بھی کنٹرول حاصل کیا اور جو مسلمان خواتین اس سے پہلے ان کے قبضے میں تھیں انکو بھی آزاد کرالیا غرض کہ اس محاصرہ سے

مسلمانوں کو اتنا قیمتی سامان ملا جسکی نہ تو تعداد بتائی جا سکتی ہے اور نہ اس کی قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس کے علاوہ جب خاقان کو اپنی موت اور بھیانک انجام کا اندازہ ہوا تو اس نے اپنے خنجر سے پہلے اپنی بیوی کو قتل کیا چنانچہ جب مسلمان اس کے کیمپ میں داخل ہوئے تو یہ اس کی بیوی کی جان بخشی کا وقت تھا اور اس وقت چوہوں پر دیگیں بھی چڑھی ہوئیں تھیں اسی حالت میں خاقان اپنی جان بچانے کی خاطر اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر میں قلعہ بند ہو گیا ابھی خاقان وہاں کھیلنے میں مصروف تھا اور اس کے امراء اس کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں امیر اسد پہنچ گیا اسپر خاقان نے اسد کو مارنے کی دھمکی دی مگر اسد اسپر غضبنا کی کی حالت میں ٹوٹ پڑا اور خاقان قتل کر کے ہی چھوڑا۔ اس کے بعد تمام اتراک ایک دوسرے کے پیچھے ایسے بھاگے کہ سب ایک دوسرے سے بے قبر تھے یہانتک کہ ایک دوسرے کو ہی لوٹنے میں لگ گئے اسد نے اس عظیم الشان کامیابی اور خاقان کی ہلاکت کی اطلاع اپنے بھائی خالد کو دی اور اطلاع کے ساتھ ساتھ خاقان کے ڈھول نقارے بھی خالد کے پاس روانہ کئے جنکی ہیبت آواز بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک سے کچھ کم نہ تھی اور بھی بہت سا قیمتی سامان خالد کے پاس روانہ کیا جب خالد کو یہ خوشخبری ملی تو اس نے امیر المؤمنین ہشام کو فوراً اس کی خبر پہنچائی اسنے یہ سن کر بے حد خوشی کا اظہار کیا اور قاصدوں کو انعام و اکرام سے نواز اشعراء نے اس کی مدح میں اشعار کہے جن میں سے چند یہ ہیں:

ترجمہ:...... تم نے روئے زمین کا چکر لگا لیا اور زمین کا طول وعرض بھی ناپ لیا پھر بھی تمہیں اسد کی حکمرانی وغیرہ عرصہ تک خیر خبر نہ ملی لیکن اب خوشخبری اس نے پہنچائی ہے اور اس کی جو فوجیں منتشر ہوگئی تھیں انکو پھر سے جمع کر لیا ہے اب اس سے خاقان بچ کر بھاگ نہیں سکتا ہے جو اپنی فوجوں سے پہلے ہی کٹ چکا تھا اے غدار ابن شریح تجھے بھی وہ کڑوا پھل کھانے کو مل گیا ہے جس سے مریض کو راحت مل جاتی ہے۔

المغیرہ بن سعید کا خاتمہ...... اسی سال خالد بن عبداللہ القسری نے المغیرہ بن سعید اور اس کی باطل جماعت کو ٹھکانے لگا دیا تھا حقیقت میں المغیرہ جادوگر اور فاسق فاجر شیعہ تھا ابن جزے نے اعمش کے حوالے سے لکھا ہے کہ المغیرہ بن سعید کہتا تھا کہ عاد و ثمود اور ان کے درمیانی مدت سے جو قومیں دنیا میں آئیں میں ان سب کو زندہ کر سکتا ہوں الاعمش نے یہ بھی کہا کہ المغیرہ قبرستان میں جا کر ایسے الفاظ زبان سے نکالتا تھا کہ اس کی وجہ سے قبروں پر ٹڈیوں کی طرح کی مخلوق نظر آتی تھیں الغرض بعض ایسے امور اور بھی دیکھنے میں آئے۔ جن سے اس کا جادوگر ہونا معلوم ہوتا تھا جب ان باتوں کا علم خالد کو ہوا تو خالد نے اسے اپنے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ چھ سات آدمیوں کے ساتھ اسے خالد کے دربار میں حاضر کیا گیا تو خالد نے اپنا تخت مسجد کے قریب لگوا لیا اور خیمے وغیرہ بھی کھڑے کر دیئے پھر خالد نے کہا کہ ان میں سے ایک خیمہ مغیرہ کے لئے خاص کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک طنبویا خیمہ اس کے لئے مختص کیا گیا۔ اس کے بعد اس کے سر پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگا دی گئی۔ اس کے باقی ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی عمل کیا گیا۔

بہلول بن بشر کی بغاوت...... بہلول بشر نامی ایک شخص نے خروج کیا اور اس کا لقب کثارہ تھا اور پیروی میں ایک اور جماعت بھی خارجی بن گئی اور ان لوگوں نے خالد کو مار ڈالنے کا بھی پروگرام بنایا لہٰذا خالد نے ان کو پکڑنے کیلئے اپنی فوج بھیجی لیکن بہادری اور جان سے بے خوفی کیوجہ سے انہوں نے خالد کی فوج کو شکست دی اور انہوں نے کئی بار سرکاری فوجوں کے ساتھ یہ عمل دھرایا اور انہیں کئی بار شکست سے دو چار کیا اور نقصان پہنچایا حالانکہ ان کی تعداد سو سے کم تھی پھر کامیابی ہر بار انہی کو ملتی لہٰذا ان کے حوصلے بلند ہو گئے اور انہوں نے شام جا کر ہشام کے قتل کا پروگرام بھی بنا لیا اسی مقصد سے یہ شام کی طرف چلے یہاں تک ان کا سامنا جزیرہ کی سرزمین پر سرکاری فوج سے ہو گیا جنہوں نے بہلول خارجی کے اکثر آدمیوں کو قتل کر دیا اس کے بعد قبیلہ جدیلہ کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابو الموت تھی بہلول پر ایسی ضرب لگائی جس سے وہ لڑکھڑا کر گر گیا۔ بہلول جیسے ہی وہاں گرا اس کے باقی ساتھی وہاں سے فرار ہو گئے اور ان کی تعداد ستر تھی ان کے بعض ساتھیوں نے ان کی مرثیہ خوانی میں چند اشعار کہے طبری کے مطابق اس مرثیہ گو شاعر کا نام ضحاک بن قیس تھا۔ شاعر کہتا ہے:

ترجمہ...... میں نے ابو بشر کی معیت اور صحبت کے بعد دوسرے گروہ کو اپنا مددگار بنا لیا۔ میرے ساتھی ایسے جدا ہوئے جیسے وہ ساتھی ہی نہ تھے اور ان سے کل تک کوئی دوستی نہیں تھی اسے میری آنکھ تو خوب آنسو بہا اور خوب ماتم کر ان پر جو کبھی دوست یا

پڑوسی تھے لیکن اب ان دوستوں نے دنیا کو بالکل چھوڑ دیا ہے اور وہ جنت میں ہماری پڑوسی بن گئے ہیں۔

اس کے بعد جو خوارج زندہ بچ گئے تھے انہوں نے پھر سر اٹھایا اور بعض امراء سے جنگ وجدال کی جس میں دونوں طرف سے کافی لوگ مارے گئے یہاں تک کہ خالد نے مجبور ہو کر ان کے خلاف دوبارہ چڑھائی کی اور ان کے ٹھکانوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ حتیٰ کہ ان کا نام ونشان مٹ گیا اور کوئی بھی خارجی باقی نہ رہا۔ اسی سال اسد القسر ی نے ترک کے علاقے میں پھر سے جنگ چھیڑ دی۔ ترک بادشاہ طرخان نے اسے کروڑوں کی پیشکش کی جس کو اسد نے ٹھکرا دیا اور چڑھائی کر کے اس کے مال ومتاع کو لوٹا اور اسکو بہت بری طرح سے قتل کیا اور جنگ میں طرخان کی بیویاں اور اس کا تمام قیمتی سامان اسد کے قبضہ میں آیا، اسی سال ایک خارجی طحاری بن شبیب نے پھر سر اٹھایا جس کے ساتھ تقریباً تیس آدمی مزید شامل ہو گئے اسد نے اس کا پیچھا کیا اور خالد قسری کو ایک لشکر دیکر روانہ کیا اس نے اسکو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔ اسی سال مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک نے حج کرایا اور ابن شہاب زہری نے بھی اس کے ساتھ حج کیا جو ابو شاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک کو مناسک حج کی تعلیم دیتا تھا یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ مکہ، مدینہ اور طائف کا امیر محمد بن ہشام بن اسماعیل تھا اور مشرق عراق اور خراسان کا امیر خالد القسر ی تھا۔ خراسان میں اس کا نائب امیر اس کا بھائی اسد بن عبداللہ القسر ی تھا بعض لوگوں نے کہا کہ اس کا انتقال اسی سال ہوا تھا لیکن بعض لوگ کہتے ہیں۔ ایک سو بیس میں اس کا انتقال ہوا واللہ اعلم۔ اور مروان الحمار آرمیدیا اور آذربائیجان کا امیر تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۳۰ ہجری

اس سال روم کے علاقے میں سلیمان بن ہشام نے جنگ چھیڑی اور بہت سے قلعے فتح کر لئے۔ اسی سال تومان شاہ میں اسحاق بن مسلم العقیلی نے جنگ کا آغاز کیا اور وہاں کی سرزمین کو فتح کر کے وہاں کی اراضی کو تباہ و برباد کر ڈالا اور اسی سال ترک کے علاقے میں مروان بن محمد نے جنگ کا آغاز کیا اور امیر خراسان اسد بن عبداللہ القسر ی کا انتقال بھی اسی سال ہوا اور اس کی موت پیٹ کے درد اور روم کیوجہ سے واقع ہوئی۔

اور اسی سال جب ایرانیوں کے سالانہ جشن مہربان کا موقعہ آیا تو دہقانوں اور مزارعین نے اس کا زبردست اہتمام کیا یہ لوگ شہروں اور دیہاتوں کے بڑے امیر وکبیر لوگ تھے اور شہروں اور دیہات کے اطراف سے انہوں نے نہایت قیمتی تحفوں ہدیوں کا انتظام کیا جس میں سونے چاندی کے برجن اور سونے کے پیالے اور کٹورے اور بڑی بڑی قابیں طشتریاں وغیرہ شامل تھیں اور حریر ودیباج کے قیمتی اور بیش بہا ملبوسات بھی ان تحائف میں شامل تھے۔ خراسان کے امیر شاہ نے ان تمام تحائف کو اسد کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اسد کی عمدہ فضائل اس کی عقل ودانشمندی اور عدل وانصاف کی بہت تعریف کی۔ اور کہا کہ اس بہادر امیر نے اپنے دورِ اقتدار میں نہ خود کسی پر ظلم کیا اور نہ اپنے کسی ماتحت کو عوام کے استحصال اور ظلم کی اجازت دی اور یہی وہ بہادر اور عقل مند انسان ہے جس نے خاقان اعظم کے ظلم وجبر اور اس کے خوف ودہشت سے لوگوں کو نجات دلائی۔ اور اس کے اقتدار کے بُت کو پاش پاش کر ڈالا اسی لئے آج اسد کی بڑی خدمات کے اعتراف کے طور پر جو پیش کیا جا رہا ہے اس کی خدمات کے مقابلے میں اس کی کچھ قیمت نہیں۔ اسد نے امیر دہقان کے جذبات کی قدر کی اور ان تمام تحائف وھدایا کو بنظر استحضان دیکھا لیکن تمام قیمتی سامان اور قیمتی اشیاء وہیں امراء واعیان واشراف میں تقسیم کر دی اس کے بعد اپنی بیماری کے باعث مجلس سے اٹھ کر چلا گیا پھر بعد میں اس کو اگرچہ اپنے پیٹ کی بیماری سے کچھ افاقہ بھی ہوا اور اس کے بعد اسد کے لئے بہت سی ناشپاتیاں بطور ہدیہ پیش کی گئیں مگر ان کو بھی اس نے ایک ایک کر کے حاضرین مجلس میں تقسیم کروا دیا ابھی وہ اس تقسیم ہی میں مشغول تھا کہ اس کے پیٹ کا پھوڑا پھٹ گیا اور اس کی موت کا سبب بھی یہی بنا۔ اسد نے اس موقع پر جعفر بن حنظلہ کو اپنا جانشین مقرر کیا جو چار ماہ تک اس عہدہ پر فائز رہا سکے بعد رجب کے مہینے میں نصر بن سیار مقرر ہوا، غرضکہ ۱۲۰ھ کے ماہ صفر میں اسد کا انتقال ہو گیا۔ ابن عرس العبدی نے ان کا مرثیہ لکھا ہے جس کے چند اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ...... موت کی خبر سنانے والے نے اسد بن عبداللہ کی موت کی خبر سنائی جو بہادر تھا اور بادشاہ کا مطیع تھا بلخ میں یہ حادثہ پیش آیا اور قضاء الٰہی کو کون روک سکتا ہے اسے میری آنکھ تو خوب رو لے۔ کیا تجھے مجمع کی تفریق نے غمزدہ نہیں کیا ہے اسد کو

پیٹ کی بیماری کی وجہ سے موت آئی اس نوع کی بیماری میں کتنے ہی بہادر انسان چلے گئے۔

خالد کی ولایت اور اس کی معزولی ......اسی سال ہشام نے خالد بن عبداللہ القسری کو عراق کی نیابت سے معزول کر دیا کیونکہ خالد خود مختار اور خود سر ہوتا جا رہا تھا اور وہ ہشام کو ابن الحمقاء بھی کہتا تھا اور اسنے ہشام کو سخت خط لکھا جسکا ہشام نے بھی سخت جواب دیا یہی بات بھی مشہور ہے کہ ہشام خالد سے اس کے مال و دولت کی وجہ سے حسد کرتا تھا کہا گیا ہیکہ خالد کی مختلف محاصلات سے سالانہ آمدنی تیس لاکھ دینار تک پہنچ گئی تھی اور خالد کے لڑکے یزید بن خالد کی سالانہ آمدنی دس لاکھ دینار تھی بعض نے کہا کہ ایک قریشی جسکا نام ابن عمر تھا امیر المومنین ہشام کی طرف سے اس کے پاس پہنچا خالد نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور نہ اس کی آؤ بھگت کی اسپر ہشام نے خالد کو سخت خط لکھا۔ بہر حال یہ معاملہ بہت طویل ہو گیا اور اس کا انجام یہ ہوا کہ ہشام نے خالد کو معزول کر دیا اور اسکو خفیہ رکھا اور ایک مراسلہ کے ذریعے اس کے یمن کے نائب یوسف بن عمر کو عراق کا امیر بنا دیا اور اسے حکم دیا کہ فوراً اپنا عہدہ سنبھال لو۔ چنانچہ یوسف بن عمر تیس افراد کا قافلہ لے کر صبح سویرے ہی کوفہ پہنچ گیا اور جب مؤذن نے اذان دی تو یوسف نے نماز پڑھانے کی نیت سے مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا مؤذن نے خالد کے آنے کا انتظار کرنے کیلئے کہا امیر یوسف نے اس کو جھڑک دیا اور اقامت کا حکم دے کر نماز پڑھانے کیلئے مصلی پر کھڑا ہو گیا دو رکعتیں پڑھائیں پہلی رکعت میں سورۃ واقعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ معارج تلاوت کی اور نماز کے بعد واپس آ گیا اور خالد کو اس امر سے آگاہ کیا اور اس سے خزانے کا چارج لے لیا یوسف بن عمر کو خالد نے خزانہ سے ایک لاکھ درہم دیئے خالد کو شوال ۱۰۵ھ میں ولایت ملی تھی اور معزولی جمادی الاولیٰ ۱۲۰ھ میں ہوئی اور یوسف بن عمر نے ۱۲۰ھ کے ماہ جمادی الاولیٰ میں عراق کا چارج لیا اور جدیع بن علی لکرمانی کو خراسان کیلئے اپنا نائب مقرر کیا اور جعفر بن حنظلہ جس کو اسد بن عبداللہ نے اپنا نائب مقرر کیا تھا اس عہدہ سے معزول کر دیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد یوسف بن عمر نے جدیع کو خراسان کی نیابت سے ہٹا کر اس کی جگہ نصر بن سیار کو مقرر کر دیا اور جدیع سے وہ کمائی بھی لے لی گئی جو اس نے خالد کے زمانے میں کی تھی غرض ہشام کی ناراضگی کے باعث خالد اور اس کے نائب جدیع کو اپنے عہدوں کے ساتھ ساتھ مال سے بھی ہاتھ دھونا پڑا اور اب مستقل طور پر خالد کی جگہ یوسف بن عمر اور جدیع کی جگہ نصر بن سیار عراق اور خراسان کے امیر مقرر ہو گئے اور جب لوگوں کو ان کے لوٹ مار اور ظلم و تشدد سے نجات ملی اور امن قائم ہوا تو سوار بن الاشقری کو اس کے اظہار کا موقع ملا۔

ترجمہ......خراسان کو خوف و ہراس کے بعد امن نصیب ہوا اور ہر ظالم و غاصب کے جبر و ظلم سے نجات ملی۔ جب یوسف بن عمر کو امارت کا منصب ملا تو اس نے اپنا نائب نصر بن سیار کو بنا لیا۔

اسی سال شعبان آل عباس نے اس خط کے مشن کو ظاہر کیا جو محمد بن علی نے ان کو لکھا تھا اور اس خط میں ان لوگوں کو طعنہ دیا گیا تھا کیونکہ انہوں نے اس زندیق ملقب خداش خرمی کی پیروی کی تھی جو منکرات کو مباح اور محارم سے جنسی تعلقات کو جائز اور حلال سمجھتا تھا اور خالد نے اسی وجہ سے اس کو قتل بھی کرایا تھا اس خط میں یہ لکھا تھا کہ تم لوگوں سے صرف اس بات پر ناراض ہیں کہ تم لوگوں نے ایک فاسق فاجر خداش کی باتیں تسلیم کر لیں تھیں، ابن جریر لکھتے ہیں کہ محمد بن ہشام بن اسماعیل مخزومی نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ جب کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سلیمان بن ھشام بن عبدالملک نے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یزید بن ہشام نے حج کرایا تھا واللہ اعلم سبحانہ وتعالیٰ

۱۲۱ ہجری

مسلمہ بن ہشام نے اس سال روم کے علاقے میں جنگ کا آغاز کیا اور مطامیر کے قلعہ کو فتح کیا اور بلاد الذہب کو مروان بن محمد نے فتح کیا اور وہاں کی سرزمین کو بری طرح روند ڈال وہاں کے حکمران سے ایک لاکھ مویشی سالانہ کے خراج پر صلح ہوئی۔

زید بن علی بن الحسین بن علی ابن طالب کا قتل ......اسی سال صفر کے مہینے میں زید بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب کو قتل کر دیا گیا۔ یہ وہی بزرگ ہیں جنکی نسبت سے لوگ خود کو زیدی کہتے ہیں یہ واقدی کا بیان ہے لیکن ہشام کے مطابق ان کا قتل ۱۲۲ھ میں صفر کے مہینے میں

ھواواللہ اعلم اور مؤرخین کے بقول ان کے قتل کا سبب یہ تھا کہ یوسف بن عمر نے زید سے دریافت کیا کہ کیا خالد القسری نے ان کے پاس بطور امانت مال رکھا تھا اس کے جواب میں زید نے کہا کہ جو شخص میرے اسلاف کو گالیاں دیتا تھا وہ میرے پاس مال کیسے رکھ سکتا تھا اور اس کا میرے اسلاف کو برا بھلا کہنے کا شغل ہر جمعہ کو منبر پر جاری رہتا تھا اس کے اس نے ان سے اس بات پر حلف اٹھوایا کہ ان کے پاس خالد کا دیا ہوا کوئی مال نہیں ہے اس کے بعد یوسف بن عمر نے نہایت بری حالت میں خالد کو جیل سے نکلوایا اور اس سے پوچھا کہ کیا تو نے زید کے پاس کوئی مال رکھا ہے تاکہ ہم اس کی گلوخلاصی سے متعلق کوئی فیصلہ کر سکیں خالد نے جواب دیا کہ میں ایسا کیسے کر سکتا تھا حالانکہ میں ہر جمعہ کو منبر پر کھڑے ہو کر اس کے آباء واجداد کو گالیاں دیا کرتا تھا یوسف نے اس کے بعد زید کو چھوڑ دیا اور امیر المومنین ہشام کو بھی اس بات کی اطلاع کر دی جس نے زید کو معاف کر دیا بعض لوگوں نے یہ کہا کہ ہشام نے بھی انکو حلف اٹھوانے کے بعد چھوڑا تھا اس کے بعد شیعوں کا چالیس ہزار کا ایک گروہ زید کے پاس آیا بعض لوگوں نے انکو خروج سے منع کیا خاص طور پر محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے انہیں خروج سے روکا ان کا اصرار یہ تھا کہ خروج کسی بھی طرح مناسب نہیں چنانچہ انہوں نے جواب میں کہا کہ تمہارے دادا یقیناً تم سے بہتر تھے اور اسی ہزار اہل عراق نے ان کی بیعت بھی کر لی تھی پھر انہوں نے دا کی میں ان سب چیزوں کو سوچ سمجھ کر تمہیں سمجھاتا ہوں کہ اہل عراق اسے ہوشیار رہو اور ان پر بھروسہ کرنے میں احتیاط سے کام لو، لیکن زید بن علی نے ان کی بات کو نہیں مانا اور اہل کوفہ سے خفیہ طور پر بیعت لیتے رہے اور بیعت کا سلسلہ خفیہ طور پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر چلتا رہا کہ ۱۲۳ھ شروع ہو گیا اور ان کے ساتھ اس سال جو کچھ ہوا اس کی انتہاء ان کے قتل پر ہوئی جس کا ذکر ہم آئندہ کریں گے اور خراسان کے امیر نصر بن سیار نے اس سال ترکوں کے علاقے میں جنگ چھیڑ دی اور ان کے بادشاہ کورصول کو جنگ کے دوران قید بھی کر لیا کورصول نصر بن سیار کو نہیں پہنچانتا تھا جب اسکو معلوم ہوا کہ یہ نصر بن سیار امیر خراسان ہے تو اس نے ایک ہزار سالانہ بختی اور ایک ہزار برزون اونٹوں کے عوض صلح کر لی۔ یہ شخص یقیناً بوڑھا تھا اس لئے نصر بن سیار نے اپنے امراء سے اس کے بارے میں مشورہ کیا بعض نے یہ مشورہ دیا کہ اسکو رہا کر دیا جائے کسی نے مشورہ دیا کہ اسکو قتل کر دیا جائے مشورہ کے بعد نصر بن سیار نے کورصول سے یہ پوچھا کہ تم نے کتنی جنگیں لڑی ہیں اس نے جواب دیا کہ ستر بہتر۔ اس پر نصر بن سیار نے اس سے کہا کہ تم جیسے آدمی کو چھوڑا تو نہیں جا سکتا اور پھر اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا جسکی تعمیل ہوئی اور اسکو پھانسی دیدی جب اس کی لشکر کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ ساری رات ماتم کرتے رہے اور انہوں نے اپنی داڑھیاں اور کان کاٹ ڈالے اور اپنے خیموں کو پھاڑ ڈالا اور بہت سے مویشی مار ڈالے جب صبح ہوئی تو نصر بن سیار نے کورصول کی لاش کو جلانے کا حکم دیا تاکہ وہ لوگ اس کی لاش کو حاصل نہ کر سکیں اس کا جلنا لوگوں پر اس کی پھانسی سے زیادہ شاق گزرا لیکن بہرحال وہ ناکام اور ذلیل ورسوا ہو کر واپس ہو گئے اس کے بعد نصر بن سیار نے ایکبار پھر ان لوگوں پر حملہ کیا اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا لیا ان قیدیوں میں ایک بڑھیا بھی شامل تھی جو نصر بن سیار کے سامنے پیش کی گئی اس نے نصر بن سیار کو کچھ نصیحتیں کیں۔

بڑھیا کی نصیحتیں...... وہ یہ تھیں کوئی بادشاہ چھ چیزوں کے بغیر بادشاہ کہلانے کا مستحق نہیں:

(۱)...... بادشاہ کیلئے ایک ایسے وزیر کا ہونا ضروری ہے جو مخلص بھی ہو اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ کو صلاح مشورہ دینے، خصومات کا تصفیہ کرنے اور نسیب فراز سمجھانے کا اہل ہو۔

(۲)...... بادشاہ کیلئے ایک ایسے باورچی کا ہونا بھی ضروری ہے جو اس کے لئے اس کی خواہش کے مطابق کھانے پکائے۔

(۳)...... بادشاہ کی بیوی ایسی حسین وجمیل ہو کہ جب بادشاہ محل میں داخل ہو تو اسکو دیکھتے ہی بادشاہ کے غم اور تفکرات دور ہو جائیں۔

(۴)...... مضبوط قلعہ کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ جب رعایا خوف وخطر میں مبتلا ہو تو اسمیں پناہ لے سکے۔

(۵)...... بادشاہ کے پاس ایسی تلوار ہونا چاہئے جس سے اس کے ہم عصر دشمن خوفزدہ رہیں۔

(۶)...... اور خوراک کا اس کے پاس ایسا زبردست انتظام ہونا چاہئے جو عیش وعشرت کی زندگی گزارنے کیلئے کافی ہو۔

اسی سال محمد بن ہشام بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا یہ مکہ، مدینہ اور طائف کا نائب امیر تھا یوسف بن عمر عراق کا نائب امیر تھا نصر بن سیار خراسان کا نائب امیر تھا اور مروان بن محمد آرمینہ کا نائب امیر تھا اس سال جو لوگ فوت ہوئے ان کا ذکر درج ذیل ہے:

زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ...... مشہور بات یہی ہے کہ ان کا قتل ۱۲۲ھ میں کیا گیا بہر حال ان کے حالات بہت جلد بیان کئے جائیں گے۔

مسلمہ بن حجلۃ القباب عبدالملک ...... یہ ابن مروان القرشی الاموی ابوسعید وابوالاصبع الدمشقی ہیں۔ ابن عساکر نے کہا کہ ان کا گھر دمشق میں جحۃ القباب میں باب الجامع القبلی کے قریب تھا انکو اپنے بھائی ولید کے دور میں حکمرانی ملی اور انہوں نے روم میں کئی جنگیں لڑیں قسطنطنیہ بھی گئے تھے ان کے بھائی یزید نے ان کو عراق کی امارت سپرد کی تھی بعد میں ان کو عراق سے ہٹا کر آرمینیہ کا حاکم وامیر بنادیا۔ عمر بن عبدالعزیز سے انہوں نے حدیث بھی روایت کی ہے اور عبدالملک بن ابی عثمان عبیداللہ بن قزاعہ عیینہ والد سفیان بن عیینہ ابن ابی عمران معاویہ بن خدیج یحییٰ بن یحییٰ غسانی ان سب حضرات نے ان سے خدروایات بیان کی ہیں۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ یہ مسلمہ بنوامیہ میں سے مشہور ومعروف شخص تھا اور الجرادۃ المصفراء ان کا لقب تھا اور بہت سے آثار وروایات ان سے مشہور ہیں اور بہت سی جنگوں میں انہوں نے حصہ لیا۔

مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات ...... جب یہ آرمینیہ کے امیر بنائے گئے تو انہوں نے ترکوں سے جنگ کر کے باب الابواب تک مارچ کیا اور اسکو فتح کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اس کے علاوہ روم کے علاقے کے اکثر وبیشتر قلعے فتح کر لئے مسلمہ نے ۹۸ھ میں قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور صقالبہ شہر کو فتح کیا اور وہاں کے بادشاہ البرجان کو زبردست شکست سے ہمکنار کیا اس کے بعد قسطنطنیہ کا ایک مرتبہ پھر محاصرہ کرلیا۔ اوزاعی نے لکھا ہے کہ جب وہ روم میں لڑ رہے تھے تو ان کے سر میں بہت شدید درد ہوا روم کے بادشاہ ایک ٹوپی ان کے علاج کی غرض سے بھیجی اور کہا کہ اگر تم اس ٹوپی کو پہن لوگے تو سر کا درد ختم ہوجائے گا انہوں نے یہ روم کے بادشاہ کی چال سمجھ کر ٹوپی لینے سے انکار کردیا لیکن مجبوراً مسلمہ کو یہ ٹوپی پہننا پڑی اور جب انہوں نے ٹوپی کو پہنا تو انکو بڑا فائدہ ہوا اور سر کا درد بالکل ختم ہوگیا بعد میں اسنے اپنے درباریوں کے سروں پر بھی اس ٹوپی کو رکھا خلاصہ یہ ہے کہ جس کے بھی سر پر اس ٹوپی کو رکھا اسکو اس سے فائدہ پہنچا اس کے بعد مسلمہ نے یہ ٹوپی مسلا اپنے پاس رکھنا شروع کردی لیکن جب اس ٹوپی کو پھاڑا گیا تو اس میں یہ آیت ستر بار لکھی ہوئی تھی ان اللہ لمسک السموت والارض ابن عساکر وغیرہ نے بھی اس روایت کیا ہے۔

قسطنطنیہ کا محاصرہ ...... قسطنطنیہ کے محاصرے کے دوران ان کو بہت زیادہ مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا اور مسلمانوں کا بھوک کی وجہ سے بہت برا حال تھا جب عمر بن عبدالعزیز کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً حکم بھیجا کہ محاصرہ ختم کر کے واپس شام آجائیں لیکن انہوں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب تک قسطنطنیہ میں جامع مسجد نہیں بنادوں گا یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا چنانچہ انہوں نے اپنی قسم پوری کی اور وہ مسجد بنی اور آج تک مسلمان اس مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں ولید بن مسلمہ وغیرہ نے ان کی وفات کے بارے میں یہ کہا کہ ان کی وفات ۱۲۱ھ میں حانوت کے مقام پر ہو۔

نمیر بن قیس ...... اشعری دمشق کے قاضی اور جلیل القدر تابعی گزرے ہیں انہوں نے ابوموسیٰ اور حذیفہ وغیرہ سے مرسلا روایات نقل کی ہیں اور ان سے بھی ایک کثیر جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ جن میں اوزاعی، سعید بن عبدالعزیز، یحییٰ بن الحارث ذماری شامل ہیں۔

ہشام بن عبدالملک نے انکو دمشق کا عہدہ قضا سپرد کیا تھا ان سے پہلے وہاں کے قاضی عبدالرحمان الخشخاش العذری تھے بعد میں انہوں نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا تھا نمیر بن قیس یمین اور ایک شاہد پر فیصلہ نہیں دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ آباد ادب مسکھاتے ہیں لیکن اصلاح من جانب اللہ ہوتی ہے اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ ان کا انتقال ۱۲۱ھ میں ہوا بعض کے مطابق ۱۲۲ھ میں انتقال ہوا اور بعض کے مطابق ۱۲۵ھ میں ہوا مگر یہ روایت غریب ہے واللہ اعلم۔

۱۲۲ہجری ...... زید بن علی کا قتل

اس سال زید بن علی بن الحسین بن ابی طالب کا قتل ہوا قتل کا سبب یہ تھا کہ جن اہل کوفہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اب ان کا یہ مطالبہ تھا کہ موجود حکومت کے خلاف خروج کیا جائے ایک شخص سلیمان بن سراقہ یوسف بن عمر عراق کے نائب کے پاس پہنچ کر اسکو تمام صورتحال سے آگاہ کیا

یوسف بن عمرو نے زید کو پکڑ کر حاضر کرنے کا حکم جاری کر دیا جب اس بات کا علم شیعوں کو ہوا تو یہ زید بن علی کی خدمت میں آئے اور ان سے کہا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے آپکا کیا خیال ہے ابوبکر وعمر کے بارے میں جواب میں زید نے کہا کہ اللہ ان کی بخشش فرمائے میں نے ان کو اہل بیت پر تبرا کرتے نہیں سنا اور میں بھی ان کے لئے کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں کہتا ہوں۔ اہل کوفہ نے اس پر کہا کہ پھر تم حرم کا اہل بیت کے لئے کیوں مطالبہ کرتے ہو زید نے جواب دیا کیونکہ ہم اس معاملے میں دوسروں لوگوں سے زیادہ مقدار ہیں لیکن کیا کریں لوگوں نے ہم پر انکو فضیلت دیدی اور انکو منتخب کر لیا لیکن اس کی وجہ سے وہ ہمارے نزدیک کافر نہیں ہونگے اور ابوبکر وعمر خلیفہ بنے تو انہوں نے عدل قائم کیا کتاب اللہ اور سنت رسول کے مطابق فیصلے کئے یہ جواب سن کر اہل کوفہ نے سوال کیا کہ جب یہ بات ہے تو پھر تم ان لوگوں کے خلاف جنگ کی تیاری کیوں کر رہے ہو اس کے جواب میں زید بن علی نے کہا کہ یہ لوگ ابوبکر وعمر جیسے نہیں ہیں انہوں نے لوگوں پر بھی ظلم کیا اور خود اپنی جانوں پر بھی ظلم کیا ہے اور میں اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت کی طرف سب کو بلاتا ہوں سنتوں کو زندہ کرنا چاہتا ہوں اور بدعات کو ختم کرنا چاہتا ہوں اگر تم میری اطاعت کرو گے تو تمہارا فائدہ ہوگا اور میرے حق میں بھی بہتر ہوگا اور اگر تم میری اطاعت نہیں کرو گے تو مجھ پر تمہاری کوئی ذمہ داری نہیں ہے زید کی یہ گفتگو سن کر وہ لوگ انکو چھوڑ کر چلے گئے اور انہوں نے بیعت بھی توڑ ڈالی اور انکو تنہا چھوڑ کر تقریباً تمام لوگ چلے گئے اسی دن سے وہ اہل کوفہ رافضی کہلانے لگے جو ان کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور جن لوگوں نے ان کی بات مان کر ان کا ساتھ دیا تھا وہ زیدی کہلانے لگے۔ آج تک مکہ کی غالب اکثریت زیدی مذہب پر ہے ان کا مذہب تعدیل شیخین کی وجہ سے حق بھی ہے اور علی رضی اللہ عنہ کو مقدم سمجھنے کی وجہ سے ان کے مذہب میں باطل کا عنصر بھی ہے کیونکہ حقیقت میں علی کو شیخین پر تقدم نہیں تھا۔

یوسف بن عمر کا علمی مقام...... یوسف بن عمر کے بارے میں جریر نے لکھا کہ یہ علم کے اعتبار سے بالکل زیرو تھا جب زید بن علی نے کوفہ میں اپنے پاؤں جما لئے تو ہشام بن عبدالملک نے یوسف کو لکھا کہ لوگ اس کی بیعت کر رہے ہیں اور تم غفلت میں ہوا سکو اپنے پاس بلا کر امان دو اگر وہ امان قبول نہ کرے تو اس سے قتال کرو چنانچہ اس دن سے یوسف نے ہشام کے حکم کی تعمیل شروع کر دی اور زید کا جو انجام ہوا اسکو ہم ذکر کر چکے ہیں اور جب اس نے زید کی قبر تلاش کر لی تو اس نے زید کا سر لاٹ کر ہشام کے پاس روانہ کر دیا اس کے بعد جب ولید بن یزید امیر بنے تو اسنے ان کی لاش کو وہاں سے اتروا کر جلا دیا اللہ اس کا برا کرے، اور جب زید کے بیٹے یحییٰ بن زید بن علی نے عبدالملا ابن بشر سے پناہ مانگی تو اس کی اطلاع اسنے یوسف بن عمر کو دی یوسف نے اسکو سخت دھمکی دی اور کہا کہ اسے میرے پاس بھیجو جواب میں عبدالملک نے یوسف کو کہا کہ میں ایسے آدمی کو کیسے پناہ دے سکتا ہوں جو ہمارے دشمن کا بیٹا ہے اور وہ خود ہمارا دشمن بھی ہے لیکن جب حالات بدل گئے اور یحییٰ بن زید سے کوئی خطرہ نہ رہا تو عبدالملک نے اسے خراسان بھیج دیا یحییٰ بن زید نے وہاں جانے کے بعد زیدیوں کی ایک جماعت کی بنیاد ڈالی اور ایک عرصہ تک وہیں رہا۔

اہل کوفہ سے یوسف کی تقریر...... ابومخنف نے لکھا ہے کہ زید کو قتل کرنے کے بعد یوسف نے اہل کوفہ سے خطاب کیا اور خطاب میں اہل کوفہ کو دھمکیاں اور گالیاں دیں وہ تقریر یہ تھی خدا کی قسم مجھے امیر المومنین نے اجازت دی ہے کہ میں تم میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دوں اور ان کے اہل وعیال کو قید کر لوں اور میں اسی لئے آج منبر پر بیٹھا ہوں تا کہ تمہیں ان ناگوار باتوں سے مطلع کر دوں ابن جریر نے کہا کہ اسی سال مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ عبداللہ بن البطال نے روم کے علاقے کے باشندوں سے جنگ کی اور مقتول ہوئے۔ ابن جریر نے صرف اتنی ہی بات کہی ہے۔ حافظ ابن عساکر نے اپنی کتاب تاریخ الکبیر میں اس آدمی کا تذکرہ کیا ہے۔

اصح قول کے مطابق شیخین نے ہی عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا اور صحابہ کے صحیح اقوال سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس کے بعد زید بن علی نے اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ مل کر خروج کرنے کا عزم کر لیا اور ۱۲۲ھ میں صفر کے مہینے میں انہوں نے سب لوگوں کے عہد بھی لے لیا جب یوسف بن عمرو کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے فوراً اپنے کوفہ کے نائب الحکیم بن صلت کو حکم دیا کہ تمام لوگوں کو جامع مسجد میں جمع کیا جائے چنانچہ پیر کے دن ماہ محرم کے اختتام پر سب لوگ جامع مسجد میں جمع ہو گئے یہ خروج سے ایک روز پہلے کا واقعہ ہے زید نے بدھ کے روز سخت سردی اور اندھیرے میں خروج کا آغاز کیا ان کے ساتھ ان کے ساتھی روشنیاں اٹھائے ہوئے تھے اور یا منصور یا منصور کے نعرے لگا رہے تھے چنانچہ جب صبح ہو گئی تو ان کے ساتھ صرف دوسو اٹھارہ آدمی تھے انہوں نے باقیوں کے متعلق دریافت کیا تو جواب دیا گیا کہ وہ مسجد میں محصور ہیں اور الحکم بن صلت نے زید کے خروج کی

اطلاع یوسف بن عمر کو دیدی تھی اور یوسف بن عمر نے حکم کی مدد کیلئے فوج کا ایک دستہ بھیج دیا تھا اور حکم کے ساتھ سپاہیوں کی ایک بہت بڑی تعداد جنگ کے میدان کی طرف چل پڑی اور یوسف بن عمر خود بھی وہاں بہت سے لوگوں کے ساتھ پہنچ گیا تھا اور پھر وہ کناسہ کی طرف بڑھا اور شامیوں کے لشکر پر حملہ کر کے انکو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

اس کے بعد وہ یوسف کی طرف چلا اور یوسف ایک ٹیلہ پر کھڑا تھا اور زید بھی وہاں اپنے دوسو سواروں کے ساتھ موجود تھا اگر وہ یوسف پر حملہ کرتا تو کامیاب ہوسکتا تھا لیکن اس نے دائیں طرف کا رخ کیا اور جب دونوں گروہ آپس میں لڑے تو انہوں نے ان کے ایک حصے کو شکست بھی دی اور زید اپنے ساتھیوں میں جذبہ جہاد پیدا کرنے کے یہ پکار رہے تھے اے اہل کوفہ دین کی طرف آؤ اور عزت کی طرف آؤ تم میں نہ دین ہے نہ عزت ہے اور نہ دنیا ہے۔ بہرحال جب رات ہوگئی تو اہل کوفہ میں سے کچھ لوگ زید کے پاس آ گئے اور ان میں سے بعض نے اگلے دن لڑائی میں بھی حصہ لیا اور کچھ مارے بھی گئے اگلے دن شامیوں اور زید نے بھرپور طریقے سے جنگ میں حصہ لیا مگر فریق ثانی زید کے ستر آدمیوں کو مار ڈالا اور باقی لوگ بری حالت میں زید کے پاس واپس آ گئے اگلے دن زید کے لشکر سے یوسف بن عمر کے لوگوں سے پھر جنگ ہوئی زید نے لڑکر ان لوگوں کو ردلی کی طرف واپس جانے پر مجبور کر دیا اور انکو بنی سلیم کے علاقے میں پناہ تک لینے پر مجبور کر دیا اس کے بعد زید بن علی نے ان کا پیچھا کیا پھر دونوں طرف سے سخت مقابلہ ہوا حتیٰ کہ شام ہوتے ہوئے ایک تیر زید کی پیشانی کے بائیں حصہ میں لگا جو دماغ تک اتر گیا اس کے بعد زید اور اس کی جماعت پیچھے ہٹ گئی اور انکو ایک گھر میں لے جایا گیا وروہاں طبیب کو لایا گیا طبیب نے ان کی پیشانی سے وہ تیر نکالا لیکن تیر پورا نہ نکلا تھا کہ ان کی موت واقع ہوگئی بعد میں ان کے ساتھیوں میں ان کی تدفین کے بارے میں اختلاف ہوگیا بعضوں نے کہا کہ زرہ پہنا کر پانی میں ڈال دو کسی نے کہا کہ ان کے جسم سے سر کو علیحدہ کر کے اپنے ساتھ لے جایا جائے۔

اس پر ان کے بیٹے نے کہا کہ میں اپنے باپ کو کتوں کے کھانے کیلئے نہیں چھوڑوں گا بعد میں لوگوں نے یہ رائے دی کہ انکو عباسیہ میں دفن کر دیا جائے اور بعض نے یہ مشورہ دیا کہ جس گھڑے سے مٹی نکالی جاتی ہے انکو وہیں دفن کر دیا جائے چنانچہ اسی پر عمل ہوا اور ان کی قبر پر پانی ڈال دیا گیا تاکہ دشمن ان کی قبر کو نہ پہچان سکیں اور ان کے ساتھی منتشر ہو گئے کیونکہ ان میں اب کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا جسکی سربراہی میں یہ لڑ سکیں چنانچہ جب صبح ہوئی تو یوسف بن عمر زید کی لاش کی تلاش میں لگ گیا حتیٰ کہ زید کے غلام سندی تک پہنچ گیا سندی نے زید کے دفن کی شہادت دے کر ان کی قبر کی نشاندھی کر دی بعد میں انکو قبر سے نکالا گیا اور یوسف بن عمرو نے ان کی لاش کو کپڑا چھیننے کی جگہ لکڑی کے سہارے کھڑے کرنے کا حکم دیا اور یوسف ساتھ اس وقت نصر بن خزیمہ، معاویہ بن اسحاق بن یزید بن حارثہ انصاتی اور زیاد النہدی بھی تھے بعض لوگوں نے کہا ہیکہ زید اسی حالت میں چالیس دن تک لٹکے رہے اس کے بعد ان کی لاش کو اتار کر جلا دیا گیا واللہ اعلم بالصواب۔

عبداللہ ابو یحییٰ المعروف بالبطال ...... عبداللہ المعروف بالبطال یہ انطا کیہ کے رہنے والے تھے اس کے بارے میں ابو مروان انطا کی نے بہت کچھ بتایا ہے۔ اس نے بتایا کہ عبدالملک بن مروان جب اپنے بیٹے مسلمہ کو جنگ کیلئے بلاد روم بھیجنے کا ارادہ کیا تو اس نے بطال کو اہل جزیرہ اور شام کا والی وحکمران مقرر کیا اور اپنے بیٹے مسلمہ کو حکم دیا کہ بطال کو اپنے ہراول دستہ کا لیڈر بنانا اور اسکو حکم دینا کہ لشکر کو رات میں لیکر چلا کرے اور اس کا کہنا مانتے رہنا کیونکہ بطال نہایت شجاع اور امین آدمی ہے۔

جب مسلمہ کا لشکر روانہ ہوا تو عبدالملک باب دمشق تک اس لشکر کے ساتھ چلا اور مسلمہ بطال کے پاس دس ہزار کا لشکر لے کر پہنچا۔

محمد بن عائذ الدمشقی نے شیخ انطا کیہ ابو مروان کے حوالے سے لکھا ہیکہ میں بڑی بڑی جنگوں میں بطال کے ساتھ شریک ہوا ہوں بطال نے روم کے شہروں کو روند ڈالا تھا اور بطال نے مجھے بتایا کہ بنو امیہ کے بعض حکمرانوں نے جنگ کے دوران عجیب ترین اور دلچسپ واقعات سنانے کی مجھ سے فرمائش کی تھی تو میں نے ان کو ایک دلچسپ واقعہ سنایا۔

بطال کے دلچسپ وعجیب واقعات ...... بطال نے واقعہ سناتے ہوئے ان سے کہا کہ ایک رات میں اپنا دستہ لے کر نکلا اور ساتھیوں سے کہا کہ اپنے گھوڑوں کی لگامیں ڈھیلی چھوڑ دو اور خبردار اس وقت تک کسی کو قتل نہ کرنا جب تک ہم کو آبادی پر پورا کنٹرول نہ ہو جائے۔ میرا حکم سن کر وہ

لوگ بستی میں پھیل گئے اور میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر ایک گھر کی طرف جارہا تھا جس کا چراغ جل رہا تھا اور خاتون اپنے روتے ہوئے بچے کو یہ کہہ خاموش کر رہی تھی کہ چپ ہو جاور نہ تجھے بطال کے حوالہ کردوں گی اور یہ کہہ کر بچہ کو اپنے بستر کے نیچے ڈال دیا اور ڈالتے وقت یہ بھی کہا کہ بطال اسکو لیجا بطال کہتا ہے کہ میں نے اُسے اٹھالیا۔

ابومروان انطا کی نے بطال کے متعلق ایک اور واقعہ نقل کیا ہیکہ بطال نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں اپنے لشکر سے بچھڑ گیا اور میرے ساتھ میرا کوئی بھی ساتھی نہیں تھا میرے تھیلے میں کچھ جو اور رومال میں روٹی اور بھنا ہوا گوشت تھا اور میں ایک راہ پر چلا جارہا تھا اور اس امید میں تھا کہ شاید کسی سے تن تنہا ملاقات ہو جائے یا کوئی خبر مل جائے اتنے میں ایک باغ میں جا پہنچا جہاں تازہ سبزیاں تھیں میں وہاں رک گیا اور روٹی او گوشت کے ساتھ سبزی خوب کھائی جس کی وجہ سے مجھے دست لگ گئے دستوں کی وجہ سے بدن میں کمزوری اور نقاہت اتنی بڑھ گئی کہ مجھے ڈر لاحق ہوا اگر میں گھوڑے پر سوار ہو کر اپنا سفر جاری رکھا تو گھوڑے سے گر جاؤں گا اور کمزوری کی وجہ سے دوبارہ سوار نہیں ہو سکوں گا۔

چنانچہ میں نے گھوڑے کی لگام پکڑی اور گھوڑے پر سوار ہو گیا مجھے ہوش نہیں تھا کہ میرا گھوڑا کہاں جارہا ہے البتہ سڑک پر چلتے ہوئے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز کان میں آرہی تھی اس اثنا میں سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک گھر نظر آیا جس میں سے چند عورتیں باہر نکلیں ان کے ہمراہ ایک جمیل وحسین خاتون بھی تھی جوان عورتیں سے اپنی زبان میں کہہ رہی تھی کہ اس کو اُتار کو گھر میں لے آ ؤ پس ان عورتوں نے مجھے گھوڑے سے اترنے کو کہا اور وہ مجھے گھر میں لے گئیں میرے کپڑے اور زین مجھے دی اور میرے گھوڑے کو نہلایا اور مجھے ایک تخت پر بٹھایا اور میرے لئے کھانے پینے کا انتظام کیا گیا اور میں نے وہاں ایک دن ایک رات قیام کیا لیکن اس کے بعد بھی پھر تین دن تک وہاں قیام کیا، انہیں دنوں وہاں ایک مالدار آدمی آیا جو اس حسین خاتون سے نکاح کرنے کا خواہشمند تھا۔ میرا گھوڑا دروازہ پر بندھا ہوا تھا اور میں روانہ ہونے کی تیاری میں مصروف تھا کہ اچانک ایک بڑا بطریق رومی زبان میں مالدار آدمی کو کہتے ہیں وہاں آگا ے جوان کا نکاح پڑھانے کیلئے آیا تھا اسکو کسی نے بتایا کہ یہاں ایک اجنبی سوار آیا ہوا ہے اور یہ گھوڑا بھی اُسی کا ہے یہ سنا تھا کہ وہاں موجود کچھ لوگوں نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا لیکن اس خاتون نے ان کو حملہ کرنے سے روکا اور ان سے کہا کہ اگر میں نے اس کیلئے دروازہ کھول دیا تو آخر کیا گناہ کیا ہے اور میں نے اس کو کیا دے دیا ہے۔

پس وہ محض نکاح کا خواہش مند اور اس کے آدمی وہاں شام تک مقیم رہے اور ان کی دعوت میں بھی شریک رہے اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر وہ آدمی اور اس کے ساتھی وہاں سے چلے گئے۔

بطال کہتا ہے کہ میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا اس کا تون نے مجھے ان کا پیچھا کرنے سے منع کیا لیکن میں نے اس کی بات کو قبول نہیں کیا۔

اور آگے جا کر میں نے اس شخص پر حملہ کر دیا یہ ماجرا دیکھ کر اس شخص کے ساتھی اسکو چھوڑ کر بھاگ گئے میں نے اس شخص کو پکڑ کر خوب پٹائی لگائی اور اس کو جان سے مار ڈالا اور واپس اسی راہب خانہ آگیا تمام عورتیں میرے سامنے آکر بیٹھ گئیں میں نے ان سے کہا کہ یہاں سے نکل چلو تو وہ سب خواتین اپنی سواریوں پر سوار ہو کر میرے ہمراہ چل پڑیں میں ان سب کو لیکر امیر جیش کے پاس پہنچا اور ان سب کو امیر کے سپرد کر دیا اور امیر نے مجھ سے کہا کہ ان میں سے جو تجھ کو پسند ہو اسکو تم لے لو تو میں نے ان میں سے اس خوبصورت خاتون کا انتخاب کیا اور اب وہ میری ولد ہے (یعنی میرے بچوں کی ماں ہے) بطریق رومی زبان میں امیر کبیر آدمی کو کہتے ہیں اور جس بطریق کبیر کا پیچھے ذکر ہوا وہ اس حسین وجمیل خاتون کا باپ تھا جو بطال کی ام ولد بنی اور بطال اس حسین وجمیل خاتون کے باپ کے لئے ہدایت وراہنمائی کا بھی سبب بنا۔

عبدالملک بن مروان نے جب بطال کو (المصیصہ) کا حکمران بنایا تو اس نے ایک لشکر روم کی طرف بھیجا لیکن بطال کو اس لشکر کی کوئی اطلاع نہیں ملی کہ اس لشکر پر کیا گزری۔ اس لئے وہ تن تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور عموریہ پہنچ گیا وہاں پہنچ کر اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو دربان کے کہا کہ تم کون ہو، تو بطال نے جواب دیا کہ میں بادشاہ کی طرف سے خودمختار صاحب السیف نمائندہ ہوں اور تمہارے امیر کے پاس بطور سفیر کے آیا ہوں چنانچہ دربان مجھے امیر کے پاس لے گیا جب میں اس کے پاس پہنچا تو امیر ایک تخت پر بیٹھا تھا میں بھی اس کے ساتھ تخت پر ایک جانب کو بیٹھ گیا پھر میں نے اس سے کہا کہ میں تمہارے پاس لشکر کے ساتھ آیا ہوں اپنے لوگوں سے کہو کہ وہ یہاں سے چلے جائیں لوگ چلے گئے تو امیر نے دروازہ بند کر دیا یہ صورت حال دیکھ میں تلوار سونت لی اور اس سے اس کے سر پر ضربیں لگائیں اور اس سے کہا کہ میں بطال ہوں مجھے اس دستہ کا پتہ بتاؤ جو میں

نے تمہارے علاقہ میں بھیجا تھا ورنہ تمہیں جان سے ماردوں گا۔ چنانچہ اس نے بتایا کہ وہ دستہ میرے ہی علاقہ میں ہیں اور یہ خط آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہیکہ وہ فلاں وادی میں ہیں اور جو کچھ تم نے تفصیلات بتائی ہیں وہ درست ہیں اس پر میں نے اس سے کہا کہ مجھے امان دو اور میرے لئے کھانے پینے کا بندوبست کیا جائے اس نے اپنے لوگوں کو میرے لئے کھانے پینے کا بندوبست کرنے کا حکم دیا اور میں نے کھانا کھا کر وہاں سے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم جلد میرے سامنے سے بادشاہ کے قاصد و سفیر کو فلاں وادی میں لیجاؤ چنانچہ وہ لوگ میرے آگے آگے چلنے لگے اور میں چل کر اس وادی میں پہنچ گیا جس کا اس نے ذکر کیا تھا وہاں میں نے اپنے لوگوں کو پایا اور ان کو اپنے ساتھ لیکر مصیصہ واپس آ گیا یہ بھی میری زندگی کا عجیب واقعہ ہے۔

بطال کی شہادت ...... ولید بتاتا ہے کہ مجھے بعض شیوخ نے بتایا کہ انہوں نے بطال کو دیکھا کہ وہ حج سے واپس آ گیا ہے بطال کی ہمیشہ سے تمنا اور آرزو رہی کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہاد کرنے سے پہلے حج کا موقعہ دے دے چنانچہ جس سال بطال کی شہادت ہوئی اس سال اس کو حج کی توفیق ملی۔ اس کی شہادت کی وجہ یہ ہوئی کہ لیون ملک الروم، قسطنطنیہ سے ایک لاکھ فوج لے کر نکلا اور اس نے بطال کے پاس اس شخص کو بطور قاصد کے بھیجا جس کی لڑکی سے بطال نے نکاح کیا تھا اس نے بطال کو لیون کی فوجی طاقت سے باخبر کیا اس پر بطال نے امیر المسلمین مالک بن شعیب کو مطلع کیا اور اس سے کہا کہ ہمیں ان حالات کے پیش نظر قرآن کے شہر میں قلعہ بند ہو کر لڑائی سے اس وقت گریز کرنا چاہئے جب تک ہمارے پاس امیر المومنین ہشام کی اسلامی عظیم لشکر نہ پہنچ جائے لیکن مالک بن شعیب نے بطال کی رائے کو قبول نہیں کیا اور لڑائی کا ارادہ کر لیا چنانچہ دونوں طرف سے سخت معرکہ آرائی کا بازار گرم ہوا اور بڑے بڑے بہادر اس لڑائی میں مارے گئے اس دوران جب کسی نے بطال کا نام لیا تو یہ نام سن کر تمام رومی گھوڑ سوار چاروں طرف سے بطال پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے بطال کو گھسیٹ کر گھوڑے سے نیچے گرا دیا بطال اپنی آنکھوں سے میدان جنگ میں شدید معرکہ آرائی دیکھ رہا تھا کہ اسی دوران امیر جیش مالک بن شعیب بن مارا گیا اور مسلمان تتر بتر ہو کر ادھر اُدھر کو بھاگنے لگے بالآخر اسی شہر حران میں بہت سے لوگ پناہ گزیں ہو گئے۔

لیون ملک الروم جو میدان جنگ میں کھڑا سارا منظر دیکھ رہا تھا وہ بطال کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہاری کوئی آخری خواہش ہو جس کو ہم پورا کریں بتاؤ اس پر بطال نے لیون سے کہا کہ تمہارے جو مسلمان قیدی ہیں ان سے کہو کہ میری نماز جنازہ اور تدفین کا بندوبست کو میں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور لیون نے مسلمان قیدیوں کو بطال کی نماز جنازہ اور تدفین کی غرض سے رہا کر دیا، جنہوں نے بطال کی تدفین کا بندوبست کیا۔ اس کے بعد ہون نے شہر جا کر مسلمانوں کے لشکر کا محاصرہ کیا ہی تھا کہ اطلاع آئی کہ مسلمان بن ہشام کا اسلامی لشکر پہنچنے والا ہے۔ اس خبر کے آتے ہی لیون اپنی فوجوں کو لیکر واپس پلٹا اور قسطنطنیہ پہنچ گیا۔

خلیفہ بن خیاط نے بطال کی وفات ۱۲۱ھ میں ارض روم میں بتایا ہے جبکہ ابن جریر نے سن وفات ۱۲۲ھ ذکر کی ہے۔

ایاس الذکی ...... بقول خلیفہ بن خیاط ان کا سب نامہ ہو ہے ایاس بن معاویہ بن مرہ بن ایاس بن ھلال بن رباب بن عبید ب درید بن اوس بن سواہ بن عمرو بن نسار یہ بن ثعلبہ بن ذبیان بن ثعلبہ بن اوس بن عثمان بن عمرو بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان یہ تابعی تھے اور بصرہ کے قاضی بھی تھے، ابو واثلہ مزنی کی کنیت سے مشہور تھے۔ ان کے دادا کو جناب رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔

اپنی ذکاوت و ذہانت میں ابو وائلہ المزنی اپنے ہم عصروں میں مشہور تھے۔ انہوں نے اپنے باپ سے کچھ روایات مرفوعاً بیان کی ہیں اور حضرت انس، سعید بن جبیر، سعید بن المسیب، نافع اور ابی مجاز سے بھی روایت منقول ہیں۔ خود ان سے الحمادان، شعبہ اور اصمعی وغیرہ نے بھی روایات بیان کی ہیں۔ ان کے بارے میں محمد بن سرین کہتے ہیں کہ یہ نہایت فطین وفہیم ہیں۔

محمد بن سعد، العجلی، ابن معین اور نسائی نے بھی ان کو ثقہ کہا ہے ابن سعید نے آگے بڑھ کر ان کو فطین و عاقل کہا ہے۔ العجلی نے ان کو فقیہ اور عفیف کہا ہے۔

ایاس عبدالملک بن روان کے عہد میں دمشق آئے اور عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں پہنچے اور وہ اس سے پہلے دو بار ان کے پاس اس وقت گئے

تھے جب ان کو عدی بن ارطاۃ نے بصرہ کے منصب قضاء سے معزول کر دیا تھا ابو عبیدہ وغیرہ نے یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ ایاس اپنی جوانی کے آغاز میں تھے کہ ان کا کسی شیخ سے جھگڑا ہو گیا اور یہ دونوں دمشق کے قاضی کے پاس فیصلے کے واسطے پہنچ گئے تو قاضی نے ان سے کہا کہ یہ بوڑھا ہے اور تم نوجوان ہو اسلئے گفتگو میں ان کے ساتھ برابری نہ کرو ایاس نے جواب دیا کہ اگر یہ بڑا ہے تو حق اس سے بھی بڑا ہے قاضی نے کہا تم خاموش ہو جاؤ ایاس نے کہا، اگر میں دلیل کے باوجود نہ بولا تو پھر کون بولے گا؟ اس پر قاضی نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ میری اس مجلس میں حق کی ایسی بات کرو گے ایاس نے کہا (اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ) اس پر قاضی نے کہا کہ میں تمہیں اس بوڑھے کے حق میں ظالم سمجھتا ہوں ایاس نے کہا میں قاضی کے خیال میں اپنے مرتبے سے نیچے نہیں گرا ہوں اس بات پر قاضی اٹھ کھڑا ہوا اور عبدالملک کے پاس پہنچا اور کہا کہ اس کا کہنا پورا کر دو اور اس کو فوراً دمشق سے نکال دو ایسا نہ ہو کہ یہ لوگوں کو خراب کرے۔

بعض لوگوں نے کہا کہ جب ایاس کو عدی بن ارطاۃ نے عہدہ قضاء سے معزول کر دیا تو یہ بھاگ کر عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچا لیکن ان کا انتقال ہو چکا تھا۔

یہ دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بنوامیہ کا ایک شخص کچھ گفتگو کرنے لگا اس کی ایاس نے تردید کی اور اس پر اُس نے اساس کو سخت سست کہا اور وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے، کسی نے اس اموی سے کہا کہ یہ ایاس بن معاویہ المزنی ہیں جب اگلے دن اموی پھر وہاں آیا تو اس نے ایاس سے معافی مانگی اور کہا کہ میں نے آپکو پہچانا نہیں تھا۔ آپ کا کلام تو شرنیوں سا ہے لیکن آپ کے کپڑے بازاریوں جیسے ہیں کچھ اچھے نہیں لگتے۔

یعقوب بن سفیان نے ضمرہ بن ابی ثوب کے حوالے سے بتایا ہے کہ صدیوں میں ایک کامل العقل شخص پیدا ہوتا ہے اور لوگ ایاس بن معاویہ کو کامل العقل لوگوں میں شمار کرتے تھے۔ عجلی کا کہنا ہے کہ تین عورتیں ایاس کے پاس آئیں جب اُس نے ایک نظر ان تینوں کو دیکھا تو کہا کہ ان میں سے ایک دودھ پلاتی ہے۔ ایک کنواری ہے اور تیسری بیوہ ہے اس پر لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو کیسے پلہ چلا؟ ایاس نے جواب دیا کہ دودھ پلانے والی اپنی پستان کو اپنے ہاتھ میں سنبھال رہی تھی۔ کنواری جب اندر داخل ہوئی تو نگاہ جما کر نہیں دیکھی جب کہ بیوہ کی آنکھیں کمرے میں داخل ہوتے وقت چاروں طرف چل رہی تھی۔

یونس بن ثعلب نے حماد بن سلمہ کے حوالے سے کہا کہ میں نے ایاس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے وہ رات اچھی طرح یاد ہے جب میں پیدا ہوا تھا اس دن میری ماں نے میرے سر کے اوپر انگور کی بیل رکھی تھی۔ المدائنی کہتا ہے کہ ایک روز ایاس نے اپنی والدہ سے کہا کہ جب تم حاملہ تھیں تو میں نے زبردست شور کی آواز سنی تھی آخر وہ کیا چیز تھی ماں نے جواب دیا تانبے کا تسلہ دیوار سے نیچے گرا تھا جس کے شور اور آواز سے میں گھبرا گئی تھی اور اسی وقت تم پیدا ہو گئے تھے ابوبکر الخرائطی نے عمر بن شیبہ نمیری کے حوالے سے بتایا ہے کہ میں نے ایاس کے متعلق سنا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے جھوٹ بولنے سے کوئی خوشی محسوس نہیں ہوئی جس کی والد کو اطلاع ہو جائے وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں نے آج تک اہل الاہواء میں سے کسی سے بھی آج تک قدریہ سے زیادہ اپنی پوری ذہانت سے مخالفت نہیں کی جب میں نے ان سے پوچھا کہ ظلم کسے کہتے ہیں؟ ایاس نے جواب میں کہا انسان کا اپنے لئے وہ چیز حاصل کرنا جو اس کی نہیں ہے اس پر میں نے کہا کہ ہر شے تو اللہ تعالیٰ کی ہے بعض لوگوں نے ایاس کے بارے میں کہا کہ وہ ایک مرتبہ لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ میرے بچپن میں کچھ شعاری مسلمانوں کا مذاق اڑا رہے تھے اور ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اہل جنت کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش نہیں آئے گی تو میں نے اُس نصرانی فقیہ سے کہا کہ کیا تم کو اس سے انکاری ہے کہ غذا کا کچھ حصہ جزبدن بن جاتا ہے اُس نے کہا ہاں تو میں نے اُس سے کہا اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کی تمام غذا کو جز زبدن بنا دے اور اُن کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش نہ آئے اس پر اُس فقیہ نے کہا کہ یقیناً تم کوئی شیطان معلوم ہوتے ہو۔ یہ بات تو وہ تھی جسک و ایاس نے اپنی عقل سے کہی تھی مگر حدیث صحیح میں بھی وارد ہوا ہے کہ اہل جنت کا کھانا ڈکار اور پسینہ کے ذریعے ہضم ہو جاتا ہے اور پیٹ خشک اور ہلکا رہو جاتا ہے۔

ایک شخص نے ایاس بن معاویہ سے کہ کہ اے ابو واثلہ دنیا کے لوگ کب تک باقی رہے، اور کب تک پیدا ہونے اور مرنے کا سلسلہ جاری رہے گا؟ ایاس نے مجلس کے شرکا رسے کہا جب تک دو گنستاں پوری نہ ہوئیں گی اہل جنت کی گنتی اور اہل دوزخ کی گنتی۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ایاس بن معاویہ نے ایک سواری لے کر شام جانے کا ارادہ کیا۔ کرایہ کی اس گاڑی میں غیلان قدری بھی ایاس کے

ہمسفر ہوگیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے متعارف نہیں تھے چنانچہ تین روز تک مسلسل سفر کے باوجود ایک دوسرے سے ہمکلام نہ ہو سکے تین دن کے بعد جب ایک دوسرے سے متعارف ہوئے تو ایک دوسرے سے مختلف عقیدہ کے خیال سے اور بھی دونوں کو تعجب اور حیرانگی ہوئی غیلانی سے ایاس نے کہا اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کی زبان پر یہ آیت ہوگی **الحمدللّٰہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی بو لا ان عصدنا اللّٰہ** شکر ہے خدا کا جس نے ہمیں اس کی ھدایت کی اور ہم کبھی راہ یاب نہ ہوئے اگر اللہ ہمیں روایت نہ کرتا۔ اس کے مقابلے میں اہل نار کہیں گے **ربنا غلبت علینا شقوتنا** اے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی۔ اور ملائکہ کہیں گے **سبحانک لاعلم لنا الا معلمتنا** پاک ہے تیری ذات ہمیں صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں بخشا ہے۔ اس کے بعد اُس نے اشعار عرب اور امثال عجم غیلان کو سنائے جس میں قضاء وقدر کا اثبات تھا۔ اس کے بعد ایک مرتبہ پھر ایاس اور غیلان عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں اکٹھے ہوئے جہاں دونوں میں مناظرہ بھی ہوا جس میں ایاس غیلان پر حاوی ہوا اور اپنی گفتگو سے اتنا قائل کیا کہ غیلان نے اپنے عجز کا اعتراف کیا اور ندامت کا بھی اظہار کیا۔ عمرو بن عبدالعزیز نے اس کے لئے جھوٹا ہونے کی صورت میں بدعا کی ان کی بدعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا۔ عمرو بن عبدالعزیز نے اس پر قابو پا کر اسکو قتل کر دیا اور پھر اسے پھانسی دیدی گئی سفیان بن حسین نے لکھا ہے کہ میں نے ایاس کے سامنے ایک شخص کی بدگوئی کی تو اس نے میری طرف غور سے دیکھا اور پھر بولا کہ کیا تم نے روم میں جنگ لڑی ہے میں نے کہا نہیں پھر انہوں نے کہا کیا تم نے سندھ وہند اور ترکوں سے کسی جنگ میں حصہ لیا ہے؟ میں نے جواب نفی میں دیا تو ایاس نے کہا کہ سندھ وہند اور روم تو تم سے محفوظ رہے لیکن تم کسی مسلمان کو یہاں بھی نہیں بخش سکے سفیان بن حسین کہتے ہیں کہ اس بات پر میں بہت نادم ہوا اور آئندہ میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔

اصمعی نے اپنے باپ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں نے ایاس بن معاویہ کو ثابت البنانی کے گھر میں دیکھا کہ وہ نہایت سرخ لمبی آستینوں والی قمیص پہنی ہوئی تھی اور عمامہ بھی سرخ ہی ہوا تھا۔

بلاشبہ ایاس بکثرت باتیں کرتا تھا اور اس جس سے بات کرتا اُس پر حاوی ہو جاتا ہے اس کے بارے میں جب لوگوں نے یہ کہا کہ تم میں بجز کثرت کلام کے اور کوئی عیب نہیں ہے تو اُس نے جواباً کہا کہ میں غلط بات کہتا ہوں یا صحیح بات؟ لوگوں نے کہا کہ بات تو تمہاری صحیح ہوتی ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ کلمہ خیر اگر بکثرت بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

بعض لوگوں نے جب اسکو گندے کپڑوں کے بارے میں ٹوکا تو اس نے جواب دیا کہ میں ایسا کپڑا پہنتا ہو جو میرے کام آتا ہے ایسا کپڑا نہیں پہنچا جس کی خدمت میں ہمیشہ لگا رہوں اصمعی سے ایاس نے کہا انسان کی عمدہ خصلتوں میں سچی بات کرنا سب سے اچھی خصلت ہے جو شخص سچی بات سے محروم ہو وہ اخلاق کی بڑی خوبی سے محروم ہے، عمرو بن عبدالعزیز نے جب عدی بن ارطاۃ کو بصرہ کا نائب بنا کر بھیجا تو اسکو حکم دیا کہ ایاس بن معاویہ اور قاسم بن ربیعہ الجوشی میں جو زیادہ ہند ہوا سکو بصرہ کا قاضی بنا دیا جائے۔ اس پر عدی نے کہا کہ میں ایاس کو قاضی بنانے کے حق میں نہیں ہوں بصرہ میں اگر کسی سے بھی پوچھا جائے تو وہ الحسن اور ابن سیرین کا نام لے گا اور ایاس ان کے مقام کو نہیں پہنچتا اس پر قاسم نے ہر خیال کیا کہ اگر ان دونوں کے بارے میں دریافت کرینگے تو وہ میرا نام لیں گے چنانچہ قاسم نے عدی سے کہا کہ قسم ہے خدائے وحدہ لاشریک کی کہ ایاس مجھ سے بہر حال بہتر ہیں وہ زیادہ افقہہ اور قضاء کے متعلق زیادہ علم رکھنے والے ہیں اگر میں اپنے قول میں سچا ہوں تو ایاس کو قاضی بنادے اور اگر میں جھوٹا ہوں تو جھوٹے کو قاضی بنانا صحیح نہیں بہرحال عدی نے ایاس کو قاضی بنادیا وہ ایک سال تک اس منصب پر فائز رہے لوگوں میں صلح ومصالحت کراتے رہے اور جب ان پر حق ظاہر ہو جاتا پھر اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ ایک سال بعد وہ عمرو بن عبدالعزیز کے پاس فرار ہو کر پہنچنے اور استعفی پیش کیا اس کے بعد عدی نے الحسن البصر ہ کو بصرہ میں منصب قضاء پر مامور کیا کہا جاتا ہے کہ جب ایاس کو بصرہ کا قاضی بنایا گیا تو اس سے علماء خوش ہوئے چنانچہ ایوب نے کہا حق بحقدار رسد ایک روز الحسن البصر ی اور ابن سیرین ایاس بن معاویہ کے پاس آئے اور سلام علیک کہہ کے بیٹھ گئے تو ایاس بیٹھ کر بہت روئے اور اس حدیث کا ذکر کیا جن میں کہا گیا کہ تین قسم کے قاضی ہوں گے جس میں دو جہنمی اور ایک جہنمی ہوگا۔ اس پر حسن نے داؤد وسلیمان ''**اذیحکمان فی الحرث الی قولہ "حکما وعلما"**'' کی آیات تلاوت کی لوگوں کا بیان ہے اس کے بعد ایاس مسجد میں بیٹھ گئے اور ستر مقدمات کا فیصلہ کر کے اٹھے لوگ ایاس کو قاضی شریح کی مانند قرار دیتے تھے لیکن جب انہیں کسی مقدمے میں مشکل پیش آتی تو وہ ابن سیرین

کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ایاس نے لوگوں سے کہا کہ میں اکثر لوگوں سے اپنی نصف عقل سے کام لے کر بات کرتا ہوں لیکن جب میرے پاس دو مدعی آتے ہیں تو اس وقت ان کے معاملے کو نمٹانے کیلئے اپنی پوری عقل استعمال کرتا ہوں کسی شخص نے ایاس سے کہا کہ آپ کو اپنی رائی پسند آتی ہے ایاس نے کہا کہ اگر ایسا نہ ہو تو میں کوئی فیصلہ ہی نہ کر سکوں۔

ایک شخص نے ایاس سے کہا مجھے تمہاری تین عادتیں پسند نہیں ایک یہ کہ تم غور وحوض کرنے سے قبل ہی فیصلہ کرتے ہو کسی کے ساتھ مجالست نہیں کرتے ہو۔ گندے کپڑے پہنتے ہو، ایاس نے جواب دیا کہ تینوں میں سے کونسی بات زیادہ ناپسند ہے یا دو زیادہ ناپسند ہیں جواب دیا کہ تینوں ناپسند ہیں۔

ایاس نے جواباً کہا جتنی جلدی میں کسی چیز کو سمجھتا ہوں اتنی ہی جلدی اُس کا فیصلہ بھی سنا دیتا ہوں جہاں تک مجالست کا ذکر ہے میں اس شخص کے ساتھ مجالست کو پسند کرتا ہوں جو میری قدر اور حیثیت سے واقف ہو بہ نسبت اُس شخص کے جو میری قدر سے ناواقف ہو اور میں وہی لباس زیب تن کرتا ہوں جو میری خدمت اور حفاظت کرتا ہے اور وہ لباس نہیں پہنتا جس کی حفاظت مجھے کرنی پڑے کہا جاتا ہے کہ ایاس کے پاس دو مدعی آئے جن میں سے ایک کا دعوی تھا کہ میں نے اس کے پاس بطور امانت اپنا مال رکھا ہے جبکہ دوسرا اس کا منکر تھا ایاس نے امانت رکھنے والے سے کہا تم نے اپنی امانت کہاں اس شخص کے حوالے کی تھی اس نے کہا باغ میں ایک درخت کے قریب ایاس نے کہا اچھا جاؤ اور درخت کو تلاش کرو شاید تمہیں یاد آ جائے اور اس دوران اُس نے دوسرے شخص کو اپنے پاس بٹھائے رکھا اور بغور اسکو دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد اُس شخص سے پوچھا کہ تمہارا ساتھی اُس جگہ پہنچ گیا ہوگا اس نے جواب دیا کہ نہیں ابھی نہیں پہنچا ہوگا۔ اس پر ایاس نے کہا کہ اے خدا کے دشمن یہاں سے اٹھ اور اس کا مال اس کے حوالے کر ورنہ تجھے سخت سزا دوں گا۔

اسی طرح ایک اور شخص ایاس کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے فلاں شخص کے پاس بغور امانت مال رکھ دیا تھا مگر اب وہ انکار کرتا ہے ایاس نے اُس شخص سے کہا ابھی جاؤ کل آ جانا اس کے بعد فوراً منکر کو بلایا اور اس سے کہا کہ ہمارے پاس یہاں مال ہے جسکے لئے کسی امین کی تلاش ہے جو اس کی حفاظت کرے تم ہمیں امین معلوم ہوتے ہو تم اس مال کو کسی محفوظ جگہ میں رکھ لینا اس نے جواب میں کہا کہ جی مجھے منظور ہے اس پر ایاس نے کہا اچھا اس وقت جاؤ اور کل آ جانا۔ اس کے بعد صاحب حق ایاس کے پاس آیا تو ایاس نے کہا کہ تم فوراً جاؤ اور اُس شخص سے اپنی امانت طلب کرو اور کہو کہ تم نے اگر یہ امانت نہ دی تو میں اس معاملے کو قاضی کے پاس لیجاؤنگا۔ جب اس شخص نے جا کر اپنی امانت طلب کی تو وہ شخص ڈر گیا کہ اگر یہ بات قاضی کو پتہ چلے تو وہ امانت میرے پاس نہیں رکھوائے گا۔ یہ سوچ کر اس نے اس کی امانت کی کل رقم اس کے حوالے کر دی۔ وہ شخص امانت لیکر ایاس کے پاس آیا اور واقعہ سنایا اس کے بعد دوسرا شخص آیا س کے پاس آیا تا کہ وہ اپنی امانت اس کے پاس رکھے کو دے۔ ایاس نے اسکو ڈانٹ ڈپٹ کر اسکو اپنی عدالت سے نکال دیا اور کہا کہ تو خائن ہے

ایاس بن معاویہ کہا کرتے تھے کہ جو لوگ اپنا عیب نہ پہنچانیں وہ بے وقوف ہیں۔

لوگوں نے کہا تمہارے اندر کیا عیب ہے جواب ملا'' کثرت کلام بیان کیا جاتا ہے کہ جب ایاس بن معاویہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ بہت روئے اور کہنے لگے جنت کے دروازے آج تک میرے لئے کھلے تھے جن میں سے آج ایک بند ہو گیا ہے ایاس کے باپ کہا کرتے تھے لوگ بیٹا پیدا کرتے ہیں میرے یہاں باپ پیدا ہوا ہے۔ ابن خلکان نے ایاس بن معاویہ کے بارے میں بہت سے مزید باتیں لکھی ہیں۔

۱۲۳ ہجری

المدائنی نے اپنے شیوخ کے حوالے سے کہا ہے کہ جب ملک الترکی خاتان اسد بن عبداللہ القسری کی خراسانی ولایت ک دور میں قتل ہو گیا تو ترکوں کا شیرازہ بکھر گیا اور ایک دوسرے کو غیرت وحسیت دلاتے رہے اور آپس میں ایک دوسرے کو انہوں نے قتل کرنا بھی شروع کر دیا اور پھر ملک کی تخریب کاری میں لگ گئے اور مسلمانوں کی طرف سے بھی لاپرواہ اور بے نیاز ہو گئے ان میں سے اہل الصغد نے امیر خراسان نصر بن سیار سے

درخواست کی کہ ان کو ان کے پاس واپس جانے کی اجازت دی جائے اور ان سے بعض ایسی شرائط طے کرنا جائیں جو علماء کے نزدیک تلیل تیول نہیں ہیں مثلاً یہ کہ ان میں سے اگر کوئی مرتد ہو جائے تو اس کو سزا نہ دی جائے اور ان کو جنگی قیدی نہ بتایا جائے وغیرہ وغیرہ نصر بن سیار نے مسلمانوں کو سخت شکایات اور تکالیف کے باعث ان شرائط کو قبول کرنا چاہا لیکن لوگوں نے ان پر مطعول کر دیا شروع کر دیا اسلئے مجبوراً اسنے ہشام کو اسے مطلع کیا۔

اس نے اس پر تھوڑا گور کیا اور توقف کیا لیکن جب اس نے یہ دیکھا کہ اسطرح ان کی مسلمانوں سے کدورت اور دشمنی مزید بڑھتی جائے گی جسکا نتیجہ برا نکلے گا تو اس نے اہل الصغد رکی درخواست کو قبول کر لیا۔ اس دوران یوسف بن عمر امیر عراق نے امیر المومنین کو لکھا کہ خراسان کی نیابت بھی اسکو دے دی جائے چنانچہ دونوں کے مابین نصر بن سیار کی بابت کچھ بات چیت بھی ہوئی۔ اگر چہ نصر بن سیار شجاع اور بہادر انسان تھا۔ مگر کبر سنی اور ضعف بسارت کی وجہ سے آدمی کو دور سے پہچان نہیں سکتا تھا بہر حال پھر بھی ہشام نے یوسف بن عمر کی تجویز پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ اور معاملات کو یوں یہی چلنے دیا۔ ابن حرما کہتا ہے اس سال یزید بن ہشام نے لوگوں کو حج کرایا اس سال ربیعہ بن یزید قیصر کا انتقال ہوا جو اہل دمشق میں مشہور شخص تھے اس کے علاوہ ابو یونس، سلیمان بن جبیر، سماک بن حرب، محمد بن واسع بن حبان کا انتقال ہوا جس کا ذکر ہم نے کتاب التکمیل میں بھی کیا ہے۔ محمد بن واسع کا کہنا تھا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے قضاۃ کا حساب کتاب ہوگا۔ ان کے بقول پانچ چیزوں سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ ایک گناہ پر گناہ کرنے سے۔ دوئم مردوں کی ہم نشینی سے، جب ان سے پوچھا گیا کہ مردوں سے آپ کی کیا مراد ہے تو محمد بن واسع نے جواباً کہا، بے جا خرچ کرنے والا، دوسرا جابر بر بادشاہ۔ تیسرا بکثرت عورتوں سے اختلاط اور ان کی باتوں میں مشغول۔ چوتھا ہر وقت اہل وعیال ہی میں پھنسا رہنا مالک بن دینار کا کہنا تھا۔ میں اس آدمی پر رشک کرتا ہوں جس کی روزی اس کی قناعت کے لئے کافی محمد بن واسع کہا کرتے تھے کہ مجھے اس شخص پر رشک آتا ہے جو صبح کو بھوکا اٹھے اور اللہ اس سے راضی ہو۔

محمد بن واسع جب بیمار ہوئے لوگ بکثرت ان کی عیادت کو پہنچے ایک شخص نے اس سلسلہ میں کہا کہ جب میں محمد بن واسع کی عیادت کے لئے پہنچا تو وہ کبھی کھڑے ہوتے تھے اور کبھی بیٹھتے تھے۔ اور کہنے لگے یہ اٹھنا بیٹھنا کل میرے کسی کام نہیں آئے گا جب میری پیشانی اور میرے ہاتھ پاؤں پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔ بعض خلفاء نے بہت سامان بصرہ کے لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے بھیجا۔ اور خاص پر محمد بن واسع کو یہ مال دینے کی ہدایت کی گئی۔ لیکن جب خلیفہ کے کارندے مال لے کر محمد بن واسع کے پاس پہنچے تو محمد بن واسع نے قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن اس کے برخلاف مالک بن دینار نے جواب دیا تم میرے ساتھیوں سے پوچھ سکتے ہو کہ میں نے خلیفہ کے لئے بھیجے ہوئے کا کیا کیا تھا۔ لوگوں نے محمد بن واسع کو بتایا کہ اس مال سے مالک نے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا ہے۔

اسپر محمد بن واسع نے کہا کہ میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ وہ مال پہنچنے سے قبل تمھاری یہی حالت بنا دے یہ سنکر مالک انہی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور انھوں نے اپنے سر پر مٹی ڈالی اور کہا کہ خدا کو محمد نے یہی پہنچانا ہے مالک تو محمد بن واسع کے مقابلہ میں بالکل گدھا۔ محمد بن واسع کی اسی نوع کی بہت سے باتیں بہت مشہور ہیں۔

۱۲۴ھ

اس سن میں سلیمان بن ہشام بن عبد الملک نے بلاد الروم میں غزوات کا سلسلہ پھر شروع کیا۔ اور اس کی مڈ بھیڑ ملک ملک الروم الیون سے ہوئی اور سلیمان نے قتال کے ساتھ مال غنیمت بھی وہاں سے حاصل کیا۔ اسی سن میں بنو عباس کے داعیوں ایک جماعت بھی نمودار ہوئی یہ لوگ مکہ کے ارادہ سے نکلے تھے مگر وہ کوفہ سے ہو کر گزرے تو انہیں معلوم ہوا کہ خالد بن عبد اللہ قسری کے کچھ تابعین اور امراء وہاں کی جیل میں بند ہیں جن کو یوسف بن عمر نے بند کرر کھا ہے چنانچہ ان داعیان نے جیل میں جا کر ان کو دعوت دی کہ بنو عباس کے لئے بیعت کر لیں، یہاں ان داعیوں کی ملاقات ابو سلمہ خراسانی سے ہوئی جو ایک غلام تھا اور عیسیٰ بن مقبل عجلی کی خدمت میں لگا تار رہتا تھا یہ شخص اگر چہ محبوس تھا مگر لوگ اس کی شجاعت، حوصلوں اور اپنے آقا کے ساتھ وفاداری وغیرہ سے بہت متاثر تھے۔ اسی بنا پر اس کو بکر بن ماہان نے چار سو درہم میں پہلے آقا سے خرید لیا تھا۔ چنانچہ دوسرے قیدیوں کے ساتھ ابو مسلم

خراسانی بھی جیل سے باہر آیا اور لوگوں نے اس کو دعوت وبعیت بنوعباس کی رہنمائی کے لئے منتخب کیا واقدی کا بیان ہے کہ اس سال محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال ہو گیا۔ یہ شخص اس دعوت کا روح رواں تھا اور اس سلسلے میں لوگ اسی طرف رجوع کرتے تھے۔ لیکن محمد بن علی کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابوالعباس السفاح نے اس کی جگہ لے لی واقدی اور ابومعشر نے لکھا ہے کہ اس سال عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا اس کے ساتھ اس کی بیوی ام مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک بھی تھی۔ اس سال نائب الحجاز محمد بن ہشام بن اسماعیل تھا جو ام مسلم کے دروازہ پر کھڑا رہتا تھا اور ام مسلم کے پاس لوگوں کے پیغام اور تحفے پہنچایا کرتا تھا۔ اس جولوگ انتقال کر گئے ہیں۔ ان کا ذکر مندرجہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

القاسم بن الجابرة ...... ابوعبداللہ المکی القاری عبداللہ بن سائب کے غلام تھے۔ اور جلیل القدر تابعی تھے۔ انھوں نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ سے روایت بیان کی ہیں اور ان سے ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں۔ آئمہ نے ان کی توثیق کی ہے صحیح روایت کے مطابق ۱۲۴ھ میں ان کا انتقال ہو گیا، واللہ اعلم۔

الزھری ...... محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ ابوبکر القرشی الزہری ہمیشہ آئمہ اسلام میں زبردست حیثیت کے مالک رہے ہیں۔ یہ جلیل القدر تابعی تھے۔ ایک سے زیادہ لوگوں سے انہوں نے سماعت کی تھی۔ الحافظ ابن عساکر نے الزہری کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ الزہری نے ان کو بتایا کہ جب اہل مدینہ دشواریوں سے گزرنے لگے تو میں وہاں سے کوچ کر کے دمشق چلا گیا میں کثیر العیال تھا اس سے دمشق کی جامع مسجد میں ایک بڑے حلقہ میں بیٹھ گیا اچانک ایک شخص امیر المومنین عبدالملک کے پاس سے میرے پاس آیا اور کہنے لگا امیر المؤمنین کو ایک مشکل مسئلہ کا سامنا ہے انہوں نے سعید بن المسیب سے ایسی روایت سنی ہے جو امہات الاولاد کے سلسلہ میں عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کی روایت کے رخ رحمۃ اللہ علیہ اف ہے میں نے اس شخص کو بتایا مجھے سعید بن المسیب کی وہ روایت یاد ہے جو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے حوالہ سے بیان کی ہے چنانچہ وہ شخص مجھے عبدالملک کے پاس گیا عبدالملک نے مجھ سے سوال کیا کہ تم کون ہو اور کس سے نسبت اور تعلق رکھتے ہو۔ میں نے اپنی نسبت اور تعلق کا حال بیان کیا اور ساتھ ہو گا میں نے اپنے اہل وعیال کی ضرورت اور اپنی ضرورت کا بھی ذکر کیا۔

عبدالملک نے مجھ سے پوچھا کیا تم حافظ قرآن بھی ہو میں نے کہا ہاں یہی نہیں بلکہ فرائض اور سنن سے بھی واقف ہوں چنانچہ امیر المومنین عبدالملک نے مجھ سے اس بارے میں سب کچھ دریافت کر لیا اور اس نے میری حاجت روائی بھی کی اور مجھے انعام واکرام سے بھی نوازا۔ اور اس نے مجھے ہدایت کی کہ میں مزید علم حاصل کروں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں تمہیں بہت ہوشیار اور اس کا اہل سمجھتا ہوں۔ میں مدینہ واپس آ گیا اور طلب علم میں مشغول ہو گیا، اس دوران مجھے معلوم ہو گیا کہ مباء کی ایک عورت نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے میں اس کے پاس گیا اور اس سے اس عجیب وغریب خواب کی بابت دریافت کیا۔ اس عورت نے کیا میرا شوہر کہیں چلا گیا ہے اور میرے لئے ایک خادم، بکری اور کھجور کے کچھ درخت چھوڑ گیا ہے ہم جانوروں کا دودھ پیتے ہیں اور کھجور کے پھل کھا کر گذارہ کرتے ہیں ایک دن جب میں کچھ سو رہی تھی اور کچھ جاگ رہی تھی میں نے اپنے بڑے بڑے کو دیکھا جو سخت مزاج تھا وہ آگے آیا اس نے ہاتھ میں چھری لی اور بکری کے بچے کو ذبح کر ڈالا اور کہنے لگا یہ بچہ تو ہمارے لئے دودھ حاصل کرنا دشوار کر دے گا اس کے بعد اس نے چولھے پر ہانڈی چڑھائی اور اس میں اس نے اس ذبیحہ بچہ کے ٹکڑے ڈال دیئے اس کے بعد اس نے چھری سے اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا۔ اس کے بعد میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئی اور رہنے بڑے لڑکے کو گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور آتے ہی کہا دودھ کہاں ہے میں نے اس کو بتایا اونٹنی کے بچہ نے دودھ پی لیا ہے اس ہر لڑکے نے کہا دیکھا آخر اس نے ہمارے لئے دودھ کی تنگی کر دی ہے اور پھر اس نے چھری لیکر اس کو ذبح کیا اور اس کے ٹکڑے پکانے کیلئے اس نے ہانڈی میں ڈال دیئے ہیں یہ سارا ماجرا دیکھ کر میں خوف زدہ ہو گئی اور میں نے اپنے چھوٹے بیٹے کو پڑوس میں جا کر چھپایا اور پھر گھر واپس آ گئی اور ان واقعات سے برابر ڈرتی رہی اس دوران میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے تجھے کیا ہو گیا ہے تو لکنت کے ساتھ کیوں بول رہی ہے اس کا جواب میں نے یہ دیا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میں خوف زدہ ہوں اس نے کہا اے خواب، اے خواب...... اس کے دور ایک حسین وجمیل عورت سامنے نمودار ہوئی تو اس نے کہا اس نیک عورت کی بابت تمہارا کیا خیال ہے اس نے جواب دیا بجز خیر کے کچھ نہیں پھر اس نے کہا یا احلام یا احلام اس کے بعد ایک عورت اس پہلی عورت سے

کچھ کم خوبصورت تھی نمودار ہوئی تو اس نے کہا کہ اس عورت کے بارے میں تمہارا کیا ارادہ ہے؟ تو اس عورت نے کہا اس کے متعلق بھی میری نیک رائے ہے پھر اس نے اضغاث اضغاث کی آواز لگائی۔ اس کے بعد ایک سیاہ عورت نمودار ہوئی جو بدصورت تھی۔ اس آدمی نے پوچھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس کے جواب میں اس نے کہا یہ صالحہ عورت ہے اور میں چاہتی ہوں اُسے کچھ سکھاؤں۔ اس کے بعد میں بیدار ہوگئی اور میرا بیٹا گھر میں داخل ہوا اُس نے میرے سامنے کھانا رکھا اور پوچھنے لگا میرا بھائی کہاں ہے میں نے کہا پڑوسی کے گھر میں ہے تو وہ اُسے لینے گیا گویا اُس کو خود بخود اُس گھر کا پتہ چل گیا تھا وہ اس کو لے کر آیا اور اس کو بہت پیار کیا اور پھر ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔

زہری معاویہ کی خلافت کے دوران ۵۸ھ کے آخر میں پیدا ہوئے وہ پستہ قد تھے اور اُن کی داڑھی بھی تھوڑی تھی اور چہرے پر لمبے بال تھے مگر رخسار پر بہت ہلکے اور تھوڑے بال تھے لوگوں کا بیان ہے کہ انہوں نے اَٹھاسی دن میں قرآن مجید پڑھا۔ یہ سعید بن المسیب کی صحبت میں اٹھ سال رہے اور اُن کے گھٹنے سے گھٹنا ملا کر بیٹھتے تھے۔ عبیداللہ بن عبداللہ کی خدمت کرتے تھے اور اُن کے لئے نمکین پانی بھر کر لاتے تھے۔ یہ حدیث کے مشائخ کے اردگرد چکر لگاتے رہتے تھے اُن کے پاس کچھ تختیاں ہوتی تھیں، جن پر مشائخ الحدیث سے سنی ہوئی احادیث درج تھیں وہ جو کچھ بھی ان بزرگوں سے سنتے تھے اُن تختیوں پر تحریر کر لیتے تھے حتیٰ کہ یہ اپنے عہد کے سب سے بڑے عالم اور اپنے زمانے کے بہت بڑے علامہ بن گئے تھے اور اسی وجہ سے ان کے تمام اہل عصر ان کے علم کے محتاج رہتے تھے عبدالرزاق نے بتایا ہے کہ ہمیں معمر نے زہری کے بارے میں بتایا ہے کہ زہری کہا کرتے تھے پہلے تو امراء ہم کو کتاب العلم پر مجبور کیا کرتے تھے اب ہم اُن امراء کو اس کیلئے مجبور کرتے ہیں ابواسحاق نے کہا ہے زہری عروہ کے پاس سے لوٹتے تو وہ اپنی لونڈی کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں ''حدثنا عروة حدثنا فلان'' اس طرح زہری عروہ سے سنی ہوئی بات دہراتے تو لونڈی کہتی تھی قسم ہے اللہ کی جو کچھ کہتے ہیں میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا ہے تو عروہ لونڈی سے کہتے تھے بیوقوف خاموش رہ۔ اس سے میری مراد تو نہیں ہے میں اپنے آپ کو مراد لیتا ہوں۔ اس کے بعد زہری امیر المومنین عبدالملک کے پاس دمشق چلے گئے تھے جیسا کہ اس سے قبل ہم بیان کر چکے ہیں اس نے اُن کی عزت اور توقیر بھی کی تھی اور اُن کا قرض بھی ادا کیا تھا اور بیت المال سے اُن کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا تھا اور اُس کے بعد زہری امیری المومنین عبدالملک کے مصاحبوں اور ہم نشینوں میں داخل ہو گئے تھے اور عبدالملک کے بعد اُس کی اولاد ولید وسلیمان کے مقربین میں داخل ہو گئے تھے اور یہی مرتبہ اُن اُن کو عمر بن عبدالعزیز اور یزید بن عبدالملک کے دربار میں بھی ملا۔ یزید نے اُن کو سلیمان بن حبیب کے ساتھ جوائنٹ قاضی کا عہدہ بھی عطا کا تھا پھر یہ ہشام کے خطیب بھی بن گئے تھے اور اُس کے ساتھ اُنہوں نے حج بھی کیا تھا اُس نے اُن کو اپنی اولاد کا معلم واتالیق بھی بنا دیا تھا کہا جاتا ہے اس سال ہشام سے ایک سال قبل اُن کا انتقال ہو گیا تھا۔

ابن وہیب کا بیان ہے میں نے لیث کو کہتے ہوئے سنا ہے ابن شہاب کہتے تھے میں نے آج تک جو چیز یاد کی ہے وہ بھولا نہیں ہوں ابن شہاب یعنی زہری کہا کرتے تھے وہ سیب اور چوہے کا جھوٹا کھانا ناپسند کرتے ہیں وہ کہا کرتے تھے وہ بھولتے تھے لیکن جب سے انہوں نے شہد کا استعمال شروع کیا ہے اُن کا قلب وذہن تیز ہو گیا ہے۔

ابن شہاب کے بارے میں فاید بن أقرم کہتا ہے:

محمد جیسے کریم کی زیارت کو جاؤ اور اُن کی تعریف بیان کرو۔ اُن کے ہم عصروں پر ان کی فضیلت وترجیحات کا ذکر کرو۔ جب یہ پوچھا جائے گا کہ سخی کون شخص ہے تو محمد بن شہاب کا نام بطور سخی لیا جائے گا، شہروں کے لوگ اُن کے مقام ومرتبے کو جانتے ہیں۔

ابن مہدی کا قول ہے میں نے مالک کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ زہری نے ایک روز حدیث بیان کی جب وہ اُٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے اُن کی سواری کی لگام پکڑ لی اور اُن سے مسئلے کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کی۔ اس پر زہری نے کہا کیا تم مجھ سے استفہام چاہتے ہو میں نے کسی عالم سے سمجھانے کی فرمائش نہیں کی اور مزاج تک کسی عالم کی بات کو رد کیا ہے۔ ابن عبدالعزیز نے روایت کیا ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے زہری سے کہا کہ کچھ احادیث اس کے بیٹے کیلئے نوٹ کرادے اس پر زہری نے ہشام بن عبدالملک کے منشی کو چار سو احادیث دیں ایک دن ہشام نے زہری سے کہا کہ تمہاری تحریر کردہ احادیث ضائع ہوگئی ہیں۔ زہری نے جواب دیا آپ کیلئے احادیث ضائع نہیں ہوئیں اور اُنہوں نے دوبارہ وہ احادیث دیں اس پر ہشام نے سابقہ تحریری نوٹ لے کر رکھے تو پہلے املا کرئے ہوئے یادداستوں اور موجودہ تحریروں میں ذرا سا بھی فرق نہ تھا۔ ہشام نے صرف زہری کے

قوت حافظہ کا امتحان لیا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہے میں نے کسی کو زہری سے زیادہ بہتر احادیث کا حافظ نہیں دیکھا۔ سفیان بن عینہ نے عمرو بن دینار کے حوالے سے کہا ہے میں نے زہری سے زیادہ کسی کو بہتر طریقے پر احادیث کو سند سے بیان کرنے والا نہیں دیکھا میں نے اُن سے زیادہ کسی کو درہم و دینار کی ناقدری کرنے والا نہیں دیکھا۔ درہم و دینار اُن کے نزدیک اونٹ کی مینگنیوں کے برابر تھے عمرو بن دینار کا بیان ہے میں نے جابر، ابن عباس، ابن عمر اور ابن زبیر کی مصاحبت اختیار کی ہے مگر کسی کو زہری سے زیادہ احادیث کو بہتر تسلسل کے ساتھ بیان کرتے نہیں دیکھا۔

امام احمد نے بیان کیا ہے زہری حدیث کے اعتبار سے سب سے بہتر اور اسناد سے اعتبار سے سب سے اجود اور عمدہ ہیں نسائی کا کہنا ہے کہ اصح الاسانید الزہری عن علی بن الحسین عن الیہ عن جدہ علی عن رسول اللہ ہے سعید نے زہری کے بارے میں خود اُن کا یہ قول نقل کیا ہے میرے پینتالیس سال تک حجاز سے شام اور شام سے حجاز تک چکروں میں گزرے ہیں جو حدیث سنتا تھا اُس کی چھان بین میں لگ جاتا تھا۔ لیث نے کہا میں نے کسی شخص کو زہری سے زیادہ عالم نہیں دیکھا جب میں اُن کے پاس بیٹھتا تھا تو وہ ترغیب وترہیب کی احادیث مجھے سناتے تھے اور اگر وہ انبیاء اہل کتاب کے بارے میں کچھ کہتے تھے تو میں اُن سے کہا کرتا تھا ان باتوں میں اپ کی فلاں بات صحیح ہے اور اگر اعراب کے بارہ میں کچھ کہتے تھے تو بھی میں ہی کہتا تھا لیکن وہ جب قران وسنت کے متعلق کچھ بیان کرتے تھے تو اُن کی باتیں نہایت جامع ہوتی تھیں وہ کہا کرتے تھے اے اللہ میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں جو تیرے علم کے احاطہ میں ہے اور ہر اُس شر سے پناہ مانگتا ہوں جس پر تیرا علم محیط ہے لیث نے کہا زہری اُن سب لوگوں سے زیادہ ثقہ ہیں جن سے میں ملا ہوں جو شخص اُنکے پاس آتا تھا اُسے وہ کچھ نہ کچھ ضرور دیتے تھے اور جب اُن کے پاس سائل کو دینے کیلئے کچھ نہ ہوتا تھا تو بھی اس کو بطور قرض حسنہ کچھ دیتے تھے وہ لوگوں کو کھانے میں مزید اور شہد ضرور کھلاتے تھے۔ وہ شہد اس طرح مداومت سے استعمال کرتے تھے جس طرح شرابی شراب استعمال کرتے ہیں۔ ان کا تکیہ کلام تھا ہمیں مشروبات پلاؤ اور احادیث سناؤ۔ جب کوئی شخص اُن کی مجلس میں اُونگھنے لگتا تھا تو کہتے تھے، میں قریش کا قصہ گو تو نہیں ہوں۔ اُن کے خیمے کا رنگ زرد ہوتا تھا اور اُن پر جو کپڑا پڑا ہوتا تھا وہ بھی زرد رنگ کا ہوتا تھا اور اُنکے فرش اور گدھے کا رنگ بھی بالعموم زرد ہوتا تھا لیث سے یحیٰی بن سعید نے بتایا جو علم زہری کے پاس سے کسی کو حاصل نہیں ہوتا تھا وہ پھر کسی دوسرے کے پاس بھی نہیں ملتا تھا۔

عبدالرزاق نے ابن عینیہ کے حوالے سے کہا کہ اہل مجاز کے محدث تھے الزہری، یحیٰی بن سعید اور ابن جریج زہری کہا کرتے تھے اگر کسی قاضی میں تین باتیں ہوں تو وہ قاضی کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو قاضی لعنت وملامت کو ناپسند کرے اور تعریف کو پسند کرے اور الگ تھلگ رہنے کو برا جانے۔

محمد بن الحسین نے یونس کے حوالے سے کہا زہری کا یہ قول نقل کیا ہے، سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنے سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ الولید نے اوزاعی کے حوالے سے زہری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا حکم دو محمد بن اسحاق نے الزہری کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ علم کا نقصان اور زوال یہ ہے کہ عالم اپنے علم پر عمل کرنا چھوڑ دے اور رفتہ رفتہ اس کا علم ختم ہو جائے اور عالم کی گمراہی یہ ہے کہ اس پر نسیان طاری ہو جائے اور وہ جھوٹ بولنے لگے۔ اور یہی اُسکی سب سے بڑی گمراہی ہے۔

واقدی نے بیان کیا ہے زہری ۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴ھ میں اشعب زبدا آئے وہاں مقیم رہے اور وہیں انتقال بھی ہوا اُنہوں نے وصیت کی تھی کہ اُن کو عام شاہراہ پر دفن کیا جائے تاکہ ہر آنے والا اُن کی مغفرت کی دعا کرے۔ اُن کی وفات رمضان کی اس تاریخ کو ہوئی۔ اُن کا سال وفات صحیح روایات کے مطابق ۱۲۴ھ ہے اُن کی عمر بہتر سال کی ہوئی یہ نہایت ثقہ کثیر الحدیث اور صاحب علم وروایات تھے اور جامع الفقہ تھے اوزاعی ایک روز ان کی قبر پر کھڑے ہوئے تو اُن کی زبان سے یہ الفاظ نکلے، اے قبر تیرے اندر کتنا علم اور حلم اور کتنا کرم ہے۔

اوزاعی بیان کرتے ہیں۔ زہری کہا کرتے تھے ہم جب کسی عالم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو اس کے علم سے زیادہ ہمیں اس کا ادب زیادہ محبوب ہوتا ہے وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ علم ایک خزانہ کی مانند ہے جس کو مسائل کی کنجی کھولتی ہے الزہری یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اگر تم علم کو مکابرۃ اور کٹ حجتی اور کج بحثی حاصل کرنا چاہو تو یہ چیزیں تم پر غالب آ جائیں گی۔ اور تم علم حاصل کرنے کبھی کامیاب نہ ہو گے۔ علم کو ہمیشہ نرم خوئی اور رفق وملاطفت سے حاصل کرو۔ اصمعی نے مالک بن انس کے حوالے سے زہری کا یہ قول نقل کیا ہے میں ایک دن ثعلبہ بن معین کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا ثعلبہ بولے میں دیکھتا ہوں تمہیں علم سے لگاؤ اور بڑی محبت ہے میں نے کہا ہاں۔ اُس پر اُنہوں نے کہا پھر لازم ہے کہ اس شیخ تھی سعید بن المسیب

کے ساتھ ہمیشہ لگے رہو۔ زہری کہتے ہیں اس کے بعد میں سات سال تک اُن کے ساتھ رہا اور پھر عروہ کے پاس چلا گیا وراُن کے دریاہ سے موتی نکالے۔ مکی بن عبدان کا بیان ہے کہ ہم سے مالک بن انس نے زہری کی بابت بیان کیا کہ اُن سے بعض بنی مروان نے سعید بن المسیب کے بارہ میں دریافت کیا تو اُنہوں نے سعید بن المسب کے علم کے بارے میں خیر کے الفاظ کئے لیکن ساتھ ہی اُن کا حال بھی بتایا۔ یہ بات سعید بن المسب کے کانوں تک بھی پہنچ گئی چنانچہ جب ابن شہاب نے یعنی زہری سعید بن المسب نے کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن کو سلام کیا تو سعید نے اس کا جواب نہیں دیا اور نہ اُن سے ہم کلام ہوئے۔ جب سعید وہاں سے چلنے لگے تو زہری بھی اُن کے ساتھ چلے تو زہری نے کہا کیا قصور ہوا ہے آج میں آپ کو سلام کیا نہ آپ نے اس کا جواب دیا اور نہ کوئی بات کی۔ آپ کو میرے متعلق کیا کسی نے غلط بات پہنچائی ہے، میں نے تو خیر کے سوا کچھ بھی زبان سے نہیں نکالا تھا اس پر سعید بن المسب نے جواب دیا یہی کیا کم ہے کہ تم نے میرا ذکر بنی مروان سے کیا۔ ابن عساکر کے بیان کے مطابق جو لوگ ہشام بن عبدالملک کے عہد خلافت میں انتقال کر گئے وہ یہ ہیں۔

بلال بن سعد...... ابن تمیم السکونی ابوعمرو کبار زہاد میں سے تھے نہایت عبادت گذار اور ہائم الدہر تھے۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایات بیان کی ہیں۔ جن کو شرف صحبت بھی حاصل رہا تھا۔ اس کے علاوہ جابر ابن عمرو ابی الدرداء وغیرہ سے بھی روایات بیان کی ہیں اور خود اُن سے ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں جن میں ابوعمر اور اوزاعی جیسے لوگ شامل ہیں۔ اوزاعی نے ان کے مواعظ وقصص کی بعض مفید باتیں نقل کی ہیں۔ اوزاعی کا بیان ہے میں نے آج تک ان جیسا واعظ کسی کو نہیں دیکھا یہ رات دن میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔ جب اُن کو موسم سرما میں نماز پڑھنے میں اُونگھ آجاتی تھی تو یہ کپڑوں سمیت اپنے آپ کو حوض میں گرا لیتے تھے اس پر اُن کے بعض احباب اُن کو برا بھلا بھی کہتے تھے تو یہ جواب میں کہتے تھے حوض کا پانی میرے لئے جہنم سے زیادہ قابل برداشت ہے، ابوزرعۃ دمشقی کہتے تھے بلال بن سعد بہترین قصہ گو عالم تھے رجاء بن حیوۃ نے اُن پر قدریہ ہونے کا الزام لگایا تھا حتیٰ کہ بلال نے ایک روز اپنے وعظ میں کہا تھا اکثر مسرور دھوکے میں ہوتے ہیں اور اکثر دھوکے میں مبتلا لوگ بے خبر ہوتے ہیں پس تباہی ہے اس کے لئے جو بے خبر ہے، وہ کھاتا پیتا اور ہنستا رہتا ہے حالانکہ وہ قضائے الٰہی میں دوزخی ہے افسوس اور تباہی ہے اے انسان تیری روح کیلئے اور تیرے جسم کیلئے۔ لوگوں کو تیری تباہی و بربادی پر ہمیشہ روتے رہنا چاہیے۔

ابن عساکر نے کچھ نمونے بلال کے کلمات اور مواعظ حسنہ سے نقل کئے ہیں، اللہ بندے کے گناہ کی مغفرت کیلئے کافی ہے اللہ تعالیٰ چاہتا ہم دنیا سے متنفر اور بے رغبت ہو جائیں مگر ہم دنیا میں اتنے ہی راغب ہو جاتے ہیں۔ تمہارا زاہد راغب ہے تمہارا عالم جاہل ہے اور تمہارا مجتہد کوتاہ اور مقصر ہے تمہارا اصل دوست اور بھائی وہ ہے جو اللہ کے یہاں تمہارے نصیب کی تمہیں یاد دھانی کرائے۔ ایک مرتبہ وعظ میں انہوں نے فرمایا اللہ کا علانیہ دوست اور باطنی طور دشمن نہ ہو اس طرح بباطن شیطان کے دوست اور اپنے نفس اور خواہشات کے غلام اور بظاہر اُن کے دوشمن نہ بنو، اُنہوں نے ایک وعظ کے دوران یہ بھی کہا تم دو چہروں اور دو زبانوں والے نہ بنو لوگوں پر ظالم کرو کہ تم خدا سے ڈرتے ہو تاکہ لوگ تمہاری تعریف کریں اور تمہارے دلوں میں گناہ بھرا ہوا ہو۔ لوگو! تم فنا ہونے کیلئے نہیں بلکہ باقی رہنے کیلئے پیدا کئے گئے ہو البتہ تمہیں ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہونا ہے جس طرح تم لوگ اپنے باپ کے صلبوں سے ماں کے رحم میں منتقل ہوئے ہو۔ اور ارحام سے دنیا میں منتقل ہوتے ہو اور دنیا سے قبور میں منتقل ہوتے ہو اور قبور سے موقف میں منتقل ہوتے ہو۔

اور پھر وہاں سے جنت یا دوزخ میں منتقل ہوتے ہو۔ ایک وعظ میں انہوں نے کہا اے لوگو! تم دنیا کی تھوڑی سی زندگی میں آخرت کی طویل زندگی کیلئے عمل کرتے ہو اور دار زوال میں رہ کر دار العقا کی تیاری کرتے ہو اور اس دار الحزن وملاں میں دار الخلو ر والنعیم کیلئے عمل کرتے ہو۔ پس جو شخص یقین کی بنا پر عمل نہیں کرتا وہ کوئی نفع حاصل نہیں کرتا ہے اے لوگو! کیا تمہیں کسی مخبر نے خبر دی ہے کہ تمہارا فلاں عمل خدا کے یہاں مقبول ہو گیا ہے یا تمہاری فلاں خطاء اس نے معاف کر دی ہے انہوں نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا کہ ذکر کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک ذکر اللہ کا زبانی ہوتا ہے جو اچھا ہے جو اچھا ہے لیکن جو ذکر حلال و حرام کے وقت اُس کا کیا جائے وہ افضل ذکر ہے۔ انہوں نے ایک وعظ کے دوران کیا لوگو! عمل کرنے سے قبل سوچ لیا کرو تمہارا اس عمل سے منشاء وارادہ کیا ہے اگر تمہارا عمل غیر اللہ کیلئے ہے تو پھر اپنے نفس پر ظلم نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتے ہیں جو صالقا اللہ کی

رضا کیلئے کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دینے میں جلد بازی نہیں کرتا وہ اپنی طرف رجوع کرنے والے کی بات قبول کرتا ہے اور اپنے سے پشت پھیرنے والے کو مہلت دیتا رہتا ہے۔

الجعد بن درہم ...... یہ پہلا شخص تھا جو خلق قرآن کا قائل تھا نبی آمیہ کا آخری فرمان روا مروان الجعدی جو مروان الحمار بھی کہلاتا تھا اسی شخص کی طرح منسوب تھا اس کا شیخ یہی الجعد بن درہم تھا جو اصلاً خراسان کا رہنے والا تھا جس کی بات مشہور ہے کہ یہ بنی مروان کے غلاموں میں سے تھا بعد بالعموم دمشق میں رہتا تھا اس کا گھر قلاسیین کے قریب گرجا کی جانب واقع تھا ابن عساکر کا بیان ہے جعد نے بدعت بیان بن سمعان سے سیکھی تھی۔ اور بیان نے اس خیال کو طالوت ابن اذت بن لبید بن اعصمہ سے اخذ کیا تھا اور لبید نے اس عقیدے کو اس یمنی یہودی جادوگر سے افذ کیا تھا۔ جس نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا تھا۔ جعد نے اس خیال کو الجہم بن صفوان الحزوی سے لیا تھا جو بلخ میں رہتا تھا اور اکثر مقاتل بن سلیمان کے ساتھ اس کی مسجد میں بھی نماز پڑھتا تھا لیکن اس موضوع پر اس سے مناظرہ بھی کرتا تھا۔ اس عقیدے کی بنا پر اولاد اس کو امذ میں جلاوطن کر دیا گیا۔ اس کے بعد جہم کو اصبہان یا مرو میں سم بن احوز سے قتل کر دیا تھا خلق قرآن کے خیال کو بشیر بن المریسی نے جہم سے ہی اخذ کیا تھا اور جہم سے احمد بن ابی داؤد نے لیا تھا جعد نے دمشق میں جہاں وہ مقیم تھا اس خیال کی لوگوں میں خوب اشاعت کی۔ جس کی بنا پر اس کو بنی اُمیہ نے طلب کیا تھا مگر وہ ان کے خوف سے بھاگ کر کوفہ چلا گیا تھا یہاں ابن کی ملاقات جہم بن صفوان سے ہوئی جس نے جعد کے کہنے پر اس کا خیال قبول کر لیا اس کے بعد خالد القسری نے عین عیدالضحیٰ کے دن جعد کو ذبح کر ڈالا۔ جس کی مختصر روداد یہ ہے خالد نے بحیثیت امیر کوفہ جامع مسجد میں خطبہ دیا اور لوگوں سے کہا تم قربانی کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیاں قبول کرے گا لیکن آج میں جعد کی قربانی کروں گا جس کا خیال یہ ہے کہ خدا نے نہ ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا ہے اور نہ ہی موسیٰ سے ہم کلام ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے نہایت بلند و بالا ہے یہ کہہ کر وہ منبر سے اترا اور منبر کے قریب ہی جعد کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کا تذکرہ ایک سے زیادہ حفاظ نے کیا ہے جن میں بخاری، ابن ابی حاتم، البیہقی، اور عبداللہ بن احمد شامل ہے اس امر کا ذکر ابن عساکر نے بھی اپنی تاریخ میں کیا ہے اس نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جعد بن درہم بار بار وہب بن منبہ کے پاس جاتا تھا اور جب وہ شام کو وہب بن منبہ کے پاس جاتا تھا تو غسل کرتا تھا اور صفات باری تعالیٰ کے بارے میں اکثر و بیشتر سوالات کرتا تھا ایک دن وہب نے اس سے کہا اے جعد تجھ پر افسوس ہے ایسے سوالات نہ کیا کر میں تجھے برباد اور ہلاک ہونے والوں میں سمجھتا ہوں اگر اللہ ہمیں یہ خبر نہ دیتا کہ اس کے ہاتھ ہیں تو ہم اس کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالتے اسی طرح اگر وہ اپنے لئے سماعت، علم اور کلام وغیرہ کے الفاظ نہ لاتا تو ہم ان امور کے بارے میں خاموش ہی رہتے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان الفاظ سے اس کی کیا مراد ہے بظاہر یہ الفاظ مجاز کے طور پر استعمال ہوئے جن سے اس کی قدرت کا حلہ کا اظہار ہوتا ہے بہر حال کچھ دنوں بعد ہی جعد کو پھانسی دے دی گئی اور وہ قتل ہو کر کیفر کردار کو پہنچ گیا۔

۱۲۵ ہجری

الحافظ ابو بکر البزار کا بیان ہے کہ ایک حدیث جس کو عبدالملک بن زید نے مصعب بن مصعب سے انہوں نے زہری سے اور زہری نے ابی مسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ ۱۲۵ھ میں دنیا کی ذیب زینت عروج پر ہوگی۔ یہی روایت ابو یعلی نے اپنی مسند میں ابی کریب سے انہوں نے عبدالملک بن سعید بن زید بن نفیل سے انہوں نے مصعب بن مصعب سے اور انہوں نے الزہری سے بیان کی ہے، لیکن میں کہتا ہوں یہ حدیث غریب اور منکر ہے اور مصعب بن مصعب بن عبدالرحمان ابن عوف کے بارے میں الزہری نے کلام کیا ہے اور علی بن الحسین الجنید نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اس سال النعمان بن یزید بن عبدالملک نے بلاد روم میں الصائفہ کے مقام پر جنگ کا آغاز کیا اور اس سن کے ماہ ربیع الآخر میں امیر المومنین ہشام بن عبدالملک بن مروان کا انتقال ہوا۔

ہشام بن عبدالملک کی سوانح اور وفات کا ذکر...... یہ ہشام بن عبدالملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدالشمس یہ ابوالولید القرشی الاموی الدمشقی امیر المومنین ہیں۔ان کی والدہ اُمّ ہشام بنت ہشام بن اسماعیل المخزومی تھیں، دمشق میں ہشام بن عبدالملک کا مکان باب الخواصیین کے قریب تھا۔ان کی خلافت کی بیعت ان کے بھائی یزید بن عبدالملک کے انتقال کے بعد ۱۰۵ھ میں ماہ شعبان میں جمعہ کے دن عمل میں آئی تھیں۔اس وقت ان کی عمر چونتیس سال تھی۔ یہ سرخ سفید رنگ کے خوبصورت آدمی تھے مگر بھینگے تھے داڑھی پر سیاہ خضاب لگاتے تھے یہ عبدالملک کے چوتھے لڑکے تھے جو خلافت پر متمکن ہوئے، عبدالملک نے خواب میں خود کو محراب پر چار دفعہ پیشاب کرتے دیکھا تو انہوں نے اس کی تعبیر سعید بن المسیب سے دریافت کی تو انہوں نے اس کی تعبیر بتائی۔ان کے پشت سے چار لڑکے خلافت پر متمکن ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہشام عبدالملک کے لڑکوں میں آخری خلیفہ ہوئے۔

ہشام اپنی خلافت کے دوران بڑے ہوشیار اور محتاط رہے مال جمع کرنے اور بخل سے کام لینے میں بھی خاص طور پر مشہور تھے یہ ذکی اور ذہین شخصیت کے مالک تھے ہر چیز کے حسن وقبح کو پرکھنے کی مہارت رکھتے تھے۔ان بربادی اور وقار وتمکنت بھی تھا۔انہوں نے ایک مرتبہ ایک شریف آدمی کو گالی دی اس نے جواب میں خلیفہ سے کہا آپ گالی دیتے ہیں حالانکہ آپ خلیفۃ اللہ الارض ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ ہشام بہت شرمندہ ہوا اور کہا تم مجھ سے اسی قسم کی کوئی بات کہہ کر مجھ سے انتقام لے لو۔

اس شخص نے جواب دیا کیا میں بھی تمہاری طرح ناران اور جاہل بن جاؤں اس پر ہشام نے کہا تو پھر اس کا معاوضہ لے لو۔اس شخص نے جواب دیا میں کوئی معاوضہ بھی نہیں لوں گا، اس پر ہشام نے کہا تو پھر خدا کے لئے مجھے معاف کردو، اس شخص نے کہا میں نے تمہیں خدا کیلئے معاف کردیا۔اس کے بعد ہشام نے عہد کیا کہ آئندہ وہ کبھی ایسا نہیں کریگا۔

اصمعی کا بیان ہے ایک شخص نے ہشام سے ہونے والی گفتگو کو اس طرح سنوایا، ہشام نے اس شخص سے کہا مجھ سے اس طرح گفتگو کرتے ہو، حالانکہ میں تمہارا خلیفہ ہوں ایک مرتبہ ہشام کو ایک شخص پر غصہ آیا تو اس نے اس سے صرف اتنا کہا خاموش ہو جا، ورنہ میں تم کو کوڑے لگاؤں گا۔علی بن الحسین بن مروان بن الحکم کے چار ہزار دینار کے مقروض تھے لیکن بنو مروان میں سے کسی نے علی بن الحسین سے اس کی پوچھ گچھ نہیں کی، جب ہشام خلیفہ ہوا تو اس نے ان سے پوچھا مجھ سے قبل تم پر کتنا باقی تھا۔علی بن الحسین نے جواب دیا بہت کچھ جس کا ہم پر احسان ہے۔ ہشام نے جواب بھی دیا جو کچھ بھی تم پر باقی ہے وہ ہم نے چھوڑا، لیکن مؤلف کہتا ہے مجھے اس معاملہ میں کچھ کہنا ہے علی بن الحسین کا انتقال ۹۴ھ ہو گیا تھا اور وہ ہشام کی خلافت سے گیارہ سال قبل دنیا سے رخصت ہو چکے تھے لہٰذا اس سوال وجواب وقرض کی معافی کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ ہشام خونریزی کو نہایت برا سمجھتا تھا ہشام کو زید بن علی اور ان کے بیٹے یحییٰ کا قتل نہایت ناگوار ہوا تھا اس نے کہا تھا اگر ان دونوں کے قتل کے عوض مجھے اپنی ساری دولت وملکیت بھی دینا پڑے تو مجھے اسے بھی دریغ نہ ہوگا ایک آدمی نے ہشام کے پاس دو پرندے بطور تحفہ بھیجے اسوقت ہشام اپنے تخت کے وسط میں بیٹھا ہوا تھا ہشام نے جب حکم دیا کہ دونوں پرندے گھر میں بھیج دیجئے جائیں تو اس شخص نے کہا مجھے بھی لانے کا کچھ انعام ملنا چاہیئے ہشام نے کہا دو پرندوں پر انعام مانگتے ہو، اگر ایسا ہی ہے تو ان میں سے ایک پرندہ تم لے لو۔ عقال بن شیبہ بیان کرتے ہیں میں ہشام کے پاس پہنچا وہ گہرے سبز رنگ کی قبا پہنے ہوئے تھے انہوں نے مجھے خراسان جانے کی ہدایت کی لیکن میری نظر ان کی قبا پر ہی تھی۔ ہشام میرا مقصد سمجھ گئے کہنے لگے تمہیں کیا ہوا ہے آخر ٹکٹکی باندھنے کا سے دیکھ رہے ہو عقال کہتے ہیں میں نے کہا آپ کی یہ سبز قبا بہت اچھی لگتی ہے میں نے خلافت سے قبل بھی اس طرح کی قبا آپ کے جسم پر دیکھی تھی، ہشام نے کہا خدا کی قسم میرے پاس اس کے سوا کوئی دوسری قبا نہیں ہے میرے پاس جو کچھ مال ہے وہ تم سب لوگوں کا ہے عقال کہتے ہیں اگرچہ یہ سچ ہے مگر ہشام کے بخیل ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔

ابوبکر بن ابی الدنیا نے ہشام کے میر منشی سالم کے حوالے سے لکھا ہے جنہوں نے بتایا کہ ایک روز ہشام ایوان خلافت میں آیا تو سخت مضموم تھا اس موقع پر اس نے ابرش بن الولید کو اپنے پاس بلانے کیلئے کہی اور جب وہ آ گیا تو اس نے کہا امیر المومنین یہ آپ کا کیا حلال ہو گیا ہے ہشام نے کہا مجھے پریشانی کیوں نہ ہو، اہل نجوم کیا ہے میں آج سے تنتیسویں دن ختم ہو جاؤنگا ابرش بن الولید نے کہا ہم نے یہ بات کرلی ہے چنانچہ جب اس مدت کی آخری رات آئی تو ہشام کہہ رہا تھا میری دوا لاؤ حالانکہ دوا اس سے پہلے ہی اس کے پاس پہنچ چکی تھی بہرحال وہ دوا اس نے کھائی مگر اسکو درد کی سخت

تکلیف تھی جو ساری رات رہی، پھر ہشام نے حکم دیا سالم تم اپنے گھر جاؤ مجھے پہلے سے افاقہ ہے اور دوا بھی میرے پاس موجود ہے سالم کہتے ہیں میں وہاں سے چل پڑا اور ابھی گھر پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ لوگوں کی چیخ وپکار کی آواز کانوں میں آئی چنانچہ جب میں پہنچا تو ہشام انتقال کر چکے تھے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ہشام نے اپنے بیٹوں پر ایک نظر ڈالی جو اس کے گرد جمع تھے اور رو رہے تھے اس وقت ہشام نے ان سے کہا میں نے تمہارے لئے دنیوی راہ ہموار کر دی ہے مگر تم ہو کہ رو رہے ہو میں نے تمہارے لئے بہت کچھ دولت چھوڑی ہے اور جو کچھ حاصل کیا ہے تمہارے ہی لئے ہے اگر اللہ نے ہشام کو نہ بخشا تو برا انجام ہوگا جب ہشام کا انتقال ہو گیا تو اس کے خزانے سر بر کر دیئے گئے لیکن جب اس کے نہانے کیلئے پانی گرم کرنے کیلئے تکوں کی ضرورت ہوئی تو اس کے لئے پیسے نہ تھے حتی کہ عاریتاً مانگنے گئے۔

ہشام کی وفات اصافہ میں ربیع الآخر ۱۲۵ھ کو بدھ کے دن ہوئی اس وقت اس کی عمر پچاس سے کے لگ بھگ تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں ساٹھ سال سے متجاوز ہوگئی تھی ان کی نماز الولید بن یزید نے پڑھائی جو ہشام کے بعد خلیفہ ہوا۔ ہشام کی مدت خلافت پچیس سال ایک ماہ تھی۔ موئف کہتا ہے جب ہشام بن عبدالملک کا انتقال ہو گیا تو بنی امیہ کا بھی گویا جنازہ نکل گیا اور جہاد وقتال کے معاملات بھی ٹھنڈے پڑ گئے اور بنی امیہ کے معاملات میں ایک گونہ اضطراب وخرابی پیدا ہونے لگی۔ اور اگر چہ ان کی خلافت سات سال مزید چلتی رہی مگر اختلافات واضطراب بڑھتا ہی رہا حتی کے بنو عباس نے ان پر خروج کیا اور بنو امیہ کو اقتدار سے بالآخر محروم کر کے ان کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا۔ اور خلافت ہر کلیتا قابض ہو گئے جس کا تفصیلی حال مناسب موقع پر بیان ہوگا۔ انشاء اللہ۔

خدا کا شکر ہے کہ البدایہ والنہایہ جز نہم کی تکمیل ہوئی، اس کے بعد جز دہم شروع ہوگا۔

جس کا آغاز ولید بن یزید بن الملک کی خلافت سے ہوگا۔

ختم شد



تاریخ ابن کثیر ...... حصہ دہم

ولید بن یزید بن عبدالملک کی خلافت

واقدی کا قول ہے کہ ۶ ربیع الثانی بروز بدھ ۱۲۵ھ کو ولید بن یزید بن عبدالملک کو خلیفہ بنایا گیا۔

ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ ولید بن یزید بن عبدالملک کو ۳۴ سال کی عمر میں ربیع الثانی میں ہفتہ کے روز خلیفہ بنایا گیا کیوں کہ اس کے والد یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی ہشام کے بعد اپنے لڑکے ولید کو ولی عہد بنایا تھا ہشام نے ولی عہد بننے کے بعد اپنے بھتیجے ولید کا اعزاز و اکرام کیا حتیٰ کہ اس پر شراب نوشی اور برے ہمنشینیوں کی صحبت لہو ولعب کی مجالس غالب آ گئیں۔ ہشام نے ولید کو مذکورہ خرافات سے باز رہنے کا حکم دیا۔

۱۱۶ھ میں ولید کو امیر حج مقرر کیا گیا۔ ولید اس موقع پر اپنے چچا سے پوشیدہ طور پر شکاری کتے صندوقوں میں بھر کر لے گیا دوران سفر ایک صندوق گر گیا لوگوں نے کتوں کی آوازیں سنیں جس کی وجہ سے انہوں نے کتوں کو اونٹوں پر لادنا چاہا لیکن ولید نے لوگوں کو اس سے منع کر دیا۔

بعض کا قول ہے کہ اس موقع پر ولید نے کعبہ کے برابر ایک خیمہ تیار کیا کیوں کہ اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس کو سطح کعبہ پر نصب کر کے شراب اور لہو ولعب کے آلات لے کر اپنے دوستوں کے ساتھ وہاں مجلس منعقد کرے لیکن مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد لوگوں کے اور ان کے اعتراضات کے خوف کی وجہ سے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

جب ہشام کو اس کی غلط کاریوں کا علم ہوا تو اس نے اپنے بھتیجے کو متعدد بار مذکورہ بالا برائیوں سے دور رہنے کا حکم دیا لیکن ولید نے اپنے چچا کی ہدایت پر بالکل عمل نہیں کیا اور مسلسل بری عادتوں پر چلتا رہا بالآخر ہشام نے ولید کو اس کے عہدہ سے معزول کرنے کا عہد کر لیا کاش وہ ایسا کر لیتا۔ امراء، اس کے ماموں اور اہل مدینہ کی ایک جماعت نے بھی اس بارے میں ہشام کی حمایت کا اعلان کیا لیکن ہشام اپنے ارادہ کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکا حتیٰ کہ ایک روز ہشام نے ولید کو غضبناک ہو کر کہا" تو ہلاک ہو" قسم بخدا! مجھے تو تیرے اسلام پر قائم رہنے میں شک ہے اس لئے کہ علی الاعلان تو برائی کا ارتکاب کر چکا ہے۔ اس موقع پر ولید نے ہشام کے پاس مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر بھیجے:

(۱)......اے ہمارے دین کے بارے میں سوال کرنے والے! ہم ابوشاکر کے دین پر قائم ہیں۔

(۲)......ہم اسے کبھی خالص گرم پانی کے ساتھ اور کبھی نیم گرم پانی کے ساتھ پیتے ہیں۔

ہشام اپنے لڑکے مسلمہ پر غضبناک ہو کر (جو ابوشاکر کے نام سے موسوم تھا) اسے کہنے لگا کہ تو ہشام کی مانند بننا چاہتا ہے، حالانکہ میں تجھے خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔ پھر ہشام نے سن ۱۱۹ھ میں مسلمہ کو امیر حج مقرر کیا اس نے وقار اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا، مکہ اور مدینہ کی عوام میں مال تقسیم کیا اور اس وقت اہل مدینہ کے غلام نے یہ اشعار کہے:

(۱)......اے وہ شخص جو ہمارے دین کے بارے میں سوال کر رہا ہے، ہم ابوشاکر کے دین پر قائم ہیں۔
(۲)......جو ریسوں سمیت گھوڑوں کو بخشنے والا ہے اور زندیق اور کافر نہیں ہے۔

ولید کے فواحش اور منکرات میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ولید اور ہشام میں کشیدگی بڑھ گئی حتیٰ کہ ہشام نے اس سے قطع تعلق کر کے اپنے لڑکے مسلمہ کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کر لیا۔ ولید جنگلات کی طرف بھاگ گیا، اس کے بعد ولید اور ہشام کے درمیان بڑے تلخ انداز میں مراسلت ہوتی رہی۔ ہشام ولید کو دھمکیاں دیتا رہا، دونوں میں کشیدگی جاری رہی حتیٰ کہ اسی دوران ہشام کی وفات ہوگئی۔ اس رات ولید بہت پریشان تھا، اپنی پریشانی کا اظہار اس نے اپنے بعض ساتھیوں کے سامنے بھی کیا، اس نے کہا کہ آج کی رات پریشانی میں گزری ہے، اب ہم سوار ہوتے ہیں، امید ہے کہ آج ہم کوئی خوشخبری سنیں گے ولید نے سفر شروع کیا، اس دوران وہ ہشام اور اس کی دھمکیوں کا ذکر کرتا رہا۔ ولید نے سفر کے دو میل ہی طے کئے تھے کہ دور سے شور وشغب کی آواز سنائی دی اور گرد وغبار دکھائی دینے لگا۔ پھر ایلچیوں سے اس بات کا پتہ چلا کہ وہ اسے خلیفہ بنانا چاہتے ہیں اس نے بعض ساتھیوں سے کہا کہ تم ہلاک ہو یہ ہشام کے ایلچی ہیں اے اللہ! ان کے شر سے ہماری حفاظت فرما۔ ایلچی جب ولید کے قریب پہنچے تو اس کے سامنے پیدل چلنے لگے، انہوں نے سلام کر کے اسے خلافت کی خوشخبری دی۔ ولید نے حیران ہو کر ان سے پوچھا کہ کیا ہشام کی وفات ہوگئی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! ولید نے سوال کیا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ دیوان کے افسر سالم بن عبدالرحمٰن نے، یہ کہہ کر انہوں نے اسے خط دیا۔ ولید نے وہ خط پڑھا، پھر اس نے لوگوں کے احوال اور اپنے چچا کے بارے میں اس سے پوچھا انہوں نے تمام حالات سے اسے باخبر کیا ولید نے اسی وقت ہشام کے اموال اور اس کی جائیداد کی حفاظت کا حکم دیا اس نے یہ اشعار بھی پڑھے:

(۱)......ہائے افسوس! اگر ہشام زندہ رہتا تو وہ اپنے پیمانے کو بھرا ہوا دیکھتا
(۲)......ہم نے اسی کے صاع کے ساتھ اسے وزن کر کے دیا اس معاملے میں ہم نے اس پر ذرہ بھر بھی زیادتی نہیں کی
(۳)......ہم نے خلاف شریعت کوئی کام نہیں کیا بلکہ ہم نے اللہ کے کلام کے مطابق عمل کیا۔

زہری ہشام کو ولید کے خلاف برانگیختہ کرتا رہتا تھا، اسے ولید کی معزولی کے بارے میں ترغیب دیتا رہتا تھا لیکن ہشام نے فوج کی ناراضگی اور لوگوں میں ذلت کے خوف سے ولید کو خلافت سے معزول نہیں کیا۔ ولید زہری کی باتوں کو سمجھتا تھا اور وقتاً فوقتاً دھمکی دیتا رہتا تھا۔ زہری نے ولید سے کہا کہ اے فاسق! اللہ تجھ جیسے بے دین شخص کو مجھ پر مسلط نہیں کرے گا، اتفاق سے ولید کی خلافت سے قبل زہری کی وفات ہوگئی۔ پھر ولید نے چچا کی جائیداد کی حفاظت کا حکم دیا۔ اور خود اسی وقت دمشق کی طرف روانہ ہوا اور عمال کو مقرر کیا اطراف سے بیعت کی خبریں آئیں وفود کی شکل میں لوگ اس کے پاس آئے۔ آرمینیہ کے نائب حاکم مروان بن محمد نے اس کے پاس خط لکھا جس میں اس نے ولید کی خلافت کے لئے برکت کی دعا کی تھی۔ ہشام کی وفات اور اس کے مقابلے میں کامیابی پر اسے مبارکباد دی اور یہ بھی لکھا کہ ہم اپنے علاقوں میں تمہارے لئے ازسر نو لوگوں سے بیعت لیں گے نیز ہم آپ کے خلیفہ بننے پر بہت خوش ہیں اگر ہماری سرحدیں محفوظ ہوتیں تو میں از خود آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتا۔

پھر ولید نے لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ کیا، معذورین کے لئے خادم مقرر کئے، مسلمانوں کے عیال کے لئے بیت المال سے خوشبوئیں اور تحائف نکالے، خصوصاً اہل شام اور وفود کے عطیات میں اضافہ کر دیا۔

ولید فیاض، قابل تعریف، شاعر اور خدا ترس انسان تھا۔ سائل کو کبھی بھی محروم نہیں کرتا تھا۔ مندرجہ ذیل اشعار میں اپنی فیاضی کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

(۱)......اگر میری راہ میں رکاوٹیں حائل نہ ہوں تو عنقریب میں تمہارے لئے راحت کا ضامن ہوں۔
(۲)......عنقریب تم خوب اچھی طرح نوازے جاؤ گے میری طرف سے بھی تمہیں ہدایا موصول ہوں گے۔
(۳)......تمہارا دیوان اور عطیہ محفوظ ہے، جسے کاتب ایک ماہ تک لکھتے اور طبع کرتے رہتے ہیں۔

اسی سال ولید نے اپنے لڑکے (حکم اور عثمان) کو اپنے بعد ولی عہد بنانے کے لئے لوگوں سے بیعت لی عراق اور خراسان کے امیر یوسف بن عمر کے پاس بیعت کا پیغام پہنچایا، اس نے خراسان کے نائب حاکم نصر بن سیار کے پاس پیغام بھیجا۔ اس موقع پر نصر نے اس کی بیعت کے بارے میں

ایک فصیح و بلیغ اور طویل خطبہ دیا۔ ابن جریر نے وہ خطبہ من وعن نقل کیا ہے۔ اس کے بعد مشرق و مغرب میں ولید کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ ولید نے نصر بن سیار کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ خراسان کے بااختیار امیر ہیں۔

اس کے بعد یوسف بن عمر ولید کے پاس پہنچ گیا، اس نے ولید سے خراسان کی ولایت کا سوال کیا، ولید نے اس کی فرمائش پوری کر دی، اس کی پوزیشن ویسی ہی ہو گئی جیسے ہشام کے زمانے میں تھی۔ نصر بن سیار کو اس کا ماتحت کر دیا۔ اس کے بعد یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو بمع اہل و عیال تحفے تحائف دے کر ولید کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ نصر بن سیار نے ایک ہزار غلام اور باندیاں اونٹوں پر لاد کر اس کے علاوہ دیگر بہت سا سامان سونا چاندی لے کر ولید کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ ولید نے بھی اسے سارنگی، باجے، گلوکار، تیز رفتار ترکی گھوڑوں کے علاوہ دیگر لہو و لعب کے آلات کے ساتھ جلد پہنچنے کا حکم دیا۔ لوگوں کو نصر بن سیار کی یہ بات پسند نہیں آئی۔ مزید نجومیوں نے نصر بن سیار کو شام میں بڑے فتنے کے ظہور کی پیشن گوئی کی جس کی وجہ سے نصر بن سیار نے آنے میں تاخیر کی، پھر نصر بن سیار کو راستے ہی میں ایلچیوں نے ولید کے قتل کی خبر دی اور یہ کہ شام اس وقت فتنوں کی زد میں ہے۔ نصر بن سیار ولید کے قتل کی خبر سن کر اپنا سارا سامان لے کر ایک شہر میں اقامت پذیر ہو گیا۔ نصر بن سیار کو یوسف بن عمر کے عراق سے فرار ہونے اور حالات کشیدہ ہونے کی بھی خبر ملی یہ سب کچھ ولید کے قتل کی وجہ سے ہوا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

اسی سال ولید نے یوسف بن محمد بن یوسف الثقفی کو مکہ و مدینہ کا گورنر بنایا اور اسے ہشام بن اسماعیل المخزومی کے دونوں لڑکے ابراہیم اور محمد کو مدینہ میں ذلت کے ساتھ ٹھہرانے کا حکم دیا کیوں کہ وہ دونوں اس کے ماموں ہشام کے لڑکے تھے۔ ولید نے حاکم مدینہ کو ان دونوں کو عراق کے نائب حاکم یوسف بن عمر کے حوالہ کرنے کا بھی حکم دیا، چنانچہ اس نے ان دونوں کو یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا، عراق کا نائب حاکم ان دونوں کو تکالیف دیتا رہا حتیٰ کہ اس کے پاس ان دونوں کا انتقال ہو گیا اس نے ان کا کافی مال بھی چھین لیا۔

اسی زمانہ میں یوسف بن محمد بن یحییٰ بن سعید انصاری کو مدینہ کا قاضی بنایا گیا۔ سال رواں ہی میں ولید بن یزید نے اپنے بھائی کی ماتحتی میں اہل قبرص کی طرف ایک لشکر روانہ کیا، اسے حکم دیا کہ ان کو روم اور شام منتقل ہونے کا اختیار دے دینا، چنانچہ بعض لوگ مسلمانوں کے پاس شام منتقل ہو گئے بعض بلاد روم کی طرف چلے گئے۔

ابن جریر کا قول ہے کہ بعض اہل سیر کے قول کے مطابق اسی سال سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب نے محمد بن علی سے ملاقات کر کے ابو مسلم کا واقعہ اس کے سامنے بیان کیا۔ محمد بن علی نے ان سے سوال کیا کہ ابو مسلم آزاد تھا یا غلام؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ خود تو اپنے آپ کو آزاد ظاہر کرتا تھا لیکن اس کا آقا اس کی غلامی کا دعویٰ کرتا ہے۔ پھر انہوں نے اس کو خرید کر آزاد کر دیا۔ انہوں نے محمد بن علی کو دو لاکھ درہم اور تیس لاکھ کی پوشاک بھی پیش کی محمد بن علی نے ان سے کہا کہ شاید آئندہ ہماری ملاقات نہ ہو اگر میں اس دنیا سے چلا جاؤں تو میرے بعد میرا لڑکا ابراہیم بن محمد تمہارا امیر ہوگا اس کے بارے میں میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ کی شان کہ اسی سال ذی القعدۃ کے اختتام پر محمد بن علی کے والد کی وفات کے سات سال بعد انتقال ہو گیا۔

اسی برس یحییٰ بن زید بن علی کا خراسان میں انتقال ہو گیا اسی سال مکہ مدینہ طائف کے امیر یوسف بن محمد ثقفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

عراق کا امیر یوسف بن عمر اور خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا۔ خراسان کا امیر وفود کے ساتھ تحفے تحائف لے کر امیر المؤمنین ولید کے پاس جانے کا ارادہ کئے ہوئے تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی ولید کی وفات ہو گئی۔

خواص کی وفات

محمد بن علی ...... یہ محمد بن علی ابن عبداللہ بن عباس ابو عبداللہ المدنی جو السفاح اور المنصور کے والد ہیں اپنے والد دادا سعید بن جبیر اور جماعت سے روایت کی ان سے ایک جماعت (جس میں ان کے دونوں لڑکے ابو العباس عبداللہ السفاح، ابو جعفر عبداللہ المنصور ہیں) نے روایت حدیث کی۔ عبداللہ بن محمد حنفیہ نے اپنے بعد ان کو خلیفہ بنانے کی وصیت کی تھی ان کے پاس اخبار کا علم بھی تھا، انہوں نے ان کو ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد

کے خلیفہ بننے کی خوشخبری دی۔ ۸۷ھ میں اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی، جس کی وجہ سے ان کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ اسی یا اس سے پہلے اس کے بعد آنے والے سال ۶۳ھ میں وفات ہوگئی۔ عبداللہ بن محمد بن حنفیہ حسین وجمیل انسان تھے۔ اس نے اپنے بعد اپنے لڑکے ابراہیم کے بارے میں ولی عہد بنانے کی وصیت کی تھی لیکن ابراہیم کے بجائے اس کے لڑکے السفاح کی حکومت کو غلبہ حاصل ہوگیا اس نے ۱۳۲ ہجری میں جیسا کہ عنقریب آئے گا بنوامیہ سے حکومت چھین لی۔

یحییٰ بن زید...... یہ یحییٰ بن زید ابن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہیں کیونکہ سن ۱۲۱ ہجری میں اس کے والد زید کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس کے بعد سے یحییٰ بن زید مسلسل خراسان میں حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس روپوش رہا حتیٰ کہ اس دوران ہشام کی وفات ہوگئی، اس وقت یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو یحییٰ کے معاملے سے آگاہ کیا تھا۔ نصر بن سیار نے عقیل بن معقل عجلی کے واسطے سے بلخ کے نائب حاکم کو حریش کے پاس یحییٰ بن زید کی روپوشی سے آگاہ کیا تھا۔ بلخ کے نائب حاکم نے حریش کو حاضر کر کے چھ سو کوڑے لگوائے لیکن اس نے یحییٰ کے بارے میں بالکل نشاندہی نہیں کی پھر اس کے لڑکے نے یحییٰ کے بارے میں نشاندہی کردی اس کو جیل میں ڈال دیا گیا اس کے بعد نصر بن سیار نے یوسف کو اس کی اطلاع کردی اس نے ولید بن یزید کو یحییٰ کی گرفتاری سے آگاہ کیا ولید نے نصر بن سیار کو حکم دیا کہ یحییٰ کو جیل سے نکال کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ میرے پاس بھیج دو۔ نصر بن سیار نے اسے رہا کر کے دمشق کی طرف روانہ کر دیا دوران سفر نصر نے یحییٰ سے خطرہ محسوس کیا جس کی وجہ سے نصر نے یحییٰ کے مقابلے میں دس ہزار کا لشکر روانہ کیا۔ یحییٰ بن زید نے سب کو شکست دے دی، ان کے امیر کو گرفتار کرلیا، ان کا بہت سا مال چھین لیا، پھر ایک اور لشکر اس کے مقابلے میں آیا۔ اس نے یحییٰ بن زید سے مقابلہ کر کے تمام ساتھیوں سمیت اس کا سر قلم کر دیا (اللہ ان سب پر رحم فرمائے)۔

واقعات ۱۲۶ ہجری

ولید بن زید بن عبدالملک کی وفات اور اس کے حالات کا بیان...... یہ ولید بن زید بن عبدالملک بن مروان بن حکم ابوالعباس الاموی الدمشقی ہیں۔ گزشتہ سال ان کے چچا کی وفات کے بعد ان کے والد کے ولی عہد بنانے کی وجہ سے ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی، ان کی والدہ ام الحجاج بنت محمد بن یوسف الثقفی ہیں سن ولادت ۹۰ھ یا ۹۲ھ یا ۹۷ھ ہے۔ سن وفات ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۶ھ ہے۔ ان کا قتل لوگوں میں بڑے فتنے کے ظہور کا سبب بنا، بہر حال یہ اپنے فسق یا زندیقیت کی وجہ سے قتل ہوئے۔

امام احمد کا قول ہے کہ ہم سے ابومغیرہ نے ان سے ابن عیاش نے بواسطہ اوزاعی، زہری اور سعید بن مسیّب کے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے (کہ آپ علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی انہوں نے اس کا نام ولید رکھا اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے اس کا نام فرعون کے نام پر رکھا کیونکہ میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام ولید ہوگا جو فرعون سے بڑھ کر فسادی ہوگا۔)

حافظ ابن عساکر کا قول ہے کہ ولید بن مسلم معقل بن زیاد، محمد بن کثیر، بشر بن بکر نے اس حدیث کو اوزاعی سے مرسلاً روایت کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سند کا ذکر نہیں کیا۔ ابن کثیر نے سعید بن مسیب کا واسطہ ترک کر کے تمام اسانید، الفاظ اور تمام طرق کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے۔

امام بیہقی نے نقل کیا ہے کہ یہ روایت مرسلاً حسن ہے۔ انہوں نے (**محمد عن محمد بن عمر بن عطاء عن زينب بنت ام سلمة عن امها**) کے طریق سے روایت نقل کی ہے (کہ میرے پاس مغیرہ خاندان کا ایک لڑکا تھا آپ علیہ السلام تشریف لائے آپ نے اسے دیکھ کر ارشاد فرمایا تم اس کا نام تبدیل کردو کیونکہ عنقریب میری امت میں ولید نام سے ایک فرعون پیدا ہوگا۔)

ابن عساکر نے اس روایت کو عبداللہ بن محمد بن مسلم، ثنا محمد بن غالب الانطاکی، ثنا محمد بن سلیمان بن ابی داؤد، ثنا صدقہ عن ہشام بن الغاز، عن

مکحول عن ابی ثعلبۃ الخشنی ،عن ابی عبیدۃ بن جراح کے حوالہ سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میری امت عدل پر قائم رہے گی حتیٰ کہ بنوامیہ کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کریگا۔

ولید کے قتل اور اس کی حکومت کے زوال کا بیان ...... یہ شخص اعلانیہ گناہ کرنے والا، بدکاریوں پر مصر اور اللہ کے محارم کی بے حرمتی کرنے والا تھا۔ گناہوں سے بالکل باز نہیں آتا تھا۔ اسی لئے بعض افراد نے اس پر زندیقیت اور دین کو ختم کرنے کا الزام عائد کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

لیکن اس کی بابت یہ ظاہر ہوا کہ وہ ایک شاعرِ بے حیا، اللہ کا نافرمان، علی الاعلان فواحش کا مرتکب اور خلافت سے پہلے اور اس کے بعد کسی سے حیا نہ کرنے والا انسان تھا۔ بعض کا قول ہے کہ ولید کا بھائی سلیمان بھی اس کے قاتلین میں شامل تھا کیونکہ خود اس کا اپنے بھائی ولید کے متعلق یہ قول تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ شراب نوش، بے حیا اور فاسق شخص تھا۔ اس کی ان خرابیوں نے ہی میرے نافرمان نفس کو اس کے قتل پر آمادہ کیا تھا۔

معافی بن زکریا نے ابن درید ابی حاتم کے واسطہ سے عتبہ کا قول نقل کیا ہے کہ ولید بن یزید ایک حسین وجمیل سفریٰ نامی نصرانی عورت کو دیکھ کر اس کا عاشق بن گیا تھا، اس نے ایک شخص کے ذریعے اسے برائی پر آمادہ کرنا چاہا، لیکن عورت نے انکار کردیا، اتفاق سے انہی دنوں عید کی وجہ سے نصاریٰ کا کنیسہ میں اجتماع ہوا، ولید قریب ہی ایک باغ میں چلا گیا اور اس نے پاگلوں کا بھیس اپنالیا، عورتیں کنیسہ سے باغ میں آ گئیں ان میں اس کی معشوقہ بھی تھی، ولید نے خوب اچھی طرح اس کی زیارت کی، اس سے باتیں کیں اور کافی حد تک اسے دلی سکون حاصل ہوگیا۔

سفریٰ باہر آئی تو دوسری عورتوں نے اسے شرم سار کرتے ہوئے کہا تو (ہلاک ہو) اسے پہچانتی بھی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں! پھر اسے بتایا گیا کہ یہ ولید ہے۔ اب وہ اس پر مہربان ہوگئی ولید تو اس کے مہربان ہونے سے پہلے ہی اس پر مہربان ہوگیا تھا۔ ولید نے اس کے بارے میں چند اشعار کہے:

(۱) ...... اے ولید اپنے مغموم دل کو خوش کر جو قدیم زمانہ سے خوبصورت عورتوں کا شکاری ہے۔

(۲) ...... اس حسین وجمیل نرم ونازک عورت کی محبت سے دل خوش کر جو عید کے روز کنیسہ سے ہمارے لئے نمودار ہوئی۔

(۳) ...... میں مسلسل اسے عاشق کی آنکھوں سے دیکھتا رہا حتیٰ کہ میں نے اسے لکڑی کا بوسہ دیتے ہوئے دیکھا۔

(۴) ...... میری جان ہلاک ہو تم میں سے کسی نے صلیب کی طرح معبود دیکھا ہے؟

(۵) ...... میں نے اللہ سے اس کی جگہ پر ہونے کی دعا کی۔

جب لوگوں کو اس کا حال معلوم ہوگیا اور اس کا مکروفریب سب پر ظاہر ہوگیا تو ولید نے سفریٰ کے بارے میں دو شعر کہے بعض کا قول ہے کہ ولید نے خلیفہ بننے سے پہلے یہ اشعار کہے تھے:

(۱) اے سفریٰ! تیری شراب نوشی کیا خوب ہے، اگرچہ لوگ مجھے نصرانی اور شراب نوشی کا طعنہ دیتے ہیں۔

(۲) ...... پورے دن اکٹھے گزارنا اور ظہر اور عصر کی نماز چھوڑنا ہمارے لئے کوئی بڑی بات نہیں۔

ابوالفرج المعافی بن زکریا الجریری (جو ابن طرار النہروانی سے مشہور ہیں) کا قول ہے کہ ولید کی بے دینی اور فسق وفجور کی باتیں بے شمار ہیں ہم نے نظم میں اس کی کفریہ باتیں اور گمراہ کن باتوں کی تردید کی ہے۔

ابن عساکر نے سنداً بیان کیا ہے کہ ولید نے حیرہ میں ایک شراب نوش کے بارے میں سنا تو اس نے دو ساتھیوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوکر اس کی شراب کے تین رطل لے لئے، فارغ ہوکر اس نے شراب نوش کے لئے پانچ سو دینار دینے کا حکم دیا۔ قاضی ابوالفرج کا قول ہے کہ بعض افراد نے ولید کی غلط باتوں کو جمع کر کے ایک مجموعہ بیان کیا ہے۔ میں نے بھی اس کے کچھ حالات اور وہ اشعار (جو اس کی بے وقوفی، دینی کمزوری، بیہودہ باتوں، قرآن اور اللہ اور رسول کے انکار پر مشتمل ہیں) نقل کیے ہیں اور اس کے کمزور اشعار کا مضبوط اشعار اور اس کا حق وباطل کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ اللہ سے رضا اور اس کی مغفرت کی امید کی ہے۔

ابوبکر بن ابی خیثمہ کا قول ہے کہ ہم سے سلیمان بن ابی شیخ نے صالح بن سلیمان کے واسطہ سے بیان کیا ہے کہ ایک بار ولید نے حج کا ارادہ کیا اور

کہنے لگا کہ میں حج کے موقع پر بیت اللہ کی چھت پر شراب نوشی کروں گا۔لوگوں نے اس کے گھر سے نکلنے کے وقت اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا، پھر وہ خالد بن القسری کے پاس آئے لوگوں نے ان کو اپنے ساتھ حج پر لے جانے کی درخواست کی لیکن خالد نے انکار کر دیا،لوگوں نے اس سے کہا کہ ہماری اس بات کو ولید سے مخفی رکھنا انہوں نے کہا کہ بہتر !لوگوں کے جانے کے بعد خالد نے ولید کے پاس آ کر کہا کہ آپ حج پر نہ جانا اس لئے کہ مجھے تیرے متعلق لوگوں سے خطرہ ہے۔

ولید نے خالد سے کہا کہ ان لوگوں کا نام بتادے وگرنہ تجھے یوسف بن عمر کے حوالے کردوں گا، خالد نے کہا کہ خواہ تو مجھے یوسف بن عمر کے حوالے کردے لیکن ان کا نام ظاہر نہ کروں گا، اس کے بعد ولید نے خالد کو یوسف بن عمر کے حوالہ کر دیا، یوسف نے خالد کو سزا دے کر اسے قتل کر دیا۔

ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ جب خالد نے بتانے سے انکار کر دیا تو ولید نے خالد کو جیل میں ڈال دیا پھر جیل سے نکال کر یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا، یوسف نے اس کے اموال چھین کر اس کو قتل کر دیا۔

بعض کا قول ہے کہ یوسف ولید کے پاس آیا تو اس نے ولید سے خالد کو پچاس لاکھ میں خرید لیا پھر اس کے مال پر قبضہ کر کے اسے مار مار کر ہلاک کر دیا، اہل یمن کو اس پر بہت غصہ آیا انہوں نے ولید کے خلاف بغاوت کر دی۔

زبیر بن بکار کا قول ہے کہ ہم سے مصعب بن عبداللہ نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایک روز مہدی کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ولید کا تذکرہ ہوا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ وہ زندیق تھا اس پر مہدی نے کہا کہ اللہ کی خلافت اس کے پاس اس بات سے زیادہ بڑی تھی کہ اسے زندیق بنائے۔

احمد بن عمیر حوصاء الدمشقی کا قول ہے کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن حسن نے ولید بن مسلم حصین بن ولید کے واسطہ سے ازہری بن ولید کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ام الدرداء سے سنا وہ کہتی تھیں کہ شام اور عراق کے درمیان جب بنوامیہ کا ایک نوجوان ظلماً قتل کیا جائے گا تو اس کی اطاعت پوشیدہ رہے گی اور اس کا خون ناحق زمین پر بہایا جائے گا۔ یہ امام ابوجعفر بن جریر طبری کا قول ہے۔

یزید بن ولید ناقص کا ولید بن یزید کو قتل کرنا ...... گزشتہ صفحات میں ہم نے ولید بن یزید کے فسق و فجور، گمراہی، بے وقوفی، نماز اور دیگر امور دینیہ سے کمزوری کا ذکر کر دیا۔ خلیفہ بننے کے بعد اس کے فسق و فجور، لہو ولعب، شکار بازی، شراب نوشی اور سرکشی میں اضافہ ہوتا ہی چلا گیا۔ امراء، رعایا، فوج نے اس کی ان نازیبا حرکتوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ خود اس نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا حتیٰ کہ ہلاک ہو گیا مزید اس نے خراسان کی سب سے بڑی فوج یمانیہ کو خراب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے چچا ہشام کے دونوں لڑکوں کو بھی اپنا مخالف بنا لیا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جب اس نے خالد بن عبداللہ القسری کو اس کے قدیم عراق کے نائب حاکم یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا وہ اس کو سزا دیتا رہا حتیٰ کہ اس نے خالد کو قتل کر دیا لوگوں کو خالد کے قتل پر بہت غصہ آیا جیسا کہ ہم عنقریب اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

سلیمان بن جریر نے سنداً بیان کیا ہے کہ ولید بن یزید نے عم زاد ہشام کو سو کوڑے مارے اور اس کے سر اور ڈاڑھی کے بال نوچ ڈالے پھر اسے عمان جلاوطن کر کے جیل میں بند کر دیا وہ ولید کی وفات تک وہیں رہا اس نے اپنے چچا ولید بن عبدالملک کے خاندان کی باندی پر قبضہ کر لیا، عمر بن الولید نے باندی کی واپسی کے بارے میں اس سے گفت و شنید کی لیکن اس نے اسے واپس کرنے سے انکار کر دیا، عمر بن ولید نے کہا کہ جب تمہاری فوج کے گرد ہنہانے والے جمع ہوں گے اس وقت تم پر اصل حقیقت واضح ہو جائے گی اقم نے یزید بن ہشام کو گرفتار کر کے اس کے دونوں لڑکے حکم و عثمان کے لئے لوگوں سے بیعت لے لی حالانکہ وہ اس وقت دونوں نابالغ تھے یہ بات بھی لوگوں پر گراں گزری انہوں نے اسے نصیحت کی اور اس سے روکا لیکن کوئی بات کارگر ثابت نہیں ہوئی۔

مدائنی کا قول ہے کہ لوگوں پر یہ بات بہت گراں گزری انہوں نے بنوہاشم اور بنوولید پر کفر و زندیقیت، اپنے آباء کی امہات سے خلوت ولواطت وغیرہ کا الزام لگایا لوگوں کا قول ہے کہ انہوں نے سو طوق تیار کئے تھے، ہر طوق پر بنوہاشم کے ایک فرد کا نام لکھا ہوا تھا۔ اسے قتل کرنے کے لئے لوگوں نے اس پر زندیقیت کا الزام لگایا سب سے زیادہ الزام تراشی کرنے والا یزید بن ولید بن عبدالملک تھا لوگوں کا رجحان بھی اسی کی طرف تھا۔ کیونکہ ظاہراً

وہ متقی اور متواضع انسان تھا وہ لوگوں سے کہتا تھا کہ ہم ولید کے بارے میں اس وقت تک خوش نہیں ہو سکتے جب تک لوگ اس پر حملہ کر کے اسے قتل نہ کر دیں اس کام کے لئے یزید بن ولید نے یمانیہ، قضاعہ امراء کی ایک جماعت کے ولید بن عبدالملک کے ساتھ تیار کیا اس کام کا سرغنہ سادات بنوامیہ سے یہی یزید بن ولید بن عبدالملک تھا جو مصلح، دیندار اور متقی انسان تھا انہی خوبیوں کی وجہ سے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بھائی عباس بن ولید نے اسے منع کیا لیکن اس نے اس کی بات پر عمل نہیں کیا اس نے کہا کہ اگر مجھے خطرہ نہ ہوتا تو میں تجھے گرفتار کر کے اس کے پاس بھیج دیتا۔

اسی زمانے میں دمشق میں وباء پھیلی جس کی وجہ سے لوگوں نے دمشق سے نقل مکانی شروع کر دی، ولید نے بھی دوسو افراد کے ہمراہ دمشق کے بالائی حصے کی طرف نقل مکانی شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے یزید بن ولید کے لئے راہ ہموار ہو گئی، اس کے بھائی عباس نے اس کو ولید کے قتل کی شدت سے منع کیا لیکن اس نے اپنے بھائی کی بات ٹھکرا دی اس پر اس کے بھائی عباس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

(۱)...... میں تجھے پہاڑ کی مثل بلند فتنوں سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

(۲)...... عوام تمہاری سیاست سے بیزار ہو چکی ہے تم دین کے ستون کو مضبوطی سے پکڑو۔

(۳)...... بھیڑیوں جیسے لوگوں کو اپنا گوشت مت کھلاؤ۔

(۴)...... اپنے پیٹ کو اپنے ہاتھوں سے مت چاک کرو، کیوں کہ اس وقت حسرت اور ندامت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

جب یزید کا معاملہ مضبوط ہو گیا بیعت کرنے والوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو اس نے دمشق کا قصد کیا ولید کی غیر موجودگی میں دمشق میں داخل ہو گیا۔ رات کے وقت اکثر دمشقی باشندوں نے اس کی بیعت کر لی اس کو اطلاع ملی کہ اہل مزہ نے اپنے سردار معاویہ بن مصاد کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یزید کچھ ساتھیوں کو لے کر پیادہ اس کے پاس گیا رات کے وقت انہوں نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا، پھر وہ اس میں داخل ہو گئے یزید نے بیعت کے معاملے میں اس سے گفتگو کی معاویہ بن مصاد نے بھی اس کی بیعت کر لی اس کے بعد یزید سیاہ گدھے پر سوار ہو کر قناۃ کے راستے دمشق پہنچ گیا، اس کے ساتھیوں نے اسے قسم دے کر کہا کہ وہ دمشق میں بغیر ہتھیار کے داخل نہ ہو۔ چنانچہ وہ کپڑوں کے نیچے ہتھیار پہن کر دمشق میں داخل ہو گیا۔

ولید نے اپنی غیر موجودگی میں دمشق پر عبدالملک بن بن حجاج بن یوسف الثقفی اور پولیس افسر ابوالعاج کثیر بن عبداللہ السلمی کو مقرر کیا تھا۔ جمعہ کی شب مغرب اور عشاء کے درمیان یزید کے ساتھی باب فرادیس کے پاس جمع ہو گئے عشاء کی اذان کے بعد وہ مسجد میں داخل ہو گئے، جب مسجد میں یزید کے حامیوں کے علاوہ کوئی نہیں رہا تو انہوں نے یزید کے پاس پیغام بھیجا، وہ آ گیا اس نے حجرے میں داخل ہونے کا ارادہ کیا خادم نے اسے کھول دیا وہ اس میں داخل ہو گئے انہوں نے ابوالعاج کو نشے کی حالت میں پایا اس کے بعد انہوں نے بیت المال کے اموال پر قبضہ کر لیا اور وہ اسلحہ سے مضبوط ہو گئے اس کے بعد یزید نے شہر کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ شہر کے دروازے سے ناواقف شخص کو داخل نہ ہونے دیا جائے صبح ہونے کے بعد تمام قبیلوں کے لوگ چاروں طرف سے آ گئے اور وہ دوسرے تمام دروازوں سے داخل ہو گئے ہر محلّہ کا باشندہ اپنے قریبی دروازے سے داخل ہو گیا، یزید کے اردگرد بہت سے حامی جمع ہو گئے سب نے اس کی بیعت کر لی اس موقع پر ایک شاعر نے چند اشعار کہے:

(۱)...... بوقت صبح سردار کے پاس گھروں میں ان کے مددگار آ گئے۔

(۲)...... بنوکلب گھوڑوں اور سامان جنگ کے ساتھ آ گئے جو تلواروں اور نیزوں پر مشتمل تھا۔

(۳)...... ان کے پاس شیبان از دعبس لخم کے لوگ حامی اور مدافع بن کر آئے۔

(۴)...... غسان، صیان، قیس اور تغلب کے لوگ نیزے بلند کئے ہوئے ان کے پاس آئے ہر ست اور بے رغبت شخص ان سے دور رہا۔

(۵)...... صبح ہونے سے پہلے ہی وہ حکومت کے مالک بن گئے انہوں نے ہر سرکش اور متکبر شخص سے عہد و پیمان لیا۔

یزید بن الولید نے عبدالرحمن بن مصاد کو شہسواروں کے ساتھ دمشق کے نائب حاکم عبدالملک بن محمد بن حجاج کو لانے کے لئے قطنا کی طرف بھیجا اور اس کے لئے یزید نے امان کا اعلان کیا۔ وہ وہاں پر قلعہ بند تھا جب وہ دمشق کے نائب حاکم کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس کے پاس بیس ہزار دینار کی دو تھیلیاں پائیں جب وہ مزہ کے پاس سے گزرے تو ابن مصاد کے ساتھیوں نے انہیں مالی پیشکش کی۔ لیکن انہوں نے خیانت کے خوف سے اسے قبول نہیں کیا پھر وہ اس مال کو یزید کے پاس لے آئے اس نے اس مال سے دو ہزار کے قریب لشکر تیار کر کے اپنے بھائی عبدالعزیز

بن الولید بن عبد الملک کی ماتحتی میں ولید بن یزید کی گرفتاری کے لئے روانہ کئے، ولید کا ایک غلام تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے کو اتنی تیز رفتاری کے ساتھ لے گیا کہ ولید کے پاس پہنچ کر گھوڑا ہلاک ہو گیا غلام نے یزید کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ لیکن اس نے اس کی تصدیق نہیں کی بلکہ اسے مارنے کا حکم دیا پھر متواتر اس کے پاس اس قسم کی خبریں آتی رہیں اس کے بعض ساتھیوں نے اسے حمص منتقل ہونے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ وہ ایک محفوظ پناہ گاہ ہے ابرش سعید بن ولید کلبی نے کہا کہ میری قوم کے ہاں ترمذ میں اتر جاؤ لیکن اس نے کسی کی بات نہیں مانی بلکہ دو سو شہسواروں کے ساتھ سواری پر سوار ہو کر چل دیا۔

یزید کے ساتھیوں نے اس کا تعاقب کیا، راستہ کے درمیان ثقلہ مقام پر انہوں نے اسے گھیر لیا، ولید البخراء کے قلعہ میں فروکش ہو گیا جو نعمان بن بشیر کا تھا اس کے مددگاروں میں سے عباس بن ولید نے ایلچی کے ذریعے ولید کے پاس اپنی آمد کا پیغام بھیجا ولید نے تخت پر بیٹھ کر اعلان کیا کہ مجھ پر حملہ کرنے کی کون جرأت کر سکتا ہے جب کہ میں شیروں اور سانپوں پر حملہ کرنے والا ہوں۔

اس کے بعد عبد العزیز بن ولید دو ہزار شہسواروں میں سے آٹھ سو جانبازوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آیا دونوں جانب سے صف بندی ہو گئی شدید جنگ ہوئی۔ عباس کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت قتل ہوئی ان کے سر ولید کے پاس لائے گئے حالانکہ عباس بن ولید ولید کی مدد کے لئے آیا تھا۔ پھر اس کی طرف سے اس کے بھائی عبد العزیز کو بھیجا گیا اس کو زبردستی لایا گیا حتیٰ کہ اس نے اپنے بھائی یزید بن ولید کی بیعت کر لی، سب بھائیوں نے ولید سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا۔

جب ان کے اتحاد کا لوگوں کو علم ہوا تو سب ولید کے پاس سے بھاگ کر یزید سے آملے ولید کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت رہ گئی ولید نے قلعہ میں پناہ لے لی مخالفین نے چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا، ولید نے قلعہ کے دروازے کے نزدیک آکر اعلان کیا کہ مجھ سے کوئی شریف آدمی آکر بات کرے، یزید بن عنبسہ اس سے بات کرنے کے لئے آگے بڑھا ولید نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا میں نے تم سے موت کو دور نہیں کیا؟ کیا تمہارے فقراء کی مدد نہیں کی؟ کیا تمہاری خواتین کا خیال نہیں رکھا؟ یزید نے کہا کہ محارم کی بے حرمتی کرنے، شراب نوشی کرنے، آباء کی اولاد کی امہات سے نکاح کرنے اللہ کے احکام کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے ہم تجھ سے ناراض ہیں ولید نے اس کی باتیں سن کر کہا کہ اے سکاسک کے بھائی تو نے بہت کچھ کہہ دیا اللہ نے جو چیزیں حلال کی ہیں ان میں میرے لئے گنجائش رکھی ہے قسم بخدا اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو ہمیشہ فتنوں میں مبتلا رہو گے تمہاری بدحالی کبھی دور نہیں ہو گی کبھی تمہارا اتحاد نہیں ہو سکے گا۔

آپ کا قتل اور سر یزید کے دربار میں...... اس کے بعد وہ محل میں چلا گیا قرآن کھول کر اس کی تلاوت شروع کر دی اور کہنے لگا کہ آج کا دن یوم عثمان کی طرح ہے پھر اس نے توبہ کر لی، مخالفین دیوار پھاند کر اس تک پہنچ گئے سب سے پہلے پہنچنے والا شخص یزید بن عنبسہ تھا وہ تلوار لے کر ولید کی طرف بڑھا ولید نے اسے دور رہنے کا حکم دیا اس نے یزید کو گرفتار کرنے کی کوشش کی اتنے میں دس امراء نے اس پر تلوار سے حملہ کر دیا اور مار مار کر اسے قتل کر دیا، پھر انہوں نے اسے گھسیٹا خواتین نے چیخنا چلانا شروع کر دیا جس کی وجہ سے انہوں نے اسے چھوڑ دیا ابو علاقہ قضاعی نے اس کا سر کاٹ دیا۔ اس کے پاس جو چیزیں تھیں ان کو محفوظ کر لیا پھر اس کا سر دس افراد منصور بن جمہور، روح بن مقبل بنی کلب کا غلام بشر، عبد الرحمٰن الفلس وغیرہ لے کر یزید کے پاس گئے سلام کر کے انہوں نے ولید کے قتل کی خوشخبری سنائی، یزید نے ہر ایک لئے دس ہزار دینار کا اعلان کیا روح بن بشر بن مقبل نے کہا کہ امیر المؤمنین میں فاسق کے قتل پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں یزید نے سجدہ شکر ادا کیا۔

اس کے بعد تمام لشکر یزید کے پاس لوٹ آئے سب سے پہلے یزید بن عنبسہ نے اس کے ہاتھ پر بیعت شروع کی یزید نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ! اگر تو اس کام پر راضی ہے تو میری مدد کرنا ولید کا سر لانے والے کے لئے ایک لاکھ درہم کا اعلان کیا گیا، ۱۲۶ ہجری یا ۱۲۸ ہجری جمادی الثانی جمعہ کی شب یا بدھ کے دن اس کا سر یزید کے پاس لایا گیا۔ یزید نے اس کا سر نیزہ پر لٹکانے کے بعد اسے شہر کا گشت کرانے کا حکم دیا، یزید سے کہا گیا کہ نیزہ پر خارجی کا سر لٹکایا جاتا ہے لیکن اس نے کہا کہ قسم بخدا میں اس کا سر ضرور لٹکاؤں گا اس کے بعد یزید نے ایک ماہ تک اس کا سر نیزہ پر لٹکا کر رکھا پھر ایک شخص کے پاس امانت کے طور پر رکھ دیا پھر اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے پاس بھیج دیا اس کے بھائی نے کہا کہ اس کے لئے

ہلاکت ہو میں اس کی بے وقوفی، بے حیائی اور فسق کی گواہی دیتا ہوں اسی کے فسق نے میرے نفس کو بھائی ہونے کے باوجود اس کے خلاف ابھارا اس نے اس کو برا نہیں سمجھا۔

بعض کا قول ہے کہ جامع دمشق کے صحن کے قریب والی مشرقی دیوار پر اس کا سر لٹکایا گیا بنوامیہ کی حکومت ختم ہونے تک یہ سر لٹکا رہا بعض کا قول ہے کہ اس کے سر کے بجائے اس کے خون کا نشان باقی رہا، قتل کے روز اس کی عمر ۳۱ یا ۳۲ یا ۳۵ یا ۳۶ یا ۴۶ سال تھی اس کا دور حکومت کل ڈیڑھ یا ۳ ماہ پر محیط تھا۔

حلیہ......ابن جریر کا قول ہے کہ ولید کا پیٹ بڑا تھا، پاؤں کی انگلیاں لمبی تھیں، لوہے کی کیل زمین پر گاڑ کر دھاگہ اس کے پاؤں سے باندھ دیا جاتا تھا پھر وہ گھوڑے کا سہارہ لئے بغیر چھلانگ لگا کر اس پر سوار ہو جاتا تھا اس کے چھلانگ لگانے کے ساتھ ہی کیل زمین سے الگ ہو جاتی تھی۔

یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان کی حکومت......ولید نے جن لوگوں کے عطیات میں زیادتی کی تھی ان میں کمی کرنے کی وجہ سے یزید کا لقب ناقص رکھا گیا پھر یزید نے ہشام کے دور حکومت کی مانند لوگوں کے عطیے کر دیئے بعض کا قول ہے کہ سب سے پہلے مروان بن محمد نے یزید کا لقب ناقص رکھا۔ اسی سال ۲۸ جمادی الثانی جمعہ کے روز ولید بن یزید کے قتل کے بعد لوگوں نے یزید کی بیعت کی یزید خلافت سے پہلے ہی صالح متقی شخص تھا خلیفہ بننے کے بعد سب سے پہلے یزید نے ولید کی طرف سے فوج کی تنخواہوں میں مقرر کردہ اضافہ کم کر دیا اسی وجہ سے اس کا لقب ناقص رکھا گیا اس کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یزید زخمی سر والا ناقص تھا۔ بنی مروان میں دو عادل خلیفہ (عمر بن عبدالعزیز اور یزید) گزرے ہیں، اس کا دور حکومت چند ماہ ہی رہا حتیٰ کہ اسی سال اس کی وفات ہوگئی وفات کے بعد حالات خراب ہو گئے فتنے پھوٹ پڑے بنی مروان کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا سلیمان بن ہشام جو ولید کے زمانہ میں عمان جیل میں تھا آزاد ہو گیا اس نے اس کے اموال پر قبضہ کر لیا پھر وہ دمشق آ گیا ولید پر لعن طعن اور اسے کافر تک کہہ دیا۔

یزید نے اس کا اکرام کیا ولید نے جو اس کے اموال چھینے تھے ان کو واپس کر دیا یزید نے سلیمان کی بہن ام ہشام بنت ہشام سے شادی کر لی، اہل حمص نے دار عباس بن ولید کو منہدم کر کے اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا وہ حمص سے فرار ہو کر یزید بن ولید کے پاس دمشق پہنچ گئے، اہل حمص نے ولید کے خون کا بدلہ لینے کا اعلان کیا انہوں نے شہر کے دروازے بند کر دیئے۔ گریہ اور نوحہ کرنے والی عورتوں کو کھڑا کیا فوج سے خط و کتابت کی فوج نے حکم بن ولید بن یزید کے خلیفہ بنانے پر معاہدہ کر لیا مروان بن عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کو برطرف کر دیا اس کو اور اس کے لڑکے کو قتل کر دیا معاویہ بن یزید بن حصین کو امیر بنا دیا۔

جب ان حالات کا یزید بن ولید کو علم ہوا تو اس نے یعقوب بن ہانی کے ہمراہ ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا "خلافت کا معاملہ شوریٰ کے ذریعہ حل ہو جائے تو بہتر ہے اس پر عمر بن قیس نے کہا کہ اگر شوریٰ کے ہی ذریعہ معاملہ حل کرنا ہے تو ہم نے آپس میں رضا مندی سے حکم کو خلیفہ چن لیا ہے۔ یعقوب نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر اس سے کہا کہ اگر یہ یتیم تیری پرورش میں ہوتا پھر بھی تو اس کا مال اسے نہ دیتا پھر امت کا معاملہ تو اسے کیسے حوالہ کرتا ہے؟ اس کے بعد حمص کے باشندے یزید کے ایلچیوں پر ٹوٹ پڑے اپنے پاس سے انہیں بھگا دیا ابو محمد سفیانی نے ان کو کہا کہ اگر میں دمشق چلا جاؤں تو دو شخص بھی میرے بارے میں اختلاف نہیں کریں گے پھر وہ اس کے ساتھ سوار ہو گئے انہوں نے ابو محمد سفیانی کو امیر مقرر کر لیا سلیمان بن ہشام انہیں راستہ میں ملا اسے یزید بن ولید نے ایک لشکر کے ساتھ بھیجا تھا نیز عبدالعزیز بن ولید کو تین ہزار لشکر کے ہمراہ ثنیۃ العقاب کے پاس متعین کیا ہشام بن مصاد المزی کو ڈیڑھ ہزار لشکر کے ہمراہ عقبہ سلمیہ کے پاس کھڑا رہنے کے لئے تیار کیا حمص کے باشندے روانہ ہوئے سلیمان بن ہشام کے لشکر کو دائیں جانب چھوڑ کر اس سے آگے بڑھ گئے، جب سلیمان کو ان کی خبر ہوئی تو اس نے ان کا تعاقب کیا مقام سلیمانیہ کے پاس ان کا آمنا سامنا ہو گیا انہوں نے زیتون کو دائیں جانب جبل کو بائیں جانب، اور حیات کو پیچھے رکھا صرف ایک طرف سے ان کے نکلنے کا راستہ بچا، شدید گرمی میں ان کے درمیان جنگ شروع ہوگئی، فریقین میں سے ایک جماعت کے قریب افراد قتل ہوئے۔ اسی دوران عبدالعزیز بن ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ حمص کے باشندوں پر حملہ کر دیا ان کا لشکر متفرق ہو گیا حتیٰ کہ وہ اپنے درمیان والے ٹیلے پر چڑھ گئے شکست کھا گئے حمص والے بھاگ کھڑے

ہوئے لوگوں نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں قتل کرنے لگے اور کئی افراد کو قیدی بنالیا پھر یزید بن ولید کے خلیفہ بنانے پر ان سے صلح کر لی ایک جماعت ان کی گرفتار کر لی جس میں ابو محمد سفیانی، یزید بن خالد بن معاویہ وغیرہ تھے۔

اس کے بعد سلیمان اور عبدالعزیز عذراء میں اترے ان کے ساتھ کچھ لشکر اور امراء قسم کے لوگ تھے، نیز حمص کے قیدیوں میں سے سردار قسم کے قیدی اور تین ہزار افراد کے قتل ہونے کے بعد گرفتاری سے پہلے ہی ان کی حمایت کرنے والے افراد بھی ان کے ہمراہ تھے یہ سب یزید بن ولید کے پاس آئے یزید نے ان سے حسن اخلاق اور درگزر کا معاملہ کیا ان کے لئے خصوصاً امراء کے لئے عطیوں کا اعلان کیا ان کی خواہش کے مطابق معاویہ بن یزید بن حصین کو ان کا امیر مقرر کیا جس سے وہ خوش ہو گئے اور دمشق میں اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ اقامت پذیر رہے۔

اسی سال فلسطین کے باشندوں نے سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی کیونکہ بنی سلیمان کی کچھ املاک فلسطین میں تھی جو انہوں نے اہل فلسطین کے لئے چھوڑی ہوئی تھیں اس وجہ سے فلسطین کی عوام کو ان کی مجاورت پسند تھی ولید بن یزید کے قتل کے بعد اس علاقے کے سردار سعید بن روح بن انباع نے یزید بن سلیمان کو خط لکھا کہ وہ انہیں اپنی بیعت کی طرف دعوت دیں چنانچہ فلسطین کے باشندوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

جب اردن کی عوام کو ان کی بیعت کا علم ہوا تو انہوں نے بھی محمد بن عبدالملک بن مروان کو امیر مقرر کر کے اس کی بیعت کر لی۔

جب امیر المؤمنین یزید بن ولید کو اس صورتحال کا علم ہوا تو اس نے سلیمان بن ہشام کی امارت میں ایک لشکر تیار کیا (جو دمشقی باشندوں اور ان لوگوں پر مشتمل تھا جو سفیانی کے ساتھ تھے) اولاً اردن والوں نے پھر فلسطین کے باشندوں نے بھی بیعت ختم کر کے یزید بن ولید کی بیعت قبول کر لی۔

یزید بن ولید نے رملہ اور اس کے مضافات کی امارت اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کے حوالہ کر دی وہاں پر اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

اسی زمانہ میں امیر المؤمنین یزید بن ولید نے دمشق کے باشندوں کو ایک خطبہ دیا جو بڑی مفید باتوں اور نصائح پر مشتمل تھا اس کا حاصل یہ تھا (کہ حمد و ثناء کے بعد) یزید نے کہا کہ اے لوگو! خدا کی قسم میں دنیاوی حرص و طمع اور خلیفہ بننے کے لئے باہر نہیں نکلا میں اس پر خوش ہوں میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم نہ کیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا میں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے دین پر غصہ کھا کر باہر نکلا ہوں میں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کی طرف دعوت دینے والا ہوں کیونکہ اس وقت دین کی علامات کو منہدم کر دیا گیا ہے اہل تقویٰ کے نور کو بجھا دیا گیا ہے محارم کو حلال سمجھنے والا ہر بدعت کے مرتکب، متکبر، اور جبار شخص کا ظہور ہے جو اللہ اور روز قیامت کا انکار کرنے والا ہے اور وہ نسب میں میرا عم زاد اور حسب میں میرا ہمسر ہے۔

اس صورت حال کے پیش نظر میں نے اللہ سے استخارہ کیا میں نے اللہ سے مجھے اپنے نفس کے حوالے نہ کرنے کا سوال کیا میں نے اپنی حکومت کے ان لوگوں کو دعوت دی جنہوں نے میری بات کو مانا، میں مسلسل ان مظالم کے خاتمہ کی کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنی قوت و طاقت سے عباد اور بلاد کو اس تکلیف سے نجات بخشی اے لوگو! تمہارا مجھ پر حق ہے کہ میں پتھر پر پتھر اور اینٹ پر اینٹ نہ رکھوں، میں نہریں نہ کھودوں، مال جمع کر کے اپنے اہل و عیال کو نہ نوازوں، ایک شہر کا مال دوسرے شہر منتقل نہ کروں، حتیٰ کہ اس شہر کی سرحد بند کر دوں، اس کے باشندوں کی ضروریات پوری کر دوں، اس کے بعد اگر مال بچ جائے تو اس شہر کے قریب والے شہر میں منتقل کر دوں، اگر اس کے باشندے ضرورت مند ہیں میں تمہیں تمہاری سرحدوں پر جمع کر کے تمہیں اور تمہارے اہل کو فتنہ میں نہیں ڈالوں گا میں اپنا دروازہ بند کر کے تمہارے مالدار کو غریب پر حاوی نہ ہونے دوں گا میں تمہارے اہل جزیہ کو ایسی تکلیف میں مبتلا نہیں کروں گا کہ وہ شہر چھوڑ کر چلے جائیں سالانہ اور ماہانہ تمہارے عطیات میرے ذمے ہیں حتیٰ کہ میں مسلمانوں کی معیشت مضبوط کر کے ان کے امیر و غریب میں فرق ختم کر دوں گا اگر میں اپنے وعدوں پر پورا اتروں تو تم پر میری اطاعت و فرمانبرداری اور مدد لازم ہے اگر میں اپنے قول کی خلاف ورزی کروں تو تم مجھے خلافت سے معزول کر دینا یا مجھ سے توبہ کروانا اگر میں توبہ کر لوں تو میری توبہ کو قبول کر لینا اگر تمہیں مجھ سے بہتر شخص نظر آئے اور تم اسے خلیفہ بنانا چاہو تو سب سے پہلے میں اس کے ہاتھ پر بیعت کروں گا اے لوگو! اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں حقیقی اطاعت تو اللہ کی اطاعت ہے اللہ کے فرمانبردار بندہ کی جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے، اس وقت تک اس کی اطاعت جائز ہے جب وہ اللہ کی نافرمانی شروع کر دے اس وقت اس کی اطاعت جائز نہیں بلکہ ایسے شخص کو ذلیل کر کے قتل کر دیا جائے اسی پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں اپنے اور تمہارے واسطے اللہ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

سال رواں ہی میں یزید بن ولید نے یوسف بن عمر کو عراق کی امارت سے معزول کر دیا کیونکہ اس نے خالد بن عبداللہ القسری کی قوم یمانیہ پر ناراضگی کا اظہار کیا تھا حتیٰ کہ ولید بن یزید قتل ہو گیا اس نے قوم کے اکثر افراد کو جیل میں ڈال رکھا تھا خلیفہ کی فوج کے خوف سے سرحدوں پر نگران مقرر کر رکھے تھے امیر المؤمنین یزید بن ولید نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ منصور بن جمہور کو مقرر کر دیا مزید اس کی حکومت میں سندھ، بجستان، خراسان وغیرہ علاقوں کا بھی اضافہ کر دیا، منصور بن جمہور ایک اکھڑ مزاج دیہاتی قسم کا آدمی تھا علانیہ قدریہ کے مذہب پر کاربند تھا لیکن اس نے اچھے کارنامے انجام دیئے۔ اس نے ولید بن یزید کے قتل میں بڑی کوشش کی تھی اسی وجہ سے یزید بن ولید کا خاص فرد بن گیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ ولید کے قتل سے لوگوں کے فارغ ہونے کے بعد منصور بن جمہور فوراً عراق گیا وہاں کے باشندوں سے یزید کے لئے بیعت لکھ کر بھیج دی۔ صوبوں میں نائبین اور عمال مقرر کئے، رمضان کے آخری عشرہ میں دمشق واپس آ گیا اسی وجہ سے یہ جس جگہ کا امیر تھا خلیفہ نے اسی جگہ کا اسے امیر بنا دیا۔

یوسف بن عمر عراق سے فرار ہو کر بلقاء کے شہروں میں چلا گیا یزید بن ولید نے آدمی بھیج کر اسے اپنے سامنے حاضر کیا جب وہ یزید بن ولید کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر اسے ڈانٹا یوسف بن عمر کی ڈاڑھی اتنی لمبی تھی کہ بسا اوقات ناف سے بھی تجاوز کر جاتی تھی اس کا قد چھوٹا تھا پھر یزید بن ولید نے اسے جیل میں ڈال کر اس سے حقوق واپس لینے کا مطالبہ کیا منصور بن جمہور نے عراق پہنچنے کے بعد عراقی عوام کو خلیفہ کا خط پڑھ کر سنایا جس میں ولید کے بارے میں لکھا تھا ''کہ سخت پکڑنے والے کی پکڑ نے اس کا کام تمام کر دیا'' اب میں نے منصور بن جمہور کو بہادری اور حربی مہارت کی وجہ سے تمہارا امیر مقرر کر دیا اس کو سن کر عراق، سندھ، بجستان کی عوام نے یزید بن ولید کی بیعت قبول کر لی۔

خراسان کے نائب حاکم نصر بن سیار نے منصور بن جمہور کی اطاعت سے انکار کر دیا، اس کے احکام کی خلاف ورزی کی، نصر بن سیار نے ولید بن یزید کیلئے بڑے تحفے تحائف تیار کئے تھے جو ہمیشہ اسے پہنچتے رہتے تھے۔

اسی سال مروان بن حمار نے ولید بن یزید کے بھائی عمر بن یزید کو اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لینے کیلئے برانگیختہ کیا اس وقت مروان آذربائیجان اور آرمینیہ کا حاکم تھا۔

اسی زمانے میں یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق کی امارت سے معزول کر کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو عراق کا حاکم مقرر کیا خلیفہ نے اس سے کہا کہ عراقی تمہارے والد سے محبت کرتے تھے اسی وجہ سے میں نے تمہیں عراق کا حاکم بنا دیا یہ تقرری ماہ شوال میں عمل میں آئی۔ یزید بن ولید نے اس خوف سے کہ شاید منصور بن جمہور حکومت نہ چھوڑ دے شامی امراء جو اس وقت عراق میں موجود تھے انہیں بھی اس بارے میں خط لکھا لیکن منصور بن جمہور نے باآسانی حکومت اس کے حوالے کر دی اور فرمانبرداری اور اطاعت کا مظاہرہ کیا۔

اسی سال خلیفہ نے نصر بن سیار کو خط لکھا کہ تم خراسان کے بااختیار حاکم ہو، لیکن ایک کرمانی شخص نے اس کے خلاف بغاوت کر دی، کرمان میں پیدا ہونے کی وجہ سے اسے کرمانی کہا جاتا تھا، اس کا نام ابوعلی جدیع بن علی بن شبیب تھا لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے اس کی اتباع کی کیوں کہ وہ ڈیڑھ سو افراد کے ہمراہ جمعہ ادا کرنے کے لئے آتا تھا وہ نصر بن سیار کو سلام کرتا لیکن اس کے پاس بیٹھتا نہیں تھا نصر بن سیار کے امراء کرمانی کے اس فعل پر حیران تھے سب نے مل کر کرمانی کے بارے میں غور وخوض کیا، مشورہ کے بعد اسے قید کرنے پر سب کا اتفاق ہو گیا چنانچہ اسے جیل میں ڈال دیا گیا پھر ایک ماہ کے بعد اسے جیل سے رہا کر دیا گیا، بہت سے لوگ اس کے ساتھ جمع ہو کر اس کے ساتھ سوار ہو گئے نصر بن سیار نے اس سے قتال کے لئے ایک لشکر تیار کیا اس نے اس لشکر سے قتال کر کے اسے شکست دے دی جس کی وجہ سے اہل خراسان کی کچھ جماعتوں نے نصر بن سیار کو حقیر گردانا شروع کر دیا اس کی امارت اور اس کی حرمت کا انہوں نے خاتمہ کر دیا اپنے عطیات کا اس پر اصرار کرنا شروع کر دیا سلم بن احواز کی سفارت کے بارے میں اسے برا بھلا کہا حالانکہ اس وقت نصر بن سیار منبر پر بیٹھا ہوا تھا اس کے خطبے کے دوران جامع مسجد سے خریدار نکل گئے بہت سے لوگوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی نصر بن سیار نے اس سے کہا کہ قسم بخدا میں نے تمہیں سمیٹا اور پھیلایا میرے نزدیک تم میں سے دس افراد بھی دین پر قائم نہیں اللہ سے ڈرو، قسم بخدا! اگر تمہارے درمیان دو تلواریں بھی چل گئیں تو تم اپنے اہل وعیال اور مال کو چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے لیکن ابھی تم پر ایسا وقت نہیں آیا پھر اس نے نابغہ کے قول سے تمثیل بیان کی اگر تمہاری بدبختی تم پر غالب آ گئی تو میں نے تو تمہاری اصلاح ہی کی کوشش کی ہے حارث بن عبداللہ بن حشرج بن ورد بن مغیرہ الجعد کے چند اشعار ہیں:

(۱)......میں کہنی کا سہارا پکڑ کر ستاروں کو دیکھتا ہوں جب ان کے اوائل چلتے ہیں تو رات گزارتا ہوں۔

(۲)......اس فتنہ کی وجہ سے جو بڑھ کر سب نمازیوں پر حاوی ہو گیا ہے۔

(۳)......خراسان، عراق، شام کے تمام افراد اس کے غم میں شریک ہیں۔

(۴)......جہالت کی وجہ سے ڈانٹ ڈپٹ کرنے والا بے وقوف اور عقلمند اس میں برابر ہیں۔

(۵)......لوگ اس کی وجہ سے سخت تاریکی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

(۶)......اور لوگ مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں قریب ہے کہ اس کی وجہ سے حاملہ عورتیں اپنا حمل پھینک دیں۔

(۷)......وہ اس کے باعث غیر معروف حالات میں صبح کرتے ہیں اور اس کی ہلاکتیں ان کی تمنا کئے ہوئے ہیں۔

(۸)......لوگ اس کے ان عواقب کو دیکھتے ہیں جسے کہنے والا واضح نہیں کرتا۔

(۹)......وہ اونٹ کے بلبلانے یا اس حاملہ عورت کی چیخ و پکار کی طرح ہیں جس کے ارد گرد رات کے وقت دائیاں جمع ہو گئیں ہوں۔

(۱۰)......ہمارے اندر اس کے چہرے کو عیب دار کرنے والی چیز ہے جس میں سرخ زلازل والے مصائب ہیں۔

اسی سال خلیفہ نے اپنے بعد اپنے بھائی ابراہیم بن ولید بن عبدالملک اور اس کے بعد عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک بن مروان کو ولی عہد بنانے کے لئے امراء سے بیعت لی کیونکہ وہ اس وقت مرض الوفات میں مبتلا تھا امراء اور بڑے بڑے وزراء نے اسے اس بات پر آمادہ کیا۔

اسی زمانے میں یزید بن یوسف بن محمد الثقفی کو حجاز کی امامت سے معزول کر کے اس کی جگہ عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا وہ ماہ ذیقعد میں اس کے پاس آیا تھا۔

سال رواں ہی میں مروان الحمار نے یزید بن ولید سے اختلاف کا اظہار کرتے ہوئے ولید کے خون کے بدلے کا مطالبہ کیا، وہ آرمینیہ سے نکل گیا لیکن خراسان پہنچ کر اس نے امیر المؤمنین ولید سے اختلاف ختم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اسی زمانہ میں براہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ابو ہاشم بکر بن ماہان کو ارض خراسان کی طرف بھیجا اس نے خراسان کی ایک جماعت سے مرو میں ملاقات کی جس میں اس نے انہیں ابراہیم کا خط پڑھ کر سنایا تو انہوں نے اسے قبول کر کے اپنے پاس سے جمع شدہ عطیات ابو ہاشم کے ذریعے اس کے پاس بھیج دیئے۔

اسی برس ذیقعد یا ذی الحجہ کے اختتام یا گیارہ ذی الحجہ یا عید الاضحیٰ گزرنے کے بعد خلیفہ امیر المؤمنین یزید بن ولید کی وفات ہوئی۔

یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان کے حالات...... یہ یزید بن ولید بن عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ابو خالد الاموی امیر المؤمنین ہیں، سب سے پہلے دمشق کی مزہ بستی میں ان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اس کے بعد یزید دمشق آ گیا اور پورے دمشق پر اسے غلبہ حاصل ہو گیا پھر اس نے اپنے عم زاد ولید بن یزید کی طرف لشکر بھیجے جنہوں نے اسے قتل کر دیا یزید اسی سال جمادی الاخریٰ میں خلیفہ بن گیا ولید بن یزید کی طرف سے عطیوں میں دس فیصد اضافہ کم کرنے کی وجہ سے یزید کا لقب ناقص رکھا گیا بعض کا قول ہے کہ مروان الحمار نے اس کا لقب ناقص رکھا کیوں کہ وہ کہا کرتا تھا کہ الناقص ابن الولید اس کی والدہ شاہ فرند بنت فیروز بن یزدجرد بن کسریٰ تھی۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس کی والدہ شاہ آفرید بنت فیروز بن یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ تھیں، یزید بن ولید کہا کرتا تھا کہ میں کسریٰ کا لڑکا مروان میرا باپ قیصر اور خاقان میرے نانا ہیں کیونکہ اس کا دادا فیروز اور اس کی نانی قیصر کی بیٹی ہے اس کی والدہ ترکوں کے بادشاہ شیرویہ خاقان کی لڑکی ہے قتیبہ بن مسلم نے اسے اور اس کی بہن کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا حجاج نے اس کو ولید کے پاس بھیج دیا دوسری اپنے پاس رکھی اس سے یزید بن ولید ناقص پیدا ہوا دوسری عراق میں حجاج کے پاس رہی اس کا سن ولادت ۹۰ھ یا ۹۶ھ ہے امام اوزاعی نے ان سے مسئلہ سلم روایت کیا ہے اس کی حکومت کی کیفیت ہم نے گزشتہ سال کے واقعات میں بیان کر دی ہے۔

یزید بن ولید عادل، دیندار، نیکی پسند، بدی سے دور، اور حق کا متلاشی انسان تھا، اس سال عید الفطر کے روز نماز عید کے لئے دو گھڑ سواروں کے

درمیان نکلا تلواریں اس کے دائیں اور بائیں جانب سونتی ہوئی تھیں اسی حالت میں عید گاہ سے خضراء کی طرف لوٹ گیا یزید بن ولید ایک صالح انسان تھا، کہاوت بیان کی جاتی ہے'' کہ زخمی سر والا ناقص بنی مروان کے دو عادل خلیفہ ہیں (۱) عمر بن عبدالعزیز (۲) یزید بن ولید''۔

ابوبکر بن ابی الدنیا کا قول ہے کہ مجھ سے ابراہیم بن محمد مروزی نے ابوعثمان لیثی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ یزید بن ولید ناقص کا قول ہے کہ ''اے بنوامیہ! گانے سے بچو کیونکہ یہ زندگی کو کم شہوت کو زیادہ کرتا ہے مروت کو کم کرتا ہے نشہ آور چیزوں سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے وہی کچھ اس سے بھی پیدا ہوتا ہے اگر تم خود اس سے بچ نہیں سکتے تو کم از کم اپنی خواتین کو تو ضرور اس سے دور رکھو کیونکہ یہ زنا کو پیدا کرنے والا ہے''۔ ابن عبدالحکیم نے شافعی کے حوالے سے یزید بن ولید ناقص کا قول نقل کیا ہے کہ اس نے خلیفہ بننے کے بعد لوگوں کو مساوات کی طرف دعوت دی انہیں اس پر ابھارا غیلان کو قریب کیا ابن عساکر کا کہنا ہے کہ شاید یزید نے غیلان کے ساتھیوں کو قریب کیا کیونکہ غیلان کو ہشام بن عبدالملک نے قتل کیا تھا۔

یزید بن ولید کی وفات اور جائے مدفن...... محمد بن مبارک کا قول ہے کہ سب سے آخر میں یزید بن ولید کی زبان سے نکلنے والی بات یہ تھی کہ ''ہائے افسوس ہائے بدبختی'' اس کی انگوٹھی کا نقش العظمۃ للہ تھا اس کی وفات طاعون کے مرض کی وجہ سے خضراء میں ہوئی سات ذی الحجہ ہفتہ کے روز ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی وفات عید الضحیٰ یا اس کے کچھ روز بعد یا بیس ذی الحجہ یا ذی الحجہ کے اختتام یا اسی سال کے ذیقعدہ کے سال ہوئی ایک قول تیس سال یا اس کے علاوہ کا بھی ہے اس کا دور حکومت مشہور قول کے مطابق چھ ماہ ایک قول کے مطابق پانچ ماہ چند ایام پر محیط تھا اس کی نماز جنازہ اس کے بعد بننے والے ولی عہد اس کے بھائی ابراہیم نے پڑھائی سعید بن کثیر بن عفیر نے ذکر کیا ہے کہ یزید بن ولید کو باب جابیہ اور باب صغیر کے درمیان دفن کیا گیا بعض کا قول ہے کہ باب فرادیس کے نزدیک دفن کیا گیا۔

حلیہ...... یزید بن ولید نرم و نازک جسم والا حسین و جمیل انسان تھا۔ علی بن المدینی کا قول ہے کہ یزید گندم گوں رنگ دراز قد، کوتاہ سر والا، چہرہ پر تل تھے حسین و جمیل کسی قدر کشادہ چہرہ والا تھا اس سال حجاز کے نائب حاکم عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کرایا اس کا بھائی عبداللہ عراق کا نائب حاکم تھا نصر بن سیار خراسان کا نائب حاکم تھا واللہ اعلم۔

خواص میں سے اس سال وفات پانے والے حضرات

خالد بن عبداللہ بن یزید کے حالات...... یہ خالد بن عبداللہ بن یزید بن اسد بن کرز بن عامر بن عبقری ابوالہیثم البجلی القسری الدمشقی ہیں، ولید اور سلیمان کی طرف سے مکہ مکرمہ اور حجاز کے امیر رہے ہیں، ہشام کی طرف سے پندرہ سال تک عراق کے امیر رہے ہیں۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ ان کا گھر دمشق میں مربعۃ القز میں تھا جو اب (دارالشریف الیزیدی) سے مشہور ہے اسی کی طرف باب توما کا اندر والا حمام منسوب ہے۔ خالد القسری نے اپنے والد اور دادا کے واسطے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اسد تمہیں جنت پسند ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے اسد! تم جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دیگر مسلمانوں کے لئے پسند کرو۔ ابویعلی نے اسے عثمان بن ابی شیبہ عن ہیثم عن سیار ابی الحکم کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے منبر پر یہ بات کہتے ہوئے سنا، اسماعیل بن اوسط اور اسماعیل بن ابی خالد حبیب بن ابی حبیب نے حمید الطویل کے حوالہ سے یہ بات نقل کی ہے کہ خالد نے اپنے دادا سے آپ ﷺ کا قول بیماری کے گناہوں کے کفارے کے بارے میں نقل کیا ہے اس کی والدہ نصرانیہ تھیں، ابوبکر بن عیاش نے اشراف کے بارے میں اسے ذکر کیا ہے کہ اس میں اس کی نصرانیہ والدہ بھی شریک تھی۔

مدائنی کا قول ہے کہ سب سے پہلے اس کی سرداری کی یہ بات مشہور ہوئی کہ اس کے گھوڑے نے دمشق میں ایک بچہ کو روند دیا، اس نے اسے اٹھا لیا اور اس پر ایک جماعت کو گواہ بنا لیا کہ اگر یہ مر گیا تو اس کی دیت میرے ذمے ہوگی۔

ولید نے ۸۹ھ میں خالد کو حجاز کا نائب حاکم مقرر کیا حتیٰ کہ ولید کی وفات کے بعد سلیمان کے دور میں بھی یہ اسی عہدہ پر قائم رہے۔

ہشام نے ۱۰۶ھ میں خالد کو عراق کا نائب حاکم بنایا، پندرہ برس تک خالد عراق کا نائب حاکم رہا اس کے بعد یوسف بن عمر کو عراق کا نائب حاکم بنا کر خالد کو اس کے حوالہ کر دیا، اس نے خالد کو سزائیں دیں اس کا مال چھینا پھر اسے چھوڑ دیا اس سال محرم تک دمشق میں رہا پھر ولید نے یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا، اس کو حکم دیا کہ خالد سے پچاس لاکھ جرمانہ وصول کر و اس نے خالد کے دونوں پاؤں توڑ دیئے پھر دونوں پنڈلیاں توڑ دیں پھر دونوں رانیں توڑ دیں پھر اس کا سینہ توڑ دیا، بات کئے بغیر ہی اس کا انتقال ہو گیا۔

لیثی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ایک روز خالد نے تقریر کی اس دوران ہی اس پر لرزہ طاری ہو گیا اس نے کہا کہ ''اے لوگو یہ کلام کبھی آ جاتا ہے اور کبھی غائب ہو جاتا ہے آنے کے وقت وہ اس کا سبب بن جاتا ہے غائب ہونے کے وقت اس کا مطلب مشکل ہو جاتا ہے اور اس کا بیان خوش بیان شخص کی طرف آ جاتا ہے اور اس کا کلام گفتگو سے عاجز آنے والے کی طرف لوٹ جاتا ہے جو تم چاہتے ہو وہ عنقریب ہماری طرف لوٹ آئے گا ہم تمہاری چاہت کے بقدر تمہاری طرف لوٹیں گے''۔

اصمعی کا قول ہے کہ ایک روز خالد نے واسط میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اے لوگو حسن اخلاق میں مقابلہ کرو مغانم کی طرف دوڑو فیاضی کے ذریعے تعریف خریدو ٹال مٹول کے ذریعے مذمت مت کماؤ، تاخیر سے ہونے والی نیکی کو اہمیت مت دو اگر تم میں سے کسی نے کسی پر احسان کیا اور اس نے اس کا شکر ادا نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اسے بہتر بدلہ اور زیادہ مال عطا کرے گا جان لو کہ لوگوں کی ضروریات تمہارے پاس امانت ہیں تم ان میں ٹال مٹول کر کے برائی نہ کماؤ، بہترین مال وہ ہے جو ثواب اور ذکر کو پیدا کرے اگر تم نیکی کو دیکھتے تو تم اسے لوگوں کو خوش کرنے والے اور ان سے بڑھنے والے حسین و جمیل شخص کی شکل میں دیکھتے، اگر تم بخل کو دیکھتے تو تم اسے ایسے بدشکل انسان کی شکل میں دیکھتے جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں، سخاوت کرنے والا سردار اور بخل کرنے والا ذلیل ہو گیا امید نہ رکھنے کے باوجود عطا کرنے والا قدرت کے باوجود معاف کرنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم ہے قطع تعلق کے باوجود صلہ رحمی کرنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ افضل ہے۔ جس کی کھیتی اچھی نہیں ہوتی اس کی شاخیں نہیں بڑھتیں، بونے کے وقت ہی کھیتی کی جڑیں اور شاخیں بڑھتی ہیں۔

اصمعی نے عمر بن ہیثم کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک دیہاتی خالد کے پاس آیا اس نے ایک قصیدہ سنایا جس میں اس دیہاتی نے خالد کی تعریف کی اس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)......اے بہترین ابن کرز میں اپنی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے تیرے پاس بڑے شوق سے آیا ہوں۔

(۲)......اصل اور فرع کے لحاظ سے اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ سخی، عقلمند، جامع الفضائل شخص کے پاس آیا ہوں۔

(۳)......جب لوگ اپنے کارناموں میں کوتاہی کرتے ہیں تو تو اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور وہاں پر کوئی گمشدہ چیز کو نہیں پاتا۔

(۴)......اے وہ سمندر جس کی موجیں لوگوں کو ڈھانپنے والی ہیں۔

(۵)......جب اس سے کسی نیکی کا سوال کیا جاتا ہے تو وہ جوش مارتا ہے اور جھاگ نکالتا ہے۔

(۶)......میں نے ابن عبداللہ کو ہر جگہ آزمایا میں نے اسے دل کے اعتبار سے بہت اچھا پایا۔

(۷)......اگر کوئی شخص نیکی کے اعتبار سے ہمیشہ زندہ رہتا تو اے خالد تو ہمیشہ زندہ رہتا۔

(۸)......میں نے جو امید آپ سے وابستہ کی ہوئی ہے اس میں مجھے محروم نہ کرنا کہ اس کی وجہ سے میرا چہرہ ترش اور خاک آلود ہو۔

سخاوت......راوی کہتا ہے کہ خالد نے مذکورہ اشعار حفظ کر لئے خالد کے پاس لوگوں کے اجتماع کے وقت اشعار پڑھنے کے لئے اعرابی کھڑا ہوا خالد نے اس سے پہلے ہی جلدی سے کھڑے ہو کر وہ اشعار پڑھ دیئے اور دیہاتی سے کہا کہ اے شیخ تم سے پہلے یہ اشعار میں پڑھ چکا ہوں دیہاتی پشت پھیر کر جانے لگا اور زبان سے کچھ کہتا ہوا جا رہا تھا خالد نے اس کی باتیں سننے کے لئے اس کے پیچھے اپنا ایک آدمی بھیجا وہ دیہاتی یہ اشعار پڑھتا جا رہا تھا۔

(۱)......آگاہ رہو میں نے جو کچھ کہا فی سبیل اللہ کہا، اس سے کوئی امید نہ ملنے پر مجھے کوئی بڑی تکلیف نہیں پہنچی۔

(۲)...... میں اپنے مال کی سخاوت کرنے والے سمندر کے پاس آیا جو تعریف کی تلاش میں مال دیتا ہے۔
(۳)...... لیکن میری بدبختی کی وجہ سے میرے منحوس نصیب نے میری مخالفت کی اور مجھے میرے منحوس نصیب کے قریب کر دیا سعادت مند نصیبہ سے مجھے دور کر دیا۔
(۴)...... اگر اس کے پاس میرا رزق لکھا ہوتا تو وہ ضرور مجھے ملتا لیکن اللہ وحدہ لاشریک کا یہی حکم تھا۔

وہ اسے خالد کے پاس لے آیا اس کے اشعار خالد کو سنائے خالد نے اس کے لئے دس ہزار درہم کا اعلان کیا۔ اصمعی کا قول ہے کہ ایک دیہاتی نے خالد قسری سے اپنے تھیلے کو آٹے سے بھرنے کا سوال کیا اس نے اس کے تھیلے کو دراہم سے بھرنے کا اعلان کیا دیہاتی کے وہاں سے نکلنے کے بعد لوگوں نے اس سے سوال کیا کہ بادشاہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ دیہاتی نے لوگوں کو بتایا کہ میں نے اپنی خواہش کے مطابق اس سے سوال کیا اس نے اپنی خواہش کے مطابق مجھے دیدیا۔

بعض کا قول ہے کہ ایک بار خالد قسری اپنی سواری پر سوار تھا اچانک ایک اعرابی نے اس کے سامنے آکر اس سے کہا کہ مجھے قتل کردو خالد نے کہا (کہ تو ہلاک ہو) ایسا کہتا ہے؟ کیا تو نے رہزنی کی ہے؟ یا خلیفہ کے خلاف بغاوت کردی ہے کیا وجہ ہے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ فقر و فاقہ کے علاوہ کوئی وجہ نہیں خالد نے کہا کہ مجھ سے اپنی حاجت کا سوال کر، دیہاتی نے کہا کہ میں تجھ سے تیس ہزار دینار کا سوال کرتا ہوں خالد نے کہا کہ آج میں نے سب سے زیادہ نفع کمایا ہے کیونکہ میں نے دل میں سوچا تھا کہ دیہاتی مجھ سے ایک لاکھ درہم کا سوال کرے گا لیکن اس نے تیس ہزار کا سوال کیا تو ستر ہزار کا مجھے نفع ہوا پھر اس کے لئے تیس ہزار کا حکم دیا۔ خالد کے بیٹھنے کے بعد اس کے سامنے مال رکھ دیا جاتا تھا وہ کہتا تھا کہ یہ مال امانت ہے اس کا تقسیم کرنا ضروری ہے۔ ایک بار اس کی باندی رابعہ کا تیس ہزار دینار کا ایک ہار گندی نالی میں گر گیا اس نے کہا کہ جو بھی نالی سے نکالے گا وہ ہار اسی کا ہوگا خالد نے اس سے کہا کہ تیرا ہاتھ میرے نزدیک زیادہ معزز ہے اس بات سے کہ تو اس نالی میں گرا ہوا ہار ڈالے، خالد نے اس کے بدلے اسے پانچ ہزار دینار کا حکم دیا خالد کی اس باندی رابعہ کے پاس زیورات کی بڑی بڑی چیزیں تھیں ان میں ایک یاقوت اور جہرہ تھا ہر ایک کی قیمت تہتر ہزار دینار تھی۔

امام بخاری نے کتاب افعال العباد میں اور ابن ابی حاتم اور دیگر مصنفین نے کتاب السنۃ میں نقل کیا ہے کہ خالد بن عبداللہ القسری نے عید الضحیٰ کے روز خطبہ دیتے ہوئے کہا اے لوگو! آج کے دن قربانی کرو اللہ تمہاری قربانی قبول کرے گا میں جعد بن درہم کی قربانی کرنے والا ہوں جعد بن درہم کا عقیدہ تھا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کو خلیل اور کلیم نہیں بنایا حالانکہ ایسا نہیں ہے پھر اس نے منبر سے اتر کر قربانی کی۔

متعدد آئمہ کا قول ہے کہ جعد بن درہم شامی باشندہ اور مروان الحمار کا مؤدب تھا اسی وجہ سے اسے مروان الجعدی کہا جاتا ہے یہ جہم بن صفوان (جس کی طرف فرقہ جہمیہ منسوب ہے) کا شیخ تھا جعد بن درہم نے یہ گندہ مذہب ابان بن سمعان سے اس نے لبید بن اعصم کے بھانجے طالوت سے اس نے اپنے ماموں لبید بن اعصم سے حاصل کیا لبید بن اعصم یہودی نے ہی کنگھی اور کھجور کے کھوکھلے شگوفوں میں بند کر کے آپ علیہ السلام پر جادو کیا تھا اس نے یہ چیزیں ذی اروان بے سویں کے اس پتھر کے نیچے رکھی تھیں جس پر لوگ کھڑے ہو کر پانی نکالتے ہیں اس کا پانی بھیگی ہوئی مہندی کی طرح تھا صحیحین کی ایک حدیث سے بھی اس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسی جادو کی وجہ سے اللہ نے معوذتین سورتیں نازل فرمائیں۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ کا قول ہے کہ محمد بن یزید رفاعی اور ابوبکر بن عیاش کے واسطے سے ہم تک یہ خبر پہنچی کہ خالد قسری کے پاس کسی وقت حضرت مغیرہ اور ان کے ساتھیوں کو لایا گیا تو خالد کے لئے مسجد میں تخت لایا گیا جس پر خالد بیٹھ گیا پھر اس نے مغیرہ کے ساتھیوں میں سے ایک کو قتل کرا دیا مغیرہ سے کہا کہ اس کو زندہ کر دو ورنہ تجھے قتل کر دوں گا، مغیرہ کا خیال تھا کہ خالد قسری مردوں کو زندہ کرتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تیرا بھلا کرے میں مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا خالد نے دوبارہ وہی دھمکی دی مغیرہ نے کہا کہ قسم بخدا میں اس پر قادر نہیں ہوں پھر خالد نے سرکل کی نالی میں آگ لگانے کا حکم دیا چنانچہ اس میں آگ لگا دی گئی خالد نے مغیرہ سے کہا کہ اس آگ کو اپنے گلے سے لگا انہوں نے انکار کر دیا اتنے میں ایک ساتھی نے بڑھ کر آگ کو گلے سے لگا لیا ابوبکر کا قول ہے کہ میں نے آگ کو اسے جلاتے ہوئے دیکھا وہ لبابہ سے اشارہ کر رہا تھا خالد نے مغیرہ سے کہا کہ یہ شخص تجھ سے زیادہ سرداری کا مستحق ہے اس کے بعد خالد نے مغیرہ کو ان کے ساتھیوں سمیت قتل کرا دیا۔

مدائنی کا قول ہے کہ خالد کے پاس ایک مدعی نبوت شخص کو لایا گیا خالد نے اس سے پوچھا کہ تیری نبوت کی علامت کیا ہے اس نے کہا کہ مجھ پر

قرآن نازل ہوا ہے (انا اعطیناک الکماھر فصل ربک ولا تجاھر ولا نطع کل کافر و فاجر) خالد نے اسے سولی پر لٹکانے کا حکم دیا اس نے سولی پر لٹکتے ہوئے کہا (انا اعطیناک العمود فصل ربک علی عود فأنا ضامن لک الا تعوز)۔

مبرد کا قول ہے کہ ایک گھر سے چوری کے الزام میں ایک نوجوان کو گرفتار کر کے خالد کے سامنے لایا گیا خالد نے اس سے اقرار جرم کرا کر اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اس وقت ایک حسین وجمیل عورت نے آگے بڑھ کر مندرجہ ذیل اشعار کہے:

(۱)۔۔۔۔۔ اے خالد تو نے جنگ کو پامال کر دیا قسم بخدا مسکین عاشق چور نہیں ہے۔

(۲)۔۔۔۔۔ آپ نے اسے جرم کئے بغیر جرم کا اعتراف کرالیا علاوہ ازیں اس نے عاشق کی رسوائی سے قطع برید کو اولیٰ سمجھا۔

خالد نے اس عورت کے والد کو بلوا کر اس نوجوان کا اس سے نکاح کر دیا اور اپنی طرف سے اس عورت کو دس ہزار درہم مہر دیا۔ اصمعی کا قول ہے کہ ایک دیہاتی خالد کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے تیری مدح میں دو شعر کہے ہیں کہ میں دس ہزار درہم اور ایک خادم کے عوض وہ اشعار آپ کو سناؤں گا خالد نے اس کی شرط پورا کرنے کا وعدہ کر لیا اس نے دو شعر کہے:

(۱)۔۔۔۔۔ تو نے نعم (ہاں) کو ایسا لازم کر لیا گویا اس کے علاوہ تو نے کچھ سنا ہی نہیں۔

(۲)۔۔۔۔۔ لا (نہیں) کا تو نے ایسا انکار کیا گویا تو نے اسے کسی سے کبھی سنا ہی نہیں۔

راوی کا قول ہے کہ خالد نے اس کی شرط پوری کر دی اصمعی ہی کا قول ہے کہ ایک دیہاتی خالد کے پاس آیا خالد نے اس سے کہا کہ اپنی حاجت کا مجھ سے سوال کر، اس نے خالد سے ایک لاکھ درہم کا سوال کیا، خالد نے کہا کہ کچھ کم کر، اس نے نوے ہزار کم کر دیئے، خالد نے تعجب کا اظہار کیا۔ دیہاتی نے کہا کہ میں نے تیری ذات کے مطابق تجھ سے سوال کیا تھا اور اپنی ذات کے مطابق کم کر دیئے خالد نے کہا کہ تو ہرگز مجھ پر غالب نہیں آئے گا پھر ایک لاکھ درہم اسے دے دیئے اصمعی نے ہی کہا کہ ایک دیہاتی خالد کے پاس آیا اس نے خالد سے کہا کہ میں نے تیری بابت دو شعر کہے ہیں لیکن میں ان کو آپ کی شان سے کمتر سمجھتا ہوں خالد نے کہا کہ وہ اشعار سنا اس نے دو شعر کہے:

(۱)۔۔۔۔۔ تو نے مجھ پر سخاوت کر کے مجھے مالدار کر دیا تو نے مجھے اتنا دیا کہ میں اس سے کھیلنے لگا۔

(۲)۔۔۔۔۔ تو خود سخاوت کا لڑکا اس کا بھائی اور اس کا حلیف ہے سخاوت کے لئے تجھے چھوڑ کر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

خالد نے یہ اشعار سن کر کہا کہ مجھ سے سوال کر اس نے پچاس ہزار دینار کا سوال کیا، خالد نے ڈبل کر کے ایک لاکھ درہم دینے کا اس کے لئے حکم دیا۔ ابو الطیب محمد بن اسحاق بن یحییٰ الوسائی کا قول ہے کہ ایک دیہاتی نے خالد کی خدمت میں حاضر ہو کر دو شعر کہے:

(۱)۔۔۔۔۔ میں نے تیرے دروازے پر لفظ نعم لکھ دیا جو بے نقاب ہو کر لوگوں کو تیری طرف دعوت دیتا ہے۔

(۲)۔۔۔۔۔ میں نے لفظ لا سے کہا کہ میرا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کے دروازے پر جا تو کبھی بھی میرا دروازہ نہیں دیکھے گا۔

خالد نے ہر بیت پر دیہاتی کو پچاس ہزار درہم دیئے۔ ابن معین کا قول ہے کہ خالد ایک غلط شخص اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔ واللہ اعلم۔ اصمعی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ خالد نے مکہ مکرمہ میں ایک کنواں کھدوایا اور اس کے بارے میں دعویٰ کیا کہ یہ زم زم سے افضل ہے خلیفہ کی رسول پر فضیلت کی اس سے ایک روایت منقول ہے یہ کفر ہے الا یہ کہ ظاہر کلام سے ظاہر کے علاوہ کوئی اور ارادہ کیا جائے۔ صاحب کتاب کا قول ہے کہ میرے نزدیک خالد کے بارے میں یہ باتیں درست نہیں کیونکہ اس نے گمراہی اور بدعت کے خاتمہ کی کوشش کی ہم نے پہلے ہی بیان کر دیا اس نے جعد بن درہم وغیرہ ملحدین کو قتل کرایا۔

صاحب عقد نے خالد کی طرف کچھ غیر صحیح باتوں کی نسبت کی کیونکہ صاحب عقد شیعت کی طرف مائل اور اہل بیت کے معاملہ میں انتہائی غالی شخص تھا بعض مرتبہ تشیع کی وجہ سے اس کے کلام کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے ہمارے شیخ ذہبی نے بھی دھوکہ کھا کر اس کے حافظے وغیرہ کی تعریف کی ہے۔ ابن جریر اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ ایک بار ولید نے حج کا ارادہ کیا بیت اللہ کی چھت پر شراب نوشی کا پروگرام بنایا، جب امراء کو اس کے ارادہ کا علم ہوا تو انہوں نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ دوسرے کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا اس وقت خالد نے ولید کو ان سے ڈرایا ولید نے خالد سے ان کے ناموں کی بابت معلوم کیا خالد نے نام بتانے سے انکار کر دیا اس پر ولید نے خالد کو بہت زدوکوب کیا پھر اسے یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا اس

نے بھی اس کو سخت سزا دی حتیٰ کہ وہ بری حالت میں اسی کے پاس مر گیا یہ اسی سال ۱۲۶ھ ماہ محرم کا واقعہ ہے۔ قاضی ابن خلکان نے وفیات میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ خالد کا دین مبہم تھا اس نے اپنے گھر میں اپنی والدہ کے لئے ایک گرجا بنوایا تھا۔

بعض شعراء اور صاحب اعیان نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ اس کے نسب میں یہودی شامل تھے پھر وہ القرب کی طرف منسوب ہوئے جو شق سطیح کے قریب ہے۔

قاضی ابن خلکان کا قول ہے کہ میری خالہ کے دو لڑکے تھے، چھ سو سال تک دونوں زندہ رہے دونوں ایک ہی روز پیدا ہوئے ان کی پیدائش طریفہ بنت الحر کی وفات کے روز ہوئی اس نے وفات سے قبل ان دونوں کے منہ میں پھونک مار کر کہا کہ یہ دونوں کہانت میں میرے نائب ہوں گے، پھر اسی روز اس کی وفات ہوگئی۔ اس سال وفات پانے والوں میں جبلہ بن سحیم، دراج ابوالسمح، سعید بن مسروق، سلیمان بن حبیب محاربی، مالکیہ کے شیخ عبدالرحمٰن بن قاسم، عبیداللہ بن ابی یزید اور عمر بن دینار بھی تھے ہم نے ان کے حالات اپنی کتاب التکمیل میں بیان کر دیئے۔

واقعات ۱۲۷ ہجری

یہ سال شروع ہوا تو یزید بن ولید کی وصیت کے مطابق ولی عہد اس کا بھائی ابراہیم تھا، حمص والوں کے علاوہ تمام امراء اور شامی باشندوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی پہلے گزر چکا ہے کہ مروان بن محمد الحمار (جو اپنے والد کے بعد آذر بائیجان اور آرمینیہ کا نائب حاکم تھا) نے یزید بن ولید سے اختلاف کر کے اس سے ولید کے خون کے بدلے کا مطالبہ کیا تھا لیکن حران پہنچ کر اس نے توبہ کر کے یزید بن ولید کے ہاتھ پر بیعت کر لی، کچھ روز کے بعد یزید کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد مروان نے جزیرے کا رخ کیا حتیٰ کہ قنسرین پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اس کے بعد اس نے حمص کا رخ کیا۔ حمص پر اس وقت امیر المؤمنین ابراہیم بن ولید کی طرف سے عبدالعزیز بن حجاج امیر تھا مروان نے ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے ابراہیم کی بیعت کر لی جب عبدالعزیز کو مروان کے حمص کے قریب پہنچنے کا علم ہوا تو وہ وہاں سے فرار ہو گیا اس کے بعد مروان حمص میں داخل ہو گیا حمص کے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی وہ اس کے ساتھ دمشق چلے گئے اس کے ساتھ جزیرہ اور قنسرین کی فوجیں بھی تھیں، مروان اسی ہزار کا لشکر لے کر دمشق آ گیا۔

ابراہیم نے اس کے مقابلے میں ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر روانہ کیا، عین الحر کے مقام پر دونوں کی مڈبھیڑ ہوگئی مروان نے انہیں قتال سے باز رہنے اور ولید بن یزید کے دونوں لڑکوں حکم اور عثمان (جن کو ولید نے ولی عہد بنایا تھا) کو چھوڑنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا چنانچہ سارا دن ان میں شدید جنگ ہوئی مروان نے ایک سریہ بھیجا جو ابن ہشام کے لشکر کے پیچھے سے گزر گیا اس سے ان کا مطلوب پورا ہو گیا وہ ان کے پیچھے سے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے آ گئے دوسرے ان کے سامنے سے آ گئے سلیمان کا لشکر شکست کھا گیا اہل حمص نے ان کے بہت سے افراد قتل کر دیئے ان کے لشکر کی بیخ کنی کر دی اسی روز سترہ اٹھارہ ہزار دمشقی باشندے قتل ہوئے، اتنے ہی گرفتار بھی ہوئے۔ مروان نے ولید کے دونوں لڑکوں حکم اور عثمان سے بیعت لینے والوں کا مواخذہ کیا، یزید بن عقار، ولید بن مصار الکلبیان کے علاوہ سب کو آزاد کر دیا کیونکہ یہ دونوں ولید بن یزید کے قاتلین میں شامل تھے۔

سلیمان اور اس کے باقی ماندہ ساتھی مسلسل شکست خوردہ رہے حتیٰ کہ انہوں نے صبح دمشق جا کر امیر المؤمنین ابراہیم بن ولید کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا ان کے ساتھ اس وقت بڑے بڑے سردار عبدالعزیز بن حجاج، یزید بن خالد بن عبداللہ القسری، ابو علاقہ السکسکی، اصبغ بن ذوالۃ الکلبی وغیرہ جمع ہوئے، سب نے ولید کے دونوں لڑکوں حکم اور عثمان کے قتل پر اتفاق کر لیا کیونکہ خطرہ تھا کہ دونوں حاکم بن کر اپنے والد کے قاتلین اور اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے یزید بن خالد بن عبداللہ القسری کو اس کی ذمہ داری سونپی گئی اس نے جیل میں جا کر حکم اور عثمان اور ان کا ایک نومولود بچہ یوسف بن عمر سب کو قتل کر دیا، ابو محمد سفیانی بھاگ گیا پھر اس نے جیل کے کمرہ میں داخل ہو کر اندر سے اسے پتھروں سے چن دیا مروان کے ساتھیوں نے اس کا محاصرہ کر لیا لیکن اس نے باہر آنے سے انکار کر دیا تو وہ دروازہ جلانے کے لئے آگ لے آئے، پھر وہ مروان اور اس کے ساتھیوں کے شکست خوردہ

عناصر کے تعاقب میں دمشق کی طرف جانے کی وجہ سے اس سے غافل ہو گئے۔

مروان الحمار کا دمشق میں داخل ہو کر خلافت سنبھالنا ...... جب مروان عین الجر چشمہ سے فارغ ہو کر اپنی افواج لے کر دمشق کی طرف چلا اور دمشق کے قریب پہنچا کل ہی دمشقیوں کو اس نے شکست دی تھی تو ابراہیم بن ولید دمشق سے بھاگ گیا۔ سلیمان بن ہشام نے بیت المال کھول کر سارا مال اپنے ساتھیوں اور لشکر میں تقسیم کر دیا۔ ولید بن یزید کے غلاموں نے عبدالعزیز بن حجاج کے گھر پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا گھر لوٹ لیا یزید کی قبر کھود کر اسے سولی دے دی۔

مروان دمشق کے بالائی راستہ سے دمشق میں داخل ہوا، حکم، عثمان یوسف بن عمر کی لاش لا کر انہیں دفنایا گیا ابو محمد سفیانی کو رسیوں سے بندھا ہوا لایا گیا اس نے مروان کو سلام خلافت کیا مروان نے اسے خاموش رہنے کا حکم دیا ابو محمد سفیانی نے کہا کہ ان دونوں لڑکوں نے اپنے بعد تجھے امیر المؤمنین بنایا تھا، حکم نے جیل ہی میں ایک طویل قصیدہ کہا تھا، سفیانی نے اس کے چند ابتدائی اشعار مروان کو سنائے:

(۱) ...... کون ہے کہ جو مروان اور میرے بے خبر چچا کو خبر دے کہ ہمارا غم بہت طویل ہو گیا۔

(۲) ...... مجھ پر ظلم کیا گیا میری قوم ولید کے قتل پر متفق ہو گئی اگر مجھے قتل کر دیا جائے تو میرے بعد امیر المؤمنین مروان ہو گا۔

پھر ابو محمد سفیانی نے مروان سے کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے سب سے پہلے معاویہ بن زید نے اور حصین بن نمیر نے اس کی بیعت کی پھر شام دمشق، حمص کے سرکردہ لوگوں نے اس کی بیعت کی اس کے بعد مروان نے ان سے کہا کہ اپنا اپنا امیر چن لو تا کہ ہم تم پر امیر مقرر کر دیں تمام شہر والوں نے اپنے اپنے امیر کا انتخاب کر لیا دمشق والوں کا زامل بن عمرو الجبرانی حمص والوں کا عبداللہ بن شجرہ الکندی اردن کا ولید بن معاویہ بن مروان اور فلسطین کا ثابت بن نعیم الجذامی امیر بنا۔

جب شام میں مروان کا معاملہ مضبوط ہو گیا تو وہ حران واپس آ گیا اس وقت گذشتہ امیر المؤمنین ابراہیم بن ولید اور اس کے عم زاد سلیمان بن ہشام نے اس سے امان طلب کی، ان دونوں کو امان دے دی سلیمان اہل تدمر کے ساتھ اس کے پاس آیا اس نے ان کے ساتھ مروان کی بیعت کر لی۔ جب مروان کی پوزیشن حران میں مستحکم ہو گئی تو اس نے تین ماہ قیام کیا اسی وقت شام اور حمص والوں نے مروان کی بیعت توڑ دی مروان نے حمص کی طرف ایک لشکر تیار کیا لشکر اسی سال عید الفطر کی شب اچانک حمص پہنچ گیا اس کے دو دن بعد مروان بھی بڑے لشکروں کے ہمراہ حمص آ گیا ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ساتھ تھے یہ دونوں اس کے خاص آدمی تھے مروان صبح و شام ان سے مجلس کرتا تھا، مروان نے جب حمص والوں کا محاصرہ کر لیا تو انہوں نے اس کی حمایت کا اعلان کر دیا پھر مروان نے ان کو دروازہ کھولنے کا حکم دیا انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ کچھ لوگوں نے تعرض کیا مروان نے ان میں سے پانچ چھ سو افراد کو قتل کر دیا شہر کے ارد گرد انہیں سولی پر لٹکا دیا گیا، مروان نے شہر پناہ کا کچھ حصہ گروا دیا۔ دمشق اور غوطہ والوں نے اپنے امیر زامل بن عمرو کا محاصرہ کر کے یزید بن خالد القسری کو امیر بنا لیا نائب حاکم ڈٹا رہا امیر المؤمنین مروان نے دس ہزار کے قریب لشکر ان کے مقابلے میں روانہ کیا، لشکر جب دمشق کے قریب پہنچا تو نائب حاکم نے اپنے ساتھیوں کو لے کر اس لشکر کے ساتھ مل کر غوطہ والوں کا مقابلہ کر کے انہیں شکست دے دی، مزہ اور دیگر بستیاں جلا دیں یزید بن خالد القسری اور ابو علاقہ الکلبی نے مزہ کے افراد میں سے ایک شخص لخم سے پناہ طلب کی اس نے اس کو پناہ دے دی زامل بن عمرو نے مخبری کے ذریعے انہیں قتل کروا کر ان کے سر امیر المؤمنین کے پاس بھیج دیئے، اس وقت مروان کا قیام حمص میں تھا۔ ثابت بن نعیم نے چند فلسطینیوں کے ساتھ مل کر خلیفہ کے خلاف بغاوت کر دی پھر طبری کا محاصرہ کر لیا خلیفہ نے اس کی جانب لشکر روانہ کیا اس نے ان کا مقابلہ کر کے انہیں جلا وطن کر دیا ان کے لشکر کی بیخ کنی کر دی ثابت بن نعیم فلسطین کی طرف فرار ہو گیا فلسطین کے امیر ابو الورد نے اس کا تعاقب کر کے دوبارہ اسے شکست دے دی۔ ثابت کے ساتھی اس سے الگ ہو گئے ابو الورد نے ثابت کے تین لڑکوں کو گرفتار کر کے زخمی حالت میں خلیفہ کے پاس بھیج دیا خلیفہ نے ان کا علاج و معالجہ کرایا۔ مروان نے فلسطین کے نائب حاکم الرماص بن عبدالعزیز الکنانی کو ثابت بن نعیم کی تلاش کا حکم دیا، نائب نے مسلسل دو ماہ تک کوشش کر کے ثابت کو گرفتار کر کے مروان کے پاس بھیج دیا مروان نے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور دمشق کی جامع مسجد کے دروازہ پر کھڑا کر دیا، کیونکہ دمشقیوں نے یہ خبر اڑائی تھی کہ ثابت نے دیار مصر پہنچ کر اس پر غلبہ پا کر مروان کے نائب حاکم کو قتل کر

دیا۔خلیفہ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کران کے سامنے کھڑا کر دیا تا کہ انہیں اپنی خبر کے کذب کا یقین ہو جائے۔خلیفہ نے ایک عرصہ تک ایوب علیہ السلام کے گھر میں قیام کیا حتیٰ کہ اس نے اپنے دونوں لڑکوں عبداللہ اور عبیداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا پھر ہشام کی دولڑکیاں ام ہشام اور عائشہ سے ان کا نکاح کر دیا یہ کاروائی بھر پور مجمع خوفناک حکومت بیعت تام کی صورت میں عمل میں آئی لیکن حقیقت میں بیعت تام نہیں تھی۔

اس کے بعد خلیفہ دمشق آ گیا ثابت اور اس کے ساتھیوں کو سولی دے دی گئی ان میں سے صرف ایک ساتھی عمرو بن حارث کلبی زندہ رہا ثابت نے جولوگوں کی امانتیں لوگوں کے پاس رکھی تھیں ان امانتوں کا عمرو بن حارث کو علم تھا۔مروان کے لئے ترمذ کے علاوہ شام کا معاملہ طے ہو گیا اس کے بعد دمشق سے روانہ ہو کر حمص کے علاقہ قسطل پہنچ گیا اسے اطلاع ملی کہ حمص والے اس پانی میں اتر گئے جو اس کے اور حمص والوں کے درمیان حائل تھا اس کا غصہ بھڑک اٹھا اس کے ساتھ بڑے بڑے لشکر تھے اس نے ابرش بن ولید سے اس معاملہ میں بات چیت کی اس نے مروان کو مشورہ دیا کہ اولاً ہمیں ان کے پاس جا کر معذرت کرنی چاہیے خلیفہ نے ابرش کے بھائی عمرو بن ولید کو ان کے پاس بھیج دیا جب وہ ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کی طرف عدم التفات سے کام لیا اس کی کوئی بات نہیں سنی وہ واپس آ گیا خلیفہ نے ان کے مقابلے میں لشکر کشی کا ارادہ کیا لیکن ابرش نے کہا کہ میں از خود جا کران سے بات کرتا ہوں، چنانچہ ابرش نے جا کران سے بات کی انہیں سماع واطاعت کی ترغیب دی اکثر نے اس کی بات مان لی بعض نے انکار کر دیا ابرش نے خلیفہ کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا خلیفہ نے اس کی ایک فصیل گرانے کا حکم دیا اطاعت کرنے والوں کی اطاعت قبول کرنے کا حکم دیا جب فوج اس کے پاس پہنچ گئی تو اس نے انہیں لے کر بریہ کے راستہ رصافہ کا رخ کیا اس کے ساتھ سرداروں میں سے ابراہیم بن ولید مخلوع اور سلیمان بن ہشام، ولید، اور یزید بن سلیمان کی اولاد میں سے ایک جماعت بھی تھی۔

مروان نے رصافہ میں چند یوم قیام کر کے بریہ کا رخ کیا سلیمان بن ہشام نے چند یوم اس سے آرام کی اجازت طلب کی، مروان واسط میں دریائے فرات کے کنارہ اترا تین دن وہاں ٹھہر کر قیسیا چلا گیا ابن ہبیرہ وہیں تھا مروان کا ارادہ تھا کہ ہبیرہ کو ضحاک بن قیس الشیبانی الخارجی الحربی سے جنگ کرنے کے لئے عراق بھیج دیا جائے مروان اس کام میں مصروف ہو گیا وہ دس ہزار فوجی جنہیں مروان نے بعض سرایا میں بھیجا تھا وہ بھی واپس آ گئے انہوں نے رصافہ سے گزرتے ہوئے سلیمان بن ہشام نے مروان کو معزول کر کے اپنی بیعت کی دعوت دی۔

شیطان نے سلیمان بن ہشام سے لغزش کرادی اس نے مروان کی بیعت ختم کر دی فوج نے اس کی بیعت کر لی وہ اپنی ماتحت فوج کے ساتھ قنسرین چلا گیا اہل شام سے بھی اس نے خط و کتابت کی وہ بھی چاروں طرف سے اس کے پاس جمع ہو گئے سلیمان نے ابن ہبیرہ کو (جسے مروان نے ضحاک سے جنگ کے لئے تیار کیا تھا) بیعت کی دعوت دی وہ بھی ستر ہزار فوج کے ساتھ اس کے پاس آ گیا مروان نے عیسیٰ بن مسلم کی سرکردگی میں ستر ہزار کا لشکر روانہ کیا ارض قنسرین میں دونوں میں مڈ بھیڑ ہو گئی فریقین میں شدید جنگ ہوئی مروان از خود جنگ کے لئے آیا اس نے سلیمان سے سخت جنگ کی بالآخر سلیمان کو شکست ہوئی سلیمان کے تیس ہزار سے زائد افراد قتل ہوئے جن میں سلیمان کا بڑا لڑکا ابراہیم بھی تھا۔

سلیمان شکست خوردہ ہو کر حمص چلا گیا شکست خوردہ فوج اس کے گرد جمع ہو گئی مروان کی گرائی ہوئی فصیل انہوں نے دوبارہ تعمیر کر دی۔مروان نے اسی سے زائد منجنیقیں نصب کر کے ان کا محاصرہ کر لیا، مسلسل آٹھ ماہ تک محاصرہ کر کے رکھا ہر روز وہ اس کی طرف آتے اور لڑائی کر کے شام کو واپس چلے جاتے سلیمان لشکر میں سے ایک جماعت کے ساتھ ترمذ چلا گیا مروان کا لشکر اس کے پاس سے گزرا سلیمان نے اسے لوٹانے کا ارادہ کیا لیکن یہ اس کے لئے ممکن نہ ہو سکا مروان نے ان کے لئے لشکر تیار کیا اس نے سلیمان کے لشکر کے چھ سو افراد قتل کر دیئے جب کہ وہ کل نو سو تھے پھر وہ ترمذ واپس آ گئے مروان نے مسلسل دس ماہ تک حمص کا محاصرہ کر کے رکھا۔جب مسلسل اہل حمص پر مصائب کا نزول ہوا اور ذلت ان کے شامل حال ہو گئی تو انہوں نے مروان سے امان طلب کی اس نے کہا کہ جب تک تم میری ماتحتی قبول نہیں کرو گے اس وقت تک امان نہیں دوں گا پھر انہوں نے کہا کہ ہم سعید بن ہشام اور اس کے دونوں لڑکے مروان اور عثمان اور سکسکی اور وہ حبشی جو اسے گالیاں دیتا تھا ان سب کو تیرے حوالے کر دیں گے مروان نے اس شرط پر ان کو امان دے دی اور مذکورہ افراد کو قتل کر دیا۔

اس کے بعد مروان نے ضحاک کا رخ کیا عراق کے نائب حاکم عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے ضحاک خارجی سے اس کے ماتحت علاقے کوفہ اور اس کے مضافات پر صلح کر لی مروان کے لشکر کوفہ پہنچ گئے ضحاک کی جانب سے اس کے نائب ملحان الشیبانی نے ان سے ملاقات کی ملحان نے ان

سے قتال کیا بالآخر ملحان قتل ہو گیا ضحاک نے بنی عائذہ کے ایک شخص مثنیٰ بن عمران کو اپنا نائب بنا دیا۔ خود ضحاک ماہ ذیقعدہ میں موصل چلا گیا، ابن ہبیرہ کوفہ چلا گیا اس نے خارجیوں سے کوفہ چھین لیا ضحاک نے ایک لشکر کوفہ روانہ کیا لیکن کوئی چیز اس کے ہاتھ نہیں لگی۔

اسی سال ضحاک بن قیس الشیبانی کا ظہور ہوا کیوں کہ ایک شخص سعید بن بہدل نامی نے لوگوں کی غفلت اور ان کی ولید کے قتل میں مشغولیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خارجیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ عراق پر حملہ کر دیا چار ہزار افراد اس کے ہمراہ جمع ہو گئے لشکروں نے ان کا سامنا کر کے ان سے قتال کیا طرفین کو شکست اور فتح ہوتی رہی پھر طاعون کی وجہ سے سعید بن بہدل کا انتقال ہو گیا اس کے بعد خارجیوں کا امیر ضحاک بن قیس بنا اس کے ساتھی اس کے گرد جمع ہو گئے۔ ان کی ایک بڑے لشکر سے جنگ ہوئی خوارج نے غلبہ پا کر لوگوں کی ایک بڑی تعداد جس میں عراقی امیر کا بھائی عاصم بن عمر بن عبدالعزیز بھی تھا قتل کر دیا اس نے اشعار میں اپنے بھائی کا مرثیہ کہا۔ اس کے بعد ضحاک نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ مروان کا قصد کیا، جب کوفہ پر اس کا گزر ہوا تو کوفہ کے باشندوں نے اس پر حملہ کر دیا اس نے انہیں شکست دے کر کوفہ پر قبضہ کر لیا ایک شخص حسان نامی کو اپنا نائب بنا دیا پھر اسی سال شعبان میں ملحان شیبانی کو نائب بنایا اس نے عراق کے نائب حاکم عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا تعاقب کیا دونوں کی ملاقات ہوگئی اور دونوں میں بے حد وحساب لڑائیاں ہوئیں۔ سال رواں ہی میں بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت (جس میں ابو مسلم خراسانی بھی تھے) امام محمد ابراہیم کے پاس جمع ہو گئی انہوں نے بہت سا مال اور مال کا پانچواں حصہ اسے دیا اس سال لوگوں میں شرور وفتن کی کثرت کی وجہ سے یہ جماعت منتظم نہ ہو سکی۔

اسی برس کوفہ میں معاویہ بن عبداللہ بن عمر بن جعفر بن ابی طالب کا ظہور ہوا اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی، عراقی امیر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز سے جنگ کے لئے نکلا ان کے درمیان بھی بے شمار لڑائیاں ہوئیں پھر عراقی امیر نے اسے جلاوطن کر دیا وہ جبال جا کر اس پر متغلب ہو گیا۔

اسی زمانہ میں اس حارث بن سریج کا ظہور ہوا جو بلاد ترک چلا گیا تھا اس نے مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کی تھی اللہ نے اس کو ہدایت اور توفیق عطا کر کے اس پر احسان فرمایا حتیٰ کہ وہ بلاد شام کی طرف واپس لوٹ آیا یہ یزید بن ولید کے اسلام کی طرف رجوع اور اس کی دعوت کی وجہ سے ہوا پھر وہ خراسان گیا خراسان کے نائب نصر بن سیار نے اس کا اکرام کیا، حارث بن سریج مسلسل کتاب وسنت اور امام کی اطاعت کی دعوت دیتا رہا اس کے پاس نصر بن سیار کے بعض دشمن بھی تھے

واقد اور ابو معشر کا قول ہے اس سال حجاز، مکہ، مدینہ، طائف کے امیر عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کرایا۔ عراق کا امیر نصر بن سعید حرشی تھا ضحاک حروی عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز خراسانی کے امیر نصر بن سیار اور کرمانی، اور حارث بن سریج نے عراق کے امیر کے خلاف بغاوت کی۔ بکر بن اشج سعد بن ابراہیم عبداللہ بن دینار عبدالملک بن مالک جزری عمیر بن ہانی مالک بن دینار، وہب بن کیسان، ابواسحاق السبیعی وغیرہ کی اسی سال وفات ہوئی۔

واقعات ۱۲۸ ہجری

اسی سال حارث بن سریج کا قتل ہوا کیونکہ یزید بن ولید نے اس کی طرف امان کا پیغام بھیجا تھا۔ حتیٰ کہ وہ بلاد ترک سے نکل کر مسلمانوں کے پاس آ گیا مشرکین سے دوستی وتعلقات قطع کر کے اسلام اور مسلمانوں کی مدد شروع کر دی اس کے اور خراسان کے نائب حاکم نصر بن سیار کے درمیان بہت زیادہ کشیدگی پیدا ہو گئی یزید بن ولید کے بعد جب خلافت مروان نے سنبھالی تو حارث بن سریج کو اس سے بہت نفرت ہو گئی ابن ہبیرہ عراق کا نائب تھا حارث کے پاس مروان کی بیعت کا پیغام آیا تو اس نے انکار کر دیا اور مروان پر اعتراضات کئے، پولیس افسر مسلمہ بن احوز اور امراء کی ایک جماعت اس کے پاس آئی اس سے زبان اور ہاتھ کو قابو میں رکھنے کا مطالبہ کیا یہ کہ مسلمانوں میں تفریق نہ کرے اس نے انکار کر دیا اور لوگوں سے کنارہ کش ہو گیا اس نے نصر بن سیار کو کتاب وسنت کی دعوت دی لیکن اس نے اس کی بات قبول نہیں کی وہ اپنے خروج پر قائم رہا۔ بنی راسب کے غلام ابومحرز جہم بن صفوان کو حارث کی سیرت کے بارے میں لوگوں کے سامنے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ حارث کہتا تھا کہ میں سیاہ جھنڈوں والا ہوں۔ نصر نے اس

کی طرف پیغام بھیجا کہ تو جو کہتا ہے اگر واقعتاً ایسا ہی ہے تو میری زندگی کی قسم تم دمشق کی فصیل گراؤ گے اور بنوامیہ کا خاتمہ کرو گے۔ مجھ سے پانچ سو سر اور سو اونٹ لے لے اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو پھر تو اپنے قبیلے کو ہلاک کرے گا۔ حارث نے اس کی بات کا جواب دیا کہ میں اپنی بات میں سچا ہوں نصر نے اس سے کہا کہ پھر اولاً کرمانی سے ابتدا کر پھر "ری" کا رخ کر، جب تو وہاں پہنچے گا تو میں تیری اطاعت قبول کرلوں گا اس کے بعد نصر اور حارث کا مناظرہ ہوا دونوں مقاتل بن حیان اور جہم بن صفوان کے فیصلہ پر راضی ہو گئے۔ ان دونوں نے نصر کو معزول کر کے معاملہ شوریٰ کے حوالے کر دیا نصر نے فیصلہ قبول نہیں کیا جہم بن صفوان اپنے فیصلے پر قائم رہا اس نے حارث کی سیرت بدل کر جامع مسجد اور راتوں میں اسے بیان کیا بہت سے لوگوں نے اسے قبول کیا نصر کے حکم سے کچھ لشکروں نے اس سے جنگ کا ارادہ کیا انہوں نے اس کی حفاظت کے طور پر اس سے جنگ کی بہت سے افراد قتل کر دیئے جن میں جہم بن صفوان بھی تھا۔ ایک شخص نے اس کے منہ پر نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ بعض کا قول ہے کہ اسے گرفتار کر کے مسلمہ بن احوز کے سامنے لایا گیا اس نے اس کے قتل کا حکم دیا جہم نے کہا کہ تیرے والد نے مجھے امان دی تھی اس نے کہا کہ اس نے امان نہیں دی اگر دی تھی تو میں نے امان نہیں دی اگر تو اس چادر کو ستاروں سے بھر دے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے آئے پھر بھی تیری نجات نہیں ہوگی، قسم بخدا! اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اپنے پیٹ کو چاک کر کے تجھے قتل کر دیتا پھر ابن میسرہ نے مسلمہ کے حکم سے اسے قتل کر دیا۔

اس کے بعد حارث بن سریج اور کرمانی کا نصر کے خلاف کتاب وسنت کی، آئمہ ہدیٰ کی اتباع اور منکرات کی حرمت پر اتفاق ہو گیا پھر کچھ عرصہ کے بعد ان میں بھی اختلاف ہو گیا دونوں میں شدید جنگ ہوئی کرمانی غالب آ گیا حارث کے ساتھی شکست کھا گئے حارث ایک خچر پر سوار تھا پھر گھوڑے پر سوار ہوا لیکن اس نے چلنے سے انکار کر دیا اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر بھاگ گئے صرف سو افراد اس کے ساتھ رہ گئے کرمانی کے ساتھیوں نے اسے پکڑ کر زیتون یا عبیرا کے درخت تلے اسے قتل کر دیا یہ اسی سال ۲۴ رجب کا واقعہ ہے اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی قتل ہو گئے کرمانی نے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے اموال پر قبضہ کر لیا حارث کو سر کے بغیر باب مرو پر سولی دے دی جب نصر بن سیار کو حارث کے قتل کی خبر ملی تو اس نے چند اشعار کہے:

(۱)......اے اپنی قوم کو ذلیل کرنے والے اے ہلاک ہونے والے تجھ پر لعنت ہو۔

(۲)......تیری نحوست نے سارا مصر بدنام کر دیا تو نے اپنی قوم کی قدر کم کر دی۔

(۳)......ازد اور اس کے متبعین کو عمر اور مالک سے کوئی طمع نہیں۔ ی َ

(۴)......نہ بنی سعد سے جب وہ سیاہ گھوڑوں کو لگام دے رہے ہوں۔

عباد بن حارث بن سریج نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

(۱)......اے نصر! پوشیدگی دور ہو گئی اور امید لمبی ہو گئی۔

(۲)......ارض مرو میں تم جو چاہتے ہو فیصلہ کرتے ہو۔

(۳)......مضر کے بارے میں ان کا ہر فیصلہ جائز ہے خواہ وہ ظالمانہ ہی ہو۔

(۴)......اگر مضر اس پر راضی ہو گئے تو ان کی ذلت اور بدبختی طویل ہو گئی۔

(۵)......اگر انہوں نے ناراضگی دور کر لی تو فبہا ورنہ ان کی فوج پر ذلت نازل ہو گی۔

اسی سال ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ابومسلم خراسانی کو خراسان بھیجا اور اسے اپنے پیروکاروں کے نام خط بھی لکھ کر دیا خط کا مضمون یہ تھا: کہ یہ ابومسلم ہیں تم پر ان کی اطاعت اور فرمانبرداری لازم ہے خراسان کے جس علاقہ پر یہ غالب آیا اسی علاقہ کا میں نے اسے امیر بنا دیا ابو مسلم نے خراسان پہنچنے کے بعد وہاں کے باشندوں کو ابراہیم کا خط پڑھ کر سنایا انہوں نے اس پر کوئی توجہ نہیں کی اور نہ ہی اس پر عمل کیا اس سے اعراض کرتے ہوئے اسے پس پشت پھینک دیا۔ ابومسلم موسم حج میں ابراہیم کے پاس آ گئے اس نے ابراہیم سے خراسان کے لوگوں کی شکایت کی وہاں پر جو کچھ پیش آیا اس سے ابراہیم کو باخبر کر دیا۔

ابراہیم نے ابومسلم سے کہا کہ اے عبدالرحمٰن آپ کا اہل بیت سے تعلق ہے آپ واپس چلے جائیں یمن کے اس قبیلے کا خیال رکھنا آپ پر لازم

ہے آپ ان سے خوش اخلاقی اور اکرام سے پیش آئیں اللہ تعالیٰ اس امر کو ان ہی کے ذریعے پورا فرمائے گا۔ پھر ابراہیم نے ابو مسلم کو باقی ماندہ قبائل سے ڈرایا، مزید کہا کہ اگر آپ ان شہروں سے عربی زبان ختم کر سکتے ہیں تو ختم کر دیں ان کے لڑکوں میں سے جو پانچ بالشت پہنچ جائے اور وہ اس پر تہمت لگائیں تو اسے قتل کر دے شیخ سلیمان بن کثیر کا خیال رکھنا آپ پر لازم ہے عنقریب انشاءاللہ ابو مسلم کے بقیہ حالات بیان ہوں گے۔

اسی زمانے میں ابو مخنف کے قول کے مطابق ضحاک بن قیس خارجی قتل کیا گیا کیوں کہ ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا محاصرہ کیا منصور بن جمہور نے اس کا ساتھ دیا عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے منصور کو لکھا کہ اس محاصرہ سے تجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا تو مروان بن محمد کی طرف جا اسے قتل کر دے اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو میں تیری اتباع کروں گا چنانچہ امیر المؤمنین کے خلاف دونوں کا اتحاد ہو گیا۔

ضحاک کا جب موصل سے گزر ہوا تو اس کے باشندوں نے اس سے خط و کتابت کی، ضحاک ان کی طرف مائل ہو کر موصل میں داخل ہو گیا ضحاک نے اس کے نائب کو قتل کر کے موصل پر قبضہ کر لیا مروان کو اس کی اطلاع اس وقت ہوئی جب اس نے حمص کا محاصرہ کیا ہوا تھا (حمص کے باشندوں کی اس سے بیعت نہ کرنے کی وجہ سے) وہ ان میں مشغول تھا اس نے اپنے لڑکے عبداللہ بن مروان کو خط لکھا۔

ضحاک نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ نصیبین کا محاصرہ کر لیا مروان اس کی تلاش میں نکلا اسی مقام پر دونوں کی ملاقات ہوگئی دونوں میں سخت جنگ ہوئی ضحاک قتل کر دیا گیا، دونوں میں رات حائل ہوگئی ضحاک کے ساتھیوں نے ضحاک کو گم کر دیا وہ اس کی شکایت کرنے لگے حتیٰ کہ ان کو اس کے قتل کی خبر مل گئی وہ رونے لگے اس پر انہوں نے نوحہ کیا مروان کو بھی ضحاک کے قتل کی خبر مل گئی اس نے ان لوگوں کو جو ضحاک کی جگہ سے واقف تھے روشنی دے کر اس کی تصدیق کے لئے بھیجا انہوں نے واپس آ کر بتایا کہ واقعی ضحاک قتل ہو گیا اس کے سر اور اس کے چہرے پر بیس ضربیں لگیں مروان نے حکم دیا کہ اس کے سر کو جزیرہ کے شہروں میں گشت کرایا جائے۔

ضحاک نے اپنا نائب جبیری نامی شخص کو بنایا تھا ضحاک کا لشکر اس کے ارد گرد جمع ہو گیا سلیمان بن ہشام اپنے اہل بیت اور موالی اور ان لوگوں کو لے کر (جنہوں نے گذشتہ سال مروان کو معزول کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی) جبیری سے مل گیا صبح ہوتے ہی جبیری نے چار سو بہادروں کے ساتھ مروان پر حملہ کر دیا مروان شکست کھا کر بھاگا انہوں نے اس کا تعاقب کیا حتیٰ کہ لشکر کو اس سے الگ کر دیا وہ اس کے لشکر میں داخل ہو گئے جبیری اپنے قالین پر بیٹھ گیا مروان کا میمنہ اور میسرہ ثابت قدم رہا جن کے سردار عبداللہ اور اسحاق بن مسلم عقیلی تھے۔

جب عبداللہ نے جبیری کے لشکر کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خیمہ کی لکڑیوں سے جبیری پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، مروان کو اس کے قتل کی خبر ملی وہ اس وقت لشکر سے پانچ یا چھ میل دور تھا وہ خوشی خوشی واپس لوٹا ضحاک کا لشکر شکست کھا گیا جبیری کے بعد شیبان کو انہوں نے اپنا امیر مقرر کر لیا مروان نے دوبارہ کرادیس میں ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی۔ سال رواں ہی میں مروان الحمار نے یزید بن عمر بن ہبیرہ اور عراق کے خارجیوں سے قتال کے لئے عراق کا امیر مقرر کر کے بھیجا۔

اسی سال مکہ، مدینہ، طائف کے نائب حاکم عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو حج کرایا عراق کا امیر یزید بن عمر بن ہبیرہ تھا اور خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا۔

اس سال وفات پانے والوں میں بکر بن سوادہ، جابر جعفی، جہم بن صفوان بڑے امراء میں سے حارث بن سریج عاصم بن عبداللہ، ابو حصین عثمان بن عاصم، یزید بن ابی حبیب ابوالشیاح یزید بن حمید، ابو حمزہ العنبعی، ابو زبیر المکی ابو عمران جونی اور ابو قبیل مغافری بھی ہیں ان کے حالات ہم نے التکمیل میں بیان کر دیئے ہیں۔

واقعات ۱۲۹ ہجری

اس سال جبیری کے قتل کے بعد خارجی شیبان بن عبدالعزیز بن حلیس الیشکری الخارجی کے ارد گرد جمع ہو گئے سلیمان بن ہشام نے انہیں موصل میں قلعہ بند ہو کر اسے مستقل ٹھکانہ بنانے کا مشورہ دیا چنانچہ وہ موصل چلے گئے مروان بھی ان کے پیچھے پہنچ گیا خارجیوں نے موصل سے باہر

پڑاؤ ڈالا۔ مروان کے حملہ سے حفاظت کے لئے خندق کھودی مروان نے بھی خندق کھودی ایک سال تک ان کا محاصرہ کر کے رکھا ہر دن صبح وشام ان سے جنگ ہوتی ایک بار مروان کی ایک جماعت نے سلیمان بن ہشام کے بھتیجے امیہ بن معاویہ بن ہشام کو گرفتار کر لیا مروان نے اس کے چچا کے سامنے اس کے دونوں ہاتھ کاٹ کر اسے قتل کر دیا۔ مروان نے عراق کے نائب حاکم ابن ہبیرہ کو خارجیوں سے قتال کرنے کا حکم دیا، چنانچہ ابن ہبیرہ نے متعدد باران سے قتال کر کے ان کی اکثریت کا خاتمہ کر دیا کوفہ خارجیوں کے قبضے سے نکل گیا اس سال رمضان میں قبیلہ عائذہ کا ایک شخص مثنیٰ بن عمران تھا۔

مروان نے ابن ہبیرہ کو خط لکھا کہ خارجیوں سے فارغ ہو کر عمارہ بن صبارہ مشہور بہادر کو میری مدد کے لئے بھیج دینا ابن ہبیرہ نے سات آٹھ ہزار لشکر کے ہمراہ اسے مروان کے پاس بھیج دیا خارجیوں کے چار ہزار لشکر نے راستہ میں اس کا مقابلہ کیا لیکن اس نے ان کا مقابلہ کر کے ان کے امیر جون بن کلاب خارجی کو قتل کر دیا اس کے بعد وہ موصل روانہ ہو گیا اب موصل میں خارجی مروان اور ابن صبارہ کے درمیان میں پھنس گئے ان کے لئے وہاں قیام کرنا مشکل ہو گیا اس لئے سلیمان نے انہیں وہاں سے کوچ کرنے کے لئے مشورہ دیا دوسری جانب ابن صبارہ نے ان کا سامان رسد بند کر دیا حتیٰ کہ کھانے کے لئے انہیں کوئی چیز میسر نہیں آتی تھی اس وجہ سے وہ موصل سے کوچ کر کے حلوان ہوتے ہوئے اہواز چلے گئے۔

مروان نے ابن صبار کو تین ہزار کے لشکر کے ہمراہ ان کے تعاقب میں بھیجا اس نے ان کا تعاقب کیا پیچھے رہنے والوں کو قتل کر دیا ان سے مل کر ان سے قتال کرتا رہا حتیٰ کہ ان کی قوت کو پاش پاش کر دیا ان کے امیر شیبان بن عبدالعزیز الیشکری کو آئندہ سال خالد بن مسعود بن جعفر بن خلید الازدی نے قتل کر دیا سلیمان بن ہشام اپنے اہل وعیال اور موالی کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر سندھ چلا گیا۔

اس کے بعد مروان موصل سے حران اپنے گھر واپس آ گیا، خارجیوں کے خاتمے سے اسے بڑی خوشی ہوئی لیکن اس کی خوشی پوری نہیں ہوئی بلکہ تقدیر نے اس کا پیچھا کیا جو بڑی شان وشوکت والی خارجیوں سے بھی بڑھ کر جنگ کرنے والی تھی وہ ابو مسلم خراسانی کا ظہور تھا جو بنی عباس کی حکومت کا داعی تھا۔

ابو مسلم خراسانی کے ظہور کی ابتداء...... اس سال ابراہیم بن محمد الامام العباسی نے خط کے ذریعہ ابو معلم خراسانی کو طلب کیا وہ ستر نقباء کے ہمراہ اس کی جانب روانہ ہوا جس شہر سے بھی ان کا گزر ہوتا وہاں کے باشندے اس سے سوال کرتے کہ کہاں کا ارادہ ہے وہ جواب دیتے کہ حج کا ارادہ ہے اسی دوران جب ابو مسلم اپنی طرف جب کچھ لوگوں کو متوجہ ہوتے دیکھتا تو وہ انہیں اپنی طرف دعوت دیتا وہ اس کی دعوت قبول کر لیتے اسی دوران ابو مسلم کے نام ابراہیم کا دوسرا خط آیا کہ میں نے تیرے ہاتھ نصرت کا جھنڈا بھیج دیا تم خراسان جا کر اپنی دعوت کا اظہار کرو اس نے قحطبہ بن شبیب کو حکم دیا کہ اپنے ساتھ اموال اور تحائف لے کر ابراہیم کے پاس جا اور موسم حج میں اس سے ملاقات کر۔

ابو مسلم ابراہیم کا خط لے کر یکم رمضان کو خراسان میں داخل ہو گیا اس نے ابراہیم کا خط سلیمان بن کثیر کے حوالے کیا اس میں لکھا تھا کہ (بلا کسی انتظار کے اپنی دعوت شروع کر دو) انہوں نے ابو مسلم کو بنی عباس کا داعی بنا کر آگے کیا، ابو مسلم نے اپنے داعیوں کو بلاد خراسان روانہ کیا اس وقت خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا جو کہ کرمانی اور شیبان بن سلمہ الحروری کے ساتھ قتال میں مصروف تھا اس کا معاملہ اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ اس کے ساتھی خارجیوں کے گروہ میں اسے سلام خلافت کہتے تھے۔

ابو مسلم کا امر ظاہر ہو گیا چاروں طرف سے لوگوں نے اس کا قصد کیا حتیٰ کہ ایک دن میں ساٹھ بستیوں نے اس کی دعوت قبول کر لی وہاں پر اس نے ۴۲ روز قیام کیا اس کے ہاتھوں بہت سے صوبے فتح ہوئے اس سال ۲۵ رمضان کی جمعرات کی شب ابو مسلم نے ظل نامی جھنڈا ۱۴ گز لمبا نیزہ گاڑا، امام کا بھیجا ہوا سحاب نامی جھنڈا ۱۳ گز لمبے نیزے پر گاڑا، دونوں جھنڈے سیاہ تھے ابو مسلم اس وقت قرآن کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا **اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علی نصرھم لقدیر** اس کے بعد ابو مسلم اور سلیمان اور ان کے متبعین نے سیاہ لباس پہنا جوان کا شعار بن گیا اس علاقے کے لوگوں کو دعوت دینے کے لئے انہوں نے اس شب بڑی آگ جلائی جو ان کے درمیان علامت بن گئی پھر اسی وجہ سے وہ سب جمع ہو گئے دو جھنڈوں میں سے ایک جھنڈے کا نام سحاب اس وجہ سے تھا بادل کے زمین پر چھانے کی طرح بنو عباس کی دعوت پورے روئے زمین پر چھا جائے گی

دوسرے کا نام ظل اس وجہ سے تھا کہ زمین کے سایہ سے خالی نہ ہونے کی طرح بنوعباس کے قیام سے بھی زمین خالی نہ ہوگی ہر طرف سے لوگوں نے ابو مسلم خراسانی کا رخ کیا جس کی وجہ سے اس کا لشکر بہت بڑھ گیا۔عید الفطر کے روز ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو نماز عید پڑھانے اور اس میں بنوامیہ کی مخالفت کرنے کا حکم دیا چنانچہ نماز عید کے لئے منبر تیار کیا گیا بنوامیہ کی مخالفت میں اذان اور اقامت کی جگہ نماز عید کے لئے **الصلوۃ الجامعۃ** سے اعلان کیا گیا خطبہ سے پہلے نماز عید کی تیاری کی گئی اول رکعت میں قرأت سے پہلے چار کی جگہ چھ اور دوسری رکعت میں تین کی جگہ پانچ تکبیریں کہی گئیں خطبہ ذکر اور تکبیر سے شروع ہو کر قرأت پر ختم ہوا۔

نماز عید کے بعد ابو مسلم نے لوگوں کے لئے کھانا تیار کیا اس نے لوگوں کو کھانا کھلایا ابو مسلم نے نصر بن سیار کو خط لکھا جس میں پہلے اپنا نام پھر نصر بن سیار کا نام لکھا اس کے بعد بسم اللہ لکھ کر لکھا کہ اللہ نے بعض اقوام کی اپنی کتاب میں مذمت بیان کی ہے پھر یہ آیت **واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جائتھم نذیر لیکونن اھدیٰ من احدیٰ الامم (تحولا)** تک تلاوت کی۔یہ خط جب نصر کے پاس پہنچا تو اسے اپنے نام کی تحقیر پر بڑا غصہ آیا اس نے اس کے بارے میں خوب غور وخوض کرنے کے بعد کہا کہ یہی اس خط کا جواب ہے۔

ابن جریر کا قول ہے کہ پھر نصر بن سیار نے بہت سے شہسواروں کو ابو مسلم سے قتال کے لئے روانہ کیا یہ اس کے ظہور کے اٹھارہ ماہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ابو مسلم نے مالک بن ہیثم خزاعی کو ان کے مقابلے میں بھیجا دونوں کی ملاقات ہوئی مالک نے آل رسول کی رضامندی کی طرف انہیں دعوت دی انہوں نے انکار کر دیا صبح سے عصر تک انہوں نے صف بندی کی مالک کی مدد کے لئے کمک پہنچ گئی جس سے اس کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔مالک نے انہیں شکست دے دی یہ پہلی بار بنی عباس اور بنی امیہ کی فوجوں میں جنگ ہوئی۔اس سال خازم بن خزیمہ نے مرالروز پر غلبہ پا کر نصر کی طرف سے وہاں پر مقرر کردہ عامل بشر بن جعفر کو قتل کر دیا اس نے ابو مسلم کو فتح کی خوشخبری دی ابو مسلم اس وقت نوجوان تھا ابراہیم نے اس کی سرعت فہم، ذہانت و ذکاوت کی وجہ سے اپنی دعوت کی اشاعت کے لئے اس کا انتخاب کیا تھا۔

ابو مسلم اصلاً کوفہ کے کسی دیہات کا باشندہ تھا یہ ادریس بن معقل عجلی کا غلام تھا بنی عباس کے بعض دعاۃ نے اسے چار سو میں خرید لیا پھر محمد بن علی نے ان سے خرید لیا پھر آل عباس سے اس کے تعلقات ہو گئے ابراہیم نے ابوالنجم کی لڑکی سے اس کا نکاح کر دیا اس کا مہر ادا کیا خراسان اور عراق کے متبعین کو ابراہیم نے اس کی سمع واطاعت کی تاکید کی انہوں نے اس کے حکم کی فرمانبرداری کی حالانکہ گذشتہ سال چھوٹا ہونے کی وجہ سے انہوں نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا۔اس سال پھر ابراہیم نے انہیں ابو مسلم کی سمع واطاعت کی بابت تاکید کی اور اس کے لئے ایک خط لکھا اس میں طرفین کی بھلائی تھی (اللہ کا امر طے شدہ ہوتا ہے)۔

خراسان میں ابو مسلم کی دعوت مشہور ہونے کے بعد وہاں کے عرب قبائل نے اس سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا اس نے کرمانی اور شیبانی کو مجبور نہیں کیا کیونکہ وہ دونوں ابو مسلم کی طرح نصر بن سیار کے مخالف تھے اس کے باوجود وہ مروان کے معزول کرنے کی طرف دعوت دیتا تھا نصر نے شیبان سے مطالبہ کیا کہ وہ ابو مسلم کے خلاف جنگ میں اس کا ساتھ دے یا ابو مسلم سے کنارہ کش ہو جائے تاکہ وہ ابو مسلم کے ساتھ لڑائی میں پوری طاقت صرف کر دے۔ابو مسلم کے قتل کے بعد وہ ان کی عداوت کی طرف لوٹ آئے۔شیبانی نے اثبات میں نصر کا جواب دیا، ابو مسلم کو کسی طرح اس کی خبر ہو گئی اس نے کرمانی کو اس سے باخبر کر دیا کرمانی نے شیبانی کو ملامت کی جس کی وجہ شیبانی نے نصر کی حمایت ختم کر دی۔

ابو مسلم نے ہراۃ کی طرف نصر بن نعیم کو بھیجا اس نے اس کے عامل عیسیٰ بن عقیل لیثی سے اسے چھین لیا۔ابو مسلم کو اس کی فتح کا پیغام لکھ کر بھیجا کہ ہرات کا عامل بھاگ کر نصر کے پاس آ گیا ہے اس کے بعد شیبان نے نصر سے ایک سال تک جنگ بندی کا معاہدہ کر لیا کرمانی اس میں اس کے ساتھ شریک نہیں تھا ابن الکرمانی نے ابو مسلم کو لکھا کہ میں نصر کے خلاف جنگ میں آپ کے ساتھ ہوں، پھر ابو مسلم سوار ہو کر کرمانی کی خدمت میں پہنچ گیا دونوں نے نصر کے خلاف جنگ پر اتحاد کر لیا ابو مسلم لشکر کی زیادتی کی وجہ سے ایک کشادہ جگہ پر چلا گیا اس نے محافظوں، پولیس رسائل، اور دیوان پر اس کے علاوہ دیگر امور پر جن کی حکومت کو ضرورت ہوتی ہے عمال مقرر کر دیئے نقباء میں سے قاسم بن مشاجع تمیمی کو قاضی مقرر کیا وہی ابو مسلم کو نمازیں پڑھاتا تھا ابو مسلم کو کچھ واقعات بنی ہاشم کے محاسن اور بنوامیہ کی برائی پر مشتمل سناتا تھا۔اس کے بعد ابو مسلم بالین نامی بستی میں منتقل ہو گیا جو ایک نشیبی جگہ پر تھی لیکن ساتھ ساتھ اس بات سے ڈرتا بھی تھا کہ کہیں نصر اس کا پانی بند نہ کر دے یہ اس سال سات ذی الحجہ کا واقعہ ہے عید الضحیٰ کی نماز ابو مسلم کو

قاضی بن مجاشع نے پڑھائی۔

نصر بن سیار بادل جیسے گرجنے والے لشکروں کے ہمراہ ابو مسلم سے قتال کرنے کے لئے روانہ ہوا شہروں پر اس نے نائبین مقرر کئے ان کے باقی ماندہ احوال آئندہ سال کے بیان میں آئیں گے۔

ابن الکرمانی کا قتل ...... نصر بن سیار اور ابن الکرمانی جدیع بن علی الکرمانی میں جنگ شروع ہوگئی فریقین کے متعدد افراد قتل ہوئے ابو مسلم دونوں گروہوں سے خط و کتابت کرتا رہا انہیں اپنی طرف مائل کرتا رہا نصر اور ابن کرمانی کو اس نے لکھا کہ امام نے تمہارے بارے میں مجھے بھلائی کی نصیحت کر رکھی ہے میں اس سے تجاوز نہیں کر سکتا اس نے جماعتوں کو بنی عباس کی طرف دعوت دی متعدد افراد نے اس کی دعوت قبول کر لی۔ ابو مسلم نصر اور کرمانی کی خندقوں کے درمیان اترا دونوں فریق اس سے ڈر گئے، نصر بن سیار نے ابو مسلم کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے مروان کو خط کے ذریعے مطلع کیا اور یہ کہا کہ ابو مسلم لوگوں کو ابراہیم بن محمد کی طرف دعوت دیتا ہے اس نے خط میں مندرجہ ذیل اشعار بھی لکھے:

(۱)...... میں راکھ کے درمیان چنگاری کی چمک دیکھ رہا ہوں قریب ہے کہ وہ بھڑک اٹھے۔

(۲)...... اس لئے کہ آگ لکڑیوں سے ہی روشن ہوتی ہے اور جنگ کی ابتداً باتوں سے ہی ہوتی ہے۔

(۳)...... میں نے تعجب سے کہا کہ کاش مجھے بنوامیہ کے بارے میں معلوم ہو جاتا کہ وہ جاگ رہے ہیں یا سوئے ہوئے ہیں۔

مروان نے اسے لکھا کہ حاضر جو کچھ دیکھ سکتا ہے وہ غائب نہیں دیکھ سکتا نصر نے کہا کہ تمہارے ساتھی نے تمہیں خبر دی ہے کہ نصر اس کے پاس نہیں ہے بعض نے ان اشعار کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

(۱)...... میں راکھ کے درمیان چنگاری دیکھ رہا ہوں قریب ہے کہ وہ بھڑک اٹھے۔

(۲)...... اس لئے کہ آگ لکڑیوں کے ذریعے ہی جلائی جاتی ہے لڑائی کی ابتداء باتوں سے ہوتی ہے۔

(۳)...... اگر قوم کے عقلمند افراد اس کو نہ بجھائیں تو وہ آگ اجسام اور کھوپڑیوں کا ایندھن ہی بنے گی۔

(۴)...... میں تعجب سے کہتا ہوں کہ کاش مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ بنوامیہ نیند میں ہیں یا بیدار ہیں۔

(۵)...... اگر وہ اس وقت سوئے ہوئے ہیں تو ان سے کہو کہ اٹھ کھڑے ہوں اس لئے کہ بیدار ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ اشعار ان اشعار کے مانند ہیں جو بعض علویوں نے عبداللہ بن حسین کے دونوں لڑکوں محمد اور ابراہیم کے سفاح کے بھائی منصور کے خلاف بغاوت کے وقت کہے تھے:

(۱)...... میں میدانوں میں آگ کی چنگاریاں دیکھ رہا ہوں جو چاروں طرف سے بھڑک رہی ہیں۔

(۲)...... بنوعباس اس سے غافل ہو کر آسودگی اور آرام سے سوئے ہوئے ہیں۔

(۳)...... جیسا کہ بنوامیہ سوئے ہوئے تھے پھر وہ دفاع کے لئے اس وقت بیدار ہوئے جس وقت بیدار ہونا نفع بخش نہیں تھا۔

نصر بن سیار نے عراق کے نائب حاکم یزید بن عمر بن ہبیرہ سے خط کے ذریعے مدد طلب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار لکھے:

(۱)...... یزید کو خبر پہنچا دے کہ بہترین بات سچی بات ہے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ جھوٹ میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

(۲)...... یہ بات کہ ارض خراسان میں میں نے انڈے دیکھے ہیں جب وہ بچے دیں گے تو تیرے سامنے عجیب باتیں بیان کی جائیں گی۔

(۳)...... ابھی وہ دوسروں کے بچے ہیں لیکن وہ بڑے ہو گئے ہیں ابھی وہ جوان نہیں ہوئے ہیں لیکن ان کے پر آنا شروع ہو گئے ہیں۔

(۴)...... لیکن پر آنے کے بعد اگر ان کے بارے میں کوئی حیلہ نہیں کیا گیا تو وہ جنگ کی آگ خوب بھڑکائیں گے۔

ابن ہبیرہ نے نصر کا خط مروان کے پاس بھیج دیا اتفاق سے خط کے پہنچنے کے وقت ابراہیم کا ایک ایلچی پایا گیا اس کے پاس ابو مسلم کے نام ایک خط تھا جس میں ابراہیم نے ابو مسلم کو برا بھلا کہا تھا اور اسے نصر اور کرمانی سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا اور یہ کہ اچھی عربی بولنے والے کو ختم کر دے۔ مروان نے اسی وقت دمشق کے نائب حاکم ولید بن معاویہ بن عبدالملک کو خط کے ذریعے حکم دیا کہ وہ ابراہیم کے شہر حمیمہ میں جا کر ابراہیم کو گرفتار کر کے

میرے پاس بھیج دے، دمشق کے نائب نے بلقاء کے نائب کو اس کا حکم دیا وہ حمیمہ شہر کی مسجد میں گیا وہاں ابراہیم بیٹھا ہوا تھا اس کو گرفتار کر کے دمشق بھیج دیا، دمشق کے نائب نے اسی وقت مروان کے پاس بھیج دیا، مروان نے اسے جیل میں بند کرنے کا حکم دیا پھر اسے قتل کرا دیا جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

ابو مسلم اب تک غیر جانبدار تھا اس نے ابن الکرمانی کو لکھا کہ میں تیرے ساتھ ہوں ابن الکرمانی کا رجحان اس کی طرف ہو گیا، نصر نے اس کو لکھا کہ دھوکہ مت کھا جانا ابو مسلم تجھے اور تیرے ساتھیوں کو قتل کرنا چاہتا ہے ہمارے پاس آ جاؤ تا کہ ہم جنگ بندی کی تحریر لکھ لیں ابن الکرمانی اپنے گھر میں داخل ہو گیا پھر وہ ایک سو شہسواروں کے ساتھ رحبہ چلا گیا، اور نصر کے پاس پیغام بھیجا کہ آ جاؤ تا کہ ہم جنگ بندی کا معاہدہ کر لیں نصر نے کرمانی کی طرف سے دھوکہ محسوس کیا اس نے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس پر حملہ کر دیا جس میں اسے اور اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا ایک شخص نے ابن الکرمانی کے پہلو پر نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا وہ اپنی سواری سے گر گیا پھر نصر نے اس کو تمام ساتھیوں سمیت سولی دیدی، سمکہ کو بھی سولی دے دی، اس کا لڑکا اور اس کے ساتھی ابو مسلم کے پاس جمع ہو گئے سب نے نصر کے خلاف اتحاد کر لیا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کا ایران اس کے صوبہ جات حلوان قومس، اصبہان اور ری پر طویل جنگ کے بعد غلبہ ہوا، پھر اصطخر میں عامر بن ضبارہ کے ساتھ اس کا مقابلہ ہوا۔ ابن ضبارہ نے اسے شکست دے کر اس کے چالیس ہزار ساتھیوں کو گرفتار کر لیا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی گرفتار شدگان میں تھا۔ ابن ضبارہ نے اس سے کہا کہ تو نے کس وجہ سے ابن معاویہ کا ساتھ دیا تھا؟ حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ وہ امیر المؤمنین کے خلاف ہے اس نے کہا کہ مجھ پر قرض ہونے کی وجہ سے میں نے اس کا ساتھ دیا اسی وقت حرب بن قطن بن وہب ھلالی نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ میرا بھانجہ ہے اس وجہ سے اسے چھوڑ دے ابن ضبارہ نے اسے چھوڑ دیا اور کہا کہ کسی قریشی شخص کے خلاف میں دلیری نہیں کروں گا۔

اس کے بعد ابن ضبارہ نے عبداللہ بن معاویہ کے حالات دریافت کیے عبداللہ نے اس کی برائی کرتے ہوئے اس پر لواطت کا ازام لگایا۔ اتنے میں گرفتار شدگان میں سے رنگین کپڑے والے ایک ہزار غلام لائے گئے جن سے ابن معاویہ بدکاری کرتا تھا پھر ابن ضبارہ نے عبداللہ کو ابن ہبیرہ کا ایلچی بننے کے لئے تیار کیا تا کہ ابن ہبیرہ کو عبداللہ ابن معاویہ کے حالات سے باخبر کرے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی امیہ کا زوال اسی عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے ہاتھوں لکھ دیا جو کسی کو معلوم نہیں تھا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال حجاج کے اجتماع کا انتظام ابو حمزہ خارجی کے حوالے کیا گیا، اس نے تحکم اور مروان کی مخالفت سے بیزاری کا اظہار کیا مکہ، مدینہ، طائف اور اس سال حجاج کے امیر عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک نے اس سے مراسلت کی پھر نفر کے دن امان پر اس سے صلح کر لی ابو حمزہ خارجی نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میدان عرفات میں وقوف عرفہ لوگوں سے الگ کیا اس کے بعد وہ لوگوں سے الگ ہو گئے منیٰ سے مکہ جانے کے لئے اول روز عبدالواحد نے جلدی کی اور مکہ چھوڑ دیا خارجی بلا قتال مکہ میں داخل ہو گیا اس پر ایک شاعر نے چند اشعار کہے:

(۱) حاجیوں نے دین کی مخالف جماعت کی زیارت کی عبدالواحد بھاگ گیا (۲) وہ بھاگتے ہوئے بیویاں اور امارت چھوڑ گیا بدکنے والے اونٹ کی طرح بھاگ گیا (۳) اگر اس کے والد کو اس کا پسینہ پسند ہوتا تو آنے والے کا پسینہ اس کا گھاٹ صاف کر دیتا۔

عبدالواحد نے مدینہ لوٹنے کے بعد خارجی سے قتال کے لئے لشکر تیار کرنا شروع کر دیا، اس نے ان کی مالی مدد بہت کی تا کہ وہ جلد از جلد روانہ ہو جائیں اس وقت عراق کا امیر یزید بن ہبیرہ تھا خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا ابو مسلم خراسانی نے اس کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔

سالم ابو نصر، علی بن زید بن جدعان، یحییٰ بن ابی کثیر نے بھی اسی سال وفات پائی ہم نے ان کے حالات التکمیل کتاب میں بیان کر دیئے۔

واقعات ۱۳۰ ہجری

اسی سال ۹ جمادی الاولیٰ جمعرات کے روز ابو مسلم خراسانی مرو میں داخل ہوا دار الامارۃ میں اترا اس نے نصر بن سیار کے قبضے سے اسے چھین لیا، یہ فتح علی بن کرمانی کی مدد کی وجہ سے ہوئی نصر بن سیار چھوٹی سی جماعت تین ہزار لشکر اور اپنی بیوی مرزبانہ کے ساتھ بھاگ گیا حتیٰ کہ سرخس پہنچ گیا

اسنے بیوی کو چھوڑ کر صرف اپنی جان بچائی ابومسلم کی پوزیشن بہت مستحکم ہوگئی اس کا حلقہ بہت وسیع ہوگیا۔

شیبان بن سلمہ الحرور کا قتل ......نصر بن سیار کے فرار ہونے کے بعد شیبان اکیلا رہ گیا اسی نے ابومسلم کے خلاف نصر کی مدد کی تھی ابومسلم نے اس کے پاس اپنا ایلچی بھیجا اس نے اسے گرفتار کرلیا پھر ابومسلم نے بنی لیث کے غلام بسام بن ابراہیم کو شیبان سے جنگ کرنے کا حکم دیا بسام نے جا کر اس سے جنگ کی بسام نے اسے شکست دے دی اور اس کے ساتھیوں کا تعاقب کر کے بعض کو قتل بعض کو گرفتار کرلیا، پھر ابومسلم نے کرمانی کے دونوں لڑکوں علی اور عثمان کو قتل کردیا اس کے بعد اس نے ابوداؤد کو بلخ بھیجا اس نے زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری کے ہاتھ سے اسے چھین لیا ان کے بہت سے اموال پر قبضہ کرلیا پھر ابومسلم اور ابوداؤد نے عثمان بن کرمانی کے قتل پر اتفاق کرلیا۔

اسی سال ابومسلم نے قحطبہ بن شبیب کو نصر بن سیار سے قتال کرنے کے لئے نیشاپور بھیجا اس کے ساتھ امراء کی ایک جماعت تھی جس میں خالد بن برمک بھی تھا، انہوں نے تمیم بن نصر بن سیار سے قتال کیا جسے اس کے والد نے ان سے قتال کے لئے بھیجا تھا قحطبہ نے نصر کے ساتھیوں میں سے سترہ ہزار آدمی قتل کردیئے، ابومسلم نے قحطبہ کی مدد کے لئے مزید دس ہزار شہسواروں کا دستہ بھیجا ان میں سے علی بن معقل بھی تھا اس دستے نے بھی جنگ کی نصر کے بہت سے افراد قتل کردیئے انہوں نے تمیم بن نصر کو بھی قتل کردیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔

اس کے بعد عراق کے نائب حاکم ابن ہبیرہ نے نصر کی مدد کے لئے ایک سریہ بھیجا ذی الحجہ کے شروع میں جمعہ کے روز قحطبہ کی ان سے ملاقات ہوگئی پھر فریقین میں گھسان کی جنگ ہوئی، بنی امیہ کا لشکر شکست کھا گیا دس ہزار شامی قتل ہوئے جن میں جرجان کا عامل نباتہ بن حنظلہ بھی تھا، قحطبہ نے اس کا سر ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔

ابوحمزہ خارجی کے مدینہ میں داخل ہونے اور اس پر قابض ہونے کا بیان ......ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال قدید میں اس حمزہ خارجی کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی جو اس کے شروع میں موسم حج میں آیا تھا، اس نے قریش کے متعدد افراد قتل کردیئے، پھر وہ مدینہ میں داخل ہوگیا اس کا نائب حاکم عبدالواحد بن سلیمان بھاگ گیا خارجی نے اسی سال ۱۹ صفر کو مدینہ کے بہت سے لوگ قتل کردیئے اس کے بعد اس نے منبر رسول ﷺ پر خطبہ دیتے ہوئے اہل مدینہ کو ڈانٹا اور کہا کہ میں ہشام کے زمانہ میں تمہارے پاس سے گذرا تھا اس وقت تمہارے کھیتوں کو آفت پہنچی ہوئی تھی تم نے خط کے ذریعے مروان سے بھاؤ گرانے کا سوال کیا تھا اس نے گرادیا جس کی وجہ سے تمہارا مالدار مالداری میں اور فقیر فقر میں بڑھ گیا تم نے اسے دعائیں دیں۔ واقدی وغیرہ کے قول کے مطابق مروان نے ان کے پاس تین ماہ قیام کیا۔

مدائنی نے نقل کیا ہے کہ ایک روز ابوحمزہ خارجی منبر رسول ﷺ پر چڑھ گیا اس نے کہا کہ اے اہل مدینہ تم جانتے ہو کہ ہم گھروں سے تکبر، غرور اور حکومت کے لالچ کی وجہ سے نہیں آئے بلکہ ہم نے دیکھا کہ حق کا چراغ بجھا دیا گیا ہے حق کہنے والا کمزور ہوگیا ہے انصاف پر قائم رہنے والا قتل کردیا گیا ہے اس وقت زمین کشادہ ہونے کے باوجود ہمیں تنگ نظر آنے لگی ایک شخص کو ہم نے رحمٰن کی اطاعت اور قرآنی فیصلہ کی طرف دعوت دیتے دیکھا تو ہم نے اس کی دعوت قبول کرلی (جو اللہ کے داعی کو جواب نہ دے وہ زمین میں عاجز کرنے والا نہیں)۔

ہم مختلف قبائل سے آئے ہیں ہماری ایک جماعت ایک اونٹ پر آئی ان کا زاد راہ ان کے ساتھ تھا وہ باری باری ایک ہی لحاف اوڑھتے تھے وہ بہت کم زمین میں بالکل کمزور تھے، پھر اللہ نے ہمیں ٹھکانہ دیا ہماری نصرت کی ہم نے صبح کی اللہ کی نعمت سے ہم بھائی بھائی بن گئے پھر قدید میں، ہم نے تمہارے لوگوں سے جنگ کی ہم نے ان کو اللہ اور قرآنی فیصلہ کی طرف دعوت دی، انہوں نے ہمیں شیطان کی اطاعت اور بنی مروان کے فیصلہ کی طرف دعوت دی قسم بخدا گمراہی اور ہدایت میں بڑا فرق ہے پھر وہ ہماری طرف دوڑتے ہوئے آئے شیطان نے ان میں اپنے قدم جما دیئے ان کی ہنڈیوں میں خون ابلنے لگا ان کا گمان ان کے بارے میں سچا نکلا انہوں نے شیطان کی اتباع کی انصار اللہ بھی ہندی تلواروں کے ساتھ چمک دھمک کے ساتھ آئے ہماری اور ان کی چکیاں گھومنے لگیں انہوں نے ایسی شمشیر زنی کی جس سے باطل کام کرنے والے شک میں پڑ جاتے ہیں۔

اہل مدینہ اگر تم مروان کی مدد کرو گے تو اللہ اپنے عذاب کے ذریعے یا ہمارے ہاتھوں تمہیں ہلاک کردے گا اور مؤمنین قوم کو نجات دے گا اے اہل مدینہ تمہاری ابتدا بہت اچھی اور انجام بہت برا ہے، اے اہل مدینہ! لوگ ہم سے اور ہم ان سے ہیں پھر کوئی مشرک، کوئی بت پرست، کوئی کافر، کوئی

اہل کتاب بن گیا اے اہل مدینہ! جس کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ انسان کو مکلّف نہیں بناتا ہے وہ اللہ کا دشمن ہے میں اس سے جنگ کروں گا اے اہل مدینہ! مجھے ان آٹھ حصوں کے بارے میں بتاؤ جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں قوی اور ضعیف فرض کیا ہے پھر نواں آیا اس کے لئے ان میں سے کوئی حصہ نہیں تھا اس نے مخالفت کر کے اللہ سے محاربت کرتے ہوئے انہیں لے لیا اے اہل مدینہ تم نے میرے اصحاب کی تحقیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ نوجوان اجڈ اور اکھڑ دیہاتی ہیں کیا صحابہ نوجوان نہیں تھے؟ ان کا نوجوان بھی ادھیڑ عمر تھا اس کی آنکھیں شرم سے جھکی ہوئی تھیں اس کے پاؤں غلط راستہ کی طرف چلنے میں سست تھے انہوں نے اللہ سے اپنی جانوں کا سودا کر لیا تھا جو مرنے کے باوجود نہیں مرتی تھی انہوں نے اپنے کلالہ کو ان کے کلالہ سے اور اپنی راتوں کے قیام کو اپنے دنوں کے روزہ سے ملا دیا ان کی کمریں قرآن کے پاروں پر جھکی ہوئی تھیں جب خوف کی آیت ان کے سامنے آتی تھی تو آگ کے خوف سے چیخیں مارتے جب شوق کی آیت ان کے سامنے آتی تو وہ جنت کے شوق میں آواز بلند کرتے جب وہ سونتی ہوئی تلواریں بلند کئے ہوئے نیزے اور تیر اور موت کی بجلیوں سے لرزتے لشکروں کو دیکھتے تو قسم بخدا قرآنی وعید سے فوج کی وعید کو ہلکا سمجھتے اور فوج کی وعید سے اللہ کی وعید کو اونچا سمجھتے تھے انہیں اچھا انجام مبارک ہو اور پرندوں کی چونچوں میں کتنی ہی آنکھیں ہیں جو نصف شب کو متعدد بار خوف الٰہی سے روئیں اور کتنے ہی ہاتھ ہیں جو جوڑوں سے الگ ہو گئے جنہوں نے متعدد بار راہ خدا میں شمشیر زنی کی اور دشمنان خدا سے جہاد کیا اور بہت دفعہ اطاعت الٰہی میں ہاتھ والے نے ٹیک نہیں لگائی میں یہ بات کہتا ہوں اپنی تقصیر کے بارے میں اور اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔

مدائنی نے عباس بن ہارون کے حوالہ سے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ ابوحمزہ خارجی نے اہل مدینہ میں اچھی سیرت اپنائی جس کی وجہ سے وہ اس کی طرف مائل ہو گئے انہوں نے اسے کہتے ہوئے سنا کہ پوشیدگی دور ہو گئی تیر اور دروازہ چھوڑ کر ہم کہاں جائیں؟ پھر اس نے کہا کہ زانی، چور اور کافر ہیں اس پر اہل مدینہ اس سے ناراض ہو گئے انہوں نے اسے چھوڑ دیا وہ مدینہ ہی میں رہا حتیٰ کہ مروان نے ابن عطیہ کو چار ہزار لشکر کے ہمراہ بھیجا جسے مروان نے خود چنا، مجاہد کو سو دینار، ایک عربی گھوڑا، ایک خچر دیا اور اسے خارجی سے قتال کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اگر خارجی یمن بھی چلا جائے پھر بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑنا مزید اسے صنعاء کے نائب حاکم یحییٰ سے جنگ کا حکم دیا ابن عطیہ چلا گیا حتیٰ کہ وادی قریٰ تک پہنچ گیا وہاں ابوحمزہ خارجی کی اس سے ملاقات ہو گئی جو ہشام سے جنگ کے لئے آیا ہوا تھا دونوں میں شدید جنگ ہوئی حتیٰ کہ خارجی کا لشکر شکست کھا کر مدینہ چلا گیا اہل مدینہ نے ان سے قتال کر کے ان کے متعدد افراد قتل کر دیئے۔

ابن عطیہ مدینہ آیا ابوحمزہ کی فوج کو اس نے شکست دے دی بعض کا قول ہے کہ ابن عطیہ نے مدینہ میں ایک ماہ قیام کیا پھر وہ مکہ مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر کے خود یمن چلا گیا صنعاء کے نائب حاکم عبداللہ بن یحییٰ اس کے مقابلے میں نکلا دونوں میں جنگ ہوئی ابن عطیہ نے اسے قتل کر کے اس کا سر مروان کے پاس بھیج دیا مروان کا خط آیا جس میں اس نے ابن عطیہ کو حکم دیا کہ وہ اس سال لوگوں کو حج کرائے اور جلد ہی مکہ پہنچ جائے۔

ابن عطیہ صنعاء میں لشکر چھوڑ کر بارہ ہزار فوج کے ساتھ سوار ہو کر مکہ کی طرف چل دیا ان کے ساتھ چالیس ہزار دینار بھی تھے راستہ میں ایک جگہ ابن عطیہ نے قیام کیا اچانک ان کے سامنے دو امیر (جو جمانہ کے لڑکوں سے مشہور تھے اور اس علاقہ کے سادات میں سے تھے) انہوں نے ابن عطیہ کے لشکر سے کہا کہ تم ہلاک ہو جاؤ تم تو چور ہو اس نے کہا کہ میں ابن عطیہ ہوں میرے پاس امیر المؤمنین کا امارۃ حج کے بارے میں خط موجود ہے، ہم حج کے اجتماع میں شریک ہونے کے لئے جلدی جلدی جا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ تم دروغ گوئی کر رہے ہو پھر انہوں نے ابن عطیہ کے لشکر پر حملہ کر کے ابن عطیہ سمیت سوائے ایک شخص کے سب کو قتل کر دیا ان کے مال پر بھی قبضہ کر لیا۔

ابومعشر کا قول ہے کہ اس سال محمد بن عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو حج کرایا مدینہ اور طائف کی امارت اسے سونپ دی گئی عراق کا نائب ابن ہبیرہ تھا خراسان کا امیر نصر بن سیار تھا ابومسلم نے خراسان کی بہت سی بستیوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا تھا نصر نے ابن ہبیرہ سے دس ہزار فوج کی مدد طلب کی اور کہا کہ قبل اس کے کہ ایک لاکھ فوج ناکافی ہو دس ہزار فوج روانہ کر دو مروان سے بھی نصر نے فوجی مدد کا مطالبہ کیا مروان نے جواب میں اس کی پسند کے مطابق فوجی مدد کا وعدہ کیا۔

اس سال خواص میں سے شعیب بن حجاب، عبدالعزیز بن صہیب، عبدالعزیز بن رفیع کعب بن علقمہ اور محمد بن منکدر نے وفات پائی واللہ سبحانہ اعلم۔

واقعات ۱۳۱ھ

اسی سال محرم میں قحطبہ بن شبیب نے اپنے لڑکے محسن کونصر بن سیار سے قتال کرنے کے لئے قومیس کی طرف بھیجا۔اس کے پیچھے فوج بھی روانہ کی ان میں سے بعض نصر کے ساتھ مل گئے نصر نے کوچ کی تیاری میں دودن قیام کیا پھر وہ علیل ہو گیا اس نے وہاں سے ہمدان کا رخ کیا جب وہ اس کے قریب پہنچا تو اسی سال ۱۲ ربیع الاول ۸۵ سال کی عمر میں اس نے وفات پائی اس کی وفات کے بعد ابومسلم اور اس کے ساتھیوں کا بلا د خراسان پر قبضہ مضبوط ہو گیا اور ان کے اثر ورسوخ میں اضافہ ہو گیا۔

قحطبہ جرجان سے روانہ ہو گیا اس کے آگے آگے زیاد بن زرارہ قشیری تھا وہ ابومسلم کی اتباع پر نادم تھا وہ لشکر چھوڑ کر اپنے ساتھ ایک جماعت لے کر اصبہان کے راستہ ابن ضبارہ کی طرف چل دیا قحطبہ نے اس کے پیچھے لشکر بھیجا اس نے اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا قحطبہ اس کے پیچھے پیچھے چلا وہ قومس پہنچ گیا جسے اس کے لڑکے نے فتح کیا تھا قحطبہ نے قومس میں قیام کیا اپنے لڑکے کو ''ری'' کی طرف بھیج دیا پھر اس کے پیچھے پیچھے چلا قحطبہ ''ری'' پہنچا تو اس کا لڑکا اسے فتح کر چکا تھا۔اس نے ری میں قیام کیا،ابومسلم کو حالات لکھ کر بھیج دیئے ابومسلم مرو سے چل کر نیشا پور آ گیا وہاں پر اس کا امر مضبوط ہو گیا قحطبہ نے ری پہنچنے کے بعد حسن کو ہمدان کی طرف روانہ کر دیا حسن جب ہمدان کے قریب پہنچا تو وہاں سے مالک بن ادہم اور شام وخراسان کے فوجیوں کی ایک جماعت ہمدان چھوڑ کر نہاوند چلی گئی حسن نے ہمدان بھی فتح کر لیا اس کے بعد حسن نے اس جماعت کا تعاقب کیا اس کے والد نے اس کے لئے فوجی مدد بھی روانہ کر دی پھر حسن نے اس فوج کے ساتھ نہاوند کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اسے بھی فتح کر لیا۔

اسی سال عامر بن ضبارہ کی وفات ہوئی کیونکہ ابن ہبیرہ نے اسے قحطبہ کی طرف جانے کا حکم دیا تھا۔ابن ہبیرہ نے اس کی فوجی مدد بھی کی تھی چنانچہ ابن ضبارہ نے بیس ہزار فوج کے ہمراہ قحطبہ سے مقابلہ کیا،جب دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے تو قحطبہ اور اس کے ساتھیوں نے قرآن بلند کیا ایک منادی نے اعلان کیا کہ ہم تمہیں اس قرآن کی باتوں کی طرف دعوت دیتے ہیں ابن ہبیرہ کے ساتھیوں نے منادی اور ابن قحطبہ کو گالیاں دیں۔قحطبہ نے اپنے ساتھیوں کو ابن ضبارہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا ابھی ان کے درمیان جنگ نہیں ہوئی تھی کہ ابن ضبارہ کے ساتھی شکست کھا گئے قحطبہ کے ساتھیوں نے ان کا پیچھا کر کے ابن ضبارہ سمیت بہت سوں کو قتل کر دیا اور بے حدوحساب مال غنیمت حاصل کیا۔

اسی زمانے میں قحطبہ نے نہاوند کا سخت محاصرہ کیا حتیٰ کہ ان شامیوں نے جو وہاں موجود تھے قحطبہ سے اہل نہاوند کو مہلت دینے کی درخواست کی تا کہ وہ اس کے لئے دروازہ کھول دیں چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول دیا اس سے امان طلب کی اس نے خراسانیوں سے کہا کہ تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے تیرے اور اپنے لئے امان طلب کی قحطبہ نے امراء کو حکم دیا کہ جس کے پاس خراسانی قیدی ہے وہ اس کا سر قلم کر کے میرے پاس لے آئے انہوں نے اس پر عمل کیا ابومسلم سے بچ کر بھاگنے والے افراد سب ہلاک ہو گئے شامیوں کو اس نے چھوڑ کر ان کا وعدہ پورا کر دیا ان سے عہد لیا کہ وہ اس کے خلاف دشمن کی مدد نہیں کریں گے۔

اس کے بعد قحطبہ نے ابومسلم کے حکم سے ابوعوان کو تیس ہزار لشکر کے ہمراہ شہرزور کی طرف روانہ کیا اس نے اس کے نائب عثمان بن سفیان کو قتل کر کے اسے فتح کر لیا۔بعض کا قول ہے کہ عثمان قتل نہیں ہوا تھا بلکہ وہ موصل اور جزیرہ چلا گیا تھا ابوعوان نے شہرزور کی فتح کی خبر قحطبہ کے پاس پہنچا دی جب مروان کو قحطبہ اور ابومسلم کے واقعات کا علم ہوا تو وہ حران سے الذاب الاکبر منتقل ہو گیا۔

اسی زمانہ میں قحطبہ نے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ ابن ہبیرہ کا رخ کیا جب وہ عراق کے قریب پہنچا تو ابن ہبیرہ پیچھے ہٹ گیا وہ مسلسل پسپائی اختیار کرتا ہوا دریائے فرات پار کر گیا قحطبہ بھی اس کے پیچھے پیچھے فرات پار کر گیا ان دونوں کے باقیماندہ حالات سن ۱۳۲ھ کے بیان میں آ رہے ہیں۔

واقعات ۱۳۲ھ

اس سال محرم میں قحطبہ نے فرات پار کیا اس کے ساتھ لشکر اور شہسوار تھے ابن ہبیرہ فلوجہ کے قریب فرات کے دہانے پر ایک بڑے لشکر کے ساتھ خیمہ زن تھا مروان نے بھی اس کی فوجی مدد بہت کی ابن ضبارہ کے لشکر کے شکست خوردہ عناصر بھی اس کے ساتھ تھے اس کے بعد قحطبہ نے کوفہ پر قبضہ کرنے کے لئے اس کا رخ کیا ابن ہبیرہ نے اس کا تعاقب کیا آٹھ محرم بدھ کے روز دونوں میں شدید جنگ ہوئی بالآخر شامی شکست کھا کر پشت پھیر گئے، خراسانیوں نے ان کا تعاقب کیا قحطبہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گیا ایک شخص نے انہیں اس کے قتل کی خبر دی کہ اس نے اپنے بعد حسن کو امیر بنانے کی وصیت کی تھی حسن اس وقت موجود نہیں تھا جس کی وجہ سے لوگوں نے اس کے بھائی حمید بن قحطبہ کو امیر بنا لیا حسن کے پاس اطلاع کرنے کے لئے ایک ایلچی بھیج دیا اس رات امراء کی ایک جماعت بھی قتل ہوئی قحطبہ کو معن بن زائدہ اور یحییٰ بن حصین یا نصر بن سیار کے لڑکوں کے بدلہ میں اس کے ساتھی نے قتل کیا قحطبہ مقتولین میں پایا گیا اسے وہیں دفن کر دیا گیا۔

اس کے بعد حسن بن قحطبہ آ گیا اس نے کوفہ کا رخ کیا جہاں پر محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو بھیجا گیا تھا اسی نے بنی عباس کی طرف دعوت دی تھی اور سیاہ لباس زیب تن کیا تھا۔ اسی سال دس محرم کو اس نے خروج کیا اور وہاں سے ابن ہبیرہ کے عامل زیاد بن صالح حارثی کو نکال دیا محمد بن خالد قصر امارہ میں منتقل ہو گیا ابن ہبیرہ کی طرف سے حوثرہ نے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ اس کا رخ کیا حوثرہ کے ساتھی جب کوفہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے محمد بن خالد کے پاس جا کر بنو عباس کی بیعت کی حوثرہ یہ صورتحال دیکھ کر واسط چلا گیا۔

بعض کا قول ہے کہ حسن بن قحطبہ کوفہ میں داخل ہو گیا قحطبہ نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد خلافت کی وزارت سبیع الکوفی الخلال کے غلام ابی سلمہ حفص بن سلیمان کے حوالے کر دی جائے وہ اس وقت کوفہ میں تھا جب لوگ اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا حسن بن قحطبہ امراء کی ایک جماعت کے ساتھ ابن ہبیرہ سے قتال کے لئے واسط چلا جائے اور اس کا بھائی حمید مدائن چلا جائے چاروں جانب اس نے لشکر روانہ کر دیئے۔ مسلم بن قتیبہ نے ابن ہبیرہ کے لئے بصرہ فتح کر لیا ابن ہبیرہ کے قتل کے بعد ابو مالک عبداللہ بن اسید الخزاعی نے ابو مسلم خراسانی کے لئے بصرہ فتح کر لیا۔

اسی سال تیرہ ربیع الاول جمعہ کی شب ابو العباس السفاح کے لئے بیعت لی گئی، اس کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبد المطلب تھا ابو معشر اور ہشام بن کلبی کا یہی قول ہے واقدی کا قول ہے کہ اس سال جمادی الاولیٰ میں یہ بیعت ہوئی۔

ابراہیم بن محمد الامام کا قتل...... ہم نے ۱۲۹ھ کے بیان میں ذکر کیا ہے کہ مروان کو ابراہیم کا ابو مسلم کے نام لکھا ہوا خط مل گیا جس میں اس نے ابو مسلم کو حکم دیا تھا کہ ہر اچھی عربی بولنے والے کو ختم کر دے مروان کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے ابراہیم کے بارے میں پوچھا اسے بتایا گیا کہ وہ بلقاء میں ہے مروان نے دمشق کے نائب حاکم کو اسے حاضر کرنے کا حکم دیا دمشق کے نائب نے اسی وقت ایک ایلچی ابراہیم کی صفات بتا کر اسے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ ایلچی گیا اولاً اس نے اس کے بھائی ابو العباس کو ابراہیم سمجھ کر گرفتار کر لیا اس نے بتایا کہ یہ ابراہیم کا بھائی ہے پھر اس نے کسی ذریعہ سے معلوم کر کے ابراہیم کو پکڑ لیا ابراہیم اپنے ساتھ اپنی محبوب ام ولد کو بھی لے گیا اپنے اہل کو وصیت کر گیا کہ میرے بعد خلیفہ ابو العباس ہوگا انہیں کوفہ کوچ کرنے کا حکم دیا گیا انہوں نے اسی روز کوفہ کوچ کیا جس میں اس کے چھ چچا عبداللہ، داؤد، اسماعیل، عبد الصمد اور اس کے دونوں بھائی ابو العباس السفاح اور محمد اس کے دونوں لڑکے محمد اور عبد الوہاب اور ان کے علاوہ بہت سے لوگ تھے۔

جب وہ کوفہ میں داخل ہوئے تو ابو سلمہ خلال نے بنی ہاشم کے غلام ولید بن سعد کے گھر میں انہیں اتارا چالیس روز تک سالاروں اور امراء سے ان کا معاملہ پوشیدہ رکھا پھر وہ ان کو دوسری جگہ لے گیا پھر وہ انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ شہر فتح ہو گئے پھر سفاح کی بیعت کی گئی۔

ابراہیم کو اس وقت امیر مروان کے پاس لے جایا گیا اس نے ابراہیم کو قید کر دیا حتیٰ کہ اسی سال صفر میں جیل ہی میں ان کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ ابراہیم کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی حتیٰ کہ اسی حالت میں اکیاون سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی بہلول بن صفوان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

بعض کا قول ہے کہ ابراہیم پر گھر گرا کر انہیں قتل کیا گیا بعض کا قول ہے کہ انہیں زہر ملا ہوا دودھ دیا گیا جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہو گئی۔بعض کا قول ہے کہ ابراہیم ۱۳۱ھ کے حج میں شریک تھے آپ بڑی نخوت شرافت اور عزت کے ساتھ کھڑے تھے مروان کو ان کی بابت اطلاع دی گئی کہ ابومسلم انہی کی طرف دعوت دیتا ہے اور انہیں خلیفہ کہتا ہے مروان نے ۱۳۲ھ میں ان کی طرف لشکر بھیجا جس نے اسی سال ابراہیم کو قتل کر دیا۔یہ قول گذشتہ اقوال کے مقابلہ میں اصح ہے بعض کا قول ہے کہ ابراہیم بلقاء کے بجائے کوفہ سے گرفتار کیا گیا۔

ابراہیم کریم،فیاض متعدد فضائل اور خوبیوں کا مالک تھا انہوں نے اپنے والد اور دادا ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنیفہ سے حدیث روایت کی ان سے ان کے دونوں بھائی عبداللہ السفاح اور ابوجعفر عبداللہ المنصور،ابوسلمہ عبدالرحمٰن بن مسلم خراسانی مالک بن ہاشم نے روایت کی۔

ابراہیم کے عمدہ کلام میں سے ہے کہ دین کی حفاظت کرنے والا صلہ رحمی کرنے والا اور ملامت زدہ باتوں سے اجتناب کرنے والا شخص کامل جوانمرد ہے۔

ابوالعباس السفاح کی خلافت......کوفہ کے باشندوں تک ابراہیم بن محمد کے قتل کی خبر پہنچنے کے بعد ابوسلمہ خلال نے علی بن ابی طالب کی طرف خلافت منتقل کرنے کا ارادہ کیا لیکن نقباء اور امراء اس پر غالب آ گئے انہوں نے کوفہ ہی میں ابوالعباس السفاح کو بلوا کر اسے سلام خلافت کہا اس وقت ابوالعباس کی عمر ۲۶ سال تھی اسی سال تیرہ ربیع الاول جمعہ کی رات سب سے پہلے ابوسلمہ خلال نے اسے سلام خلافت کہا ابوالعباس نماز جمعہ کے وقت سیاہ ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اس حال میں فوج اس کے ساتھ تھی حتیٰ کہ وہ دارالامارۃ میں داخل ہو گیا پھر اس نے جامع مسجد پہنچ کر لوگوں کو امامت کرائی پھر منبر کی سب سے اوپر والی سیڑھی پر چڑھ گیا لوگوں نے اس کی بیعت کی اس کا چچا داؤد بن علی اس سے تین زینہ نیچے کھڑا تھا۔

اس کے بعد سفاح نے تقریر شروع کی اس نے اپنی تقریر کا آغاز ان الفاظ سے کیا کہ تمام تعریف اس ذات کے لئے ہیں جس نے دین اسلام ہمارے لئے پسند کیا اسی نے دین اسلام کو شرافت اور عزت بخشی ہمارے لئے دین اسلام پسند کیا ہمیں اس کی تقویت کا ذریعہ بنایا ہمیں اس کا اہل اس کی پناہ گاہ اس کا منتظم اور اس کا مددگار بنایا اسی نے ہمارے لئے تقویٰ کا الزام کیا اسی نے ہمیں اس کا حقدار اور اہل بنایا اسی نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت اور رشتہ داری کے لئے خاص کیا اسی نے ہمیں اسلام کے ذریعے بلند مقام عطا کیا اسی ذات نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے اہل اسلام پر ایک کتاب نازل فرمائی جس کی ان پر تلاوت کی جاتی ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

''اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی دور رکھے اور تم کو پاک صاف رکھے''۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے:

''آپ یوں کہئے کہ میں تم سے اور کچھ مطلب نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے۔'' (سورۃ الشوریٰ آیت ۲۳)

ایک اور مقام پر فرمایا کہ:

''آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرایئے''۔ (سورۃ شعراٗ آیت ۲۱۴)

ایک موقع پر فرمایا:

''جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے لوگوں سے دلوادے سو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور قرابت داروں اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا۔'' (سورۃ الحشر آیت نمبر ۷)

اللہ نے ان کو ہماری فضیلت بتائی ان پر ہمارا حق اور مودت واجب کی اس نے مہربانی کر کے ہماری تسلی کے خاطر مال غنیمت میں سے ہمیں زیادہ حق دیا اللہ وسیع فضل والا ہے۔

گمراہ سبائیوں نے سمجھا کہ ریاست،سیاست اور خلافت ہمارا حق نہیں ان کے چہرے سیاہ ہو گئے،اے لوگو!اللہ نے ہماری وجہ سے گمراہی اور جہالت کے بعد لوگوں کو ہدایت اور نصرت عطا کی اور ہماری وجہ سے ہلاکت کے بعد ان کو بچالیا،ہماری وجہ سے حق کو غالب اور باطل کو مغلوب کیا ہماری وجہ سے گناہ گاروں کی اصلاح کی ہماری وجہ سے گندگی کو دور کیا ہماری وجہ سے لوگوں کو متحد کیا حتیٰ کہ لوگ عداوت کے بعد دنیا میں بھائی بھائی بن گئے

اور آخرت میں جنت میں ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھنے والے بن گئے اللہ نے ہم پر احسان آپ علیہ السلام کے ذریعہ کیا۔

آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے مشن کو سنبھالا ان کے معاملات شوریٰ کے ذریعے طے ہوتے تھے انہوں نے اقوام کے ترکہ کو جمع کر کے اس میں عدل قائم کیا ان کو ان کی جگہوں پر رکھا ان کے مستحقین مین انہیں تقسیم کیا اور وہ خود بھوکے رہے پھر بنو حرب اور مروان نے اس کی بابت لڑائی کی اسے زبردستی اپنے لئے چھین لیا اسے باری باری حاصل کرتے رہے انہوں نے ظلم سے اس میں کام لیا اللہ نے انہیں کچھ وقت تک مہلت دی جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اسے ہمارے ہاتھوں نے ان سے چھین لیا اللہ نے ہمیں ہمارا حق واپس کر دیا اور ہمارے ذریعے ہماری قوم کی تلافی کی وہ ہماری مدد اور ہمارے معاملے کا متولی بن گیا تا کہ ہمارے ذریعے لوگوں پر مہربانی کرے جنہیں زمین میں کمزور سمجھا گیا ہے یا ہم سے شروع کر کے ہم پر ختم کیا ہے میں امید کرتا ہوں جہاں سے تمہارے لئے امید اور بھلائی آئی ہے وہاں سے تمہارے لئے ظلم اور برائی نہیں آئے گی ہم اہل بیت کو اللہ کی توفیق حاصل ہو۔

اے اہل کوفہ! تم ہماری محبت اور مودت کا محل ہو تم ہمارے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم ہو میں نے تمہارے عطایا میں ایک لاکھ درہم کا اضافہ کر دیا پس تیار ہو جاؤ میں خون ریز جنگجو اور تباہ کر دینے والا حملہ آور ہوں اس کے بعد سفاح کو تیز بخار ہو گیا حتیٰ کہ وہ منبر پر بیٹھ گیا۔

اس کے بعد اس کے چچا نے کھڑے ہو کر کہا کہ تمام تعریف اور شکر اس ذات کے لئے ہے جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کر کے ہمیں ہمارے گھر کی میراث واپس کر دی اے لوگو اب تاریکیاں چھٹ گئیں ان کے پردے دور ہو گئے ان کے زمین و آسمان روشن ہو گئے خلافت اپنے مطلع سے طلوع ہو گئی حق اپنے اصل کی طرف لوٹ آیا یعنی تمہارے نبی کی اولاد کی طرف جو تم پر مہربان اور شفیق ہے اے لوگو ہم سونا چاندی نہر کھودنے اور محل بنانے کے لئے گھر سے نہیں نکلے بلکہ ہم اپنا حق چھن جانے کے بعد اور اپنے عمزادوں پر غضب نے اور بنو امیہ نے تم میں جو بد سیرت اختیار کی اور ان کے تمہیں ذلیل کرنے اور تمہارے غنیمت و صدقات میں اپنے آپ کو ترجیح دینے نے نکالا ہے ہم پر اللہ اور رسول بنی عباس کے واسطے سے لازم ہے کہ ہم قرآن کے مطابق فیصلہ کریں قرآن کے مطابق عمل کریں عام و خاص میں نبی کی سیرت پر چلیں دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے گناہوں کا ارتکاب کرنے لوگوں پر ظلم کرنے محارم کا ارتکاب کرنے اور بندوں کے ساتھ غلط روش اپنانے والے بنی امیہ اور بنی مروان کے لئے ہلاکت ہو جن علاقوں سے وہ ذلت یاب ہوئے ان علاقوں میں ان کا طریق گناہوں کا ارتکاب ہے اور وہ گناہوں کی لگام میں پکڑے گئے ہیں۔ اللہ کی مہلت سے ناواقفیت اور اس کی گرفت سے اندھے ہو کر اور اس کی تدبیر سے بے خوف ہو کر گمراہی کے میدانوں میں دوڑے۔

ان خرابیوں کی وجہ سے نیند کی حالت میں ان پر اللہ کا عذاب آیا جس سے وہ مکمل طور پر تباہ ہو گئے اور ظالم قوم کے لئے ہلاکت ہو اللہ تعالیٰ نے مروان کو ذلیل کر دیا دنیا کی محبت نے اسے اللہ سے اندھا کر دیا اللہ کے دشمن کی لگام ڈھیلی کر دی گئی جس کی وجہ سے اس کا گھوڑا پھسل گیا۔ کیا اللہ کے دشمن نے خیال کیا کہ اس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا؟ اس نے اپنی پارٹی اور فوج کو بلایا اور اپنی فوجوں کے ساتھ تیراندازی کی اس نے اللہ کی تدبیر اور اس کی ناراضگی کو آگے پیچھے دائیں بائیں پایا جس نے اس کے باطل کا خاتمہ کر دیا، اس کی گمراہی کو تباہ کر دیا اور اسے برے حلقے میں اتارا اس کی خطاؤں نے اس کا احاطہ کر لیا ہمارا حق ہمیں واپس کر دیا ہمیں پناہ دی۔ اے لوگو! امیر المؤمنین نماز جمعہ کے بعد منبر پر واپس آئیں گے اس لئے کہ انہوں نے جمعہ کے کلام کے ساتھ دوسرے کلام کو جمع کرنا اچھا نہیں سمجھا اس وقت بخار کی شدت کی وجہ سے انہوں نے کلام قطع کر دیا تھا امیر المؤمنین کے لئے خوب دعائیں کرو جسے اللہ نے تمہیں دشمن رحمٰن خلیفہ شیطان مروان کے بدلے میں دیا ہے جو زمین میں فساد کرنے والا اور ظالمین کی پناہ گاہ تھی خلیفہ پر بھروسہ کرنے والے ان ابرار و اخیار کی اتباع کرنے والے ہیں جنہوں نے ہدایات کے نشانات اور تقویٰ کے راستوں کے ذریعے خرابی کے بعد زمین کی اصلاح کی راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد لوگوں نے امیر المؤمنین کے لئے خوب دعائیں کیں پھر اس نے کہا کہ اے اہل کوفہ اس منبر پر آپ علیہ السلام کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین سفاح چڑھے ہیں حالانکہ یہ صرف ہمارا حق ہے، ہم ہی اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کریں گے ہمیں آزمائش میں مبتلا کرنے والی اور ٹھکانہ دینے والی ذات کے لئے تمام تعریفیں ہیں اس کے بعد ابو العباس اور داؤد منبر سے اتر کر محل میں داخل ہو گئے پھر لوگوں نے عصر تک اور عصر سے رات تک اس کی بیعت کی اس کے بعد عباس نے نکل کر کوفہ کے باہر پڑاؤ ڈالا کوفہ پر اپنے چچا داؤد کو نائب مقرر کیا اپنے چچا عبداللہ بن علی ابی عون بن ابی یزید کی طرف اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کی طرف (جو واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ

کئے ہوئے تھا) یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو مدائن میں حمید بن قحطبہ کی طرف، ابوالیقظان عثمان بن عروۃ بن محمد بن عمار بن یاسر کو اہواز میں بسام بن ابراہیم کی طرف اور سلمہ بن عمر بن عثمان کو مالک بن طواف کی طرف بھیجا خود ایک ماہ تک لشکر کے ہمراہ رہا پھر ہاشمیہ شہر میں قصر امارۃ میں اتر گیا اور ابی سلمہ الخلال کے لئے اجنبی بن گیا کیونکہ اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ خلافت کو ابن عباس سے علی کی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے واللہ اعلم۔

مروان بن محمد بن مروان کا قتل ...... یہ بنی امیہ کا سب سے آخری خلیفہ تھا اس کے بعد خلافت بنی عباس کی طرف منتقل ہوگئی، جو اس آیت (اللہ جسے چاہتا ہے اپنی حکومت دیتا ہے) اور اس آیت کہہ دیجئے (اے اللہ! جو حکومت کا مالک ہے) سے ماخوذ ہے۔

ہم پہلے بتا چکے ہیں جب مروان کو ابو مسلم اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں اور جو کچھ ارض خراسان میں ہوا اس کا علم ہوا تو وہ حران سے موصل کے قریب جزیرہ کے علاقہ میں الذاب نہر کی طرف منتقل ہو گیا پھر اسے کوفہ میں سفاح کی بیعت اور اس کی مقبولیت کی خبر ہوئی تو وہ بہت زیادہ پریشان ہوا اس نے اپنے لشکر کو جمع کرنا شروع کر دیا۔

ابی عوان بن ابی یزید نے ایک عظیم لشکر کے ہمراہ اس کی طرف پیش قدمی کی یہ سفاح کے امراء میں سے تھا الذاب مقام پر اس نے پڑاؤ ڈالا پھر سفاح کی طرف سے مزید امداد بھی اس کی طرف پہنچ گئی پھر سفاح نے اہل بیعت میں سے جنگ کے منتظمین کو آواز دی عبداللہ بن علی نے اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کہا کہ اللہ کی برکت سے چلو وہ ایک بڑے لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا عبداللہ جب ابو عوان کے قریب پہنچا تو ابو عوان نے اس کے خیمہ اور جو کچھ اس کے اندر سامان تھا اس کے لئے چھوڑ دیا اور خود دوسری جگہ چلا گیا عبداللہ بن علی نے حیاش بن حبیب الطائی اور نھیر بن محتفز کو پولیس افسر مقرر کیا۔

ابوالعباس نے اس خطرہ کے پیش نظر کہ کہیں کچھ حالات پیش آ کر جنگ کی آگ ٹھنڈی نہ ہو جائے عبداللہ بن علی کو مروان سے جنگ پر برانگیختہ کرنے کیلئے موسیٰ بن کعب کو تیس افراد کے ہمراہ عبداللہ کے پاس ایلچی بنا کر بھیجا چنانچہ عبداللہ بن علی اپنا لشکر لے کر آگے بڑھا حتیٰ کہ وہ مروان کے لشکر کے بالمقابل ہو گیا مروان بھی لشکر کے ہمراہ میدان میں آ گیا یہاں تک کہ دن کے اول حصے میں دونوں فریقوں نے صف بندی کر لی مروان کی فوج کی تعداد ڈیڑھ لاکھ یا ایک لاکھ بیس ہزار تھی عبداللہ کی فوج کی تعداد صرف بیس ہزار تھی مروان نے عبدالعزیز بن عمر ابن عبدالعزیز سے کہا کہ اگر زوال آفتاب سے پہلے جنگ شروع نہیں ہوئی تو ہم دشمن کو عیسیٰ بن مرتک پہنچا دینگے اگر شروع ہوگئی تو وہ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھیں گے۔

پھر مروان نے عبداللہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا، عبداللہ نے کہا کہ ابن زریق نے جھوٹ بولا ہے انشاءاللہ زوال شمس سے پہلے ہی ہمارے گھوڑے انہیں روند ڈالیں گے۔ یہ اسی سال ۱۱ جمادی الاخریٰ ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے مروان نے کہا کہ ٹھہر جاؤ جنگ شروع نہ کرو وہ سورج کی طرف دیکھنے لگا مروان کے داماد ولید بن معاویہ بن مروان نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اہل میمنہ سے جنگ شروع کر دی، مروان اس پر غصہ ہوا ابو عوان سمٹتا ہوا عبداللہ بن علی تک پہنچ گیا موسیٰ بن کعب نے عبداللہ بن علی کے لئے جنگ کی اس نے لوگوں کو اترنے کا حکم دیا زمین کی ندا دی گئی لوگ اتر گئے انہوں نے نیزے بلند کئے وہ گھٹنوں کے بل ہو گئے انہوں نے دشمن سے جنگ کی اہل شام پیچھے ہٹنے لگے گویا انہیں دھکیلا جا رہا ہو عبداللہ پیادہ چلنے لگا وہ کہہ رہا تھا کہ اے رب! کب تک ہم قتل کئے جائیں گے اس نے یا اہل خراسان یا شارات ابراہیم الامام یا محمد یا منصور کے نعرے بلند کئے جنگ نے شدت اختیار کر لی صرف پیتل پر لوہے کی سلاخوں کے لگنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

مروان نے قضاعہ کو جنگ میں اترنے کا حکم دیا انہوں نے کہا کہ بنی سلیم سے کہو کہ وہ اتریں پھر اس نے سکاسک کو جنگ میں اترنے کا حکم دیا انہوں نے کہا کہ بنی عامر سے کہو کہ وہ اتریں اس نے اُن کو حکم دیا انہوں نے کہا کہ غطفان سے کہو پھر اس نے پولیس افسر کو حکم دیا اس نے کہا کہ قسم بخدا میں اپنے نفس کو نشانہ نہیں بناؤں گا مروان نے کہا کہ قسم بخدا میں تیرے ساتھ بدسلوکی کروں گا اس نے کہا کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں اگر اللہ تجھے قدرت دے۔

بعض کا قول ہے کہ یہ بات مروان نے ابن ہبیرہ سے کہی اس کے بعد اہل شام شکست کھا گئے اہل خراسان نے قتل کرتے ہوئے اور گرفتار کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا شامی اکثر غرق ہو گئے غرق ہونے والوں میں ابراہیم بن ولید بن عبد الملک مخلوع بھی تھا عبداللہ بن علی نے پل

باندھنے کا حکم دیا اور پانی میں سے غرق شدگان کو نکالنے کا حکم دیا وہ یہ آیت تلاوت کررہا تھا (ترجمہ) ہم نے تمہارے لئے سمندر کو پھاڑ دیا اور تم کو نجات دی اور ہم نے تمہارے دیکھتے دیکھتے آل فرعون کو غرق کردیا عبداللہ نے میدان کارزار میں سات روز قیام کیا سعید بن عاص کی اولاد میں سے ایک شخص نے اس روز مروان اور اس کے فرار کے بارے میں کہا کہ:

(۱)...... مروان نے راہ فرار اختیار کی تو میں نے اسے کہا کہ ظالم مظلوم بن گیا جس کا ارادہ بھاگنے کا ہے۔

(۲)...... بھاگنا اور حکومت چھوڑنا کہاں؟ جب تجھ سے نرمی رخصت ہوگئی تو نہ دین ہے نہ حسب ہے۔

(۳)...... عقل سے خالی دشوار راستہ فرعون کا ہے اگر تو اس کی بخشش طلب کرے گا تو کتے کے آگے کتا ہے۔

مروان کی ساری چیزوں پر عبداللہ نے قبضہ کرلیا عبداللہ بن مروان کی باندی کے علاوہ اس میں کوئی عورت نہیں تھی ابوعباس نے سفاح کو فتح کی خوشخبری دی، سفاح نے دو رکعت نفل ادا کئے جنگ میں شریک ہونے والوں کے لئے پانچ سو درہم کا اعلان کیا ان کے عطایا کو ۸۰ درہم تک زیادہ کردیا سفاح کی زبان پر **فلما فصل طالوت بالجنود** آیت کی تلاوت جاری تھی۔

مروان کے قتل کی کیفیت کا بیان ...... مروان شکست کھانے کے بعد وہاں سے چلا کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا عبداللہ بن علی میدان کارزار میں سات روز تک رہا اس کے بعد سفاح کے حکم سے اس نے اپنی فوج لے کر مروان کا تعاقب کیا مروان چلتے چلتے حران سے بھی آگے نکل گیا اس نے ابومحمد سفیانی کو جیل سے نکال دیا حران پر اپنے بھانجے اور اپنی لڑکی ام عثمان کے شوہر ابان بن یزید کو اپنا نائب بنادیا عبداللہ کے حران پہنچنے پر ابان بن یزید سیاہ لباس پہن کر اس کی طرف گیا عبداللہ بن علی نے اسے امان دے دی اور اسے اس کے عہدے پر برقرار رکھا عبداللہ نے وہ گھر گرادیا جس میں ابراہیم محبوس تھا۔

مروان نے قنسرین کے راستے حمص کا رخ کیا اس کے حمص پہنچنے پر اہل حمص بازار اور معیشت کی چیزیں اس کے پاس لائے مروان نے حمص مین دو تین روز قیام کیا پھر اس نے وہاں سے کوچ کا ارادہ کیا حمص کے باشندوں نے اس کے متبعین کی قلت دیکھ کر اسے لوٹنے اور قتل کرنے کا ارادہ کرلیا انہوں نے اسے خوف زدہ شکست خوردہ کہا پھر انہوں نے حمص کی ایک وادی کے پاس اسے پایا مروان نے ان کے دو امیر پوشیدہ کرلئے مروان نے ان سے نرمی کی درخواست کی پھر انہوں نے حمص کی عوام سے جنگ نہ کرنے کی درخواست کی لیکن انہوں نے انکار کردیا پھر ان کے درمیان لڑائی شروع ہوگئی دونوں امیروں نے پیچھے سے ان پر حملہ کردیا بالآخر اہل حمص شکست کھا گئے اس کے بعد مروان دمشق آگیا دمشق پر اس کی لڑکی کا شوہر ولید ابن معاویہ بن مروان امیر تھا۔ مروان اسے وہیں چھوڑ کر دیار مصر چلا گیا۔

عبداللہ بن علی کا جن شہروں پر گزر ہوتا اس شہر کے باشندے سیاہ لباس زیب تن کرکے اس کی بیعت کرتے وہ انہیں امان دے دیتا تھا عبداللہ کے قنسرین پہنچنے کے بعد اس کے بھائی عبدالصمد بن علی بھی چار ہزار لشکر کے ساتھ اس سے آملا سفاح نے عبداللہ کی مدد کے لئے انہیں بھیجا تھا پھر عبداللہ حمص ہوتے ہوئے بعلبک پہنچ گیا پھر مزہ کے راستے سے دمشق آگیا اس نے وہاں دو یا تین روز قیام کیا پھر سفاح کی طرف سے اس کا بھائی صالح بن علی آٹھ ہزار نفری کے ہمراہ اس کی مدد کے لئے پہنچ گیا صالح نے مرج عذراء میں پڑاؤ ڈالا عبداللہ نے دمشق میں، باب شرقی پر اس کا بھائی صالح، باب جابیہ پر ابوعوان، باب کیسان پر بسام، باب صغیر پر حمید بن قحطبہ، باب توما پر عبدالصمد یحیٰی بن صفوان اور عباس بن یزید باب فرادیس پر اترے، انہوں نے چند دن دمشق کا محاصرہ کرنے کے بعد اسی سال دس رمضان بدھ کے روز اسے فتح کرلیا اس کے بے شمار باشندے قتل کردیئے تین گھنٹے کے لئے اسے مباح کردیا اس کی فصیل تباہ کردی۔ بعض کا قول ہے کہ محاصرہ کے بعد اہل دمشق میں عباسی اور اموی اختلاف ہوگیا جس کی وجہ سے ان کی آپس میں جنگ ہوگئی انہوں نے اپنے نائب کو قتل کردیا پھر شہر کو سپرد کردیا باب شرقی کی جانب سے سب سے پہلے چڑھنے والا شخص عبداللہ انطائی اور باب صغیر کی طرف سے بسام بن ابراہیم تھا، پھر دمشق تین گھنٹے کے لئے مباح کردیا گیا اس مدت میں پچاس ہزار افراد قتل ہوئے۔

ابن عساکر نے جعفر بن ابی طالب کی اولاد میں سے عبید بن حسن اعرج کے حالات بیان کئے ہیں وہ عبداللہ کے ساتھ دمشق کے محاصرہ میں پانچ ہزار کا امیر تھا انہوں نے ڈیڑھ ماہ یا پانچ ماہ یا سو دن تک اس کا محاصرہ کیا مروان کے نائب حاکم نے دمشق شہر کو بہت مضبوط کیا تھا لیکن یمانیہ اور

مضریہ کا ان میں اختلاف ہو گیا اور یہ بات اس کی فتح کا سبب بن گئی حتیٰ کہ انہوں نے ہر مسجد میں دو قبیلوں کے لئے دو محراب بنائے تھے حتیٰ کہ جامع مسجد میں دو منبر تھے دو امام تھے جمعہ کے روز دونوں منبروں پر خطبہ دیا جاتا تھا یہ ایک عجیب و غریب واقعہ فتنہ عصبیت اور خواہش پرستی کے باعث رونما ہوا (ہم اللہ سے عافیت کے سائل ہیں)۔

ابن عساکر نے خوب وضاحت سے اسے بیان کیا ہے محمد بن سلیمان بن عبداللہ النوفلی کے حالات میں بیان کیا ہے کہ نوفلی کا قول ہے کہ عبداللہ کے پہلے روز دمشق میں داخل ہونے کے وقت میں اس کے ساتھ تھا، وہ تلوار کے ذریعے اس میں داخل ہوا، تین گھنٹے تک اس نے اسے مباح کیا ستر روز تک جامع مسجد دمشق کو اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کے لئے اصطبل بنائے رکھا پھر اس نے بنی امیہ کی قبروں کو اکھیڑا معاویہ کی قبر میں غبار کی طرح سیاہ دھاگہ تھا عبدالملک بن مروان کی قبر میں صرف کھوپڑی تھی وہ قبروں میں صرف ایک ایک عضو پاتا صرف ہشام بن عبدالملک اپنی قبر میں صحیح و سالم تھا اس کے ناک کا صرف ایک سرا متغیر ہوا تھا اس نے مردہ ہونے کے باوجود اس کو کوڑے لگوائے چند روز تک اسے سولی پر لٹکائے رکھا پھر اسے جلا دیا اس کی راکھ کو کوٹ کر ہوا میں اڑا دیا یہ سب کچھ اس نے اس لئے کیا کہ ہشام نے اس کے بھائی محمد بن علی کو اس کے چھوٹے لڑکے کے قتل کی تہمت میں کوڑے لگوا کر اسے بلقاء کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔

اس کے بعد عبداللہ نے بنی امیہ کے خلفاء کی اولاد کو تلاش کرنا شروع کیا، اس نے ایک دن میں نہر رملہ کے پاس بانوے ہزار افراد قتل کئے ان پر چمڑے کا دستر خوان بچھا کر کھانا کھایا اور وہ اس کے نیچے پھڑک رہے تھے یہ اس کا بہت بڑا ظلم تھا اللہ اسے اس کا بدلہ دے گا وہ اس کے بعد زیادہ دن نہیں رہا اس کی مراد پوری نہیں ہوئی جیسا کہ اس کے حالات میں آئے گا۔

عبداللہ نے ہشام بن عبدالملک کی بیوی عبدۃ بنت عبداللہ کو خراسانیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ننگے سر اور ننگے جسم پیادہ پا بھیجا، انہوں نے اسے قتل کر دیا، عبداللہ نے پندرہ روز وہاں قیام کیا اس نے اوزاعی کو بلوا کر اس سے پوچھا کہ جو ہم کر رہے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں البتہ حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کی حدیث نقل کی ہے کہ (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) اوزاعی کہتے ہیں کہ میں اپنے قتل کا انتظار کرنے لگا پھر مجھے باہر نکال دیا اس نے میرے پاس سو دینار بھیجے۔

اس کے بعد عبداللہ نے مروان کا تعاقب کیا، وہ نہر کسوۃ پر اترا یحییٰ بن جعفر ہاشمی کو نائب بنایا پھر وہ چل کر مرج الدم پر اترا پھر نہر ابی فطرس پر آ گیا اسے معلوم ہوا کہ مروان بھاگ کر مصر چلا گیا، اس کے پاس سفاح کا خط آیا کہ صالح بن علی کو مروان کی تلاش میں بھیجو، تم شام میں اس کے نائب بن کر کام کرو۔ صالح اسی سال ذیقعد میں مروان کی تلاش میں نکلا اس کے ساتھ ابوعمر اور عامر بن اسماعیل بھی تھے پھر صلاح ساحل سمندر پر اترا وہاں موجود کشتیاں اس نے جمع کیں حتیٰ کہ وہ عریش پر پہنچ گیا پھر وہ وہاں سے چل کر نیل پر پہنچا پھر صعید کی طرف چل دیا مروان نیل عبور کر چکا تھا اس نے اس کے اردگرد کا گھاس وغیرہ سب جلا دیا اس کا پل توڑ دیا صالح مسلسل اس کی تلاش میں تھا حتیٰ کہ مروان کے سواروں سے اس کی مدبھیڑ ہو گئی صالح نے انہیں شکست دے دی۔

پھر صالح نے مروان کے گرفتار کئے ہوئے قیدیوں سے مروان کی بابت پوچھا انہوں نے اس کی مخبری کی پھر وہ اچانک رات کے آخری حصے میں ابوصیر کے کنیسہ میں مل گیا اس کی فوج مقابلہ میں شکست کھا گئی پھر مروان از خود ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا ابوصالح کے ساتھیوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا ایک بصری شخص معود نامی نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا وہ مروان کو جانتا بھی نہیں تھا فوراً ایک کوفی انار فروش نے اس کا سر قلم کر کے سریہ کے امیر عامر بن اسماعیل کے حوالے کر دیا اس نے ابوعون کے پاس بھیج دیا ابوعون نے صالح بن علی کے پاس بھیج دیا صالح نے پولیس افسر خزیمہ بن یزید بن ہانی کے ذریعے امیر المؤمنین سفاح کے پاس بھیج دیا۔

مروان اسی سال ۲۷ ذی الحجہ اتوار کے روز قتل ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۳۲ھ چھ ذی الحجہ جمعرات کے روز قتل ہوا اس کی مدت خلافت ۵ سال دس ماہ دس یوم تھی، مشہور قول یہی ہے، اس کی عمر کے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) ۴۰ سال (۲) ۴۶ سال (۳) ۵۸ سال (۴) ۶۰ سال (۵) ۶۲ سال (۶) ۶۳ سال (۷) ۶۹ سال واللہ اعلم۔

اس کے بعد صالح بن علی مصر پر ابوعوان کو نائب بنا کر خود شام روانہ ہو گیا۔

مروان الحمار کے حالات ...... یہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ القرشی الاموی ابوعبدالملک امیر المؤمنین بنوامیہ کا آخری خلیفہ تھا۔اس کی والدہ کرد باندی تھی جو لبابہ کے نام سے مشہور تھی، یہ ابراہیم اشتر نخعی کے پاس تھی ابراہیم کے قتل کے روز محمد بن مروان نے اس پر قبضہ کرلیا اسی سے مروان پیدا ہوا بعض کا قول ہے کہ اولاً یہ مصعب بن زبیر کے پاس تھی مروان کا گھر پالان بنانے والوں کے بازار میں تھا یہ ابن عساکر کا قول ہے۔

ولید بن یزید کے قتل اور یزید بن ولید کی وفات کے بعد مروان کی بیعت خلافت کی گئی اس کے بعد اس نے دمشق پہنچ کر ابراہیم بن ولید کو خلافت سے معزول کردیا ۱۲۷ھ وسط صفر میں مروان کی حکومت مضبوط ہوگئی۔

ابومعشر کا قول ہے کہ ۱۲۹ھ ربیع الاول میں مروان کی بیعت کی گئی یہ مروان الجعدی کے نام سے مشہور تھا جو جعد بن درہم کی طرف منسوب ہے اس کا لقب الحمار تھا یہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا اس کی مدت خلافت پانچ سال دس ماہ دس یوم تھی۔بعض کا قول ہے کہ پانچ سال ایک ماہ تھی، سفاح کی بیعت کے بعد مروان ۹ ماہ زندہ رہا۔

مروان سرخ وسفید رنگت، نیلی آنکھوں، بڑی ڈاڑھی اور میانہ قد والا تھا خضاب نہیں لگاتا تھا ہشام نے اسے ۱۱۴ھ میں آذر بائیجان، آرمینیہ اور جزیرہ کا نائب مقرر کیا تھا اس زمانہ میں متعدد شہر اور قلعے فتح کئے یہ مسلسل راہ خدا میں جہاد کرنے والا تھا اس نے کفار، ترک، خزر اور لانیون سے جہاد کر کے انہیں مغلوب کیا مروان جری بہادر عقلمند شخص تھا تقدیر الہیٰ سے اگر اس کی فوج اس کا ساتھ نہ چھوڑتی تو اس میں اتنی صلاحیت تھی کہ یہ اپنی دانائی اور بہادری سے حکومت نہ جانے دیتا لیکن من جانب اللہ ذلیل ورسوا انسان کو کون بچا سکتا ہے؟

زبیر بن بکار نے اپنے چچا مصعب بن عبداللہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ بنی امیہ میں مشہور تھا کہ جب کسی باندی کا لڑکا ہمارا خلیفہ بنے گا تو اس وقت ہم سے خلافت چھن جائے گی چنانچہ مروان کے خلیفہ بننے کے بعد ۱۳۲ھ میں بنوامیہ سے خلافت چھین لی گئی تھی۔

حافظ ابن عساکر نے ابومحمد عبدالرحمن بن ابی الحسین۔سہل بن بشر خلیل بن ہبتہ اللہ بن خلیل۔عبدالوھاب کلابی ابوالجھم احمد بن الحسین عباس بن ولید بن صبح عباس بن یحییٰ بن ابوالحارث، ہیثم بن حمید راشد بن داؤد اسماء ثوبان کے حوالہ سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ بنی امیہ بچہ کے جلدی جلدی گیند حاصل کرنے کے مانند خلافت حاصل کریں گے۔ان کے ہاتھ سے خلافت چلے جانے کے بعد زندگی بے مزہ ہوجائے گی۔ابن عساکر نے بھی اسے روایت کیا ہے لیکن یہ حدیث بہت منکر ہے۔

ہارون الرشید ابوبکر بن عیاش سے سوال کیا کہ بنی امیہ اور ہم میں کون افضل ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگوں کے لئے زیادہ نفع بخش تھے اور تم نماز کے زیادہ پابند ہو ہارون الرشید نے اسے چھ ہزار درہم دیئے۔

بعض کا قول ہے کہ مروان جوانمرد خوش، مزاج انسان تھا لہو ولعب کو بہت پسند کرتا تھا لیکن اس کی وجہ سے جنگ سے غافل ہوجاتا تھا۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ میں نے ابوحسین علی بن مقلد بن نصر بن منقذ بن امیر کے خطوط کے مجموعہ میں پڑھا ہے کہ مروان نے شکست کھا کر مصر جانے کے وقت رملہ میں اپنی باندی چھوڑنے کے وقت چند اشعار کہے:

(۱)..... میرا خیال ہمیشہ مجھے صبر کی دعوت دیتا رہا میں انکار کرتا ہوں وہ مجھے اس چیز کے قریب کرتا ہے جو تیرے لئے میرے سینے میں ہے۔

(۲)..... مجھے یہ بات پسند ہے کہ تو رات گزارے اور ہمارے درمیان حجاب ہو اب تو مجھ سے دس دن دور ہوگئی۔

(۳)..... قسم بخدا ان دونوں باتوں نے میرا دل زخمی کردیا، یاد رکھ! اگر تو نے زیادتی کی تو تو ایک ماہ دور ہوجائے گی۔

(۴)..... ان دونوں باتوں سے مجھے اس کا خوف ہے کہ زندگی بھر ہم ملاقات سے محروم ہوجائیں۔

(۵)..... عنقریب میں تجھ پر آنسو بہاؤں گا میں رونا نہیں چھوڑوں گا نہ صبر کے بعد صبر کی طلب ختم کروں گا۔

بعض کا قول ہے کہ مروان دوران فرار ایک راہب کے پاس سے گزرا اس نے مروان کو پہچان کر اسے سلام کیا مروان نے اس سے پوچھا کہ تیرے پاس زمانہ کا علم ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس مختلف رنگ ہیں مروان نے پوچھا کہ مالک بننے کے بعد مملوک بننے والا انسان دنیا حاصل کرسکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں پھر مروان نے راہب سے پوچھا کہ کیسے؟ اس نے کہا کہ اس سے محبت اس کی مرغوب چیزوں کے حصول کی طمع

عقل زائل کرنے مستقل مزاجی کو ختم کرنے کے ساتھ دنیا سے محبت کرنے والا انسان اس کا غلام بن جاتا ہے مروان نے اس سے پوچھا کہ پھر اس سے چھٹکارہ کا کون سا راستہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اسے مبغوض رکھنے اور چھوڑنے کے ساتھ مروان نے جواب دیا کہ یہ ناممکن ہے راہب نے جواب دیا کہ عنقریب ہو جائے گا اس طرح دنیا کے ختم ہونے سے پہلے تو خود اسے چھوڑ دے مروان نے اس سے پوچھا کہ تم مجھے جانتے ہو اس نے کہا کہ ہاں تو عرب کا بادشاہ مروان ہے تو بلا دسودان میں قتل کیا جائے گا بلا کفن دفن کیا جائے گا اگر موت تیرے پیچھے لگی نہ ہوتی تو میں تجھے بچاؤ کا راستہ بتا دیتا۔

بعض کا قول ہے کہ اس زمانے میں لوگ کہا کرتے تھے کہ **یقتل عبن ع بن عین م بن م بن م** اس سے ان کی مراد عبداللہ بن علی بن عباس مروان بن محمد بن مروان کا قتل ہونا تھا۔

بعض کا قول ہے کہ ایک روز مروان بیٹھا تھا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ایک خادم اس کے سر پر کھڑا ہو گیا، مروان نے اپنے مخاطب سے کہا جن احسانات کا ذکر نہ کیا جائے اور جن نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا جائے ان پر افسوس ہے، اسی طرح جس حکومت کی مدد نہ کی جائے اس پر بھی افسوس ہے خادم نے اس سے کہا کہ اے امیر المؤمنین کم اضافہ کے لئے چھوٹے بڑے ہونے کے لئے پوشیدہ کو ظاہر ہونے کے لئے اور آج کے کام کو کل کے لئے چھوڑنے والے انسان کے لئے اس سے بھی سخت مصیبت ہے مروان نے جواب دیا کہ یہ چیز میرے نزدیک خلافت چھن جانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

بعض کا قول ہے کہ مروان ۱۳۲ھ ۱۳ ذی الحجہ پیر کے روز قتل کیا گیا اس کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز یا اسی کے قریب تھی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی عمر کل ۴۰ سال تھی، لیکن اول قول اصح ہے یہ بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا۔

بنی امیہ کی حکومت کے زوال اور بنی عباس کی حکومت کے آغاز کے بابت وارد ہونے والی احادیث نبویہ...... علاء بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد کے حوالہ سے آپ علیہ السلام کا فرمان نقل کیا ہے کہ جب بنی عاص کے چالیس افراد ہو جائیں گے تو وہ اللہ کے دین کو خرابی اللہ کے مال کو غلبہ کا ذریعہ اور لوگوں کو غلام بنائیں گے اس روایت کو اعمش نے عطیہ اور ابی سعید کے واسطہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

ابن لھیعہ نے ابی قبیل کے حوالہ سے ابن وہب کا قول نقل کیا ہے کہ وہ معاویہ کے پاس تھے مروان بن حکم نے معاویہ کے پاس آ کر کسی ضرورت کی بابت سوال کرتے ہوئے کہا کہ میں دس کا والد، بھائی اور چچا ہوں، مروان کے جانے کے بعد حضرت معاویہ نے عباس سے کہا کہ جوان کے ساتھ تخت پر تھے کیا تمہیں آپ علیہ السلام کا ارشاد معلوم ہے کہ (بنی حکم تین افراد کے پہنچنے کے بعد اللہ کے مال کو غلبہ، اللہ کے دین کو خرابی کا ذریعہ اور اللہ کے بندوں کو غلام بنائیں گے) پھر ۴۹ تک ان کی تعداد پہنچنے کے بعد ان کی ہلاکت کھجور کے چبانے سے زیادہ جلدی ہوگی ابن عباس نے کہا کہ بے شک پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا (چار کا سرکش باپ) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضرور۔

ابو داؤد طیالسی نے قاسم بن فضل کے واسطہ سے یوسف بن مازن الراسی کا قول نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حسین رضی اللہ عنہ بن علی کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ اے لوگوں کے چہروں کو سیاہ کرنے والے، حسین نے جواب دیا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے اے مجھے ڈانٹنے والے آپ علیہ السلام کو منبر پر بنی امیہ کے ایک شخص کے خطبہ دینے سے تکلیف پہنچی تو سورۃ کوثر نازل ہوئی جو جنت کی ایک نہر ہے اور سورۃ قدر نازل ہوئی جس سے مراد بنی امیہ کی حکومت ہے۔

راوی کا قول ہے کہ ہم نے اس کا حساب لگایا تو اسے بلا کم و پیش پایا ترمذی نے اس روایت کو محمود بن غیلان عن ابی داؤد طیالسی سے نقل کیا ہے پھر کہا کہ یہ غریب ہے قاسم بن فضل کے واسطے سے ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہ ثقہ تھے یحییٰ بن قطان ابن مہدی نے اسے ثقہ کہا ہے راوی کا قول ہے کہ اس کا شیخ یوسف بن سعد جسے یوسف بن مازن بھی کہا گیا ہے مجہول ہے ہمیں یہ حدیث انہی الفاظ سے معلوم ہوئی ہے حاکم نے مستدرک میں قاسم بن فضل حدانی کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے میں نے اس حدیث کے منکر ہونے پر تفسیر میں مفصل کلام کیا ہے ایک ہزار سال کی توجیہ یہ ہوگی کہ ہم ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ساقط کر دیں گے کیونکہ ۴۰ھ میں مستقل طور پر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی یہی وہ سال عام ہے جس سال حضرت علی کے قتل کے چھ ماہ بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امارت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی پھر اسی سال بنی امیہ کی حکومت ختم ہوگئی یہ ۱۳۲ھ ہے یہ

کل ۹۲ سال ہوئے ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے وصال کو اس سے کم کرنے کے بعد ۸۳ سال باقی رہیں گے جو اس حدیث کے منافی ہے مزید یہ حدیث مرفوع نہیں ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس کی تفسیر کی ہو بلکہ یہ کسی راوی کا قول ہے میں نے تفسیر میں اس پر مفصل کلام کیا ہے نیز دلائل میں بھی اس کی بحث گزر چکی ہے واللہ اعلم۔

علی بن مدینی نے سفان علی کے واسطے سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے (کہ میں نے بنی امیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو مجھے اس سے تکلیف ہوئی تو مجھ پر سورۃ کوثر نازل ہوئی) اس روایت میں ضعف اور ارسال ہے۔

ابوبکر بن خیثمہ نے کئی واسطوں سے سعید بن میتب کا قول نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس آیت (**وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الافتنہ للناس**) کے بارے میں فرمایا بنی امیہ کے کچھ افراد کو منابر پر دیکھ کر مجھے تکلیف ہوئی تو آپ علیہ السلام سے کہا گیا کہ یہ دنیا ہے جو انہیں دی گئی ہے اور یہ عنقریب ختم ہو جائے گی تو آپ کا غم دور ہو گیا۔

ابوجعفر رازی نے ربیع کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ معراج کی رات آپ علیہ السلام نے بنی امیہ کے کچھ لوگوں کو منابر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا تو آپ پر یہ بات گراں گزری اس پر یہ آیت (**وان ادری لعله فتنة لکم و متاع الی حین**) نازل ہوئی۔

مالک بن دینار کا قول ہے کہ میں نے ابوالجوزاء کو کہتے ہوئے سنا کہ قسم بخدا! بنی امیہ کی حکومت کو ایسی عزت دے گا جیسے ان سے پہلے لوگوں کی حکومتوں کو عزت دی پھر انہی کی طرح انہیں ذلیل کرے گا اس کے بعد انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی (**و تلک الایام نداولها بین الناس**).

ابن ابی الدنیا کا قول ہے کہ ابراہیم بن سعید نے ابواسامہ عمر بن حمزہ عمر بن سیف مولیٰ عثمان بن عفان سعید بن المسیب کا قول نقل کیا ہے کہ ابو بکر بن سلیمان بن خیثمہ نے بنو امیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے انہوں نے پوچھا کہ کیسے؟ جواب دیا کہ ان کے خلفاء ہلاک ہو جائیں گے اور شریر لوگ باقی رہ جائیں گے وہ خلافت کی بابت جھگڑیں گے پھر لوگ ان پر ٹوٹ پڑیں گے جس سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

یعقوب بن سفیان نے عن احمد بن محمد الازرقی، الزنجی علاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میں نے نیند میں ابوالحکم یا ابوالعاص کو منبر پر بندروں کی طرح چھلانگیں لگاتے ہوئے دیکھا، راوی کا قول ہے کہ اس کے بعد وفات تک آپ علیہ السلام کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی نے عن مسلم بن ابراہیم سعید بن زید اخوحماد بن زید عن علی بن حکم بنانی عن ابی الحسن الحمصی عن عمرو بن مرۃ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک بار حکم بن ابی العاص نے آپ علیہ السلام سے اجازت چاہی آپ علیہ السلام نے اسے پہچان کر اجازت دے دی اور فرمایا کہ اس پر اور اس کی اولاد پر (مؤمنین کے علاوہ جو تھوڑے سے ہوں گے) اللہ کی لعنت ہو یہ دھوکہ باز اور مکار ہوں گے ان کا حصہ صرف دنیا میں ہوگا آخرت میں وہ بالکل محروم ہوں گے۔

ابوبکر خطیب بغدادی نے کئی واسطوں سے حضرت ثوبان کا قول نقل کیا ہے کہ آپ علیہ السلام ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان کی گود میں آرام فرمار ہے تھے پہلے آپ روئے پھر مسکرائے انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم نے عجیب بات دیکھی ہے آپ نے فرمایا کہ پہلے میں نے منبر پر بنوامیہ کو چڑھتے ہوئے دیکھا تو مجھے افسوس ہوا پھر میں نے بنی عباس کو چڑھتے ہوئے دیکھا تو مجھے خوشی ہوئی۔

یعقوب بن سفیان نے متعدد واسطوں سے عقبہ بن ابی معیط کا قول نقل کیا ہے کہ میری موجودگی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت معاویہ نے انہیں بہت عمدہ ہدیہ پیش کیا پھر حضرت معاویہ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کی حکومت ہوگی؟ انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین مجھے معاف کر دیجئے حضرت معاویہ نے پھر وہی سوال کیا تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کے مددگار کون ہوں گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اہل خراسان اور بنی امیہ کی بنی ہاشم سے لڑائی ہوگی منہال بن عمرو نے سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تین شخص ہمارے اہل بیت میں سے ہوں گے (۱) سفاح (۲) منصور (۳) مہدی۔ اعمش نے ضحاک عن ابن عباس سے اس روایت کو مرفوعاً نقل کیا ہے۔

ابن ابی خیثمہ نے کئی واسطوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جس طرح اللہ نے خلافت کی ابتداء ہم سے کی اسی طرح اختتام بھی ہم پر ہوگا۔

بیہقی نے متعدد طرق سے ابوسعید کے حوالہ سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آخری زمانہ میں فتنوں کے ظہور کے وقت میرے اہل بیت میں سے سفاح نامی شخص کا ظہور ہوگا جو لوگوں کو بھر بھر کر مال دے گا۔

عبدالرزاق نے متعدد طرق سے حضرت ثوبان کے حوالے سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تمہاری اس پتھریلی زمین کے پاس تین شخص قتال کریں گے جو خلفاء کی اولاد میں سے ہوں گے ان میں سے کسی کو خلافت نہیں ملے گی پھر خراسان سے جھنڈے بلند ہوں گے وہ تم سے زبردست جنگ کریں گے پھر آپ علیہ السلام نے کچھ باتوں کا ارشاد فرمایا جب ایسا ہو گا تو لوگ اس کے پاس آئیں گے اگرچہ انہیں برف کی سلوں پر آنا پڑے وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔

امام احمد نے کئی واسطوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ خراسان سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے انہیں کوئی رد نہیں کر سکے گا وہ ایلیا میں نصب کئے جائیں گے۔

بیہقی نے کعب کے حوالے سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ بنی عباس کے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے جو شام میں اتر کر ہر جبار و متکبر کا خاتمہ کر دیں گے ابراہیم بن حسین نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا فرمان حضرت ابن عباس کے لئے نقل کیا ہے کہ تم میں نبوت اور حکومت ہوگی عبداللہ بن احمد نے کئی واسطوں سے ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایک رات آپ ﷺ کے پاس تھا آپ نے فرمایا کہ کیا آسمان پر کوئی چیز نظر آ رہی ہے؟ میں نے کہا کہ ثریا، آپ نے فرمایا کہ تمہاری پشت میں اتنے ہی بادشاہ پیدا ہوں گے۔

ابن عدی نے متعدد طرق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ میں آپ علیہ السلام کے پاس سے گذرا آپ علیہ السلام کے ساتھ جبرائیل تھے میں نے انہیں دحیہ کلبی خیال کیا جبرائیل نے آپ سے فرمایا کہ یہ میلے کپڑوں والا عنقریب اس کی اولاد کا سیاہ لباس ہوگا یقیناً سیاہ لباس بنی عباس کا شعار تھا اس لئے کہ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہونے کی وجہ سے اعیاد، مجامع، محافل میں سیاہ لباس بنی عباس کا شعار بن گیا اسی طرح ان کے فوجی کے پاس کوئی نہ کوئی سیاہ چیز ہوتی تھی اسی طرح امراء خلعت کے وقت سیاہ ٹوپی پہنتے تھے اسی طرح عبداللہ بن علی کے دمشق میں دخول کے وقت ان کا لباس سیاہ تھا عورتیں اور بچے تعجب کرنے لگے انہوں نے سیاہ لباس پہن کر لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دیا اور امامت کرائی۔

ابن عساکر نے ایک خراسانی کا قول نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن علی کے نماز پڑھانے کے وقت میرے پہلو میں ایک شخص کھڑا تھا اس نے کہا کہ اس قبیح چہرہ اور سیاہ لباس والے عبداللہ کی طرف دیکھو، بنی عباس کا اس وقت سے آج تک سیاہ لباس ہی شعار چلا آ رہا ہے۔

ابوالعباس سفاح کی خلافت کا استحکام اور اس کا اپنے دور حکومت میں اچھی سیرت اختیار کرنا...... پہلے گزر چکا ہے کہ سب سے پہلے ۱۲ ربیع الثانی جمعہ کے روز کوفہ میں سفاح کی بیعت

خلافت کی گئی۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۳۲ھ میں اس کی بیعت کی گئی پھر سفاح نے مروان کی طرف لشکر روانہ کئے انہوں نے اسے حکومت سے الگ کر دیا۔ وہ مسلسل اس کے تعاقب میں رہے حتیٰ کہ انہوں نے ارض مصر کے بلاد صعید میں بوصیر مقام پر اسے قتل کر دیا یہ اس سال ذی الحجہ کے آخری عشرہ کا واقعہ ہے۔

اس کے بعد سفاح بااختیار خلیفہ بن گیا بلاد اندلس کے علاوہ عراق، خراسان، حجاز، شام اور دیار مصر پر اس کی حکومت قائم ہوگئی بلاد اندلس پر اس کی حکومت قائم نہ ہو سکی کیونکہ بنوامیہ کے ایک شخص نے اس پر قبضہ کر کے حکومت قائم کر لی جیسا اس کا بیان آئے گا سفاح کے خلاف اس سال کئی جماعتوں نے بغاوت کر دی ان میں ایک اہل قنسرین ہیں کیونکہ انہوں نے اس کے چچا عبداللہ بن علی کی بیعت کی اس نے مجزاۃ بن کوثر بن زفر بن حارث کلابی کو جو مروان کی جماعت سے تھا ان کا امیر مقرر کر دیا اس نے سفاح کو معزول کر کے سفید لباس پہن لیا شہر والوں کو اس پر آمادہ کیا انہوں نے اس کی موافقت کی سفاح اس وقت حیرہ میں تھا اور عبداللہ بن علی بلقاء میں حبیب بن مرہ مزی کے ساتھ قتال میں مصروف تھا بلقاء، بثنیہ اور حوران کی عوام

نے بھی سفاح کے خلاف بغاوت کی جب اہل قنسرین کے کرتوت کے بارے میں سفاح کو پتہ چلا تو اس نے حبیب بن مرہ سے صلح کر کے اسے قنسرین کی طرف روانہ کر دیا حبیب جب دمشق سے گذرا تو وہاں پر اس کے اہل وعیال اور سامان تھا اس نے ابوغانم عبدالحمید بن ربع الکنانی کو چار ہزار لشکر کے ساتھ اس پر نگران بنایا۔

حبیب جب شہر سے گزر کر حمص پہنچا تو اہل دمشق نے ایک شخص عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقہ کے ساتھ جمع ہو کر سفاح کو معزول کر کے سفید لباس پہن لیا امیر ابوغانم کو قتل کر دیا اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت بھی قتل کر دی عبداللہ بن علی کا سامان لوٹ لیا اس کے اہل سے تعرض نہیں کیا عبداللہ کا معاملہ بگڑ گیا۔

کیونکہ قنسرین والوں نے حمص کے باشندوں سے خط وکتابت کر کے ابومحمد سفیانی پر اتفاق کر لیا پھر انہوں نے اس کی بیعت کر لی اس کی جماعت کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچ گئی عبداللہ بن علی نے ان کا رخ کیا مرج الاخرم میں دونوں کی ملاقات ہوگئی انہوں نے سفیانی کے ہراول دستے کے ساتھ جنگ کی اس پر امیر ابوالورد تھا فریقین میں گھمسان کی جنگ ہوئی انہوں نے عبدالصمد کو شکست دے دی فریقین کے ہزاروں افراد ہلاک ہوئے عبداللہ بن علی حمید بن قحطبہ کے ساتھ ان کی طرف بڑھا دوبارہ شدید جنگ ہوگئی عبداللہ کے ساتھی بھاگنے لگے خود عبداللہ اور حمید ثابت قدم رہے اور مسلسل جنگ کرتے رہے حتیٰ کہ ابوالورد کے ساتھی شکست کھا گئے ابوالورد اپنی قوم اور جماعت کے پانچ سو جانبازوں کے ساتھ ثابت قدم رہا وہ سب لڑتے رہے، ابومحمد سفیانی کو امان دی انہوں نے سیاہ لباس پہن کر اس کی اطاعت و بیعت کی پھر عبداللہ نے دمشق کا رخ کیا، اسے ان کے کرتوتوں کی اطلاع ہو چکی تھی جب وہ دمشق کے قریب پہنچا تو وہ منتشر ہو گئے، اس نے ان سے قتال نہیں کیا بلکہ انہیں امان دے دی اور وہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔

ابومحمد سفیانی بغاوت پر قائم رہا حتیٰ کہ وہ حجاز چلا گیا، ابوجعفر منصور نے منصور کے دور میں اس سے قتال کر کے اسے قتل کر دیا اس کا سر اور اس کے دونوں لڑکوں (جس کو اس نے گرفتار کیا تھا) منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے دونوں کو چھوڑ دیا بعض کا قول ہے کہ سفیانی کا واقعہ ۱۳۲ھ منگل کے روز آواخر ذی الحجہ میں پیش آیا واللہ اعلم۔

اہل جزیرہ نے بھی سفاح کے خلاف بغاوت کی جس وقت انہیں اہل قنسرین کی بغاوت کا پتہ چلا تو انہوں نے ان کی موافقت کر کے سفید لباس پہن لیا سفاح کی طرف سے حران کے نائب موسیٰ بن کعب کی طرف وہ سوار ہو کر گئے اس نے تین ہزار افراد کے ہمراہ شہر میں پناہ لی انہوں نے دو ماہ تک اس کا محاصرہ کیا اس کے بعد سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر منصور کو بھیجا وہ حران جاتے ہوئے قرقیس سے گزرا تو اس کے باشندوں نے سفید لباس پہنا ہوا تھا انہوں نے اس کے سامنے دروازے بند کر دیئے پھر وہ رقہ کے پاس سے گزرا (جس کا امیر بکار بن مسلم تھا) وہاں پر بھی یہی صورتحال دیکھی پھر حاجر پر اس کا گزر ہوا جس پر اسحاق بن مسلم اہل جزیرہ کے ساتھ امیر تھا اسحاق وہاں سے کوچ کر کے رہا چلا گیا موسیٰ بن کعب اپنے حرانی لشکر کے ہمراہ نکلا تو منصور کی اس سے ملاقات ہوگئی وہ منصور کے لشکر میں داخل ہو گیا بکار بن مسلم اپنے بھائی اسحاق بن مسلم کے پاس رہا آ گیا اس نے اسے دارا اور ماردین میں ایک جماعت کی طرف بھیجا جس کا امیر حروری شخص تھا جو بریکہ سے مشہور تھا وہ دونوں ایک جماعت ہو گئے ابوجعفر نے ان کا رخ کیا اور ان سے شدید قتال کیا بریکہ میدان کارزار میں قتل ہو گیا بکار بھاگ کر اپنے بھائی کے پاس رہا چلا گیا اس نے اس کو وہاں کا نائب بنا دیا وہ بڑے لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا حتیٰ کہ سمیساط میں اترا اس نے اپنے لشکر کے اردگرد خندق کھودی ابوجعفر نے پہنچ کر رہا میں بکار کا محاصرہ کر لیا اس کے ساتھ اس کے کئی معرکے ہوئے سفاح نے اپنے چچا عبداللہ کو سمیساط جانے کا حکم دیا، اہل جزیرہ میں سے اسحاق بن مسلم کے ساتھ ساٹھ ہزار افراد جمع ہو گئے عبداللہ نے ان کا رخ کیا، ابوجعفر منصور بھی اس کے ساتھ جمع ہو گیا اسحاق نے ان سے خط وکتابت کر کے امان طلب کی انہوں نے سفاح کی اجازت سے اسے امان دے دی۔

سفاح نے اپنے بھائی جعفر منصور کو جزیرہ، آذربائیجان اور آرمینیہ کا امیر بنا دیا وہ مسلسل امیر رہا حتیٰ کہ اپنے بھائی کے بعد خلیفہ بن گیا، بعض کا قول ہے کہ اسحاق بن مسلم عقیلی نے مروان کے قتل کا یقین ہو جانے کے بعد امان طلب کی سات ماہ کے بعد وہ ابوجعفر کے ساتھ محاصرہ کئے ہوا تھا پھر اس نے اسے امان دے دی۔

اسی سال ابوجعفر منصور اپنے بھائی سفاح کی اجازت سے امیر ابومسلم خراسانی کے پاس گیا تاکہ ابوسلمہ کے بارے میں اس کی رائے معلوم کرے کیونکہ وہ خلافت کو ان سے دور کرنا چاہتا تھا اس سے سوال کیا جائے کہ کیا ابوسلمہ کو ابومسلم کی مدد حاصل تھی؟ قوم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سفاح نے کہا کہ اگر یہ کام اس کے مشورہ سے ہوا ہے تو پھر تو وہ ایک بڑے امتحان میں مبتلا ہو گئے، پس اللہ ہی ہم سے یہ پریشانی دور کرے گا۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ سفاح نے مجھ سے میری رائے کی بابت سوال کیا میں نے کہا کہ جو آپ کی رائے ہے وہی میری رائے ہے پھر سفاح نے کہا کہ ابومسلم کو تجھ سے زیادہ کوئی زیر کرنے والا نہیں اس لئے تم اس کی طرف چلے جاؤ اس کی رائے سے مجھے آگاہ کرو پھر اگر اس کی مدد ابوسلمہ کو حاصل ہے تو ہم اس کے بارے میں کوئی حیلہ کریں گے اگر نہیں ہے تو ہم مطمئن اور خوش ہو جائیں گے۔

ابوجعفر نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ڈرتے ڈرتے ابومسلم کی طرف سفر شروع کیا جب میں ری پہنچا تو اس کے نائب کے پاس ابومسلم کا خط پہنچا ہوا تھا کہ جیسے ہی ابوجعفر تمہارے پاس پہنچے اس کو فوراً میرے پاس بھیج دو ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرے خوف میں اضافہ ہو گیا اس کے بعد جب میں نیشاپور پہنچا تو اس کے نائب کے پاس بھی ابومسلم کے خط پہنچا ہوا تھا کہ ابوجعفر کو ایک گھنٹہ بھی اپنے پاس مت ٹھہرنے دینا کیونکہ تمہارے ملک میں خارجی ہیں ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرا خوف دور ہو گیا اس کے بعد جب میں مرو سے دومیل کے فاصلے پر تھا تو ابومسلم نے لوگوں کے ساتھ میرا استقبال کیا پھر جب ابومسلم میرے سامنے آیا تو سواری سے اتر کر پیدل چلنے لگا اس نے میرے ہاتھوں کو چوما وہ میرے حکم سے سواری پر سوار ہو گیا مرو پہنچنے کے بعد میرا قیام ابومسلم کے گھر میں ہوا تین دن کے بعد انہوں نے مجھ سے آنے کی وجہ دریافت کی میں نے ان کے سامنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

پھر ابومسلم نے مرار بن انس ضبی کو بلا کر کہا کہ تم کوفہ چلے جاؤ ابوسلمہ کو تلاش کر کے قتل کر دو اس کے معاملہ میں امام کی رائے تک پہنچو اس کے بعد مرار کوفہ روانہ ہو گیا ابوسلمہ رات کے وقت سفاح سے باتیں کرتا تھا ایک روز ابوسلمہ سفاح سے باتیں کرنے نکلا تو مرار نے اسے قتل کر دیا مشہور ہوا کہ خارجیوں نے اسے قتل کر دیا ہے اس کے قتل پر شہر بند ہو گیا سفاح کے بھائی یحییٰ بن محمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہاشمیہ میں اسے دفن کیا گیا، ابوسلمہ وزیر آل محمد اور ابومسلم امیر آل محمد سے مشہور تھا۔ شاعر کا قول ہے کہ ابوسلمہ آل محمد کا وزیر تھا جو ہلاک ہو گیا کس وزیر کی آپ سے دشمنی تھی۔

بعض کا قول ہے کہ ابوجعفر ابوسلمہ کے قتل کے بعد ابومسلم کے پاس گیا تھا جس میں حضاج بن ارطاۃ، اسحاق بن فضل ہاشمی، اور سادات کی ایک جماعت تھی ابوجعفر نے خراسان سے واپس آنے کے بعد سفاح سے کہا ابوسلمہ کی زندگی تک آپ کی خلافت خطرے میں ہے کیونکہ لشکر اس کے ساتھ ہیں سفاح نے اس سے کہا کہ خاموش ہو جا کسی کے سامنے اس کا اظہار مت کرنا چنانچہ وہ خاموش ہو گیا۔

اس کے بعد سفاح نے ابوجعفر کو ابن ہبیرہ سے قتال کے لئے واسط بھیجا ابوجعفر نے حسن بن قحطبہ کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے اپنے ساتھ کر لیا جب ابوجعفر نے ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر لیا تو اس نے محمد بن عبداللہ بن حسن کو بیعت کی دعوت دی جب اس کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تو ابن ہبیرہ نے ابوجعفر کے پاس صلح کا پیغام بھیجا ابوجعفر نے سفاح سے مشورہ کیا سفاح نے صلح کی اجازت دے دی ابوجعفر نے ابن ہبیرہ کے پاس صلح کا خط لکھ دیا۔

ابن ہبیرہ چالیس روز تک علماء سے صلح کے بابت مشورہ کرنے کے بعد تیرہ سو بخاریوں کے ساتھ ابوجعفر کی طرف روانہ ہو گیا ابوجعفر کے خیموں کے قریب پہنچنے کے بعد اس نے سواری کے ساتھ اندر داخل ہونا چاہا تو دربان نے سلام کیا اور کہا کہ اے ابوخالد اتر جایئے تو وہ اتر پڑا، ابوجعفر کے اردگرد دس ہزار محافظوں کا پہرہ تھا ابن ہبیرہ کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی گئی تو اس نے پوچھا کہ کیا میں اکیلا ہی آؤں؟ جواب ملا کہ اکیلے ہی آنے کی اجازت ہے تو وہ اندر داخل ہو گیا اس کے لئے تکیہ لگایا گیا اس پر وہ بیٹھ گیا ابوجعفر نے ایک گھنٹے تک اس سے گفتگو کی اس کے بعد ابن ہبیرہ چلا گیا ابوجعفر نے نظروں سے اس کا تعاقب کیا۔

اس کے بعد ابن ہبیرہ ہر دوسرے روز ۵۰۰ شہسواروں اور تین سو پیادہ پا کے ساتھ آتا تھا انہوں نے ابوجعفر کو اس کی شکایت کی تو ابوجعفر نے دربان سے کہا کہ اسے کہہ دو کہ اپنے خاص آدمیوں کے ساتھ آئے اس کے بعد ابن ہبیرہ تیس افراد کے ہمراہ آتا رہا ایک روز دربان نے اس سے کہا گویا آپ تیاری کر کے آتے ہیں ابن ہبیرہ نے کہا کہ اگر تم مجھے پیدل آنے کا حکم دیتے تو میں پیدل آتا اس کے بعد وہ صرف تین افراد کے ہمراہ

آنے لگا ابن ہبیر ہ نے ایک روز خطبہ کے دوران ابوجعفر کو (اے شخص سے پکارا) پھر اس نے ابوجعفر سے سبقت لسانی کا عذر کیا تو ابوجعفر نے اس کا عذر قبول کرلیا۔

سفاح نے ابومسلم سے ابن ہبیر ہ سے صلح کی بابت مشورہ کیا تو اس نے منع کردیا، سفاح ابومسلم کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا، ابن ہبیر ہ کے ابوجعفر سے صلح کرنے کے بعد سفاح نے اسے پسند نہیں کیا اس نے ابوجعفر کو ابن ہبیر ہ سے قتال کے بارے میں خط لکھا ابوجعفر نے سفاح سے اس معاملے میں کئی بار بات چیت کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا حتیٰ کہ سفاح کا خط آیا کہ ابن ہبیر ہ سے جنگ کرو، ابوجعفر نے کہا اللہ کی پناہ صلح کر کے کیسے اسے توڑا جائے لیکن سفاح نے اس پر قسم کھالی تو ابوجعفر نے ابن ہبیر ہ سے جنگ کے لئے ایک جماعت روانہ کی وہ جماعت اس کے قریب پہنچی تو اس کے پاس اس کا لڑکا داؤد اور چھوٹا لڑکا اس کی گود میں تھا چاروں طرف اس کے محافظ تھے اس کے لڑکے نے اس کا دفاع کیا حتیٰ کہ وہ قتل ہوگیا متعدد افراد قتل ہوئے پھر وہ جماعت ابن ہبیر ہ کے قریب پہنچ گئی وہ چھوٹے لڑکے کو گود سے پھینک کر سجدہ میں گر گیا انہوں نے سجدہ کی حالت میں اسے قتل کردیا لوگوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا ابوجعفر نے اعلان کیا کہ عبدالملک بن بشر خالد بن سلمہ مخزومی، اور عمر بن زر کے علاوہ سب کو امان ہے اس کی وجہ سے جنگ رک گئی پھر بعض کو امان دے دی اور بعض کو قتل کردیا گیا۔

اسی سال ابومسلم خراسانی نے محمد بن اشعث کو فارس کی طرف بھیجا کہ وہ ابوسلمہ الخلال کے عمال پکڑ کر قتل کردے، چنانچہ اس نے قتل کردیا۔

سال رواں ہی میں سفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو موصل اور اس کے مضافات کا حاکم بنایا اپنے چچا داؤد کو مکہ، مدینہ، یمن اور یمامہ کا حاکم بنایا اسے کوفہ کی امارت سے معزول کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن موسیٰ کو امیر بنادیا۔ ابن ابی لیلیٰ کو کوفہ کا قاضی بنایا۔ بصرہ کا نائب سفیان بن معاویہ مہلبی اس کا قاضی حجاج بن ارطاۃ، سندھ پر منصور بن جمہور شام پر سفاح کا چچا عبداللہ بن علی مصر پر ابوعون، خراسان پر ابومسلم خراسانی اور دیوان خراج پر خالد بن برمک تھا۔ اس سال داؤد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال وفات پانے والے خواص حضرات

مروان بن محمد...... یہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم ابوعبدالملک الاموی بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا اسی سال ماہ ذی الحجہ کے آخری عشرہ میں اسے قتل کیا گیا جیسا کہ پہلے تفصیل سے بیان ہو چکا۔

عبدالحمید بن یحییٰ...... عبدالحمید بن یحییٰ بن سعد جو بنی عامر بن لوئی کے غلام اور مروان کے وزیر تھے، مشہور و معروف کا تب تھے۔ بعض کا قول ہے کہ کتابت عبدالحمید سے شروع ہو کر ابن الحمید ختم ہوئی کتابت اور اس کے تمام فنون کے امام اور پیشوا تھے۔ ان کے رسائل ایک ہزار ورق میں ہیں اصلاً قیساریہ کے باشندے تھے پھر شام میں سکونت پذیر ہوگئے کتابت میں ان کے استاد ہشام بن عبدالملک کے غلام سالم تھے مہدی کا وزیر یعقوب بن داؤد کتابت میں ان کا شاگرد تھا ان کا لڑکا اسماعیل بن عبدالحمید بھی فن کتابت کا ماہر تھا عبدالحمید شروع میں بچوں کو کتابت سکھاتے تھے بعد میں مروان کے وزیر بن گئے تھے سفاح نے ان کو قتل کر کے ان کا مثلہ کردیا۔ حالانکہ ایسا انسان عفو کے قابل تھا۔

عبدالحمید کے عمدہ کلام میں سے ہے کہ علم ایک درخت ہے اس کا پھل اس کے الفاظ ہیں، فکر ایک سمندر ہے، جس کے موتی حکمت ہے۔

ایک بار عبدالحمید نے ایک شخص کا گندہ خط دیکھ کر اسے کہا کہ اپنے قلم کے تراشے ہوئے حصہ کو لمبا کر اور اسے موٹا کر اس کے خط کو ٹیڑھا کر اور اسے دائیں جانب لے جا، اس شخص نے اس پر عمل کیا تو اس کا خط عمدہ ہوگیا۔

ایک شخص نے عبدالحمید سے کسی بڑے کے پاس وصیت کے بارے میں خط لکھوانے کی درخواست کی عبدالحمید نے اسے لکھا کہ میرے خط کا حق تجھ پر ایسے ہی ہے جیسے اس کا حق مجھ پر ہے جب کہ اس نے تجھے امیدگاہ بھی سمجھا ہوا ہے اس نے مجھے ضرورت کا اہل سمجھا تو میں نے اس کی ضرورت پوری کردی آپ بھی اس کی ضرورت پوری کردو۔ عبدالحمید اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا جب کا تب نکلتے ہیں تو ان کی گونج سخت ہوتی ہے کمانوں کے تیر قلم ہوتے ہیں۔

ابوسلمہ حفص بن سلیمان ...... یہ آل عباس کے سب سے پہلے وزیر تھے چار ماہ کے بعد رجب میں ابومسلم سفاح کے حکم سے انہیں قتل کیا گیا یہ خوش مزاج اور خوش مجلس تھے سفاح کے قریبی تھے سفاح رات کو ان سے مجلس کیا کرتا پھر اسے ان کی بابت آل علی کی طرف میلان کا شک ہو گیا ابو مسلم نے دھوکہ سے انہیں قتل کر دیا سفاح نے قتل کے وقت یہ شعر پڑھا:۔

(ابوسلمہ اور اس جیسے لوگوں کو دوزخ کی طرف جانا چاہیے کھوئی ہوئی چیز پر ہمیں افسوس ہے۔)

ابوسلمہ وزیر آل محمد اور الخلال سے مشہور تھے کیونکہ کوفہ میں سرکہ فروشوں کے محلے میں ان کا گھر تھا سب سے پہلے انہی کا نام وزیر رکھا گیا ابن خلکان نے ابن قتیبہ سے نقل کیا ہے کہ وزیر وزر سے مشتق ہے جس کے معنیٰ بوجھ کے ہیں بادشاہ نے ان کی رائے پر اعتماد کر کے ان پر بوجھ لاد دیا تھا جیسا کہ خوف زدہ انسان پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہے۔

واقعات ۱۳۳ ہجری

اس سال سفاح نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ، کور، دجلہ۔ بحرین اور عمان کا حاکم بنایا اور اپنے چچا اسماعیل کو کور اہواز کی طرف بھیجا۔ اسی زمانہ میں داؤد بن علی نے مکہ و مدینہ میں امویوں کو قتل کیا۔ سال رواں ہی میں داؤد بن علی کی مدینہ میں وفات ہوئی اس کا لڑکا موسیٰ اس کا نائب بنا حجاز پر اس کی تین ماہ تک حکومت رہی جب سفاح کو اس کے والد کی وفات کی خبر ہوئی تو اس نے حجاز پر اپنے ماموں زیاد بن عبیداللہ بن عبدالدار حارثی کو امیر بنایا اور اپنے ماموں کے لڑکے یزید بن عبیداللہ بن عبدالدار کو یمن کا والی بنایا اور اپنے دونوں چچوں عبداللہ اور صالح بن علی کو شام کا امیر بنایا ابوعوان کو دیار مصر کا نائب مقرر کیا۔

اسی سال محمد بن اشعث نے افریقیوں کے پاس جا کر ان سے جنگ کر کے اسے فتح کر لیا۔ سال رواں ہی میں شریک بن شیخ المہری نے بخاریٰ میں ابومسلم کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے آل محمد سے لوگوں کو قتال کرنے اور خون بہانے پر بیعت نہیں کی، تیس ہزار افراد نے اس کی موافقت کی، ابومسلم نے زیاد بن صالح خزاعی کو اس کے مقابلہ میں بھیجا اس نے اس سے قتال کر کے اسے قتل کر دیا اسی زمانہ میں سفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو موصل سے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے چچا اسماعیل کو مقرر کیا۔

سال رواں ہی میں موسم گرما میں سفاح نے صالح بن علی بن سعید بن عبیداللہ کو جہاد کے لئے روانہ کیا اس نے الدرب کے پرے تک قتال کیا۔

اس سال سفاح کے ماموں زیاد بن عبیداللہ بن عبدالدار حارثی نے لوگوں کو حج کرایا اس سال شہروں کے نائبین معزول ہونے والوں کے علاوہ گزشتہ سال والے تھے۔

واقعات ۱۳۴ ہجری

اسی سال بسام بن ابراہیم بن بسام نے سفاح کے خلاف بغاوت کی سفاح نے خازم بن خزیمہ کو اسی کی طرف بھیجا اس نے اس سے قتال کر کے اس کے اکثر لوگوں کو قتل کر دیا اس کے لشکر کی خوب بیخ کنی کی۔

واپسی میں خازم جب سفاح کے ماموں بنی عبدالدار کے اشراف کے پاس سے گزرا تو اس نے ان سے سفاح کی مدد کے بارے میں کچھ باتیں دریافت کیں انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا ساتھ ہی اس کی تحقیر بھی کی اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ انہوں نے ان کے غلاموں کو قتل کر دیا جن کی تعداد چالیس تھی بنوعبدالدار نے سفاح سے حازم کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ اس نے ہمارے بے گناہ لوگوں کو قتل کیا۔

سفاح نے اس کے قتل کا ارادہ کیا اس کے بعض وزیروں نے اسے مشورہ دیا کہ اسے قتل کے بجائے کسی مشکل مہم میں روانہ کر دو، اگر زندہ رہا تو اس کی قسمت اگر قتل ہو گیا تو ہمارا مقصود حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ سفاح نے اس کو عمان میں خارجیوں کی ایک سرکش جماعت کی طرف سات سو افراد کے ہمراہ روانہ کر دیا اپنے چچا سلیمان کو جو بصرہ میں تھا خط لکھا کہ خازم کو کشتی پر سوار کر کے عمان بھیج دو۔

وہاں پہنچ کر خازم نے ان سے قتال کر کے ان کو شکست دے کر ان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا ان کے امیر جلندی کو قتل کر دیا دس ہزار افراد کو قتل کر کے ان کے سر بصرہ بھیج دیئے پھر بصرہ کے نائب نے خلیفہ کے پاس بھیج دیئے پھر چند ماہ کے بعد سفاح نے خط کے ذریعے اسے واپس بلا لیا چنانچہ وہ سالم غانم منصور بن کر واپس ہوا سال رواں ہی میں ابو مسلم نے بلاد صغد اور اس کے نائب ابوداؤد نے بلاد کش میں قتال کر کے متعدد افراد قتل کئے اور مال غنیمت میں بہت سے سونے کی چیزیں اور چینی برتن حاصل کئے۔

اسی زمانہ میں سفاح نے موسیٰ بن کعب کو بارہ ہزار کے لشکر کے ہمراہ ہند میں منصور بن جمہور کی طرف روانہ کیا اس نے منصور بن جمہور کے تین ہزار لشکر کے ساتھ قتال کر کے اسے شکست دے دی۔ اسی سال یمن کے عامل محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبداللہ کی وفات ہوئی خلیفہ نے اس کے چچا اور اپنے ماموں کو اس کا نائب مقرر کیا۔

اسی زمانہ میں سفاح حیرہ سے انبار آیا۔ اسی سال کوفہ کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا، شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے۔ خواص میں سے اس سال ابوہارون العبدی، عمارۃ بن جوین، یزید بن یزید بن جابر الدمشقی نے وفات پائی۔

واقعات ۱۳۵ھ

اسی سال زیاد بن صالح نے بلخ کی نہر کے پیچھے سے ابو مسلم کی طرف پیش قدمی کی اللہ نے اس کو ان پر فتح نصیب فرمائی ان کی قوت کو توڑ دیا ان علاقوں پر اس کی حکومت قائم ہوگئی۔

اسی سال بصرہ کے نائب سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کرایا شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے۔

اس سال خواص میں سے یزید بن سنان ابو عقیل اور زہرہ بن معبد عطاء خراسانی نے وفات پائی۔

واقعات ۱۳۶ھ

اس سال ابو مسلم نے سفاح سے اس کے پاس آنے کی اجازت طلب کی سفاح نے اسے پانچ سو سپاہیوں کے ہمراہ آنے کے لئے لکھا ابو مسلم نے لکھا کہ میں نے لوگوں کو ستایا ہے اس وجہ سے پانچ سو سپاہیوں کے ہمراہ آنے میں مجھے لوگوں سے خطرہ ہے سفاح نے لکھا کہ ایک ہزار سپاہیوں کے ہمراہ آ جاؤ ابو مسلم آٹھ ہزار سپاہیوں کے ہمراہ آیا اس نے ان کو متفرق کر دیا اپنے ساتھ اموال اور بے شمار ہدایا لئے اس کے ساتھ صرف ایک ہزار سپاہی تھے دور ہی سے امراء اور سرداروں نے اس کا استقبال کیا جب سفاح کے پاس پہنچا تو اس نے اس کا اکرام واحترام کیا اسے اپنے قریب بٹھایا وہ ہر روز خلیفہ کے پاس آتا تھا پھر اس نے خلیفہ سے حج کی اجازت مانگی خلیفہ نے اسے اجازت دیتے ہوئے کہا کہ اگر میں اپنے بھائی ابو جعفر کو امیر حج نہ بناتا تو آپ کو امیر حج مقرر کرتا۔

ابو جعفر اور ابو مسلم کے درمیان منافرت تھی کیونکہ جب ابو جعفر سفاح اور منصور کی بیعت کے سلسلہ میں ابو مسلم کے پاس نیشا پور گیا تھا تو وہاں پر اس نے حالات کا مشاہدہ کیا تھا واپس آ کر اس نے ان حالات سے سفاح کو باخبر کر دیا تھا سفاح کو اس کے قتل کا اشارہ بھی کیا تھا سفاح نے منصور کو اس کی پوشیدگی کا حکم دیا تھا اس بار ابو جعفر نے سفاح سے ابو مسلم کے قتل پر اصرار کیا تو سفاح نے کہا کہ ابو مسلم ہماری وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہوا ہے اور اس نے ہماری خدمت کی ہے ابو جعفر نے کہا کہ یہ سب کچھ ہماری حکومت کے بدولت ہوا ہے قسم بخدا اگر آپ کسی بلی کو بھی بھیجتے تو لوگ اس کی بھی فرما نبرداری کرتے اگر آج آپ نے اسے نہیں کھایا تو کل یہ آپ کو کھا جائے گا۔

سفاح نے ابو جعفر سے پوچھا کہ پھر اس کی سبیل کیا ہوگی؟ ابو جعفر نے کہا کہ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اسے باتوں میں مشغول رکھنا میں اس کو قتل کر دوں گا سفاح نے پوچھا کہ اس کے ساتھیوں کا کیا ہوگا ابو جعفر نے کہا کہ وہ ذلیل وقلیل ہیں سفاح نے اجازت دے دی ابو مسلم کے

آنے کے بعد سفاح بہت شرمندہ ہوا اس نے ابوجعفر کے پاس خادم بھیجا کہ ابومسلم اپنے فعل پر شرمندہ ہے اس لئے میں نے جس چیز کی اجازت دی تھی فی الحال اسے چھوڑ دو خادم جب ابوجعفر کے پاس پہنچا تو وہ ابومسلم کے قتل کی پوری تیاری کر چکا تھا خادم کی بات سن کر اسے بہت غصہ آیا۔

اس سال سفاح کے امیر بنانے کی وجہ سے ابوجعفر نے لوگوں کو حج کرایا۔ ابومسلم بھی خلیفہ کی اجازت سے سفر حج میں اس کے ساتھ تھا حج سے واپسی پر جب ابوجعفر ابومسلم سے ایک میل کے فاصلے پر ذات عرق مقام پر تھا تو اسے سفاح کی موت کی اطلاع ملی اس نے ابومسلم کو پیغام بھیجا کہ ایک بڑا امر پیش آچکا ہے اس لئے جلدی جلدی چلو جب ابومسلم کو حادثہ کی خبر ملی تو وہ جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا حتیٰ کہ وہ کوفہ میں ابوجعفر کے ساتھ مل گیا اس کے بعد منصور کی بیعت ہوئی جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل میں آئے گا۔

بنی عباس کے پہلے خلیفہ ابو العباس السفاح کے حالات ...... یہ عبداللہ السفاح ابن محمد الامام ابن علی السجاد ابن عبداللہ الحبر ابن العباس بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی امیر المؤمنین ہیں انہیں مرتضیٰ اور قاسم بھی کہا جاتا ہے ان کی والدہ کا نام ریطہ یا رایطہ بنت عبید اللہ بن عبداللہ بن عبدالدار الحارثی تھا سفاح کی ولادت شام کے علاقہ بلقاء کے ارض شراۃ میں ہوئی وہیں ان کی نشو ونما ہوئی حتیٰ کہ مروان نے ان کے بھائی ابراہیم کو پکڑ لیا اس کے بعد سفاح کوفہ منتقل ہو گیا۔

۱۲ ربیع الاول جمعہ کے روز کوفہ میں ان کی بیعت کی گئی جیسا کہ گزر چکا ۱۳۲ھ ۱۱ یا ۱۳ ذی الحجہ انبار مقام پر چیچک کے مرض میں ان کی وفات ہوئی، ان کی مدت خلافت ۴ سال ۹ ماہ تھی۔

سفاح حسین وجمیل، دراز قد، لمبی ناک، گنگھریالے بال، خوبصورت ریش، حسین چہرہ، فصیح کلام اور عمدہ رائے والا تھا۔

اس کی حکومت کے شروع میں عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی قرآن پاک لے کر سفاح کے پاس آیا سفاح کے پاس اس وقت بنی ہاشم کے سرکردہ افراد بیٹھے ہوئے تھے اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین قرآن پاک نے جو ہمارے لئے واجب کیا ہے وہ ہمیں دے دیجئے راوی کہتا ہے کہ حاضرین یہ سوچ کر کہ کہیں سفاح کی زبان سے نامناسب بات نہ نکل جائے یا جواب نہ دے سکے خوف زدہ ہو گئے سفاح نے اس وقت خود اعتمادی کے ساتھ جواب دیا کہ تمہارا دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر اور بڑے عادل تھے وہ اس امر کے متصرف ہوئے انہوں نے تمہارے دادا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو دیا وہ دونوں تم سے بہتر تھے میں نے اتنا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ تمہیں دے دیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد عبداللہ بن حسن نے کوئی جواب نہیں دیا لوگوں نے سفاح کی حاضر جوابی پر بڑی حیرت کا اظہار کیا۔

امام احمد نے مسند میں متعدد طرق سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آخری زمانہ میں فتنوں کے ظہور کے وقت ایک شخص سفاح نامی کا ظہور ہوگا جو لوگوں کو مال بھر بھر کر دے گا۔ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ کئی طرق سے مجھ تک سفاح کے والد کا قول پہنچا ہے کہ میں ایک راہب کی موجودگی میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا عمر بن عبدالعزیز نے اس سے پوچھا کہ سلیمان کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اس نے کہا کہ آپ ہوں گے، پھر انہوں نے راہب سے پوچھا کہ مجھے اس کے بارے میں وضاحت سے بتائیے جواب میں اس نے آخر عمر تک بنی امیہ کے خلفاء کا ذکر کیا محمد بن علی کہتے ہیں کہ میں نے اس کی یہ بات دل میں محفوظ کر لی پھر ایک دن میری اس پر نظر پڑ گئی میں نے غلام سے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ میں اسے اپنے گھر لے گیا پھر میں نے اسے سے بنو امیہ کے خلفاء کے بارے میں سوال کیا تو اس نے بنی امیہ کے تمام خلفاء کا ذکر کیا البتہ مروان بن محمد کے ذکر سے اس نے چشم پوشی کی میں نے اس سے پوچھا کہ پھر خلیفہ کون ہوگا؟ اس نے کہا کہ ابن الحارثیہ جو تیرا لڑکا ہوگا محمد بن علی کہتے ہیں کہ اس وقت ابن الحارثیہ ماں کے پیٹ میں تھا۔

محمد بن علی کا قول ہے کہ اہل مدینہ کے ایک وفد نے سفاح کی خدمت میں حاضری دی عمران بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع العدوی کے علاوہ سب نے سفاح کی دست بوسی کی عمران نے صرف سلام کہا پھر اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر دست بوسی بلندی اور تیرے قرب کا ذریعہ ہوتی تو سب سے پہلے میں آپ کی دست بوسی کرتا بے فائدہ چیز مجھے پسند نہیں بلکہ بعض مرتبہ وہ گناہوں کا سبب بن جاتی ہے یہ کہہ کر عمران بیٹھ گیا۔ راوی کہتا ہے کہ قسم بخدا! سفاح نے ساتھیوں سے اس کا حصہ کم نہیں کیا بلکہ اس بات سے خوش ہو کر اسے زیادہ دیا۔

قاضی معافی بن زکریا نے نقل کیا ہے کہ سفاح نے ایک شخص سے کہا کہ مروان کے لشکر میں جا کر یہ دو شعر پڑھ کر واپس آ جا۔

(۱)۔۔۔۔۔اے آل مروان اللہ تمہیں ہلاک کرنے والا ہے تمہارے امن کو خوف اور ڈر سے تبدیل کرنے والا ہے۔

(۲)۔۔۔۔۔اللہ تم میں سے کسی کو زندہ نہ رکھے خوف کے شہروں میں تمہیں منتشر کر دے۔ خطیب بغدادی نے ذکر کیا ہے کہ ایک روز سفاح نے آئینہ دیکھ کر کہا کہ اے اللہ میں سلیمان کی طرح نہیں کہتا کہ میں نوجوان خلیفہ ہوں لیکن میں آپ سے ایسی درازی عمر کا سوال کرتا ہوں جو تیری اطاعت میں خرچ ہو اس نے اپنی بات ختم ہونے سے پہلے ہی ایک غلام کو دوسرے غلام سے کہتے ہوئے سنا کہ میرے اور تیرے درمیان دو ماہ پانچ یوم کا فرق ہے اس نے کہا کہ **حسبی اللہ لا قوۃ الا باللہ علیہ توکلت وبہ استعین** چنانچہ ٹھیک دو ماہ پانچ یوم کے بعد اس کی وفات ہو گئی۔

محمد بن عبداللہ بن مالک خزاعی نے ذکر کیا ہے کہ ہارون رشید نے اپنے لڑکے کو حکم دیا کہ اسحاق بن عیسیٰ بن علی سے وہ باتیں سنے جو وہ اپنے والد سفاح کے بارے میں روایت کرتا ہے۔ اس نے اس کو اپنے والد سے سنی ہوئی بات بتائی کہ اس کے والد عرفہ کے روز صبح کے وقت سفاح کے پاس گئے وہ روزہ کی حالت میں تھا اس نے اسے حکم دیا کہ وہ اس سے اس دن کے بارے میں افطاری تک بات کرے چنانچہ میں نے اس سے بات شروع کی حتیٰ کہ اسے نیند آ گئی میں اس کے بعد قیلولہ کرنے کے لئے گھر چلا گیا چنانچہ میں کچھ دیر کے بعد واپس آیا تو اس کے دروازے پر ایک شخص سندھ کی فتح کی وجہ سے ان کی بیعت کی، معاملات کو نائبین کے حوالے کرنے کی خوشخبری دے رہا تھا اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا دوبارہ میں گھر میں داخل ہوا تو ایک شخص افریقہ کی فتح کی خوشخبری سنا رہا تھا اس پر بھی میں نے اللہ کا شکر ادا کیا میں نے بھی گھر میں داخل ہو کر سفاح کو خوشخبری سنائی وہ اس وقت وضو سے فارغ ہونے کے بعد ڈاڑھی میں کنگھی کر رہا تھا اچانک کنگھی اس کے ہاتھ سے گر گئی سفاح نے کہا کہ تمام تعریف اس ذات کے لئے ہیں جس کے علاوہ ہر چیز فانی ہے مجھے اپنی موت کی خبر دی گئی ہے۔

ابراہیم نے ابی ہشام عبداللہ بن محمد بن علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میرے اس شہر میں دو وفد آئیں گے۔ (۱) سندھ کا وفد (۲) افریقہ کا وفد دونوں وفد امام کی سمع و اطاعت کریں گے اس کے تین روز کے بعد میری وفات ہو جائے گی اس نے کہا کہ دونوں وفد آ چکے ہیں میں نے کہا وہ ہرگز نہیں اے امیر المؤمنین انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اگر دنیا مجھے محبوب ہے تو آخرت مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے اللہ کی ملاقات میرے نزدیک دنیا سے بہتر ہے آپ علیہ السلام کی روایت بالکل صحیح ہے قسم بخدا مجھ سے کذب بیانی کی گئی ہے اور نہ میں نے کذب بیانی کی ہے اس کے بعد وہ مجھے بیٹھنے کا حکم دے کر خود گھر چلا گیا۔

ظہر کے وقت مؤذن نے آ کر اسے نماز ظہر کی اطلاع دی اس کے بعد اس کے خادم نے مجھے ظہر، عصر مغرب، عشاء کی نماز کے لئے کہا میں نے رات وہیں گزاری صبح کی نماز سے قبل خادم نے مجھے خلیفہ کا حکم سنایا کہ آپ فجر اور نماز عید پڑھا کر میرے پاس آئیں خادم نے مجھے ایک خط بھی دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ اے میرے چچا اگر میرا انتقال ہو جائے تو لوگوں کو اس خط کے سنانے کے بعد میری موت کی اطلاع دے دینا جس کے متعلق اس میں بیعت کا لکھا ہوا اس کی بیعت لے لینا میں لوگوں کو نماز پڑھا کر اس کے پاس گیا تو وہ بالکل صحیح سالم تھا پھر شام کو میں اس کے پاس گیا تو صرف اس کے چہرے پر دو چھوٹے دانے تھے پھر وہ دانے بڑھ گئے پھر اس کے چہرے پر چیچک کے سفید چھوٹے چھوٹے دانے نکل آئے اس کے بعد دوسرے روز اس کے پاس گیا تو اس نے لوگوں کو پہچاننا چھوڑ دیا، پھر شام کو میں اس کے پاس گیا تو وہ مشکیزہ کی مانند پھول گیا پھر تیسرے روز اس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

میں نے حسب وصیت لوگوں کو اس کا خط پڑھ کر سنایا اس میں لکھا تھا کہ یہ خط امیر المؤمنین عبداللہ کی طرف سے ہے بعد سلام میں نے اپنی وفات کے بعد خلافت اپنے بھائی کے سپرد کی ہے تم اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور بیعت کرنا اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ اگر وہ زندہ رہا۔

بعد میں لوگوں نے اس کے قول (ان کان) اگر ہو، میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر میرا بھائی خلافت کا اہل ہو بعض نے کہا کہ اس سے مراد اس کی زندگی ہے دوسرا قول زیادہ درست ہے، خطیب اور ابن عساکر نے اس کو قول کو تفصیلاً بیان کیا ہے یہ اسی کا خلاصہ ہے اس بارے میں حدیث مرفوع بھی ذکر کی ہے لیکن وہ بہت منکر ہے۔

ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ ایک حکیم اس کے پاس آیا سفاح نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا میری حرارت کی کمزوری اور سکون کی طرف دیکھ اس کا

بیان تجھے بتائے گا کہ یہ اس کی موت کا پیش خیمہ ہے حکیم نے اسے کہا تو تندرست ہے اس پر اس نے دو شعر پڑھے (۱) حکیم مجھے کہتا ہے کہ تو ٹھیک ٹھاک ہے حالانکہ اس پر اور مجھ پر وہ بیماری ظاہر ہے جو پوشیدہ ہونے کے بعد ظاہر ہو کر نقصان دیتی ہے (۲) مجھے اپنی موت کا یقین ہو چکا ہے ظاہر ہر چیز میں شک کی گنجائش نہیں ہوتی۔

بعض اہل علم کا قول ہے کہ سفاح کی زبان سے سب سے آخری میں نکلنے والے یہ الفاظ تھے:

الملک اللہ الحی القیوم ملک الملوک و جبار الجبابرہ

''بادشاہت ایک اللہ حی قیوم کی ہے جو تمام بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام سرکشوں کو ختم کرنے والا ہے''۔

اس کی انگوٹھی کا نقش ثقتہ عبداللہ تھا ۱۳۶ھ بروز بدھ اتوار ۱۳ ذی الحجہ چیچک کے مرض میں ۳۳ سال کی عمر میں انبار عتیقہ میں سفاح نے وفات پائی۔ مشہور قول کے مطابق اس کی مدت خلافت چار سال نو ماہ تھی نماز جنازہ اس کے چچا عیسیٰ بن علی نے پڑھائی انبار کے قصر امارت میں مدفون ہوا۔

سفاح نے ترکہ میں ۹ جبے ۴ قمیض ۵ شلوار ۴ سبز چادریں ۳ ریشمی چادریں چھوڑیں ابن عسا کر نے بھی اس کے حالات بیان کئے ہیں بعض حضرات نے بھی یہی حالات بیان کئے ہیں خواص میں سے اس سال سفاح اشعث بن سوار جعفر بن ربیعہ حصین بن عبدالرحمٰن، ربیعہ الرائی زید بن اسلم عبدالملک بن عمیر عبدالرحمٰن بن ابی جعفر اور عطاء بن سائب نے وفات پائی۔

ابوجعفر منصور کی خلافت ...... پہلے گزر چکا ہے کہ سفاح کی موت کے وقت ابوجعفر حجاز میں تھا حج سے واپسی پر ذات عرق مقام پر ابوجعفر کو سفاح کی وفات کی خبر ملی ابو مسلم خراسانی اس کے ساتھ تھا منصور جلدی جلدی چل رہا تھا ابو مسلم اس سے اس کے بھائی کی وفات پر تعزیت کر رہا تھا اسی دوران منصور رو پڑا ابو مسلم نے اسے تسلی کے طور پر کہا کہ روتے کیوں ہو آپ کو تو خلافت مل چکی ہے انشاء اللہ میں اس معاملے میں آپ کا پورا ساتھ دوں گا اس سے ابوجعفر کا غم جاتا رہا ابوجعفر نے زیاد بن عبیداللہ کو مکہ واپس جا کر اس پر والی بننے کا حکم دیا حالانکہ سفاح نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس کو مقرر کیا تھا۔

ابوجعفر نے نائبین کو اس کے اختتام تک ان کی عملداریوں پر رکھا سفاح کا بھتیجا عبداللہ بن علی اس کے پاس آیا تو اس نے اسے الصائفہ پر امیر مقرر کیا وہ ایک بڑے لشکر کے ہمراہ سوار ہو کر بلاد روم گیا راستہ ہی میں اسے سفاح کی وفات کی خبر ملی تو وہ حران آ گیا اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی بہت سے لشکر اس کی طرف متوجہ ہو گئے اس کے بقیہ حالات ۱۳۷ھ کے بیان میں آ رہے ہیں۔

واقعات ۱۳۷ ہجری

عبداللہ بن علی کی اپنے بھتیجے کے خلاف بغاوت ...... منصور نے حج سے واپسی پر سفاح کی موت کے بعد کوفہ پہنچ کر اس کے باشندوں کو خطبہ دیا انہیں نماز عید پڑھائی پھر وہ انبار چلا گیا شام کے علاوہ عراق، خراسان سمیت تمام شہروں میں اس کی بیعت کی گئی عیسیٰ بن علی نے بیت المال اور تمام آمدنیوں کو ابوجعفر کے لئے قابو کیا، منصور کے آنے کے بعد اس نے خلافت اس کے حوالے کر دی، اپنے چچا عبداللہ بن علی کو سفاح کی موت کی اطلاع دی جب خبر عبداللہ بن علی کے پاس پہنچی تو اس نے لوگوں میں الصلوٰۃ الجامعۃ کا اعلان کیا امراء اور دیگر لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔

عبداللہ بن علی نے انہیں خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ سفاح نے مروان کی طرف میری روانگی کے وقت مجھے اپنا ولی عہد بنایا تھا بعض امراء عراق نے بھی اس کی شہادت دی انہوں نے کھڑے ہو کر اس کی بیعت کی پھر عبداللہ بن علی حران چلا گیا۔ چالیس روز تک اس نے اس کا محاصرہ کرنے کے بعد اس کے نائب مقاتل عتکی کو قتل کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

جب منصور کو اپنے بھتیجے کی مکاری کا علم ہوا تو اس نے ابو مسلم کی سرکردگی میں ایک جماعت اس کی طرف روانہ کی عبداللہ بن علی حران میں قلعہ بند ہو گیا اس نے کھانے پینے اور دیگر اشیاء اپنے پاس جمع کر لی ابو مسلم خراسانی اس کی طرف روانہ ہو گیا اس کے آگے مالک بن ہیثم خزاعی تھا عبداللہ کو ابو مسلم کی آمد کا علم ہوا تو اسے عراقی فوج سے غداری کا خطرہ ہو گیا اس نے ان میں سے سترہ ہزار افراد قتل کر دیئے پھر اس نے حمید بن قحطبہ کے قتل کا ارادہ

کرلیا تو وہ فرار ہو کر ابو مسلم کے پاس پہنچ گیا عبداللہ بن علی سوار ہو کر نصیبین میں اترا فوج کے ارد گرد خندق کھودی۔ ابو مسلم نے ایک طرف پڑاؤ ڈالا اور ابو عبداللہ کو لکھا کہ مجھے امیر المؤمنین نے تم سے قتال کے لئے نہیں بھیجا بلکہ شام کا امیر بنا کر بھیجا ہے شامی لشکر ابو مسلم کی اس بات سے خوف زدہ ہو گیا انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنی اولاد، گھر اور مال کا خطرہ ہے ہم وہاں جا کر اس کو محفوظ کرتے ہیں عبداللہ نے کہا کہ تم ہلاک ہو جاؤ ابو مسلم ہم سے لڑنے کے لئے آیا ہے لیکن انہوں نے اس کی بات قبول نہیں کی۔

اس کے بعد عبداللہ نے جگہ بدل لی اس نے شام جانے کا ارادہ کیا ابو مسلم نے اس کی جگہ پڑاؤ ڈالا اس کے ارد گرد پانی جذب ہو گیا عبداللہ کی چھوڑی ہوئی جگہ بہت اچھی تھی عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے پڑاؤ ڈالنا چاہا تو انہوں نے ابو مسلم کی گذشتہ جگہ پر پڑاؤ ڈالا جو عمدہ نہیں تھی۔

اس کے بعد ابو مسلم نے ان سے ۵ ماہ تک قتال کیا عبداللہ کی طرف سے سر خیل اس کا بھائی عبدالصمد تھا اس کے میمنہ پر بکار بن مسلم میسرہ پر حبیب بن سوید اسدی تھا ابو مسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر ابو نصر خازم بن حزیم تھا دونوں فریقوں میں متعدد معرکے ہوئے جن میں بہت سے افراد ہلاک ہوئے ابو مسلم حملہ کے وقت رجز کہتے ہوئے یہ شعر پڑھا کرتا تھا:

"اپنے اہل میں واپسی کا ارادہ کرنے والا واپس نہیں لوٹے گا ایسا انسان موت سے بھاگنے والا ہے حالانکہ وہ موت ہی میں واقع ہوگا۔"

ابو مسلم کے لئے ایک خیمہ تیار کیا گیا دونوں جماعتوں کی مڈ بھیڑ کے وقت وہ اس میں رہتا تھا اپنے لشکر میں جو کمی دیکھتا اس کی اصلاح کرتا تھا پھر ۷ جمادی الثانی منگل یا بدھ کے روز گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی، ابو مسلم نے ان سے ایک حیلہ کیا اس طرح کہ میمنہ کے امیر حسن بن قحطبہ کو کچھ افراد دے کر میسرہ کی طرف جانے کا حکم دیا اہل شام میسرہ کو دیکھ کر میمنہ کی طرف بڑھے ابو مسلم نے قلب کو میمنہ کے باقی لوگوں کے ساتھ اہل شام کے میسرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا انہوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی پھر شامیوں کے میمنے نے پیش قدمی کی تو خراسانیوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی کچھ دیر کے بعد عبداللہ بھی شکست کھا گیا ابو مسلم نے ان کی چیزوں پر حملہ کر دیا بقیہ افراد کو امن دے دیا۔

منصور نے اپنے غلام ابوالخصیب کو بھیجا کہ عبداللہ کی چھاؤنی سے حاصل ہونے والی چیزوں کو جمع کر کے امیر المؤمنین کو مطلع کرے اس پر ابو مسلم برافروختہ ہو گیا عبداللہ کی شکست کے بعد ان کے علاقوں میں ابو جعفر کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

عبداللہ بن علی اور اس کا بھائی عبدالصمد جہاں سے آئے تھے وہیں چلے گئے پھر رصافہ سے گزرتے ہوئے عبدالصمد نے وہیں اقامت اختیار کر لی جب منصور کا غلام ابوالخصیب وہاں سے گزرا تو وہ عبدالصمد کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر اسے گرفتار کر کے منصور کے پاس لے آیا اس نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیج دیا پھر منصور نے اس کے لئے امان طلب کی بعض کا قول ہے کہ اسماعیل بن علی نے اس کے لئے امان طلب کی۔

عبداللہ بن علی اپنے بھائی سلیمان کے پاس بصرہ چلا گیا ایک عرصہ تک اسی کے پاس چھپا رہا پھر منصور کو پتہ چلنے پر اس نے اسے گرفتار کروا کر نمک پر بنے ہوئے بنی اسامہ کے گھر میں قید کر دیا پھر گھر پر پانی چھوڑ دیا جس کی وجہ سے نمک پگھل گیا گھر عبداللہ پر گر گیا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی یہ واقعہ منصور کے بڑے مظالم میں سے ہے عبداللہ سات سال قید میں رہا پھر جس گھر میں وہ مقید تھا وہ گھر اس پر گر گیا جیسا کہ عنقریب اس کے بیان میں آ رہا ہے۔

ابو مسلم خراسانی کا قتل ...... ابو مسلم نے حج سے فارغ ہو کر لوگوں سے ایک دن پہلے واپسی شروع کر دی راستہ ہی میں اسے سفاح کی وفات کی خبر ملی اس نے ابو جعفر کے پاس تعزیتی خط لکھا لیکن خلافت پر اسے مبارک باد نہیں دی نہ اس کی طرف گیا منصور کو اس پر بڑا غصہ آیا اس نے اس بات کو دل میں رکھ لیا کہ خلافت ملنے کے بعد اس سے بدلہ لوں گا۔

بعض کا قول ہے کہ منصور نے ایک دن پہلے واپسی شروع کی تھی جب سفاح کی وفات کی خبر ملی تو اس نے جلدی کوچ کرنے کے لئے ابو مسلم کے پاس خط لکھا اس نے ابو ایوب سے کہا کہ اسے سخت خط لکھو جب ابو مسلم کو خط ملا تو اس نے منصور کو خلافت پر مبارک باد دی اور خود لوگوں سے الگ ہو گیا بعض امراء نے منصور کو مشورہ دیا کہ راستہ میں آپ ابو مسلم سے ملاقات نہ کریں کیونکہ اس کے ساتھ دل و جان سے اس کی موافقت کرنے والے لشکر

ہیں آپ کے ساتھ کوئی نہیں ہے منصور نے ان کے مشورہ پر عمل کیا اس کے بعد ابوجعفر کی خلافت کا واقعہ پیش آیا جو گزر چکا پھر منصور نے ابومسلم کو عبداللہ کی طرف بھیجا ابومسلم نے اسے شکست دی جیسا کہ گزر چکا۔

اسی دوران اس نے حسن بن قحطبہ کو منصور کے خطوط کا کاتب ابوایوب کے پاس بھیجا کہ وہ اسے بالمشافہ بتائے کہ ابومسلم ابوجعفر کے نزدیک متہم ہے کیونکہ جب اس کے پاس منصور کا خط آتا ہے تو وہ تیوری چڑھا کر خط پڑھ کر ابی نصیر کی طرف پھینک مارتا ہے پھر وہ دونوں اس کا مذاق اڑاتے ہیں ابو ایوب نے کہا کہ ابومسلم کی تہمت ہمارے نزدیک اس سے بھی زیادہ ظاہر ہے۔

جب ابوجعفر نے اپنے غلام ابوالخصیب یقطین کو عبداللہ کی چھاؤنی سے حاصل شدہ اشیاء کے لئے بھیجا تو ابومسلم برافروختہ ہوگیا اس نے ابوجعفر کو گالیاں دیں اس کے غلام ابوالخصیب کو قتل کرنے کا ارادہ کیا پھر اسے بتایا گیا کہ وہ ایلچی ہے تو اس نے اسے چھوڑ دیا غلام نے واپس آ کر ابوجعفر کو تمام باتوں سے آگاہ کیا تو منصور غضبناک ہوگیا اسے خطرہ ہوگیا کہ کہیں ابومسلم خراسان نہ چلا جائے اور فتنے پھوٹ پڑیں تو اس نے ابوالخصیب کے ذریعے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے تجھے شام اور مصر کا حاکم مقرر کر دیا ہے جو تیرے لئے خراسان کی ولایت سے بہتر ہے تم مصر کا کسی کو نائب مقرر کر کے خود شام میں رہو اس کی وجہ سے تم جب چاہو امیر المؤمنین سے ملاقات کر سکتے ہو کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان فاصلہ کم ہوگا۔

جب ابومسلم کو منصور کا یہ پیغام ملا تو وہ برافروختہ ہو کر کہنے لگا کہ اس نے مجھے مصر و شام کا والی بنا دیا حالانکہ میرے لئے خراسان کی ولایت بہتر ہے اب میں مصر و شام پر نائب مقرر کر کے خود خراسان ہی جاؤں گا ابومسلم نے تحریری طور پر ابوجعفر کو اپنے اس عزم سے آگاہ کر دیا منصور اس پر غضبناک ہوگیا ابومسلم منصور کی مخالفت کا عزم کئے ہوئے شام سے خراسان کی طرف لوٹا منصور نے انبار سے مدائن کا رخ کیا ابومسلم کو بھی مدائن آنے کا حکم دیا ابو مسلم نے خراسان جاتے ہوئے الذاب مقام سے منصور کو خط لکھا کہ امیر المؤمنین کا جو دشمن باقی رہ گیا تھا اللہ نے اسے اس پر قدرت دے دی ہم آل ساسان سے روایت کرتے تھے ہنڈیوں کے پرسکون ہونے کے بعد خلیفہ کے وزراء بے خوف ہو جاتے ہیں ہم آپ کے قرب سے ناخوش ہیں آپ کے عہد کو پورا کرنے والے ہیں جب تک آپ کے عہد کو پورا کریں گے آپ کی سمع واطاعت کے حریص ہیں بشرطیکہ وہ سمع واطاعت سلامتی کے ساتھ ملی ہوئی ہو اگر آپ اس پر راضی ہیں تو میں آپ کا بہترین غلام ہوں اگر آپ اپنی دلی مراد (دشمنی) پوری کرنا چاہتے ہیں تو میں اس عہد کو توڑتا ہوں جو میں نے اپنے نفس کو ذلت ورسوائی کے مقامات سے بچانے کے لئے آپ سے کیا تھا۔

جب منصور کو ابومسلم کا خط ملا تو اس نے ابومسلم کو لکھا کہ میں نے آپ کا خط سمجھ لیا ہے آپ کی حالت اپنے بادشاہوں سے دھوکہ کرنے والے وزراء جیسی نہیں ہے جو کثرت جرائم کی وجہ سے زمام حکومت کے ٹوٹنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ نظام جماعت کے پارہ پارہ ہونے پر انہیں سکون قلبی حاصل ہوتا ہے آپ نے اپنے آپ کو ان کے برابر کیوں سمجھا جبکہ آپ سمع واطاعت پر قائم ہیں آپ اس امر پر قائم ہیں جس کے بوجھ کے برداشت کرنے کی آپ میں طاقت ہے جو شرط میں نے آپ پر لازم کی ہے اس کے ساتھ سمع واطاعت ملی ہوئی نہیں ہے امیر المؤمنین نے عیسیٰ بن موسیٰ کے ذریعہ آپ کے پاس خط بھیجا ہے۔ آپ اس پر کان دھریں گے تو آپ کو فائدہ ہوگا میں اللہ سے تمہارے اور شیطانی وسوسوں کے درمیان حائل ہونے کا سوال کرتا ہوں کیونکہ جو دروازہ آپ نے اپنے اوپر کھولا ہے شیطان نے اس کے ذریعے بڑے مضبوط طریقے سے آپ کو اپنے جال میں پھنسا لیا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ ابومسلم نے ان الفاظ میں لکھا کہ حمد صلوۃ کے بعد میں نے ایسے شخص کو امام اور رہبر بنایا ہے جسے اللہ نے اپنی مخلوق پر امام بنایا ہے جو علم کے نازل ہونے کے مقام پر ہے اور آپ ﷺ کا قریبی رشتہ دار ہے اس نے مجھے قرآن سے ناآشنا سمجھا تو اللہ نے اسے مبغوض دنیا کی حرص میں مبتلا کر دیا اس نے مجھے تلوار سونتنے، رحم ختم کرنے، معذرت قبول نہ کرنے اور لغزش معاف نہ کرنے کا حکم دیا میں نے تمہاری حکومت مضبوط کرنے کے لئے یہ کام کئے حتیٰ کی اللہ نے تم سے ناآشنا شخص کو متعارف کرا دیا تمہارے دشمن کو تمہارا مطیع کر دیا حقارت اور ذلت کے بعد تمہیں غلبہ دیا پھر اس نے مجھے توبہ سے بچا لیا اب اگر وہ مجھے معاف کر دے تو یہ اس کی قدیم عادت ہے اگر میرے جرم کے سبب مجھے سزا دے تو وہ اپنے بندوں پر ظالم نہیں، یہ خط مدائنی نے اپنے مشائخ سے نقل کیا ہے۔

منصور نے جریر بن یزید بن جریر بن عبداللہ (جو یکتائے زمانہ انسان تھے) امراء کی ایک جماعت کے ساتھ ابومسلم کے پاس بھیجا کہ اس سے

نرمی سے بات کرو اس وجہ سے کہ منصور تیری رفع منزلت اور علوشان کا متمنی ہے اگر وہ باز آ جائے تو فبہا ورنہ اس سے کہہ دو کہ بنی عباس کا ذمہ اس سے بری ہے اگر تو نے ہماری جماعت میں گروہ بندی کی اور اپنی روش برقرار رکھی تو منصور تیرا رخ کرے گا دوسروں کو چھوڑ کر تجھ سے قتال کرے گا اگر تو سمندر میں گھسے گا تو میں بھی تیرے پیچھے سمندر میں گھسوں گا حتیٰ کہ تجھے قتل کر دوں گا یا اس سے پہلے خود مر جاؤں گا شروع میں اس سے یہ بات نہ کرنا حتیٰ کہ تم اس سے بہتر بات (سمع واطاعت) سے مایوس نہ ہو جاؤ چنانچہ انہوں نے اس کے پاس پہنچ کر امیر سے بغاوت پر اسے ملامت کی امیر کی اطاعت کی طرف لوٹنے پر اسے ترغیب دی۔

ابومسلم نے اس معاملہ میں اپنے وزراء سے مشورہ کیا تو انہوں نے امیر کی اطاعت سے اسے منع کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ آپ ری میں رہیں تاکہ خراسان اور افواج آپ کے ماتحت میں رہے اگر خلیفہ آپ کے ساتھ صحیح چلے تو فبہا وگرنہ آپ فوج کی حفاظت میں ہیں اس کے بعد ابومسلم نے منصور کے امراء سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ میں اس سے ملاقات نہیں کرنا چاہتا انہوں نے ناامید ہونے کے بعد منصور کی طرف سے دی گئی دھمکی اسے سنادی جسے سن کر ابومسلم غصے سے بھڑک اٹھا اس نے ان سے کہا کہ ابھی یہاں سے اٹھ جاؤ ابومسلم نے اپنی غیر موجودگی میں ابوداؤد ابراہیم کو خراسان کا نائب حاکم بنایا تھا منصور نے ابومسلم سے قطع تعلقی کے بعد اس کی غیر موجودگی میں ابوداؤد ابراہیم بن خالد کے پاس خط لکھا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک میں نے ابومسلم کو معزول کر کے آپ کو خراسان کا حاکم بنادیا ابوداؤد ابراہیم کو جب ابومسلم کی خلیفہ سے بغاوت کا علم ہوا تو اس نے ابومسلم کے پاس خط لکھا کہ اہل بیعت کی خلفاء سے بغاوت ہمارے لئے مناسب نہیں اس لئے آپ امیر کی سمع واطاعت اختیار کر لو والسلام۔

اس خط سے ابومسلم اور زیادہ شکستہ دل ہو گیا ابومسلم نے ابوداؤد کے پاس خط لکھا کہ میں عنقریب اپنے معتمد علیہ شخص ابواسحاق کو منصور کی طرف بھیجوں گا چنانچہ اس نے اس کو منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے اس کا اکرام کیا ابومسلم کی طرف سے سمع واطاعت کے اعلان پر عراق کی نیابت کا اس سے وعدہ کیا۔

ابواسحاق کی واپسی کے بعد ابومسلم نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کو تیری تعظیم وتکریم کا معترف پایا، ابواسحاق کی اس بات سے دھوکہ کھا کر ابومسلم نے منصور کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا اس نے اس معاملے میں امیر نیزک سے مشورہ کیا اس نے ابومسلم کو خلیفہ کے پاس جانے سے منع کر دیا لیکن ابومسلم نے خلیفہ کے پاس جانے کا عزم مصمم کر لیا نیزک کو جب اس کے جانے کا یقین ہو گیا تو اس نے شاعر کا قول مثال کے طور پر بیان کیا، لوگوں کو قضاء کے علاوہ چارہ نہیں قضاء وقدر لوگوں کو تدبیر کی طرف لے جاتی ہے۔

پھر نیزک نے اس سے کہا کہ اگر تو نے جانا ہی ہے تو میری ایک بات ذہن نشین کر لے، ابومسلم نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ جب تو منصور کے پاس پہنچے تو اسے قتل کر دینا اس کے بعد جس سے چاہے بیعت لے لینا کیونکہ لوگ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے ابومسلم نے ابوجعفر کو اپنی آمد سے مطلع کر دیا۔

منصور کے خطوط کے کاتب ابوایوب کا قول ہے کہ میں منصور کے پاس گیا وہ عصر کے بعد بالوں کے بنے ہوئے مصلے پر بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے خط پڑا ہوا تھا اس نے وہ خط میری طرف پھینک دیا میں نے دیکھا تو وہ ابومسلم کا خط تھا اس کے بعد خلیفہ نے کہا کہ قسم بخدا اگر مجھے ابومسلم نظر آ گیا تو میں اسے قتل کر دوں گا، ابوایوب نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابوایوب کہتے ہیں کہ اس رات اسی فکر میں مجھے نیند نہیں آئی میں نے سوچا کہ اگر ابومسلم ڈرتا ڈرتا ہوا داخل ہوا تو اس کی آمد سے خلیفہ کو شر پہنچنے کا اندیشہ ہے مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ ابومسلم امن کے ساتھ داخل ہوتا کہ خلیفہ کو اس سے تقویت ملے۔

صبح ہونے کے بعد میں نے امراء میں سے ایک کو تلاش کر کے اسے کہا کیا تو کسکر شہر کا امیر بننا چاہتا ہے؟ اس میں اس سال غلہ کی فراوانی ہے اس نے کہا کہ مجھے کون امیر بنائے گا؟ میں نے اسے کہا کہ تو جا راستہ میں ابومسلم سے ملاقات کر کے اسے کہنا کہ مجھے اس شہر کا حاکم بنادے اس لئے کہ امیر المؤمنین کا ارادہ یہی ہے میں نے اسے بھیجنے کے لئے منصور سے اجازت طلب کی تو اس نے اجازت دے دی یہ بھی کہا کہ اس کو میرا اسلام کہہ دینا اور یہ کہ ہم تیری ملاقات کے مشتاق ہیں اس کے بعد وہ چلا گیا (اس کا نام سلمہ بن فلاں تھا) اس نے ابومسلم کو منصور کا پیغام پہنچا دیا جس سے ابومسلم کو خوشی اور اطمینان ہو گیا حالانکہ منصور کی طرف سے یہ ایک دھوکہ تھا۔

اس کے بعد ابومسلم نے اس کی طرف آنے میں جلدی کی جب وہ مدائن کے قریب پہنچا تو منصور نے امراء اور سرداروں کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا ابوایوب نے منصور کو کل تک ابومسلم کے قتل کو مؤخر کرنے کا مشورہ دیا منصور نے اس کا مشورہ قبول کرلیا جب ابومسلم منصور کے پاس پہنچا تو اس نے اس کے ساتھ اعزاز واکرام کا معاملہ کیا اور کہا جاؤ حمام میں داخل ہو جاؤ آرام کرو کل صبح میرے پاس آجانا ابومسلم منصور کے پاس سے نکلا تو لوگوں نے اسے سلام کیا صبح ہونے کے بعد منصور نے امراء میں سے ایک کو بلوا کر اس سے پوچھا کہ میری آزمائش تیرے نزدیک کیسی رہی؟ اس نے کہا کہ آپ مجھے خودکشی کا حکم دیں گے تو میں خودکشی کرلوں گا خلیفہ نے کہا کہ اگر میں تجھے ابومسلم کے قتل کا حکم دوں تو پھر یہ سن کر وہ سوچ میں پڑ گیا ابوایوب نے اس سے کہا کہ بولتا کیوں نہیں؟ پھر اس نے دھیمی آواز میں کہا کہ میں اسے قتل کردوں گا منصور نے چار سرکردہ شخصوں کو ابومسلم کے قتل کے لئے تیار کیا انہیں کہا کہ تم پردے کے پیچھے چھپ جانا جب میں تالی بجاؤں تو اسے قتل کردینا۔

اس کے بعد منصور نے ابومسلم کو بلانے کے لئے ایلچیوں کو بھیجا چنانچہ ابومسلم منصور کے سامنے پہنچ گیا جب ابومسلم اس کے سامنے کھڑا ہوا، تو اس نے اسے اس کے ایک ایک کرتوت کے بارے میں ملامت کرنا شروع کی ابومسلم نے منصور سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے امید ہو کہ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں گے منصور نے کہا کہ میرے غصہ میں اضافہ ہو گیا ہے، پھر منصور نے تالی ماری، عثمان اور اس کے ساتھیوں نے اس پر تلوار سے حملہ کرکے اسے قتل کر دیا پھر اس کی لاش کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دجلہ میں ڈلوا دیا ابومسلم کی یہ منصور سے آخری ملاقات تھی اور ۱۳۷ھ بروز بدھ ۲۶ شعبان کو ابومسلم قتل کیا گیا۔

منصور نے ابومسلم کو جن باتوں پر عتاب کیا ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱)...... آپ ہر خط اپنے نام سے شروع کرتے ہیں۔

(۲)...... آپ نے میری پھوپھی کو پیغام نکاح بھیجا۔

(۳)...... آپ نے اپنے آپ کو ابن سلیط بن عبداللہ بن عباس خیال کیا ابومسلم نے جواب دیا کہ اے خلیفہ میں نے آپ کی حکومت کے لئے جو تگ ودو کی ہے وہ کسی نے نہیں کی خلیفہ نے کہا کہ افسوس اگر اس کام کے لئے سیاہ فام باندی بھی کھڑی ہوتی تو وہ بھی ہماری برکت سے اسے سرانجام دیدیتی پھر منصور نے کہا کہ قسم بخدا میں تجھے قتل کروں گا اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنے دشمنوں کے لئے زندہ چھوڑ دیں منصور نے کہا کہ تجھ سے بڑا دشمن کون ہوگا؟ پھر اس کے قتل کا حکم دے دیا جیسا کہ گزر چکا۔ بعض نے کہا کہ امیر المؤمنین اب تو آپ خلیفہ ہیں بعض کا قول ہے کہ منصور نے اس وقت یہ شعر پڑھا۔

''میں نے اپنی لاٹھی پھینک دی۔ جدائی ثابت ہوگئی جیسا کہ مسافر کی واپسی کے وقت جدائی ثابت ہوتی ہے۔''

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابومسلم کے قتل کے وقت منصور نے سوچا میں اس کے بارے میں کسی سے مشورہ کروں یا خود ہی اس معاملے کو نمٹا دوں خبر مشہور ہونے کے خوف سے سوچا کہ میں خود ہی اس معاملہ کو نمٹا دوں اس کے بعد منصور نے اپنے خیر خواہوں میں سے کسی سے مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ اللہ فرماتا ہے (اگر آسمان وزمین میں بہت سے اللہ ہوتے تو زمین وآسمان دونوں بگڑ جاتے) تو اس نے کہا کہ میں نے اسے یاد رکھنے والوں کے پاس امانت رکھ دیا پھر اس نے اس کے قتل کا عزم کیا۔

ابومسلم خراسانی کے حالات ...... یہ عبدالرحمٰن بن مسلم بن عباس کی حکومت کے ساتھی ہیں انہیں امیر آل بیعت رسول بھی کہا جاتا ہے خطیب کا قول ہے کہ انہیں عبدالرحمٰن بن شیروان بن اسفندیار یا ابومسلم المروزی بھی کہا جاتا ہے انہوں نے ابوزبیر، ثابت بنانی، ابراہیم محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لڑکے عبداللہ سے روایت کی ہے ابن عساکر نے ان کے شیوخ میں محمد بن علی عبدالرحمٰن بن حرملہ کا اضافہ کیا ہے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ ان سے ابراہیم بن میمون الصائغ مصعب بن بشر کے والد بشر، عبداللہ بن شبرمہ عبدالرحمٰن بن مبارک عبداللہ بن منیب المروزی ابومسلم کے داماد قدید بن منیع نے علم حاصل کیا۔

خطیب کا قول ہے کہ ابومسلم دلیر ذی رائے عقلمند اور صاحب فراست انسان تھے ابوجعفر منصور نے انہیں مدائن میں قتل کیا۔

ابونعیم اصبہانی نے تاریخ اصبہان میں لکھا ہے کہ ان کا نام عبدالرحمٰن بن عثمان بن یسار تھا۔

بعض کا قول ہے کہ ابومسلم کی ولادت اصبہان میں ہوئی، سدی وغیرہ سے روایت کی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ان کا نام ابراہیم بن عثمان بن یسار بن سندوس بن حوزون تھا بزرجمہر کی اولاد سے ہے کنیت ابواسحاق تھی کوفہ میں نشوونما پائی ان کے والد نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ان کے بارے میں وصیت کی تھی وہ انہیں سات سال کی عمر میں کوفہ لے گئے جب ابراہیم بن محمد نے انہیں کوفہ روانہ کیا تو انہیں نام اور کنیت تبدیل کرنے کی تاکید کی چنانچہ انہوں نے نام عبدالرحمٰن بن مسلم اور کنیت ابومسلم رکھی پالان والے گدھے پر سوار ہو کر سترہ برس کی عمر میں خراسان گئے ابراہیم بن محمد نے ان کے اخراجات برداشت کئے خراسان میں اسی افلاس کی حالت میں داخل ہوئے پھر پورا خراسان ان کا مطیع بن گیا یہ بھی منقول ہے کہ خراسان جاتے وقت کسی نے ان کے گدھے کی دم کاٹ دی ابومسلم نے حاکم بننے کے بعد اس جگہ کو ہموار کر دیا پھر وہ ویران ہوگئی۔

بعض کا قول ہے کہ ابومسلم بچپن میں گرفتار ہوئے، بنی عباس کے بعض داعیوں نے چار سو درہم میں انہیں خرید لیا تو یہ انہی کی طرف منسوب ہو گئے ابراہیم نے ابی النجم اسماعیل طائی کی لڑکی سے ان کا نکاح کیا اپنی طرف سے چار سو درہم مہر ادا کیا۔ ابومسلم کے ہاں دو لڑکیاں ہوئیں ایک صاحب اولاد دوسری بانجھ تھی۔

قبل ازیں ۱۲۹ھ میں خراسان میں ابومسلم کے بااختیار امیر بننے اور بنی عباس کی دعوت پھیلانے کا حال بیان ہو چکا ہے ابومسلم دلیر، بارعب، جری مستقل مزاج اور امور کو تیزی روی سے سرانجام دینے والا انسان تھا۔

ابن عساکر نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ابومسلم کے خطبہ کے درمیان اس سے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ آپ نے سیاہ لباس اختیار کیوں کیا؟ تو ابومسلم نے جواب دیا کہ مجھ سے ابوزبیر نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن سیاہ عمامہ سر پر رکھا ہوا تھا اب یہ حکومتی لباس بن گیا ابومسلم نے غلام کو اس شخص کے قتل کا حکم دیا عبداللہ بن منیب نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قریش کی اہانت کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے گا۔

ابراہیم بن میمون الصائغ دعوت کے زمانہ میں ابومسلم کے ہمنشینوں میں سے تھے ابومسلم نے وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے غلبہ عطا کیا تو میں حدود قائم کروں گا ابومسلم کے امیر بننے کے بعد ابراہیم نے ابومسلم کو وعدہ یاد دلایا اور اسے حدود قائم کرنے پر مجبور کر دیا۔ ابومسلم نے ان کے قتل کا حکم دیا ابراہیم نے کہا کہ نصر بن سیار شراب کے سنہری برتن بنا کر بنوامیہ کے پاس بھیجتا ہے تو اس کو کیوں نہیں قتل کرتا اس نے جواب دیا کہ میں اس کے قریب نہیں اس نے مجھے ان لوگوں میں سے شمار کیا ہے جن سے آپ نے وعدہ کیا ہے۔ ابراہیم کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مستقل طور پر کرنے کی وجہ سے بعض حضرات نے اس کیلئے جنت میں عالی مقامات دیکھے کیوں کہ ابراہیم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو زندگی کا معمول بنالیا تھا۔ ابو مسلم نے انہیں قتل کرا دیا۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ ابومسلم سفاح کے احکام اور اس کے فرامین کی تابعداری کرنے والا تھا۔ منصور کے خلیفہ بننے کے بعد اس نے اسے حقیر سمجھا اس کے باوجود منصور نے اس کو اپنے چچا عبداللہ کے مقابلے میں بھیجا جس کو اس نے شکست دے کر شام اس سے چھین کر منصور کے حوالے کیا پھر وہ منصور پر تکبر کرنے لگا منصور نے چالاکی سے اسے بھانپ لیا باوجود اس کے کہ منصور خود بھی دل میں ابومسلم کے لئے بغض رکھنے والا تھا اس نے سفاح سے کئی بار اس کے قتل کا مطالبہ کیا لیکن اس نے انکار کر دیا پھر منصور کے خلیفہ بننے کے بعد وہ اس سے دھوکہ بازی کرتا رہا حتیٰ کہ وہ منصور کے پاس آیا تو منصور نے اسے قتل کرا دیا۔

بعض کا قول ہے کہ منصور نے ابومسلم کو خط لکھا تھا کہ کبھی کبھی دلوں پر زنگ لگ جاتے ہیں جس پر گناہ مہر لگا دیتے ہیں اے بےوقوف غصہ کو ختم کر مدہوشی سے ہوش میں آ نیند سے بےدار ہو جا تجھے پہلے لوگوں کی طرح جھوٹے خوابوں نے دھوکہ میں ڈالا ہے اس نے گزرے ہوئے لوگوں کے نام بھی لئے کیا تو ان میں سے کسی کو محسوس کرتا ہے یا ان کی آہٹ سنتا ہے بھاگنے والا اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا نہ تلاش وجستجو میں اس سے سبقت کی جا سکتی ہے میرے ساتھی جو تیرے ساتھ ہیں ان سے دھوکہ مت کھا وہ تیرے ساتھ مجھ پر حملہ کرنے کے بعد تجھ پر حملہ کریں گے تو اطاعت چھوڑ کر جماعت سے الگ ہو گیا تیرے لئے وہ حالت ظاہر ہوگئی جو تیرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھی اب آہستہ آہستہ اے ابومسلم سرکشی چھوڑ دے کیوں کہ سرکش اور جبار

شخص سے اللہ بری الذمہ ہے اللہ اس پر اپنے دشمنوں کو مسلط کر دیتا ہے گذشتہ لوگوں کی روش مت اختیار کر، بعد والوں کے لئے نشان عبرت بننے سے اجتناب کر تجھ پر دلیل قائم ہو چکی میں نے اور میرے ساتھیوں نے تیری بابت کوتاہی سے کام لیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے (اور انہیں اس شخص کی خبر سنادے جسے ہم نے اپنے نشانات دیئے تو وہ ان سے علیحدہ ہو گیا اور شیطان نے اس کا پیچھا کیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا)۔

ابو مسلم نے منصور کے خط کا جواب لکھا کہ میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے میں نے اسے حق اور درستگی سے دور پایا اس خط میں بے موقع مثالیں لکھی گئی ہیں نیز اس میں کفار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات میری طرف منسوب کی گئی ہیں عالم اور غیر عالم برابر نہیں ہو سکتے میں نے اللہ کی آیات سے روگردانی نہیں کی اے عبداللہ بن محمد میں نے تمہارے بارے میں قرآنی آیات میں تاویلیں کر کے لوگوں کو تمہارا مطیع وفرمان بردار بنایا میں نے تم سے پہلے تمہارے دو بھائیوں کی اور پھر تمہاری اطاعت کی میں ان دونوں سے کامل محبت رکھنے والا تھا اس نے مجھے ھادی خیال کیا حالانکہ قرآنی آیات میں میں نے گذشتہ لوگوں کی طرح تاویلیں کر کے غلطی کی، ارشاد خداوندی ہے (جب ہماری آیات پر ایمان لانے والے تیرے پاس آئیں تو کہو تم پر سلام ہو تمہارے رب نے اپنے پر رحمت کو فرض قرار دیا ہے اور یہ کہ تم میں سے جو شخص ناواقفیت سے برا کام کرے گا پھر اس کے بعد توبہ کرے گا اور اصلاح کرے گا تو وہ بلاشبہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔

تیرے بھائی سفاح نے اپنے آپ کو مہدی ظاہر کیا حالانکہ وہ گمراہ تھا اس نے مجھے تلوار سونتنے، شبہ پر قتل کرنے، رحم کو ختم کرنے اور لغزش کو معاف نہ کرنے کا حکم دیا میں نے اہل دنیا کو تمہاری اطاعت اور تمہاری حکومت کو محفوظ کرنے کے لئے تنگ کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے ناآشنا شخص کو تمہارا متعارف کرادیا پھر اللہ تعالیٰ نے ندامت کے ذریعے میرا تدارک کیا اور توبہ کے ذریعے مجھے بچایا اگر وہ میرے ساتھ درگذر کا معاملہ کرے تو وہ پہلوں کے ساتھ درگذر کا معاملہ کرنے والا ہے، اگر وہ میرے گناہ کی سزا دے تو میں اس کا مستحق ہوں اللہ لوگوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

منصور نے ابو مسلم کو لکھا کہ اے گناہ گار، نافرمان میرا بھائی امام مہدی تھا جو دلیل کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے اس نے تیری صحیح رہنمائی کی تجھے راہ راست پر ڈالا اگر تو میرے بھائی کی اقتدا کرتا تو حق سے روگردانی نہیں کرتا شیطان اور اس کے اوامر کی فرمانبرداری نہیں کرتا تیرے لئے دو راستے ظاہر نہ ہوتے ان میں سے اصح کو چھوڑ کر غلط اختیار کرتا تو فراعنہ کی طرح قتل کرتا جباروں کی طرح گرفت کرتا ظالمانہ فیصلے کرتا مال غلط جگہوں پر خرچ کرتا اے فاسق! مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ تو نے موسیٰ بن کعب کو خراسان کا والی مقرر کر کے اسے نیشاپور میں قیام کا حکم دیا اگر تو نے خراسان کا ارادہ کیا تو وہ میرے فرمانبرداروں کے ساتھ تجھ سے ملاقات کرے گا میں تیرے ہمسروں کے ساتھ تجھ سے جنگ کرنے کے لئے آرہا ہوں تو اپنی تیاری مکمل کر لے امیر المؤمنین اور ان کے متبعین کے لئے اللہ کافی ہے۔

منصور مسلسل کبھی ترغیب کبھی ترہیب سے ابو مسلم سے مراسلت کرتا رہا اس کے فرستادہ ایلچیوں کو کم عقل بتاتا رہا ان سے جھوٹے وعدے کرتا رہا حتیٰ کہ سوائے ایک امیر نیزک کے تمام امراء نے ابو مسلم کے لئے منصور سے ملاقات کو مستحسن قرار دیا البتہ نیزک نے اس سے اختلاف کیا لیکن جب اسے ابو مسلم کے منصور کے پاس جانے کا یقین ہو گیا تو اس نے اس وقت گذشتہ شعر پڑھا: ترجمہ! لوگوں کو قضاء وقدر کے ساتھ چلنا پڑتا ہے تقدیر تدبیر پر غالب آجاتی ہے۔

نیزک نے ابو مسلم کو منصور کو قتل کر کے خود اس کی جگہ خلیفہ بننے کا مشورہ دیا لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا اس لئے کہ اس کے مدائن پہنچنے پر خلیفہ کے حکم سے امراء نے اس کا استقبال کیا ابو مسلم دن کے آخری حصے میں پہنچا قبل ازیں گزر چکا خطوط کے کاتب ابوایوب نے منصور کو کل تک ابو مسلم کے قتل کا معاملہ مؤخر کرنے کا مشورہ دیا تھا ابو مسلم جب خلیفہ کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور کہا کہ اب یہاں سے جا کر سفر کی تھکاوٹ دور کرو اور آرام کرو کل ہمارے پاس آنا صبح ہوتے ہی اسے قتل کرنے والے امراء اس کے انتظار میں بیٹھ گئے ان میں سے دو کے نام عثمان بن نھیک، شبیب بن واج تھے، انہوں نے ابو مسلم کو قتل کر دیا جیسا کہ گزر چکا۔

بعض کا قول ہے کہ چند روز ابو مسلم نے قیام کیا حتیٰ کہ سفری تھکاوٹ دور ہو گئی تو ابو مسلم کو خوف محسوس ہوا اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کے ذریعہ سفارش اور امان طلب کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے اس نے کہا کہ فکر مت کر تو جا میں تیرے پیچھے آرہا ہوں میرے تجھ تک پہنچنے تک تو میری امان میں ہے لیکن عیسیٰ خلیفہ کے منصوبے سے لاعلم تھا ابو مسلم نے پہنچ کر خلیفہ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی اسے کہا گیا کہ آپ

یہاں تشریف رکھئے، امیر المؤمنین وضو بنا رہے ہیں چنانچہ ابو مسلم بیٹھ گیا اس نے کوشش کی کہ عیسیٰ بن موسیٰ کے آنے تک میں یہاں بیٹھا رہوں لیکن اس کے آنے میں دیر ہوگئی چنانچہ ابو مسلم اندر چلا گیا تو خلیفہ اس سے صادر ہونے والی غلطیوں پر اسے ملامت کرنے لگا ابو مسلم نے اس سے بہت معذرت کی حتیٰ کہ منصور نے کہا کہ تو نے سلیمان بن کثیر ابراہیم بن میمون اور فلاں فلاں کو کیوں قتل کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے ان کے جرم کی وجہ سے انہیں قتل کیا انہوں نے میری نافرمانی کی تھی اس پر منصور برافروختہ ہوکر کہنے لگا کہ افسوس! تجھ پر تو اپنی نافرمانی پر لوگوں کو قتل کرتا ہے میں اپنی نافرمانی پر تجھے قتل کیوں نہ کروں۔

اس کے بعد منصور نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا جو قتل کا اشارہ تھا تو قاتلین آگے بڑھے انہوں نے ابو مسلم کی تلوار کا پرتلہ توڑ دیا ابو مسلم نے کہا کہ اے خلیفہ آپ مجھے اپنے دشمنوں کے لئے زندہ چھوڑ دیں اس نے کہا کہ تجھ سے بڑا دشمن میرا کون ہوگا۔

پھر منصور نے قاتلین کو تاخیر پر ڈانٹا تو انہوں نے تلواروں سے حملہ کر کے ابو مسلم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پھر اسے ایک چوغہ میں لپیٹ دیا اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ پہنچا تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ کیا ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون، منصور نے کہا کہ تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اچانک مجھ پر نعمت بھیجی نہ کہ ناراضگی اسی پر ابودلامہ نے دو شعر پڑھے:

(۱)......اے ابو مسلم اللہ بندہ سے نعمت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود نہ بدلے۔

(۲)......ابو مسلم تو نے مجھے قتل کی دھمکی دی تو سرخ شیر نے تجھے بھی قتل کی دھمکی دی۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ منصور نے عثمان بن نھیک شبیب بن واج، ابی حنیفہ حرب بن قیس، اور دیگر محافظوں کے قریب آ کر ان سے کہا جب ابو مسلم میرے پاس آجائے اور مجھ سے باتیں کرنے لگے اور میں ایک ہاتھ دوسرے پر ماروں تو تم اسے قتل کر دینا۔

جب ابو مسلم اس کے پاس آیا تو منصور نے اسے کہا کہ عبداللہ بن علی سے چھینی ہوئی تلواروں کا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ ان دونوں میں سے ایک یہ ہے منصور نے دیکھنے کے بہانہ سے اسے لے کر اپنے گھٹنے کے نیچے رکھ لیا پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ تو نے ابوعبداللہ السفاح کو بنجر زمینوں سے کیوں روکا تو ہمیں دین سکھانا چاہتا ہے؟ ابو مسلم نے جواب دیا کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ وہ حلال نہیں ہے امیر المؤمنین کا خط آنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ اہل بیت علم کی کان ہیں۔

پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ حج کے موقع پر تو ہم سے پہلے کیوں چلا اس نے کہا کہ اس وجہ سے کہ ہم سب اکٹھے پانی پر جمع ہوں گے جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے گی میں نے سہولت کی خاطر ایسا کیا پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ سفاح کی موت پر تو میرے پاس تعزیت کے لئے کیوں نہیں آیا؟ اس نے جواب دیا کہ میرے آنے کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے نیز مجھے معلوم ہوا کہ کوفہ میں ہم سب ملیں گے کسی اختلاف کی بنا پر میں نے ایسا نہیں کیا۔

پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا تو نے عبداللہ بن علی کی باندی پر کیوں قبضہ کرنے کی کوشش کی؟ اس نے جواب دیا کہ اس کے ضیاع کے خوف سے اسے خیمہ میں بند کر کے اس پر محافظ مقرر کر دیا پھر منصور نے اسے کہا کہ تو خط میں پہلے اپنا نام کیوں لکھتا تھا؟ آمنہ بنت علی کے پاس منگنی کا پیغام کیوں بھیجا تو اپنے آپ کو ابن سلیط بن عبداللہ بن عباس خیال کرتا ہے منصور کا ہاتھ ابو مسلم کے ہاتھ میں تھا ابو مسلم اس سے معذرت کر رہا تھا اور الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔

پھر منصور نے ابو مسلم سے کہا کہ تو نے خراسان جا کر میری مخالفت کیوں کی؟ ابو مسلم نے کہا کہ میں نے سوچا کہیں میری طرف سے آپ کے دل میں کوئی شک نہ پیدا ہو جائے اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ خراسان پہنچ کر آپ کو معذرت کا خط لکھ دوں گا پھر منصور نے کہا کہ تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کیا حالانکہ تجھ سے پہلے وہ ہمارے نقباء اور داعیوں میں سے تھا اس نے جواب دیا کہ اس نے میری مخالفت کی تھی منصور نے کہا کہ تو ہلاک ہو پھر تو میری مخالفت اور میری نافرمانی کیوں کرتا ہے اگر میں نے تجھے قتل نہ کیا تو اللہ مجھے قتل کر دے گا اس کے بعد منصور نے ابو مسلم کو خیمہ کی لکڑی ماری اسے قتل کرنے والے اس کی طرف دوڑے عثمان نے اس کی تلوار کا پرتلہ کاٹ دیا۔ شبیب نے اس کا پاؤں کاٹ دیا انہوں نے تلواروں سے ابو مسلم پر حملہ کر دیا، منصور چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا تمہارے لئے ہلاکت ہو اسے قتل کرو اللہ تمہارے ہاتھوں کاٹ دے پھر انہوں نے ابو مسلم کو ذبح کر کے اس کے

ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پھر اسے دجلہ میں ڈال دیا۔

منقول ہے کہ ابو مسلم کے قتل کے بعد اس کی نعش کے قریب کھڑے ہو کر منصور نے کہا کہ اے ابو مسلم اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے ہماری بیعت کی ہم نے تمہاری بیعت کی تو نے ہم سے معاہدہ کیا ہم نے تجھ سے معاہدہ کیا تو نے ہم سے وفا کی ہم نے تجھ سے وفا کی ہم نے تجھ سے بیعت کی تھی کہ اگر کسی نے ان ایام میں ہم سے بغاوت کی تو ہم اسے قتل کر دینگے تو نے ہم سے بغاوت کی تو ہم نے تجھے قتل کر دیا ہم نے تیری بابت وہی فیصلہ کیا جو تو نے ہماری بابت فیصلہ کیا بعض کا قول ہے کہ منصور نے ابو مسلم کے قتل کے بعد کہا کہ اے اللہ کے دشمن تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں یہ دن دکھایا یہ ابن جریر کا قول ہے، اس وقت منصور نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱)...... تو نے گمان کیا کہ قرض کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا، ابو مجرم سے پورا پورا وصول کرو۔

(۲)...... تجھے وہی گلاس پلایا جائے گا جو تو دوسروں کو پلاتا تھا جو حلق میں ایلوے سے بھی زیادہ کڑوا محسوس ہوتا ہے۔

اس کے بعد منصور نے لوگوں کو خطبہ دیا اے لوگو! ترک شکر سے نعمت کے پرندوں کو مت بھگاؤ ورنہ تم پر ناراضگی نازل ہوگی آئمہ کی خیانت نہ چھپاؤ جو چھپائے گا اس کی زبان سے چہرہ کے اطراف سے نظر کے زاویوں سے وہ ظاہر ہو جائے گی جب تک تم ہمارا حق پہچانو گے ہم تمہارا حق پہچانیں گے جب تک تم ہماری فضیلت یاد رکھو گے ہم تم سے حسن اخلاق نہیں بھولیں گے جس نے ہماری اس قمیض کو پھاڑنے کی کوشش کی ہم اس کی کھوپڑی اڑا دینگے، حتیٰ کہ تمہارے لوگ درست ہو جائیں گے تمہارے عمال باز آ جائیں گے۔

ابو مسلم نے ہم سے بیعت کی تھی کہ ہماری بیعت ختم کرنے والا اور ہم سے دھوکہ کرنے والے کا خون حلال ہو گا اس نے عہد توڑ دیا ہم سے دھوکہ کیا فسق و فجور کیا تو ہم نے اس کے لئے وہی فیصلہ کیا جو اس نے ہمارے لئے کیا تھا ابو مسلم کی ابتدا اچھی انجام برا ہوا اس نے جو ہمیں دیا اس سے زیادہ لوگوں سے وصول کیا اس نے اپنے باطن کے قبح پر ظاہر کے حسن کو ترجیح دی۔

ہم پر اس کے باطن کا خبث اور نیت کا فساد ایسے طریقے پر ظاہر ہوا کہ اگر وہ ملامت کرنے والے پر ظاہر ہو جائے تو وہ ہمیں ملامت کرنا چھوڑ دے جس چیز پر ہم مطلع ہوئے ہیں اس پر وہ مطلع ہو جائے تو ہمیں اس کے قتل پر معذور سمجھے ہمیں اس کے مہلت دینے پر ناراض ہو جائے ابو مسلم نے مسلسل ہم سے عہد شکنی کی حتیٰ کہ اس کا دم ہمارے لئے حلال ہو گا ہم نے اس کی بابت وہی فیصلہ کیا جو وہ اپنے غیر کی بابت کرتا رہا ہم نے حق کا دامن نہیں چھوڑا نابغہ الذبیانی نے نعمان بن منذر کے لئے کیا ہی خوب کہا:

(۱)...... اپنے مطیع کو اس کی فرمانبرداری کے مطابق نفع پہنچا، قسم بخدا وہ راہ راست پر ہے۔

(۲)...... اپنے نافرمان کو خوب سزا دے حتیٰ کہ ظالم کو اور وہ ظلم پر نہ بیٹھے۔

امام بیہقی نے حاکم سے سنداً نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مبارک سے ابو مسلم اور حجاج کے بارے میں سوال کیا گیا کہ ان میں سے کون بہتر تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نہیں کہتا کہ ابو مسلم کسی سے بہتر تھا لیکن حجاج اس سے برا تھا بعض لوگوں نے ابو مسلم کے اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے اس پر بے دینی کا الزام عائد کیا جو باتیں اس کے بارے میں ذکر کی گئی ہیں ان کی روشنی میں ابو مسلم پر اس قسم کا الزام عائد نہیں کرتا بلکہ وہ میرے نزدیک گناہوں کے بارے میں اللہ سے ڈرنے والا تھا بنی عباس کی حکومت میں جو خون ناحق اس سے سرزد ہوئے اس پر اس نے اللہ سے توبہ کا دعویٰ کیا اللہ ہی اس کے معاملے سے زیادہ واقف ہے۔ خطیب نے ابو مسلم کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے صبر کی چادر اوڑھ لی بقدر کفایت معاش کو میں نے ترجیح دی غموں سے میں نے معاہدہ کر لیا تقدیر اور احکام کا میں نے مقابلہ کیا حتیٰ کہ میں نے اپنا مقصود حاصل کر لیا پھر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱)...... میں نے عزم اور پوشیدگی سے ایسی چیزیں حاصل کر لیں جو بنی مروان کے بادشاہ بھی جمع ہو کر حاصل نہیں کر سکتے۔

(۲)...... ہمیشہ میں ان کو تلوار سے مارتا رہا پھر وہ ایسی نیند سے بیدار ہوئے کہ اس سے پہلے کسی نے ایسی نیند نہیں لی۔

(۳)...... میں گھروں میں چکر لگاتا رہا قوم اپنے ملک شام میں سوئی ہوئی تھی۔

(۴)...... جو شخص درندوں کی زمین میں بکریاں چراتے ہوئے سو جائے تو شیران کے چرانے کے ذمہ دار بن جاتے ہیں۔

ابومسلم ۷ یا ۲۵، ۲۸ شعبان ۱۳۷ھ بروز بدھ مدائن میں قتل ہوا بعض کا قول ہے کہ اس کا ظہور ۱۲۹ھ یا ۱۲۷ھ میں ہوا۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۴۰ھ میں ابومسلم کے قتل کا واقعہ پیش آیا حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ خطیب بغدادی کے قول کے مطابق اس وقت تک بغداد تعمیر ہی نہیں ہوا تھا۔

ابومسلم کے قتل کے بعد منصور نے اس کے ساتھیوں کو عطیات، ترغیب، ترہیب اور امارتوں کے ذریعہ مانوس کرنا شروع کیا ابومسلم کے پولیس افسر اور اس کے قریبی ساتھی ابواسحاق کو اس نے بلایا اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین قسم بخدا! میں نے اس دن کے علاوہ کبھی امن محسوس نہیں کیا جب بھی میں آپ کے پاس آتا تھا تو خوشبو لگا کر اور کفن پہن کر آتا تھا اس کے بعد منصور نے اس کے کپڑے اتروائے تو واقعی اس نے خوشبو لگا کر کفن کی چادریں پہنی ہوئی تھیں منصور کو اس پر رحم آ گیا جس کی وجہ سے اس نے اسے چھوڑ دیا۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ ابومسلم نے جنگوں میں اور بنی عباس کی حکومت کی خدمت میں چھ ہزار افراد کو باندھ کر قتل کیا اس کے علاوہ اور بھی کئی لوگوں کو اس نے قتل کیا جب اسے ملامت کی تو اس نے کہا کہ یہ سب کچھ میں نے آزمائش کے بعد کیا اس لئے مجھے کچھ نہ کہا جائے۔ منصور نے ابومسلم سے کہا کہ اے خبیثہ کے لڑکے! اگر تیری جگہ کوئی باندی ہوتی تو وہ اس کی ایک جانب کو کافی ہو جاتی جو کچھ تو نے کیا ہماری حکومت کی بدولت کیا اگر تو خود اکیلا کرتا تو ایک بستی تک بھی نہیں پہنچ پاتا منصور نے قتل کے بعد اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے ایک چادر میں لپیٹ دیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے آ کر پوچھا کہ اے امیر المؤمنین ابومسلم کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ ابھی تو یہاں تھا عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا کہ آپ اس کی اطاعت خیر خواہی ابراہیم کے بارے میں اس کی رائے سے واقف ہیں اس نے کہا کہ واللہ زمین پر اس سے بڑا دشمن میرا کوئی نہیں اس کی نعش چادر میں پڑی ہے۔ عیسیٰ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی منصور نے اسے کہا کہ اللہ تیرے دل کو آزاد کرے تجھے اقتدار یا بادشاہت یا امر و نہی میں اس کا کچھ حصہ ملا تھا۔

اس کے بعد منصور نے امراء کو بلوا کر ابومسلم کے قتل کے بارے میں ان سے مشورہ لیا سب نے اس کے قتل کا مشورہ دیا بعض ابومسلم کے خوف سے پست آواز میں گفتگو کر رہے تھے جب انہیں ابومسلم کے قتل کی خبر ہوئی تو وہ گھبرا گئے انہوں نے بے حد خوشی کا اظہار کیا پھر منصور نے لوگوں کو خطبہ دیا جو گزر چکا ہے۔

منصور ابومسلم نے اموال اور ذخائر کے نائب کو ابومسلم کی طرف سے خط لکھا کہ ابومسلم کے اموال و ذخائر جواہر جو تیرے پاس ہیں سب میرے پاس لے آؤ جب خازن نے خط دیکھا تو اسے شک ہو گیا اس لئے کہ ابومسلم اپنے خازن کو پہلے کہہ چکا تھا کہ اگر آنے والے خط پر نصف مہر ہو تو وہ میرا خط ہو گا ورنہ نہیں اس لئے خازن نے اس پر عمل نہیں کیا منصور نے ایک شخص کو بھیجا جس نے سب کچھ اس سے لے کر منصور کے پاس پہنچا دیا اور اسے قتل کر دیا پھر منصور نے ابومسلم کے عوض ابی داؤد ابراہیم بن خازن سے کئے گئے وعدہ کے مطابق اسے خراسان کا امیر بنا دیا۔

اسی سال سنباذ ابومسلم کے خون کے بدلہ کے لئے کھڑا ہوا جو مجوسی تھا اس نے قومس اور اصبہان پر غلبہ حاصل کیا تھا اس کا نام فیروز اصبہذ تھا منصور نے جمہور بن مرار عجلی کی ماتحتی میں اس کے مقابلہ میں دس ہزار کا لشکر روانہ کیا ہمدان اور رے کے درمیان صحرا میں دونوں کی مڈ بھیڑ ہو گئی، جمہور نے سنباذ کو شکست دے کر اس کے ساٹھ ہزار ساتھیوں کو قتل کر دیا ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا ستر روز کے بعد اس نے سنباذ کو بھی قتل کر دیا، رے میں ابومسلم سے حاصل ہونے والے مال پر قبضہ کر لیا۔

اسی زمانہ میں ملبد بن حرملہ الشیبانی نے ایک ہزار خوارج کے ہمراہ بغاوت کر دی، منصور نے اس کی طرف متعدد لشکر روانہ کئے لیکن سب اس سے شکست کھا گئے پھر جزیرہ کے نائب حمید بن قحطبہ نے اس سے قتال کیا ملبد نے اسے شکست دے دی اس سے بچاؤ کے لئے حمید نے قلعہ میں پناہ لی بالآخر حمید بن قحطبہ نے ایک لاکھ دینار پر اس سے صلح کر لی ملبد نے ان پر قبضہ کر کے اسے چھوڑ دیا۔

اس سال خلیفہ کے چچا اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس نے واقدی کے قول کے مطابق لوگوں کو حج کرایا یہ موصل کا نائب تھا، کوفہ کا نائب عیسیٰ بن موسیٰ بصرے کا نائب سلیمان بن علی جزیرہ کا حمید بن قحطبہ مصر کا صالح بن علی خراسان کا ابراہیم بن خالد حجاز کا زیاد بن عبداللہ تھا۔

خلیفہ کے سنباذ کے ساتھ جنگ میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس سال لوگوں کو موسم گرما کی خوراک نہیں ملی۔ مشہور لوگوں میں سے اس سال ابومسلم خراسانی، یزید بن ابی زیاد نے وفات پائی۔ (واللہ اعلم)

واقعات ۱۳۸ھ

اس سال روم کے بادشاہ ملیطہ نے زبردستی قسطنطنیہ میں داخل ہو کر اس کی فصیل گرادی مغلوبین کو معاف کر دیا۔

اسی زمانہ میں مصر کے نائب صالح بن علی نے موسم گرما میں جنگ کی، روم کے بادشاہ کی گرائی ہوئی فصیل کو از سرِ نو تعمیر کر دیا اپنے بھائی عیسیٰ بن علی کو چالیس ہزار دینار دیئے جس عبداللہ بن علی کو ابو مسلم نے شکست دی تھی پھر وہ بھاگ کر بصرہ چلا گیا تھا وہاں اس نے اپنے بھائی سلیمان بن علی سے امان طلب کی تھی اسی عبداللہ نے اس سال دوبارہ خلیفہ کی بیعت کی تھی اور اس کی اطاعت کی طرف لوٹ آیا لیکن اسے بغداد ہی میں قید کر دیا گیا جیسا کہ آئندہ آئے گا۔

سال رواں ہی میں جمہور بن مرار عجلی نے سنباز کو شکست دے کر اس کے اموال پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ کے خلاف بغاوت کر دی اسے یقین ہو گیا کہ اب مجھ پر کوئی غالب نہیں آئے گا خلیفہ نے محمد بن اشعث خزاعی کی ماتحتی میں اس کے مقابلہ میں ایک بڑا لشکر روانہ کیا، اس نے جمہور کو شکست دے کر اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا اس کے اموال و ذخائر پر قبضہ کر لیا پھر خود جمہور کو بھی قتل کر دیا۔

اسی زمانہ میں ملبد خارجی کو خازم نے آٹھ ہزار لشکر کے ہمراہ قتل کر دیا نیز ایک ہزار سے زائد قتل ہو گئے باقی شکست کھا گئے۔

واقدی کا قول ہے کہ فضل بن علی نے لوگوں کو حج کرایا، نائبین گزشتہ سال والے تھے۔ خواص میں سے اس سال زید بن واقد علاء بن عبدالرحمٰن ایک قول کے مطابق لیث بن ابی سلیم نے وفات پائی۔

سال رواں ہی میں بنو امیہ سے بلاد اندلس میں الداخل کی خلافت قائم ہوئی یہ عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان ہاشمی ہیں۔

صاحب کتاب کا قول ہے کہ وہ ہاشمی نہیں تھا بلکہ اموی تھا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس سے شکست کھا کر بلاد مغرب کی طرف فرار ہو گیا، وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جو یمانیہ مضریہ کی عصبیت پر لڑائی کر رہے تھے، اس نے اپنے غلام بدر کو ان کے پاس بھیجا اس نے ان کو عبدالرحمٰن کی طرف مائل کیا پھر انہوں نے اس کی بیعت کر لی اس نے انہیں اپنے ساتھ لے کر بلاد اندلس فتح کر لیا اسے اس کے نائب یوسف بن عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع فہری سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا عبدالرحمٰن قرطبہ میں سکونت پذیر ہو گیا ان علاقوں پر ۱۷۱ھ تک عبدالرحمٰن نے حکومت کی، ۳۴ سال چند ماہ حکومت کرنے کے بعد اسی سال اس نے وفات پائی۔

عبدالرحمٰن کے بعد چھ سال دس ماہ اس کے لڑکے نے حکومت کی پھر اس کی بھی وفات ہو گئی پھر اس کے بعد حکم بن ہشام نے ۲۶ سال چند ماہ حکومت کی پھر اس کی وفات کے بعد عبدالرحمٰن بن حکم نے ۳۳ سال حکومت کی پھر اس کے بعد محمد بن عبدالرحمٰن بن حکم نے ۲۶ سال حکومت کی پھر اس کے بعد اس کے لڑکے منذر بن محمد نے اس کے بعد اس کے بھائی عبداللہ بن محمد بن منذر نے حکومت کی ان کی حکومت ۳۰۰ھ کے بعد تک رہی پھر یہ حکومت ختم ہو گئی جیسا کہ انہوں نے بافراغت نعمتوں حسین و جمیل عورتوں میں زندگی گزار دی پھر اس سال یہ اور ان کے باشندے گویا وہ وعدے کے وقت کے پابند تھے گزر گئے پھر وہ خشک پتوں کی طرح ہو گئے جنہیں کمزوری اور صبا خشک کر دیتی ہے۔

واقعات ۱۳۹ ہجری

اسی سال اکمل بن صالح نے ملیطہ کی تعمیر مکمل کی پھر از سرِ نو موسم گرما کی جنگ کی وہ بلاد روم میں دور تک چلا گیا اس کی دونوں بہنوں علی کی لڑکی ام عیسیٰ اور لبابہ (جنہوں نے نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی حکومت ختم ہو گئی تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی) نے بھی اس کے ساتھ جہاد کیا۔

اسی زمانہ میں منصور اور رومی بادشاہ کے مابین جنگی قیدیوں کے تبادلہ کا معاہدہ ہوا چنانچہ بعض مسلمان قیدی رہا ہوئے منصور کے عبداللہ بن حسین کے دونوں لڑکوں کے امر میں مشغول ہونے کی وجہ سے ۱۰۶ھ تک موسم گرما کی جنگ نہیں ہو سکی لیکن بعض نے ذکر کیا ہے کہ حسن بن قحطبہ نے عبد

الوہاب بن ابراہیم کے ساتھ ۱۴۰ھ میں موسم گرما کی جنگ کی (واللہ اعلم)
اسی زمانہ میں منصور نے مسجد حرام کی توسیع کرائی یہ سال سرسبز و شادابی کا سال تھا اسی وجہ سے اسے السنۃ الخصبہ کہا جاتا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ یہ ۱۴۰ھ تھا۔

سال رواں ہی میں منصور نے اپنے چچا سلیمان کو بصرہ کی امارت سے معزول کر دیا عبداللہ بن علی اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوف کی وجہ سے روپوش ہو گئے منصور نے بصرہ کے نائب سفیان بن معاویہ کو عبداللہ بن علی کے حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے اس کے ساتھیوں سمیت اسے بھیج دیا منصور نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کو قید کر کے باقیوں کو خراسان ابوداؤد کے پاس بھیج دیا اس نے ان کو قتل کر دیا۔

اس سال عباس بن محمد بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا خواص میں سے اس سال عمر بن مجاہد یزید بن عبداللہ بن ہاد عابدوں میں سے حسن بصری کے ساتھی یونس بن عبید نے وفات پائی۔

واقعات ۱۴۰ھ

اس سال فوجیوں کی ایک جماعت نے خراسان کے نائب حاکم ابی داؤد کے خلاف بغاوت کر کے اس کا محاصرہ کر لیا وہ ان سے فریاد کرنے لگا تا کہ وہ اس کے قریب آ جائیں دیوار کی ایک اینٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا دیوار گر گئی جس کی وجہ سے اس کی کمر ٹوٹ گئی اسی کی وجہ سے اس کی وفات ہو گئی اس نے پولیس افسر عبدالجبار بن عبدالرحمٰن ازدی عاصم کو خراسان کا نائب بنایا حتیٰ کہ خلیفہ کی طرف سے بھی اس کی نیابت کا حکم آ گیا اس نے بلاد خرسان پر قابو پا لیا امراء کی ایک جماعت قتل کر دی کیونکہ اس تک خبر پہنچی تھی کہ وہ آل علی کی خلافت کی دعوت دیتے ہیں دوسروں کو قید کر دیا ابوداؤد کے شکستہ اموال پر ابوداؤد کے نائبین نے ٹیکس وصول کیا۔

اس سال خلیفہ منصور نے حیرہ سے احرام باندھ کر لوگوں کو حج کرایا منصور حج کے بعد مدینہ آ گیا پھر بیت المقدس گیا اس کی زیارت کر کے شام براستہ رقہ چلا گیا پھر ہاشمیہ کوفہ چلا گیا شہروں کے نائبین گزشتہ سال والے تھے البتہ خراسان کے نائب ابوداؤد کا اس سال انتقال ہو گیا اس کی جگہ عبد الجبار ازدی کو نائب مقرر کیا۔

داؤد بن ابی ہند، ابوحازم سلمہ بن دینار سہیل بن ابی صالح عمارہ بن غزیہ بن قیس السکونی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۴۱ھ

اس سال الراوند پارٹی نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی، ابن جریر نے مدائنی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ الراوند اصل میں ابومسلم کے حامی، خراسان کے باشندے تھے وہ تناسخ کے قائل تھے ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت آدم کی روح عثمان بن نہیک کی طرف منتقل ہو گئی ہے نیز یہ کہ ان کا خدا ابوجعفر منصور انہیں کھلاتا پلاتا ہے ہیثم بن معاویہ حضرت جبرئیل کی جگہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ ان کا برا کرے)

ابن جریر کا قول ہے کہ الراوند ایک روز منصور کے محل میں آئے انہوں نے اس کا طواف شروع کر دیا اور یہ کہہ رہے تھے کہ یہ ہمارے رب کا محل ہے منصور نے ان کے امراء کی طرف پیغام بھیجا اس نے ان میں سے دوسو کو گرفتار کر لیا وہ اس پر غصہ ہو کر کہنے لگے کہ تو نے ہمیں کیوں گرفتار کیا؟ پھر انہوں نے جنازہ کی چارپائی اٹھا لی حالانکہ اس میں کوئی مردہ نہیں تھا وہ اس کے اردگرد جمع ہو گئے گویا وہ جنازہ اٹھا کر جا رہے ہیں جب وہ جیل کے دروازے پر پہنچے تو چارپائی پھینک کر زبردستی جیل میں گھس گئے اور اپنے ساتھیوں کو اس میں سے نکال لیا چھ ہزار لشکر کے ہمراہ انہوں نے منصور کے محل کا رخ کیا لوگوں میں شور مچ گیا شہر کے دروازے بند ہو گئے منصور سواری کے نہ ہونے کی وجہ سے پیادہ نکل پڑا پھر سواری لائی گئی جس پر وہ سوار ہوا اس نے الراوند کی طرف رخ کیا چاروں طرف سے لوگ نکل پڑے معن بن زائدہ بھی آ گیا وہ خلیفہ کو دیکھ کر پیادہ چلنے لگا اس نے منصور کی سواری کی لگام پکڑ کر کہا کہ امیر المؤمنین آپ واپس چلے جائیے ہم کافی ہیں اس نے انکار کر دیا۔

بازار والے ان کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے انہوں نے ان سے قتال کیا اتنے میں لشکر آ گئے انہوں نے ان سب کا محاصرہ کر لیا اور عثمان بن نہیک کو تیر مار کر زخمی کر دیا چند دن بیمار ہو کر اس کا انتقال ہو گیا خلیفہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی دفن تک اس کی قبر پر کھڑا رہا اس کے لئے دعا کی اس کے بھائی عیسیٰ بن نہیک کو چوکیداروں کا امیر بنا دیا یہ سب کچھ کوفہ کے شہر ہاشمیہ میں ہوا۔

منصور نے الراوند کے قتال سے فارغ ہونے کے بعد اس دن کی نماز ظہر آخری وقت میں پڑھی پھر اس کے سامنے کھانا لگایا گیا اس نے کہا کہ معن بن زاہدہ کہاں ہے؟ حتیٰ کہ معن آ گیا منصور نے اسے اپنے قریب بٹھا لیا اس کی بہادری اور اس کا شکریہ ادا کیا اس نے کہا کہ قسم بخدا اے امیر میں خوف زدہ تھا آپ کی دلیری اور بہادری کو دیکھ کر میرا خوف ختم ہوا میں نے جنگ کے بارے میں آپ جیسا انسان نہیں دیکھا اے امیر اسی چیز نے مجھے دلیر کر دیا منصور نے اس سے خوش ہو کر اس کے لئے دس ہزار درہم کا انعام دیا اور یمن کا والی بنا دیا حالانکہ معن اس سے پہلے روپوش تھا کیونکہ اس نے ابن ہبیرہ کے ساتھ مسودۃ سے قتال کیا تھا اس دن سے یہ آج منظر عام پر آیا تھا اس نے خلیفہ کو دیکھ کر جنگ کے بارے میں اس کی حمایت کی تو وہ اس سے راضی ہو گیا۔ بعض کا قول ہے کہ منصور نے کہا کہ میں نے تین مواقع پر غلطی سے کام لیا (۱) قلیل جماعت کے ساتھ ابو مسلم کو قتل کیا (۲) شام کے دورے کے موقع پر اگر عراق میں تلواریں چل جاتیں تو خلافت ختم ہو جاتی (۳) الراوند سے جنگ کے روز اگر کسی اجنبی کا تیر مجھے لگ جاتا تو میں ہلاک ہو جاتا یہ اس کی ہوشیاری اور جرأت کی دلیل ہے۔

اس سال منصور نے اپنے لڑکے محمد کو اپنا ولی عہد بنایا مہدی اس کا نام رکھا خراسان کے امیر عبدالجبار کو معزول کر کے محمد کو اس کی جگہ والی بنا دیا۔ کیونکہ عبدالجبار نے خلیفہ کے حامیوں کو قتل کیا تھا منصور نے ابوایوب سے اس معاملے میں مشورہ کیا اس نے کہا کہ اے امیر آپ اسے لکھیئے کہ خراسان سے ایک بڑا لشکر رومیوں سے قتال کے لئے بھیج دے اس کے بعد آپ جسے چاہیں بھیج دیجئے وہ اسے وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے چنانچہ منصور نے عبدالجبار کے پاس خط لکھ دیا۔

عبدالجبار نے جواب لکھا کہ بلاد خراسان میں ترکیوں نے فساد برپا کر رکھا ہے اگر یہاں سے لشکر روانہ کیا جائے تو ملک کو ان سے خطرہ ہے منصور نے ابوایوب سے کہا کہ اب تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ آپ اسے لکھئے کہ بلاد خراسان غیروں کے مقابلے میں مسلمانوں کی سرحدوں کو کمک پہنچانے کا زیادہ حقدار ہے میں نے تیری طرف لشکر روانہ کر دیا ہے چنانچہ منصور نے بلاد خراسان کے حاکم کو اسی طرح لکھ دیا۔

اس نے جواب لکھا کہ بلاد خراسان اس سال معاشی حالت کے اعتبار سے کمزور ہونے کی وجہ سے کسی فوج کا متحمل نہیں ہو سکتا پھر منصور نے ابو ایوب کو اس کا جواب سنا کر اس سے مشورہ لیا اس نے کہا کہ اے امیر! اس نے کھل کر بے حیائی کا اظہار کر دیا اب بلا کسی مہلت کے اسے برطرف کر دیجئے اس کے بعد منصور نے اپنے صاحبزادے محمد مہدی کوری میں قیام کے لئے بھیجا خازم بن خذیمہ اس کے آگے آگے تھا عبدالجبار کے پاس پہنچ کر وہ مسلسل اسے اور اس کے ساتھیوں کو دھوکہ دیتا رہا حتیٰ کہ اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر بھاگ گئے، انہوں نے اسے اونٹ پر سوار کر کے اس کا چہرہ اس کی دم کی طرف کر دیا اسے پھراتے رہے حتیٰ کہ اسے منصور کے پاس لے آئے اس کے ساتھ اس کا لڑکا اور اس کے اہل و عیال کی ایک جماعت بھی تھی منصور نے اسے قتل کر کے باقیوں کو یمن جلاوطن کر دیا وہاں پر ہنود نے انہیں قیدی بنا لیا پھر ان میں سے بعض کی وفات ہو گئی۔

مہدی خراسان کا بااختیار نائب بن گیا اس کے والد نے اسے طبرستان اور اصبہذ کے ساتھ قتال کا حکم دیا اس کے لشکر کے ساتھ اس کی مدد کی جس کا امیر عمر بن علاء تھا وہ اہل طبرستان کے ساتھ جنگ کا ماہر تھا اسی کے چند اشعار ہیں:

(۱)...... اگر تو خلیفہ کا خیرخواہ بن کر اس کے پاس جائے تو اسے کہہ دینا۔

(۲)...... جب دشمن کی جنگیں تجھے بیدار کریں تو تو ان کے لئے عمر کو بیدار کر دے پھر خود تو سو جا۔

(۳)...... وہ ایسا نوجوان ہے جو گھوڑے پر نہیں سوتا اور وہ خون کا پانی پیتا ہے۔

جب طبرستان میں دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہو تو انہوں نے اسے فتح کر لیا اصبہذ کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اسے قلعہ بند ہونے پر مجبور کر دیا مجبور ہو کر اس نے مسلمانوں سے اس کے ذخائر پر صلح کر لی مہدی نے اپنے والد کو اس سے مطلع کر دیا۔ اصبہذ بلاد دیلم چلا گیا وہیں اس نے وفات پائی۔ مسلمانوں نے ترکیوں کے بادشاہ مصمغان کو بھی شکست دے دی انہوں نے بہت سے بچوں کو بھی قید کر لیا، یہ طبرستان کی پہلی فتح تھی سال رواں ہی

میں جبرائیل بن یحییٰ خراسانی مصیصہ کی تعمیر سے فارغ ہوا۔
اسی زمانہ میں محمد بن الامام ابراہیم نے ملیطہ میں پڑاؤ ڈالا۔
اسی برس منصور نے زیاد بن عبیداللہ کو حجاز کی امارت سے معزول کر دیا۔ محمد بن خالد قسری کو مدینہ کا والی بنایا ہیثم بن معاویہ کو مکہ اور طائف کا والی بنایا۔
سال رواں ہی میں منصور کے پولیس افسر موسیٰ بن کعب نے وفات پائی مصر کا حاکم گزشتہ سال والا تھا پھر محمد بن اشعث کو اس کا والی بنا دیا پھر اسے معزول کر کے نوفل بن فرات کو والی بنا دیا۔
اس سال قنسرین، حمص، دمشق کے نائب صالح بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔
اس سال ایک قول کے مطابق ابان بن تغلب، موسیٰ بن عقبہ ابو اسحاق الشیبانی نے وفات پائی۔

واقعات ۱۴۲ھ

اس سال سندھ کے نائب عیینہ موسیٰ بن کعب نے خلیفہ کی بغاوت کی خلیفہ نے عمر بن حفص بن ابی صفرہ کی امارت میں اس کی طرف لشکر روانہ کیا عمر کو سندھ اور ہند کا امیر بنایا عمر بن حفص نے اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست دے کر ملک پر قبضہ کر لیا۔
اسی زمانے میں طبرستان کے اصبہذ نے مسلمانوں سے کیا ہوا عہد توڑ دیا طبرستان میں مسلمانوں کی ایک جماعت قتل کر دی خلیفہ نے خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کی امارت میں اس کی طرف لشکر روانہ کیا منصور کا غلام مرزوق ابوالخصیب بھی ان کے ساتھ تھا، انہوں نے ایک طویل عرصہ تک اس کا محاصرہ کر کے رکھا لیکن قلعہ فتح نہیں ہوا پھر انہوں نے ایک تدبیر کی کہ ابوالخصیب نے ان سے کہا کہ میری پٹائی کر کے میرا سر اور ڈاڑھی مونڈ دو انہوں نے ایسا ہی کیا ابوالخصیب ان کی طرف چلا گیا ظاہر یہ کیا کہ مسلمانوں نے اسے مارا ہے وہ قلعہ میں داخل ہوا تو اصبہذ بڑا خوش ہوا اس کا اعزاز و اکرام کیا ابوالخصیب ظاہراً اس کا خیر خواہ بن گیا اصبہذ نے قلعہ کھولنے اور بند کرنے کی چابی اس کے حوالے کر دی۔
جب وہ کچھ پر ناراض ہو گیا تو اس نے مسلمانوں سے خط و کتابت شروع کر دی اس نے انہیں لکھا کہ فلاں رات قلعہ کے قریب پہنچ جانا میں قلعہ کا دروازہ کھول دوں گا، جب وہ رات آئی تو وہ قلعہ کے قریب پہنچ گئے اس نے دروازہ کھول دیا انہوں نے قلعہ میں داخل ہو کر لڑنے والوں کو قتل کر دیا بہت سوں کو گرفتار کر لیا اصبہذ زہر آلود انگوٹھی کھا کر مر گیا اس معرکہ میں گرفتار شدگان میں بادشاہ کی دو خوبصورت لڑکیاں ام منصور بن مہدی ام ابراہیم ابن المہدی بھی تھیں۔
اسی سال منصور نے اہل بصرہ کے لئے وہ قبلہ بنوایا جس کے پاس وہ حبان میں نماز پڑھتے تھے فرات اور ابلہ کے نائب سلمہ بن سعید بن جابر کو اس کی تعمیر کا نگران بنایا اس سال منصور نے رمضان بصرہ میں گزارا اور وہیں پر نماز عید پڑھائی۔
اس سال منصور نے نوفل بن فرات کو مصر کی امارت سے معزول کر کے حمید بن قحطبہ کو اس کی جگہ امیر بنایا اس سال اسماعیل بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔
سال رواں ہی کے ۲۳ جمادی الثانی بروز ہفتہ خلیفہ کے چچا اور بصرہ کے نائب سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی اس کے بھائی عبدالصمد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی انہوں نے اپنے والد عکرمہ ابی بردہ بن ابی موسیٰ سے حدیث روایت کی پھر ان سے ایک جماعت (جس میں ان کے لڑکے جعفر محمد زینب اصمعی تھے) وفات پائی ۲۰ سال کی عمر میں ہی ان کی ڈاڑھی سفید ہو گئی تھی جس کی وجہ سے یہ خضاب لگاتے تھے کریم فیاض، قابل تعریف انسان تھے ہر سال عرفہ کی شام ایک سو غلام آزاد کرتے تھے بنو ہاشم تمام قریش اور انصار کے لئے سالانہ پانچ ہزار مقرر کئے ہوئے تھے۔
ایک روز انہوں نے محل سے بصرہ کے ایک گھر میں چند عورتوں کو سوت کاتتے ہوئے دیکھا، اتفاق سے اسی وقت ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر امیر ہمیں سوت کاتتے ہوئے دیکھ لے تو وہ ہمیں اس سے مستغنی کر دے، اسی وقت سلیمان نے اٹھ کر محل میں عورتوں سے زیورات جمع کر کے ان میں تقسیم کر دیئے شدت خوشی سے ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا، سلیمان نے اس کے ورثا کو اس کی دیت اور اس کا ترکہ دے دیا۔ سلیمان سفاح کے زما

نے میں امیر حج منصور کے زمانے میں بصرہ کے حاکم تھے یہ بنی عباس کے بہترین لوگوں میں سے تھے اسماعیل داؤد صالح عبدالصمد، عبداللہ، عیسیٰ، محمد کے بھائی سفاح اور منصور کے چچا تھے۔

اس سال خواص میں سے خالد بذا، عاصم احول ایک قول کے مطابق عمرو بن عبید قدری نے وفات پائی یہ عمرو بن عبید ثوبان ہیں ابن کیسان بھی انہیں کہا جاتا ہے، ان کے آقا ایران کے باشندے ابوعثمان بصری ہیں یہ قدریہ اور معتزلہ کے شیخ تھے انہوں نے حسن بصری عبید اللہ بن انس، ابی العالیہ ابی قلابہ سے روایت کی ان سے حماد ان سفیان بن عینیہ، اعمش، عبدالوارث بن سعید، ہارون بن موسیٰ، یحییٰ القطان، یزید بن زریع نے روایت کی۔ امام احمد کا قول ہے کہ عمرو بن عبید اس قابل نہیں کہ اس سے حدیث روایت کی جائے علی بن المدینی، یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ عمرو کچھ نہیں ابن معین نے تو اس کی بھی زیادتی کی ہے کہ یہ غلط انسان تھا نیز یہ کہ دہریہ تھا جو لوگوں کو کھیتی کی مانند سمجھتے ہیں۔

فلاس کا قول ہے کہ عمرو بدعتی متروک الحدیث ہے یحییٰ بن قطان شروع میں ان سے احادیث روایت کرتے تھے پھر چھوڑ دی ابن مہدی ان سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے ابوحاتم کا قول ہے کہ عمرو متروک الحدیث ہے نسائی کا قول ہے کہ عمرو ثقہ نہیں تھے شعبہ نے یونس بن عبید کے حوالے سے حدیث میں عمرو کا کذب بیان کیا ہے حماد بن سلمہ کا قول ہے کہ مجھے حمید نے اس سے روایت کرنے سے منع کیا ہے نیز عمرو حسن بصری پر جھوٹ بولتا تھا یہی ایوب عوف ابن عون کا قول ہے۔ ابوایوب کا قول ہے کہ میں عقلاً بھی اسے عادل نہیں مانتا مطر الوراق کا قول ہے کہ میں کسی چیز میں اس کی تصدیق نہیں کرتا ابن المبارک کا قول ہے کہ مؤرخین نے قدر کی طرف دعوت دینے کی وجہ سے اس سے حدیث روایت کرنا چھوڑ دی متعدد آئمہ جرح وتعدیل نے اس کی تکذیب کی ہے کچھ حضرات نے عبادت وزہد کی وجہ سے اس کی تعریف کی ہے جیسا کہ حسن بصری کا قول ہے کہ حدیث کے علاوہ عمرو قراء کا سردار ہے۔

مؤرخین کا قول ہے کہ وہ بہت بڑا کذاب تھا ابن حبان کا قول ہے کہ عمرو اہل تقویٰ میں سے تھا حتیٰ کہ احادیث بیان کرنے لگا پھر وہ اپنے ساتھیوں سمیت حسن بصری کی مجلس سے علیحدہ ہو گیا انہوں نے اپنا نام معتزلہ رکھ لیا وہ صحابہ کو گالیاں دیتا تھا، حدیث میں کذب کرتا تھا۔

اسی سے منقول ہے کہ اگر ابولہب کے ہاتھ لوح محفوظ میں ہلاک ہو گئے تو یہ ابن آدم پر محبت نہیں بن سکتا۔

اس کے سامنے ابن مسعود کی حدیث بیان کی گئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص چالیس روز تک ماں کے پیٹ میں رہتا ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے چار چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے (۱) رزق (۲) عمر (۳) عمل (۴) نیک یا بدبخت۔ تو اس نے جواب دیا کہ اگر میں یہ روایت اعمش سے سنتا تو اس کی تکذیب کرتا زید بن وہب سے سنتا تو اسے ناپسند کرتا، ابن مسعود سے سنتا تو قبول نہ کرتا آپ ﷺ سے سنتا تو اسے رد کرتا اگر اللہ سے سنتا تو میں کہتا کہ تو نے ہم سے اس پر میثاق نہیں لیا یہ اس کا بہت بڑا کفر ہے اگر واقعتہً اس نے یہ بات کہی ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، اگر اس نے نہیں کی تو اس پر افترا باندھنے والے کو سزا ہو۔

عبداللہ بن مبارک کے چند اشعار ہیں:

(۱)...... اے علم کے طالب! حماد بن زید کے پاس جا۔

(۲)...... بردباری سے علم حاصل کر پھر اسے خوب ذہن نشین کر لے بدعت ترک کر دے جو عمرو بن عبید کے آثار میں سے ہے۔

ابن عدی کا قول ہے کہ عمرو اپنے زہد سے لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے وہ بہت زیادہ ضعیف الحدیث ہے علی الاعلان بدعت کا مرتکب ہے۔

دارقطنی کا قول ہے کہ عمرو ضعیف ہے خطیب بغدادی کا قول ہے کہ عمرو، حسن بصری کی مجلس میں شرکت سے مشہور ہو گیا پھر واصل بن عطاء نے اہل سنت کے مذہب سے اس کا رخ پھیر دیا، اس نے قدر کا قول کیا اسی کی طرف دعوت دی اصحاب حدیث سے الگ ہو گیا وہ زہد کا اظہار کرتا تھا۔

بعض کا قول ہے کہ عمرو بن عبید اور واصل بن عطاء ۸۰ھ میں پیدا ہوئے امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ عمرو کا انتقال ۴۲ھ یا ۴۳ھ میں مکہ کے راستہ میں ہوا عمرو ابی جعفر منصور کے خاص آدمیوں میں سے تھا منصور اس سے محبت کرتا اس کی تعظیم وتکریم کرتا تھا کیوں کہ عمرو قراء کے ساتھ اس کے پاس آتا تھا منصور اسے ہدایا پیش کرتا عمرو کے علاوہ سب لے لیتے وہ اصرار کے باوجود نہیں لیتا تھا اس کی اس بات نے منصور کو دھوکہ میں رکھا کیونکہ منصور بخل کی وجہ سے اسے بہت پسند کرتا تھا وہ یہ شعر پڑھا کرتا تھا تم سب سست رفتار ہو عمرو کے علاوہ تم سب شکار کے طالب ہو۔

اگر منصور حقیقت کی نگاہ سے دیکھتا تو عمرو کی طرح تمام قراء اسے روئے زمین پر سب سے بہتر نظر آتے صرف زہد بزرگی کی علامت نہیں بن سکتا اس لئے کہ بعض پادری عمرو اور مسلمانوں سے بڑے زاہد تھے۔ ہم نے اسماعیل بن خالد قعنبی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ میں نے حسن بن جعفر کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ایوب، یونس، ابن عون جنت میں ہیں میں نے ان سے عمرو بن عبید کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ وہ جہنم میں ہے۔ پھر دوسری تیسری مرتبہ میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو انہوں نے عمرو بن عبید کے بارے میں وہی جواب دیا کہ اس کے علاوہ بھی اس کے لئے برے خواب دیکھے گئے ہیں ہمارے شیخ نے تفصیل سے تہذیب میں ان کے حالات قلم بند کئے ہیں۔

ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں اسی کا خلاصہ بیان کیا ہے، اسی کا کچھ حصہ ہم نے لوگوں کو عمرو بن عبید کے مکر سے بچانے کے لئے یہاں نقل کیا ہے۔(واللہ اعلم)

واقعات ۱۴۳ھ

اسی سال منصور نے لوگوں کو دیلم سے قتال کے لئے تیار کیا کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کی ایک جماعت قتل کی تھی اہل کوفہ اور اہل بصرہ کو حکم دیا کہ جس شخص کے ساتھ دس ہزار کی نفری تیار ہو جائے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ دیلم چلا جائے چنانچہ خلیفہ کی ترغیب کی برکت کی وجہ سے بہت سے افراد جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

اس سال کوفہ اور اس کے مضافات کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال حجاج الصواف، حمید بن رؤبۃ الطویل، سلیمان بن خان التیمی ایک قول کے مطابق عمرو بن عبید صحیح قول کے مطابق لیث بن ابی سلیم یحییٰ بن سعید انصاری نے وفات پائی۔

واقعات ۱۴۴ھ

اسی سال محمد بن ابی العباس السفاح نے اپنے چچا منصور کی اجازت سے واسط، کوفہ، بصرہ، موصل اور جزیرہ کے باشندوں کا لشکر لے کر بلاد دیلم کا رخ کیا۔

اسی زمانہ میں محمد بن جعفر منصور مہدی بلاد خراسان سے اپنے والد کی طرف آیا اپنی چچازاد بہن رایطہ بنت السفاح کو حیرہ لے گیا۔

اس سال منصور نے حیرہ، عسکر پر خازم بن خزیمہ کو نائب مقرر کر کے لوگوں کو حج کرایا رباح نے عثمان کو مدینہ کا والی بنایا محمد بن خالد قسری کو معزول کر دیا لوگوں نے ۱۴۴ھ میں طریق مکہ میں منصور کا استقبال کیا استقبال کرنے والوں میں عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب بھی تھے خلیفہ نے اپنے ساتھ اسے دسترخوان پر بٹھایا پھر اس کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو کر ناشتہ بھی بھول گیا۔

پھر منصور نے عبداللہ سے اس کے دونوں لڑکے محمد اور ابراہیم کے بارے میں سوال کیا اس نے جواب دیا کہ قسم بخدا مجھے علم نہیں وہ روئے زمین پر کہاں ہیں عبداللہ بن حسن اپنی بات میں سچا تھا کیونکہ اصل بات یہ تھی کہ مروان الحمار کے دور حکومت کے آخر میں اہل حجاز کی ایک جماعت نے محمد بن عبداللہ بن حسن کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان میں منصور بھی شامل تھا اب بنی عباس کی طرف خلافت منتقل ہونے اور منصور کے خلیفہ بننے کے بعد محمد اور ابراہیم منصور سے بہت خوف زدہ تھے۔

منصور کو بھی خطرہ تھا کہ کہیں محمد اور ابراہیم مروان کے خلاف بغاوت کرنے کی طرح میرے خلاف بھی بغاوت نہ کر دیں جس سے اسے خطرہ تھا اسی میں وہ پھنس گیا وہ دونوں بھاگ کر دور دراز علاقہ یمن چلے گئے پھر ہند جا کر روپوش ہو گئے حسن بن زید نے ان کی مخبری کی تو وہ دوسری جگہ منتقل ہو گئے پھر اس نے ان کی مخبری کی تو وہ دوسرے مقام پر منتقل ہو گئے وہ منصور کے پاس مسلسل ان کا دشمن بنا رہا عجیب بات یہ ہے کہ حسن بن زید ان دونوں

کے پیروکاروں میں سے تھا منصور نے ان کے حاصل کرنے میں سارے زور خرچ کر دیئے لیکن وہ کامیاب نہ ہوا۔

جب منصور نے ان کے والد سے پوچھا تو اس نے لاعلمی ظاہر کردی پھر اس نے ان کے والد پر اس کے لڑکوں کے بارے میں اصرار کیا تو ان کے والد نے غصے میں کہا واللہ اگر وہ میرے قدموں کے نیچے بھی ہوں گے پھر بھی میں ان کے بارے میں نہیں بتاؤں گا۔ منصور نے ناراض ہو کر اسے قید کرنے اور اس کے غلاموں اور اموال فروخت کرنے کا حکم دیا چنانچہ جب جیل میں اسے تین سال گزر گئے تو منصور کے ساتھیوں نے حسن کے پورے خاندان کو قید کرنے کا حکم دیا چنانچہ منصور نے اس کے پورے خاندان کو جیل میں ڈال دیا اس کے لڑکوں کو پکڑنے کی بہت کوشش کی حالانکہ اکثر منصور اور محمد وابراہیم حج پر آتے تھے یہ دونوں اکثر خفیہ طور پر مدینہ میں رہتے تھے لیکن منصور کے چغل خوروں کو پتہ نہیں چلتا تھا منصور ابراہیم ومحمد کی گرفتاری کے لئے مدینہ کے امیروں کو بدلتا رہتا تھا انہیں ان کے بارے میں تاکید بھی کرتا رہتا تھا اس چیز پر اس نے بہت مال خرچ کیا لیکن کامیاب نہ ہوسکا کیونکہ تقدیری فیصلہ اس کے خلاف تھا۔

منصور کے امراء میں سے ایک امیر ابوالعسا کر خالد بن حسان نے ان دونوں سے ملاقات کر کے منصور کے قتل پر اتفاق کر لیا اس سلسلے میں اس نے ان کی مدد بھی کی ایک بار انہوں نے صفا، مروہ کے درمیان منصور کو قتل کرنے کی بھی کوشش کی لیکن ان کے والد نے اس مقام کی شرافت وحرمت کی وجہ سے انہیں منع کر دیا۔

منصور پر یہ سازش منکشف ہوگئی اس نے ابوعسا کر کو اتنی سزا دی کہ اس نے ان کی مدد کرنے کا اقرار کر لیا پھر منصور نے اس سے پوچھا کہ میرے قتل سے تم کو کس نے روکا؟ اس نے کہا کہ عبداللہ بن حسن نے، خلیفہ نے اس کے بارے میں کسی سزا کا حکم دیا تو وہ روپوش ہو گیا اس کے بعد آج تک ظاہر نہیں ہوا۔

منصور نے وزراء میں سے چیدہ چیدہ سمجھدار وزراء سے عبداللہ بن حسن کے لڑکوں کے بارے میں مشورہ کیا ان کی تلاش میں چاروں طرف جاسوس دوڑائے ساری تگ ودو کی، لیکن کامیابی پھر بھی نہیں ہوئی کیونکہ اللہ کا امر غالب ہو کر رہتا ہے۔

ایک روز محمد بن عبداللہ بن حسن نے والدہ سے کہا مجھے اور اپنے چچوں پر رحم آ گیا اس لئے میں نے منصور کی بیعت خلافت کا ارادہ کیا ہے تاکہ ان کی تکلیف دور ہو، اس کی والدہ نے جیل میں جا کر ان کے والد کو ان کے ارادہ سے آگاہ کیا انہوں نے جواب دیا کہ اس میں کوئی عزت نہیں بلکہ ہم صبر کریں گے انشاءاللہ! اللہ کوئی راستہ نکالے گا منصور کے نہ چاہنے کے باوجود ہم پر وسعت کرے گا سب نے ایک دوسرے کی مدد کی۔

اسی سال آل حسن کو مدینہ کی جیل سے عراق کی جیل منتقل کیا گیا اس حال میں کہ ان کے پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں طوق ڈالے ہوئے تھے ابی جعفر کے حکم سے ربذہ سے انہیں بیڑیاں ڈالی گئیں ان کے ساتھ عبداللہ بن حسن کا اخیافی بھائی محمد بن عبداللہ عثمانی بھی تھا اس کی لڑکی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن سے شادی شدہ تھی جو کچھ دنوں سے حاملہ تھی خلیفہ نے عثمانی کو بلا کر کہا کہ میں نے طلاق وعتاق کی قسم اٹھائی ہے یہ تیری لڑکی اپنے شوہر سے حاملہ ہے یا کسی اور سے تو مجھے صحیح صحیح بتادے اگر اپنے شوہر سے ہے تو تجھے معلوم ہے اگر نہیں ہے تو پھر تو دیوث ہے عثمانی کے جواب نے اسے برا فروختہ کر دیا اس نے عثمانی کے کپڑے اتارنے کا حکم دیا، چنانچہ اس کے کپڑے اتارے گئے تو اس کا جسم چاندی کی طرح چمک رہا تھا۔

منصور نے عثمانی کو ۱۵۰ کوڑے لگوائے ان میں سے تیس سر پر لگوائے جس میں سے ایک کوڑے نے اس کی آنکھ ضائع کر دی، پھر اسے جیل بھیج دیا، مار کی نیلاہٹ اور کھال پر خون کے جم جانے کی وجہ سے عثمانی سیاہ غلام کی طرح بن گیا جیل میں اسے اس کے حقیقی بھائی عبداللہ بن حسن کے پہلو میں بٹھایا گیا اس نے پانی طلب کیا تو کسی نے پانی نہیں دیا حتیٰ کہ خراسانی جلادوں میں سے ایک نے پانی دیا۔

اس کے بعد منصور انہیں بیڑیاں اور طوق پہنے ہوئے تنگ جگہوں پر سوار کر کے خود اپنے ہودج میں بیٹھا کر لے گیا، جب منصور ان کے پاس سے گزرا تو عبداللہ بن حسن نے اسے پکار کر کہا کہ اے ابی جعفر ہم نے بدر میں تمہارے قیدیوں سے ایسا برا سلوک نہیں کیا اس کے ذریعے اس نے منصور کو ذلیل کر دیا اس نے ان سے نفرت کی عراق پہنچنے کے بعد خلیفہ نے ہاشمیہ کو گرفتار کر لیا جن میں محمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بھی تھا جو بہت حسین وجمیل ہونے کی وجہ سے سرخ وریشم سے مشہور تھا لوگ اس کے حسن وجمال کو دیکھنے آتے تھے منصور نے اسے بلا کر کہا کہ میں تجھے ایسے قتل کروں گا کہ آج تک میں نے ایسے کسی کو قتل نہیں کیا پھر اسے دوستونوں کے درمیان باندھ کر دونوں کو ملا دیا جس سے اس کی وفات ہوگئی انشاءاللہ منصور کو اپنے کئے

ہوئے ظلم کا بدلہ ضرور ملے گا۔

حسن کے خاندان کے اکثر لوگ جیل ہی میں مر گئے پھر منصور کے ہلاک ہونے کے بعد بقیہ افراد کو جیل سے رہائی ملی۔

ہلاک شدگان میں خود حسن بن عبداللہ بھی تھا بعض کا قول ہے کہ اسے باندھ کر قتل کیا گیا کم افراد ہی جیل سے باہر آئے منصور کی جیل ایسی تھی کہ اس میں قیدیوں کو آذان کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی صرف تلاوت سے انہیں نماز کا وقت معلوم ہوتا تھا پھر اہل خراسان نے عثمانی کے بارے میں سفارشی بھیجا منصور نے اس کا سر قلم کر کے اہل خراسان کے پاس بھیج دیا (اللہ اس کا برا اور عثمانی کا اچھا کرے)

عثمانی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان الاموی ابوعبداللہ المدنی حسین و جمیل ہونے کی وجہ سے دیباج سے مشہور تھا، اس کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی تھیں انہوں نے والدین، خارجہ بن زید طاؤس، ابی الزناد، زہری، نافع وغیرہ سے روایت کی ان سے ایک پوری جماعت نے روایت کی، نسائی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے، عبداللہ بن حسن کے حقیقی بھائی تھے ان کی صاحبزادی رقیہ ان کے بھتیجے ابراہیم بن عبداللہ کے نکاح میں تھی جو بڑی حسین و جمیل تھی اسی کی وجہ سے ابوجعفر منصور نے اس کے والد کو اس سال قتل کیا۔ عثمانی کریم، فیاض اور قابل تعریف انسان تھا۔ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ سلیمان بن عباس سعدی نے عثمانی کی مدح میں ابی وجرۃ سعدی کے اشعار سنائے:

(۱) ..... خلیفہ اور رسول کے سامنے خالص سفید نوجوان دیکھا۔

(۲) ..... ادھر ادھر سے تیرے پاس بزرگی آئی اور تو سیلابوں کے ٹکرانے کی جگہ میں ہے۔

(۳) ..... بزرگی کیلئے تیرے علاوہ قیلولہ اور شبستان کی جگہ نہیں۔

(۴) ..... وہ تیرے پیچھے اسے تلاش کرنے نہیں جائے گی اور نہ تیرا بدل قبول کرے گی۔

واقعات ۱۴۵ھ

اس سال مدینہ میں محمد بن عبداللہ بن حسن کا خروج کا اور بصرہ میں اس کے بھائی ابراہیم کے خروج کا واقعہ پیش آیا جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔ ابو جعفر کے آل حسن کو مدینہ کی جیل سے عراق کی جیل میں منتقل کرنے کے بعد محمد نے خروج کیا منصور نے آل حسن کو ایسے خراب مقامات پر قید کیا تھا جہاں آذان کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی نمازوں کے اوقات صرف اذکار و تلاوت کے ذریعے معلوم ہوتے تھے حسن کے اکثر اکابر جیل ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئے محمد مدینہ میں روپوش تھا حتیٰ کہ بعض اوقات وہ بئر زمزم میں سر کے علاوہ پورا چھپ جاتا تھا اس نے اور اس کے بھائی نے ایک وقت مقرر ہ پر ظہور کا وعدہ کر رکھا تھا وہ مدینہ اور ابراہیم بصرہ میں تھا اہل مدینہ اکثر اس کے چھپے ہوئے ہونے کی خبر دیتے رہتے تھے حتیٰ کہ اس نے خروج کا ارادہ کر لیا کیونکہ مسلسل مدینہ کے والی کے تلاش کرنے اور روپوشی کی وجہ سے تنگ آچکا تھا مجبوراً اس نے اپنے ساتھیوں سے ایک متعین رات میں ظہور کا وعدہ کر لیا۔

جب وہ متعین رات آئی تو بعض چغلخوروں نے والی مدینہ کو مخبری کر دی وہ گھبرا گیا پھر ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس نے مدینہ اور مروان کے گھر کا چکر لگایا، وہ واپسی پر گھر کے بجائے بنی حسین بن علی کی طرف چلا گیا اس نے انہیں جمع کیا جس میں سادات قریش بھی تھے اس نے انہیں وعظ و نصیحت کرتے ہوئے کہا اے اہل مدینہ امیر المؤمنین جس شخص کو مشرق و مغرب میں تلاش کر رہا ہے وہ تمہارے درمیان موجود ہے، پھر تم نے سمع و اطاعت پر اس کی بیعت بھی کی ہے، یاد رکھو اگر کسی کے بارے میں اس کے ساتھ ملا ہونا مجھے معلوم ہوا تو میں اسے قتل کر دوں گا حاضرین نے کہا کہ واللہ اس کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس ایک حسین کی جماعت لے آتے ہیں جو آپ کے سامنے جہاد کرے گی پھر وہ اٹھ کر اس کے پاس حسین کی ایک جماعت لے آئے انہوں نے اس سے داخل ہونے کی اجازت طلب کی اس نے کہا کہ نہیں مجھے ان سے دھوکہ کا خطرہ ہے اس کے بعد وہ دروازہ پر بیٹھ گیا لوگ اس کے ارد گرد بیٹھ گئے وہ خوف زدہ ہونے کی وجہ سے بہت کم بات کر رہا تھا حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا پھر اچانک اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اصحاب محمد ظاہر ہوئے تو لوگ گھبرا گئے انہوں نے بنی حسین کے قتل کا امیر کو اشارہ کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ کیوں ہم نے تو اس کی اطاعت اختیار کی ہے امیر اچانک معاملے کی وجہ سے ان سے غافل ہو گیا وہ غفلت سے فائدہ اٹھا کر دروازہ پر چڑھ

گئے انہوں نے پچھرے پر پچھلا تنگ لگادی۔

محمد بن عبداللہ اڑھائی سوافراد کے ہمراہ منظر عام پر آیا جیل کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے قیدیوں کو جیل سے نکال لیا دارالامارت کے پاس پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا حتیٰ کہ اس کو فتح کرلیا مدینہ کے نائب ریاح بن عثمان کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا ابن مسلم بن عقبہ (جس نے اس رات بنی حسین کے قتل کا مشورہ دیا تھا) بھی اس کے ساتھ جیل میں تھا صبح ہوتے ہی محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینہ پر غلبہ حاصل کرلیا اسی نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی جس میں سورۃ الفتح کی تلاوت کی رات ختم ہوتے ہی ماہ رجب کا آغاز ہوگیا اسی دن محمد بن عبداللہ نے اہل مدینہ کو خطبہ دیا جس میں بنی عباس پر اس نے اعتراضات کئے اس نے ذکر کیا کہ میں جس شہر میں بھی گیا اس کے باشندوں نے میری بیعت کی اس پر اکثر اہل مدینہ نے اس کی بیعت کی۔

ابن جریر نے امام مالک کی بابت نقل کیا کہ انہوں نے محمد کی بیعت خلافت کا فتویٰ دیا، لوگوں نے ان سے کہا کہ ہم نے منصور کی بیعت کی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے زبردستی بیعت لی ہوئی ہے اور زبردستی کوئی بیعت نہیں ہوتی چنانچہ امام مالک کے فتویٰ کی وجہ سے لوگوں نے اس کی بیعت کی پھر امام مالک نے گھر کو لازم پکڑ لیا اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر نے بیعت کی دعوت پر کہا کہ اے محمد بن عبداللہ آپ کو قتل کیا جائے گا ان کی وجہ سے بعض لوگوں نے بیعت نہیں کی، محمد بن عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کو نائب عبدالعزیز بن مطلب بن عبداللہ مخزومی کو قاضی عثمان بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کو پولیس افسر عبداللہ بن جعفر بن عبداللہ بن مسور بن مخرمہ کو عطیات دیوان کا امیر مقرر کیا عبداللہ بن جعفر کا لقب یہ سمجھ کر کہ حدیث میں اس کا ذکر ہے مہدی رکھا حالانکہ وہ مہدی نہیں تھا نہ اس کی امیدیں اس سے پوری ہوئیں۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

اہل مدینہ میں سے ایک شخص مسلسل سات روز سفر کرنے کے بعد رات کو منصور کے پاس پہنچا تو وہ سویا ہوا تھا اس نے دربان سے کہا کہ خلیفہ سے اجازت طلب کرو اس نے کہا کہ خلیفہ اس وقت آرام کر رہا ہے اس نے کہا کہ مجھے اس سے ضروری کام ہے اس نے خلیفہ کو خبر دی خلیفہ نے باہر آ کر کہا کہ تو ہلاک ہو، کیا بات ہے! اس نے کہا کہ ابن حسن کا مدینہ میں ظہور ہو چکا ہے اس خبر سے منصور پر کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا منصور نے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں، منصور نے کہا اللہ اسے اور اس کے متبعین کو ہلاک کردے، اس کے بعد منصور نے اس شخص کو جیل میں ڈلوا دیا پھر منصور کے پاس محمد بن عبد کی مسلسل خبر پہنچتی رہی منصور نے اس شخص کو رہا کر کے اس کے لئے سات ہزار درہم کا حکم دیا، جب منصور کو محمد بن عبداللہ کے خروج کا یقین ہوگیا تو وہ گھبرا گیا نجومیوں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ واللہ اگر وہ بادشاہ بن بھی گیا تو ستر دن سے زیادہ اس کی بادشاہت باقی نہیں رہے گی پھر منصور نے تمام امراء کو حکم دیا کہ جیل جا کر اس کے والد سے ملاقات کر کے اس کے بارے میں اس کی رائے معلوم کریں پھر مجھے اس سے مطلع کریں چنانچہ انہوں نے جیل جا کر اس کے والد سے ملاقات کر کے اسے اس کے لڑکے محمد کے خروج سے آگاہ کیا اس نے کہا منصور نے اس کے بارے میں کیا اقدام کیا؟ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اس کے والد نے کہا کہ منصور کو مال خرچ کر کے لوگوں کی خدمت کرنی چاہیے اگر وہ غالب آ گیا تو خرچ شدہ مال کی واپسی آسان ہوگی ورنہ خزانہ ختم ہو جائے گا، اس نے تو دوسروں کے لئے کچھ بھی جمع نہیں کیا انہوں نے واپس آ کر خلیفہ کو ساری گفتگو سے آگاہ کر دیا انہوں نے خلیفہ کو اس سے جنگ کرنے کا مشورہ دیا اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر کہا کہ میں جنگ سے قبل اسے خط لکھتا ہوں چنانچہ اس نے محمد کو خط لکھا۔

جس کا مضمون یہ تھا (یہ خط منصور امیر المؤمنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ کے نام ہے) (انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا الایہ الیٰ قولہ فاعلموا ان اللہ غفور رحیم) پھر اس نے لکھا کہ اگر تو اطاعت قبول کرے تو تجھے اللہ کا عہد و میثاق اس کا اور اس کے رسول کا ذمہ حاصل ہوگا تجھے اور تیرے متبعین کو امان حاصل ہوگی تیری تمام ضروریات پوری کی جائیں گی محمد نے اس کا جواب لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم تلک آیات الکتاب المبین نتلو علیک من نباء موسیٰ و فرعون بالحق لقوم یومنون ان فرعون علی فی الارض و جعل اھلھا شیعاً یستضعف طائفۃ منھم یذبح ابنائھم ویستحی نسائھم انہ کان من المفسدین ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین) پھر کہا کہ جس امان کا آپ نے میرے لئے اعلان کیا ہے اسی امان کا میں بھی آپ کے لئے اعلان کرتا ہوں میں تم سے زیادہ اس کا حق دار ہوں تمہیں یہ مرتبہ ہماری وجہ سے حاصل ہوا اس لئے کہ حضرت علی وصی اور امام تھے ان

کی اولاد کی زندگی میں تم ان کے کیسے وارث بن گئے؟ ہمارا نسب سب سے زیادہ عالی ہے، کیونکہ آپ ﷺ ہمارے نانا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہماری نانی ہیں ان سب سے افضل صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہماری والدہ ہیں۔

بنو ہاشم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوبارہ جنم دیا اس کے لڑکے حسن کو عبدالمطلب نے دوبارہ جنم دیا حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے، آپ ﷺ نے میرے والد کو دوبارہ جنم دیا میں بنی ہاشم میں نسب کے اعتبار سے ارفع اور باپ کے اعتبار سے سب سے خالص ہوں میرے نسب میں عجم اور باندیوں کی آمیزش نہیں ہے میں اس کا لڑکا ہوں جو جنت میں مرتبہ کے لحاظ سے ارفع اور اس کا جو جہنم میں کمتر عذاب والا ہوگا میں حکومت اور عہد کا تجھ سے زیادہ حقدار ہوں اور اسے پورا کرنے والا ہوں تو عہد کر کے اسے ختم کرنے والا انسان ہے تو نے ابن ہبیرہ اپنے چچا عبداللہ بن علی اور مسلم خراسانی وغیرہ سے عہد کر کے توڑ دیا اگر مجھے تیرے صدق کا یقین ہوتا تو ضرور میں تیری دعوت قبول کر لیتا لیکن مجھ جیسے شخص سے تجھ جیسے شخص کا عہد پورا کرنا بہت دور کی بات ہے، والسلام۔

ابوجعفر نے اس کے جواب کا جواب بڑا طویل لکھا جس کا حاصل یہ ہے (بعد حمد کے) میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے تو نے جاہلوں اور بے وقوفوں کو گمراہ کرنے کے لئے عورتوں کی طرح فخر کیا ہے حالانکہ اللہ نے عورتوں کو چچوں، آباء، عصبیت اور اولیاء کی طرح نہیں کیا، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے (وانذر عشیر تک الاقربین) اس وقت آپ ﷺ کے چار چچا تھے دو نے آپ کی دعوت قبول کی ان میں سے ایک ہمارا دادا ہے دو نے قبول نہیں کی ان میں سے ایک تیرا باپ ہے، اللہ نے آپ ﷺ سے ان کی رشتہ داری ختم کر دی آپ کے اور ان کے درمیان مودت ختم ہو گئی ابو طالب کے اسلام نہ لانے کے بارے میں اللہ نے فرمایا (انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء)۔

تو نے دوزخیوں کے ذریعہ فخر کیا ہے حالانکہ شر میں کوئی خیر نہیں ہوتی مؤمن کے لئے دوزخیوں پر فخر کرنا مناسب نہیں بنی ہاشم کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوبارہ جنم دینے پر تو نے فخر کیا ہے اسی طرح حضرت حسن پر حالانکہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار جنم دیا باقی یہ کہ تیرے نسب میں باندیوں کی آمیزش نہیں حالانکہ آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم اور علی بن حسن اور محمد بن علی اور جعفر بن محمد کے نسب میں باندیوں کی آمیزش ہے حالانکہ یہ سب تجھ سے افضل ہیں رہی یہ بات کہ وہ آپ ﷺ کے بیٹے ہیں اللہ کا ارشاد ہے (ما کان محمد ابا احد من رجالکم) اسی طرح نانا ماموں، خالہ کے وارث نہ ہونے پر اتفاق ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی میراث سے حصہ نہ ملنا حدیث سے ثابت ہے نیز آپ ﷺ نے مرض الوفات میں تمہارے والد کے بجائے دوسرے کو نماز کا حکم دیا آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے کسی کو بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کے برابر خیال نہیں کیا پھر شوریٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا ان کے قتل کے بعد بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ان کے قتل کا الزام عائد کیا طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر جنگ تک کی اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ آئے تمہارے والد نے خلافت کا ان سے مطالبہ کیا اس پر لوگوں نے قتال کیا پھر تحکیم پر اتفاق ہوا لیکن اسے بھی توڑ دیا پھر خلافت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف آئی تو انہوں نے چند کپڑے اور درہم کے عوض اسے فروخت کیا صرف مال وصول کرنے کے لئے حجاز میں قیام کیا خلافت دوسرے کو دے دی اپنے رفقاء کو معاویہ اور بنی امیہ کے درمیان چھوڑ دیا اگر خلافت تمہارا حق تھا تو تم نے اسے چھوڑ دیا اسے چند درہم کے عوض فروخت کر دیا۔

تمہارے چچا حسین رضی اللہ عنہ نے ابن مرجانہ پر خروج کیا لوگ اس کے ساتھ تھے حتیٰ کہ انہوں نے اس کا سر قلم کر کے ان کے سامنے لا کر رکھ دیا پھر تم نے بنی امیہ پر خروج کیا تو انہوں نے تمہیں قتل کیا تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دی تمہیں آگ میں جلایا تمہاری خواتین کو قیدیوں کی طرح سوار کر کے شام لے گئے حتیٰ کہ ہم نے ان پر خروج کیا تمہارا بدلہ لے لیا تمہیں ان کی زمین اور گھروں کا وارث بنایا ہم نے تمہارے سلف کی فضیلت بیان کی تو تم نے اسے ہمارے خلاف حجت بنا دیا تم نے خیال کیا کہ ہم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ اور جعفر پر ان کے امثال کو ترجیح دیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ یہ حضرات فتنوں میں مبتلا ہوئے بغیر صحیح وسالم دنیا سے رخصت ہوئے ان میں کوئی کمی نہیں رہی بلکہ انہوں نے تو پورا پورا ثواب حاصل کیا البتہ تمہارے والد اس میں مبتلا ہوئے بنو امیہ کفار کی طرح نمازوں میں ان پر لعنت کرتے تھے ہم نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر ان کا ذکر زندہ کیا، تمہیں معلوم ہے کہ زمانہ جاہلیت میں سقایہ اور زمزم کی خدمت کی وجہ سے ہماری عزت تھی آپ ﷺ نے ہمارے حق میں اس کا فیصلہ فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تمہارے والد کی موجودگی میں قحط میں لوگوں نے ہمارے والد کے وسیلہ سے دعا کی تھی تمہیں معلوم ہے کہ

آپ ﷺ کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے کوئی باقی نہیں رہا جس کی وجہ سے سقایہ اور وراثت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ملی خلافت ان کی اولاد میں چلی بس جاہلیت اور اسلام میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی وارث و مورث بنے یہ خط بہت طویل ہے جس میں بحث ومناظرہ وفصاحت کا بھی ذکر ہے ابن جریر نے اس کو مکمل ذکر کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

محمد بن عبداللہ بن حسن کا قتل ...... اسی دوران محمد بن عبداللہ بن حسن نے اپنی بیعت وخلافت کی دعوت دینے کے لئے شام کی طرف ایلچی بھیجا انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم جنگ وقتال سے تنگ آ چکے ہیں اس کے بعد اس نے اس معاملے میں مدینہ کے سرداروں سے مشورہ کیا بعض نے موافقت بعض نے مخالفت کی بعض نے کہا کہ ہم تیری بیعت نہیں کر سکتے کیونکہ تو ایسے ملک میں ہے جس میں دوسروں سے کام لینے کے لئے مال ہی نہیں بعض محمد کے قتل تک گھر میں ہی رہے۔

اس کے بعد محمد نے حسین بن معاویہ کو ستر پیادہ پا اور دس شہسواروں کے ساتھ غلبہ کی صورت میں مکہ کا نائب بنا کر بھیجا مکہ والوں کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ ہزاروں کا لشکر لے کر ان کے مقابلے میں نکلے حسین بن معاویہ نے ان سے کہا کہ جعفر کی موت کے بعد تم کس کے لئے لڑ رہے ہو؟ اہل مکہ کے سردار سری بن عبداللہ نے کہا اس کا خط ہمارے پاس چار دن میں پہنچتا ہے میں اس کے پاس خط لکھتا ہوں جس کا میں چار روز تک انتظار کروں گا اگر واقعی ابوجعفر کا انتقال ہو گیا ہوگا تو شہر تمہارے حوالے کیا جائے گا تمہارے لوگوں اور گھوڑوں کا خرچہ ہمارے ذمہ ہوگا، حسن بن معاویہ نے جنگ کے علاوہ تمام باتوں کا انکار کرتے ہوئے قسم اٹھائی کہ میں مر کر ہی رات مکہ میں گزار سکتا ہوں اس نے سری کے پاس حرم کو خونریزی سے بچانے کے لئے حرم سے حل کی طرف نکلنے کا پیغام بھیجا لیکن وہ نہیں نکلا تو اس نے آگے بڑھ کر یکبارگی حملہ کر کے انہیں شکست دے کر سات افراد قتل کر دیئے اور مکہ میں داخل ہو گئے صبح کو حسن بن معاویہ نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں محمد کی بیعت کی دعوت دی۔

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا خروج ...... بصرہ میں ابراہیم بن عبداللہ بن حسن منظر عام پر آ گیا اس نے اپنے بھائی محمد کے پاس قاصد بھیجا جو رات کے وقت اس کے پاس پہنچا اسے بتایا گیا کہ محمد اس وقت مروان کے گھر میں ہے اس نے دروازہ کھٹکھٹایا محمد نے نکلتے ہوئے کہا اے اللہ دن ورات کے وقت نازل ہونے والے مصائب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، باہر نکلے تو قاصد نے اسے اس کے بھائی ابراہیم کے خروج کی بشارت دی پھر یہ خبر اس نے اپنے ساتھیوں کو بتائی تو اس کے ساتھی بہت خوش ہوئے نماز مغرب اور نماز فجر کے بعد وہ لوگوں سے کہا کرتا تھا تم اپنے بھائیوں اہل بصرہ اور حسین بن معاویہ کی کامیابی کے لئے دعا کرو اور اس سے اپنے دشمنوں کے خلاف مدد مانگو۔

منصور نے خوب دیکھ بھال کر کے دس ہزار جانباز بہادروں (جس میں محمد بن ابی العباس السفاح، جعفر بن حنظلہ البھرانی حمید بن قحطبہ تھے) کا لشکر تیار کر کے عیسیٰ بن موسیٰ کی ماتحتی میں محمد بن محمد بن عبداللہ بن حسن کے مقابلہ میں بھیجا، کیونکہ منصور نے اس معاملے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تھا انہوں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ اے امیر المؤمنین آپ اپنے غلاموں میں سے جسے چاہیں منتخب کر کے وادی قریٰ کی طرف بھیج دیں وہ ان کا شام سے آنے والا غلہ روک دیں گے تو محمد اور اس کے ساتھی بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ مدینہ میں مال، نوجوان، گھوڑے اور ہتھیار کچھ بھی نہیں۔

منصور نے لشکر کے آگے کثیر بن حصین عبدی کو بھیجا منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو رخصت کرتے ہوئے کہا اے عیسیٰ میں تمہیں اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف بھیج رہا ہوں اگر تجھے فتح ہو جائے تو اپنی تلوار نیام میں بند کر کے لوگوں میں امان کا اعلان کر دینا اگر وہ غائب ہو جائیں تو انہیں اس کا ضامن بنا دینا حتی کہ وہ اسے تیرے پاس لے آئیں کیونکہ وہ اس کے راستوں سے زیادہ واقف ہیں منصور نے قریش وانصار کے نام اسے خطوط بھی دیئے جس میں انہیں اطاعت وسمع کی طرف لوٹنے کی دعوت دی گئی تھی اسے تاکید کی تھی کہ خفیہ طور پر یہ خطوط ان تک پہنچا دیں۔

جب عیسیٰ بن موسیٰ مدینہ کے قریب پہنچا تو اس نے وہ خطوط ایک شخص کو دے دیئے محمد کے محافظوں نے اس شخص کو پکڑ کر اس سے وہ خطوط برآمد کر کے محمد کے حوالے کر دیئے جن کی طرف خطوط روانہ کئے گئے تھے انہیں بلا کر ڈانٹ ڈپٹ کی انہیں زدوکوب کیا انہیں وزنی بیڑیاں ڈال کر جیل میں بند کر دیا۔

محمد نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر عراق جا کر جنگ کی جائے یا مدینہ ہی میں رہیں، دونوں قسم کی رائے آئیں پھر مدینہ میں قیام پر اتفاق ہو گیا کیونکہ احد کے روز باہر نکلنے پر آپ ﷺ کو ندامت ہوئی تھی، اسی طرح آپ علیہ السلام کی اقتداء میں مدینہ کی چاروں طرف خندق کھودنے کا بھی فیصلہ کیا گیا خندق کھودنے کے درمیان آپ ﷺ کی کھودی ہوئی ایک اینٹ باہر نکل آئی جس کی وجہ سے وہ بہت خوش ہوئے انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے ایک دوسرے کو فتح کی خوش خبری دی محمد سفید جبہ جس کے وسط میں پٹی تھی زیب تن کر کے خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہو گیا محمد سفید، سرخ، فربہ، گندمی رنگ اور بڑے سر والا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کے مدینہ کے قریب پہنچ کر اعوص مقام پر اترنے کے بعد محمد بن عبداللہ نے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے اور انہیں جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے کہا کہ اے لوگو! میں نے تمہیں اپنی بیعت کے بارے میں آزادی دے دی ہے جو چاہے اس پر قائم رہے اور جو چاہے اسے توڑ دے، اس کے اس اعلان پر اکثر لوگ اس سے الگ ہو کر اپنے اہل وعیال کو لے کر جہاد سے گریز کرتے ہوئے اعراض کرنے لگے اور پہاڑ کی چوٹیوں پر چلے گئے محمد کے ساتھ ایک مختصر سی جماعت رہ گئی محمد نے انہیں واپس لانے کے لئے ابواللیث کو بھیجا لیکن وہ واپس نہیں آئے پھر محمد نے ایک شخص سے کہا کیا میں تجھے ان کو واپس لانے کے لئے تلوار اور نیزہ دیدوں؟ اس نے کہا کہ اگر واقعی تو مجھے تلوار اور نیزہ دے دے تو میں انہیں نیزہ اور تلوار مار مار کر واپس لے آؤں گا، محمد نے کچھ دیر سکوت کے بعد کہا کہ تو ہلاک ہو جائے اہل شام وعراق وخراسان نے میری موافقت میں سیاہ لباس اتار کر سفید لباس پہن لیا میں نے کہا کہ اگر دنیا سفید جھاگ کی طرح باقی رہے تو مجھے کیا فائدہ دے سکتی ہے؟ جبکہ میں دوات کے صوف کے مانند لباس میں ہوں یہ عیسیٰ بن موسیٰ اعوص مقام پر اترا ہے۔

پھر عیسیٰ بن موسیٰ نے مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا اسے اس کے مشیر ابن الاصم نے کہا مجھے خطرہ ہے کہ جب تم ان کا سامنا کرو گے تو تمہارے سواروں کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ اپنے ٹھکانوں پر واپس چلے جائیں گے پھر عیسیٰ بن الاصم کے ساتھ چلا ابن الاصم نے انہیں مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر سلیمان بن عبدالملک کے حوض کے نزدیک اتارا کیونکہ اس کا کہنا تھا کہ سوار پیادہ یا دوڑنے والے شخص تک دو یا تین میل کے بعد پہنچ جاتا ہے یہ واقعہ اسی سال ۱۲ رمضان بروز ہفتہ پیش آیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے پانچ سو سواروں کو مکہ کے راستے میں درخت کے پاس متعین کیا ان سے کہا کہ مدینہ سے فرار ہونے والے شخص کے لئے مکہ کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں، جب کوئی شخص اس طرف آئے تو تم اس کے اور مکہ کے درمیان حائل ہو جانا پھر عیسیٰ نے محمد کے پاس خلیفہ کی سمع واطاعت اختیار کرنے کا پیغام بھیجا نیز یہ کہ اس صورت میں تمہارے پورے خاندان کے لئے امان کا اعلان ہے محمد نے ایلچی سے کہا کہ اگر ایلچیوں کے قتل نہ کرنے کا اصول نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ محمد نے عیسیٰ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تجھے اللہ کی کتاب اور سنت رسول کی دعوت دیتا ہوں میری مخالفت سے ڈرو گرنہ میں تجھے انتہائی عبرتناک طریقہ سے قتل کروں گا اگر تو نے مجھے قتل کیا تو گویا تو نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دینے والے شخص کو قتل کیا پھر دونوں ایک دوسرے کے پاس تین روز تک ایلچی بھیجتے رہے عیسیٰ نے تینوں روز سلعہ پہاڑی کے قریب کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ مدینہ چھوڑنے والے گھر میں رہنے والے ہتھیار پھینکنے والے شخص کے لئے امان کا اعلان ہے، ہم تم سے قتال کرنے نہیں آئے ہم صرف محمد کو پکڑ کر خلیفہ کے پاس لے جانے کے لئے آئے ہیں محمد کے ساتھی عیسیٰ اور اس کی والدہ کو گالیاں دینے لگے فتیح انداز میں اس سے گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ ابن رسول اللہ ہے، ہم اس کے ساتھ ہیں اس کے آگے آگے ہم قتال کریں گے۔

تیسرے روز عیسیٰ بن موسیٰ بے مثال لشکر، ہتھیار اور نیزوں کے ساتھ محمد کے مقابلہ میں اترا اس نے پکار کر کہا کہ اے محمد! امیر المؤمنین نے مجھے تیرے ساتھ جنگ سے منع کیا ہے جب تک میں تجھے اس کی سمع واطاعت کی دعوت نہ دیدوں، اگر تو نے سمع واطاعت قبول کر لی تو تجھے امان ہے قرض ادا کرنے اموال اور اراضی دینے کا وعدہ ہے وگرنہ جنگ کے لئے تیار ہو جا میں تجھے ایک سے زائد بار دعوت دے چکا ہوں پھر اس نے محمد کو پکار کر کہا کہ اب میرے پاس تیرے لئے صرف قتال ہے اس وقت گھمسان کا رن پڑ گیا عیسیٰ کے لشکر کی تعداد چار ہزار سے زائد تھی اس کے ہراول پر حمید بن قحطبہ، میمنہ پر محمد بن سفاح میسرہ پر داؤد بن کرار ساقہ پر ہیثم بن شعبہ امیر تھے۔ ان کے پاس ایسا سامان جنگ تھا جس کی مثل کبھی نہیں دیکھی گئی۔

محمد کے ساتھیوں کی تعداد اصحاب بدر والی ۳۱۳ تعداد تھی دونوں فریقوں میں گھمسان کی جنگ جاری تھی محمد نے پیادہ پا عیسیٰ کے لشکر کے ستر

بہادروں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اہل عراق نے محمد کے لشکر کا محاصرہ کر کے ان کی ایک جماعت قتل کر دی ان کی کھودی ہوئی خندق انہوں نے بند کر کے نکلنے کے لئے دروازہ بھی تیار کر لئے۔ بعض کا قول ہے کہ اونٹوں کے بوجھوں سے انہوں نے خندق اتنی بند کر دی کہ وہ اس سے نکل سکیں دو الگ الگ مقاموں پر ایسا کیا گیا واللہ اعلم۔

نماز عصر تک ان کے درمیان شدید لڑائی جاری رہی نماز عصر کے بعد محمد نے سلع پہاڑی کے پانی بہنے کی جگہ اتر کر تلوار کا پرتلہ کاٹ دیا نیز گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اس کے ساتھیوں نے بھی اسی طرح کیا انہوں نے اپنے نفسوں کو جنگ کے لئے تیار کیا اس وقت گھمسان کا رن پڑا اہل عراق نے غلبہ حاصل کر کے سلع پہاڑی پر جھنڈا گاڑ دیا پھر وہ مدینہ میں داخل ہو گئے انہوں نے مسجد نبوی میں سیاہ جھنڈا گاڑ دیا اصحاب محمد نے اس صورت حال کو دیکھ کر اعلان کیا کہ مدینہ چھن گیا وہ بھاگ گئے محمد ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ رہ گیا پھر بالکل اکیلا رہ گیا اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اپنی طرف بڑھنے والوں کو مارتا تھا جو بھی اس کے مقابلے میں آتا اسے نیست نابود کر دیتا تھا حتیٰ کہ عراق کے بہادروں کی ایک جماعت اس نے قتل کر دی بعض کا قول ہے کہ اس کے ہاتھ میں اس وقت ذوالفقار تلوار تھی پھر لوگوں نے اس پر ہجوم کیا انہی میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر تلوار سے حملہ کر کے اس کے دائیں کان کی لو کاٹ دی جس کی وجہ سے وہ گھٹنوں کے بل گر پڑا اپنے کو بچاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا کہ تم ہلاک ہو جاؤ تمہارے نبی کا بیٹا زخمی حالت میں پڑا ہے حمید بن قحطبہ نے اس کا سر قلم کر کے عیسیٰ بن موسیٰ کے سامنے لا کر رکھ دیا حمید نے قسم اٹھائی کہ جب بھی وہ اسے دیکھے گا تو اس کو قتل کرے گا تو اس نے اسی حالت میں محمد کو دیکھا اگر وہ اپنی اصلی حالت پر ہوتا تو کوئی بھی اس کے نزدیک نہ جاتا۔

محمد بن عبداللہ کے قتل کا واقعہ ۱۴۵ھ، ۱۴ رمضان پیر کے روز عصر کے بعد پیش آیا عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کا سر اپنے سامنے رکھا ہوا دیکھ کر لوگوں سے اس کے بارے میں رائے لی ایک شخص نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو واللہ محمد روزہ دار، شب بیدار تھا لیکن اس نے امیر کی مخالفت کر کے مسلمانوں میں تفریق پیدا کی اس وجہ سے ہم نے اسے قتل کیا اس پر وہ لوگ خاموش ہو گئے۔

اس کی ذوالفقار تلوار وراثت در وراثت بنی عباس کے پاس پہنچتی رہی حتیٰ کہ بعض نے تجربے کے طور پر کتے کو مارا تو اس نے اسے کاٹ دیا یہ ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

اسی دوران منصور کو خبر ملی کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا اس نے اس کی تکذیب کرتے ہوئے کہا کہ ہم اہل بیت جنگ سے بھاگا نہیں کرتے۔

ابن جریر کا قول ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن راشد ابوالحجاج کا قول نقل کیا ہے کہ میں منصور کے پاس تھا وہ مجھ سے محمد کے خروج کے بارے میں سوال کر رہا تھا اچانک اسے محمد کی شکست کی خبر ملی وہ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا اس نے اپنی چھڑی مصلے پر مار کر کہا کہ ہاں ہمارے بچوں کا منابر سے کھیلنا کہاں عورتوں کے مشورے، عیسیٰ بن موسیٰ نے قاسم بن حسن کے ذریعے منصور کے پاس فتح کی خوشخبری پہنچائی، ابن ابی الکرام کے ذریعے محمد کا سر منصور کے پاس پہنچا اس کا بقیہ حصہ جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا اس کے ساتھی مقتولین کو تین روز تک مدینہ کے باہر صلیب دی گئی پھر یہود کے قبرستان میں سلع پہاڑی کے نزدیک انہیں پھینک دیا گیا پھر انہیں خندق منتقل کر دیا گیا۔

بنی حسن کے تمام اموال منصور نے اس کے حوالہ کر دیئے۔ ابن جریر کا قول ہے کہ بعد میں انہیں کو واپس کر دیئے گئے۔

اہل مدینہ کے لئے امان کا اعلان کیا گیا صبح کو لوگوں نے بازار آنا جانا شروع کیا، محمد کے قتل کے روز بارش کی وجہ سے عیسیٰ اپنے لشکر کو لے کر جرف پہنچ گیا وہ مسجد جرف ہی سے جاتا تھا اس نے ۱۹ رمضان تک مدینہ میں قیام کیا پھر اس نے مکہ کا رخ کیا وہاں پر محمد کی طرف سے حسن بن معاویہ امیر تھا محمد نے خط کے ذریعے اسے بلوایا تھا راستہ ہی میں اسے محمد کے قتل کی خبر ملی جس کی وجہ سے وہ وہاں سے فرار ہو کر اس کے بھائی محمد ابراہیم کے پاس بصرہ چلا گیا ابراہیم نے بصرہ میں خروج کیا تھا۔ پھر اسی سال اسے بھی قتل کر دیا گیا۔

محمد کا سر منصور کے سامنے لایا گیا تو اس نے اسے سفید طشتری میں رکھوا کر شہر کا پھر صوبوں کا چکر لگوایا پھر منصور نے مدینہ میں اس کے حامی سرداروں کو بلوا کر بعض کو قتل بعض کو سزا بعض کو معاف کر دیا۔ عیسیٰ نے مکہ آتے ہوئے کثیر بن حصین کو مدینہ کا نائب مقرر کیا تھا چند ماہ بعد منصور نے عبداللہ بن ربیع کو نائب بنا کر بھیجا اس کی فوج نے شہر میں فساد برپا کر دیا کہ خریدی ہوئی اشیاء کے پیسے نہیں دیتے تھے مطالبہ کرنے والے کو مارتے تھے قتل کی دھمکی دیتے تھے۔

حبشیوں کی ایک جماعت نے ان پر حملہ کر دیا پھر سب نے جمع ہو کر ۲۳ یا ۲۵ ذی الحجہ جمعہ کے روز برچھیوں سے حملہ کر کے بے شمار افراد قتل کر دیئے امیر مدینہ نماز چھوڑ کر بھاگ گیا حبشیوں کے سردار وثیق، یعقل، دور مقہ، وحدیا، عنقود، مسحر ابو النار تھے عبداللہ بن ربیع نے واپسی پر فوج جمع کر کے حبشیوں سے مقابلہ کیا انہوں نے دوبارہ اسے شکست دے دی بقیع میں اسے پکڑ لیا عبداللہ نے اپنی اور اپنے متبعین کی جان بچانے کے لئے ان کی طرف چادر پھینک دی تب جا کر انہوں نے اس کا پیچھا چھوڑا عبداللہ اور اس کے ساتھی دوراتِ نخل میں رہے۔

حبشیوں نے مروان کے گھر میں منصور کے اسٹاک کئے ہوئے کھانے پر حملہ کر دیا منصور نے اس کھانے کو سمندر میں لانے کا حکم دیا تھا اسی طرح انہوں نے مدینہ میں فوجیوں کے لئے اسٹاک کیا ہوا آٹا اور ستو بھی لوٹ لیا پھر اس کو ارزاں قیمت پر فروخت کر دیا منصور کو حبشیوں کے معاملے کی اطلاع ہوئی اہل مدینہ عار کے خوف سے گھبرا گئے، وہ جمع ہو گئے ابن سبرہ نے پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں حبشیوں کو منصور کی سمع واطاعت اختیار کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ ان کو ان کے غلاموں کے انجام بد سے ڈرایا پھر غلاموں کے رو کنے انہیں پراگندہ کرنے امیر کے پاس جا کر اسے واپس لانے پر اتفاق ہو گیا چنانچہ انہوں نے مذکورہ شرائط پر عمل کیا۔ اس کے بعد لوگوں نے سکون کا سانس لیا فتنے کم ہو گئے عبداللہ بن ربیع واپس آ گیا وثیق، ابی النار یعقل، مسعر کا ہاتھ کاٹا گیا۔

ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا بصرہ میں خروج...... ابراہیم فرار ہو کر بصرہ آ گیا تھا وہ اہل بصرہ میں بنی ضبیعہ کے ہاں حارث بن عیسیٰ کے گھر میں اترا تھا۔ وہ سن میں نظر نہیں آتا تھا ابراہیم متعدد شہروں کا چکر لگانے کے بعد بصرہ آیا تھا اس نے اس کو اور اس کے بھائیوں نے سخت شدائد کا سامنا کیا تھا متعدد باران کی ہلاکت کے اسباب جمع ہو گئے تھے بالآخر ۱۴۳ھ میں حجاج کی واپسی کے بعد بصرہ میں ابراہیم کی حکومت قائم ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۴۵ھ کے رمضان کے آخر میں مدینہ میں اپنے بھائی کے خروج کے بعد اسی کے حکم سے ابراہیم بصرہ آیا تھا یہ واقدی کا قول ہے۔

ابراہیم پوشیدہ طور پر لوگوں کو اپنے بھائی کی بیعت کی دعوت دیتا تھا پھر بھائی کے قتل کے بعد اس نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ ابراہیم اپنے بھائی کی حیات میں ہی بصرہ آیا تھا اس وقت اس نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی تھی جیسا کہ گزر چکا واللہ اعلم۔

ابراہیم کے بصرہ آنے کے بعد یحییٰ بن زیاد بن حسان کے پاس اترا اب تک وہ اسی کے پاس روپوش تھا حتیٰ کہ اسی سال وہ ابی فروہ کے گھر میں ظاہر ہوا سب سے پہلے نمیلہ بن مرہ نے پھر عبداللہ بن سفیان نے پھر عبدالواحد بن زیاد نے پھر عمر بن سلمہ نے پھر عبداللہ بن یحییٰ نے ابراہیم کی بیعت کی پھر انہوں نے دوسرے لوگوں کو اس کی بیعت کی دعوت دی چنانچہ بہت سے لوگوں نے اس کی بیعت کی۔

اس کے بعد ابراہیم وسط بصرہ میں ابی مروان کے گھر میں منتقل ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی پوزیشن خوب مستحکم ہو گئی مختلف جماعتوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی منصور کو اس کی خبر مل گئی اس کے غم میں اضافہ ہو گیا کیونکہ ابراہیم اپنے بھائی کے قتل سے قبل ہی منظر عام پر آ چکا تھا اس لئے کہ اس کے بھائی نے اسے ظہور کے بارے میں خط لکھا تھا۔

اس نے اس کے حکم سے وفا کرتے ہوئے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی بصرہ میں اس کا معاملہ مضبوط ہو گیا اس وقت منصور کی طرف سے بصرہ کا نائب سفیان بن معاویہ تھا وہ در پردہ ابراہیم کا حامی تھا۔ اس کو ابراہیم کی خبر ملتی رہتی تھی جن کی وہ کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا بلکہ ان کی تکذیب کرتا تھا۔

وہ ابراہیم کی مقبولیت میں اضافہ کا خواستگار تھا منصور نے دو ہزار شہسوار دو ہزار پیادہ یا دو خراسانی امیروں کی ماتحتی میں ابراہیم سے بوقت مقابلہ اس کی مدد کے لئے بھیجے۔ منصور بغداد سے کوفہ منتقل ہو گیا منصور کو کسی کی بابت ابراہیم کی حمایت کا شک ہوتا تو وہ اسے رات کو قتل کرا دیتا۔ فراصہ عجلی نے کوفہ پر حملہ کا ارادہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

دور دور سے لوگ اجتماعی اور انفرادی طور پر ابراہیم کی بیعت کے لئے آتے تھے، ان کی گھات میں مسلح افراد بیٹھے ہوئے تھے جو راستہ ہی میں ان کو قتل کر کے ان کے سر منصور کے پاس بھیج دیتے تھے منصور دوسروں کی عبرت کے لئے انہیں سولی پر لٹکا دیتا تھا۔ منصور نے حراب راوندی کو بلایا کیونکہ اس نے دو ہزار شہسواروں کے ساتھ خوارج سے قتال کے لئے جزیرہ میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا وہ اپنی فوج کو لے کر کوفہ کی طرف چلا۔ راستہ میں ابراہیم کے حامیوں کے شہر سے ان کا گزر ہوا تو انہوں نے گزرنے سے منع کر دیا کیونکہ انہوں نے کہا کہ منصور نے ابراہیم سے قتال کے لئے تمہیں بلایا

ہے۔انہوں نے کہا کہ تم ہلاک ہو جاؤ یا ہمیں چھوڑ دو، لیکن ابراہیم کے ساتھیوں نے ان سے قتال کیا انہوں نے ان میں سے پانچ سو افراد کو قتل کر کے ان کے سر منصور کے پاس بھیج دیئے، اس نے کہا کہ یہ پہلی فتح ہے۔

اس سال کے رمضان کے آغاز کی سوموار کی رات ابراہیم چند سواروں کے ساتھ بنی یشکر کے قبرستان گیا اسی رات ابوحماد ابرص دو ہزار سواروں کے ساتھ سفیان بن معاویہ کی مدد کے لئے آیا تھا انہوں نے محل قائم کیا ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کی سواریوں اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا یہ ابراہیم کو ملنے والا پہلا مال تھا اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اس کا غلبہ ہو گیا اس نے جامع مسجد میں لوگوں کو نماز فجر پڑھائی تو بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے بصرہ کا نائب سفیان دارالامارۃ میں بند ہو گیا فوج بھی اس کے ساتھ تھی ابراہیمؒ نے ان کا محاصرہ کر لیا سفیان نے ابراہیم سے امان طلب کی اس نے امان دے دی ابراہیم دارالامارۃ میں داخل ہوا تو اس کے لئے چٹائی بچھائی گئی تھی۔ ہوا نے چٹائی کو الٹ پلٹ کر دیا لوگوں نے اس سے بد شگونی لی، ابراہیم نے کہا کہ ہم بدشگونی نہیں لیتے وہ اس کے کنارے پر بیٹھ گئے اس نے سفیان کو بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا بیت المال پر (جس میں چھ لاکھ یا دو کروڑ تھے) قبضہ کر لیا۔

خلیفہ منصور کے عم زاد سلیمان بن علی کے دو لڑکے جعفر اور محمد بھی بصرہ میں تھے وہ چھ سو سواروں کے ساتھ ابراہیم کے مقابلہ میں آئے ابراہیم نے مضاد بن قاسم کو اٹھارہ سواروں اور تیس پیادوں کے ساتھ بھیجا۔ اس نے انہیں شکست دے دی بقیہ کو امان دے دی۔

ابراہیم نے اہل اہواز کی طرف بیعت کا پیغام بھیجا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی۔ مغیرہ کی ماتحتی میں دو سو سواروں کو اس کے نائب کی طرف بھیجا، اس کا نائب محمد بن حصین چار ہزار سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا مغیرہ نے انہیں شکست دے کر ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ابراہیم نے اسے فارس کی طرف بھیجا تو اس پر بھی قبضہ کر لیا واسط، مدائن اور سواد کا بھی یہی حال ہوا۔ ابراہیم کی پوزیشن بڑی مستحکم ہو گئی لیکن اس کے بھائی کی موت کی خبر نے اسے بہت شکستہ دل کر دیا تھا اسی حالت میں اس نے نماز عید پڑھائی۔ بعض کا قول ہے کہ قسم بخدا میں نے اس کے چہرہ پر موت کے آثار دیکھے اس نے لوگوں کو محمد کی موت کی خبر دی منصور پر لوگوں کا غصہ بڑھ گیا صبح ہوتے ہی ابراہیم نے نمیلہ کو نائب بنا کر اور اپنے لڑکے حسن کو اس کے پاس چھوڑ کر لشکر میں پڑاؤ کیا۔

جب منصور کو اس کی اور مختلف ممالک میں اس کے لشکر پھیلنے کی خبر ملی تو وہ پریشان ہو گیا۔ اس نے اپنے لڑکے مہدی کی امارت میں تیس ہزار فوج مقام ری کی طرف محمد بن شعث کی ماتحتی میں چالیس ہزار فوج افریقہ بھیجی ہوئی تھی باقی عیسیٰ کے ساتھ حجاز میں تھی منصور کے پاس دو ہزار سوار تھے۔ وہ رات کو بہت آگ جلانے کا حکم دیتا تھا تا کہ دور سے دیکھنے والے کو بہت لشکر معلوم ہو۔ پھر منصور نے عیسیٰ کو خط لکھا جیسے ہی میرا خط تیرے پاس پہنچے تو فوراً میرے پاس آ جانا چنانچہ وہ آ گیا۔ اس نے عیسیٰ کو کہا کہ ابراہیم کی طرف بصرہ جا۔ اس کی کثرت سے نہ ڈرنا کیونکہ وہ دونوں بنی ہاشم کے دو اونٹ ہیں جو اکٹھے قتل ہونے والے ہیں اپنے ہاتھ کو پھیلا، موجودہ پر بھروسہ کر میری ہدایت پر عمل کر چنانچہ اس نے منصور کی ہدایت پر عمل کیا منصور نے اپنے لڑکے مہدی کو چار ہزار لشکر کے ساتھ اہواز بھیجنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے وہاں جا کر ابراہیم کے نائب مغیرہ کو نکال دیا اسے تین دن تک مباح کر دیا مغیرہ بصرہ چلا گیا اسی طرح جس صوبہ والوں نے ابراہیم کی بیعت کی تھی ان کی طرف لشکر بھیج کر انہیں دوبارہ منصور کی اطاعت کی طرف لے آئے منصور پرانے کپڑے پہن کر مسلسل پچاس روز تک دن رات مصلے سے الگ نہیں ہوا حتیٰ کہ اللہ نے اسے فتح دے دی۔

منصور سے کہا گیا کہ ان دنوں میں آپ کی عورتوں کی نیت خراب ہو گئی تھی اس نے اسے ڈانٹ کر کہا کہ یہ عورتوں کے ایام نہیں تھے حتیٰ کہ میں نے ابراہیم کا سر اپنے سامنے اپنا سر ابراہیم کے سامنے دیکھا۔

بعض کا قول ہے کہ وہ منصور کے پاس گیا وہ شرور وفتن کی کثرت کی وجہ سے مغموم حالت میں تھا وہ مسلسل غموں اور پے در پے ناساز حالات کے باعث گفتگو بھی بہت کم کرتا تھا اس کے باوجود اس نے ہر مشکل امر کے لئے تیاری کی ہوئی تھی اس وقت بصرہ، اہواز، ارض فارس، مدائن، ارض سواد اس کے ہاتھ سے نکل چکے تھے کوفہ میں اس کے ایک لاکھ نوجوان نیام میں تلوار لئے ہوئے ابراہیم سے جنگ کے لئے اس کے حکم کے منتظر تھے، اس کے باوجود وہ مصائب سے ٹکرا رہا تھا اس کے نفس نے اس سے خیانت نہیں کی جیسا کہ شاعر کا قول ہے کہ۔

عصام کے نفس نے عصام کو سیاہ کر دیا، اسے اقدام کرنا اور حملہ کرنا سکھا دیا اور اسے عالی ہمت بادشاہ بنا دیا ابراہیم ایک لاکھ بصری

جانبازوں کے ہمراہ کوفہ گیا، منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کی ماتحتی میں پندرہ ہزار کالشکر روانہ کیا اس کے ہراول پر حمید بن قحطبہ تین ہزار جانبازوں کے ساتھ امیر تھا ابراہیم نے باخمری میں پڑاؤ کیا۔ بعض امراء نے اسے مشورہ کے طور پر کہا کہ آپ منصور کے اتنے قریب آ گئے ہیں کہ اگر آپ اپنے لشکر کا ایک دستہ اس کے پاس بھیج دیں تو آپ اسے گدی کے بل پکڑ لیں گے کیونکہ اس کے پاس مدافعی فوج نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ جو لشکر ہمارے سامنے ہے ہم اس کا مقابلہ کریں پھر تو وہ ہماری مٹھی میں ہوگا۔ اس بات نے ان کو پہلی رائے سے پھیر دیا حالانکہ اگر وہ پہلی رائے پر عمل کرتے تو ان کی امارت مکمل ہو جاتی ہے بعض نے کہا کہ اے امیر لشکر کے اردگرد خندق کھودیئے بعض نے کہا کہ یہ لشکر خندق کا محتاج نہیں ہے ابراہیم نے خندق چھوڑ دی بعض نے مشورہ دیا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کے لشکر پر شب خون مارا جائے ابراہیم نے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں بعض نے کہا کہ لشکر دستوں کی شکل میں ترتیب دیا جائے تاکہ اگر ایک دستہ کو شکست ہو تو دوسرا ثابت قدم رہے۔ بعض نے صف بندی کا مشورہ دیا قرآن کی اس آیت کی وجہ سے (بلاشبہ اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیواریں ہیں) امر اللہ ہی کا ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اگر ابراہیم کا لشکر کوفہ چلا جاتا اور شب خون مارتا یا لشکر دستہ کی ترتیب پر ہوتا تو مشیت الٰہی کے ساتھ ان کی امارت پوری ہو جاتی۔

باخمری میں دونوں لشکروں نے صف بندی کی۔ باخمری کوفہ سے سولہ میل کے فاصلے پر ہے دونوں فریقوں میں گھمسان کا رن پڑا حمید بن قحطبہ نے ہراول سمیت شکست کھائی عیسیٰ انہیں اللہ کا واسطہ دے کر واپس لوٹ کر حملہ کرنے کی طرف بلاتا رہا۔ لیکن وہ نہیں لوٹے۔ خود عیسیٰ ایک سو جانبازوں کے ساتھ ثابت قدم رہا اسے کہا گیا کہ اپنی جگہ چھوڑ دے ورنہ ابراہیم تجھے قتل کر دے گا، اس نے کہا کہ واللہ! میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا الا یہ کہ قتل کر دیا جاؤں یا فتح ہو جائے۔ منصور کو بعض نجومیوں نے بتادیا تھا کہ ایک بار لوگ بھاگ کر پھر واپس آ جائیں گے آخر فتح آپ ہی کی ہوگی فرار ہونے والے افراد اس نہر تک پہنچ گئے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ لیکن وہ اس میں گھسنے سے عاجز رہے چنانچہ وہ دوبارہ لوٹ آئے سب سے پہلے حمید بن قحطبہ آیا اس کے ساتھیوں اور ابراہیم کے ساتھیوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی، دونوں فریقوں کے بے شمار افراد مارے گئے بالآخر ابراہیم کا لشکر شکست کھا گیا خود ابراہیم پانچ سو یا چار سو یا نو سو افراد کے ہمراہ ثابت قدم رہا پھر عیسیٰ بن موسیٰ اور اس کے ساتھی غالب آ گئے۔

ابراہیم بھی قتل ہو گیا اس کا سر دوسرے مقتولین کے ساتھ مل گیا حمید مقتولین کے سر عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لایا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے ابراہیم کا سر پہچان کر بشیر کے ساتھ منصور کے پاس بھیج دیا۔ ابراہیم کا سر پہنچنے سے پہلے ہی نجومی نے آ کر منصور کو ابراہیم کے قتل کی خوش خبری دی۔ منصور نے اس کی تصدیق نہیں کی۔ نجومی نے کہا کہ اگر آپ میری تصدیق نہیں کرتے تو مجھے قید کر دیجئے اگر میری بات صحیح نہ ہو تو مجھے قتل کر دینا اسی دوران بشیر نے ابراہیم کی شکست کی خبر دی اس پر منصور معقر بن اوس بن حمار البارقی کا شعر مثال کے طور پر پڑھا۔

اس نے عصا پھینک دیا۔ جدائی ثابت ہو گئی۔ جیسے مسافر کی واپسی سے آنکھ کو آرام ملتا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ منصور ابراہیم کے سر کو دیکھ کر رو پڑا حتیٰ کہ منصور کے آنسو ابراہیم کے سر پر پڑے اس نے کہا کہ واللہ مجبور ہو کر میں نے یہ کام کیا ہم دونوں ایک دوسرے کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہوئے پھر منصور کے حکم سے ابراہیم کا سر بازار میں لٹکا دیا گیا منصور نے نجومی کذاب کو دو ہزار جریب زمین جاگیر میں دی اس کذاب نجومی نے اگر ایک واقعہ میں درست بات کی ہے تو بہت سے واقعوں میں غلط بات بھی کہی ہے۔ اس کے کذب پر اس کا کفر دلیل ہے منصور خود بھی اس کذاب نجومی کے ساتھ گمراہی میں مبتلا تھا۔ بادشاہ نجومیوں کی باتوں کے وراثتہً معتقد ہوتے ہیں۔

منصور کے غلام صالح کا قول ہے کہ ابراہیم کا سر لائے جانے کے بعد منصور نے ایک نشست منعقد کی لوگ آ کر اسے مبارک باد دینے لگے اسے خوش کرنے کے لئے ابراہیم کی برائیاں کر رہے تھے۔ منصور متغیر اللون ہو کر سکوت سے بیٹھا تھا حتیٰ کہ جعفر بن حنظلہ البہرانی داخل ہوا کھڑے ہو کر سلام کرنے کے بعد اس نے کہا اے امیر المؤمنین! تیرے عم زاد کے بارے میں اللہ تیرا اجر بڑھائے تیرے حق میں اس کی کوتاہی معاف کرے۔ راوی کا قول ہے کہ منصور کا رنگ زرد ہو گیا اس کی طرف متوجہ ہو کر منصور نے کہا کہ اے ابو خالد تمہیں خوش آمدید میرے پاس آ کر بیٹھو، تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ ابو خالد نے درست بات کی ہے اس کے بعد سب آنے والوں نے یہی بات کہی۔

ابو نعیم فضل بن دکین کا قول ہے کہ ابراہیم اسی سال ۲۵ ذی الحجہ جمعرات کے روز قتل ہوا۔

خواص کی وفات کا ذکر ...... اہل بیت کے خواص میں سے عبداللہ بن حسن اس کے دونوں لڑکے محمد اور ابراہیم اس کا بھائی حسن بن حسن ۔اس کا حقیقی بھائی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان الدیباج (جس کا ذکر ہو چکا) نے اس سال وفات پائی ۔لیکن اس کا بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی تابعی ہیں انہوں نے اپنے والد اپنی والدہ فاطمہ بنت حسین ۔عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (صحابی) وغیرہ سے حدیث روایت کی ان سے سفیان ثوری ،الدراوردی، مالک وغیرہ نے روایت کی ،علی رضی اللہ عنہ اللہ کے محبوب ، بہت بڑے عابد وزاہد انسان تھے۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ عبداللہ صدوق ثقہ تھے عمر بن عبدالعزیز ان کی آمد پر ان کا اعزاز و اکرام کیا کرتے تھے سفاح کے پاس جاتے تو وہ بھی ان کی تعظیم کرتے تھے ۔انہیں ایک لاکھ روپیہ دیئے منصور نے حاکم بننے کے بعد اس پورے خاندان سے اچھا سلوک نہیں کیا وہ سب دنیا سے رخصت ہو گئے سب اللہ کے یہاں ایک دوسرے سے جا ملے منصور نے پورے خاندان کو بیڑیاں ڈال کر اہانت سے مدینہ سے ہاشمیہ منتقل کیا تاریک وتنگ جیل میں انہیں قید کیا اکثر جیل ہی میں انتقال کر گئے ۔یہ عبداللہ بن حسن پہلا شخص ہے جس نے اپنے لڑکے محمد کے خروج کے بعد مدینہ میں انتقال کیا ۔بعض کا قول ہے کہ جیل میں عمداً اسے قتل کیا گیا ۔اس وقت اس کی عمر ۷۵ سال تھی اس کے حقیقی بھائی حسن بن حسن بن علی نے نماز جنازہ پڑھائی ۔پھر اس کے بعد اس کے بھائی حسن کا بھی انتقال ہو گیا اس کی نماز جنازہ اس کے حقیقی بھائی محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان نے پڑھائی پھر اس کے بعد اسے بھی قتل کر کے اس کا سر خراسان لایا گیا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

اس کا لڑکا محمد جس نے مدینہ میں خروج کیا ۔اس نے اپنے والد نافع سے روایت کی ۔اور **عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرہ** سے سجدہ کی ہیت کے بارے میں روایت کی ۔اس سے ایک جماعت نے حدیث روایت کی ۔نسائی اور ابن حبان نے اس کی توثیق کی ۔بخاری کا قول ہے کہ محمد اپنی حدیث پر موافقت نہیں کرتا اس نے ذکر کیا ہے کہ اس کی والدہ نے چار سال تک اسے حالت حمل میں اسے اٹھائے رکھا ۔محمد دراز قد فربہ گندمی رنگ بلند ہمت عالی سطوت بڑا دلیر انسان تھا ۔۱۴۵ھ واسط رمضان میں ۴۵ سال کی عمر میں قتل ہوا اس کا سر منصور کے پاس لایا گیا پھر اسے صوبوں میں گشت کرایا گیا۔

اس کے بھائی ابراہیم کا ظہور بصرہ میں مدینہ میں اس کے ظہور کے بعد ہوا ۔اپنے بھائی کے قتل کے بعد اسی سال ذی الحجہ میں ابراہیم کا قتل ہوا ۔کتب ستہ میں اس کی کوئی روایت موجود نہیں ۔ابو داؤد سجستانی نے ابو عوانہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابراہیم اور اس کا بھائی محمد دونوں خارجی تھے ۔داؤد نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ زیدیہ کی رائے ہے ۔علماء اور ائمہ کی ایک جماعت ان کے ظہور پر خوش تھی۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر اور خواص

ایک قول کے مطابق احلع بن عبداللہ اسماعیل بن ابی خالد اور حبیب بن شہید ۔عبدالملک بن ابی سلیمان عدرہ کے غلام عمرو ۔یحییٰ بن حارث الذماری ۔یحییٰ بن سعید ابو حیان التیمی ۔رؤبہ بن عجاج (عجاج لقب نام ابوالشعثاء عبداللہ بن رؤبہ تھا) ابو محمد التیمی البصری ۔الراجز بن الراجز ہر ایک کے رجز کا دیوان ہے ہر ایک اپنے فن کا بے مثال ماہر ہے اور لغت کا عالم تھا عبداللہ بن مقفع ۔الکاتب المفوہ ان سب حضرات نے اسی سال وفات پائی۔

عبداللہ بن مقفع منصور اور سفاح کے چچا عیسیٰ بن علی کے ہاتھ پر مشرف بالسلام ہوئے تھے پھر اس کا کاتب بنا ۔ان کے رسائل اور الفاظ صحیحہ ہیں ۔ان پر بے دین ہونے کا الزام تھا یہی کلیلہ اور دمنہ کتاب کے مصنف ہیں ۔بعض کا قول ہے کہ انہوں نے اسے عربی سے مجوسیہ کی طرف منتقل کیا ۔مہدی کا قول ہے کہ ہر بے دین پر لکھی جانے والی کتاب کا تعلق ابن مقفع مطیع بن ایاس، یحییٰ بن زیاد سے ہے مؤرخین کا قول ہے کہ ایک چوتھا شخص بھی ہے جس کا نام جاحظ ہے ۔اس کے باوجود مقفع ماہر فصیح تھا اصمعی کا قول ہے کہ ابن مقفع سے پوچھا گیا کہ آپ نے ادب کس سے سیکھا جواب دیا کہ اپنے نفس سے کیونکہ میں ہر بری بات کو چھوڑ دیتا ہوں اور اچھی بات کو قبول کر لیتا ہوں اس کے عمدہ کلام میں سے میں نے تقاریر کو خوب پیا لیکن روایت کے لئے انہیں ضبط نہیں کیا ۔پھر وہ خشک ہو کر بہہ پڑیں کیونکہ وہ موتیوں کے پرونے کا دھاگہ تو تھی نہیں ۔اس کے علاوہ میں کوئی کلام نہیں بھولا۔

ابن المقفع بصرہ کے نائب حاکم سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلب بن ابی صفرۃ کے ہاتھوں قتل ہوا کیونکہ ابن المقفع سفیان اور اس کی والدہ کو گالیاں دیتا تھا اور اسے ابن المعلم پکارتا تھا سفیان کی ناک لمبی تھی۔ ابن المقفع جب سفیان کے پاس جاتا تو مذاق کے طور پر اسے کہتا السلام علیکما۔ ایک روز اس نے سفیان سے کہا کہ سکوت پر مجھے کبھی ندامت نہیں ہوئی سفیان نے کہا کہ تیری بات صحیح ہے۔ تیرا گونگا پن تیرے کلام سے بہتر ہے۔ پھر اتفاق سے منصور کسی بات پر ابن المقفع سے ناراض ہو گیا تو اس نے اپنے نائب سفیان کو ابن المقفع کے قتل کا حکم دیا۔ سفیان نے اسے پکڑ کر اس کے لئے تنور گرم کیا پھر ابن المقفع کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس میں ڈال دیئے حتی کہ وہ سارا جل گیا وہ اپنے اعضاء کے کٹنے اور جلنے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ سفیان نے کسی اور طریقے سے اس کو قتل کیا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ بعض کی رائے یہ ہے کہ ابن المقفع قصاع کی بیع کی طرف منسوب ہے جو زنبیل کی طرح کانوں کے بغیر کھجور کی شاخ کی بنائی جاتی ہے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ یہ مقفع کا لڑکا تھا جس کا نام، ابو داوریہ تھا حجاج نے خراج پر اسے عامل مقرر کیا تھا۔ اس نے اس میں خیانت کی جس پر اس نے اسے سزا دی جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ اکڑ گئے۔ (واللہ اعلم)

اسی سال ترک اور خزر نے باب الابواب سے نکل کر آرمینیہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت قتل کر دی۔

اسی سال مدینہ کے نائب عبداللہ بن ربیع حارثی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال کوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ بصرہ پر مسلم بن قتیبہ، مصر پر یزید بن حاتم نائب تھے۔

واقعات ۱۴۶ھ

اسی سال مدینۃ السلام بغداد شہر کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اسی سال صفر میں منصور نے اس میں رہائش اختیار کی اس سے قبل اس کا قیام ہاشمیہ میں تھا جو کوفہ کی حدود میں ہے منصور نے اس کی تعمیر خوارج کے سال شروع کرائی بعض کا قول ہے کہ ۱۴۴ھ میں اس کی تعمیر کی ابتداء ہوئی۔ (واللہ اعلم)

اس کی تعمیر کی وجہ یہ بنی کہ جب الراندیہ پارٹی نے کوفہ پر حملہ کیا اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو اس کے شر سے بچالیا خلیفہ نے ان کا مقابلہ کر کے ان کا خاتمہ کر دیا لیکن پھر بھی کچھ باقی رہ گئے جس کی وجہ سے خلیفہ کو ان کی طرف سے فوج کے بارے میں اطمینان نہیں تھا۔ خلیفہ کوئی جگہ تلاش کر کے وہاں پر نیا شہر تعمیر کرنے کے لئے کوفہ سے نکلا۔ وہ سفر کرتے ہوئے جزیرہ پہنچ گیا لیکن موجودہ کے علاوہ کوئی جگہ اسے پسند نہیں آئی کیونکہ موجودہ جگہ پر بروبحر کی بہترین اشیاء پہنچتی تھی۔ وہ دجلہ اور فرات کے یہاں وہاں سے بھی محفوظ تھا۔ خلیفہ تک پل پار کئے بغیر کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔

منصور نے مدینۃ السلام کی تعمیر سے قبل یہاں پر چند راتیں گزاریں اس نے دیکھا کہ یہاں پر غبار اور بدبو اڑائے بغیر ہوائیں چلتی ہیں۔ اس نے اس جگہ کی اچھائی اور اس کی خوشگوار ہواؤں کو بھی دیکھا اس جگہ پر نصاریٰ کے عابدوں کے گھر اور خانقاہیں بھی تھیں ابو جعفر بن جریر نے بالتفصیل اس کے اسماء کی تعداد بیان کی ہے۔

منصور نے اسی وقت اس کی حد بندی کا حکم دے دیا راکھ سے اس کے چاروں طرف نشان لگائے گئے پھر منصور نے اس کے راستوں کا معائنہ کیا تو اسے وہ بہت پسند آئے پھر اس نے ہر محلّہ کی تعمیر پر ایک امیر مقرر کر دیا تمام شہروں سے ماہرین انجینئر کاریگر جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے منصور نے **بسم اللہ والحمد للہ یورثھا من یشاء من عبادہ و العاقبۃ للمتقین** پڑھتے ہوئے اس میں اینٹ رکھی۔ پھر کہا کہ اللہ کی برکت سے اسے بناؤ گولائی میں اس کی تعمیر کا حکم دیا اس کی فصیلوں کی موٹائی نیچے سے ۵۰ ہاتھ اوپر سے ۲۰ ہاتھ تھی۔ اس کی فصیل برانی اور جولانی میں آٹھ دروازے بنوائے۔ لیکن دروازہ ایک دوسرے کے بالمقابل ہونے کے بجائے کچھ ٹیڑھے تھے۔ اسی وجہ سے بعداد کا نام بغداد الزوراء رکھا گیا۔ بعض نے کہا کہ اس جگہ دجلہ کے منحرف ہونے کی وجہ سے اس کا نام بغداد رکھا گیا۔

منصور نے شہر کے وسط میں دارالامارۃ بنوائے تا کہ لوگ اس کی حد پر برابر ہوں۔ دارالامارۃ کے پہلو میں جامع مسجد کی حد بندی کی حجاج بن ارطات نے اس کو قبلہ رخ کیا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس کا قبلہ کسی قدر صحیح نہیں کیونکہ اس میں نمازی کو باب بصرہ کی طرف تھوڑا سا پھرنا پڑتا ہے۔
ابن جریر کا کہنا ہے کہ اس کے مقابلہ میں مسجد رصافہ صحیح ہے کیونکہ وہ محل سے پہلے بنی ہے۔ جامع مسجد محل کے بعد تعمیر ہوئی ہے اسی وجہ سے اس کا قبلہ رخ کچھ غلط ہے۔

ابن جریر نے سلیمان بن مجالد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ منصور نے امام ابوحنیفہ کو قاضی بنانا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ منصور نے اس پر قسم اٹھالی امام صاحب نے قبول نہ کرنے پر قسم اٹھالی۔ پھر منصور نے شہر کا معاملہ اور اینٹیں بنانے والوں کی نگرانی آپ کے حوالے کر دی۔ آپ نے اسے قبول فرمالیا یہاں تک کہ ۱۴۴ھ میں آپ خندق کے متصل فصیل کی تعمیر کی تکمیل سے فارغ ہوئے ابن جریر نے ہیثم بن عدی کے حوالہ سے کہا ہے کہ منصور نے امام صاحب پر قضاۃ اور مظالم کی نگرانی پیش کی تو آپ نے انکار کر دیا منصور نے اس پر قسم اٹھالی امام صاحب کو ایک قصبہ میں اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے منصور کی قسم پوری کرنے کے لئے کچھ اینٹیں بنائی اس کے بعد امام صاحب کا انتقال ہو گیا۔

خالد بن برمک نے منصور کو بغداد کی تعمیر کا مشورہ اور ترغیب دی تھی منصور نے امراء سے قصر ابیض کا مدائن سے بغداد منتقل کرنے کا مشورہ لیا تو سب نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ یہ دنیا میں ایک نشانی ہے۔ نیز اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مصلیٰ ہے لیکن منصور نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے بہت سی چیزیں وہاں سے بغداد منتقل کرائیں لیکن پھر ان کے کرایہ کی زیادتی کے خوف سے منتقل نہیں کیں۔ منصور نے قصر واسط کے دروازے بغداد منتقل کرائے۔ وہاں پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک شہر جنوں سے تعمیر کرایا تھا۔ اس کے پتھر بھی منصور نے منتقل کرائے جو بڑے خوفناک تھے بازار کا شور وشغب محل کے اندر سنائی دیتا تھا اس طرح صحنوں کی آواز بھی نصاریٰ کے بعض جرنیلوں نے بعض رومیوں کے خطوط پر اس کو اچھا قرار نہیں دیا منصور نے بازار دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا چار چار ہاتھ راستوں کی توسیع کا حکم دیا، راستے کے تمام تجاوزات ختم کر دیئے۔

ابن جریر نے عیسیٰ بن منصور کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ منصور نے مدینۃ السلام اس کے سنہری محل اس کی جامع مسجد اس کے بازار پر چار کروڑ آٹھ لاکھ تراسی ہزار درہم خرچ کئے ٹھیکدار کو یومیہ چاندی کا ایک قیراط مستریوں کو یومیہ ایک حبہ سے تین حبہ تک ملتے تھے۔ خطیب بغدادی کا قول ہے کہ میں نے بعض کتب میں یہ بات پڑھی ہے۔ بعض نے ذکر کیا ہے کہ اس پر خرچ ہونے والی کل رقم اٹھارہ کروڑ روپے تھی۔ (واللہ اعلم)

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ ٹھیکیداروں میں سے ایک نے محل میں منصور کے لئے ایک خوبصورت گھر بنوایا منصور نے اسے طے شدہ اجرت سے ایک درہم کم دیا پھر کسی نے اس کو ابھارا تو منصور نے ابھارنے والے کا حساب لگایا تو اس کے پاس پندرہ درہم زائد تھے اس نے اسے جیل میں ڈال دیا تا آنکہ اس نے وہ درہم واپس کئے کیونکہ منصور بڑا بخیل آدمی تھا۔

خطیب کا قول ہے کہ اس کی عمارت گول تھی پوری روئے زمین پر اس کے علاوہ کوئی گول عمارت نہیں دیکھی گئی اس کی بنیاد نو بخت نجومی کے مقرر کئے ہوئے وقت پر رکھی گئی۔ پھر بعض نجومیوں کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اس کی تعمیر کی تکمیل پر منصور نے مجھے اس کے زاویہ کا حکم دیا تو میں نے اس کا زاویہ لگایا تو مشتری قوس میں تھا پھر میں نے اس کا زاویہ بنایا یعنی اس کے زمانے کی طوالت اس کی تعمیر کی کثرت۔ دنیا کی اس کی طرف کشش لوگوں کا اس کی طرف محتاج ہونے کے حالات بتائے پھر میں نے اسے خوش خبری دیتے ہوئے کہا کہ اس میں کسی خلیفہ کی موت نہیں آئے گی اس پر مسکراتے ہوئے منصور نے کہا کہ **الحمد للہ، ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم**۔ کسی شاعر نے اس پر شعر کہا۔ بغداد کے رب نے خلیفہ کی عدم موت کا فیصلہ کیا۔ اسے اختیار ہے اپنی مخلوق کے بارے میں فیصلہ کرنے کا خطیب نے اس کی غلطی کا اس سے اعتراف کرایا جس کی وجہ سے وہ بچ گیا اس نے کوئی فیصلہ نہیں کیا بلکہ مطلع ہونے کے بعد اپنی غلطی کا اقرار کر لیا۔

راوی کا قول ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ محمد امین اس کے بڑے دروازے کے پاس قتل ہوا راوی کا کہنا ہے کہ میں نے حسن تنوخی کے حوالہ سے قاضی ابی القاسم کے سامنے یہ بات ذکر کی انہوں نے جواب دیا کہ محمد امین اس شہر میں قتل نہیں ہوا بلکہ وہ کشتی میں سوار ہو کر دجلہ کی سیر کو گیا راستہ ہی میں اس کے ساتھیوں نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ صولی وغیرہ کا بھی یہی قول ہے۔

بغداد کے ایک شیخ نے ذکر کیا ہے کہ بغداد کی چوڑائی ایک سو تیس جریب ہے جو دو میل کے برابر ہوتی ہے۔

امام احمد کا قول ہے کہ بغداد کی حد صراۃ سے باب الرتین تک ہے خطیب نے ذکر کیا ہے کہ اس کے آٹھ دروازوں میں سے ہر دروازہ کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے بعض نے کہا کہ اس سے کم ہے۔

خطیب نے قصر امارہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ اس میں ایک سبز گنبد ہے جس کا طول اسی ہاتھ ہے اس کی چوٹی پر گھوڑے کی تصویر بنی ہوئی ہے اس پر ہاتھ میں نیزہ لئے ایک سوار بیٹھا ہے۔ جو چھت اس کے سامنے آئے وہ اسے اس میں گھماتا ہے مسلسل سامنے کی طرف منہ کئے رہتا ہے بادشاہ کو معلوم ہے کہ اس کی طرف رونما ہونے والے واقعہ کی فی الفور خبر مل جائے گی یہ گنبد عدالت کے محل کے اگلے حصے کی نشستگاہ کے اوپر ہے اس کا طول ۳۰ ہاتھ اور عرض ۲۰ ہاتھ ہے یہ گنبد ایک سرد اور برق و باراں والی شب کو گر پڑا تھا یعنی ۱۲۹ھ ۷ جمادی الثانی منگل کی شب۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ منصور کے زمانہ میں بغداد میں دنبہ، بکری، ایک درہم میں اونٹ چار درہم میں فروخت ہو رہا تھا آواز لگائی جا رہی تھی کہ بکری کا ساٹھ رطل گوشت گائے کا نو رطل گوشت ایک درہم کا۔ ساٹھ رطل کھجور ایک درہم کی۔ سولہ رطل زیتون ایک درہم کا ہے آٹھ رطل گھی دس رطل شہد ایک درہم کا ہے اس قدر ارزانی کی وجہ سے اس کے ساکنین کی تعداد میں بے حد اضافہ ہو گیا۔ اس کے بازاروں اور گلیوں میں غبار خوب اڑنے لگی حتیٰ کہ اژدہام کی وجہ سے گزرنے والے کے لئے گزرنا مشکل ہو گیا ایک شخص نے بازار میں آنے کے بعد کہا کہ واللہ میں اس جگہ خرگوش کے پیچھے بہت بھاگا ہوں۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ منصور ایک روز محل میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے تین بار چیخ و پکار سنی اس نے دربان سے اس کی بابت پوچھا اس نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ گائے اپنے گلہ سے بھاگ کر بازاروں میں بھاگ رہی ہے ایک رومی نے کہا کہ آپ جیسا محل آج تک کسی نے نہیں بنوایا لیکن اس میں تین عیب ہیں (۱) پانی اس سے بہت دور (۲) بازار بالکل قریب (۳) سبزہ نہیں حالانکہ انسان کو سبزہ اچھا لگتا ہے منصور نے اسی وقت اس کی تجویز پر عمل کیا پانی قریب آ گیا وہاں پر باغات بنا دیئے گئے بازار کرخ منتقل کر دیئے گئے یعقوب بن سفیان کا قول ہے کہ بغداد کی تعمیر ۱۴۶ھ میں مکمل ہوئی۔ ۱۴۷ھ میں بازار باب کرخ باب شعیر باب محول کی طرف منتقل ہوا۔ بازاروں کی چالیس ہزار تک توسیع کا حکم دیا۔ دو ماہ کے بعد منصور نے قصر خلد کی تعمیر شروع کی جو ۱۵۱ھ میں مکمل ہوئی۔ اس کی تعمیر کا معاملہ الوضاح نامی شخص کے حوالے کیا گیا۔

منصور نے عوام کے لئے جامع مسجد بنوائی تاکہ لوگ جامع منصور کی طرف نہ آئیں۔ بغداد کا دار الخلافہ اس کے بعد تعمیر ہوا جو حسن بن سہل کے لئے تھا۔ اس کے بعد وہ مامون کی زوجہ بوران کی طرف منتقل ہوا پھر اس سے معتضد یا معتمد نے مانگ لیا۔ بوران نے چند دن مہلت مانگی تو اسے مل گئی اس عرصہ میں اس نے اس کی تحسین و تمییض شروع کر دی پھر اس میں رنگا رنگ قالین بچھائے اس میں مختلف قسم کے پردے لگوائے خلافت کے غلام اور باندیوں کے مناسب حال چیزیں تیار کرائیں۔ انہیں مختلف لباس پہنائے خزائن میں مختلف کھانے پینے کی اشیاء رکھیں بعض گھروں میں اموال اور ذخائر رکھے اس کے بعد بوران نے اس کی چابیاں اس کے حوالے کر دیں۔ وہ اس میں داخل ہوا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس میں سکونت اختیار کرنے والا یہ پہلا خلیفہ تھا۔ پھر اس نے اس کی فصیل تعمیر کرائی یہ باتیں خطیب نے بیان کی ہیں۔

مکتفی نے دجلہ کے کنارے تاج بنوایا اس کے ارد گرد گنبد، نشست گاہیں، میدان اور چڑیا گھر بنوایا۔ خطیب نے اس دار الشجرہ کی حالت بیان کی ہے جو مقتدر باللہ کے زمانہ میں تھا نیز اس کے قالین، پردے، خدام، غلام ظاہری جاہ و حشم کے حالات بھی بیان کئے ہیں اور یہ کہ اس میں دس ہزار خصی سات سو دربان ہزاروں کی تعداد میں غلام تھے ان چیزوں کا ذکر ان کی حکومتوں کے بیان میں آئے گا جو گزر کر ۳۰۰ھ کے بعد خواب کی طرح ہو گئیں۔

خطیب نے مخترم کے دار الملک کا بھی ذکر کیا ہے ان مساجد کا بھی ذکر کیا ہے کہ جن میں جمعہ ہوتا تھا اسی طرح وہاں پر ہونے والے نہروں اور پلوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اسی طرح منصور کے زمانہ میں اور اس کے زمانہ سے لے کر بعد میں آنے والوں کے زمانہ تک جو چیزیں تھیں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ ایک شاعر نے بغداد کے دجلہ کے پلوں کے بارے میں چند اشعار کہے ہیں:

(۱)...... اس دن جس میں ہم نے دجلہ کے صحن کی یکتا مجلس میں تھوڑی دیر کے لئے عیش چوری کیا۔

(۲)...... نرم ہوا چلی جس کی وجہ سے خوش بخت زمانہ کا غلام بن گیا۔

(۳)...... دجلہ سیاہ چادر کی طرح معلوم ہو رہا تھا اور پل اس پر سیاہ دھاریوں کی طرح معلوم ہو رہے تھے۔

دوسرے شاعر نے کہا کہ:

(۱)......دریائے دجلہ کی سطح پر مضبوط اور خوبصورت پل کے کیا کہنے۔

(۲)......وہ عراق کے لئے حسن و جمال اور سیر و تفریح کا منظر ہے عشق کی وجہ سے کمزور ہونے والے شخص کیلئے تسلی ہے۔

(۳......) جب اس کے نزدیک آ کر تو اسے خوب غور سے دیکھے گا تو اس ایک بڑی سطر کی طرح پائے گا جسے سفید ریشم میں کھینچا گیا ہے۔

(۴)......یا وہ ہاتھی کا دانت ہے جس میں آبنوس سجایا گیا ہے گویا وہ ہاتھی کے نیچے پارہ کی زمین ہے۔

صولی نے ذکر کیا ہے کہ احمد بن ابی طاہر نے کتاب بغداد میں ذکر کیا ہے کہ بغداد دونوں جانبوں سے ۵۳ ہزار جریب ہے اور مشرقی جانب سے ۲۶ ہزار سات سو پچاس جریب ہے اس میں ساٹھ ہزار حمام ہیں ہر حمام میں کم از کم ۵ افراد ہوتے ہیں (۱) حمام والا (۲) قیم (۳) آگ جلانے والا (۴) ماشکی (۵) اٹھائی گیر ہر حمام کے سامنے ۵ مساجد ہیں گویا کل تین ہزار مساجد ہیں ہر مسجد میں کم از کم ۵ افراد ہوتے ہیں (۱) امام (۲) متولی (۳) موذن (۴۔۵) دو مقتدی پھر اس میں کمی آتی چلی گئی حتیٰ کہ مٹتے چلے گئے پھر آخر میں ہر اعتبار سے وہ ویرانہ بن گیا جیسا کہ اپنی جگہ پر اس کا بیان آئے گا۔

حافظ ابو بکر کا بیان ہے جلالت شان علماء اور اعمال کی کثرت عام و خاص کی تمیز۔ اطراف کی بڑائی، گھروں، کوچوں منازلوں سڑکوں، مسجدوں، حماموں، دکانوں کی کثرت، خوشگوار پانی کی مٹھاس سایہ کی ٹھنڈک موسم گرما اور موسم سرد کا اعتدال ربیع اور خریف کی صحت میں بغداد کی مثال نہیں ملتی ہارون رشید کے زمانہ میں اس کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی پھر انہوں نے اپنے زمانہ تک اس کی کمی کو بیان کیا۔

میں کہتا ہوں کہ اس کے بعد سے لے کر اب تک کمی چلی آ رہی ہے خصوصاً ہلاکو بن تولی بن جنگز بن خان الترکی جس نے اس کے نشان مٹا دیئے اس کے خلفاء اور عمال کو قتل کر دیا۔ اس کے مکانات اور محلات منہدم کر دیئے حتیٰ کہ اس کے خاص و عام کو برباد کر دیا ان کے اموال و جائیدادیں چھین لیں بچوں کو لوٹ لیا انہیں بے شمار غموں میں مبتلا کیا آنے والوں کے لئے نشان عبرت اور یادداشت بنا دیا۔ تلاوت کلام کی جگہ نغمے اور اشعار پڑھے جانے لگے احادیث نبویہ کے بدلہ میں فلسفہ یونانیہ مناہج کلامیہ کا درس ہونے لگا علماء کی جگہ اطباء آ گئے عباسی خلفاء کی جگہ بدترین لوگ حکمران بن گئے۔ ریاست اور سرداری کی جگہ کمینگی اور سفاہت آ گئی طلباء کی جگہ ظالم و فاسد لوگ آ گئے۔ فقہ و حدیث تعبیر رؤیا کی جگہ اشعار اور دوہے آ گئے یہ سب کچھ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ہوا، قرآن کریم کی آیت جس کا ترجمہ: ''اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں''۔ اسی زمانہ میں اس میں بہت سی حسی اور معنوی خرابیاں آ گئیں بھنگ نوشی بھی آ گئی پھر وہاں سے بلاد شام چلے گئے اللہ ان کے اچھے طریقے کی کفالت کرے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی تا آنکہ عراق کے نیک لوگ شام نہ چلے جائیں اور شام کے بدکار لوگ عراق آ جائیں۔

بغداد شہر کے بارے میں وارد ہونے والے اخبار و آثار...... بغداد کے بارے میں چار لغتیں ہیں (۱) بغداد (۲) بغداز، اول دال کے نقطے کے بغیر ثانی نقطے کے ساتھ (۳) بغدان آخر میں نون کے ساتھ (۴) مغدان شروع میں میم اور آخر میں نون کے ساتھ۔ یہ عجمی کلمہ ہے بعض کا قول ہے کہ یہ بغ بمعنی باغ اور داد ایک شخص کا نام ہے) سے مشتق ہے۔ بعض کا قول ہے کہ بغ بمعنی بت یا شیطان اور داد بمعنی عطیہ سے مشتق ہے یعنی بت کا عطیہ اسی وجہ سے عبداللہ بن مبارک اور اصمعی نے اس کا نام بدل کر مدینۃ السلام رکھا۔ اسی طرح اس کے بانی ابو جعفر نے اس کا یہی نام رکھا کیونکہ دجلہ کو وادی اسلام کہا جاتا تھا۔ بعض نے بغداد کا نام الزوراء بھی رکھا۔

خطیب بغدادی نے متعدد طرق سے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ دجلہ دجیل قطربل صراۃ کے درمیان ایک شہر تعمیر کیا جائے گا جس کی طرف زمین کے خزانے سمٹ کر آئیں گے اس کے بادشاہ ظالم ہوں گے نرم زمین میں لوہے کی کیل سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ وہ زمین میں گھس جائیں گے۔ خطیب کا قول ہے کہ اس نے اسے سفیان ثوری کے بھانجے عاصم احوان نے روایت کیا ہے جو عمار بن سیف کا بھائی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں ضعیف ہیں ہر ایک پر کذب کا الزام ہے۔ محمد بن جابر یمانی۔ ابو شہاب حناطی دونوں ضعیف ہیں سفیان ثوری نے عاصم سے پوری اسناد کے ساتھ

روایت کیا ہے اس نے یحییٰ بن معین عن ابی کثیر عن عمار بن سیف عن ثوری عن عاصم عن ابی عثمان عن ابی جریر عن النبی ﷺ بیان کیا ہے احمد اور یحییٰ نے کہا اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

احمد کا قول ہے کہ کسی ثقہ شخص نے یہ حدیث بیان نہیں کی۔ خطیب نے تمام طرق سے اسے معلل قرار دیا نیز اسے عمر بن یحییٰ عن سفیان عن قیس بن مسلم عن ربعی عن حذیفہ مرفوعاً روایت کیا ہے یہ بھی صحیح نہیں حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کی اسناد کسی طرح صحیح نہیں خطیب نے تمام طرق و اسانید و الفاظ کے ساتھ اسے بیان کیا ہے ان میں سے ہر ایک میں ہے قبل انہی روایت میں گزر چکا ہے کی بخل کی وجہ سے اس کے پانی کو مقلاص اور زوالد وانیق کہا جاتا تھا۔

بغداد کے محاسن اور اس کے بابت آئمہ کے اقوال ...... یونس بطنب اعلاء الصدر کا قول ہے کہ مجھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو میں نے انکار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے دنیا دیکھی ہی نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس شہر میں بھی جاتا ہوں اسے سفر شمار کرتا ہوں لیکن جب بغداد جاتا ہوں تو اسے وطن شمار کرتا ہوں۔

بعض کا قول ہے کہ دنیا جنگل اور بغداد اس کی آبادی ہے ابن علیہ کا قول ہے کہ میں نے طلب حدیث میں اہل بغداد سے زیادہ عقلمند کوئی نہیں دیکھا۔ ابن مجاہد کا قول ہے کہ میں نے ابو عمرو بن علاء کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا کیا بنا؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے چھوڑ دو بغداد میں سنت و جماعت پر قائم رہنے والا شخص موت کے بعد گویا ایک جنت سے دوسری جنت کی طرف منتقل ہو گیا ابو بکر بن عیاش کا قول ہے کہ اسلام بغداد میں ہے وہ ایک شکاری ہے جو لوگوں کو شکار کرتا ہے جس نے بغداد نہیں دیکھا اس نے دنیا نہیں دیکھی۔

ابو معاویہ کا قول ہے کہ بغداد دنیا و آخرت کا گھر ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ بغداد میں جمعہ ادا کرنے والے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ اسلام کی عظمت بڑھا دیتا ہے اس لئے ہمارے مشائخ کے نزدیک بغداد میں جمعہ کا دن دیگر شہروں کی عید کی طرح ہے بعض کا قول ہے کہ بغداد کا جمعہ مکہ کی تراویح طرطوس کا عید کا دن اسلام کے محاسن میں سے ہے۔

بعض کا قول ہے کہ میں ہمیشہ نماز جمعہ جامع منصور میں ادا کرتا تھا۔ ایک جمعہ کسی کام کی وجہ سے وہاں نہیں پڑھا میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے تو نے ایسی جگہ جمعہ چھوڑ دیا جہاں ہر جمعہ ستر ولی نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ میں نے بغداد سے نقل مکانی کا ارادہ کیا تو خواب میں کسی نے کہا تو ایسے شہر کو چھوڑ رہا ہے جس میں ہر وقت دس ہزار اللہ کے ولی ہوتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ میں نے دیکھا کہ دو فرشتے بغداد آئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس کو الٹ دو اس کے بابت فیصلہ ہو چکا، دوسرے نے کہا کہ میں ایسے شہر کو کیسے الٹوں جس میں ہر رات پانچ ہزار قرآن ختم کئے جاتے ہیں۔

ابو مسہر نے سعید بن عبد العزیز بن سلیمان کا قول نقل کیا ہے کہ جب آدمی کا علم حجازی، پیدائش عراقی اور نماز شامی ہو تو وہ شخص کامل ایمان والا ہے۔ زبیدہ نے منصور نمری سے کہا مجھے ایسے اشعار سناؤ جن کے ذریعے میرے دل میں بغداد کی محبت پیدا ہو جائے انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

(۱) ...... بغداد کی خوشبو کیا ہی خوب ہے کون دین و دنیا کی پاکیزگی اختیار کرتا ہے۔

(۲) ...... وہاں کی ہوائیں مریضوں کو زندگی عطا کرنے والی ہیں۔ رات بھر خوشبو پودوں کے درمیان چلتی رہتی ہیں۔

راوی کا قول ہے کہ زبیدہ نے اسے دو ہزار دینار دیئے۔ خطیب کا قول ہے کہ میں نے طاہر بن مظفر بن طاہر خزن کے اپنے لکھے ہوئے اشعار ان کی کتاب میں پڑھے:

(۱) صبح کو برسنے والے بادل بغداد کے کرخ، خلدیل کے درمیان والے محلے کو سیراب کریں۔

(۲) وہ ایک خوبصورت شہر ہے جس کے اہل کے لئے چند چیزیں خاص ہیں، جب وہ دوسرے شہر میں تھیں تو اکٹھی نہیں ہوتی تھیں۔

(۳) ...... اس کی ہوا نرم معتدل صحت بخش ہے اس کے پانی کا مزہ شراب سے زیادہ لذیذ ہے۔

(۴)......اس کے دجلہ کے دونوں کناروں نے ہمارے لئے تاج سے تاج تک محل سے محل تک مرتب کیا ہے۔

(۵)......اس کی مٹی کستوری کی مانند اس کا پانی چاندی کی طرح اس کے پتھر یاقوت اور موتیوں کی طرح ہیں۔

خطیب نے اس سلسلہ میں بہت سے اشعار بیان کئے ہیں ہم نے بقدر کفایت اشعار بیان کر دیئے ہیں بغداد کی تعمیر ۱۴۶ھ یا ۱۴۸ھ میں مکمل ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی خندق اور فصیل دونوں کی تکمیل ۱۴۷ھ میں ہوئی منصور نے اس میں زیادتی کی اور خوبصورتی کرتا رہا سب سے آخر میں اس نے قصر خالد بنوایا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اسے کبھی موت نہیں آئے گی یہ محل ہمیشہ باقی رہے گا اس کی تعمیر مکمل ہونے کے وقت ہی منصور کا انتقال ہو گیا بغداد پر متعدد بار زوال آیا جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال منصور نے سلم بن قتیبہ کو بصرہ کی امارت سے معزول کر کے محمد بن سلیمان بن علی کو اس کا حاکم بنادیا کیونکہ منصور نے سلم کو ابراہیم کی بیعت کرنے والے لوگوں کے گھروں کو گرانے کا حکم دیا تھا اس نے سستی کی تو منصور نے اسے معزول کر دیا اور اپنے عم زاد محمد بن سلیمان کو بھیجا، اس نے وہاں جا کر متعدد مکانات منہدم کر دیئے۔ مدینہ کے امیر عبداللہ بن ربیع کو معزول کر کے جعفر بن سلیمان کو حاکم بنادیا سری بن عبداللہ کو مکہ کی امارت سے معزول کر کے عبدالصمد بن علی کو امیر بنادیا۔ ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال عبدالوھاب بن ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔ واقدی وغیرہ کا بھی یہی قول ہے اس سال موسم گرما کی جنگ بلاد روم میں سے جعفر بن حنظلہ بہرانی نے کی۔

خواص میں سے اس سال اشعث بن عبدالملک۔ ہشام بن سائب کلبی ہشام بن عروہ ایک قول کے مطابق یزید بن ابی عبید نے وفات پائی۔

واقعات ۱۴۷ھ

اس سال اشتر خوارزمی نے آرمینیہ کے نزدیک ترکیوں کے لشکر پر حملہ بول دیا۔ انہوں نے تغلیس میں داخل ہو کر متعدد افراد قتل کر دیئے بہت سے مسلمان اور ذمیوں کو قیدی بنالیا۔

اس روز قتل ہونے والوں میں حرب بن عبداللہ الراوندی بھی تھا جس کی طرف بغداد میں حربیہ منسوب ہوتے ہیں یہ موصل میں دو ہزار فوج کے ساتھ خوارج کے مقابلہ میں مقیم تھا منصور نے اسے مسلمانوں کی مدد کے لئے بلاد آرمینیہ بھیجا۔ حرب بن جبرئیل اس کے لشکر میں تھا جبرئیل شکست کھا گیا حرب قتل ہو گیا۔ اسی سال منصور کا چچا عبداللہ بن علی ہلاک ہوا، یہ وہی شخص ہے جس نے بنو امیہ سے شام چھین کر سفاح کی موت تک اس پر حکومت کی سفاح کی موت کے بعد لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ منصور نے ابو مسلم کو اس کے مقابلے میں بھیجا جس نے اس کو شکست دی عبداللہ اپنے بھائی سلیمان کے پاس بصرہ چلا گیا ایک مدت تک اس کے پاس روپوش رہا پھر منصور نے اس کا کھوج لگا کر اسے بلا کر جیل میں بند کر دیا۔ اس سال منصور نے حج کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنے چچا عیسیٰ بن موسیٰ جو سفاح کی وصیت کے مطابق اس کے بعد ولی عہد بننے والا تھا) طلب کر کے اپنے چچا عبداللہ بن علی کو اس کے حوالے کر دیا۔ منصور نے عیسیٰ سے کہا کہ یہ میرا اور تیرا دشمن ہے میری غیر موجودگی میں اسے قتل کر دینا اس میں سستی مت کرنا۔

اس کے بعد منصور حج پر چلا گیا راستہ ہی سے اس نے عیسیٰ کے پاس متعدد خطوط لکھے جن میں اسے عبداللہ کے قتل کی تاکید کی گئی تھی جب منصور نے عبداللہ کو عیسیٰ کے حوالے کیا تو وہ حیران رہ گیا اس نے اس معاملے میں امراء سے مشورہ کیا تو سب نے اسے عبداللہ کے قتل سے منع کرتے ہوئے کہا کہ اسے اپنے پاس چھپا کر اس کے قتل کا اعلان کر دے کیونکہ وہ آنے کے بعد تجھ سے اس امر پر کہ میں نے تجھے اس کے قتل کا حکم دیا تھا گواہ طلب کرے گا جب تیرے پاس کوئی گواہ نہیں ہوں گے تو وہ تجھے قتل کر دے گا کیونکہ وہ تم دونوں سے تنگ ہے۔

چنانچہ منصور نے واپسی کے بعد اس کے گھر والوں سے کہا کہ اس کا مطالبہ کرو پھر عیسیٰ کو بلا کر کہا کہ یہ اس کا مطالبہ کر رہے ہیں عیسیٰ نے کہا کہ آپ نے تو مجھے اس کے قتل کا حکم دیا تھا منصور انکار کرنے لگا عیسیٰ نے وہ خطوط پیش کر دیئے جو اس نے عبداللہ کے قتل کے بارے میں ارسال کئے تھے منصور نے اس کا انکار کرتے ہوئے عیسیٰ کے قتل کا حکم دیا قصاصاً بنو ہاشم اس کے قتل کے لئے نکلے جب وہ تلوار لئے ہوئے آئے تو عیسیٰ نے کہا کہ مجھے

خلیفہ کے پاس لے چلو جب وہ اس کو منصور کے پاس لے کر پہنچے تو اس نے منصور سے کہا کہ تیرا چچا موجود ہے میں نے اسے قتل نہیں کیا۔
منصور نے کہا اسے حاضر کرو چنانچہ حاضر کیا گیا تو وہ منصور کے پاؤں پڑ گیا منصور نے نمک پر کھڑی ہوئی دیواروں والے گھر میں اسے قید کر دیا پھر رات کو اس میں پانی چھوڑنے کا حکم دیا گیا جس کی وجہ سے گھر منہدم ہو گیا اور وہ مر گیا۔
منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی ختم کر کے اپنے لڑکے مہدی کو اس پر مقدم کیا۔ منصور اسے عیسیٰ سے اوپر دائیں جانب بٹھاتا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا تھا اجازت مشورہ آنے میں اس کی اہانت کرتا تھا پھر مسلسل منصور عیسیٰ کو ڈراتا دھمکاتا رہتا تھا حتیٰ کہ از خود اس نے محمد بن منصور کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کے عوض منصور نے اسے بارہ کروڑ روپے دیئے۔ عیسیٰ بن موسیٰ اور اس کی اولاد کا معاملہ منصور سے صحیح ہو گیا اب منصور اس کی طرف توجہ دینے لگا تھا اس سے قبل مہدی کی خلافت کے بارے میں دونوں کے درمیان خوب مراسلت ہوئی تھی نیز یہ کہ عام لوگ امراء خواص مہدی کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ منصور اسی کوشش میں لگا رہا حتیٰ کہ مجبوراً عیسیٰ نے اس کی بیعت کی منصور نے اس کے عوض وہ کچھ دیا جس کا بیان ہو چکا۔ چاروں اطراف میں مہدی کی بیعت پھیل گئی منصور خوب خوش ہو گیا۔ اس وقت سے اس کی اولاد میں خلافت چلی آ رہی ہے بنی عباس کا ہر خلیفہ اس کی اولاد سے ہوتا ہے (یہ عزیز و علیم خدا کی تقدیر ہے) اس سال عبید اللہ بن عمر عمری ہاشم بن ہاشم (حسن بصری کے ساتھی) اور ہشام بن حسان نے وفات پائی۔

واقعات ۱۴۸ھ

گزشتہ سال بلاد تفلیس میں فساد برپا کرنے والے ترکیوں کے مقابلہ میں اس سال منصور نے حمید بن قحطبہ کو بھیجا لیکن وہ سب اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے تھے اس وجہ سے کوئی بھی نہیں ملا۔
اسی سال جعفر بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا۔ شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے،
اسی زمانہ میں جعفر بن محمد الصادق (جن کی طرف غلط طور پر کتاب اختلاج الاعضاء کی نسبت کی گئی ہے) نے وفات پائی۔
سال رواں کے ربیع الاول میں مشائخ حدیث میں سے سلیمان بن مہران الاعمش نے وفات پائی عمرو بن حارث عوام بن حوشب الزبیدی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور محمد بن عجلان نے بھی اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۴۹ھ

اسی سال منصور بغداد کی فصیل اور اس کی خندق سے فارغ ہوا اسی سال عباس بن محمد نے حسین بن قحطبہ محمد بن اشعث کے ساتھ بلاد روم جا کر موسم گرما کی جنگ لڑی۔ محمد بن اشعث راستہ ہی میں فوت ہو گیا۔ اسی برس محمد بن ابراہیم بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔ منصور نے اپنے چچا عبدالصمد کی جگہ اسے مکہ اور حجاز کا والی مقرر کیا۔
اس سال بھی شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے۔
زکریا بن ابی زائدہ کہمس بن حسن۔ مثنیٰ بن صباح عیسیٰ بن عمرو اور ابوعمرو ثقفی البصری النحوی سیبویہ کے شیخ نے اسی سال وفات پائی عیسیٰ بن عمرو کے بارے میں مشہور ہے کہ خلاد بن الولید کے غلام تھے بنی ثقیف میں اترنے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہوئے۔ عیسیٰ بن عمرو لغت نحو، قرآءت کے جلیل القدر امام تھے، عبید اللہ بن کثیر، ابن الحسین، عبداللہ بن ابی اسحاق کے نحو، لغت قرأت میں شاگرد تھے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے انہوں نے سماع کیا خلیل بن احمد، اصمعی اور سیبویہ جیسے حضرات ان کے شاگردوں میں سے تھے۔ سیبویہ نے ان کی صحبت میں رہ کر خوب استفادہ کیا ان کی کتاب الجامع میں اضافہ اور تفصیل کی وہی کتاب آج کتاب سیبویہ سے مشہور ہے دراصل وہ ان کے شیخ کی کتاب ہے۔ سیبویہ کو جو اس میں مشکل پیش آتی تھی وہ اس کے متعلق اپنے شیخ سے پوچھتے تھے۔ خلیل نے بھی ان سے عیسیٰ بن عمر کی تصانیف کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عیسیٰ بن عمرو

نے ستر سے زائد کتابیں جمع کی تھیں ایک کتاب الاکمال کے علاوہ سب ضائع ہو گئیں عیسیٰ ارض فارس میں آخر تک اسی میں مشغول رہے میں بھی آپ سے اس کے مشکل مقامات کے متعلق پوچھتا ہوں۔ خلیل نے کچھ دیر سوچنے کے بعد مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱)...... عیسیٰ بن عمر کے زندہ کئے کے علاوہ ساری نحو ضائع ہو گئی۔

(۲)...... اس میں اکمال تھا اس میں جامعیت ہے دونوں لوگوں کے لئے شمس وقمر کی طرح ہیں۔

بعض مقامات میں عیسیٰ نے بہت پیچیدگی اور گہرائی اختیار کی ہے جوہری نے صحاح میں ان کے متعلق نقل کیا ہے کہ ایک روز گدھے سے گر پڑے لوگ ان کے اردگرد جمع ہو گئے لوگوں کو دیکھ کر انہوں نے کہا کہ مجنوں پر جمع ہونے کی طرح تم مجھ پر کیوں جمع ہو گئے ہو یہاں سے چلے جاؤ۔

بعض نے کہا کہ ضیق نفس کی وجہ سے عیسیٰ گر پڑے لوگوں نے سمجھا کہ مرگی کی وجہ سے گر پڑے ہیں اس لئے انہوں نے جمع ہو کر ان کے پاس قرآن پاک کی تلاوت کی ہوش میں آنے کے بعد عیسیٰ نے وہی کچھ کہا جو گزر چکا بعض نے کہا کہ وہ فارسی میں گفتگو کر تے تھے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ عیسیٰ بن عمر واور ابی عمر واور علاء کی آپس میں بہت دوستی تھی ایک روز عیسیٰ بن عمرو نے بن علاء کے سامنے معد بن عدنان سے بڑا فصیح ہونے کا دعویٰ کیا ابی عمرو نے عیسیٰ سے اس شعر کے متعلق پوچھا:

ترجمہ...... وہ عورتیں شرم کی وجہ سے اپنے چہرے چھپاتی تھیں آج انہوں نے دیکھنے والوں کے لئے پہل کی۔

اس شعر میں ایک لفظ بدأن کے بارے میں ابی عمرو نے عیسیٰ سے پوچھا آپ کے نزدیک یہ بدین ہے یا بدان ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بدین ہے ابی عمرو نے کہا کہ آپ نے غلط کہا اگر آپ بدأن کہتے تو پھر بھی غلط ہوتا ابو عمرو نے صرف ان کی تغلیط کا ارادہ کیا حقیقت میں یہ لفظ بدا یبدو سے نہیں ہے جس کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں بلکہ بدأ یبدأ سے مشتق ہے جس کے معنی پہل کرنے کے ہیں۔

واقعات ۱۵۰ھ

اس سال کفار میں سے استاذ سیس نے بلاد خراسان میں خروج کر کے اس کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا وہاں سے تین ہزار کی نفری بھی اس کے ساتھ مل گئی بے شمار مسلمانوں کو قتل کیا۔ وہاں پر موجود فوجیوں کو شکست دے دی اور متعدد لوگوں کو قیدی بنا لیا ان کی وجہ سے وہاں پر فساد کی حکومت قائم ہو گئی ان کی پوزیشن خوب مستحکم ہو گئی۔

منصور نے خازم بن خزیمہ کو مہدی کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے مقابلہ کے لئے افواج مہیا کر کے ان علاقوں کی جنگ کا امیر مقرر کر دے مہدی نے ہاشمی جرأت سے کام لیتے ہوئے خازم کو افواج اور ان علاقوں کا امیر بنا دیا چالیس ہزار فوج کے ہمراہ اسے رخصت کیا چنانچہ خازم نے دشمنوں کا رخ کیا وہ مسلسل دشمن کے معاملے میں فریب دہی سے کام لیتا رہا حتیٰ کہ اچانک جنگ شروع کر کے شمشیر اور نیزہ زنی سے ان کا مقابلہ کیا۔ اس نے دشمن کے ستر ہزار افراد قتل کر دیئے چودہ ہزار قیدی بنا لئے۔ استاذ سیس فرار ہو کر پہاڑ میں محفوظ ہو گیا۔ خازم نے پہاڑ کے دامن میں تمام گرفتار شدگان کو قتل کر دیا۔ اس نے مسلسل استاذ سیس کا محاصرہ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ خازم ایک امیر کے فیصلہ پر رضامند ہو گیا کہ استاذ سیس اور اس کے اہل خانہ کو بیڑیاں ڈال کر قید کر لیا جائے۔ اس کے ساتھ جو تیس ہزار کا لشکر ہے اسے چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ خازم نے اس پر عمل کیا۔ استاذ سیس کے تمام ساتھیوں کو دو دو کپڑے دیئے فتح کا پیغام مہدی کے پاس بھیج دیا۔ مہدی نے اپنے والد منصور کے پاس بھیج دیا۔

اسی زمانہ میں خلیفہ نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر کے حسن بن زید بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو امیر بنایا اس سال خلیفہ کے چچا عبدالصمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسی برس جعفر بن امیر المؤمنین منصور نے وفات پائی پہلے اسے بنی ہاشم کے قبرستان میں دفن کیا گیا بعد ازاں دوسرے مقام پر منتقل کر دیا گیا۔

سال رواں ہی میں حجاز کے آئمہ میں سے عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے وفات پائی ان کی بابت مشہور ہے کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے سنن جمع کی عثمان بن اسود عمر بن محمد بن زید اور امام ابوحنیفہ نے بھی اسی سال وفات پائی۔

امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات ...... آپ کا نام نعمان بن ثابت التیمی ہے۔ عراق کے فقیہ، آئمہ اسلام سادات اعلام، اصل علماء اور آئمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔ آئمہ اربعہ میں سے سب سے پہلے آپ دنیا سے رخصت ہوئے کیونکہ آپ نے صحابہ کا زمانہ پایا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ یا ان کے علاوہ کسی دوسرے صحابی کی زیارت کی۔ بعض کا قول ہے کہ صحابہ سے آپ نے حدیث روایت کی واللہ اعلم۔

امام ابوحنیفہ نے تابعین کی ایک جماعت حکم، حماد بن ابی سلیمان، سلمہ بن سہیل، عامر شعبی، عکرمہ عطا، قتادہ زہری، ابن عمر کے غلام نافع، یحییٰ بن سعید انصاری۔ اور ابو اسحاق سبیعی سے روایت کی، پھر ان سے ایک جماعت (جس میں ان کے لڑکے حماد ابراہیم بن طھمان، اسحاق بن یوسف ازرق، اسد عمرو قاضی حسن بن زیاد لؤلؤی حمزہ زیات داؤد طائی زفر عبدالرزاق ابونعیم محمد بن حسن شیبانی، ہیثم، وکیع ابو یوسف قاضی تھے) نے روایت کی۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ ثقہ صدیقین میں سے تھے ابن ہبیرہ نے قصداً قبول نہ کرنے پر انہیں سزا تک بھی دی پھر بھی انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یحییٰ بن سعید فتاویٰ میں امام ابوحنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے ہم نے امام صاحب سے احسن رائے والا کسی کو نہیں دیکھا ہم نے ان کے اکثر اقوال لئے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعے میری مدد نہ کرتا تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔ انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے ایسا شخص دیکھا ہے اگر وہ آپ کے سامنے اس پہاڑ کے بارے میں سونا ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ اسے دلیل سے ثابت کر دے گا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ لوگ فقہ میں ابوحنیفہ تاریخ میں محمد بن اسحاق حدیث میں امام مالک تفسیر میں مقاتل بن سلیمان کے محتاج ہیں۔

عبداللہ بن داؤد حربی کا قول ہے کہ لوگوں کو امام صاحب کے حفظ فقہ اور سنن کی وجہ سے نماز میں ان کے لئے دعا کرنی چاہیے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے امام ابوحنیفہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے فقیہ تھے ابونعیم کا قول ہے کہ ابوحنیفہ مسائل کی گہرائی تک پہنچنے والے تھے۔ مکی بن ابراہیم کا قول ہے کہ ابوحنیفہ زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔

خطیب نے سنداً اسد بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ امام صاحب رات میں تہجد اور تلاوت قرآن پاک کے پابند تھے خوف خدا کی وجہ سے رات کو اس قدر روتے تھے کہ ان کے پڑوسیوں کو ان پر رحم آتا تھا چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی وفات کی جگہ پر ستر ہزار قرآن ختم کئے ان کی وفات ۱۵۰ھ یا ۱۵۱ھ یا ۱۵۴ھ میں ہوئی اول قول صحیح ہے ان کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی گویا کل عمر ستر سال ہوئی اژدہام کی وجہ سے چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی آپ کی قبر عراق ہی میں ہے (اللہ آپ پر رحم فرمائے)۔

واقعات ۱۵۱ھ

اس سال منصور نے عمر بن حفص کو سندھ کی امارت سے معزول کر کے ہشام بن عمرو بن تغلبی کو امیر مقرر کیا کیونکہ محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں ظہور کے بعد اپنے لڑکے عبداللہ کو ایک جماعت کے ہمراہ ھدایا اور اصل گھوڑے دیکر عمر بن حفص کے پاس بھیجا۔ عمر نے وہ چیزیں قبول کر لیں، پھر عبداللہ نے عمر کو خفیہ طور پر اپنے والد کی بیعت کی دعوت دی، عمر نے اس کی دعوت قبول کر لی انہوں نے سفید لباس پہن لیا محمد بن عبداللہ کے مدینہ میں قتل کی خبر آنے کے بعد عمر بن حفص عبداللہ بن محمد سے معذرت کرنے لگا۔ اس نے کہا کہ مجھے تو خود اپنی جان کا خوف ہے۔ عمر نے کہا کہ میں تجھے اپنے قریبی حلف سے مشرکین کے بادشاہ کی طرف بھیج دیتا ہوں وہ آپ کی بہت تعظیم کرتا ہے وہ رسول کے خاندان سے ہونے کی وجہ سے تجھ سے محبت کرے گا۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے چنانچہ عبداللہ بن محمد اس بادشاہ کے پاس چلا گیا اس نے عبداللہ کو امان دے دی عبداللہ زیدیہ کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ وہ لشکر والوں کے ساتھ شکار کرنے لگا زیدیہ کی مختلف جماعتیں اس کے پاس آنے لگیں۔

منصور نے سندھ کے نائب عمر بن حفص کے پاس ناراضگی کا پیغام بھیجا امراء میں سے ایک امیر نے کہا کہ مجھے منصور کے پاس بھیج دو اور یہ معاملہ میرے سپرد کر دو میں اس سے معذرت کروں گا اگر میں بچ گیا تو فبہا ورنہ تیرے اور اور تیرے امراء کے لئے فدیہ بن جاؤں گا۔ چنانچہ اسے منصور نے

پاس بھیج دیا گیا۔ جب وہ منصور کے سامنے کھڑا ہوا تو منصور نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ عمر بن حفص کو خط کے ذریعے سندھ کی نیابت سے معزول کر کے اس کے عوض بلاد افریقہ کا امیر بنا دیا جب منصور نے ہشام بن عمر کو سندھ کا نائب بنا کر بھیجا تو اسے عبداللہ بن محمد کی تلاش کی تاکید کی۔ ہشام نے اس میں سستی کی منصور نے دوبارہ اسے اس مسئلہ میں تاکیدی پیغام بھیجا پھر اتفاقاً ہشام کے بھائی سیف کی کہیں عبداللہ سے ملاقات ہوگئی تو ان کی آپس میں جنگ ہوگئی۔ سیف نے تمام ساتھیوں سمیت عبداللہ کو قتل کر دیا لیکن عبداللہ کے قتل ہونے کی جگہ اسے معلوم نہ ہوسکی۔

ہشام بن عمرو نے عبداللہ کے قتل کی خوشخبری منصور کے پاس بھیج دی، منصور نے اس کا شکریہ ادا کیا جس بادشاہ نے عبداللہ کو پناہ دی تھی اس سے قتال کا عمرو کو حکم دیا نیز ہشام کو یہ بھی لکھا کہ عبداللہ نے وہاں پر ایک لڑکی کو لونڈی بنایا تھا اس سے ایک لڑکا محمد نامی پیدا ہوا جب تو اس بادشاہ پر غالب آ جائے تو اس لڑکے کو اپنی حفاظت میں لے لینا۔ ہشام نے اس بادشاہ سے قتال کر کے اسے شکست دے دی اس کے شہروں، اموال، جائیداد پر قبضہ کر لیا، فتح کا پیغام خمس اور لڑکے کو بادشاہ منصور کے پاس بھیج دیا منصور بہت خوش ہوا اس لڑکے کو مدینہ بھیج دیا مدینہ کے نائب کو اس کے نسب کی صحت کی تاکید کی نیز یہ بھی حکم دیا کہ اس لڑکے کو اس کے اہل کے پاس بھیج دو تاکہ اس کا نسب محفوظ رہے بعد میں یہی لڑکا ابوالحسن بن استر کے نام سے مشہور ہوا۔

اسی سال مہدی بن منصور نے خراسان سے اپنے والد کے پاس آیا منصور کے امراء اور سرداروں نے عراق سے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا اس کے بعد ان شہروں کے نائبین منصور کو فتح کی مبارکباد دینے کے لئے عراق آئے اور بے شمار تحفے تحائف لائے۔

رصافہ کی تعمیر......ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال مہدی کے خراسان سے واپس آنے کے بعد منصور نے اپنے لڑکے مہدی کے لئے خراسان کی تعمیر شروع کی۔ رصافہ مشرقی بغداد کی طرف تھا منصور نے اس کے لئے خندق اور فصیل بنوائی۔ میدان اور باغات تیار کرائے اور نہر مہدی سے اس میں پانی کا انتظام کیا۔

اسی زمانہ میں منصور نے اپنے بعد مہدی، مہدی کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لئے تجدید بیعت کی۔ امراء اور خواص نے آ کر سب کی بیعت کی منصور نے مہدی کے ہاتھ پر بوسہ دیا عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو صرف چوما۔ واقدی کا قول ہے کہ منصور نے معن بن زائدہ کو سجستان کا امیر بنا دیا۔

اسی سال مکہ اور طائف پر حسن بن زید، کوفہ پر محمد بن سلیمان بصرہ پر جابر بن زید کلابی مصر پر یزید بن حاتم خراسان پر حمید بن قحطبہ اور سجستان پر معن بن زائدہ نائب حاکم تھے۔

اس سال موسم گرما کی جنگ عبدالوھاب بن ابراہیم بن محمد نے لڑی حنظلہ بن ابی سفیان، عبداللہ بن عون اور السیرۃ النبویہ کے مصنف محمد بن اسحاق بن یسار نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۵۲ھ

اسی سال منصور نے یزید بن حاتم کو مصر کی امارت سے معزول کر کے محمد بن سعید کو اس کی جگہ حاکم بنا دیا یزید کو افریقہ کا نائب بنا دیا۔ کیونکہ منصور کو پتہ چلا تھا کہ یزید اس کا نافرمان بن گیا ہے جب وہ اس کے سامنے آیا تو اسے قتل کرا دیا جابر بن زید خارجی کو بصرہ کی نیابت سے معزول کر کے یزید بن منصور کو نائب بنا دیا۔

اسی زمانہ میں خوارج نے سجستان کے امیر معن بن زائدہ کو قتل کر دیا عباد بن منصور یونس بن یزید ایلی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۵۳ھ

اسی سال منصور نے ناراض ہو کر ابوایوب موریانی کو اس کے بھائی خالد اور اس کے بھتیجے سعید مسعود مخلد محمد کو جیل میں ڈال کر ان سے کثیر مال کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ ابن عساکر نے ابوجعفر منصور کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ نوجوانی میں موصل چلا گیا تھا ابوجعفر مفلس تھا اس کے پاس کچھ نہیں تھا بعض

ملاحوں کے پاس اس نے مزدوری کر کے کچھ رقم کما کر کسی عورت سے شادی کر لی پھر اس عورت سے وعدہ کرنے لگا کہ اس کا تعلق بڑے گھرانے سے ہے عنقریب اسے حکومت ملنے والی ہے اتفاق کی بات کہ عورت کو حمل ٹھہر گیا پھر بنو امیہ نے اسے تلاش کیا تو وہ اس عورت کو حاملہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔

ابو جعفر ایک رقعہ لکھ کر وہاں چھوڑ گیا اس میں لکھا تھا کہ میرا نسب عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے یہ بھی لکھا کہ اس خط کے ملنے کے بعد میرے پاس آ جانا۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر لڑکا ہو تو اس کا نام جعفر رکھنا چنانچہ لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام جعفر رکھا لڑکے کو پروان چڑھایا اس نے کتابت سیکھی ادب وعربیت میں شاندار مہارت حاصل کی اس کے بعد حالات بدل گئے حکومت بنی عباس کو مل گئی عورت نے سفاح سے سوال کیا تو وہ اس کا آقا نہیں تھا پھر منصور کھڑا ہوا بچہ بغداد آ گیا وہاں کاتبوں کے ساتھ مل جل گیا۔

منصور کے انشاء کے دیوان کا افسر ابوایوب المرونی اس سے محبت کرنے لگا پھر وہ بچہ اس کا خاص بن گیا اس نے اسے دوسروں پر ترجیح دی۔ اتفاقاً ایک روز وہ اس کے ساتھ خلیفہ کے پاس آیا خلیفہ نے اسے غور سے دیکھا پھر ایک روز خلیفہ نے خادم کے ذریعے کاتب کو بلایا وہ بچہ بھی اس کے ساتھ آیا اس نے منصور کے خط لکھنا شروع کئے خلیفہ ٹکٹکی باندھ کر اس بچہ کو دیکھنے لگا پھر اس نے بچہ سے نام پوچھا تو اس نے جعفر بتایا، اس نے اس کے والد کے بارے میں پوچھا بچہ خاموش ہو گیا خلیفہ نے خاموشی کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میرے نسب میں کچھ باتیں ہیں خلیفہ کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر اس نے اس کی والدہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے والدہ کے بارے میں بتا دیا پھر خلیفہ نے موصل شہر کے حالات پوچھے تو اس نے حالات بتا دیئے غلام بڑا حیران تھا، بالآخر خلیفہ نے کھڑے ہو کر اسے اپنی گود میں لے لیا اور کہا کہ تو میرا لڑکا ہے اس نے بچہ کو قیمتی ہار اور وافر مال دیا اس کی والدہ کے نام ایک خط بھی دیا جس میں اس نے اس کو حقیقت حال اور بچہ کا حال لکھا تھا یہ چیزیں لے کر خلیفہ کے خفیہ دروازے سے باہر نکل گیا۔

جب وہ بچہ ابوایوب کے پاس آیا تو اس نے تاخیر کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ آج کچھ زیادہ ہی خطوط لکھنے کی وجہ سے تاخیر ہو گئی۔ پھر دونوں نے آپس میں کچھ گفتگو کی پھر بچہ اس سے ناراض ہو کر اس سے جدا ہو گیا پھر اس نے موصل جانے کے لئے ایک آدمی کرایہ پر لیا تا کہ اپنی والدہ کو حقیقت حال بتا کر اپنے والد کے پاس لے آئے اس نے کچھ سفر طے کیا تھا کہ ابوایوب نے اس کے متعلق پوچھا اسے بتایا گیا کہ وہ سفر پر گیا ہے ابو ایوب کو شک ہو گیا کہ وہ اس کا کوئی راز خلیفہ کو بتا کر فرار ہو گیا ہے۔ ابوایوب نے اس کے پیچھے ایلچی روانہ کیا کہ جہاں بھی ملے اسے واپس لے آنا چنانچہ ایلچی اس کی تلاش میں نکلا ایک جگہ دونوں کی ملاقات ہو گئی ایلچی نے اس کا گلہ گھونٹ کر کنویں میں پھینک دیا جو اس کے پاس تھا وہ لے کر ابوایوب کو دے دیا ابوایوب خط پڑھ کر پریشان ہو گیا اور اس کے پیچھے ایلچی بھیجنے پر نادم ہوا۔

خلیفہ بچے کی واپسی کے انتظار میں تھا جب تاخیر ہو گئی تو اس نے اس کے بارے میں پوچھا اسے بتایا گیا کہ ابوایوب نے اس کے پیچھے ایلچی بھیجا تھا جس نے اسے قتل کر دیا اسی وقت خلیفہ نے ابوایوب کو بلا کر اس پر بھاری جرمانہ عائد کیا مسلسل اسے سزا میں مبتلا رکھا حتیٰ کہ اپنا سارا مال اس سے وصول کر لیا پھر اس کو قتل کر دیا خلیفہ کہا کرتا تھا کہ یہ میرے حبیب کا قاتل ہے منصور جب بھی اپنے لڑکے کا تذکرہ کرتا تھا تو اس کے غم سے نڈھال ہو جاتا تھا۔

اسی سال صفریہ وغیرہ خارجیوں نے بلاد افریقہ میں خروج کیا ساڑھے تین لاکھ سوار و پیادہ پا ابوحاتم انماطی اور ابوعباد کی ماتحتی میں جمع ہو گئے۔ ابو قرہ صفری بھی چالیس ہزار فوج کو لے کر ان کے ساتھ مل گیا۔ افریقہ کے نائب سے قتال کر کے اسے شکست دے دی پھر اس کو قتل کر دیا خوارج نے شہروں میں فساد برپا کر دیا اور بیوی بچوں کو قتل کر دیا۔

اسی زمانہ میں منصور نے سیاہ لمبی ٹوپی پہننا عوام کے لئے لازم کر دی حتیٰ کہ لوگ اس کے بلند کرنے میں سرکنڈوں سے مدد لینے لگے، ابودلامہ شاعر نے اس پر دو شعر کہے:

(۱)......ہم امام سے اضافہ کی امید کئے ہوئے تھے امید گاہ نے ٹوپیوں میں اضافہ کیا۔

(۲)......تو انہیں مردوں کے سروں پر دیکھے گا گویا وہ یہود کے لٹکے ہیں جو برانس سے ڈھانکے گئے ہیں۔

اسی سال معیوف بن یحییٰ مجوری نے گرمیوں کی جنگ کی چھ ہزار سے زائد رومی گرفتار کر لئے بہت سامال غنیمت حاصل کیا۔

اس سال مہدی بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال مکہ طائف پر محمد بن ابراہیم مدینہ پر حسن بن زید کوفہ پر محمد بن سلیمان بصرہ پر یزید بن منصور اور مصر پر محمد بن سعید نائب حاکم تھے۔ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ منصور نے اس سال یزید بن منصور کو یمن کا حاکم بنایا۔

ابان بن صمعہ، اسامہ بن زید لیثی، ثور بن یزید حمصی حسن بن عمارۃ قطر بن خلیفہ معمر، اور ہشام بن غازی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۵۴ھ

اسی سال منصور نے بلاد شام جا کر بیت المقدس کی زیارت کی یزید بن حاتم کو پچاس ہزار لشکر کے ہمراہ بلاد افریقہ کا والی بنایا خوارج سے قتال کا حکم دیا اس نے تریسٹھ ہزار درہم اس لشکر پر خرچ کئے۔

اس سال موسم گرما کی جنگ زفر بن عاصم ہلالی نے لڑی۔

اس سال محمد بن ابراہیم نے لوگوں کو حج کرایا بصرہ کے علاوہ شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے بصرہ کا حاکم عبدالملک بن ایوب بن ظبیان تھا۔

ابوایوب کاتب اور اس کے بھائی خالد نے وفات پائی منصور نے ایوب کے بھتیجوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اس کے بعد انہیں قتل کر دیا اشعب الطامع نے اسی سال وفات پائی۔

اشعب الطامع ...... یہ اشعب بن جبیر بن ابوالعلاء ہے۔ ابواسحاق مدینی ابوحمیدہ بھی انہیں کہا جاتا ہے۔ ان کے والد آل زبیر کے غلام تھے جنہیں مختار نے قتل کیا تھا جو واقدی کا ماموں ہے۔ عبیداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ آپ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ ابان بن عثمان، سالم، اور عکرمہ سے بھی یہی مروی ہے۔ اشعب مذاقیہ جھوٹی خبریں دینے والا تھا ان کی باتوں کی وجہ سے لوگ انہیں پسند کرتے تھے اشعب گویا بھی تھا وہ ولید بن یزید کے پاس دمشق گیا تھا۔

ابن عساکر نے ان کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کے بارے میں بڑی مضحکہ خیز باتیں کہی ہیں ان سے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ مروی ہے کہ ایک روز اس سے حدیث کے بیان کرنے کا سوال کیا گیا جواب میں اس نے کہا کہ مجھ سے عکرمہ نے ابن عباس کے حوالہ سے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ دو باتوں پر عمل کرنے والا جنت میں جائے گا پھر خاموش ہو گیا اس سے دو باتوں کے بارے میں پوچھا گیا اس نے کہا کہ ایک عکرمہ بھول گیا دوسری میں بھول گیا۔ سالم بن عمیر اسے جاہل شیریں بیان سمجھتے تھے۔ اس سے ہنستے تھے اپنے ساتھ جنگل میں لے جاتے تھے دیگر لوگ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایک مرتبہ اشعب کے ساتھ دو بچے کھیل رہے تھے اس نے ان کو بھگانے کے لئے کہا کہ فلاں جگہ لوگ اخروٹ تقسیم کر رہے ہیں بچے اس طرف دوڑے اس نے ان کو دوڑتے ہوئے سمجھا کہ ہوسکتا ہو یہ خبر سچی ہو پھر خود بھی ان کے پیچھے چل دیا۔

ایک شخص نے اس سے پوچھا تو اپنی طمع کو کہاں تک پہنچا؟ جواب دیا کہ مدینہ میں آنے والی۔ دلہن کے بارے میں سوچتا ہوں کہ وہ میرے گھر میں آئے گی اس لئے میں گھر کا دروازہ صاف کرتا ہوں گھر میں جھاڑو دیتا ہوں۔ ایک روز اشعب ایک شخص کے پاس سے گزرا جو ردی کھجوروں کی طشتری بنا رہا تھا اس نے اس سے کہا کہ اس میں ایک دو پھیروں کا اضافہ کر دینا شاید ہمارے گھر اس میں کوئی ہدیہ لے کر آئے۔

ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ ایک روز اشعب نے سالم بن عبداللہ بن عمر کو بعض شعراء کے اشعار سنائے

(۱) وہ [illegible] اس کے چہرہ کے مانند تھی وہ صاف لباس میں بڑی دیندار تھی۔

(۲) اس کا حسب [illegible] اور عزت پاک ہے وہ ہر غلط بات سے اسے روکنے والا ہے۔

(۳) وہ حیادار اور خوبصورت عورتوں میں سے ہے جو کسی تہمت سے دوچار نہیں ہوئیں خوف خدا کی وجہ سے۔

کسی شاعر نے اس کی نوازش نہیں چاہی۔ سالم نے اس کی تعریف کرتے ہوئے مزید اس سے درخواست کی تو اس نے اور اشعار سنائے:

(۱) وہ [illegible] پاس سیاہ شب میں آئی گویا وہ [illegible] اس سے قطرے ٹپک رہے تھے۔

(۲)...... میں نے کہا کہ کیا کوئی عطر ہمارے گھر میں ٹھہر گیا ہے اور لیلیٰ کو پتہ نہ چلا اس کی خوشبو عطر کے برابر تھی۔

سالم نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اگر لوگوں کی باتوں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تجھے ایک بڑا انعام دیتا تجھے اس بارے میں ایک مقام حاصل ہے۔

جعفر بن برقان حکم بن ابان عبدالرحمٰن بن زید بن جابر قرۃ بن خالد اور قراء میں سے ابوعمرو بن علاء نے اسی سال وفات پائی ابوالعلاء کا نام ہی اس کی کنیت ہے بعض نے کہا کہ نام ریان ہے اول صحیح ہے ابوعمرو کا نسب نامہ یہ ہے کہ ابوعمرو بن علاء بن عمار بن عریان بن عبداللہ بن حسین التمیمی البصری۔ اس کے علاوہ ان کے نسب میں اور بھی اقوال ہیں اپنے زمانہ کے فقہ۔ نحو، لغت کے امام تھے بڑے علماء عاملین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ ابوعمرو بن علاء نے کلام عرب کا بہت سا حصہ جمع کیا تھا۔ ایک وقت ان پر زہد کا غلبہ ہوا تو وہ سب کچھ جلا دیا، بعد میں جب غلبہ ختم ہوا تو ان کے پاس سوائے حافظہ میں محفوظ کئے ہوئے کچھ بھی نہیں تھا عرب کے بہت سے بدو جاہلوں سے ان کی ملاقات ہوئی ہے حسن بصری کے زمانے میں ان کے زمانہ کے بعد یہ مقدم تھے۔

ابوعمرو کے منتخب کلام میں سے یہ بھی ہے جو اس نے الغرۃ فی الجنین کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ وہ اس میں سفیدی کے علاوہ کس چیز کو قبول نہیں کرتی خواہ وہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اس نے یہ آپ ﷺ کے اس قول (غرۃ عبد او امۃ سے) سمجھی ہے کیونکہ اس سے سفید غلام یا سفید باندی مراد نہیں۔ اگر یہ بات ہوتی تو پھر الغرۃ سے مقید نہیں کرتے کیونکہ الغرۃ مطلق سفیدی کا نام ہے چاہے وہ غلام ہو یا آزاد۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ اہل علم آئمہ مجتہدین میں سے کسی نے اس قول سے اتفاق کیا ہو ابوعمرو بن علاء کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ پورے رمضان شعر کی جگہ قرآن کی تلاوت کرتا تھا ہر روز اس کے لئے نیا کوزہ اور نیا عطر خریدا جاتا تھا اصمعی نے دس سال تک اس کی صحبت اختیار کی۔

اس کی وفات ۱۵۵ھ یا ۱۵۴ھ یا ۱۵۹ھ میں ہوئی۔ ان کی عمر نوے سال سے بھی متجاوز تھی ان کی قبر شام یا کوفہ میں ہے۔ واللہ اعلم۔

ابن عساکر نے صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس کے حالات میں ان کے والد اور دادا کے حوالے سے مرفوعاً حدیث بیان کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ۱۵۴ دن گزرنے کے بعد تم میں سے کسی کتے کے بچے کو پالنا صلب کے بچے کو پالنے سے بہتر ہے۔ یہ حدیث بہت منکر ہے اس کی اسناد میں نظر ہے، یہی حدیث تمام طرق سے عن خثمیہ بن سلیمان عن محمد بن عوف الحمصی عن ابی المغیرہ عبداللہ بن السمط عن صالح بھی بیان کی گئی ہے اس سند میں عبداللہ بن السمط غیر معروف ہے ہمارے شیخ ذہبی نے میزان میں اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ صالح بن علی سے موضوع حدیث مروی ہے۔

واقعات ۱۵۵ھ

اسی سال یزید بن حاتم بلاد افریقہ گیا اس نے اسے از سر نو تعمیر کیا غلبہ پانے والے خارجیوں کو قتل کر دیا ان کے امراء قتل کر دیئے کبراء گرفتار کر لئے اشراف ذلیل کر دیئے اور ان کے شہروں کے خوف کو امن و سلامتی میں بدل دیا اہانت کو کرامت سے بدل دیا امراء و مقتولین میں سے منجملہ ابوحاتم اور ابو عباد بھی تھے ان شہروں میں امن و امان قائم ہونے کے بعد یزید بن حاتم با دقیران میں داخل ہوا ان کی صورت حال کو بھی ٹھیک کر دیا اس کے اہل کو بر قرار رکھا اور ان کے خوف کا ازالہ کر دیا۔

الرافقہ کی تعمیر...... اسی سال منصور نے بغداد کی طرز پر الرافقہ کی تعمیر کا حکم دیا اس کی فصیل بنوائی کوفہ کے چاروں طرف خندق کا عمل کیا لوگوں پر عائد کیا ہوا ٹیکس ان سے وصول کیا چنانچہ ہر آسودہ حال شخص سے چالیس درہم وصول کئے حالانکہ اس سے پہلے پانچ درہم عائد تھے بعد میں چالیس وصول کئے ایک شاعر نے اس پر شعر کہا:

اے میری قوم! ہم نے امیر المؤمنین میں کیا دیکھا؟ پانچ پانچ ٹیکس عائد کیا چالیس چالیس وصول کیا۔

سال رواں ہی میں یزید بن اسید سلمی نے موسم گرما کی جنگ لڑی۔

سال رواں ہی میں روم کے بادشاہ نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر منصور سے صلح کا مطالبہ کیا۔

اسی برس منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ کی امارت سے معزول کر کے اس پر بھاری جرمانہ عائد کیا اسی زمانے میں محمد بن سلیمان بن علی کو کوفہ کی امارت سے معزول کیا گیا بعض نے اس کی معزولی کی وجہ یہ بیان کی کہ اس سے کچھ منکرات اور ایسے امور کا ارتکاب ہو گیا تھا جو امیر کی شان کے خلاف تھے۔ بعض نے کہا کہ اس کی معزولی کی وجہ محمد بن ابی العوجا کا قتل تھا۔

محمد بن ابی عوجا زندیق تھا اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ قتل کے وقت اس نے چار ہزار موضوع احادیث گھڑنے کا اعتراف کیا جن میں حلال کو حرام سے اور حرام کو حلال سے بدل دیا گیا تھا نیز وہ عید الفطر کے روز لوگوں سے روزے رکھوا تا تھا رمضان میں لوگوں کے روزے خراب کرتا تھا منصور نے اس نیت سے کہ اس کا قتل کا گناہ محمد بن سلیمان کو نہ ہو اسے معزول کر دیا۔ منصور نے اس کو قید کرنے کا ارادہ کیا تو عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا کہ اے امیر نہ اسے معزول کرو اور نہ اسے قتل کرو کیونکہ اس نے اس کے زندیق ہونے کی وجہ سے اسے قتل کیا۔ جب تو اسے معزول کرے گا تو لوگ اس کا شکر ادا کریں گے اور تیری مذمت کریں گے منصور نے کچھ وقت کے لئے اس کی معزولی مؤخر کر دی پھر معزول کر دیا اور اس کی جگہ عمرو بن زبیر کو مقرر کیا۔

اسی سال مدینہ کی امارت سے حسن بن زید کو معزول کیا گیا منصور نے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو اس کا والی بنایا۔ فلیح بن سلیمان کو اس کا نائب بنایا۔

مکہ پر محمد بن ابراہیم بن محمد بصرہ پر ہیثم بن معاویہ، مصر پر محمد بن سعید اور افریقہ پر یزید بن حاتم امیر تھا۔

صفوان بن عمرو عثمان بن ابی العاتکہ (یہ دونوں دمشقی تھے) اور عثمان بن عطاء مسعر بن کدام نے اسی سال وفات پائی۔

حماد الراویہ کے حالات ...... یہ ابن ابی لیلیٰ میسرہ (انہیں سابور بھی کہا جاتا ہے) بن مبارک بن عبیداالدیلمی الکوفی، بکیر بن زید بن خلیل طائی کے غلام تھے ایام عرب، لغات عرب، اخبار عرب، اشعار عرب کے سب سے زیادہ واقف تھے یہی سبعہ معلقہ کے جامع ہیں اشعار عرب کو زیادہ روایت کرنے کی وجہ سے الراویہ کے نام سے مشہور ہو گئے ولید بن یزید بن عبدالملک امیر المؤمنین نے ایک بار ان کا امتحان لیا تو انہوں نے اس کو ۲۹ قصیدے سنائے ہر قصیدہ سو بیت پر مشتمل تھا اس کا گمان تھا کہ یہ عرب کے ہر شاعر کے اشعار سنا دیتا ہے ولید نے ایک لاکھ درہم اسے انعام میں دیئے۔

ابو محمد حریری نے اپنی کتاب درۃ الغواص میں بیان کیا ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے عراق کے نائب یوسف بن عمر کے ذریعہ سے حماد کو بلوایا جب حماد اس کے پاس آیا تو وہ سنگ مرمر اور سونے سے مرصع ایک کشادہ مکان میں تھا اس کے پاس دو حسین و جمیل باندیاں تھیں اس نے حماد کو اشعار سنانے کے لئے کہا کہ تو اس نے اشعار سنائے بادشاہ نے کہا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اس نے کہا کہ صرف ایک چیز کا سوال ہے بادشاہ نے پوچھا کہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ ان دونوں باندیوں میں سے ایک باندی کو طلاق دے کر اسے مجھے دے دے بادشاہ نے کہا کہ یہ دونوں باندیاں اور جو کچھ ان پر ہے سب تیرا ہے بادشاہ نے خلوت کے لئے ایک مکان بھی دیا ایک لاکھ درہم دیئے یہ حکایات کا خلاصہ ہے۔

ظاہر ہے کہ ہشام کے بجائے خلیفہ ولید بن یزید تھا کیونکہ اس نے اس کے ساتھ شراب نوشی کا ذکر کیا ہے حالانکہ ہشام شراب نوش نہیں تھا اس کا نائب یوسف بن عمر نہیں تھا ہشام کا نائب تو خالد بن عبداللہ سری تھا اس کے بعد یوسف بن عمر بن عبدالعزیز تھا۔

اسی سال ساٹھ سال کی عمر میں حماد کی وفات ہوئی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ۱۵۸ھ میں حماد نے مہدی کی خلافت کا ابتدائی دور پایا ہے۔

اسی سال حماد عجرد زندیقیت کی وجہ سے قتل کیا گیا اس کا پورا نام حماد بن عمر بن یوسف الکوفی تھا۔ بعض نے کہا کہ واسطی ہے یہ بنی سواد کا غلام بیہودہ گو شاعر ذہین، زندیق، اسلام کی بابت متہم تھا اس نے دولت امویہ اور دولت عباسیہ دونوں کے دور دیکھے بنی عباس کے زمانے میں اس کی شہرت ہوئی بشار بن برد اور اس کے درمیان بہت ہجو گویاں ہوئیں بشار کا قتل بھی زندیقیت کی وجہ سے ہوا۔ حماد کے ساتھ دفن کیا گیا بعض کا قول ہے کہ حماد نے ۱۵۸ھ یا ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔

واقعات ١٥٦ھ

اسی زمانہ میں منصور کے نائب ہیثم بن معاویہ نے ابراہیم بن محمد کی طرف سے فارس کے عامل عمرو بن شداد کو قتل کیا۔ بعض کا قول ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کی گردن اڑادی گئی پھر اسے سولی دے دی گئی۔

اسی سال منصور نے ہیثم بن معاویہ کو جس نے عمرو بن شداد کے قتل کا کارنامہ انجام دیا تھا بصرہ کی نیابت سے معزول کر کے بصرہ کے قاضی سوار بن عبداللہ کو اس کی جگہ والی بنایا منصور نے قضاۃ اور نماز کی امامت دونوں چیزیں اس کے حوالے کر دیں سعید بن دعلج کو اس کا پولیس افسر مقرر کر دیا عمرو بن شداد کا قاتل ہیثم بن معاویہ بغداد واپس آ گیا۔ اپنی باندی کے پیٹ پر لیٹنے کی حالت میں اسی سال اچانک اس کی وفات ہوگئی منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی بنی ہاشم کے قبرستان میں دفن کیا گیا بعض کا قول ہے کہ عمرو بن شداد کی اسے بددعا لگی اس لئے انسان کو کسی پر ظلم کرنے سے حتیٰ الامکان گریز کرنا چاہیے۔

سال رواں ہی میں منصور کے بھائی عباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے۔ فارس، اہواز کور دجلہ پر عمارۃ بن حمزۃ کرمان اور سندھ پر ہشام بن عمرو امیر تھے۔

اسی سال ایک قول کے مطابق مشہور قاری و عابد حمزۃ الزیت نے وفات پائی انہی کی طرف قرأت کے مدود طویلہ منسوب ہیں جو انہی کی تجویز کردہ اصطلاح ہے اسی وجہ سے بعض آئمہ نے ان پر اعتراضات کئے ہیں ایک قول کے مطابق سب سے پہلے سنن کے جامع سعید بن ابی عروبہ، عبداللہ بن شوزب، عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی اور عمرو بن زر نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ١٥٧ھ

اسی سال منصور نے اس نیک شگونی پر کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے گا قصر خلد بنوایا لیکن اس کی تعمیر مکمل ہوتے ہی اس کا انتقال ہوگیا اس کے بعد محل ویران ہوگیا قصر خلد کے تعمیر کرنے کی ترغیب منصور کو ابان بن صدقہ، منصور کے غلام اور دربان ربیع نے دی تھی اسی زمانہ میں منصور نے بازار دارالامارۃ سے کرخ منتقل کرایا قبل ازیں اس کی وجہ بیان ہو چکی۔

اسی زمانہ میں راستوں کی توسیع کا حکم نامہ جاری کیا گیا۔ اسی برس باب شعیر کی کے پاس پل کی تعمیر کا حکم دیا گیا۔ سال رواں ہی میں منصور نے دجلہ کے پاس فوج کی نمائش کی وہ ہتھیار بند تھے منصور خود بھی ہتھیار بند تھا۔

اسی زمانہ میں ہشام بن عمرو کو سندھ کی ولایت سے معزول کر کے سعید بن خلیل کو اس کا نائب مقرر کیا گیا۔

اسی سال گرمیوں کی جنگ یزید بن اسید سلمی نے لڑی وہ بلاد روم میں بہت دور تک نکل گیا بطال کے غلام سنان کو اس نے آگے آگے رکھا متعدد قلعے فتح ہوئے بہت سے افراد گرفتار ہوئے اور کافی مال غنیمت حاصل ہوا۔

اسی سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا شہروں کے نائبین گذشتہ سال والے تھے۔

حسین بن واقد اہل شام کے فقیہ و امام جلیل علامہ وقت ابو عمرو عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے اسی سال وفات پائی اہل دمشق اور اس کے مضافات کے باشندے ٢٢٠ھ تک ان کے مذہب پر قائم رہے۔

امام اوزاعی کے کچھ حالات کا بیان ...... یہ عبدالرحمٰن بن عمرو بن محمد ابو عمرو اوزاعی ہیں اوزاع حمیر کی ایک شاخ ہے امام اوزاعی انہی میں سے ہیں۔ یہ محمد بن سعد کا قول ہے بعض کا قول ہے کہ امام اوزاعی ان میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ ان کے محلے اوزاع کی طرف منسوب ہوئے اوزاع باب فرادیس کے باہر دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے یہ یحییٰ بن عمرو الشیبانی کے عم زاد تھے۔

ابوزرعہ کا قول ہے کہ امام اوزاعی سندھ کے قیدیوں میں سے تھے اوزاع میں اترے یہ نسبت ان پر غالب آ گئی اس کی طرف منسوب ہوئے۔

بعض کا قول ہے کہ امام اوزاعی بعلبک میں پیدا ہوئے بقاع میں پھلے پھولے یتیم ہونے کی وجہ سے ماں کی گود میں پرورش پائی ان کی والدہ ان کو ایک شہر سے دوسرے شہر لئے پھرتی تھی خود ہی انہوں نے تربیت کی۔ بادشاہ خلفاء، وزراء اور تجار کی اولاد میں ان سے بڑا کوئی عقلمند، متقی پرہیزگار، فصیح، باوقار، حلیم، روزہ دار نہیں تھا جب بھی کوئی بات کرتے تو سامعین اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اس کو لکھنے کے لئے اپنے آپ کو خود ہی مستعد کر لیتے تھے۔ کتابت اور رسائل میں بڑی مشقت برداشت کی۔

ایک بار امام اوزاعی نے یمامہ جانے کی حدیث املاء کرائی یحییٰ بن ابی کثیر سے حدیث سنی اور انہی کی صحبت اختیار کی انہوں نے حسن اور ابن سیرین سے حدیث کے سماع کے لئے بصرہ میں ان کی تشکیل کی، بصرہ پہنچنے کے بعد پتہ چلا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا دو ماہ قبل انتقال ہو چکا ہے ابن سیرین بیمار تھے حتیٰ کہ اسی مرض میں ان کا انتقال ہو گیا امام اوزاعی ان سے کچھ بھی سن نہ پائے۔

امام اوزاعی نے واپسی میں باب فرادیس کے باہر دمشق کے اوزاع محلّہ میں نزول کیا فقہ وحدیث مغازی اور دیگر علوم میں اپنے زمانے کے سردار بن گئے۔

تابعین کی ایک جماعت سے امام اوزاعی کی ملاقات ہوئی ہے ان سے مسلمانوں کے سرداروں کی ایک جماعت (جن میں مالک وانس تھے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ان کے شیوخ میں سے ہیں) نے روایت کی۔ متعدد آئمہ نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں ان کی عدالت وامامت پر جمیع مسلمانوں کا اتفاق ہے امام مالک کا قول ہے کہ امام اوزاعی امام ومقتدیٰ تھے۔

سفیان بن عیینہ وغیرہ کا قول ہے کہ امام اوزاعی امام اہل الزمان تھے ایک مرتبہ آپ حج پر تشریف لے گئے مکہ میں دخول کے وقت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ان کے اونٹ کی لگام پکڑے ہوئے تھے مالک بن انس سواری کو ہانک رہے تھے ثوری اعلان کر رہے تھے اے لوگو شیخ کے لیئے جگہ چھوڑ دو حتیٰ کہ ان حضرات نے کعبہ کے پاس امام اوزاعی کو بٹھا دیا دونوں ان کے سامنے بیٹھ کر علم حاصل کرنے لگے۔

ایک بار امام مالک اور امام اوزاعی کا مدینہ میں ظہر تا عصر تا مغرب مناظرہ ہوا مغازی میں امام اوزاعی اور فقہ میں امام مالک غالب رہے۔

مسجد خیف میں رکوع میں جاتے ہوئے اس سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کے بارے میں اوزاعی اور ثوری کا مناظرہ ہوا امام اوزاعی نے اس روایت سے دلیل دی جو انہوں نے زہری سالم عن ابیہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ رکوع میں جاتے وقت رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے ثوری نے اس کے مقابلے میں یزید بن ابی زیاد کی روایت پیش کی۔ امام اوزاعی غضبناک ہو کر کہنے لگے کہ تو زہری کی حدیث کا یزید بن ابی زیاد کی حدیث سے معارضہ کرتا ہے حالانکہ وہ تو زہری کے مقابلے میں ضعیف تھا۔ یہ سن کر ثوری کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اوزاعی نے کہا کہ شاید آپ میری بات پر ناراض ہو گئے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں اوزاعی نے کہا کہ ہم دونوں رکن یمانی کے پاس جا کر ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہیں کہ کون حق پر ہے، یہ سن کر ثوری خاموش ہو گئے۔

ہقل بن زیاد کا قول ہے کہ امام اوزاعی نے ستر ہزار مسائل میں فتویٰ دیا۔ ابوزرعہ کا قول ہے کہ امام اوزاعی سے ساٹھ ہزار مسائل مروی ہیں، بعض کا قول ہے کہ ۱۱۳ھ ۲۵ سال کی عمر میں امام اوزاعی نے فتویٰ دینا شروع کیا اس کے بعد مرتے دم تک فتویٰ دیتے رہے ان کی عقل آخر تک بالکل صحیح تھی۔ یحییٰ بن قطان نے مالک کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ میرے پاس اوزاعی ثوری اور ابوحنیفہ جمع ہوئے میں نے کہا کہ ان میں سے راجح کون ہے؟ اس نے کہا کہ اوزاعی، محمد بن عجلان کا قول ہے کہ امام اوزاعی سے بڑھ کر میں نے مسلمانوں کا خیر خواہ کوئی نہیں دیکھا۔ کسی کا قول ہے کہ امام اوزاعی کو کبھی قہقہہ لگاتے مسکراتے نہیں دیکھا گیا۔

امام اوزاعی کے وعظ کے وقت سامعین زبان سے قلب سے، گریہ کنائی ہوتے، خود امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ مجلس وعظ میں کبھی نہیں روتے تھے بلکہ خلوت میں اتنا روتے کہ لوگوں کو ان پر رحم آ جاتا۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ علماء تو اصل میں چار ہیں ثوری، امام ابوحنیفہ، مالک اور اوزاعی۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ امام اوزاعی ثقہ اور متبع سنت تھے، مؤرخین کا قول ہے کہ اوزاعی کا کلام سادہ ہوتا تھا ان کے خطوط منصور کے پاس جاتے تھے وہ آپ کی فصاحت وبلاغت سے بہت متاثر ہوتا۔ ایک

روز منصور نے اپنے سب سے بڑے کاتب سلیمان بن مجالد سے کہا کہ ہمیں امام اوزاعی کے خطوط کا ہمیشہ جواب دینا چاہئے تا کہ ان کے خطوط کی مدد سے ہم ان لوگوں کو جو امام اوزاعی کے خط سے ناواقف ہیں ان کے فصیح و بلیغ کلام اور حسن خط سے آگاہ کریں۔ کاتب نے کہا اے امیر واللہ روئے زمین پر کوئی بھی ان کی طرح کلام پر قدرت نہیں رکھتا۔

ولید بن مسلم کا قول ہے کہ امام اوزاعی صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک ذکر میں مشغول رہتے اس کے بعد فقہ وحدیث میں مشغول ہو جاتے تھے۔ امام اوزاعی کا قول ہے کہ میں نے خواب میں اللہ کی زیارت کی اللہ نے فرمایا کہ تم ہی ہو جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں آپ کے فضل سے اس کے بعد میں نے اسلام پر خاتمہ کی درخواست کی اللہ نے فرمایا کہ سنت پر بھی۔ محمد بن شعیب بن شابور کا قول ہے کہ جامع دمشق میں مجھے ایک شیخ نے کہا کہ فلاں دن میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا جب وہ وقت آیا تو میں نے انہیں جوئیں نکالتے ہوئے دیکھا پھر انہوں نے مجھے کہا کہ جلدی سے دوسروں سے پہلے جنازہ کی چارپائی اٹھالاؤ میں نے ان سے کہا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں انہوں نے کہا کہ جو میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو، پھر میں نے دیکھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ فلاں قدری ہے فلاں یوں ہے عثمان بن عاتکہ اچھا آدمی ہے۔ اوزاعی تمام لوگوں سے اچھے ہیں تو فلاں دن دنیا سے رخصت ہوگا محمد بن شعیب کا قول ہے کہ اسی دن ظہر کے وقت ہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی یہ ابن عساکر کا قول ہے۔

امام اوزاعی بڑے نمازی اور عابد متقی پرہیز گار کم گو تھے کہا کرتے تھے کہ رات میں طویل قیام کرنے والے انسان کے لئے اللہ تعالیٰ قیامت کا قیام آسان کردے گا یہ بات انہوں نے اس ارشاد خداوندی سے اخذ کی تھی:

ومن الليل فاسجد له وسبحه ليلا طويلا ان هؤلاء يحبون العاجلة ويذرون ورا نهم يوما ثقيلا

ولید بن مسلم کا قول ہے کہ میں نے اوزاعی سے بڑھ کر عبادت میں کوئی مشقت برداشت کرنے والا نہیں دیکھا۔ بعض کا قول ہے کہ امام اوزاعی حج پر گئے تو وہ سواری پر سوئے نہیں وہ اکثر نماز پڑھتے تھے۔ جب نیند آتی تو کجاوہ سے ٹیک لگاتے، شدت خضوع کی وجہ سے اندھے معلوم ہوتے تھے۔

ایک عورت امام اوزاعی کی اہلیہ کے پاس آئی جس چٹائی پر امام اوزاعی نماز پڑھتے تھے اس عورت نے اسے دیکھ کر کہا کہ شاید اس چٹائی پر بچہ نے پیشاب کر دیا ہے ان کی اہلیہ نے کہا کہ یہ امام اوزاعی کے سجدہ کی حالت میں رونے کے نشانات ہیں ہر روز مصلے پر یہ اثرات ہوتے ہیں۔

امام اوزاعی کا قول ہے کہ سلف کے آثار کو مضبوطی سے پکڑو اگرچہ لوگ تم سے جدا ہو جائیں۔ لوگوں کے اقوال سے اجتناب کرو اگرچہ ملمع سازی کے ساتھ انہیں پیش کیا جائے۔ کیونکہ حقیقت عنقریب واضح ہو جائے گی اور تو صراط مستقیم پر ہوگا انہی کا قول ہے کہ سنت پر جمے رہو افعال واقوال میں جمہور کی پیروری کرو نیز فرمایا کہ حقیقت میں علم وہی ہے جو امام محمد کے اصحاب کے ذریعے حاصل کیا جائے دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والا علم حقیقت میں علم نہیں ہے امام اوزاعی کہا کرتے تھے کہ عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کی محبت صرف مومن کے دل میں جمع ہو سکتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے لئے شر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے جنگ وجدال میں مبتلا کر دیتا ہے علم وعمل ان سے اٹھا لیا جاتا ہے۔ مؤرخین کا قول ہے کہ امام اوزاعی سب سے بڑے سخی اور فیاض تھے بنی امیہ کی طرف سے ملی ہوئی بیت المال میں ان کی موٹی چادریں تھیں اسی طرح بنی امیہ ان کے اقارب تھے اور بنی عباس کی طرف سے ستر ہزار دینار کی انہیں موٹی چادریں ملی تھیں انہوں نے ان میں سے اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھا۔ نہ زمین سے کچھ جمع کیا وفات کے روز ان کے پاس صرف سات دینار تھے سارا مال انہوں نے اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا۔

عبداللہ بن علی (جس نے بنی امیہ کو شام سے جلاوطن کیا جس کی بدولت بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا) نے دمشق آنے کے بعد امام اوزاعی کو بلوایا امام اوزاعی تین دن کے بعد اس کے پاس گئے عبداللہ اس وقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں چھری تھی محافظ تلوار سونتے ہوئے اس کے ارد گرد کھڑے تھے۔ امام اوزاعی نے پہنچ کر سلام کیا تو اس نے جواب نہیں دیا۔ اس چھری کے ساتھ زمین کریدنے لگا پھر اس نے کہا کہ اے اوزاعی عباد اور بلاد سے ہم نے جو ظالمین کا خاتمہ کیا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آیا یہ جہاد ہے، امام اوزاعی نے جواب دیا کہ اے امیر میں نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا ارشاد سنا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے! آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی ہوگی جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی۔ جس کی ہجرت حصول دنیا یا حصول زوجہ کے لئے ہے تو اس کی

ہجرت اسی طرف ہوگی جس کی اس نے نیت کی ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبداللہ نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ زمین کریدنا شروع کر دی اس کے محافظوں نے اپنے ہاتھ تلواروں کے قبضوں پر رکھ لئے۔

پھر عبداللہ نے اوزاعی سے بنوامیہ کے خون کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین صورتوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں (۱) قاتل (۲) شادی شدہ زانی (۳) دین سے الگ ہونے والی جمعیت کو چھوڑنے والا۔ اس کے بعد پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ اس نے زمین کریدنا شروع کر دی پھر اس نے اوزاعی سے بنی امیہ کے اموال کی بابت دریافت کیا امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اگر وہ ان کے لئے حرام تھے تو تیرے لئے بھی حرام ہوں گے اگر ان کے لئے حلال تھے تو تیرے واسطے شرعی طریقے پر ہی حلال ہوں گے اس کے سننے کے بعد اس نے اور زیادہ تیزی کے ساتھ زمین کریدنا شروع کر دی۔

پھر عبداللہ نے اوزاعی کو قضاۃ کے عہدے کی پیش کش کی۔ اوزاعی نے جواب دیا کہ تیرے اسلاف نے یہ مشقت میرے اوپر نہیں ڈالی جس احسان کی انہوں نے مجھ سے ابتدا کی اس کی تکمیل کا میں آپ سے خواہش مند ہوں۔ عبداللہ نے کہا کہ گویا آپ اس سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ اوزاعی نے جواب دیا کہ میرے پیچھے میری بیویاں ہیں ان کی حفاظت میرے ذمے ہے ان کے قلوب میری وجہ سے مشغول ہیں۔ امام وزاعی کہتے ہیں کہ میں اپنے قتل کے انتظار میں تھا کہ اس نے مجھے واپس کر دیا جب میں نکلا تو میرے پیچھے اس کا ایلچی دوسو دینار لے کر آیا کہنے لگا کہ عبداللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں کہیں خرچ کر دو امام اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے وہ ساری رقم صدقہ کر دی میں نے اس کے خوف سے اسے قبول کیا میں تین روز تک مسلسل روزے رکھ رہا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ عبداللہ کو جب ان کے روزے کا علم ہوا تو عبداللہ نے افطار کے لئے انہیں مدعو کیا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔

مؤرخین کا قول ہے کہ اس کے بعد امام اوزاعی اپنے اہل عیال کو لے کر دمشق سے کوچ کر کے بیروت اترے امام اوزاعی کہتے ہیں کہ جب میں بیروت سے گزرا تو قبرستان میں ایک سیاہ عورت تھی میں نے اس سے آبادی (شہر کا) پوچھا اس نے جواب دیا کہ اگر آبادی کا پوچھ رہے ہو تو اس نے قبرستان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا آبادی تو یہی ہے۔ اگر ویرانی کا پوچھ رہے ہو تو اس نے شہر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ویرانی تیرے سامنے ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے اس کے جواب پر بڑا تعجب ہوا میں نے وہیں اقامت کا فیصلہ کر لیا محمد بن کثیر کا قول ہے کہ میں نے اوزاعی کو کہتے سنا کہ ایک روز میں جنگل کی طرف نکل گیا تو وہاں ایک شخص اعلان کر رہا تھا دنیا باطل ہے دنیا باطل ہے دنیا باطل ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی باطل ہے۔

اوزاعی کا قول ہے کہ ہمارے ہاں ایک شخص جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بجائے شکار کرتا تھا وہ خچر سمیت زمین میں دھنس گیا صرف خچر کے کان زمین کے باہر تھے۔

امام اوزاعی ایک روز بیروت کی مسجد سے باہر نکلے تو وہاں پر ایک حلوائی اور پیاز فروش کی دکان تھی پیاز فروش کہہ رہا تھا کہ پیاز شہد سے میٹھا یا حلوہ سے میٹھا؟ امام وزاعی نے کہا کہ سبحان اللہ شاید اس کے نزدیک تھوڑا سا جھوٹ حلال ہے اس وجہ سے یہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھ رہا۔ واقدی کا قول ہے کہ اوزاعی کہتے تھے کہ آج سے قبل ہم ہنستے کھیلتے تھے لیکن آج ہم مقتدیٰ بن گئے تو اب ہمارے لئے یہ چیزیں منع ہیں۔ امام اوزاعی نے اپنے بھائی کو خط لکھا کہ (امابعد) چاروں طرف سے تمہارا گھیراؤ ہو چکا ہے اب اللہ اور اس کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرو، ہو سکتا ہے یہ ہماری آخری ملاقات ہو۔ والسلام۔

ابن ابی الدنیا کا قول ہے کہ مجھ سے محمد بن ادریس نے بیان کیا ہے کہ میں نے لیث کے کاتب ابو صالح سے سنا انہوں نے ہقل بن زیاد کے حوالہ سے امام اوزاعی کا وعظ نقل کیا ہے کہ ایک روز امام اوزاعی نے وعظ میں فرمایا اے لوگو! جن نعمتوں سے تم شاد کام ہو اس کے ذریعے اس جلنے والی آگ سے جو دل تک پہنچے گی فرار اختیار کرنے میں قوت حاصل کرو تم فانی جہاں میں ہو بہت جلد تم اس سے کوچ کر جاؤ گے۔ تم ان گذشتہ لوگوں کے جانشین ہو جو دنیا کی زیب و زینت سے دوچار ہوئے وہ عمر، عقل، اجسام، اموال و اولاد میں تم سے آگے تھے۔ انہوں نے پہاڑوں کو کھودا وادی میں چٹانوں کو توڑا۔ شہروں میں گھومے وہ سخت گرفت سے مؤید تھے ان کے اجسام ستونوں کی مانند تھے دنیا میں کچھ ہی عرصہ وہ رہ سکے ان کے گھر ویران ہو

گئے ان کے تذکرے ختم ہو گئے کیا تو ان میں سے کسی کو محسوس کرتا ہے؟ یا ان میں سے کسی کی آہٹ کو محسوس کرتا ہے وہ امیدوں کی غفلت میں پرسکون تھے، اپنی موت کے مقررہ وقت سے غافل تھے۔ وہ متندم لوگوں کی طرح لوٹ گئے اور تمہیں اس عذاب الٰہی کے متعلق علم ہی ہے جو رات کو ان کے صحن میں اترا ان میں سے بہت سے لوگ اپنے گھروں میں دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے باقی ماندہ لوگ اللہ کی نعمتوں میں غور و فکر کرنے لگے اس کی سزا کے آثار اور ان سے پہلے جو لوگ ہلاک ہو چکے تھے ان کے زوال نعمت کے بارے میں سوچ و بچار کرنے لگے۔ وہ ویران اور خالی گھروں میں غور و فکر کرتے حالانکہ وہ عزت سے گرے ہوئے تھے اور آسائش سے مشہور تھے اور دل ان کی طرف متوجہ تھے اور آنکھیں ان کی طرف لگی ہوئی تھیں اور وہ عذاب الیم سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے ایک نشان بن گئے خوف خدا سے ڈرنے والے لوگوں کے لئے عبرت بن گئے۔ ان کے بعد تم نے منقوص میعاد اور منقوص دنیا میں ایک ایسے وقت میں صبح جس کی عمدگی آسودگی اور بھلائی اور صفائی رخصت ہو چکی ہے اس میں سے بڑے شر اور گدلاہٹ کے بقیہ حصے اور عبرتوں کے خوف اور بدلنے والی سزاؤں اور فتنوں کے بھیجنے اور زلزلوں کے مسلسل آنے کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہا۔ بحر و بر میں خرابی نمایا ہو چکی ہے وہ گھروں کو تنگ کرتے ہیں اور بھاؤ کو گراں کرتے ہیں جس سے وہ عار اور بے عزتی کا ارتکاب کرتے ہیں پس ان کی مانند نہ بنو جنہیں اصل اور طول اجل نے دھوکہ دیا ہے اور جھوٹی خواہشات نے ان سے مذاق کیا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے بنا دے کہ جب وہ بلائے جائیں تو جلدی کریں جب وہ روکے جائیں تو رک جائیں اور اپنے ٹھکانے کو سمجھ لیں اور اپنے لئے کام کریں۔

جب منصور شام آیا تو اوزاعی سے ملاقات کی منصور ان سے محبت اور ان کی تعظیم کرتا تھا واپسی پر اوزاعی نے سیاہ لباس نہ پہننے کی اجازت طلب کی تو منصور نے اجازت دے دی ان کے جانے کے بعد منصور نے دربان ربیع سے کہا کہ ان سے سیاہ لباس اختیار نہ کرنے کی وجہ پوچھو ان کے سامنے یہ ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرنا کہ منصور نے پوچھا ہے چنانچہ ربیع نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے کسی کو سیاہ لباس کا احرام پہنتے یا اس میں کفن دیتے ہوئے یا دلہن کو اس سے آراستہ کرتے نہیں دیکھا۔

امام اوزاعی شام میں بڑے معظم و مکرم تھے حتیٰ کہ ان کا حکم بادشاہ کے حکم سے بڑا سمجھا جاتا تھا۔ ایک امیر نے ان کو برا بھلا کہا لوگوں نے اسے کہا کہ اس کی دشمنی سے بچو اگر انہوں نے اہل شام کو حکم دے دیا تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔

امام اوزاعی کی وفات کے بعد ایک شخص نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے میں منصور سے بھی زیادہ آپ سے ڈرتا تھا۔ ابن ابی العشرین کا قول ہے کہ اوزاعی نے اکیلے بیٹھ کر اپنے بارے میں لوگوں سے گالیاں سنیں اس کے بعد ہی آپ کی وفات ہوئی۔

ابو بکر بن ابی خیثمہ نے محمد بن عبید الطنافسی کا قول نقل کیا ہے کہ میں ثوری کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے ان کے پاس آ کر کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پھولوں کا گلدستہ اکھڑ گیا۔ ثوری نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو اوزاعی کا انتقال ہو گیا ہے انہوں نے یہ خواب لکھ لیا اس کے بعد خبر آئی کہ اوزاعی کا اسی روز انتقال ہوا تھا۔

ابو مسہر کا قول ہے کہ امام اوزاعی کی اہلیہ نے حمام کا دروازہ بند کر دیا اس وقت اوزاعی اندر تھے یہی ان کی موت کا سبب بن گیا ان کی بیوی نے عمداً ایسا نہیں کیا سعید بن عبد العزیز نے امام اوزاعی کی بیوی کو ایک غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔

راوی کا قول ہے کہ امام اوزاعی نے سونا چاندی زمین و سامان کچھ بھی پیچھے نہیں چھوڑا وفات کے روز ان کی تنخواہ سے صرف چھیاسی درہم بچے تھے۔ اس نے دیوان ساحل میں لکھے تھے کسی دوسرے کا قول ہے کہ مالک حمام نے دروازہ بند کر کے تالا لگا کر اپنے کسی کام سے چلا گیا بعد میں آ کر اس نے دروازہ کھولا تو امام اوزاعی کی وفات ہو چکی تھی۔ ان کا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے تھا قبلہ رخ ہو کر مردہ حالت میں پڑے ہوئے تھے (اللہ ان پر رحم فرمائے)۔

میں کہتا ہوں کہ بیروت میں ان کی وفات ہونے کے بارے میں سب کا اتفاق ہے البتہ ان کی عمر اور سن وفات میں اختلاف ہے۔ یعقوب بن سفیان نے سلمہ سے امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ امام اوزاعی کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی عباس بن ولید بیروتی کا قول ہے کہ امام اوزاعی نے اتوار کے روز ۲۸ صفر میں ۱۵۷ھ میں وفات پائی، یہی جمہور، ابو مسہر، ہشام بن عمار، ولید بن مسلم کا قول ہے۔ یحییٰ بن معین، دحیم، خلیفہ بن خیاط ابی عبید سعید بن عبد العزیز وغیرہ نے حضرت عباس کا قول نقل کیا ہے کہ امام اوزاعی کی عمر ستر سال سے کم تھی کسی دوسرے کا قول ہے کہ ستر سے زائد تھی۔ صحیح قول ہے کہ

۷ تھی کیوں کہ صحیح قول کے مطابق ان کی پیدائش ۸۸ ھ میں ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ ۶۷ ھ میں ہوئی لیکن یہ ضعیف ہے۔
کسی شخص نے وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ تو ان سے کہا کہ مجھے اللہ کے قرب کا ذریعہ بتا دیجئے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں نے جنت میں علماء عاملین سے اونچا مقام کسی کا نہیں دیکھا۔

واقعات ۱۵۸ھ

اسی سال قصر خلد کی تکمیل ہوئی۔ منصور اس میں چند روز رہا پھر اس کی وفات ہوگئی۔
اسی زمانہ میں طاغیۃ الروم کی وفات ہوئی۔
سال رواں ہی میں منصور نے اپنے لڑکے مہدی کو رقہ بھیجا اسے موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے خالد بن برمک کو اس کی جگہ والی بنانے کا حکم دیا اس کی وجہ بڑی عجیب وغریب تھی کہ منصور نے خالد سے ناراض ہو کر تین لاکھ جرمانہ اس پر عائد کر دیا۔ خالد مال نہ ہونے کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔ رقم کا اکثر حصہ ادا کرنے سے قاصر تھا منصور نے اسے صرف تین روز کی مہلت دی تھی کہ اس کے بعد تو مباح الدم ہوگا اس نے اپنے لڑکے یحییٰ کو قرض لینے کیلئے امراء کے پاس بھیجا۔ چنانچہ ایک نے ایک لاکھ کسی نے کم کسی نے زیادہ دیئے۔ یحییٰ بن خالد کہتے ہیں کہ میں اسی پریشانی کے عالم میں بغداد کے پل پر تھا کہ پل پر موجود راستہ بتانے والے لوگوں میں سے ایک نے آ کر مجھے پریشانی دور ہونے کی خبر دی میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اس نے آگے بڑھ کر میرے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا کہ مجھے تیری پریشانی معلوم ہے۔ انشاء اللہ، اللہ تیری پریشانی دور کرے گا کل تو اس حالت میں یہاں سے گذرے گا کہ جھنڈا تیرے ہاتھ میں ہوگا اگر میری بات سچ نکلے تو مجھے پانچ ہزار روپے دے دینا میں نے کہا کہ ضرور۔ اگر وہ پچاس ہزار کا مطالبہ کرتا تو اس کا بھی وعدہ کر لیتا کیونکہ میرے نزدیک اس کی بات پوری ہونا ناممکن تھا اس کے بعد میں چلا گیا مجھ پر تین لاکھ جرمانہ باقی تھا۔ اسی اثناء میں موصل کے ٹوٹنے کردوں کے اس میں فساد پھیلانے کی اطلاع منصور کو ملی۔ منصور نے امراء سے مشورہ کیا کہ اس صورتحال میں موصل کو کون سنبھال سکتا ہے؟ بعض نے خالد بن برمک کے بارے میں مشورہ دیا منصور نے کہا کہ ہم نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا اس کے باوجود بھی اس میں موصل کے حالات کنٹرول کرنے کی صلاحیت ہے اس نے کہا کہ ہاں میں اس چیز کا ضامن ہوں منصور نے خالد بن برمک کو بلا کر کہا کہ موصل کا حاکم بنا دیا اس کے لڑکے کو آذر بائیجان کا امیر بنا دیا اس کا تاوان ختم کر کے اسے جھنڈا بھی دیا لوگوں نے ان دونوں کی خدمت کی۔ یحییٰ کا قول ہے کہ ہم اس پل کے پاس سے گزرے اس شخص نے حسب وعدہ مجھ سے پیسے مانگے میں نے اس کو پانچ ہزار دے دیئے اس نے ان پر قبضہ کر لیا۔
اس سال منصور حج پر گیا قربانی کا جانور بھی اپنے ساتھ لے گیا کوفہ سے کچھ آگے گزرا تھا کہ اس کو درد شروع ہو گیا جو بعد میں اس کی وفات کا سبب بنا۔ بدمزاجی کی وجہ سے گرمی کی شدت اور دوپہر میں سفر نے اس کے درد میں اضافہ کر دیا اس کے ساتھ اسہال بھی شروع ہو گئے اس کے مرض میں اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ مکہ میں داخل ہوا تو چھ ذی الحجہ ہفتہ کے روز اس کی وفات ہوگئی۔ اس کی نماز جنازہ پڑھ کر مکہ کے بالائی حصہ باب المعلاۃ کی گھاٹی میں دفن کیا گیا اس وقت اس کی عمر ۶۳ یا ۶۴ یا ۶۵ سال تھی۔ بعض کا قول ۶۸ سال کا بھی ہے۔ واللہ اعلم۔
دربان ربیع نے اس کی موت کو چھپائے رکھا تا آنکہ اس نے سردار امراء بنی ہاشم سے مہدی کے لئے بیعت نہ لے لی پھر اسے دفن کیا گیا۔ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس نے اس سال حج کے موقع پر تکبیر کہی۔

منصور کے حالات ...... یہ عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ابوجعفر المنصور رہے یہ اپنے بھائی سفاح سے بڑا تھا اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام سلامہ تھا انہوں نے دادا کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے ابن عساکر نے اسے محمد بن ابراہیم السلمی عن المامون عن الرشید عن المہدی عن ابیہ المنصور کے طریق سے روایت کیا ہے۔
۱۳۶ھ ماہ ذی الحجہ میں سفاح کی موت کے بعد ۴۱ سال کی عمر میں منصور کی بیعت کی گئی۔ منصور کی ولادت مشہور قول کے مطابق ۹۵ھ بلقاء کے حمیہ شہر میں ہوئی اس کی خلافت کچھ ایام کم ۲۲ برس رہی منصور گندمی رنگ، بڑے بارعب، ہلکی ریش، کشادہ پیشانی، بلند ناک اور بڑی آنکھوں والا تھا گویا

کہ اس کی دو آنکھیں دو بولنے والی زبان ہیں اس کے ساتھ شاہانہ نخوت بھی ملی ہوئی تھی جسے دل قبول کر کے آنکھیں اس کا پیچھا کرتیں۔ محبت سے شریف ظاہری صورت سے سخت طبیعت معلوم ہوتا تھا۔ چال میں شیر تھا۔ بعض اس کے دیکھنے والوں نے اس کے حالات یہی بیان کئے ہیں۔ ابن عباس سے صحیح طور پر مروی ہے کہ سفاح اور منصور مجھ سے ہوں گے ایک روایت میں ہے کہ ہم ان کو عیسیٰ بن مریم کے حوالے کر دینگے یہ مرفوع روایت ہے نہ کہ صحیح اور موقوف۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ منصور کی والدہ نے اس کے حمل کے وقت خواب دیکھا کہ مجھ سے ایک شیر نکلا وہ اپنے اگلے ہاتھوں پر گھڑا ہوا دہاڑ رہا تھا تمام شیروں نے آ کر اسے سجدہ کیا۔

منصور کا قول ہے کہ میں نے بچپن میں ایک خواب دیکھا تھا جو سونے کی تختیوں اور بچوں کی گردنوں میں لٹکانے کے قابل ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسجد حرام میں ہوں کہ اچانک دیکھا کہ آپ ﷺ ہیں اور لوگ آپ کے چاروں طرف جمع ہیں۔ آپ کے پاس سے ایک منادی ندا دیتے ہوئے نکلا کہ عبداللہ کہاں ہیں؟ میرا بھائی کھڑا ہوا لوگوں کو روندتا ہوا خانہ کعبہ کے پاس پہنچ گیا اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر داخل کر دیا کچھ دیر کے بعد وہ سیاہ جھنڈا لے کر وہاں سے نکلا پھر ندا لگائی گئی کہ عبداللہ کہاں ہے؟ میں اور میرا چچا عبداللہ بن علی کھڑے ہوئے لیکن میں سبقت کر کے خانہ کعبہ کے دروازے پر پہنچ گیا میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر و بلال رضی اللہ عنہم موجود ہیں آپ نے مجھے جھنڈا عطا کیا۔ امت کے بابت مجھے وصیت کی ۲۳ پیچ کا مجھے عمامہ باندھا فرمایا کہ اسے قیامت تک ہونے والے خلفاء کے باپ اسے پکڑلو۔

بنوامیہ کے دور میں اتفاقاً منصور جیل چلا گیا نوبخت نجومی نے اس سے ملاقات کی اس میں سرداری کی علامات دیکھ کر اس سے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں بنی عباس سے ہوں نجومی نے منصور کی کنیت اور نسب معلوم کرنے کے بعد کہا تم ہی زمین میں خلیفہ بنو گے۔ منصور نے کہا کہ کیا کہہ رہے ہو نجومی نے کہا کہ میں صحیح کہہ رہا ہوں نجومی نے کہا کہ مجھے ایک خط لکھ دے کہ تو خلیفہ بننے کے بعد مجھے کچھ دے گا منصور نے لکھ دیا۔

پھر منصور نے خلیفہ بننے کے بعد اس نجومی کا اعزاز و اکرام کیا جس کی وجہ سے وہ منصور کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہو گیا پھر بعد میں اس کا خاص بن گیا۔

۱۴۰ھ میں منصور نے حیرہ سے احرام باندھ کر لوگوں کو حج کرایا ۱۴۴ھ، ۱۴۷ھ، ۱۵۲ھ پھر اسی سن میں منصور نے حج کیا بغداد رصافہ رافقہ قصر خلد منصور نے بنوائے۔

ربیع بن یونس حاجب کا قول ہے کہ میں نے منصور کو کہتے سنا کہ خلیفہ چار ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم بادشاہ بھی چار ہیں عبدالملک بن مروان ہشام بن عبدالملک میں اور مالک مجھ سے منصور نے پوچھا آپ ﷺ کے بعد افضل کون ہے میں نے کہا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما منصور نے میری تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ میرے نزدیک بھی یہی ہیں۔

اسماعیل بہری سے روایت ہے کہ میں نے منصور سے عرفہ کے روز منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ اے لوگو! میں زمین پر اللہ کا بادشاہ ہوں اس کی توفیق و رہنمائی سے تمہاری دیکھ بھال کرتا ہوں اس کے مال کا خازن ہوں جسے میں اس کی اجازت سے تقسیم کرتا ہوں اس نے مجھے اس خزانے پر قفل بنایا ہے جب وہ تمہارے درمیان عطیات تقسیم کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو مجھے کھول دیتا ہے جب چاہتا مجھے بند کر دیتا ہے تم اللہ کی طرف رغبت کروائے لوگو اس سے اس سن سے سوال کرو جس دن اس نے تمہیں اپنے فضل سے نوازا۔ جس کی اس نے تمہیں اپنی کتاب سے خبر دی:

اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الاسلام دينا

وہ مجھے تمہارے درمیان صحیح کام کی توفیق دے تم پر احسان اور نرمی کا میرے دل پر القاء کر دے۔ عدل کے ساتھ تمہارے درمیان عطیات تقسیم کرنے کے لئے میرا قفل کھول دے۔ یقیناً اللہ سننے اور جواب دینے والا ہے۔

ایک روز منصور کے خطبہ کے دوران ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے امیر المومنین! جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں اسے یاد کیجئے جو کام آپ کر رہے ہیں یا چھوڑ رہے ہیں ان میں اللہ سے ڈریئے۔ منصور خاموش رہا تا آنکہ اس نے اپنی بات مکمل کر لی۔ پھر منصور نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس شخص سے مانند بننے سے جس کی بابت ارشاد خداوندی ہے (جب اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو غیرت اسے گناہ میں لگا دیتی ہے) یا میں اللہ

کا نافرمان بندہ بن جاؤں اے لوگو نصیحت ہم پر اتری ہے اور ہمارے پاس سے آئی ہے۔

اس کے بعد منصور نے اس شخص سے کہا کہ تو نے یہ بات اللہ کی رضا کے لئے نہیں کہی بلکہ اس لئے کہی کہ لوگ کہیں گے اس شخص نے امیر کو نصیحت کی ہے اے لوگو! تمہیں اس کی بات دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ تم بھی اسی طرح کرنے لگو پھر اس نے اس کے بارے میں حکم دیا اس نے یاد کرلیا منصور نے اپنا خطبہ مکمل کرلیا پھر اس کے ساتھی سے کہا کہ اس پر دنیا پیش کرو اگر یہ قبول کرلے تو اس نے یہ بات اللہ کی رضا کے لئے نہیں کہی اگر قبول نہ کرے تو یہ شخص مخلص ہے دونوں صورتوں کی مجھے خبر دے دینا چنانچہ اس کا ساتھی مسلسل اسے دنیا پیش کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے قبول کرلیا دنیا کی طرف متوجہ ہوگیا پھر اس نے اسے ناانصافی اور مظالم کا والی بنا دیا اور حسین وجمیل لباس اور دینوی ہیت میں اسے خلیفہ کے پاس لے آیا۔

خلیفہ نے اسے کہا کہ تو ہلاک ہو تو نے اس روز وہ بات اللہ کی رضا کے لئے نہیں کہی تھی اگر اللہ کی رضا کے لئے کہی ہوتی تو دنیا قبول نہیں کرتا پھر اس کے حکم سے اسے قتل کردیا گیا۔

منصور نے اپنے لڑکے مہدی سے کہا کہ خلیفہ کی اصلاح تقویٰ بادشاہ کی اصلاح اطاعت رعایا کی اصلاح عدل سے ہوتی ہے سب سے زیادہ قوی شخص معاف کرنے والا لوگوں میں سب سے بہتر ہے اپنے سے کمتر پر ظلم کرنے والا بے وقوف ہے۔

منصور نے کہا کہ شکر کے ذریعے نعمت عفو کے ذریعے قدرت محبت کے ذریعے طاعت تواضع اور لوگوں پر رحم کے ذریعے مدد کو ہمیشہ طلب کرو دنیا اور اللہ کی رحمت سے اپنا حصہ مت بھول۔

ایک روز مبارک بن فضالہ کی موجودگی میں منصور نے ایک شخص کے قتل کا ارادہ کیا چمڑے کا فرش اور تلوار بھی موجود تھی مبارک نے کہا کہ میں نے حسین سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا جس کا اللہ کے ذمے اجر ہے وہ کھڑا ہو جائے جس نے دنیا میں کسی کو معاف کیا ہوگا وہ بھی کھڑا ہو جائے گا۔ اس کے بعد منصور نے اسے معاف کردیا پھر حاضرین کے سامنے اس کے جرائم اور غلطیوں کا ذکر کرنے لگا۔

اصمعی کا قول ہے کہ منصور کے پاس ایک شخص کو سزا کے لئے لایا گیا اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! انتقام عدل ہے معاف کرنا احسان ہے امیر المؤمنین نے دونوں حصوں میں سے کم حصہ کو اور دو درجوں میں سے کم درجہ کو پسند کرنے سے اللہ کی پناہ مانگی ہے۔ راوی کا قول ہے کہ منصور نے اسے معاف کردیا۔

اصمعی کا قول ہے منصور نے ایک شامی باشندے سے کہا تم اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے ہماری حکومت کے بدولت تم سے طاعون دور کیا۔ اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اللہ ہم پر ردی کھجور کم ناپ تول، تمہاری حکومت اور طاعون جمع نہیں کریگا، منصور کی بردباری اور عفو کی حکایات بے شمار ہیں۔

ایک درویش منصور کے پاس آکر کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے تجھے اور وافر دنیا عطا کی ہے۔ اس کے بدلہ اپنے نفس کیلئے بھی کچھ خرید لے قبر کی پہلی رات کو یاد کر اس کی مثل رات دنیا میں کبھی تجھ پر نہیں آئی ہوگی۔ اس رات کو یاد کر جو دن سے الگ ہوگی اس کے بعد رات نہیں ہوگی۔ راوی کہتا ہے کہ اس کی بات نے منصور کو خاموش کردیا۔ منصور نے اس درویش کیلئے مال کا حکم دیا۔ اس نے کہا اگر میں مال کا محتاج ہوتا تو تجھے نصیحت نہ کرتا۔

ایک روز عمرو بن عبید قدری منصور کے پاس آیا۔ منصور نے خوب اس کا اعزاز واکرام کیا۔ اس کے اہل وعیال کی خیریت دریافت کی پھر اس سے نصیحت کی درخواست کی۔ عمرو نے سورۃ الفجر (ان ربک لبالمرصاد) تک اس کے سامنے پڑھی منصور خوب گریہ کناں ہوا۔ گویا کہ اس نے یہ آیات پہلی مرتبہ سنیں۔

پھر منصور نے کہا اور زیادہ نصیحت کیجئے۔ عمرو بن عبید نے کہا اللہ نے تجھے خوب مال ودولت عطا کیا۔ اپنے نفس کیلئے بھی اس سے کچھ فائدہ حاصل کر۔ یہ حکومت تجھ سے قبل پہلے لوگوں کے پاس تھی۔ پھر تیرے پاس آگئی۔ تیرے بعد دوسروں کو مل جائے گی۔ قیامت کو روشن کرنے والی رات کو یاد کر۔ منصور اتنا رویا کہ اس کی پلکیں حرکت کرنے لگیں۔ سلیمان بن مجالد نے کہا امیر پر نرمی کرو۔ عمرو نے کہا اللہ کے خوف سے رونے میں کوئی حرج نہیں۔

منصور نے عمرو کیلئے دس ہزار کا حکم دیا۔ عمرو نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں منصور نے کہا قسم بخدا آپ کو یہ قبول کرنے ہوں گے۔ انہوں نے کہا واللہ میں قبول نہیں کروں گا۔ منصور کا لڑکا مہدی اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا تم دونوں قسم اٹھاتے ہو۔ عمرو نے منصور سے پوچھا یہ کون ہے؟

اس نے کہا یہ میرا لڑکا مہدی ہے جو میرے بعد ولی عہد بنے گا۔ عمرو نے کہا آپ نے اس کا نام ایسا رکھا جس کا وہ مستحق نہیں، آپ نے اسے نیکوں کا لباس پہنا دیا۔ حکومت اس کے سپرد کر دی حالانکہ وہ اس کا اہل نہیں۔

اس کے بعد عمرو مہدی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اے میرے بھتیجے! تیرے والد کیلئے قسم توڑنا تیرے چچا سے زیادہ آسان ہے۔ کیوں کہ تیرا والد اس کا کفارہ ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

اس کے بعد منصور نے عمرو سے ضرورت کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا میری ضرورت یہ ہیکہ آپ میرے پاس پیغام نہ بھیجنا کہ مجھے آنا پڑے۔ مجھے کچھ مت دو کہ مجھے دوبارہ تم سے سوال کرنا پڑے۔ منصور نے کہا پھر تو دوبارہ ہماری ملاقات نہیں ہوگی۔ عمرو نے کہا آپ نے ضرورت کے بارے میں سوال کیا تھا میں نے اس کا جواب دیا ہے۔ اس کے بعد منصور نے اسے رخصت کیا منصور کی آنکھیں دور تک یہ شعر پڑھتی ہوئیں اس کا تعاقب کرتی رہیں تم سے ہر شخص عمرو کے علاوہ آہستہ چلنے والا شکار کا طالب ہے۔

بعض کا قول ہے عمرو نے منصور کو نصیحت کرنے کیلئے ایک قصیدہ تیار کیا تھا جو اس نے منصور کو سنایا وہ یہ ہے:

(۱)......اے وہ شخص! جس کی امیدوں نے اسے دھوکہ دیا، امیدوں کے ذرات موت اور زندگی کو مقدر کرنے والے ہیں۔

(۲)......کیا تو نہیں دیکھتا کہ دنیا اور اس کی زینت اس قافلہ کی طرح ہیں جو کسی جگہ پڑاؤ کرتا ہے پھر وہاں سے کوچ کرتا ہے۔

(۳)......اس کی موتیں گھات میں ہیں۔ اس کی زندگی تنگ گذران والی ہے۔ اس کا خلوص گدلا ہے۔ اس کی حکومت تبدیل ہونے والی ہے۔

(۴)......اس کے باشندے کو خوف زخم لگاتے رہتے ہیں۔ اسے نرمی اور خوشی راس نہیں آتی۔

(۵)......گویا وہ موتیوں اور ہلاکتوں کا نشانہ ہے جس میں حوادث زمانہ آتے جاتے رہتے ہیں۔

(۶)......اس کی مصائب اسے گھماتی رہتی ہیں۔ جن میں سے بعض اسے لاحق ہو جاتی ہیں اور بعض خطا کر جاتی ہیں۔

(۷)......نفس راہ فرار اختیار کرنے والا ہے۔ موت اس کی جستجو میں ہے ہر شخص کی مشکل اس کے نزدیک معمولی ہے۔

(۸)......انسان کی ہر کوشش اپنے وارث کیلئے ہوتی ہے۔ قبر انسان کی ہر سعی کی وارث بن جاتی ہے ابن درید نے دیاشی کے حوالہ سے محمد بن سلام کا قول نقل کیا ہے کہ ایک باندی نے منصور کے جسم پر پیوند زدہ کپڑا دیکھ کر تعجب کا اظہار کیا۔ منصور نے اسے جواب دیا تجھ پر افسوس تو نے ابن ہرثمہ کا شعر نہیں پڑھا۔ نوجوان بوسیدہ چادر اور پیوند لگے ہوئے کپڑے کے باوجود شرف حاصل کر لیتا ہے۔

ایک درویش نے منصور سے کہا قبر کی پہلی رات کو یاد کر ایسی رات دنیا میں کبھی تو نے نہیں دیکھی ہوگی۔ دن سے خالی رات کو بھی یاد کر۔ درویش کی اس بات نے منصور کو خاموش کر دیا۔ منصور نے اس کیلئے مال کا حکم دیا۔ اس نے کہا اگر مجھے مال کی ضرورت ہوتی تو میں تجھے نصیحت نہ کرتا ابومسلم کے قتل کے وقت منصور نے درج ذیل اشعار پڑھے:

(۱)......جب تو ذی رائے ہے تو ذوعزم بھی بن جا۔ کیوں کہ رائے کا فساد یہ ہے کہ وہ ایک جگہ قائم نہیں رہتیں۔

(۲) دشمن کو ایک دن کی بھی مہلت مت دے ان کی ہلاکت میں جلدی کرتا کہ دوبارہ وہ نقصان نہ پہنچائیں۔

منصور نے جب ابومسلم کو اپنے سامنے مقتول دیکھا تو دو شعر کہے:

تیری تین عادتوں نے مجھے یقینی طور پر تیرے قتل پر آمادہ کیا اول، تیرا میری مخالفت کرنا۔ ثانی، تیری طرف سے عہد شکنی۔ ثالث، جمہور عوام کا تیرے آگے سے پکڑ کر چلانا۔

منصور ہی کے چند اشعار ہیں:

(۱)......انسان درازی عمر کی تمنا کرتا ہے حالانکہ کہ وہ اس کیلئے نقصان دہ ہوتی ہے۔

(۲)......اس کی خندہ پیشانی بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ وہ آسودگی کے بعد بدمزہ ہو کر باقی رہ جاتی ہے۔

(۳)......زمانہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ کہ وہ کوئی خوشی نہیں دیکھ پاتا اگر میں مر جاؤں تو کتنے لوگ میری موت پر خوش ہونے والے ہیں۔

مؤرخین کا قول ہے منصور دن کے شروع میں امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنے لوگوں کو امیر بنانے امیروں کے معزول کرنے اور عوام الناس کی

مصالح کے انتظام کرنے میں گزارتا تھا۔ظہر تا عصر گھر پر آرام کرتا۔ بعد عصر خاص گھر والوں کی مصالح میں غور وفکر کرنے کیلئے بیٹھتا، بعد عشاء اطراف ملک سے آئے ہوئے خطوط پڑھتا۔ ثلث لیل تک قصہ گوئی کرنے والا اس کے پاس رہتا۔ پھر گھر پر رات کے دوسرے ثلث تک آرام کرتا اس کے بعد بیدار ہو کر وضو کر کے نماز میں مشغول ہو جاتا حتی کہ فجر روشن ہو جاتی۔ پھر گھر سے نکل کر لوگوں کو نماز فجر پڑھاتا۔

اس کے بعد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوتا۔

منصور نے ایک شخص کو کسی شہر کا عامل بنا کر بھیجا اسے پتہ چلا کہ اس عامل نے شکار کیلئے کتے اور باز تیار کئے ہوئے ہیں۔ منصور نے اسے لکھا تو اپنے خاندان سمیت ہلاک ہو۔ ہم نے تجھے مسلمانوں کے امور کا عامل بنا کر بھیجا ہے نہ کہ جنگل کے وحشی جانوروں کا۔ جس چیز کا ہم نے تجھے عامل بنایا تھا وہ فلاں شخص کے سپرد کر دے اور تو ذلت ورسوائی کی حالت میں اپنے اہل واپس لوٹ جا۔

ایک روز منصور کے سامنے ایک خارجی لایا گیا جس نے منصور کے لشکر کو متعدد بار شکست دی تھی۔ جب وہ منصور کے سامنے کھڑا ہوا تو منصور نے اسے کہا اے ابن الفاعلہ تو ہلاک ہو تو ہی ہے وہ جو لشکروں کو شکست دیتا ہے۔ خارجی نے کہا تجھ پر ہلاکت ہو کل میرے اور تیرے درمیان تلوار زنی اور قتل وغارتگری کا بازار گرم تھا۔ آج ہمارے درمیان دشنام بازی ہے اور طعنہ زنی ہو رہی ہے۔ تجھے کسی چیز نے یقین دلایا کہ میں تیرے سامنے جاؤں گا جبکہ میں زندگی سے مایوس ہو چکا ہو۔ میں تیری طرف کبھی رخ بھی نہیں کروں گا۔ راوی کا قول ہے کہ اس کے بعد منصور نے شرمندہ ہو کر اسے چھوڑ دیا۔ ایک سال تک اس کا چہرہ نہیں دیکھا منصور نے اپنے لڑکے کو ولی عہد بناتے وقت کہا تھا۔ اے لڑکے شکر کے ذریعہ نعمت، عفو کے ذریعہ قدرت، تواضع کے ذریعہ مدد، اطاعت کے ذریعہ محبت کو ہمیشہ طلب کرو دنیا اور اللہ کی رحمت سے اپنا حصہ مت بھول۔

منصور ہی کا قول ہے اے بیٹے عقلمند وہ شخص نہیں جو کام میں واقع ہونے کے بعد اس سے بچاؤ کی تدبیر نکالے۔ بلکہ عقلمند وہ شخص وہ ہے جو ابتدا ہی سے غلط کام میں واقع نہ ہو۔

نیز اسی کا قول ہے اے لڑکے تو مجلس میں اسوقت تک بیٹھ جب تک محدث حدیث بیان کرے۔ اسلئے کہ زہری کا قول ہے علم حدیث مذکر ہے مذکر ہی اسے پسند کرتے ہیں خواتین اسے پسند نہیں کرتیں۔ زہری کے بھائی نے سچ کہا۔

منصور جوانی میں اپنے خیال سے حدیث فقہ حاصل کرتا تھا اسے حتی کہ اس نے اس میں ایک قسم کی دسترس حاصل کر لی تھی۔

ایک روز منصور سے پوچھا گیا کہ آپ کی کوئی تمنا باقی ہے۔ اس نے کہا میری صرف ایک تمنا باقی ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا۔ اس نے کہا محدث کے سامنے جب شیخ کا تذکرہ کیا جائے گا تو اس کا رحمک اللہ کہنا۔ اس کے بعد اس کے وزراء کاتبوں نے جمع ہو کر کہا اے امیر المؤمنین ہمیں حدیث املاء کرائے۔ منصور نے کہا تم وہ نہیں ہو۔ وہ تو میلے کچیلے کپڑے۔ پھٹے ہوئے پاؤں پراگندہ بال والے ہوتے ہیں۔ وہ آفاق میں گھومتے مسافتیں قطع کرنے والے ہوتے ہیں وہ کبھی عراق کبھی حجاز، کبھی شام، کبھی یمن میں ہوتے ہیں ان کا نام ناقلین حدیث ہے۔

منصور نے ایک روز اپنے لڑکے مہدی سے اس کی سواریوں کی تعداد دریافت کی۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ منصور نے کہا یہ ہی تو کوتاہی ہے تو، تو امر خلافت کو بہت ضائع کرے گا اے لڑکے اللہ سے ڈر۔

مہدی کی لونڈیوں میں سے ایک خاص لونڈی منصور کے پاس آئی۔ اس کی ڈاڑھ میں درد تھا جس کی وجہ سے اس نے دونوں ہاتھ کنپٹیوں پر رکھے ہوئے تھے۔ اس نے باندی خالصہ سے پوچھا تیرے پاس کتنے پیسے ہیں؟ اس نے جواب میں کہا ایک ہزار۔ منصور نے کہا اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ کر قسم اٹھا اس نے کہا دس ہزار دینار۔ منصور نے کہا وہ اٹھا کر مجھے لا کر دیدو۔ باندی کہتی ہے کہ میں مہدی کے پاس گئی اسے ساری بات بتادی۔ اس نے مجھے پاؤں مار کر کہا تو ہلاک ہو، اس کی ڈاڑھ میں درد نہیں ہے میں نے کل اس سے پیسے مانگے تھے۔ وہ جان بوجھ کر بیمار ہو گیا اب تو تجھے وہ رقم اسکو دینی پڑے گی چنانچہ میں نے وہ رقم اسے دیدی اس نے مہدی کو بلا کر کہا تم تو مجھ سے پیسے مانگ رہے تھے۔ حالانکہ خالصہ کے پاس کتنے پیسے ہیں۔

منصور نے اپنے خزانچی سے کہا۔ جب مجھے مہدی کی آمد کا علم ہو تو اس کی آمد سے قبل مجھے دو پرانے کپڑے لا کر دیدینا۔ چنانچہ اس نے اس کی آمد سے قبل دو پرانے کپڑے لا کر خلیفہ کو دیدیے۔ اس کے بعد مہدی آیا منصور ان کپڑوں کو الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ مہدی نے مذاق کیا منصور نے کہا اے میرے لڑکے جس کے پاس پرانے کپڑے نہیں اس کے پاس نئے بھی نہیں ہوں گے۔ سردی آرہی ہے ہم اہل وعیال کی مدد کے محتاج ہیں۔ مہدی نے

کہا امیر المؤمنین اور اس کے اہل وعیال کے کپڑے میرے ذمے ہیں۔ مہدی نے کہا ٹھیک ہے جلد ہی اس پر عمل کر۔

ابن جریر ہیثم کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ منصور نے ایک ایک دن میں اپنے بعض چچاؤں کو ہزار روپے تک دیئے اور اس دن اپنے گھر میں دس ہزار روپے تقسیم کئے۔ کوئی خلیفہ ایسا نہیں گذرا جس نے ایک دن میں اتنی رقم خرچ کی ہو۔

ایک قاری نے منصور کے سامنے یہ آیت (ترجمہ) (جولوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں) پڑھی تو منصور نے قسم کھا کر کہا اگر مال بادشاہ کیلئے قلعہ۔ دین ودنیا کیلئے ستون اور عزت نہ ہوتا تو میں ایک درہم اپنی ملک میں رکھ کر ایک شب بھی نہ گزارتا۔ لیکن مال کے خرچ کرنے میں لذت اور اس کے دینے میں بڑے اجر کے ہونے کی وجہ سے میں مال جمع کرتا ہوں۔

ایک اور قاری نے اس کے سامنے یہ آیت (اور اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کے ساتھ نہ باندھ اور نہ اسے پوری طرح پھیلا تلاوت کی تو منصور نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا ہی خوب ادب سکھایا ہے۔

منصور کا قول ہے میں نے اپنے والد کے حوالہ سے علی بن عبداللہ کا قول سنا ہےکہ دنیا میں اہل دنیا کے سردار سخی لوگ ہیں۔ آخرت میں اہل آخرت کے سردار متقی لوگ ہوں گے۔

منصور نے جب اس سال حج کا ارادہ کیا تو اس نے اپنے لڑکے مہدی کو بلا کر اپنے۔ اہل بیت عام مسلمین کے ساتھ بھلائی کی وصیت کی۔ اسے کام کرنے کا طریقہ کار سکھایا۔ نیز یہ کہ سرحدوں کی حفاظت کیسے کیجاتی ہے بیشمار وصیتیں کیں۔ نیز یہ آخری موت کے یقینی ہونے تک مسلمانوں کے خزانہ کو نہ کھولنا۔ کیوں اگر دس سال تک خراج کا ایک درہم بھی نہ ملے تب بیت المال میں مسلمانوں کی ضروریات کیلئے کافی مال ہے نیز یہ بھی کہا کہ تین لاکھ میرا قرضہ بھی ادا کر دینا۔ کیوں کہ وہ بیت المال سے ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لڑے مہدی نے والد کی وفات کے بعد اس کی تمام وصیتیں پوری کی۔

منصور نے حج وعمرہ کا احرام الرصافہ مقام سے باندھا اپنے ساتھ قربانی کا جانور بھی لے گیا۔ اس نے اپنے لڑکے سے کہا میری پیدائش بھی ذی الحجہ میں ہوئی اور وفات بھی اسی ماہ میں ہوگی۔ اسی چیز نے اس سال مجھے حج پر امادہ کیا۔ پھر اس نے اسے رخصت کیا اور وہ چلا گیا راستہ میں ہی اسے مرض الموت پیش آ گیا۔ جب وہ مکہ میں داخل ہوا تو اس کا مرض بہت شدت اختیار کر گیا مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ اس کے سامنے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)...... اے ابوجعفر! تیری وفات کا وقت قریب ہو گیا۔ تیرے سال گذر گئے۔ اللہ کا امر ضرور واقع ہو کر رہے گا۔

(۲)...... اے ابوجعفر کیا کوئی نجومی یا کاہن تجھ سے موت کی تکلیف دور کر سکتا ہے۔ اس نے حجاج کو بلا کر یہ عبارت پڑھائی تو انہیں کچھ نظر نہیں آیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ اسے اپنی موت کی خبر دی گئی ہے۔

مؤرخین کا قول ہے منصور نے موت سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا۔ بعض کا قول ہے کوئی نداء دینے والا یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

(۱)...... سکون اور حرکت کے رب کی قسم موت کے مختلف جال ہیں۔

(۲)...... اے نفس تو جو اچھائی برائی کرتا ہے وہ تیرے ہی لئے ہوگی۔

(۳)...... رات دن کا اختلاف۔ ستاروں کا آسمان میں گھومنا صرف اس صورت میں ہوتا ہے۔

(۴)...... جب کہ بادشاہت ایک بادشاہ سے دوسرے بادشاہ کی طرف منتقل ہو۔

(۵) حتیٰ کہ وہ بدل کر دوسرے بادشاہ کے پاس چلی جاتی ہے اس کی بادشاہت کی عزت مشترک نہیں ہوتی۔

(۶)...... یہ کام زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے اور پہاڑوں کے استوار کرنے والے افلاک کو مسخر کرنے والے کا ہے۔

منصور نے کہا یہ میری عمر کے ختم ہونے اور میری موت کا وقت ہے وہ قصر خلد جسے اس نے بنایا اس میں زیب وزینت کی، اسی قصر خلد میں منصور نے خوفناک خواب دیکھا تھا۔ اس نے ربیع سے کہا اے ربیع میں نے خوفناک خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا کہ ایک شخص محل کے دروازے پر

کھڑا ہوا کہہ رہا ہے:

(۱)...... گویا کہ اس محل کے آباد کرنے والے ہلاک ہو گئے اس کے اہل اور منازل اجڑ گئے۔

(۲)...... محل کا سردار خوشی کے بعد ایک قبر کی طرف چلا گیا ہے جس پر چٹانوں سے تعمیر کی جائے گی۔

اس کے بعد منصور ایک سال سے بھی کم اس محل میں رہ سکا حتی کہ سفر حج میں بیمار ہو گیا۔ وہ شدت مرض کی حالت میں مکہ پہنچا۔ اس کی وفات ہفتہ کی شب ۶ یا ۷ ذی الحجہ کو ہوئی۔ اس کی زبان سے سب سے آخر میں نکلنے والے یہ کلمات تھے "اللّٰھمّ بارک لی فی لقائک" بعض نے کہا یہ کلمات تھے اے اللہ اگر متعدد امور میں نے آپ کی نافرمانی کی تو ایک چیز جو تیرے نزدیک سب سے محبوب ہے اس میں تیری اطاعت کی اور وہ صدق دل سے ایک بار لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے۔ اس کے بعد اس کی وفات ہوگئی اس کی انگوٹھی کا نقش (اللّٰـہ لقیہ عبداللّٰہ و بہ یومن) تھا وفات کے روز اس کی عمر مشہور قول کے مطابق ۶۳ سال تھی۔ ان میں ۲۲ سال خلیفہ رہے۔ باب المعلاۃ کے نزدیک دفن کیا گیا۔

ابن جریر کا قول ہے خاسر شاعر نے اس کا مرثیہ کہا ہے:

(۱)...... تعجب ہے اس شخص پر جسے موت کی خبر دی گئی۔ اس کے لبوں نے کیسے اس کی موت بیان کی۔

(۲)...... وہ ایسا بادشاہ تھا کہ اگر زمانہ سے دشمنی کرے تو زمانہ گردن کے بل گر پڑے۔

(۳)...... کاش وہ ہتھیلی جس نے اس پر مٹی ڈالی ہے اس کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں شمار نہ کی جاتی۔

(۴) حتی کہ تمام شہروں کے بادشاہ اس کے تابع ہو گئے جن وانس نے شرم کی وجہ سے نظر جھکالی۔

(۵)...... زوراء کا رب کہاں ہے، جس نے ۲۲ سال تک اسے حکومت بخشی۔

(۶)...... جب انسان کو آگ کی رگ پکڑ لیتی ہے تو وہ چقماق کی طرح ہو جاتا ہے۔

(۷)...... پھر کوئی ڈانٹ اس کی خواہش کو نہیں موڑتی نہ ذہین آدمی اس میں قدح کرتے ہیں۔

(۸)...... تو نے اسے حکومت کی باگ ڈور دی حتی کہ وہ باگ ڈور کے بغیر دشمنوں کا سردار بن گیا۔

(۹)...... اس کے آگے نگاہیں جھک جاتی ہیں۔ تو اس کے آگے خوف کی وجہ سے ہاتھوں کو ٹھوڑی پر دیکھے گا۔

(۱۰)...... اس نے اپنی حکومت کے اطراف کو جمع کیا پھر ان کے انتہائی آدمی تک کا جانشین بن گیا حتی کہ قریبیوں سے بھی آگے بڑھ گیا۔

(۱۱)...... وہ ہاشمی ارادہ والا ہے اور وہ بد کے ہوئے ست دو اونٹوں پر بوجھ نہیں لادتا۔

(۱۲)...... وہ برباد ہے جس سے خائف اپنے خوف کو بھول جاتا ہے۔ اور ایسے ارادہ والا ہے کہ پورے دل کے ساتھ عزم کرتا ہے۔

(۱۳) اس کے خوف سے جانیں نکل جاتی ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں اور ایذا ان میں ہوتی ہیں۔

منصور کو مکہ میں باب المعلاۃ کے نزدیک دفن کیا گیا۔ اس کی قبر معلوم نہیں ہے کیوں کہ اس کی قبر کو خفیہ رکھا گیا۔ ربیع نے ایک سو قبریں کھودی تھیں۔ پھر اسے دوسری جگہ دفن کیا گیا تا کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔

منصور کی اولاد...... (۱)...... محمد مہدی یہ منصور کے بعد ولی عہد تھا۔

(۲)...... جعفر الاکبر منصور کی زندگی میں ہی اس کی وفات ہوگئی۔ ان دونوں کی والدہ اروی بنت منصور تھی۔

(۳۔۴۔۵)...... عیسیٰ یعقوب سلیمان ان کی والدہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد سے فاطمہ بنت محمد تھی۔

(۶)...... جعفر الاصغر یہ ام کردیہ کی اولاد سے ہے۔

(۷)...... صالح المسکین یہ ام ولد رومیہ کی اولاد سے ہے اسے قالی الفراشہ بھی کہا جاتا ہے۔

(۸)...... قاسم یہ بھی ام ولد سے ہے۔

(۹)...... عالیہ یہ بنی امیہ کی ایک عورت سے ہے۔

مہدی بن منصور کی خلافت ...... ۶، ۷ رذی الحجہ ۱۵۸ھ کو منصور کی وفات کے بعد بنی ہاشم کے رؤساء منصور کے دفن سے پہلے اس کے ساتھ جانے والے سرداروں سے مہدی کی بیعت لی گئی۔ ربیع دربان نے ایلچی کے ذریعہ بغداد مہدی کے پاس بیعت کا پیغام پہنچایا۔ چنانچہ وسط ذی الحجہ منگل کے روز ایلچی پیغام لیکر پہنچا، اس نے مہدی کو سلام خلافت کیا۔ پھر بیعت کے خطوط دیئے۔ اہل بغداد نے اس کی بیعت کی۔ تمام آفاق میں اس کی بیعت نافذ ہوگئی۔

ابن جریر کا قول ہے کہ منصور نے موت سے ایک روز قبل مشقت برداشت کرتے ہوئے سہارا لیکر امراء کو بلوایا۔ اس نے اپنے لڑکے مہدی کیلئے تجدید بیعت کی۔ چنانچہ امراء نے اس کی طرف سبقت کرتے ہوئے جلدی سے بیعت کی۔

اس سال منصور کی وصیت کے مطابق ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسی نے منصور کی نماز جنازہ پڑھائی، بعض کا قول ہے مہدی کے بعد ولی عہد بننے والے عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور کی نماز جنازہ پڑھائی۔ صحیح قول اول ہے کیوں کہ وہ مکہ اور طائف کا نائب تھا۔ مدینہ کا امیر عبدالصمد بن علی تھا۔ کوفہ پر عمر بن زہیر ضبی۔ خراسان پر حمید بن قحطبہ خراج بصرہ پر عمارۃ بن حمزہ اس کی صلاۃ وقضاء پر عبداللہ بن حسن عنبری اور حوارثات پر سعید بن دعلج امیر تھا۔

واقدی کا قول ہے اس سال ایک شدید وباء نے لوگوں کو آلیا۔ اس کی وجہ سے متعدد افراد ہلاک ہوگئے۔ جن میں افلح بن حمید حیوۃ بن شریح۔ معاویہ بن صالح مکہ میں۔ زفر بن ہذیل بن قیس بن سلیم بھی تھے پھر اس نے اس کا نسب معد بن عدنان تک پہنچایا۔ جو تمیمی عنبری کوفی فقیہ حنفی سے مشہور ہے امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سب سے پہلے انہوں نے وفات پائی۔ قیاس کا بہت استعمال کرتے تھے۔ عابد تھے اولا حدیث میں مشغول رہے بعد میں فقہ اور قیاس کا ان پر غلبہ ہوگیا۔ سن ۱۱۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور سن ۱۵۸ ہجری میں ۴۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۱۵۹ھ

اس سال کا چاند نظر آیا تو خلیفہ ابوعبداللہ محمد بن منصور مہدی تھا۔ اس نے سال کے شروع میں عباس بن محمد کو ایک بڑے لشکر کے ہمراہ بلاد روم کی طرف بھیجا۔ ان کی مشایعت کیلئے خود بھی ان کے ساتھ گیا۔ انہوں نے رومیوں کا ایک بڑا شہر فتح کرلیا۔ خوب مال غنیمت حاصل کیا۔ صحیح سالم واپس لوٹ آئے۔

اسی سال خراسان کے نائب حمید بن قحطبہ نے وفات پائی۔ مہدی نے اس کی جگہ ابوعون عبدالملک بن یزید کو حاکم بنایا۔ اور حمزہ بن مالک کو بجستان جبریل کو سمرقند کا حاکم بنایا۔

اسی زمانہ میں مہدی نے مسجد ''الرصافۃ'' بنوائی اس کی خندق کھودوائی۔ سال رواں ہی میں ایک بڑا لشکر بلاد ہند روانہ کیا گیا۔ وہ آئندہ سال وہاں پہنچا۔ اس کے احوال آگے آرہے ہیں۔ اسی سال سندھ کے نائب معبد بن خلیل نے وفات پائی مہدی نے اپنے وزیر عبداللہ کے مشورہ سے روح بن حاتم کو اس کی جگہ حاکم بنایا۔

اسی زمانہ میں مہدی نے قاتل، فسادی، اور حق دبانے والے قیدیوں کے علاوہ سب کو رہا کردیا۔ رہا ہونے والوں میں بنی سلیم کے مولیٰ یعقوب بن داؤد اور حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسین بھی تھے۔ مہدی نے حسن کو اپنے خادم لفیر کی نگرانی میں کردیا۔ کیوں کہ اس نے رہائی سے قبل جیل سے بھاگنے کا ارادہ کرلیا تھا۔ یعقوب کی رہائی کے بعد حسن نے خلیفہ کو اپنے عزم سے آگاہ کردیا جس کی وجہ سے مہدی نے جیل سے نکال کر خادم کے حوالہ کردیا۔ یعقوب مہدی کا خاص بن گیا حتی کہ بلا اجازت رات کے وقت اس کے پاس چلا جاتا تھا۔ مہدی نے متعدد امور کا اسے نگران بنادیا تھا۔ ایک لاکھ روپے اس کو دیئے، مسلسل یعقوب مہدی کا خاص رہا تا آنکہ اس نے حسن بن ابراہیم پر قابو پالیا اس کے بعد یعقوب کا مقام اس کے ہاں کم ہوگیا۔

مہدی نے متعدد شہروں کے نائبین کو معزول کرکے ان کی جگہ دوسروں کو مقرر کردیا۔

اسی سال مہدی نے اپنی عم زاد ام عبداللہ بنت صالح بن علی سے شادی کی اپنی باندی خیزران کو آزاد کرکے اس سے بھی شادی کی اس کا نام ام الرشید ہے۔

اس زمانہ میں بغداد کے دجلہ میں کشتیوں میں سخت آگ لگ گئی، مہدی نے خلیفہ بننے کے اپنے بعد بننے والے ولی عہد عیسیٰ بن موسیٰ سے ولی عہدی سے دستبرداری کا مطالبہ کیا۔ جسے مہدی نے تسلیم نہیں کیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے مہدی سے اپنی کوفہ کی جاگیر میں اقامت اختیار کرنے کی اجازت طلب کی۔ مہدی نے اجازت دیدی۔ اس وقت کوفہ کا امیر روح بن حاتم تھا۔ اس نے مہدی کو لکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ صرف سال کے دو ماہ میں نماز اور جمعہ کیلئے آتا ہے اور وہ اپنی سواری سمیت مسجد میں آتا ہے اس کی سواری مسجد میں لید کرتی ہے۔

مہدی نے روح کو جواب لکھا کہ گلیوں کے دھانوں پر لکڑیاں لگا دو تاکہ لوگ مسجد میں نماز کیلئے پیادہ پا آئیں۔ عیسیٰ بن موسیٰ کو بھی اس کا علم ہوگیا۔ اس نے جمعہ کے آنے سے پہلے ہی مسجد سے ملحق مختار بن ابی عبیدہ کے ورثاء سے اس کا گھر خرید لیا۔

عیسیٰ جمعرات کے روز ہی اس گھر میں آجاتا۔ پھر جمعہ کے دن سواری پر سوار ہو کر مسجد میں آتا۔ مسجد میں ہی سواری سے اتر کر لوگوں کے ساتھ نما ادا کرتا۔ عیسیٰ اپنے تمام اہل خانہ سمیت کوفہ میں رہائش پذیر ہوگیا۔

مہدی نے دوبارہ عیسیٰ سے امر خلافت سے دستبردار ہونے پر اصرار کیا۔ انکار کی صورت میں اس کو دھمکیاں دی۔ دستبردار ہونے کی صورت میں اسے بڑی بڑی جاگیریں دینے کا وعدہ کیا چنانچہ عیسیٰ نے مہدی کا مطالبہ تسلیم کرلیا۔ مہدی نے بڑی بڑی جاگیریں اس کے نام کردیں، مزید اسے دس کروڑ یا بیس کروڑ مال رقم بھی دی اس کے بعد مہدی نے اپنے دونوں لڑکے موسیٰ الھادی ہارون الرشید کو ولی عہد بنانے کیلئے لوگوں سے بیعت لی۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

اس سال یمن کے نائب مہدی کے ماموں یزید بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔ چنانچہ مہدی نے اسے امیر حج مقرر کیا اور وہ شوق کے ساتھ آیا۔

اس سال افریقہ پر یزید بن حاتم، مصر پر محمد بن سلیمان ابوضمرۃ خراسان پر ابوعون سندھ پر بسطام بن عمرو اہواز وفارس پر عمارۃ حمزہ یمن پر رجاء بن روح یمامہ پر بشر بن منذر، جزیرہ پر فضل بن صالح، مدینہ پر عبیداللہ بن صفوان جمی مکہ طائف پر ابراہیم بن یحییٰ احداث کوفہ پر اسحاق بن صباح کندی، خراج کوفہ پر ثابت بن موسیٰ اور کوفہ کی قضاۃ پر شیخ بن عبداللہ نخعی تھے۔

احداث بصرہ پر عمارۃ بن حمزہ اس کی نمازوں پر عبدالملک بن ایوب۔ بصرہ کی قضاۃ پر عبیداللہ بن حسن عنبری امیر تھے۔ ان کے علاوہ اکثر شہروں کے نائبین معزول کردیئے گئے۔ عبدالعزیز بن ابی رواد، عکرمہ بن عمار، مالک بن مغول محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذیب المدنی جو فقہ میں مالک بن انس کے ہمسر تھے انہوں نے کچھ چیزوں میں امام مالک پر اعتراض بھی کیا ان چیزوں میں امام مالک نے حدیث سے حجت نہیں پکڑی کیوں کہ ان میں امام مالک اجماع اہل مدینہ کے قائل تھے انہوں نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۰ھ

اس سال خراسان میں یوسف البدم جس کے اموال وسیرت اچھی نہیں تھی نے خلیفہ مہدی کے خلاف بغاوت کردی۔ بہت سے افراد اس کے ساتھ آملے۔ اس کی مقبولیت بڑھ گئی۔ اس کی پوزیشن مستحکم ہوگئی۔ یزید بن مزید اس کے مقابلہ میں آیا۔ دونوں میں گھمسان کا رن پڑا۔ حتی کہ دونوں سواریوں سے اتر کر گتھم گتھا ہوگئے۔ یزید بن مزید نے ان کی ایک جماعت یوسف البرم سمیت گرفتار کرلی۔ انہیں اونٹوں پر ان کی دموں کی طرف منہ پھیر کر سوار کرکے مہدی کے پاس بھیج دیا گیا خلیفہ مہدی نے ہرثمہ کو یوسف کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔ پھر سب کی گردن اڑادی گئی۔ سب کو مہدی کی فوج کے قریب دجلہ اکبر کے پل پر صلیب دی گئی۔ اس طرح اللہ نے ان کی آگ ٹھنڈی کی ان کا فتنہ بجھایا۔

موسیٰ کے لئے مہدی کی بیعت کا بیان ...... قبل ازیں گزچکا کہ مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ سے امر خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کیا۔ لیکن عیسیٰ نے اسے تسلیم نہیں کیا اور وہ کوفہ میں رہائش پذیر تھا۔ مہدی نے اپنے جرنیلوں میں سے ایک جرنیل ابوہریرۃ محمد بن فروخ کو ایک ہزار لشکر کے ہمراہ عیسیٰ بن موسیٰ کو حاضر کرنے کیلئے اس کے پاس بھیجا۔ ہر ایک کو اپنے ساتھ ڈھول لے جانے کا حکم دیا، جب وہ فجر کے وقت کوفہ پہنچے تو ہر ایک نے ڈھول پر خوب لگائی جس سے کوفہ لرز اٹھا عیسیٰ بن موسیٰ بھی خوف زدہ ہوگیا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس کو خلیفہ کا

پیغام دیا۔اس نے جواب دیا کہ اب میں بیمار ہوں۔انہوں نے اسے تسلیم نہیں کیا بلکہ زبردستی اسے پکڑ کر اسی سال ۳ محرم جمعرات کے روز خلیفہ کے سامنے حاضر کر دیا۔

بنی ہاشم کے رؤسا قاضی سرداروں نے اس سے ملاقات کر کے اس معاملہ میں بات چیت کی۔لیکن اس نے انکار کر دیا۔پھر وہ مسلسل اسے خوف وامید دلاتے رہے حتی کہ اسی سال ۲۶ محرم جمعہ کے روز مہدی نے ان کی بات مان لی، ۲۷ محرم جمعرات کے روز موسیٰ اور ہارون الرشید کیلئے بیعت لی گئی۔ مہدی ایک مجمع عام میں ایوان خلافت میں مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔تمام امراء حاضر ہو گئے اس کے بعد مہدی منبر پر کھڑا ہوا اپنے لڑکے موسیٰ کو اپنے ساتھ بٹھایا عیسیٰ بن موسیٰ منبر کی پہلی سیڑھی پر کھڑا ہوا۔

مہدی نے خطبہ شروع کیا: اے لوگو! عیسیٰ بن موسیٰ نے امر خلافت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا وہ تمہاری گردنوں میں جو اس نے عقد باندھا تھا اسے کھولکر موسیٰ ھادی کے حوالہ کر دیا۔عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی تصدیق کی اولاد مہدی نے بیعت کی پھر تمام امراء نے حسب مراتب یکے بعد دیگرے بیعت کی۔مہدی نے عیسیٰ سے طلاق وعتاق جیسی مؤکد قسمیں لکھوائیں۔امراء وزراء بنی ہشام کے رؤسا نے اس پر گواہی دی۔خلیفہ مہدی نے عیسیٰ کو وہ کچھ دیا جس کا ذکر گذر چکا۔

اسی سال عبدالملک بن شہاب المسمعی ایک بڑے لشکر کے ساتھ ہند کے شہر باربد میں داخل ہوا۔انہوں نے اس کا محاصرہ کر کے اس پر منجنیقیں نصب کیں۔ان پر مٹی کا تیل پھینک کر ان میں سے ایک جماعت جلا دی۔متعدد افراد ہلاک کر دیئے۔اس شہر کو زبردستی فتح کر لیا پھر واپسی کا ارادہ کیا تو دریا کے چڑھنے کی وجہ سے واپسی ممکن نہ ہو سکی۔جسکی وجہ سے وہیں ٹھہر گئے۔وہاں پر ان کے موہنوں میں حمام قر ایک بیماری لگ گئی۔جس سے ہزار افراد ہلاک ہو گئے جن میں ربیع بن جیح بھی تھے۔جب واپسی ممکن ہوئی تو انہوں نے دریائی سفر شروع کیا۔اسی اثناء میں تیز ہوا چل پڑی جسکی وجہ سے ایک جماعت غرق ہوگئی۔باقی ماندہ لوگ قیدیوں کو لیکر بصرہ پہنچ گئے۔گرفتار شدگان میں ان کے سردار کی لڑکی بھی تھی اسی زمانہ میں مہدی نے ابی بکرہ ثقفی کا نسب بنوثقیف سے ختم کر کے آپ کے ساتھ ملانے کا حکم دیا۔اس سلسلہ کا ایک خط والی بصرہ کو لکھا۔نیز اس کا نسب زیاد اور نافع سے ختم کر دیا۔اسی کے متعلق خالد نجار نے شعر کہا:

(۱)......زیاد و نافع اور ابوبکرۃ میرے نزدیک عجیب تر چیزیں ہیں۔

(۲)......وہ اپنے قول کے مطابق قرشی اور غلام ہیں یہ اپنے خیال میں عربی ہے۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ بصرہ کے نائب نے اس کا حکم پورا نہیں کیا۔

سال رواں ہی میں مہدی نے لوگوں کو حج کرایا۔اپنے لڑکے موسیٰ ہادی کو بغداد کا نائب بنایا۔دوسرے لڑکے ہارون الرشید اور امراء کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لے گیا۔جس میں یعقوب بن داؤد بھی تھا حسن بن ابراہیم خادم سے چھوڑ کر حجاز چلا گیا۔یعقوب نے اس کیلئے امان طلب کی۔ مہدی نے اس کے عطیہ اور انعام میں اضافہ کر دیا۔مہدی نے اہل مکہ میں تیس کروڑ تقسیم کئے۔تین کروڑ دینار مصر اور دو کروڑ دینار یمن سے آئے ہوئے بھی تقسیم کئے۔

حجاج نے مہدی سے شکایت کی کہ انہیں کعبہ پر غلاموں کی کثرت کی وجہ سے اس کے منہدم ہونے کا خطرہ ہے۔مہدی نے ان کے ہٹانے کا حکم دیا۔جب وہ ہٹاتے ہٹاتے ہشام بن عبدالملک کے غلاف تک پہنچے تو انہوں نے انھیں موٹے ریشم کا پایا۔مہدی نے ان کے ہٹانے کا حکم دیا۔اس سے قبل اور بعد کے خلفاء کے غلافوں کو چھوڑنے کا حکم دیا۔غلافوں کے ہٹانے کے بعد انہوں نے کعبہ کو خوشبو سے لیپ کیا اور اسے نہایت بہترین غلاف پہنایا۔

بعض کا قول ہے مہدی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کعبہ کو دوبارہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کے طرز پر تعمیر کرنے کے بابت فتویٰ طلب کیا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا مجھے خطرہ ہے کہ کہیں بعد میں آنے والے بادشاہ اس کو کھیل بنالیں۔اسلئے اسے اسی حالت پر رہنے دو۔چنانچہ اس نے اسی حالت پر چھوڑ دیا۔

بصرہ کا نائب محمد بن سلیمان مہدی کے لئے مکہ برف لایا۔یہ پہلا خلیفہ تھا جس کے لئے برف لائی گئی۔

مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے کے بعد مہدی نے اس میں توسیع کرائی۔ اس میں تعمیر شدہ ایک کمرہ ختم کرا دیا اس نے منبر کے اس حصہ کو بھی ختم کرنا چاہا۔ جسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑھایا تھا امام نے اس سے کہا اس کے ہلانے سے اس کے پرانے حصہ کے ختم ہونے کا مجھے خدشہ ہے تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔

مہدی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے شادی کی۔ اس کے اہل سے ۵۰۰ سو اعیان منتخب کر کے انہیں کہا کہ تم میرے چاروں طرف میرے محافظ اور انصار بن کر رہو۔ ان کے عطیات کے علاوہ ان کی رسد جاری کی۔ انہیں جاگیریں بھی دی جو انہیں کے نام سے مشہور ہیں۔

ربیع بن صبیح زہری کے ساتھ سفیان بن حسین، شعبہ بن حجاج بن ورد عتکی ازدی۔ ابو بسطام واسطی نے اسی سال وفات پائی۔ شعبہ نے حسن وابن سیرین کی زیارت کی۔ تابعین کی ایک جماعت سے احادیث روایت کی۔ ان سے ان کے مشائخ ان کے ہمسروں اور ائمہ اسلام کی ایک جماعت نے روایت کی وہ شیخ المحدثین امیر المؤمنین کے لقب سے مشہور تھے۔ امام ثوری کا یہ قول ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے شعبہ امام المتقین بہت بڑے زاہد عابد، مفلس، ذہین، حسن سیرت کے مالک تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث معلوم نہ ہوتی۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے شعبہ یکتائے زمانہ تھے۔ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے شعبہ ثقہ، مامون حجت، صاحب حدیث تھے۔ وکیع کا قول ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ دفاع حدیث کے بدولت جنت میں شعبہ کے درجات بلند کرے گا۔

صالح بن محمد بن جرزہ کا قول ہے سب سے پہلے اسماء الرجال کے بارے میں شعبہ پھر یحییٰ قطان پھر احمد پھر ابن معین نے کلام کیا ابن مہدی کا قول ہے میں نے مالک سے بڑا عاقل اور شعبہ سے بڑا مفلس نہیں دیکھا۔ اسی طرح ابن المبارک سے بڑا امت کا خیر خواہ ثوری سے بڑا حافظ حدیث نہیں دیکھا مسلم بن ابراہیم کا قول ہے میں نے ہر وقت شعبہ کو نماز میں مشغول پایا۔ وہ فقراء کے بہت ہمدرد تھے۔

نضر بن شمیل کا قول ہے شعبہ مساکین پر بڑے رحم دل تھے۔ مسکین کے جدا ہونے تک اُسے دیکھتے رہتے تھے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ میں نے شعبہ سے بڑا عابد نہیں دیکھا۔ عبادت کرتے کرتے ان کی کھال اور ہڈیاں مل گئی تھیں۔ یحییٰ قطان کا قول ہے: کہ شعبہ مساکین پر بڑے رحم دل تھے۔ جب کوئی مسکین ان کے پاس آتا تو حتیٰ الوسع اس کی مدد کرتے۔ محمد بن سعد وغیرہ کا قول ہے شعبہ نے ۷۸ سال کی عمر میں ۱۶۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۶۱ھ

اس سال ثمامہ بن ولید نے موسم گرما کی جنگ لڑی چنانچہ وہ وابق میں اترا۔ رومیوں کو بھی جوش آ گیا۔ جس کی وجہ سے مسلمان اس میں داخل نہ ہو سکے۔

اسی زمانہ میں مہدی نے کنویں کھودنے کارخانہ بنانے مکہ کے راستہ میں محلات کی تعمیر کا حکم دیا۔ اس کام کی ذمہ داری یقطین موسیٰ کے سپرد کی۔ وہ مسلسل دس سال تک یعنی ۱۷۱ھ تک اسی کام میں مشغول رہا حتی کہ عراق سے حجاز جانے کا راستہ سب سے زیادہ پر آسائش۔ پرامن اور خوشگوار بن گیا۔

اسی سال مہدی نے قبلہ اور مغربی جانب سے جامع بصرہ میں توسیع کی اسی زمانہ میں منصور نے اطراف میں خطوط لکھے کہ جن مساجد میں جماعت ہوتی ہے ان میں کمرے ختم کر دیئے جائیں نیز یہ کہ تمام مساجد کے منبر مسجد نبوی ﷺ کے منبر کے برابر کئے جائیں۔ چنانچہ تمام شہروں میں اس پر عمل کیا گیا۔

سال رواں ہی میں مہدی کے وزیر ابن عبید اللہ کا مرتبہ گر گیا ان پر ان کی خیانت واضح ہوگئی۔ مہدی نے اس پر نگران مقرر کئے اسماعیل بن عطیہ بھی انہی نگرانوں میں سے تھا پھر مہدی نے اسے دور کر دیا بالآخر اسے اپنی فوج سے نکال دیا۔

اسی زمانہ میں عافیہ بن یزید ازدی کو قاضی بنایا گیا۔ وہ اور ابن علیہ اصافہ میں مہدی کے لشکر میں فیصلے کیا کرتے تھے۔

اسی برس خراسان کی بستی مرو میں مقنع نامی شخص کا ظہور ہو۔ جو تناسخ کی دعوت دیتا تھا۔ لوگوں کا ایک جم غفیر اس کے ساتھ مل گیا۔ امراء نے اس کے مقابلہ کیلئے اپنے امراء میں سے چند کو تیار کیا۔ اس کی طرف لشکر روانہ کئے۔ امیر خراسان معاذ بن مسلم بھی ان کے ساتھ تھا۔ ان کے باقی احوال عنقریب آ رہے ہیں۔

موسیٰ ھادی بن مہدی نے لوگوں کو حج کرایا اسرائیل بن یونس بن اسحاق السبیعی، زائد بن قدامہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری نے اسی سال وفات پائی، ثوری امام اسلام، امام ومقتدی الناس تھے۔ تابعین کی ایک جماعت سے روایت حدیث کی۔ ان سے ائمہ وغیر ائمہ کی ایک جماعت نے روایت کی، شعبہ، ابو عاصم، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ثوری امیر المؤمنین فی الحدیث تھے۔

ابن مبارک کا قول ہے میں نے گیارہ سو مشائخ سے احادیث لکھی ثوری ان میں سب سے افضل تھے۔ ایوب کا قول ہے میں نے کسی کوئی کو ثوری سے افضل نہیں پایا۔

یونس بن عبید کا قول ہے ثوری افضل الناس تھے۔ عبداللہ کا قول ہے ثوری سب سے بڑے فقیہ تھے۔ شعبہ کا قول ہے علم وتقویٰ میں ثوری لوگوں کے سردار تھے۔ اصحاب مذاہب کا قول ہے ابن عباس شعبی، ثوری تینوں اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں سے افضل تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے میرے دل میں سب سے زیادہ وقعت ثوری کی ہے۔ تم جانتے ہو امام کون ہے؟ امام تو حقیقت میں ثوری ہی ہیں۔ عبدالرزاق کا قول ہے میں نے ثوری سے سنا کہا کرتے تھے کبھی بھی میرے قلب نے اپنے اندر رکھی ہوئی امانت سے خیانت نہیں کی۔ حتیٰ کہ ایک روز میں ایک دکان سے گزرا جس میں گانا گانے والا گانا گا رہا تھا۔ میں نے اس خدشہ سے کہ کہیں مجھے یہ یاد ہو جائے فوراً اپنے کان بند کر لئے۔ انھی کا قول ہے لوگوں کے محتاج بننے سے مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں دس ہزار دینار چھوڑوں اور اللہ ان کے بابت مجھ سے حساب لے۔

محمد بن سعد کا قول ہے مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ ثوری نے ۱۶۱ھ میں ۶۴ سال کی عمر میں بصرہ میں وفات پائی۔ کسی نے وفات کے بعد انھیں خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک کھجور کے درخت سے دوسرے کھجور کے درخت کی طرف اور ایک درخت سے دوسرے درخت کی طرف اڑ رہے ہیں اور یہ آیت (الحمدللّٰہ الذی صدقنا وعدہ) پڑھ رہے تھے اور فرمایا کہ جب انسان جلدی سردار بن جاتا ہے تو علم کا بہت سا حصہ پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔

ابودلامہ نے بھی اس سال وفات پائی۔

ابودلامہ کے حالات ...... یزید بن الجون مزاحیہ شاعر عاقل اصلاکوفی ہے بغداد میں اقامت اختیار کی۔ منصور کے ہاں مقام حاصل کیا۔ کیوں کہ دلامہ منصور کو ہنساتا تھا اسے اشعار سناتا تھا۔ اس کی تعریف کرتا تھا۔

ابودلامہ ایک روز منصور کی بیوی کے جنازہ میں حاضر ہوا۔ جعفر منصور کی عم زادی تھی۔ جسے منصور حمادہ بنت عیسیٰ کہتا تھا منصور غم سے نڈھال تھا۔ مٹی ڈالنے کے وقت ابودلامہ موجود تھا۔ منصور نے اسے کہا تو ہلاک ہو آج کے دن کیلئے تو نے کیا تیار کیا اس نے کہا امیر المومنین کی عم زاد کو۔ منصور اسقدر ہنسا کہ گر پڑا۔ پھر اسے کہا تو نے ہمیں رسوا کر دیا۔

ایک روز ابودلامہ مہدی کو سفر سے واپسی پر مبارکباد دینے گیا تو ابودلامہ نے اسے دو شعر سنائے:۔

(۱)...... میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں نے عراق کی کسی بستی میں آپ کو صحیح سالم اور مال ودولت کی حالت میں دیکھ لیا۔

(۲)...... تو آپ ﷺ پر درود پڑھیں گے اور میری جھولی کو دراہم سے بھریں گے۔

مہدی نے کہا پہلی بات تو درست ہے، ہم رسول ﷺ پر درود پڑھیں گے دوسری بات صحیح نہیں۔ ابودلامہ نے کہا اے امیر دونوں باتیں اکٹھی ہیں اس لئے دونوں میں فرق مت کرو۔ مہدی نے اس کی جھولی بھرنے کا حکم دیا۔ پھر اسے کہا لوٹ جا اس نے کہا ان دراہم کی وجہ سے میری قمیص پھٹ جائے گی۔ اس لئے اس نے وہ دراہم ایک تھیلی میں ڈال لئے پھر چلتا بنا۔

ابن خلکان کا قول ہے ابودلامہ کا لڑکا بیمار ہو گیا۔ اس نے طبیب سے اس کا علاج کرایا بچہ کے صحت یاب ہونے کے بعد طبیب سے کہا تجھے

دینے کیلئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اسلئے جتنا تیرا حق بنتا ہے اتنا فلاں یہودی پر دعویٰ کردے ہم دونوں باپ بیٹا تیرے حق میں گواہی دیں گے۔ چنانچہ اس نے ایک یہودی پر دعویٰ کر دیا یہودی نے انکار کیا تو ابودلامہ اور اس کے لڑکے نے طبیب کے حق میں گواہی دے دی۔ قاضی نے ان کی گواہی رد کرنے اور ان کے بارے میں تزکیہ طلب کرنے کے بارے میں حکم دیا وہ خوف زدہ ہو گیا قاضی نے مصالحت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے طبیب کو اپنے پاس سے رقم دیدی اور یہودی کو چھوڑ دیا۔

ابودلامہ نے اسی سال یا بعض کے قول کے مطابق ۱۷۰ھ ہارون الرشید کے زمانہ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۶۲ھ

اسی سال ارض قنسرین میں عبدالسلام بن ہاشم یشکری نے خروج کیا۔ بہت سے لوگ اس کے پیروکار بن گئے۔ اس کی پوزیشن مستحکم ہو گئی۔ امراء کی ایک جماعت نے اس کا مقابلہ کیا۔ لیکن اس پر قابو نہ پا سکے۔ مہدی نے اس کی طرف لشکر روانہ کئے۔ ان کی خوب مالی مدد کی۔ لیکن وہ بھی کئی بار شکست کھا گئے بالآخر وہ اسی سال قتل ہوا۔

اسی زمانہ میں حسن بن قحطبہ نے رضا کاروں کے بغیر اسی ہزار رسد پانے والی فوج کے ساتھ موسم گرما کی جنگ کی۔ اس نے رومیوں کو تھس نھس کر کے رکھ دیا متعدد شہر جلا دیئے۔ بہت سی عمارتیں ویران کر دی۔ بچوں کو گرفتار کر لیا۔ اسی طرح یزید بن ابی اسید سلمی نے باب قالیقلا کے نزدیک بلاد روم میں جنگ کی مال غنیمت حاصل کر کے بچوں کو گرفتار کر کے صحیح سالم واپس لوٹ آیا۔

اسی سال جرجان میں ایک جماعت نے خروج کیا۔ انہوں نے عبدالقادر نامی شخص کے ساتھ ملکر سرخ لباس پہن لیا۔ طبرستان سے عمرو بن علاء نے اس کا مقابلہ کر کے اسے اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔

اسی زمانہ میں مہدی نے تمام شہروں کے معذورین اور محبوسین کے لئے رسد جاری کیا جو ایک بہت بڑا کار خیر تھا، اس سال ابراہیم بن جعفر بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا، خواص میں سے اس سال ابراہیم بن ادہم نے وفات پائی۔

ابراہیم بن ادہم کے حالات ...... یہ مشہور عابدین اکابرین زاہدین میں سے ہیں بہت علوشان کے حامل تھے یہ ابراہیم بن ادہم بن منصور بن یزید بن عامہ بن اسحاق التیمی ہیں۔ انھیں عجلی بھی کہا جاتا ہے۔ اصلاً بلخ کے ہیں پھر شام میں سکونت پذیر ہوئے بعد میں دمشق منتقل ہو گئے اپنے والد، اعمش، ابوہریرہ کے ساتھی محمد بن زیاد، ابواسحاق سبیعی اور ایک جماعت سے روایت حدیث کی۔ ان سے ایک جماعت (جس میں بقیہ۔ ثوری۔ ابواسحاق فزاری۔ محمد بن حمید ہیں) نے روایت کی۔

ابن عساکر نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجزری عن ابراہیم بن ادہم عن محمد بن زیاد عن الجعا ہریرۃ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے ایک روز میں آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں پہنچا تو آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے وجہ یہ پوچھی آپ ﷺ نے فرمایا بھوک کی وجہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رو پڑا آپ ﷺ نے فرمایا مت روؤ کیونکہ دنیا کی بھوک پر قناعت کرنے والے کو قیامت کی سختی تکلیف نہیں دے گی۔

اسی طرح بقیۃ عن ابراہیم بن ادہم کے طریق سے ابوہریرہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قرب قیامت میں انسان کو ہلاک کرنے والے فتنے رونما ہوں گے ان سے عالم اپنے علم کے ذریعہ نجات پائیگا۔

نسائی کا قول ہے ابراھیم بن ادھم ثقہ، مامون اور زاہد تھے ابونعیم نے ذکر کیا ہے کہ ابراھیم خراسان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے لڑکے تھے۔ شکار کے بڑے دلدادہ تھے کہتے ہیں کہ ایک روز میں ایک لومڑی کے پیچھے نکلا۔ میری زین کے پیچھے حصہ سے آواز دینے والے نے آواز دی نہ تمہیں اس کیلئے پیدا کیا گیا نہ اس کا حکم دیا گیا کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا میں نے کہا میں رک گیا میں رک گیا میرے پاس رب العالمین کی طرف سے

ڈرانے والا آ گیا۔اس کے وبعد میں گھر گیا۔گھوڑا چھوڑ کر اپنے والد کے ایک چرواہے کے پاس گیا۔اس سے میں نے جبہ اور چادر لی۔اپنے کپڑے وہیں چھوڑ کر عراق چلا گیا۔وہاں چند دن میں نے کام کیا۔مجھے وہاں کی روزی کے حلال ہونے میں شک تھا۔میں نے حلال رزق کے بابت ایک شیخ سے سوال کیا تو انہوں نے بلاد شام کی طرف میری رہنمائی کی پھر میں طرطوس چلا گیا۔وہاں پر چند روز میں نے باغات کی دیکھ بال کی۔کھیتی کی کٹائی کی۔میری زندگی کے سب سے خوشگوار دن شام میں گزرے۔میں اپنے دین کے ساتھ ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک دوڑ لگاتا مجھے دیکھنے والا پاگل سمجھتا۔پھر میں جنگلات میں ٹھہرتا ہوا مکہ پہنچا۔وہاں پر ثوری اور فضیل بن عیاض کی تربیت میں رہا۔پھر شام چلا گیا وہیں انتقال ہوا۔

ابراھیم بن ادھم اپنے ہاتھ کی کمائی (باغات کی دیکھ بال مزدوری کھیتیوں کی کٹائی وغیرہ) سے کھاتے تھے۔

انھی سے مروی ہے کہ جنگل میں ایک شخص سے ان کی ملاقات ہوئی تو ابراھیم بن ادہم نے اسے اسم اعظم سکھا دیا۔وہ اس کا ورد کرتا رہا۔حتی کہ حضرت خضر ﷺ سے اس کی ملاقات ہوگئی۔اس نے ان سے کہا کہ آپ نے میرے بھائی داؤد کو اسم اعظم سکھایا ہے قشیری اور ابن عسا کر نے اس کو غیر صحیح الاسانید کے ساتھ روایت کیا۔اس میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے اس سے کہا الیاس نے تمہیں اسم اعظم سکھایا ہے۔

ابراھیم کا قول ہے اپنی روزی حلال کرو اگر تم رات میں تہجد اور دن میں روزہ نہ رکھو تو کوئی حرج نہیں۔

ابونعیم نے ابراھیم کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ اکثر ان الفاظ سے دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے معصیت کی ذلت سے طاعت کی عزت کی طرف منتقل کردے۔

ابراھیم سے کہا گیا کہ گوشت مہنگا ہو گیا۔انہوں نے کہا تم گوشت مت خرید وخود ہی سستا ہو جائیگا۔بعض کا قول ہے ابراھیم کے اوپر سے ایک آواز دینے والے نے آواز دی اے ابراھیم یہ کیا کھیل پن ہے (کیا تم نے خیال کیا ہے کہ ہم نے تم کو لغو طور پر پیدا کیا اور تم کو ہماری طرف نہیں لوٹایا جائیگا) اللہ سے ڈر۔قیامت کیلئے توشہ تیار کر۔ابراھیم اپنی سواری سے اترے دنیا چھوڑ کر آخرت کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔

ابن عسا کر نے ایسی اسناد سے روایت کیا جس میں نظر ہے ابراھیم کہتے ہیں کہ میں ایک روز خوشگوار جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اچانک خوبصورت، حسین ڈاڑھی والا ایک بوڑھا آیا جن نے میرا دل کھینچ لیا۔میں نے غلام کو حکم دیا وہ اسے بلا لایا۔میں نے اس کے سامنے کھانا پیش کیا۔اس نے انکار کیا میں نے پوچھا آپ کہاں سے۔انہوں نے جواب دیا ماوراءالنھر سے میں نے کہا کہاں کا اردہ ہے انہوں نے جواب دیا حج کا۔اس وقت یکم یا دوذی الحجہ تھی میں نے کہا اس وقت حج انہوں نے جواب دیا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے میں نے کہا صبح کو ملیں گے۔اس نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو رات تیری وعدہ گاہ ہے رات وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا اللہ کا نام لے کر جلدی تیاری کر چنانچہ میں نے سفری کپڑے اٹھائے اور ہم چل آئے گویا زمین ہمارے نیچے سے سکڑتی جارہی ہے ہم شہروں کو قطع کرتے ہوئے کہتے جارہے تھے کہ یہ فلاں شہر ہے یہ فلاں شہر ہے صبح ہوتے ہی وہ یہ کہتا ہوا کہ تیری وعدہ گاہ رات ہے مجھ سے جدا ہو گیا۔

پھر رات ہوتے ہی وہ میرے پاس آ گیا چنانچہ گذشتہ رات کی طرح ہم چلے حتی کہ ہم مدینہ پہنچ گئے پھر ہم مکہ گئے ہم رات کو اس کے پاس گئے ہم نے لوگوں کے ساتھ حج ادا کیا۔پھر ہم شام واپس آئے۔ہم نے بیعت المقدس کی زیارت کی۔اس نے کہا میں شام میں قیام کا ارادہ کئے ہوئے ہوں۔پھر میں تمام ضعفاء کی طرح اپنے شہر بلخ چلا گیا۔میں نے اس کے نام کے بابت اس سے سوال نہیں کیا۔مجھے اس قسم کا یہ پہلا امر پیش آیا۔

ایک دوسرے ضعیف طریق سے مروی ہے کہ ابو حاتم رازی نے ابی نعیم کے واسطہ سے سفیان ثوری سے نقل کیا ہے کہ ابراھیم بن ادھم ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مشابہ تھے۔اگر صحابہ میں ہوتے تو صاحب فضیلت شخص ہوتے اور آپ ﷺ کے راز دار ہوتے۔میں نے ظاہر میں آپ کو تسبیح کرتے یا کوئی عبادت کرتے نہیں دیکھا۔اور کسی کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سے آخر میں اپنے ہاتھ کھینچتے۔

عبداللہ بن مبارک کا قول ہے ابراھیم صاحب فضیلت انسان تھے ان کے اور اللہ کے درمیان راز و نیاز اور معاملات کی حد تک تعلق تھا میں نے ظاہراً کبھی انہیں عبادت کرتے نہیں دیکھا۔کھانا میں سب سے آخر میں فارغ ہوتے۔

بشر حافی کا قول ہے چار آدمیوں کے اللہ تعالیٰ رزق حلال کی وجہ سے درجات بلند فرمائینگے ان میں سے ایک ابراھیم بن ادھم بھی ہیں۔ابن عسا

کرنے معاویہ بن حفص کے طرق سے روایت کیا ہے کہ ابراھیم نے صرف ایک حدیث سنکر اہل زمانہ کی خرابیوں کو پکڑ لیا منصور نے ربعی بن خراش کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے ایسا عمل بتا دیجئے کہ میں اللہ اور اس کے عباد کا محبوب بن جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا چھوڑنے سے اللہ کا محبوب اور زائد از ضرورت چیزیں لوگوں کو دینے سے لوگوں کا محبوب بن جائیگا۔

ابن ابی الدنیا نے ربیع کے حوالے سے ادریس کا قول نقل کیا ہیکہ ابراھیم چند علماء کے پاس بیٹھے تھے وہ علماء حدیث کا مذاکرہ کر رہے تھے۔ ابراھیم خاموش تھے۔ کچھ دیر بعد ابراھیم نے کہا ہم سے منصور نے بیان کیا اس کے بعد آخر تک خاموش رہے۔ ان کے بعض ساتھیوں نے خاموشی پر انھیں ملامت کی۔ تو کہنے لگے اس مجلس کی مضرت میں آج تک اپنے دل میں محسوس کر رہا ہوں۔

رشید ین بن سعد کا قول ہے ابراھیم اوزاعی کے پاس سے گزرے تو لوگ اوزاعی کے چاروں طرف حلقہ کئے بیٹھے تھے۔ ابراھیم نے کہا اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہوتے تو وہ اس سے عاجز آجاتے۔ یہ سنکر اوزاعی حلقہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ابراہیم بن بشار کا قول ہے ابراھیم بن ادھم سے پوچھا گیا آپ نے حدیث کیوں چھوڑ دی انہوں نے کہا تین چیزوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے نعمتوں پر شکر کرنے گناہوں پر توبہ کرنے موت کی تیاری کرنے کی وجہ سے پھر زور سے چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے لوگوں نے آواز سنی میرے اور میرے اولیاء کے درمیان دخل اندازی مت کرو۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز ابراھیم سے کہا آپ کو عمل صالح اچھا ملا ہے آپ کا علم دل سے ہونا چاہئے۔ کیوں کہ وہ عبادت کی چوٹی اور دین کا ستون ہے ابراھیم نے ان سے کہا آپ کے علم وعمل دل سے ہونے چاہئے ورنہ آپ ہلاک ہو جائینگے۔ ابراھیم کا قول ہے اللہ نے فقراء پر کتنا بڑا حسان فرمایا کہ روز قیامت ان سے زکاۃ حج۔ جہاد صلہ رحمی۔ کسی چیز کے بابت سوال نہیں ہوگا صرف ان مساکین اغنیاء سے سوال ہوگا۔ شقیق بن ابراھیم کا قول ہے میں نے ابن ادھم سے شام میں ملاقات کی میں نے ان سے کہا میں نے آپ کو عراق میں اس حالت میں دیکھا تھا کہ تیس نوکر آپ کے سامنے ہوتے تھے۔ آپ نے خراسان کیوں چھوڑ دیا آسائش کیوں ترک کر دی؟

انہوں نے جواب دیا خاموش رہ! میں نے اچھی زندگی صرف یہیں گزاری ہے۔ میں اپنا دین ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک لئے پھرتا ہوں۔ مجھے دیکھنے والا مجنون یا قلی یا فلاح سمجھتا رہا پھر فرمانے لگے مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے روز ایک فقیر لایا جائے گا۔ اسے اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائیگا۔ اللہ اس سے پوچھیں گے اے میرے بندے تو نے حج کیوں نہیں کیا۔ وہ کہے گا اے میرے رب آپ نے مجھے کوئی چیز عطا کی نہیں جس سے میں حج کرتا اعلان ہوگا میرے بندہ نے سچ کہا اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔ پھر فرمایا میں نے شام میں ۲۴ سال جہاد کیلئے اقامت نہیں کی میں نے تو رزق حلال کیلئے یہاں اقامت اختیار کی۔

ابراھیم کا قول ہے حزن دو قسم کے ہیں ایک تیرے لئے فائدہ مند دوسرا نقصان دہ، تیرا آخرت کیلئے غم کرنا تیرے لئے فائدہ مند ہے دنیا کیلئے غم کرنا تیرے لئے نقصان دہ ہے۔

ابراھیم کا قول ہے زہد تین قسم پر ہے ایک واجب دوسرا مستحب تیسرا سلامت۔ حرام چیزوں سے رکنا زہد واجب ہے۔ حلال چیزوں سے رکنا زہد مستحب ہے شبہات سے رکنا زہد سلامت ہے ابراھیم اور آپ کے اصحاب اپنے نفس کو حمام۔ ٹھنڈے پانی۔ جوتی سے بچاتے تھے۔ نمک میں مصالحہ ڈالتے تھے۔ جب پر تکلیف دستر خوان پر مدعو ہوتے تو اچھا کھانا ساتھیوں کی طرف کر دیتے۔ خود روٹی اور زیتون کھاتے۔ فرماتے حرص اور طمع کی قلت صدق اور تقویٰ کا سبب ہے حرص اور طمع کی کثرت غم اور بھوک کا سبب ہے۔

ایک شخص نے فرط محبت میں ابراھیم کو جبہ پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا اگر تو غنی ہے تو میں اسے قبول کروں گا اگر تو فقیر ہے تو پھر اسے قبول نہیں کروں گا۔ اس نے کہا میں غنی ہوں آپ نے اس سے پوچھا تیرے پاس کتنی رقم ہے؟ اس نے کہا دو ہزار، آپ نے فرمایا تو چاہتا ہے کہ وہ چار ہزار ہو جائیں؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو فقیر ہے میں اسے قبول نہیں کروں گا ان سے کہا گیا کہ کاش آپ شادی کر لیتے فرمایا اگر مجھے قدرت ہوتی تو میں اپنے نفس کو طلاق دے دیتا۔

ابراہیم نے مکہ میں بے سروسامانی کی حالت میں پندرہ دن گزارے ریت والے پانی کے علاوہ کوئی توشہ نہیں تھا۔ ایک وضوء سے پندرہ نمازیں پڑھیں۔ ایک روز گھاٹ کے کنارے پانی میں بھیگے ہوئے ٹکڑے کھائے۔

ابو یوسف غسولی نے ابراھیم کے سامنے کھانا پیش کیا۔اس سے کچھ تناول کر کے کھڑے ہو گئے گھاٹ سے پانی پی لیا۔پھر آ کر لیٹ گئے ۔کہنے لگے اے ابو یوسف !اگر بادشاہوں کو ہماری آسودہ حالی کا پتہ چل جائے تو وہ لذیذ زندگی کے حصول کیلئے تلوار کے ذریعہ ہم سے جدال کریں۔ابو یوسف نے کہا قوم نے راحت اور نعمتیں تلاش کی تو وہ راہ راست سے بھٹک گئے ابراھیم مسکرا کر فرمانے لگے آپ کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی ابراھیم مصیصہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھے کہ ایک سوار نے آ کر ابراھیم کے بارے میں استفسار کیا۔اس کی رہنمائی کی گئی۔اس نے کہا اے میرے آقا میں آپ کا غلام ہوں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے آپ کا مال قاضی کے پاس ہے میں دس ہزار درہم ،گھوڑا اور خچر لایا ہوں تا کہ آپ بلخ پہنچ سکیں۔ابراھیم نے کافی دیر سوچ کر فرمایا اگر تو بچا ہے تو یہ چیزیں تیرے لئے ہیں۔کسی کو اس کی خبر مت دینا۔بعض کا قول ہے کہ اس کے بعد ابراھیم نے بلخ پہنچ کر قاضی سے مال لیکر سارا کچھ راہ خدا میں خرچ کر دیا۔

دو ماہ تک چند ساتھی آپ کے ساتھ رہے۔ان کے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں تھا آپ نے فرمایا اس جنگل میں جاؤ سردی کا موسم تھا۔چنانچہ ایک ساتھی جنگل گیا آڑوں سے تھیلا بھر لایا ابراھیم نے معلوم ہونے پر فرمایا اگر صبر کرتا تو عیسیٰ بن مریم کی طرح تازہ پکی ہوئی کھجوریں ملتی،

ایک ساتھی نے آپ سے بھوک کی شکایت کی تو دو رکعت نفل پڑھی فارغ ہونے کے بعد آپ کے اردگرد کافی دینار تھے آپ نے اس سے کہا ان میں سے اٹھا لو چنانچہ اس نے اٹھا کر ان سے کھانا خریدا مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ براھیم کام سے فارغ ہو کر انڈا اور مکھن خریدتے کبھی بھنا ہوا گوشت۔اخروٹ حلوہ خریدتے وہ اپنے ساتھیوں کو کھلا دیتے خود روزہ کی حالت میں ہوتے۔افطاری کے وقت ہلکا سا کھانا کھاتے اچھا کھانا نہیں کھاتے تا کہ اس کے ذریعہ لوگوں سے ان کی محبت والفت کیلئے حسن سلوک کریں۔

اوزاعی نے ابراھیم بن ادھم کی دعوت کی ابراھیم نے کھانا کم کھایا۔اوزاعی نے کم کھانے کی وجہ دریافت کی ابراھیم نے جواب دیا آپ نے کھانا کم تیار کیا۔پھر ابراھیم نے اوزاعی کی پر تکلف دعوت کی۔اوزاعی نے پوچھا یہ اسراف نہیں ہے؟ ابراھیم نے جواب دیا اسراف تو وہ ہوتا ہے کہ جو اللہ کی نافرمانی میں خرچ کیا جائے۔لوگوں پر خرچ کرنا تو عین دین ہے۔

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ ابراھیم نے ایک مرتبہ کھیتی کاٹی جس کی اجرت انھیں بیس دینار ملے۔ابراھیم اپنے ایک ساتھی کے ساتھ حلق کرانے اور پچھنا لگوانے کیلئے حجام کے پاس گئے حجام ان سے صرف نظر کر کے دوسروں کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گیا۔آپ کے ساتھی کو اس پر غصہ آ گیا۔ حجام نے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے ابراھیم نے کہا ہم حلق کرانے اور پچھنا لگوانے کیلئے آئے ہیں۔چنانچہ حجام نے انھیں فارغ کر دیا۔ابراھیم نے حجام کو بیس دینار دے کر کہا یہ میں نے اسلئے دیئے ہیں تا کہ آئندہ تو کسی فقیر کی تحقیر نہ کرے۔

مضاء بن عیسیٰ کا قول ہے ابراھیم نے صدق اور فیاضی میں اپنے ساتھیوں پر فوقیت حاصل کی نہ کہ صوم وصلوٰۃ میں۔

ابراھیم کا قول ہے دھاڑنے والے شیر سے بھاگنے کی طرح لوگوں سے بھاگو۔ جمعہ اور جماعت میں پیچھے مت رہو۔ابراھیم جب اپنے ساتھیوں میں سے کسی کے ساتھ سفر کرتے تو اس سے حدیث بیان کرتے۔جب مجلس میں ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا حاضرین کے سروں پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے بعض مرتبہ ابراھیم اور سفیان ثوری سردی میں فجر تک گفتگو کرتے۔ثوری ابراھیم کے ساتھ گفتگو کرنے سے اجتناب کرتے تھے۔ایک شخص کے بابت ابراھیم کو بتایا گیا کہ یہ آپ کے ماموں کا قاتل ہے صبح ہونے کے بعد ثوری اس کے پاس گئے سلام کیا۔اسے ہدیہ پیش کیا۔اس سے کہنے لگے کہ مجھے تک یہ بات پہنچی ہیکہ انسان یقین کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔تا آنکہ وہ اپنے دشمن سے مامون ہو جائے۔ایک شخص نے ثوری سے کہا آپ کو مبارک ہو آپ نے تو پوری زندگی عبادت میں گزار دی۔دنیا اور عورتوں کو ترک کر دیا۔ابراھیم نے اس سے پوچھا کیا تیرے بال بچے ہیں۔اس نے اثبات میں جواب دیا ابراھیم نے کہا انسان کا اپنے بال بچوں کے فاقہ سے ڈرنا کئی سالوں کی عبادت سے افضل ہے۔

اوزاعی نے ابراھیم کو بیروت میں لکڑیوں کا گٹھڑ اٹھاتے ہوئے دیکھکر انھیں کہا اے ابو اسحاق تمہارے بھائی اس کام کیلئے کافی ہیں ابراھیم نے اسے کہا اے ابو عمرو خاموش ہو جا۔اس لئے کہ میں نے سنا ہے کہ طلب حلال کیلئے ذلت اختیار کرنے والے انسان کیلئے جنت واجب ہے ابراھیم بیت المقدس سے نکلے۔راستہ سے گزرتے ہوئے پہرہ داروں نے آپ سے پوچھا کیا آپ غلام ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر انہوں نے پوچھا بھگوڑے غلام ہیں؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔انہوں نے آپ کو جیل میں بند کر دیا وہاں کے باشندوں کو آپ کی گرفتاری کا پتہ چلا تو انہوں

نے طبریہ کے نائب حاکم سے اس کی شکایت کی۔ اس نے انکار کیا انہوں نے کہا ہم جھوٹ نہیں بول رہے ہیں اس نے ابراھیم کو بلوا کر ان سے پوچھا ابراھیم نے کہا چوکیداروں سے پوچھیئے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ غلام ہیں میں نے جواب دیا ہاں۔ اس لئے کہ میں اللہ کا غلام ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا آپ بھگوڑے غلام ہیں۔

میں نے کہا ہاں۔ اسلئے کہ میں گناہوں سے بھاگنے والا ہوں پھر اس نے آپ کو چھوڑ دیا۔

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ ابراھیم اپنے ساتھیوں کے ساتھ جارہے تھے۔ اچانک شیر سامنے آگیا۔ آپ نے اسکو مخاطب کر کے کہا اگر ہمارے متعلق تجھے کوئی حکم ملا ہے تو اس کو پیدا کر ورنہ جس جگہ سے آیا ہے وہیں لوٹ جا۔ آپ کے ساتھی کہتے ہیں کہ وہ شیر دم دبا کر بھاگ گیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ دعا کیا کرو اے اللہ اپنی نہ سونے والی آنکھ سے ہماری حفاظت فرما۔ ہمیں اپنی اس پناہ میں لے جسکا قصد نہیں کیا جاتا۔ اپنی قدرت سے ہم پر رحم فرما۔ ہمیں ہلاک مت کیجئے اے اللہ آپ ہماری امید گاہ ہیں۔ خلف بن تمیم کہتے ہیں میں نے اس دعا پر مداومت کی۔ مجھے کسی چور وغیرہ نے نہیں پکڑا اس بات کیلئے دوسرے وجوہ سے کئی شاہد بھی روایت کئے گئے۔

ابراھیم کے بابت منقول ہے کہ ایک رات آپ نماز میں مشغول تھے تین شیر آئے۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر آپ کے کپڑے سونگھے پھر پیچھے ہٹ کر آپ کے قریب بیٹھ گیا دوسرے اور تیسرے نے بھی اسی طرح کیا۔ ابراھیم مسلسل اپنی نماز میں مشغول رہے۔ صبح کے وقت ان سے کہا اگر تمہیں ہمارے بارے میں کوئی حکم ملا ہے تو اس کو پورا کرو۔ ورنہ واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے ایک بار ابراھیم مکہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے۔

پھر فرمانے لگے اگر کوئی اللہ کا ولی پہاڑ کو حرکت کا حکم دے تو وہ حرکت کرنے لگتا ہے۔ وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ ابراھیم نے اسے پاؤں مار کر کہا ٹھر جا۔ میں نے تو اپنے ساتھیوں کو مثال دینے کیلئے تجھے پاؤں مارا تھا۔ اس پہاڑ کا نام جبل ابی قبیس ہے۔

ابراھیم ایک بار کشتی میں سوار تھے کشتی کو موجوں نے گھیر لیا۔ ابراھیم سر پر چادر ڈال کر لیٹ گئے۔ کشتی والوں نے زور زور سے چیخنا اور دعا کرنا شروع کی۔ انہوں نے ابراھیم کو بیدار کر کے کہا کیا آپ ہماری بے کسی کو نہیں دیکھ رہے۔ ابراھیم نے کہا اصل بے کسی تو لوگوں کا محتاج ہونا ہے۔ پھر فرمانے لگے اے اللہ آپ نے ہمیں اپنی قدرت دکھادی۔ اب ہمیں اپنا عفو بھی دکھا دیجئے، اس کے بعد سمندر تیل کے پیالہ کی مانند ہو گیا۔ پھر کشتی والوں نے آپ سے کشتی کی اجرت دو دینار کا مطالبہ کیا۔ آپ نے اسے کہا میرے ساتھ چلو میں آپ کو آپ کی اجرت دوں گا۔ ابراھیم انھیں لیکر ایک جزیرہ کے پاس پہنچے۔ پھر وضوء کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر دعا کی دعا سے فارغ ہو تو آپ کے اردگرد بہت سے دینار پڑے ہوئے تھے آپ نے ان کو کہا کہ اپنا حق وصول کرلو۔ کسی سے اس کا ذکر مت کیجئے حذیفہ مرعشی کا قول ہے میں ابراھیم کے ساتھ کوفہ کی ایک مسجد میں پہنچا ہم نے کئی دنوں سے کچھ کھایا نہیں تھا۔ ابراھیم نے مجھ سے کہا شاید آپ بھوکے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے ایک رقعہ لیکر اس پر لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمام حالات میں آپ ہی مقصود اور مشاء الیہ ہیں میں آپ کی حمد ذکر، شکر ادا کرنے والا، میں بھوکا محتاج، ننگا، مذکورہ چھ چیزوں میں سے تین کا میں ضامن ہوں تین کے آپ ضامن بن جائیں۔

غیر اللہ کی مدح کرنا آگ کو بھڑکانا ہے جس میں گھسا ہوں۔ اپنے غلام کو آگ سے آزاد کر دیجئے۔ پھر مجھے کہا اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کر کے یہ رقعہ لے جا، راستہ میں جس شخص سے سب سے پہلے تیری ملاقات ہوا سے دیدینا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نکلا تو سب سے پہلے خچر پر سوار شخص سے ملاقات ہوئی۔ میں نے وہ رقعہ اس کے حوالہ کر دیا۔ وہ اسے پڑھ کر اشکبار ہو گیا۔ اس نے مجھے چھ سو دینار دیئے۔ پھر وہ لوٹ گیا۔ میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بتایا یہ نصرانی ہے۔ اس کے بعد میں ابراھیم کے پاس آگیا۔ میں نے اس شخص کے بارے میں بتایا۔ ابراھیم نے کہا تھوڑی دیر بعد وہ آکر اسلام قبول کرنے والا ہے چنانچہ کچھ دیر بعد وہ آیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔

ابراھیم کہا کرتا تھا کہ ہمارا گھر ہمارے سامنے ہے ہماری اصل زندگی ہماری وفات کے بعد ہے۔ پھر یا تو جنت ہے یا جہنم ہے۔ ملک الموت دیگر فرشتوں کے ساتھ تیرے روح کو قبض کرنے آیا ہے اس وقت تیری کیا حالت ہوگی۔ قبر میں جانے اور منکر نکیر کے سوالات سے اسے آگاہ کر اس وقت تیری کیا حالت ہوگی۔ قیامت کی ہولناکی، پیشی اور حساب کا اس کے سامنے ذکر، اسوقت تیری کیا حالت ہوگی۔ اس کے بعد ابراھیم بن ادھم ایک چیخ

مار کر بے ہوش ہو گئے۔

ابراہیم نے ایک شخص کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ نہ ہونے والی چیز کی طمع مت کر، ہونے والی چیز کو مت بھول۔ان سے ان کی وضاحت طلب کی گئی، فرمایا کہ دنیا کی بقا میں طمع مت کر، حالانکہ موت تیری جستجو میں ہے مرنے والے شخص کو ہنسی کیسے آتی ہے علاوہ ازیں اسے اپنے جنت یا جہنم کے مقام کا بھی معلوم نہیں اس کے بعد ابراہیم بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ابراہیم کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ کو چھوڑ کر لوگوں سے فقر کی شکایت کرتے ہیں پھر فرمایا کہ اپنے مولیٰ کے خزانوں کو چھوڑ کر لوگوں سے فقر کی شکایت کرتے ہیں پھر فرمایا کہ اپنے مولیٰ کے خزانوں کو بھول کر دنیا سے محبت کرنے والے انسان کو اس کی ماں گم پائے۔

آپ کے ایک ساتھی نے آپ کو بیروت کی مسجد میں روتے اور سر پر ہاتھ مارتے ہوئے دیکھا اس نے آپ سے وجہ پوچھی آپ نے جواب دیا کہ میں قیامت کے دن کو یاد کر رہا ہوں نیز فرمایا کہ جب تو توبہ کا آئینہ غور سے دیکھے گا تو تجھ پر تیرے گناہ کی برائی واضح ہو جائے گی۔

ابراہیم نے ثوری کو لکھا اپنے مطلوب کو پہچاننے والا اس پر خرچ کرنے سے ذلیل ہوگا۔بدنظری کرنے والے کا غم طویل ہوگا امید کو آزاد چھوڑنے والے کا عمل برابر ہوگا، زبان کو آزاد چھوڑنے والا اپنے نفس کو قتل کرنے والا ہے۔

بعض لوگوں نے ابراہیم سے گزر بسر کے متعلق سوال کیا ابراہیم نے شعر پڑھا، ہم نے اپنے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی دنیا کو پیوند لگایا دین و دنیا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ابراہیم اکثر ضرب المثل کے طور پر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے

(۱)......دنیا نے اسے اپنے شرور سے کیوں بچایا بچہ پیدائش کے وقت کیوں روتا ہے؟

(۲)......وہ اس دنیا کی راحت اور کشادگی کی وجہ سے روتا ہے۔

(۳)......گویا دنیا میں آتے ہی وہ تکالیف نظر آ جاتی ہیں جن سے وہ عنقریب دوچار ہونے والا ہے۔

(۴)......گناہ قلوب کو مردہ کرنے والے ہیں گناہوں پر ندامت دل میں ذلت پیدا کرتا ہے۔

(۵)......گناہوں کا ترک قلوب کی حیات ہے ان سے اجتناب تیرے حق میں بہتری ہے۔

(۶)......دین کو بادشاہوں اور برے عالموں اور راہبوں نے خراب کیا ہے۔

(۷)......انہوں نے قلوب کو فروخت کر دیا لیکن نفع نہیں ہوا نہ فروخت کرنے سے ان کی قیمت میں اضافہ ہوا۔

(۸)......قدم نے ایک مردار شئی میں آسودہ حالی محسوس کی حالانکہ اہل عقل پر اس کی بدبو واضح ہو چکی۔

ابراہیم کا قول ہے کہ تقویٰ حسن اخلاق اور لوگوں کے عیوب سے غافل ہو کر اپنے گناہوں کی فکر میں مشغول ہونے سے تام ہوتا ہے۔تجھ پر اللہ کے مطیع دل سے اچھے الفاظ اختیار کرنا لازم ہے، اپنے گناہوں کی فکر میں لگنے، اللہ کے سامنے توبہ کرنے سے دل میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اپنی امید گاہ صرف اللہ کو سمجھو۔

ابراہیم کا قول ہے کہ اپنے محبوب کی ناپسندیدہ شئی کو پسند کرنا محبت کی علامت نہیں ہے۔ہمارے آقا نے دنیا کی مذمت کی ہے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں انہوں نے دنیا کو مبغوض رکھا ہم اس سے محبت کرتے ہیں انہوں نے اس سے بے رغبتی اختیار کی ہم اسے ترجیح دیتے ہیں اس نے تم سے دنیا کی ہلاکت کا وعدہ کیا تم اسے حفاظت کا ذریعہ سمجھتے ہو۔اس نے تم کو مال جمع کرنے سے منع کیا تم اسے جمع کرتے ہو اور اس جنگلی نرگس کی طرف اس کے اس باب نے تمہیں دعوت دی اور تم نے اس منادی کو جلد جواب دیا۔اس نے اپنے فریب سے تمہیں دھوکہ دیا اور اس نے تمہیں امید دلائی اور تم اس کی امیدوں کے مطیع ہو گئے اور تم اس کے حسن و جمال میں مشغول ہو اور تم اس کی لذت میں آسودہ زندگی گزارتے ہو اور اس کی شہوات میں لوٹتے ہو اور اس کے تاوانوں میں لتھڑتے ہو اور حرص سے اس کے خزانوں کو ظاہر کرتے ہو اور طمع کی کدالوں سے اس کی کانوں کو کھودتے ہو۔

ایک شخص نے ابراہیم سے کثرت عیال کے بارے میں شکایت کی آپ نے فرمایا کہ ان میں سے جن کا رزق اللہ کے ذمے نہیں ان کو میرے پاس بھیج دے وہ شخص خاموش ہو گیا۔

ابراہیم کا قول ہے کہ میں پہاڑوں میں چل رہا تھا کہ ایک پتھر پر عربی میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

(۱)...... ہر زندہ شخص اگر چہ باقی رہے وہ زندگی سے پانی طلب کرتا ہے۔
(۲)...... اے بد بخت! آج کوشش کر کے اعمال کر لے اور موت سے ڈر۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا یہ اشعار پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا تو ایک پراگندہ شخص نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک بڑی چٹان کے پاس مجھے پہنچا دیا اس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

(۱)...... اپنی جاہ و مرتبہ مت تلاش کر، تیرا مرتبہ بادشاہ کے ہاں گر گیا اپنے جاہ کی اصلاح کر۔
(۲)...... قضاء وقدر پر بھروسہ نہ کرنے والا شخص سخت غموں سے دوچار ہوگا۔
(۳)...... تقویٰ کیا ہی اچھا اور گناہ کیا ہی بری چیز ہے، ہر شخص سے اس کے گناہوں کا حساب ہوگا۔
(۴)...... کامیابی اور غناء اللہ سے خوف کرنے اور عمل کرنے میں ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ جب میں پڑھ کر فارغ ہوا تو وہ شخص غائب تھا۔

ابراہیم ہی کا قول ہے کہ عمل میں مشقت برداشت کرنے کے برابر اس کا وزن زیادہ ہوگا پورے عمل کرنے والے کے لئے پورا ثواب ہے عمل نہ کرنے والا دنیا سے خالی ہاتھ جاتا ہے نیز فرمایا کہ ظالم بادشاہ اور چور غیر عامل عالم اور بھیڑیا غیر اللہ کا خادم اور کتا برابر ہیں۔

ابراہیم کا قول ہے کہ اللہ کی اطاعت میں ذلیل ہونے والے کے لئے بھوک کی وجہ سے اور اس کی کفایت میں الٹ پلٹ ہونے والوں پر تعجب ہے۔ نیز فرمایا کہ ہم نے کلام کی غلطیوں کی تو حفاظت کی لیکن اعمال کی غلطیوں کی حفاظت نہیں کی، ہم اپنے زمانے میں کسی نوجوان کو مجلس میں گفتگو کرتے ہوئے دیکھ کر اس کی بھلائی سے ناامید ہو جاتے تھے نیز فرمایا کہ لوگوں سے دور رہو جمعہ کی نماز باجماعت کی پابندی کرو۔

حافظ ابوبکر خطیب نے متعدد واسطوں سے ابراہیم بن ادہم کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ایک راہب سے نصیحت کی درخواست کی تو اس نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱)...... لوگوں سے پہلو تہی اختیار کر اپنے دشمن سے بے خوف مت ہو۔
(۲)...... بلاشبہ زمانہ مجھ پر سایہ فگن ہے اس نے مجھے عجیب چیزیں دکھائی ہیں۔
(۳)...... تو لوگوں کو جیسے چاہے پھیر دے ہر حالت میں وہ تجھے بچھو کی طرح نقصان پہنچائیں گے۔

بشر کا قول ہے کہ میں نے ابراہیم سے کہا کہ راہب نے آپ کو یہ نصیحت کی آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے تو اس نے چند اشعار پڑھے:

(۱)...... بھائیوں سے الگ ہو جا کسی کو دوست اور ساتھی مت بنا۔
(۲)...... تو سامری والے کام کی طرح ہو جا تو موحد بن جا حسب استطاعت لوگوں سے دور رہ۔
(۳)...... بھائی محبت اور اخوت میں سب بگڑ گئے تو ہر ایک کو منافق اور جھوٹا پائے گا۔
(۴)...... میں نے کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو لوگ لڑھ کے کہیں گے یا میں تیرے حالات سے بے خبر ہوتا تو میں کہتا کہ تو راہب ہو چکا۔

سری کا قول ہے کہ میں نے بشر سے کہا کہ ابراہیم نے آپ کو یہ نصیحت کی آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے اس نے کہا کہ لوگوں سے کنارہ کش ہو جا اپنے گھر کو لازم پکڑ میں نے کہا کہ حسن کے ذریعے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اگر رات اور بھائیوں سے ملاقات نہ ہوتی تو مجھے کوئی پرواہ نہ ہوتی اس بات کی کہ میری موت کہاں آئے گی بشر نے چند اشعار پڑھے:

(۱)...... اے بھائیوں کی ملاقات سے خوش ہونے والے ٹھہر جا! تو شیطان کے جالوں میں سے مامون ہو گیا۔
(۲)...... قیامت اور اس کے ذکر سے دل غافل ہو گئے حرص اور نقصان میں لگ گئے۔
(۳)...... ان کی مجالس جن سے تو گفتگو کرتا ہے پردہ پوش کی پردہ دری اور دلوں کی موت کے بارے میں ہے۔

سلمی کا قول ہے کہ میں نے سری سے کہا کہ بشر نے آپ کو نصیحت کی آپ بھی مجھے کوئی نصیحت کیجئے انہوں نے فرمایا کہ تجھ پر گمنام رہنا لازم ہے میں نے کہا کہ میں اسے پسند کرتا ہوں پھر آپ یہ اشعار پڑھنے لگے:

(۱)...... اے وہ شخص جو گمنامی کا خواہاں ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر کچھ باتوں کے لئے تیار ہو جا۔

(۲)۔۔۔۔اے میرے بھائی! مجالس اور تذکرے چھوڑ دے اپنے نماز کے لئے نکلنے کو گمنام بنادے۔

(۳)۔۔۔۔بلکہ وہاں پر ایسا زندہ بن جا گویا تو مردہ ہے جس سے قرابت دار ملاقات کی امید نہیں رکھتے۔

علی بن محمد قصری کا قول ہے کہ میں نے حلبی سے کہا سری نے آپ کو نصیحت کی آپ مجھے نصیحت کریں آپ نے فرمایا کہ دل کی صفائی سے کئے جانے والا عمل اختیار کر اللہ کا محبوب بن جائے گا پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

(۱)۔۔۔۔تو پراگندگی کے گھر میں ہے تو اس کے لئے تیاری کر۔

(۲)۔۔۔۔دنیا کو اس دن کی طرح بنادے جس دن تو نے خواہشات سے روزہ رکھا ہو۔

(۳)۔۔۔۔جب تو روزہ رکھ لے تو اپنے وفات کے دن کو یوم الفطر بنا۔

ابن خرداذ کا قول ہے کہ میں نے علی سے کہا کہ حلبی نے آپ کو یہ نصحت کی آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا کہ اپنے وقت کی حفاظت کر اللہ کے لئے سخاوت اختیار کر اشیاء کی قیمت اپنے دل سے نکال دے اس سے تیرا باطن صحیح ہوگا اور تیرا ذکر بلند ہوگا پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

(۱)۔۔۔۔تیری زندگی چند گنے چنے سانس ہیں اس میں سے ایک سانس گزرنے کے ساتھ زندگی کا ایک جز کم ہو جاتا ہے۔

(۲)۔۔۔۔تو صبح وشام کمی میں ہے تیرا مال رکا ہوا ہے تو اسے گناہ سمجھ رہا ہے اس سے تجھے مارنے والے کی اور زندہ کرنے والے اور تیری ہدی خواں ذات مجھ سے مذاق نہیں کررہی۔

ابومحمد کا قول ہے کہ میں نے احمد سے کہا کہ علی نے آپ کو یہ نصیحت کی ہے آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بھائی! طاعت کو لازم پکڑ قناعت اختیار کر آخرت کی تیاری کر خواہشات سے اجتناب کر دنیا کے بدلے میں آخرت کو ترجیح مت دے لایعنی کو ترک کر کے مقصود اصلی میں لگ جا پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

(۱)۔۔۔۔گزشتہ گناہوں پر میں نادم ہوں خواہشات کا پیروکار نادم ہوتا ہے۔

(۲)۔۔۔۔موت کے بعد اطمینان کے حصول کے لئے اللہ کا خوف پیدا کرو عنقریب اللہ عادل سے تمہاری ملاقات ہوگی۔

(۳)۔۔۔۔دنیا سے دھوکہ زدہ شخص کو کوئی روکنے والا نہیں اگر اس کا قدم پھسل گیا تو وہ عنقریب نادم ہوگا۔

ابن زامین کا قول ہے کہ میں نے ابی محمد سے کہا احمد نے آپ کو یہ نصیحت کی آپ بھی مجھے نصیحت کیجئے انہوں نے کہا کہ خوب ذہن نشین کرلے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو وہاں اتارتا ہے جہاں ان کے دل ان کے غموں کے ساتھ اترتے ہیں پس تو دیکھ تیرا دل کہاں اتر رہا ہے یہ بھی سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ قلوب کے ان کے بقدر قریب ہوتا ہے اور قلوب اسی کے بقدر قریب ہوتے ہیں اپنے دل کو دیکھ کہ کتنا قریب ہے پھر انہوں نے یہ اشعار سنائے:

(۱)۔۔۔۔لوگوں کے دل پردوں میں اترے ہیں اور ان کی ارواح بھی وہیں اتری ہیں۔

(۲)۔۔۔۔اور انس کی آسودگی اس کے قرب کی عزت میں ہے جلیل خدا کی یکتا توحید کے ساتھ آتی جاتی ہے۔

(۳)۔۔۔۔محض اس کے احسان سے قرب کے صحن میں ان کے لئے بخشش کی مہربانیاں ہیں جن کو بہت بڑی اہمیت ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ میں نے ابن زامین سے کہا کہ حمیدی نے آپ کو یہ نصیحت کی ہے آپ مجھے نصیحت کریں انہوں نے کہا کہ اللہ سے ڈر اس پر بھروسہ کر اس پر تہمت تراشی مت کر اس کا تیرے لئے پسند کرنا تیرے اپنے لئے پسند کرنے سے بہتر ہے پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھے:۔

(۱)۔۔۔۔اللہ سے دوستی لگا لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔

(۲)۔۔۔۔تو جس طرح چاہے لوگوں کو آزما تو ہر حالت میں ان کو بچھو کی طرح پائے گا۔

ابوفرج غیث الصوری کا قول ہے کہ میں نے خطیب سے کہا کہ ابن زامین نے آپ کو یہ نصیحت کی آپ مجھے کوئی نصیحت کیجئے انہوں نے کہا کہ اپنے سب سے بڑے دشمن نفس کی پیروی مت اختیار کر یہ تیری سب سے پیچیدہ بیماری ہے اللہ کا خوف اختیار کر کے اس کی مخالفت کر، اپنے دل پر بار بار اس کے اوصاف پیش کر، یقیناً وہ بے حیائی اور برائی کا حکم دینے والا ہے اور اپنی اطاعت کرنے والوں کو تباہی اور ہلاکت کے گھاٹ پر وارد کرنے والا

ہے اپنے تمام معاملات میں سچ اختیار کر اور خواہش کی پیروی مت اختیار کر کہ وہ تجھے اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے گی اور اللہ تعالیٰ خواہشات کی مخالفت کرنے والے کا ضامن ہے کہ وہ اس کا ٹھکانہ جنت میں بنائے گا پھر آپ نے یہ اشعار سنائے:

(۱)...... اگر تو دنیا اور آخرت کے معاملے میں راہ راست کی جستجو میں ہے۔

(۲)...... تو خواہش نفس کی پیروی مت کر بلاشبہ یہی فساد کی جڑ ہے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ ابراہیم بن ادہم کی وفات کے بارے میں صحیح قول ۱۶۲ھ کا ہے اس کے علاوہ ۱۶۱ھ یا ۱۶۳ھ کا بھی ہے لیکن صحیح ابن عساکر ہی کا قول ہے مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ بحر روم کے جزائر میں سے ایک جزیرہ میں ابراہیم نے مرابط ہونے کی حالت میں وفات پائی، وفات کی رات ان کا پیٹ خراب تھا وفات کی رات بیس بار بیت الخلاء گئے اور ہر بار وضو کیا وفات کے وقت ابراہیم نے کہا کہ میری کمان پر چلہ چڑھا دو چنانچہ چڑھا دیا گیا تو انہوں نے پکڑ کر دشمنوں کی طرف اس کا رخ کیا اسی حالت میں ان کی وفات ہوگئی۔

ابوسعید بن اعرابی کا قول ہے کہ میں نے محمد بن علی کے واسطہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول سنا ہے کہ جو سفیان کو بہت پسند تھا۔

(۱)...... دنیا نے انہیں بھوکا رکھا اور وہ ڈر گئے اور صاحب تقویٰ اسی طرح ہمیشہ عیش سے رکا رہتا ہے۔

(۲)...... ان میں سے داؤد طائی اور مسعر اور وہیب اور العریب بن ادہم ہیں۔

(۳)...... ابن سعید میں نیکی اور عقل کا نمونہ ہے اور وارث فاروق میں صدق اور دلیری کا نمونہ پایا جاتا ہے۔

(۴)...... ان میں فضیل اپنے بیٹے کے ساتھ مجھے کفایت کرے گا اگر یوسف سپردگی میں کوتاہی نہ کرے تو وہ بھی کفایت کرے گا۔

(۵)...... یہ سب میرے دوست ہیں اللہ ان پر درود و سلام پڑھتا ہے۔

(۶)...... نیزہ کے پھلوں نے صاحب تقویٰ کو نقصان نہیں پہنچایا، صاحب تقویٰ ہمیشہ مکرم رہا۔

(۷)...... جب نوجوان خالص تقویٰ اختیار کرتا ہے تو تقویٰ ہمیشہ تجھے اس پر عزت کا نشان دکھائے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الادب میں ترمذی نے جامع ترمذی میں تعلیقاً ابراہیم بن ادہم سے مسح علی الخفین کے بارے میں حدیث روایت کی۔

ابوسلیمان داؤد بن نصیر الطائی الکوفی الفقیہ الزاہد نے اسی سال وفات پائی۔ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ بعد میں داؤد فقہ چھوڑ کر کتابیں دفن کر کے ہمہ تن عبادت میں مشغول ہو گئے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بات داؤد طائی کی تسلیم کی جائے گی ابن معین کا قول ہے کہ داؤد ثقہ تھے مہدی کے پاس بغداد آئے تھے پھر کوفہ لوٹ گئے یہ بات خطیب بغدادی نے بھی ذکر کی ہے اور فرمایا کہ ۱۶۰ھ میں داؤد نے وفات پائی۔ بعض کا قول ہے کہ ۱۵۶ھ میں وفات پائی۔ شیخ ذہبی نے ذکر کیا ہے کہ ۱۶۲ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۶۳ھ

اسی سال مقنع زندیق کا محاصرہ کیا گیا جس کا خراسان میں ظہور ہوا تھا جو تناسخ کا قائل تھا کمینوں اور جہال کی ایک جماعت نے اس کی جہالت اور گمراہی کے باوجود اس کی اتباع کی اس سال وہ قلعہ کش میں پناہ گزین ہو گیا۔ سعید حرنی نے مسلسل اس کا محاصرہ کئے رکھا جب اس نے غلبہ محسوس کیا تو خود زہر پی لیا اور بیویوں کو بھی پلا دیا جس سے سب مر گئے۔ ان پر اللہ کی لعنت ہو اس کی ہلاکت کے بعد اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہوا اس کا سر محفوظ کر کے مہدی کے پاس حلب بھیج دیا گیا۔

ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مقنع کا نام عطاء تھا بعض نے کہا کہ حکیم تھا لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے مقنع ابتدا میں دھوبی تھا پھر اس نے خدائی کا دعویٰ کیا وہ ایک چشم بدصورت تھا اس نے سونے کا چہرہ بنوایا ہوا تھا اس کی جہالت کے باوجود ایک بہت بڑی جماعت اس کی پیروکار بن گئی وہ

لوگوں کو دو ماہ کی مسافت سے چاند دکھا تا پھر غائب ہو جاتا اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں اس کی عقیدت راسخ ہو گئی۔ پھر انہوں نے ہتھیاروں سے اس کی حفاظت کی وہ ملعون لوگوں کے گمان سے اپنے کو بہت اونچا خیال کرتا تھا اس کا گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ اولاً حضرت آدم علیہ السلام کی شکل میں ظاہر ہوئے اسی وجہ سے فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا اس کے بعد پھر یکے بعد دیگرے تمام انبیاء علیہم السلام کی شکل میں ظاہر ہوئے پھر ابو مسلم خراسانی کی شکل میں پھر خود اس ملعون کی شکل میں ظاہر ہوئے۔

جب مسلمانوں نے اس کے قلعے سنام (جو ماوراء النہر کے پاس قلعہ کش کی جانب اس نے از سر نو تعمیر کیا تھا) کا محاصرہ کیا تو اس نے اور اس کی عورتوں نے زہر پی لیا جس کی وجہ سے ان کی اموات واقع ہو گئیں۔ مسلمانوں نے ان کی تمام املاک اور جائداد پر قبضہ کر لیا۔

اس سال مہدی نے رومیوں سے جہاد کے لئے خراسان وغیرہ سے لشکر تیار کئے سب پر امیر اپنے لڑکے ہارون رشید کو مقرر کیا، بغداد سے خود بھی اس کے ساتھ نکلا چند میل تک اس کے ساتھ چلا اپنے لڑکے موسیٰ ہادی کو بغداد پر نائب مقرر کیا۔ اس لشکر میں حسین بن قحطبہ ربیع حاجب خالد بن برمک (جو رشید ولی عہد کے لئے وزیر کے مانند تھا) اس کا کاتب اور اخراجات کا نگران یحییٰ بن خالد بھی تھا۔ مہدی مسلسل اس کے ساتھ رہا حتیٰ کہ ہارون رشید بلاد روم پہنچ گیا وہاں پر اس نے مہدیہ نام کا شہر تلاش کر لیا پھر شام آ کر بیت المقدس کی زیارت کی۔ ہارون رشید بڑے لشکر کے ساتھ بلاد روم میں داخل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بدولت بہت سی فتوحات عطا کیں بہت سا مال غنیمت ملا خالد بن برمک کا اس میں بہت اچھا کردار رہا۔ سلیمان بن برمک کے ذریعہ مہدی کے پاس فتح کی بشارت بھیجی مہدی نے اس کا اکرام کیا اس کے وظیفے میں اضافہ کر دیا۔

اسی زمانہ میں مہدی نے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو جزیرہ کی امارت سے معزول کر کے زفر بن عاصم ہلالی کو امیر مقرر کیا پھر اسے بھی معزول کر کے عبداللہ بن صالح بن علی کو والی بنایا۔

سال رواں ہی میں مہدی نے اپنے لڑکے ہارون الرشید کو بلاد مغرب آزر بائیجان آرمینیہ کا والی مقرر کیا یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کا نائب بنایا نائبین کی ایک جماعت کا عزل نصب کیا اسی سال علی بن مہدی نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابراہیم بن طھمان، حریز بن عثمان حمصی رجبی، موسیٰ بن علی لخمی مصری شعیب بن ابی حمزہ۔ سفاح کا چچا جس کی طرف قصر عیسیٰ اور نہر عیسیٰ منسوب ہے عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اسی سال وفات پائی۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ عیسیٰ بن علی کا طریقہ اچھا تھا اور وہ اقتدار سے کنارہ کش تھے اسی سال ۷۸ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

ہمام بن یحییٰ، یحییٰ بن ابی ایوب مصری عبیدۃ بنت ابی کلاب عابدۃ بھی اسی سال وفات پانے والوں میں سے تھے آخر ذکر عبیدۃ چالیس سال تک خوف الٰہی سے روتی رہیں حتیٰ کہ بینائی بھی جاتی رہی۔ فرمایا کرتی تھیں میں اس خوف سے موت کی خواہاں ہوں کہ کہیں قبل از موت قیامت کے دن ہلاکت کا سبب بننے والے جرم کی مرتکب ہو جاؤں۔

واقعات ۱۶۴ھ

اسی سال عبدالکبیر بن عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب نے بلاد روم میں جنگ کی۔ جرنیل میکائیل نوے ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ میں آیا، جرنیل طازا بھی اس کے ساتھ تھا۔ عبدالکبیر نے بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو جنگ سے روک دیا۔ سب کو لے کر واپس آ گیا مہدی نے اس کے قتل کا ارادہ کیا اس سے اس کی بابت گفتگو کی پھر زمین دوز قید خانے میں اس کو قید کر دیا۔ اسی زمانے میں ذیقعدہ کے آخر میں مہدی نے عیساباذ میں اینٹوں کے محل کی بنیاد رکھی پھر حج کا ارادہ کیا، بخار نے اسے آلیا وہ راستہ ہی سے واپس ہو گیا واپسی میں پیاس کی شدت کی وجہ سے بعض لوگ ہلاکت کے قریب ہو گئے۔ حوضوں کے مالک یقطین سے مہدی ناراض ہو گیا مہدی جہاں سے واپس ہوا تھا وہاں سے مہلب بن صالح بن ابی جعفر کو لوگوں کو حج کرانے کے لئے مقرر کیا، چنانچہ اس نے لوگوں کو حج کرایا۔

شیبان بن عبدالرحمن نحوی عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون حسن بصری کے ساتھی مبارک بن فضالہ نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۵ھ

اسی سال مہدی نے اپنے لڑکے الرشید کو گرمیوں کی جنگ کے لئے تیار کیا اس کے ساتھ پچانوے ہزار سات سو ترانوے افراد پر مشتمل ایک لشکر بھیجا انہیں خرچہ کے لئے ایک لاکھ چرانوے ہزار چار سو پچاس دینار دیئے اکیس کروڑ چار لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو درہم دیئے، یہ تفصیل ابن جریر نے بیان کی ہے وہ اپنا لشکر لے کر قسطنطنیہ کی خلیج پر پہنچ گیا۔ روم کی بادشاہ الیون اس وقت اغسطہ تھی گذشتہ فوت شدہ بادشاہ سے اس کی گود میں بچہ تھا اس نے سالانہ ستر ہزار دینار دینے پر رشید کو صلح کی پیشکش کی جسے رشید نے قبول کرلیا۔

یہ صلح رومیوں کے ساتھ ہونے والے مختلف معرکوں میں چون ہزار افراد کے قتل ہونے پانچ ہزار چھ سو چوالیس افراد کو قیدی بنالینے کے بعد ہوئی، قیدیوں میں سے دو ہزار افراد کو باندھ کر قتل کیا گیا بیس ہزار گھوڑے ساز وسامان کے ساتھ غنیمت میں ملے، ایک لاکھ گائے اور بکریاں ذبح کی گئیں۔ ٹٹو ایک درہم اور خچر چودہ درہم سے کم میں فروخت ہوا، ذرہ ایک درہم سے کم، بیس تلواریں ایک درہم میں فروخت ہوئیں مروان بن ابی حفصہ نے اس بارے میں دو شعر کہے:

(۱)......تو نے رومیوں کے قسطنطنیہ میں نیزوں کو لگا کر اس کا چکر لگایا حتیٰ کہ اس کی فصیلوں نے ذلت کو زیب تن کرلیا۔

(۲)...... تیری تیراندازی سے پہلے ہی روم کا بادشاہ جزیہ لے کر حاضر ہوا حالانکہ اس وقت جنگ کی ہڈیاں جوش مار رہی تھیں صالح بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

سلیمان بن مغیرہ عبداللہ بن علاء، بن برد عبدالرحمٰن بن تائب بن ثوبان وہبہ بن خالد نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۶ھ

اسی سال رشید بلاد روم سے واپس آیا بڑی نخوت کے ساتھ بغداد میں اترا اس کے ساتھ سونے کا جزیہ اٹھائے ہوئے رومی بھی تھے۔ اسی زمانہ میں مہدی نے اپنے لڑکے موسیٰ ہادی کے بعد ہارون کے لئے لوگوں سے بیعت لی اس کا لقب الرشید رکھا۔

سال رواں ہی میں مہدی یعقوب بن داؤد سے ناراض ہوا اس نے اس کے ہاں بڑا اونچا رتبہ حاصل کیا تھا حتیٰ کہ اس نے اس کو اپنا وزیر بنالیا تھا دور وزارت میں اس نے خوب ترقی کی حتیٰ کہ مہدی نے خلافت کے تمام امور اس کے سپرد کردیئے اس کے بارے میں بشار بن برد کہتا ہے۔

(۱)......اے بنی امیہ کے لوگو! بیدار ہو جاؤ تمہاری نیند طویل ہوگئی اصل خلیفہ تو یعقوب بن داؤد ہے۔

(۲)......اے قوم! تمہاری خلافت ختم ہوگئی تم اللہ کے خلیفہ کو شراب اور سارنگی میں تلاش کرو۔

چغلخور مہدی اور یعقوب کے درمیان مسلسل مصروف عمل رہے حتیٰ کہ انہوں نے اسے نکلوادیا، جب بھی انہوں نے مہدی کو اس کی شکایت کی تو وہ مہدی کے پاس آجاتا اور اس کا معاملہ صحیح ہوجاتا حتیٰ کہ وہ امر پیش آیا جس کا میں ابھی ذکر کروں گا وہ یہ ہے کہ ایک روز یعقوب ایک بہت بڑی مجلس میں مہدی کے پاس آیا وہاں پر رنگا رنگ قالین اور مختلف قسم کے ریشم بچھے ہوئے تھے اس جگہ کے ارد گرد مختلف پھولوں کے پر رونق صحن تھے۔ مہدی نے یعقوب سے سوال کیا کہ تم نے ہماری مجلس کو کیسا پایا؟ اس نے جواب دیا کہ اے امیر المؤمنین! میں نے اس سے اچھی مجلس نہیں دیکھی اس نے کہا کہ یہ سب کچھ تیرے لیے ہے اور یہ لونڈی بھی تیری ہے تاکہ اس کے ذریعے تیرا سرور مکمل ہو۔

مجھے تجھ سے ایک ضروری کام ہے میں نے پوچھا کہ کیا کام ہے اس نے کہا کہ پہلے تو اسے پورا کرنے کا وعدہ کر میں نے کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں سمع واطاعت مجھ پر لازم ہوگئی پھر اس نے کہا کہ اللہ کی قسم کھاؤ میں نے اللہ کی قسم اٹھائی پھر اس نے کہا کہ میرے سر کی قسم اٹھاؤ میں نے کہا کہ آپ کے سر کی قسم پھر اس نے کہا کہ میرے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ بات کہو میں نے ایسا ہی کیا۔

پھر مہدی نے کہا کہ یہاں پر ایک علوی شخص ہے میں چاہتا ہوں کہ تو اس کو میری طرف سے کافی ہو جا ظاہر ہے کہ وہ حسن بن ابراہیم بن عبداللہ

بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھا میں نے کہا کہ ٹھیک ہے اس نے کہا کہ جلدی یہ کام کر کے میرے پاس آ جاؤ پھر اس نے مجلس کا سارا سامان میرے گھر منتقل کرنے کا حکم دیا وہ باندی اور ایک لاکھ روپے میرے حوالے کئے میں جتنا اس باندی سے خوش ہوا اتنا کسی چیز سے خوش نہیں ہوا۔ گھر پہنچنے کے بعد میں نے اس باندی کو گھر کے ایک کونے میں پردہ میں چھپا دیا۔ پھر میں نے اس علوی کو حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ اسے حاضر کیا گیا۔ میرے پاس بیٹھ کر اس نے گفتگو کی میں نے اس کو سب سے زیادہ عقلمند اور سمجھ دار پایا پھر اس نے مجھے کہا کہ اے یعقوب تو اللہ سے میرے خون کے ساتھ ملاقات کرے گا حالانکہ میں آپ علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں۔ میں نے کہا کہ واللہ نہیں میں نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں جانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں فلاں فلاں شہر جانا چاہتا ہوں میں نے کہا کہ تو جہاں جانا چاہتا ہے چلا جا، اتنا خیال رکھنا کہ مہدی تجھ پر غلبہ حاصل نہ کرنے پائے ورنہ وہ تجھے تیرے اہل سمیت ہلاک کر دے گا۔

اس کے بعد وہ علوی میرے پاس سے نکل گیا۔ میں نے اس کی معیت اور اس شہر تک پہنچانے کے لئے دو آدمی اس کے ساتھ کر دیئے مجھے معلوم نہیں ہوا کہ اس سارے ماجرے کا اس باندی کو کیسے پتہ چل گیا اور اس کو میرے ساتھ جاسوس بنا کر بھیجا گیا تھا چنانچہ اس باندی نے خادم کے ذریعے مہدی کو سارے ماجرے سے مطلع کر دیا۔

مہدی نے علوی کے پیچھے اسی راستہ پر کچھ افراد بھیجے چنانچہ انہوں نے اسے پکڑ کر مہدی کے سامنے حاضر کر دیا مہدی نے اسے دارالخلافہ کے کسی کمرے میں بند کر دیا دوسرے دن مہدی نے مجھے بلوایا میں حاضر ہو گیا مجھے علوی کے واقعہ کے بارے میں معلوم نہیں تھا جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے علوی کے بارے میں سوال کیا میں نے کہا کہ اسے تو میں نے قتل کر دیا اس نے کہا کہ اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہو میں نے کہا کہ ہاں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اس نے کہا کہ میرے سر پر ہاتھ رکھ کر میری قسم اٹھاؤ میں نے قسم اٹھالی پھر اس نے کہا کہ اے غلام جو کچھ اس کمرے میں ہے اسے نکالو تو وہ علوی باہر آ گیا میں اس کے سامنے شرمندہ ہو گیا پھر مہدی نے کہا کہ اب تیرا خون میرے لئے حلال ہے پھر اس نے علوی کو زمین دوز کنویں میں بند کر دیا۔

یعقوب کا قول ہے کہ مہدی نے مجھے ایسی جگہ قید کر دیا جس میں میں دیکھ نہیں سکتا تھا اس دوران میری آنکھیں ضائع ہو گئیں میرے سر کے بال بڑے بڑے ہو گئے میری ہیئت بہائم کی طرح ہو گئی میں طویل عرصہ اس میں رہا اسی حالت میں مجھے ایک روز بلایا گیا میں کنویں سے نکلا تو مجھے امیر المؤمنین پر سلام کا حکم دیا گیا میں نے مہدی سمجھ کر اسے سلام کیا میں نے جب مہدی کا ذکر کیا تو اس نے جواب دیا کہ اللہ مہدی پر رحم کرے میں نے پوچھا کہ آپ ہادی ہیں اس نے کہا کہ اللہ ہادی پر رحم کرے میں نے پوچھا کہ الرشید اس نے کہا کہ ہاں میں نے کہا کہ اے امیر! آپ میری بیماری اور میری کمزوری دیکھ رہے ہیں آپ مجھے چھوڑ دیں اس نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے میں نے کہا کہ مکہ کا اس نے کہا کہ سیدھے چلے جاؤ چنانچہ میں مکہ چلا گیا پھر کچھ دنوں کے بعد وہیں انتقال ہو گیا۔

یعقوب مہدی کو اپنے سامنے نبیذ استعمال کرنے اور بکثرت گانے سننے پر نصیحت کرتا تھا اسے ملامت کرتے ہوئے کہتا تھا کہ تو نے مجھے اس چیز پر وزیر بنایا اور نہ اس بارے میں تیری صحبت اختیار کرنا مجھ پر لازم ہے مسجد حرام میں پانچ نمازوں کے بعد وہ شراب پیئے گا اور گانے سنے گا، مہدی نے کہا کہ عبداللہ بن جعفر نے بھی سماع کیا ہے یعقوب نے کہا کہ یہ اس کی نیکیوں میں سے نہیں ہے اگر یہ عبادت ہوتی تو بندہ کا اس پر ملامت کرنا بہتر ہوتا۔ اسی پر مہدی کو ایک شاعر نے برانگیختہ کرتے ہوئے کہا کہ اے مہدی! اپنے محل عیساباز میں داخل ہو جسے اس نے اپنے محل کی طرح اینٹوں سے تعمیر کروایا تھا وہاں پر اس نے درہم و دنانیر بنائے۔

اسی زمانے میں مہدی نے مکہ، مدینہ اور طائف کے درمیان ڈاکخانے بنوانے کا حکم دیا اس سے پہلے یہ کام کسی نے نہیں کیا تھا۔

سال رواں ہی میں مہدی جرجان گیا تھا۔

اسی برس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی بنایا گیا۔

اس سال کوفہ کے عامل ابراہیم بن یحییٰ بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا، اس سال صلح کی وجہ سے رومیوں کے ساتھ گرمیوں کی جنگ نہیں ہو سکی۔

صدقہ بن عبداللہ السمین ابوالاشہب عطاردی ابوبکر نہشلی عفیر بن معدان نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۷ھ

اسی سال مہدی نے اپنے لڑکے موسیٰ بن ہادی کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ جرجان بھیجا، ابان بن صدقہ کو اس کا نائب بنایا اسی زمانے میں مہدی کے بعد بننے والے ولی عہد عیسیٰ بن موسیٰ کی وفات ہوئی، کوفہ کے نائب روح بن حاتم نے اس کی وفات کا قاضیوں اور امراء کی ایک جماعت کو گواہ بنایا پھر اسے دفن کر دیا گیا کوفہ کے نائب نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی مہدی نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کی اس کی املاک کے محاسبہ کا حکم دیا۔

اسی زمانے میں مہدی نے ابوعبیداللہ بن معاویہ بن عبیداللہ کو دیوان رسائل سے معزول کر کے ربیع بن یوسف حاجب کو اس کی جگہ مقرر کیا سعید بن واقد کو اس کا نائب بنایا، ابوعبیداللہ اپنے مرتبہ کے مطابق آتا تھا۔

سال رواں ہی میں بغداد و بصرہ میں شدید وبا اور دستوں کی بیماری پھیلی پوری دنیا رات کی طرح تاریک ہوگئی حتیٰ کہ دوبارہ دن روشن ہوا، یہ ذی الحجہ کے اختتام سے کچھ روز پہلے کا واقعہ ہے اسی برس مہدی نے ملک کے تمام اطراف میں زنادقہ کی ایک جماعت کو تلاش کروا کر حاضر کرایا پھر ہاتھ باندھ کر انہیں قتل کر دیا گیا زنادقہ کا سردار عمر الکلواذی تھا۔

اسی سال مہدی نے مسجد حرام میں بہت زیادہ اضافہ کا حکم دیا متعدد مکانات اس میں شامل کر دیئے گئے اس نے یہ کام حرمین کے منتظم یقطین بن موسیٰ الموکل کے حوالے کیا وہ مسلسل اسی کام میں لگا رہا حتیٰ کہ مہدی کی وفات ہوگئی جیسا کہ عنقریب آ رہا ہے۔

اسی سال صلح کی وجہ سے رومیوں سے جنگ نہیں ہو سکی۔

اسی زمانے میں مدینہ کے نائب ابراہیم بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا حج سے فراغت کے بعد چند ایام کے بعد اس کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے اسحاق بن عیسیٰ کو اس کی جگہ مقرر کیا گیا۔

عقیل کے غلام بشار بن بردابومعاذ الشاعر نے اسی سال وفات پائی، یہ مادر زاد اندھا تھا دس سال سے کم عمر میں اس نے اشعار کہنے شروع کر دیئے تھے، اس نے ایسی تشبیہات بیان کی ہیں کہ صاحب بصارت بھی ایسی تشبیہ بیان نہیں کر سکتے۔ اصمعی حافظ ابوتمام ابوعبیدۃ نے اسی کی تعریف کی اس نے تیرہ ہزار اشعار کہے ہیں جب مہدی کو پتہ چلا کہ اس نے اس کی ہجو کی ہے اور ایک جماعت نے اس کے زندیق ہونے کی گواہی دی تو مہدی کے حکم سے اسے مارا گیا حتیٰ کہ چھتر سال کی عمر میں وہ مر گیا ابن خلکان نے وفیات میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بشار بن برد بن یرجوخ عقیلی ان کا غلام تھا صاحب اغانی نے اس کا نسب نامہ بہت طویل بیان کیا ہے، یہ اولاً بصری تھا پھر بغداد آ گیا تھا اصلاً طخارستان کا ہے یہ موٹا تازہ تھا اس کے شعر مولدین کے اول طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اس کے مشہور اشعار میں سے چند اشعار یہ ہیں:

(۱)......کیا تو محبت کے علاوہ بھی کوئی مقام جانتی ہے جو تیرے قریب ہوتا ہے اس لئے کہ محبت نے مجھے دور کر دیا۔

(۲)......واللہ میں تیری آنکھوں کے جادو کا خواہاں ہوں اور عشاق کے بچھڑنے کی جگہوں سے خوف زدہ ہوں۔

(۳)......اے قوم! میرے کان قبیلہ کے کسی فرد پاعاشق ہیں کبھی کان آنکھ سے پہلے عاشق ہو جاتے ہیں۔

(۴)......انہوں نے پوچھا کہ تم تیری آنکھ نہیں دیکھتے میں نے جواب دیا کہ کبھی کان آنکھ کی طرح قلب کو سیراب کرتے ہیں۔

(۵)......جب رائے باہمی مشورہ تک پہنچ جائے تو خیر خواہ کی دانائی یا دانا کی خیر خواہی سے مدد حاصل کر۔

(۶) کونسل کو اپنے لئے رکاوٹ مت بنا چھوٹے پر بڑے پروں کے لئے قوت کا باعث ہوتے ہیں۔

(۷) وہ خصیلی خراب ہے جیسے کینہ اپنے بھن سے روک دے دستہ کے بغیر تلوار خراب ہوتی ہے۔

بشار مہدی کی تعریف کرتا تھا حتیٰ کہ وزیر نے مہدی کو اس کی شکایت کی کہ اس نے اس کی ہجو کی ہے اور اس پر تہمت بھی لگائی اور اس کی طرف کچھ زندیقیت بھی منسوب کی، اور یہ کہ وہ مٹی پر آگ کی تفضیل کا قائل اور ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ کے بارے میں معذور سمجھتا ہے وہ شعر کہتا ہے زمین تاریک آگ روشن ہے آگ جب سے آگ ہے معبود ہے مہدی نے اس کو سزا دینے کا حکم دیا اسے سزا دی گئی حتیٰ کہ وہ مر گیا بعض کا قول ہے کہ وہ غرق ہو گیا پھر اسی سال اسے بصرہ منتقل کیا گیا۔

حسین بن صالح بن یحییٰ، حماد بن سلمہ ربیع بن مسلم، سعید بن عبدالعزیز بن مسلم عتبۃ الغلام یعنی عتبہ بن ابان بن صمعہ (جو مشہور خوف الٰہی سے رونے والوں اور عابدین میں سے تھا، اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چیزیں بنا کر کھاتا تھا، روٹی اور نمک سے افطاری کرتا تھا) قاسم حزاء، ابو ہلال محمد بن سلیم محمد بن طلحہ ابوحمزہ یشکری، محمد بن میمون نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۶۸ھ

اسی سال رمضان میں رومیوں نے وہ عہد توڑ دیا جو ہارون رشید نے اپنے والد مہدی کے حکم سے ان کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان طے کیا تھا وہ اس پر صرف ۳۲ ماہ قائم رہے جزیرہ کے نائب حاکم نے سواروں کو روم بھیجا انہوں نے قتل کیا گرفتار کیا مال غنیمت حاصل کیا صحیح وسالم واپس لوٹ آئے۔

اسی سال مہدی نے دواوین الاذمہ بنائے بنوامیہ اس سے واقف نہیں تھے۔

اس سال علی بن محمد المھدی نے لوگوں کو حج کرایا۔

حسین بن یزید بن حسن بن علی بن ابی طالب نے اسی سال وفات پائی منصور نے انہیں مدینے کا والی بنایا تھا پانچ سال کے بعد ناراض ہو کر منصور نے ان کو مارا اور قید کیا تمام مال پر قبضہ کرلیا۔

حماد عجرد نے بھی اس سال وفات پائی یہ بے ہودہ گو مزاحیہ شاعر تھا ولید بن یزید کے ساتھ رہتا تھا بشار بن برد کی ہجو کرتا تھا مہدی کے پاس کوفہ آ گیا تھا پھر اس پر زندیقیت کی تہمت لگی۔

ابن قتیبہ کا قول ہے کہ طبقات شعراء میں کوفہ میں تین حمادوں پر زندیقیت کی تہمت لگی (۱) حماد الراویہ (۲) حماد عجرد (۳) حماد بن زبرقان نحوی یہ تینوں بیہودہ گو شاعر تھے۔ خارجہ بن مصعب عبداللہ بن حسن حصین بن ابی الحسن بصری (جو سوار کے بعد بصرہ کے قاضی رہے ہیں) نے بھی اسی سال وفات پائی خالد حزاء داؤد بن ابی ہند سعید الجریری سے سماع کیا ابن مہدی نے ان سے روایت کی یہ ثقہ فقیہ تھے اصول وفروع میں ان کے چند منتخب مسائل تھے جن میں ان کی طرف کچھ غلط کلام بھی منسوب ہے ان سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو جواب میں خطاء کھا گئے قائل نے ان سے کہا کہ صحیح مسئلہ یوں ہے، تھوڑی دیر کے بعد سوچ کر فرمانے لگے کہ جب میں لوٹوں گا تو ذلیل ہوگا۔ حق میں دُم بن کر رہنا باطل میں سر بننے سے بہتر ہے اسی سال ذیقعدہ میں وفات پائی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کے دس سال کے بعد وفات ہوئی۔ مصر کے قاضی غوث ابن سلیمان بن زیاد بن ربیعہ ابو یحییٰ الجرمی نے بھی اسی سال وفات پائی یہ پسندیدہ حکماء میں سے تھے منصور کے زمانے میں تین بار دیار مصر کے حاکم بنے فلیح بن سلیمان ایک قول کے مطابق قیس بن ربیع محمد بن عبداللہ بن علاثہ بن علقمہ بن مالک ابوالیسر عقیلی نے بھی اسی سال وفات پائی، ابوالیسر مہدی کے زمانہ میں مشرقی بغداد کے قاضی تھے نام عافیہ بن یزید تھا ابن علاثہ کو قاضی الجن بھی کہا جاتا تھا کیونکہ ایک کنواں تھا اس سے پانی بھرنے والوں کو جنات تکلیف دیتے تھے، ابن علاثہ نے انہیں ایک بار مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے لئے دن اور تمہارے لئے رات کا ہم نے فیصلہ کیا ہے اس کے بعد دن میں جنات کسی کو تکلیف نہیں دیتے تھے ابن معین کا قول ہے کہ ابن علاثہ ثقہ تھے امام بخاری کا قول ہے کہ ان کا حافظہ کمزور تھا۔

واقعات ۱۶۹ھ

اسی سال محرم میں ماسبذان میں بخار کی وجہ سے مہدی بن منصور کی وفات ہوئی بعض کا قول ہے کہ گھوڑے نے اس کو کاٹ لیا تھا اس کی وجہ سے اس کی وفات ہوئی۔

مہدی بن منصور کے حالات ...... اس کا نام محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ابوعبداللہ المہدی امیر المؤمنین ہے اس کو

مہدی کا لقب دیا گیا اس امید پر کہ وہ حدیث کا موعود مہدی ہوگا حالانکہ حقیقت میں وہ نہیں تھا اگر چہ نام میں دونوں مشترک ہیں لیکن فعل میں جدا جدا ہیں اس مہدی کا نزول دنیا کا فساد سے بھرپور ہونے کے وقت آخری زمانہ میں ہوگا وہ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وزیادتی سے بھرپور ہوگی۔

بعض کا قول ہے کہ مہدی کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دمشق میں نزول ہوگا جیسا کہ احادیث الفتن والملاحم میں آرہا ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے طریق سے حدیث میں آیا ہے کہ مہدی بنی عباس سے ہوگا ابن عباس اور کعب احبار سے بھی اسی قسم کی حدیث موقوفاً مروی ہے جو صحیح نہیں۔ اگر صحیح بھی ہوتو اس سے تعین لازم نہیں آتی ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ مہدی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا اب اول اور ثانی حدیث میں تعارض ہوگیا واللہ اعلم مہدی کی والدہ ام موسیٰ بنت منصور بن عبداللہ الحمیری تھی، مہدی نے اپنے والد اور دادا کے واسطہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ بسم اللہ با آواز بلند پڑھتے تھے۔ اس روایت کو ان سے یحییٰ بن حمزہ الحضرمی نے روایت کیا ہے انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دمشق آمد کے وقت مہدی کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بسم اللہ بلند آواز سے پڑھی اور اسے آپ کی طرف منسوب کیا اس روایت کو یحییٰ بن حمزہ کے علاوہ دوسروں نے روایت کیا مہدی نے اس کو مبارک بن فضالہ سے روایت کیا مہدی سے جعفر بن سلیمان ضبعی محمد بن عبداللہ رقاشی ابو سفیان سعید بن یحییٰ نے بھی اسے روایت کیا۔

مہدی کا سن پیدائش ۱۲۶ھ یا ۱۲۷ھ یا ۱۲۱ھ ہے اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۵۸ھ میں خلیفہ بنے اس وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی ارض بلقاء کے حمیمہ مقام میں پیدا ہوئے سن وفات ۱۶۹ھ یا ۱۶۸ھ یا ۱۶۴ھ یا ۱۶۳ھ ہے ان کی خلافت دس سال ڈیڑھ ماہ رہی۔ مہدی گندمی رنگت، دراز قد، گھنگریالے بال، اس کی ایک آنکھ میں سفید نشان تھا بعض کا قول ہے کہ دائیں، بعض کا قول ہے کہ بائیں آنکھ کا ہے۔

ربیع حاجب کا قول ہے کہ میں نے مہدی کو ان کے کمرہ میں چاندنی رات میں حسین وجمیل لباس میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا میں فیصلہ نہ کرسکا کہ مہدی کا لباس، اس کا کمرہ اور چاند میں سے کون حسین تھا؟ پھر یہ آیت پڑھی:

فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا فى الارض و تقطعوا ارحامكم

پھر اس نے مجھے حکم دیا، میں نے اس کے اقارب میں سے ایک قیدی کو حاضر کیا اس نے اسے چھوڑ دیا۔

جب اسے اپنے والد کی وفات کا مکہ میں علم ہوا تو اس نے دو دن تک اپنے والد کی وفات کو چھپائے رکھا پھر جمعرات کے روز الصلوٰۃ الجامعۃ کا اعلان کیا پھر اس نے لوگوں کو خطبہ دیا کہ امیر المؤمنین کے پاس اللہ کا پیغام آگیا تھا جسے انہوں نے قبول کیا پس عنداللہ میں اپنے آپ کو امیر المؤمنین محسوس کرتا ہوں اور خلافت کے مسئلہ میں اس سے مدد طلب کرتا ہوں پھر لوگوں نے اس کی بیعت کی ابودلامہ نے ایک قصیدہ میں اس کی تعزیت کی اور اسے مبارکباد بھی دی۔

(۱)......میری دو آنکھوں میں سے ایک امیر کے دیکھنے سے خوش باش اور دوسری اشکبار ہے۔

(۲)......کبھی وہ ہنستی اور کبھی وہ روتی ہے جس بات سے وہ ناواقف ہے وہ اسے تکلیف دیتی ہے اور جس سے واقف ہے وہ اسے خوش کرتی ہے۔

(۳)......محرم میں خلیفہ کی موت اس کے لئے تکلیف دہ ہے اس مہربان خلیفہ کا کھڑا ہونا اس کے لئے خوش کن ہے۔

(۴)......جسے میں دیکھ رہا ہوں تو نہیں دیکھ رہا نہ میں بالوں کو دیکھتا ہوں کہ انہیں کنگھی کروں اور دوسرا نوچ رہا ہے۔

(۵)......امت محمدیہ کا خلیفہ فوت ہوگیا تمہارے پاس اس کے بعد اس کا جانشین آگیا۔

(۶)......اللہ نے اسے خلافت سے سرفراز فرمایا اور خوش نما باغات سے اسے نوازا۔

مہدی نے ایک روز اپنی تقریر میں کہا کہ اے لوگو جسے تم ہماری اطاعت ظاہر کرتے ہو اسے پوشیدہ بھی رکھو عافیت تمہیں خوش کرے گی انجام کی تم تعریف کرو گے اے لوگو! جو تم میں عدل قائم کرتا ہے ظلم کا لباس تم سے لپیٹتا ہے تمہیں سلامتی اور خوشگوار زندگی عطا کرتا ہے اس کی اطاعت کرو اللہ کی قسم میں اپنی عمر کو تمہاری سزا سے بچاؤں گا اپنے نفس کو تم پر احسان کرنے کی طرف آمادہ کروں گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے حسن کلام سے لوگوں کے چہرے دمک اٹھے پھر اس نے اپنے والد کے خزانے نکالے جو بے شمار تھے انہیں لوگوں میں

تقسیم کر دیا اپنے اہل وعیال کو اس میں سے کچھ نہیں دیا بلکہ ان کے لئے ضرورت کے مطابق بیت المال سے رسد جاری کیا، عطیات کے علاوہ ہر ایک کو پانچ سو درہم دیئے اس کا والد بیت المال کے بڑھانے پر بڑا حریص تھا وہ مالداروں کے مال سے سالانہ دو ہزار درہم خرچ کرتا تھا مہدی نے مسجد رصافہ کے بنانے اس کے اردگرد خندق کھودنے فصیل بنانے کا حکم دیا قبل ازیں بیان ہو چکا کہ اس نے کئی شہر بھی بنوائے تھے۔

مہدی کو بتایا گیا کہ قاضی شریک آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا اس نے اسے بلوا کر اس معاملے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اے ابن الزانیہ شریک نے کہا کہ بس بس اے امیر وہ روزہ دار شب بیدار تھی مہدی نے کہا کہ اے زندیق! میں تجھے قتل کروں گا شریک نے مسکرا کر کہا کہ اے امیر زنادقہ کی تو کچھ علامت ہوتی ہیں جن کے ذریعے ان کی شناخت کی جاتی ہے وہ قہوہ پیتے ہیں کلوکار باندیاں تیار کرتے ہیں۔

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ ایک روز سخت آندھی چلی مہدی نے اپنے کمرہ میں داخل ہو کر اپنا چہرہ خاک آلود کیا، کہنے لگا کہ اے اللہ اگر اس سزا کا میں اکیلا مستحق ہوں تو میں آپ کے سامنے حاضر ہوں اے اللہ مجھ پر دشمنوں کو خوش مت کر وہ مسلسل اس دعا میں مشغول رہا حتیٰ کہ آندھی ختم ہو گئی۔

ایک روز ایک شخص مہدی کے پاس جوتی لے کر حاضر ہوا کہنے لگا کہ یہ آپ ﷺ کی نعل مبارک ہے میں نے آپ کو ہدیہ میں پیش کی، مہدی نے وہ جوتیاں اس سے لے کر انہیں بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا اس کے لئے دس ہزار کا حکم دیا اس کے جانے کے بعد مہدی نے لوگوں سے کہا کہ آپ ﷺ نے ان جوتیوں کو پہننا تو درکنار آپ ﷺ نے انہیں دیکھا بھی نہیں ہو گا میں نے صرف اس وجہ سے یہ جوتی لی ہے کہ کہیں وہ باہر جا کر لوگوں سے کہے کہ میں نے خلیفہ کو نعل رسول پیش کی اس نے قبول نہیں کی لوگ اس کی تصدیق کریں گے کیوں کہ عوام کی یہ عادت ہے کہ وہ قوی کے مقابلے میں ضعیف کی مدد کرتے ہیں اگر چہ وہ ظالم ہی ہو اس لئے ہم نے اس کی زبان دس ہزار میں خرید لی ہمیں یہ طریقہ ارجح معلوم ہوا۔

مہدی کے بابت یہ مشہور ہو گیا کہ وہ کبوتر باز اور گھوڑوں کا شوقین ہے محدثین کی ایک جماعت اس کے پاس آئی جس میں عتاب بن ابراہیم بھی تھا اس نے مہدی کو حدیث ابی ہریرہ رحمۃ اللہ علیہ (**اسبق الافی خف او نعل او صافر**) نسائی نے اس میں او جناح کا بھی اضافہ کیا مہدی نے اس کے لئے دس ہزار کا اعلان کیا اس کے جانے کے بعد مہدی نے لوگوں سے کہا کہ قسم بخدا مجھے معلوم ہے کہ عتاب نے آپ ﷺ پر افترا کیا ہے پھر اس نے کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا اس کے بعد مہدی نے عتاب کا ذکر نہیں کیا۔

واقدی کا قول ہے کہ میں ایک روز مہدی کے پاس گیا میں نے اس کے سامنے چند احادیث بیان کی جو اس نے لکھ لی پھر وہ اٹھ کر زنانہ خانہ کی طرف گیا پھر وہاں سے غصہ کی حالت میں نکلا میں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں خیزران کے پاس گیا تھا اس نے کھڑے ہو کر میرے کپڑے پھاڑتے ہوئے کہا کہ میں نے تجھ میں کوئی خیر نہیں دیکھی۔ قسم بخدا اے واقدی! میں نے اسے تاجروں کے غلام سے خریدا ہے اس نے میرے ہاں جو مقام حاصل کیا وہ کیا میں نے اپنے بعد اس کے دونوں لڑکوں کے لئے بیعت لی میں نے کہا کہ اے خلیفہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورتیں شریف آدمی پر غالب آنے والی اور کمینہ سے مغلوب ہونے والی ہوتی ہیں نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں بہتر اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہے میں اپنے اہل کے لئے بہتر ہوں اور عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر تو اسے سیدھا کرے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی اسی طرح اس کے ہم معنی جو احادیث مجھے اس وقت یاد تھیں میں نے اسے سنائی تو اس نے مجھے دو ہزار دینار دیئے، جب میں گھر کے قریب تھا تو اچانک خیزران کا غلام دس ہزار دینار اور کپڑے اٹھائے ہوئے پہنچا اور کہنے لگا کہ اس نے تمہارے شکر اور تعریف کے بدلہ یہ دیا۔

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ مہدی نے ایک مباح الدم شخص کو معاف کر دیا اس کو پکڑ کر لانے والے کو ایک لاکھ درہم دیئے وہ شخص بھیس بدل کر بغداد میں جا رہا تھا کہ ایک شخص نے گردن سمیت اسے پکڑ لیا اس نے پکار کر کہا کہ یہ خلیفہ کا مطلوب ہے اس نے اپنے آپ اس سے چھڑانے کی کوشش کی لیکن چھڑا نہ سکا۔ اسی اثنا میں کہ لوگوں کے مجمع میں وہ کشاکش ہو رہے تھے کہ امیر معن بن زائدہ کا وہاں سے گزر ہوا اس نے کہا کہ اے ابو ولید! یہ خوف زدہ اور پناہ کا طلب گار ہے معن نے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ یہ خلیفہ کا مطلوب ہے اس کو پکڑ کر لانے والے کے لئے خلیفہ نے ایک لاکھ درہم کا اعلان کیا ہے۔ معن نے کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے اسے امان دے دی ہے اسے چھوڑ دو پھر اپنے غلام سے کہا کہ اسے سواری پر سوار کر کے میرے گھر پر لے آؤ پھر خود معن اس کو خلیفہ کے پاس لے گئے مہدی کو اپنی آمد سے آگاہ کیا مہدی نے اسے اندر بلایا معن نے داخل ہوتے ہی اسے سلام کیا خلیفہ نے سلام کا جواب نہیں دیا اور کہا کہ تم اس حد تک پہنچ گئے ہو کہ میری حکومت میں تم کسی کو پناہ دے دو

میں نے کہا کہ ہاں، میں نے کہا کہ میں نے تمہاری حکومت میں چار ہزار نمازیوں کو قتل کیا ہے کیا میں ایک شخص کو پناہ بھی نہیں دے سکتا مہدی نے کچھ تامل کرنے کے بعد کہا جسے تم نے پناہ دی اسے میں نے پناہ دی میں نے کہا کہ اے خلیفہ یہ شخص ضعیف ہے اس نے اس کے لئے تمیں ہزار کا حکم دیا پھر میں نے عرض کیا کہ اس کا جرم بڑا ہے خلفاء کے عطایا رعایا کے جرائم کے مطابق ہوتے ہیں مہدی نے اس کے لئے ایک لاکھ کا اعلان کیا میں نے وہ رقم اس شخص کے سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ یہ مال لے لے اور خلیفہ کے لئے دعا کر آئندہ اپنی نیت کی اصلاح کر۔ ایک بار مہدی بصرہ آمد کے موقع پر نماز کے لئے کھڑا ہوا اتنے میں ایک اعرابی یہ کہتے ہوئے آیا کہ اے خلیفہ مؤذنین کو میرے انتظار کا حکم دیں چنانچہ خلیفہ نے انہیں انتظار کا حکم دیا مہدی اس کے آنے تک محراب میں کھڑا ہوا اس کا انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ اس کے آنے کے بعد تکبیر کہی لوگوں نے اس کی وسعت اخلاقی پر بڑے تعجب کا اظہار کیا۔

ایک دیہاتی مہر شدہ خط لئے ہوئے آ کر کہنے لگا کہ یہ خلیفہ کا خط ہے اس نے ربیع دربان کا پوچھا اس نے اس سے خط لے کر اس کو خلیفہ کے سامنے کھڑا کر دیا اور خط کھولا تو ایک چمڑے کے ٹکڑے پر کمزور سی تحریر تھی اعرابی مسلسل یہ دعویٰ کر رہا تھا کہ یہ خلیفہ کا خط ہے خلیفہ مسکرا کر کہنے لگا کہ یہ واقعی میری تحریر ہے اصل قصہ یہ ہے کہ ایک روز میں شکار پر جاتے ہوئے اپنی فوج سے الگ ہو گیا، رات ہو گئی، میں نے اللہ سے دعا کی تو مجھے دور سے ایک آگ روشن نظر آئی میں اس کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ ایک بوڑھا اور بوڑھی آگ جلا رہے ہیں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر میرے لئے چادر بچھائی پھر مجھے پانی ملا ہوا دودھ پلایا جو بہت لذیذ تھا پھر میں اس چوغہ پر سو گیا اس رات مجھے سب سے اچھی نیند آئی پھر اس بوڑھے نے بکری کا بچہ ذبح کیا اس کی بیوی کہہ رہی تھی کہ تو نے اپنی اور بچوں کی زندگی تباہ کر دی لیکن اس نے اس کی پرواہ کئے بغیر اسے ذبح کر دیا پھر میں نے اٹھ کر اسے بھونا پھر میں نے اسے کہا کہ کاغذ لے آ تاکہ میں تیرے لئے تحریر لکھ دوں چنانچہ وہ یہ چمڑا لے آیا تو میں نے اس کے لئے پانچ لاکھ لکھ دیئے پھر وہ اسے دے دیئے وہ بوڑھا رقم لے کر چلا گیا پھر اس نے اس جگہ پر مستقل سکونت اختیار کر لی مہمانوں اور دیگر مسافروں کی مہمان نوازی کرتا پھر وہ جگہ امیر المؤمنین کے میزبان کے نام سے مشہور ہو گئی۔

سوار کا قول ہے کہ میں ایک روز مہدی کے پاس سے واپس گھر پہنچا میرے سامنے ناشتہ رکھا گیا لیکن دل نے قبول نہیں کیا پھر میں قیلولہ کے لئے آرام گاہ میں داخل ہو گیا لیکن نیند نہیں آئی میں نے دل بہلانے کے لئے اپنی چہیتی باندی کو بلایا لیکن اس کے باوجود بھی پریشانی برقرار رہی اس کے بعد میں اپنے گھر سے نکل کر اپنے خچر پر سوار ہو گیا میں نے ابھی گھر کی حدود پار بھی نہیں کی تھی کہ مجھے ایک شخص دو ہزار درہم لئے ہوئے ملا میں نے اس سے پوچھا کہ یہ درہم کہاں سے لایا ہے اس نے کہا کہ نئے بادشاہ کی طرف سے میں وہ دو ہزار لے کر بغداد کی گلیوں میں تسکین قلب کے لئے چکر لگاتا رہا اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا تو محلہ کی ایک مسجد میں نماز عصر ادا کی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک امی شخص نے میرے کپڑے پکڑ کر کہا کہ مجھے آپ سے ضروری کام ہے میں نے پوچھا کہ کیا کام ہے اس نے جواب دیا کہ میں ایک امی شخص ہوں لیکن میں نے آپ کے کپڑوں کی خوشبو سونگھ کر اندازہ لگایا کہ آپ ایک آسودہ اور صاحب ثروت شخص ہیں اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ تک اپنی ضرورت پہنچا دوں۔ میں نے ضرورت کے بابت پوچھا تو اس نے کہا کہ اس مسجد کے سامنے والا محل میرے والد کا ہے میرے بچپن کی حالت میں وہ اس محل کو فروخت کر کے خراسان چلا گیا تھا وہاں پر ہم بچھڑ گئے میں اندھا ہو گیا اب اپنے والد کی وفات کے بعد بغداد واپس آیا پھر میں اس محل کے مالک کے پاس آیا تاکہ میں اس کے ذریعے اپنے والد کے دوست سوار تک پہنچوں شاید وہ میری کچھ مدد کر سکے میں نے اس سے پوچھا کہ تیرا والد کون ہے اس نے میرے سامنے اس شخص کا ذکر کیا جو میرا سب سے بڑا دوست تھا میں نے کہا کہ میں تیرے والد کا دوست سوار ہوں آج اللہ نے تیری وجہ سے میری نیند بھوک آرام سب کچھ ختم کر دیا حتیٰ کہ تجھ سے ملاقات کے لئے مجھے گھر سے نکالا اور پھر تیرے سامنے لا کر بٹھا دیا پھر میں نے اپنے وکیل سے کہا کہ اسے دو ہزار دینار دیدو۔ میں نے اسے کہا کل فلاں جگہ میرے گھر آ جانا۔

اس کے بعد میں سواری پر سوار ہو کر دار الخلافہ آ گیا میں نے سوچا کہ آج رات مہدی کو مجھ سے اچھا قصہ کوئی نہیں سنائے گا چنانچہ جب میں نے اسے اپنا قصہ سنایا تو وہ بہت متعجب ہوا اس نے اس نابینا کے لئے دو ہزار دینار کا حکم دیا پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ تجھ پر قرض کتنا ہے میں نے کہا کہ پچاس ہزار دینار پھر وہ خاموش ہو گیا کچھ دیر کے بعد میں اس سے بات چیت کر کے گھر آ گیا میرے گھر پہنچنے سے پہلے ہی قلی پچاس ہزار اور دو ہزار

دینار لئے کھڑا تھا میں نے اس دن امی کا انتظار کیا لیکن وہ نہیں آیا کل پھر میں مہدی کے پاس آیا مہدی کہنے لگا کہ میں تیرے معاملے میں سوچ رہا تھا کہ جب تو پچاس ہزار دینار ادا کرے گا تو تیرے پاس کچھ نہیں بچے گا اس لئے میں نے مزید تیرے لئے پچاس ہزار دینار کا حکم دیا پھر تیسرے روز وہ امی میرے پاس آیا میں نے اس سے کہا کہ اللہ نے تیری وجہ سے میرے لئے بہت رزق عطا کیا ہے میں نے خلیفہ کے دئے ہوئے دو ہزار دینار اس کے حوالے کئے دو ہزار مزید اپنی طرف سے دیئے۔

ایک عورت مہدی کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگی کہ اے اللہ کے رسول! میری حاجت پوری کر، مہدی نے کہا اس سے قبل میں نے ایسی بات کسی سے نہیں سنی پھر مہدی نے اسے دس ہزار درہم دیئے۔

ایک روز ابن خیاط مہدی کے پاس آیا اس نے مہدی کی مدح کی مہدی نے اس کے لئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا ابن الخیاط نے ان سب کو تقسیم کر دیا پھر یہ اشعار پڑھے:

(۱)...... میں نے تونگری کی تلاش میں اس کی ہتھیلی کے مطابق لیا مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ اس کی ہتھیلی سے سخاوت آگے بڑھ جاتی ہے۔

(۲)...... اس کے دیئے ہوئے سے میں مالدار نہیں بنا میں نے اسے دے دیا ہے اس نے مجھے سخاوت کا عادی بنا دیا ہے جو کچھ میرے پاس تھا وہ سارا میں نے تقسیم کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ مہدی کو اس کی بات کا پتہ چل گیا تو اس نے ہر درہم کے بدلہ ایک دینار اسے دیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ مہدی کے بہت سے کارنامے اور خوبیاں ہیں اس کی وفات ماسبذان میں ہوئی وہ اس ارادہ سے ماسبذان گیا تھا کہ کہ اپنے لڑکے مہدی کو جرجان سے بلائے تاکہ اسے ولی عہدی سے معزول کر کے ہارون الرشید کو ولی عہد بنائے لیکن ہادی نہیں آیا مہدی اس کے ارادہ سے نکلا تھا جب وہ ماسبذان پہنچا تو وہیں اس کی وفات ہوگئی اس نے وفات سے قبل قصر سلامت محل کے دروازہ پر کھڑا ہوا ایک بوڑھا دیکھا بعض کا قول ہے کہ اس نے ہاتف کی آواز سنی:

(۱)...... میں اس محل کے باشندوں کو تباہ شدہ دیکھ رہا ہوں اس کی حویلیاں اور منازل ویران ہو چکیں ہیں۔

(۲)...... قوم کا رہنما خوشی اور بادشاہت کے بعد قبر کی طرف چلا گیا جس پر پتھر پڑے ہوئے ہیں۔

(۳)...... اب تو صرف اس کا ذکر اور اس کی باتیں باقی رہ گئیں ہیں اس پر اس کی بیوی واویلا کر رہی ہیں اس کے بعد وہ دس دن زندہ رہا حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

مروی ہے کہ جب ہاتف نے اسے کہا گویا اس محل کے باشندے ہلاک ہو چکے ہیں اور اس کی حویلیاں اور منازل کے نشانات مٹ چکے ہیں مہدی نے جواب دیا کہ اسی طرح لوگوں کے امور جدید انہیں بوسیدہ کر دیتے ہیں ہر نوجوان کو اس کی عادات بوسیدہ کر دیں گی۔ ہاتف نے کہا کہ دنیا سے توشہ تیار کر لے اس لئے کہ تو مرنے والا ہے اور تجھ سے سوال کیا جائے گا تو کیا کہہ رہا ہے۔

مہدی نے جواب دیا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ کی ذات برحق ہے میں نے اس کی گواہی دی ہے اس بات کے فضائل بے شمار ہیں ہاتف نے کہا کہ دنیا سے توشہ تیار کر لے تو کوچ کرنے والا ہے تجھ پر نازل ہونے والا امر قریب آچکا ہے، مہدی نے جواب دیا کہ اللہ تجھے ہدایت دے تو نے یہ بات مجھ سے کب کہی ہے جلد ہی میں اس پر عمل کروں گا۔

ہاتف نے کہا بیس راتوں کے بعد مہینہ کے آخر تک تین یوم ٹھہر جا تو اس ماہ کو مکمل نہیں کر سکے گا۔ مؤرخین کا قول ہے کہ اس کے ۲۹ دن کے بعد مہدی کی وفات ہوگئی ابن جریر نے مہدی کی وفات کے مختلف اسباب بیان کئے ہیں بعض کا قول ہے کہ مہدی ہرن کے پیچھے لگا ہوا تھا کتے اس کے آگے آگے تھے ہرن ویرانہ میں داخل ہو گیا کتے بھی اس کے پیچھے داخل ہو گئے گھوڑا آیا اس نے اپنے دونوں اگلے پاؤں ویرانہ میں داخل کر دیئے۔ اس نے مہدی کی کمر توڑ دی اس کی وجہ سے بعد میں اس کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی چہیتی باندیوں میں سے ایک نے دوسری کے پاس زہر آلود دودھ بھیجا ایلچی مہدی کے پاس سے گزرا مہدی نے اسے پی لیا جس کی وجہ سے اس کی وفات ہوگئی۔ بعض کا قول ہے کہ اس نے پلیٹ میں امرود رکھ کر بھیجے تھے ان کے اوپر ایک زہر آلود بڑا امرود رکھا ہوا تھا مہدی کو امرود بہت پسند تھے باندی امرود کی پلیٹ اس کے پاس سے لے کر گزری مہدی نے بڑا امرود اٹھا کر کھا لیا اسی وقت اس کا انتقال ہو گیا وہ باندی اس پر گریہ کرنے لگی اور کہنے لگی کہ ہائے

امیر المومنین میری تو خواہش تھی کہ مجھ اکیلی کے لئے ہو پھر میں نے اپنے ہاتھ ہی سے اسے قتل کر دیا۔ اسی سال ماہ محرم میں مہدی نے وفات پائی مشہور قول کے مطابق اس کی عمر ۴۳ سال تھی اس کی کل مدت خلافت دس سال ڈیڑھ ماہ تھی شعراء نے اس کی وفات پر متعدد مرثیہ کہے جن کا ذکر ابن جریر اور ابن عساکر نے کیا ہے۔

موسیٰ ہادی بن مہدی کی خلافت...... ۱۶۹ھ کے شروع میں ماہ محرم میں اس کے والد نے وفات پائی وہ اپنے والد کے بعد ولی عہد تھا اس کے والد نے وفات سے قبل اسے معزول کر کے اس کی جگہ الرشید کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا تھا لیکن دوران سفر ماسبذان میں اس کی وفات ہونے کی وجہ سے وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا ہادی اس وقت جرجان میں تھا بعض حکومتی ارکان (حاجب ربیع وغیرہ) اور امراء کی ایک جماعت نے ہادی کے بجائے الرشید کو خلیفہ بنانے اور اس کی بیعت کا ارادہ بھی کیا۔ الرشید کا قیام اس وقت بغداد میں تھا انہوں نے مہدی کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے فوج کی تنخواہ جلدی کرنے کا ارادہ کیا لیکن جیسے ہی اس کی اطلاع ہادی کو ہوئی اس نے فوراً بغداد کا رخ کیا چنانچہ بیس دن کے اندر اندر وہ بغداد پہنچ گیا۔ اس نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں اس نے ان سے بیعت لی چنانچہ انہوں نے اس کی بیعت کی ربیع حاجب خوف کی وجہ سے چھپ گیا، ہادی نے اس کو تلاش کرایا تو وہ اس کے سامنے حاضر ہو گیا۔ ہادی نے اسے معاف کرتے ہوئے اس کے ساتھ حسن اخلاق کا معاملہ کیا اس کی دربانی ختم نہیں کی بلکہ مزید وزارۃ اور دیگر ذمہ داریاں اس کے سپرد کیں۔

خلیفہ بننے کے بعد ہادی نے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زنادقہ کی ایک جماعت کو تلاش کروا کر قتل کرا دیا، موسیٰ ہادی خلوۃ میں اپنے ساتھیوں سے بڑا ہنس مکھ رہتا تھا لیکن مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد اس کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے اس کے ساتھی اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے تھے ہادی خوبصورت، باوقار بارعب نوجوان تھا۔

اسی سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کا مدینہ میں ظہور ہوا۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ ایک روز صبح کے وقت حسین سفید لباس پہن کر مسجد نبوی میں بیٹھ گیا لوگ نماز کے لئے آئے تو اسے دیکھ کر بھاگ گئے ایک جماعت اس کی پیروکار بن گئی انہوں نے کتاب وسنت اور اہل بیت کی رضا پر اس کی بیعت کی۔ اس کے ظہور کا سبب یہ بنا تھا کہ مدینہ کا متولی خلیفہ ہادی اس کے والد کی وفات پر تعزیت کرنے اور خلافت پر اسے مبارکباد دینے کے لئے بغداد چلا گیا اس کے بعد کچھ ایسے امور پیش آئے جو اس کے ظہور کے مقتضیٰ تھے۔ ایک جماعت نے اس کی دعوت پر لبیک کہا انہوں نے اپنا ٹھکانہ مسجد نبوی کو بنایا لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔ اہل مدینہ نے ان کی اس برائی کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ مسجد کی بے حرمتی کی وجہ سے ان کے خلاف بدعا کرتے رہے حتیٰ کہ ان ظالموں نے مسجد کے اطراف میں پاخانہ بھی کیا۔ المسودۃ سے ان کے مختلف معرکے ہوئے دونوں جانبوں سے افراد ہلاک ہوئے اور شدید نقصان ہوا۔

اس کے بعد حسین مکہ آ گیا موسم حج تک اس نے مکہ میں قیام کیا ہادی نے اس کے مقابلے کے لئے لشکر بھیجا جس نے ان سے موسم حج کے بعد قتال کیا، انہوں نے حسین سمیت اس کی ایک جماعت قتل کر دی باقیماندہ لوگ بھاگ گئے اور اطراف ملک میں پھیل گئے اس کے خروج سے قتل تک کا زمانہ ۹ ماہ ۱۸ یوم تھا۔

حسین کریم اور فیاض شخص تھا ایک روز مہدی کے پاس آیا تو اس نے چالیس ہزار دینار دیئے اس نے وہ سب اپنے اہل وعیال اور بغدادی، کوفی دوستوں میں تقسیم کر دیئے واپسی میں اس کے بدن پر صرف ایک چادر تھی جس کے نیچے قمیض بھی نہیں تھی۔

اس سال خلیفہ کے چچا سلیمان بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا گرمیوں کی جنگ معتوق بن یحییٰ نے راہب کے درب کے راستہ لڑی رومی اپنے جرنیل کے ساتھ مقابلہ میں آئے اور الحدث تک پہنچ گئے۔

اسی سال ایام تشریق میں حسین بن علی نے وفات پائی منصور کے غلام یونس حاجب نے بھی اسی سال وفات پائی یہ منصور کا دربان اور اس کا وزیر تھا بعد میں ہادی اور مہدی کا بھی وزیر رہا۔ بعض نے اس کے نسب پر اعتراض کیا خطیب نے اس کے حالات میں اس کے طریق سے ایک روایت نقل کی لیکن وہ منکر اور اس کی صحت میں نظر ہے ہادی نے اس کے بعد اس کے لڑکے فضل بن ربیع کو والی اور دربان بنایا۔

واقعات ۱۷۰ھ

اسی سال ہادی نے ہارون الرشید کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے لڑکے جعفر بن ہادی کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا ہارون نے بلا اختلاف اسے قبول کر لیا ہادی نے اس سلسلہ میں امراء کی ایک جماعت طلب کی انہوں نے بھی اس سے اتفاق کیا صرف ان کی والدہ خیزران نے اختلاف کیا کیونکہ وہ ہارون سے زیادہ محبت کرتی تھی ہادی نے اسے مملکت میں تمام تصرفات سے منع کر دیا حالانکہ ابتدا میں اس کی والدہ حکومت پر حاوی تھی اور امراء کا اس کے دروازہ پر آنا جانا لگا رہتا تھا ہادی نے ان کو دھمکی دی کہ آئندہ اگر کوئی وزیر اس کے دروازہ پر نظر آ گیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد اس کی والدہ نے اس سے قطع کلامی اختیار کر لی اور وہ دوسرے گھر منتقل ہو گئی۔ ہادی نے الرشید سے معزولی پر اصرار کیا اس کے خواص میں سے یحییٰ بن خالد برمک کو بلا کر اس سے اس معاملے میں مشورہ کیا خالد نے کہا کہ اس فیصلہ سے لوگوں کے دلوں میں عہد و پیمان کی وقعت نہیں رہے گی اس لئے مصلحت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ ہارون کے بعد جعفر کو ولی عہد بنا دیں نیز اگر آپ نے ابھی جعفر کو ولی عہد بنا دیا تو اس کے کمسن ہونے کی وجہ سے اکثر لوگوں کی طرف سے اختلاف کا خطرہ ہے اس صورت میں سارا معاملہ بگڑ جائے گا ہادی نے رات کا وقت ہونے کی وجہ سے کچھ دیر سوچ کر مجلس برخاست کر دی لیکن صبح ہوتے ہی خالد کو جیل بھیج دیا پھر رہا کر دیا۔

ایک روز ہارون ہادی کے پاس آیا اس کے دائیں طرف اس سے دور ہو کر بیٹھ گیا ہادی نے غور سے دیکھنے کے بعد اس سے کہا کہ کیا تو میرے بعد ولی عہد بننا چاہتا ہے اس نے جواب میں کہا کہ قسم بخدا اگر ایسا ہو گیا تو جن سے تو نے قطع تعلق کیا ان سے میں صلح رحمی کروں گا جن پر تو نے ظلم کیا ان کو میں انصاف دلاؤں گا میں اپنی لڑکیوں کی شادی تیرے لڑکوں سے کروں گا اس نے کہا کہ میرا بھی خیال تیرے بابت یہی ہے اس کے بعد ہادی نے کھڑے ہو کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا، ہادی نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کی قسم دی۔ وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا پھر ہادی نے اس کے لئے ایک لاکھ کا حکم دیا اور پھر کہا کہ خزانے میں داخل ہو کر جو چاہے اٹھا لے جب خراج آیا تو اس میں سے اسے نصف دیا ہادی رشید سے راضی ہو گیا اس کے بعد ہادی موصل جدید کی طرف گیا وہاں سے واپسی میں عیسیٰ باز میں اس کی وفات ہو گئی اس وقت نصف ربیع الاول جمعہ کی شب تھی، بعض کا قول ہے کہ ۱۷۰ھ کا آخر تھا اس وقت اس کی عمر ۲۳ سال تھی اس کی کل مدت خلافت ۶ ماہ ۱۳ یوم تھی، ہادی دراز قد حسین سفید رنگ والا اور اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑا ہوا تھا۔

اسی رات خلیفہ ہادی نے وفات پائی، الرشید خلیفہ بنا خلیفہ مامون رشید بھی پیدا ہوا۔ اول رات میں اس کی والدہ خیزران نے کہا تھا کہ مجھے معلوم ہے کہ آج رات ایک خلیفہ دنیا سے جائے گا ایک دنیا میں آئے گا اور ایک خلیفہ بنے گا بعض کا قول ہے کہ اس نے اوزاعی سے یہ بات کافی عرصہ پہلے سنی تھی اس کی وجہ سے وہ بہت خوش تھی بعض کا قول ہے کہ خیزران نے ہارون الرشید کی حفاظت کے لئے ہادی کو زہر دیا تھا کیونکہ ہادی نے اپنی والدہ کو دور کر کے اپنی چہیتی باندی خالصہ کو قریب کیا تھا۔

ہادی کے کچھ حالات ...... اس کا نام موسیٰ بن محمد المہدی بن محمد بن عبداللہ المنصور بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ابومحمد الہادی تھا ۱۶۹ھ میں ماہ محرم میں خلیفہ بنا۔ ۱۷۰ھ میں ربیع الاول کے شروع یا آخر میں ۲۳ یا ۲۴ یا ۲۶ سال کی عمر میں وفات پائی ان میں سے پہلا قول صحیح ہے، کہا جاتا ہے کہ ہادی گذشتہ خلفاء میں سب سے کم سن تھے یہ حسین و جمیل دراز قد سفید رنگ بڑا طاقتور انسان تھا دو زر ہیں پہن کر سواری پر کود مار کر بیٹھ جاتا تھا اس کا والد میری خوشبو کہہ کر اسے پکارتا تھا۔

عیسیٰ بن داب کا قول ہے کہ میں ایک روز مہدی کے پاس تھا اچانک ایک طشتری آئی جس میں دو حسین و جمیل باندیوں کو ذبح کر کے ان کے ٹکڑے کئے ہوئے تھے۔ ان کے بالوں میں جواہر اور موتی ترتیب سے جڑے ہوئے تھے ان سے اعلیٰ قسم کی خوشبو مہک رہی تھی خلیفہ نے ہم سے پوچھا کہ تمہیں ان کا قصہ معلوم ہے، ہم نے لاعلمی کا اظہار کیا پھر خلیفہ نے بتایا کہ اصل میں یہ دونوں ایک دوسرے پر چڑھ کر بدکاری کرتی تھیں میں نے خادم کو ان پر نگران مقرر کیا اس نے مجھے بتایا کہ وہ دونوں بدکاری میں مشغول ہیں چنانچہ میں نے جا کر ان دونوں کو ایک بستر میں بدکاری میں مشغول پایا تو میں نے ان کی گردن اڑانے کا حکم دیا اس کے بعد اس نے ان کے اٹھانے کا حکم دیا اور پہلی بات کی طرف آ گیا گویا کوئی واقعہ پیش ہی نہیں آیا، ہادی ذکی

القلب حکومتی معاملات سے خوب واقف تھا۔

ہادی کے اقوال......(۱)......مجرم کو جلد سزا دینے لغزشوں کو معاف کرنے کی مانند حکومت کی اصلاح کرنے والی کوئی چیز نہیں۔
(۲)......حکومت کی طمع کم کیا کرو۔
(۳)......ایک روز ہادی ایک شخص سے ناراض ہو گیا اس کے معافی طلب کرنے پر اس سے راضی ہو گیا وہ شخص معذرت کرنے لگا ہادی نے کہا کہ رضامندی تیرے عذر کے بوجھ کو برداشت کرلے گی۔
(۴)......ایک روز ہادی ایک شخص کے پاس اس کے بچے کی تعزیت کے سلسلہ میں گیا، ہادی نے اس سے تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ اس نے تجھے خوش کیا حالانکہ وہ تیرا دشمن اور تیرے لئے فتنہ تھا اس نے تجھے دکھ دیا حالانکہ وہ تیرے لئے دعا اور رحمت تھی۔

زبیر بن بکار کا قول ہے کہ مروان ابی حفصہ نے ہادی کو قصیدہ سنایا جس کا ایک شعر یہ ہے اس کی عنایت اور جنگ کا دن یکساں ہے کچھ معلوم نہیں کہ کونسا زیادہ فضیلت والا ہے۔

ہادی نے اس سے پوچھا کہ دو باتوں میں تجھے کون سی پسند ہے (۱) تیس ہزار نقد (۲) ایک لاکھ رجسٹروں میں چکر لگانے والے اس نے کہا کہ اس سے بھی اچھی ایک اور بات ہے ہادی نے پوچھا کہ وہ کیا ہے اس نے کہا کہ یہ دونوں ہوں ہادی نے کہا کہ اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں نقد ہوں چنانچہ ہادی نے اس کے لئے ایک لاکھ تیس ہزار کا حکم دیا۔ خطیب بغدادی کا قول ہے کہ مجھ تک متعدد طرق سے مطلب بن عکاشہ مزنی کا قول پہنچا ہے کہ ہم اپنے ایک آدمی پر (جس نے قریش کو گالی دی تھی حتیٰ کہ آپ ﷺ کے ذکر سے سبقت کر گیا) گواہ بنا کر ابی محمد ہادی کے پاس آئے۔ اس نے ایک مجلس منعقد کی جس میں زمانے کے فقہا کو مدعو کیا اس وقت جو اس کے دروازے پر موجود تھے انہیں بھی بلایا پھر ہمیں بلایا ہم نے سب کی موجودگی میں اصل واقعہ بیان کیا یہ سن کر ہادی کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر کچھ دیر تامل کرنے کے بعد کہنے لگا کہ مجھ تک اپنے باپ دادا کے واسطے سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد پہنچا ہے کہ قریش کی اہانت کرنے والے شخص کو اللہ ذلیل کرے گا اے اللہ کے دشمن! تو نے اس پر بھی بس نہیں کی حتیٰ کہ تو آپ ﷺ کے ذکر سے بھی سبقت کر گیا اس نے اپنے خادموں سے کہا کہ اس کی گردن اڑا دو چنانچہ اس کی موجودگی میں اسے قتل کر دیا گیا۔

اسی سال ربیع الاول میں ہادی نے وفات پائی اس کے بھائی ہارون نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی مشرقی بغداد عیسیٰ باز میں اس کے محل قصر ابیض میں اسے دفن کیا گیا اس کے نو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں لڑکوں کے نام جعفر، عباس، عبداللہ، اسحاق، اسماعیل، سلیمان موسیٰ اعمیٰ تھا۔ لڑکیوں کے نام ام عیسیٰ جس سے مامون نے شادی کی۔ ام عباس جس کا لقب نوبہ تھا۔

ہارون الرشید بن مہدی کی خلافت......۱۷۰ھ وسط ربیع الاول جمعہ کی شب اس کے بھائی ہادی کی وفات کی رات ۲۲ سال کی عمر میں ہارون کی بیعت کی گئی اس نے خالد بن برمک کو جیل سے رہا کر دیا ہادی نے وفات کی رات خالد اور الرشید کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا رشید ہادی کا رضاعی بھائی تھا۔

الرشید نے خالد کو وزیر اور یوسف بن قاسم بن صبیح کو انشاء کتابت کا والی بنایا اسی نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کی حتیٰ کہ عیسیٰ باز میں منبر پر لوگوں سے اس کی بیعت لی۔

بعض کا قول ہے کہ ہادی کی وفات کی رات خالد نے رشید کے پاس آ کر کہا کہ اے امیر المؤمنین اٹھ جائیے الرشید نے کہا کہ تو کب تک مجھے خوف زدہ کرتا رہے گا۔ اگر اس شخص نے سن لیا تو اس کے نزدیک یہ میرا سب سے بڑا جرم ہو گا اس نے کہا کہ اس کا انتقال ہو چکا اس کے بعد الرشید بیٹھ گیا اس نے خالد سے کہا کہ مجھے ولایتوں کے بابت مشورہ دیجئے چنانچہ خالد صوبوں کی امارتوں کے بابت اسے لوگوں کے نام بتاتا رہا اور وہ ان کا تقرر کرتا رہا۔

اسی ثناء میں ایک شخص نے آ کر امیر المؤمنین کو ان کے ہاں بچہ کی ولادت کی خوشخبری دی تو خلیفہ نے کہا اس کا نام عبداللہ مامون بن رشید ہو گا فجر کے بعد الرشید نے اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے عیسیٰ باز میں اسے دفن کیا۔ اس کے بعد قسم اٹھائی کہ نماز ظہر بغداد پہنچ کر ادا کرے گا۔

نماز جنازہ سے فارغ ہو کر اس نے ابی عصمہ قائد کی گردن اڑانے کا حکم دیا کیونکہ وہ جعفر بن ہادی کے ساتھ تھا پھر انہوں نے پل پر گزرتے ہوئے رشید سے مزاحمت کی ابوعصمہ نے کہا ولی عہد کے گزرنے تک صبر کرو الرشید نے کہا کہ سمع و اطاعت امیر کی ہونی چاہیے چنانچہ ابوجعفر اور ابو عصمہ گزر گئے رشید ذلیل و رسوا ہو کر کھڑا رہ گیا پھر خلیفہ بننے کے بعد اس نے ابوعصمہ کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔

اس کے بعد الرشید نے بغداد کا رخ کیا بغداد کے پل پر پہنچنے کے بعد اس نے غوطہ خوروں کو بلا کر کہا کہ یہاں میری انگوٹھی گر گئی ہے جسے میرے والد مہدی نے میرے لئے ایک لاکھ میں خریدی تھی۔ ہادی نے اپنے دور حکومت میں اسے مجھ سے طلب کیا تھا تو میں نے اسے ایلچی کے حوالے کر دیا تھا اس سے وہ انگوٹھی یہاں پر گر گئی ہے غوطہ خوروں نے اس کے پیچھے وہ انگوٹھی تلاش کر کے اس کے حوالے کر دی الرشید بہت خوش ہوا الرشید کے والی بننے کے بعد یحییٰ بن خالد نے اس سے کہا رعیت کا معاملہ میں نے تیرے سپرد کیا اب تو جسے چاہے مقرر کر دے جسے چاہے معزول کر دے اس بارے میں ابراہیم بن موصلی کہتا ہے۔

(۱)...... کیا تو نے نہیں دیکھا کہ سورج کی روشنی کم تھی ہارون کے خلیفہ بننے کے بعد اس کی روشنی میں اضافہ ہو گیا۔

(۲)...... یہ اللہ کے امین سخی ہارون کی برکت سے ہوا ہارون خلیفہ یحییٰ اس کا وزیر ہے پھر ہارون نے یحییٰ کو ہر امر میں اپنی والدہ خیزران کے فیصلہ کا پابند کر دیا تمام امور میں وہی مشورہ دیتی وہی جوڑ توڑ کرتی اور فیصلہ دیتی۔

اسی زمانہ میں ہارون الرشید نے ذوی القربیٰ کا حصہ بنی ہاشم کے درمیان مساوی تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

اسی برس الرشید نے زنادقہ کی ایک جماعت کو تلاش کروا کر اسے قتل کرایا سال رواں ہی میں بعض اہل بیت نے الرشید کے خلاف بغاوت کی اسی سال خلیفہ کے ہاں امین محمد بن الرشید ابن زبیدہ کی ولادت ہوئی یہ اسی سال ۱۶ شوال جمعہ کے روز کا واقعہ ہے۔

اسی زمانے میں فرج الخادم الترکی کے ہاتھ پر طرطوس شہر کی تعمیر مکمل ہوئی۔

اسی برس الرشید نے لوگوں کو حج کرایا حج کے موقع پر حرمین میں بے شمار مال تقسیم کیا بعض کا قول ہے کہ الرشید نے اس سال جنگ بھی کی اسی کی بابت داؤد بن رزین شاعر کہتا ہے۔

(۱)...... ہارون کی برکت سے ہر شہر روشن ہو گیا اس نے اپنی سیرت استوار کر کے ریاست کا انتظام کیا۔

(۲)...... وہ اللہ کا امام ہے اس کا کام اکثر حج کرنا اور جنگ کرنا ہے۔

(۳)...... لوگوں کے سامنے اس کا خوش منظر آنا ہے تو اس کے چہرہ کے نور سے لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔

(۴)...... وہ اللہ کا امین ہارون ہے اس سے امید رکھنے والا کئی گناہ حاصل کرتا ہے۔

اس سال گرمیوں کی جنگ سلیمان بن عبداللہ بکائی نے لڑی۔

اس سال وفات پانے والے خواص کے اسمائے گرامی...... الخلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم ابوعبدالرحمٰن الفراہیدی اور ازدی کے شیخ النحاہ نے اسی سال وفات پائی۔ سیبویہ نضر بن شمیل وغیرہ اس کے شاگرد ہیں انہوں نے علم العروض ایجاد کیا۔ اس کو پانچ دوائر تقسیم کیا اس کی پندرہ بحریں بنائیں۔ اخفش نے الخبب نام سے مزید ایک بحر کا اضافہ کیا شاعر کا شعر ہے:۔

خلیل کی تحقیق سے قبل لوگوں کے اشعار صحیح تھے۔

مرحوم میں بھی انہیں معرفت حاصل تھی اس پر ان کی تصانیف بھی ہیں لغت پر بھی ان کی ایک کتاب "کتاب العین" ہے اس کی ابتدا انہوں نے کی۔ تکمیل نضر بن شمیل اور ان کے ساتھیوں (مورج سدوسی نصر بن علی جھضمہ وغیرہ) نے کی لیکن خلیل کے اور ان کے طرز میں اختلاف ہے ابن درستویہ نے بھی اس پر کتاب لکھی جو خلیل کے طرز کے مطابق اور نہایت مفید ہے۔

خلیل رحمہ اللہ صالح عاقل باوقار زاہد قانع انسان تھے ان کا قول تھا میرا علم میرے دروازہ تک نہیں پہنچتا یہ مزاحیہ خوش اخلاق تھے ایک شخص ان سے علم العروض کے متعلق الجھ پڑا اسے علم العروض سے دور کی بھی مناسبت نہیں تھی ایک روز خلیل نے اس سے اس شعر اذا لم تستطع شیئا فدعه وجاوزه

السیٰ ما تسطیع ۔۔ تقطیع کے بارے میں دریافت کیا۔ وہ اپنے علم کے مطابق اس کی تقطیع کرنے لگا پھر وہ ان کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا۔ دوبارہ نہیں آیا شاید وہ ان کی بات سمجھ گیا۔ بعض کا قول ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ان کے والد کے علاوہ کسی نے اپنا نام احمد نہیں رکھا یہ بات احمد بن ابی خیثمہ سے منقول ہے خلیل کی سن پیدائش ۱۰۰ھ ہے سن وفات ۱۷۰ھ ہے۔ بعض کا قول ۱۶۰ھ کا بھی ہے ابن الجوزی نے ۱۳۰ھ بیان کیا ہے یہ بہت غریب ہے پہلا مشہور ہے۔

ربیع بن سلیمان بن عبدالجبار بن کامل المرادی المصری المؤدن نے اسی سال وفات پائی یہ امام شافعی سے روایت کرنے والے سب سے آخری شخص ہیں یہ صالح انسان تھے۔ امام شافعی نے بیوطی مزنی ابن عبدالحکم اوران میں فراست محسوس کی نفس الامر میں بھی ایسا ہی ہوا ربیع کے دو شعر ہیں:

صبر جمیل کس قدر جلد فراخی پیدا کرتا ہے سچا شخص ناجی ہوتا ہے خوف الٰہی رکھنے والا شخص تکلیف سے محفوظ رہتا ہے اللہ سے امید رکھنے والا انسان امید ہی کے مقام پر رہتا ہے۔ لیکن ربیع بن سلیمان داؤد الجیزی (جنہوں نے امام شافعی سے روایت کی) نے ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۷۱ھ

اسی سال رشید نے یحییٰ بن خالد کو وزارت کے ساتھ انگوٹھی بھی دی۔ اسی زمانہ میں الرشید نے جزیرہ کے نائب ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو قصر خلد میں اپنے سامنے بندھوا کر قتل کرایا۔ اسی برس فصل بن سعید کا ظہور ہوا جسے قتل کر دیا گیا۔ سال رواں ہی میں افریقہ کا نائب روح بن حاتم آیا۔ اسی سال خیزران مکہ آئی حج کے وقت تک اس نے مکہ ہی میں قیام کیا۔ اسی سال خلفاء کے چچا عبدالصمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۱۷۲ھ

اسی سال رشید نے اہل عراق سے نصف کے بعد لئے جانے والا عشر ساقط کر دیا اسی زمانہ میں رشید بغداد کے علاوہ سکونت کے لئے دوسری جگہ کی تلاش میں نکلا لیکن پریشان ہو کر واپس آ گیا اسی سال رشید کے چچا یعقوب بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۱۷۳ھ

اس سال بصرہ میں محمد بن سلیمان نے وفات پائی رشید نے اس کے مال میں سے خلفاء کے کام آنے والے مال پر قبضہ کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے بہت سے سونے، چاندی اور سامان کا ڈھیر لگا دیا تا کہ وہ جنگ کے موقع پر اور مسلمین کی مصالح کے کام آ سکے۔ اس کا نام محمد بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے اس کی الدہ کا نام ام حسن بنت جعفر بن حسن بن حسن بن علی تھا۔

محمد بن سلیمان قریش کے بہادروں میں سے تھا منصور نے اسے بصرہ اور کوفہ دونوں کا والی بنایا تھا مہدی نے اپنی لڑکی عباسیہ کی اس سے شادی کی یہ بہت آسودہ حال تھا اس کی یومیہ آمدنی ایک لاکھ روپے تھی اس کے پاس سرخ یاقوت کی ایک بے مثال انگوٹھی تھی اس نے اپنے والد اور دادا سے حدیث مرفوع (مسح راس الیتیم الی مقدم راسه اور مسح راس من له اب الیٰ مؤخر راسه) روایت کی۔

محمد بن سلیمان نے رشید کے پاس آ کر خلافت پر مبارکباد دی تو اس نے اس کی بڑی تعظیم کی اس کے کام میں اسے ترقی دی واپسی میں رشید کلواذا تک اس کے ساتھ گیا اسی سال جمادی الاخریٰ میں ۵۱ سال کی عمر میں محمد بن سلیمان کی وفات ہوئی، رشید نے اس کے خاموش مال پر قبضہ کے لئے لوگوں کو بھیجا تو دوسری املاک کے علاوہ تین لاکھ دینار اور چھ لاکھ درہم ملے۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن سلیمان اور خیزران کی وفات ایک ہی روز ہوئی محمد بن سلیمان کی باندیوں میں سے ایک باندی نے اس کی قبر پر

کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے:

''جس سے تو محبت کرتا ہے مٹی اس کے لئے شبستان بن گئی مٹی دور کر کے اس سے کہا کہ زندہ ہو جا اے مٹی ہم تجھ سے محبت تیرے اوپر پڑے ہوئے شخص کی وجہ سے کرتے ہیں۔''

مہدی کی باندی امیر المؤمنین ہادی اور الرشید کی والدہ خیزران نے اسی سال وفات پائی، مہدی نے اس کو خریدا تھا پھر اس نے مہدی کے ہاں اونچا مقام حاصل کیا پھر مہدی نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی اس نے دو خلیفے ہادی اور رشید کو جنم دیا۔ عبد الملک بن مروان کی بیوی بنت العباس العبسیہ کے علاوہ دیگر عورتوں میں سے کسی عورت نے دو خلیفوں کو جنم نہیں دیا عبد الملک بن مروان کی اہلیہ نے دو خلیفوں ولید اور سلیمان کو جنم دیا۔ خیزران نے اپنے آقا مہدی انہوں نے باپ دادا ابن عباس کے واسطہ سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے شخص سے ہر چیز ڈرتی ہے۔

جب مہدی نے خیزران کو خریدنا چاہا تو اس کی پنڈلیوں کی باریکی کے علاوہ ہر چیز پسند آئی اس نے اس کے سامنے اس چیز کا اظہار بھی کیا۔ خیزران نے مہدی سے کہا کہ آپ کو ان کے علاوہ تیسری چیز کی ضرورت ہے اور وہ صحیح ہے مہدی کو اس کا جواب پسند آیا اس نے اسے خرید لیا پھر اس نے مہدی کے ہاں بہت اونچا مقام حاصل کیا خیزران مہدی کی زندگی میں ایک بار حج پر گئی مہدی نے مکہ میں اس کے پاس پریشانی کا خط لکھا اپنے شوق کو ان اشعار میں بیان کیا۔

(۱)...... ہم انتہائی سرور میں ہیں لیکن تیرے علاوہ ہمارے سرور نامکمل ہے۔

(۲)...... ہم جس حالت میں ہیں اس میں ایک عیب پایا جاتا ہے کہ ہم حاضر ہیں اور تم غائب ہو۔

(۳)...... جلدی چلو اگر تم ہواؤں کے ذریعے پرواز کر سکتے ہو تو پرواز کرو۔

خیزران نے اسے ان اشعار میں جواب دیا:

(۱)...... آپ کے شوق کا ہمیں علم ہو چکا ہے تدبیر کر رہے ہیں لیکن ہم میں پرواز کی طاقت نہیں۔

(۲)...... کاش ہمارے دل کی بات ہوائیں تم تک پہنچا دیتیں۔

(۳)...... میں ہمیشہ تمہاری مشتاق ہوں اگر اس حالت میں تمہیں سرور ہے تو یہ سرور ہمیشہ رہے۔

مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن سلیمان نے ایک سو خدمت گزار باندیاں (ان میں سے ہر ایک کے ساتھ مشک کا بھرا ہوا چاندی کا جام تھا) خیزران کے پاس بھیجیں خیزران نے اس کا جواب دیا کہ اگر یہ اس گمان کی قیمت ہے جو ہمارا تمہارے متعلق ہے تو پھر تو ہمارا گمان اس سے زیادہ ہے اور تم نے اس کی قیمت کم لگائی ہے اگر آپ نے اس سے زیادتیٔ محبت کا ارادہ کیا تو تم نے ہم پر محبت میں تہمت لگائی یہ کہہ کر خیزران نے وہ باندیاں واپس کر دیں خیزران نے مکہ میں اپنے نام سے موسوم دار الخیزران خرید کر مسجد حرام میں شامل کر دیا تھا۔

خیزران کی جاگیروں کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی۔ اسی سال ۲۷ جمادی الثانی جمعہ کی شب خیزران کی وفات کا واقعہ پیش آیا اس کا لڑکا الرشید اس کے جنازہ کی چارپائی اٹھا کر گارے میں چلتا ہوا تیزی سے نکلا اس کے قبرستان پہنچنے کے بعد پانی لایا گیا جس سے اس نے اپنے پاؤں دھوئے پھر موزہ پہن کر والدہ کی نماز جنازہ پڑھائی پھر دفن کے وقت لحد میں اترا قبر سے نکلنے کے بعد چارپائی لائی گئی اس پر وہ بیٹھ گیا پھر اس نے فضل بن ربیع کو بلایا اسے انگوٹھی اور اخراجات دیئے الرشید نے اپنی والدہ کے دفن کے وقت ابن نویرہ کے یہ اشعار پڑھے:

(۱)...... ہم دونوں ایک عرصہ تک ساتھ رہے حتیٰ کہ ان کے بارے میں کہا گیا کہ وہ دونوں کبھی جدا نہیں ہوں گے۔

(۲)...... جب ہم دونوں جدا ہو گئے تو ایک عرصہ تک ساتھ رہنے کے باوجود ایسے ہو گئے گویا کہ ایک رات بھی ہم نے اکٹھے بسر نہیں کی۔

غادرہ ...... یہ موسیٰ ہادی کی باندی تھی موسیٰ ہادی اس سے محبت کرتا تھا یہ گانا بہت عمدہ گاتی تھی ایک روز غادرہ ہادی کو گانا سنا رہی تھی کہ اچانک اسے فکر نے آلیا اور اس کی وجہ سے اس کی توجہ گانے سننے سے ہٹ گئی اس کا رنگ زرد پڑ گیا حاضرین نے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ اچانک مجھے یہ

فکر لاحق ہوگئی کہ میری وفات کے بعد ہارون خلیفہ بنے گا اور وہ میری اس باندی سے شادی کر لے گا حاضرین نے اسے تسلی دیتے ہوئے اس کے لئے طویل عمر کی دعا کی پھر اس نے اپنے بھائی ہارون کو بلایا واقعہ سے اسے باخبر کیا رشید نے کہا کہ میں اس سے پناہ چاہتا ہوں ہادی نے طلاق، عتاق پیادہ پا حج کی مغلظ قسمیں اس سے لی چنانچہ اس نے وہ قسمیں اسے دی۔ پھر اس نے وہی قسمیں غادرہ باندی سے لیں۔ اس کے بعد دو ماہ سے کم ہی میں اس کی وفات ہوگئی پھر رشید نے اسے نکاح کا خطبہ دیا، غادرہ نے کہا کہ ان قسموں کا کیا ہوگا جو میں نے اٹھائی ہوئی ہیں اس نے جواب دیا کہ میں اپنی اور تمہاری طرف سے کفارہ ادا کر دوں گا اس کے بعد رشید نے اس سے شادی کر لی اس نے اس کے پاس اونچا رتبہ حاصل کیا حتیٰ کہ وہ اس کی گود میں سوتی تھی وہ اس کے آرام میں خلل واقعہ ہونے کی وجہ سے حرکت نہیں کرتا تھا ایک رات وہ سوئی ہوئی تھی اچانک گھبرا کر اٹھی۔ الرشید نے اس سے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ اے امیر میں نے ہادی کو خواب میں دیکھا وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

(۱)..... قبرستان کے ساکنین کی ہمسائیگی اختیار کرنے کے بعد تو نے عہد شکنی کی۔

(۲)..... تو نے مجھے بھلا دیا اور اپنی جھوٹی قسمیں توڑ دیں۔

(۳)..... اے غادرہ! تو نے نکاح کر لیا جس نے تیرا غادرہ نام رکھا تھا اس نے صحیح کیا۔

(۴)..... میں بوسیدہ لوگوں میں ہو گیا میں مردوں میں شمار ہونے لگا۔

(۵)..... تجھے نئے دوست کی مبارک نہ ہو نہ گردشیں تجھ سے دور ہوں۔

(۶)..... صبح سے قبل ہی تو میرے پاس پہنچ جائے گی میں جہاں سے آیا تھا وہیں جا رہا ہوں۔

الرشید نے اسے کہا کہ یہ پریشان کن خواب ہیں اس نے کہا کہ قسم بخدا اے امیر المؤمنین! مجھے تو ایسا معلوم ہو رہا ہے گویا یہ اشعار میرے دل پر لکھ دیئے گئے ہیں اس کے بعد مسلسل اس پر خوف طاری رہا حتیٰ کہ صبح سے قبل اس کی وفات ہوگئی۔

ہیلانہ..... یہ الرشید کی باندی تھی اس نے اس کا نام ہیلانہ رکھا کیونکہ یہ بکثرت اپنی گفتگو میں ہیلانہ استعمال کرتی تھی۔

اصمعی کا قول ہے کہ الرشید اس کا عاشق تھا اس سے قبل یہ خالد بن یحییٰ بن برمک کے پاس تھی رشید ایک روز خالد کے گھر گیا ہیلانہ اسے راستہ میں مل گئی اس نے رشید سے کہا کہ کیا تم میں ہمارا کوئی حصہ نہیں رشید نے پوچھا کہ اس کی سبیل کیا ہوگی اس نے کہا کہ مجھے میرے شیخ سے ہبہ کرا لو چنانچہ رشید نے خالد سے اس کا ہبہ طلب کیا خالد نے اسے ہبہ کر دیا پھر اس نے رشید کے پاس اونچا مقام حاصل کیا تین سال اس کے پاس رہنے کے بعد اس کی وفات ہوگئی الرشید اس کی وفات پر بہت مغموم تھا الرشید نے اس کے مرثیہ میں یہ اشعار کہے:

(۱)..... جب انہوں نے تجھے مٹی میں چھپا دیا اور حسرت میں میرے دل میں چکر لگانے لگی۔

(۲)..... میں نے اس سے کہا کہ جا اللہ سے ملاقات کر کہ تیرے بعد مجھے کوئی چیز خوش نہیں کرے گی۔

عباس بن احنف نے اس کی موت پر یہ اشعار کہے:

(۱)..... اے وہ جس کی موت پر قبریں ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہی ہیں زمانہ نے میرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو تجھے تیر مارا۔

(۲)..... میں انیس تلاش کر رہا ہوں لیکن تیرے بعد کوئی مونس نہیں مل رہا سوائے اس جگہ کے جہاں میں تیرا دیدار کرتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ خلیفہ نے اس کے لئے چالیس ہزار کا حکم دیا یعنی ہر بیت پر دس ہزار کا۔

واقعات ۱۷۴ھ

اسی سال شام میں گروہ بندی ہوئی اور اس کے اہل میں فساد برپا ہوا اسی زمانہ میں الرشید نے یوسف ابن قاضی ابی یوسف کے والد کی موجودگی میں اسے قاضی بنا دیا۔

اسی سال گرمیوں کی جنگ عبدالملک بن صالح نے لڑی وہ بلاد روم میں داخل ہو گیا۔

سال رواں ہی میں الرشید نے لوگوں کو حج کرایا مکہ کے پاس پہنچنے کے بعد اسے پتہ چلا کہ وہاں وبا پھیلی ہوئی ہے جس کی وجہ سے مکہ میں داخل ہوئے بغیر وقوف کے وقت اس نے وقوف عرفہ کیا پھر مزدلفہ آ گیا پھر منیٰ گیا پھر مکہ جا کر طواف سعی کی پھر وہاں سے چلا گیا مکہ نہیں اترا۔

واقعات ۱۷۵ھ

اسی سال الرشید نے اپنے بعد ولی عہد بنانے کے لئے اپنے لڑکے محمد بن زبیدہ کے لئے بیعت لی۔ اس کا نام امین رکھا اس وقت اس کی عمر پانچ سال تھی اسی کے بابت سلم الخاسر نے شعر کہے:

(۱)..... جب اللہ تعالیٰ نے عمدہ اور خوبصورت لوگوں کے لئے بیت الخلاء بنایا تو اس نے خلیفہ کو توفیق دی۔

(۲)..... وہ اپنے دجد سے خلیفہ ہے اور دیکھنے اور سننے والے اس کے گواہ ہیں۔

(۳)..... جن وانس نے ہدایت کے گہوارہ میں محمد بن زبیدہ بنت جعفر کی بیعت کی۔

ہارون رشید شرافت اور بردباری عبداللہ المامون میں محسوس کرتا تھا اور اس کے متعلق کہتا تھا کہ واللہ اس میں منصور کی دانشمندی مہدی کی عبادت گزاری ہادی کی عزت نفس ہے اگر میں چاہوں تو چوتھی بات کہوں وہ یہ ہے کہ میں محمد بن زبیدہ کو مقدم کر رہا ہوں حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ خواہش کا پیروکار ہے لیکن اس کے علاوہ پر مجھے قدرت نہیں پھر اس نے چند اشعار پڑھے:

(۱)..... مجھ پر رائے کا پہلو واضح ہو چکا لیکن میں اس معاملے میں جو زیادہ دانشمندانہ ہے مغلوب ہو چکا ہوں۔

(۲)..... تھنوں سے دودھ واپس نکالنے کے بعد اسے کیسے واپس کیا جا سکتا ہے حتیٰ کہ وہ غنیمت بن جاتا ہے۔

(۳)..... معاملے کے سدھرنے کے بعد میں اس کے پیچیدہ ہونے سے خوف زدہ ہوں بات کے پختہ ہونے کے بعد اس کے ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔

اس سال واقدی کے قول کے مطابق گرمیوں کی جنگ عبدالملک بن صالح نے لڑی الرشید نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی زمانہ میں یحییٰ بن عبداللہ بن حسن دیلم کی طرف روانہ ہوا اور وہاں گشت کیا۔

خواص کی وفات شعوانہ عابدہ زاہدہ...... نے اسی سال وفات پائی یہ ایک سیاہ فام عابدہ زاہدہ باندی تھی اس سے اچھے اچھے اقوال منقول ہیں حضرت فضیل بن عیاض نے ان سے دعا کی درخواست کی تو جواب میں فرمایا کہ کیا تمہارے اور اللہ کے درمیان عہد نہیں کہ تم اس سے دعا کرو گے تو وہ ضرور قبول کرے گا، فضیل نے رو کر سکی لی پھر غش کھا کر گر پڑے۔

لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن الفھمی...... ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ قیس بن رفاعہ کے غلام تھے وہ عبدالرحمٰن بن مسافر فھمی کا غلام تھا لیث بالاتفاق دیار مصر کے امام تھے۔ ۹۴ھ میں بلاد مصر کے علاقہ قرقشندہ میں پیدا ہوئے اسی سال شعبان میں وفات پائی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ اصلاً قلقشندہ کے تھے انہوں نے دو لاموں اور ثانی متحرک کے ساتھ لکھا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ لیث ذہین وفطین تھے مصر کے قاضی تھے لوگوں نے اس کے بعد ان کے ذہن کی تعریف نہیں کی ۱۲۴ھ میں پیدا ہوئے یہ قول بہت غریب ہے۔

مؤرخین کا قول ہے کہ ان کی جاگیر سے سالانہ آمدنی پانچ ہزار دینار تھی بعض کا قول ہے کہ اسی ہزار دینار تھی ان پر زکواۃ واجب نہیں تھی فقہ و حدیث میں عربیت کے امام تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ لیث مالک سے بڑے فقیہ تھے لیکن ان کے ساتھیوں نے انہیں ضائع کر دیا۔ ایک بار امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لڑکی کے سامان کے لئے ایک شخص کے ذریعہ لیث سے زرد رنگ منگوایا لیث نے تیس بوجھ بھیج دیئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ضرورت

کے مطابق استعمال کرنے کے بعد بقیہ پانچ سو دینار میں فروخت کر دیا کچھ ان کے پاس باقی رہا۔
ایک بار حج کے موقع پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے طشتری منگوا کر تازہ کھجوریں ان کے پاس بھیجی انہوں نے ایک ہزار دینار اس میں رکھ کر امام مالک کے پاس واپس بھیج دی۔ ایک عالم کو لیث ہزار دینار دیا کرتے تھے۔
لیث کشتی میں سوار ہو کر اسکندریہ کی طرف جاتے تھے کشتی میں ان کا مطبخ ان کے ساتھ ہوتا تھا ان کے مناقب بے شمار ہیں ابن خلکان نے نقل کیا ہے کہ لیث نے وفات کے روز ایک شخص کو کہتے سنا کہ لیث چلا گیا اب تمہارے پاس کوئی لیث نہیں آئے گا علم مسافر بن کر قبر میں چلا گیا۔

المنذر بن عبداللہ المنذر القرشی ...... کی وفات اسی سال ہوئی مہدی نے انہیں قضاۃ کی پیش کش کی تھی یہ کہ وہ انہیں بیت المال سے ایک لاکھ درہم دے گا انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہوا ہے کہ میں کوئی بھی ذمہ داری قبول نہیں کروں گا اور میں عہد توڑنے سے امیر المؤمنین کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں مہدی نے کہا کہ کیا تمہاری اس بات پر اللہ گواہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں میری اس بات پر اللہ گواہ ہے اس کے بعد مہدی نے کہا کہ میں نے تجھے معاف کیا چلا جا۔

واقعات ۱۷۶ھ

اسی سال یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب کا بلاد دیلم میں ظہور ہوا لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس کی پیروکار بن گئی اس کی شہرت ہوگئی شہروں اور ضلعوں سے لوگ اس کے ساتھ آملے اس کے معاملے سے الرشید بہت پریشان ہو گیا وہ گھبرا گیا اس نے فضل بن یحییٰ کو پچاس ہزار لشکر کے ہمراہ اس کی طرف روانہ کیا الرشید نے اس کو کورا الجبل، ری، جرجان، طبرستان، قومس وغیرہ کا حاکم بنایا۔
چنانچہ فضل بن یحییٰ بڑی نخوت کے ساتھ ان علاقوں کی طرف روانہ ہوا ہر منزل پر اسے رشید کی طرف سے خطوط اور تحفے تحائف پہنچتے رہے الرشید نے دیلم کے حاکم کو خط لکھا کہ اگر وہ یحییٰ کا خروج ان کی طرف سے آکر ان کو دے تو وہ اسے ایک کروڑ درہم دے گا۔ فضل نے یحییٰ کو خط لکھا کہ جس میں اس کو امید دلائی اور اس سے وعدہ کیا کہ کہ اگر وہ ان کی طرف آجائے تو وہ اس کے بارے میں الرشید سے معذرت کرے گا، یحییٰ نے جواب دیا کہ الرشید جب تک اپنے ہاتھ سے امان کا پروانہ نہیں لکھ دیتا اس وقت تک وہ ان کے پاس نہیں آئے گا۔ فضل نے رشید کو اس کے بارے میں خط لکھا جس سے رشید بہت خوش ہوا اس نے اپنے ہاتھ سے امان کا پروانہ لکھ کر اس پر فقہا قضاۃ اور بنی ہاشم کے سرداروں کی گواہی ڈال کر اس کے ساتھ کچھ ہدایا ملا کر فضل کے پاس بھیج دیئے، فضل نے وہ سب یحییٰ کے پاس بھیج دیئے وہ اسے بغداد لے کر آئے الرشید سے ملاقات کی تو اس نے اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اس کے عطیہ میں اضافہ کر دیا آل برمک نے اس کی خوب خدمت کی حتیٰ کہ یحییٰ بن خالد کہتا تھا کہ میں نے اور میرے لڑکے نے یحییٰ کی دل و جان سے خوب خدمت کی رشید کے ہاں فضل کا مرتبہ بڑھ گیا کیونکہ اس نے فاطمیوں اور عباسیوں میں صلح کی کوشش کی مروان بن ابی حفصہ اس پر فضل کی تعریف اور اس کا شکر یہ کرتے ہوئے شعر کہتا ہے:

(۱) ...... تو کامیاب ہو گیا بنی برمک کا وہ ہاتھ شل نہ ہو جس نے بنی ہاشم کی پھٹن کی اصلاح۔
(۲) ...... جس وقت اصلاح کرنے والے اس سے ناامید ہو گئے وہ یہ کہتے ہوئے کہ اب اس پھٹن کو جوڑنا ناممکن ہے رک گئے۔
(۳) ...... تیرے ہاتھ اس مشکل معاملے کی اصلاح کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کی بزرگی کا تذکرہ اجتماعات میں ہوتا رہے گا۔
(۴) ...... جب بھی حصہ داروں کے تیر ملائے جائیں تو ہمیشہ ہی تیرے لئے حکومت کا تیر کامیاب نکلے۔

مؤرخین کا قول ہے کہ پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ رشید یحییٰ بن عبداللہ بن حسن سے بگڑ گیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے اسے قید کر دیا پھر رشید نے ہاشمیوں کی ایک جماعت کی موجودگی میں اسے بلایا اس نے رشید کا بھیجا ہوا امان نامہ دکھایا الرشید نے اس سے اس امان نامہ کی صحت کے بابت سوال کیا تو اس نے کہا کہ یہ صحیح ہے اس پر رشید بگڑ گیا۔

ابوالبختری نے یہ کہا کہ یہ امان نامہ غلط ہے اے خلیفہ! اس کی بابت آپ اپنی مرضی سے فیصلہ کیجئے اس نے امان نامہ پھاڑ کر اس میں تھوک دیا الرشید یحییٰ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا جلدی کرو جلدی کرو الرشید غصہ میں متبسم تھا کہنے لگا اے یحییٰ لوگوں کا خیال ہے کہ ہم نے تجھے زہر دیا ہے، یحییٰ نے عرض کیا کہ اے امیر ہمارے درمیان قرابتداری رحم وحق قائم ہے آپ مجھے کیوں عذاب دیتے ہیں کس لئے گرفتار کرتے ہیں۔

رشید کو اس پر ترس آ گیا بکار بن مصعب درمیان میں آ گیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین آپ اس کی باتوں سے دھوکہ مت کھائیں یہ نافرمان بدبخت ہے اس نے ہمارے شہروں میں فساد برپا کیا یہ اس کا مکر وفریب ہے یحییٰ نے کہا کہ اللہ تمہاری حفاظت فرمائے تم کون ہو تیرے والد نے میرے اور اس کے آباؤ اجداد کے ساتھ مدینہ ہجرت کی ہے پھر یحییٰ نے رشید سے کہا کہ میرے بھائی محمد بن عبداللہ کے قتل کے وقت اس شخص نے مجھے آ کر کہا کہ اللہ اس کے قاتل پر لعنت کرے اس نے مجھے اس کے بارے میں ۱۲۰ اشعار سنائے مجھے کہنے لگا کہ اگر تو نے اس کے معاملے کی طرف حرکت کی تو تجھ سے بیعت کرنے والوں میں سب سے اول شخص میں ہوں گا ہماری موجودگی میں تو بصرہ پر حملہ کیوں نہیں کرتا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد رشید زبیری سے بگڑ گیا زبیر انکار کرتے ہوئے مغلظ قسمیں اٹھانے لگا کہ یہ جھوٹا ہے الرشید حیران ہو گیا اس نے یحییٰ سے پوچھا کہ تجھے اس مرثیہ سے کچھ یاد ہے اس نے کہاں کہ ہاں پھر اس نے الرشید کو اس میں سے چند اشعار سنائے۔ زبیری بڑی شدومد کے ساتھ ان کا انکار کرنے لگا۔ یحییٰ نے اسے کہا کہ تو یوں کہہ اگر میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے بری زمہ ہے اس نے یہ قسم نہیں اٹھائی الرشید نے اس پر قسم کی بابت اصرار کیا تو اس نے قسم اٹھالی الرشید کے پاس سے نکلنے کے بعد اس پر فالج کا حملہ ہوا اسی وقت اس کی وفات ہو گئی بعض کا قول ہے کہ اس کی اہلیہ نے اس کے چہرہ کو تکیہ سے ڈھانپ دیا تھا اللہ نے اسی وقت اس کا خاتمہ کر دیا۔

پھر رشید نے یحییٰ کو رہا کر کے اس کو ایک لاکھ دینار دیئے۔ بعض نے کہا کہ اس کے قید کے بارے میں نصف یوکا بعض تین یوکا ہے الرشید کی طرف سے ملنے والا کل مال چار لاکھ دینار کا تھا اس کے بعد وہ ایک ماہ تک زندہ رہا پھر اس کی وفات ہو گئی۔

سال رواں ہی میں شام میں قیس یمانیہ اور یمن کے درمیان فتنے پھوٹ پڑے اس کی ابتدا احوار ان کے دو قبیلوں قیس اور یمن سے ہوئی انہوں نے جاہلیت کی روش اختیار کر لی اس سال ان کے متعدد افراد ہلاک ہوئے اس سال پورے شام پر الرشید کی طرف سے اس کا چچا موسیٰ بن عیسیٰ یا عبدالصمد بن علی تھا۔ دمشق پر نائب حاکم الرشید کا خاص آدمی سندی بن سہل تھا۔ اس نے قیسہ کے سردار ابوالہیذ ام المری کے غلبہ کے خوف سے دمشق کی فصیل گروادی، مزی بدشکل آدمی تھا جاحظ کا قول ہے کہ وہ کرایہ پر چیزوں کو لینے والوں اور ملاحوں جولاہوں سے قسم نہیں لیتا تھا وہ کہتا تھا کہ ان کی بات اصل ہے۔ نیز وہ قلی اور معلم کتاب کے بارے میں استخارہ کرتا تھا ۹۴ھ میں اس نے وفات پائی۔

نزاریہ کے معاملہ کے مضبوط ہونے کے بعد الرشید نے سرداروں اور سرکردہ کتابوں کے ہمراہ ان کی طرف موسیٰ بن یحییٰ کو روانہ کیا انہوں نے ان کا معاملہ درست کر دیا جس سے فتنہ تھم گیا حالات معمول پر آ گئے فتنہ کی سرداروں کی جماعتیں الرشید کے پاس لائی گئیں اس نے ان کا معاملہ یحییٰ بن خالد کے حوالے کر دیا اس نے انہیں معاف کر دیا اور انہیں چھوڑ دیا اس پر ایک شاعر نے چند اشعار کہے:

(۱)..... شام بھڑک اٹھا جو بچہ کے سر کو سفید کر دیتا ہے۔

(۲)..... موسیٰ نے اپنے سواروں اور فوجوں کے ساتھ ان پر ہلہ بول دیا۔

(۳)..... ایک برکت سے کل شام مطیع ہو گیا۔

(۴)..... یہ فیاض ہر فیاض سے فیاضی میں سبقت کر گیا۔

(۵)..... سخاوت میں اس نے اپنے باپ دادا کی روش اپنائی۔

(۶)..... موسیٰ نے قدیم وجدید سارا مال سخاوت کر دیا۔

(۷)..... موسیٰ نے بزرگی کی چوٹی کو پالیا حالانکہ وہ اس کے گہوارہ کی زائد چیز ہے۔

(۸)..... میں نے اسے اپنی نثری مدح اور قصیدہ میں خاص کر لیا۔

(۹)..... وہ برامکہ کی ایک بہترین شاخ ہے۔

(۱۰)......وہ بحر خفیف اور مدید کے تمام اشعار پر حاوی ہوگئے۔

اس سال رشید نے الغطریف بن عطا کو خراسان کی ولایت سے معزول کر کے حمزۃ بن مالک بن ہیثم کو الخزاعی العروس کو اس کی جگہ حاکم بنایا۔

اسی زمانہ میں الرشید نے جعفر بن یحییٰ بن خالد کو مصر کا نائب بنایا جعفر بن مہران (جو بدشکل گنجی ہتھیلیوں والا بھینگا تھا) کو مصر کا حاکم بنایا کیونکہ مصر کے نائب عیسیٰ بن موسیٰ نے الرشید کو خلافت سے معزول کرنے کا ارادہ کیا تھا الرشید نے قسم اٹھا کر کہا تھا کہ میں تجھے معزول کر کے سب سے خوبصورت شخص کو مصر کا حاکم بناؤں گا چنانچہ اس نے عمر بن مہران کو بلوا کر مصر کا حاکم بنادیا وہ اور اس کا غلام الگ الگ خچر پر سوار ہو کر مصر گئے۔ وہاں پہنچ کر وہ عیسیٰ کی مجلس میں لوگوں کے آخر میں بیٹھ گئے لوگوں کے جانے کے بعد عیسیٰ نے آنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ اللہ امیر کی اصلاح کرے پھر الرشید کے لکھے ہوئے خطوط اس کے حوالے کئے اس نے ان کو پڑھ کر پوچھا کہ آپ ہی عمر بن مہران ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں عیسیٰ نے کہا کہ اللہ فرعون پر لعنت کرے جس وقت اس نے کہا کہ میرے لئے ملک مصر نہیں ہے پھر عیسیٰ عملداری اس کے حوالے کر کے خود وہاں سے کوچ کر گیا، عمر بن مہران اپنے کام میں لگ گیا وہ لوگوں سے ہدیہ میں صرف سونا چاندی اور فرنیچر قبول کرتا تھا ہدیہ دینے والے کا نام ہدیہ پر لکھ لیتا تھا پھر اس نے رعایا سے بالاصرار خراج کا مطالبہ کیا ٹال مٹول کرنے والوں کو دھمکی دے کر کہتا تھا کہ جو ہونا تھا ہو چکا آئندہ کوئی ٹال مٹول نہ کرے اس نے بہت سا خراج جمع کر کے بغداد بھیج دیا ٹال مٹول کرنے والوں کو بھی بغداد بھیج دیا پس لوگوں نے اس کے ساتھ شائستگی اختیار کر لی۔

پھر عمر بن مہران خراج کی دوسری قسط کی وصولی کے لئے ان کے پاس گیا تو اکثر باشندے اس کو ادا کرنے سے قاصر رہے پھر اس نے ان سے وصول شدہ ہدایا منگوائے ان میں نقدی کو ان کے مالکوں کی طرف سے ادا کر دیا جو گندم کی صورت میں تھے انہیں فروخت کر کے ان کی طرف سے ادا کر دیا پھر انہیں کہا کہ میں نے تمہاری ضرورت کے وقت کام آنے کے لئے ان کو جمع کر کے رکھا تھا اس کے بعد اس نے دیار مصر کا تمام خراج وصول کر لیا جو اس سے پہلے کسی حاکم نے وصول نہیں کیا تھا اس کے بعد وہ واپس چلا گیا کیونکہ اس نے الرشید سے شرط لگائی تھی کہ جب مصر کے حالات درست ہو جائیں گے اور تمام خراج وصول ہو جائے گا تو میں واپس لوٹ آؤں گا۔

دیار مصر میں اس کے ساتھ اس کے غلام ابو درہ کے علاوہ کوئی لشکر نہیں تھا وہی اس کا دربان اور اس کے امور کا منتظم تھا۔

اس سال عبدالرحمٰن بن عبدالملک نے گرمیوں کی جنگ لڑی اس نے قلعہ فتح کیا۔ اسی زمانے میں رشید کی بیوی زبیدہ نے اپنے بھائی کے ساتھ حج کیا اس سال الرشید کا چچا سلیمان بن ابی جعفر منصور امیر حج تھا۔

خواص میں سے اس سال وفات پانے والے

ابراہیم بن صالح ......ان کا نام ابراہیم بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس مصر کے والی تھے اسی سال شعبان میں وفات پائی۔

ابراہیم بن ہرمہ ......اس کا نام ابراہیم بن علی بن سلمہ بن عامر بن ہرمہ ابواسحاق الفہری المدنی شاعر تھا اہل مدینہ کے وفد کے ساتھ منصور کے پاس یہ بھی آیا تھا یہ وفد پردہ کے پیچھے بیٹھ گیا وہ لوگوں کو پردے کے پیچھے سے دیکھ رہا تھا لوگ اسے نہیں دیکھ رہے تھے ابوالخصیب حاجب کھڑا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے امیر المؤمنین! یہ فلاں خطیب ہے وہ اسے حکم دیتا پھر وہ خطیب تقریر کرتا وہ کسی شاعر کا اعلان کرتا تو منصور اسے شعر کہنے کا حکم دیتا حتیٰ کہ سب سے آخر میں ابن ہرمہ کی باری آئی میں نے اس کو کہتے سنا نہ تجھے مبارک ہو نہ تیرے اہل کو مبارک ہو نہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں میں نے کہا میں ہلاک ہو گیا پھر اس نے مجھے شعر سنانے کا حکم دیا پھر میں نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں یہ اشعار تھے:

اس نے پہاڑی پر چلنے کے وقت اپنے کپڑے اتار لئے اور جدا ہونے والے ساتھی کے قریب ہو گیا حتیٰ کہ میں اپنے اس شعر پر پہنچ گیا جسے تو امان دے وہ ہلاکت سے امن میں آجاتا ہے جسے تو گم کر دے وہ گم ہو جاتا ہے،

راوی کا بیان ہے کہ اس نے پردہ اٹھانے کا حکم دیا تو اس کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا پھر اس نے بقیہ قصیدہ اپنے قریب ہونے اور اپنے

سامنے بیٹھنے کا حکم دیا پھر مجھے کہا کہ اے ابراہیم اگر تیرا جرم مجھے معلوم نہ ہوتا تو میں تجھے تیرے ساتھیوں پر فوقیت دیتا میں نے کہا اے امیر میں ہر جرم کا معترف ہوں پھر اس نے چھڑی لے کر مجھے دو ضربیں لگائیں میرے لئے دس ہزار اور خلعت کا حکم دیا مجھے معاف کر دیا اور مجھے میرے ساتھیوں میں شامل کر دیا۔

منصور جن باتوں کی وجہ سے اس سے ناراض ہوا تھا ان میں اس کا یہ قول بھی ہے:

(۱)...... مجھے آخر کب تک ان کی محبت کے بابت ملامت کی جائے گی بلاشبہ میں بنی فاطمہ سے محبت کرتا ہوں۔

(۲)...... وہ اس شخص کی لڑکی کے لڑکے ہیں جو محکمات دین اور قائم رہنے والی سنت لے کر آیا ہے۔

(۳)...... میں ان کی محبت کی وجہ سے چرنے والے اونٹوں کی پرواہ نہیں کروں گا۔

اخفش نے ثعلب کے واسطہ سے اصمعی کا قول نقل کیا ہے کہ ابن ہرمہ خاتم الشعراء تھے، ابوالفرض ابن الجوزی نے اسی سن ان کی وفات کا ذکر کیا ہے۔ وکیع بن جراح کے والد جراح بن ملیح، سعید بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن جمیل سترہ سال تک مہدی کے لشکر میں قضاۃ سنبھالنے والے ابوعبداللہ مدنی نے اسی سال وفات پائی۔

صالح بن بشیر مری...... عابد، زاہد خوف الٰہی کی وجہ سے خوب رونے والے تھے، ان کا وعظ بڑا پراثر ہوتا تھا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ سفیان کہا کرتے تھے کہ یہ قوم کے نذیر ہیں ایک بار مہدی نے انہیں اپنے پاس بلایا چنانچہ یہ گدھے پر سوار ہو کر ان کے پاس گئے اسی حالت میں خلیفہ کے قالین تک پہنچ گئے خلیفہ نے مہدی ہارون کو انہیں اتارنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے اتارا، صالح نے دل میں کہا کہ اگر آج میں نے حق بات نہ کہی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا اس کے بعد صالح نے بڑا پراثر وعظ کیا حتیٰ کہ مہدی کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں دوران وعظ انہوں نے مہدی کو مخاطب کر کے کہا کہ تجھ سے مخالفت کرنے والے شخص سے اللہ کا رسول جھگڑا کرے گا جس کے خصم آپ ﷺ ہوں گے اس کا خصم اللہ ہو گا اس لئے اللہ اور اس کے رسول کی مخاصمت کے لئے دلائل تیار کر لے تا کہ وہ تیرے لئے نجات دہ ہو وگرنہ ہلاکت کے لئے تیار ہو جا یہ بھی یاد رکھ بچھڑنے والوں میں سے تاخیر سے اٹھنے والا بدعت کی خواہش کا بچھڑا ہوا ہے، خوب ذہن نشین کر لے اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے کتاب وسنت پر قائم رہنے والا سب سے زیادہ ثابت قدم ہوتا ہے مہدی خوب رویا اس نے صالح کی تقریر دواوین میں لکھنے کا حکم دیا۔

اسی زمانے میں عبدالملک بن محمد بن ابی بکر عمرو بن حزم (جو قاضی بن کر عراق آئے تھے) نے وفات پائی۔

الرشید کے زمانے میں بغداد کے بیت المال کے منتظم فرج بن فضالہ تنوخی حمصی نے اسی سال وفات پائی ان کا سن ولادت ۸۸ھ ہے ۸۸ سال ہی کی عمر میں وفات پائی۔

ایک روز منصور کے محل میں داخل ہونے کے وقت فرج کے علاوہ سب کھڑے ہو گئے، منصور نے غصہ ہو کر ان سے اس کی وجہ پوچھی فرج نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کے اس کو ناپسند سمجھنے کی وجہ سے مجھے خوف ہو گیا کہ کہیں اللہ مجھ سے سوال کر لے منصور رو پڑا فرج کو قریب کر کے اس کی ضرورت پوری کی مسیب بن زہیر بن عمرو ابوسلمہ الضبی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ یہ منصور، مہدی، الرشید کے زمانے میں بغداد کے پولیس افسر تھے مہدی کے زمانے میں ایک بار خراسان کے والی بنے کل عمر ان کی ۹۶ سال تھی۔ وضاح بن عبداللہ ابوعوانہ السری نے بھی اسی سال وفات پائی راویت میں آئمہ مشائخ میں سے تھے اسی سال اسی (۸۰) برس سے متجاوز عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۱۷۷ھ

اسی سال الرشید نے جعفر برمکی کو مصر کی ولایت سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو حاکم بنایا۔ اسی طرح خراسان کی ولایت سے حمزہ بن مالک کو معزول کر کے فضل بن یحییٰ برمکی کو حاکم بنایا۔ واقدی کے قول کے مطابق اسی سال محرم کے آخر میں سخت آندھی چلی جس سے تاریکی چھا گئی یہی حال ماہ صفر میں بھی ہوا اس سال الرشید نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

شریک بن عبداللہ......ان کا نام شریک بن عبداللہ القاضی الکوفی النخعی ہے، ابواسحاق وغیرہ سے سماع کیا، فیصلوں اور احکام نافذ کرنے میں قابل تعریف تھے۔ ناشتہ کئے بغیر فیصلے کے لئے نہیں بیٹھتے تھے ناشتہ کے بعد اپنے موزہ میں ایک ورقہ نکال کر خوب غور سے پڑھتے اس کے بعد فیصلوں کے لئے لوگوں کو بلاتے۔ ان کے ساتھیوں نے اس ورقہ پر مطلع ہونے کی کوشش کی تو اس میں لکھا ہوا تھا اے شریک پلصراط کو یاد کر اے شریک اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر۔ اسی سال ذیقعدہ کے شروع میں ہفتہ کے روز انہوں نے وفات پائی۔

واقعات ۱۷۸ھ

اسی سال قیس اور قضاء کی ایک جماعت نے مصر کے حاکم اسحاق پر حملہ کر دیا اس سے قتال کر کے ایک بڑا فتنہ برپا کر دیا الرشید نے فلسطین کے نائب ہرثمہ بن اعین کو امراء کی ایک جماعت کے ہمراہ ان کے مقابلے میں بھیجا اس نے ان سے قتال کیا حتیٰ کہ انہوں نے اطاعت کا اقرار کر لیا ان کے ذمہ جو ٹیکس وغیرہ تھا وہ بھی ادا کر دیا، ہرثمہ اسحاق کے بدلہ ایک ماہ تک مصر کا حاکم رہا پھر رشید نے اسے معزول کر کے عبدالملک بن صالح کو امیر بنا دیا۔

اسی زمانہ میں افریقیوں کی ایک جماعت نے حملہ کر کے فضل بن روح بن حاتم کو قتل کر دیا آل مہلب کے افراد کو وہاں سے نکال دیا الرشید نے ان کی طرف ہرثمہ کو بھیجا جس کی وجہ سے وہ اطاعت کی طرف لوٹ آئے۔

سال رواں ہی میں الرشید نے تمام امور خلافت یحییٰ بن خالد بن برمکی کے سپرد کر دیئے۔

اسی برس ولید بن طریف کا جزیرہ سے خروج ہوا وہ وہاں کا حاکم بن بیٹھا اس کے باشندوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا پھر وہاں سے آرمینیہ چلا گیا اس کے بقیہ حالات آگے آرہے ہیں۔

اسی برس فضل بن یحییٰ خراسان گیا اس نے وہاں اچھی سیرت اختیار کی مساجد خانقاہیں بنوائیں ماوراء النہر کے علاقہ سے جنگ کی وہاں انہوں نے عباسیہ کے نام سے فوج تیار کی انہیں دوست بنایا ان کی تعداد پانچ لاکھ تھی ان میں سے بیس ہزار بغداد روانہ کئے جو کرمینیہ سے مشہور ہوئے اور اس کے بارے میں مروان بن ابی حفص کہتا ہے۔

(۱)......فضل ایک ستارہ ہے جو جنگ کے وقت دیگر ستاروں کی طرح غروب نہیں ہوتا۔

(۲)......وہ ایسی قوم کی بادشاہت کا حامی ہے جن کے تیر سفید ہیں اور ان کے ہاتھوں میں وراثتاً قرابتداری پائی جاتی ہے۔

(۳)......ساقی حجاج کے لڑکوں کے احسان سے وہاں ایسی فوجیں بن گئی ہیں جنہیں ان کے سوا کسی سے کوئی کام نہیں۔

(۴)......تو نے ہزاروں کی تعداد میں جنہیں تحریرات شمار نہیں کر سکتی پانچ سو کا نام لکھا ہے۔

(۵)......وہ ان لوگوں کی طرف سے جنگ کرتے ہیں کہ اگر ان کا نسب بیان کیا جائے تو وہ قرآن کی رو سے حضرت احمد کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔

(۶)......بلاشبہ فضل بن یحییٰ حسین اور سبز پتوں والا درخت ہے جو اپنے ہاتھوں کی سخاوت پر قائم رہتا ہے۔

(۷)......اس روز اس نے اپنا تہ بند مضبوطی سے باندھا اس پر ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا مگر اس کی بخشش سے لوگ مالدار بن گئے۔

(۸)......جنگ اور سخاوت کی بے شمار انتہاؤں کو اس نے طالبین کے لئے محفوظ کیا ہوا ہے جن کی وسعتوں سے پہلے ہی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔

(۹)......وہ اس وقت عقل عطا کرتا ہے جب وہ سخی کو عقل نہیں دیتا جب ہندی تلواریں سوتی جائیں تو وہ اچٹتی نہیں۔

(۱۰)......نہ وہ رضامندی چاہتا ہے اللہ کی رضامندی اس کا مقصود ہے۔

(۱۱)......اسے ناراضگی بھی حق کے سوا کسی طرف دعوت نہیں دی جا سکتی۔

(۱۲)...... تیرے عطیات بہ پڑے ہیں حتیٰ کہ تمام بارش اور سمندر کی موجیں بھی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی اس نے اس کے خراسان جانے سے قبل یہ اشعار سنائے۔

(۱۳)...... کیا تو نہیں دیکھتا کہ سخاوت آدم کے ہاتھ سے فضل کی ہتھیلی میں گر گئی۔

(۱۴)...... جب ابوالعباس کی بارش برستی ہے تو اس کی موسلا دھار بارش کا برسنا کیا خوب ہے۔

(۱۵)...... جب بچہ کی بھوک ماں کو خوف زدہ کرتی ہے تو وہ اسے فضل کے نام سے پکارتی ہے تو بچہ محفوظ ہو جاتا ہے۔

(۱۶)...... تیرے ذریعے اسلام زندہ ہوا اس لئے کہ تو ہی اس کی عزت ہے تو ایسی قوم سے ہے کہ اس کا بچہ بھی ادھیڑ عمر شمار ہوتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے مروان کو ایک لاکھ درہم دیئے سلم الخاسر کے بھی اشعار ہیں:

(۱)...... ان کے گھر میں بھوک کا خوف نہیں کیا جا سکتا جس کے پڑوس میں برمکی سمندر ہو۔

(۲)...... اسی قوم سے فضل بن یحییٰ بھی ہے وہ ایسا بگل ہے اس کی ہمسری نہیں کرسکتا۔

(۳)...... اس کے دو دن ہیں ایک دن سخاوت کا اور ایک دن جنگ کا گویا زمانہ ان دونوں کے درمیان اسیر ہے۔

(۴)...... جب برمکی بچہ دس سال کا ہوتا ہے تو اس کا ارادہ امیر یا وزیر بننے کا ہوتا ہے۔

فضل کو خراسان کے اس کے سفر میں عجیب چیزوں سے واسطہ پڑا اس نے متعدد شہر فتح کئے ان ہی میں کابل اور ماوراء النہر ہے اس نے ترکی کے بادشاہ کو بھی مغلوب کیا جو بہت طاقتور تھا بے شمار مال دیا۔ اس کے بعد بغداد اس کی واپسی ہوئی۔

جب وہ بغداد کے قریب پہنچا تو ہارون رشید اور سرکردہ لوگ اس کے استقبال کو نکلے شعراء وخطباء، سربرآوردہ لوگ اس کے پاس آئے اس نے لوگوں کو ایک ایک کروڑ اور پانچ کروڑ دیئے اس قدر مال تقسیم کیا کہ بغیر تکلیف ومشقت کے اس کا شمار مشکل ہے۔ ایک شاعر فضل کے پاس آیا بندھی ہوئی تھیلیاں اس کے پاس رکھی ہوئی تھیں جو لوگوں میں تقسیم کی جارہی تھیں اس پر اس شاعر نے شعر کہا اللہ کے فضل بن یحییٰ بن خالد کافی ہے اس کے ہاتھوں کی سخاوت نے بخیل سے بخل کیا فضل نے اس کے لئے بہت مال کا حکم دیا۔

اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم نے گرمیوں کی جنگ لڑی۔ سلیمان بن راشد نے سردیوں کی جنگ لڑی، اس سال مکہ کے نائب محمد بن ابراہیم نے لوگوں کو حج کرایا۔

جعفر بن سلیمان عنتر بن قاسم عبدالملک بن محمد قاضی بغداد کی وفات اسی سال ہوئی رشید نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کیا۔

واقعات ۱۷۹ھ

اسی سال فضل خراسان سے آیا عمر بن جمیل کو نائب بنایا رشید نے منصور بن یزید کو والی بنایا۔

اسی زمانہ میں رشید نے خالد کو دربانی سے معزول کر کے فضل بن ربیع کو حاجب بنایا۔

اسی برس خراسان میں حمزہ بن اترک کا ظہور ہوا اس کا حال آگے آرہا ہے اسی سال ولید بن طریف جزیرہ گیا وہاں اس کی قوت مضبوط ہوگئی اس کے متبعین میں اضافہ ہوگیا۔ رشید نے یزید کو اس کے مقابلے کے لئے بھیجا اس نے دھوکہ سے اسے قتل کر دیا اس کے ساتھی تتر بتر ہوگئے۔ فارعہ نے اپنے بھائی کے مرثیہ میں دو شعر کہے:

(۱)...... اے خابور کے درخت تجھے کیا ہوگیا کہ تو سبز ہے گویا ابن طریف پر تجھے غم نہیں ہوا۔

(۲)...... وہ ایسا نوجوان ہے جو تقویٰ کے زاد کا خواہاں ہے اور مال میں اسے صرف نیزے اور تلواریں پسند ہیں۔

اسی سال رشید شکریہ کے طور پر بغداد سے عمرہ کیلئے روانہ ہوا عمرہ سے فارغ ہو کر حج تک اس نے مدینہ میں قیام کیا پھر مکہ سے منیٰ اور منیٰ سے عرفات گیا تمام ارکان اس نے پیدل ادا کئے پھر بصرہ کے راستے بغداد واپس آیا۔

خواص کی وفات اسماعیل بن محمد...... ابن زید بن ربیعہ ابو ہاشم حمیری مشہور شعراء میں سے ہیں لیکن چھپا ہوا رافضی اور کٹر شیعہ تھا۔شراب نوش اور رجعت کا قائل تھا ایک روز اس نے ایک شخص سے کہا کہ مجھے ایک دینار قرض دے دو موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے وقت مجھ سے سو دینار لے لینا اس نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے اس وقت تیری شکل کتے یا خنزیر کی شکل میں تبدیل ہو جائے جس کی وجہ سے میرا دینار ضائع ہو جائے گا صحابہ پر اشعار میں سب وشتم کی وجہ سے اللہ اس کا بیڑہ غرق کرے۔

اصمعی کا قول ہے کہ اگر اس میں یہ برائی نہ ہوتی تو میں اس کے ساتھیوں میں سے کسی کو اس پر مقدم نہیں کرتا۔ابن الجوزی نے اس کے کچھ اشعار ذکر کئے ہیں ان کی شناعت کی وجہ سے میں نے انہیں ذکر نہیں کیا موت کے وقت اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا سخت تکلیف اسے پہنچی تھی۔وفات کے بعد صحابہ پر سب وشتم کی وجہ سے دفن بھی نہیں کیا گیا۔

حماد بن زید...... آئمہ حدیث میں سے ہیں صلحاء اور مسلمانوں کے سرداروں میں سے خالد بن عبداللہ کی وفات اسی سال ہوئی انہوں نے اپنے نفس کو چار بار اللہ سے خریدا تھا

امام مالک اوزاعی کے دوست الھقل بن زیاد ابوالاحوص کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان تمام کا ہم نے التکمیل میں تذکرہ کر دیا ہے۔

امام مالک...... مشہور آئمہ اربعہ میں سے ہیں ان کا نام مالک بن انس بن مالک بن عامر بن ابی عامر بن عمرو بن حارث بن غیلان بن حشد بن عمرو بن حارث ابوعبداللہ المدنی اپنے زمانہ کے امام دارالہجرت تھے۔متعدد تابعین سے روایت حدیث کی ان سے آئمہ کی ایک پوری جماعت نے روایت کی جس میں سفیان، شعبہ، ابن المبارک اوزاعی، ابن مہدی ابن جریج، لیث، یحییٰ بن سعید قطان وغیرہ ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ سب سے صحیح اسانید مالک عن نافع عن ابی عمر سفیان بن عینیہ کا قول ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ رجال میں سب سے زیادہ متبع شریعت تھے۔یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ابوامیہ کے علاوہ امام مالک نے جس سے بھی روایت کی وہ ثقہ تھے۔متعدد آئمہ کا قول ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نافع اور زہری کے اصحاب سے سب سے زیادہ واقف تھے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب تمہارے پاس حدیث آئے تو مالک اس کے امام ہیں نیز فرمایا کہ لوگ احادیث کے بارے میں امام مالک کے محتاج ہیں۔

اس کے علاوہ بھی امام مالک کے فضائل بے شمار ہیں آئمہ کے تعریفی کلمات امام مالک کے بارے میں بے شمار ہیں۔ابو مصعب کا قول ہے کہ میں نے امام مالک سے سنا میں نے کسی مسئلہ میں اس وقت تک فتویٰ نہیں دیا جب تک ستر افراد نے میرے بارے میں گواہی نہ دی کہ آپ اس کے اہل ہیں۔

امام مالک حدیث بیان کرتے وقت خوشبو لگاتے داڑھی میں کنگھی کرتے لباس زیب تن کرتے ان کی انگوٹھی کا نقش **حسبی اللہ و نعم الوکیل** تھا گھر میں داخل ہوتے وقت **ماشاء اللہ لاقوۃ الاباللہ** پڑھتے ان کے گھر میں رنگا رنگ قالین بچھے ہوئے تھے۔

محمد بن عبداللہ بن حسن کے خروج کے وقت آپ گھر میں ہی رہے تعزیت مبارکباد جمعہ جماعت اور کسی بھی سلسلہ میں گھر سے باہر نہیں آئے فرماتے جو کچھ بیان کیا جاتا ہے سب اسے نہیں جانتے نہ ہر شخص معذرت پر قدرت رکھتا ہے۔

وفات کے وقت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر **اشھد ان لاالہ الا اللہ** اور **للہ الامر من قبل ومن بعد** جاری تھا آپ نے ۸۵ سال کی عمر میں اسی سال ۱۴ صفر یا ربیع الاول کو اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے امام ترمذی نے متعدد طرق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ لوگ اونٹوں پر طلب علم کے لئے سفر کریں گے اس وقت مدینہ میں سب سے بڑا عالم ہوگا امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

ابن عینیہ سے منقول ہے کہ اس سے مراد امام مالک ہیں۔ابن عینیہ سے ایک دوسری روایت یہ بھی منقول ہے کہ اس سے مراد عبدالعزیز بن عبداللہ العمری ہیں۔

ابن خلکان نے وفیات میں تفصیل سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ذکر کئے ہیں۔

واقعات ۱۸۰ھ

اسی سال شام میں نزاریہ اور یمینیہ کے درمیان فتنہ بھڑک اٹھا جس سے رشید بہت پریشان ہو گیا اس نے جعفر برمکی کو امراء کی ایک جماعت اور لشکروں کے ہمراہ اس کی طرف روانہ کیا۔ اس کے شام پہنچتے ہی تمام لوگوں نے اطاعت کا اعلان کر دیا۔ جعفر برمکی نے گھوڑوں اور نیزوں اور تلوار والوں کا مکمل خاتمہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے اس فتنہ کی آگ کو ٹھنڈا کیا اس بابت شاعر کے شعر ہیں:

(۱)......شام میں فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی یہ اس کی آگ بجھانے کا وقت ہے۔

(۲)......جب آل برمک کی سمندر کی فوجوں نے جوش مارا تو اس آگ کے شعلے اور شرارے بجھ گئے۔

(۳)......امیر المؤمنین نے جعفر کے ذریعہ تیر مارا اور اس کا شگاف بند کر دیا۔

(۴)......اس نے مبارک خیال بزرگ کے ذریعے اسے تیر مارا جس پر شام کے نزاری اور قحطانی راضی ہو گئے۔

اس کے بعد جعفر نے عیسیٰ کو شام کا نائب مقرر کر کے بغداد واپسی کی۔ جب رشید سے ملا تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا۔ جعفر شام میں تنہائی کی وجہ سے اپنی طبیعت کے انقباض کا بکثرت ذکر کرنے لگا اور اس خدا کا شکر ادا کرنے لگا جس نے امیر المؤمنین کی طرف سے اس کی واپسی اور اس کے چہرہ کی دید کا احسان کیا۔

اسی زمانہ میں رشید نے جعفر کو خراسان و بجستان کا والی مقرر کیا۔ محمد بن حسن بن قحطبہ کو اس کا والی بنایا اس کے بیس روز بعد جعفر کو معزول کر دیا۔

اسی سال رشید نے خوارج کی کثرت کی وجہ سے موصل کی فصیل گروادی اور جعفر کو چوکیداروں کا امیر بنایا رشید نے رقہ کو وطن بنالیا اپنے لڑکے امین کو بغداد کا نائب اور عراق کا والی مقرر کیا۔ ہرثمہ کو افریقہ کی ولایت سے معزول کر کے بغداد بلالیا۔ جعفر نے اس کو چوکیداروں کا امیر مقرر کر دیا۔

سال رواں ہی میں مصر میں شدید زلزلہ آیا جس سے اسکندریہ کے منارہ کی چوٹی گر گئی۔

اسی زمانہ میں جرجان میں المحمرہ جماعت کا ظہور ہوا ان کا لباس سرخ تھا عمرو بن العمر کی انہوں نے اطاعت قبول کی جو زندیقیت کی طرف منسوب تھا۔ رشید نے کچھ افراد بھیج کر اسے قتل کرا دیا۔ اسی وقت اللہ نے ان کے فتنہ کی آگ بجھا دی۔

اس سال زفر بن عاصم نے گرمیوں کی جنگ کی۔ اس برس موسیٰ بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر......اہل مدینہ کے قاری اور بغداد میں علی بن مہدی کے استاد تھے علی بن مہدی نے اسی سال وفات پائی متعدد بار امیر حج بنے مشہور قول کے مطابق الرشید سے عمر میں کم تھے۔

حسان بن ابی سنان......ابن ابی اوفیٰ بن عوف تنوخی انباری ہیں سن ولادت ۶۰ھ ہے امام کی زیارت و دعا سے مشرف ہوئے ان کے خاندان میں قاضی وزراء اور صلحاء پیدا ہوئے۔ بنو امیہ و عباس دونوں کا دور دیکھا شروع میں نصرانی تھے بعد میں مشرف بہ اسلام ہوئے اسلام لانے کے بعد قابل رشک مسلمان بن گئے، عربی فارسی سریانی تینوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ جب سفاح نے ربیعہ کو انبار کا والی بنایا اس وقت ان کے سامنے عربی میں کتب کا ترجمہ کرتے تھے۔ ثقات میں سے عبدالوارث بن سعید البیروتی نے اسی سال وفات پائی۔

عافیہ بن زید......مہدی کے دور میں مشرقی بغداد کے قاضی قیس کے لڑکے ہیں (قیس اور ابن علاثہ دونوں جامع رصافہ میں فیصلے کرتے تھے) عافیہ عابد و زاہد متقی تھے۔

ایک روز مہدی کے پاس آکر کہنے لگے کہ اے امیر مجھے معاف فرما دیجئے مہدی نے کہا کہ کیوں؟ کیا کسی امیر نے تم پر اعتراض کیا کہنے لگے کہ

نہیں اصل بات یہ ہے کہ دو شخص میرے پاس مقدمہ لائے تھے ان میں سے ایک تازہ مشک کا میرے پاس تھال لائے (جو امیر المؤمنین کے لائق تھا) کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ یہ چیز مجھے پسند ہے لیکن میں نے اس کا ہدیہ قبول نہیں کیا صبح جب میں فیصلے کے لئے بیٹھا تو اس ہدیہ کی وجہ سے وہ دونوں میرے دل میں یکساں نہیں تھے بلکہ ہدیہ دینے والے کی طرف میرے دل کا جھکاؤ تھا لیکن اس کے باوجود میں نے قبول نہیں کیا اگر میں قبول کر لیتا تو معلوم نہیں کیا ہوتا۔ اس لئے مجھے معاف کر دیجئے چنانچہ مہدی نے اسے معاف کر دیا۔

اصمعی کا قول ہے کہ ایک روز میری موجودگی میں رشید کے پاس عافیہ کو لایا گیا کیوں کہ کچھ لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے تھے رشید ان کا جواب دے رہے تھے۔ مجلس طویل ہوگئی۔

اسی اثناء میں خلیفہ کو چھینک آگئی عافیہ کے علاوہ سب نے یرحمک اللہ کہا رشید نے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ آپ نے الحمد اللہ نہیں کہا اس نے حدیث سے دلیل دی رشید نے کہا کہ آپ اپنے کام پر واپس چلے جایئے قسم بخدا! ان لوگوں نے آپ پر غلط اعتراضات کئے آپ نے ایک چھینک کے بارے میں مجھ سے چشم پوشی نہیں کی پھر اس نے آپ کو نہایت احسن رنگ میں آپ کی حکومت کی طرف بھیج دیا۔

سیبویہ ...... ان کا نام عمرو بن عثمان بن قنبر ابو بشر جو سیبویہ سے مشہور اور نحویوں کے امام ہیں۔ حارث بن کعب یا آل ربیع بن زیاد کے غلام ہیں آپ کا نام سیبویہ ہے کیونکہ آپ کی والدہ آپ کو بچپن میں اٹھا کر اوپر نیچے کرتی تھیں سیبویہ سیب کی خوشبو کو کہتے ہیں۔ ابتدا میں آپ نے اہل حدیث اور فقہا کی صحبت اختیار کی حماد بن سلمہ سے لکھوانے کی درخواست کرتے۔ ایک روز حماد نے اعرابی غلطی کی تو سیبویہ کی نشاندہی کرنے پر ناراض ہو گئے سیبویہ نے ان سے کنارہ کشی اختیار کر کے خلیل بن احمد کی صحبت اختیار کر لی نحو میں مقام حاصل کر لیا پھر بغداد آ کر کسائی سے مناظرہ کیا سیبویہ حسین و جمیل صاف ستھرے نوجوان تھے۔ کسی نہ کسی درجے میں ان کا ہر علم سے تعلق تھا کمسن ہونے کے باوجود انہوں نے اہل ادب سے حصہ حاصل کیا سیبویہ نے نحو میں ایک بے مثال کتاب تصنیف فرمائی اس کے بعد آئمہ نحو نے اس کی شرح کرتے ہوئے اس کے سمندر میں غوطہ لگا کے اس سے موتی نکالے لیکن تہ تک پہنچنے سے قاصر رہے۔

ثعلب کا خیال ہے کہ اس کتاب کی تصنیف میں سیبویہ تن تنہا نہیں ہیں بلکہ چالیس افراد اس کام میں ان کے معاون رہے یہ کتاب خلیل کے اصول ہیں لیکن سیبویہ نے اس کی اپنی طرف نسبت کر دی۔

لغت میں سیبویہ کے استاد ابو الخطاب اور اخفش تھے۔ سیبویہ کہتے تھے کہ سعید بن ابی عروبہ عروبہ جمعہ کے دن کا نام ہے اور کہتے تھے کہ صرف عروبہ کہنے والا غلطی پر ہے۔ سیبویہ کا یہ قول یونس کے سامنے نقل کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ ان کا بھلا کرے۔ سیبویہ نے طلحہ بن طاہر کے پاس مقام حاصل کرنے کے لئے خراسان کا سفر کیا کیوں کہ طلحہ کو علم نحو بہت پسند تھا، سیبویہ وہاں ایسے بیمار ہوئے کہ اسی مرض میں وہیں ان کی وفات ہوگئی وفات کے وقت انہوں نے چند اشعار کہے:

(۱)...... دنیا کی امید رکھنے والا اس کی بقا کا خواں ہے امید کنندہ دنیا سے چلا جاتا ہے امید باقی رہ جاتی ہے۔

(۲)...... کھجور کا پودا لگانے والا اس کی بقا کی امید کرتا ہے پودا زندہ رہتا ہے پودا لگانے والا دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ بوقت وفات سیبویہ نے اپنا سر اپنے بھائی کی گود میں رکھا جسے دیکھ کر آپ کے بھائی کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں افاقہ ہونے کے بعد سیبویہ نے اپنے بھائی کو روتا دیکھ کر یہ شعر پڑھا:

ہم اکٹھے تھے زمانہ نے زمانہ دراز تک ہمیں جدا کر دیا زمانہ سے کون محفوظ رہ سکتا ہے۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ سیبویہ نے ۳۲ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔

عفیرۃ عابدۃ ...... آپ بہت غمخوار اور گریہ کرنے والی تھیں ایک باران کا قریبی سفر سے آیا تو اسے دیکھ کر رونا شروع کر دیا وجہ پوچھنے پر کہنے لگی کہ اس نوجوان نے مجھے اللہ کے سامنے حاضری یاد دلا دی اس وقت بعض خوش اور بعض غمگین ہوں گے۔ شافعیہ کے شیخ مسلم بن خالد زنجی کی وفات اسی سال ہوئی جو مکہ کے باشندوں میں سے تھے حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے لوگوں نے ان پر اعتراضات کئے۔

واقعات ۱۸۱ھ

اسی سال الرشید نے بلادروم میں جنگ کر کے صفات قلعہ فتح کرلیا اسی کے بابت مروان بن ابی حفصہ نے شعر کہا امیر المؤمنین انصاف پسند ہیں انہوں نے صفات کو چٹیل میدان بنادیا۔

سال رواں ہی میں عبدالملک بن صالح نے بلادروم میں جنگ کی وہ انقرہ تک پہنچ گیا اس نے مطمورہ فتح کرلیا۔اسی زمانہ میں المحمرہ پارٹی کا جرجان پر غلبہ ہوا۔

اسی برس الرشید نے خطوط کے شروع میں **بسم اللہ الصلواۃ علی رسول اللہ** لکھنے کا حکم دیا۔

اس سال رشید نے لوگوں کو حج کرایا۔ یحییٰ بن خالد نے ولایت کے بارے میں اس سے معافی چاہی اس نے معافی دے دی یحییٰ نے مکہ میں اقامت کی۔

اکابر امراء حسن بن قحطبہ حمزہ بن مالک حسن بن عرفہ کے شیخ خلف بن خلیفہ نے اسی سال وفات پائی۔

عبداللہ بن مبارک ......ابوعبدالرحمٰن المروزی ہیں ان کے والد ترکی تھے جو ہمزان کے بنی حنظلہ کے ایک تاجر کے غلام تھے۔عبداللہ بن مبارک ہمزان آمد پر اپنے مولیٰ کی اولاد سے حسن اخلاق کا معاملہ کرتے تھے۔ان کی والدہ خوارزمیہ تھی سن پیدائش ۱۱۸ھ ہے اسماعیل بن خالد اعمش ہشام بن عروہ حمید الطویل وغیرہ آئمہ تابعین سے سماع کیا۔ان سے ایک پوری جماعت نے احادیث روایت کی حفظ فقہ عربیت زہد سخاوت شعر کے امام تھے ان کی عمدہ عمدہ تصانیف ہیں اور اچھے اچھے حکیمانہ اشعار ہیں عمر کا اکثر حصہ جہاد و حج میں گزرا۔

آپ کا رأس المال تقریباً چار لاکھ تھا جو گردش کرتا رہتا تھا اس سے آپ شہروں میں تجارت کرتے تھے جہاں کوئی عالم نظر آجاتا اس سے حسن سلوک کرتے تھے آپ کو تجارت سے سالانہ ایک لاکھ نفع ہوتا تھا جو سب زاہدوں عابدوں اور علماء پر خرچ ہوتا بعض مرتبہ آپ راس الحال سے بھی خرچ کرتے تھے سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ عبداللہ بن مبارک اور صحابہ میں صرف صحابیت کا فرق تھا۔اسماعیل بن عیاش کا قول ہے کہ زمین پر میں نے عبداللہ بن مبارک جیسا شخص نہیں دیکھا۔عبداللہ بن مبارک تمام خصائل حمیدہ کے مالک تھے فرماتے تھے مجھے میرے ساتھیوں نے بتایا کہ انہوں نے عبداللہ بن مبارک کے ساتھ مصر سے مکہ کا سفر کیا وہ تمام ساتھیوں کو حلوہ کھلاتے اور خود روزہ رکھتے۔

عبداللہ بن مبارک ایک بار رقہ تشریف لے گئے تو ان کا بڑا شاندار استقبال ہوا الرشید کی ام ولد نے محل سے جھانک کر دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں انہیں بتایا گیا کہ یہ خراسان کے بزرگ عبداللہ بن مبارک ہیں جن کی زیارت کے لئے لوگ آئے ہوئے ہیں اس نے کہا کہ اصل بادشاہت تو ان کی ہے نہ کہ ہارون رشید کی کیونکہ لوگ ڈنڈے کے خوف سے اس کے نزدیک جمع ہیں۔

عبداللہ بن مبارک ایک بار حج پر تشریف لے گئے ایک شہر میں مردہ پرندہ پر آپ کا گزر ہوا تو آپ نے کوڑے میں اس کے ڈالنے کا حکم دیا آپ تمام ساتھیوں کے پیچھے تھے جب آپ اس مردہ پرندے کے پاس سے گزرے تو قریب گھر سے ایک عورت نکلی وہ اس پرندہ کو لپیٹ کر جلدی سے گھر میں چلی گئی عبداللہ بن مبارک نے اس سے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ ہم اتنے دن سے بھوکے ہیں ہمارے لئے مردار حلال ہے ہمارے والد کے پاس بہت مال تھا ان پر ظلم کر کے ان سے مال چھین کر انہیں قتل کر دیا گیا،عبداللہ بن مبارک نے خادم سے پوچھا کہ تیرے پاس کتنا خرچ ہے اس نے جواب دیا کہ ہزار دینار،انہوں نے کہا کہ اس میں سے بیس دینار رکھ کر باقی ان کو دے دو ہمارے لئے یہ حج سے افضل ہے۔اس کے بعد آپ بلا حج کے گھر واپس چلے گئے۔

آپ حج پر جاتے وقت اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے کہ جو حج پر جانا چاہتا ہے اپنا خرچ میرے پاس لے آئے میں اس پر خرچ کروں گا ان سے ان کا خرچہ لے کر تھیلی میں رکھ کر ان پر ان کا نام لکھ دیتے پھر سب کو صندوق میں رکھ دیتے۔پھر پورے سفر میں ہر ایک کی سواری اور کھانے کا انتظام کرتے تھے حج سے فارغ ہونے کے بعد ان سے پوچھتے کہ تم میں کسی نے گھر والوں کے لئے ہدیہ لینا ہے ان کے لئے ہدیے لیتے۔پھر واپسی میں راستہ ہی سے گھروں پر پیسے بھیج دیتے جس سے ان کے گھروں کی حالت اچھی ہو جاتی،پھر اپنے شہر پہنچنے کے بعد سب کی پرتکلف دعوت کرتے انہیں

کھانے کھلاتے پوشاک پہناتے پھر اس صندوق کو منگوا کر اس سے تھیلیاں نکال کر انہیں قسم دے کر کہتے کہ ہر شخص اپنے نام کی تھیلی اٹھالے چنانچہ وہ اٹھا کر شکر ادا کرتے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے تھے، ان کا زادِ سفر ایک اونٹ پر ہوتا تھا جس میں مختلف کھانے پینے کی چیزیں ہوتی تھیں آپ سخت گرمیوں میں وہ چیزیں ساتھیوں کو کھلاتے خود روزہ سے ہوتے۔

ایک بار عبداللہ بن مبارک سے ایک شخص نے سوال کیا آپ نے اسے ایک درہم دے دیا اس کے جانے کے بعد کسی نے آپ سے کہا کہ یہ شخص بھنا ہوا گوشت اور فالودہ کھاتا ہے یہ ایک درہم سے کم کا عادی تھا آپ نے فرمایا کہ اس کی ضرورت تو اس سے زیادہ میں پوری ہوگی پھر آپ نے اسے دوبارہ بلوا کر اسے دس درہم دیئے آپ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔

ابو عمر بن عبدالبر کا قول ہے کہ عبداللہ بن مبارک کی قبولیت، عدالت، جلالت اور امامت پر سب کا اتفاق ہے اسی سال ہیت مقام پر رمضان میں ۶۳ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

مفضل بن فضالہ...... دوبار مصر کے قاضی بنے دیندار ثقہ تھے ایک بار اللہ سے دنیا سے امید منقطع ہونے کا سوال کیا تو اللہ نے امید ختم کر دی اس کے بعد ان کی زندگی بے مزہ ہوگئی دنیا کی کوئی چیز اچھی نہیں لگتی تھی بالآخر اللہ سے دوبارہ امید بحال کرنے کی دعا کی تو اللہ نے دوبارہ امید بحال کر دی۔

یعقوب النائب...... العابد الکوفی علی بن موفق نے منصور بن عمار کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک رات میں گھر سے صبح ہو جانے کے خیال پر نکلا۔ باہر نکلنے کے بعد معلوم ہوا کہ ابھی رات کا کچھ حصہ باقی ہے اس وجہ سے باب صغیر کے پاس بیٹھ گیا اچانک میں نے ایک نوجوان کے رونے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا کہ اے اللہ آپ کی عزت وجلال کی قسم میں نے آپ کی معصیت اور مخالفت کا ارادہ نہیں کیا لیکن میرے نفس نے مجھے دھوکہ دیا میری بدبختی مجھ پر غالب آگئی مجھ پر تیرے لٹکے ہوئے پردہ نے مجھے دھوکہ دیا۔ اب تیرے عذاب سے مجھے کون بچائے گا؟۔ اگر تو نے مجھ سے قطع تعلقی کی تو میں تیرے علاوہ کس سے تعلق جوڑوں گا۔ گزشتہ گناہوں پر میں دل وجان سے نادم ہوں ہائے میری ہلاکت میں کتنی بار توبہ کروں گا کب تک واپس آتا رہوں گا اب اپنے رب سے شرم محسوس کرنے کا میرے لئے وقت آ گیا ہے۔

منصور کا قول ہے کہ میں نے تعوذ اور تسمیہ پڑھ کر یہ آیت (ترجمہ)...... ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں اس پر سخت فرشتے مقرر ہیں جو اس حکم کی نافرمانی نہیں کرتے جو انہیں دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں“ تلاوت کی اس کے بعد میں نے ایک شدید آواز سنی پھر میں اپنے کام پر چلا گیا واپسی پر میں اس دروازہ کے پاس سے گزرا تو ایک جنازہ رکھا ہوا تھا میں نے اس کے بابت پوچھا تو وہ جنازہ اسی نوجوان کا تھا۔

واقعات ۱۸۲ھ

اسی سال رشید نے اپنے لڑکے عبداللہ المامون کو اس کے بھائی امین ابن زبیدہ کے بعد ولی عہد بنانے کے لئے لوگوں سے بیعت لی یہ واقعہ حج سے واپسی پر رقہ میں پیش آیا اپنے لڑکے مامون کو جعفر بن یحییٰ برمکی کے ساتھ ملا دیا اس نے اس کو خادموں کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد بھیج دیا اور اسے خراسان اور اس کے ملحقہ علاقوں کا والی بنا دیا اس کا نام مامون رکھ دیا۔

اسی سال یحییٰ بن خالد مکہ کی مجاورت چھوڑ کر بغداد واپس آیا۔ اس سال عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح گرمیوں کی جنگ لڑتے لڑتے اصحاب کہف کے شہر تک پہنچ گئے۔

اسی زمانہ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی اس کی والدہ رینی کو اپنا سربراہ بنا لیا اس نے اپنا لقب رکھا۔ اس سال موسیٰ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

مشاہیر آئمہ شامیین میں سے اسماعیل بن عیاش حمصی اور خلفا اور برامکہ کی مدح کرنے والا مشہور شاعر مروان بن ابی حفصہ نے اسی سال وفات پائی۔

معن بن زائدہ...... آسودہ حال اور صاحب ثروت ہونے کے باوجود انتہائی بخیل تھا گوشت کا استعمال نہیں کرتا تھا گھر میں چراغ نہیں جلاتا تھا کھدر اور موٹا کپڑا استعمال کرتا تھا اس کا رفیق سلم الخاسر ہزار دینار کا حلہ زیب تن کر کے عمدہ خوشبو لگا کر سواری پر سوار ہو کر دار الخلافہ جاتا اور معن بن زائدہ اپنی اسی بری حالت میں ہوتا۔

معن ایک روز مہدی کے پاس جارہا تھا ایک عورت نے اس سے کہا کہ اگر خلیفہ تجھے کچھ دے تو اس میں سے مجھے بھی کچھ دینا معن نے کہا کہ اگر خلیفہ نے مجھے ایک لاکھ درہم دیئے تو میں تجھے ایک درہم دوں گا خلیفہ نے اسے ساٹھ ہزار درہم دیئے تو معن نے اسے دانق کا چوتھا حصہ دیا اسی سال رحلت فرمائی نصر بن مالک کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

قاضی ابو یوسف...... نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حسنہ ہے امام ابو یوسف کی والدہ کا نام حسنہ ہے اور والد کا نام بجیر بن معاویہ ہے۔ جنہوں نے احد کے روز ان کو کمسن سمجھا تھا۔ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے اصحاب میں سے تھے، اعمش، ہمام بن عروہ محمد بن اسحاق یحییٰ بن سعید وغیرہ سے احادیث روایت کی ان سے محمد بن حسن احمد بن حنبل یحییٰ بن معین نے روایت کی۔

علی بن جعد کا قول ہے کہ میں نے ابو یوسف کو کہتے سنا کہ بچپن ہی میں میرے والد کی وفات ہو گئی تھی میری والدہ نے مجھے دھوبی کے حوالے کیا میں دھوبی کے پاس جاتے ہوئے راستہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں بیٹھ جاتا میری والدہ مجھے تلاش کر کے وہاں سے اٹھا کر دھوبی کے پاس پہنچادیتی لیکن میں پھر وہیں پہنچ جاتا حتیٰ کہ اس نے تنگ آ کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ نے میرا لڑکا بگاڑ دیا ہے، یہ یتیم بچہ ہے اس کا گذر بسر صرف میرے سوت کاتنے پر ہے امام صاحب نے ان کی والدہ سے کہا کہ اے بے وقوف خاموش ہو جا! یہ ابھی علم حاصل کر رہا ہے اور یہ عنقریب فیروزج کی پلیٹوں میں پستہ کے تیل میں بنا ہوا فالودہ کھائے گا، ان کی والدہ نے جواب دیا کہ آپ فاتک العقل شیخ ہیں۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جب میں قاضی بنا (ہادی نے سب سے پہلے انہیں قاضی بنایا سب سے پہلے آپ کو ہی قاضی القضاۃ کا لقب دیا گیا۔ آپ کو قاضی قضاۃ الدنیا بھی کہا جاتا تھا، کیوں کہ جن علاقوں پر خلافت قائم تھی ان تمام علاقوں میں آپ خلیفہ کی نیابت بھی کرتے تھے) تو ایک روز میں رشید کے پاس تھا فیروزج کی پلیٹ میں فالودہ لایا گیا خلیفہ نے مجھے کہا کہ اسے کھایئے کیونکہ ایسی چیز کبھی کبھی تیار کی جاتی ہے میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ فالودہ ہے میں مسکرایا انہوں نے وجہ پوچھی میں نے کہا کہ کچھ نہیں انہوں نے کہا کہ آپ کو ضرور بتانا ہوگا پھر میں نے ان کو سارا واقعہ بتادیا جس پر انہوں نے فرمایا کہ علم انسان کے لئے نفع اور دنیا و آخرت میں بلندی درجات کا ذریعہ ہے پھر فرمایا کہ اللہ امام ابوحنیفہ پر رحم فرمائے بعض مرتبہ وہ عقل کی آنکھ سے وہ کچھ دیکھ جاتے ہیں کہ وہ سر کی آنکھ سے نہیں دیکھتے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام یوسف کے بارے میں فرماتے تھے کہ میرے اصحاب میں سب سے بڑا عالم امام ابو یوسف ہے، مدنی کا قول ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سب سے بڑے متبع للحدیث تھے۔ ابن المدینی کا قول ہے کہ ابو یوسف صدوق تھے۔ ابن معین کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ ثقہ تھے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ ابو یوسف جہم سے محفوظ تھے بشار الخفاف نے امام ابو یوسف کو کہتے سنا کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کلام حرام اس سے قطع تعلقی ضروری ہے اس سے سلام و کلام جائز نہیں ہے۔

امام ابو یوسف کا یہ قول سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے کیمیا کے ذریعے مال طلب کرنے والا مفلس ہوگا حدیث کے غرائب تلاش کرنے والا جھوٹا ہوگا علم کلام کو حاصل کرنے والا زندیق ہوگا۔

جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مدینہ میں رشید کی موجودگی میں صاع اور سبزیوں کی زکوٰۃ کے مسئلہ کے بارے میں

مناظرہ ہوا تو امام مالک نے دلیل میں اپنے اباؤ اسلاف کے زمانہ سے چلے آنے والے صاعوں کو پیش کیا اور یہ کہ خلفاء راشدین کے زمانے میں سبزیوں کی زکوٰۃ نہیں نکالی جاتی تھی۔ امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو میں دیکھ رہا ہوں اگر میرے ساتھی دیکھ لیتے تو وہ بھی میری طرح رجوع کر لیتے یہ امام یوسف کی طرف سے عدل کا مظاہرہ تھا۔

امام ابو یوسف کی مجلس میں علماء طبقات کے لحاظ سے بیٹھتے تھے حتیٰ کہ احمد بن حنبل نوجوان ہونے کے باوجود لوگوں کے درمیان مجلس میں آتے مناظرہ اور مباحثہ کرتے اس کے باوجود منصفانہ فیصلہ کرتے۔

امام یوسف فرماتے ہیں کہ ایک روز کے علاوہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مقدمات کے بارے میں مجھ سے باز پرس نہیں کرے گا۔ اس دن کا واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص نے مجھے آ کر کہا کہ میرا ایک باغ ہے جو امیر المؤمنین کے قبضے میں ہے میں نے امیر کے پاس جا کر اس کی بابت پوچھا انہوں نے کہا کہ باغ میرا ہے جو مہدی نے میرے لئے خریدا تھا میں نے کہا کہ اگر امیر مناسب سمجھیں تو میں مدعی کو آپ کے سامنے بلا کر آپ کو اس کا دعویٰ سنا دوں، چنانچہ میں نے اسے بلا کر اس کا دعویٰ امیر کو سنوا دیا میں نے پوچھا کہ اے خلیفہ آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے وہی جواب دیا کہ میرا باغ ہے پھر میں نے مدعی سے کہا کہ تم نے خلیفہ کی بات سن لی اس نے کہا کہ خلیفہ قسم اٹھائے میں نے خلیفہ سے قسم کے بارے میں پوچھا انہوں نے انکار کر دیا پھر میں نے خلیفہ سے کہا کہ میں تین بار آپ پر قسم پیش کروں گا اگر آپ نے قسم اٹھالی تو فبہا و گرنہ میں آپ کے خلاف فیصلہ سنا دوں گا۔ چنانچہ تین بار قسم پیش کرنے کے باوجود خلیفہ نے قسم نہیں اٹھائی تو میں نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ امام ابو یوسف خود فرماتے ہیں کہ اس روز میری خواہش تھی کہ میں اس مدعی کو اپنے سے جدا کر کے خلیفہ کے ساتھ بٹھا دوں لیکن میں ایسا نہیں کر سکا، پھر میں نے خلیفہ کو باغ مدعی کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔

معافی بن زکریا جریری نے متعدد طرق سے بشر بن ولید کا قول نقل کیا ہے کہ امام یوسف فرماتے ہیں ایک رات میں بستر پر محو آرام تھا اچانک خلیفہ کا ایلچی میرا دروازہ کھٹکھٹانے لگا میں گھبرا کر باہر نکلا اس نے کہا کہ خلیفہ نے آپ کو بلایا ہے چنانچہ میں خلیفہ کے پاس گیا اس وقت عیسیٰ بن جعفر بیٹھا ہوا تھا رشید نے مجھ سے کہا کہ میں عیسیٰ بن جعفر سے کہہ رہا ہوں کہ اپنی باندی مجھے فروخت کر دے یا ہبہ کر دے لیکن یہ نہیں کر رہا میں نے اس سے کہا ہے کہ اگر تو نے یہ کام نہیں کیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا میں نے عیسیٰ سے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میں طلاق عتاق کل مال کے صدقہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ نہ میں فروخت کروں گا اور نہ ہبہ کروں گا مجھ سے رشید نے کہا کہ اب اس کا کیا حل ہے میں نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ یہ نصف آپ کو ہبہ کر دے اور نصف بیچ دے چنانچہ اس نے اس کو نصف ہبہ اور نصف ایک لاکھ دینار میں فروخت کر دی جسے رشید نے قبول کر لیا اور باندی کو بلوایا رشید نے اسے دیکھنے کے بعد کہا کہ اس سے شب باشی کی کوئی صورت ہے؟ میں نے کہا کہ یہ باندی ہے جس کا استبراء لازمی ہے البتہ ایک صورت ہے کہ آپ اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لیں کیوں کہ حرۃ کا استبراء ضروری نہیں چنانچہ خلیفہ نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لی بیس ہزار دینار اسے مہر دیا خلیفہ نے مجھے دو ہزار درہم اور بیس کپڑے تھان دیئے دس ہزار دینار اس باندی نے مجھے دیئے۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں قاضی ابو یوسف کے پاس ریشمی کپڑے اور کچھ خوشبوئیں ہدیہ میں آئیں مجھ سے ایک شخص نے حدیث بیان کی کہ اگر کسی شخص کے پاس کوئی ہدیہ آئے تو اس وقت جو لوگ اس کے پاس موجود ہوں وہ ہدیہ ان سب میں مشترک ہوتا ہے۔ امام یوسف نے فرمایا کہ یہ حدیث پنیر، کھجور، کشمش کے بارے میں ہے یہ ہدایا جو تمہارے سامنے ہیں یہ ان میں سے نہیں، پھر آپ نے غلام سے کہا کہ یہ چیزیں بیت المال میں جمع کر دو انہیں ان میں سے کچھ نہیں دیا۔

بشر بن غیاث مریسی کا قول ہے کہ میں نے ابو یوسف کو کہتے سنا کہ میں نے سترہ سال ابو حنیفہ کی صحبت اختیار کی اور سترہ سال تک مجھ پر دنیا ٹوٹ پڑی اب میں سمجھتا ہوں کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اس کے چند ماہ کے بعد قاضی ابو یوسف نے دنیا سے رحلت فرمائی۔

اسی سال ماہ ربیع الاول میں قاضی ابو یوسف نے ۶۷ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کے بعد آپ کے لڑکے قاضی بنے جو مشرقی بغداد پر آپ کے نائب تھے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام شافعی کی قاضی ابو یوسف سے ملاقات ہوئی ہے جیسا کہ محمد بلوی کذاب نے امام شافعی کے اس سفر میں بیان کیا ہے جو آپ نے بغداد کے لئے اختیار کیا تھا اس نے کذب بیانی سے کام لیا امام شافعی پہلی بار ۱۸۴ھ میں بغداد آئے اس وقت امام شافعی کی محمد بن حسن

شیبانی سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کا اعزاز و اکرام کیا ان کے درمیان کسی قسم کی عداوت نہیں تھی جیسا کہ بعض ناواقف لوگوں کا خیال ہے۔

یعقوب بن داؤد بن طھمان ...... ابو عبداللہ جو عبداللہ بن حازم سلمی کا غلام ہے مہدی نے اس کو وزیر بنایا اس نے اس کے ہاں اونچا مرتبہ حاصل کیا ماقبل میں گزر چکا ہے کہ مہدی نے یعقوب کو علوی کے قتل کا حکم دیا یعقوب نے اسے چھوڑ دیا اس کی باندی نے مہدی سے چغلخوری کی مہدی نے یعقوب کو ایک کنویں میں ڈال کر اس پر قبہ چن دیا اس کے بال اگ آئے حتیٰ کہ بہائم کے بالوں کی طرح ہو گئے۔ اس کی بینائی ختم ہو گئی یعقوب پندرہ سال اس کنویں میں رہا اس حالت میں کوئی آواز وغیرہ نہیں سنتا تھا نمازوں کے اوقات اسے بتائے جاتے تھے ہر روز ایک چپاتی اور ایک لوٹا پانی کا اس کی طرف لٹکایا جاتا تھا۔ اسی حالت میں مہدی ہادی کا دوسرا دور گزر گیا اور الرشید کا دور شروع ہو گیا یعقوب کہتا ہے کہ ایک رات خواب میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ، شعر:

(۱)...... ہو سکتا ہے سختی کے پیچھے کشادگی ہو۔

(۲)...... پس خوف والا امن میں آ جائے قیدی رہا ہو جائے اور اس کے دور کے اہل آ جائیں۔

صبح ہوتے ہی مجھے آواز دی گئی ہے مجھے خیال آیا کہ شاید مجھے نماز کا وقت بتایا جا رہا ہے میری طرف ایک رسی پھینک کر مجھے کہا گیا کہ اسے اپنی کمر سے باندھ لو پھر انہوں نے مجھے کنویں سے نکال لیا جب میں نے روشنی دیکھی تو مجھے کچھ نظر نہیں آتا تھا مجھے خلیفہ کے سامنے کھڑا کر کے سلام کا حکم دیا گیا میں نے مہدی سمجھ کر سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ میں مہدی نہیں ہوں میں نے پوچھا کہ ہادی ہو انہوں نے کہا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ السلام علیکم یا امیر المؤمنین الرشید! انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہنے لگا کہ واللہ تیرے متعلق کسی نے مجھ سے سفارش نہیں کی لیکن گزشتہ رات میں نے اپنی چھوٹی بچی کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا مجھے یاد آ گیا کہ آپ بھی مجھے اسی طرح کندھے پر اٹھاتے تھے جس کی وجہ سے مجھے آپ کی حالت پر رحم آ گیا اور میں نے آپ کو باہر نکلوایا۔ پھر رشید نے اس کا اعزاز و اکرام کیا۔

یحییٰ بن خالد برمک کو اس پر غیرت آئی اور اس کو خطرہ ہو گیا کہ کہیں دوبارہ اسے وزیر بنا دیا جائے اور یعقوب بھی اس کی بات سمجھ گیا یعقوب نے رشید سے مکہ جانے کی اجازت مانگی تو الرشید نے اسے اجازت دے دی چنانچہ اس کے بعد وہ مکہ چلا گیا وہیں اس سال اس نے وفات پائی یعقوب نے کہا کہ یحییٰ کو میرے متعلق دوبارہ وزیر بننے کا خطرہ ہے واللہ اگر مجھے دوبارہ وزیر بنایا گیا تو میں یہ قبول نہیں کروں گا۔

حدیث میں امام احمد کے شیخ یزید بن زریع ابو معاویہ کی بھی اسی سال وفات ہوئی یہ ثقہ عالم عابد متقی تھے ان کے والد بوقت وفات بصرہ کے حاکم تھے انہوں نے ترکہ میں ۵۰۰ درہم چھوڑے یزید نے ان میں سے ایک بھی درہم نہیں لیا یہ خود کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بنا کر اسے فروخت کرتے تھے اسی سے اپنے اہل و عیال کی کفالت کرتے تھے اسی سال یا اس سے گزشتہ سال بصرہ میں وفات پائی۔

واقعات ۱۸۳ھ

اسی سال آرمینیہ کے درہ سے خزایوں نے لوگوں پر حملہ کر کے شہروں میں فساد برپا کر دیا مسلمانوں اور ذمیوں میں سے ایک لاکھ افراد گرفتار کر لئے بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا۔ آرمینیہ کا نائب سعید بن مسلم شکست کھا گیا رشید نے خازم بن خزیمہ اور یزید بن مزید کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا انہوں نے ان شہروں کے فساد کو ختم کر کے ان کی اصلاح کر دی۔ اس سال عباس بن موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال خواص میں سے وفات پانے والے حضرات

علی بن فضیل بن عیاض نے اپنے والد کی زندگی میں وفات پائی یہ بہت بڑے عابد، متقی بہت گریہ کرنے والے تھے۔

محمد بن صبیح ابو العباس موسیٰ بن عجل مذکر نے اسی سال وفات پائی ابن سماک سے مشہور ہیں اسماعیل بن ابی خالد اعمش، ثوری ہشام بن عروۃ

وغیرہ سے روایت کی۔

ایک روز رشید کہنے لگے کہ تجھے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے پس غور کر کہ جنت دوزخ میں کون سا تیرا ٹھکانہ ہوگا؟ یہ سن کر رشید اس قدر رویا کہ قریب تھا کہ اس کی موت واقع ہو جاتی۔

موسیٰ بن جعفر...... ابن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ابوالحسن الہاشمی انہیں الکاظم بھی کہا جاتا ہے سن ولادت ۱۲۸ھ یا ۱۲۹ھ ہے بڑے عابد و صاحب مروت تھے انہیں کسی کے متعلق پتہ چلتا کہ وہ انہیں تکلیف پہنچائے گا تو یہ اس کے پاس سونا اور دیگر چیزیں ہدیتاً بھیجتے تھے ان کی مذکر و مؤنث اولاد کی کل تعداد چالیس تھی ایک بار غلام نے آپ کو عصیدہ ہدیہ کیا آپ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا جس کھیت میں اس غلام کی سکونت تھی اسے بھی ہزار دینار میں خرید کر اس کے حوالے کر دیا۔

ایک بار مہدی نے موسیٰ بن جعفر کو بلا کر قید کر دیا ایک رات مہدی نے خواب میں دیکھا کہ علی بن ابی طالب اسے کہہ رہے ہیں اے محمد (ہوسکتا ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو) مہدی گھبرا کر بیدار ہوا اسی وقت موسیٰ کو جیل سے نکلوا کر اپنے ساتھ بٹھایا اس سے معانقہ کیا اس سے عہد لیا کہ آئندہ وہ مہدی اور اس کی اولاد کے خلاف بغاوت نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ نہ میں نے ایسی بات سوچی اور نہ میری عادت ہے مہدی نے کہا تم نے سچ کہا اس کے لئے تین ہزار کا حکم دیا اسے مدینہ بھیج دیا چنانچہ صبح ہونے سے پہلے ہی وہ مدینہ پہنچ گیا اس کے بعد وہ مسلسل رشید کے زمانے تک مدینہ میں رہے حتیٰ کہ جب رشید حج پر آیا تو روضہ اقدس پر حاضری کے وقت موسیٰ بھی اس کے ساتھ تھے۔ روضہ اقدس پر رشید نے سلام کرتے ہوئے کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ یا ابن عم! موسیٰ نے کہا کہ السلام علیک یا ابت! رشید نے کہا کہ اے ابوالحسن یہ فخر کی بات ہے۔

یہ بات رشید کے دل میں کھٹکتی رہی حتیٰ کہ ۱۶۹ھ میں اسے بلوا کر قید کر دیا موسیٰ نے طویل عرصہ تک قید میں رہنے کے بعد اسے خط لکھا اما بعد یا امیر المؤمنین بلا شبہ میری تکلیف ایک دن بھی دور نہیں ہوئی لیکن تیری آسودہ حالی ایک روز ختم ہو جائے گی اور ہم دونوں ایک ایسے دن کی طرف رواں دواں ہیں جس دن باطل اعمال کرنے والوں کو نقصان ہوگا اسی سال ۲۵ رجب کو موسیٰ کی وفات بغداد میں ہوئی وہاں پر ان کی قبر مشہور ہے۔

ہاشم بن بشیر بن ابی حازم...... القاسم بن دینار ابو معاویہ السلمی الواسطی ان کے والد حجاج کے طباخ تھے بعد میں سالن فروخت کرنے کا مشغلہ اختیار کر لیا تھا ان کے والد ان کو طلب علم سے منع کرتے تھے لیکن یہ سماع حدیث سے نہیں رکے۔ اتفاق سے ایک بار ہاشم بیمار ہو گئے تو واسط کے قاضی ابوشیبہ لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ ان سے ملنے کے لئے آئے اور ان کی عیادت کی ان کے والد خوشی میں ہاشم سے کہنے لگے کہ کیا تو اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ قاضی تجھ سے ملنے آیا ہے آج کے بعد میں تمہیں طلب حدیث سے نہیں روکوں گا۔ ہاشم سادات علماء میں سے تھے ان سے مالک، شعبہ، ثوری احمد بن حنبل اور ایک جماعت نے روایت حدیث کی۔ صلحاء عابدین میں سے تھے موت سے قبل دس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کی۔

یحییٰ بن زکریا...... ابن ابی زائدہ مدین کے قاضی ائمہ ثقات میں سے تھے نحو میں ان کے استاد ابوعمرو بن علاء وغیرہ تھے۔ کسائی فراء وغیرہ ان کے شاگردوں میں رہے بصرہ میں ان کا حلقہ لگتا تھا جن میں اہل علم ادباء امراء غرباء سب شریک ہوتے، اسی سال ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۱۸۴ھ

اسی سال رشید کوفہ سے بغداد واپس ہوا اس نے لوگوں سے خراج کے بقایاجات وصول کئے نہ دینے والوں کو مارنے اور قید کرنے کے لئے ایک شخص مقرر کیا اطراف بلاد پر لوگوں کو مقرر کیا ایک جماعت کا عزل و نصب کیا۔

اسی زمانہ میں جزیرہ میں ابوعمرو شاری کا ظہور ہوا رشید نے اس کی طرف شہرزور روانہ کیا۔

اس سال ابراہیم بن محمد عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات ...... احمد بن الرشید، زاہد، عابد درویش تھا اپنے ہاتھ کی کمائی پر گزر بسر کرتا تھا۔ مٹی کے برتن بنا کر فروخت کرتا۔ ان کی ملکیت میں صرف بیلچہ اور کلہاڑی تھی پورے ہفتے میں ایک درہم اور دانق کماتا تھا صرف ہفتہ کے دن مزدوری کرتا پھر پورا ہفتہ اس سے کھاتا ایک دن کے علاوہ تمام دن عبادت میں مشغول رہتا۔

بعض کا قول ہے کہ احمد زبیدہ کے بطن سے تھا۔ صحیح بات یہ ہے کہ ہارون رشید کی ایک معشوقہ تھی جس سے اس نے بعد میں شادی کر لی تھی وہ حاملہ ہوگئی ہارون نے اس کو سرخ یاقوت کی انگوٹھی اور کچھ نفیس اشیاء دے کر بصرہ بھیج دیا اس سے کہا کہ جب میں خلیفہ بن جاؤں تو تم میرے پاس آ جانا لیکن ہارون کے خلیفہ بننے کے بعد نہ عورت آئی نہ بچہ آیا بلکہ دونوں روپوش ہوگئے ہارون کو کسی نے دونوں کی مرنے کی غلط خبر دی ہارون بسیار کوشش کے بعد بھی ان کی تلاش میں ناکام رہا۔ احمد مزدوری کر کے اس سے کھاتا پھر بغداد آ کر بھی ایک عرصہ تک مزدوری کرتا رہا یہ خلیفہ کا لڑکا ہونے کے باوجود لوگوں سے اس کا تذکرہ نہیں کرتا تھا۔

اتفاق سے وہ جس کا کام کرتا تھا اس کے گھر میں بیمار ہوگیا اتنا سخت بیمار ہوا کہ اسے اپنی موت کا یقین ہوگیا اس وقت اس نے اپنی انگوٹھی نکال کر اس شخص سے کہا کہ میری وفات کے بعد یہ انگوٹھی خلیفہ کے حوالے کر دینا اور اسے کہہ دینا کہ ایک دن تمہاری بھی موت آنی ہے پھر تو وہاں نادم ہوگا لیکن اس وقت ندامت کا کوئی فائدہ ہوگا اور اللہ کے سامنے پیشی سے ڈر ہوسکتا ہے کہ یہ ہماری آخری ملاقات ہو۔ جو چیزیں تیرے پاس ہیں اگر یہ دائمی ہوتیں تو دوسروں سے تجھ تک نہ پہنچتیں یہ تیرے بعد کسی دوسرے کو مل جائیں گی گزشتہ لوگوں کے احوال سے تو پہلے ہی واقف ہے۔

اس شخص کا قول ہے کہ اس کی وفات کے بعد میں نے اسے دفن کر دیا خلیفہ کے پاس پہنچ کر میں نے اجازت مانگی تو اجازت مل گئی خلیفہ نے اس سے پوچھا کہ کوئی کام ہے اس نے کہا یہ انگوٹھی فلاں شخص نے تجھ تک پہنچانے کے لئے مجھے کہا ہے کچھ اور باتیں بھی اس نے تیری بابت کہی ہیں خلیفہ نے انگوٹھی دیکھ کر پہچان لی خلیفہ نے کہا کہ افسوس یہ صاحب کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ اس کی وفات ہوگئی پھر میں نے اس کی باتیں اس تک پہنچا دی میں نے یہ بھی بتایا کہ وہ ہفتہ میں ایک دن مزدوری کرتا تھا پھر پورا ہفتہ اس سے کھاتا تھا اور عبادت میں مشغول رہتا تھا جب اس نے یہ باتیں سنیں تو اس کی آنکھ اشکبار ہوگئیں کہنے لگا کہ اے میرے لڑکے کاش تو مجھے نصیحت کرتا پھر رو کر اس سے پوچھنے لگا کہ کیا تو نے اس کی قبر دیکھی ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے دفن کیا اس نے کہا شام کو میرے پاس آنا چنانچہ میں شام کو اس کے پاس گیا پھر وہ میرے ساتھ اس کی قبر پر آیا۔ اور صبح تک روتا رہا پھر اس نے اس شخص کو دس ہزار درہم دیئے اور اس کے اہل وعیال کا روزینہ مقرر کر دیا۔

عبداللہ بن مصعب ...... ابن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر بن عوام توشی الاسدی بکار کے والد ہیں الرشید نے انہیں مدینہ کی ولایت کی پیش کش کی تو انہوں نے عدل کی شرط کے ساتھ اسے قبول کر لیا پھر اس نے آپ کو یمن کا بھی نائب بنا دیا یہ عادل حکماء میں سے تھے حاکم بننے کے وقت ان کی عمر ستر سال تھی۔

عبداللہ بن عبدالعزیز العمری ...... انہوں نے ابوطوال کا زمانہ پایا اپنے والد اور ابراہیم بن سعد سے روایت کی۔ یہ عابد زاہد تھے ایک روز الرشید کو بڑا بلیغانہ وعظ کیا صفا پر کھڑے ہوئے اسے کہا یہ سب لوگ جو یہاں جمع ہیں ان سب سے قیامت کے روز ان کے نفس کے بارے میں سوال کیا جائے گا ہارون بہت رویا حتیٰ کہ یکے بعد دیگرے آنسوں صاف کرنے کے لئے کئی رومال لائے گئے پھر ہارون سے کہا کہ اسراف کرنے والے کو منع کرنا ضروری ہے جو تمام مسلمانوں کے مال میں اسراف کرے اسے کیوں کر منع کرنا ضروری نہیں ہوگا پھر اس کے بعد عبداللہ نے وعظ بند کر دیا اسی سال ۶۶ سال کی عمر وفات پائی۔

محمد یوسف بن مروان ...... ابوعبداللہ اصبہانی نے تابعین کا زمانہ پایا عابد زاہد تھے عبداللہ ان کو عروس الزھاد سے یاد کرتے تھے یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں کہ میں نے ان سے افضل کسی کو نہیں پایا ابن مہدی ء کا قول ہے کہ میں نے ان جیسا شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نان باز اور سبزی فروش سے خریداری نہیں کرتے تھے اجنبی شخص سے خریداری کرتے تھے کہتے تھے کہ مجھے خطرہ ہے کہ میں واقف لوگوں کے دین سے نہ کھیل بیٹھوں اسی وجہ سے ناواقف لوگوں سے خریداری کرتا ہوں سردی گرمی سوتے وقت جبہ نہیں اتارتے تھے، چالیس سال سے کم عمر ہی میں ان کی وفات ہوگئی۔

واقعات ۱۸۵ھ

اسی سال اہل طبرستان نے اپنے متولی مہرویہ الرازی کو قتل کر دیا رشید نے عبداللہ بن سعید کو والی بنایا۔
اسی سال حمزہ الشاری نے بلاد بازغیس میں فساد برپا کیا عیسیٰ بطن علی نے دس ہزار کے لشکر کے ہمراہ اس کا مقابلہ کیا کابل اور زبلستان تک اس نے حمزہ کے لشکر کا تعاقب کیا۔
اسی زمانہ میں ابوالخصیب کا ظہور ہوا وہ ابیورد طوس نیساپور پر غالب آ گیا مرو کا اس نے محاصرہ کر لیا اس کا معاملہ قوت پکڑ گیا۔
اسی برس یزید بن مزید کی وفات ہوئی۔ الرشید نے اس کے لڑکے اسد بن زید کو والی بنایا وزیر یحییٰ نے اس سال رمضان میں خلیفہ سے عمرہ کی اجازت طلب کی تو اجازت مل گئی پھر اس نے فوج کے ہمراہ حج تک وہیں پڑاؤ کیا اس سال امیر حج منصور بن محمد تھا۔

عبدالصمد بن علی ۔۔۔۔۔۔ ابن عبداللہ بن عباس سفاح اور منصور کے چچا سن ولادت ۱۰۴ھ ہے بہت موٹے تازہ تھے انہوں نے اپنے دانت تبدیل نہیں کئے ان کی جڑ ایک ہڈی تھی، ایک دن خلیفہ رشید سے کہنے لگے آج کی مجلس میں خلیفہ کے چچا کے چچا جمع ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ عبدالصمد خلیفہ کے چچا کا چچا ہے کیونکہ وہ اس کے دادا کا چچا ہے عبدالصمد نے متعدد طرق سے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ نیکی اور احسان عمروں میں زیادتی گھروں کی آبادی اور اموال میں زیادتی کا ذریعہ ہیں اگر چہ قوم گناہ گار ہو۔ اسی طرح یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ نیکی اور احسان قیامت میں حساب کو ہلکا کرنے والے ہیں پھر یہ آیت تلاوت کی:

''جو لوگ اس چیز کو جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے بھی خوف کھاتے ہیں''۔

اس قسم کی اور بھی احادیث روایت کی ہیں محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس جو امام سے مشہور ہیں منصور کے دور خلافت میں چند سال تک امیر حج رہے بغداد میں وفات پائی امین نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی عباسیہ میں دفن کئے گئے۔
مشائخ حدیث میں سے تمام بن اسماعیل عمرو بن عبید و مطلب زیاد۔ معافی بن عمران، یوسف بن ماجشون اوزاعی کے بعد مغازی علم عبادت میں اہل شام کے امام ابواسحاق فزاری نے اسی سال وفات پائی۔

رابعہ عدویہ ۔۔۔۔۔۔ یہ رابعہ بنت اسماعیل آل عتیک کی باندی ہیں مشہور عابدہ ہیں ابونعیم نے حلیہ اور الرسائل میں ابن الجوزی نے صفوۃ الصفوۃ شیخ شہاب الدین نے معارف میں ان کا ذکر کیا اکثر لوگوں نے ان کی تعریف کی داؤد سجستانی نے اعتراض کرتے ہوئے ان پر زندیقیت کا الزام لگایا، ہو سکتا ہے کہ ان کو اس بارے میں ان کے متعلق کوئی بات پہنچی ہو۔ السہروردی نے معارف میں رابعہ عدیہ پر اشعار کہے:

(۱) ۔۔۔۔ میں نے تجھے دل میں اپنے سے باتیں کرنے والا پایا اپنے پاس بیٹھنے والے کے لئے میں نے جسم مباح کر دیا۔
(۲) ۔۔۔ میرا جسم ہمنشین کے لئے مونس ہے میرے دل کا حبیب میرے دل میں انیس ہے۔

مؤرخین نے رابعہ کے بہت سے اعمال صالحہ اور عمدہ احوال، دن میں روزہ رکھنے اور رات میں تہجد کا بیان کیا۔ ان کے لئے رؤیا صالحہ بھی دیکھے گئے قدس شریف میں وفات پائی ان کی قبر اس کے مشرق میں پہاڑ پر ہے۔

واقعات ۱۸۶ھ

اسی سال علی بن عیسیٰ بن ماہان مرو سے ابوالخصیب سے جنگ کے لئے نکلا اس نے اس سے قتال کر کے اس کی خواتین اور بچوں کو گرفتار کر لیا اور خراسان کی حالت ٹھیک ہو گئی۔

اس سال الرشید کو حج کرایا اس موقع پر اس کے ساتھ اس کے دولڑ کے محمد امین اور عبداللہ مامون بھی تھے ان سب نے حرمین میں ایک کروڑ پچاس لاکھ خرچ کئے کیونکہ خلیفہ اور اس کے دونوں لڑکوں نے لوگوں میں مال تقسیم کیا پھر رشید نے اپنے دونوں لڑکوں کے بعد قاسم کی ولی عہدی کے لئے بیعت لی۔ اس کا لقب مؤتمن رکھا اسے جزیرہ ثغور عواصم کا والی بنایا کیونکہ عبدالملک بن صالح (جس کی گود میں قاسم تھا) نے بادشاہ کو اشعار لکھے جب اس نے اپنے دونوں لڑکوں کو ولی عہد بنایا۔

(۱)......اے وہ بادشاہ! اگر وہ ستارہ ہوتا تو سعد ہوتا۔

(۲)......قاسم کے لئے بیعت لے بادشاہت کے لئے چقماق رگڑ۔

(۳)......اللہ یکتا ہے تو ولی عہدوں کو بھی یکتا بنادے۔

چنانچہ خلیفہ رشید نے ایسا ہی کیا بعض نے اس کی مدح کی بعض نے اس کی مذمت کی لیکن قاسم کے لئے امر کی تکمیل نہ ہوسکی بلکہ امیدوں کے پانے سے پہلے ہی موت نے اسے اچک لیا۔ رشید نے حج سے فارغ ہو کر اپنے ساتھ آنے والے امراء اور وزراء کو بلوایا اپنے دونوں لڑکوں امین اور مامون کو بھی بلایا ایک کاغذ پر قاسم کی ولی عہدی کی تحریر لکھی، امراء اور وزراء نے اس پر گواہی ڈالی۔ رشید نے اس تحریر کو خانہ کعبہ میں لٹکانا چاہا لیکن وہ گر گئی، اس کے متعلق کہا گیا کہ یہ معاملہ جلد بگڑ جائے گا چنانچہ فی الواقع بھی یوں ہی ہوا جیسا کہ آرہا ہے ابراہیم موصلی نے اس تحریر کو کعبہ میں لٹکانے کے بارے میں چند اشعار کہے:۔

امور میں انجام کے اعتبار سے اور مکمل ہونے کے اعتبار سے بہترین وہ احکام ہیں جن کا فیصلہ اللہ رب العزت نے بلدحرام میں کیا۔ اس مقام پر ابوجعفر بن جریر نے طویل کلام کیا۔ ابن الجوزی نے منتظم میں اس کی اتباع کی۔

اس سال وفات پانے والوں میں سے خواص حضرات

اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم ابوریان نے اسی سال رمضان میں وفات پائی۔ کرمان کے قاضی حسان بن ابراہیم نے ایک سو سال کی عمر میں وفات پائی۔

سلم الخاسر الشاعر......یہ سلم بن عمرو بن حماد بن عطاء ہیں، خاسر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے قرآن پاک فروخت کر کے امراءالقیس کا دیوان خریدا تھا۔ بعض کا قول یہ ہے کہ سلم کو فن ادب میں دولاکھ کے انشاء پر قدرت حاصل ہے۔ جیسا کہ اس نے موسیٰ ہادی کے بابت اشعار کہے:

(۱)......موسیٰ بارش ہے پہلی بارش پھر مسلادھار بارش وہ کس قدر آزمودہ ہے۔

(۲)......پھر وہ نرم خو ہے کس قدر طاقت ور ہے۔

(۳)......پھر معاف کرنے والا انصاف پسند ہے۔

(۴)......اعمال صالحہ کا عادی لوگوں میں سے بہترین ہے۔

(۵)......مضر کی شاخ ناظرین کے لئے چودہویں کا چاند۔

(۶) حاضرین کے لئے جائے پناہ غائبین کے لئے قابل فخر ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ سلم بیہودہ گو شاعر اور غیر پسندیدہ طریقہ پر تھا یہ بشا بن برد کا شاگرد تھا اس کی نظم بشار کی نظم سے اچھی ہے سلم جن اشعار میں بشار پر غالب آیا ہے ان میں سے ایک شعر یہ بھی ہیں:

لوگوں کی نگہبانی کرنے والا شخص اپنی حاجت میں کامیاب نہیں ہوتا۔ دلبر دلدادہ اچھے کاموں سے کامیاب ہوجاتا ہے۔

اس کے مقابلہ میں سلم نے کہا کہ:

لوگوں کی نگہبانی کرنے والا غم میں مر جاتا ہے دلیر عمدہ لذت کے ساتھ کامیاب ہو جاتا ہے۔
بشار نے ناراض ہو کر کہا سلم نے میرے کلام کے مفہوم کو لے کر اسے میرے الفاظ کے ساتھ ہلکے الفاظ پہنائے ہیں سلم کو خلفاء اور برامکہ کی طرف سے اشعار کہنے پر چالیس ہزار دینار یا اس سے بھی زائد ملے بوقت وفات سلم نے ابی شمر غسانی کے پاس چھتیس ہزار دینار ودیعت کے طور پر چھوڑے۔
ایک دفعہ ابراہیم موصلی نے رشید کو گانا گا کر خوش کر دیا رشید نے اسے کہا اپنی حاجت کا سوال کر اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں آپ سے ایسی چیز کا سوال کروں گا جو آپ کی ملک میں نہیں ہے نہ اس کے علاوہ آپ کو کسی چیز کی تکلیف دوں گا۔ رشید نے پوچھا وہ کیا تو اس نے سلم کی ودیعت کا ذکر کیا۔ نیز یہ بھی کہا کہ اس کا کوئی وارث نہیں ہے چنانچہ رشید نے اس رقم کا اس کے لئے حکم دیا، بعض کا قول ہے کہ وہ پچاس ہزار دینار تھے۔

عباس بن محمد ...... ابن علی بن عبداللہ بن عباس، رشید کے چچا اور سادات قریش میں سے ہیں۔ رشید کے دور میں جزیرہ کے امیر تھے رشید نے انہیں ایک دن میں پانچ لاکھ درہم دیئے تھے اسی طرح عباسیہ منسوب ہے وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ بوقت وفات ۶۵ سال کی عمر تھی امین نے نماز جنازہ پڑھائی۔

یقطین بن موسیٰ ...... دولت عباسیہ کے داعیوں میں سے تھے نہایت ذی عقل اور صاحب رائے تھے۔ جب مروان الحمار نے ابراہیم بن محمد کو حران میں قید کیا تو عباسیہ پارٹی اپنا حاکم بنانے کے بارے میں بڑی متحیر تھی اس موقع پر یقطین نے ایک عجیب تدبیر کی ایک تاجر کے بھیس میں مروان کے سامنے حاضر ہوئے کہنے لگے اے امیر المؤمنین میں نے ابراہیم کو کوئی چیز فروخت کی تھی جس کے ثمن تا حال وصول نہیں ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ کے ایلچی نے اسے گرفتار کر لیا اگر آپ مناسب سمجھیں تو ایک بار مجھے اس سے ملاقات کا موقع فراہم کر دیں تاکہ میں اس سے رقم کی وصولی کا مطالبہ کر سکوں چنانچہ خلیفہ نے یقطین کو اپنے ایک غلام کے ساتھ محمد بن ابراہیم سے ملاقات کے لئے بھیج دیا یقطین نے ابراہیم کو دیکھتے ہی کہا اے اللہ کے دشمن تو نے اپنے بعد کس کے لئے ولایت کی وصیت کی تاکہ میں اس سے اپنا مال وصول کروں۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی عبداللہ سفاح کے لئے وصیت کی۔ یقطین نے بنی عباس کے داعیوں کو آ کر ابراہیم کی گفتگو سے مطلع کر دیا انہوں نے سفاح کے ہاتھ پر بیعت کی قبل ازیں ہم سفاح کے حالات ذکر کر چکے ہیں۔

واقعات ۱۸۷ھ

اسی سال رشید کے ہاتھوں برامکہ کی تباہی ہوئی۔ اس نے جعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی کو قتل کر دیا۔ ان کے گھروں کو نیست و نابود کر دیا ان کے نشانات تک مٹا دیئے ان کے چھوٹے بڑے تمام دنیا سے رحلت کر گئے۔ اس کے سبب کے بابت مؤرخین کے اقوال مختلف ہیں جنہیں ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا۔
بعض نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ رشید نے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کو قید کرنے کے لئے جعفر برمکی کے حوالے کیا تھا لیکن اس نے اس کے ساتھ نرمی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ فضل بن ربیع نے اس کے بارے میں رشید کے کان بھرے رشید نے اسے جواب دیا کہ تیرے لئے ہلاکت ہو میرے اور جعفر کے درمیان دخل اندازی مت کر۔ ہوسکتا ہے کہ اس نے میرے حکم سے چھوڑا ہو جس کا مجھے علم نہ ہو پھر رشید نے جعفر سے اس بابت پوچھا اس نے اقرار کر لیا جعفر نے غضبناک ہو کر اس کے قتل پر قسم اٹھالی۔ اس نے برامکہ کو ناپسند کیا ان کی اخوت و مودت کو عداوت میں تبدیل کر دیا، جعفر کی والدہ رشید کی رضاعی والدہ تھی رشید نے انہیں دنیاوی مال ومتاع سے اتنا نوازا کہ اتنا ان کے قبل اور بعد کے لوگوں کو بھی نہیں نوازا۔ رشید کی اسی کرم نازی کی وجہ سے جعفر نے بیس کروڑ کا گھر بنایا رشید اس وجہ سے بھی اس سے ناراض تھا۔
بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ جس شہر صوبہ قریہ کھیت باغ کے پاس سے گزرتا تو لوگ ان چیزوں کی اس کی طرف نسبت کرتے۔ بعض کا قول ہے کہ برامکہ نے رشید کی معزولی اور زندیقیت کے اظہار کا ارادہ کیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ عباسیہ ہونے کی وجہ سے اسے قتل کیا لیکن علماء نے اس کا

انکار کیا۔ اگر چہ ابن جریر نے اسے ذکر نہیں کیا لیکن ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ رشید سے برامکہ کے قتل کے بارے میں سوال کیا گیا اس نے جواب دیا اگر مجھے معلوم ہو کہ میری قمیض کو اس کا علم ہے تو میں اسے بھی جلا دوں گا۔ جعفر بلا اجازت رشید کے پاس چلا جاتا تھا حتیٰ کہ اس کے پاس اس کی خاص باندیوں کی موجودگی میں بھی چلا جاتا تھا گویا کہ جعفر کو رشید کے ہاں بڑا اونچا مقام حاصل تھا۔ جعفر شراب پر رشید کے دس پیاروں میں سے ایک تھا۔ اس لئے کہ رشید آخری دور میں نشہ آور اشیاء استعمال کرتا تھا وہ اپنی بہن عباسیہ بنت مہدی سے بڑی محبت کرتا تھا اس کی بہن عباسیہ جعفر کی موجودگی میں اس کے پاس آتی تھی رشید نے جعفر کی بدنظری سے بچاتے ہوئے اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دیا لیکن جماع کی اجازت نہیں دی رشید بعض مرتبہ نشہ کی حالت میں ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاتا کئی بار جعفر نے عباسیہ سے جماع کیا ایک بار وہ اس سے حاملہ ہوگئی جعفر نے اسے اپنی بعض باندیوں کے ساتھ مکہ بھیج دیا خود رشید کے پاس پرورش پاتا رہا۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ جعفر شادی کے بعد عباسیہ سے محبت کرتا تھا ایک روز عباسیہ نے اسے جماع کی دعوت دی لیکن جعفر رشید کے خوف سے اس پر آمادہ نہیں ہوا اس کی وجہ سے عباسیہ نے اس کے خلاف تدبیر کی عباسیہ کی والدہ ہر جمعہ جعفر کے پاس حسین وجمیل باکرہ باندی بھیج دیتی تھی ایک دن عباسیہ نے اپنی والدہ سے کہا کہ آج مجھے باندی کے بھیس میں جعفر کے پاس بھیج دو لیکن اس کی والدہ ڈر گئی تاہم عباسیہ نے اصرار کر کے اپنی والدہ کو اس پر آمادہ کر لیا چنانچہ اس کی والدہ نے اسے اس کے پاس بھیج دیا۔

جب عباسیہ ابو جعفر کے سامنے آئی تو اس نے عدم شناخت کی وجہ سے اس سے جماع کر لیا۔ جس سے وہ حاملہ ہوگئی پھر اس نے جعفر سے کہا کہ تم نے بادشاہ کی لڑکیوں کے فریب کو دیکھ لیا یحییٰ نے اپنی والدہ سے کہا کہ واللہ! تو نے مجھے بہت سستا فروخت کر دیا اس کے بعد اس کے والد یحییٰ نے رشید کے اہل وعیال پر خرچہ میں تنگی شروع کر دی حتیٰ کہ زبیدہ نے رشید کے سامنے یحییٰ کے سلوک کا تذکرہ کیا پھر اس نے عباسیہ کا راز بھی اس کے سامنے افشاں کر دیا رشید یہ باتیں سن کر غصہ سے بھڑک اٹھا جب رشید کو اطلاع ملی کہ جعفر نے لڑکے کو مکہ بھیج دیا تو وہ حج پر گیا اور اس نے معاملہ کی مکمل تحقیق کی۔

بعض کا قول ہے کہ بعض باندیوں نے رشید سے چغل خوری کر کے واقعہ سے اسے آگاہ کیا۔ اور یہ کہ لڑکا مکہ میں ہے اور وہاں اس کی باندیاں، اموال اور زیورات ہیں لیکن رشید نے اس کی تصدیق نہیں کی تا آنکہ اس نے گزشتہ سال حج کیا پھر اس نے معاملہ کی تحقیق کی تو وہ صحیح ثابت ہوا۔

اس سال حج کے موقع پر رشید کے ساتھ یحییٰ بن خالد بھی تھا اس نے خانہ کعبہ کے سامنے دعا کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! اگر آپ فضل کے علاوہ میرا تمام مال اور اہل وعیال کو ختم کر کے مجھ سے راضی ہو جائیں تو میں اس کے لئے تیار ہوں دعا ختم کر کے یحییٰ وہاں سے نکلا دروازہ کے قریب پہنچ کر پھر اسکو جا کر کہنے لگا یحییٰ بھی ان میں شامل ہیں رشید حج سے واپسی پر حیرہ چلا گیا پھر کشتی میں سوار ہو کر ارض انبار کے بارانی علاقہ کی طرف چلا گیا پھر اس سال محرم کے آخری ہفتہ کی رات رشید نے مسرور خادم کو حماد بن سالم ابو عصمہ کی معیت میں فوج کی ایک جماعت کے ساتھ جعفر کی طرف بھیجا انہوں نے وہاں پہنچ کر رات کے وقت جعفر کے گھر کا گھیراؤ کر لیا مسرور خادم گھر میں داخل ہوا تو اس وقت اس کے پاس بختیشوع کلوذانی ابو رکانہ اعمیٰ موجود تھے جعفر مستی میں مسرور تھا کلوذانی یہ شعر گا رہا تھا:

تو ہلاک مت ہو ہر نوجوان کے پاس صبح وشام موت آنے والی ہے۔

خادم نے کہا کہ اے ابو الفضل! آج رات تیری موت پہنچ گئی امیر المؤمنین کو جواب دو جعفر کھڑا ہو کر خادم کے پاؤں چومنے لگا اس نے خادم سے گھر میں داخل ہونے اور وصیت کرنے کی اجازت مانگی خادم نے کہا کہ گھر میں داخلہ کی اجازت نہیں صرف وصیت کر سکتے ہو چنانچہ جعفر نے اپنے تمام غلاموں یا بعض کے آزاد کرنے کی وصیت کی رشید کے ایلچی برانگیختہ کرتے ہوئے آئے جعفر کو اذیت ناک طریقہ سے گھر سے نکالا گیا اور کھینچتے ہوئے رشید کے پاس لے آئے اس نے جعفر کو گدھے کے رسے سے بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا ان لوگوں نے رشید کو جعفر کے کارناموں سے آگاہ کیا رشید نے جعفر کی گردن اڑانے کا حکم دیا جلاد جعفر کے پاس پہنچ کر کہنے لگا کہ امیر المؤمنین نے مجھے تیری گردن اڑانے کا حکم دیا۔ جعفر نے کہا کہ اے ابو ہاشم ہو سکتا ہے کہ امیر نے نشہ کی حالت میں تجھے یہ حکم دیا ہو اور ہوش میں آنے کے بعد وہ تجھ پر اس معاملہ میں عتاب کرے۔

اس نے دوبارہ جلاد کو یہی بات کہی جلاد رشید کے پاس گیا اس نے رشید سے جعفر کی بات نقل کر دی رشید نے اسے کہا کہ اے ماں کی شرم گاہ چوسنے والے! اس کا سر قلم کر کے میرے پاس لے آ جعفر نے پھر وہی بات جلاد سے کہی اور جلاد نے رشید سے کہی رشید نے اسے سختی سے کہا کہ اگر اس بار تو جعفر کا سر نہیں لایا تو میں تجھے قتل کر دوں گا چنانچہ اس نے اسی وقت جعفر کا سر قلم کر کے رشید کے سامنے لا کر رکھ دیا رشید نے چاروں طرف برامکہ کے گھیراؤ کے لئے قاصد روانہ کر دیئے انہوں نے یحییٰ بن خالد اور فضل بن یحییٰ کے علاوہ سب کا خاتمہ کر دیا۔

جعفر کا سر سب سے اوپر والے پل پر نصب کر دیا گیا جسم کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا نیچے والے پل پر اور دوسرا دوسرے پل پر نصب کر دیا گیا پورے بغداد میں برامکہ اور ان کو امان دینے والوں کے لئے عدم امان کا اعلان کیا گیا البتہ محمد بن یحییٰ بن خالد کو خلیفہ کا خیر خواہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔

اس موقع پر جعفر کے ساتھی انس بن ابی شیخ کو زندیقیت کے ساتھ متہم ہونے کی وجہ سے رشید کے سامنے لایا گیا طرفین میں گفتگو کے بعد رشید نے تخت کے نیچے سے تلوار نکال کر اس کے قتل کا حکم دیا وہ شعر تمثیل کے طور پر پڑھا گیا جو قبل ازیں انس کے قتل کے بارے میں پڑھا گیا تھا، تلوار شوق سے انس کی طرف آواز نکال رہی تھی تلوار دیکھ رہی تھی قضاء انتظار کر رہی تھی۔

اس کے بعد انس کا سر اڑا دیا گیا۔ رشید نے کہا اللہ عبداللہ بن مصعب پر رحم کرے لوگوں نے کہا کہ یہ تلوار زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی ہے اس کے بعد جیل برامکہ سے بھر گئے ان کے اموال چھین لئے گئے ان کی آسودگی ختم ہوگئی۔

جس دن کے آخری حصہ میں جعفر کو رشید نے قتل کیا اسی دن کے اول حصہ میں وہ دونوں سواری پر سوار ہو کر شکار کے لئے گئے۔ رشید نے ولی عہدوں کو چھوڑ کر اس سے خلوت کی، اپنے ہاتھ سے بالغالیہ خوشبو لگائی مغرب کے وقت اس کو رخصت کرتے ہوئے رشید نے کہا آج کی رات عورتوں سے خلوت نہ ہوتی تو میں تجھ سے الگ نہ ہوتا اپنے گھر جاؤ شراب پیو، مزے کرو، خوش گزران ہو جاؤ تاکہ میری طرح ہو جاؤ اس لئے کہ لذت میں ہم دونوں برابر ہیں۔

جعفر نے جواب میں کہا کہ قسم بخدا! اے امیر میں تو آپ کے ساتھ ہی یہ لذت حاصل کروں گا، رشید نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اب تم اپنے گھر لوٹ جاؤ چنانچہ جعفر اپنے گھر چلا گیا ابھی رات کا کچھ حصہ گزرا تھا کہ رشید نے اس پر وہ مصیبت نازل کی جس کا ذکر ہو چکا، یہ رات اس سال کے محرم کے آخری ہفتہ کی تھی۔

بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس سال کے صفر کی آخری رات تھی اس وقت جعفر کی عمر ۳۷ سال تھی۔

جب یحییٰ بن خالد کو اپنے لڑکے جعفر کے قتل کا پتہ چلا تو اس نے جواب میں کہا کہ اللہ رشید کے لڑکے کو قتل کرے جب اسے اس کی گھر کی ویرانی کا بتایا گیا تو اس نے کہا کہ اللہ اس کے گھروں کو ویران کر دے بعض کا قول ہے کہ جب یحییٰ نے اپنے گھر کے پردوں کے زائل ہونے اور ان کے مباح ہونے اور ان کے لوٹ جانے کا ملاحظہ کیا تو اس نے کہا کہ قیامت اسی طرح قائم ہوگی۔ جعفر کے والد کو اس کے ایک ساتھی نے تعزیتی خط لکھا تو اس نے اس کے جواب میں لکھا میں اللہ کے فیصلہ پر راضی ہوں اس کے اختیار سے باخبر ہوں اللہ گناہوں کے سبب اپنے بندوں کا مؤاخذہ کرتا ہے اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ اللہ اکثر معاف کرنے والا ہے وہی تمام تعریفوں کے لائق ہے شعراء نے برامکہ پر بہت سے مرثیہ کہے ان میں سے ایک رقاشی کا مرثیہ یہاں درج ذیل ہے بعض کا قول ہے کہ یہ ابونواس کا مرثیہ ہے۔

(۱)......اب ہم اور ہماری سواریوں نے راحت پائی اور حدی خواں اور اس کے لئے آنے والے رک گئے۔

(۲)......سواریوں سے کہہ دو تم شب روی اور یکے بعد دیگرے جنگلات طے کرنے سے رک گئیں۔

(۳)......تم جعفر پر غالب آنے والی موت سے کہہ دو تو اس کے بعد کسی سردار پر غالب نہیں آئے گی۔

(۴)......اور سواریوں سے کہہ دو تم فضل کے بعد ناکارہ ہوگئی مصائب سے کہہ دو تم ہر روز جدید صورت اختیار کرو۔

(۵)......تیرے ورے برمکی تیز تلوار ہے جسے ہاشمی تیز تلوار نے مار دیا۔

الرقاشی نے جعفر کی طرف دیکھ کر جب وہ اپنی صلیب کے تنے پر تھا کہا:

(۱)......قسم بخدا! اگر چغلخوروں کا خوف اور بیدار ہونے والے خلیفہ کے جاسوس کا خوف نہ ہوتا۔

(۲)۔۔۔۔۔تو ہم تیرے صلیب والے تنے کے گرد طواف کرتے اور حجرِ اسود کی طرح اس کا استیلام کرتے۔

(۳)۔۔۔۔۔اے ابن یحییٰ! میں نے تجھ سے پہلے کوئی تلوار نہیں دیکھی جسے تیز تلوار نے توڑ دیا ہو۔

(۴)۔۔۔۔۔لذات اور آلِ برمک کی حکومت پر سلامتی ہو۔

راوی کا قول ہے کہ رشید نے اسے بلا کر پوچھا جعفر تجھے سالانہ کیا دیتا تھا اس نے جواب دیا کہ ہزار دینار رشید نے اس کو دو ہزار دینار دیئے۔

زبیر بن بکار کا قول ہے کہ میرے چچا بیری کا قول ہے کہ جعفر کے قتل کے بعد ایک عورت نے سبک رفتار گدھے پر کھڑے ہو کر بلیغانہ انداز میں کہا واللہ اے جعفر! اگر تو آج نشانِ عبادت ہے تو تو نیکیوں میں بھی مسبوق تھا اس کے بعد اس نے چند اشعار کہے:

(۱)۔۔۔۔۔جب میں نے تلوار کو جعفر کے جسم پر لگتے دیکھا اور خلیفہ کے منادی نے یحییٰ کے بارے میں پکارا۔

(۲)۔۔۔۔۔تو میں دنیا پر رو پڑی اور مجھے یقین ہو گیا کہ نوجوان کا انجام آخر دنیا سے جانا ہے۔

(۳)۔۔۔۔۔یہ ایک کے بعد دوسرے کو ملنی والی حکومت ہے جو ایک کو آسودگی اور دوسرے کو تکلیف پہنچانے والی ہے۔

(۴)۔۔۔۔۔جو حکومت انسان کو بلندی کے آخری درجہ تک پہنچانے والی ہے وہی حکومت انسان کو پستی کے آخری درجہ تک گرانے والی ہے۔

پھر وہ اپنے گدھے کو حرکت دے کر چلتی بنی اور وہ ہوا کی طرح ہو گئی جس کا کوئی نشان باقی ہی نہیں رہا نہ یہ معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں سے آئی تھی۔

ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ جعفر کی بے مثال مغنیہ فتینہ باندی تھی جعفر نے اس کی سہیلی باندیوں سمیت اسے ایک لاکھ دینار میں خریدا تھا رشید نے جعفر سے اس باندی کو مانگا تھا لیکن جعفر نے انکار کر دیا تھا پھر رشید نے جعفر کو قتل کرنے کے بعد اس باندی کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا ایک رات رشید نے شراب کی مجلس میں اپنے ہمنشینوں اور قصہ بازوں کے ہوتے ہوئے اسے بلایا رشید نے اس کے ساتھ آنے والی باندیوں کو گانے کا حکم دیا چنانچہ وہ یکے بعد دیگرے گاتی رہیں حتیٰ کہ فتینہ کی باری آ گئی رشید نے اسے گانے کا حکم دیا اس نے کہا کہ سرداروں کے مرنے کے بعد میں گانا نہیں گاؤں گی رشید غصہ سے بھڑک اٹھا۔ اس نے ایک شخص سے کہا کہ میں نے یہ باندی تیرے حوالے کر دی لیکن اسے وطی کی اجازت نہیں اس کے پھر ایک دن بعد رشید نے اسے بلوا کر اسے گانے کا حکم دیا لیکن اس نے وہی جواب دیا رشید پہلے سے بھی زیادہ غصہ ہو گیا اس نے چمڑے کا فرش اور تلوار منگائی جلاد کو بلا کر کہا کہ جب میں اسے تین مرتبہ کہہ چکوں اور اپنی تین انگلیاں اکٹھی کر لوں تو اس کا سر قلم کر دینا۔

اب رشید نے اسے گانے کا حکم دیا اس نے وہی جواب دیا رشید نے سب سے چھنگلی انگلی اٹھالی پھر رشید نے دوسری بار حکم دیا پھر اس نے وہی جواب دیا تو اس نے اپنی دو انگلیوں کو اکٹھا کر لیا تو حاضرین کانپ اٹھے اور سخت خوف زدہ ہو گئے انہوں نے اس کو گانے کی ترغیب دی اور خلیفہ کی بات ماننے کا کہا تو اس نے بادل نخواستہ کہا کہ جب میں نے دنیا کو لپٹتے ہوئے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ نعمتیں دوبارہ نہیں ملیں گی۔ راوی کہتا ہے کہ رشید اچھل کر اس کے پاس آ گیا اور اس سے سارنگی لے کر اس کے چہرہ اور سر پر مار مار کر اسے توڑ دیا اور وہ خون آلودہ ہو گئی باندیاں اس کے ارد گرد سے بھاگ گئیں اس کو رشید کے سامنے سے اٹھالیا گیا پھر تین روز کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

رشید کے بارے میں منقول ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ اللہ مجھے برامکہ کے بارے میں برانگیختہ کرنے والے انسان پر لعنت کرے ان کے جانے کے بعد میری ساری لذتیں اور راحتیں ختم ہو گئیں میں تمنا کرتا ہوں کہ میں اپنی نصف عمر اور نصف بادشاہت سے استعفیٰ دے دیتا اور انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیتا۔

ابن خلکان نے نقل کیا ہے کہ جعفر نے ایک شخص سے چالیس ہزار میں لونڈی خریدی اس باندی نے اپنے فروخت کنندہ سے کہا کہ جو ہمارے درمیان عہد ہے اسے یاد کیجئے میرے ثمن سے ایک پیسہ بھی تیرے لئے حرام ہے اس کا آقا رو کر کہنے لگا کہ اے لوگو! تم گواہ بن جاؤ یہ آزاد ہے اس لئے کہ اس سے میں نے شادی کی ہوئی ہے جعفر نے کہا کہ تم گواہ رہو یہ ثمن اسی کے ہیں۔

اس نے اپنے نائب کو لکھا کہ تمہارے شکایت کنندہ زیادہ اور شکر کنندہ کم ہو گئے ہیں اس لئے یا تو تم عدل اختیار کر و یا معزول ہو جاؤ ایک بار ایک یہودی نجومی نے رشید کو اسی سال میں موت کی خبر دے کر بہت مغموم کر دیا جعفر اس کے پاس آیا تو اس سے وجہ پوچھی رشید نے یہودی نجومی کی بات نقل کر دی۔

جعفر نے رشید کے غم کو دور کرنے کیلئے سب سے اچھا حیلہ یہ اختیار کیا کہ اس نجومی کو بلوا کر اس سے اس کی موت کی بابت دریافت کیا۔ اس نے

جواب دیا ایک طویل عرصہ بعد میری موت آئیگی۔ جعفر نے رشید کو کہا اسے بلوا کر قتل کر دیجئے تا کہ اس پر اپنے متعلق دی ہوئی خبر کا کذب واضح ہو جائے چنانچہ رشید نے اسے بلوا کر قتل کرادیا اس کے قتل سے رشید کا غم دور ہو گیا۔

برامکہ کے قتل کے بعد رشید نے ابراہیم بن عثمان بن نھیک کو قتل کرایا کیوں کہ برمکہ خصوصاً جعفر پر افسوس کا اظہار کرتا تھا۔ پھر ان کا بدلہ لینا شروع کر دیا۔ اور اپنے گھر میں شراب کے نشہ میں مست ہو کر باندی سے تلوار منگوا کر کہتا میں جعفر کے قاتل کو قتل کروں گا۔ یہ بات وہ بکثرت کرتا۔ اس کے لڑکے عثمان کو سب گھر والوں کی ہلاکت کا خلیفہ کی جانب سے خدشہ ہو گیا۔ اسی کے پیش نظر اس نے فضل بن ربیع کو بتایا اس نے خلیفہ کو بتایا خلیفہ نے اسے بلا کر اس سے پوچھا تو اس نے اقرار کرلیا۔ پھر خلیفہ نے کہا کوئی دوسرا تمہارے ساتھ گواہ ہے اس نے کہا ایک خادم ہے خلیفہ نے کہا ایک بچہ اور غلام کے کہنے پر ہم امیر کبیر کو قتل نہیں کر سکتے۔ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے آپس میں اتفاق کرلیا اور پھر رشید نے ابراھیم کو شراب کی مجلس میں بلا کر کہا ایک راز کی بات تجھ سے کہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جب سے میں نے برامکہ کا خاتمہ کیا اس وقت سے میرا سکون ختم ہو گیا اب مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں ایسا نہ کرتا۔ ابراھیم نے کہا اللہ ابی الفضل پر جعفر پر رحم کرے اور رو کر کہنے لگا اے خلیفہ آپ نے اسے قتل کر کے غلطی کی۔ رشید نے کہا اٹھ اللہ مجھے تجھ پر لعنت کرے پھر اسے اس کو تین روز تک قید کر کے قتل کرادیا۔ اس کے اہل اور اس کی اولاد محفوظ رہی۔

اسی زمانہ میں رشید کو پتہ چلا کہ عبدالملک بن صالح خلافت پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے رشید نے غصہ ہو کر اسے جیل میں بند کر دیا۔ پھر اس کے زمانہ تک وہ جیل میں رہا۔ امین نے اسے رہا کر کے شام کا نائب بنا دیا۔

سال رواں ہی میں شام میں نزار یہ اور مضر یہ میں مصیبت کا فتنہ بھڑک اٹھا۔ رشید نے ابن منصور کو اس کے پاس بھیج کر ان میں صلح کروادی۔

اسی زمانہ میں مصیصہ میں سخت زلزلہ آیا جس سے اس کی فصیل کا کچھ حصہ گر گیا۔

اسی پر رشید نے اپنے لڑکے قاسم کو اپنا وسلیہ بنایا کہ اسے عواصم کا والی مقرر کر کے گرمی کی جنگ کیلئے اسے روانہ کیا۔ روم پہنچ کر اس نے ان کا محاصرہ کرلیا۔ رومیوں نے پیشکش کی کہ ہم محاصرہ ختم کرنے کی شرط پر ہمارے پاس موجود تمہارے مسلمان اسیروں کو رہا کر دینگے جسے اس نے قبول کرلیا۔

اسی سال رومیوں نے وہ عہد توڑ دیا۔ جسے رشید نے اپنے اور روم کی ملکہ رنی کے درمیان طے کیا تھا۔ اس طرح رومیوں نے اسے معزول کر کے نقفور کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ نقفور بہت بڑا بہادر تھا۔

بعض کا قول ہے کہ وہ آج جفنہ کے خاندان سے تھا۔ رومیوں نے اپنی ملکہ کو معزول کر کے اس کی آنکھوں میں سلائی بھر دی نقفور نے رشید کو خط لکھا کہ یہ خط روم کے بادشاہ نقفور کی طرف سے ملک عرب کے بادشاہ ہارون کے نام ہے۔ اما بعد! مجھے پہلی ملکہ نے آپ کو رخ کے مقام اور اپنے کو بیدق کے مقام پر کھڑا کیا۔ اس نے آپ کے پاس اموال بھیجے لیکن میں ان کے بھیجنے کا پابند نہیں ہوں یہ سب کچھ عورتوں کی کم عقلی کے سبب ہوا اس لئے ان اموال کو واپس کر کے اپنی جان بچاؤ ورنہ ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

ہارون اس کا خط پڑھ کر غصہ سے بھڑک اٹھا حتیٰ کہ کسی کو اس کی طرف دیکھنے اور بات کرنے کو طاقت نہیں تھی۔ اس کے ہم نشین خوف کی وجہ سے اس پر رحم کھانے لگے۔ پھر اس نے دوات منگوا کر اس خط کی پشت پر لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط امیر المؤمنین ہارون کی طرف سے روم کے کتے نقفور کے نام ہے اے پسر کافر میں نے تیرا خط پڑھ لیا۔ اس کا جواب سننے کے بجائے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ والسلام۔ اسی وقت ایک شخص کے ذریعہ خط روانہ کیا۔

ہارون خو چل کہ باب ہرقل کے نزدیک اترا۔ حتیٰ کہ اس نے اسکو فتح کر کے ان کے بادشاہ کی لڑکی منتخب کی بہت سامال غنیمت حاصل کیا۔ گھروں کو ویران کر دیا۔ آگ لگادی پھر نقفور نے سالانہ خراج کی ادائیگی پر صلح کا مطالبہ کیا۔ جسے رشید نے قبول کرلیا۔ پھر وہ غزوہ سے رقہ تک ہی واپس پہنچا تھا کہ انہوں نے دوبارہ عہد توڑ دیا۔

اس وقت سردی زیادہ تھی اس وجہ سے کسی کو ہمت نہیں ہوسکی کہ وہ ہارون کو اس سے باخبر کرے حتی کہ موسم گرما مکمل گزر گیا۔ اس سال عبداللہ بن عباس بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات......جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمل ابوالفضل برمکی الوزیر ابن الوزیر نے اسی سال وفات پائی۔ رشید نے اس کو شام وغیرہ کا والی بنایا اس کو اس وقت دمشق بھیجا جب حوران کے دو قبیلوں قیس اور یمن کے درمیان آگ بھڑک اٹھی جو زمانہ جاہلیت سے بجھی ہوئی تھی۔ انہوں نے

اسی سال اسے برافروختہ کر دیا۔ جب جعفر اپنے لشکر کے ہمراہ پہنچا تو وہ آگ ٹھنڈی ہوگئی۔ سرور کا ظہور ہوا۔ اسی پر حسان کے اشعار ہیں۔ جن کا ابن عساکر نے جعفر کے حالات میں تذکرہ کیا۔

(۱)......شام میں فتنہ کی آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ یہ اس کے بجھنے کا وقت ہے۔

(۲)...... جب آل برمک کے سمندر کی مدت جوش مارے گی تو اس کے شران اور شعلے بجھ جائیں گے۔

(۳)......امیر المؤمنین نے جعفر کے تیر کے ذریعہ اس کے شگاف کی اصلاح کر دی۔

(۴)......جعفر نیکی اور تقوی کی امید گاہ ہے۔ اس کے حملوں کا مقابلہ ناممکن ہے۔

یہ ایک طویل قصیدہ ہے جو فصاحت، بلاغت وذکاوت پر مبنی ہے۔ اس کے والد نے اس کو قاضی ابو یوسف کے حوالہ کیا تھا۔ جن سے اس نے علم فقہ حاصل کیا۔ پھر یہ الرشید کا خاص بن گیا۔ ایک رات رشید کی موجودگی میں ہزار سے زائد آراء پڑی ہوئی تھی جو سب فقہ سے خالی تھی۔ جعفر نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جب تم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو تو اسکی سین کو واضح کر کے لکھو۔

خطیب اور ابن عساکر نے یہ روایت ابوالقاسم کعبی متکلم (جنکا نام عبداللہ بن احمد بلخی ہے اور جو محمد بن زید کے کاتب میں عن عبداللہ بن طاہر عن طاہر بن حسین بن زریق عن الفضل بن سہل ذی الدیاستین عن جعفر بن یحییٰ بہ کے طریق سے بیان کی۔

عمرو بن بحر الجاحظ کا قول ہے جعفر نے رشید کو اپنے والد یحییٰ کا قول سنایا۔ دنیا کے ہونے نہ ہونے دونوں صورتوں میں تم سخاوت کرو۔ اس لئے کہ وہ فانی ہے نیز میرے والد نے مجھے دو شعر سنائے:

(۱)...... جب دنیا تیری طرف منہ کئے ہو اس وقت بخل مت کر۔ اسلئے کہ تبذیر اور اسراف اسے کم نہیں کرتے۔

(۲)......اگر وہ رخ پھیر لے تو اسوقت اسے سخاوت کر دینا ہی مناسب ہے۔ اسلئے کہ اس کے جانے کے بعد حمد اس کی جانشین بن جاتی ہے۔

خطیب کا قول ہے جعفر کو رشید کے ہاں منفرد طور پر عالی مرتبہ اور انچا مقام حاصل تھا۔ اس میں اس کا کوئی شریک وسہیم نہیں تھا۔

جعفر خوش اخلاق خندہ رو۔ ہنس مکھ انسان تھا۔ اس کی جودوسخاوت بذل وعطا بیان سے بھی زیادہ مشہور ہے نیز فصحاء اور بلغاء میں اس کا شمار ہوتا تھا۔

ابن عساکر نے عباس بن محمد کے حاجب اور عباسیوں کی جاگیروں کے منتظم مہذب سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ اس پر فاقہ اور تنگی کی نوبت آ گئی۔ علاوہ ازیں اس پر کچھ دیون بھی تھے۔ جنکی وصول کا قرض خواہ اصرار کر رہے تھے۔ اسوقت اس کے پاس صرف ایک کروڑ کا خریدا ہوا جواہرات کا ایک ٹوکرا تھا مہذب کہتا ہے کہ میں جعفر کے پاس گیا اور میں نے اسے پوری صورتحال سے آگاہ کیا۔ اور یہ کہ قرض خواہ اپنے قرض کا مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں نیز یہ کہ اس وقت میرے پاس اس ٹوکرے کے علاوہ کچھ نہیں ہے جعفر نے کہا یہ ٹوکرا میں ایک کروڑ کے بدلے تجھ سے خریدتا ہوں اس کے بعد جعفر نے اس سے ٹوکرا لیکر ثمن اس کے حوالہ کر دیئے اس وقت رات کا وقت تھا۔ پھر اس نے اپنے خادم کو اس ٹوکرے کے ثمن اس کے گھر پہنچانے کا حکم دیا، اس میں اس کے ساتھ رات کو قصہ کرتا رہا۔

جب وہ گھر پہنچا تو وہ ٹوکرا اس سے پہلے گھر پہنچ چکا تھا مہذب کا قول ہے کہ رات گذرنے کے بعد صبح میں اس کا شکریہ ادا کرنے کیلئے اس کے گھر گیا۔ میں نے اسے اپنے بھائی فضل کے ساتھ رشید کے دروازہ پر دونوں کو اجازت مانگتے دیکھا۔ جعفر نے اسے کہا میں نے تیرے معاملہ کا تیرے بھائی سے تذکرہ کیا تھا۔ اس نے تیرے لئے ایک کروڑ کا حکم دیا۔ مجھے امید ہے کہ وہ تیرے گھر پہنچ چکے ہوں گے۔ اور میں امیر المؤمنین سے بھی اس کا ذکر کروں گا چنانچہ جعفر نے دربار میں پہنچنے کے بعد امیر المؤمنین سے اس کے معاملہ کا ذکر کیا۔ تو اس نے تین لاکھ دینار کا اس کیلئے حکم دیا۔

ایک رات جعفر اپنے کسی دوست کے پاس قصہ گوئی میں مشغول تھا۔ اسی اثناء میں کبریلا ظاہر ہو کر ایک شخص پر چڑھ گیا۔ جعفر نے اسکو اس شخص سے دور کرتے ہوئے کہا لوگوں میں مشہور ہے کہ اس کا کسی شخص پر چڑھنا اسکو مال ملنے کی علامت ہے جعفر نے اس کیلئے ہزار دینار کا حکم دیا۔ پھر دوبارہ وہ کبریلا اسی پر چڑھ گیا تو جعفر نے دوبارہ اس کیلئے ایک ہزار دینار کا حکم دیا۔

ایک بار جعفر رشید کے ساتھ حج پر گیا۔ مدینہ پہنچنے کے بعد جعفر نے ایک ساتھی سے کہا میرے لئے کوئی باندی تلاش کرو جو حسن گانے اور دل لگی

میں منفرد ہو۔ چنانچہ اس نے تلاش کی تو اسے ان صفات کی حاملہ ایک باندی مل گئی۔ اس باندی کے مالک نے جعفر کے دیکھنے کی شرط پر اس کی قیمت بہت زیادہ لگائی۔ چنانچہ جعفر نے اس کے گھر جا کر اسے دیکھا تو وہ باندی اس کی پسند کی تھی اس باندی نے جعفر کو گانا سنا کر مزید خوش کر دیا۔ اس کی قیمت طے ہونے کے بعد جعفر نے رشید سے کہا کہ ہم مال لائے ہیں اگر وہ آپ کیلئے کافی ہو تو فبہا ورنہ ہم اور منگوالیں گے۔

اس کے بعد باندی کے مالک نے باندی سے کہا میری زندگی خوش گزران تھی جسکی وجہ سے تو بھی میرے پاس آسودہ حال تھی لیکن اب میرے حالات کمزور ہو چکے ہیں۔ اسلئے میں نے اس بادشاہ کو تجھے فروخت کرنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ میرے یہاں کی طرح تو اس کے پاس آسودہ حال رہے۔ باندی نے جواب دیا واللہ اگر تیری طرح میں تیری مالک ہوتی تو میں تجھے کبھی فروخت نہ کرتی۔ تو نے جو مجھ سے فروخت کر کے میرے ثمن نہ کھانے کا وعدہ کیا تھا وہ کہاں ہے اس کے مالک نے جعفر اور اس کے ساتھیوں سے کہا تم گواہ بن جاؤ میں نے لوجہ اللہ اس باندی کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لی۔ اس کے بعد جعفر اور اس کے ساتھی وہاں سے اٹھ گئے انہوں نے جمال کو مال اٹھانے کا حکم دیا۔ جعفر نے کہا واللہ یہ مال ہمارے ساتھ نہیں جائیگا۔ جعفر نے اس کے آقا سے ہی کہ یہ مال میں نے تجھے ہبہ کر دیا۔ اسے اپنے اہل وعیال پر خرچ کر جعفر وہ مال وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

جعفر فضل کے مقابلہ میں بخیل تھا لیکن فضل جعفر سے بڑا مالدار تھا ابن عسا کرنے دارقطنی کے حوالہ سے سنداً نقل کیا ہے کہ جعفر کی وفات کے بعد ایک ہزار دینار سے بھرا ہوا ایک مٹکا ملا۔ اس کا ایک دینار سو دینار کے برابر تھا دینار کے پہلو پر جعفر کا نام لکھا ہوا تھا:

"وہ بادشاہوں کے گھر کی ٹکسال کا زرد رنگ دینار تھا۔ اس کے چہرہ پر جعفر کا نام چمک رہا تھا۔ ایک کا وزن سو دینار سے زیادہ تھا۔ اگر تو وہ ایک دینار کسی غریب کو دے دے تو وہ مالدار بن جائے۔"

احمد بن معلّی الداریہ کا قول ہے ناطفی کی باندی عنان نے جعفر کو لکھا کہ وہ اپنے والد یحیٰی کو کہے کہ وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کو میرے خریدنے کا مشورہ دے۔ اس نے اس کے پاس اشعار لکھے جن میں سے چند جعفر کیلئے بھی تھے۔

(۱)...... اے جہالت سے مجھے ملامت کرنے والے کیا تو بس نہیں کرے گا۔ کون سوزش عشق پر صبر کرتا ہے۔

(۲)...... جب میں خالص شراب عشق کا جام پیوں تو مجھے تعریض نہ کر۔ عشق میں مبتلا شخص مدہوش ہوتا ہے۔

(۳)...... محبت نے میرا یہ حال کر لیا میرے پیچھے اس کا ایک اور آگے کئی سمندر ہیں۔

(۴)...... میرے اوپر عشق کے جھنڈے ہلاکت کو لے کر لہراتے ہیں۔ اور میرے اردگرد عشق کی فوج پڑی ہے۔

(۵)...... میرے نزدیک عشق میں کم اور زیادہ ملامت کرنے والے برابر ہیں۔

(۶۔۷)...... جعفر تو بنی برمک کا منتخب شدہ شخص ہے تجھ میں جو خوبیاں موجود ہیں تعریف کرنے والا اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

(۸)...... جو شخص اعراض کیلئے مال بڑھاتا ہے تو جعفر کی اعراض اس سے زیادہ ہیں۔

(۹)...... بادشاہی کا تاج اس کے چہرہ پر ہے برسنے والا بادل اس کے ہاتھوں میں ہے۔ ان دونوں سے ہم پر ایسی بارش ہو رہی ہے جس سے سرخ سونا سیراب ہوتا ہے۔

(۱۰)...... اگر اس کی ہتھیلی چٹان کو چھوئے تو اس پر سبز پتے اُگ پڑیں۔

(۱۱)...... نوجوان اس وقت تک بزرگی کامل نہیں کر سکتا جب تک وہ مستقل مزاجی کی طرح مستقل طور پر خرچ نہ کرے۔

(۱۲)...... بادشاہت کا تاج اس کے اوپر فخر سے حرکت کرتا ہے۔ اس کے نیچے منبر حرکت کرتا ہے۔

(۱۳)...... اس کے ظہور کے وقت میں اسے ماہ کامل سے تشبیہ دیتا ہوں یا اس کے چہرہ میں سفیدی چمکتی ہے۔

(۱۴)...... قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہ اس کے چہرہ میں ماہ کامل ہے یا اس کے چہرہ کی روشنی زیادہ ہے۔

(۱۵......) تیری زیارت کنندہ تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور تو زائرین سے خوش ہوتا ہے۔

اس باندی نے ان اشعار کے نیچے اپنی ضرورت بھی لکھدی۔ جعفر اسی وقت سوار ہو کر اپنے والد کے پاس گیا اور اسے خلیفہ کے پاس لے گیا۔ اس نے خلیفہ کو اس کے خریدنے کا مشورہ دیا خلیفہ نے اس کے خریدنے سے صاف جواب دیدیا۔ اس کا معاملہ مشہور ہو گیا۔ شعراء نے اس کے بارے میں

بہت اشعار کہے، انہی میں سے ابونواس کا ایک شعر ہے:

اسے پسر زانیہ اور خبیث شخص کے علاوہ کوئی نہیں خریدے گا خریدنے والا خواہ کوئی بھی ہو۔

ثمامہ بن اشرک کا قول ہے ایک رات میں جعفر کے ساتھ تھا کہ وہ اچانک خوف زدہ ہو کر روتا ہوا نیند سے بیدار ہوا۔ میں نے وجہ پوچھی اس نے کہا میں نے ایک بوڑھے کو دیکھا اس نے میرے اس دروازہ کے دونوں پاٹ پکڑ کر مجھ سے کہا۔ گویا مجون اور صفا کے درمیان کوئی انیس نہیں اور مکہ میں کوئی قصہ گو نہیں۔ میں نے جواب میں کہا۔

کیوں نہیں ہم ہی اس کے آباد کنندہ ہیں۔ لیکن زمانہ کی گردش اور لغزش کھانے والے نصیبوں نے ہمیں برباد کر دیا۔

ثمامہ کا قول ہے اگلی رات رشید نے جعفر کو قتل کر کے اس کا سر پل پر لٹکا دیا۔ پھر رشید اس کی طرف نکلا اس نے جعفر کی طرف غور سے دیکھ کر دو شعر کہے:

(۱)......زمانہ نے اپنی دی ہوئی چیز کا تجھ سے مطالبہ کیا۔ خوشحالی کے بعد اس نے تیری زندگی اجیرن کر دی۔

(۲)......تعجب نہ کر اس لئے کہ زمانہ جمع شدہ کی تفریق کا عادی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے جعفر کی طرف غور سے دیکھ کر کہا۔ جیسے تو آج نشان عبرت ہے اسی طرح کل اچھائی میں بھی سب سے مسبوق تھا۔

روای کا قول ہے کہ

(۱)......اس نے میری طرف حملہ آور اونٹ کی مانند دیکھ کر کہا دنیا کو جعفر پر تعجب کی ضرورت نہیں جو کچھ انہوں نے دیکھا ہمارے سبب ہوا۔

(۲)......جعفر اور اس کا والد کون ہے بنی برمک کون تھے اگر ہم نہ ہوتے۔ پھر وہ اپنی سواری کا رخ پھیر کر چلا گیا۔

جعفر ۱۸۷ھ کے صفر کے شروع میں ہفتہ کی رات قتل ہوا اس وقت اس کی عمر ۳۷ سال تھی۔ سترہ سال وزیر رہا۔ اس کی والدہ عید الاضحیٰ کے روز لوگوں سے گرمی حاصل کرنے کیلئے دنبہ کی کھال مانگتی پھر رہی تھی۔ لوگوں نے اس سے اس کی آسودہ حالی کا ذکر کیا۔ اس نے جواب دیا آج میری یہ حالت ہوگئی حالانکہ ایک وقت تھا کہ چار سو باندیاں ہر وقت میری خدمت پر مامور رہتی تھیں اس کے باوجود میں اپنے لڑکے جعفر کو نافرمان سمجھتی تھی۔

خطیب نے سنداً نقل کیا ہے کہ سفیان بن عیینہ کو جب جعفر کے قتل اور برمک کی بدحالی کا پتہ چلا تو اس نے روبقبلہ ہو کر کہا اے اللہ جعفر نے دنیا میں میری کفایت کی تو آخرت میں اس کی کفایت کر دینا ایک عجیب واقعہ ابن الجوزی نے منتظم میں ذکر کیا کہ ایک شخص کے متعلق مامون کو روازہ برامکہ کی قبور پر جا کر ان پر اظہار افسوس کرنے کی اطلاع ملی۔ مامون نے اسے بلوا کر اس سے اس کے متعلق باز پرس کی اس نے جواب میں کہا کہ برامک نے ہم پر اچھائی اور احسان کیا۔ مامون نے کہا انہوں نے تجھ پر کیا احسان کیا۔ اس نے جواب دیا میں منذر بن مغیرہ دمشقی ہوں۔ دمشق میں مجھ پر فراخ حالی تھی۔ لیکن پھر اچانک وہ بدحالی میں تبدیل ہوگئی۔ حتیٰ کہ میں نے اپنا مکان تک فروخت کر دیا۔ پھر میرے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔ بعض ساتھیوں نے مجھے بغداد برامکہ کے پاس اس سلسلہ میں جانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ میں بیس سے زائد عورتوں کو لیکر بغداد پہنچا۔ انھیں میں نے ایک بے آباد مسجد میں اتارا خود میں ایک آباد مسجد میں نماز پڑھنے چلا گیا۔ میں نے اس مسجد میں حسین وجمیل چہروں والی ایک جماعت دیکھی میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

پھر میں اپنے اہل وعیال کے کھانے کے بارے میں سوچنے لگا سوال سے حیا مانع تھی اسی اثناء میں ان کے نوجوان انھیں بلا کر ایک کشادہ مکان میں لے گیا میں بھی ان کے ساتھ وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ وزیر یحییٰ بن خالد نے اپنی صاحبزادی کا اپنے عم زاد سے عقد کیا۔ کستوری کے ٹکڑے اور عنبر کی گولیاں نچھاور کی گئیں۔ پھر خادم نے ہر شخص کو چاندی کی طشتری ایک ہزار دینار سے بھری ہوئی پیش کی ان کے ساتھ کستوری کے ٹکڑے بھی تھے ہر شخص اپنی طشتری لیکر چلتا بنا۔ میں بیٹھا وہ گیا اور میں عظمت کی وجہ سے اس طشتری کو اٹھانے کی جرأت نہیں کر رہا تھا۔ ایک ساتھی نے مجھے اس کے اٹھانے کا اشارہ کیا تو میں نے اسے اٹھا کر اس کا سونا جیب میں رکھکر اور طشتری بغل میں دبا کر وہاں سے کوچ کا ارادہ کیا۔ لیکن میں اس کے چھن جانے کے بارے میں خوف زدہ تھا اور میں گھبرا رہا تھا وزیر چپکے چپکے مجھے دیکھ رہا تھا۔

جب میں پردہ کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے واپس لوٹنے کا حکم دیا۔ اس وقت میں زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔ جب میں واپس اس کے پاس پہنچا تو اس نے خوف زدہ ہونے کی وجہ دریافت کی۔ میں نے اپنی ساری سرگذشت اس کے سامنے بیان کر دی۔ جسے سنکر وہ اشکبار ہو گیا۔ اس نے اپنے

لڑکوں کو مجھے اپنے ساتھ رکھنے کا حکم دیا اس کے بعد خادم نے مجھ سے طشتری اور سونا لے لیا۔ میں دس دن تک باری باری ان میں سے ہر ایک کے پاس رہا۔ لیکن میری تمام تر توجہ اپنے اہل وعیال کی طرف مرکوز تھی تاہم میرے لئے ان کے پاس جانا ممکن نہ ہوسکا۔

دس دن بعد خادم نے مجھ سے گھر جانے کے بابت پوچھا۔ میں نے کہا میں ضرور جاؤں گا۔ وہ میرے آگے آگے چلنے لگا۔ میری طشتری اور سونا اس نے واپس نہیں کیا۔ میں نے کہا کاش یہ سلوک طشتری اور سونا لینے سے پہلے مجھ سے کیا جاتا۔ اے کاش میرے بچوں کا کیا ہوگا وہ خادم میرے آگے آگے چل رہا تھا۔ چلتے چلتے ہم ایک حسین خوبصورت بے مثال گھر کے پاس پہنچے۔ میں اس میں داخل ہوا تو میرے اہل وعیال سونے اور ریشم میں لوٹ پوٹ ہو رہے تھے انہوں نے ایک لاکھ درہم اور دس ہزار دینار میرے پاس بھیجے۔ علاوہ ازیں دو خط بھی بھیجے۔ ایک میں لکھا تھا کہ اس گھر کی چیزوں سمیت تم اس کے مالک ہو۔ دوسرے خط میں لکھا تھا کہ دو بستیوں کے مالکانہ حقوق ہم نے تمہیں دیدے۔ میں برامکہ کی برکت سے خوش عیشی میں تھا۔

برامکہ کے مرنے کے بعد عمرو بن سعدہ نے وہ دونوں بستی مجھ سے چھین کر مجھ پر ان کا خراج لازم کر دیا۔ اب جب بھی مجھ پر فاقہ آتا ہے تو میں ان کے گھروں اور قبور کا قصد کرتا ہوں۔ اور میں ان پر روتا ہوں۔ اس کی ساری داستان سنکر مامون نے ان دونوں بستیوں کو اس کی طرف لوٹانے کا حکم دیا۔ شیخ نے بہت گریہ کیا۔ مامون نے کہا کیا میں نے از سر نو تجھ پر احسان نہیں کیا اس نے اقرار کرتے ہو کہا لیکن برامکہ کی برکت سے مامون نے کہا صحیح سالم واپس چلے جاؤ بلاشبہ وفا برکت والی چیز ہے اور حسن عہد اور حسن صحبت کا پورا کرنا ایمان کا حصہ ہے۔

الفضیل بن عیاض ابوعلی التمیمی عابد، زاہد، عالم والی ہیں خراسان کے صوبہ دینور میں پیدا ہوئے۔ بڑی عمر میں کوفہ آئے۔ وہاں اعمش، منصور بن معتمر، عطاء بن سائب اور حصین بن عبدالرحمٰن وغیرہ سے سماع کیا۔ اس کے بعد مکہ پہنچ کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ تلاوت قرآن کریم اور صوم وصلاۃ کے پابند تھے سردار بزرگ، ثقہ، ائمہ رواۃ میں سے تھے۔ قبل ازیں ہم نے رشید کے ان کے گھر پر آنے کے وقت ان کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بیان کر دیا۔ اس موقع پر رشید نے انہیں مال کی پیشکش بھی کی تھی جسے فضیل نے ٹھکرا دیا۔ فضیل نے اسی سال مکہ میں وفات پائی۔

مؤرخین نے ذکر کیا کہ فضیل ایک فریب کار رہزن شخص تھا۔ ایک باندی پر عاشق تھا۔ ایک اور رات کو تلوار کے ساتھ دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو رہا تھا کر ایک قاری کی آواز سنی (کیا ایمان والے لوگوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی کیلئے جھک جائیں) فضیل نے جواب دیا کیوں نہیں پھر توبہ کر کے اپنی روش بدل لی۔ رات کو ایک ویرانہ میں چلے گئے۔ وہاں پر موجود مسافر کہہ رہے تھے اپنے کو فضیل رہزن سے بچاؤ لیکن یہ توبہ پر قائم رہے۔ ان کو امن دیا۔ اس کے بعد فضیل بہت بڑے سردار، عابد، زاہد، قابل اقتدا پیشوا بن گئے، ان کے کلاموں سے رہنمائی حاصل کی جانے لگی۔

فضیل کا قول ہے اگر پوری دنیا ملا ہوتی میں اس کی پرواہ کئے بغیر اس سے اس طرح گھن کرتا جس طرح تم کپڑوں کی حفاظت کیلئے سردار کے نزدیک سے گذرتے ہوئے اس سے گھن محسوس کرتے ہو۔ نیز فرمایا لوگوں کیلئے عمل کرنا شرک اور ان کی خاطر عمل نہ کرنا ریا ہے۔ اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے تمہیں بچادے۔

ایک روز رشید نے فضیل سے زہد کے بابت دریافت کیا۔ فضیل نے جواب دیا آپ مجھ سے بڑے زاہد ہیں۔ اس لئے کہ میں بے قیمت شی دنیا سے اعراض کرنے والا ہوں اور آپ قیمتی شئی آخرت سے اعراض کرنے والے ہو۔ گویا میں فانی شی اور آپ غیر فانی شی سے اعراض کرنے والے ہیں مینگنی کے اعراض کرنے والے سے موتی سے اعراض کرنے والا بڑا زاہد ہے۔ اس قسم کی بات ابن حازم اور سلیمان بن عبدالملک کے مابین بھی مروی ہے۔ فضیل کا قول ہے اگر میں مستجاب الدعاء ہوتا تو امام کیلئے دعا کرتا اس لئے کہ اس کی اصلاح سے ساری اشیاء کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ نیز فرمایا میں نافرمانی کرنے کا اثر تمام چیزوں میں محسوس کرتا ہوں۔ نیز فرمایا عمل کیلئے رضاء الٰہی اور آپ ﷺ کی اتباع لازمی ہے۔

بشر بن مفضل عبدالسلام بن حرب۔ عبدالعزیز بن محمد عبدالعزیز عمی علی بن عیسیٰ۔ معتمر بن سلیمان۔ ابوشعیب البدانی الزاہر نے اسی سال وفات پائی۔ ابوشعب پہلے شخص ہیں جنہوں نے براش کی جھونپڑی میں سکونت اختیار کی اسی اثناء میں ایک رئیسہ لڑکی سے محبت ہوگئی اس نے سب ٹھاٹ باٹ چھوڑ کر ان سے نکاح کر کے اسی جھونپڑی میں سکونت اختیار کر لی۔ وہیں عبادت کرتے کرتے دونوں کی وفات ہوگئی۔ بعض کا قول ہے ...م جوہرہ تھا۔

واقعات ۱۸۸ھ

اسی سال ابراھیم بن اسرائیل نے گرمیوں کی جنگ لڑی وہ صفعاف کے درہ سے بلاد روم میں داخل ہو گیا۔ نقفور اس کے مقابلہ میں آیا۔ وہ تین بار زخمی ہوا۔ چالیس ہزار سے زائد اس کے ساتھی قتل ہوئے۔ چار ہزار سواریاں غنیمت میں ملیں۔ اسی زمانہ میں قاسم بن رشید نے مرج الدابق میں پڑاؤ کیا۔

اس سال الرشید نے لوگوں کو حج کرایا یہ اس کا سب سے آخری حج تھا ابو بکر کا قول ہے کہ جس وقت رشید حج سے کوفہ کے پاس سے گزرا تو آواز آئی۔ اس کے بعد نہ رشید نہ کوئی دوسرا خلیفہ حج کریگا۔

فضل بن ربیع حاجب کا قول ہے میں نے رشید کے ساتھ حج کیا جب ہم کوفہ سے گزرے تو بھلول بھکی بھکی باتیں کر رہا تھا۔ میں نے کہا اے بھلول خاموش ہو جا، امیر المؤمنین آرہے ہیں وہ خاموش ہو گیا جب ہودج اس کے سامنے آیا تو اس نے کہا اے امیر مجھ تک آپ ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ ﷺ منٰی میں سواری پر تھے۔ اس کے نیچے ایک ردی پالان تھا۔ نہ آپ ﷺ نے دھتکارا نہ اِدھر اُدھر کیا نہ مارا۔ ربیع کہتے ہیں کہ میں نے خلیفہ کو بتایا یہ بھلول ہے انہوں نے فرمایا میں نے اسے پہچان لیا۔ پھر خلیفہ نے اسے نصیحت کی درخواست کی تو اس نے کہا۔

(۱)...... اے خلیفہ فرض کیجئے کہ آپ پوری روئے زمین کے خلیفہ! تمام لوگ آپ کے مطیع بن گئے۔

(۲) کیا کل آپ کا ٹھکانہ قبر نہیں ہوگا جس پر لوگ نوبت بہ نوبت مٹی ڈالیں گے۔

رشید نے جواب دیا بہت خوب۔ اس کے علاوہ بھی کوئی بات ہے اس نے کہا ہاں اے امیر جس شخص کو اللہ نے مال و حسن عطا کیا۔ پھر اس نے حسن میں پاکدامنی اختیار کی۔ اور مال سے دوسروں کی مدد کی تو اللہ کے رجسٹر میں اس کا نام نیکوں میں لکھا جائیگا۔ راوی کا قول ہے کہ رشید نے بھلول کے بارے میں سوچا کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ رشید نے کہا ہم ترا تمام قرضہ ادا کرنے کا حکم دیدیا۔ اس نے جواب دیا ہرگز نہیں قرضہ قرضہ سے ادا نہیں ہوتا۔ حق کو اس کے مستحقین میں تقسیم کردو۔ اپنی جان کا قرض اپنی جان سے ادا کرو۔ پھر رشید نے کہا ہم نے تیرا رسد جاری کر دیا۔ اس نے کہا ایسا نہ کیجئے اللہ تجھے نہیں دیگا اور مجھے بھول جائیگا۔ اب تک تو نے میرا رسد جاری نہیں کیا تھا۔ واپس چلا جا مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا یہ ایک ہزار دینار قبول کر لیجئے اس نے جواب دیا یہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیجئے۔ اس میں تیری بھلائی ہے میں ان کا کیا کروں گا۔ یہاں سے چلا جا تو نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ اس کے بعد رشید واپس ہوا اس حال میں کہ دنیا اس کی نظر میں حقیر ہو چکی تھی۔

خواص کی وفات

ابو اسحاق فزاری ...... ابراھیم بن محمد بن حارث بن اسماعیل بن خارجہ۔ مغازی وغیرہ میں اہل شام کے امام تھے۔ ثوری اوزاعی وغیرہ سے روایتیں لی۔ اسی یا گذشتہ سال وفات پائی۔

ابراھیم صلی الندیم اس کا نام ابراھیم بن ماہان بن بحن ابو اسحاق۔ رشید کے شعراء گلوکاروں اور شراب نوش ساتھیوں میں سے تھا۔ اصلا ایرانی ہے کوفہ میں پیدا ہوا۔ اسی کے نوجوانوں سے گانا سیکھا۔ اس کے بعد موصل کا سفر کر کے کوفہ واپس آ گیا تو موسیقی سیکھا۔

پھر اس نے خلفاء سے رابطہ شروع کیا۔ سب سے پہلی مہدی سے رابطہ کیا رشید کے ہاں بلند مقام حاصل کیا۔ اس کے داستان سرا اور گلوکاروں شراب نوش ساتھیوں میں سے بن گیا۔ دنیا کے اعتبار سے بہت بڑا مالدار بن گیا حتی کہ کہا گیا اس نے ۲۴ کروڑ درہم ترکہ چھوڑا۔ سن ولادت ۱۱۵ھ ہے بنی تمیم کی کفالت میں پروان چڑھی۔ انہی کی طرف منسوب ہوا یہ گانے کے فن میں ماہر تھا۔ اس کی شادی منصور کی بہن ملقب بہ لزلزل سے ہوئی۔ جو اس کے ساتھ باجا بجاتی تھی۔ جب یہ گاتا اور وہ باجا بجاتی تو مجلس جھوم اٹھتی۔ صحیح قول کہ مطابق اسی سال وفات پائی۔ ابن خلکان نے وفیات میں نقل کیا ہے کہ ابراھیم موصلی۔ ابد العتا ہے۔ ابو عمر شیبانی نے ۲۱۷ھ میں ایک ہی دن میں وفات پائی۔ لیکن اول قول صحیح ہے

ابراھیم نے بوقت وفات یہ اشعار کہے:

(۱)...... جو تکلیف میں برداشت کررہا ہوں۔ واللہ میرا طبیب اس سے ناامید ہوگیا۔

(۲)...... عنقریب میرے دوستوں اور دشمنوں کو میری موت کی خبر دی جائیگی۔

جریر بن عبدالحمید، رشید بن سعد، عبرۃ بن سلیمان، عقبہ بن خالد، احمد کے مشائخ میں سے عمر بن ایوب عابد ایک قول کے مطابق عیسیٰ بن یونس نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۸۹ھ

اسی سال رشید حج سے واپسی پر رقہ گیا۔ اس نے عزل ونصب کیا۔ نے اسی زمانہ میں علی بن عیسیٰ کو دوبارہ خراسان کا حاکم بنایا گیا۔ وہاں کے نائبین مختلف اقسام والوان کے تحائف اسے پیش کئے اس کے بعد وہ بغداد آ گیا۔ قصر اللصوص میں اس نے عیدالاضحیٰ کی وہیں اس نے قربانی کی ۲۷ ذی الحجہ کو بغداد آمد کے موقع پر جب اس کا اس پل سے گذر ہوا جس پر جعفر کا جثہ لٹکا ہوا تھا تو اس نے اسے جلا کر دفن کا حکم دیا۔ یہ قتل کے روز سے اب تک لٹکا ہوا تھا۔ اس کے بعد رشید سکونت کیلئے بغداد سے رقہ گیا وہ بغداد اور اس کی زیبائش پر غمزدہ تھا۔ وہاں سکونت سے اس کا مقصد وہاں پر موجود مفسدین کا خاتمہ کرنا تھا۔ عباس بن احنف نے اس پر دو شعر کہے:

(۱)...... ہم نے سواریوں کو بٹھانے سے پہلے کوچ کیا۔ سفر وقیام میں کوئی فرق ہم نے محسوس نہیں کیا۔

(۲)...... ہمارے وہاں پہنچنے پر انہوں نے ہمارے حال کے بابت سوال کیا۔ ہم نے ان کے سوال کے ساتھ ان کے وداع کو بھی ملا دیا۔

اسی سال رشید نے رومیوں کے پاس تمام گرفتار شدگان قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کر دیا۔

ایک شاعر نے اسی پر دو شعر کہے:

(۱)...... تیرے ذریعہ وہ قیدی رہا ہوئے جن کیلئے قید خانوں کو پستر کیا گیا جن میں کوئی قریبی عزیز رشتہ دار بھی نہیں جاتا۔

(۲)...... جب مسلمان رہائی سے مایوس ہوگئے تو وہ کہنے لگے مشرکین کے قید خانے ان کی قبریں ہیں۔

اسی زمانہ میں قاسم بن رشید نے حرج دابق میں رومیوں کے محاصرہ کیلئے پڑاؤ کیا۔

اس سال عباس بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

علی بن حمزہ بن عبداللہ...... بن فیروز ابوالحسن الاسدی الکوفی بوکسائی سے مشہور ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے چادر میں احرام باندھا تھا۔ کسائی نحوی لغوی ائمہ قراء میں سے تھے اصلاً کوفی ہیں بعد میں بغداد کو وطن بنالیا۔ الرشید اور اس کے لڑکے امین کی تربیت کی۔ حمزہ بن حبیب الزیات سے قرأۃ اسی کو پڑھتے رہے۔ ابی بکر بن عیاش سفیان بن عیینہ وغیرہ سے روایت کی۔ ان سے یحییٰ بن زیاد فراء اور ابوعبید نے روایت کی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے نحو میں لوگ کسائی کے محتاج ہیں کسائی نے فن نحو خلیل سے حاصل کیا۔ ایک روز کسائی نے خلیل سے پوچھا کہ آپ نے نحو کہاں سے حاصل کیا انہوں نے جواب دیا وادی حجاز سے کسائی نے وہاں کا سفر کر کے عربوں سے بہت سی باتیں لکھی۔ پھر خلیل کے پاس واپس آئے تو اس کا انتقال ہو چکا تھا اس کی جگہ پر یونس نے کسائی کی برتری تسلیم کی پھر یونس نے کسائی کو اس کی جگہ پر بیٹھا دیا۔

کسائی کا قول ہے ایک روز میں نے رشید کو نماز پڑھاتے ہوئے قرآت میں بے سے بھی بڑھ کر غلطی کر دی کہ میں نے یرجعون کی جگہ یرجعین پڑھ دیا رشید کو رد کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ سلام پھیرنے کے بعد اس نے پوچھا یہ کونسی لغت تھی۔ میں نے کہا گھوڑا بھی لغزش کھا جاتا ہے رشید نے کہا صحیح ہے۔

بعض کا قول ہے میں نے کسائی کو مغموم دیکھ کر وجہ دریافت کی اس نے کہا یحییٰ بن خالد نے کسی کے ذریعہ مجھ سے چند سوالات کئے ہیں میں نے غلطی کے خوف سے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا آپ تو کسائی ہیں جو چاہیں کہیں کسائی نے کہا اگر میں لاعلمی کا اقرار کروں تو اللہ تعالیٰ میری زبان قطع کردے۔ کسائی کا قول ہے میں نے ایک دفعہ نجار سے دو دروازوں کی قیمت کے بابت سوال کیا۔ اس نے جواب دیا دو سمندری پی یا دو تھپڑ۔

کسائی نے مشہور قول کے مطابق اسی سال ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس وقت کسائی دی میں رشید کے پاس تھا محمد بن حسن اور کسائی کی ایک ہی روز وفات ہوئی۔ رشید نے دونوں کی وفات پر کہا آج فقہ ولغت دفن ہو گئے۔

ابن خلکان کا قول ہے بعض نے کہا ۱۸۲ھ میں کسائی نے طوس میں وفات پائی۔ ایک شخص نے وفات کے بعد کسائی کو خواب میں چاند کی طرح روشن چہرہ والا دیکھا۔ اس نے ان سے پوچھا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کسائی نے جواب دیا قرآن کی وجہ سے میری بخشش ہوگئی۔ پھر اس نے حمزہ کے بارے میں پوچھا کسائی نے کہا وہ علیین میں ہیں ہم انھیں ستاروں کی طرح دیکھتے ہیں۔

محمد بن حسن ۔۔۔۔۔ یہ محمد بن حسن بن زفر ابوعبداللہ الشیبانی، امام ابوحنیفہ کے ساتھی دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد عراق آ گئے تھے۔ ۱۳۲ھ میں واسط میں ولادت ہوئی کوفہ میں پھلے پھولے۔ ابوحنیفہ، مسعر، ثوری، عمر بن ذر مالک بن مغول سے سماع کیا، مالک اوزاعی ابو یوسف سے لکھا بغداد میں رہ کر احادیث بیان کی امام شافعی نے ۱۸۴ھ میں اپنی آمد پر ان کی طرف سے لکھا۔ رشید نے امام زفر کو رقہ کا قاضی بنایا پھر معزول کر دیا۔

امام زفر اپنے اہل سے کہا کرتے تھے تم مجھ سے کسی دنیاوی چیز کا سوال مت کرو ورنہ تم میرے دل کو مشغول کر دو گے۔ میرے مال سے جس قدر چاہو لیلو۔ اس سے میرا دل فارغ رہیگا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے میں نے امام زفر جیسا علم کا سمند۔ ان سے زیادہ مہربان۔ ان سے بڑا فصیح کوئی نہیں دیکھا۔ مجھے ان کی تلاوت سنکر یوں محسوس ہوتا ہے گویا قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا۔ نیز انھی کا قول ہے میں نے ان سے بڑا عقل مند کوئی نہیں دیکھا۔ طحاوی کا قول ہے امام شافعی نے امام زفر سے کتاب السیر منگوائی۔ انہوں نے عاریۃً دینے کے بارے میں کوئی جواب نہیں دیا۔ امام شافعی نے ان کی طرف دو شعر لکھے:

اسے کہہ دو جس کی مثل میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ جس نے اسے دیکھ لیا گویا اس نے پہلے لوگوں کو دیکھ لیا۔ اسے کہہ دیجئے
کہ علم اہل علم کو منع کرتا ہے کہ وہ اسے اہل علم سے روک کر رکھیں۔ شاید اسے اہل علم پر خرچ کرنا واجب ہو۔

راوی کا قول ہے کہ اس نے آپ کو اسی وقت عاریۃً کے بجائے ھدیۃً وہ دیدی۔ ابراھیم حربی کا قول ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ نے یہ پیچیدہ مسائل کہاں سے لئے۔ انہوں نے جواب میں فرمایا محمد بن حسن کی کتب سے، قبل ازیں گزر چکا کہ کسائی اور امام زفر کی وفات ایک ہی روز ہوئی جس پر رشید نے کہا آج لغت وفقہ دونوں رخصت ہو گئے۔ امام زفر کی عمر ۵۸ ھ سال تھی۔

واقعات ۱۹۰ھ

اسی سال سمرقند کے نائب رافع بن لیث نے بغاوت کر کے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی۔ اہل شہر اور آس پاس کے کافی لوگ اس کے پیروکار بن گئے۔ اس کی پوزیشن مستحکم ہوگئی۔ خراسان کے نائب علی بن عیسیٰ نے اس کا مقابلہ کیا لیکن رافع نے اسے شکست دیدی معاملہ بگڑ گیا۔

اسی زمانہ میں ۲۰ رجب کو رشید ٹوپی پھینک کر بلا دروم روانہ ہوا اس کے بارے میں ابوالمعلی کلابی نے شعر کہا:

(۱) ۔۔۔۔ تیری ملاقات کا خواہاں حرمین یا سرحدوں کی انتہاء پر تجھ سے ملاقات کر سکتا ہے۔

(۲) ۔۔۔۔ تو دشمن کے علاقہ میں تیز رو گھوڑے پر اور اپنے علاقہ میں لکڑی کی انگیٹھی پر ہوتا ہے۔

(۳) ۔۔۔۔ تیرے علاوہ کسی خلیفہ نے تمام سرحدوں کو اکٹھا جمع نہیں کیا۔

الرشید چلتے چلتے الطوانہ تک پہنچ گیا وہیں پر اس نے پڑاؤ کیا نقفور نے اس کے پاس اطاعت خوارج وجزیہ اور اپنی اولاد اور اہل مملکت کی طرف

سے سالانہ پندرہ لاکھ دینار دینے کا پیغام بھیجا۔اس نے رشید سے ہرقل بادشاہ کی گرفتار کی ہوئی لڑکی کا بھی مطالبہ کیا۔الرشید نے ہدایا تحفے تحائف خوشبو لگا کر بھیج دیا۔رشید نے اس پر سالانہ تین ہزار دینار دینے کی شرط بھی لگائی۔نیز یہ کہ وہ ہرقل کو آباد نہیں کرے گا پھر الرشید غزوہ پر عقبہ بن جعفر کو نائب بنا کر واپس چلا گیا۔

اسی سال اہل قبرص نے عہد توڑ دیا، معیوف بن یحییٰ نے ان کا مقابلہ کر کے اس کے اہل کو گرفتار کرلیا۔ان میں سے ایک مخلوق کو قتل کر دیا عبدالقیس کے ایک شخص نے بغاوت کی تو رشید نے آدمی بھیج کر اسے قتل کرا دیا۔

اس سال عیسیٰ بن موسیٰ ہادی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہورین کی وفات

اسد بن عمرو...... بن عامر ابوالنذر البجلی الکوفی امام ابوحنیفہ کے ساتھی ہیں۔بغداد واسط کے قاضی رہے بصارت ختم ہونے کے بعد قضاء سے استعفیٰ دے دیا احمد بن حنبل کا قول ہے یہ صادق تھے اور ابن معین نے ان کی توثیق کی، علی بن مدینی امام بخاری نے ان پر کلام کیا۔

سعدون مجنون...... ساٹھ سال تک روزے رکھنے کی وجہ سے دماغی کمزور ہوگیا۔لوگوں نے ان کو مجنون کہنا شروع کر دیا ایک روز ذوالنون مصری کے پاس کھڑے ہو کر ان کا کلام سنا۔پھر زور سے چیخ مار کر اشعار پڑھے:

غیر مریض سے بیماری کی شکایت کرنا بے فائدہ ہے جب صبر ختم ہو جائے تو شکایت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

اصمعی کا قول ہے میں سعدون کے پاس سے گذرا تو وہ ایک مدہوش شیخ کے سرہانہ بیٹھا ہوا اس سے مکھیاں دور کر رہا ہے۔سعدون مجھے دیکھ کر کہنے لگا یہ مجنون ہے میں نے پوچھا تم مجنون ہو یا وہ مجنون ہے۔اس نے کہا وہ مجنون ہے اسلئے کہ میں نے ظہر وعصر با جماعت ادا کی اس نے با جماعت بلا جماعت کسی طرح بھی ادا نہیں کی۔علاوہ ازیں وہ شراب نوش ہے میں نہیں ہوں۔میں نے کہا کیا تو اس کے متعلق کچھ کہے گا؟ تو اس نے چند اشعار پڑھے:

(۱)...... میں شراب چھوڑ کر خالص پانی پینے لگا ہوں۔

(۲)...... کیوں کہ شراب عزیز عمر کو ذلیل اور سفید چہرہ کو سیاہ کر دیتی ہے۔

(۳)...... اگر وہ نوجوان کیلئے جائز ہوسکتی ہے تو بڑھاپا آنے پر اس سے کیا عذر ہوسکتا ہے۔

اصمعی نے کہا آپ نے سچ فرمایا وہی مجنون ہے نہ کہ آپ۔

عبیدہ بن حمید...... بن صہیب ابوعبدالرحمٰن التیمی الکوفی امین کے استاد ہیں۔اعمش وغیرہ سے روایت کی۔ان سے احمد بن حنبل نے روایت کی اور ان کی تعریف بھی کی۔

یحییٰ بن خالد بن برمک کے حالات...... یہ یحییٰ بن خالد بن برمک ابوعلی الوزیر جعفر برمکی کے والد مہدی نے اپنے لڑکے رشید کو ان کے حوالہ کیا تھا۔ان کی اہلیہ نے فضل بن یحییٰ کے ساتھ اسے دودھ پلایا تھا۔رشید نے خلیفہ بننے کے بعد ان کا پورا خیال رکھا۔ان کے بابت کہا کرتا تھا میرے والد نے یہ کہا میرے والد نے یوں کہا علاوہ ازیں اس نے امور خلافت بھی ان کے سپرد کر دیئے تھے۔یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا حتی کہ برامکہ کا خاتمہ ہوگیا۔رشید نے جعفر کو قتل کر کے اس کے والد یحییٰ کو جیل میں بند کر دیا حتی کہ وہیں اس کی وفات ہوگئی۔

یحییٰ فیاض فصیح، اصابت رائے کا مالک تھا، اس نے اچھے اچھے کارنامے انجام دیئے، ایک دن اسی اپنے لڑکے سے کہا ہر شئی کا علم حاصل کرو اس لئے کہ جس چیز سے آدمی جاہل رہتا ہے وہ اس کی دشمن بن جاتی ہے نیز فرمایا تم سنی ہوئی عمدہ عمدہ چیزیں لکھو اچھی اچھی چیزیں یاد کرو اچھی اچھی چیزیں بیان کرو۔نیز فرمایا جب دنیا تمہارے پاس ہو تو اس سے خرچ کرو کیوں کہ وہ فانی ہے جب دنیا نہ ہو پھر بھی خرچ کرو۔کیوں کہ وہ ختم ہونے والی شے

ہے یحییٰ جب راستہ میں سواری پر سوار ہوتے اسوقت ان سے کوئی سوال کرتا تو کم از کم دوسو درھم اسے دیدیتے۔ ایک روز ایک شخص نے کہا۔

اے پاکدامن یحییٰ کے ہمنام اللہ نے اپنے فضل سے تیرے لئے دو باغ مقدر کئے تمہارے سامنے سے راستہ پر گزرنے والے کے لئے تمہاری بخشش سے دوسو درھم ہیں۔ دوسو درھم میرے جیسے شخص کے لئے کم ہیں۔ وہ تو جلد باز سوار کے لئے ہیں۔

یحییٰ نے کہا تو نے سچ کہا پھر اس کیلئے حکم دیکر گھر چلا گیا واپس آیا تو اس شخص نے شادی کرلی تھی۔ وہ اپنی بیوی کے پاس جانا چاہتا تھا یحییٰ نے اسے چار ہزار مہر کے چار ہزار گھر کے بدلہ چار ہزار سامان کے بدلہ چار ہزار آمد کی کلفت کے چار ہزار مدد کے طور پر دیئے۔

ایک روز ایک شخص نے اس سے سوال کیا یحییٰ نے جواب دیا تو نے ایسے وقت مجھ سے سوال کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس نے میرے ایک دوست کو بھیجا کہ وہ مجھ سے مطالبہ کریں کہ میں پسندیدہ شئی ہدیہ کروں اور یہ کہ مجھے تیرے متعلق پتہ چلا ہے کہ تو اپنی باندی تین ہزار دینار میں فروخت کرنا چاہتا ہے میں عنقریب اسے طلب کروں گا۔ اسلئے تیس ہزار دینار سے کم میں فروخت نہ کرنا۔ اس کے بعد لوگوں نے میرے پاس آکر اس کی قیمت بیس ہزار تک لگائی میں نے جب سنا تو میرا دل اس پر مطمئن ہوگیا۔ اور میں نے بیس ہزار دینار میں اسے فروخت کردیا۔ اس شخص نے وہ باندی یحییٰ کو ھدیہ کردی۔ جب یحییٰ سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے مجھ سے پوچھا باندی کتنے درھم میں فروخت کی؟ میں نے کہا بیس ہزار دینار میں اس نے کہا تو ایک گھٹیا شخص ہے۔ اپنی باندی لے جاؤ آئندہ ایسا نہ کرنا آئندہ پچاس ہزار سے کم فروخت نہ کرنا۔ پھر دوبارہ لوگوں نے اس کی قیمت تیس ہزار دینار تک لگائی تو میں نے اسے فروخت کردیا، پھر جب دوبارہ میں یحییٰ کے پاس آیا تو اس نے مجھے ملامت کرتے ہوئے وہ باندی مجھے واپس کردی میں نے کہا آپ گواہ رہیں کہ میں نے اسے آزاد کر کے اس سے شادی کرلی۔ نیز یہ کہ اس نے مجھے پچاس ہزار دینار کا فائدہ دیا اسلئے میں کبھی اس کے حق میں کوتاہی نہیں کروں گا۔

خطیب نے ذکر کیا کہ ایک روز رشید نے منصور سے دس کروڑ درھم طلب کئے۔ اس وقت اس کے پاس صرف ایک کروڑ تھا بہت پریشان ہوا رشید نے اسے قتل اور گھر ویران کرنے کی دھمکی بھی دی۔ منصور نے یحییٰ کو صورتحال سے آگاہ کیا یحییٰ نے پانچ کروڑ اسے نقد دیئے دو کروڑ اپنے لڑکے سے دینے کو کہا۔ اپنے لڑکے سے کہا مجھے پتہ چلا ہیکہ تو ان پیسوں سے جاگیر خریدنا چاہتا ہے۔ یہ جاگیر شکر لانے والی اور ایک عرصہ تک باقی رہتی ہے پھر اپنے لڑکے سے اس کیلئے ایک کروڑ درھم لئے اپنی باندی سے دینار کا ایک ہار لیا جو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار میں خریدلیا تھا۔ اور کہنے لگا ہم نے تو یہ ہار دولاکھ کا سمجھا تھا جب رشید کو مال پیش کیا گیا تو اس نے وہ ہار واپس کردیا۔ اس نے یحییٰ کی باندی کو ھبہ کردیا۔ پھر دوبارہ اس سے نہیں لیا۔

اس کے لڑکوں نے جیل میں اس سے کہا اے ہمارے والد خوشحالی کے بعد ہماری یہ حالت ہوگئی اس نے کہا کہ اے لڑکو! مظلوم کی بددعارات کو چلتی ہے ہم اس سے غافل تھے لیکن اللہ غافل نہیں تھا پھر اس نے دو شعر پڑھے:

(۱)......بہت سے لوگ ایک زمانہ تک خوش حال رہے اور زمانہ سرسبز و شاداب رہا۔

(۲)......پھر زمانہ نے کچھ عرصہ ان سے اعراض کیا جب وہ گفتگو کرتے تھے تو زمانہ انھیں خون کے آنسو رلاتا تھا۔

یحییٰ نے سفیان کیلئے ماہانہ ایک ہزار مقرر کیا ہوا تھا۔ سفیان اس کے لئے سجدہ میں دعا کیا کرتا تھا اے اللہ جیسے اس نے میرا خیال رکھا تو بھی اس کا خیال رکھنا یحییٰ کی وفات کے بعد ایک شخص نے اس سے خواب میں اس کی حالت کے بابت دریافت کیا۔ یحییٰ نے کہا سفیان کی وجہ سے اس کی بخشش ہوگئی۔

یحییٰ بن خالد کی وفات الرافقہ جیل میں اسی سال تین محرم ستر سال کی عمر میں ہوئی۔ فضل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ فرات کے کنارہ میں دفن کیا گیا۔ اس کی جیب سے اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک رقعہ برآمد ہوا جس میں لکھا ہوا تھا۔ مخالف سبقت کرگیا۔ مدعی علیہ پیچھے آنے والا ہے حاکم وہی ہے جو عادل ہو اور وہ دلیل کا محتاج نہیں ہوتا۔ وہ رقعہ رشید کو دکھایا گیا تو وہ رو پڑا چند روز تک اس کے چہرہ پر غم کے آثار نمایاں تھے۔

ایک شاعر نے یحییٰ کے بابت دو شعر کہے:

(۱)......میں نے سخاوت سے اس کی آزادی کا سوال کیا۔ اس نے جواب دیا میں یحییٰ کا غلام ہوں۔

(۲)......میں نے پوچھا تو اس کی زرخرید غلام ہے اس نے کہا نہیں میں اس کا وارثی غلام ہوں۔

واقعات ۱۹۱ھ

اسی سال سوادعراق میں ثروان بن سیف کا ظہور ہوا۔ وہ شہروں کا چکر لگاتا تھا۔ رشید نے اس کا مقابلہ میں کیا۔ اس نے اسکو زخمی کر کے اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ فتح کا پیغام رشید کے پاس پہنچا دیا۔

اسی زمانہ میں شام میں ابوالنداء کا ظہور ہوا۔ رشید نے یحییٰ بن معاذ کو اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اسے شام کا نائب بنایا۔

اسی برس بغداد میں برف باری ہوئی ...... سال رواں ہی میں بلاد روم میں یزید بن مخلد نے دس ہزار کے ساتھ جنگ کی۔ رومیوں نے طرطوس سے دو میل دور پچاس ساتھیوں سمیت اسے قتل کر دیا۔ باقی ماندہ شکست کھا گئے۔

رشید نے گرمیوں کی جنگ کا والی ہرثمہ بن اعین کو مقرر کیا۔ اسے تیس ہزار کا لشکر فراہم کیا جس میں مسرور الخادم بھی تھا۔ اخراجات کا منتظم وہی تھا۔ رشید ان سے قریب رہنے کیلئے حدث تک چلا گیا۔ اس نے کنیسوں اور گھروں کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ بغداد وغیرہ میں رومیوں کو مسلمانوں سے لباس و ہیئت میں اختیار کا حکم دیا۔

اسی سال رشید نے علی بن عیسیٰ کو خراسان کی نیابت سے معزول کر کے ھرثمہ کو مقرر کیا۔

اسی زمانہ میں رشید ھرقلہ فتح کر کے اسے ویران کر دیا۔ اس کے باشندون کو گرفتار کر لیا۔ لشکروں کو پورے روم میں عین زربہ اور کینسر سوداء تک پھیلا دیا۔ حمید بن معیوف سواحل شام سے مصر تک حاکم بنادیا۔ جزیرہ قبرص میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو گرفتار کر کے الرافقہ لا کر فروخت کر دیا۔ ان کے پادری کو ابوالبختری قاضی نے دو ہزار دینار میں فروخت کیا۔

اسی سال فضل بن سہل مامون کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا اس سال مکہ کے والی فضل بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سن سے ۲۳۵ھ تک مسلمانوں نے گرمیوں کی جنگ نہیں لڑی۔

خواص کی وفات ...... سلمہ بن فضل ابدش عبدالرحمٰن بن قاسم فقید (جو مالک بن انس بن ابی اسحاق سے روایت کرنے والے ہیں۔ رشید نے ان کی آمد پر ایک بھاری مال رقم انہیں دی تھی۔ لیکن انہوں نے قبول نہیں کی) فضل بن موسیٰ الشیبانی حمد بن سلمہ محمد بن حسین المصیصی عمر الدقی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۱۹۲ھ

اسی سال ھرثمہ بن اعین خراسان میں داخل ہو کر اس کا نائب بن بیٹھا۔ علی بن عیسیٰ کے اموال و جائیداد پر قبضہ کر کے اسے اونٹ پر دم کی طرف منہ کئے ہوئے سوار کر کے بلاد خراسان کا چکر لگوایا۔ ھرثمہ نے رشید کو بھی اس صورتحال سے آگاہ کر دیا رشید نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد اسے رشید کی طرف بھیج دیا اس نے اسے اس کے گھر میں بغداد میں محبوس کر دیا۔

اسی سال رشید نے ثابت بن نصر بن مالک کو سرحدوں کا والی مقرر کیا اس نے بلاد روم میں داخل ہو کر مطمورہ فتح کر لیا۔

اسی زمانہ میں ثابت بن نصر کے ہاتھ پر رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوئی۔

سال رواں ہی میں جبل اور بلاد آذربیجان میں خرمیہ کا ظہور ہوا رشید نے عبداللہ بن مالک بن ھثیم خزاعی کو دس ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ اس نے ان کی ایک جماعت قتل کر دی۔ بچوں کو قیدی بنالیا۔ ایک جماعت مردوں کی بھی گرفتار کی۔ پھر سب کو بغداد لے آیا رشید نے ان میں سے مردوں کے قتل کا حکم دیا۔ بچوں کے فروخت کرنے کا حکم دیا۔ قبل ازیں خزیمہ بن خازم نے ان سے جنگ کی تھی اسی برس رشید اپنے لڑکے قاسم کو رقہ کا نائب مقرر کر کے خود کشتی میں سوار ہو کر بغداد آ گیا۔ خزیمہ بن خازم اس کے آگے آگے تھا رشید کے بغداد آنے کا مقصد خراسان میں باغی رافع بن لیث سے جہاد کرنا تھا جس نے بغاوت کر کے خراسان کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ رشید نے ماہ شعبان میں خراسان کا

سفر شروع کیا۔ بغداد پر اپنے لڑکے محمد امین کو نائب بنایا۔ مامون نے اپنے بھائی امین کی طرف سے غدر کے خطرہ خوف سے اپنے والد کے ساتھ جانے کی اجازت طلب کی۔ اس کے والد نے اجازت دیدی۔

رشید نے راستہ میں ایک امیر سے اپنے بعد بننے والے تینوں ولی عہدوں کی بدسلوکی سے آگاہ کیا۔ اس نے اسے اپنے جسم میں بیماری کا نشان دیکھایا نیز یہ کہ تینوں نے مجھ پر جاسوس مقرر کئے ہوئے ہیں اور وہ تینوں میرے سانس گن رہے ہیں اور میری موت کے منتظر ہیں حالانکہ یہ بات ان کے حق میں بہت نقصان دہ ہوگی۔ امیر نے اس کیلئے دعا کی پھر رشید نے اسے اپنی عملداری کی طرف جانے کا حکم دیا اور اسے رخصت کیا۔ یہ ان کی آخری ملاقات تھی۔

اسی سال ثروہ حروری نے بصرہ کے کنارہ سلطان کے عامل کو قتل کر دیا۔ اسی زمانہ میں رشید نے ہیصم یمانی کو قتل کر دیا۔ عیسیٰ بن جعفر رشید کی ملاقات کیلئے آ رہا تھا کہ راستہ ہی میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس سال عباس بن عبداللہ بن جعفر بن ابی جعفر منصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسماعیل بن جامع ...... ابن اسماعیل بن عبداللہ بن مطلب بن ابی وداعہ ابوالقاسم مشہور گلوکاروں میں سے ہے یہ گانے میں ضرب المثل تھا۔ اولاً قرآن حفظ کیا۔ پھر قرآن چھوڑ کر گانے کے فن میں مشغول ہوگیا ابوالفرج بن علی بن حسین صاحب اغانی نے اس کے عجیب واقعات بیان کئے ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے اسماعیل بن جامع کا قول کہ میں ایک روز اپنے بالا طانہ سے جھانک رہا تھا۔ اچانک ایک سیاہ فام باندی پر میری نظر پڑی جو پانی کا مشکیزہ اٹھائے ہوئے تھی۔ وہ بیٹھ گئی مشکیزہ رکھ کر گانے لگی۔

(۱) ...... اللہ کو میں اس کے بخل کی شکایت کرتی ہوں۔ میری بخشش اس کیلئے شاہد ہے حالانکہ وہ مجھے ایلو ادیتا ہے۔

(۲) ...... میرے دل کی تکلیف مجھے واپس کردے۔ تو نے اسے قتل کر دیا۔ اور اسے پریشان دل مشتاق بنا کر نہ چھوڑ۔

اسماعیل کا قول ہے اس کی بات سنکر مجھ سے صبر نہ ہوسکا۔ میں دوبارہ اس سے کلام سننے کا مشتاق تھا۔ اتنے میں وہ اٹھ کر چلی گئی۔ میں بھی نیچے اتر کر اس کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ میں نے اس سے دوبارہ کلام سنانے کا سوال کیا اس نے کہا میں نے ان کے سنانے کے دو درھم لیتی ہوں۔ میں نے اسے دو درھم دیدیئے اس نے اپنا کلام سنایا۔ میں نے اسے یاد کرلیا اور پورے دن اسے دھراتا رہا رات کو سوگیا، صبح اٹھا تو وہ کلام میں بھول چکا تھا پھر وہ سیاہ فام باندی نظر آئی تو میں نے اس سے کلام سنانے کا سوال کیا اس نے حسب سابق دو درھم کا مطالبہ کیا میری طرف دیکھ کر کہنے لگی مجھے چار درھم زیادہ لگ رہے ہیں حالانکہ کہ تو ان سے چار ہزار دینار کمائے گا۔

اسماعیل کا قول ہے کہ ایک روز میں نے وہی کلام رشید کو سنایا تو اس نے ایک ہزار درھم دیئے۔ میں نے تین بار مزید اسے سنایا تو اس نے تین ہزار درھم دیئے۔ میں مسکرایا تو اس نے وجہ پوچھی میں نے سیاہ فام کا واقعہ بیان کر دیا۔ اس نے ایک تھیلی پھینکی جس میں ہزار دینار تھے کہنے لگا میں سیاہ فام باندی کی تکذیب نہیں کرسکتا۔

نیز اسی کا قول ہے کہ ایک صبح مدینہ میں میرے پاس صرف تین درھم تھے اچانک گردن پر مٹکا اٹھائے کنویں کی طرف دوڑتی ہوئی مغموم حالت میں گانا گاتی ایک باندی نظر آئی۔

(۱) ...... ہم نے اپنے دوستوں کو رات لمبا ہونے کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا ہماری رات تو چھوٹی ہوگئی۔

(۲) ...... اس لئے کہ نیند نے ان کیلئے رات چھوٹی اور ہمارے لئے رات لمبی کردی۔

(۳) ...... جب تکلیف دینے والی رات عاشق کے قریب ہوتی ہے تو ہم گھبرا جاتے ہیں۔ اور وہ خوش ہوتے ہیں۔

(۴) ...... اگر انہیں ہماری مثل تکلیف سے واسطہ پڑتا تو وہ بھی بستروں میں ہماری طرح ہوتے۔

راوی کا قول ہے میں نے تین درھم اسے دیکر اس سے دوبارہ کلام سنانے کا مطالبہ کیا۔ اس نے جواب دیا تو اس کے بدلہ تین ہزار دینار لے گا چنانچہ ایک رات اس کلام کے سنانے پر رشید نے مجھے تین ہزار دینار دیئے۔

بکر بن نطاح، ابووائل حنفی بصری مشہور شاعر کی وفات اسی سال ہوئی۔ رشید کے زمانہ میں بغداد آیا ابوالتاھیہ کے ساتھ رہا ابوعفان کا قول ہے

عادل محدثین میں سے چار ہیں ان میں سے سب سے پہلے بکر بن نطاح ہیں۔ عبد کا قول ہے میں نے حسن بن رجا کو کہتے سنا۔ شعراء کی ایک جماعت جس میں بکر بن نطاح بھی تھا۔ ایک دوسرے کو شعر سنانے کیلئے جمع ہوئے جب وہ سنا کر فارغ ہو گئے تو بکر بن نطاح نے اپنے بارے میں شعر سنائے:

(۱)۔۔۔۔۔ اگر وہ رضامندی کا خط لکھ دیتی تو اسے یہ بات نقصان نہ دیتی۔

(۲)۔۔۔۔۔ پلکیں خشک ہو جاتی یا انہیں نیند آ جاتی۔

(۳)۔۔۔۔۔ اس کے نزدیک محبت کرنے والے عاشق کے بارے میں سفارش مردود ہے کاش وہ مر جاتا۔

(۴)۔۔۔۔۔ اے نفس صبر کو اور جان لے اس سے امید کرنے والا گزرے ہوئے لوگوں کی طرح ہیں

(۵)۔۔۔۔۔ پلکیں کسی قائل کے دیکھنے سے بیمار نہیں ہوئی مگر یہ کہ اس نے انہیں بیمار کر دیا۔

راوی کا قول ہے سب شاعر جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے سر کو بوسہ دینے لگے۔ وفات کے بعد ابولتاھیہ نے اس کا مرثیہ کہا۔

ابووائل بکر بن لطاح مر گیا شعر بھی ہم سے جدا ہو گیا۔ اسی برس بھلول مجنون نے وفات پائی کوفہ کا قبرستان اس کا ٹھکانہ تھا۔ اس نے عمدہ عمدہ اقوال کہے۔ قبل ازیں گزر چکا کہ اس نے رشید کو بڑے پر اثر انداز میں وعظ کیا۔

عبداللہ بن ادریس ۔۔۔۔۔ الاودی الکوفی اعمش، ابن جریج، شعبہ، مالک وغیرہ سے سماع کیا۔ ان سے ائمہ کی ایک جماعت نے روایت کی۔ رشید نے انہیں قضاء کی پیشکش کی۔ انہوں نے جواب دیا میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ قبل ازیں رشید نے اس کے بابت وکیع سے بھی پوچھا تھا انہوں نے بھی جواب دیدیا تھا۔ اس کے بعد رشید نے حفص بن غیاث کو قضاء کی پیشکش کی تو انہوں نے قبول کر لیا۔ رشید نے ہر ایک کو تکلیف کے عوض پانچ ہزار دینار دیئے ادریس اور وکیع نے تو انکار کر دیا حفص نے قبول کر لئے جس پر ادریس نے کہا میں کبھی بھی اس سے کلام نہیں کروں گا۔

رشید ایک بار قاضی ابو یوسف امین اور مامون کے ساتھ حج سے واپسی پر کوفہ سے گذرا تو اس نے اپنے لڑکوں کو سماع کرانے کیلئے شیوخ حدیث کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ ابن ادریس اور عیسیٰ بن لونس کے علاوہ تمام محدثین جمع ہوئے۔ امین اور مامون ان سے فارغ ہو کر ابن ادریس کے پاس گئے تو اس نے ایک سو احادیث کا انہیں سماع کرایا۔ مامون نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں ان احادیث کو دوبارہ حافظہ سے دھرادوں۔ چنانچہ ابن ادریس نے اجازت دیدی۔ اس نے تمام احادیث دھرادی مامون نے ان کے حافظہ پر بڑا رشک کیا۔ اس کے بعد مامون نے ابن ادریس کو کچھ مالی ھدیہ پیش کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد دونوں نے عیسیٰ بن یونس سے سماع کیا۔ مامون نے ان کیلئے دس ہزار کا حکم دیا تو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ مامون کو خیال آیا کہ انہوں نے اسے کم سمجھا۔ تو دوگنا کر دیا انہوں نے فرمایا اگر اس مسجد کو چھت تک بھی بھر دو گے پھر بھی میں حدیث کا معاوضہ قبول نہیں کروں گا۔ ابن ادریس کی موت کے وقت ان کی لڑکی رو پڑی انہوں نے کہا کیوں روتی ہو؟ میں نے اس گھر میں چار ہزار قرآن ختم کئے۔

صعصعہ بن سلام ۔۔۔۔۔ انہیں ابوابن عبداللہ ابوعبداللہ الدمشقی بھی کہا جاتا ہے بعد میں اندلس۔ منتقل ہو گئے عبدالملک بن معاویہ اور اس کے لڑکے کے زمانہ میں اسی کو وطن بنالیا۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم حدیث اور اوزاعی کا مذھب بلاد اندلس میں داخل کیا۔ اور قرطبہ میں امام الصلاۃ مقرر ہوئے انھی کے زمانہ میں جامع مسجد میں درخت لگائے گئے اوزاعی اور شاہی اسے جائز سمجھتے ہیں مالک اور اس کے اصحاب ناپسند کرتے ہیں۔

مالک، اوزاعی، سعید بن عبدالعزیز سے روایت کی، ان سے ایک جماعت نے روایت کی جس میں عبدالملک بن حبیب الفقیہ بھی ہیں۔ انہوں نے کتاب الفقھاء اور ابن یونس نے تاریخ مصر میں صعصعہ کا ذکر کیا۔ حمیدی نے تاریخ اندلس میں صعصعہ کا ذکر کرتے ہوئے اسی سال ان کی وفات کا ذکر کیا۔ ابن حزم نے اپنے شیخ سے نقل کیا ہے کہ اندلس میں مذہب اوزاعی کی سب سے پہلے اشاعت کرنے والے صعصعہ ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے اندلس میں علم حدیث کی اشاعت کرنے والے سب سے پہلے شخص صعصعہ ہیں۔ ابن یونس نے ۱۸۰ھ کے قریب ان کی وفات کا ذکر کیا لیکن حمیدی کا قول زیادہ پائیدار ہے۔

علی بن ظبیان ۔۔۔۔۔ ابوالحسن العبسی مشرقی بغداد کے قاضی رشید نے ان کو قاضی بنالیا تھا۔ ثقہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں

سے تھے پھر رشید نے انھیں قاضی القضاۃ بنادیا۔ رشید کے دربار سے نکلنے کے وقت رشید بھی ان کے ساتھ باہر جاتا تھا۔ آپ نے قدمیین میں اسی سال رخصت فرمائی۔

عباس بن احنف کے حالات...... ابن الاسود بن طلحہ الشاعر المشہور خراسان کے عربوں میں سے تھے بغداد میں پھلے پھولے، لطیف مذاحیہ، مقبول، اچھے شاعر تھے۔ ابو العباس نے عبداللہ بن معتز کا قول نقل کیا ہے کہ اگر مجھ سے لوگوں میں سے اچھے شعر کہنے والے کے بابت پوچھا جائے تو میں کہوں گا عمدہ شعر کہنے والے عباس ہیں۔

(۱)...... لوگوں نے ہمارے بارے میں ظنون کے دامن گھسیٹے ہیں اور ہمارے بارے میں مختلف اقوال بیان کئے۔

(۲)...... تمہارے غیر پر ظن سے تہمت لگانے والا جھوٹا۔ وہ شخص سچا ہے جسے اپنی سچائی کا علم ہی نہیں۔

ایک بار رشید نے نصف شب میں عباس کو بلوایا۔ جسکی وجہ سے عباس اور ان کے اہل خانہ خوف سے سہم گئے۔ جب رشید کے سامنے پہنچے تو اس نے کہا تم ہلاک ہو آج رات اپنی باندی کے بارے میں ایک مصرعہ تم تیار کرو۔ عباس نے کہا آج رات میں سب سے زیادہ خوف زدہ ہوا۔ رشید نے وجہ پوچھی تو عباس نے کہا رات کے وقت چوکیدار کے گھر آنے کی وجہ سے۔ اس کے بعد عباس بیٹھ گیا تا کہ اس کی گھبراہٹ دور ہو۔ پھر اس نے کہا اے امیر المومنین آپ شعر کہئے۔ رشید نے دو شعر کہے:

(۱)...... وہ ایسا مہربان ہے کہ ہم نے اس کی مثل کوئی بشر نہیں دیکھا۔

(۲)...... جوں جوں میں اس کے چہرہ کی طرف دیکھتا ہوں تو اس کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔

رشید نے کہا اس پر اضافہ کرو۔

جب رات تجھ پر حملہ آور ہوتی ہے اور چھا جاتی ہے اور تو فجر کو نہیں دیکھتا تو وہ اپنے چہرہ کو نمایا کر دیتی ہے اور تو چاند کو دیکھ لیتا ہے۔

رشید نے کہا ہم نے اسے دیکھا ہے اور ہم نے تیرے لئے دس ہزار کا حکم دیا اس کے جن اشعار کی وجہ سے بشا بن برد نے اسے تسلیم کیا اور اسے شعراء کی فہرست میں لکھا وہ یہ ہیں۔

(۱)...... میں ان لوگوں کو روتا ہوں جنہوں نے مجھے مزہ چکھایا وہ مجھے عشق کیلئے بیدار کر کے خود محو آرام ہو گئے۔

(۲)...... انہوں نے مجھے اٹھایا جب میں ان کا لادا ہوا بوجھ اٹھا کر کھڑا ہوا تو وہ بیٹھ گئے۔

(۳)...... اے سعد تو نے ان کے بابت مجھ سے باتیں کر کے میرے جنون میں اضافہ کر دیا اے سعد مجھے مزید اپنی باتیں بتا۔

(۴)...... اس کا عشق اس کا عاشق ہے دل نے اس کے علاوہ کسی کو نہیں پہچانا۔ اس کا قبل بعد کچھ نہیں۔

اصمعی کا قول ہے میں بصرہ عباس بن احنف کے پاس گیا تو وہ بستر پر پڑا ہوا کہہ رہا تھا۔

اے وطن سے الگ گھر سے دور رہنے والے جو اپنے غم پر روتا ہے اس کے زیادہ رونے سے اس کے جسم میں بیماریاں بڑھتی ہیں۔

پھر اس کے بعد وہ مدہوش ہو گیا۔ پھر وہ درخت پر بیٹھے ہوئے ایک پرندہ کی آواز سے ہوش میں آیا۔ اور کہنے لگا:

(۱)...... دل کا غم بڑھ گیا آواز دینے والا اس کی ٹہنیوں پر روتا ہے۔

(۲)...... اسے بھی شوق دلانے والا وہی ہے جو مجھے شوق دلانے والا ہے ہم سب اپنے اپنے ٹھکانہ پر روتے ہیں۔

راوی کا قول ہے اس کے بعد وہ مدہوش ہو گیا میں نے اسے حرکت دی تو وہ دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ صولی کا قول ہے اس کی وفات اسی سال یا اس کے بعد یا اس سے پہلے ۱۸۹ھ میں ہوئی۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ عباس الرشید کے زمانہ کے بعد بھی زندہ رہا۔

عیسٰی بن جعفر بن ابی جعفر منصور...... زبیدہ کا بھائی رشید کے زمانہ میں بصرہ کا نائب تھا۔ اس سال دنیا سے رخصت ہوئے۔

فضل بن یحیٰی...... یہ فضل بن یحیٰی ابن خالد بن برمک جعفر کا بھائی ہے۔ یہ اور رشید دونوں رضاعی بھائی ہیں خیزران نے فضل کو دودھ پلایا۔

فضل کی والدہ زبیدہ بنت بن برھیہ نے ہارون الرشید کو دودھ پلایا۔ زبیدہ تبین البربیہ کی مولدات میں سے تھیں اسی پر شاعر کے شعر ہیں:

(۱)...... تیرے فضل کے لئے کافی ہے کہ تو نے خلیفہ کے ساتھ ایک شریف عورت کا دودھ پیا۔

(۲)...... تو نے یحییٰ کو تمام میدانوں میں زینت بخشی جسے یحییٰ نے خالد کو تمام میدانوں میں زینت بخشی۔

مؤرخین کا قول ہے فضل اپنے بھائی جعفر سے بڑا سخی تھا لیکن اس میں تکبر اور بڑائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جعفر ہنس مکھ، خندہ وخوش اخلاق تھا لیکن سخی کم تھا لوگ اس کی طرف زیادہ مائل تھے لیکن فیاضی کی صفت تمام برائیوں پر غالب ہوتی ہے اسی صفت نے فضل کے تمام عیوب پر پردہ ڈالا ہوا تھا۔

ایک روز فضل نے اپنے طباخ کو ایک لاکھ درھم دیئے تو اس کا والد ناراض ہو گیا جعفر نے کہا کہ خوشی و تنگی تمام حالات میں اس نے مجھے نہیں چھوڑا۔ اب خوشحالی میں میں اسے کیسے بھولوں۔ اسی کے بابت شاعر کا شعر ہے۔

فیاض لوگ جب آسانی میں ہوتے ہیں تو تنگ وقت والے ساتھیوں کو یاد کرتے ہیں۔

ایک روز فضل نے ایک ادیب کو دس ہزار دینار دیئے تو وہ رونے لگا فضل نے پوچھا کم ہیں اس نے کہا نہیں لیکن مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آپ اس دنیا سے چلے نہ جائیں۔

علی بن جہضم نے اپنے والد کا قول نقل کیا کہ ایک صبح میں بالکل مفلس ہو چکا تھا حتی کہ سواری کا چارہ بھی نہیں تھا۔ میں فضل کے پاس گیا اس وقت وہ دار الخلافہ سے آ رہا تھا مجھے دیکھ کر اس نے مرحبا کہہ کر مجھے بلایا۔ راستہ میں اس نے ایک غلام کو ایک لونڈی سے عشق کرتے دیکھا تو اسے بڑی تکلیف ہوئی۔ اس نے مجھ سے شکایت کی میں نے کہا آپ کو وہی تکلیف پہنچی جو بنی عامر کے ایک شخص کو پہنچی جب کہ اس نے کہا۔

(۱)...... جب ہم منیٰ کے حنیف مقام پر تھے ایک شخص نے نادانستہ حرکت کر کے دلوں کو غمگین کر دیا۔

(۲)...... اس نے لیلیٰ کے نام سے دوسری عورت کو بلایا گویا اس نے لیلیٰ کے ذریعہ میرے سینہ کے پرندہ کو اڑا دیا۔

اس نے کہا ان دونوں شعروں کو لکھ لو میں نے سبزی فروش کے پاس اپنی پگڑی رہن رکھ کر اس کے بدلہ کاغذ لیکر اس پر دونوں شعر لکھ کر فضل کو دیدیئے۔ اس نے کہا اطمینان کے ساتھ گھر چلے جاؤ۔

جب میں گھر پہنچا تو خادم نے کہا انگوٹھی لاؤ تا کہ اسے رہن رکھ کر ہم کھانے کا انتظام کریں میں نے کہا وہ تو رھن رکھ دی شام سے پہلے ہی فضل نے ایک بھاری مالی رقم میرے پاس بھیجی اور ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ ایک ماہ کا پیشگی بھی دیدیا۔

ایک روز ایک عمر رسیدہ شخص فضل کے پاس آیا اس نے اس کا اعزاز واکرام کیا۔ اس سے ضرورت پوچھی اس نے کہا تین لاکھ درھم قرض ہے یہ کہا اور اس کے بعد وہ ناامید ہو کر مفہوم حالت میں چلا گیا۔ اس کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی قرضہ اس کے گھر پہنچ چکا تھا۔ ایک شاعر نے فضل کی بابت کیا خوب شعر کہا:

(۱)...... اے فضل نام والے شخص میں وہ خوبی نہیں جو تجھ میں ہے۔

(۲)...... جب اللہ نے تیرا فضل لوگوں میں وسیع دیکھا تو تیرا نام بھی فضل رکھدیا گویا نام اور فعل دونوں مل جل گئے۔

رشید کے ہاں فضل کا رتبہ زیادہ تھا جعفر رشید کا خاص بندہ تھا رشید نے فضل کو بڑے بڑے امور کا منتظم بنایا تھا۔ ان میں سے ایک خراسان کی نیابت ہے رشید نے جب برامکہ کو قید وقتل کیا تو فضل کو سو کوڑے لگوا کر جیل میں بند کر دیا۔ حتیٰ کہ اسی سال رشید سے پانچ ماہ قبل رقہ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اسی محل میں اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی جس میں اس کے ساتھی تھے۔ اس کے بعد اس کا جنازہ نکالا گیا پھر عام لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ۴۵ سال کی عمر میں وہیں دفن کیا گیا اس کی موت کا سبب زبان کا بوجھل ہونا تھا۔ جمعرات اور جمعہ کے روز زیادہ ہو گیا تھا ہفتہ کی صبح اذان سے قبل اس کی وفات ہو گئی۔ ابن جریر کے قول کے مطابق سن وفات ۱۹۳ھ ابن الجوزی کے قول کے مطابق سن وفات ۱۹۲ھ ہے۔

ابن خلکان نے فضل کے حالات تفصیل سے بیان کئے۔ اس کے بڑے بڑے کارنامے بیان کئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ بلخ میں اس نے بت خانہ منہدم کرا کر مسجد بنوائی تھی۔ جیل میں وہ یہ اشعار پڑھا کرتا تھا:

(۱)......ہم اپنی تکلیف کی شکایت اللہ سے کرتے ہیں وہی تکالیف دور کرنے والا ہے۔
(۲)......ہم زندہ ہونے کے باوجود دنیا سے رخصت ہو گئے اب ہم نہ زندوں میں نہ مردوں میں۔
(۳)......جب جیل کا داروغہ ہمارے پاس آتا ہے تو ہم از راہ تعجب کہتے ہیں کیا یہ دنیا سے آیا ہے۔
محمد بن امیر شاعر کاتب کی وفات اسی سال ہوئی۔ان کا پورا خاندان شاعر تھا اس وجہ سے بعض کے اشعار بعض سے مل جل گئے۔

منصور بن زبرقان......ابن سلمہ ابدالفضل النمیر ی کی وفات اسی سال ہوئی رشید کی مدح کی۔اصل جزیرہ کے ہیں بغداد میں اقامت اختیار کی ان کے والد کو گدھوں کو مینڈھا کھلانے والا کہا جاتا تھا کیونکہ ایک روز ان کی دعوت پر گدھے ارد گرد جمع ہو گئے تو انہوں نے مہمانوں کو تکلیف سے بچانے کیلئے گدھوں کیلئے ایک دنبہ ذبح کرنے کا حکم دیا چنانچہ ایسے ہی ہوا۔اسی کی بابت شاعر کا شعر ہے:

تمہارے والد بنی قاسط کے سردار ہیں تمہارے ماموں گدھوں کو دنبہ کھلاتے ہیں۔ان کے عمدہ اشعار ہیں کلثوم بن عمرو سے روایت کی وہی فن گلوکاری میں ان کے شیخ تھے۔

یوسف بن قاضی ابی یوسف......سری بن یحییٰ یونس بن ابی اسحاق سے حدیث کا سماع کیا۔رائے میں غور وفکر کر کے فقیہ بن گئے۔اپنے والد کی حیاۃ ہی میں مشرقی بغداد کے قاضی مقرر ہوئے رشید کے حکم سے جامع منصور میں لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہے۔اسی سال بغداد کے قاضی ہونے کی حالت میں رجب میں رحلت فرمائی۔

واقعات ۱۹۳ھ

ابن جریر کا قول ہے اسی سال محرم میں فضل بن یحییٰ نے وفات پائی۔ابن الجوزی کا قول ہے ۱۹۲ھ میں فضل نے وفات پائی جیسا کہ گذر چکا البتہ ابن جریر کا قول اقرب الی الصواب ہے۔راوی کا قول ہے سعید الجوہری نے اسی سال وفات پائی۔

اسی زمانہ میں رشید جرجان گیا اس کے پاس علی بن عیسیٰ کے خزانے ڈیڑھ ہزار اونٹوں پر لائے گئے۔یہ واقعہ ماہ صفر کا ہے۔اس کے بعد رشید بیماری کی حالت میں طوس گیا پھر وفات تک اس کا قیام وہیں رہا۔

اسی زمانہ میں عراق کے نائب ہرثمہ اور رافع بن لیث میں مقابلہ ہوا ہرثمہ نے اسے شکست دیکر بخاری فتح کر لیا۔اس کے بھائی نے بشیر بن لیث کو گرفتار کر کے رشید کے پاس طوس بھیج دیا۔وہ رشید کے سامنے کھڑا ہو کر معافی طلب کرنے لگا۔رشید نے انکار کرتے ہوئے کہا واللہ! میری عمر صرف اتنی رہ گئی کہ میں تیرے قتل کے بابت اپنے ہونٹوں کو حرکت دوں اسی کے بعد رشید نے قصاب کو بلوا کر اس کے چودہ ٹکڑے کروا دیئے۔اس کے بعد رشید نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ! اسے اس کی طرح اس کے بھائی رافع پر بھی مجھے قدرت دیجئے۔

رشید کی وفات......رشید نے کوفہ میں ایک خوفناک خواب دیکھا۔جبریل بن بختیشوع اس کے پاس آیا تو اس نے رشید کو غمزدہ دیکھ کر وجہ دریافت کی۔رشید نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے تخت کے نیچے سے ایک ہتھیلی میں سرخ مٹی ظاہر ہوئی کہنے والا اس کے بارے میں کہہ رہا تھا کہ یہ ہارون کی مٹی ہے جبرئیل نے اس کے خواب کی اہمیت کو کم کرنے کیلئے اس سے کہا یہ حدیث نفس کا خیال خواب ہے۔آپ اسے بھول جائیں۔

جب وہ خراسان جاتے ہوئے طوس سے گذرا تو اس کو بیماری نے آلیا۔علاوہ ازیں اسے گذشتہ خواب بھی یاد آ گیا جس سے وہ خوف زدہ ہو گیا۔

رشید نے جبرئیل سے کہا وہ خواب تجھے یاد نہیں جو میں نے تجھے سنایا تھا اس نے جواب دیا بیشک۔پھر رشید نے مسرور الخادم کو بلا کر کہا اس زمین کی تھوڑی سی مٹی میرے پاس لا۔چنانچہ وہ ہتھیلی میں سرخ مٹی لیکر آیا جسے رشید نے دیکھ کر کہا یہ وہی مٹی اور وہی ہتھیلی ہے جو میں نے دیکھی تھی۔جبرئیل کا قول ہے کہ اس کے بعد تین روز گزرنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا رشید نے قبل از موت حمید بن ابی غانم طائی کے گھر میں جس میں وہ رہتا تھا ابن قبس کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔وہ اپنی قبر دیکھ کر کہتا تھا اے ابن آدم تو نے اس کی طرف جانا ہے پھر اس نے اپنی قبر پر قرآن پڑھنے کا حکم دیا۔لوگوں نے

اس کی قبر پر ختم قرآن کیا وہ قبر کے کنارے اسٹریچر پر لیٹا ہوا تھا۔ رشید نے بوقت وفات چادر کی گوٹ ماری اور بیٹھ کر سکرات موت برداشت کرنے لگا۔

حاضرین نے اسے کہا اگر آپ لیٹ جائیں تو آسانی ہوگی۔ وہ صحیح طور پر مسکرا کر کہنے لگا کیا تم نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

ایسے شرفاء سے میرا تعلق ہے جن کے صبر واستقلال میں حوادثات زمانہ اضافہ کرتے ہیں۔

۱۹۳ھ جمادی الثانی کے شروع میں ہفتہ یا اتوار کی شب ۴۵ یا ۴۷ سال کی عمر میں رشید نے وفات پائی۔ اس کی حکومت ۲۳ سال رہی۔

ہارون الرشید کے حالات ...... ہارون الرشید امیر المومنین بن مہدی محمد بن المنصو ر ابی جعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشی الھاشمی ابومحمد یا ابوجعفر، ان کی والدہ خیزران ام ولد تھی سن ولادت ۱۴۶ھ، ۱۴۷ھ، ۱۴۸ھ ہے بعض کا قول ۱۵۰ھ کا بھی ہے ان کے بھائی موسیٰ ہادی کی وفات کے بعد ربیع الاول میں ان کے والد کے ولی عہد بنانے کی وجہ سے ۱۷۰ھ میں ان کی بیعت کی گئی۔

رشید نے متعدد طرق سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے تم اپنے کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اگر چہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ تمہیں اپنے آپ کو آگ سے بچانا پڑے۔ منبر پر خطبہ کے دوران انہوں نے یہ حدیث لوگوں کے سامنے بیان کی۔ ان سے ان کے لڑکے سلیمان ہاشمی نباتہ بن عمرو نے احادیث بیان کی۔

رشید سفید رنگ دراز قد موٹا تازہ، حسین وجمیل شخص تھا اپنے والد کی سیادت میں بارہا اس نے گرمیوں کی جنگ لڑی۔ اس کے قسطنطنیہ کے محاصرہ کرنے کے بعد ہی رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوئی۔ اس وقت مسلمان سخت تکالیف میں مبتلا اور بے امن تھے۔ صلح لیون کی بیوی ملقب با اغسطہ سے ہوئی، جو سالانہ مسلمانوں کو بہت کچھ دیتی تھی۔ جس سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اس نے اپنے والد کو اپنے بھائی کے بعد ۱۶۶ھ میں اپنی بیعت پر آمادہ کیا تھا۔ پھر خلیفہ بننے کے بعد اس نے لوگوں سے اچھی روش اختیار کی۔ اس نے کئی حج اور غزوہ کئے اسی بناء پر ابو سعلی نے اس کے بارے میں اشعار کہے:

(۱) ...... تجھ سے ملاقات کا خواہاں حرمین یا سرحدوں کی انتہاء پر تجھ سے ملاقات کر سکتا ہے۔

(۲) ...... دشمن کی سرزمین پر تو تیز رفتار گھوڑے پر ہوتا ہے۔ اور دوست کی زمین میں کجاوہ پر ہوتا ہے۔

(۳) ...... تجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے سرحدوں کو اکٹھا نہیں کیا۔

رشید یومیہ رأس المال سے ایک ہزار درھم صدقہ کرتا تھا۔ حج پر جاتے وقت آپ کے ساتھ فقہاء اور ان کے لڑکے ایک ۱۰۰ سو کی تعداد میں ہوتے تھے جس سال خود حج پر نہیں جاتے تو اپنی طرف سے تین سو افراد کو مکمل خرچہ اور لباس کے ساتھ بھیجتے تھے سخاوت کے علاوہ اپنے دادا ابوجعفر منصور کے ساتھ مشابہت پسند کرتے تھے۔ فقہاء اور شعراء سے محبت کرتے۔ انہیں عطایا دیتے۔ کوئی نیکی کا موقع ہاتھ سے خالی نہیں جانے دیتے تھے۔ ان کی انگوٹھی کا نقش لا الہ الا اللہ تھا۔ وفات تک یومیہ ایک سو نفل رکعات پڑھنے کا معمول تھا۔

ابن ابی مریم رشید کو ہنساتا تھا اس کو حجاز کے بارے میں خوب معلومات تھیں۔ رشید نے اس کو اپنے گھر میں داخل کر کے اپنا فیملی ممبر بنالیا تھا ایک رات رشید نیند سے بیدار ہو کر وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گیا ابن ابی مریم نے اسے یہ آیت (ترجمہ) ...... مجھے کیا ہو گیا کہ میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس نے مجھے پیدا کیا ہے) پڑھتے ہوئے پایا۔ ابن ابی مریم کہنے لگا واللہ میں نہیں جانتا کہ میں اس کی عبادت کیوں نہیں کرتا جس نے مجھے پیدا کیا۔ رشید ہنس پڑا اور نماز توڑ کر ابن ابی مریم سے کہا تیری ہلاکت ہو جائے نماز اور قرآن سے اجتناب کیا کر ان میں دخل اندازی مت کیا کر کہ ان کے علاوہ دیگر باتوں میں دخل اندازی کیا کر۔

ایک روز عباس بن محمد چاندی کے برتن میں ایک بہترین خوشبو رکھ کر رشید کے پاس لایا اس کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے رشید سے کہنے لگا آپ اسے قبول کر لیجئے۔ رشید نے قبول کر لی۔ ابن ابی مریم نے رشید سے وہ خوشبو مانگی تو اس نے اسے دیدی۔ عباس بن محمد نے ابن ابی مریم سے کہا تو ہلاک ہو۔ میں ایسی عمدہ خوشبو لایا جو میں نے خود نہیں لی اور نہ ہی اپنے اہل خانہ کو دی۔ میں نے وہ خوشبو امیر المؤمنین کو ترجیح دیتے ہوئے انہیں دیدی۔ اور تو نے امیر المومنین سے لے لی۔ ابن ابی مریم نے قسم اٹھا کر کہا میں اس خوشبو کو اپنی سرین پر لگاؤں گا۔ پھر اس سے کچھ خوشبو نکال کر اپنی سرین پر لگائی۔

پھر تمام بدن پر مل لی رشید ہنسی کی وجہ سے بے قابو ہو رہا تھا۔

اس کے بعد ابن ابی مریم نے خادم خاقان کے ذریعہ اپنے غلام کو بلوایا۔ اس سے کہا کہ یہ خوشبو ستک کے پاس لے جاؤ۔ اسے کہہ وہ اسے اپنی سرین پر لگائے۔ حتیٰ کہ میں اس کے پاس آ کر اس سے جماع کروں گا۔ رشید ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ پھر ابن ابی مریم عباس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا تو یہ خوشبو امیر المومنین کو دیکر اس کی تعریف کرتا ہے حالانکہ آسمان زمین ملک الموت اس کے محتاج ہیں۔ اور تو اس کے پاس اس خوشبو کی تعریف ایسے انداز میں کر رہا ہے کہ گویا وہ سبزی فروش نانباز یا کھجور فروخت کنندہ ہے قریب تھا کہ رشید ہنسی سے ہلاک ہو جائے۔ پھر اس نے ابن ابی مریم کیلئے ایک لاکھ درھم کا حکم دیا۔

ایک روز رشید نے دوا پی کر ابن ابی مریم سے کہا آج حجابت کے فرائض آپ انجام دیں۔ جو کچھ آئیگا وہ ہمارے درمیان نصف ہوگا چنانچہ اس نے قبول کرلیا امراء کی طرف سے آنے والوں ہدایا کی تعداد ساٹھ ہزار ہوگئی۔ دوسرے روز رشید نے ہدایا کی مقدار کے بابت اس سے دریافت کیا تو اس نے بتا دیا۔ رشید نے اپنے حصہ کے بابت پوچھا تو اس نے کہا میں نے آپ سے دس ہزار سبب پر صلح کر لی ایک دن رشید نے محمد بن حازم ابو معاویہ اعمٰی محدث کو حدیث سننے کیلئے مدعو کیا۔ ابو معاویہ کا قول ہے کہ رشید ہر حدیث سنکر کہتا ﷺ علی سیدی۔ نصیحت کی بات سنکر اس کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی حتی کہ زمین پر اس کے آنسو گرنے لگتے۔

ابو معاویہ ہی کا قول ہے کہ ایک روز رشید کے پاس میں نے کھانا کھایا۔ اس سے فارغ ہو کر ایک شخص نے میرے ہاتھ دھلوائے جسکی میں شناخت نہیں کر سکا۔ پھر اسنے ہاتھ دھلوانے والے کے بابت مجھ سے پوچھا تو میں نے لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ اس نے کہا خلیفہ نے آپ کے ہاتھ دھلوائے ہیں۔ میں نے اس کیلئے دعا کی۔ اس نے کہا میں نے علم کی تعظیم میں یہ کام کیا ایک بار ابو معاویہ اعمٰی نے متعدد طرق سے رشید کے سامنے حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کے احتجاج کی حدیث بیان کی۔ رشید کے چچا نے سوال کیا اے ابو معاویہ ان دونوں کی ملاقات کہاں ہوئی۔ چچا کی بات سے رشید کا چہرہ غصہ کی وجہ سے سرخ ہو گیا۔ اس نے کہا تو حدیث پر اعتراض کرتا ہے رشید نے چمڑے کا فرش اور تلوار منگوالی۔ لوگوں نے اس کی سفارش کی ساروں نے کہا یہ زندیق ہے پھر اسے جیل میں بند کر دیا۔ اس نے قسم کھا کر کہا جب تک مجھے یہ پتہ نہیں چلے گا کہ کس نے اس تک یہ بات پہنچائی ہے میں اسے رہا نہیں کروں گا رشید کے چچا نے مغلظ قسمیں اٹھا کر کہا مجھ تک یہ بات کسی نے نہیں پہنچائی۔ مجھ سے بیوقوفی کی وجہ سے جلدی میں یہ بات زبان سے نکل گئی۔ میں اس پر اللہ سے توبہ استغفار کرتا ہوں۔ تب جا کر رشید نے اسے رہا کیا۔

ایک شخص کا قول ہے میں رشید کے پاس گیا اس کے سامنے گردن کٹ ایک شخص پڑا تھا جلاد اس کی گدی میں تلوار صاف کر رہا تھا۔ رشید نے کہا میں نے اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے اس کے قرآن کو مخلوق کہنے کی وجہ سے اسے قتل کیا۔ ایک عالم نے رشید سے کہا شیخین سے محبت کرنے والوں کا اپنے اقتدار کی وجہ سے اعزاز کرو۔ اس نے جواب دیا کیوں نہیں میں خود ان دونوں سے محبت کرتا ہوں ان کے محبین سے خوش ہوتا ہوں ان کے مبغضین کو سزا دیتا ہوں۔ ابن سماک نے رشید سے کہا اللہ نے مجھے دنیاوی اعتبار سے سب سے اونچا مقام عطا کیا تو بھی کوشش کر کے اس کے نزدیک سب سے بڑا عابد بن جا رشید نے کہا مختصر ہونے کے باوجود تو نے نصیحت میں انتہا کر دی۔

فضیل بن عیاض کا قول ہے اللہ نے مجھے دنیا میں سب سے اونچا مقام عطا کیا۔ تو کوشش کر کے آخرت میں بھی سب سے اونچا مقام حاصل کر، ایک روز رشید نے سماک کی موجودگی میں پانی طلب کیا۔ اس کے پاس ٹھنڈے پانی کا مٹکا لایا گیا۔ رشید نے ابن سماک سے نصیحت کی درخواست کی۔ ابن سماک نے کہا اے خلیفہ اگر آپ کو پانی نہ ملے تو آپ یہ مٹکا کتنے میں خرید کریں گے۔ اس نے جواب دیا نصف بادشاہت کے بدلہ سماک نے کہا خوشی سے آپ اسے پیو پھر کہا اگر آپ کا پیشاب رک جائے تو پھر آپ کیا کرو گے۔ رشید نے کہا اس پر میں اپنی نصف حکومت لگا دوں گا۔ سماک نے کہا آپ کی حکومت کی یہ قیمت ہے کہ نصف پانی کے بدلہ اور باقی نصف پیشاب کے بدلہ ایسی خسیس شئی کے حصول کیلئے رغبت کرنا عقل و دانائی کے منافی ہے سماک کی یہ بات سنکر ہارون کے آنسو نکل آئے۔

ابن قتیبہ نے ریاشی کے واسطہ سے اصمعی کا قول نقل کیا ہیکہ میں جمعہ کے روز رشید کے پاس گیا تو وہ ناخن تراش رہا تھا اس معاملہ میں، میں نے اس سے بات کی تو اس نے کہا جمعرات کے روز ناخن صاف کرنا سنت ہے اور جمعہ کے روز رافع للفقر ہے اصمعی نے پوچھا آپ کو بھی فقر کا اندیشہ۔

اس نے جواب دیا مجھے تو سب سے زیادہ فقر کا اندیشہ ہے۔

ابن عساکر نے مہدی کا قول نقل کیا ہے کہ ایک روز رشید نے میری موجودگی میں طباخ کو بلا کر اونٹ کے گوشت کے بارے میں دریافت کیا۔اس نے جواب دیا اونٹ کے مختلف قسم کے گوشت اس وقت موجود ہیں۔رشید نے کھانے میں اونٹ کے گوشت کا حکم دیا۔کھانا آنے کے بعد رشید نے اس کا ایک لقمہ منہ میں لیا ہی تھا کہ جعفر برمکی کی ہنسی چھوٹ گئی۔رشید اس لقمہ کو چبانے کے بجائے اس کی طرف متوجہ ہو کر ہنسی کے بارے میں پوچھنے لگا جعفر نے جواب دیتے ہوئے کہا کوئی خاص بات نہیں گذشتہ رات میرے اور باندی کے درمیان ہونے والی بات مجھے یاد آ گئی رشید نے کہا میرے حق کی قسم تجھے وہ بات بتانا ہوگی۔جعفر نے کہا اے خلیفہ آپ نے یہ کھانا کتنے درھم میں خریدا۔رشید نے کہا چار درھم میں۔

جعفر نے کہا بلکہ چار لاکھ درھم میں رشید نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا آپ نے کافی عرصہ پہلے طباخ سے اونٹ کا گوشت طلب کیا تھا۔اس وقت وہ موجود نہیں تھا۔جس کی وجہ سے آپ نے کہا تھا کہ اونٹ کا گوشت ضرور ہونا چاہئے۔ہم بازار میں اونٹ کا گوشت نہ ملنے کی وجہ سے اس روز سے لے کر آج تک یومیہ ایک اونٹ ذبح کر رہے ہیں۔اس پر چار لاکھ درھم خرچ ہو چکے ہیں۔اس وجہ سے مجھے ہنسی آ گئی کہ خلیفہ کو یہ لقمہ چار لاکھ درھم میں پڑا ہے۔

اس کے بعد رشید نے وہ دستر خوان اٹھوا دیا۔اپنے نفس کو ملامت کرنے لگا اور مسلسل عصر تک اس پر گریہ طاری رہا۔نماز عصر پڑھ کر اس نے حرمین اور مشرقی اور مغربی بغداد فقراء کیلئے دو لاکھ اس کے بعد کوفہ وبصرہ کے مساکین کیلئے ایک لاکھ درھم صدقہ کیا بعد نماز مغرب قاضی ابو یوسف رشید کے پاس آئے اور انہوں نے مسلسل پورے دن گریہ طاری رہنے کی وجہ دریافت کی۔ہارون نے پورا واقعہ سنا دیا۔ابو یوسف نے جعفر سے پوچھا اونٹ ذبح کرنے کے بعد اس کا گوشت ضائع ہو جاتا تھا یا لوگ اسے کھا لیتے تھے۔اس نے کہا لوگ اسے کھا لیتے تھے۔ابو یوسف نے ہارون سے کہا آپ کیلئے تین خوشخبریاں ہیں:

(۱)......جب سے جعفر اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھلا رہے ہیں اس کے صدقہ کا ثواب آپ کو مل رہا ہے۔

(۲)......اللہ نے آج بھی آپ کو مساکین پر خرچ کرنے کی توفیق بخشی۔

(۳)......اللہ نے آپ کو خوف وخشیت عطا کی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

(ترجمہ)......جو شخص اپنے رب کے مقام سے خوف کھا جائے اور روکے اپنے نفس کو خواہش سے،اس کیلئے دو باغات ہیں۔

رشید نے قاضی ابو یوسف کیلئے چار لاکھ درھم کا حکم دیا۔اس کے بعد رشید نے کھانا منگوا کر کھایا۔گویا کہ آج صبح کا ناشتہ انہوں نے اس وقت کیا۔

عمرو بن بحر الجاحظ کا قول ہے رشید کی طرح سنجیدہ اور مذاقیہ لوگ کس خلیفہ کیلئے جمع ہوئے۔ابو یوسف اس کے قاضی۔برلمقہ اس کے وزراء فضل بن ربیع اس کا دربان۔عمرو بن عباس اس کا ندیم مروان بن حفص اس کا شاعر۔ابراھیم موصلی اس کا گویا ابن ابی مریم اس کا مذاقیہ،لوگوں میں سے سب سے زیادہ نیکی کی طرف راغب جس نے حرم کا پانی بند ہونے کے بعد اسے جاری کروایا۔اللہ نے اس کے ہاتھ پر بہت سے امور خیر جاری فرمائے اس کی بیوی زبیدہ تھی۔خطیب بغدادی نے رشید کا قول نقل کیا ہے کہ ہم ایسی قوم ہیں جسکی تکلیف بڑی اور بعثت اچھی ہے،ہم آپ ﷺ کے وارث اور خلافت ہم میں باقی ہے۔

ایک روز طواف کرتے ہوئے رشید سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے آپ سے کچھ سخت باتیں کرنی ہیں۔رشید نے جواب دیا نہیں نہ وہ آنکھ ٹھنڈی ہو۔اللہ نے تجھ سے بہتر کو مجھ سے برے کے پاس بھیجتے وقت اسے نرم انداز میں گفتگو کرنے کا حکم دیا۔شعیب بن حرب کا قول ہے کہ میں نے رشید کو مکہ کے راستہ میں دیکھ کر دل میں کہا تجھ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضروری ہے لیکن میرے نفس نے مجھے قتل سے خوف زدہ کیا۔لیکن میں نے کہا آج ضرور میں یہ کام کروں گا۔چنانچہ میں نے اسے پکار کر کہا اے ہارون تو نے لوگوں اور بھائم کو درماندہ کر دیا۔اس نے مجھے پکڑ کر لانے کا حکم دیا جب مجھے اس کے سامنے لے جایا گیا اس وقت وہ آہنی کلہاڑی سے کرسی پر بیٹھا ہوا کھیل رہا تھا۔اس نے کہا تو کون ہے۔میں نے کہا،مسلمان۔اس نے پھر مجھ سے پوچھا کس قبیلہ سے؟ میں نے کہا انبار سے،اس نے کہا تو نے مجھے میرا نام لے کر کیوں پکارا؟۔میں نے کہا میں نے دل میں سوچا کہ میں اللہ کو اس کے نام سے پکارتا ہوں تو آپ کو آپ کے نام سے کیوں نہ پکاروں،علاوہ ازیں اللہ نے اپنے محبوب بندوں کے نام سے انھیں پکارا جیسا

کہ فرمایایا آدم یا نوح یا ھود یا صالح یا ابراھیم، یا موسیٰ، یا عیسیٰ وغیرہ۔

نیز اللہ نے اپنے دشمنوں کو کنیت سے پکارا جیسا کہ فرمایا تبت یدیٰ ابی لھب، اس کے بعد رشید نے مجھے چھوڑنے کا حکم دیا۔

ایک روز ابن سماک نے رشید سے کہا تو اکیلا دنیا سے جائیگا۔ اکیلا قبر میں ہوگا۔ اکیلا قبر سے اٹھے گا۔ اللہ کے حضور پیش اور جنت جہنم کے ٹھکانے کے بارے میں ڈر۔ جس دن خاموشی پر گرفت ہوگی قدم لغزش کھا جائیں گے ندامت ہوگی۔ کوئی توبہ، معافی، مالی فدیہ قبول نہیں ہوگا۔ رشید کی روتے روتے آواز بلند ہوگئی۔ یحییٰ بن خالد نے سماک سے کہا آج رات تم نے خلیفہ کو مشقت میں ڈالدیا۔ سماک خود بھی روتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے۔

فضیل بن عیاض نے ایک شب مکہ میں وعظ کے دوران رشید سے کہا اے خوبصورت چہرہ والے۔ تجھ سے تمام لوگوں کے بابت باز پرس ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (ترجمہ)...... ''ان کے رشتے ختم ہوجائینگے'' کہا کہ ہم سے لیث نے مجاہد کے حوالہ سے بیان کیا وہ رشتے جو ان کے درمیان دنیا میں قائم تھے یہ سنکر ہارون رو پڑا حتی کہ سسکیاں لینے لگا

فضیل کا قول ہے ایک روز رشید نے اپنا گھر آراستہ کر کے خوب اچھی طرح اس میں کھانے پینے کا انتظام کر کے مجھے مدعو کیا پھر ابوالعتاھیہ کو بلا کر ہم جس عیش و آسائش میں ہیں اس کی صفت ہمارے سامنے بیان کرو تو اس نے کہا۔

(۱)...... جب تک چاہے محلات کی چوٹیوں میں صحیح سلامت رہ۔

(۲)...... تو جو چیز چاہتا ہے صبح سے شام تک تیری طرف دوڑتی ہوئی آتی ہے۔

(۳)...... جب موت کے وقت سینہ کی تنگی کی وجہ سے سانس غرغرائے گا اس وقت تجھے اپنے دھوکہ میں ہونے کا یقین ہوجائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ ہارون بہت رویا، فضیل بن یحییٰ نے ابوالعتاھیہ سے کہا امیر نے مجھے بلایا تھا کہ تو اسے خوش کر اس کے بجائے تو نے اسے غمزہ کردیا رشید نے اسے کہا اسے چھوڑ دو۔ اس نے ہمارا اندھاپن دیکھ کر اسے کم کرنے کی کوشش کی۔

ایک بار رشید نے ابوالعتاھیہ سے مختصر اشعار میں نصیحت کرنے کا کہا اس نے کہا:۔

(۱)...... کسی سانس اور کسی لحہ بھی موت سے غافل مت ہو اگرچہ تو دربانوں اور محافظوں کے سایہ میں ہو۔

(۲)...... خوب ذھن نشین کرے کہ موت کے تیر ہر زرہ پوش اور ڈھال والے کو سیدھے جا کر لگتے ہیں۔

(۳)...... تو غلط راستہ پر چل کر نجاۃ کا خواہاں ہے کشتی خشکی پر رواں نہیں ہوتی۔

راوی کا قول ہے رشید مدہوش ہوکر گر پڑا۔ ایک بار رشید نے ابوالعتاھیہ کو جیل میں بند کردیا اور اس کی باتوں کو پہنچانے کیلئے ایک شخص مقرر کردیا ابوالعتاھیہ نے جیل کے دروازہ پر درج ذیل اشعار لکھے:

(۱)...... واللہ ظلم بری عادت ہے برا آدمی ہمیشہ ظالم ہوتا ہے۔

(۲)...... جزاء کے دن کی طرف ہم جزاء اور سزاء جارہے ہیں اسی دن تمام لوگ اپنے اپنے جھگڑے لے کر اللہ کے حضور پیش ہوں گے۔

راوی کا قول ہے کہ رشید نے اسے ایک ہزار دینار دیکر رہا کردیا۔

حسن بن ابی فھم نے محمد بن عباد کے حوالہ سے سفیان بن عیینہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک روز میں رشید کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے میرا حال دریافت کیا میں نے کہا۔ اللہ کے سامنے کوئی گھر پوشیدہ نہیں تحمل اور سکوت طویل ہوگیا۔ رشید نے کہا ابن عیینہ اور اس کی اولاد کیلئے ایک لاکھ کافی ہے اور رشید کیلئے نقصان دہ نہیں۔

اصمعی کا قول ہے ایک بار میں رشید کے ہمراہ حج پر تھا ہم ایک وادی کے پاس گزرے اس کے کنارہ پر ایک حسین وجمیل عورت پیالہ سامنے رکھکر مانگتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

(۱)...... سالوں کی ہلاکت نے ہمیں ہلاک کردیا۔ زمانہ کے حوادثات نے ہمیں دور پھینک دیا۔

(۲)...... تمہارے زاد اور طعام سے کچھ حاصل کرنے کیلئے ہم خالی ہاتھ تمہارے پاس آئے۔

(۳)..... اے بیت حرم کے زائرین اپنا ثواب اور اجر حاصل کروں۔
(۴)..... مجھے دیکھنے والے نے میرا کجاوہ بھی دیکھ لیا میری مسافرت اور میرے مقام کی ذلت پر رحم کھاؤ۔

اصمعی کا قول ہے میں نے رشید کے پاس جا کر اس عورت کی صورتحال بیان کی رشید نے خود آ کر وہ اشعار سنے۔ اسکو اس پر رحم آ گیا اس کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ مسرور خادم کو اس کا پیالہ سونے سے بھرنے کا حکم دیا۔ اس نے اس کا پیالہ سونے سے بھر دیا حتی کہ دائیں بائیں سونا گرنے لگا۔

ایک دفعہ رشید نے ایک بدو کو حج کے راستہ میں اونٹوں کو ہانکتے ہوئے سنا:
(۱)..... اے غم کے سنگم تو مر جائے گا اور تیری مٹی ختم ہو جائے گی۔
(۲)..... قلم کے خشک ہونے اور محبت کرنے کے بعد وہ مجھے کیسے تعویذ دے گا۔

رشید نے خادم سے پوچھا تمہارے پاس کتنے پیسے ہیں۔ اس نے کہا چار سو دینار رشید نے کہا اس بدو کو دیدو۔ بدو کے اس رقم پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے ساتھی نے اس کے کندھے پر ہاتھ مار کر بطور مثال کے ایک شعر پڑھا۔ میں قعقاع بن عمرو کا ہمنشین ہوں اور قعقاع کا ہمنشین محروم نہیں ہوتا۔

رشید نے اس کے لئے بھی خادم کو کچھ دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے دوسو درھم اسے دیئے۔ ابوعبید کا قول ہے اس تمثیل کا اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک بار معاویہ بن ابی سفیان کو سنہری پیالوں کا ایک گلدستہ ھدیہ کیا گیا۔ اس نے وہ سب اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے قعقاع بن عمرو سفیان کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پہلو میں ایک دیہاتی بیٹھا تھا جس کے لئے جام بچا نہیں تھا۔ بدو نے حیا کی وجہ سے سر جھکا دیا۔ قعقاع نے اسے اپنا پیالہ دے دیا۔ جس کی وجہ سے بدو جاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ میں قعقاع بن عمرو کا ہمنشین ہوں ایک روز رشید زبیدہ کے پاس سے مسکراتے نکلا۔ حاضرین نے مسکرانے کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا میں آج اس کے پاس گیا تھا میں نے قیلولہ اور رات کا آرام اسی کے پاس کیا سونے کے گرنے کی آواز نے مجھے بیدار کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ مصر سے تین سو دینار آئے ہیں زبیدہ نے وہ دینار مجھ سے مانگے میں نے اسے دیدیئے۔ جب میں نکلنے لگا تو جھگڑتی ہوئی مجھ سے کہنے لگی میں نے تجھ میں کوئی خیر نہیں دیکھی۔ رشید نے ایک بار مفضل ضبی سے پوچھا کہ بھیڑیے کے بارے میں سب سے اچھا شعر کونسا کہا گیا۔ اگر تو نے سنا دیا تو تجھے یہ انگوٹھی (جس کی قیمت ایک لاکھ چھ سو دینار ہے) دوں گا۔ اس نے ایک شعر سنایا۔

بھیڑیا ایک آنکھ سے سوتا ہے اور ایک آنکھ سے مصائب سے اپنا بچاؤ کرتا ہے لہٰذا وہ سوتا بھی ہے اور جاگتا بھی ہے۔ رشید نے کہا صرف ہم سے انگوٹھی لینے کیلئے تو نے یہ شعر کہا۔ پھر وہ انگوٹھی رشید نے اس کے حوالہ کر دی۔ زبیدہ نے دوبارہ اس سے ایک لاکھ چھ سو دینار میں خرید کر وہ انگوٹھی رشید کو دیدی۔ اور کہنے لگی کہ مجھے معلوم ہوا کہ یہ آپ کو پسند ہے۔ رشید نے انگوٹھی اور پیسے مفضل کے حوالہ کرتے ہو کہا ہم ھبہ کر کے چیز واپس نہیں لیتے۔

ایک روز رشید نے عباس بن احنف سے پوچھا کونسا شعر عربوں کے نزدیک سب سے نازک ہے اس نے کہا جمیل کا بثینہ کے بارے میں کاش میں بھرا۔ اندھا ہوتا بثینہ میرے آگے آگے چلتی۔ مجھ پر اس کی گفتگو پوشیدہ نہ ہوتی۔

رشید نے اس سے کہا اس سے زیادہ لطیف تیرا یہ قول ہے "عشق نے اللہ کے تمام بندوں میں چکر لگایا حتی کہ جب وہ میرے پاس سے گزرا تو وہ کھڑا ہو گیا"۔ عباس نے کہا اے امیر! تیرا یہ قول اس سے زیادہ لطیف ہے۔
(۱)..... کیا تیرے لئے یہ کافی نہیں کہ تو میرا مالک ہے حالانکہ تمام لوگ میرے مملوک ہیں۔
(۲)..... اگر تو میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دے تو میں عشق کی وجہ سے کہوں گا تو نے اچھا کیا اس میں اور اضافہ کر۔

رشید ہنس پڑا اسے یہ شعر بہت پسند آیا۔ رشید کی تین خاص باندیوں کے بارے میں اس کے یہ شعر ہیں:
(۱)..... تینوں نوعمر باندیوں نے میری لگام پر قابو پالیا۔ اور میرے دل کی ہر جگہ میں فروکش ہوگئی۔
(۲)..... کیا بات ہے کہ ساری دنیا میری مطیع ہے اور میں ان کی نافرمانیوں کے باوجود ان کا مطیع ہوں۔
(۳)..... اس کا سبب عشق کی بادشاہت ہے جس سے وہ مضبوط ہوگئی کیوں کہ عشق کی بادشاہت میری بادشاہت سے زیادہ طاقت ور ہے۔

صاحب العقد نے اپنی کتاب میں کہا۔
وہ ظاہراً اعراض کرتی ہے محبت کو چھپاتی ہے دل راضی ہے لیکن نگاہ راضی نہیں۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ رشید کے گھر میں لڑکیوں باندیوں، ان کی خادمہ، اور اس کی بیوی کی خدمتگاروں کی تعداد چار ہزار تھی آج تک روزوہ سب اس کے سامنے حاضر ہوئیں۔ مطربات نے رشید کو گانا گاتا سنایا وہ بہت خوش ہوا۔ ان پر مال نچھاور کرنے کا حکم دیا۔ اس روز ہر ایک کے حصہ میں تین ہزار درھم آئے۔ یہ بات من وعن ابن عسا کرنے بھی نقل کی۔

بعض کا قول ہے کہ ایک بار رشید نے مدینہ سے ایک باندی خریدی جو اسے بہت پسند تھی۔ اس نے اس کے موالی اور اس کے ساتھ رہنے والوں کے حاضر کرنے کا حکم دیا تا کہ ان کی ضروریات پوری کی جائیں۔ چالیس افراد اس کے سامنے لائے گئے اس نے فضل کو ان سے ملاقات کا حکم دیا۔ ان میں ایک ایسا بھی شخص تھا جو باندی کا عاشق تھا اور اس کی سکونت مدینہ میں تھی فضل نے اسی سے اس کی ضرورت کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا میری ضرورت یہ ہے کہ امیر مجھے اس باندی کے ساتھ بٹھائے۔ پھر میں تین رطل شراب نوش کروں۔ پھر وہ مجھے تین آواز میں گانا سنائے۔ فضل نے کہا تو مجنون ہے۔ اس نے کہا نہیں لیکن میں نے اپنی ضرورت امیر المومنین کے سامنے رکھدی، چنانچہ اس کی ضرورت رشید کے سامنے پیش کی گئی رشید نے اس کی ضرورت پورا کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ باندی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ خدام اس کے سامنے تھے۔ ایک کرسی پر وہ شخص بیٹھ گیا اس نے ایک رطل شراب پی کر اس کو گانا سنانے کیلئے کہا۔

(۱)...... میرے دوستو! آؤ اللہ تمہیں برکت دے اگر ہند تمہارے علاقہ میں اعتدال پر نہیں۔

(۲)...... تو اس سے کہو ہمیں راستہ سے بھٹک جانے سے گزرنے نہیں دیا لیکن ہم عمداً تمہاری ملاقات کیلئے گذر گئے۔

(۳)...... کل تم میں سے اور ہم میں سے اکثر صحراء نشین ہو جائیں گے میرا گھر تمہارے گھروں سے زیادہ دور ہو جائے گا۔

اس نے گانا سنایا پھر فوراً خادم اس کے پاس آیا اس نے دوسرا رطل نوش کیا اور کہا گانا سناؤ میں تجھ پر قربان جاؤں۔

ہماری آنکھوں نے چہروں پر ہم سے گفتگو کی ہم خاموش تھے اور عشق محو تکلم تھا۔ ہم کبھی ناراض ہو جاتے تھے اور اپنی نگاہوں سے راضی ہو جاتے تھے یہ ہمارے درمیان ایسی بات تھی جو کسی کو معلوم نہیں تھی۔ راوی کہتا ہے اس نے اسے گانا سنایا۔ پھر اس نے تیسرا رطل نوش کیا۔ اور کہا مجھے گانا سناؤ (اللہ مجھے تجھ پر قربان کرے)۔

(۱)...... کیا ہی اچھا ہوا کہ ہم جدا نہیں ہوئے۔ زمانہ نے ہم سے خیانت کی نہ ہم نے زمانہ سے خیانت کی۔

(۲)...... کاش زمانہ ایک دفعہ ہمارے لئے اسی طرح ہو جائے اور ہم بھی دوبارہ اسی طرح ہو جائیں۔

پھر وہ نوجوان کھڑا ہو کر وہاں ایک سیڑھی پر چڑھ گیا پھر اس نے گدی کے بل اپنے کو اوپر سے گرا دیا۔ اور مر گیا۔ رشید نے کہا نوجوان نے جلد بازی سے کام لیا۔ قسم بخدا! اگر وہ جلدی نہ کرتا تو وہ میں اس باندی کو اسے ھبہ کر دیتا۔

رشید بے شمار فضائل ومناقب کا مالک تھا۔ ائمہ نے ان میں سے کافی بیان کئے ہم نے بھی ان میں سے کچھ اچھے نمونے بیان کئے۔

فضیل بن عیاض کا قول ہے ہمارے نزدیک سب سے زیادہ رشید کی موت گراں تھی۔ کیوں کہ مجھے اس کے بعد حوادثات زمانہ کا خوف ہے میری اللہ سے دعا ہے کہ میری عمر ختم کر کے اس کی عمر میں اضافہ کر دے۔

رشید کی وفات کے بعد فتنے حوادثات اختلافات ظاہر ہوئے۔ خلق قرآن کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ فضیل بن عیاض کا خیال صحیح ثابت ہوا قبل ان میں ہم نے اس کا خواب بیان کر دیا۔ ابن عسا کر نے روایت کیا رشید نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں اس محل کے اہل ہلاک ہو گئے۔ قبل ازیں گذر چکا کہ اس قسم کا خواب موسیٰ ھادی اور اس کے والد محمد مہدی نے بھی دیکھا تھا قبل ازیں گذر چکا رشید نے وفات سے قبل قبر کھودنے کے وقت اس پر ختم قرآن کا حکم دیا تھا پھر اسے اٹھا کر لایا گیا وہ قبر کو دیکھ کر کہنے لگا اے ابن آدم تو نے اس قبر میں جانا ہے اس نے سینہ کے پاس قبر کے وسیع کرنے اور پاؤں کے پاس اس کے لمبا کرنے کا حکم دیا۔ پھر یہ آیت (ترجمہ)...... (میرا مال میرے کسی کام نہیں آیا اور میری بادشاہت بھی مجھ سے جاتی رہی) پڑھ کر رونے لگا۔

بعض کا قول ہے کہ رشید بوقت وفات کہہ رہا تھا اے اللہ احسان کے ذریعہ ہمیں نفع دے۔ ہمارے گناہ بخش دے۔ اے ہمیشہ رہنے والے مرنے والے پر رحم کر۔ اس کو خون کا مرض تھا۔ بعض نے کہا سل کی بیماری تھا۔ جبرئیل نے اس کی بیماری چھپا کر رکھی۔ ایک دن رشید نے ایک شخص سے

کہا میرا پیشاب ایک بوتل میں بند کر کے جبرئیل کے پاس لے جا۔ اسے یہ نہ بتانا کس کا ہے چنانچہ وہ لے گیا اس نے پوچھا کس کا ہے اس نے کہا ہمارے محلّہ میں ایک مریض کا ہے اس نے کہا یہ پیشاب فلاں شخص کا ہے وہ اس کی بات سمجھ گیا۔ اس نے کہا اس کے بارے میں مجھے بتادو کیوں کہ اس پر میرا قرضہ ہے اگر وہ صحیح ہے تو فکر کی بات نہیں اگر بیمار ہے تو میں اس سے اپنا قرضہ وصول کرلوں۔ جبریل نے کہا جاؤ اپنا قرضہ وصول کرلو کیوں کہ چند روز اس کی زندگی ہے اس نے آ کر رشید کو بتایا رشید نے جبریل کو بلایا لیکن وہ چھپ گیا حتی کہ رشید کا انتقال ہوگیا۔ رشید اس حالت میں کہہ رہا تھا۔

(۱)...... میں طوس میں مقیم ہوں حالانکہ طوس میں میرا کوئی دوست نہیں۔

(۲)...... میں اپنی تکلیف کے دور ہونے کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں اس لئے کہ وہی رحیم ہے۔

(۳)...... اس کی فیصلہ کن قضا مجھے طوس لائی۔

(۴)...... میری رضا صبر وتسلیم ہے۔

۱۹۳ھ ۳ جمادی الثانی یا جمادی الاولیٰ یا ربیع الاول ۴۵ یا ۴۷ یا ۴۸ سال کی عمر میں رشید نے طوس میں وفات پائی۔ اس کی کل مدت خلافت ۲۳ سال ا ماہ یا ۳ ماہ ۱۸ یوم تھی۔ اس کے لڑکے صالح نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ طوس کی بستی سناباذ میں اسے دفن کیا گیا۔ لوگ اس کی وفات کے بعد طوس سے واپسی پر کہہ رہے تھے:

(۱)...... لشکر کے پڑاؤ بھرے ہوئے ہیں سب سے بڑا پڑاؤ ضکی ہے۔

(۲)...... اللہ کا خلیفہ بوسیدہ گھر میں ہے اس کی قبر پر غبار اڑ رہی ہے۔

(۳)...... قافلے فخر کرتے ہوئے اس پر آئے اور ندبہ کرتے ہوئے واپس ہوئے۔

ابوالشیص نے دو شعر میں اس کا مرثیہ کہا:

(۱)...... مشرق میں سورج غروب ہو گیا اس پر آنکھیں اشکبار ہیں۔

(۲)...... ہم نے کبھی طلوع ہونے کی جگہ سورج غروب ہوتے نہیں دیکھا۔

شعراء نے رشید کا مرثیہ قصائد میں کہا۔

ابن الجوزی کا قول ہے رشید جتنا میراث میں مال کسی خلیفہ نے نہیں چھوڑا۔ اس نے جاگیروں اور حویلیوں کے علاوہ ایک کروڑ ۳۵ ہزار کے جواہر، اثاثہ ومتاع چھوڑا۔ ابن جریر کا قول ہے رشید کی وفات کے وقت بیت المال میں سات کروڑ سے زائد تھے۔

رشید کی زوجات، لڑکوں اور لڑکیوں کا بیان ...... رشید نے اپنے والد مہدی کی حیاۃ میں ۱۶۰ھ میں امام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر المنصور سے نکاح کیا جس سے محمد امین لڑکا پیدا ہوا۔ ۲۱۰ھ میں زبیدہ کی وفات ہوگئی جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ رشید نے اپنے بھائی موسیٰ ھادی کی ام ولد سے بھی نکاح کیا جس سے علی بن رشید پیدا ہوا۔ اسی طرح اس نے ام محمد بنت صالح مسکین اور اپنی عم زاد عباسہ بن سلیمان بن ابی جعفر سے نکاح کیا۔ ۱۸۷ھ میں وہ دونوں ایک ہی شب رقہ میں اس کے پاس آئیں نیز رشید نے اپنی والدہ خیزران کے بھائی یعنی اپنے ماموں کی لڑکی عزیزہ بنت غطریف سے بھی شادی کی اسی طرح اس نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان العثمانیہ الجرشیہ کی لڑکی سے بھی نکاح کیا۔

یمن کے علاقہ جرش میں پیدا ہونے کی وجہ سے اسے جرشیہ کہا جاتا ہے۔ رشید کی وفات کے وقت زبیدہ عباسہ، ابن صالح، عثمانیہ اس کے نکاح میں تھی اس کے علاوہ باندیاں تو بیشمار تھیں حتی کہ بعض نے اس کے گھر میں چار ہزار حسین وجمیل باندیوں کی تعداد بیان کی۔

رشید کی مذکر اولاد کی تفصیل محمد امین بن زبیدہ، مراجل باندی سے عبداللہ مامون، ام ولد ماردہ سے محمد اسحاق معتصم، قصف لونڈی سے قاسم مؤتمن، لمۃ العزیس سے علی، رئم باندی سے صالح ۷، ۸، ۹، ۱۰، محمد ابو یعقوب محمد ابو عیسیٰ محمد ابوالعباس، محمد ابوعلی یہ کل امہات اولاد سے تھے۔

اولاد مؤنث کی تفصیل ...... (۱) قصف کے بطن سے سکینہ (۲)، ماردہ سے ام حبیب (۳) اروی (۴، ۵) حمدونہ اور فاطمہ غصص سے (۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱) ام سلمہ، خدیجہ، ام قاسم رملہ، ام علی، ام الغالبہ، ریطہ، یہ سب امہات اولاد سے تھیں۔

محمد امین کی خلافت

۱۹۳ھ جمادی الثانی میں رشید کی وفات کے بعد صالح بن رشید نے رشید کے بعد بننے والے ولی عہد محمد امین بن زبیدہ کو بغداد اپنے والد کی وفات کا خط لکھا جس میں اس نے اس سے والد کی تعزیت بھی کی۔ چنانچہ ۱۴ جمادی الثانی جمعرات کے روز (رجا) خادم خط، انگوٹھی، چھڑی اور چادر لے کر اس کے پاس پہنچا۔ امین قصر خلد سے قصر ابی جعفر المنصور میں منتقل ہو گیا جو سونے کا بنا ہوا بغداد کا کنارہ تھا۔ امین نے لوگوں کو نماز پڑھا کر منبر پر کھڑے ہو کر انہیں خطبہ دیا جس میں اس نے لوگوں سے اپنے والد کی تعزیت کی، لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ خواص اور بنی ہاشم کے امراء نے اس کی بیعت کی، فوج کی دو سال کی تنخواہ کا اس نے حکم دیا۔ پھر اپنے چچا سلیمان بن جعفر کو باقی ماندہ افراد سے بیعت لینے کا حکم دیا اور خود منبر سے اتر آیا۔ امین کی حکومت اور اس کی پوزیشن مستحکم ہونے کے بعد مامون نے اس پر حسد کرنا شروع کر دیا جو ان دونوں کے درمیان اختلاف کا باعث بنا۔ جیسا کہ آگے آئے گا۔

امین اور مامون کا اختلاف......اس کا سبب یہ بنا تھا کہ رشید نے خراسان کے اول شہر پہنچنے کے بعد اس کے تمام ذخائر، چوپائے اور ہتھیار مامون کو دیدیئے نیز رشید نے اس کے لئے بیعت کی تجدید بھی کی۔ امین نے بعث بکر بن معتصم کو خفیہ خطوط دیئے کہ رشید کی وفات کے بعد امراء تک یہ خطوط پہنچا دینا چنانچہ رشید کی وفات کے بعد اس نے امراء اور صالح بن رشید تک وہ خطوط پہنچا دیئے۔ ان میں مامون کے نام بھی سمع و اطاعت کا ایک خط تھا صالح نے لوگوں سے بیعت لے کر امین تک پہنچا دی۔ فضل بن ربیع لشکر لے کر بغداد روانہ ہو گیا۔ مامون کے لئے لی جانے والی بیعت کے بارے میں لوگوں کے دل صاف نہیں تھے۔ مامون نے بھی سمع و اطاعت کا لوگوں کو خط لکھا لیکن انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ اس وجہ سے دونوں بھائیوں کے درمیان اختلاف ہو گیا لیکن عوام کا رخ امین کی طرف تھا اس کے بعد مامون نے امین کو سمع و اطاعت کا خط لکھا نیز اس نے امین کے پاس خراسان کے ہدایا میں سے چوپائے، کستوری وغیرہ بھیجے نیز یہ کہ وہ خراسان پر اس کا نائب ہوگا امین نے جمعہ کے روز بیعت لینے کے بعد ہفتہ کی صبح شکار کے لئے دو میدانوں کو بنانے کا حکم دیا اسی کے بارے میں شاعر کے دو شعر ہیں:

(۱)......اللہ کے امی نے میدان بنایا اس نے میدانوں کو بستان بنا دیا۔

(۲)......اس میں ہرنیں آباد ہیں جو اس کی طرف ہدیہ کی جاتی ہیں۔

اسی سال شعبان میں زبیدہ رقہ سے خزائن اور رشید کی طرف سے دیئے جانے والے تحائف لے کر آئی امیر نے امراء کے ساتھ انبار جا کر اس کا استقبال کیا امین نے مامون کو بلاد خراسان ری وغیرہ کا اور اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ وغیرہ کا حاکم بنایا اپنے والد کے عمال کو کچھ کے علاوہ شہروں پر باقی رہنے دیا۔ اسی زمانہ میں روم کے بادشاہ نقفور کو بدجان نے قتل کیا نو سال اس کی حکومت رہی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا استبراق دو ماہ حکومت کرنے کے بعد مر گیا۔ اس کے بعد نقفور کی بہن کا شوہر میخائل ان کا بادشاہ بن گیا۔ سال رواں ہی میں خراسان کے نائب ہرثمہ اور رافع بن لیث نے ایک دوسرے پر حملے کئے۔ رافع نے ترکوں سے کمک طلب کر لی۔ پھر وہ بھاگ گئے رافع تن تنہا رہ گیا جس سے اس کی قوت کمزور پڑ گئی۔ اسی سال حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسماعیل بن علیہ......بلند پائے کے علماء اور محدثین میں سے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کی۔ بغداد میں انصاف کے منتظم تھے، بصرہ میں صدقات کے نگراں تھے۔ ثقہ، ماہر جلیل و کبیر تھے، بہت کم مسکراتے تھے، ذریعہ معاش کپڑے کی تجارت تھی اسی سے گھر کے اخراجات چلاتے اور اسی سے حج کرتے۔ اپنے اصحاب میں سے سفیانین کے ساتھ حسن سلوک کرتے۔ رشید نے انہیں قاضی مقرر کیا تھا ابن مبارک کو ان کی قضاۃ کا علم ہوا تو انہوں نے انہیں نظم و نثر میں ملامت کا خط لکھا جس کی وجہ سے ابن علیہ نے قضاۃ سے استعفیٰ پیش کیا، چنانچہ ان کا استعفیٰ قبول کر لیا گیا، اسی سال ماہ ذیقعدہ میں جان جان آفریں کے سپرد کی عبداللہ بن مالک کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

محمد بن جعفر ...... متقدمین اور متاخرین کی ایک جماعت نے ان کا لقب غندر رکھا۔ شعبہ سعید بن عروبہ نے ایک جماعت سے روایت کی ان سے ایک جماعت احمد بن حنبل وغیرہ نے روایت کی، یہ ثقہ جلیل حافظ تھے ان سے کچھ ایسی حکایات منقول ہیں جو ان کے امور دنیا سے غافل ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی یا گذشتہ یا آئندہ سال بصرہ میں وفات پائی۔

ابوبکر عیاش ...... ائمہ میں سے ہیں ابواسحاق سبیعی، اعمش، ہشام، ہمام بن عروۃ اور ایک جماعت سے روایت کی ان سے آبا نے جماعت احمد بن حنبل وغیرہ نے روایت کی۔ یزید بن ہارون کا قول ہے کہ ابوبکر صالح عالم تھے چالیس سال تک پہلو پر زمین پر نہیں لیٹے۔ مئورخین کا قول ہے کہ ابوبکر کا ساٹھ سال تک یومیہ ختم القرآن کا معمول تھا، ۸۰ سال رمضان کے روزے رکھے بوقت وفات ان کے لڑکے رو پڑے ان سے کہا روتے کیوں ہو، واللہ تمہارے والد نے کبھی گناہ نہیں کیا۔

واقعات ۱۹۴ھ

اسی سال اہل حمص نے اپنے نائب کی بغاوت کر دی۔ امین نے اسے معزول کر کے عبداللہ بن سعید حرشی کو ان کا حاکم بنا دیا اس نے ان کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت قتل کر کے اس کے اطراف کو جلا دیا انہوں نے اس سے امان طلب کی تو اس نے ان کو امان دیدی، پھر دوبارہ وہ بھڑک اٹھے تو اس نے ان میں سے بہت سوں کی گردن اڑا دی۔ اسی زمانہ میں امین نے اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ اور ثغور کی ولایت سے معزول کر کے خزیمہ بن خازم کو اس کا والی مقرر کیا اور اسے اپنے پاس بغداد ٹھہرنے کا حکم دیا۔

سال رواں ہی میں امین نے تمام شہروں میں منبر پر اپنے لڑکے موسیٰ کے لئے دعا کا حکم دیا اور اپنے بعد اسے امیر بننے کا حکم دیا۔ اس کا نام ناطق بالحق رکھا اس کے بعد اپنے بھائی مامون اور قاسم کے لئے دعا کا حکم دیا جس سے امین کی نیت ان دونوں سے مقرر کردہ شرائط پوری کرنا تھی۔ فضل بن ربیع مسلسل اس کے ساتھ رہا حتیٰ کہ اس نے امین کے بھائیوں کے بارے میں اس کی نیت بدل دی۔ مامون اور قاسم کی خلعت کو اس کے سامنے خوبصورت کر کے پیش کیا مامون کی نظر میں اس کی عزت کم کر دی کیوں کہ مامون کی خلافت منعقد ہونے سے اپنی حجابت کے چھن جانے کا خطرہ تھا چنانچہ امین نے اس بارے میں اتفاق کرتے ہوئے اپنے لڑکے کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا اور اپنے بعد اسے ولی عہد بنا دیا۔ یہ واقعہ ربیع الاول کا ہے۔

جب مامون کو اس کا علم ہوا تو وہ اپنے بھائی سے قطع تعلق ہو گیا سکوں اور کپڑوں کے نقش ونگار پر اس نے اس کا نام چھپوانا چھوڑ دیا اور امین سے بگڑ گیا۔ رافع بن لیث نے مامون سے امان طلب کی اس نے اسے امان دیدی وہ اپنے تمام پیروکاروں کے ساتھ اس کے پاس آ گیا مامون نے اس کا اعزاز واکرام کیا۔

اس کے بعد ہرثمہ بھی آ گیا مامون اور سرکردہ لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اسے چوکیداروں کا امیر بنا دیا امین کو لشکروں کے مامون کے ساتھ مل جانے کا پتہ چلا تو وہ بہت پریشان ہوا اس نے امراء میں سے تین کو ایلچی بنا کر انہیں خط دے کر مامون کے پاس بھیجا جس میں اس نے مامون کو خلافت سے دستبردار ہو کر اس کے لڑکے کو ولی عہد بنانے کا حکم دیا اور یہ کہ اس نے اس کا نام ناطق بالحق رکھا۔ مامون نے خط پڑھ کر صاف جواب دے دیا امراء اسے نرم کرنے لگے اور خوش کرنے لگے تاکہ وہ معزولی پر آمادہ ہو جائے لیکن وہ انکار پر بدستور قائم رہا۔ عباس بن موسیٰ نے اس سے کہا میرا والد بھی تو معزول ہو گیا تھا پھر کیا ہوا؟ مامون نے جواب دیا تیرا والد مجبور تھا۔ پھر مامون مسلسل عباس سے وعدے کرتا رہا اور اسے امیدیں دلاتا رہا حتیٰ کہ اس نے اس سے بیعت خلافت لے لی۔ عیسیٰ بن موسیٰ بغداد پہنچنے کے بعد امین کے بارے میں اس سے مراسلت کرتا رہا اور اس سے خیر خواہی کرتا رہا۔

ایلچیوں نے بغداد پہنچنے کے بعد امین کو اس کے بھائی کے جواب سے مطلع کر دیا۔ اس وقت فضل بن ربیع نے امین کے ذریعہ مامون کو معزول کرانے کا عزم مصمم کر لیا بالآخر امین نے تمام شہروں میں مامون کی معزولی اور اپنے لڑکے موسیٰ کے لئے دعا کرنے کا اعلان کیا۔ علاوہ ازیں انہوں نے شہروں میں لوگوں کے سامنے مامون کی برائیوں کا تذکرہ کرنے کے لئے کچھ افراد مقرر کئے نیز انہوں نے کچھ افراد مکہ بھیج کر وہ خط منگوالیا جسے رشید

نے لکھ کر خانہ کعبہ میں رکھا تھا۔امین نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے لڑکے کی تقرری کو مضبوط کر دیا۔اس کے بعد امین و مامون کے درمیان خط و کتابت اور مراسلت متعدد بار ہوئی جنہیں ابن جریر نے ذکر کیا۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنا اپنا علاقہ محفوظ کر کے اسے مضبوط کر لیا۔دونوں نے اپنے اپنے لشکر تیار کر لئے اور رعایا سے روابط مضبوط کر لئے ،اس زمانہ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ میخائل کو معزول کر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ از خود بادشاہت چھوڑ کر نصرانی بن گیا انہوں نے اپنا بادشاہ الیون کو بنالیا۔

اسی سال حجاج کے نائب داؤد بن عیسیٰ یعلی بن رشید نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

سالم بن سالم ابو بحر بلخی ...... بغداد آ کر ابراہیم بن طہمان اور ثوری سے روایت کی ان سے حسن بن عرفہ نے روایت کی ،عابد، زاہد تھے چالیس سال تک بستر نہیں بچھایا عیدین کے علاوہ مسلسل چالیس سال تک روزے رکھے،آسمان کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھا،امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سرخیل تھے بغداد آ کر رشید کو برا بھلا کہا جس کی وجہ سے اس نے بارہ سال آپ کو جیل میں ڈالے رکھا۔ابو معاویہ مسلسل آپ کی سفارش کرتے رہے جس کی وجہ سے انہوں نے آپ کو چار بیڑیاں ڈال دیں۔پھر آپ اللہ سے رہائی کی دعا کرتے رہے حتیٰ کہ رشید کی وفات کے بعد زبیر نے آپ کو رہا کر دیا پھر آپ واپس اپنے اہل گئے پھر آپ مکہ حاجی بن کر آئے اور مکہ میں بیمار ہو گئے ایک روز آپ نے اولے پڑنے کی دعا کی تو اس وقت آسمان سے اولے گرے آپ نے اسے کھایا،اسی سال ذی الحجہ میں وفات پائی۔

عبدالوہاب بن عبدالمجید ...... الثقفی سالانہ پچاس ہزار کی آمدنی محدثین پر خرچ کرتے تھے۔۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابوالنصر الجھنی المصاب ...... مسجد نبوی کی شمالی دیوار کی طرف چبوترے پر مقیم تھے بہت کم گو تھے سوال کرنے پر اچھا جواب دیتے ،عمدہ عمدہ باتیں کرتے جو نقل کی جاتیں۔جمعہ کے روز نماز سے پہلے نکل کر لوگوں نے مجمع میں یہ آیت (اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو اور اس دن سے ڈرو جس روز باپ اپنے بیٹے کے اور بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام نہیں آسکے گا)۔(اس روز کوئی جان کسی جان کے کام نہیں آئے گی اور نہ اس کی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے بدلہ قبول کیا جائے گا)۔اسی سال اپنی مختلف ٹولیوں سے خطاب کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہوتے پھر نماز عشاء پڑھ کر وہاں سے نکلتے ایک بار ہارون کو وعظ کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے امت محمد یہ کی بابت سوال کرے گا اس کی تیاری کر،حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر لب دریا بکری کا بچہ بھی مر گیا تو مجھے اس کے بارے میں سوال کا خطرہ ہے،رشید نے جواب دیا مجھ میں اور میرے زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے زمانے میں فرق ہے ابونصر نے کہا یہ بات تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گی ہارون نے اس کے لئے تین سو دینار کا حکم دیا انہوں نے کہا میں اہل صفہ میں سے ہوں آپ ان پر تقسیم کر دیجئے۔

واقعات ۱۹۵ھ

اسی سال امین نے سکوں سے مامون کا نام ختم کرنے کا حکم دیا منبر پر اس کے بجائے اپنے لڑکے کے لئے دعا کا حکم دیا۔اسی زمانہ میں مامون کا نام امیر المومنین رکھا گیا۔

اسی برس ربیع الثانی میں امین نے علی بن عیسیٰ کو ماہان جبل اور ہمدان وغیرہ کا امیر مقرر کر کے اسے مامون کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا ایک بڑا لشکر تیار کیا اسے دو لاکھ اور اس کے لڑکے کو پچاس ہزار دینار اور چھ ہزار حلے دیئے۔چنانچہ علی بن موسیٰ چالیس ہزار جانبازوں کے ساتھ مامون کے

مقابلہ میں نکلا امین بھی اس کی معیت میں چلا حتیٰ کہ وہ ری پہنچ گیا امیر نے چار ہزار لشکر کے ساتھ اس کا سامنا کیا، ہوتے ہوتے ان میں لڑائی ہو گئی، عیسیٰ بن موسیٰ قتل ہو گیا اس کے ساتھی شکست کھا گئے اس کا سر امیر طاہر کے سامنے لایا گیا اس نے وزیر مامون ذی الدیاستین کو اس کی اطلاع کی۔ علی بن عیسیٰ کے قتل کرنے والے کا نام ذوالیمینین رکھا کیوں کہ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے قتل کیا تھا مامون اور اس کے پیروکار اس سے بہت خوش ہوئے امین کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس وقت وہ مچھلی کے شکار میں مشغول تھا امین مامون کو معزول کرنے اور جو کوتاہیاں اس سے ہوئیں ان پر بہت نادم ہوا۔ ماہ شوال میں اسے یہ اطلاع ملی بغداد میں بھی خوف و ہراس پھیل گیا۔

اس کے بعد امین نے عبدالرحمٰن بن جبلہ انباری کو بیس ہزار کے لشکر کے ہمراہ طاہر بن حسین اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ہمدان روانہ کیا چنانچہ دونوں میں گھمسان کا رن پڑا آخر کار عبدالرحمٰن کے ساتھی شکست کھا گئے انہوں نے ہمدان میں پناہ لے لی، طاہر نے ان کا محاصرہ کر کے انہیں صلح پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ طاہر نے ان سے صلح کی امان دی، عہد وفا کیا اس کے بعد عبدالرحمٰن نے بغداد کا رخ کیا لیکن اسی دوران دھوکہ سے طاہر کے ساتھیوں پر حملہ کر کے ایک جماعت قتل کر دی مقابلہ میں طاہر کے ساتھی جمے رہے حتیٰ کہ انہوں نے یکبارگی حملہ کر کے عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

ان کے بغداد پہنچنے کے بعد حالات بگڑ گئے طاہر نے قزوین اور اس کے مضافات سے امین کے ساتھیوں کو بھگا دیا ان شہروں میں مامون کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اسی سال ذی الحجہ میں سفیان نے شام کے نائب کو معزول کر کے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی امین نے اس کے مقابلہ میں لشکر بھیجا لیکن وہ رقہ ہی میں ٹھہر گیا اس کے باقی احوال عنقریب آئیں گے۔ اسی سال حجاز کے نائب داؤد بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

اسحاق بن یوسف...... ائمہ حدیث میں سے تھے احمد وغیرہ نے اس سے روایت کی۔

بکار بن عبداللہ...... ابن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بارہ سال تک مدینہ کے نائب رہے، رشید نے انہیں ایک بھاری مالی رقم دی، شریف الطبع فیاض تھے۔

ابونواس الشاعر...... نام حسن بن ہانی بن صباح بن عبداللہ بن جراح بن ھنب بن داؤد بن غنم بن سلیم ہے عبداللہ بن سور نے جراح بن عبداللہ الحکمی کی طرف ان کا نسب منسوب کیا، انہیں ابونواس بصری بھی کہا جاتا ہے ان کے والد دمشق کے باشندے اور مروان بن محمد کے لشکر سے تھے پھر اہواز جا کر ایک عورت خلبان سے شادی کر لی۔ اس سے ابونواس اور ابو معاذ پیدا ہوئے۔ پھر ابونواس نے بصرہ جا کر ابو زید اور ابو عبیدہ سے تربیت حاصل کی سیبویہ کی کتاب پڑھی احمد کے جانشین کے ساتھ رہے یونس بن حبیب جرجی نحوی کی صحبت میں رہے۔

قاضی بن خلکان کا قول ہے ابونواس ابو اسامہ اور ابن حباب کوفی کی صحبت میں رہے، ازھر بن سعد حماد بن زید، حماد بن سلمۃ عبدالواحد بن زیاد، معتمر بن سلمان، یحییٰ قطان سے حدیث روایت کی پھر ان سے محمد بن ابراہیم کثیر صوفی اور ایک جماعت (جس میں احمد شافعی غندر اور مشاہیر علماء ہیں) نے روایت کی۔

ان کی مشہور احادیث میں سے ایک وہ ہے جسے ابراہیم بن کثیر صوفی نے متعدد طرق سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک قبل از موت اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھے کیونکہ یہ جنت کا ثمن ہے۔

محمد بن ابراہیم کا قول ہے کہ ہم بوقت وفات ابونواس کے پاس گئے صالح بن ہاشمی نے اسے کہا اے ابوعلی! آپ دنیا کے آخری اور آخرت کے پہلے دن میں سے ہیں۔ اس وقت اللہ اور تمہارے درمیان خوشگواری ہے اس لئے تم اللہ سے اپنے گناہوں پر توبہ کرو اس نے جواب میں کہا تم مجھے خوف زدہ کرتے ہو مجھے اللہ کا سہارا دو، پھر اس نے آپ ﷺ کی حدیث سنائی کہ ہر نبی کو شفاعت کا حق حاصل ہے اور میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے

گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لئے چھپا رکھی ہے پھر اس نے کہا تم مجھے ان میں سے نہیں سمجھتے ہو۔

ابونواس کا قول ہے میں نے ساٹھ خواتین سے روایت کرنے کے بعد شعر کہا آدمیوں کی بابت تمہارا کیا گمان ہوگا؟

یعقوب بن سکیت کا قول ہے کہ جب تم زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے امراء القیس اور اعشیٰ اور زمانہ اسلام کے شعراء میں سے جریر اور فرزدق اور محدثین میں سے ابونواس سے شعر روایت کرو تو تمہارے لئے کافی ہے اصمعی، حافظ نظام وغیرہ نے ابونواس کی تعریف کی ابوعمرو شیبانی کا قول ہے کہ اگر ابونواس کے اشعار میں وہ اشعار نہ ہوتے جو اس نے خمریات اور مردوں کے بارے میں کہے تو ہم اس کے اشعار کے ذریعے صحبت پکڑتے۔

ایک بار مامون کے پاس شعراء کی ایک پارٹی جمع تھی اس نے کہا تم میں سے اس شعر کا قائل کون ہے؟

''جب اس نے دیکھا تو ہم کھڑے ہوگئے گویا ہم زمین میں چاند ستارے تک پہنچتا دیکھ رہے ہیں''۔

شعراء نے کہا اس کا قائل ابونواس ہے پھر اس نے پوچھا یہ شعر تم میں سے کس کا ہے؟

''وہ ان کے جوڑوں میں صحبت کی بیماری میں چلنے کی طرح چلتی ہے'' شعراء نے جواب دیا یہ ابونواس کا شعر ہے اس نے کہا وہ تم سب سے بڑا شاعر ہے۔

سفیان بن عیینہ نے ابن مناذر سے کہا تمہارے ظریف ابونواس نے کیا ہی خوب شعر کہا:

(۱)..... اے چاند میں نے اسے ماتم کی مجلس میں ہمسروں کے درمیان غم سے نوحہ کرتے دیکھا۔

(۲)..... مجلس ماتم نے بادل نخواستہ دربان وحاجت کی مرضی کے خلاف اسے میرے لئے نمایاں کیا۔

(۳)..... وہ روتا ہے تو اپنی آنکھوں سے موتی گراتا ہے اور گلاب کے پھول جیسے رخساروں کو عتب جیسے ہاتھوں سے تھپڑ مارتا ہے۔

(۴)..... موت ہمیشہ اس کے ساتھیوں کی عادت رہے اس کا دیدار ہمیشہ میری عادت رہے۔

ابن الاعرابی کا قول ہے کہ ابونواس اپنے اس شعر میں سب سے بڑا شاعر ہے۔

(۱)..... میں زمانہ کے تمام بازوں میں چھپ گیا میری آنکھیں میرے زمانہ کو دیکھتی ہیں لیکن میں اس سے غائب ہوں۔

(۲)..... اگر میرے متعلق زمانہ سے پوچھے تو اسے معلوم نہیں کہ میری جگہ کہاں ہے۔

ابوالعتاھیہ کا قول ہے کہ میں نے زہد کے بارے میں بیس ہزار اشعار کہے لیکن اے کاش ان کی جگہ میں وہ تین شعر کہتا جو ابونواس نے کہے جو اس کی قبر پر لکھے ہوئے ہیں۔

(۱)..... اے ابونواس باوقار بن جا یا صبر کر یا بدل جا۔

(۲)..... اگر زمانے نے مجھ سے برا کیا تو کیا ہے اس لئے کہ وہ کئی بار تجھ سے اچھا کر چکا ہے۔

(۳)..... اے بہت گنہگار اللہ کا عفو تیرے گناہوں سے بہت بڑا ہے۔

ابونواس نے ایک امیر کی مدح کرتے ہوئے کہا:

(۱)..... اللہ نے اسے بنایا نہ اس کی مثل کوئی طلبگار نہ کوئی تشہیر کرنے والا ہے۔

(۲)..... اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ وہ پوری دنیا کو ایک شخص میں جمع کردے۔

لوگوں نے سفیان بن عیینہ کو ابونواس کے اشعار سنائے۔

(۱)..... اس نے ایک سبب کے باعث عشق کیا جو اسی سے شروع ہوتا ہے اور اسی سے نکلتا ہے۔

(۲)..... ایک پردہ نشین نے میرے دل کو فتنہ میں ڈال دیا اس کا چہرہ حسن کا نقاب لئے ہوئے ہے۔

(۳)..... میں نے اسے اور حسن کو اس سے منتخب کرتے دیکھا اس نے اس سے کچھ اچھی چیز منتخب کرلی۔

(۴)..... اگر میں اس کے لئے واپسی بن جاؤں تو ضرورت اسے واپس نہ کرے۔

(۵)..... وہ سنجیدہ ہوگیا میں نے اس سے مذاق نہیں کیا اور وہ بہت سی سنجیدہ عادات کو کھینچ لاتا ہے۔

ابن عیینہ نے کہا کہ میں اس کے پیدا کرنے والے پر ایمان لے آیا۔ ابن درید کا قول ہے ابو حاتم نے کہا اگر عوام ان دونوں شعروں کو بدل دیتے تو میں انہیں سونے کے پانی سے لکھتا۔

(۱)...... مجھ پر جو مصائب پڑے اگر میں تجھ سے مزید مطالبہ کرتا تو مزید مطالبہ تجھے در ماندہ کر دیتا۔

(۲)...... اگر مردوں میں زندگی میرے عشق کے مانند پیش کی جاتی تو وہ اسے پسند نہ کرتے۔

جب ابونواس نے آپ ﷺ کی یہ حدیث سنی، دل جمع شدہ لشکر میں ان میں سے جو دوسروں کو پہچانتا ہے وہ اس سے مل جاتا ہے اور جو دوسرے سے اجنبی ہوتا ہے وہ علیحدہ ہو جاتا ہے تو اس نے اس حدیث کو ایک قصیدہ میں نظم کیا وہ کہتا ہے:۔

(۱)...... بلاشبہ دل زمین میں اللہ کے جمع شدہ لشکر ہیں اور محبت سے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔

(۲)...... ان میں سے اجنبی علیحدہ ہو جاتے ہیں جو اجنبی نہیں وہ ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔

ایک روز ابونواس محدثین کی ایک جماعت کے ساتھ عبدالواحد بن زیاد کے پاس آیا عبدالواحد نے ان سے کہا تم میں سے ہر ایک دس احادیث منتخب کرے میں اسے دس احادیث سناؤں گا ابونواس کے علاوہ سب نے اس پر عمل کیا۔ عبدالواحد نے ابونواس سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا ہم نے سعید قتادہ، سعید بن المسیب، سعد بن عبادی شعبی وغیرہ سے روایت کی کہ جو شخص عشق کی حالت میں مر گیا اسے شہادت کا ثواب ملے گا۔

عبدالواحد نے اس سے کہا اے فاجر میرے پاس سے کھڑا ہو جا نہ میں تجھ سے اور نہ تیری وجہ سے ان سے حدیث بیان کروں گا جب مالک بن انس اور ابراہیم بن ابی یحییٰ کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ عبدالواحد کو حدیث بیان کرنی چاہیئے تھی شاید اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیتا۔

میں کہتا ہوں کہ ابونواس نے جو بیان کیا وہ اس حدیث کے مطابق تھا جو عشق کر کے اسے چھپا کر مر گیا وہ شہید ہے یعنی غیر اختیاری طور پر خطیب نے روایت کیا کہ شعبہ نے ابونواس سے ملاقات کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں کوئی عجیب بات سنایئے اس نے فی البدیہ ایک روایت بیان کی کہ جو پاک دامن شخص کسی لڑکی سے محبت کرتا ہے پھر وہ اس سے تعلق پیدا کرے پھر اس سے ہمیشہ یادگیر تعلق رکھے تو اس کے لئے کھلی ہوئی جنت ہے اور وہ اس کی پھول دار چراگاہ میں چرے گا۔ جس معشوق نے دائمی وصال کے بعد عاشق سے جفا کی وہ اللہ کے عذاب میں رہے گا اس کے لئے ہلاکت ہوگی وہ اللہ کی نعمتوں سے دور رہے گا۔ شعبہ نے اس سے کہا تو اچھے اخلاق والا ہے اور مجھے تیرے متعلق امید ہے۔ ابونواس نے کہا۔

(۱)...... اے جادوئے چشم اور جادو گردن اور وعدوں سے میرا قاتل۔

(۲)...... تو مجھ سے وصال کا وعدہ کر کے پھر وعدہ خلافی کرتا ہے تیری وعدہ خلافی سے میں ہلاک ہو جاتا ہوں۔

(۳۔۴)...... مجھ سے ارزق نے شہر عوف ابن مسعود کے واسطے سے حدیث بیان کی کہ کافر شخص ہی وعدہ خلافی کرتا ہے جو دوزخ میں ہوگا۔

اس کی یہ بات اسحاق بن یوارزق کو پہنچی تو اس نے کہا اللہ کے دشمن نے مجھ پر اور تابعین اور اصحاب محمد پر جھوٹ بولا۔ سلیم بن منصور بن عمار کا قول ہے کہ میں نے ابونواس کو اپنے والد کی مجلس میں خوب روتا ہوا دیکھا میں نے اس سے کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس کے بعد عذاب نہیں دے گا اس پر اس نے یہ چند اشعار کہے:۔

(۱)...... میں منصور کی مجلس میں جنت اور حور کے شوق میں نہیں رویا۔

(۲)...... نہ قبر اور اس کی ہولناکیوں اور نفخہ صور سے رویا ہوں۔

(۳)...... نہ دوزخ اور ظلم وذلت کے خوف سے رویا ہوں۔

(۴)...... بلکہ میرا رونا سرمگیں ہرنی کی وجہ سے ہے جسے میرا دل ہر قابل خوف شئے سے بچاتا ہے۔

پھر اس نے کہا میں تیرے باپ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے امرد کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ وہ ایک خوبصورت بچہ تھا جو اللہ کے خوف سے رو رہا تھا۔

ابونواس کا قول ہے کہ ایک جولاہے نے خوب اصرار سے میری دعوت کی جسے میں نے قبول کر لیا۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ گیا تو اس نے بہت سے جولاہے جمع کئے ہوئے تھے اس نے اپنی ایک باندی کی بابت اشعار کہنے کی مجھ سے درخواست کی تو میں نے کہا کہ اسے مجھے دکھاؤ تو صحیح ہوگا تاکہ اس کے حسن کے مطابق میں اشعار کہوں، اس نے اس کے چہرہ سے پردہ اٹھایا تو وہ ایک بدشکل قبیح چاندی بالوں والی باندی تھی اس کا لعاب اس کے

چہرے پر گر رہا تھا میں نے اس کے آقا سے اس کا نام پوچھا اس نے کہا اس کا نام تسنیم ہے۔اس نے شعر کہے:

(۱)......میں تسنیم کی محبت میں رات بھر بیدار رہا جو حسن میں الو کی طرح ہے۔

(۲)......اس کے منہ کی بدبو سرکہ کی چٹنی یا لہسن کے گٹھے کی طرح تھی۔

(۳)......میں نے اس کی محبت میں پاد مارا جس سے شاہ روم ڈر گیا۔

جولاھا کھڑے ہوکر خوشی سے پورے دن رقص کرتا رہا اور تالیاں بجاتا رہا کہتا کہ ابونواس نے میری باندی کو شاہ روم سے تشبیہ دی۔ابونواس کے دو شعر اور ہیں:

(۱)......لوگوں نے مجھے بڑا نافرمان کہہ کر زچ کیا۔

(۲)......اے پسر زانیہ میں جنت یا دوزخ میں جہاں بھی جاؤں تجھے کیا۔

قصہ مختصر یہ کہ مؤرخین نے اس کے بہت سے امور اور بیہودہ اشعار ذکر کئے،خمریات،فاحشہ عورتوں اور مردوں کے ساتھ تشبیب میں اس کی چند باتیں نقل کیں۔بعض لوگوں نے خواہشات کی وجہ سے اس پر فسق کا الزام لگایا بعض نے اس پر زندیقیت کا الزام لگایا بعض نے اسے بے دین کہا لیکن اول اظہر ہے کیوں کہ اس کے اشعار فسق پر مبنی ہیں،زندیقیت کا اس سے صدور بعید تر ہے۔مورخین نے اس کے صغر سنی اور کبر سنی کی کچھ بیہودہ باتیں اس کی طرف منسوب کیں ہیں۔اللہ تعالیٰ کو ہی ان کی صحت کا صحیح علم ہے۔عوام نے اس کی کچھ بے حقیقت باتیں نقل کی۔دمشق کی جامع مسجد کے صحن میں ایک قبہ ابی نواس سے ایک گنبد مشہور ہے جس سے پانی نکلتا ہے جو ابونواس کی وفات کے ڈیڑھ سو سال کے بعد تعمیر ہوا مجھے ابونواس کی طرف اس کی نسبت کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی۔

محمد بن ابی عمر نے ابونواس کا قول نقل کیا کہ قسم بخدا کبھی میں نے حرام کام کے لئے اپنی شلوار نہیں کھولی۔محمد امین بن رشید نے ابونواس کو کہا تو زندیق ہے اس نے اس کی تردید میں چند اشعار کہے:

(۱)......میں پانچ نماز اللہ کی توحید کا پابند ہوں۔

(۲)......حالت جنابت میں غسل کرتا ہوں مسکین کو دھتکارتا نہیں۔

(۳)......اگر پیالہ مجھے ساقی کی دعوت دے تو میں جلد قبول کرتا ہوں۔

(۴)......میں خالص شراب سخت آدمی کے پہلو میں پیتا ہوں۔

(۵)......میرا دادا فربہ تھا جو لوگوں سے سوال کرنے والا تھا۔

(۶)......کم دودھ والی سفید عورت اور بادام اور چینی ہمیشہ ہی شراب فروش کے لئے نفع مند چیزیں ہیں۔

(۷)......میں سب روافض کے بکواس کو بخت یشوع کی پھونک کی وجہ سے خوشی سے آگ میں ڈال دوں گا۔

امین نے کہا تو ہلاک ہو جائے تجھے بخت یشوع کی پھونک کی طرف کس بات نے آمادہ کیا اس نے کہا اس سے قافیہ مکمل ہوا پھر اس نے اس کے لئے انعام کا حکم دیا۔ذکر کردہ بخت یشوع خلفاء کا طبیب تھا۔

حافظ کا قول ہے کہ مجھے شعراء کے کلام میں ابونواس کے ان شعر سے زیادہ شاندار اور لطیف اشعار معلوم نہیں ہوئے۔

(۱)......وہ کونسی آگ ہے جسے جلانے والے نے جلا دیا وہ کونسی سنجیدگی ہے جس میں مذاق کرنے والے نے انتہاء کردی۔

(۲)......واعظ اور ناصح کے بڑھاپے کے کیا کہنے کاش ناصح غلطی کرتا۔

(۳)......نوجوان حق کا راستہ واضح ہونے کے باوجود خواہش کی اتباع کرتا ہے۔

(۴)......ان عورتوں کی طرف نگاہ اٹھا جن کا مہر عمل صالح ہے۔

(۵)......متقی شخص کی طرف نفع بخش تجارت کھینچ کرلائی جاتی ہے۔

(۶)......صبح جا اس لئے کہ دین میں کوئی غلطی نہیں شام کو جا اس لئے کہ تو شام کو جانے والا ہے۔

ابو عفان نے ابونواس سے اس قصیدہ کے سنانے کی درخواست کی جس کا اول مصرعہ یہ ہے لیلیٰ کو مت بھول ہند کی طرف مت دیکھ۔ ابوالفراس کے سنانے کے بعد ابوعفان نے اسے سجدہ کیا ابونواس نے ہمیشہ کے لئے اس سے قطع کلامی پر قسم اٹھالی جس سے ابوعفان غمزدہ ہو گیا جب ابوعفان کوچ کرنے لگا اس نے کہا میں تجھے کب دیکھوں؟ ابوعفان نے کہا تو نے مجھ سے قطع کلامی پر قسم نہیں اٹھائی۔ ابونواس نے کہا زمانہ سے کسی نے وفا نہیں کی۔

ابونواس کے عمدہ اشعار میں سے چند اشعار یہ ہیں:

(۱)۔۔۔۔ بیشمار چہرے مٹی میں پرانے ہو گئے بہت سے حسن مٹی میں کمزور ہو گئے۔

(۲)۔۔۔۔ بہت سے عقلیں سنجیدگیاں مضبوط آراء مٹی میں پڑی ہیں۔

(۳)۔۔۔۔ قریبی گھر والے سے کہہ دو تو دور کا سفر کرنے والا ہے۔

(۴)۔۔۔۔ میں ہر زندہ کو ہلاک ہونے والوں میں دیکھتا ہوں۔

(۵)۔۔۔۔ جب کوئی عقلمند آدمی دنیا کو آزماتا ہے تو اس پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس نے دوست کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔

(۶)۔۔۔۔ لالچ مت کر اس لئے کہ لالچ میں ذلت ہے، غصہ کے بجائے بردباری میں عزت ہے۔

(۷)۔۔۔۔ غرور اختیار کرنے والے سے کہہ دے اگر تجھے اس کے نقصانات کا علم ہوتا تو غرور نہ کرتا۔

(۸)۔۔۔۔ دین کو خراب کرنے والا عقل کو ہلاک کرنے والا عزت کو تباہ کرنے والا ہوتا ہے۔

ابوالعتاھیہ قاسم بن اسماعیل نے ایک کاغذ ساز کی دکان پر بیٹھے ہوئے ایک کاغذ کی پشت پر یہ اشعار لکھے:

(۱)۔۔۔۔ تعجب ہے انسان پر وہ کیسے اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور کیسے ان کا رکرنے والا انکار کرتا ہے۔

(۲)۔۔۔۔ حالانکہ ہر شے میں اس کی وحدانیت کی علامت موجود ہے۔

پھر ابونواس نے وہ اشعار پڑھ کر اس کے قائل کی تعریف کی اور کہا کہ کاش میں اپنے کلام کے بجائے یہ دو اشعار کہتا پھر اس نے وہ کاغذ لے کر اس کے ایک طرف یہ اشعار لکھے:

(۱)۔۔۔۔ پاک ہے وہ ذات جو انسان کو ایک کمزور چیز سے پیدا کرتی ہے۔

(۲)۔۔۔۔ وہ اسے ایک قرار کی جگہ سے چلا کر دوسری مضبوط قرار کی طرف لے آتی ہے۔

(۳)۔۔۔۔ وہ آنکھوں سے پوشیدہ پردوں میں اسے آہستہ آہستہ پیدا کرتا ہے۔

(۴)۔۔۔۔ حتیٰ کہ سکون میں حرکت نمایاں ہو جاتی ہے۔

اس کے عمدہ اشعار میں چند شعر درج ذیل ہیں:

(۱)۔۔۔۔ جب بڑھاپے نے میری مانگ میں مصیبت ڈال دی تو میری سختی ختم ہو گئی اور میں نے کھیل کو چھوڑ دیا۔

(۲)۔۔۔۔ عقل نے مجھے منع کیا میں عدل کی طرف مائل ہو گیا میں منع کرنے والے کی بات سے ڈر گیا۔

(۳)۔۔۔۔ اے غافل نسیان کے معترف آخرت میں نسیان عذر نہیں ہوگا۔

(۴)۔۔۔۔ جس روز آسمان پریشانیوں پر ہوگا اس روز ہم اپنے اعمال سے نجات کی طاقت نہیں رکھیں گے۔

(۵)۔۔۔۔ ہم تو گناہ گار ہیں اللہ کے حسن عفو کے امیدوار ہیں۔

(۶)۔۔۔۔ ہم مر کر بوسیدہ ہو جائیں گے نہ کہ ہمارے گناہ۔

(۷)۔۔۔۔ بہت سے لوگ آنکھوں کے باوجود اندھے ہیں مردہ دل شخص کے لئے آنکھیں نافع نہیں۔

(۸)۔۔۔۔ اگر آنکھ خود حساب کے دن کے بارے میں مشغول ہو کر وہم میں پڑتی تو دیکھ نہ سکتی۔

(۹)۔۔۔۔ وہ بادشاہ پاک ہے وہ کونسی رات ہے جو مٹ جائے گی اس کی صبح میدان محشر میں ہوگی۔

(۱۰)...... اللہ نے مخلوق کے لئے فنا لازم کر دیا لوگ آگے پیچھے جانے والے ہیں۔

ابونواس نے احرام حج کے وقت یہ اشعار کہے:

(۱)...... اے مالک تو کس قدر عادل ہے ہر ایک کا بادشاہ ہے۔

(۲)...... میں حاضر ہوں تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں تو وحدہ لاشریک ہے۔

(۳)...... تیرے بندے نے تجھے آواز دی ہر جگہ تو اس کا محافظ ہے۔

(۴)...... اے رب اگر آپ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا میں حاضر ہوں تمام حمد تیرے لئے ہیں۔

(۵)...... بادشاہت تیری ہے تو وحدہ لاشریک ہے رات کی تاریکی جب چھا جاتی ہے۔

(۶)...... تیرے والے ستارے اپنے فلک پر چلتے ہیں۔

(۷)...... تمام نبی اور فرشتے اور تجھے پکارنے والے تیری تسبیح پڑھتے ہیں۔

(۸)...... تیرے ہی واسطے نماز پڑھتے ہیں۔

(۹)...... تو وحدہ لاشریک ہے اے گناہ گار! تو کتنا جاہل ہے۔

(۱۰)...... تو نے اپنے عادل رب کی نافرمانی کی اس نے تجھے کس قدر مہلت دی۔

(۱۱)...... جلدی اپنی امید حاصل کر اور اچھی طرح اپنا عمل ختم کر۔

(۱۲)...... میں حاضر ہوں تمام حمد تیرے لئے ہے۔

معافی میں زکریا کا قول ہے محمد بن عباس کا قول ہے کہ ہم نے احمد بن یحییٰ بن تغلب کو کہتے سنا کہ میں احمد بن حنبل کے پاس گیا میں نے ان کے پاس ایک شخص کو نہایت بے چین دیکھا وہ کسی سے بات نہیں کرتا تھا گویا اس کے سامنے آگ جل رہی ہے میں اس سے مسلسل نرمی کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے اس سے قریب ہو کر اسے کہا کہ میں بنی شیبان کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔ اس نے پوچھا تم نے کن علوم کا سب سے زیادہ مطالعہ کیا، میں نے کہا لغت اور شعر کا۔ اس نے کہا، میں نے بصرہ میں ایک شخص سے ایک جماعت کو شعر لکھتے ہوئے دیکھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ ابونواس ہیں۔ میں لوگوں کو پھلاند کر اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا تو اس نے مجھے یہ شعر لکھوائے:

(۱)...... جب کبھی زمانہ مجھ سے تنہا ہو جائے تو اپنے کو تنہا مت سمجھ اس لئے کہ تنہائی میں ایک نگراں ہوتا ہے۔

(۲)...... کسی لمحہ بھی اللہ کو غافل مت سمجھ اور نہ گناہ گار پر یہ مخفی ہے کہ وہ غائب ہے۔

(۳)...... ہم گناہوں سے غافل ہیں حتیٰ کہ وہ مسلسل گناہ کرتا رہے۔

(۴)...... کاش اللہ گذشتہ گناہوں کو معاف کر دے اور توبہ کی اجازت دیدے ہم توبہ کر لیں۔

(۵)...... جب مجھ پر راستے تنگ ہو جاتے ہیں اور دل میں غموں کے خطرات فروکش ہو جاتے ہیں۔

(۶)...... تو میں گناہوں کی زیادتی کی وجہ سے کہتا ہوں میں ہلاک ہو گیا توبہ میں میرا حصہ نہیں۔

(۷)...... اور میں ناامید ہو کر خوف کے سمندر میں غرق ہو جاتا ہوں کبھی میرا نفس رجوع کرتا ہے تو توبہ کرتا ہوں۔

(۸)...... وہ مجھے اللہ کا عفو یاد دلاتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے اور میں اس کے عفو کی امید پر انابت اختیار کرتا ہوں۔

(۹)...... میں اپنے قول میں عاجزی اختیار کرتا ہوں اور رغبت کرتے ہوئے سوال کرتا ہوں شاید مصائب کا دور کرنے والا مجھے معاف کر دے۔

ابن طراز جریری نے پوچھا یہ اشعار کس کے ہیں؟ جواب دیا گیا یہ ابونواس کے زاہدانہ اشعار ہیں جن سے متعدد مقامات پر نحاۃ نے دلیل پکڑی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

حسن بن دایہ کا قول ہے کہ میں مرض الموت میں ابونواس کے پاس گیا میں نے اس سے نصیحت کی درخواست کی تو اس نے چند اشعار کہے:

(۱)...... خوب گناہ کر اس لئے کہ تو اللہ غفور رحیم سے ملنے والا ہے۔

(۲)...... جب تو اس کے پاس عفو طلب کرتے ہوئے جائے گا تو عنقریب قدرت والے بادشاہ کو دیکھے گا اور اس سے ملاقات کرے گا۔

(۳)...... دوزخ کے خوف سے تو نے جن گناہوں کو چھوڑا تھا ان پر افسوس ملے گا۔

میں نے اسے کہا تو مجھے ان حالات میں ایسی نصیحت کرتا ہے اس نے کہا خاموش ہو جا اس لئے حماد بن سلمہ نے بواسطہ ثابت کے حضرت انس کا قول ہم سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنی امت کے کبیرہ گناہ کے کرنے والوں کے لئے اپنی شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے۔ قبل ازیں اسی اسناد سے یہ حدیث بھی گزر چکی تم قبل از موت اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھو۔

ربیع نے حضرت امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ ہم ابونواس کی وفات کے روز اس کے پاس گئے تو وہ خوش تھا ہم نے اس سے اس دن کی تیاری کے بارے میں پوچھا تو اس نے چند اشعار کہے:

(۱)...... میرے گناہوں نے مجھے بڑائی دکھائی لیکن جب میں نے انہیں اپنے رب کے عفو کے ساتھ ملایا تو عفو بڑا تھا۔

(۲)...... تو ہمیشہ عفو سے گناہ معاف کرتا رہا۔

(۳)...... اگر تو نہ ہوتا تو کوئی عابد ابلیس کا مقابلہ نہ کر سکتا جب کہ اس نے تیرے منتخب بندہ آدم ﷺ کو بھٹکایا تھا۔

ابن عساکر نے روایت کیا کہ لوگوں کو اس کے سر کے پاس سے ایک رقعہ ملا جس میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

(۱)...... اے میرے رب اگر میرے گناہ زیادہ ہیں تو مجھے معلوم ہے کہ تیرا عفو بڑا ہے۔

(۲)...... میں آپ کو آپ کے حکم کے مطابق عاجزی سے پکارتا ہوں اگر تو نے مجھے دھتکار دیا تو کون مجھ پر رحم کھائے گا۔

(۳)...... اگر صالح انسان ہی تجھ پر امید رکھ سکتا ہے تو گناہ گار کس سے امید رکھے گا۔

(۴)...... تیرے پاس آنے کے لئے میرے پاس امید اور تیرے حسن عفو کے سوا کوئی وسیلہ نہیں علاوہ ازیں میں مسلمان بھی ہوں۔

یوسف بن دایہ کا قول ہے کہ میں اس کے پاس گیا وہ اس حالت میں تھا میں نے اس سے پوچھا تو اپنے کو کیسا محسوس کر رہا ہے؟ اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

(۱)...... میرے اوپر نیچے فنا سرایت کر گئی ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا ایک ایک عضو مر رہا ہے۔

(۲)...... ہر گزرنے والا لمحہ میرے ایک حصہ کو کم کر رہا ہے۔

(۳)...... میری سنجیدگی میری لذت عیش کے ساتھ ختم ہوگئی اور میں نے کمزور ہونے کے بعد اطاعت الٰہی کو یاد کیا۔

(۴)...... میں نے درگزر معافی، بخشش کے خیال سے ہر گناہ کیا۔

اس کے بعد اسی وقت اس کی وفات ہوگئی اس کی انگوٹھی کا نقش لا الہ اللہ مخلصاً تھا۔ اس نے بوقت غسل منہ میں انگوٹھی رکھنے کی وصیت کی تھی جسے انہوں نے پورا کر دیا۔ وفات کے بعد اس کا کل ترکہ صرف تین سو درہم کپڑے اور سامان تھا اسی سال بغداد میں وفات پائی یہود کے ٹلہ پر شونیزی قبرستان میں دفن ہوا۔ ۵۰ یا ۶۰ یا ۵۹ سال اس کی عمر تھی۔

وفات کے بعد کچھ ساتھیوں نے اسے خواب میں دیکھ کر اس سے مغفرت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا میرے نرگس کے بارے میں کہے جانے والے اشعار کی وجہ سے اللہ نے میری مغفرت فرمادی۔

(۱)...... زمین کی نباتات میں غور وفکر کر جو کچھ بادشاہ نے بنایا اس کے نشانات دیکھ۔

(۲)...... چاندی کے چشمے ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو پگھلے ہوئے سونے کے ہیں۔

(۳)...... وہ زبرجد کی شاخ پر اللہ کی وحدانیت کے گواہ ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ نے ان اشعار کی وجہ سے میری مغفرت کر دی جو میرے تکیہ کے نیچے رکھے ہوئے ہیں لوگوں نے دیکھا تو ایک رقعہ ملا جس میں یہ اشعار مرقوم تھے۔

اے میرے رب! اگر میرے گناہ زیادہ ہیں تو مجھے تیرے عفو کا بڑا ہونا معلوم ہے قبل ازیں یہ اشعار گزر چکے ہیں۔ ابن عساکر کی روایت میں ہے

کہ کسی شخص نے وفات کے بعد اسے اچھی حالت بڑی نعمت میں دیکھا تو اس نے اللہ کے سلوک کی بابت پوچھا اس نے کہا اللہ نے میری مغفرت فرمادی، اس نے سوال کیا تو تو گناہ کرنے والا تھا؟ اس نے کہا ایک رات ایک نیک آدمی نے یہاں آکر مصلیٰ بچھا کر دو رکعت نفل پڑھی جس میں دو ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھ کر تمام مرحومین کو اس کا ہدیہ کیا میں بھی ان میں تھا۔ اللہ نے میری بھی مغفرت فرمادی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابواسامہ والبہ بن حباب کی صحبت اختیار کرنے کے وقت ابونواس نے سب سے پہلا شعر یہ کہا۔

(۱)...... عشق کا حامل تھکنے والا ہے خوشی اسے ہلکا سمجھتی ہے۔

(۲)...... اگر وہ روئے تو اسے اس کا حق ہے جو بیماری اسے لاحق ہے وہ کوئی کھیل نہیں۔

(۳)...... تو لاپرواہی سے مسکراتی رہے اور عاشق روتا رہے۔

(۴)...... تو میری بیماری پر تعجب کرتی ہے میرا صحت مند ہونا ہی ایک عجیب امر ہے۔

مامون نے کہا اس کے یہ اشعار کیا ہی خوب ہیں۔

(۱)...... لوگ ہلاک ہونے والے اور ان کے بیٹے ہیں اور شریف النسب بھی ہلاک ہونے والوں میں ہے۔

(۲)...... جب کوئی عقلمند دنیا کی آزمائش کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ دشمن نے دوست کا لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابونواس نے اللہ سے سب سے زیادہ امید ان اشعار میں کی۔

(۱)...... اطاعت کے مطابق گناہوں کا بوجھ اٹھا اس لئے کہ تو اللہ غفور رحیم سے ملاقات کرنے والا ہے۔

(۲)...... جب تو اس کے پاس عفو طلب کرتے ہوئے آئے گا تو عنقریب قدرت والے بادشاہ کو دیکھے گا اور اس سے ملاقات کرے گا۔

(۳)...... دوزخ کے خوف سے ترک کرنے والے گناہوں پر کف افسوس ملے گا۔

واقعات ۱۹۶ھ

اسی سال مشہور ثقہ شیخ الحدیث ابومعاویہ اعمیٰ اور اوزاعی کے شاگرد ولید بن مسلم الدمشقی نے وفات پائی۔

اسی زمانہ میں امین نے اسید بن زید کو قید کیا کیوں کہ اس نے امین پر کھیل کود میں رعایت کے معاملہ میں تساہل اور اس پر معاصی کے ارتکاب کا بھی الزام لگایا تھا۔

اسی برس امین نے احمد بن یزید اور عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو چالیس ہزار کے لشکر کے ہمراہ مامون کی طرف طاہر بن حسین سے قتال کے لئے روانہ کیا ان کے حلوان کے قریب پہنچنے کے بعد طاہر نے لشکر کے اردگرد خندق کھود دی اس نے دونوں امیروں کے درمیان فتنہ بھڑکانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ان دونوں کا اختلاف ہو گیا، بلا جنگ کے واپسی ہو گئی اس کے بعد طاہر حلوان چلا گیا اس کے پاس مامون کا ایک خط آیا کہ اپنے ماتحت علاقوں کو ھرثمہ بن اعین کے حوالے کر کے اھواز چلا جائے اس نے ایسا ہی کیا۔

سال رواں ہی میں مامون نے فضل بن سہل کا مرتبہ بڑھا کر اپنی بڑی عملداریوں کا امیر بنا دیا۔ اس کا نام ذاالریاستن رکھا، اسی سال امین نے عبدالملک بن صالح بن علی کو رشید کی قید سے نکال کر شام کا نائب مقرر کیا اور اسے طاہر اور ہرثمہ سے قتال کے لئے لشکروں کو بھیجنے کا حکم دیا۔ اس نے رقہ پہنچ کر شام کے سرداروں کو دوستی اور اطاعت کا خط لکھا۔ چنانچہ ایک جماعت اس کی پیروکار بن گئی پھر ان کے درمیان مختلف معرکے ہوئے جن کی ابتداء اہل حمص سے ہوئی حالات بگڑ گئے۔ لوگوں کے درمیان مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ عبدالملک بن صالح کا وہیں انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد حسین بن علی بن ماہان کی ماتحتی میں لشکر بغداد واپس آیا۔ اہل بغداد نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا یہ اسی سال ماہ رجب کا واقعہ ہے۔ حسین بن علی بن ماھان کے بغداد پہنچنے کے بعد امین کے ایلچی نے اسے طلب کیا اس نے جواب دیا واللہ میں نہ داستان گو نہ مسخرہ نہ مزاحیہ اور نہ کسی عمل کا والی ہوں نہ میرے ہاتھوں نے پیسے جمع کئے پھر مجھے اس رات کیوں طلب کیا جا رہا ہے۔

امین کی معزولی کا سبب نیز اس کے بھائی ہارون کو کیسے خلافت ملی ...... جب امین کے طلب کرنے کے باوجود حسین بن علی بن ماھان اس کے پاس نہیں گیا اور یہ لشکر کے شام آنے کے بعد ہوا تو حسین بن علی نے لوگوں میں تقریر کی جس میں اس نے لوگوں کو امین کے خلاف متحد کیا۔ علاوہ ازیں اس نے امین کے کھیل کود اور معاصی کا ذکر کیا نیز ایسا شخص خلافت کا اہل نہیں اور وہ لوگوں کے درمیان جنگ کا خواہاں ہے۔ مزید اس نے تقریر میں لوگوں کو امین کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور اس پر حملہ کے لئے انہیں ابھارا چنانچہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے اس کی آواز پر لبیک کہا۔

محمد بن امین نے اس کے مقابلہ میں سواروں کو بھیجا انہوں نے دن کے کچھ حصہ میں جنگ کی حسین نے اپنے ساتھیوں کو پیدل چلنے اور تلوار اور نیزوں سے جنگ کا حکم دیا۔ بالآخر امین کا لشکر شکست کھا گیا انہوں نے اسے معزول کر کے عبداللہ مامون کے لئے بیعت کی یہ اس سال گیارہ رجب اتوار کے روز کا واقعہ ہے۔

منگل کے روز اپنے محل سے وسط بغداد میں قصر ابی جعفر میں منتقل ہو گیا۔ انہوں نے اس پر تنگی کی، بیڑیاں ڈال دیں اس پر دباؤ ڈالا عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے زبیدہ کو بھی منتقل ہونے کا حکم دیا انکار کرنے پر اسے کوڑے مارے انتقال پر اسے مجبور کر دیا بالآخر وہ بھی اپنے بچوں کے ہمراہ منتقل ہو گئی پھر بدھ کے روز انہوں نے حسین بن علی سے اپنے عطیات کا مطالبہ کیا جس کی وجہ سے ان میں آپس میں اختلاف ہو گیا۔ بغدادیوں کے دو گروپ بن گئے ایک گروپ امین کا اور دوسرا عباس بن عیسیٰ کا، دونوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی آخر کار خلیفہ کا گروپ غالب آ گیا وہ حسین بن علی بن ماھان کو گرفتار کر کے اسے بیڑیاں ڈال کر خلیفہ کے پاس لے گئے پھر انہوں نے اس کی بیڑیاں اتار کر اسے خلیفہ کے سامنے بٹھا دیا۔

اس پر خلیفہ نے بے ہتھیار لوگوں کو خزانہ سے ہتھیار دینے کا حکم دیا، اسی بناء پر لوگوں نے خزانہ کا اسلحہ لوٹ لیا۔ حسین بن علی بن عیسیٰ کو سامنے لایا گیا۔ اس نے اس کے جرائم پر اسے ملامت کی اس نے کہا آپ کے عفو نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا امین نے اسے معاف کر دیا اور اسے وزیر مقرر کر کے انگوٹھی دی اپنے دروازے کے پرلے امور اس کے سپرد کر دیئے مزید اسے امیر جنگ مقرر کر کے حلوان بھیج دیا۔ وہ پل کے پاس پہنچنے کے بعد اپنے خواص و خدام سمیت بھاگ گیا۔ امین نے سواروں کو اس کے تعاقب میں بھیجا انہوں نے اس سے قتال کر کے اس کو قتل کر دیا۔ پھر اس کا سر امین کے پاس لایا گیا جمعہ کے روز دوبارہ امین کی بیعت کی گئی۔ حسین بن علی بن عیسیٰ کے قتل کے بعد فضل بن ربیع بھاگ گیا۔ طاہر بن حسین نے مامون کے لئے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا، ان میں نائبین کا تقرر کیا، اکثر صوبوں کے باشندوں نے امین کی بیعت توڑ کر مامون کی بیعت کر لی، طاہر مدائن کے قریب پہنچ گیا اس نے وسط اور اس کے مضافات سمیت اس پر قبضہ کر لیا اپنی طرف سے حجاز یمن جزیرہ اور موصل وغیرہ پر نائبین کا تقرر کیا امین کے پاس کچھ شہر رہ گئے۔

اسی سال شعبان میں امین نے چار سو جھنڈے باندھے۔ ہر جھنڈے کا امیر مقرر کیا۔ انہیں ہرثمہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا رمضان میں انہوں نے اس سے جنگ کی، ہرثمہ نے انہیں شکست دے کر ان کے سرخیل علی بن محمد بن عیسیٰ بن نھیک کو گرفتار کر لیا اسے مامون کے پاس بھیج دیا طاہر کے لشکر کا ایک دستہ ٹوٹ کر آ ملا امین نے خوب ان کا اعزاز و اکرام کیا ان کی ڈاڑھیوں کو نمایاں خوشبو سے ڈھانپ دیا ان کا نام بھی جیش العالیہ رکھ دیا۔ پھر امین نے ان کے ساتھ بہت بڑا لشکر ملا کر انہیں طاہر سے قتال کے لئے روانہ کیا۔ طاہر نے انہیں شکست دے کر منتشر کر دیا ان کے مال پر قبضہ کر لیا طاہر بغداد کے قریب پہنچ گیا اس نے بغداد کا محاصرہ کر لیا اور امین کی فوج کو متفرق کرنے کے لئے جاسوس روانہ کیا چنانچہ انہوں نے امین کی فوج میں تفریق ڈال دی علاوہ ازیں امین کی فوج میں لڑائی ہو گئی چھوٹے بڑوں پر ٹوٹ پڑے۔

چھ ذی الحجہ کو انہوں نے امین سے اختلاف کیا ایک بغدادی شاعر نے اس پر اشعار کہے:

(۱)...... امین سے کہہ دو غالیہ نے تیری فوج میں تفریق پیدا کی۔

(۲)...... طاہر پر میری جان فدا ہو وہ اپنے ایلچیوں اور خوب تیاری کے ساتھ آیا۔

(۳)...... باغیوں سے جنگ کے لئے حکومت کی لگام اس کے ہاتھ میں آ گئی۔

(۴)......اے عہد شکن اس کی عہد شکنی نے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا اس کے عیوب منکشف ہو گئے۔

(۵)......شیر اپنے حملے میں پھاڑنے والے شیروں کے ساتھ کتے کی طرح بھونکتا ہوا آیا۔

(۶)......اس جیسے شخص سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں آگ یا دوزخ کی طرف بھاگ جا۔

امین کی جماعت متفرق ہوگئی۔ وہ پریشان ہو گیا۔ بارہ ذی الحجہ منگل کے روز وہ باب انبار پر اترا، شہریوں کے حالات خراب ہو گئے بدمعاشوں نے اہل الصلاح کو خوف زدہ کر دیا، گھر ویران ہو گئے، لوگوں میں فتنے پھوٹ پڑے حتیٰ کہ مختلف خواہشات کی بناء پر بھائی بھائی کو لڑکا باپ کو قتل کرنے لگا، بڑے بڑے فتنوں نے جنم لیا شہر میں فساد اور قتل و غارت گری عام ہوگئی۔

اسی سال طاہر کی طرف سے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اس سال پہلی مرتبہ مکہ مدینہ میں حج کے موقع پر لوگوں کے لئے دعا کی گئی۔

خواص کی وفات

اہل حمص کے امام وفقیہ، محدث بقیہ بن ولید حمصی نے اسی سال وفات پائی۔

حفص بن غیاث قاضی ......نوے سال سے عمر تجاوز تھی وفات کے وقت بعض ساتھیوں کو روتا ہوا دیکھ کر انہیں منع کرتے ہوئے کہنے لگا واللہ میں نے حرام کے لئے کبھی شلوار نہیں کھولی نیز دو شخصوں میں فیصلہ کرتے ہوئے میں نے کبھی نہیں سوچا کہ کس کے خلاف فیصلہ کر رہا ہوں چاہے وہ قریبی، غیر قریبی، بادشاہ، رعایا کوئی بھی ہو۔

عبداللہ بن مرزوق ابومحمد الذاھیہ رشید کا وزیر تھا بعد میں سب کچھ ترک کر کے زاہدانہ زندگی اختیار کر لی۔ عبداللہ نے رحم کی امید پر موت کے وقت اپنے کو کوڑے پر پھینکنے کی وصیت کی۔

ابو شیص ......الشاعر محمد بن رزین بن سلیمان شعراء کے استاد تھے اشعار بنانا، انہیں نظم میں ڈھالنا، پانی پینے سے بھی زیادہ ان کے نزدیک سھل تھا، ابن خلکان وغیرہ کا یہی قول ہے۔ ابوشیص، ابومسلم بن ولید، ابونواس، دعبل جمع ہو کر اشعار میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے ابوشیص آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ان کے عمدہ اشعار میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱)......مجھے عشق نے بالکل تیرے سامنے کھڑا کیا۔

(۲)......میں تیری یاد کی محبت کی وجہ سے تیرے عشق میں ملامت کو مزیدار محسوس کرتا ہوں پس چاہیئے کہ ملامت گر مجھے ملامت کریں۔

(۳)......میں اپنے دشمنوں کے مانند ہو گیا ہوں ان سے محبت کرنے لگا ہوں جب کہ تجھ سے اور ان سے میرا نصیب برابر ہے۔

(۴)......تیرے مبارکباد دینے کی وجہ سے میں نے حقیر ہو کر اپنے کو مبارکباد دی تو معمولی آدمی کی عزت نہیں کرتا۔

واقعات ۱۹۷

اس سال کی ابتداء ہی میں طاہر بن حسین اور ھرثمہ بن اعین پران کے ساتھیوں نے بغداد کا محاصرہ کرنے اور امین پر تنگی کرنے کا اصرار کیا۔ قاسم بن رشید اور ان کا چچا مامون کے پاس بھاگ گئے، اس نے ان کا اکرام کیا مامون نے اپنے بھائی قاسم کو جرجان کا والی بنایا بغداد کا محاصرہ سخت کر دیا اس پر منجنیقیں نصب کر دیں۔ امین بہت پریشان ہو گیا فوج پر خرچ کرنے کے لئے اس کے پاس رقم ختم ہوگئی مجبوراً اس نے سونے چاندی کے برتنوں کے دنانیر و دراہم بنا لئے۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ طاہر سے جاملا۔ بہت سے بغدادی باشندے قتل ہو گئے ان کے اموال لوٹ لئے گئے۔

امین نے بہت سے محلات خوبصورت مکانات اور منڈیوں کی طرف آدمی بھیجا جس نے مصلحت سے انہیں جلا دیا امین نے یہ سب کچھ اپنی خلافت باقی رکھنے اور موت سے بچاؤ کے لئے کیا لیکن اسے قتل کر دیا گیا اس کا گھر ویران ہو گیا طاہر نے بھی امین کی طرح کیا قریب تھا کہ پورا بغداد تباہ ہو جائے بعض نے اس بارے میں اشعار بھی کہے:

(۱)......اے بغداد! تجھے کس کی نظر لگ گئی تو ایک زمانہ تک آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں رہا۔

(۲)......تجھ میں وہ قوم نہیں رہی جن کا مسکن قریب زینت تھا۔

(۳)......جدائی کے کوے کی آوازیں دینے پر وہ پراگندہ ہو گئے۔ تجھے ان سے کس قدر سوزش پہنچی۔

(۴)......میں ان لوگوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں ان کے ذکر کے وقت میری آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

(۵)......زمانہ نے انہیں منتشر کر دیا زمانہ فریقین میں جدائی ڈالتا ہے۔

شعراء نے اس کے بارے میں بہت کچھ کہا ابن جزیر نے ان میں سے عمدہ اشعار نقل کئے ہیں۔ انہوں نے اس کی بابت ایک طویل قصیدہ بھی ذکر کیا جسے ہم نے مختصراً بیان کر دیا۔

طاہر نے امراء کی جاگیروں اور جائداد پر قبضہ کر لیا انہیں امان اور مامون کی بیعت کی دعوت دی جسے ان سب نے قبول کر لیا ہاشمی اور امراء ان سے مراسلت کر کے ان کے ساتھ مل گئے۔

اتفاق سے ایک روز امین کے ساتھیوں نے طاہر کے ساتھیوں پر غلبہ پا کر ان میں سے ایک جماعت قتل کر دی جب امین کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ متکبر اور مغرور ہو گیا لہو ولعب اور شراب نوشی میں مبتلا ہو گیا اس نے محمد بن عیسیٰ نھیک کو تمام امور سپرد کر دیئے۔ پھر طاہر کے اصحاب طاقت ور ہو گئے امین کا پلہ کمزور پڑ گیا لوگ طاہر کے لشکر کی طرف مائل تھے کیوں کہ اس کی جانب میں قتل وغارت گری چوری ڈاکہ سے امن تھا طاہر نے بغداد کے اکثر محلوں اور منڈیوں پر قبضہ کر لیا اس نے ملاحوں کو مخالف کے پاس کھانا لے جانے سے روک دیا۔ جس کی وجہ سے ان کے پاس مہنگائی میں خوب اضافہ ہو گیا۔ بغداد سے نہ نکلنے والے بہت نادم ہوئے۔ تاجروں کو آٹا سامان لے جانے سے منع کر دیا۔ کشتیوں کو بصرہ کی طرف پھیر دیا گیا۔ فریقین میں متعدد معرکے ہوئے ان ہی میں سے ایک درب الحجارۃ کا واقعہ ہے جس میں امین کے اصحاب کو فتح ہوئی طاہر کے ساتھیوں کی ایک جماعت قتل ہوئی طاہر بغداد کے بدمعاشوں میں سے ایک بدمعاش تھا، وہ ننگا رہتا تھا اس کے پاس تارکول ملی ہوئی ایک گول سی چیز تھی۔ اس کی بغل میں پتھروں سے بھرا ہوا ایک تھیلا تھا جب کوئی سوار اسے دور سے تیر مارتا تو وہ اس کے ذریعہ اپنا بچاؤ کرتا جب کوئی اس کے نزدیک آتا تو وہ غلیل میں پتھر رکھ کر اسے مارتا جس سے اس کو گزند پہنچتی۔

شماسیہ کے قریب بھی ایک معرکہ ہوا جس میں ھرثمہ بن اعین گرفتار ہوا جس سے طاہر کو تکلیف ہوئی اس نے شماسیہ کے اوپر دجلہ پر پل بنانے کا حکم دیا۔ طاہر اپنے ساتھیوں سمیت اس پل سے دوسری جانب تیار ہو گیا اس نے بہ نفس نفیس خود سخت جنگ کی۔ حتیٰ کہ انہیں ان کی جگہوں سے دھکیل دیا ھرثمہ سمیت اپنے تمام اسیروں کو ان کے نرغے سے نکال لیا یہ بات امین پر گراں گزری اس پر اس نے اشعار کہے:

(۱)......جن وانس میں مجھے سب سے سخت دل والے سے پالا پڑا جب وہ دراز ہوتا ہے تو اس کی طرح کوئی دراز نہیں ہوتا۔

(۲)......اس نے اپنے ہر ساتھی پر اپنے اقوال محفوظ کرنے کے لئے ایک نگراں مقرر کیا ہوا ہے (۳) جب کسی قوم کو غافل لوگ ضائع کر دیتے ہیں تو وہ مخالفانہ امر سے غفلت نہیں کرتا۔

امین کا پلہ بہت کمزور ہو گیا اپنے اور فوج پر اخراجات کے لئے اس کے پاس کچھ نہیں بچا۔ اس کی جمعیت بھی بہت کمزور ہو گئی خود وہ ذلیل ومجبور ہو کر رہ گیا بغداد میں قتل وغارت گری آگ لگانے ڈاکہ ڈالنے اسی طرح ایک دوسرے سے دشمنی میں سال مکمل ہوا۔

اسی سال مامون کی طرف سے موسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال شعیب بن حرب زاہد، اہل دیار مصر کے امام عبداللہ بن وھب علی بن مسھر کے بھائی عبدالرحمٰن بن مسھر قراء میں سے مشہور قاری سعید اعلام المحدثین میں سے وکیع بن جراح نے وفات پائی۔

واقعات ۱۹۸ھ

اسی سال خزیمہ بن خازم نے محمد امین کو دھوکہ دے کر طاہر سے امان طلب کی، ہرثمہ بن اعین مشرقی بغداد کی طرف سے بغداد میں داخل ہو گیا۔ آٹھ محرم کو خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن عیسیٰ نے بغداد کا پل توڑ دیا اس پر اپنا جھنڈا گاڑ دیا۔ عبداللہ نے مامون کی بیعت کی دعوت دی، محمد امین کو معزول کر دیا جمعرات کے روز طاہر مشرقی جانب سے بغداد میں داخل ہو گیا اس نے خود جنگ کرتے ہوئے گھروں کو لازم پکڑنے والوں کے لئے امان کا اعلان کیا دار رقیق اور دار کرخ وغیرہ کے پاس واقعات پیش آئے۔ انہوں نے شہر ابی جعفر، خلد، قصر زبیدہ کا گھیراؤ کر لیا فصیل کے چاروں طرف اور قصر زبیدہ کے سامنے منجنیقیں نصب کر دیں ان کو پتھر مارے۔ امین اپنے بچوں اور والدہ کے ساتھ شہر ابی جعفر کی طرف منتقل ہو گیا راستے میں لوگ اس سے الگ ہو گئے حتیٰ کہ وہ قصر ابی جعفر میں داخل ہو گیا پتھروں کی بارش کی وجہ سے وہ قصر خلد سے منتقل ہو گیا اس میں سامان قالین وغیرہ کے جلانے کا حکم دیا پھر شدید محاصرہ کیا ان سب تکالیف کے باوجود ایک روز امین رات کو دجلہ کے کنارے آیا اس نے شراب اور باندی منگوائی، باندی نے گانا سنایا اس کی زبان فراقیات اور موت کے ذکر کے علاوہ کسی اور بات کے لئے رواں نہ ہوئی اور وہ اسے کہتا رہا اس کے علاوہ کچھ سناؤ اور اس کے مانند اشعار کو یاد کر جتی کہ اس نے اسے آخری گانا سنایا۔

(۱)...... سکون وحرکت کے رب کی قسم موت کے بہت سے جال ہیں۔

(۲۔۳)...... دن رات ستاروں کا اختلاف ایک سے دوسرے کی طرف بادشاہت منتقل کرنے کے لئے ہے۔

(۴)...... اللہ کی بادشاہت دائمی ہے جو غیر فانی ہے۔

پھر امین نے اسے گالیاں دے کر اٹھا دیا اس کے پاس شیشے کے رکھے ہوئے گلاس میں وہ گر گئی۔ جس سے اس نے بدشگونی لی۔ باندی کے جانے کے بعد اس نے ایک آواز سنی کہ جس کے بارے میں تم پوچھ رہے ہو اس کا فیصلہ ہو چکا ہے اس نے اپنے ہم نشینوں سے اس آواز کے بارے میں پوچھا انہوں نے انکار کر دیا پھر دوبارہ اس نے وہی آواز سنی اس کے ایک دو راتیں بعد ہی چار صفر اتوار کے روز اسے قتل کر دیا گیا۔ اس محاصرہ میں اسے مشقت اٹھانا پڑی کھانے پینے کے لئے اس کے پاس سب کچھ ختم ہو گیا صرف ایک رات بڑی مشکل سے مرغی اور ایک چپاتی اسے میسر آئی۔ لیکن صبح تک پانی نہیں ملا حتیٰ کہ اسی حالت میں اس کا قتل ہوا۔

امین کے قتل کی کیفیت...... جب حالت قابو سے باہر ہو گئی تو امیر نے اپنے وزراء سے مشورہ کیا بعض نے کہا آپ اپنے ساتھیوں سمیت جزیرہ یا شام چلے جائیں، مالی قوت حاصل کریں لوگوں سے کام لیں کہ بعض نے کہا اپنے بھائی مامون کی بیعت قبول کر لیں وہ آپ کو اتنا مال دے گا جو آپ اور آپ کے بچوں کے لئے کافی ہو گا آپ کو راحت ہو گی۔ بعض نے کہا کہ امان حاصل کرنے کے لئے آپ کے حق میں سب سے بہتر ہرثمہ ہے کیوں کہ وہ سب سے زیادہ آپ پر مہربان ہے۔

امین نے اس تیسرے گروہ کی بات قبول کر لی چنانچہ چار صفر اتوار کے روز بعد نماز عشاء اس نے ہرثمہ سے وعدہ کیا کہ آج رات وہ اس کے پاس آئے گا پھر اس نے خلافت کا لباس پہنا چادر ڈالی اپنے لڑکوں کو بلا کر گلے سے لگایا انہیں کہا میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں آپنی آنکھوں کے آنسو صاف کئے پھر سیاہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلا شمعہ اس کے آگے تھی، ہرثمہ کے پاس پہنچ گیا اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا پھر دونوں سوار ہو کر چلے گئے۔ طاہر کو جب اس کا علم ہوا تو وہ بہت غصہ ہوا اس نے کہا کہ میں نے سب کچھ کیا اس کے باوجود وہ غیر کی طرف چلا اور اس نے سب کچھ ہرثمہ کی طرف منسوب کر دیا چنانچہ وہ ان تک پہنچ گئے انہوں نے فائر شب کو جھکا کر اس میں جو موجود افراد تھے سب کو غرق کر دیا لیکن امین تیر کر دوسری طرف چلا گیا بعض فوجیوں نے اسے گرفتار کر لیا انہوں نے طاہر کو اس سے آگاہ کیا اس نے اس کے تعاقب میں عجمی فوجی بھیجے وہ اس گھر تک پہنچ گئے جس میں امین تھا جس سے وہ کہہ رہا تھا میرے قریب ہو جا مجھے سخت وحشت محسوس ہو رہی ہے وہ اپنے کپڑوں میں لوٹ پوٹ ہو رہا تھا اس کا دل خوف کی وجہ سے پھٹا جا رہا تھا گویا وہ باہر نکلنے والا ہے ان کے داخل ہونے کے وقت اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

پھران میں سے ایک نے اس کے قریب ہوکراس کی سر کی مانگ پرتلوار سے حملہ کر دیا اس نے کہاتم پرافسوس میں ابن عم رسول، پسر ہارون اور مامون کا خواھرزادہ ہوں۔ میرے خون کے بارے میں اللہ سے ڈرو لیکن انہوں نے تمام باتوں سے صرف نظر کر کے اسے گدی کے بل لٹا کر ذبح کر دیا اس کا سر قلم کر کے طاہر کے سامنے رکھ دیا پھر صبح اس کے بقیہ جثہ کو گھوڑے کی جل میں لپیٹ کر لے گئے یہ اس سال کے چار ماہ صفر بروز اتوار کا واقعہ ہے۔

محمد بن امین کے حالات ...... محمد بن ھارون الرشید بن محمد المھدی بن منصور ابوعبداللہ یا ابوموسیٰ ہاشمی عباسی اس کی والدہ ام جعفر زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر منصور تھی۔ امین کی ولادت سن ۱۰۷ ہجری میں رصافہ میں ہوئی ابوبکر بن ابی الدنیا نے عیاش بن ہشام کے واسطے سے ان کے والد کا قول نقل کیا ہے کہ محمد امین ماہ شوال ۱۰۷ھ میں پیدا ہوا اور ۱۹۳ھ، ۲۳ جمادی الثانی بغداد کے شہر مدینۃ السلام میں اسے خلیفہ بنایا گیا۔ بعض کا قول ہے کہ ۲۵ محرم اتوار کے روز اسے خلیفہ بنایا گیا ۱۹۸ھ کو قریش الدندانی نے اسے قتل کر کے اس کا سر طاہر کے سامنے پیش کیا اس نے اسے نیزہ پر لٹکا کر یہ آیت پڑھی:

''کہہ دیجئے اے اللہ تو ہی مالک الملک ہے اس کا دور حکومت چار سال سات ماہ آٹھ یوم پر محیط تھا۔''

امین دراز قد، فربہ، سفید رنگ، چپٹی ناک، چھوٹی آنکھیں، بڑے جوڑوں، کشادہ کندھے والا تھا۔ بعد میں اس پر لہو ولعب، شراب نوشی، نماز کی عدم پابندی کا الزام لگایا۔

ابن جریر طبری نے امین کی سیرت میں کچھ عجیب وغریب باتیں ذکر کی ہیں کہ وہ حبشیوں اور خصیوں کو جمع کرتا تھا مال اور جواہرات دیتا تھا اس نے دیگر ممالک سے لہولعب کے آلات اور گلوکاروں کو بلوایا تھا، نیز اس نے ہاتھی شیر، عقاب، سانپ، گھوڑے کی شکل پر پانچ فائر شپ بنانے کا حکم دیا اس پر اس نے خوب مال خرچ کیا ابونواس نے اس کی تعریف میں وہ اشعار کہے ہیں جو امین کے کاموں کے لحاظ سے قبیح ترین مفہوم کے ہیں۔

(۱) ...... اللہ نے امین کے لئے ایسی سواریاں مسخر کیں جو کسی قلعہ والے کے لئے مسخر نہیں کیں۔

(۲) ...... جب اس کی سواریاں خشکی پر چلتی ہیں تو وہ پانی میں جنگل کے شیر کی طرح چلتا ہے۔

پھر اس نے ان فائر شپوں کی تعریف کی اور سیر وغیرہ کے لئے خوفناک عمارتیں بنوائیں اس پر بے تحاشہ مال خرچ کیا جس کی وجہ سے اس پر بہت سے اعتراضات کئے گئے۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ وہ قصر خلد کی اس نشست گاہ پر بیٹھا جس پر اس نے بہت سا مال خرچ کیا تھا اس کے لئے مختلف قسم کے قالین بچھوائے تھے۔ سونے چاندی کے برتن ترتیب سے رکھوائے اپنے ساتھیوں اور قہرمانہ کو سو حسین وجمیل باندیاں تیار کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ باری باری دس دس اس کے پاس گانے کے لئے بھیجی جائیں چنانچہ اول دس کی ٹولی نے آکر بیک آواز گانا گیا۔

''انہوں نے اس کی جگہ پر قبضہ کرنے کے لئے اسے قتل کیا جیسا کہ کسریٰ کے ساتھیوں نے اس سے دھوکہ کیا۔''

امین نے سن کر اسے پیالہ مارا، قہرمانہ کو شیر کے سامنے ڈالنے کا حکم دیا جس نے اسے کھالیا۔

پھر اس نے دس کی دوسری ٹولی بلائی تو انہوں نے گایا:

(۱) ...... مالک کے قتل پر نوش ہونے والا دن کے وقت ہماری عورتوں کے پاس آئے۔

(۲) ...... وہ انہیں برہنہ نوحہ کرتے ہوئے صبح کے روشن ہونے سے پہلے طمانچہ مارتا ہوا پائے گا۔

اس نے انہیں واپس کر کے تیسری ٹولی بلوائی۔ انہوں نے بیک آواز گایا۔

''میری عمر کی قسم کلیب تجھ سے زیادہ مددگاروں والا اور تجھ سے کم گناہ گار تھا جو خون میں لت پت پڑا ہے''۔

اس نے انہیں بھی واپس کر دیا وہ اسی وقت کھڑا ہو گیا اور ان چیزوں سمیت اس نشست کے جلانے کا حکم دیا مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ امین ادیب، فصیح شاعر تھا شاعروں کو پیسے دیتا تھا، ابونواس اس کا شاعر تھا اس نے امین کی بہت زیادہ مدح کی۔ امین نے اسے زنارقہ کے ساتھ رشید کی جیل

میں پایا تو اسے حاضر کر کے رہا کر دیا اسے بہت مال دیا اور اپنے ندیموں میں سے بنا لیا۔

پھر امین نے دوسری بار ابونواس کو شراب نوشی کے جرم میں ایک طویل عرصہ تک جیل میں رکھا حتیٰ کہ اس سے شراب نوشی اور امرد پرستی سے توبہ کرائی چنانچہ اس نے توبہ کر کے اس پر عمل بھی کیا۔

امین نے کیسائی سے تربیت حاصل کی قرآن بھی پڑھا خطیب نے ان سے ایک حدیث ذکر کی جو انہوں نے اس وقت سنائی جب مکہ میں ان کے لڑکے کی وفات پر لوگوں نے ان سے تعزیت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا احرام کی حالت میں مرنے والا قیامت میں کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھے گا۔ قبل از یں ہم نے مامون وامین کے درمیان اختلاف کا ذکر کر چکے ہیں حتیٰ کہ وہ اس کے عزل تک پہنچا پھر اس کی تنگی تک پہنچا پھر اس کے قتل تک پہنچا، اس کا شدید محاصرہ کیا حتیٰ کہ وہ ھرثمہ کی مدد کا محتاج ہوا پھر اسے فائر شپ میں ڈالا گیا پھر اسے دریا میں ڈال دیا گیا وہ تیر کر دوسری جانب آ گیا وہاں سے خوف، بھوک عریانی کی حالت میں ایک گھر میں داخل ہو گیا وہ شخص اسے صبر واستغفار کی تلقین کرتا رہا چنانچہ امین رات کا ایک حصہ اسی میں مشغول رہا۔

پھر طاہر بن حسین کی طرف سے تلاش کرنے والے اس کے پیچھے پہنچ گئے چنانچہ وہ اس پر داخل ہوئے دروازہ تنگ تھا وہ اس پر ٹوٹ پڑے اس کے ہاتھ میں ایک تکیہ تھا جس کے ذریعے اس نے اپنا دفاع کیا وہ اس تک نہیں پہنچ پا رہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے خفیہ تدبیر کی اور اس کے سر یا اس کے کولہے پر تلوار ماری پھر اس کو ذبح کر کے اس کا سر اور جثہ طاہر کے پاس لے آئے طاہر بہت خوش ہوا اس نے امین کا سر نیزہ پر لٹکا ہوا دیکھا پھر طاہر نے اپنے عم زاد محمد بن مصعب کو امین کا سر، چھڑی اور چادر حوالہ کر دی۔ اسے ذاالریاستین کا لقب دیا وہ اسے ڈھال پر ڈال کر مامون کے پاس لے گیا۔ مامون نے اسے دیکھ کر سجدہ میں گر گیا۔ ذاالریاستین کو ایک کروڑ درہم انعام دیا اس نے سر پیش کرتے وقت طاہر کے خلاف اتحاد کرتے ہوئے مامون سے کہا ہم نے امین کو قیدی بنا کر لانے کا حکم دیا مامون نے کہا جو ہو چکا سو ہو چکا طاہر نے مامون کے پاس خط لکھا جس میں ساری صورتحال اور اس کا انجام ذکر کیا۔

امین کے قتل کے بعد فتنہ ٹھنڈا پڑ گیا لوگوں نے امن اور سکون کا سانس لیا، طاہر جمعہ کے روز بغداد میں داخل ہوا اس نے لوگوں کو فصیح وبلیغ خطبہ دیا جس میں آیات قرآنی ذکر کیں یہ کہ (اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے) اس نے لوگوں کو سمع واطاعت کی دعوت دی۔

اس کے بعد وہ اپنی چھاؤنی میں چلا گیا اس نے زبیدہ کو قصر ابی جعفر سے قصر خلد میں منتقل ہونے کا حکم دیا، چنانچہ وہ اسی سال بارہ ربیع الاول جمعہ کے روز منتقل ہو گئی اس نے امین کے دونوں لڑکوں موسیٰ اور عبداللہ کو خراسان میں ان کے چچا مامون کے پاس بھیج دیا جو ایک درست رائے تھی۔

امین کے قتل کے صرف پانچ یوم بعد فوج کے ایک دستے نے طاہر پر حملہ کر کے اس سے اپنی تنخواہ کا مطالبہ کیا اس وقت طاہر کے پاس کچھ نہیں تھا انہوں نے اتحاد کر کے اس کا سامان لوٹ لیا، یہ سمجھ کر کے موسیٰ بن امین ناطق یہی ہے انہوں نے یا موسیٰ اور یا منصور کے نعرے لگائے، حالاں کہ وہ تو خراسان میں مامون کے پاس تھے طاہر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک طرف سمٹ گیا اس نے ان سے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ لیکن پھر انہوں نے معافی مانگ لی اس نے بعض سے بیس ہزار دینار قرض لے کر ان کی چار ماہ کی تنخواہ جاری کرنے کا حکم دیا جس سے وہ خوش ہو گئے۔ ابراہیم بن مہدی نے امین کے قتل پر افسوس کا اظہار کیا، چند اشعار میں اس کا مرثیہ کہا مامون نے اس پر اسے ملامت کی۔

ابن جریر نے اس پر لوگوں کے بہت سے مرثیہ ذکر کیے طاہر بن حسن کے اشعار ذکر کیے:

(۱) ......تو زبردستی خلیفہ بن گیا تو نے بڑے بڑے بدمعاشوں کو قتل کیا۔

(۲) تو نے خلافت کو مامون کی طرف پھیر دیا جو جلدی جلدی سبقت کر رہی ہے۔

عبداللہ مامون بن رشید ہارون کی خلافت ...... ۱۹۸ھ چار صفر یا محرم کو امین کے قتل کے بعد مامون کے لئے بیعت عام لی گئی اس نے حسن بن سہل کو عراق، فارس اھواز، کوفہ، بصرہ، حجاز، یمن کا والی بنایا ابن حسین کو رقہ جا کر نصر بن شبث سے جنگ کا حکم دیا اسے جزیرہ شام، موصل مغرب کا والی بنایا۔ ھرثمہ بن اعین کو خراسان کا نائب بنایا۔

اس سال عباس بن عیسیٰ ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اسی زمانہ میں حدیث، فقہ، اسماء الرجال کے تین امام سفیان بن عیینہ، عبدالرحمٰن بن مہدی یحییٰ اور قطان نے وفات پائی۔

واقعات ۱۹۹ھ

اسی سال حسن بن سھل مامون کی طرف سے بغداد کا نائب بن کر آیا نائبین کو ان کی بقیہ عملداریوں کی طرف بھیجا گیا۔ طاہر جزیرہ شام، مصر اور بلاد مغرب کا نائب بن کر گیا ھرثمہ خراسان کا نائب بن گیا گذشتہ سال کے ذی الحجہ کے آخر میں حسن ھرش نے لوگوں کو آل محمد کی رضا کی طرف دعوت دے کر مال اور جانور جمع کئے شہروں میں فساد برپا کیا مامون نے اس کی طرف لشکر بھیجا جس نے اس سال محرم میں اس سے قتال کیا۔

اسی سال محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کا دس جمادی الثانی جمعرات کے روز کوفہ میں ظہور ہوا اس نے لوگوں کو آل محمد کی رضا اور کتاب وسنت پر عمل کی دعوت دی، اسے طباطبا کہا جاتا تھا۔ ابوالسرایا السری بن منصور بن شیبانی اس کا منتظم تھا کوفہ اور اس کے اطراف کے بہت سے لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

کوفہ کا نائب حسن بن سھل کی طرف سے سلیمان بن ابی جعفر منصور تھا حسن بن سھل نے اسے ملامت کرتے ہوئے زاہر کی ماتحتی میں اس کی طرف دس ہزار جانبازوں کا لشکر بھیجا انہوں نے کوفہ کے باہر اس سے قتال کر کے زاہر کو شکست دیدی، اس کا سامان لوٹ لیا دوسرے روز ابن طباطبا کا اچانک انتقال ہو گیا بعض کا قول ہے کہ ابوالسرایا نے اسے زہر دیا تھا۔

انہوں نے اس کی جگہ ایک بے ریش لڑکے محمد بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو کھڑا کیا زاہر اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کے ساتھ قصر ابن ھبیرہ کی طرف چلا گیا۔ حسن بن سھل نے عبدوس بن محمد کے ہمراہ چار ہزار جانبازوں کو زاہر کی مدد کے لئے بھیجا۔ ابوالسرایا اور ان کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ بالآخر ابوالسرایا غالب آ گیا۔ عبدوس کے سارے ساتھی ہلاک ہو گئے، طالبین ان شہروں میں پھیل گئے۔ ابوالسرایا نے کوفہ میں دراہم و دنانیر بنائے جن کا نقش (ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا) تھا۔

اس کے بعد ابوالسرایا نے اپنے لشکر بصرہ، واسط اور مدائن کی طرف بھیجے وہ ان شہروں کے نائبین کو شکست دے کر زبردستی ان میں داخل ہو گئے وہاں پر ان کا اثر رسوخ بڑھ گیا جس سے حسن بن سھل بہت پریشان ہوا اس نے ابوالسرایا سے جنگ کے لئے ھرثمہ کو خط کے ذریعے دعوت دی اولاً اس نے انکار کیا لیکن پھر تیار ہو کر آ گیا اس نے ابوالسرایا کو متعدد بار شکست دی حتیٰ کہ اس کو کوفہ کی طرف دھکیل دیا۔

کوفہ میں طالبین کی ایک جماعت نے بنو عباس کے گھروں پر حملہ کر کے انہیں لوٹ لیا ان کی جاگیروں کو نقصان پہنچایا۔ افعال قبیحہ کا ارتکاب کیا ابوالسرایا نے مدائن پیغام بھیجا تو انہوں نے اس کی دعوت قبول کر لی حسین بن حسن افطس کو موسم حج میں مکہ میں قیام کرنے کے لئے مکہ روانہ کیا وہ کھلے بندوں مکہ میں داخل ہونے سے ڈر گیا جب مکہ کے نائب داؤد بن عیسیٰ کو پتہ چلا تو وہ عراق بھاگ گیا لوگ بلا امام رہ گئے انہوں نے مؤذن احمد بن محمد سے نماز پڑھانے کا کہا تو اس نے انکار کیا، پھر انہوں نے مکہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمٰن المخزومی سے کہا تو اس نے بھی ان کار کر دیا اور کہا کہ نائبین کے بھاگ جانے کے بعد میں کس کے لئے دعا کروں پھر لوگوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو آگے کیا جس نے انہیں ظہر وعصر کی نماز پڑھائی، حسین افطس کو اس صورتحال کا علم ہوا تو وہ دس افراد کے ہمراہ قبل الغروب مکہ میں داخل ہوا۔ اس نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر وقوف عرفہ کر کے فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھائی پھر بقیہ مناسک حج ادا کئے لوگ بلا امام کے عرفہ سے واپس ہوئے۔

اسحاق بن سلیمان، ابن نمیر ابن سابور، عمرو عنبری یونس بن بکیر نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۰۰ھ

اس سال کے پہلے روز حسن افطس مقام ابراہیم کے پیچھے مثلث چٹائی پر بیٹھا اس نے عباسیہ دور کے غلاموں کو خانہ کعبہ سے اتارنے کا حکم دیا اور کہا کہ ہم ان کے غلاموں سے بیت اللہ کو پاک کریں گے اور بیت اللہ پر دو چادریں چڑھائی جن پر ابوالسرایا کا نام لکھا ہوا تھا پھر اس نے اس کے خزانوں کو جمع کرنا شروع کیا بنی عباس کی امانتوں کو تلاش کیا حتیٰ کہ مال والوں سے مال لیا گیا لوگ اس سے خوف زدہ ہو کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے

اس نے بیت اللہ کے ستونوں کا سونا پگھلانا شروع کیا جو شدید مشقت کے بعد تھوڑا سا تیار ہوا اس ظالم نے مسجد الحرام کی کھڑکیوں کو توڑ کر سستے داموں فروخت کر دیا اس نے بہت بری روش اختیار کی۔ جب اسے ابوالسرایا کی موت کا پتہ چلا تو اس نے اسے چھپائے رکھا طالبین کے ایک بوڑھے شخص کو امیر بنا دیا مسلسل بری روش پر چلتا رہا۔

پھر ۱۶ محرم کو فطس مکہ سے بھاگ گیا کیوں کہ اسے ھرثمہ کے ابوالسرایا کو شکست دے کر اس کے لشکر اور طالبین سمیت کوفہ سے نکالنے کا پتہ چل گیا تھا پھر ہرثمہ اور منصور مہدی نے کوفہ میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو امن دیا ابوالسرایا اپنی فوج کے ہمراہ قادسیہ چلا گیا پھر قادسیہ سے بھی وہ چل پڑا، راستے میں مامون کے لشکر نے اس سے مقابلہ کر کے اسے شکست دیدی۔ ابوالسرایا ہر طرح زخمی ہو گیا تھا اس کے لشکر نے بھاگ کر راس العین میں ابوالسرایا کے گھر پہنچنے کا ارادہ کیا لیکن راستہ میں مامون کے لشکر سے مڈ بھیڑ ہو گئی انہوں نے ابوالسرایا کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے نہروان میں حسن بن سھل کے پاس پہنچا دیا اس نے ابوالسرایا کی گردن اڑانے کا حکم دیا جس سے وہ بہت خوف زدہ ہوا اس کے سر کو شہر کا گشت کرایا گیا اس کے دو ٹکڑے کر کے بغداد کے دونوں پلوں پر لٹکانے کا حکم دیا اس کے خروج اور قتل کے درمیان دس ماہ کا فاصلہ تھا حسن بن سھل نے ابو السرایا کا سر مامون کے پاس بھیج دیا اس پر ایک شاعر نے دو شعر کہے:

(۱)......اے امیر المومنین! حسن بن سھل نے آپ کی تلوار سے ابوالسرایا کو قتل کر دیا۔

(۲)......اس نے ابوالسرایا کے سر کو مرو کا گشت کروایا اور لوگوں کو لئے عبرت بنا کر باقی رکھا۔

طالبین میں سے زید بن موسیٰ بن جعفر بن محمد نے علی بن حسین بن علی کے ہاتھ میں بصرہ شہر تھا اسے زید النار بھی کہا جاتا تھا کیونکہ اس نے مسودہ کے بہت سے گھروں کو جلایا تھا علی بن سعید نے اسے گرفتار کر کے امان دیدی پھر اسے اس کے جرنیلوں کے ساتھ طالبین نے قتال کے لئے مکہ بھیج دیا۔

اسی زمانہ میں یمن میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی کا ظہور ہوا اسے قصاب بھی کہا جاتا تھا کیوں کہ اس نے بہت سے یمنیوں کو قتل کیا تھا ان کے اموال پر قبضہ کیا تھا قبل ازیں مکہ میں اس کے ظہور اور اس کے کارناموں کا ذکر ہو چکا، جب ابراہیم کو ابوالسرایا کے قتل کی خبر ملی تو وہ یمن بھاگ گیا جب یمن کے نائب کو اس کا پتہ چلا تو وہ یمن سے خراسان بھاگ گیا ابراہیم نے بلاد یمن پر قبضہ کر لیا اس کے ساتھ متعدد معرکے ہوئے۔ محمد بن جعفر علوی نے اپنے قول سے رجوع کر لیا کیوں کہ اس نے مکہ میں خلافت کا دعوی کیا تھا اور کہتا تھا کہ میرا خیال تھا کہ مامون دنیا سے رخصت ہو چکا لیکن اب مجھے اس کی زندگی کا یقین ہو گیا میں توبہ کر کے اپنے دعوے سے رجوع کرتا ہوں میں امام کی اطاعت قبول کرتا ہوں میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

جب ہرثمہ نے ابوالسرایا اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی تو بعض لوگوں نے مامون سے چغلی کرتے ہوئے کہا ہرثمہ نے ابوالسرایا سے مراسلت کر کے اس کو ظاہر ہونے کا حکم دیا ہے، مامون نے اسے مرو بلایا اس کو اپنے سامنے کھڑا کر کے سزا دی اس کا پیٹ روندا گیا پھر اسے جیل بھیج دیا گیا پھر چند روز بعد اسے قتل کر دیا گیا اس کے قتل کی خبر کلیتہً چھپائے رکھی۔ جب اہل بغداد کو اس کے قتل کا پتہ چلا تو عام لوگوں نے اور جنگجوؤں نے عراق کے نائب حسن بن سھل کی توہین کی اس سے اور اس کے عمال سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ انہوں نے اسحاق بن موسیٰ مہدی کو نائب چن لیا دونوں جانبوں کے لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا ان کے اور حسن بن سھل کے درمیان شعبان کے تین دنوں میں لڑائی رہی پھر اس شرط پر جنگ بند ہوئی کہ حسن بن سھل رمضان میں خرچ کرنے کے لئے انہیں کچھ دے گا وہ کھیتی پکنے کی امید پر ذیقعدہ تک ان سے ٹال مٹول کرتا رہا، ذیقعدہ میں ہی ابوالسرایا کے بھائی زید بن موسیٰ کا انبار کی جانب ظہور ہوا، حسن بن سھل کی طرف سے بغداد کے نائب علی بن ہشام نے اس کے مقابلہ میں فوج بھیجی وہ اسے گرفتار کر کے علی بن ہشام کے پاس لے آئے یوں اللہ نے اس فتنہ کو ٹھنڈا کیا۔ اسی سال مامون نے عباسیوں کو تلاش کرایا تو ان کی تعداد ۳۳ ہزار تھی۔

اسی زمانہ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ الیون کو قتل کر کے میخائل کو نائب بنا لیا۔

اسی برس مامون نے یحییٰ بن عامر بن اسماعیل کو (یا امیر الکافرین) کہنے کی وجہ سے قتل کر دیا۔

اسی سال ہارون کے لڑکے محمد بن معتصم نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص میں اس سال اسباط بن محمد ابوضمرہ انس بن عیاض، مسلم بن قتیبہ، عمر بن عبدالواحد، ابن ابی فدیک مبشر بن اسماعیل، محمد بن جبیر اور معاذ بن ہشام نے وفات پائی۔

واقعات ۲۰۱ھ

اسی سال اہل بغداد نے منصور بن مہدی کو خلافت پر اکسایا اس نے جواب دے دیا پھر انہوں نے نیابت پر اسے اکسایا تو اس نے قبول کر لیا انہوں نے سھل کے نائب علی بن ہشام کو متعدد لڑائیوں کے بعد اپنے درمیان سے نکال دیا۔

اسی زمانہ میں بغداد میں فساق، عیار اور آوارہ لوگوں نے فساد مچایا لوگوں کے اموال لوٹ لئے خواتین اور مردوں پر بھی ہاتھ ڈالا، دیہاتوں میں مویشیوں پر قبضہ کر لیا، قطربل کے تمام لوگوں کو لوٹ لیا۔ خالد الدریوش سھل بن سلامہ ابو حاتم انصاری نے لوگوں کو ساتھ لے کر ان کا خاتمہ کیا جس کی وجہ سے حالات معمول پر آ گئے۔

سال رواں کے شوال میں حسن بن سھل نے بغداد آ کر فوج کی اصلاح کی منصور بن مہدی اور اس کے ساتھی اس سے جدا ہو گئے۔ اسی سال مامون نے علی رضی بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب کے لئے بیعت لی اور اسے اپنے بعد ولی عہد بنایا اس کا نام رضی عن آل محمد رکھا، سیاہ لباس ختم کر کے سبز لباس کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے اور اس کے لشکر نے سبز لباس زیب تن کر لیا تمام صوبوں اور شہروں میں اس کی اطلاع کر دی گئی، ۲۰۱ھ دو رمضان منگل کے روز یہ عمل میں آیا۔ کیوں کہ مامون نے اہل بیعت میں سب سے بہتر علی رضی کو پایا نیز بنی عباس میں علم و عمل میں اس کی مثل کوئی نہ تھی اس وجہ سے مامون نے اپنے بعد ولی عہد بنا دیا۔

اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنا...... مامون کے بعد علی رضا کے ولی عہد بنانے کی خبر جب بغداد آئی تو اس کی سب عوام میں اختلاف ہو گیا، بعض نے اتفاق اور بعض نے اختلاف کیا۔ جمہور بنو عباس نے اختلاف کیا یہ معاملہ مہدی کے دو لڑکوں ابراہیم اور منصور نے کھڑا کیا۔ چنانچہ ۲۶ ذی الحجہ منگل کے روز عباسیوں نے ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کر لی انہوں نے اس کا لقب مبارک رکھا وہ سیاہ فام تھا اس کے بعد اس کے بھتیجے الحاق بن موسیٰ بن مہدی کو خلیفہ بنایا انہوں نے مامون کی بیعت ختم کر دی۔

پھر انہوں نے ۲۹ ذی الحجہ جمعہ کے روز پہلے مامون اور پھر ابراہیم کے لئے دعا کرنے کا ارادہ کیا لیکن عوام صرف ابراہیم کے لئے دعا پر راضی تھی اس پر ان کا اختلاف ہو گیا حتیٰ کہ جمعہ کی نماز کے بجائے لوگوں نے تنہا تنہا چار رکعتیں پڑھیں۔

اسی زمانہ میں طبرستان کے نائب نے پہاڑی علاقوں بلاد ارز ادر شیراز پر قبضہ کر لیا۔ ابن حزم نے ذکر کیا کہ سلم الخاسر نے اس کے متعلق اشعار کہے لیکن ابن الجوزی نے ذکر کیا کہ اس سے چند سال پہلے ہی سلم الخاسر کی وفات ہو چکی تھی۔

اسی زمانہ میں خراسان ری، اصبھان، بلاد ارز اور شیراز میں قحط پڑا جس کی وجہ سے غلہ بہت مہنگا ہو گیا۔

اسی سال بابک خرمی کا ظہور ہوا جہال اور احمقوں کی ایک جماعت نے اس کی اطاعت قبول کر لی وہ تناسخ کا قائل تھا۔ اس کے بقیہ احوال عنقریب آ رہے ہیں۔

اسی سال الحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات...... ابو اسامہ حماد بن اسامہ، حماد بن مسعرہ حرسی بن عمارۃ علی بن عاصم اور ابو السرایا کے ساتھی محمد بن محمد نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۰۲ھ

اسی سال کے پہلے روز ہی بغداد میں ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی گئی پانچ محرم جمعہ کے روز ابراہیم بن مہدی منبر پر چڑھا تو لوگوں نے اس کی بیعت کی، مبارک اس کا لقب رکھا کوفہ اور ارض سواد پر اس کا غلبہ تھا فوج نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا تو اس نے ٹال مٹول کی پھر ہر ایک کو دو سو درہم

دیئے انہیں مضافات لوٹنے کی اجازت دیدی چنانچہ انہوں نے خوب لوٹ مار کی حتیٰ کہ فلاح اور بادشاہ کے آمدنی بھی لوٹ لی۔ ابراہیم نے مشرقی کوفہ کا عباس بن موسیٰ ہاری کو اور مغربی کوفہ کا اسحاق بن موسیٰ ہوری کو نائب بنایا۔

اسی سال خارجی مہدی بن علوان کا ظہور ہوا ابراہیم نے ابواسحاق کی ماتحتی میں امراء کی ایک جماعت بھیج کر اس کا خاتمہ کر دیا۔

اسی زمانہ میں ابوالسرایا کے بھائی کا کوفہ میں ظہور ہوا ابراہیم نے اس کے مقابلہ میں فوج روانہ کی انہوں نے اسے قتل کر کے اس کا سر ابراہیم کے سامنے لا کر رکھ دیا۔

اسی سال ۱۴ ربیع الثانی کو آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی جو کچھ دیر بعد وہ ختم ہوگئی لیکن صبح تک آسمان پر دو سرخ ستون رہے کوفہ میں اصحاب ابراہیم میں لڑائی جاری رہی ان کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔ اصحاب ابراہیم سیاہ لباس اور اصحاب مامون سرخ لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ اس سال کے رجب کے ختم تک ان کے درمیان لڑائی جاری رہی۔

اسی زمانہ میں ابراہیم سھل بن سلامہ مطوع کے قید کرنے میں کامیاب ہوگیا لوگوں کی ایک جماعت اس کی پیروکار تھی وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے داعی تھے لیکن حد سے تجاوز کر کے بادشاہ پر انہوں نے اعتراضات کئے کتاب وسنت کے قیام کی انہوں نے دعوت دی اس کا دروازہ بادشاہ کے گھروں کی طرح بن گیا اس پر ہتھیار، محافظ اور شاہانہ نخوت تھی ایک فوجی دستے نے اس کا مقابلہ کر کے اس کی قوت پاش پاش کر دی وہ خود ہتھیار پھینک کر خواتین اور تماشیوں کے درمیان چلا گیا پھر وہ ایک گھر میں روپوش ہوگیا اسے گرفتار کر کے ابراہیم کے پاس لایا گیا اس نے ایک سال تک اسے گرفتار کر کے رکھا۔

سال رواں ہی میں مامون خراسان سے عراق کا ارادہ کر کے آیا کیوں کہ علی بن موسیٰ رضی نے مامون کو عراق میں لوگوں میں فتنے پھوٹنے اور اختلاف واقع ہونے کی خبر دی اور ہاشمیوں نے لوگوں سے کہا ہے کہ مامون مسحور و مجنون ہے اور علی بن عیسیٰ کی بیعت لینے کی وجہ سے وہ تجھ پر اعتراضات کرتے ہیں اور حسن بن سھل اور ابراہیم کے درمیان لڑائی جاری ہے۔ مامون نے امراء کی ایک جماعت بلا کر اس سے ان معاملہ میں مشورہ کیا انہوں نے مامون سے امان طلب کرنے کے بعد کہا فضل بن سہل نے تیرے سامنے ہرثمہ کے قتل کو خوبصورت کر کے پیش کیا اس نے اس کے قتل کرانے میں جلدی کی حالاں کہ ہرثمہ تیرا خیر خواہ تھا طاہر بن حسین نے تیری خلافت کی راہ ہموار کی حتیٰ کہ اس نے خلافت کے زمام تیرے سپرد کی۔ تو نے اسے بیکار کر کے رقہ میں بٹھا دیا، زمین اپنے اطراف سمیت شرور وفتن سے پھٹ گئی جب مامون پر یہ بات متحقق ہوگئی تو اس نے بغداد کوچ کرنے کا حکم دیا فضل بن سھل ان کی خیر خواہی سمجھ گیا اس نے بعض کو مارا بعض کی ڈاڑھیاں نوچیں مامون جب سرخس میں تھا کچھ لوگوں نے مامون کو وزیر فضل بن سھل پر حمام میں حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس وقت دو شوال جمعہ کا دن تھا۔ اس کی عمر ساٹھ سال تھی۔ جب مامون کو اس کے قتل کا علم ہوا تو اس نے اس کے تعاقب میں آدمی بھیجے وہ اس کے قاتلوں کو پکڑ کر لے آئے جو چار غلام تھے۔ اس نے اس کے بھائی حسن بن سھل کو تعزیت کا خط لکھا اسے اس کی جگہ وزیر بنا دیا گیا۔ مامون عید کے روز سرخس عراق چلا گیا ابراہیم مدائن میں تھا اس کے مقابلہ میں مامون کی فوج برسرپیکار تھی۔

اسی سال مامون نے بوران بنت الحسن بن سھل سے شادی کی علی بن موسیٰ رضی کی اپنی لڑکی ام حبیب سے شادی کی۔

اسی سال رضی کے بھائی ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس نے مامون کے بعد اپنے بھائی کے لئے دعا کی پھر حج کے بعد وہ یمن چلا گیا جس پر حمدویہ بن علی بن موسیٰ بن ماھان کا غلبہ تھا۔ ایوب بن سوید ضمرۃ، عمرو بن حبیب اور فضل بن سھل وزیر ابویحییٰ حمانی نے وفات پائی۔

واقعات ۲۰۳ھ

اسی سال مامون عراق جاتے ہوئے طوس سے گزرا تو وہاں پر اس نے اپنے والد کی قبر کے پاس چند روز قیام کیا ماہ صفر کے آخر میں علی بن موسیٰ رضی کی انگور کھانے کی وجہ سے اچانک وفات ہوگئی مامون نے اس کی نماز جنازہ پڑھا کر اپنے والد کی قبر کے پاس اسے دفن کر دیا۔ مامون اس کی وفات پر خوف زدہ ہوا اس نے حسن بن سھل کو تعزیتی خط لکھ کر اپنے غم سے آگاہ کیا، بنی عباس کو خط لکھا کہ تم اس کی وجہ سے ناراض تھے اب تو سمع واطاعت

قبول کرلو انہوں نے بڑا سخت جواب دیا اسی سال حسن بن سھل پر باغیوں نے غلبہ پا کر اسے ایک کمرہ میں بند کر دیا امراء نے مامون کو اس کی اطلاع دی مامون نے لکھا کہ میں اس خط کے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں پھر ابراہیم اور اہل بغداد کے درمیان لڑائیاں ہوئیں بغداد میں فتنے، عیار اور فساق ظاہر ہوئے حالات سنگین ہو گئے جمعہ کے روز ظہر کی نماز ہوئی مؤذنین نے خطبہ کے بغیر امامت کی، چار رکعتیں پڑھیں، معاملہ سخت ہو گیا ابراہیم اور مامون کی وجہ سے لوگوں میں اختلاف ہو گیا پھر مامونیوں پر غالب آ گئے۔

اہل بغداد کا ابراہیم بن مہدی کی بیعت توڑنا ...... آئندہ جمعہ پر لوگوں نے ابراہیم کی بیعت ختم کر کے مامون کی بیعت کر لی مامون کی طرف سے حمید بن عبدالحمید نے ایک لشکر کے ساتھ بغداد کا محاصرہ کیا فوج کو عطیات کی لالچ دی تو انہوں نے مامون کی سمع واطاعت پر اس کی فرمانبرداری کی۔

ابراہیم بن مہدی کی طرف سے عیسیٰ بن محمد نے ایک جماعت کے ساتھ لڑائی کی پھر اس نے تدبیر کی حتیٰ کہ وہ مامونیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ بالآخر ابراہیم روپوش ہو گیا اس کے ظہور کا کل زمانہ گیارہ سال گیارہ ماہ بارہ یوم تھا۔ مامون اس وقت ہمدان چلا گیا۔ اسی سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

علی بن موسیٰ کے حالات ...... یہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب القرشی الھاشمی العلوی لقب رضی ہے مامون نے اسے خلافت سے دستبردار کرنا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا پھر مامون نے اسے اپنے بعد ولی عہد بنا دیا۔

اسی سال صفر میں وفات پائی۔ حدیث اپنے والد وغیرہ سے روایت کی ان سے ایک جماعت مامون ابوسلیط ابوعثمان نے روایت کی اور کہتے تھے کہ میں نے انہیں کہتے سنا اللہ اپنے بندوں کو افعال مالا یطاق کے مکلف بنانے سے زیادہ عادل ہے اور بندے اپنے ارادوں کو کرنے کی بہ نسبت زیادہ عاجز ہیں۔

ان کے چند اشعار یہ ہیں:

(۱) ...... ہم میں سے ہر ایک درازئی وقت کا امیدوار ہے موت امیدوں کی آفات ہے۔

(۲) ...... چھوٹی چھوٹی امیدوں سے دھوکہ مت کھا، میانہ روبہ اختیار کر، بہانے چھوڑ دے۔

(۳) ...... دنیا زوال پذیر سایہ کی مانند ہے سوار اس میں اتر کر پھر کوچ کر جاتا ہے۔

واقعات ۲۰۴ھ

اسی سال مامون نے عراق جاتے ہوئے جرجان میں ایک ماہ قیام کیا پھر وہاں سے اپنی منزل پر آیا، دو روز ٹھہرتا ہوا نہروان آیا آٹھ روز وہاں مقیم رہا۔ اس نے طاہر کو خط کے ذریعے ملاقات کی دعوت دی چنانچہ اس سے ملاقات کی اس کے اہل بیعت سرداروں نے اس کا استقبال کیا۔ ۱۴ صفر ہفتہ کے روز صبح مامون بڑی شان وشوکت سے بغداد میں داخل ہوا مامون سمیت سب کا لباس سبز تھا، اہل بغداد نے بھی سبز لباس زیب تن کیا۔ مامون اولاً رصافہ پھر دجلہ پر قصر علی میں فروکش ہوا، امراء اور بڑے لوگ اس کے گھر آنے جانے لگے تمام بغدادیوں نے سبز لباس زیب تن کر لیا، سیاہ لباس جلا دیا مسلسل آٹھ روز یہی کیفیت رہی۔

پھر اس نے طاہر بن حسین کی ضروریات دریافت کی اس نے سب سے پہلے سیاہ لباس پہننے کی اجازت مانگی کیوں کہ اس نے کہا یہ ہمارے آباء کا حکومتی لباس ہے اور انبیاء کا ورثہ ہے۔ ۲۸ صفر آخری جمعہ کو مامون نے سبز لباس میں لوگوں کے لئے نشست کی۔ پھر اس نے سیاہ لباس منگوا کر

طاہر کو پہنا دیا اس کے بعد ایک جماعت نے سیاہ لباس زیب تن کر لیا پھر باقی لوگوں نے بھی سیاہ لباس پہن لیا، وہ دوبارہ اس کی طرف لوٹ آئے اس نے اس کے ذریعہ ان کی اطاعت اور موافقت کا اندازہ لگالیا بعض کا قول ہے کہ بغداد آنے کے بعد مامون نے ۲۷ روز تک سبز لباس استعمال کیا۔ واللہ اعلم۔

مامون کا چچا چھ سال کچھ ماہ روپوش ہونے کے بعد جب مامون کے سامنے آیا تو مامون نے اسے کہا تو ہی سیاہ خلیفہ ہے، ابراہیم نے عذر خواہی کی کہا مجھ پر ہی آپ نے احسان کیا، اس وقت مامون نے اشعار پڑھے:

(۱)...... بہادر انسان کے لئے سیاہ لباس عیب کا باعث نہیں اور نہ عاقل ادیب نوجوان کے لئے۔

(۲)...... اگر سیاہی کو تجھ سے کچھ حصہ حاصل ہے تو مجھے تجھ سے سفیدی کا حاصل ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ نصر اللہ بن قلاقس اسکندری نے اس کے ہم معنیٰ اشعار کہے:

(۱)...... بہت سے سیاہ لباس والے بالفعل سفید ہیں۔ کافروں نے کستوری پر حسد کیا۔

(۲)...... آنکھ کے دانے کی مثل کہ جسے لوگ سیاہ خیال کرتے ہیں حالاں کہ وہ نور ہے۔

مامون نے ابراہیم کے قتل کی بابت ساتھیوں سے مشورہ کیا احمد بن خالد وزیر احوال نے کہا اگر آپ اسے قتل کر دیں گے تو اس کی مثل تو آپ کے لئے بہت ہیں اگر معاف کر دیا تو آپ کی مثل کوئی نہیں۔

اس کے بعد مامون نے دجلہ کے کنارے اپنے محل کے پاس محلات بنانا شروع کر دیئے۔ شرور وفتن کا خاتمہ ہو گیا اس نے مضافات والوں کو ۵۰ پر مقاسمت کا حکم دیا حالاں کہ اس سے قبل وہ نصف پر مقاسمت کرتے تھے اس نے اھوازی دس پیالوں کے برابر گوشت کا قفیز بنایا، شہروں سے بہت سی اشیاء کم کر دیں، لوگوں سے نرمی کا معاملہ کیا، اپنے بھائی عیسیٰ بن رشید کو کوفہ صالح کو بصرہ کا حاکم بنایا، عبید اللہ بن حسین کو حرمین کا نائب بنایا۔ یحییٰ بن معاذ بابک خرمی سے مقابلہ کیا لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

خواص کی وفات

ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی کے حالات...... ہم نے الگ تفصیل سے ان کے حالات اپنی کتاب طبقات شافعین میں بیان کئے یہاں پر ہم اس کا خلاصہ بیان کریں گے۔

یہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف بن قصی القرشی المطلبی، سائب بن عبید بدر کے روز اسلام لائے ان کے لڑکے شافع بن سائب کم سن صحابہ میں سے تھے ان کی والدہ کا نام ازدیہ تھا اس نے آپ کے حمل کے وقت خواب دیکھا کہ مشتری ستارہ اس کی فرج سے نکل کر مصر میں ٹوٹ گیا پھر تمام شہروں میں اس کے حصے گرے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ غزہ یا عسقلان ۱۵۰ھ میں یمن میں پیدا ہوئے بچپن ہی میں والد کا انتقال ہو گیا ان کی والدہ نسب محفوظ کرنے کے غرض سے دو سال کی عمر میں انہیں مکہ لے گئیں وہیں پھلے پھولے، سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا، دس سال کی عمر میں موطا یاد کر لی، پندرہ سال کی عمر میں فتویٰ دیا۔ بعض کا قول ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر میں ان کے شیخ مسلم بن خالد زنجی نے انہیں اجازت دیدی، پھر لغت اور شعر میں مشغول ہو گئے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ھزیل میں دس یا بیس سال رہے وہاں پر لغات عرب اور فصاحت سیکھی۔ مشائخ اور ائمہ کی ایک جماعت سے بیشمار احادیث کا سماع کیا۔ امام مالک کو موطا سنائی، امام مالک کو آپ کی قرآۃ بہت اچھی لگی۔ مسلم بن خالد زنجی کے بعد ان سے حجازیوں کا علم سیکھا ان سے بہت سے لوگوں سے روایت کی جن کے اسماء حروف ابجد کی ترتیب پر ہم نے دوبارہ ذکر کئے۔ امام شافعی نے قرآن میں اسماعیل بن قسطنطین عن شبل ابن کثیر عن مجاہد عن ابن عباس عن ابی بن کعب عن رسول اللہ ﷺ عن جبریل عن اللہ عزوجل پڑھا اور فقہ عن مسلم بن خالد عن ابن جریج عن عطاء عن بن عباس و ابن الزبیر عن جملۃ من الصحابۃ عن رسول اللہ پڑھا۔ فقہ امام مالک سے بھی پڑھا ان سے ایک جماعت نے علم حاصل کیا اس سے اب تک کے

لوگوں نے علم حاصل کیا۔

ابن ابی حاتم نے عن ابی بشر الدولاجی عن محمد بن ادریس وراق الحمیدی عن الشافعی روایت کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو نجران میں حکم کا والی بنادیا پھر بعض لوگوں نے رشید سے چغلی کی کہ یہ خلافت حاصل کرنا چاہتے تھے اس نے گدھے پرسوار ہوکر آپ کو بغداد بھیج دیا۔۱۸۴ھ میں آپ نے بغداد میں رشید سے ملاقات کی رشید کے سامنے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن حسن کا مناظرہ ہوا۔محمد بن حسن نے آپ کی تعریف کی رشید سمجھ گیا کہ اپنی خلافت کے خواہشمند نہیں۔محمد بن حسن نے آپ کو اپنے گھر میں اتارا قاضی ابو یوسف کا ایک سال قبل انتقال ہو چکا تھا محمد بن حسن نے آپ کا خوب اکرام کیا امام شافعی نے ایک اونٹ کے بوجھ کے مثل آپ سے لکھا رشید نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دو ہزار یا پانچ ہزار دینار دیئے،امام شافعی مکہ چلے گئے کل رقم اپنے اہل اقربا پر تقسیم کردی۔

اس کے بعد ۱۹۵ھ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عراق آ گئے تو آپ کے ساتھ سرکردہ علماء (احمد بن حنبل وغیرہ) کی ایک جماعت تھی پھر مکہ چلے گئے پھر ۱۹۸ھ میں بغداد آ گئے پھر وہاں سے مصر چلے گئے پھر وہیں ۲۰۴ھ میں وفات پائی وہیں پر کتاب الام تصنیف کی۔

متعدد کبار ائمہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱)......عبدالرحمٰن بن مہدی انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اصول پر ایک کتاب لکھنے کی درخواست کی آپ نے اصول فقہ پر ایک رسالہ لکھا۔عبدالرحمٰن ہر نماز میں آپ کے لئے دعا کرتے۔

(۲۔۳)......مالک بن انس،قتیبہ بن سعیدان کا قول ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ہیں۔

(۴)......سفیان بن عیینہ۔

(۵)......یحییٰ بن سعید قطان یہ بھی ہمیشہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے نمازوں میں دعا کرتے تھے۔

(۶)......ابوعبیدان کا قول ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا کوئی فصیح عقلمند متقی نہیں دیکھا۔

ان کے علاوہ بھی بیشمار علماء نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی۔

احمد بن حنبل چالیس سال تک نماز میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعا کرتے رہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس حدیث کے بارے میں کہا کہ اللہ ہر صدی کے ختم پر ایک مجدد پیدا کرتا ہے فرماتے تھے پہلی صدی کے ختم پر عمر بن عبدالعزیز مجدد بن کر آئے دوسری صدی کے ختم پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مجدد بن کر آئے۔

اسی طرح یہ حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا قریش کو گالی مت دو اس لئے کہ اس کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا اے اللہ جب تو ان کے اول کو عذاب وبال کا مزہ چکھائے تو ان کے آخر کو بخشش کا بھی مزا چکھانا۔ابونعیم عبدالملک بن محمد اسوائی کا قول ہے کہ یہ حدیث محمد بن ادریس شافعی پر منطبق ہوتی ہے۔

یحییٰ بن معین نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا آپ راست باز ہیں آپ پر کوئی اعتراض نہیں،ایک بار فرمایا اگر جھوٹ مطلقاً جائز ہوتا تو آپ کی جوان مردی آپ کو جھوٹ سے روکتی۔ابن ابی حاکم کا قول ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ البدن صدوق اللسان ہیں بعض نے ابوزرعہ کا قول نقل کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی غلط حدیث نہیں تھی۔

محمد بن اسحاق بن خذیمہ سے سوال کیا گیا کہ کیا کوئی سنت ایسی بھی ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تک نہ پہنچی ہو انہوں نے جواب دیا نہیں،کیوں کہ ہر حدیث ان تک اپنی سند یا ارسال یا انقطاع کے ذریعے پہنچی جیسا کہ ان کی کتب میں موجود ہے حرملہ کو قول ہے میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتا سنا کہ بغداد میں میرا نام ناصر السنۃ رکھا گیا،ابوثور کا قول ہے کہ ہم نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسا صاحب رائے اور صاحب بصیرت کوئی انسان نہیں دیکھا داؤد بن علی ظاہری نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل جمع کرتے ہوئے فرمایا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بے شمار فضائل کے حامل ہیں،مثلاً شرف نسب،دین واعتقاد کی صحت،فیاض صحت وسقم،ناسخ ومنسوخ کے اعتبار سے حدیث کی معرفت کتاب وسنت اور سیرت الخلفاء کی یادگیری وغیرہ،پھر اس نے آپ کے بغدادی اور مصری شاگردوں کی تعداد بیان کی نیز آپ کے فقہ کے شاگردوں میں اس نے امام احمد بن حنبل کو شمار کیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کتاب وسنت کے معانی کے سبب سے بڑے عالم تھے ان سے دلائل کے تخریج میں سب سے زیادہ ماہر تھے نیز آپ سب سے بڑے مخلص تھے فرمایا کرتے تھے میری خواہش ہے کہ لوگ اس علم کو حاصل کریں لیکن میری طرف کسی چیز کی نسبت نہ کریں نہ میری تعریف کریں انہیں اس پر اجر ملے گا۔بعض نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ مقابلہ میں جب تم تک صحیح طور پر آپ ﷺ کی حدیث پہنچ جائے تو میرے قول کو چھوڑ کر اسے لے لو میں بھی اس کو اختیار کروں گا اگر چہ تم نے مجھ سے وہ نہیں سنی ایک روایت میں ہے میری تقلید مت کرو ایک روایت میں ہے کہ میرے قول کی طرف توجہ مت دو ایک روایت میں ہے کہ میرے قول کو دیوار پر مار دو کیوں کہ آپ کے مقابلہ میں میری بات کو کوئی حیثیت نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ انسان کا شرک کے علاوہ ہر گناہ کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرنا خواہش نفس سے ملاقات کرنے سے بہتر ہے۔ایک روایت میں ہے کہ علم کلام کے ساتھ ملاقات سے بہتر ہے نیز فرمایا اگر لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ علم کلام میں کس قدر خواہش نفس ہے تو وہ اس سے ایسے بھاگتے جیسے، شیر سے بھاگتے ہیں نیز فرمایا اہل کلام کے بارے میں میرا حکم یہ ہے کہ انہیں کھجور کے تنوں سے مارا جائے قبائل میں انہیں گشت کرایا جائے اعلان کیا جائے کہ کتاب وسنت چھوڑ کر علم کلام کی طرف متوجہ ہونے والے شخص کی یہ سزا ہے۔

بیوطی کا قول ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا تم اصحاب حدیث کو لازم پکڑو کیوں کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ راست باز ہیں، نیز فرمایا جب تم نے اصحاب حدیث میں سے کسی کی زیارت کی تو گویا تم نے اصحاب رسول کی زیارت کر لی۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے انہوں نے ہمارے لئے اصل کو محفوظ کیا اس وجہ سے انہیں ہم پر فضیلت حاصل ہے اسی مفہوم کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں:

(۱)......حدیث فقہ کے علاوہ تمام علوم مشغلہ ہیں۔

(۲)......علم وہی ہے جس کے بارے میں فرمایا ہم سے یوں بیان کیا۔

اس کے علاوہ شیطانی وسوساس ہیں۔

کہتے تھے کہ اللہ کا قرآن غیر مخلوق ہے، قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سرکردہ اصحاب ربیع وغیرہ کا قول ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آیات صفات واحادیث پر تکیف، تشبیہ، تعطیل، تحریف کے بغیر سلف کے طریقہ پر گزرتے تھے۔

ابن خزیمہ کا قول ہے مجھے مزنی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سنائے:

(۱)......جو تو چاہے وہ ہوتا ہے اگر چہ میں نہ چاہوں جو میں چاہوں وہ نہیں ہوتا اگر تو نہ چاہے۔

(۲)......تو نے لوگوں کو اپنے علم کے مطابق پیدا کیا علم میں جوان وعمر رسیدہ دونوں چلتے ہیں۔

(۳)......ان میں سے بعض بد بخت، بعض حسین، بعض قبیح ہیں۔

(۴)......اس پر تو نے احسان کیا اسے بے یار ومددگار چھوڑ دیا اس کی تو نے مدد کی اس کی مدد نہیں کی۔

ربیع کا قول ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین سب سے بہتر ہیں۔ربیع نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار سنائے:

(۱)......دین میں لوگ ٹیڑھے ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے دین میں رائے کے ذریعہ بدعات ایجاد کر لیں جو دین آپ ﷺ لے کر آئے تھے۔

(۲)......حتیٰ کہ لوگوں نے اللہ کے دین کو حقیر سمجھ لیا جو چیز انہوں نے اٹھائی اسی میں مشغول ہو گئے سنت کے بارے میں ہم نے آپ کے اشعار اور آپ کا کلام ذکر کر دیا۔ہم نے آپ کے حکم ومواعظ کا بہترین حصہ طبقات شافعیہ کے شروع میں بیان کر دیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۲۰۴ھ رجب کے آخر میں جمعرات یا جمعہ کے روز ۵۴ سال کی عمر میں مصر میں ہوئی آپ سفید رنگ حسین دراز، بارعب، شیعوں کی مخالفت میں ڈاڑھی کو مہندی سے رنگتے تھے۔

اسحاق بن فرات اشھب بن عبدالعزیز المصری المالکی حسن بن زیاد ابو داؤد سلیمان بن داو د طیالسی ابو بدر شجاع بن ولید، ابو بکر حنفی، عبدالکریم، عبدالوھاب بن عطا خفاف، نضر بن شمیل اور ہشام بن محمد نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۰۵ھ

اسی سال مامون نے طاہر بن حسین کو بغداد، عراق اور خراسان کا نائب بنایا اس سے خوش ہو کر اس کے مرتبہ میں اضافہ کر دیا کیوں کہ حسن بن سہل سواد میں بیمار ہو گیا تھا مامون نے طاہر کی جگہ رقہ اور جزیرہ پر یحییٰ بن معاذ کو مقرر کیا۔ عبداللہ بن طاہر اس سال بغداد آیا اس کے والد نے اسے رقہ کا نائب بنا کر نصر بن شبث سے لڑنے کا حکم دیا تھا مامون نے عیسیٰ کو آذربائیجان کا حاکم بنایا۔ مصر کے نائب سری بن حاکم کا انتقال ہو گیا سندھ کا نائب داؤد بن یزید تھا۔ اس کی جگہ بشر بن داؤد کو سالانہ ایک کروڑ درہم پر والی بنایا۔

اس سال حرمین کے نائب عبیداللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

اسحاق بن منصور سلولی، بشر بن بکر دمشقی، ابو عامر عقدی، محمد بن عبید طنافسی، یعقوب حضرمی، ابو سلیمان درانی عبدالرحمٰن بن عطیہ بعض کا قول ہے کہ عبدالرحمٰن بن عسکر ابو سلیمان درانی نے اسی سال وفات پائی۔

ابو سلیمان درانی اصلاً واسطی ہیں مشرقی بغداد کی داریا بستی میں سکونت پذیر تھے۔ سفیان ثوری وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا ان سے احمد بن ابی حوادث نے سماع کیا حافظ نے ان کے طریق سے ایک حدیث روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ظہر سے قبل چار رکعت پڑھنے والے کے اللہ اس روز کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ابو قاسم قشیری نے ابو سلیمان درانی کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایک بار ایک وعظ کی مجلس میں بیٹھا تو اس کے وعظ نے میرے دل پر اثر کیا لیکن اٹھنے کے بعد اثر ختم ہو گیا پھر میں دوسری بار اس کی مجلس میں بیٹھا تو دل پر اثر ہوا لیکن اٹھنے کے بعد راستے میں اثر ختم ہو گیا، پھر تیسری بار بیٹھا تو اثر ہوا پھر میں نے گھر پہنچ کر آلات لہو ولعب توڑ دیئے اور سنت کو لازم پکڑ لیا۔ قشیری کا قول ہے کہ میں نے یہ قصہ یحییٰ بن معاذ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا چڑیا نے سارس کو شکار کر لیا۔ چڑیا سے مراد وعظ اور سارس سے مراد ابو سلیمان ہے۔

احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ میں نے ابو سلیمان کو کہتے سنا کہ جس شخص کو اچھی بات کا الہام ہو وہ جب تک اس کی بابت حدیث نہ سن لے اس وقت تک اس پر عمل نہ کرے حدیث سننے کے بعد اس پر عمل کرنا نور علی نور ہوگا

جنید کا قول نقل کیا ہے کہ بعض مرتبہ میرے دل میں قوم کے نکتوں میں سے ایک نکتہ پڑتا ہے تو میں کتاب وسنت کے بغیر اس پر عمل نہیں کرتا نیز انہیں کا قول ہے کہ خواہش نفس کی عدم پیروی سب سے عمدہ عمل ہے نیز فرمایا ہر شئے کے لئے علم میں علم الحنذ لان اللہ کے خوف سے نہ رونا ہے نیز فرمایا ہر چیز کے لئے ایک زنگ ہے دل کے نور کا زنگ پیٹ کا بھوکا ہونا ہے نیز فرمایا اللہ کے ذکر سے غافل کرنے والی ہر چیز بوم ہے، انہیں کا قول ہے کہ ایک رات میں محراب میں دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کر رہا تھا سردی شدید ہو گئی جس کی وجہ سے میں نے ایک ہاتھ سمیٹ لیا ایک ہاتھ دعا کے لئے پھیلائے رکھا تھا اتنے میں مجھے نیند آ گئی آواز دینے والے نے آواز دی کہ جس طرح ہم نے ایک ہاتھ سے سردی کم کی اگر تم دوسرا ہاتھ پھیلا کر رکھتے تو اس سے بھی ہم سردی کم کر دیتے اس کے بعد میں نے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرنے کا تہیہ کر لیا۔

ابو سلیمان کا قول ہے ایک رات میں اپنے سرخ گھوڑے سے غافل ہو کر سو گیا خواب میں ایک حور کہتی نظر آئی کہ میں پانچ سو سال تیرے لئے پردہ میں پل رہی ہوں اور تم سو رہے ہو۔

احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ میں نے ابو سلیمان کو کہتے سنا کہ جنت میں نہریں ہیں جن کے کناروں پر خیمے ہیں ان میں حوریں ہیں اللہ تعالیٰ ایک حور پیدا کرتا ہے جب اس کی تخلیق تمام ہو جاتی ہے تو فرشتے جنت کے کنارہ پر خیمہ لگاتے ہیں ایک حور ان میں سے سنہری کرسی پر بیٹھتی ہے اس کی سرین کرسی کی ایک جانب سے نکلی ہوئی ہوتی ہے اہل جنت نہر کے کناروں پر سیر کے لئے آتے ہیں وہ ان حوروں میں سے جس سے چاہیں خلوت

کرتے ہیں۔ابوسلیمان نے کہادنیامیں جنت کی ان نہروں کے کناروں پران دوشیزاؤں کے پردہ بکارت زائل کرنے والے کا کیا حال ہوگا۔

نیز فرمایا میں نے ابوسلیمان کو کہتے سنا کہ میں پانچ پانچ روز سورۃ فاتحہ کے بعدایک آیت بھی نہیں پڑھتا صرف اس کے معانی میں غور کرتا رہتا ہوں۔بعض مرتبہ ایک آیت کی تلاوت سے میری عقل جاتی رہتی ہے پاک ہے وہ ذات جو دوبارہ عقل کولوٹا دیتی ہے۔میں نے انہیں کہتے سنا کہ دنیاو آخرت میں ہر چیز کی اصل اللہ کا خوف ہے دنیا کی کامیابی بطن کا سیر ہونا آخرت کی کامیابی بھوکے رہنا ہےاورایک روز مجھ سے کہااے احمد ایک روز ابو سلیمان نے گرم روٹی نمک لگی ہوئی کا مطالبہ کیا میں لے آیا انہوں نے اس سے ایک لقمہ توڑا پھر اسے پھینک کررونے لگےاور کہنے لگے اے اللہ! میری خواہش جلد پوری کردی گئی میری بدبختی اور میری مشقت لمبی کردی گئی حالاں کہ میں تو توبہ کر چکا ہوں۔اس کے بعدانہوں نے موت تک نمک نہیں چکھا نیز فرمایا میں کبھی بھی نفس سے راضی نہیں ہوا، نیز فرمایا اپنے نفس کوعزیز سمجھنے والا خدمت کی لذت سے محروم رہے گا۔اسی طرح فرمایا جس نے اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھا پھروہ اللہ سے نہیں ڈرااوراللہ کی اطاعت نہیں کی تو وہ دھوکہ میں مبتلا ہوا۔فرمایا خوف امید کے مقابلہ میں زیادہ ہونا چاہیے اگرخوف پرامید غالب آ گئی تو دل مردہ ہوگیاایک روز مجھ سے پوچھا صبر سے اوپرکوئی درجہ ہے، میں نے اثبات میں جواب دیا،ابوسلیمان ایک چیخ مارکر بیہوش ہوگئے،ہوش آنے پرفرمایا جب حسن برون کو بلاحساب اجر دیا جائے گا توان لوگوں کے بابت تیرا کیا خیال ہے جن سے اللہ راضی ہوگیا۔

نیز فرمایا پوری دنیا میرے قبضہ میں ہو میں اسے ایک نیک کاموں میں خرچ کروں اورایک لمحہ کے لئے میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاؤں مجھے یہ پسند نہیں ہے۔

نیز فرمایا ایک زاہد نے دوسرے زاہد سے وصیت کی درخواست کی اللہ نے جس سے منع کیا اسے چھوڑ دو جس کا حکم دیا اسے بجالاؤ،اس نے زیادتی کی درخواست کی انہوں نے کہا اس سے زیادہ میرے پاس نہیں ہے،نیز فرمایا دن میں عمل صالح کرنے والا رات میں اوررات میں عمل صالح کرنے والا دن میں کفایت کیا جائے گا۔سچی نیت سے شہوت ترک کرنے والے کے دل کواللہ شہوت سے پاک کردے گااوراللہ پاکیزہ قلب کوعذاب دینے سے کریم ہے نیز فرمایا جس دل میں دنیا بس جائے وہ آخرت سے غافل ہوجاتا ہے جب آخرت دل میں گھر کر جائے تو دنیا اس کی مزاحم بن کرآتی ہے۔جب دنیا قلب میں بس جائے تو آخرت اس کی مزاحم بن کرنہیں آتی ہے کیوں کہ دنیا کمینی ہےاورآخرت کریم ہے کریم کے لئے لئیم سے مقابلہ کرنا صحیح نہیں۔

احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ میں ایک رات ابوسلیمان کے پاس تھا میں نے انہیں کہتا سنا کہ اللہ آپ کی عزت وجلال کی قسم اگر تو مجھ سے گناہوں کا مطالبہ کرے گا میں تجھ سے تیرے عفوکا مطالبہ کروں گا اگر تو مجھ سے میرے بخل کا مطالبہ کرے گا میں تجھ سے تیری سخاوت کا مطالبہ کروں گا۔اگرتو مجھے دوزخ میں بھیجے گا تو میں اہل دوزخ کو بتاؤں گا کہ میں تجھ سے محبت کرنے والا ہوں نیز فرمایا اگرتمام لوگ حق میں شک کرنے لگیں تو میں شک نہیں کروں گا نیز فرمایا کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ میرے نزدیک ابلیس ہیچ ہے اگراللہ کا حکم نہ ہوتا تو میں اس سے پناہ نہ مانگتا اگر وہ میرے سامنے آجائے تو میں اسے ایک تھپڑ ماردوں۔

ابوسلیمان کا قول ہے کہ چور بےآباد گھر میں نہیں آتا بلکہ آباد گھر میں آتا ہے اسی طرح ابلیس بھی پاکیزہ دل کوذلیل کرنے کے لئے ان پرحملہ آور ہوتا ہے نیز فرمایا مخلص بندہ سے وساوس اور جنابت دور کردی جاتی ہے فرمایا مجھے بیس سال تک احتلام نہیں ہوا ایک رات مکہ میں میری نماز عشاء فوت ہوگئی اسی رات مجھے احتلام ہوگیا نیز فرمایا کہ اللہ کی ایک مخلوق ایسی بھی ہے کہ جنت اوراس کی نعمتیں انہیں اللہ سے غافل نہیں کرتی۔نیز فرمایا دنیا کی قیمت اللہ کے نزدیک ایک مچھر سے بھی کم ہے اس میں بے رغبتی کرنا کیا؟ اصل بے رغبتی تو جنت اوراس کی حوروں سے ہے حتیٰ کہ اللہ تیرے دل میں اپنے غیرکو نہ دیکھے۔

جنید کا قول ہے مجھے ابوسلیمان کی سب سے اچھی بات یہ لگی کہ اپنے آپ میں مشغول ہونے والا انسان لوگوں سے غافل اوراللہ میں مشغول ہونے والا اپنے سےاورلوگوں سے غافل ہوجاتا ہے نیز فرمایا بہتر سخاوت وہ ہے جو حاجت کے علاوہ ہو نیز فرمایا حلال دنیا کا طالب اورلوگوں سے مستغنی شخص کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں کے چاند کی طرح چمکدار ہوگا،فخر اور تکاثر کی نیت سے دنیا کے طلب کرنے والے شخص پر قیامت کے روز اللہ کا غضب نازل ہوگا نیز فرمایا لوگوں نے غنا کو مال میں تلاش کرکے غلطی کی غنا تو قناعت میں ہے،نیز لوگوں نے راحت کو کثرت میں تلاش کیا حالانکہ وہ تو قلت میں ہے نیز فرمایا لوگوں نے لوگوں سے عزت طلب کی حالاں کہ وہ تقویٰ میں ہے نیز لوگوں نے تنعم باریک لباس،مزے دار

کھانے، بہترین مسکن میں تلاش کیا حالاں کہ وہ تو اسلام، ایمان عمل صالح، ستر، عافیت اور اللہ کے ذکر میں ہے، نیز فرمایا تہجد کے بغیر مجھے دنیا میں رہنا پسند نہیں، دنیا کو میں نہریں کھودنے اور پودے لگانے کے لئے پسند نہیں کرتا میں تو اسے قیام اللیل اور گرمیوں میں روزے رکھنے کے لئے پسند کرتا ہوں، نیز فرمایا اہل اطاعت کی راتوں کی لذت کھلاڑیوں کے کھیل سے اچھی ہے۔ انہی کا قول ہے بعض مرتبہ فرحت نصف رات میں میرا استقبال کرتی ہے اور میں دل کو مسکراتا ہوا دیکھتا ہوں نیز فرمایا قلب کے ثمرات اوقات ہیں جن میں وہ خوشی سے رقص کرتا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر اہل جنت اس قسم کی زندگی میں ہیں تو وہ عیش میں ہیں۔

احمد بن ابی الحواری کا قول ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو کہتے سنا کہ ایک روز سجدہ کی حالت میں مجھے نیند آ گئی حور نے اپنا پاؤں مار کر مجھے کہا اے میرے محبوب تو سو رہا ہے حالاں کہ بادشاہ بیدار ہے، تہجد پڑھنے والوں کو ان کے تہجد میں دیکھ رہا ہے، نیند کی لذت کو اللہ کے مناجاتی کی لذت پر ترجیح دینے والے کے لئے ہلاکت ہے اٹھ فراغ کا وقت قریب آ گیا ہے محبوب ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے ہیں اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو سو رہا ہے حالانکہ سب اتنی مدت سے پردوں میں تیرے لئے پل رہی ہوں ابوسلیمان کہتے ہیں میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا اس کے کلام کی شرینی اب تک میرے قلب اور کانوں میں محسوس ہو رہی ہے۔

احمد کا قول ہے کہ ایک روز میں نے سلیمان کو گریہ کناں دیکھ کر وجہ پوچھی انہوں نے کہا کل سجدہ کی حالت میں مجھے نیند آ گئی تو حور نے آ کر مجھے ڈانٹا اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا جس پر یہ اشعار مکتوب تھے:

(۱)......لذت کی محبت نے تجھے جنت کے بالاخانوں میں صاحب خیر عورتوں کے ساتھ عمدہ زندگی گزارنے سے غافل کر دیا۔

(۲)......تو ہمیشہ زندہ رہ اس میں موت نہیں جنت میں خوبصورت عورتوں کے ساتھ آسودہ زندگی گزار۔

(۳)......اپنی نیند سے بیدار ہو بلاشبہ قرآن میں تہجد کو نیند سے بہتر قرار دیا گیا۔

ابوسلیمان کا قول ہے کہ تو دل میں پانچ درہم کی شہوت رکھ کر تین درہم کا جبہ پہن کر شرماتا نہیں، نیز فرمایا دل میں شہوت کے ہوتے ہوئے قبا پہن کر لوگوں کے سامنے زہد ظاہر کرنا صحیح نہیں، فرمایا عبا کے بجائے دو سفید کپڑے پہن کر درویشی کو چھپانا بہتر ہے، فرمایا اونی کپڑے پہننا صوفی پن کی علامت نہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ خیار امت ہو کر سوتی کپڑے پہنتے تھے۔

ابن سلیمان کا قول ہے کہ انسان گفتگو سے پہلے اپنے دیدار سے نصیحت کرے۔ ابوسلیمان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اے میرے بندہ! اگر تو گناہوں پر مجھ سے حیا کرے گا میں دنیا و آخرت میں تیری پردہ پوشی کروں گا احمد کا قول ہے میں نے صبر کے بارے میں ابوسلیمان سے سوال کیا انہوں نے جواب دیا وہ ایک بہت مشکل چیز ہے احمد کا قول ہے کہ ایک روز میں نے آہ بھری ابوسلیمان نے کہا قیامت میں تجھ سے اس کا سوال ہوگا اگر یہ گذشتہ گناہ پر ہے تو قابل مبارک اگر کسی دنیاوی شئے کے فوت ہونے پر ہے تو پھر باعث ہلاکت ہے نیز فرمایا جو شخص اللہ تک پہنچنے سے پہلے لوٹ آیا وہ لوٹ آیا، اگر وہ اللہ تک پہنچتا تو نہ لوٹتا نیز فرمایا اللہ کے نافرمان! اللہ کے نزدیک حقیر ہوتے ہیں اگر وہ اللہ کے نزدیک باعزت ہوتے تو وہ اللہ کی توفیق سے گناہ میں مبتلا نہ ہوتے، نیز فرمایا دنیا میں کریم برباد، ذی علم وحکمت صاحب رحم وفضل اشخاص قیامت میں اللہ کے ہم نشین ہوں گے۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ذکر کیا کہ ابوسلیمان کو لوگوں نے یہ کہہ کر کہ یہ فرشتوں کو دیکھتے اور ان سے کلام کرتے ہیں، دمشق سے نکال دیا تو وہ سرحد کی طرف چلے گئے اس کے بعد کسی نے خواب دیکھا کہ اگر تم ابوسلیمان کو نہیں لاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے چنانچہ لوگ ان کو تلاش کر کے واپس لے آئے۔

ابوسلیمان کی وفات ۲۰۴ھ یا ۲۰۵ھ یا ۲۱۵ھ یا ۲۳۵ھ میں ہوئی مروان کے بقول آپ کی وفات تمام اہل اسلام کو تکلیف پہنچی، قبلہ رخ آپ کو دفن کیا گیا، آپ کی قبر مشہور ہے وہاں پر ایک عمارت بھی ہے اور امیر ناھض الدین کی بنائی ہوئی ایک مسجد بھی ہے ہمارے زمانے میں آپ کا مزار از سر نو تعمیر کیا گیا۔ ابن عساکر نے احمد بن حواری کا قول نقل کیا ہے کہ میری خواہش تھی کہ میں ابوسلیمان کو خواب میں دیکھوں میں نے ایک سال بعد انہیں خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا اے احمد میں ایک روز باب صغیر سے داخل ہوا میں نے شیخ کو ایک گھٹا دیا تھا میں نے اس سے کچھ لکڑیاں لے لی پھر معلوم نہیں میں نے انہیں خراب کیا یا پھینک دیا۔ اب تک میں ان کا حساب دے رہا ہوں ان کے لڑکے سلیمان نے دو سال بعد وفات پائی۔

واقعات ۲۰۶ھ

اسی سال مامون نے داؤد بن ماسجود کو بلاد بصرہ، کور، دجلہ، یمامہ اور بحرین کا والی بنایا، اسے قوم سے جنگ کا حکم دیا اسی زمانہ میں سیلاب آیا جس سے سخت جانی مالی نقصان ہوا۔

اسی برس مامون نے عبداللہ بن طاہر کو ارض رقہ کا امیر بنایا اسے نصر بن شبث سے قتال کا حکم دیا کیوں کہ اس کے نائب یحییٰ کا انتقال ہو گیا تھا اس نے اپنے لڑکے احمد کا نائب بنایا جس کی مامون نے اجازت نہیں دی عبداللہ کے والد نے اسے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا خط لکھا جسے تمام شہروں میں پڑھ کر سنایا گیا۔

اسی سال حرمین کے نائب عبیداللہ بن حسن نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسحاق بن بشر، حجاج بن محمد، داؤد بن محبر سبابہ بن سوار، محاضر بن مورد، قطرب اور وھب بن جریر، امام احمد کے شیخ یزید بن ہارون نے اسے سال وفات پائی۔

واقعات ۲۰۷ھ

اسی سال عبداللہ بن احمد نے عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب نے بلاد عک میں خروج کرتے ہوئے رضی آل محمد کی طرف دعوت دی کیوں کہ عمال نے بری روش اختیار کر کے رعایا پر مظالم ڈھائے ہوئے تھے اسی کے ظہور پر لوگوں نے اس کی بیعت کی مامون نے دینار بن عبداللہ کو عبدالرحمٰن کے نام خط دے کر ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس کی طرف روانہ کیا پہلے وہ حج میں شریک ہوئے اس سے فارغ ہو کر یمن گئے انہوں نے عبدالرحمٰن تک خط پہنچا دیا اس نے سمع واطاعت اختیار کرتے ہوئے اپنا ہاتھ دینار کے ہاتھ میں دیدیا وہ اسے بغداد لے آئے بغداد آنے کے بعد اس نے سفید لباس پہن لیا۔

اسی زمانہ میں پورے عراق وخراسان کے نائب طاہر بن حسین بن مصعب نے وفات پائی وہ اپنے بستر پر مردہ حالت میں پایا گیا کیوں کہ رات کو وہ نماز عشاء پڑھ کر بستر پر لیٹ گیا صبح اس کے گھر والوں نے نماز فجر کے لئے بیدار نہیں کیا۔ اس کا بھائی اور چچا اس کے پاس گئے تو اسے مرا ہوا پایا۔ جب مامون کو اس کی موت کا پتہ چلا تو اس نے کہا تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں مقدم اور اسے مؤخر کیا کیوں کہ مامون کو پتہ چلا تھا کہ ایک روز طاہر نے منبر پر مامون کے لئے دعا نہیں کی، اس کے باوجود مامون نے اس کے لڑکے عبداللہ کو اسی کی جگہ مقرر کیا اور والد سے بھی زیادہ علاقوں جزیرہ شام وغیرہ کا اسے نائب بنایا پھر اس کی وفات کے بعد ان تمام علاقوں کا عبداللہ با اختیار حاکم بن گیا اس کا نائب بغداد پر اسحاق بن ابراہیم تھا طاہر وہی ہے جس نے امین سے اقتدار چھین کر اسے قتل کیا تھا۔ ایک روز طاہر نے مامون سے سوال کیا اس نے اس کا سوال پورا کر دیا پھر مامون اس کی طرف دیکھ کر رو پڑا طاہر کی وجہ پوچھنے کے باوجود اس نے وجہ نہیں بتائی۔ طاہر نے مامون کے خادم کو گھر سے معلوم کرنے کے لئے اسے دو سو درہم دیئے اس نے مامون کو بتایا، مامون نے اسے بتانے پر اسے قتل کی دھمکی دی مامون نے خادم سے کہا کہ مجھے اس کے ہاتھوں اپنے بھائی کے قتل کئے جانے، اس کے بعد اس کی طرف مسلسل غموں کے پہنچنے نے رلایا۔

جب طاہر کو اس کا علم ہوا تو اس نے مامون سے کنارہ کشی کی کوشش کی وہ مسلسل اسی کوشش میں رہا حتیٰ کہ مامون نے اسے خراسان کا نائب بنا دیا، اپنے خادموں میں سے ایک خادم اسے دیدیا۔ مامون نے خادم کو تاکید کی کہ اگر تم اس کی طرف سے کوئی مشکوک بات دیکھو تو زہر دے دینا۔ چنانچہ جب طاہر نے خطبہ میں مامون کے لئے دعا نہیں کی تو اس نے اسے سالن میں زہر دیدیا، اسی رات اس کی وفات ہوگئی۔

طاہر ذوالیمینین سے مشہور اور یک چشم تھا عمرو بن نباتہ نے اس کے بارے میں شعر کہا:

"اے ذوالیمینین تیری ایک آنکھ کم اور دایاں ہاتھ زیادہ ہے۔"

اسے ذوالیمینین کہنے کی مختلف وجوہ ہیں:

(۱)......طاہر نے ایک شخص کے بائیں ہاتھ کی ضرب سے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔
(۲)......طاہر بیک وقت عراق وخراسان کا والی تھا۔طاہر کریم،قابل تعریف،شعراء سے محبت کرنے والا تھا انہیں مال سے خوب نوازتا تھا۔
ایک روز طاہر فائر شپ میں سوار ہوا تو اس پر شاعر نے چند شعر کہے:
(۱)......میں نے حسین کی فائر شپ پر تعجب کیا نہ وہ غرق ہوتی،وہ غرق کیوں نہیں ہوتی۔
(۲)......ایک دریا اس کے اوپر اور ایک دریا اس کے نیچے سے بند کیا ہوا ہے۔
(۳)......اس سے زیادہ تعجب خیز اس کی لکڑیاں ہیں کہ اس کے چھونے کے باوجود سبز نہیں ہوتیں۔
طاہر نے اس کو تین ہزار درہم دیئے کہا کہ اگر تم زیادہ اشعار سناتے تو ہم زیادہ مال دیتے۔
ابن خلکان کو قول ہے کہ ایک امیر کے دریائی سفر پر جانے کے وقت ایک شاعر نے کیا ہی خوب اشعار کہے:
(۱)......اس کے سمندر پر سوار ہوتے وقت میں نے اللہ کے حضور عاجزی سے دعا کی اے مہربانی سے ہواؤں کے چلانے والے۔
(۲)......تو نے اس کے ہاتھ میں سخاوت کو اس کی موجودگی کی مانند بنایا ہے اس کی حفاظت فرما،یا اس کی موجوں کو اس کے ہاتھ کی طرح بنادے۔
۲۷،۲۶ جمادی الثانی ہفتہ کے روز طاہر کی وفات ہوئی اس کا سن ولادت ۱۵۷ھ ہے۔قاضی یحییٰ بن اکثم نے مامون کے حکم سے اس کے لڑکے عبداللہ سے تعزیت کی اور والد کی جگہ مقرر کئے جانے پر مبارکباد دی۔
اسی سال بغداد،کوفہ،بصرہ میں مہنگائی بہت ہوگئی حتیٰ کہ گندم کا ایک قفیز چالیس درہم تک پہنچ گیا۔
اسی سال مامون کے بھائی ابوعلی بن رشید نے لوگوں کو حج کرایا۔
بشر بن عمر زہرانی،جعفر بن عون،عبدالصمد بن عبدالوارث،قراد بن نوح،کثیر بن ہشام،۔محمد بن کناسہ بغداد کے قاضی سیر ومغازی کے مصنف محمد بن عمر واقدی اور ابوالنصر ہاشم بن قاسم ہیثم بن عدی نے اسے سال وفات پائی۔

یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منصور کے حالات......ابوزکریا کوفی تدیل بغداد بنی سعد کے غلام،فراء سے مشہور،نحاۃ لغوین،قراء کے امام،امیر المومنین فی النحو سے مشہور تھے،متعدد طرق سے حدیث روایت کی آپ ﷺ اور خلفاء اربعہ نے مالک یوم الدین الف کے ساتھ پڑھا،ثقہ،امام تھے مامون کے حکم پر نحو پر کتاب لکھی لوگوں نے ان سے لکھی،مامون کے حکم پر ان کی کتب خزائن میں رکھی گئی مامون کے لڑکوں کو ادب سکھایا ایک روز انہوں نے جوتی اٹھانے میں جلدی کی حتیٰ کہ دونوں کا نزاع ہوگیا پھر فیصلہ ہوا کہ دونوں ایک ایک اٹھائیں مامون نے انہیں بیس بیس ہزار،فراء کو دس ہزار دینار دیئے فراء سے کہا کہ اس وقت آپ سے بڑا کوئی صاحب عزت نہیں ہے۔
بشر مدیسی یا محمد بن حسن نے فراء سے سہو کے دونوں سجدے بھولنے والے کے بارے میں سوال کیا جواب میں فرمایا اس پر کچھ نہیں اس نے کہا آپ کی والدہ کے مثل کسی نے آپ جیسا بچہ نہیں جنا۔مشہور یہ ہے کہ سائل محمد تھے جو فراء کے خالد کے لڑکے ہیں ابوبکر کے قول کے مطابق فراء کی وفات ۲۰۷ھ میں ہوئی۔خطیب کے قول پر وفات بغداد میں ہوئی بعض کے قول پر طریق مکہ میں ہوئی لوگوں نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں۔

واقعات ۲۰۸ھ

اسی سال طاہر کا بھائی حسن بن حسین خراسان سے بھاگ کر کرمان چلا گیا احمد بن ابی خالد نے اس کا تعاقب کر کے اسے پکڑ کر مامون کے سامنے حاضر کر دیا معافی طلب کرنے پر مامون نے معاف کر دیا۔
اسی سال محمد بن سماعہ کی طرف سے قضاۃ سے استعفیٰ دینے پر مامون نے اس کا استعفیٰ قبول کر کے اس کی جگہ اسماعیل بن حماد ابی حنیفہ کو والی بنادیا۔
اسی زمانہ میں مامون نے محمد بن عبدالرحمٰن مغزومی کو ماہ محرم میں مہدی کے لشکر کا قاضی بنایا۔کچھ عرصہ بعد اسے معزول کر کے بشر بن سعید بن

ولید کندی کو بنایا گیا۔

مغزومی نے اس پر اشعار کہے:

(۱)......اے رب کی توحید کے قائل بادشاہ تیرا قاضی بشر بن ولید گدھا ہے۔

(۲)......وہ قرآن وسنت سے ثابت شدہ گواہی کو رد کرتا ہے۔

(۳)......وہ اپنی بات کو عدل خیال کرتا ہے کیوں کہ وہ بوڑھا ہے جس کے جسم کا اطراف نے احاطہ کیا ہے۔

اسی سال صالح بن ہارون رشید نے مامون کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔

سیدہ نفیسہ کی وفات ...... یہ نفیسہ بنت ابی محمد الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب القرشیہ الھاشمیہ، ان کے والد منصور کے دور میں پانچ سال تک مدینہ کے نائب رہے پھر منصور نے اس سے ناراض ہو کر اسے معزول کر کے اس کا سارا مال ومتاع چھین کر اسے جیل میں ڈال دیا حتیٰ کہ منصور کی وفات تک وہ جیل میں ہی رہا پھر مہدی نے اسے رہا کر کے اس کا چھینا ہوا مال واپس کر دیا۔ مہدی ۱۶۸ھ میں اس کے ساتھ حج پر گیا حاجر مقام پر ۸۵ سال کی عمر میں نفیسہ کے والد کا انتقال ہوا۔

نسائی نے عن عکرمہ عن ابن عباس ان کی ایک روایت ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ نے حالت احرام میں پچھنا لگوایا، ابن معین اور ابن عدی نے اس کی تضعیف اور ابن حبان نے اس کی توثیق کی۔ زبیر بن بکار نے شھامت اور ریاست کی وجہ سے ان کی تعریف کی۔

حاصل کلام یہ کہ ان کی لڑکی نفیسہ اپنے شوہر مؤتمن اسحاق بن جعفر کے ساتھ دیار مصر جا کر اس نے اقامت اختیار کی۔ دنیاوی اعتبار سے آسودہ حال تھی۔ اس لئے لوگوں کے ساتھ خصوصاً معذورین محتاج اور ضرورت مندوں سے حسن اخلاق کا معاملہ کرتی تھی، عابدہ زاہدہ تھی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مصر آنے پر نفیسہ نے ان سے بھی اچھا سلوک کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بعض مرتبہ رمضان میں انہیں نماز پڑھاتے ان کی وفات کے بعد نفیسہ کے حکم پر ان کا جنازہ نفیسہ کے گھر لایا گیا نفیسہ نے گھر میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

نفیسہ کی وفات کے بعد ان کے شوہر نے انہیں مدینہ لے جانے کا ارادہ کیا لیکن اہل مصر نے مصر ہی میں ان کی تدفین پر اصرار کیا چنانچہ وہ اسی محلہ کے گھر میں جو قاہرہ اور مصر کے درمیان قدیم زمانہ سے محلہ درب السباع سے مشہور ہے دفن کی گئیں۔ ابن خلکان کے قول کے مطابق اسی سال رمضان میں ان کی وفات ہوئی۔ راوی کا قول ہے کہ اہل مصر نے نفیسہ کے بارے میں بڑی عقیدت کا اظہار کیا میں کہتا ہوں کہ اب بھی عام لوگ اس سے اور دوسروں سے عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ خصوصاً اہل مصر نے تو اس کے بارے میں ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں جو کفر تک پہنچانے والے ہیں بعض نے ان الفاظ کی نسبت زین العابدین کی طرف کی ہے حالاں کہ وہ اس کے خاندان سے بھی نہیں تھے البتہ نفیسہ اور اس کے مثل دیگر عورتوں کے بارے میں عابدہ صالحہ ہونے کا خیال رکھنا صحیح ہے بت پرستی کی اصل قبور اور اہل قبور کے بارے میں غلو کرنا حالانکہ آپ ﷺ نے قبور کے برابر کرنے اور انہیں مٹانے کا حکم دیا اور انسان کے بارے میں غلو کرنا حرام ہے۔ اس کے بارے میں لکڑی سے چھڑانے یا مشیت الٰہی کے بغیر نفع یا نقصان پہنچانے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ اللہ ہم سب کے حال پر رحم فرمائے۔

فضل بن ربیع کے حالات ...... یہ فضل بن ربیع ابن یونس بن محمد بن عبداللہ بن ابی فروۃ کیسان مولیٰ عثمان بن عفان، فضل رشید کا خاص آدمی تھا اسی کے ہاتھوں برامکہ کا خاتمہ ہوا ایک بار رشید کا وزیر بھی بنا، برامکہ اور یہ آپس میں ایک دوسرے کے بہت مشابہ تھے یہ ان کے بارے میں مسلسل کوشش کرتا رہا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ فضل ایک روز یحییٰ بن خالد کے پاس گیا اس کا لڑکا جعفر اس کے سامنے لیٹا ہوا تھا فضل کے پاس دس کہانیاں تھیں جن میں سے اس نے اس کے حق میں ایک کا بھی فیصلہ نہیں کیا تھا فضل نے اس سب کو جمع کر کے کہا تم سب خائب وخاسر واپس چلے جاؤ، پھر وہ اٹھ کر کہنے لگا۔

(۱)......ہو سکتا ہے حالات تبدیل ہونے کی وجہ سے زبان اپنی لگام موڑ لے اور زمانہ لغزش کھانے والا ہے۔

(۲)......اور ضروریات پوری ہو جائیں اور درد دل کو شفا حاصل ہو جائے اور واقعات کے بعد کئی واقعات نمودار ہوں۔
وزیر یحییٰ بن خالد نے اسے سن کر انہیں واپس نہ جانے کی قسم دی اس نے اس سے کہانیاں لے کر ان پر واقع ہو گیا اور مسلسل ان کے پیچھے گڑھے کھودتا رہا حتیٰ کہ ان پر قابو پا کر وزیر بن گیا۔ اسی پر ابونواس نے کہا۔
(۱)......زمانہ نے آل برمک کا لحاظ نہیں کیا۔ ان کی حکومت پر ایک بڑا بہتان لگایا۔
(۲)......زمانہ نے یحییٰ کے عہد و پیمان کا بھی لحاظ نہیں کیا اسی طرح آل ربیع کے عہد و پیمان کا بھی لحاظ نہیں کیا۔
پھر رشید کے بعد اس کے لڑکے امین کا وزیر بن گیا فضل مامون کے داخل ہونے کے بعد روپوش ہو گیا مامون نے اس کے لئے امان کا اعلان کیا جس کی وجہ سے فضل روپوشی ختم کر کے مامون کے پاس آ گیا مامون نے اسے امن دیدیا پھر وہ مسلسل روپوش رہا حتیٰ کہ اسی سال وفات ہو گئی۔

واقعات ۲۰۹ھ

اسی سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شبث سے پانچ سال لڑائی کرنے کے بعد اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اسے امان طلب کرنے پر مجبور کر دیا۔ ابن طاہر نے خط کے ذریعے اس کی اطلاع دی مامون نے جواب دیا کہ اسے امیرالمومنین کی طرف سے امام کو خط لکھ دو، اس نے لکھ دیا۔ چنانچہ وہ اتر آیا عبداللہ نے اس شہر کے ویران کرنے کا حکم دیا جس میں نصر پناہ گزیں تھا اس کے شر کا خاتمہ ہو گیا اسی زمانہ میں بابک خرمی سے متعدد معرکے ہوئے، بابک نے اہل اسلام کے ایک امیر اور سرخیل کو گرفتار کر لیا جس سے مسلمانوں کو بڑا صدمہ ہوا۔
اسی سال صالح بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔
سال رواں ہی میں روم کے بادشاہ میخائل بن نقفور نے وفات پائی اس نے نو سال حکومت کی اس کے بعد اس کا لڑکا توفیل بن میخائل روم کا بادشاہ بن گیا۔
اسی سال مشائخ حدیث میں سے حسن بن موسیٰ شیب، ابوعلی حنفی نیشاپور کے قاضی حفص بن عبداللہ عثمان بن عمر بن فارس یعلی بن عبید طنافسی نے وفات پائی۔

واقعات ۲۱۰ھ

اسی سال صفر میں نصر بغداد میں داخل ہوا عبداللہ بن طاہر نے اسے بھیجا تھا بغداد میں اس کے داخل ہونے پر کسی نے اس کا استقبال نہیں کیا شہر ابی جعفر میں اسے اتارا گیا پھر دوسری جگہ منتقل کر دیا اسی زمانہ میں مامون ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرنے والے کبراء کی ایک جماعت کے گرفتار کرنے میں کامیاب ہوا۔ ۱۳ ربیع الثانی اتوار کی رات مہدی چھ سال چند ماہ روپوش رہنے کے بعد دو عورتوں کے ساتھ برقعہ پہن کر رات کے وقت بغداد کی ایک گلی میں نکلا۔ چوکیدار نے پوچھا تم کہاں سے آئے اور کہاں جا رہے ہو؟ اس نے ان کو پکڑنے کا ارادہ کیا مہدی نے یاقوت کی انگوٹھی اسے دیدی جسے دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ یہ کسی بااثر شخص کی ہے وہ انہیں رات کے افسر کے پاس لے گیا اس نے ان کے چہرہ سے نقاب ہٹانے کا حکم دیا لیکن انہوں نے نہیں ہٹایا اس نے دیکھتے ہی اسے پہچان لیا وہ ان کو پل کے افسر کے پاس لے گیا اس نے ان کو اس کے سپرد کر دیا اس نے ان کو مامون کے دروازہ پر پہنچا دیا اس وقت نقاب ابراہیم کے سر پر اور چادر سینہ پر تھی تاکہ لوگ دیکھ لیں کہ کس حالت میں اسے گرفتار کیا گیا، مامون نے ایک مدت تک اسے جیل میں رکھ کر رہا کر دیا، اس سے راضی ہو گیا اس گرفتار شدہ جماعت میں سے چار کو صلیب دیدی کیوں کہ انہوں نے جیل کے حکام کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔
مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مامون نے ابراہیم کو اپنے سامنے کھڑا کر کے اس کی نازیبا حرکتوں پر اسے زجر و توبیخ کی، اس کا چچا ابراہیم کہنے لگا

اے امیر اگر آپ سزا دیں تو آپ کا حق ہے اگر معاف کردیں تو آپ کا فضل ہے اس نے کہا کہ بلکہ میں معاف کرتا ہوں اس لئے کہ غصہ طاقت کو ختم کر دیتا ہے، ندامت توبہ کا نام ہے ان دونوں کے درمیان اللہ کا عفو ہے وہ تیرے سوال سے بہت بڑا ہے ابراہیم نے اس کی بڑائی بیان کرتے ہوئے سجدہ شکر ادا کیا۔

ابراہیم نے مامون کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا مامون نے اسے سن کر کہا وہی بات کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے بھائیوں کے لئے کہی آج تم کو سرزنش نہ ہوگی اور اللہ تمھیں بخش دے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ ابن عساکر نے ذکر کیا کہ مامون نے ابراہیم کو معاف کرنے کے بعد اس سے گانا سنانے کی درخواست کی اس نے کہا میں نے یہ کام چھوڑ دیا مامون نے دوبارہ حکم دیا تو ابراہیم نے سارنگی گود میں لے کر کہا:

(۱)...... یہ خوشی کا مقام ہے اس کی منازل اور خوبیاں ویران ہو چکی ہیں دشمنوں نے اس کے خلاف جھوٹی چغلی کی اس کے امیر نے اسے سزا دی۔

(۲)...... میں دنیا چھوڑ چکا ہوں وہ مجھ سے چلی گئی زمانے نے اس کو مجھ سے لپیٹ لیا اس نے مجھ سے رخ پھیر لیا۔

(۳)...... اگر میں روؤں تو ایک عزیز نفس پر روؤں گا اگر میں اس کی تحقیر کروں تو کہنے کی وجہ سے اس کی تحقیر کروں گا۔

(۴)...... میں اس کی نظروں میں بدکار ہونے کے باوجود اللہ پر بالیقین حسن ظن رکھتا ہوں۔

(۵)...... میں نے اپنے نفس پر زیادتی کی اس نے مجھے دوبارہ معاف کردیا دوبارہ معاف کرنا ڈبل احسان ہے۔

مامون نے کہا اے ابراہیم تو نے حق کو اچھی طرح بیان کیا ابراہیم سارنگی گود سے پھینک کر گھبرا کر کھڑا ہوا مامون نے کہا آرام سے بیٹھ جاؤ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں واللہ میرے دور حکومت میں تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اس کے بعد مامون نے دس ہزار دینار کا ابراہیم کے لئے حکم دیا اس پر خلعت مزید کی، اس کی تمام چیزوں کے واپس کرنے کا حکم دیا۔ ابراہیم مامون کے پاس انتہائی اعزاز واکرام کے ساتھ واپس ہوا۔

دلہن بوران...... اسی سال مامون بوران بنت الحسن بن سھل کو گھر لایا۔ بعض کا قول ہے کہ مامون رمضان میں فم الصلاح میں حسن بن سھل کی چھاؤنی میں گیا حسن اپنی بیماری سے صحت یاب ہو گیا تھا مامون نے امراء سرداروں کے ساتھ اس کے ہاں پڑاؤ کیا اس سال شوال کی ایک عظیم شب میں مامور بوران کے پاس گیا اس کے سامنے عنبر شمعیں جلائی گئیں اس کے سر پر بیشمار موتی اور سرخ سونے کے بنے ہوئے جواہر نچھاور کئے گئے ایک جوہر میں ہزار موتی تھے مامون کے حکم سے انہیں سنہری پلیٹ میں جمع کیا گیا انہوں نے کہا اے خلیفہ ہم نے تو لڑکیوں کے لئے انہیں نچھاور کیا تھا مامون نے کہا میں ان کو ان کے بدلہ میں اور دے دوں گا چنانچہ وہ تمام جمع کئے گئے جب دلہن بوران آئی تو اس کے سا آنے والیوں میں مامون کے بھائی کی والدہ اور مامون کی نانی زبیدہ بھی تھی۔ مامون نے زبیدہ کو اپنے پہلو میں بیٹھا لیا پھر اسے ہدیہ میں وہ تمام جواہرات پیش کئے، پھر بوران کو حاجت کے سوال کا حکم دیا اس نے حیا کی وجہ سے سر جھکا لیا زبیدہ نے اسے کہا اپنے آقا سے اپنی حاجت کا سوال کرو۔

بوران نے کہا میں آپ سے سوال کرتی ہوں کہ آپ اپنے چچا سے راضی ہو کر اسے اس کے گھر واپس لوٹا دیں مامون نے کہا تمہارا یہ مطالبہ منظور ہے۔ پھر اس نے زبیدہ کے لئے حج کی اجازت کا سوال کیا، مامون نے اس کی بھی اجازت دیدی۔ زبیدہ نے مامون کا دیا ہوا ہدیہ بوران کو دیدیا مامون کو ایک گول بستی دی اور ان کے والد حسن بن سھل نے اپنی تمام جاگیروں کا نام کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھ کر مامون کے وزراء پر نچھاور کئے جس کے ہاتھ میں جس بستی کے نام کا ٹکڑا آیا اس بستی کے نائب کو پیغام بھیج کر وہ بستی خاص اس کی ملکیت کردی۔

حسن نے مامون اور اس کے ساتھیوں پر سترہ روز قیام کے دوران پچاس کروڑ درہم خرچ کئے پس میں نے مامون کو دس کروڑ درہم دیئے، جس شہر میں مامون فروکش تھا (جدفم الصلح کا ایک صوبہ تھا) وہ بھی اس کے نام الاٹ کر کر دیا مامون اس سال شوال کے آخر میں بغداد واپس آیا۔

اسی سال عبداللہ بن طاہر سوار ہو کر مصر گیا اس پر غالب آنے والے سری بن حکم سے بیشمار لڑائیاں کر کے اسے چھڑا لیا۔ اسی سال خواص میں سے ابو عمرو الشیبانی اللغوی، مروان بن محمد طاطری اور یحییٰ بن اسحاق نے وفات پائی۔

واقعات ۲۱۱ھ

ابوالجواب، طلق بن غنام، عبدالرزاق بن ہمام صنعانی عبداللہ بن صالح عجلی نے اسی سال وفات پائی۔

مشہور شاعر ابوالعتاھیہ کے حالات ...... نام اسماعیل بن قاسم بن سوید بن کسان اصلاً حجازی تھے مہدی کی ایک باندی عتبہ نامی پر عاشق ہوگیا تھا اس نے کئی بار مہدی سے اسے مانگا بھی جب اس نے اسے دیدیا تو باندی نے کوئی جواب نہیں دیا باندی خلیفہ سے کہنے لگی آپ مجھے ایک بدشکل مٹکے فروخت کنندہ کے حوالے کرتے ہیں۔ ابوالعتاھیہ اس کے بارے میں بکثرت اشعار کہتا تھا ان دونوں کا معاملہ عوام میں مشتہر ہو چکا تھا مہدی بھی اسے سمجھتا تھا بعض مرتبہ مہدی نے شعراء کو اپنی نشست گاہ پر بلایا ان میں ابوالعتاھیہ اور بشار بن بردنابینا بھی تھے بشارت نے ابوالعتاھیہ کی آواز سن کر ساتھیوں سے پوچھا یہاں پر ابوالعتاھیہ بھی ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا اس نے عتبہ کے بارے میں کہے جانے والے قصیدہ کا اول شعر پڑھا۔ عتبہ کو کیا ہوا کہ وہ ناز نخرے کرتی ہے اس کے ناز نخرے کیا ہی خوب ہیں۔

بشار نے اپنے ساتھیوں سے کہا میں نے اس سے بڑا کوئی جرأت مند نہیں دیکھا حتیٰ کہ ابوالعتاھیہ نے یہ اشعار کہے:

(۱) ...... خلافت اپنے دامن کو کشاں کشاں لئے مطیع ہو کر اس کے پاس آئی ہے۔

(۲) ...... خلافت اور عتبہ دونوں ایک دوسرے کے مناسب حال ہیں۔

(۳) ...... اگر اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس کا ارادہ کرے تو زمین لرزہ براندام ہو جاتی ہے۔

(۴) ...... اگر دلی افکار اس کی اطاعت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو رد کر دے۔

بشار نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو اس شخص کو کیسے اس نے خلیفہ کو اس کے بستر سے اٹھا دیا۔ راوی کا قول ہے واللہ اس دن ابوالعتاھیہ کے علاوہ کوئی بھی دربار شاہی سے انعام لے کر نہیں نکلا۔

ابن خلکان کا قول ہے ایک بار ابوالعتاھیہ کی ابونواس سے ملاقات ہوگئی ابوالعتاھیہ ابونواس اور بشار کے طبقہ کا شاعر تھا ابوالعتاھیہ نے ابونواس سے یومیہ اشعار بنانے کی تعداد دریافت کی ابونواس نے جواب دیا ایک دو شعر بنالیتا ہوں۔ ابوالعتاھیہ نے کہا میں ایک سو یا دو سو یومیہ اشعار بنالیتا ہوں۔ ابونواس نے کہا تیرے اشعار اس جیسے شعر کی طرح ہوتے ہیں کہ اے عتبہ تجھے اور مجھے کیا ہو گیا ہم ایک دوسرے کو نہیں دیکھتے۔ ابونواس نے کہا اس قسم کے اشعار تو میں یومیہ ہزار یا دو ہزار بنا سکتا ہوں۔ باقی میں اس شعر جیسے یومیہ ایک یا دو شعر بناتا ہوں۔

گرمی والی ہتھیلی کے جوز کروالے لباس میں ہے اس کے دو محبّ ہیں (۱) لوطی (۲) زانی اگر تو اس جیسا شعر بنانے کی کوشش کرے تو زمانہ بھر نہیں بنا سکتا۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ ابوالعتاھیہ کے لطیف اشعار میں سے دو شعر یہ ہیں:

(۱) ...... میں تیرا مشتاق ہوں حتیٰ کہ میں تیرے عشق کی زیادتی کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہوں۔

(۲) ...... کہ میرا دوست جب نزدیک ہوتا ہے تو وہ میرے کپڑوں میں میرے عشق کی خوشبو پاتا ہے۔

اس کی ولادت ۱۳۰ھ میں اور وفات ۲۱۱ھ یا ۲۱۳ھ تین جمادی الثانی پیر کے روز ہوئی۔ اس نے بغداد میں اپنی قبر پر یہ شعر لکھنے کی وصیت کی (بلا شبہ وہ جوانی جس کا انجام کار موت ہے جلد مکدر ہو جانے والی ہے)۔

واقعات ۲۱۲ھ

اسی سال مامون نے محمد بن حمید طری کو موصل کے راستہ بابک فرق سے جنگ کرنے کے لئے آذربائیجان بھیجا اس نے اس کے متعلق جھوٹ بولنے والوں کی ایک جماعت پکڑ کر مامون کے پاس بھیج دی۔

اسی زمانہ میں مامون نے دو بدعتیں ایجاد کیں:

(۱)...... قرآن اللہ کی مخلوق ہے۔

(۲)...... آپ ﷺ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل الناس ہیں۔

یہ دونوں اس کے بہت بڑے جرم تھے جس کی وجہ سے اس نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسد بن موسیٰ، حسن بن جعفر، ضحاک بن مخلد، ابو مغیرہ عبدالقدوس بن حجاج الشافعی الدمشقی شیخ البخاری اور محمد بن یونس الفریابی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۱۳ھ

اسی سال عبدالسلام اور ابن جلیس نے بغاوت کر کے دیار مصر پر قبضہ کر لیا قیسیہ اور یمانیہ کی ایک جماعت اس کی پیروکار بن گئی مامون نے اپنے بھائی ابو اسحاق کو شام کا نائب بنایا اپنے لڑکے عباس کو جزیرہ، ثغور، عواصم کا نائب بنادیا ان میں سے ہر ایک کو اور عبداللہ بن طاہر کو ایک کروڑ پچاس لاکھ دینار دیئے آج سے قبل اس نے کبھی اتنی سخاوت نہیں کی۔ اس نے ان تینوں کو تین کروڑ پچاس لاکھ دینار دیئے۔

اس زمانہ میں غسان بن عباد کو سندھ کا والی مقرر کیا گیا اسی سال گزشتہ سال کے امیر نے لوگوں کو حج کرایا اسی سال عبداللہ بن داؤد جرینی، عبداللہ بن یزید مقری، مصری اور عبداللہ بن موسیٰ عمرو بن ابی سلمہ دمشقی نے اسی سال وفات پائی۔

ابن خلکان نے بعض کا قول نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن ماہان الندیم، ابوالعتاہیہ، ابو عمرو شیبانی نحوی نے ایک ہی روز وفات پائی لیکن صحیح یہ ہے کہ ابراہیم ندیم نے ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔

سہیلی کا قول ہے ابن اسحاق سے سیرۃ کے راوی عبدالملک بن ہشام نے اسی سال وفات پائی لیکن ان کی وفات کے بارے میں صحیح قول ۲۱۰ھ کا ہے جیسا کہ ابو سعید یونس نے تاریخ مصر میں اس کی تصریح کی ہے۔

عکوک شاعر کے حالات ...... ابوالحسن بن علی بن جبلہ الخراسانی ملقب بہ عکوک عکوس غلام اور مادرزاد نابینا تھے بعض کا قول ہے کہ سات سال کی عمر میں انہیں چیچک کی بیماری لگ گئی تھی سیاہ فام ابرص تھا فی البدیہہ شاعر فصیح و بلیغ تھا جاحظ اور بعد کے لوگوں نے اشعار کی وجہ سے اس کی تعریف کی جاحظ کا قول ہے کہ میں نے کسی بدوی شہری کو عکوک سے اچھا شعر کہنے والا نہیں دیکھا اس کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں:

(۱)...... میرا باپ قربان ہو اس پر جس نے خفیہ طور پر ہر ایک سے محتاط ہو کر گھبرا کر میری زیارت کی۔

(۲)...... اس ملاقاتی کے حسن نے اس کی چغلی کی رات روشن چاند کو کیسے چھپا سکتی ہے۔

(۳)...... اس نے خلوت کا انتظام کیا حتیٰ کہ کامیاب ہو گئی قصہ گو کا بھی انتظار کیا حتیٰ کہ وہ سو گیا اس نے اپنی ملاقات میں اپنی جان کو خطرات میں ڈالا پھر وہ سلام کرتے ہی واپس ہو گیا۔

عکوک نے قاسم عجلی کے بارے میں کہا:

(۱)...... دنیا ابی دلف کی جنگ اور موت کے درمیان ہے۔

(۲)...... ابو دلف کے پیٹھ پھیرنے کے بعد دنیا بھی اس کے پیچھے پیٹھ پھیر جائے گی۔

(۳)...... صحراؤں اور شہروں میں رہنے والے تمام عرب۔

(۴)...... اس کے کریمانہ فعل کو حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں۔

جب مامون تک یہ اشعار پہنچے جن میں اس نے ابونواس کا مقابلہ کیا تو مامون نے اسے طلب کیا وہ بھاگ گیا پھر اسے اس کے سامنے حاضر کیا

گیا، مامون نے ڈانٹ کر اسے کہا تو نے قاسم بن عیسیٰ کو ہم پر فوقیت دیدی، اس نے کہا اے امیر آپ تو اہل بیعت میں سے ہیں اللہ نے تمام لوگوں میں سے آپ کو منتخب کر کے عظیم سلطنت عطا کی میں نے تو قاسم کے ہمسروں پر فوقیت دیدی۔ مامون نے کہا تو نے کسی کو نہیں بخشا کیوں کہ تو نے یہ شعر کہا۔ حتیٰ کہ صحراؤں اور شہروں کے تمام عرب لیکن اس کے باوجود میں تیرا قتل حلال نہیں سمجھتا لیکن تیرے شرک و کفر کی وجہ سے جو تو نے عید ذلیل کے بارے میں کہا۔

(۱)..... تو ایام اور زمانہ کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرتا ہے۔

(۲)..... تو نے جس کی طرف بھی نظر اٹھائی اس کے ارزاق و آجال کا فیصلہ کر دیا۔

مامون نے کہا یہ سب اللہ کرتا ہے پھر اس کی زبان نکالنے کا حکم دیا اس کی زبان نکال دی گئی اسی سال اس کی وفات ہوگئی۔ عکوک نے حمید بن عبدالحمید طوسی کی مدح میں دو شعر کہے:

(۱)..... دنیا تو فقط حمید کا نام ہے اس کے احسانات اس کے جسم کے ٹکڑے ہیں۔

(۲)..... حمید کی موت کے بعد دنیا کو سلام ہے۔

حمید کی وفات پر ابوالعاصیہ نے بھی مرثیہ کہا:

(۱)..... اے ابو غانم تیرا صحن وسیع ہے تیری قبر اطراف سے آباد اور مضبوط ہے۔

(۲)..... لیکن انسان کو قبر کی آبادی کیا نفع دے گی جب کہ قبر میں اس کا جسم ٹوٹ رہا ہو۔

ابن خلکان نے عکوک کے عمدہ عمدہ اشعار نقل کئے ہیں اختصار کی وجہ سے ہم نے انہیں چھوڑ دیا۔

واقعات ۲۱۴ھ

اسی سال ۲۶ ربیع الاول ہفتہ کے روز محمد بن حمید اور ملعون بابک خرمی کے درمیان جنگ ہوئی خرمی نے ابن حمید کے متعدد افراد قتل کئے ابن حمید کو بھی قتل کر دیا، باقی ماندہ شکست کھا گئے۔ مامون نے اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن اکثم کو عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجا کہ خراسان اور جبال، آذربائیجان، آرمینیہ اور بابک خرمی کے ساتھ جنگ میں سے ایک کو اختیار کر لو عبداللہ بن طاہر نے خراسان کی نیابت اختیار کی کیوں کہ اسے مضبوط کرنے کی ضرورت اور خوارج کے ظہور کا خوف تھا اسی زمانہ میں ابو اسحاق بن رشید دیار مصر میں داخل ہو کر عبدالسلام اور ابن جلیس سے اسے چھین کر دونوں کو قتل کر دیا۔

سال رواں ہی میں بلال ضبابی نے خروج کیا مامون نے اپنے لڑکے عباس کو امراء کی ایک جماعت کے ہمراہ اس کے مقابلہ میں بھیجا وہ بلال کو قتل کر کے بغداد واپس آ گئے۔

اسی برس مامون نے علی بن ہشام کو جبل، قسم، اصبہان اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا۔

اس سال اسحاق بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔ احمد بن خالد موصلی نے اسی سال وفات پائی۔

احمد بن یوسف بن قاسم بن صبیح ..... ابو جعفر کاتب مامون کے دیوان الرسائل پر افسر مقرر ہوئے ابن عسا کر نے ان کے حالات بیان کئے، ان کے کچھ اشعار نقل کئے:

(۱)..... کبھی انسان کو حیلہ کے بغیر رزق دیا جاتا ہے۔

(۲)..... مجھ پر جب کبھی تونگری یا ناداری آئی تو میں نے الحمد للہ کہا۔

(۳)　جب تو کسی کام پر نعم کہہ دے تو اسے پورا کر، اس لئے کہ نعم آزاد شخص پر ایک قسم کا قرض ہے جس پر پورا اترنا ضروری ہے۔

(۴)..... وگرنہ تو جھوٹ سے بچنے کے لئے کہہ دے کہ میں اس میں حرکت نہیں کروں گا۔

(۵)..... خود اپنا راز ظاہر کر کے دوسروں کو ملامت کرنے والا انسان بے وقوف ہے۔
(۶)..... جب انسان کا سینہ راز چھپانے سے تنگ ہو جائے تو وہ سینہ جس میں وہ امانت رکھتا ہے اس سے بھی زیادہ تنگ ہو جاتا ہے۔
امام احمد کے شیخ حسن بن محمد مروزی، عبداللہ بن حکم مصری اور معاویہ بن عمر نے اسی سال وفات پائی۔

ابو محمد عبداللہ بن اعین بن لیث بن رافع المصری..... امام مالک کو مؤطا سنائی فقہ مالکی پر عبور حاصل کیا، بلاد مصر میں صاحب مرتبہ آدمی تھے، اہل ثروت اور آسودہ حال تھے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب مصر تشریف لائے تو انہیں ایک ہزار دینا پیش کئے دیگر ساتھیوں سے جمع کر کے دو ہزار دینا دیئے یہ محمد بن عبداللہ بن حکم (جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے) کے والد ہیں اسی سال وفات کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پہلو میں آسودہ خاک ہوئے ان کے لڑکے عبدالرحمٰن کو وفات کے بعد والد کی قبر کے پہلو میں قبلہ رخ دفن کیا گیا ابن خلکان کا قول ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے بائیں جانب تین قبریں اور سامنے دو قبریں ہیں۔

واقعات ۲۱۵ھ

اسی سال ماہ محرم میں مامون ایک بڑے لشکر کے ہمراہ رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے بلاد روم گیا بغداد پر اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو نائب بنا دیا تکریت پہنچنے پر محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے اس سے ملاقات کی۔ مامون نے اسے اپنی لڑکی ام الفضل بنت المامون کو لے جانے کی اجازت دیدی کیوں کہ دونوں کا نکاح پہلے ہو چکا تھا۔ چنانچہ وہ اسے لے کر بلاد حجاز چلا گیا ابو اسحاق بن رشید نے موصل پہنچنے سے پہلے اس کا استقبال کیا۔ مامون بڑے لشکر کے ہمراہ جمادی الاولیٰ میں طرطوس میں داخل ہوا وہاں پر اس نے قلعہ فتح کر کے اس کے منہدم کرنے کا حکم دیا پھر اس نے دمشق میں کافی مدت قیام کیا اسی سال عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔
ابو زید انصاری محمد بن مبارک صوری قبیصہ بن عقبہ علی بن حسن شقیق، مکی بن ابراہیم نے اسی سال وفات پائی۔

ابو زید انصاری..... سعید بن اوس بن ثابت البصری اللغوی، ثقہ تھے، بعض کا قول ہے کہ یہ لیلۃ القدر دیکھا کرتے تھے۔
ابو عثمان مازنی کا قول ہے کہ میں نے دیکھا کہ اصمعی نے آ کر ابو زید انصاری کو بوسہ دیا اس کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگے آپ پچاس سال سے ہمارے سردار و آقا ہیں۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ ابو زید نے متعدد کتب تصنیف فرمائیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:
(۱) خلق انسان (۲) کتاب الابل (۳) کتاب المیاہ (۴) کتاب الفرس والترس (۵) اس یا اس کے بعد یا اس سے پہلے سال ایک سو سال کے قریب عمر پا کر آپ نے وفات پائی ابو سلیمان کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

واقعات ۲۱۶ھ

اسی سال روم کے بادشاہ توفیل بن میخائل نے ارض طرطوس میں مسلمانوں کی ایک جماعت پر حملہ کر کے سولہ سو مسلمان قتل کر دیئے مامون کو خط لکھا جس کی ابتداء اس نے اپنے نام سے کی مامون نے اس کا خط پڑھتے ہی دوران سفر سے ہی فوراً بلاد روم پر حملہ کر دیا شام و مصر کے نائب اس کے بھائی ابو اسحاق نے اس کی مصاحبت کی، اس نے بہت سے شہر صلحاً اور جبراً فتح کر لئے، اس کے بھائی نے تین قلعے فتح کئے۔ یحییٰ بن اکثم کو ایک دستہ کے ہمراہ طوانہ کی طرف بھیجا اس نے متعدد شہر فتح کئے ایک جماعت گرفتار کر لی، متعدد قلعے جلا دیئے پھر لشکر کی طرف لوٹ آیا مامون نے بلاد روم میں وسط جمادی الثانی سے نصف شعبان تک قیام کیا اس کے بعد وہ دمشق آ گیا۔
اسی سال عبدوس فہری بلاد مصر پر حملہ کر کے اس پر غالب آ گیا ایک جماعت اس کی پیروکار بن گئی۔ مامون ۱۴ ذی الحجہ بدھ کے روز دمشق سے

دیار مصر روانہ ہوا جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اسی زمانہ میں مامون نے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کو نمازوں کے بعد اللہ اکبر کہنے کا حکم دیا سب سے پہلے یہ چیز جامع بغداد اور رصافہ میں ۱۴ رمضان جمعہ کے روز شروع ہوئی۔ کیونکہ وہ نمازوں کے بعد تین بار اللہ اکبر کہتے تھے پھر انہوں نے باقی نمازوں میں بھی یہ چیزیں شروع کردیں۔ یہ بدعت مامون نے بلا دلیل ایجاد کی کیوں کہ اس سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا لیکن صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں نمازوں کے بعد با آواز بلند ذکر کیا کرتے تھے تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ لوگ فرض نماز سے فارغ ہوگئے۔

اسی وجہ سے علماء کی ایک جماعت کے نزدیک یہ مستحب ہے۔ ابن بطال کا قول ہے مذہب اربعہ میں یہ مستحب نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امام شافعی سے مروی ہے کہ یہ تو اس لئے تھا تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ نمازوں کے بعد ذکر مشروع ہے لیکن معلوم ہونے کے بعد ضرورت نہیں رہی اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نماز جنازہ میں فاتحہ جھراً پڑھتے تھے تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ یہ سنت ہے۔

لیکن جو بدعت مامون کی ایجاد کردہ ہے وہ بدعت سیرت سلف سے نہیں ہے۔

اسی سال سخت سردی پڑی۔

اسی سال گذشتہ سال والے امیر نے لوگوں کو حج کرایا۔ بعض کا قول ہے کہ دوسرے نے کرایا۔

حبان بن ھلال، عبدالملک بن قریب اصمعی اور محمد بن بکار بن ھلال ھوذۃ بن خلیفہ نے اسی سال وفات پائی۔

رشید کی عمزادی اور بیوی زبیدہ...... دختر جعفر ام العزیز بنت جعفر بن المنصور العباسیہ الھاشمیہ القرشیہ یہ بڑی حسین وجمیل اور رشید کو بہت پسند تھی، قبل ازیں ہم رشید کے حالات میں بیان کرچکے ہیں کہ رشید کی اس کے علاوہ بھی بہت سے باندیاں اور بیویاں تھیں۔ اس کا لقب زبیدہ اس وجہ سے ہے کہ بچپن میں اس کا دادا ابو جعفر منصور اسے کھلاتا اور نچاتا تھا سفید رنگ ہونے کی وجہ سے اسے زبیدہ کہہ کر پکارتا تھا۔ اسی نام سے مشہور ہوگئیں ورنہ اصل نام ام العزیز ہے۔ زبیدہ حسین وجمیل فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھی۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ایک حج کے موقع پر زبیدہ نے ساٹھ یوم میں ۵۴ کروڑ خرچ کئے۔ زبیدہ جب مامون کو خلافت پر مبارک باد دینے گئی تو اس سے کہنے لگی میں نے تجھے دیکھنے سے پہلے ہی اپنے کو مبارک باد دیدی اگر میں نے ایک خلیفہ بیٹا کھویا ہے تو اس کے بدلہ میں ایک خلیفہ بیٹا پایا بھی ہے جسے میں نے جنم نہیں دیا جس کے بدلے میں آپ جیسا بیٹا مل جائے اس کا کوئی نقصان نہیں ہوا نہ اس عورت کا لڑکا گم ہوا ہے جس کے ہاتھ آپ سے لبریز ہوں میں باری تعالیٰ سے گم شدہ پر اجر اور بدلے میں تجھ جیسے کی درازئ عمر کا سوال کرتی ہوں۔ زبیدہ نے ۲۱۶ھ میں بغداد میں وفات پائی۔

خطیب نے متعدد طرق سے عبداللہ بن مبارک کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے زبیدہ کی وفات کے بعد اسے خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ نے تجھ سے کیا معاملہ کیا؟ اس نے جواب دیا کہ مکہ کے راستہ میں ایک کدال لگنے سے اللہ نے میری مغفرت فرمادی میں نے پوچھا یہ زردی کس چیز کی ہے اس نے کہا ہمارے درمیان بشر مریسی نامی ایک شخص دفن ہوا۔ دوزخ نے اس پر ایک گرم لمبا سانس لیا جس کی ھیبت سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے یہ زردی اسی گرم سانس کی ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ زبیدہ کی ایک سو باندیاں حافظ قرآن تھیں اس کے علاوہ بعض نے قرآن کا کچھ حصہ پڑھا ہوا تھا بعض محل میں شہد کی مکھیوں کی گونج کی طرح ان کی آواز کی گونج سنتی رہتی تھی۔

بعض کا قول ہے کہ وفات کے بعد کسی نے زبیدہ کو خواب میں دیکھا تو اس سے دنیا میں کی جانے والی نیکیوں کی بابت سوال کیا اس نے جواب دیا کہ ان کا ثواب تو اہل تک پہنچ گیا مجھے تو صرف نماز تہجد نے فائدہ دیا، اسی سال بہت سے حوادثات وامور رونما ہوئے جن کا ذکر طویل ہے۔

واقعات ۲۱۷ھ

اسی سال مامون مصر میں داخل ہو کر عبدوس فہری کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا اس نے اسی وقت اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا اس کے بعد مامون دوبارہ شام آ گیا۔

اسی زمانہ میں مامون سوار ہو کر بلاد روم گیا اس نے ۱۰۰ یوم تک لولوۃ کا محاصرہ کر کے رکھا پھر وہاں سے کوچ کر گیا محاصرہ پر عجیف کو نائب بنایا۔ رومیوں نے اس کو دھوکہ سے گرفتار کر لیا آٹھ یوم تک ان کے نرغہ میں رہ کر ان کو چھوڑ کر بھاگ آیا اور مسلسل محاصرہ جاری رکھا روم کے بادشاہ نے پیچھے سے آ کر اس کے لشکر کا گھراؤ کر لیا مامون کو اس کی اطلاع ملی تو وہ از خود روانہ ہو گیا تو توفیل کو صلح و امان طلب کرنے کے لئے بھیجا لیکن اس نے مامون سے پہلے اپنا نام لکھ دیا مامون نے اس کا بڑا موثر جواب دیا جو زجر و توبیخ پر مشتمل تھا۔ نیز یہ کہ یا تم اسلام قبول کر لو ورنہ ہمارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

اسی سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

حجاج بن منھال، شریح بن نعمان، موسیٰ بن داؤد ضبی نے اسی سال وفات پائی۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

واقعات ۲۱۸ھ

اسی سال جمادی الاولیٰ میں مامون نے اپنے لڑکے عباس کو بلاد روم بھیج کر طوانہ کی از سر نو تعمیر کرنے کا حکم دیا، مامون نے اس کے لئے تمام شہروں سے کاریگر بلائے چنانچہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ مامون نے اسے میل ضرب فی میل بنانے کا حکم دیا۔ اور بتلایا کہ اس کی فصیل تین فرسخ بنائی جائے، اور اس کی تین دروازے بنائے جائیں۔

پہلی آزمائش اور فتنہ کا ذکر...... اسی سال مامون نے بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو حکم دیتے ہوئے خط لکھا کہ خلق قرآن کے مسئلہ میں قاضیوں اور محدثین کی آزمائش کروان کی طرف اسی کی ایک جماعت روانہ کی جائے اس چیز کی ترغیب میں مامون نے اسحاق کو ایک تفصیلی خط لکھا اس کے علاوہ بھی مامون نے خطوط لکھے جن کی تفصیل ابن جریر نے بیان کی۔

خط کا مضمون یہ تھا کہ اس پر دلیل یہ ہے کہ قرآن محدث ہے اور ہر محدث شے مخلوق ہوتی ہے اس دلیل سے محدثین کو کیا متکلمین بھی اتفاق نہیں کرتے وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم بافعال الاختیار یہ مخلوق ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ مخلوق نہیں بلکہ محدث ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے فرمایا:

مایأتیھم من ذکر من ربھم محدث)(ولقد خلقنا کم ثم صور ناکم ثم قلنا للملائکۃ اسجدو الآدم

حضرت آدم کی پیدائش کے بعد اس سے سجدہ کا حکم صادر ہوا۔ لہٰذا کلام قائم بالذات مخلوق نہیں ہوتا اس چیز کے بیان کا مقام دوسرا ہے امام بخاری نے اس پر خلق افعال العباد کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

بہر حال مامون کا خط بغداد پہنچنے کے بعد لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا محدثین کی ایک جماعت نے جو محمد بن سعد کاتب واقدی، ابو مسلم مستملی یزید بن ہارون، یحییٰ بن معین، ابو خیثمہ، زہیر بن حرب اسماعیل بن ابی مسعود، احمد بن دورقی پر مشتمل تھی۔ مامون کے پاس رقہ بھیجا، مامون نے خلق قرآن کے مسئلہ پر ان کا امتحان لیا انہوں نے بادل نخواستہ مامون کی رائے سے اتفاق کیا مامون نے انہیں واپس بغداد بھیج دیا اسحاق نے فقہاء کے درمیان ان کے مؤقف کی اشاعت کا حکم دیا علاوہ ازیں اسحاق نے مشائخ حدیث، فقہاء، ائمہ مساجد کی ایک جماعت کو مدعو کر کے ان محدثین کے موقف سے انہیں آگاہ کیا انہوں نے بھی ان کی رائے سے اتفاق کیا جس کی وجہ سے لوگوں میں ایک بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر مامون نے اسحاق کو خلق قرآن کے مسئلہ پر بلاتحقیق اور لاحاصل دلائل قائم کرتے ہوئے ایک دوسرا خط لکھا حالاں کہ وہ مشابہ دلائل ہیں اور اس نے قرآن کریم سے آیات بھی بیان کیں جو اس پر حجت ہیں ابن جریر نے یہ سب کچھ بیان کیا نیز مامون نے اسحاق کو حکم دیا کہ وہ اس کی طرف اور خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف لوگوں کو دعوت دے۔

خط کے پہنچنے کے بعد ابواسحاق نے بڑے بڑے ائمہ کی ایک جماعت بلوائی جس میں امام احمد بن حنبل، قتیبہ، ابوحیان زیادی بشیر بن ولید کندی، علی بن ابی مقاتل، سعدویہ واسطی دیگر بہت سے ائمہ شامل تھے سب سے پہلے ابواسحاق نے ان کے سامنے مامون کا خط پیش کیا جب وہ اس کو پڑھا کر فارغ ہو گئے تو اسحاق نے بشر بن ولید سے خلق قرآن کے مسئلہ پر ان کی رائے معلوم کی انہوں نے جواب دیا قرآن اللہ کا کلام ہے اس نے کہا میں نے تم سے یہ سوال نہیں کیا میں نے قرآن کے مخلوق ہونے کے بارے میں سوال کیا ہے انہوں نے جواب دیا قرآن خلق نہیں اسحاق نے کہا یہ بھی میرا سوال نہیں پھر بشر نے جواب دیا اس کے علاوہ کیا ہی اچھا ہے بار بار اسی پر اصرار کیا، پھر اسحاق نے اس سے پوچھا کیا آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس سے پہلے اور بعد کوئی نہیں وہ اپنی مخلوق سے کسی بھی وجہ اور مفہوم سے مشابہت نہیں رکھتا بشر نے جواب دیا صحیح ہے، کاتب کو اس کے جواب لکھنے کا حکم دیا اس نے جواب لکھ دیا پھر اسحاق نے باری باری سب سے یہ ہی سوال کیا اکثر نے نفی میں جواب دیا، جب کوئی نفی میں جواب دیتا تو ابواسحاق اس سے وہی سوال کرتا جو اس نے بشر سے کیا جب امام احمد بن حنبل کی باری آئی تو آپ نے فرمایا قرآن اللہ کا کلام ہے میں اس کے علاوہ کچھ نہیں کہتا اسحاق نے ان سے بشر والا سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا۔(**لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر**) اس پر ایک معتزلی نے کہا امام کہہ رہے ہیں کہ اللہ کان سے سنتا ہے اور آنکھ سے دیکھتا ہے اسحاق نے امام احمد سے پوچھا سمیع، بصیر سے آپ کی مراد کیا ہے، انہوں نے جواب دیا اس سے میری مراد وہی ہے جو اللہ کی مراد ہے اور اللہ کی شان وہی ہے جیسے خود اس نے اپنی تعریف کی میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔

اسحاق نے سب کے جوابات لکھ کر مامون کے پاس بھیج دیئے، حاضرین میں بعض نے بادل نخواستہ خلق قرآن کے بابت اثبات میں جواب دیا کیوں کہ انکار کرنے والے کو اس کی ملازمت سے معزول کر دیا جاتا اگر بیت المال سے اس کا رسد جاری ہوتا تو اس کا رسد بند کر دیا جاتا، مفتی کو فتویٰ سے منع کر دیا جاتا۔ شیخ الحدیث کو حدیث بیان کرنے سے روک دیا جاتا تھا۔ لوگوں پر ایک بڑا فتنہ سخت آزمائش عظیم مصیبت آن پڑی۔

فصل

قوم کے جوابات موصول ہونے کے بعد مامون نے اسحاق کو اس کی تعریف کرتے ہوئے خط لکھا ہر ایک کا جواب بھی اس نے واپس کر دیا۔ مامون نے اسحاق کو ایک بار اور لوگوں کی آزمائش کا حکم دیا۔ نیز یہ کہ اثبات میں جواب دینے والوں کے جواب کی عوام میں اشاعت کی جائے، نفی میں جواب دینے والوں کو بیڑیاں ڈال کر محافظوں کے پہرہ میں مامون کے لشکر کی فوج کے پاس بھیج دیا جائے پھر میں ان کے متعلق کوئی رائے قائم کروں گا نفی میں جواب دینے والوں کی بابت میری رائے گردن اڑانے کی ہے۔

چنانچہ اسحاق نے مجلس منعقد کی ان لوگوں کو بلوایا ان میں سے بشر بن ولید کندی کے دوست ابراہیم بن مہدی بھی تھے مامون نے ان دونوں کے بابت حکم دیا تھا کہ اگر یہ نفی میں جواب دیں تو اسی وقت انہیں قتل کر دیا جائے جو ابواسحاق نے ان سے خلق قرآن کے بارے میں سوال کیا تو چار کے علاوہ سب نے قرآن کی اس آیت (**الامن اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان**) سے تاویل کرتے ہوئے اثبات میں جواب دیا۔

وہ چار امام احمد بن حنبل، محمد بن نوح، حسن بن حماد سجادہ، عبیداللہ بن عمر قواریری تھے۔ اسحاق نے انہیں بیڑیاں ڈال کر مامون کے پاس بھیجنے کے لئے تیار کیا پھر دوسرے روز ان سے دوبارہ سوال کیا تو سجادہ نے اپنا موقف تبدیل کر دیا پھر تیسرے روز سوال کیا تو قواریری کا موقف تبدیل ہو گیا۔ صرف دو حضرات احمد بن حنبل، محمد بن نوح اپنے موقف پر جمے رہے۔ اسحاق نے دونوں کو مضبوط بیڑیاں ڈال کر طرطوس خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔ مامون کے نام ایک خط بھیج لکھا امام احمد بن حنبل راستہ میں دعا کرتے رہے اے اللہ ہم دونوں اور مامون کو جمع نہ کرنا ہم دونوں کے پہنچنے سے پہلے

ہی اسے دنیا سے اٹھا لیجئے۔

پھر مامون نے اسحاق کو دوسرا خط لکھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ لوگوں نے بادل نخواستہ قرآن کی اس آیت (**الامن اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان**) سے تاویل کر کے اثبات میں جواب دیا انہوں نے تاویل کر کے سخت غلطی کی اس لئے سب کو میرے پاس بھیج دو، اسحاق نے سب کو بلوا کر مامون کے پاس طرطوس بھیج دیا لیکن راستہ ہی میں لوگوں کو مامون کی موت کی اطلاع مل گئی جس کی وجہ سے انہیں رقہ لے جایا گیا پھر سب کو بغداد جانے کی اجازت مل گئی۔ امام احمد اور ابن نوح کو سب سے پہلے مامون کے پاس بھیجا گیا لیکن اس کے باوجود مامون سے ملاقات نہیں ہوئی بلکہ اللہ نے اپنے بندہ اور ولی احمد بن حنبل کی دعا قبول کرتے ہوئے ان کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی مامون کو موت دیدی اور وہ بغداد واپس آ گئے اور عنقریب معتصم بن الرشید کی حکومت کے آغاز میں وہ سب قبیح واقعات مکمل طور پر بیان ہوں گے جو انہیں پیش آئے اور اس بارے میں بقیہ مکمل گفتگو امام احمد کی وفات کے موقع پر جو ۲۴۱ھ میں ہوئی بیان ہوگی۔

عبداللہ المامون ...... بن ہارون الرشید العباسی القرشی الھاشمی ابوجعفر، امیر المومنین ان کی والدہ ام ولد تھی جنہیں مراجل بلادعیینہ کہا جاتا تھا مامون کی ولادت ۱۷۰ھ میں ماہ ربیع الاول میں ان کے چچا ھادی کی وفات اور ان کے والد ہارون الرشید کی خلافت جمعہ کی رات ہوئی جیسا کہ گزر چکا ہے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ مامون نے اپنے والد، ہاشم بن بشیر ابومعاویہ ضریر یوسف بن قطبہ، عباد بن عوام اسماعیل بن علیہ، حجاج بن محمد اعور سے احادیث روایت کی ان سے عمر کے لحاظ سے بڑے ابوخذیفہ اسحاق بن بشر، یحییٰ بن اکثم قاضی ان کے لڑکے فضل بن مامون، معمر بن شبیب، ابویوسف قاضی، جعفر بن ابی عثمان الطیالسی احمد بن الحارث الشعی، عمر بن مرہ عبداللہ بن طاہر بن حسین، محمد بن ابراہیم السلمی، دعبل بن علی الخزاعی نے روایت کی۔

راوی کا قول ہے کہ مامون کئی بار دمشق آیا ایک عرصہ تک اس نے وہاں قیام کیا۔

ابن عساکر نے ابوالقاسم بغوی کے طریق سے احمد بن ابراہیم موصلی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے مامون سے شماسیہ میں سنا اس نے دوڑ لگوائی پھر لوگوں کے اژدحام دیکھنے لگا اور یحییٰ بن اکثم سے اژدحام کے بارے میں پوچھنے لگا پھر اس نے کہا ہم سے یوسف بن عطیہ نے عن ثابت عن انس آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے ان میں سے سب سے زیادہ لوگوں کو نفع بخش شخص اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے ابوبکر المنا یحی نے عن حسین بن احمد مالکی عن یحییٰ بن اکثم القاضی عن الماعون عن ھیشم عن منصور عن الحسن عن ابی بکرہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے اور جعفر بن ابی عثمان الطیالسی کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ جعفر نے نماز عصر عرفہ کے روز مامون کی اقتداء میں ادا کی۔ سلام کے بعد لوگوں نے تکبیر کہنا شروع کر دی مامون نے کہا اے کمینوں! تکبیر کل ہے جو ابی القاسم کی سنت ہے چنانچہ کل آئندہ منبر پر چڑھ کر اس نے تکبیر کہی پھر کہا ہم سے ہشم بن بشیر نے ابن شبرمہ کے واسطہ سے عن الشعی عن البراء بن عازب عن ابی بردۃ بن دینار آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ نماز میں عید سے قبل قربانی کرنے والے نے اپنے گھر والوں کے لئے گوشت مقدم کیا۔ نماز عید کے بعد ذبح کرنے والے نے سنت کی پیروی کی۔

اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلاً اللھم اصلحنی و استصلحنی و اصلح علی یدی.

مامون ۲۶ محرم ۱۹۸ھ کو اپنے بھائی کے قتل کے بعد خلیفہ بنا۔ ۲۰ سال ۵ ماہ اس کی خلافت کا زمانہ ہے اس میں کچھ شیعت اعتزال، جہالت تھی اس نے ۲۰۱ھ میں علی الرضی بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کو اپنے بعد ولی عہد بنایا تھا۔ سیاہ لباس ختم کر کے سبز لباس پہنایا تھا جیسا کہ گزر چکا ہے۔ بغدادی غیر بغدادی عباسیوں پر یہ بات گراں گزری تھی۔ انہوں نے مامون کی بیعت ختم کر کے ابراہیم بن مہدی کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر مامون نے ان پر غلبہ حاصل کر کے اپنی خلافت مستحکم کر لی تھی مامون معتزلی تھا اس لئے کہ مامون نے ایک جماعت (جس میں بسر بن غیاث مریسی بھی تھا) سے ملاقات کی تھی پھر انہوں نے اسے دھوکہ دیدیا لیکن مامون نے ان سے باطل مذہب حاصل کر لیا۔ مامون علم سے محبت کرتا تھا لیکن اسے اس میں بصیرت حاصل نہیں تھی اس وجہ سے باطل مذہب اس میں داخل ہو کر راسخ ہو گیا تھا

اس نے لوگوں کو اس کی دعوت دی اور زبردستی لوگوں کو اس میں داخل کیا یہ اس کے آخری دور کا واقعہ ہے۔

ابن ابی الدنیا کا قول ہے مامون سفید رنگ میانہ قد، خوبرو، سر کے بال کھچڑی جس پر زردی غالب تھی آنکھیں بڑی بڑی باریک طویل ڈاڑھی اور تنگ جبین تھا اس کے رخسار پر تل کا نشان تھا اس کی والدہ ام ولد تھی، جسے مراجل کہا جاتا تھا۔ خطیب نے قاسم بن محمد بن عباد کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان اور مامون کے علاوہ کوئی خلیفہ حافظ قران نہیں تھا لیکن یہ غریب ہے اس لئے کہ خلفاء کی ایک تعداد حافظ قرآن تھی۔

مورخین کا قول ہے کہ مامون کا ماہ رمضان میں ۳۳ ختم القرآن کا معمول تھا ایک روز مامون املاء حدیث کے لئے فروکش ہوا اس کے اردگرد قاضی یحییٰ بن اکثم اور ایک بڑی جماعت بیٹھ گئی۔ مامون نے انہیں حافظ سے ۱۳۰ احادیث لکھوائیں، مامون کو فقہ، علم طب، شعر، فرائض، کلام، نحو، غرائب نحو، غرائب حدیث، علم نجوم میں مہارت حاصل تھی۔ اور مامونی اس کی طرف منسوب ہوتی ہے اس نے اس سنجار کو میدان میں رکھ کر درجہ کی مقدار کی جانچ کی تو اس کے اور اوائل فقہاء کے عمل میں اختلاف ہو گیا ابن عساکر نے روایت کیا کہ ایک روز مامون کے سامنے علماء اور امراء کی مجلس لگی ہوئی تھی ایک عورت ظلم کی شکایت لے کر آئی اس نے بتایا کہ اس کے بھائی کی وفات ہو گئی ہے اس نے ترکہ میں ۶۰۰ دینار چھوڑے ہیں مجھے ان میں سے صرف ایک دینار ملا ہے مامون نے فی الفور کہا تجھے تیرا حق مل چکا ہے کیوں کہ تیرے بھائی نے دولڑکی، والدہ، بیوی، بارہ بھائی ایک بہن چھوڑی ہے اس نے کہا بالکل صحیح کہا آپ نے مامون نے کہا دولڑکیوں کو دوثلث یعنی چار سو درہم مل گئے، والدہ کو سدس ۱۰۰ دینار مل گئے بیوی کو ثمن ۷۵ دینار مل گئے ہر بھائی کو دو دو دینار مل گئے اس کے بعد صرف ایک درہم بچا وہ تجھے مل گیا۔ علماء اس کی حاضری جوابی اور تیز ذہن پر انگشت بدنداں رہ گئے یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ایک شاعر مامون کے پاس آیا اس نے اس کے بارے میں ایک اہم شعر کہا تھا جب اس نے وہ شعر مامون کو سنایا تو اس نے اس سے کوئی خاص اثر نہیں لیا اور وہ شاعر خالی ہاتھ مامون کے دربار سے چلا گیا اس شاعر کی دوسرے شاعر سے ملاقات ہوئی تو اس نے اس سے کہا کہ میں تجھے ایک تعجب کن بات بتاؤں میں نے مامون کو یہ شعر سنایا اس نے سر بھی اٹھا کر نہیں دیکھا اس نے اس شعر کے بارے میں پوچھا میں نے کہا یہ شعر ہے مامون امام الھدی دین میں مشغول اور دیگر لوگ دنیا میں مشغول ہیں۔ اس نے کہا تو نے زیادہ سے زیادہ اس شعر کے ذریعے مامون کو محراب کا بوڑھا بنا دیا، تو نے اس کے بارے میں جریر کے عبدالعزیز بن مروان کے بارے میں کہنے کی طرح کیوں نہیں کہا۔

(۱) نہ وہ دنیا میں اپنا حصہ ضائع کرنے والا نہ دنیا کے ملنے پر دین سے اعراض کرنے والا ہے۔

مامون نے ایک روز اپنے ایک ہم نشین سے کہا دو شعر ہیں جن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۱)...... ابونواس کا یہ شعر، جب عاقل دنیا کی جانچ پڑتال کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ دوست کے لباس میں دشمن ہے۔

(۲)...... شریح کا قول ہے کہ دنیا کے سامنے ملامت ہیچ ہے اسے ملامت کرنے والا اس کی دوستی کا طلب گار ہے۔

مامون کا قول ہے ایک روز میں بھیڑ کی وجہ سے عوام سے جا ملا میں نے بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس ایک شخص دیکھا جو میری طرف مجھ پر رحم کرنے والے شخص کی طرح یا مجھ پر تعجب کرنے والے کی طرح دیکھ رہا تھا اس نے ایک شعر کہا:

(۱)...... میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سال صحیح سلامت گزرنے کے بعد ہر مغرور شخص کو اس کا نفس آئندہ سال کے بارے میں امیدیں دلاتا ہے۔

یحییٰ بن اکثم کا قول ہے میں نے مامون کو عید کے روز لوگوں کو خطبہ دیتے سنا اس نے حمد وصلاۃ کے بعد کہا اے لوگو دارین کا معاملہ عظیم تر ہو گیا، عالمین کی جزا مرتفع ہو گئی، فریقین کی مدت دراز ہو گئی۔ واللہ وہ سنجیدگی اور حق کے لئے ہے نہ کہ لہو ولعب اور جھوٹ کے لئے۔ وہ موت، بعث موت حساب وکتاب، میزان، پل صراط پھر ثواب وعذاب ہے۔ اس روز کامیاب شخص ہی اصل کامیاب ہے اس روز ناکام شخص اصل ناکام ہے ساری خیر جنت اور ساری برائی دوزخ میں ہے۔

ابن عساکر نے نضر بن شمیل کا قول نقل کیا ہے کہ میں مامون کے پاس گیا اس نے مجھ سے خیریت دریافت کرنے کے بعد تاخیر کے بارے میں پوچھا میں نے کہا جو دین بادشاہوں کی موافقت کرنے والا ہو اس سے وہ اپنی دنیا حاصل کرتے ہیں، ان کا دین خراب کرتے ہیں اس نے میری تصدیق کی، پھر اس نے مجھے کہا آج صبح میں نے جو کہا وہ تمہیں معلوم ہے میں نے کہا مجھے غیب کا علم نہیں اس نے کہا آج میں نے یہ اشعار کہے:

(۱)......میں نے اس دین پر صبح کی جس پر میں عامل ہوں کل میں اس کے بارے میں معذرت نہیں کروں گا۔
(۲)......میں نبی کے بعد حضرت علی سے محبت کرتا ہوں نیز شیخین کو گالی نہیں دیتا۔
(۳)......پھر ابن عفان ابرار کے ساتھ جنت میں ہے یہ مقتول بڑا صابر ہے۔
(۴)......میں طلحہ زبیر پر سب وشتم نہیں کرتا اگر چہ کہنے والا کہے کہ انہوں نے دھوکہ کیا۔
(۵)......میں حضرت عائشہ کو بھی گالیاں نہیں دیتا ان پر افتراء کرنے والوں کی افتراء سے بری ہوں یہ دوسرے مرتبہ کے شیعوں کا مذہب ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صحابہ پر ترجیح دی جاتی ہے۔سلف کی ایک جماعت اور دار قطنی کا قول ہے کہ علی کو عثمان پر فضیلت دینے والے نے مہاجرین وانصار کو تکلیف دی۔یعنی ان کے تین روز کے اجتہاد کو پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوقیت پر اتفاق کیا اس کے بعد شیعوں کے ہاں سولہ مراتب ہیں جیسا کہ کتاب بلاغ الاکبر اور ناموس الاعظم کے مصنف نے بیان کیا۔ یہ کتاب اس کو اکفر الکفر تک پہنچانے والی ہے۔

ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص شیخین پر مجھے فضیلت دیتے ہوئے میرے پاس پکڑ کر لایا گیا تو میں اس پر افتراء کی حد جاری کروں گا۔ نیز آپ سے تواتراً منقول ہے کہ آپ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں مامون نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک مخالفت کر دی۔اس کے علاوہ مامون نے ایک اور بدعت بھی ایجاد کی اور وہ خلق قرآن کا مسئلہ ہے اس کے علاوہ بھی مامون شراب نوشی وغیرہ و دیگر ناپسندیدہ افعال میں منہمک رہتا تھا لیکن وہ جنگ کرنے ،رومیوں کا محاصرہ کرنے ان کے مردوں کا قتل کرنے ،ان کی عورتوں کو گرفتار کرنے کے لحاظ سے بڑا بہادر اور جری تھا، کہا کرتا تھا عمرو بن عبد العزیز اور عبد الملک کے لئے حاجب تھا میں خود اپنے نفس کا حاجب ہوں وہ خود عدل کا متلاشی ہے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا تھا۔

ایک روز اس کے پاس ایک عورت مقدمہ لے کر آئی اس کا لڑکا عباس اس کے پاس کھڑا ہوا تھا مامون نے دربان کو حکم دیا اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مامون کے سامنے بٹھا دیا۔عورت نے اس کے لڑکے عباس پر دعویٰ کیا کہ اس نے اس کی جاگیر چھین کر اس پر قبضہ کیا ہے کچھ دیر دونوں کا آپس میں مناظرہ ہوا جس میں عورت سے بلند آواز میں بولنا شروع کر دیا حاضرین میں سے بعض نے اسے ڈانٹا۔مامون نے اسے منع کرتے ہوئے کہا کہ حق نے اس عورت کو بلوایا ہے، باطل نے اس کے لڑکے کو خاموش کروایا پھر مامون نے اس عورت کے حق میں فیصلہ کیا مامون نے اپنے لڑکے عباس پر دس ہزار کا تاوان لازم کیا۔

مامون نے ایک امیر کو لکھا کہ تیرے گھر کا سونے چاندی سے بھرنا اور تیرے قرض خواہ کا برہنہ ہونا تیرے پڑوسی کا ضرورت مند ہونا فقیر کا بھوکا ہونا جوان مردی نہیں۔

مامون نے ایک شخص کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کے قتل پر قسم اٹھالی اس نے مامون سے نرمی کی درخواست کرتے ہوئے کہا اے امیر نرمی نصف عفو ہے۔مامون نے کہا تو ہلاک ہو جائے میں تو تیرے قتل پر قسم اٹھا چکا ہوں اس نے کہا،امیر آپ کا حانث ہو کر اللہ سے ملاقات کرنا قاتل بن کر ملاقات کرنے سے بہتر ہے۔

مامون کہا کرتا تھا کاش آل جرائم کو معلوم ہو جاتا کہ میرا مذہب عفو ہے حتیٰ کہ ان کا خوف جاتا رہتا ہے ان کے قلوب خوش ہو جاتے ہیں۔

ایک روز مامون فائر سپ میں سوار ہوا اس نے ملاح کو کہتے سنا تم مامون کو دیکھتے ہو وہ میری نظر میں شریف بنتا ہے حالاں کہ وہ اپنے بھائی امین کا قاتل ہے،مامون نے مسکرا کر کہا تم مجھے کوئی حلیہ بتادو تا کہ میں اس کی نظروں میں جلیل القدر بن جاؤں۔

ھدبہ بن خالد مامون کے پاس ناشتہ کے لئے آیا دستر خوان اٹھنے کے وقت وہ اس کے نیچے سے اچھی اچھی چیزیں اٹھا کر کھا رہا تھا مامون نے اس سے پوچھا تو اب تک سیر نہیں ہوا۔اس نے جواب میں آپ ﷺ کی حدیث سنائی کہ دستر خوان کے نیچے سے چیزیں اٹھا کر کھانے والے شخص سے فقر دور کر دیا جائے گا مامون نے اسے ایک ہزار دینار دیئے۔

ابن عساکر نے روایت کیا ایک روز مامون نے محمد بن عباد بن ملھب سے کہا اے ابو عبداللہ میں تجھے متفرق طور پر تین کروڑ دے چکا ہوں اب

میں تجھے ایک دینار دوں گا اس نے کہا اے امیر موجود کا منع معبود کے بارے میں سوءظن رکھنا ہے اس نے کہا اے ابوعبداللہ! تو نے عمدہ جواب دیا، پھر مامون نے اس کے لئے تین کروڑ کا حکم دیا۔

جب مامون نے بوران کو گھر لانے کا ارادہ کیا تو لوگ اس کے والد کو نفیس چیزیں ہدیہ میں دینے لگے ان میں سے ایک ادیب نے اسے نمک سے بھرا ہوا ایک توشہ دان دیا، ایک دوسرا توشہ دان بھی دیا جس میں عمدہ گھاس تھی اس نے اسے لکھا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تو احسانات کا صحیفہ الٹ دے اور وہ میرے ذکر سے خالی ہو میں نے اس کی برکت کی وجہ سے تیری طرف بھیجنے کا آغاز کیا اور اس کی اچھائی اور نظافت کی وجہ سے اس پر اس کا خاتمہ کیا اور اسے یہ اشعار لکھے:۔

(۱)...... میرا سامان میری خواہش سے کم اور میری خواہش میرے مال سے عاجز۔

(۲)...... مجھ جیسے لوگوں کی طرف سے نمک اور گھاس بہترین تحفہ ہے۔

جب اس کا تحفہ حسن بن سھل کے پاس پہنچا تو اس نے اسے پسند کیا اور دونوں توشہ دانوں کو سونے سے بھرنے کا حکم دیا۔ پھر وہ دونوں اس ادیب کے پاس بھیج دیئے۔

مامون کے ہاں لڑکے کی ولادت پر لوگوں نے اسے مختلف قسم کی مبارک باد دی، ایک شاعر نے مبارک باد دیتے ہوئے یہ اشعار کہے:

(۱)...... اللہ تیری حیاتی دراز کرے حتیٰ کہ تو اسے اپنے جیسا بزرگ دیکھ لے۔

(۲)...... پھر لوگ تجھ پر فدا ہونے کی طرح اس پر بھی فدا ہوں گے۔ گویا جب وہ ظاہر ہو تو لوگوں کو ایسا معلوم ہوا جیسے مامون ظاہر ہوا

(۳)...... وہ قد وقامت میں تیری مثل ہے اور اپنی بزرگی سے مردیافتہ اور حملہ کرنے والا ہو۔

مامون نے اس کے لئے دس ہزار درہم کا حکم دیا۔ مامون دمشق میں قیام کے دوران ایک بار مفلس ہو گیا تھا تو اس کے پاس بہت سا مال آیا اس نے اپنے بھائی معتصم سے بھی اس کی شکایت کی جس کی وجہ سے اس کے پاس خراسان سے تیس کروڑ درہم آئے وہ ان کی نمائش کے لئے نکلا، کجاوں اور انٹوں کو بجایا گیا اس کے ساتھ یحییٰ بن اکثم قاضی بھی تھا۔ مامون جب شہر میں داخل ہوا تو کہنے لگا ہم مال جمع کریں اور لوگ انتظار میں ہوں مناسب نہیں، اس کے پاؤں رکاب میں ہی تھے کہ اس نے ۲۷ کروڑ درہم تقسیم کئے مامون کے عمدہ اشعار میں سے دو شعر یہ ہیں۔

(۱)...... میری زبان اسرار کو چھپانے والی ہے اور میرے آنسو میرے رازوں کی چغلی کھانے والے ہیں اور اسے شہرت دینے والے ہیں۔

(۲)...... اگر آنسو نہ ہوتے تو میں عشق کو چھپالیتا، اگر عشق نہ ہوتا تو میرے آنسو نہ ہوتے۔

ایک رات مامون نے ایک خادم کے ذریعے ایک باندی بلائی خادم نے دیر کر دی کیوں کہ باندی نے کہا جب تک مامون خود لینے کے لئے نہیں آئے گا میں نہیں جاؤں گی، مامون نے یہ اشعار پڑھے:

(۱)...... میں نے تجھے اشتیاق کے ساتھ بھیجا حتیٰ کہ تو دیکھنے میں کامیاب ہو گیا تو مجھے بھول گیا حتیٰ کہ میں نے تیرے بابت سوءظن کیا۔

(۲)...... تو نے میری معشوقہ سے سرگوشی کی تو دور کرنے والا تھا کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تیرے قرب سے کونسی چیز بے نیاز کرنے والی ہے۔

(۳)...... تو نے اس کے چہرہ کے محاسن کا بار بار مشاہدہ کیا، تو نے اس کے نغموں کے سننے سے اپنے کانوں کو شادکام کیا میں اس کے چہرہ کا اثر تیری آنکھوں میں واضح طور پر دیکھ رہا ہوں بلاشبہ تیری آنکھوں نے اس کی آنکھوں سے حسن چوری کیا۔

جب مامون نے تشیع اور اعتزال کی بدعت ایجاد کی تو اس سے بشر مدیسی بہت خوش ہوا، بشر مامون کا شیخ تھا اس نے اشعار کہے:

(۱)...... ہمارے آقا اور سردار سے وہی بات کہی جاتی ہے، کتب میں تصدیق پائی جاتی ہے۔

(۲)...... بلاشبہ حضرت علی بنی ھادی کے بعد اس شخص سے افضل ہیں جس کے پاس اونٹنیاں پہنچتی ہیں۔

(۳)...... ہمارے لئے اعمال ہیں اور قرآن مخلوق ہے۔

اہل سنت میں سے ایک شاعر نے اس کے جواب میں درج ذیل اشعار کہے

(۱) اے لوگو! اللہ کے کلام کو مخلوق کہنے والے کا کوئی قول وعمل نہیں (۲) یہ بنی ابوبکر میں سے کسی نے نہیں کہی (۳) اس کا قائل رسول پر افتراء

کرنے والا اور عنداللہ زندیق ہے (۴) بشر نے اس کے ذریعہ ان کا دین مٹانے کا ارادہ کیا حالاں کہ ان کا دین ختم ہونے والا ہے (۵) اے لوگو تمہارے خلیفہ کی عقل کو بیڑیاں پڑ گئیں اور وہ طوقوں سے جکڑا ہوا ہے۔

بشر نے مامون کو کہا اس شاعر کو آپ تادیب کریں اس نے کہا تو ہلاک ہوا گر یہ فقیہ ہوتا تو میں اس کو تادیب کرتا یہ تو شاعر ہے میں اسے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جب مامون نے طرطوس کے آخری سفر میں جنگ کے لئے تیاری کی تو اپنی خاص محبوبہ باندی کو بلوایا مامون نے اسے آخری عمر میں خریدا تھا مامون نے اسے گلے سے لگایا تو وہ رو کر کہنے لگی اے امیر آپ نے اس سفر کے ذریعے مجھے قتل کر دیا، پھر اس نے یہ اشعار پڑھے

(۱)...... میں مضطر کی طرح تیرے لئے دعا گو ہوں رب سے جو دعا کا بدلہ دیتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے، شاید اس جنگ میں تیری کفایت کرے اور قلوب کے خوش ہونے کی طرح ہمیں دوبارجمع کرے، مامون نے اسے گلے لگا کر یہ اشعار پڑھے۔

(۱)...... جب اس کے آنسو اس کے سرمہ کو صاف کرتے ہیں اس کے حسن کا کیا کہنا جب وہ انگلیوں سے آنسو صاف کرتی ہے اس وقت بھی اس کے حسن کے کیا کہنے۔

(۲)...... صبح اس نے ناراضگی میں کہا تو نے مجھے قتل کر دیا، حالاں کہ وہ اپنے اس قول کے ذریعے قتل کر رہی تھی۔ پھر مامون نے مسرور کو اس کی واپسی تک اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کا حکم دیا۔ پھر مامون نے کہا میرا حال تو اخطل کے شعر کی طرح ہے۔

وہ ایسے لوگ ہیں کہ جنگ کے وقت اپنے تہبند کس لیتے ہیں اور عورتوں کے پاس نہیں جاتے خواہ وہ طہر کی حالت میں راتیں گزار دیں، پھر مامون اسے الوداع کہتا ہوا روانہ ہو گیا باندی اس کی غیر موجودگی میں بیمار ہو گئی اور مامون بھی اس کی غیر موجودگی میں فوت ہو گیا جب باندی کو اس کی وفات کی خبر پہنچی تو اس نے ایک لمبی آہ بھری اور اس کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا اور وہ اسی حالت میں کہنے لگی۔

(۱)...... بلاشبہ زمانہ نے ہمیں صلاوۃ کے بعد مرارت کے جام پلائے اس نے ہمیں سیراب کر دیا۔

(۲)...... ایک مرتبہ اس نے ہمیں ہنسایا پھر رلایا۔

(۳)...... اللہ کی قضا اور دنیا کی نیرنگی ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

(۴)...... دنیا نے ہمیں دوستی اور غم پر ہمیشہ قائم نہ رہنے والے تفرقات دکھائے۔

(۵)...... ہم اس میں ہمیشہ قائم رہنے کی نیت سے زندگی گزارتے ہیں اور وہ ہمارے مردوں پر نہیں روتے۔

۲۱۸ھ ۱۷ رجب جمعرات کے روز ظہر کے وقت یا عصر کے بعد ۴۸ سال کی عمر میں مامون نے وفات پائی اس کی مدت خلافت ۲۰ سال چند ماہ پر محیط ہے۔ اس کی نماز جنازہ اس کے بعد بننے والے ولی عہد اس کے بھائی معتصم نے پڑھائی۔ خاقان الخادم کے گھر طرطوس میں اسے دفن کیا گیا، بعض کے قول کے مطابق منگل دیگر بعض کے قول کے مطابق ۲۱۸ھ کی تکمیل سے آٹھ روز قبل بدھ کے روز اس کی وفات ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ طرطوس سے چار میل دور اس کی وفات ہوئی۔ پھر طرطوس لا کر اسے دفن کیا گیا بعض کا قول ہے کہ ماہ رمضان میں اذنہ کی طرف لا کر دفن کیا گیا ابوسعید مخزومی نے اس کی وفات پر دو شعر کہے:

(۱)...... کیا تو نے ستاروں کو دیکھا کہ انہوں نے مامون کو اس کی مضبوط حکومت کو کچھ نفع پہنچایا ہو۔

(۲)...... انہوں نے اسے طرطوس کے دو میدانوں میں ایسے چھوڑ دیا جیسے انہوں نے اس کے والد کو طرطوس میں چھوڑ دیا تھا۔

مامون نے اپنے بھائی کو وصیت کی کہ جو اس کے لڑکے عباس، امراء وزراء قضاۃ کی موجودگی میں لکھی گئی جو چند امور پر مشتمل تھی:

(۱)...... اس میں لکھا گیا کہ قرآن مخلوق ہے، مامون موت تک اپنے اسی مؤقف پر قائم رہا زندگی میں اس نے اس سے رجوع کر کے توبہ نہیں کی۔

(۲)...... نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہی جائیں۔

(۳)...... معتصم کو تقویٰ اختیار کرنے اور رعایا پر نرمی کی وصیت کی۔

(۴)...... خلق قرآن کے مسئلہ پر جمے رہنے کی معتصم کو وصیت کی۔

(۵)...... مامون نے معتصم کو عبداللہ بن طاہر، احمد بن ابراہیم، احمد بن ابی داؤد کو اپنے ساتھ رکھنے اور امور میں ان سے مشورہ کی وصیت کی۔
(۶)...... مامون نے معتصم کو یحییٰ بن اکثم سے دور رہنے کی وصیت کی اور کہا کہ اس نے مجھ سے خیانت کی اور لوگوں کو مجھ سے دور کیا۔
(۷)...... علیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ان کے محسن کی بات کو قبول کرنا ان کے بدکار سے صرف نظر کرنا ان کے سالانہ وظائف ان تک پابندی سے پہنچانا۔

ابن جریر نے مامون کے حالات بھرپور بیان کئے اس نے بہت سے چیزیں ذکر کیں جنہیں ابن عساکر نے چھوڑ دیا باوجودیکہ ابن عساکر اس کے بارے میں بہت باتیں بیان کرتا۔ وفوق کل ذی علم علیم۔

معتصم باللہ ابی اسحاق بن ہارون کی خلافت...... سن ۲۱۸ھ، بارہ رجب طرطوس میں جمعرات کے روز مامون کی وفات سے قبل اس کی حالت مرض میں اس کے بھائی معتصم کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اس نے ہی مامون کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض امراء نے مامون کے لڑکے عباس کو خلیفہ بنانے کی کوشش کی عباس نے ان کے سامنے آکر کہا یہ کیا نکمی وعدہ خلافی ہے میں نے معتصم کے ہاتھ پر بیعت کرلی اس کے بعد لوگ پرسکون ہوگئے فتنہ کی آگ ٹھنڈی ہوگئی اطراف میں معتصم کی خلافت کے ایلچی بھیج دیئے گئے۔
معتصم نے طوانہ شہر میں مامون کی تعمیر کردہ عمارت کے منہدم کرنے کا حکم دیا اس کے ہتھیار مسلمانوں کے قلعے کی طرف منتقل کرنے کا حکم دیا کاریگروں کو اپنے شہروں میں واپس لوٹنے کا حکم دیا، پھر معتصم نے سوار ہوکر عباس بن مامون اور فوج کی معیت میں بغداد کا رخ کیا چنانچہ وہ رمضان کے شروع میں ہفتہ کے روز بڑی شان وشوکت سے بغداد میں داخل ہوا۔
اسی سال ہمذان، اصبہان، ماسبذان، مہرجان کے بہت سے باشندے دین خرمی میں داخل ہوگئے ان میں سے ایک جماعت نے چھتہ بندی کرلی۔ معتصم نے ان کی طرف کئی لشکر روانہ کئے سب سے آخر میں اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو ایک عظیم لشکر کے ہمراہ روانہ کیا، اسے پہاڑی علاقوں کا حاکم بنایا، وہ ذیقعدہ میں روانہ ہوا، ترویہ کے دن اس کی فتح کا خط پڑھ کر سنایا گیا اس نے خرمیہ کو مغلوب کرکے ان کے متعدد افراد قتل کردیئے باقی ماندہ افراد روم بھاگ گئے۔
معتصم ہی کے ہاتھوں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی آزمائش شروع ہوئی اس کے سامنے انہیں کوڑے مارے گئے جیسا کہ ۲۴۱ھ کے ذیل میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آرہا ہے۔

اسی سال خواص میں وفات پانے والے

بشر المریسی کے حالات...... بشر بن عیاث بن ابی کریمہ ابو عبدالرحمٰن المریسی المتکلم، معتزلہ کا شیخ مامون کو گمراہ کرنے والوں میں سے ایک تھا۔ ابتداء میں اس نے قاضی ابو یوسف سے فقہ حاصل کی ان سے حدیث روایت کی اس کے بعد ہمہ تن علم کلام میں مشغول ہوگیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کلام سے منع بھی کیا لیکن یہ باز نہیں آیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے انسان کا شرک کے ماسوا تمام گناہوں میں مبتلا ہوکر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا علم کلام میں مبتلا ہوکر ملاقات سے بہتر ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بغداد آمد کے موقع پر بشر نے ان سے ملاقات کی۔
ابن خلکان کا قول ہے کہ خلق قرآن کے مسئلہ کا موجد بشر ہے اس کے علاوہ بھی دیگر اقوال شنیعہ اس سے منقول ہیں۔ یہ مرجی تھا مرجیہ میں سے مریسیہ اسی کی طرف منقول ہے یہ کہتا تھا کہ قمر وشمس کو سجدہ کرنا کفر نہیں بلکہ علامت کفر ہے اس نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ بھی کیا نحو میں کمزور تھا فحش غلطیاں کرتا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ اس کا والد یہودی اور کوفہ میں رنگریز تھا۔ بغداد کے محلہ درب المریسی کا باشندہ تھا مریس مؤرخین کے نزدیک ایک نرم روٹی کا نام ہے جو گھی اور کھجور میں گوندھ کر بنائی جاتی ہے راوی کا قول ہے کہ مریس بلاد نوبہ کی چھت میں ہے جس میں موسم سرما میں ٹھنڈی ہوا چلتی ہے عبداللہ بن یوسف تنیسی، ابو محمد عبدالاعلیٰ بن مسہر الغسانی الدمشقی یحییٰ بن عبداللہ البابلتی نے اسی سال وفات پائی۔

ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب معافری...... زیاد بن عبداللہ بکائی سے بحوالہ ابن اسحاق مصنف سیرت کے راوی ہیں اسی وجہ سے ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے سیرت ابن ہشام کہا جاتا ہے کیوں کہ انہوں نے ان کی اصلاح کر کے ان میں کمی پیش کی تھی۔ کچھ چیزیں درست کر کے لکھیں کچھ باتوں کی اصلاح کی نحو ولغت کے امام تھے، مصر کے باشندے تھے۔

امام شافعی کی مصر آمد کے موقع پر ان سے ملاقات کی ایک دوسرے کو خوب عربی کے اشعار سنائے۔ اسی سال ۱۳ ربیع الاول مصر میں وفات پائی یہ بات ابن یونس نے تاریخ مصر میں بیان کی۔ سہیلی کا قول ہے ۲۱۳ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

واقعات ۲۱۹ھ

اسی سال محمد بن قاسم بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کا طالقان میں ظہور ہوا اس نے آل محمد کی رضا مندی کی طرف دعوت دی بہت سے لوگ اس کے پیروکار بن گئے عبداللہ بن طاہر کے جرنیلوں نے متعدد بار اس سے جنگ کی پھر وہ اس پر غالب آ گئے اور یہ بھاگ گیا بالآخر اسے گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا اس نے معتصم کے پاس بھیج دیا۔ وسط ربیع الاول میں یہ معتصم کے پاس پہنچا اس نے ایک نہایت تنگ جگہ میں (جس کا طول ۲/۳ گز تھا) اسے قید کرنے کا حکم دیا۔ تین دن بعد اسے کشادہ جگہ میں منتقل کر دیا گیا اس کا کھانا بھی جاری کر دیا ایک خادم بھی اسے دیدیا وہ مسلسل عید الفطر کی رات تک اسی میں رہا۔ عید الفطر کی رات لوگ عید کی تیاری میں لگ گئے یہ روشندان سے اسی کے ذریعے نکل کر بھاگ گیا پھر گمنام ہو گیا۔

اسی زمانہ میں گیارہ جمادی الاولی کو اسحاق بن ابراہیم خرمیوں سے قتال کر کے اتوار کے روز بغداد واپس پہنچا۔ اس کے ساتھ ان کے قیدی بھی تھے اس نے دشمن کے ایک لاکھ جانبازوں کا قتل کیا۔

سال رواں ہی میں معتصم نے عجیف کو ایک لشکر کے ہمراہ زط قوم سے قتال کرنے کے لئے بھیجا جنہوں نے بلاد بصرہ میں فساد برپا کیا ہوا تھا، وہ رہزنی کرتے تھے غلہ جات لوٹتے تھے۔ نو ماہ تک ان سے مسلسل لڑائی جاری رہی بالآخر وہ مقہور و مغلوب ہوئے ان کے سترہ ہزار جلا دیئے گئے اس کے سرغنے محمد بن عثمان اور سملق نامی دو فرد تھے جو بڑے چالاک اور شیطان تھے اللہ نے ان کے شرور سے مسلمانوں کو راحت بخشی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ سلیمان بن داؤد ہاشمی صاحب مسند اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ عبداللہ بن زبیر حمیری، بخاری کے شیخ ابو نعیم فضل بن دکین، علی بن عیاش، ابو بحار الھندی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۰ھ

اسی سال کے یوم عاشوراء میں عجیف کشتیوں کے ذریعے جو خلیفہ سے امان لینے آئے تھے ان کو مشرقی بغداد میں اتارا گیا پھر انہیں چشمۂ روم کی طرف بھیج دیا گیا رومیوں نے ان پر حملہ کر کے ان کی بیخ کنی کر دی ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچا یہ ان سے آخری ملاقات تھی۔

اسی زمانہ میں معتصم نے حیدر بن کاؤس افشین کو ایک بہت بڑے لشکر کے ہمراہ ملعون بابک خرمی سے قتال کے لئے تیار کیا اس کی پوزیشن بڑی مستحکم تھی اس کے متبعین آذربائیجان وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے۔

اس کا ظہور ۲۰۱ھ میں ہوا تھا یہ بہت بڑا زندیق اور شیطان تھا۔

افشین روانہ ہو گیا، افشین گھات لگانے قلعے تعمیر کرنے کے فن میں بڑا ماہر تھا۔ معتصم نے بغا کبیر کے ذریعے افشین کی فوج اور اس کے متبعین کے خرچ کے لئے ایک بھاری مالی رقم بھیجی۔ افشین اور بابک کی مڈبھیڑ ہوئی افشین نے بابک کے ایک لاکھ سے زائد افراد قتل کئے، بابک مکسور ہو کر اپنے شہر کی طرف بھاگ گیا یہ پہلی شکست تھی جس سے بابک کی حکومت متزلزل ہوئی۔ ان کے درمیان بے شمار معرکے ہوئے ابن جریر نے سب کی تفصیل بیان کی۔

اسی زمانہ میں معتصم نے بغداد سے نکل کر قاطول میں قیام کیا۔
اسی برس معتصم عظیم مرتبہ کے بعد فضل بن مروان سے ناراض ہوگیا اس کو وزارت سے معزول کر کے اس کا مال چھین کر اسے جیل میں محبوس کر دیا۔ اس کی جگہ محمد بن عبدالملک بن زیات کو وزیر بنایا۔
اسی سال بھی گزشتہ سال کے امیر حج صالح بن علی بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔ آدم بن ایاس، عبداللہ بن رجاء، عفان بن مسلمہ، مشہور قاری قالون ابوحزیمہ ھندی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۱ھ

اسی سال بغا کبیر اور بابک کے درمیان خوفناک معرکے ہوئے بابک نے بغا کبیر کو شکست دے کر اس کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا پھر افشین اور بابک کے درمیان جنگ ہوئی جس میں افشین نے اس کے بہت سے افراد قتل کر دیئے۔
اسی سال مکہ کے نائب محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔ عاصم بن علی، عبداللہ بن مسلم قعنبی، عبدان، ہشام بن عبیداللہ الدازی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۲ھ

اسی سال معتصم نے بابک سے جنگ کے لئے افشیں کی مدد کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کیا۔ فوج کے خرچ کے لئے افشین کے پاس تیس کروڑ درہم بھیجے دونوں میں گھمسان کا رن پڑا۔
افشین نے بابک کا شہر البذ فتح کر کے اسے مباح کر دیا یہ ۲۰ رمضان جمعہ کے روز کا واقعہ ہے، یہ محاصرہ خوفناک معرکوں، شدید جنگوں، پوری کوشش کے بعد ہوا۔ ابن جریر نے اس کو خوب طوالت سے بیان کیا حاصل یہ کہ افشین نے شہر پر قبضہ کر کے بقدر طاقت اس کے مال پر قبضہ کر لیا۔

بابک کی گرفتاری کا واقعہ ...... جب مسلمانوں نے بابک کے شہر پر قبضہ کر لیا جو اس کا دارالسلطنت تھا وہ اپنے ساتھیوں بیوی بچوں اور والد سمیت وہاں سے بھاگ گیا پھر وہ مختصر سی ایک جماعت کے ساتھ الگ ہوگیا راستے میں ان کا کھانا بھی ختم ہوگیا ایک کاشتکار کے پاس سے ان کا گزر ہوا بابک نے اپنے غلام سے کہا یہ سونا لے جاؤ کاشتکار کو دے کر اس کے بدلہ روٹیاں لے آؤ چنانچہ وہ اس سے روٹیاں لے آیا۔ دور سے کاشتکار کے دوست نے غلام کو روٹیاں لیتے دیکھ کر سمجھا کہ اس نے کاشتکار سے روٹیاں چھینی ہیں۔ وہ غلام کے خلاف مدد حاصل کرنے کے لئے ایک قریبی قلعہ میں خلیفہ کے نائب سھل بن سنباط کے پاس چلا گیا۔ وہ خود سوار ہو کر غلام کے پاس آیا اس نے اس واقعہ کی بابت پوچھا غلام نے جواب دیا کہ میں نے سونا دے کر اس کے بدلہ اس سے روٹیاں لی ہیں سنباط نے پوچھا تو کون ہے؟ اولاً غلام نے چھپانے کی کوشش کی لیکن پھر سنباط کے اصرار پر جواب دیا میں بابک کا غلام ہوں۔
سنباط نے پوچھا بابک کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ فلاں جگہ بیٹھا ہے اور ناشتے کی تیاری کر رہا ہے۔ سھل بن سنباط غلام کے ساتھ چل پڑا جب اس کی بابک پر نظر پڑی تو پیدل چل کر اس کے قریب پہنچا اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کہا اے میرے آقا آپ کا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا بلاد روم کا ارادہ ہے، سنباط نے پوچھا بلاد روم میں آپ کس کے پاس جائیں گے؟ جو میرے قلعہ سے بھی زیادہ محفوظ ہے میں آپ کا غلام و خادم ہوں سنباط مسلسل بابک سے اسی قسم کی باتیں کرتا رہا حتیٰ کہ اسے دھوکہ دے کر اپنے ساتھ قلعہ میں لے گیا وہاں پر سنباط نے اس کا نفقہ جاری کر دیا بہت سے تحفے تحائف اس کی خدمت میں پیش کئے۔
اس کے بعد سنباط نے افشیں کے پاس اطلاعی خط لکھ دیا اس نے اس کی گرفتاری کے لئے دو امیروں کو روانہ کیا جنہوں نے قلعہ کے قریب

پڑاؤ ڈالا انہوں نے سنباط کو خط کے ذریعے اپنی آمد سے مطلع کیا اس نے کہا تم میرا پیغام آنے تک اسی جگہ ٹھہرے رہو پھر ایک روز سنباط نے بابک سے کہا آپ مسلسل قلعہ میں رہنے سے اکتا گئے ہو ہم نے آج شکار پر جانے کا ارادہ کیا ہے ہمارے ساتھ شکاری کتا اور باز بھی ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو سیر وتفریح کے لئے ہمارے ساتھ شکار پر چلیں۔اس نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ ابن سنباط بابک وغیرہ شکار کے لئے نکلے سنباط نے ان دونوں امیروں کو اطلاع دی کہ فلاں دن فلاں جگہ پر پہنچ جاؤ جب بابک وغیرہ اس جگہ پر پہنچے تو وہ دونوں امیر لشکروں کے ساتھ سامنے آ گئے انہوں نے بابک کا محاصرہ کر لیا ابن سنباط بھاگ گیا جب وہ امیر اس کے قریب پہنچے تو انہوں نے بابک کو سواری سے اترنے کا حکم دیا۔

بابک نے ان سے سوال کیا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا ہم افشین کے بندے ہیں بابک اسی وقت سواری سے اتر گیا اس وقت اس کے پاس سفید زرہ، ہاتھ میں باز اس نے چھوٹے موزے پہنے ہوئے تھے، ابن سنباط کی طرف دیکھ کر اس نے کہا تیرا برا ہو تو نے مجھ سے مال طلب کیوں نہیں کیا میں تجھے ان سے زیادہ مال دیتا پھر وہ سوار ہو کر اسے افشین کے پاس لے گئے جب وہ قریب پہنچے تو افشین نے نکل کر ان کا استقبال کیا دو لوگوں کی دو صفین بنادیں بابک کو پیدل چلنے کا حکم دیا افشین خود بھی پیدل چل رہا تھا یہ ایک تاریخی دن تھا، یہ اسی سال ماہ شوال کا واقعہ ہے اس کے بعد افشین نے بابک کو اپنی نگرانی میں جیل میں رکھا معتصم کو اس کی اطلاع کی معتصم نے افشین کو بابک اور اس کے بھائی نے ان دونوں کو محافظوں کی نگرانی میں بغداد بھیج دیا لیکن افشین خود انہیں لے کر نہیں گیا۔اسی سال گذشتہ امیر حج نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابوالیمان الحکم بن نافع، عمر بن حفص بن عیاش، مسلم بن ابراہیم یحییٰ بن صالح الوحاظی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۳ھ

اسی سال تین صفر جمعرات کے روز افشین بابک اور اس کے بھائی کے ساتھ بڑی شان وشوکت سے معتصم کے پاس سامرا آیا۔ معتصم نے اپنے لڑکے واثق کو افشین کے استقبال کا حکم دیا۔ معتصم کو بابک کے معاملہ کی بڑی فکر تھی اس لئے کہ ہر روز اس کے پاس اس کی خبریں آتی رہتی تھیں۔ معتصم بابک کی آمد سے دو روز قبل ایلچی کے ساتھ سوار ہو کر بابک کے پاس گیا لیکن وہ اسے پہچانتا نہیں تھا معتصم اس کی طرف دیکھ کر واپس آ گیا جب اس کی آمد کا دن آیا تو معتصم نے تیاری کی لوگوں نے دو صفیں بنائیں معتصم نے بابک کو ہاتھی پر سوار ہونے کا حکم دیا تا کہ اس کا معاملہ مشہور ہو اور لوگ اسے پہچان لیں۔ بابک نے ریشم کا جبہ اور سمور کی گول ٹوپی پہنی ہوئی تھی انہوں نے ہاتھی کو تیار کیا اس کے اطراف کو رنگ دیا اسے ریشم اور دیگر سامان سے آراستہ کیا، ایک شاعر نے اس پر شعر کہے:

"ہاتھی کو اس کی عادت کے مطابق رنگ دیا گیا اس پر خراسان کا شیطان سوار ہے۔"

جب معتصم کے سامنے اسے کھڑا کیا گیا تو معتصم نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹنے اس کے سر کے ٹکڑے کرنے اس کے پیٹ پھاڑنے کا حکم دیا پھر اس کا سر خراسان بھیج دیا گیا۔اس کے جثہ کو سامرا میں صلیب دی گئی بابک نے قتل کی رات شراب نوشی کی تھی وہ اس سال ۱۳ ربیع الثانی جمعرات کی شب تھی اس ملعون نے اپنے دور حکومت میں دو لاکھ پچپن ہزار پانچ سو افراد مسلمانوں کے قتل کئے تھے۔یہ ابن جریر کا قول ہے علاوہ ازیں اس نے بیشمار افراد گرفتار کئے تھے، افشین نے سات ہزار چھ سو مسلمان قیدی اس سے چھڑوائے تھے اس نے اپنی اولاد سے سترہ آدمی اور اپنی بیویوں اور لڑکوں کی بیویوں سے ۲۳ خواتین گرفتار کی تھیں، بابک دراصل ایک بدشکل باندی سے پیدا ہوا تھا اسے حالات یہاں تک لے آئے جہاں تک وہ آ گیا پھر اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں اور کمینے عوام کو فتنے میں مبتلا کرنے کے بعد اس کے شر سے مسلمانوں کو راحت بخشی۔

بابک کے قتل کے بعد معتصم نے افشین کو تاج پہنایا، جواہر کے دو ہار دیئے علاوہ ازیں بیس کروڑ درہم دیئے اور سندھ کی ولایت اس کے نام لکھ دی معتصم نے افشین کے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے اور بابک کے شہر پر قبضہ کر کے اس کو چٹیل میدان بنانے پر شعراء کو حکم دیا کہ وہ افشین کے پاس جا کر اس کے بارے میں مدحیہ اشعار کہیں۔چنانچہ شعراء نے ان کے بارے میں بڑے اچھے اشعار کہے۔ان میں سے ابوتمام طائی بھی ہے ابن جریر نے اس کا پورا قصیدہ نقل کیا یہ بھی اسی کے اشعار ہیں:

(۱)......جلاد نے البذ شہر کو شکستہ حال کر دیا اور وہ دفن ہو گیا اب اس میں جنگلی جانور مقیم ہیں۔

(۲)......اس تلوار نے جس معرکہ میں قرار نہیں پکڑا اور استقلال دکھایا اس میں دین کو سربلندی حاصل ہوئی۔

(۳)......سرداری کی بکارت کو مشرق کے نر افشین نے تلوار سے پاش پاش کر دیا۔

(۴)......اور دوبارہ لومڑیوں کو اس کے وسط میں داخل کر دیا، حالانکہ کل وہ شیروں کی آماجگاہ تھی۔

(۵)......وہاں اس کے باشندوں کی کھوپڑیوں نے موسلا دھار بارش برسائی جس کی نشانی ٹانگیں اور جوڑ ہیں۔

(۶)......وہ بیابان سے قبل جانوں سے تنگ شہر تھا اور اب وہ چشموں والا ہو گیا ہے۔

اسی سال ۲۲۳ھ رومی بادشاہ توفیل بن میخائل نے اہل ملیطہ اور اس کے مضافات کے باشندوں کو ایک عظیم جنگ میں الجھا کر بہت سے مسلمان قتل کر دیئے، بیشمار گرفتار کر لئے، گرفتار شدگان میں ایک ہزار صرف خواتین تھیں رومیوں نے گرفتار شدگان کے ناک، کان کاٹ دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی بھر دی کیوں کہ جب بابک کا گھراؤ کیا گیا مسلمان افواج اس کے گرد جمع ہو گئی تو اس نے شاہ روم کو خط لکھا کہ ملک عرب کی عوامی فوج یہاں آ گئی ہے وہاں ان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں اگر تو غنیمت سمجھے تو جلدی سے ان شہروں پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لے وہاں تجھ سے مزاحمت کرنے والا کوئی نہیں۔

چنانچہ توفیل ایک لاکھ افراد کے ہمراہ روانہ ہو گیا اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے جن لوگوں سے مقابلہ کیا تھا وہ اس سے شکست کھا کر پہاڑوں میں چلے گئے تھے وہ بھی اسی کے ساتھ مل گئے۔ ملیطہ پہنچ کر انہوں نے بیشمار مسلمانوں کو قتل کر دیا عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ جب معتصم کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوا اس نے اسی وقت فوجیوں کو تیاری کا حکم دیا قاضی اور گواہوں کو بلا کر انہیں گواہ بنایا کہ میری تمام جاگیروں کا ثلث صدقہ، ثلث اولاد کے لئے، ثلث موالی کے لئے بغداد سے نکل کر دجلہ کی غربی جانب پڑاؤ کیا اپنے آگے عجیف کو بھیجا وہ جلدی جلدی وہاں پہنچے تو شاہ روم اپنی کاروائی مکمل کر کے واپس جا چکا تھا انہوں نے واپس آ کر اسے اطلاع دی معتصم نے پوچھا ان کا کونسا شہر سب سے زیادہ مضبوط ہے؟ انہوں نے کہا عموریہ، کیونکہ زمانہ اسلام میں آج تک کسی نے اس پر حملہ نہیں کیا اور یہ شہر رومیوں کے نزدیک قسطنطنیہ سے بھی زیادہ معظم ہے۔

معتصم کے ہاتھوں عموریہ شہر کی فتح......جب معتصم بابک کے قتل اور اس کے شہر پر قبضہ سے فارغ ہو گیا تو اس نے فوجیوں کو اپنے سامنے بلا کر اس طریقہ پر تیار کیا کہ اس سے قبل کسی خلیفہ نے نہیں کیا اس نے اپنے ساتھ آلات جنگ، بوجھ، اونٹ، مشکیزہ، جانور، مٹی کا تیل، گھوڑے اور خچر اس طریقہ پر لئے کہ اس سے قبل کبھی دیکھے نہیں گئے پھر وہ ایک عظیم لشکر کے ہمراہ عموریہ کی طرف روانہ ہوا اس نے افشین حیدر بن کاوس کو سروج کی طرف روانہ کیا، بے مثال طریقہ سے لشکر مرتب کیا اس نے اپنے آگے ماہرین جنگ بھیجے وہ چلتے چلتے دریائے للسی تک پہنچ گیا جو طرطوس کے قریب ہے۔ یہ اسی سال رجب کا واقعہ ہے۔

شاہ روم بھی لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا دونوں لشکروں میں صرف چار فرسخ کا فاصلہ رہ گیا افشین بلاد روم میں دوسری طرف سے داخل ہوا وہ بھی شاہ روم کے پیچھے پیچھے آ گیا وہ اس بات سے خوف زدہ ہو گیا کہ اگر اس نے خلیفہ کا مقابلہ کیا تو پیچھے سے افشین اسے گھیر لے گا اور وہ دونوں مل کر اسے ہلاک کر دیں گے اگر ایک کو چھوڑ کر دوسرے کے پیچھے جاتا ہے تو وہ اس کے پیچھے سے اس پر حملہ کر دے گا پھر افشین اس کے قریب پہنچ گیا۔ شاہ روم ایک چھوٹے سے دستے کے ہمراہ بقیہ افواج پر اپنے کسی قریبی رشتہ دار کو نائب بنا کر افشین کے مقابلہ میں نکلا۔ چنانچہ ۲۵ شعبان کو دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی، افشین ثابت قدم رہا کافی رومی باشندے قتل کر دیئے کچھ زخمی کر دیئے افشین شاہ روم پر متغلب ہو گیا اسے اطلاع ملی کہ اس کی فوج اس کا قریبی رشتہ دار بھاگ گیا اس نے واپسی میں جلدی کی وہاں آ کر دیکھا کہ سارا نظام درہم برہم ہو گیا وہ اپنے قریبی رشتہ دار سے ناراض ہو گیا پھر اس نے اسے قتل کر دیا۔

یہ سب خبریں معتصم کو پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا اسی وقت سوار ہو کر انقرہ آ گیا افشین نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہیں اس سے ملاقات کی فوج نے وہاں پر موجود غذا سے تقویت حاصل کی اس کے بعد معتصم نے اپنا لشکر تین حصوں میں تقسیم کیا، میمنہ پر افشین کو، میسرہ پر اشناس کو امیر بنایا، معتصم

خود قلب کا امیر بنا۔ دونوں لشکروں کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا معتصم نے دونوں کو اپنے اپنے لشکروں کا میمنہ، میسرہ، قلب، مقدمہ، ساقہ ترتیب دینے کا حکم دیا، نیز یہ بھی کہ جس بستی پر بھی ان کا گزر ہوا اسے ویران کر دیں، باشندوں کو قیدی بنالیا ان کے اموال پر قبضہ کرلیا اس کے بعد ان سب کو لے کر معتصم عموریہ کی طرف روانہ ہوا۔ انقرہ اور عموریہ میں سات روز کا فاصلہ تھا۔

سب سے پہلے پانچ رمضان جمعرات کے روز بوقت چاشت میسرہ کا امیر عموریہ پہنچا اس نے اس کا چکر لگایا اس سے دو میل دور پڑاؤ کیا، پھر اس کے بعد جمعہ کے روز معتصم پہنچا وہ اس کا چکر لگا کر اس کے قریب ہی اترا۔ عموریہ کے باشندوں نے سخت قلعہ بندی کر لی اس کے برجوں کو جوانوں اور ہتھیاروں سے بھر دیا یہ بڑی فصیلوں اور بلند برجوں والا نہایت مضبوط شہر تھا۔

معتصم نے برجوں کو امراء پر تقسیم کر دیا ہر امیر اپنے تقسیم شدہ برج کے سامنے آ گیا معتصم اس جگہ کے سامنے اترا جہاں اس کی رہنمائی کی گئی تھی۔ ایک مسلمان شخص نصرانی بن کران کے پاس چلا گیا تھا وہیں اس نے شادی کی جب اس نے امیر المومنین اور مسلمانوں کو دیکھا تو وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہو کر خلیفہ کے پاس آ گیا اس نے سلام کر کے معتصم کو فصیل کی وہ جگہ بتائی جو سیلاب سے گر گئی تھی پھر وہاں بنیاد کے بغیر ایک کمزور عمارت بنا دی گئی تھی، معتصم نے عموریہ کے اردگرد منجنیقوں کو نصب کیا سب سے پہلے وہ جگہ سامنے آئی جس کی طرف مسلمانوں نے نشان دہی کی تھی۔ اہل شہر نے اسے فوراً مضبوط لکڑیوں سے بند کر دیا۔

معتصم خلیفہ نے توپوں سے اس پر سنگ باری کی انہوں نے پتھروں کی تیزی کو روکنے کے لئے اس پر عرق گیر پھینکا لیکن اس کوئی فائدہ نہیں ہوا بالآخر اس جگہ سے فصیل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ شہر کے نائب نے شاہ روم کو اس بارے میں اطلاعی خط لکھ کر دو غلاموں کے ذریعے اس کے پاس روانہ کیا۔

جب وہ غلام مسلمانوں کے لشکر کے پاس سے گزرے تو مسلمانوں کو اس پر شک ہو گیا مسلمانوں نے ان سے سوال کیا تم کون ہو؟ انہوں نے ایک مسلم امیر کا نام لے کر کہا ہمارا تعلق اس سے ہے مسلمان انہیں معتصم کے پاس لے گئے اس نے ان سے باز پرس کی۔ اچانک ان سے شاہ روم کے نام عموریہ کے نائب کو لکھا ہوا خط برآمد ہوا جس میں عمور کے نائب نے شاہ روم کو اپنی تکلیف سے آگاہ کیا اور یہ بھی لکھا کہ ہم اچانک کسی بھی وقت نکل کر مسلمانوں پر حملہ کریں گے۔ اس کے بعد معتصم نے انہیں خلعت دی مزید دونوں کو ایک ایک تھیلی بھی دی وہ دونوں اسی وقت حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے خیلفہ نے ان کو شہر کا چکر لگوانے اور ان دونوں پر خلعت کا حکم دیا نیز یہ بھی کہ ان دونوں کو مناطس کے قلعہ کے نیچے کھڑا کر کے ان پر درا ہم نچھاور کئے جائیں ان دونوں کے پاس وہ خط بھی تھا جو عموریہ کے نائب شاہ روم کو لکھا تھا رومی انہیں لعن طعن اور گالیاں دیتے رہے۔

پھر معتصم نے اچانک رومیوں کے خروج سے بچنے کے لئے از سر نو محافظوں اور نگرانوں کا تبادلہ کیا رومی اس سے گھبرا گئے مسلمانوں نے محاصرہ تنگ کر دیا۔ معتصم نے منجنیقیں، قلعہ شکن توپیں اور دیگر آلات حرب میں اضافہ کر دیا جب معتصم نے خندق کی گہرائی اور فصیل کی بلندی کو دیکھا تو اس نے فصیل کی مقاومت میں منجنیقوں سے کام لیا۔ اس نے راستہ سے بہت سی بکریاں لے کر سب کو ایک ایک بکری دے کر کہا ہر ایک اس کو کھا کر اس کی کھال میں مٹی بھر کر لے آئے۔ اور اسے خندق میں ڈال دے، چنانچہ سب نے یوں ہی کیا جس کی وجہ سے خندق بکثرت زمین کے ہموار ہو گئی حتیٰ کہ چلنے کیلئے ایک ہموار راستہ بن گیا پھر اس نے ایک راستہ پر آلات حرب نصب کرنے کا حکم دیا اسی اثناء میں کہ لوگ مردوم پل کے پاس تھے اچانک اس عیب دار جگہ میں منجنیقیں گر پڑیں جس سے خوفناک دھماکہ ہوا جنہوں نے اسے دیکھا نہیں تھا انہوں نے سمجھا کہ رومیوں نے مسلمان پر خروج کر دیا پھر معتصم نے ایک منادی کے ذریعہ اعلان کرایا اس عیب دار جگہ پر منجنیقیں گرنے کی وجہ سے ہوا جس سے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی لیکن وہ شگاف گھوڑوں اور نوجوانوں کے داخل ہونے کے لئے ناکافی تھا محاصرہ خوب مضبوط ہو گیا رومیوں نے ہر برج پر ایک محافظ مقرر کیا ہوا تھا اس عیب دار جگہ کا امیر محاصرہ کی تکلیف کے مقابلہ سے عاجز آ گیا اس نے رومیوں سے مدد طلب کی سب نے کہا ہم اپنی متعینہ جگہ سے آگے پیچھے نہیں ہوں گے، وہ ان سے ناامید ہو کر معتصم کے پاس آ گیا معتصم نے مسلمانوں کو جانبازوں سے خالی شدہ جگہ سے شہر عموریہ میں داخل ہونے کا حکم دیا چنانچہ مسلمان سوار ہو کر اس کی طرف چلے رومی ان کی طرف اشارے کر رہے تھے لیکن وہ ان کے روکنے پر قادر نہیں تھے مسلمان ان کی طرف توجہ کئے بغیر آگے بڑھتے رہے، پھر ان پر حملہ کرتے ہوئے مسلمان اس میں جبراً داخل ہو گئے اس کے بعد دیگر مسلمان یکے بعد دیگرے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے داخل ہو

گئے رومی اپنے ٹھکانے چھوڑ گئے مسلمان انہیں جہاں کہیں پاتے قتل کر دیتے اس طرح مسلمانوں نے انہیں ایک کنیسہ میں جمع کیا پھر اسے بھی فتح کر کے اس میں موجود لوگوں کو قتل کر دیا اس کنیسہ کو بھی جلا دیا ایک جگہ کے علاوہ کوئی محفوظ جگہ ان کے لئے باقی نہیں رہی جس میں اس کے نائب مناطس نے پناہ لی ہوئی تھی۔

معتصم گھوڑے پر سوار ہو کر مناطس کے قلعہ کے سامنے کھڑا ہو گیا ندا دینے والے نے ندا دی (اے مناطس تیرے سامنے امیر المؤمنین کھڑے ہیں) جواب میں دوبارہ کہا گیا یہاں پر مناطس نہیں ہے معتصم غصے میں پشت پھیر کر جانے لگا اتنے میں آواز آئی مناطس میں ہوں اس کی آواز سن کر خلیفہ واپس آ گیا سیڑھیوں کے ذریعے ایلچی اوپر گیا اس نے اس کو کہا تو ہلاک ہو جائے امیر کا حکم تسلیم کر لے، وہ رکا پھر تلوار لٹکا کر آ گیا تلوار اس کی گردن میں لٹکا دی گئی پھر اسے خلیفہ کے سامنے لایا گیا اس نے اس کے سر پر کوڑے مارے پھر اسے ذلت کے ساتھ خلیفہ کے خیمہ تک پیدل چلنے کا حکم دیا، وہاں اسے باندھ دیا گیا مسلمانوں نے عموریہ سے بیشمار مال غنیمت حاصل کیا۔ جتنا سامان اٹھا سکتے تھے اٹھا لیا بقیہ کے بارے میں معتصم نے جلانے کا حکم دیا اسی طرح دشمن کی منجنیقیں، قلعہ شکن آلات دیگر آلات حرب جلانے کا حکم دیا تاکہ بعد میں دشمن اس کے ذریعے قوت حاصل نہ کرے پھر اسی سال شوال کے آخر میں معتصم طرطوس واپس آ گیا عموریہ میں ۲۵ یوم اس کا قیام رہا۔

عباس بن مامون کا قتل ...... عباس اپنے چچا معتصم کے ساتھ غزوہ عموریہ میں شریک تھا وہ طرطوس میں اپنے والد کی وفات کے بعد خلافت حاصل نہیں کر سکا عجیف بن عنبسہ نے اسے اس بات اور معتصم کی بیعت کرنے پر شرمندہ کیا، وہ مسلسل اس کے کان بھرتا رہا حتیٰ کہ عباس نے معتصم کی خلافت ختم کرنے کے امراء سے اپنی بیعت لینے پر اس کی بات مان لی۔ اس نے اس کام کے لئے عباس کے ایک دوست حارث سمرقندی کو تیار کیا اس نے خفیہ طور پر امراء سے عباس کی بیعت لی اور ان سے عہد و پیمان لیا ان کے سامنے یہ پیش کیا کہ یہ ہی اپنے چچا کا قاتل ہے جب معتصم وغیرہ درب الروم میں پہنچے اس وقت ان کا ارادہ انقرہ پھر وہاں سے عموریہ کا تھا عجیف نے عباس کو اس تنگ مقام پر معتصم کو قتل کر کے لوگوں سے اپنی بیعت لے کر بغداد جانے کا اشارہ کیا عباس نے جواب میں کہا معتصم کو قتل کر کے اس غزوہ کو معطل کرنا مجھے پسند نہیں جب انہوں نے عموریہ فتح کر لیا اور لوگ مال غنیمت میں مشغول ہو گئے۔ عجیف نے اسے معتصم کے قتل کا اشارہ کیا عباس نے عجیف سے اس تنگ جگہ پر معتصم کو قتل کرنے کے وعدہ کر لیا۔

جب وہ وہاں سے واپس ہوئے تو معتصم بھی اس کی بات سمجھ گیا اس نے محافظوں اور نگرانوں کو چوکس کر دیا اور خود بھی احتیاط کی اور پختہ عزم کر لیا اس نے حارث سمرقندی کو بلا کر تحقیق کی اس نے ساری بات بتا دی۔ معتصم نے اس سے بہت سے باتیں پوچھیں اس نے اپنے بھتیجے عباس کو بلا کر بیڑیاں ڈال دیں، اس سے ناراض ہو گیا اس کی اہانت کی پھر اس سے بظاہر راضی ہو کر اسے رہا کر دیا۔ جب رات ہوئی تو معتصم نے عباس کو شراب نوشی کی مجلس میں بلایا اس سے تنہائی میں ملاقات کی حتیٰ کہ اسے شراب پلا دی۔ اس نے اس کے تیار کردہ منصوبہ کے بارے میں پوچھا اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا وہ ہو بہو اسی طرح تھا جس طرح حارث نے بیان کیا۔

صبح ہونے کے بعد معتصم نے حارث کو بلا کر تنہائی میں اسے دوبارہ سوال کیا تو اس نے پہلے کی طرح بیان کر دیا۔ اس نے کہا تو ہلاک ہو جائے اس کام میں تو میں تجھ سے زیادہ جلدی کرنے والا تھا لیکن تیرے صدق کی وجہ سے میں یہ کام نہیں کر رہا۔ اس کے بعد معتصم نے اپنے بھتیجے عباس کو گرفتار کر کے افشین کے حوالہ کر دیا۔

عجیف اور دیگر امراء کی حفاظت کا حکم دیا پھر اس نے مختلف سزائیں ان کے لئے تجویز کر کے ان پر جاری کیں نیز ہر ایک کو دوسرے سے مختلف طریقہ سے قتل کیا عباس بن مامون کا منبج میں انتقال ہو گیا اسے وہیں دفن کر دیا گیا کیوں کہ اس نے سخت بھوک کی وجہ سے کھانا بہت کھایا پانی طلب کرنے کے باوجود بھی نہیں دیا گیا حتیٰ کہ اس کی وفات ہو گئی معتصم نے منابر پر اس پر لعنت کرنے کا حکم دیا اس کا نام لعین رکھا مامون کی اولاد میں سے بھی ایک جماعت قتل کر دی۔ اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

بابک خرمی، خلاد بن خراش، عبد اللہ بن صالح محمد بن سنان اور موسیٰ بن اسماعیل نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۴ھ

اسی سال آمل طبرستان میں مازیار بن قارن بن یزداھرمز کا ظہور ہوا کیوں کہ وہ خراسان کے نائب عبداللہ بن طاہر کو خراج دینے پر راضی نہیں تھا بلکہ وہ براہ راست خلیفہ کو دینا چاہتا تھا چنانچہ بعض شہروں کی طرف جانے والے بار برداروں کے ذریعے اس نے خراج خلیفہ کو بھیجا تا کہ خلیفہ اس پر قبضہ کر کے اس میں سے کچھ ابن طاہر کو دیدے۔ چلتے چلتے نوبت بایں جارسید کہ اس نے بغاوت کردی۔ علی الاعلان معتصم کی مخالفت شروع کردی نیز یہی مازیار بابک سے مراسلت کرتا تھا وہ اسے نصرت کے وعدے دیتا تھا۔

بعض کا قول ہے کہ اس نے افشین کی بھی مدد کی تھی تا کہ عبداللہ بن طاہر اس کے مقابلہ سے عاجز آ جائے پھر معتصم اسے اس کی جگہ بلاد خراسان کا والی بنادے۔ معتصم نے اس کی طرف اسحاق بن ابراہیم کے بھائی محمد بن ابراہیم بن مصعب کو ایک بڑے لشکر کے ہمراہ روانہ کیا ان کے درمیان بیشار معرکے ہوئے جن کی تفصیل ابن جریر نے بیان کی ہے۔ بالآخر مازیار کو گرفتار کر کے ابن طاہر کے پاس لایا گیا ابن طاہر نے افشین کے خطوط کا اس سے پوچھا تو اس نے اقرار کرلیا اس نے اسے ان اموال کے ساتھ جو اس نے معتصم کے لئے محفوظ کئے ہوئے تھے معتصم کے پاس بھیج دیئے۔ جب خلیفہ کے سامنے اسے لایا گیا تو خلیفہ نے اس سے افشین کے خطوط کے بارے میں پوچھا اس نے انکار کردیا پھر اس کے حکم سے اسے کوڑے مارے گئے حتیٰ کہ وہ مرگیا، بغداد کے پل کے اوپر بابک خرمی کے سامنے اسے سولی دی گئی۔ اس کے متبعین اور خاص خاص لوگوں کو بھی قتل کردیا۔

اسی زمانہ میں جن میں افشین نے اترجہ بنت اشناس سے شادی کی اور وہ سامرا میں اسے معتصم کے محل میں لایا وہاں شاندار دعوت ولیمہ تھی جس کا منتظم خود معتصم تھا حتیٰ کہ ان کی ڈاڑھیوں پر عالیہ خوشبو لگائی گئی۔

سال رواں ہی میں ارض آذربائیجان میں افشین کے قریبی رشتہ دار منکجور اشروسنی نے بغاوت کردی کیوں کہ افشین بابک کو قتل کرنے کے بعد شہروں میں بابک کے جمع کئے ہوئے بہت سے اموال حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا اس نے ان اموال کو معتصم سے چھپا کر اپنے پاس رکھ لیا البتہ ایک شخص عبداللہ بن عبدالرحمٰن کو اس کا علم تھا اس نے خلیفہ کے پاس اس کی بابت خط لکھا منکجور نے اس کی تکذیب کا خط لکھا اس نے عبداللہ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اہل اردبیل کے ذریعے وہ اس سے بچ گیا۔ جب خلیفہ پر منکجور کا کذب واضح ہوگیا تو اس نے اس کی طرف بغا کبیر کو بھیجا اس نے اس سے جنگ کی اور امان کے بہانے اسے پکڑ کر خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔

اسی برس عموریہ کے نائب مناطس رومی کا انتقال ہوا کیوں کہ معتصم نے اسے قیدی بنا کر سامرا میں باندھ دیا تھا حتیٰ کہ اسی سال اس کی وفات ہوگئی۔

اسی سال معتصم کے چچا ابراہیم بن مہدی بن منصور کی وفات ہوئی جو ابن شکلہ سے مشہور تھا، یہ سیاہ فام فربہ، فصیح اور فاضل تھا ابن ماکولا کا قول ہے کہ سیاہ فام ہونے کی وجہ سے اسے صینی کہا جاتا تھا ابن عساکر نے اس کے بھرپور حالات بیان کئے اس کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ دو سال تک اس نے اپنے بھائی کی طرف سے دمشق میں امارت کے فرائض انجام دیئے پھر اس نے اسے معزول کردیا پھر رشید نے اسے دوبارہ دمشق کا امیر بنا دیا۔ چار سال تک یہ وزیر رہا ابن عساکر نے اس کی عدالت اور شجاعت کے حالات بیان کئے۔ نیز اس نے ۱۸۴ھ میں لوگوں کو حج کرایا، پھر واپس دمشق آ گیا۔ ۲۰۲ھ میں مامون کی خلافت کے شروع میں بغداد کے نائب حسن بن سھل نے ابراہیم سے قتال کیا ابراہیم نے اسے شکست دیدی پھر حمید الطوسی نے اس کا مقابلہ کیا تو ابراہیم شکست کھا گیا۔

ابراہیم مامون کی بغداد آمد کے موقعہ پر روپوش ہوگیا پھر مامون نے اس پر غلبہ پا کر اسے معاف کردیا اس کی مدت خلافت ایک سال گیارہ ماہ بارہ یوم تھی اس کے ظہور کی ابتداء ۲۰۳ھ ذی الحجہ کے آخر میں ہوئی چھ سال چار ماہ دس یوم ابراہیم روپوش رہا۔

خطیب کا قول ہے کہ ابراہیم بن مہدی بیشمار خوبیوں والا شائستہ، وسیع الظرف، سخی ہاتھ تھا۔ گانے کے فن میں بہت ماہر تھا ایک بار ابراہیم بغداد میں اپنے دور خلافت میں مالی اعتبار سے کمزور ہوگیا۔ بدوؤں نے بالاصرار اسے عطیات کی پیش کش کی لیکن اس نے قبول کرنے میں ٹال مٹول کی، پھر

اس کے ایلچی نے لوگوں کو بتایا کہ ابراہیم کے پاس آج مال بالکل ختم ہو گیا، بعض نے کہا ابراہیم دونوں جانبوں میں آ کر تین تین گیت سنائے، اس پر مامون کے شاعر دعبل نے ابراہیم کے بارے میں چند اشعار کہے:

(۱)..... اے عربو! غلطی مت کرو اپنے عطیات لے لو، ناراض مت ہو۔

(۲)..... عنقریب وہ تم کو غم کی آواز دے گا جو تھیلی میں داخل نہیں ہوتی نہ پڑاؤ ڈالتی ہے۔

(۳)..... اور تارکول سے لیپ کی ہوئی اونٹنیاں تمہارے جرنیلوں کے لئے ہیں اور اس پر کوئی رشک نہیں کرتا۔

(۴)..... خلیفہ اسی طرح اپنے اصحاب کو رسد دیتا ہے اور اس کا مصحف بربط ہے۔

اس نے طویل روپوشی کے بعد اپنے بھائی کو لکھا کہ بدلہ لینے کا ذمہ دار قصاص میں مضبوط ہے معاف کرنا اقرب الی التقویٰ ہے۔ اللہ نے خلیفہ کو ہر معاف کرنے والے سے بلند کیا جیسا کہ اس نے ہر نسب والے کو اس سے پشت کیا۔ اگر معاف کر دے تو آپ کا فضل ہے اگر سزا دیں تو آپ کو اس کا حق ہے۔ مامون نے اس کا جواب دیا کہ قدرت غصہ کو ختم کرنے والی ہے، انابت کے لئے ندامت کافی ہے اللہ کا عفو ہر شے سے بالاتر ہے مامون کے سامنے آنے کے وقت ابراہیم نے کہا۔

(۱)..... اگر میں گناہ گار ہوں تو میں نے اپنے نصیب میں خطا کی، زجر و توبیخ کی کثرت چھوڑ دے۔

(۲)..... اسی طرح کہہ جس طرح یوسف نے بنی یعقوب کے آنے کے وقت کہا تھا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں مامون نے جواب دیا آج تک پر کوئی سرزنش نہیں۔

خطیب نے بیان کیا کہ ابراہیم جب مامون کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اس کے جرائم پر اسے زجر و توبیخ کی ابراہیم نے کہا اے امیر المومنین میں اپنے والد کے ساتھ موجود تھا جو آپ کا دادا تھا ان کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے مجھ سے بڑا جرم کیا تھا میرے والد نے اس کے قتل کا حکم دیا اسی اثناء میں مبارک بن فضالہ نے کہا اے امیر اگر آپ اس کے قتل کو مؤخر کریں تو میں آپ کو ایک حدیث سناؤں مامون نے کہا سناؤ اس نے کہا مجھ سے حسن بصری نے بحوالہ عمران بن حصین آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت کے روز عرش کے نیچے سے ایک نداد ینے والا ندا دے گا خلفاء میں سے لوگوں کو معاف کرنے والے احسن جزاء کی طرف آ جائیں یہ آواز سن کر لوگوں کو معاف کرنے والے کھڑے ہو جائیں گے۔ مامون نے کہا اس حدیث کو قبول کرتے ہوئے میں اپنے چچا کو معاف کرتا ہوں قبل ازیں ہم نے ۲۰۴ھ میں اس کی کافی وشافی وضاحت کر دی۔ ابراہیم بن مہدی کے اشعار بہت عمدہ ہیں۔ ابراہیم کی پیدائش ۱۶۲ھ ماہ ذیقعدہ کے شروع میں ہوئی اسی سال کے ساتویں روز جمعہ کے دن ۶۲ سال کی عمر پا کر ابراہیم نے وفات پائی۔

سعید بن ابی مریم مصری، سلیمان بن حرب، ابو معمر مقعد، علی بن محمد المدائنی الاخباری، بخاری کے شیخ عمرو بن مرزوق (جس نے ایک ہزار خواتین سے شادی کی) نے بھی اسی سال وفات پائی۔

ابو عبید القاسم بن سلام البغدادی کے حالات ..... لغت۔ فقہ، حدیث، قرآن، اخبار اور تاریخ کے امام تھے ان کی متعدد مشہور تصانیف ہیں جو متداول بین الناس ہیں۔ حتیٰ کہ کہا گیا کہ امام احمد نے غرائب حدیث پر اپنے ہاتھ سے کتاب لکھی جسے پڑھ کر عبداللہ بن طاہر نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ماہانہ پانچ سو درہم وظیفہ مقرر کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کی اولاد کو وہ وظیفہ ملتا رہا۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ ابن طاہر نے امام احمد کی اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس کتاب کی تصنیف پر ابھارنے والی عقل کے مالک کے لئے مناسب نہیں کہ ہم ان کو طلب معاش کا محتاج بنائیں اس کے بعد ابن طاہر نے امام احمد کا ماہانہ دس ہزار وظیفہ مقرر کیا۔

محمد بن وھب مسعودی کا قول ہے کہ میں نے ابو عبید کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اس کتاب کو چالیس سال تک تصنیف کیا۔

ہلال بن معلی الرقی کا قول ہے اللہ نے چار افراد کے ذریعے مسلمانوں پر احسان فرمایا:

(۱)..... فقہ وحدیث میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے۔

(۲)...... آزمائش میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے۔
(۳)...... جھوٹ کی نفی میں یحییٰ بن معین کے ذریعے۔
(۴)...... غریب حدیث کی تفسیر میں ابوعبید کے ذریعے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو لوگ ہلاکت میں پڑ جاتے۔

ابن خلکان نے بیان کیا کہ ابوعبید ۱۸ سال تک طرطوس کے قاضی رہے اور آپ بہت بڑے عابد تھے غریب ابوعبید نے ابوزید انصاری، اصمعی، ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ، ابن الاعرابی، فراء، کسائی وغیرہ سے روایت کی اسحاق بن راھو کا یہ قول ہے کہ ہم ابوعبید کے محتاج ہیں نہ کہ ابوعبید ہمارے۔ ابوعبید بغداد آئے لوگوں نے ان سے احادیث اور ان کی تصانیف سے سماع کیا ابراہیم حربی کا قول ہے کہ ابوعبید ایک پہاڑ تھے جس میں روح پھونک دی گئی آپ ہر شے کو عمدہ طریقہ سے کرتے تھے احمد بن کامل قاضی کا قول ہے ابوعبید فاضل، دیندار عالم ربانی اہل ایمان، اہل اسلام اہل اتقان کے مختلف علوم میں پختہ کار تھے۔ یعنی قرآن، فقہ، عربیت، احادیث حسن الروایت میں صحیح النقل ہیں۔ میں نے کسی کو ان کے علم اور کتب پر اعتراض کرتے نہیں دیکھا۔ ابوعبید کی کتاب الاموال کتاب الفضائل، القرآن ومعانیہ ان کے علاوہ بھی ابوعبید کی دیگر نفع بخش کتب ہیں۔

امام بخاری کے قول کے مطابق اسی سال۔ بعض کے قول کے مطابق گذشتہ سال مکہ یا مدینہ میں ۶۷ یا ۷۰ سال سے تجاوز عمر پا کر ابوعبید نے وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

محمد بن عثمان ابوالجاھر الدمشقی الکفر توثی، محمد ابن الفضل ابوالنعمان السدوسی یہ ملقب عارم شیخ البخاری، محمد بن عیسیٰ بن طباع، یزید بن عبدربہ الجرجسی الحمصی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۵ھ

اسی سال منکجور مطیع بن کر بغا کبیر کے ساتھ بغداد آیا اسی سال معتصم نے جعفر بن دینار کو یمن سے نیابت پر ناراضگی کی وجہ سے معزول کردیا ایتاخ کو اس کی جگہ حاکم بنایا۔

اسی زمانہ میں عبداللہ بن طاہر نے مازیار کو پالان والے گدھے پر سوار کر کے بغداد بھیجا معتصم نے اسے اپنے سامنے ساڑھے چار سو کوڑے لگوائے پھر اسے پانی پلایا اسی حالت میں اس کا انتقال ہوگیا، بابک کی جانب اسے سولی دی گئی مار کے دوران اس نے اقرار کیا کہ افشین اس سے خط وکتابت کرتا تھا اور اسے اطاعت سے دستبرداری کو اچھا کر کے دکھاتا تھا جس کی وجہ سے معتصم نے ناراض ہو کر افشین کی قید کا حکم دیا اس کے لئے دارالخلافہ میں روشن دان کی طرح ایک مکان بنوایا جس میں صرف وہ سما سکتا تھا اس نے یہ کام اس وقت کیا جب اسے یہ یقین ہوگیا کہ وہ اس کی مخالفت کرنا چاہتا ہے اور اس کے خلاف بغاوت کرنا چاہتا ہے اور اس نے مسلمانوں کے خلاف کمک طلب کرنے کے لئے بلاد خزر جانے کا ارادہ کیا ہے خلیفہ نے ان سب باتوں سے قبل ہی اسے گرفتار کرلیا۔ معتصم نے اپنے قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی، وزیر بن عبدالملک بن الزیارت اپنے نائب اسحاق بن ابراہیم پر مشتمل مجلس منعقد کی۔ اس نے اس مجلس میں افشین پر کچھ الزامات لگائے جو اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ افشین اپنے اجداد کے ایرانی دین پر قائم ہے۔

(۱)...... یہ کہ افشین غیر مختون ہے، افشین نے اس کی تکلیف کے خوف کا عذر کیا جو وزیر لوگوں کے درمیان اس سے بات کر رہا تھا، اس نے اس سے کہا تو جنگوں میں نیزہ زنی کرتا ہے تو اس کی تکلیف سے نہیں ڈرتا اور تو بدن کے اوپر حشفہ کی کھال کے قطع کرنے سے ڈرتا ہے۔

(۲)...... یہ کہ ایک امام اور مؤذن نے بت خانہ توڑ کر مسجد بنوائی اس نے ان کو سو کوڑے لگوائے۔

(۳)...... اس کے پاس کتاب کلیلہ دمنہ مصور صورت میں ہے اس نے اسے جواہرات اور سونے سے پہلے آراستہ کیا ہوا ہے۔ افشین نے عذر کیا اسے یہ کتاب اپنے آباء سے وراثت میں ملی ہے۔

(۴)...... یہ کہ اعاجم اس سے خط وکتابت ان القاب سے کرتے تھے تو غلاموں میں سے ایک ہے اور ان سے یہ بات کا اقرار کرواتا

ہے۔افشین نے کہا میں نے اس پر جرأت اس وجہ سے کی کہ یہ میرے آباء واجداد سے اسی طرح خط وکتابت کیا کرتے تھے اور مجھے اس کے ترک سے اپنی ذلت کا اندیشہ ہے۔

وزیر نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو نے فرعون کے لئے کیا باقی رہنے دیا۔جس نے انار بکم الاعلی کا دعویٰ کیا تھا۔

(۵)......افشین کی مازیار سے بھی خط وکتابت تھی جس کے ذریعے مازیار افشین کو خلیفہ کی بغاوت پر اکساتا تھا۔

(۶)......افشین قدیم دین مجوسی کی مدد تک تنگ ہے وہ اس کے تمام ادیان پر غلبہ کا خواہاں ہے۔

(۷)......افشین گلہ گھونٹی ہوئی بکری کے گوشت کو مذبوحہ بکری کے گوشت پر ترجیح دیتا ہے۔

(۸)......افشین ہر بدھ کو سیاہ بکری منگوا کر تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر کے اس کے درمیان چلتا ہے پھر اسے کھالیتا ہے۔اس کے بعد معتصم نے اسے ذلیل کر کے بغا کبیر کو اس کے قید کرنے کا حکم دیا افشین نے کہا مجھے تم سے اسی بات کی توقع تھی۔اسی سال عبداللہ بن طاہر حسن بن افشین کو اس کی اھلیہ سمیت سامرا لے گیا اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔اصبغ بن فرج،سعدویہ،محمد بن سلام البیکندی شیخ البخاری ابوعمرو جرمی،فیاضوں میں سے ابودلف عجلی التمیمی نے اسے سال وفات پائی۔

سعید بن مسعدہ کے حالات......ابوالحسن الاخفش الاوسط البلخی ثم البصری النحوی،نحو میں سیبویہ کے تلمیذ تھے۔فن نحو میں متعدد کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے کتاب فی المعانی القرآن، کتاب الاوسط فی النحو وغیرہ ہیں علم عروض پر بھی انہوں نے کتاب لکھی جس میں انہوں نے خلیل پر بحر الخبب کی زیادتی کی، بینائی کی کمزوری اور آنکھوں کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اخفش سے مشہور ہوئے، نیز یہ ادلغ بھی تھے جس کے معنیٰ دانتوں پر ہونٹوں کا بند نہ ہونا ہے سیبویہ اور عبیدۃ کے شیخ الخطاب عبدالحمید بن عبدالحمید الھجری اخفش کبیر کے مقابلہ میں انہیں اخفش صغیر کہا جاتا تھا۔پھر جب علی بن سلیمان اخفش کے لقب سے مشہور ہو گیا تو سعید بن مسعدہ اوسط سے، ہجری اکبر سے، علی بن سلیمان اصغر کے لقب سے مشہور ہو گیا۔ان کی وفات اسی سال ۲۲۰ھ میں ہوئی۔

الجرمی النحوی کے حالات......صلاح بن اسحاق البصری، بغداد آکر فراء سے مناظرہ کیا ابوعبیدہ،ابوزید،اصمعی سے نحو حاصل کی نحو میں فرخ سیبویہ کے نام سے ایک کتاب بھی تصنیف کی۔

فقیہ،فاضل،نحوی،لغت کے ماہر وحافظ، دیندار،متقی،پسندیدہ مذہب،صحیح العقیدہ،حدیث کے راوی ہیں یہ چیزیں ابن خلکان نے بیان کیں ان سے مبرد نے روایت کی ابونعیم نے تاریخ اصبھان میں ان کا تذکرہ کیا۔

واقعات ۲۲۶ھ

اسی سال ماہ شعبان میں افشین نے جیل میں وفات پائی معتصم کے حکم پر اسے سولی دی گئی پھر جلا کر اس کی راکھ دجلہ میں پھینک دی گئی،اس کے اموال وجائداد پر قبضہ کیا گیا ان میں سے انہوں نے سونے، جواہرات سے مرصع بت اور مجوسی دین کی خوبیوں کے بارے میں کتابیں اور بہت سی ایسی چیزیں پائی گئیں جن سے وہ متہم تھا جو اس کے کفر وزندیقیت پر دلالت کرتی تھیں جن کے باعث اس کا اپنے مجوسی آباء کے دین کی طرف منسوب ہونا مستحق ہو گیا اسی سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسحاق قروی،اسماعیل بن ابی اوس صاحب تفسیر محمد بن داؤدنسان بن ربیع،مسلم بن حجاج کے شیخ یحییٰ بن التمیمی محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین نے اسی سال وفات پائی۔

ابودلف عجلی......عیسیٰ بن ادریس بن معقل بن عمیر بن شیخ بن معاویہ بن خزاعی بن عبدالعزیز بن دلف بن جشم بن قیس بن سعد بن عجل بن لجیم الامیر ابودلف عجلی،معتصم اور مامون کے جرنیلوں میں سے تھا اسی کی طرف مؤلف کتاب الاکمال ابونصر ابن موکولا منسوب ہے۔دمشق کے خطیب

قاضی جلال الدین قزوینی اپنی نسبت ابودلف کے خاندان کی نسبت کی طرف کرتے تھے۔ ابودلف کریم، سخی، قابل شخص تھا۔ شعراء ہر طرف سے اس کے پاس آتے تھے ابوتمام طائی بھی اس کے پاس آنے والوں اور اس کی بخشش حاصل کرنے والوں میں سے تھا۔ یہ ادب اور گانا گانے میں ماہر تھا۔ ابو دلف نے چند کتابیں لکھیں جن میں سے سیاست الحلوک، باز وشکار کے بارے میں، ہتھیار وغیرہ کے بارے میں ہے بکر بن نطاع شاعر نے اس کی بابت کیا ہی خوب اشعار کہے:

(۱)...... اے کیمیا اور اس کے علم کے طالب، ابن عیسیٰ کی مدح کرنا سب سے بڑا کیمیا ہے۔

(۲)...... اگر زمین پر صرف ایک درہم باقی بچے اور تو ابن عیسیٰ کی مدح کرے تو تجھے اس پر وہی ایک درہم دے دے گا۔

بعض کا قول ہے ابودلف نے اس شاعر کو دس ہزار درہم دیئے، ابودلف نہایت بہادر شخص تھا وہ قرض لے کر بھی سخاوت کرتا تھا اس کے والد نے کرخ شہر کی تعمیر شروع کی تھی لیکن اس کے انتقال سے قبل اس کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی پھر ابودلف نے اس کی تعمیر کی تکمیل کی، ابودلف شیعت کی طرف مائل تھا، اس کا قول تھا کہ جو غالی شیعہ نہیں ہے وہ کافر ہے۔

ایک روز اس کے لڑکے نے کہا اے میرے والد میں آپ کے مذہب پر قائم نہیں ہوں اس کے والد نے جواب میں کہا میں نے تیری والدہ کے خریدنے سے قبل اس سے شادی کی تھی اور یہ اسی کا اثر ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ اس کی وفات کے بعد اس کے لڑکے نے خواب دیکھا کہ ایک آنے والا اس کے پاس آیا اس نے اسے کہا امیر کو جواب دو۔ دلف کا قول ہے کہ میں اس کے ساتھ چلا اس نے مجھے ایک وحشت ناک گھر میں داخل کیا جس کی دیواریں سیاہ چھت اور دروازہ بند تھا۔ پھر اس نے ایک سیڑھی کے ذریعے مجھے ایک بالا خانہ میں داخل کیا جس کی دیواروں پر آگ کا اور زمین پر راکھ کا نشان تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں میرا والد برہنہ گھٹنوں کے درمیان سر دیئے بیٹھا ہے اس نے سوالیہ انداز میں مجھ سے پوچھا تو دلف ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا، پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

(۱)...... گھر والوں کو ہماری تکلیف سے مطلع کر دو جو ہمیں گلا گھونٹنے والے عالم برزخ میں پہنچی ان سے چھپاؤ مت۔

(۲)...... ہم سے ہمارے تمام افعال کے بابت سوال کیا گیا۔ تم میری وحشت اور جس چیز سے میں نے ملاقات کی اس پر رحم کھاؤ۔

(۳)...... اگر بوقت موت ہمیں چھوڑ دیا جاتا تو موت ہر زندہ کے لئے راحت ہوتی۔

(۴)...... لیکن موت کے بعد ہمیں اٹھا کر کے ہم سے ہمارے گذشتہ تمام افعال کی بابت سوال کیا گیا۔

واقعات ۲۲۷ھ

اسی سال سرحدی علاقوں کے ایک باشندے ابوحرب میدقع یمانی نے شام میں خلیفہ کی اطاعت سے بغاوت کر کے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی کیوں کہ ایک سپاہی نے اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی۔ عورت کے مزاحمت کرنے پر سپاہی نے اس کے ہاتھ پر مارا جس کا نشان اس کی کلائی پر پڑ گیا جب اس کے شوہر ابوحرب کو پتہ چلا تو اس نے اس سپاہی کو غافل پا کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابوحرب برقعہ میں ملبوس ہو کر پہاڑ کی چوٹیوں پر قلعہ بند ہو گیا جب اس کے پاس کوئی ہوتا تو وہ اسے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی دعوت دیتا بادشاہ کی اس کی سامنے مذمت کرتا بہت سے کسانوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔

مؤرخین کا قول ہے کہ یہ وہی سفیانی ہے جو ملک شام کا مالک بنے گا اس کا معاملہ بڑھ گیا ایک لاکھ جانبازوں نے اس کی پیروی قبل کر لی۔

معتصم نے مرض الموت میں ایک لاکھ کے قریب جانبازوں کو اس کے مقابلہ میں بھیجا جب معتصم کا امیر اپنی فوج کے ساتھ وہاں پہنچا تو انہوں نے ابوحرب کی جماعت کو بہت زیادہ پایا جو اس کے اردگرد جمع تھی اس نے موجودہ حالت میں جنگ لڑنے سے شکست کا خطرہ محسوس کیا۔ اس لئے بونے کے زمانہ تک اس نے جنگ مؤخر کر دی جب زمین بونے کا وقت آیا تو لوگ اسے چھوڑ کر چلے گئے اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت رہ گئی

اب معتصم نے اس سے مقابلہ کر کے اسے گرفتار کر لیا اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر بھاگ گئے امیر سریہ رجاء بن ایوب اسے معتصم کے پاس لے گیا معتصم نے مقابلہ میں تاخیر کرنے پر اسے ملامت کی اس نے کہا اس وقت اس کے ساتھ ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ فوج تھی اس وجہ سے میں مسلسل اس سے ٹال مٹول کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دیدی معتصم نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اسی سال جمعرات کے روز ۱۸ ربیع الاول ابو اسحاق محمد معتصم باللہ بن ہارون الرشید بن مہدی بن منصور نے وفات پائی۔

معتصم کے حالات ...... امیر المومنین ابو اسحاق محمد بن معتصم بن ہارون الرشید بن مہدی بن منصور العباسی مثمن سے مشہور تھا۔ اس کی کئی وجوہ ہیں کیوں کہ یہ عباس کا آٹھواں لڑکا تھا۔

یہ اس کی اولاد میں سے آٹھواں خلیفہ تھا، اسے آٹھ فتوحات ہوئیں۔ آٹھ سال آٹھ ماہ آٹھ یوم اس کی خلافت رہی۔ معتصم ۱۰۸ھ سال کے آٹھویں ماہ شعبان میں پیدا ہوا، ۴۸ سال کی عمر میں معتصم نے وفات پائی اس نے اپنے پیچھے آٹھ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں چھوڑیں، اپنے بھائی مامون کی وفات کے آٹھ سال بعد معتصم نے ۲۱۸ھ رمضان کے شروع میں وفات پائی۔

مامون اُمّی تھا کیونکہ یہ ایک غلام کے ساتھ کتابت سیکھنے جاتا تھا اس غلام کا انتقال ہو گیا اس کے والد رشید نے پوچھا تیرے غلام نے کیا کیا؟ اس نے کہا اس نے کتابت سے راحت حاصل کر لی، رشید نے کہا تجھے کتابت سے اس حد تک نفرت ہوگئی ہے کہ تو نے اس کی موت کو راحت کا سبب سمجھ لیا اس نے کہا اے لڑکے اللہ کی قسم آج کے بعد تو کتابت سیکھنے مت جانا اسی وجہ سے وہ امی رہ گیا بعض کا قول ہے کہ اس کا خط کمزور تھا۔

خطیب نے اپنے طریق سے اس کے آباء سے دو منکر حدیثیں روایت کی ہیں:

(۱)...... خلفاء بنو امیہ کی مذمت اور خلیفہ عباسیہ کی مدح میں۔

(۲)...... جمعرات کے روز حجامت کی مناہی میں۔

نیز خطیب نے سنداً معتصم کے بارے میں نقل کیا ہے کہ روم کے بادشاہ نے اسے دھمکی آمیز خط لکھا معتصم نے کاتب کو بلا کر کہا لکھو میں نے تیرا خط پڑھ لیا میں نے اسے سمجھ بھی لیا میرا جواب سماع کے بجائے دیکھنے کے قابل ہے عنقریب کفار دیکھ لیں گے کہ آخرت کا گھر کس کے لئے ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ معتصم نے ۲۲۳ھ میں بلاد روم جنگ کر کے دشمن کو عبرت ناک شکست سے دوچار کیا۔ عموریہ کو فتح کر کے اس کے تیس ہزار افراد قتل کر دیئے اتنے ہی گرفتار کر لئے۔ ان قیدیوں میں ساٹھ جرنیل بھی تھے اس نے عموریہ اور اس کے اطراف میں آگ پھینک کر اسے جلا دیا اس کے نائب کو عراق لے گیا اس کا ایک دروازہ بھی لے گیا جو اب تک دار الخلافہ کے دروازوں میں سے ایک پر نصب تھا جو محل کی جامع مسجد کی طرف ہے۔

احمد بن ابی داؤد قاضی سے منقول ہے کہ بعض مرتبہ معتصم اپنی کلائی میرے سامنے کر کے کہتا اسے پوری طاقت سے دانتوں سے کاٹ لو میں کہتا اے امیر میرا نفس اسے گوارہ نہیں کرتا پھر وہ کہتا مجھے اس سے تکلیف نہیں ہوتی پھر میں پوری قوت کے ساتھ دانتوں سے اس کی کلائی کو کاٹتا لیکن اس پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔

ایک روز اپنے بھائی کے خلافت کے دور میں معتصم ایک خیمہ کے پاس سے گزرا تو اچانک ایک عورت یا ابنی یا ابنی کی آواز لگا رہی تھی اس نے عورت سے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا اس خیمہ والے نے میرا بچہ چھین لیا معتصم نے اس بچہ کو چھوڑنے کا کہا اس نے جواب دیدیا معتصم نے ہاتھ سے اس کا جسم دبایا تو اس کی ہڈیوں کی آواز اس کے نیچے سے سنی گئی معتصم نے اسے چھوڑا تو اس کی وفات ہو چکی تھی پھر معتصم نے وہ بچہ اس کی والدہ کے پاس پہنچا دیا۔

بوقت خلافت معتصم بہت دلیر تھا جنگوں میں بڑا عالی ہمت تھا قلوب پر اس کا بڑا دبدبہ تھا وہ جنگوں پر خرچ کرنے پر حریص تھا اسے عمارت وغیرہ کا شوق نہیں تھا احمد بن ابی داؤد کا قول ہے کہ معتصم نے میرے ذریعے ایک کروڑ درہم کے برابر سامان لوگوں پر صدقہ کیا کسی اور کا قول ہے کہ معتصم غصہ کے وقت اس بات کا خیال نہیں کرتا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کس کا قتل کر رہا ہے۔

اسحاق بن ابراہیم کا قول ہے میں ایک روز معتصم کے پاس گیا اس کے پاس ایک گلوکارہ گیت گا رہی تھی اس نے مجھ سے اس کے متعلق دریافت

کیا میں نے کہا میں نے اسے دیکھا ہے وہ مہارت سے اس پر غالب ہے اور نرمی سے اسے بڑا بنا رہی ہے اور ایک چیز سے نکل کر اس کے بہتر کی طرف جاتی ہے، اور اس کی آواز میں چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں جو سینوں پر موتیوں کے ہار سے اچھے ہیں اس نے کہا واللہ جو تو نے اس کی صفت کی وہ اس سے اور اس کے گانے سے اچھی ہے۔ معتصم کے تقریباً بیس ہزار غلام ترک تھے اور وہ اتنے آلات حرب اور چوپایوں کا مالک تھا کہ کسی دوسرے کو اتنے آلات حرب اور چوپائے رکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ وہ اپنی وفات کے وقت کہنے لگا (اور جو کچھ نہیں دیا گیا تھا جب وہ اس پر اترنے لگے تو ہم نے اسے اچانک پکڑ لیا اور وہ مایوس ہو گئے) اور اس نے کہا اگر مجھے علم ہوتا کہ میری عمر کم ہے تو میں ایسا نہ کرتا اور کہا میں مخلوق کو بتاتا ہوں، کہنے لگا اب تمام حیلے بہانے ختم ہو گئے اس نے اپنے مرض الموت میں کہا اے اللہ میں اپنے سے پہلے بھی تجھ سے ڈرتا ہوں اور میں تجھ سے پہلے تجھ سے نہیں ڈرتا تھا اور میں تجھ سے امید رکھتا ہوں اور اپنی جانب سے تجھ سے کوئی امید نہیں رکھتا۔

اسی سال ۱۸ ربیع الاول بوقت چاشت جمعرات کے روز معتصم نے کسرون بڑائی میں وفات پائی۔ اس کی ولادت سن ۱۰۸ گیارہ ~~شعبان اس کی~~ ولادت ۱۰۸ھ ۱۱ شعبان پیر کے روز ہوئی۔ ۲۱۸ھ ماہ رجب میں خلیفہ بنا معتصم سفید رنگ سرخ ڈاڑھی والا جس کی لمبائی درمیانی تھی اس کا رنگ تیز تھا اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام ماردہ تھا۔ معتصم رشید کے ان چھ لڑکوں میں سے ایک تھا جن کا نام محمد تھا وہ یہ ہیں ابواسحاق محمد بن معتصم، ابوالعباس محمد بن امین، ابوعیسیٰ محمد، ابواحمد، ابویعقوب، ابوایوب یہ بات ہشام کلبی نے ذکر کی اس کے بعد اس کا لڑکا ہارون خلیفہ بنا ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ معتصم کے وزیر محمد بن عبدالملک بن الزیات نے ان اشعار میں سے اس کا مرثیہ کہا۔

(۱)...... جب لوگوں نے تجھے چھپایا اور تیرے ہاتھوں پر مٹی ڈال دی۔

(۲)...... تو میں نے کہا جا تو کتنا ہی اچھا محافظ کتنا ہی اچھا دین کا مددگار تھا۔

(۳) اللہ نے تیرے بدلہ میں امت کو ہارون عطا کر کے اس کی اصلاح کر دی۔

یہ حفصہ کے بھتیجے مروان بن ابی جنوب کا قول ہے۔

(۱)...... ابواسحاق کے چاشت کے وقت مرنے کے ساتھ مر گئے اور ہارون کی وجہ سے شام کو ہم دوبارہ زندہ ہو گئے۔

(۲)...... جو جمعرات ہمارے لئے ناپسند امر لائی وہی جمعرات ہمارے لئے پسندیدہ امر لائی۔

ہارون واثق بن معتصم کی خلافت

اسی سال معتصم کی وفات کے بعد نو ربیع الاول کو اس کی بیعت کی گئی، کنیت ابوجعفر تھی اس کی والدہ رومیہ ام ولد تھی جس کا نام قراطیس تھا اسی سال حج کے موقع پر چار ذیقعدہ کو حیرہ کے مقام پر اس نے وفات پائی کوفہ میں داؤد کے گھر میں دفن کی گئی۔ جعفر بن معتصم نے اس سال لوگوں کو حج کرایا اسی سال رومی بادشاہ توفیل بن میخائل کی وفات کے بعد اس کے لڑکے میخائل بن توفیل کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کی بیوی تدورہ رومیوں کی بادشاہ بن گئی۔

بشر الحافی الزاہد المشہور...... بشر حارث بن عبدالرحمٰن بن عطاء بن ہلال بن ماہان بن عبداللہ المروزی ابونصر الزاہر جو حافی سے مشہور ہوئے مہمان بن کر بغداد آئے ابن خلکان کا قول ہے کہ بشر کے دادا کا نام عبداللہ الغیور تھا جو حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ بشر ۱۵۰ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے وہاں پر حماد بن زید عبدال بن مبارک، ابن مہدی مالک ابوبکر بن عیاش وغیرہ سے بہت سی چیزوں کا سماع کیا ان سے ابوخیثمہ، زہیر بن حرب، سری سقطی، عباس بن عبدالعظیم، محمد بن حاتم نے سماع کیا۔

محمد بن سعید کا قول ہے کہ بشر نے بہت سے افراد سے سماع کیا پھر لوگوں سے کنارہ کش ہو کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ حدیث بیان نہیں کی عبادت، تقویٰ، زہد پر بہت سے لوگوں نے تعریف کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بشر کی وفات پر فرمایا عامر بن عبد قیس کے علاوہ بشر کا کوئی مماثل نہیں۔ اگر بشر شادی کر لیتے تو آپ کا معاملہ مکمل ہو جاتا ایک روایت میں ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ نے اپنا مثل کوئی نہیں چھوڑا۔

ابراہیم حربی کا قول ہے کہ بغداد نے آپ سے بڑا عاقل و حافظ پیدا نہیں کیا کبھی آپ نے کسی مسلمان کی غیبت نہیں کی آپ کے ہر بال میں عقل تھی اگر آپ کی عقل اہل بغداد پر تقسیم کی جائے تو سب عقلمند بن جائیں اور آپ کی عقل میں کوئی کمی نہ آئے۔ بعض کا قول ہے کہ بشر ابتداء میں شاعر تھا آپ کی توبہ کا سبب یہ بنا تھا کہ ایک روز آپ کو حمام کے چولھے میں ایک رقعہ ملا جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا آپ نے اسے اٹھا کر آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اے اللہ آپ کا نام یوں روندا جا رہا ہے۔ پھر عطا کے پاس جا کر ایک درہم کی غالیہ خوشبو خریدی اسے اس رقعہ پر لگا کر ایسی جگہ رکھ دیا جہاں پر کسی کی رسائی نہ ہو اس کی برکت سے اللہ نے آپ کے قلب کو زندہ کر کے آپ کو رشد و ہدایت عطا فرما دی پھر آپ زاہد و عابد بن گئے۔

بشر کے اقوال زریں......(۱)......دنیا کا محب ذلت کے لئے تیار رہے۔

(۲)......آپ سالن کے بغیر روٹی کھاتے تھے آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں عافیت کو سالن بناتا ہوں۔

(۳)......آپ برہنہ پا جوتے کے بغیر چلتے تھے ایک روز آپ نے کسی کا دروازہ کھٹکھٹایا، آواز آئی کون؟ بشر نے کہا میں ہوں، ایک چھوٹی سے لڑکی نے کہا اگر آپ جوتا خرید لیں تو آپ سے حافی نام جاتا رہے۔ مؤرخین کا قول ہے کہ بشر کے برہنہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ایک بار بشر نے موچی سے جوتی کا تسمہ مانگا اس نے کہا اے فقراء! تم نے لوگوں کو کلفت میں ڈال دیا اس کی بات سن کر بشر نے ہاتھ سے ایک جوتی پھینکی اور پاؤں سے دوسری نکال کر پھینک دی اور قسم اٹھائی کہ آج کے بعد میں جوتی نہیں پہنوں گا۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ حافی کی وفات یوم عاشوراء یا رمضان میں بغداد یا مرو میں ہوئی، میں کہتا ہوں صحیح یہ ہے کہ اسی سال ہوئی۔ بعض کا قول ہے ۲۲۶ھ میں ہوئی لیکن اول قول اصح ہے آپ کی وفات کے بعد تمام اہل بغداد آپ کے جنازہ میں شریک ہوئے نماز فجر کے بعد آپ کا جنازہ نکالا گیا، نماز عشاء کے بعد آپ آسودہ خاک ہوئے۔ ائمہ حدیث میں سے مدائنی وغیرہ جنازہ لے جانے کے وقت زور زور سے کہہ رہے تھے، واللہ آخرت کے شرف سے قبل یہ دنیا کا شرف ہے بعض نے نقل کیا ہے کہ جنات آپ کے گھر میں نوحہ کر رہے تھے وفات کے بعد بعض کو آپ کی خواب میں زیارت ہوئی انہوں نے آپ سے پوچھا کہ اللہ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا؟ اللہ نے مجھ سے محبت کرنے والوں کی مغفرت فرما دی۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ بشر کی تین بہنیں تھیں، مخد، مضغہ، زبدہ، وہ سب بشر کی طرح عابدہ، زاہدہ تقویٰ والی تھیں۔ ایک بار ان میں سے ایک نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر ان سے مسئلہ دریافت کیا کہ کبھی چراغ گل ہو جاتا تو میں چاند کی روشنی میں سوت کاتتی ہوں۔ کیا بیع کے وقت میں مشتری کے سامنے ان دونوں کو الگ الگ کر کے رکھوں؟ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا اگر دونوں میں فرق ہے تو پھر الگ کرنا ضروری ہے ایک بار ان میں سے ایک نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا کہ ہمارے نزدیک سے بنی طاہر کی مشعلیں گزرتی ہیں، میں ان کی روشنی میں ایک چھلی یا تین چھلیاں سوت کات لیتی ہوں آپ ہمیں اس سے نجات دلائیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا اتنی مقدار کی معرفت کے مشتبہ ہونے کی وجہ سے تمام صدقہ کر دو۔ ایک مریض کی آہ بھرنے کی وجہ سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اس میں شکوہ شکایت نہیں؟ آپ نے جواب دیا نہیں یہ اللہ سے شکایت ہے، اس کے بعد اپنے لڑکے سے کہا جاؤ دیکھ کر آؤ یہ عورت کون ہے؟ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے پیچھے گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بشر حافی کے گھر میں داخل ہو گئی معلوم ہوا کہ وہ ان کی بہن مخد تھی۔

خطیب نے زبدۃ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک رات میرے بھائی بشر گھر آئے آپ نے اس حالت میں رات گزاری کہ آپ کا ایک پاؤں گھر کے اندر تھا اور ایک پاؤں گھر سے باہر تھا صبح آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی آپ نے فرمایا آج رات میں بشر نصرانی بشر مجوسی، بشر یہودی اور اپنے بارے میں سوچتا رہا کہ اللہ نے کونسی بات کی وجہ سے مجھے اسلام کی دولت عطا فرمائی اس لئے کہ میرا نام بھی بشر ہے۔ آخر کار میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اللہ نے صرف اپنے فضل و کرم سے مجھے اس عظیم دولت سے نوازا اور مجھے اپنے احباب کا لباس پہنایا۔ ابن عساکر نے آپ کے حالات نہایت شاندار طریقہ سے طوالت بلا ملامت کے ساتھ بیان کئے اس نے آپ کے اچھے اشعار بیان کئے آپ یہ اشعار بطور مثال پڑھا کرتے تھے:

(۱)......تو گندے پانی میں منہ ڈالنے سے بچتا ہے حالاں کہ تو گناہوں کے حوض سے منہ لگا کر پیتا ہے۔

(۲)......تو لذیز کھانے کو ترجیح دیتا ہے تو نہیں جانتا کہ وہ کھال سے کمایا جاتا ہے۔

(۳)......اے مسکین تو گندوں پر سوتا ہے حالانکہ ان میں آگ بھری ہوئی ہے جو تجھ پر بھڑک رہی ہے۔
(۴)......کب تو جہالت سے ہوش میں آئے گا حالاں کہ تو ستر سال سے اپنے دین سے کھیل رہا ہے۔
احمد بن یونس، اسماعیل بن عمرو بجلی، مولف سنن مشہور سعید بن منصور، حمد بن صباح الدولابی، ابو ولید الطیالسی، ابو الھذیل العلاف، المتکلم المعتزلی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۸ھ

اسی سال رمضان میں واثق نے امیر اشناس پر خلعت کی اسے جواہرات کے دو ہار پہنائے اس سال محمد بن داؤد امیر نے لوگوں کو حج کرایا اس سال مکہ کے راستہ میں مہنگائی بہت ہوئی۔ وقوف عرفہ کے موقعہ پر شدید گرمی پڑی اس کے بعد ٹھنڈی ہوا اور بارش آئی یہ سب کچھ آنافانا ہو گیا منیٰ میں بھی شدید بارش ہوئی، جمرہ عقبہ کے پاس پہاڑ کا ٹکڑا گرنے سے حجاج کی ایک جماعت ہلاک ہو گئی۔
ابن جریر کا قول ہے کہ ائمہ میں سے اسی سال ابوالحسن مدائنی اسحاق بن ابراہیم موصلی کے گھر میں اور حبیب بن اوس طائی ابوتمام شاعر نے وفات پائی۔ میں کہتا ہوں کہ ابوالحسن مدائنی ان کا نام علی بن مدائنی ہے اپنے زمانہ کے امام الاخباریین میں سے تھے، گذشتہ سال کے ذیل میں ہم نے ان کے حالات بیان کر دیئے۔

ابوتمام الطائی الشاعر......مؤلف حماسہ جسے اس نے ہمذان میں اپنے وزیر کے گھر میں خواتین کی خوبیوں کے بارے میں لکھا یہ حبیب اوس بن حارث بن قیس بن اشج بن یحییٰ ابوتمام طائی الشاعر الادیب ہے، خطیب نے محمد بن یحییٰ الصولی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ بعض لوگوں سے منقول ہے کہ وہ ابوتمام حبیب بن تدرس الضرانی کہتے تھے اس کے والد نے اس کا تدرس کی جگہ حبیب بن اوس رکھ دیا۔
ابن خلکان کا قول ہے کہا کہ ابوتمام کا تعلق اصل میں جاسم بستی سے ہے جو جیدور کی علمداری میں طبریہ کے قریب تھی یہ دمشق میں ایک جولا ہے کے پاس کام کرتا تھا پھر وہ نوجوانی میں اسے مصر لے گیا۔ یہ بات ابن خلکان نے تاریخ ابن عساکر سے نقل کی اس نے خوب شاندار انداز میں ابوتمام کے حلات بیان کیے۔
خطیب کا قول ہے کہ یہ اصلاً شامی تھا نوجوانی میں مصر کی جامع مسجد میں لوگوں کو پانی پلاتا تھا پھر اس نے ادباء کی ہمنشینی اختیار کر کے ان سے کچھ حاصل کیا خود بھی ذہین وفطین تھا شعر پسند کرتا تھا اس نے فن شعر میں خوب محنت کی حتیٰ کہ اچھا شاعر بن گیا خوب اس کی شہرت ہو گئی معتصم تک اس کی خبر پہنچ گئی اس نے اسے (سر من رای) بلوایا ابوتمام نے اس کی مدح میں قصیدے کہے، معتصم نے اسے انعام دیا، شعراء وقت پر اسے مقدم کر دیا پھر یہ بغداد آ گیا ادباء اور علماء کی صحبت میں رہا ابوتمام ظریف اور حسن اخلاق کا مالک تھا۔ احمد بن ابی طاہر نے اس کی سند سے کچھ اخبار نقل کی ہیں۔
ابن خلکان کا قول ہے کہ ابوتمام کو قصائد کے علاوہ چودہ ہزار عرب کے رجز یاد تھے۔ بعض کا قول ہے کہ طیٔ میں تین شخص حاتم اپنی سخاوت میں داود طائی زہد میں، ابوتمام شعر میں مشہور تھے یہ اپنے زمانہ میں مشہور شعراء کی ایک جماعت سے دین وادب اخلاق میں بہتر تھا۔ اس کے عمدہ اشعار میں سے چند اشعار درج ذیل ہیں۔
(۱)......اے سخاوت کے حلیف اور اس کی کان اے اشعار کے جمع کرنے والے بہتر شخص۔
(۲)......کاش تیرا بخار مجھے ہو جاتا اور تیرے لئے اجر ہوتا تو بیمار نہ ہوتا اور میں مریض ہوتا۔
خطیب نے ابراہیم بن محمد بن عرفہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ابوتمام کی وفات ۲۳۱ھ میں ہوئی۔ اسی طرح ابن جریر کا قول ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ۲۳۲ھ میں ابوتمام نے وفات پائی، اس کی وفات موصل میں ہوئی اس کی قبر پر گنبد بنایا گیا۔ وزیر محمد بن عبدالملک الزیات نے اس کا مرثیہ ان اشعار میں کہا:
(۱)......ایک عظیم خبر آئی جس نے سب کو ہلا کر رکھ دیا۔

(۲)۔۔۔۔۔ لوگوں نے کہا حبیب مرگیا تو میں نے انہیں جواب دیا میں تم کو واسطہ دیتا ہوں اسے حاتم مت بناؤ۔
ایک دوسرے شاعر نے کہا۔
(۱)۔۔۔۔۔ خاتم الشعراء اور باغ شعر کے تالاب حبیب طائی کے مرنے سے اشعار کو دکھ ہوا ہے۔
(۲)۔۔۔۔۔ وہ دونوں ایک ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے اور ایک گڑھے میں ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور اس سے قبل دنیا میں بھی وہ ایسے ہی تھے۔
الصولی نے ابوتمام کے اشعار کو حروف ابجد کی ترتیب پر جمع کیا۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ احمد بن معتصم کی مدح میں اس نے کہا بعض کا قول ہے ابن المامون کے قصیدہ میں کہا۔
حاتم کی سخاوت میں عمرو کا اقدام احنف کی بردباری ایاس کی ذہانت پائی جاتی ہے۔
بعض حاضرین نے اسے کہا تو نے خلیفہ کے بارے میں یہ شعر کہا حالانکہ ان کی شان تو ان تمام چیزوں سے بالاتر ہے اور تو نے زیادہ سے زیادہ یہ کہا ہے کہ انہیں صحرا نشین عربوں کے اجڈ لوگوں سے تشبیہ دی، اس نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا۔
(۱)۔۔۔۔۔ میں نے سخاوت اور بہادری میں کمتر لوگوں سے جو اسے تشبیہ دی ہے ان کا رنہ کرو۔
(۲)۔۔۔۔۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے کمتر والی چیز جیسے طاقچے اور چراغ سے مثال بیان کی ہے۔
راوی کا بیان ہے کہ جب انہوں نے قصیدہ لیا تو اس میں یہ دو شعر نہیں ملے اس نے یہ دو شعر فی البدیہ کہے تھے اس کے کچھ عرصہ بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ بعض کا قول ہے کہ خلیفہ نے اس قصیدہ پر اسے انعام میں موصل دیا۔ چالیس روز اس نے اس میں قیام کیا پھر اس کا انتقال ہو گیا لیکن یہ بات غیر صحیح بلا اصل ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے زمخشری وغیرہ سے اس کا اعتبار کیا۔ ابن عساکر نے ابوتمام کے چند اشعار بیان کئے۔
(۱)۔۔۔۔۔ اگر رزق کا مدار عقل پر ہوتا تو بھائم جہالت کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہوتے۔
(۲)۔۔۔۔۔ کسی مسافر کے لئے مشرق اور مغرب جمع نہیں ہوئے اور نہ کسی ہتھیلی میں بزرگی اور دراہم جمع ہوئے۔
(۳)۔۔۔۔۔ اگر میں علم و غیرت نہ کھاؤں تو میں اس مقام پر اس کے بونے کے بغیر ہی پیدا ہوا ہوں۔
(۴)۔۔۔۔۔ وہ مسلسل ۳۰ سال سے میرے دل کا لبیب ہے اور میرے غم و ہم کو دور کرنے والا ہے۔
ابونصر فارابی، عبسی، ابوالجھم مسدد، داود عمر والضبی اور یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۲۹ھ

اسی سال واثق نے کونسلروں کو ان کی ضیات کے ظاہر ہونے اور ان کی طرف سے امور میں حد سے تجاوز کرنے کے باعث انہیں سزا دینے، مارنے اور ان کے اموال چھیننے کا حکم دیا اس نے بعض کو ایک ہزار یا اس سے کم وبیش کوڑے مارے۔ بعض سے ایک لاکھ یا اس سے کم دینار لئے۔ وزیر محمد بن عبدالملک نے پولیس کے افسروں سے کھلم کھلا بغاوت کی ان پر ظلم کیا گیا انہیں گرفتار کیا گیا انہیں بڑی مصیبت اور سخت مشقت سے واسطہ پڑا۔
اسحاق بن ابراہیم ان کے معاملہ میں غور وفکر کرنے کے لئے بیٹھا انہیں لوگوں کے سامنے سیدھا کھڑا کیا گیا کونسلروں اور افسروں کی بڑی رسوائی ہوئی۔ کیونکہ ایک رات واثق دارالخلافہ میں بیٹھا تھا وہ بھی اس کے پاس بیٹھ کر داستان سرائی کرنے لگے واثق نے ان سے سوال کیا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میرے دادا رشید نے برامکہ کو کیوں سزا دی تھی؟
حاضرین میں سے ایک نے جواب دیا کہ اس کا سبب یہ بنا تھا کہ ایک روز رشید کے سامنے ایک باندی پیش کی گئی جس کے حسن نے رشید کو حیرت میں ڈال دیا رشید نے اس کے مالک سے اس کا بھاؤ طے کیا تو اس نے کہا اے خلیفہ میں نے ایک لاکھ سے کم میں فروخت نہ کرنے کی قسم کھائی ہے۔ رشید نے اس سے ایک لاکھ دینار میں باندی خرید کر یحییٰ بن خالد وزیر کے پاس پیغام بھیجا کہ بیت المال سے اس کے پاس ایک لاکھ دینار بھیج

دو، وزیر نے عذر کیا اس وقت بیت المال خالی ہے رشید نے زجر وتوبیخ کرتے ہوئے وزیر کے پاس پیغام بھیجا کہ اس وقت بیت المال میں ایک لاکھ دینار بھی نہیں ہیں؟ اور وہ مسلسل وزیر سے اس کا مطالبہ کرتا رہا وزیر نے کہا اس کے پاس دراہم بھیج دو تا کہ شاید وہ انہیں زیادہ سمجھ کر باندی کو واپس کر دے چنانچہ ایک تھیلی میں انہوں نے ایک لاکھ دراہم بھیج دیئے انہوں نے رشید کے راستے میں رکھ دیئے۔

جب رشید نماز کے لئے نکلا تو اس نے ان سے اس تھیلی کے بارے میں سوال کیا انہوں نے کہا یہ باندی کا ثمن ہے اس نے ایک خادم کو ان دراہم کے بیت المال میں جمع کرنے کا حکم دیا اور اسے مال کا جمع کرنا پسند آ گیا پھر اس نے بیت المال کے اموال کی ٹوہ لگانی شروع کی اس کو پتہ لگا کہ برامکہ نے اسے خرچ کر دیا اس کے بعد وہ رشید اور ان کی بابت ارادے کرنا لگا کبھی انہیں گرفتار کرنے اور ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا کبھی رک جاتا حتیٰ کہ ایک رات ابوالعود نے اس سے گفتگو کی تو اس نے فوراً اسے تیس ہزار دراہم دیدیئے اس نے وزیر یحییٰ سے دراہم کا مطالبہ کیا وہ ایک عرصہ تک ٹال مٹول کرتا رہا۔ پھر ایک رات ابوالعود نے گفتگو میں عمر بن ابی ربیعہ کے اشعار میں رشید کے سامنے یہ بات پیش کی۔

(۱)......ھندہ نے وعدہ کیا اور وہ وعدہ کرنے کی نہیں، کاش ھندہ اپنا وعدہ پورا کر دے۔

(۲)......اس نے ایک بار کام کیا ہے عاجز وہ ہے جو کام پورا نہ کرے۔

رشید نے اس کے قول (عاجز وہ ہے جو اپنا کام پورا نہ کرے) کو بار بار دھرانے لگا اور وہ اسے پسند کرنے لگا رات گزرنے کے بعد صبح ہوتے ہی یحییٰ بن خالد رشید کے پاس آیا رشید نے اسے دو شعر سنائے۔ اور رشید ان کی تعریف بھی کرنے لگا اس نے رشید سے ان اشعار کے قائل کا پوچھا اس نے بتایا کہ یہ اشعار ابوالعود کے ہیں۔ رشید نے ابوالعود کو تیس ہزار وہ اور بیس ہزار دینار اپنی طرف سے دیئے اور کچھ عرصہ گذرنے کے بعد ہی رشید نے برامکہ کو پکڑ لیا ان کا معاملہ جو ہوا سو ہوا۔

جب واثق نے یہ بات سنی کہ عاجز وہ ہے جو کام پورا نہ کرے تو اسے بھی یہ بات بہت پسند آئی پھر اس نے کاتبوں کو پکڑا اور کونسلروں سے اموال چھینے۔ اسی سال بھی گذشتہ امیر حج نے لوگوں کو حج کرایا۔

قراء میں مشہور خلف بن ہشام البذار، عبداللہ بن محمد السندی، نعیم بن حماد خزاعی اور بشار بن عبداللہ نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۰ھ

اسی سال مدینہ کے اردگرد بنو سلیم نے خروج کر کے زمین میں فساد برپا کیا انہوں نے مسافروں کو خوف زدہ کیا۔ باشندگان مدینہ نے ان سے قتال کیا بنو سلیم نے انہیں شکست دے کر مکہ اور مدینہ کے درمیان گھاٹیوں اور بستیوں پر قبضہ کر لیا۔ واثق نے بغا کبیر ابوموسیٰ ترکی کو ایک لشکر کے ہمراہ ان کے مقابلہ میں بھیجا۔ اس نے ماہ شعبان میں ان سے مقابلہ کر کے پچاس جانبازوں کو قتل کر دیا کچھ کو گرفتار کر لیا باقی شکست کھا گئے بغا کبیر نے انہیں امان اور امیر کی اطاعت کی طرف دعوت دی، بہت سے لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے وہ ان کو لے کر مدینہ چلا گیا ان کے سرداروں کو یزید بن معاویہ کی حویلی میں بند کر دیا خود حج پر چلا گیا عراق کا نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب بھی اس کے ساتھ حج میں شریک تھا۔ اسی سال بھی گذشتہ امیر نے لوگوں کو حج کرایا۔

عبداللہ بن طاہر بن حسین......خراسان اور اس کے نواح کا نائب تھا اس کے ماتحت علاقوں کا سالانہ خراج ۴۸ کروڑ بنتا تھا۔ واثق نے اس کی وفات کے بعد اس کے لڑکے طاہر کو اس کی جگہ مقرر کیا۔

اسی سال گیارہ ربیع الاول پیر کے روز عبداللہ کی وفات سے ۹ روز قبل اشناس ترکی میں وفات پائی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ عبداللہ بن طاہر بن حسین نے ۲۲۸ھ میں مرو یا نیسا پور میں وفات پائی۔ عبداللہ سخی اور کریم انسان تھا اس کے عمدہ اشعار بھی ہیں۔ سن ۲۲۰ کے بعد مصر کا نائب بنا۔ وزیر ابوالقاسم بن معزی نے ذکر کیا ہے کہ مصر کے عبدلاوی خربوزے اسی کی طرف منسوب ہیں۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ عبداللہ بن طاہر کو خربوزے پسند تھے اس وجہ سے مصری خربوزے اس کی طرف منسوب ہیں بعض کا قول ہے کہ سب سے پہلے عبداللہ ہی

نے مصر میں خربوزے کا بیج ڈالا۔اس کے عمدہ اشعار میں سے چند شعر درج ذیل ہیں:

(۱)..... میری لغزش معاف کردے تا کہ میرا شکر اور میرا ثواب تیرے پاس محفوظ رہے۔

(۲)..... مجھے عذر خواہی کے حوالے مت کر شاید میں اس پر قائم نہ رہ سکوں۔

(۳)..... ہم دست عشق کے مطیع ہیں ہماری آنکھیں شکار کرتی ہیں۔

(۴)..... حالانکہ ہم شیروں کے شکاری اور رہم شکار کے مالک ہیں۔

(۵)..... پھر چمکدار تلواریں ہمیں آنکھوں اور رخساروں کا مالک بنادیتی ہیں۔

(۶)..... ہماری ناراضگی سے شیر بھی خوف زدہ ہیں جب ہرنی کا بچہ بیٹھنے کا اظہار کرتا ہے تو ہم اس کے گرنے سے ڈرتے ہیں۔

(۷)..... تو ہمیں جنگ کے دن آزاد دیکھے گا اور صلح کے زمانہ میں خوبصورت عورتوں کا غلام پائے گا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ خزاعی طلحات موالی کے غلاموں میں سے تھا ابوتمام اس کی تعریف کرتا تھا ایک بار ابوتمام عبداللہ بن طاہر کے پاس گیا تو اس نے ہمدان کے نمک سے اس کی مہمان نوازی کی۔ابوتمام نے اپنی ایک اہلیہ کے پاس اس کے لئے کتاب الحماسہ تصنیف کی جب مامون نے شام و مصر کا اسے نائب بنایا تو یہ مصر گیا مامون نے مصر کے ذخائر جمع کرنے کا اسے حکم دیا راستہ ہی میں تین کروڑ دینار اس تک پہنچ گئے اس نے سب ایک ہی مجلس میں تقسیم کردیئے مصر کا معائنہ کرنے کے بعد عبداللہ نے مصر کو حقیر سمجھا اور کہا اللہ فرعون کا برا کرے کہ وہ کتنا خسیس اور پست ہمت تھا اس نے اس حقیری بستی کی حکومت کو کتنا بڑا سمجھا اس نے اسی حکومت کے غرور میں (انا ربکم الاعلیٰ) کو دعویٰ کیا اور کہا (الیس ملک مصر) کیا میرے لئے مصر کی حکومت نہیں ہے۔اگر وہ بغداد کو دیکھ لیتا تو اس کا کیا حال ہوتا۔

علی بن جعد جوھری، واقدی کے کاتب الطبقات کے مؤلف محمد بن سعد، اور سعید بن محمد الجرمی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۱ ہجری

اسی سال محرم میں امیر خاقان الخادم نے رومیوں کے قبضے سے چار ہزار تین سو باسٹھ مسلمان قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑا دیا۔

اسی زمانہ میں احمد بن نصر خزاعی کے قتل کا واقعہ پیش آیا اس کا سبب یہ پیش آیا تھا کہ احمد بن نصر بن مالک بن ہیثم خزاعی کا دادا مالک بن ہیثم دولت بنی عباس کے بڑے داعیوں میں سے تھا جنہوں نے اس کے لڑکے کو قتل کیا تھا اس کے والد نصر بن مالک کے پاس محدثین کی آمد و رفت رہتی تھی اور مامون کی عدم موجودگی میں بغداد میں فساد کے زمانہ میں لوگوں نے امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کے قیام کے لئے ان ہی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔بغداد میں سویقہ نصر (نصر کا بازار) انہی کے نام سے مشہور ہے۔احمد بن نصر ذی علم، ذی دیانت، ذی علم صالح اور ذی اجتہاد شخص تھا۔نیز یہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر قائم کرنے والے ائمہ میں سے تھا۔خلق قرآن کے مسئلہ میں اس کا عقیدہ تھا کہ قرآن منزل من اللہ غیر مخلوق ہے واثق دلیل و برھان، حجت و بیان، سنت و قرآن کے بغیر اپنے والد و چچا کے عقیدے پر اعتماد کرتے ہوئے دن رات ظاہر و باطن میں قرآن کو مخلوق کہنے میں کٹر تھا۔

احمد بن نصر امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور قرآن کے غیر مخلوق ہونے کی لوگوں کو دعوت دیتا تھا۔بالآخر اہل بغداد کی ایک جماعت نے اس کی دعوت قبول کر لی۔احمد بن نصر کی دعوت کو لے کر دو شخص کھڑے ہوئے ابو ہارون السراج مشرقی بغداد میں اور طالب نامی شخص مغربی بغداد میں ان دونوں کی دعوت کے نتیجے میں بہت سے لوگ احمد بن نصر کے پیروکار بن گئے۔بالآخر اسی سال ماہ شعبان میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قیام، قرآن کو مخلوق کہنے اور بادشاہ کا امراء سمیت معاصی اور فواحش میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف خروج پر اخفیہ طور پر احمد بن نصر کی بیعت منعقد ہوگئی۔سب نے مل کر مشورہ کیا کہ ماہ شعبان کے تیسری شب (جمعہ کی شب) میں نقارہ بجایا جائے گا اس کی آواز سن کر سب ساتھی فلاں مکان میں جمع ہو جائیں۔طالب اور ابو ہارون نے اپنے ساتھیوں کو ایک ایک دینار دیا۔دینار لینے والوں میں دو شخص بنی اشرس کے بھی تھے وہ دونوں شراب نوش تھے۔جمعرات کی شب شراب کی مجلس میں انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ شراب نوشی کی اور یہ سمجھ کر آج وہی رات ہے طبل بجادیا

حالانکہ یہ اس سے پہلی رات تھی۔ طبل کی آواز سن کر کوئی بھی نہیں آیا سارا انظام درہم برہم ہو گیا، رات کے چوکیدار نے آواز سن لی اس نے بغداد کے نائب محمد بن ابراہیم بن مصعب کو اس کی اطلاع کر دی لوگوں نے بدحواسی کی حالت میں صبح کی۔

بغداد کے نائب نے ان دونوں شخصوں کو تلاش کروایا انہوں نے احمد بن نصر کے بارے میں اقرار کر لیا پھر اس کے خادم کو پکڑ وایا اس نے بھی اس بات کا اقرار کر لیا جس کا ان دونوں نے اقرار کیا تھا۔ اس نے احمد بن نصر کو اس کی جماعت کے سرکردہ لوگوں کے ساتھ پکڑ کر (سرمن رای) بھیج دیا۔

یہ شعبان کے آخر کا واقعہ ہے خلیفہ نے خواص کی ایک جماعت بلوائی قاضی احمد بن ابی داود معتزلی کو بھی بلوایا واثق نے احمد بن نصر کو اپنے سامنے کھڑا کیا واثق نے اس سے کسی قسم کی ناراضگی ظاہر نہیں کی۔ جب احمد بن نصر واثق کے سامنے کھڑا ہو گیا تو اس نے تمام باتوں سے صرف نظر کر کے اس سے سوال کیا کہ قرآن کے بابت تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے پھر اس نے سوال کیا، کیا وہ مخلوق ہے؟ اس نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے احمد بن نصر نے اپنے کو قتل کے لئے پیش کر دیا اپنے نفس کو بیچ دیا۔ خوب اچھی طرح خوشبو لگائی شرمگاہ پر پردہ کے لئے مضبوط کپڑا باندھا۔

اس کے بعد واثق نے احمد بن نصر سے سوال کیا کیا قیامت کے دن تو اپنے رب کو دیکھے گا؟ احمد نے جواب دیا اے امیر! اس کے متعلق آیات قرآنی اور حدیث نبوی میں ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے (اس روز چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے) اسی طرح آپ نے فرمایا تم روز قیامت شبہ کے بغیر چاند کی زیارت کی طرح اپنے رب کی زیارت کرو گے؟ ہم اس خبر پر یقین رکھتے ہیں خطیب نے اس میں یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ واثق نے کہا ہلاک ہو جائے کیا وہ ایسے دیکھا گا جیسے محدود مجسم کو دیکھتا ہے۔ اور جگہ گھیرتا ہے اور نظر اس کا حصہ کرتی ہے میں ان صفات کے حامل رب کا انکار کرتا ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ جو واثق نے کہا وہ ناجائز ہے اور اس کے ذریعے صحیح خبر رد نہیں کی جاسکتی پھر احمد بن نصر نے واثق سے کہا مجھ سے سفیان نے حدیث مرفوع بیان کی ہے کہ ابن آدم کا قلب اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے قبضہ میں ہے وہ اسے جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میرا قلب دین پر ثابت رکھ اسحاق بن ابراہیم نے اسے کہا تو ہلاک ہو جائے تو کیا کہہ رہا ہے۔ احمد نے کہا میں وہی کہہ رہا ہوں جس کا آپ نے مجھے حکم دیا۔ اسحاق نے خوفزدہ ہو کر کہا کیا میں نے تجھے حکم دیا ہے؟ اس نے کہا آپ نے حکم نہیں دیا کہ میں اس کی خیرخواہی کروں۔

واثق نے اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگوں سے احمد بن نصر کی سزا کے بارے میں سوال کیا۔

مغربی بغداد کے معزول قاضی اور احمد سے محبت کرنے والے عبدالرحمن بن اسحاق نے کہا اس کا خون حلال ہے۔ احمد بن ابوداؤد کے دوست ابو عبداللہ نے کہا اے امیر اسے قتل کر کے اس کا خون مجھے پلا دیجئے۔ واثق نے اس بات کی تاکید کی۔ ابن ابی داود نے کہا یہ کافر ہے اس سے توبہ کرائی جائے ہو سکتا ہے اسے کوئی بیماری یا عقل میں کوئی نقص ہو۔

واثق نے کہا جب تم مجھے اس کی طرف کھڑے ہوتے دیکھو تو میرے ساتھ کوئی نہ کھڑا ہو اس لئے کہ میں اپنے گناہ شمار کر رہا ہوں پھر وہ اس کی طرف صمصامہ لے کر کھڑا ہوا جو عمرو بن معدیکرب کی تلوار تھی اور موسیٰ ہادی کو خلافت کے زمانہ میں ہدیہ میں ملی تھی وہ ایک خراب شدہ تلوار تھی جسے نیچے سے میخوں سے مضبوط کیا گیا تھا۔

جب وہ آپ کے پاس پہنچا تو اس نے آپ کے کندھے پر تلوار ماری احمد بن نصر کو رسیوں سے باندھ کر چمڑے کے فرش پر کھڑا کیا گیا تھا۔ پھر دوسرا وار اس نے آپ کے سر پر کیا پھر اس نے صمصامہ سے آپ کے پیٹ پر ضرب ماری تو آپ مردہ ہو کر چمڑے کے فرش پر گر پڑے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ سے درگزر کا معاملہ کرے۔ اس کے بعد سیما دمشقی نے اپنی تلوار سونتی پھر آپ کی گردن پر مار کر آپ کا سر قلم کر دیا، آپ کو اٹھا کر اس باڑے میں لے گیا جس میں بابک خرمی تھا اس میں آپ کو سولی دی گئی آپ شلوار قمیض پہنے ہوئے اور آپ کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔ آپ کا سر مشرقی اور مغربی بغداد میں دن رات محافظوں کی نگرانی میں چند روز تک لٹکایا گیا۔ آپ کے کان میں ایک رقعہ تھا جس میں لکھا ہوا تھا یہ احمد بن نصر خزاعی گمراہ، مشرک کافر کا سر ہے جو عبداللہ ہارون امام واثق باللہ امیرالمومنین کے ہاتھوں قتل کیا گیا اس سے قبل امیرالمومنین خلق قرآن کے مسئلہ پر اس پر حجت تمام کر چکا اور تشبیہ کی نفی کر چکا۔ اس نے اس کو توبہ کا موقع دیا اور اسے حق کی دعوت دی لیکن اس نے عناد اور تصریح کے

علاوہ ہر چیز سے انکار کیا تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اسے جلد دوزخ میں پہنچا دیا اسی وجہ سے امیر المومنین نے اسے قتل کیا اور اس پر لعنت کی اس کے بعد واثق نے اس کے سرکردہ ساتھیوں کو تلاش کرنا شروع کیا چنانچہ وہ آپ کے ۲۹ ساتھیوں کے گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا ان سب کو جیل میں ڈال دیا گیا سب کو ظالم کا نام دیا گیا۔ سب کی ملاقات پر پابندی لگا دی گئی سب کو لوہے کی بیڑیاں پہنائی گئیں حتیٰ کہ عام قیدیوں کو دی جانے والی رسد بھی ان سے روک دی گئی، جو ایک بہت بڑا ظلم تھا۔

احمد بن نصر امر بالمعروف ونہی عن المنکر قائم کرنے والے اکابر علماء عاملین میں سے تھا، حماد بن زید، سفیان بن عیینہ، ہاشم بن بشیر سے احادیث کا سماع کیا آپ کے پاس ان سب کی تصانیف تھی۔ مالک بن انس سے بھی آپ نے جید احادیث کا سماع کیا آپ نے زیادہ احادیث بیان نہیں کیں۔ آپ سے احمد بن ابراہیم دورقی اور ان کے بھائی یعقوب بن ابراہیم یحییٰ بن معین نے سماع کیا۔

یحییٰ بن معین نے ایک روز آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا اللہ نے آپ کا خاتمہ شہادت پر کیا آپ حدیث بیان نہیں کرتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ یحییٰ بن معین نے آپ کی اچھی طرح تعریف کی۔

امام احمد نے ایک روز آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا آپ کتنے فیاض تھے کہ آپ نے جان راہ خدا میں پیش کر دی۔ جعفر بن محمد صائغ کا قول ہے کہ اگر میری آنکھوں نے دیکھا نہ ہو اور کانوں نے سنا نہ ہو تو ان کی بصارت اور سماعت زائل ہو جائے احمد بن خذاعی کی گردن پر جس وقت تلوار لگی تو آپ کے سر سے لا الہ الا اللہ کی آواز آ رہی تھی بعض کا قول ہے کہ سولی کے وقت آپ کا سر یہ آیت (ترجمہ) ..... کیا لوگوں نے خیال کر لیا ہے کہ انہیں یہ کہہ لینے سے کہ ہم ایمان لائیں ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ بعض نے وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا تو آپ سے پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟۔ آپ نے جواب دیا وہ صرف ایک اونگھ تھی حتیٰ کہ میں نے اللہ سے ملاقات کی اور وہ میرے پاس مسکراتا ہوا آیا، بعض نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ شیخین کے ساتھ اس تنے کے پاس سے گذرے جس پر آپ کو سولی دی گئی تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ حیا کی وجہ سے میں نے ایسا کیا اور اس کا قاتل اپنے آپ کو میرے اہل بیت سے خیال کرتا ہے۔

احمد بن نصر کا سر ۲۳۱ھ ۲۸ شعبان سے ۲۳۷ھ تک لٹکا رہا اس کا سر اور جثہ جمع کر کے مشرقی بغداد کے مقبرہ کمالیہ میں دفن کیا گیا یہ کام متوکل کے حکم پر ہوا جو اپنے بھائی واثق کے بعد خلیفہ بنا۔ کتاب الحیدۃ کا مصنف عبدالعزیز بن یحییٰ کنانی متوکل کے پاس آیا متوکل اچھے خلفاء میں سے تھا کیوں کہ یہ اپنے بھائی واثق، والد معتصم چچا مامون کے مقابلہ میں اہل سنت سے عمدہ سلوک کرتا تھا اسی نے احمد بن نصر کے جثہ کو اتروا کر اسے دفن کرنے کا حکم دیا متوکل امام احمد کا بہت اکرام کرتا تھا حاصل یہ کہ عبدالعزیز نے متوکل سے کہا کہ اے امیر! مجھے واثق پر تعجب ہے کہ اس نے احمد بن نصر کو قتل کر دیا حالانکہ اس کی زبان سے کہ دفن تک قرآن کی تلاوت جاری تھی، متوکل کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔

جب وزیر محمد بن عبدالملک بن الزیات کے پاس آیا تو متوکل نے اسے کہا میرے دل میں احمد بن نصر کی بابت خلجان پایا جاتا ہے اس نے کہا اے امیر اگر واثق نے اسے کفر کی حالت میں قتل نہ کیا تو مجھے آگ جلا دے پھر ہرثمہ نے کہا میرے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ قاضی احمد نے کہا کہ مجھ پر فالج کا حملہ ہو جائے۔

متوکل نے کہا زیات کو میں نے آگ سے جلا دیا۔ ہرثمہ کے اس کے قبیلے والوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ابن ابی داؤد کو اللہ نے موت سے چار سال قبل فالج میں ڈال دیا۔

ابوداؤد نے کتاب المسائل میں احمد بن ابراہیم الدورقی کے حوالہ سے احمد بن نصر کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ قلوب اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں اور اللہ بازار میں اس کا ذکر کرنے والے شخص پر مسکراتا ہے۔ انہوں نے کہا جیسے تم نے یہ حدیث سنی اسی طرح بلا کیف روایت کر دو، اسی سال واثق نے حج کا ارادہ کیا لیکن پھر پانی کی قلت کی وجہ سے ترک کر دیا۔

اسی زمانہ میں جعفر بن دینار کو یمن کا نائب بنایا گیا وہ چار ہزار جانبازوں کے ساتھ یمن گیا۔ سال رواں ہی میں عوام نے بیت المال پر حملہ کر کے

سونا چاندی لوٹ لیا انہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔
اسی سال بلاد ربیعہ میں خارجی کا ظہور ہوا۔ موصل کے نائب نے اس کا مقابلہ کر کے اس کو شکست دیدی۔
اسی سال اس وصیف خادم کردوں کی ایک جماعت جو کہ ۵۰۰ افراد پر مشتمل تھی، گرفتار کر کے لایا گیا، جنہوں نے رہزنی کی تھی۔ خلیفہ نے اسے ۷۵ ہزار دینار دیئے اور اس پر خلعت کی۔
اسی سال خاقان الخادم بلاد روم سے آیا اس کے اور رومیوں کے درمیان صلح اور فدیہ کی ادائیگی کی بات مکمل ہوگئی نیز اس کے ساتھ سرحدی سرداروں کی ایک جماعت بھی آئی۔ واثق نے (خلق قرآن اور آخرت میں اللہ کی زیارت نہیں ہوگی) کے مسئلے پر ان کے امتحان لینے کا حکم دیا چار کے علاوہ سب نے اثبات میں جواب دیا، ان چار کی گردنیں اڑانے کا حکم دیا اسی طرح واثق نے فرنگی قیدیوں کے امتحان کا بھی حکم دیا اثبات میں جواب دینے والوں کو فدیہ دے کر آزاد کر دیا گیا۔ نفی میں جواب دینے والوں کو آزاد نہیں کیا گیا یہ ایک بڑی بھدی بڑی اندھی اور گونگی بدعت تھی جس کا کتاب وسنت اور عقل صحیح میں کوئی مستند نہیں پایا جاتا بلکہ کتاب وسنت اور عقل صحیح اس کے خلاف ہیں جیسا کہ اپنی جگہ پر بیان ہو چکا۔
فدیہ کی ادائیگی کے معاملہ میں دریائے رامس اور سلوقیہ کے پاس طے پایا گیا کہ ہر مسلمان مرد عورت کو مسلمانوں کے پاس ذمی مرد وعورت کے بدلے چھوڑا جائے گا، چنانچہ نہر پر دو پل بنائے گئے جب رومی کسی مسلمان مرد وعورت قیدی کو چھوڑتے اور وہ مسلمانوں تک پہنچ جاتا تو فضا نعرہ تکبیر سے گونج اٹھتی۔ جب مسلمانوں سے چھوڑ کر ان کا قیدی ان تک پہنچتا تو وہ بھی نعرہ تکبیر کی طرح کوئی نعرے لگاتے یہ تبادلہ کا عمل مسلسل چار روز تک جاری رہا آخر میں خاقان کے پاس رومی قیدیوں کی ایک جماعت پہنچ گئی ان کے بدلہ میں رومیوں کے پاس کوئی مسلمان قیدی نہیں تھا۔ خاقان نے حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں بھی رہا کر دیا۔
ابن جریر کا قول ہے کہ طاہر کے بھائی حسن بن حسین کا اسی سال ماہ رمضان میں طبرستان میں انتقال ہوا۔
اسی زمانہ میں خطاب بن وبدالفلس کا انتقال ہوا۔ اسی سال تیرہ شعبان بدھ کے روز ابو عبداللہ بن الاعرابی الداویہ کا ۸۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔
مخارق المغنی، اصمعی کے راوی ابو نصر احمد بن حاتم، عمرو بن عمرو الشیبانی اور محمد بن سعدان نحوی کی وفات اسی سال ہوئی۔
میں کہتا ہوں کہ احمد بن نصر خزاعی ابراہیم بن محمد بن عرعرۃ امیہ بن بسطام ابو تمام طائی، کامل بن طلحہ، محمد بن سلام جمحی، عبدالرحمٰن، محمد بن منہال، ہارون بن معروف، امام شافعی کے دوست خلق القرآن کے مسئلہ پر جیل کاٹنے والے البویطی اور مؤطا کو امام مالک سے روایت کرنے والے یحییٰ بن بکیر نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۲ھ

اس سال بنو نمیر نے یمامہ میں فساد مچایا واثق نے بغا کبیر کو جو اس وقت ارض حجاج میں تھا ان سے مقابلہ کا حکم دیا اس نے ان سے مقابلہ کر کے ایک جماعت قتل کر دی کچھ کو گرفتار کر لیا باقی ماندہ شکست کھا کر بھاگ گئے، اس کے بعد اس نے بنی تمیم سے مقابلہ کیا بغا کبیر کے جانبازوں کی تعداد دو ہزار کی تھی بنی تمیم کی تعداد دو تین ہزار تھی ان کے درمیان بہت معرکے ہوئے بالآخر بغا کبیر کو فتح ہوئی۔
یہ اسی سال وسط جمادی الآخریٰ کا واقعہ ہے اس کے بعد بغا کبیر دشمنوں کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت گرفتار کر کے بغداد لایا اس نے اس معرکے میں دو ہزار سے زائد افراد قتل کئے۔
اسی سال حجاج کو واپسی میں پیاس کی شدت نے تنگ کیا حتیٰ کہ بہت سارے دینار کے بدلہ ایک بار سیراب کیا جاتا پیاس کی شدت میں بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔
اسی زمانہ میں واثق نے دریائی کشتیوں سے عشر ختم کرنے کا حکم دیا۔ اسی برس استسقاء کی بیماری کی وجہ سے ماہ ذی الحجہ میں خلیفہ واثق کی وفات

ہوئی۔ واثق بیماری کی وجہ سے نماز عید پر بھی حاضر نہ ہوسکا۔ قاضی احمد بن ابی داؤد معتزلی نے ان کی نیابت میں لوگوں کو نماز عید پڑھائی مرض کی شدت کی وجہ سے تنور گرم کر کے واثق کو اس میں بٹھایا گیا جس سے مرض کی شدت میں کچھ کمی آ گئی۔ دوسرے روز واثق نے گذشتہ روز کے مقابلہ میں تنور زیادہ گرم کرنے کا حکم دیا چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر اس کو تنور میں بٹھا کر تخت رواں پر رکھا گیا اس کے ساتھ اس کے امراء اور وزراء بھی تھے۔ اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا، کسی کو علم نہ ہوا حتی کہ وہ پیشانی کے بل تخت پر گر پڑا، قاضی نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کے غسل و نماز کی ذمہ داری سنبھالی، قصر ھادی میں اسے دفن کیا گیا ان دونوں کو اپنے کئے کا بدلہ مل گیا۔

واثق سفید و سرخ رنگ، حسین جسم، دل کا خبیث، نیت کا خراب تھا اس کی بائیں آنکھ سیاہ تھی جس پر سفید داغ تھا اس کی ولادت سن ۱۹۵ ہجری میں مکہ کے راستے میں ہوئی۔ ۳۶ سال کی عمر میں اس کی وفات ہوئی۔ اس کی مدت خلافت پانچ سال نو ماہ پانچ یوم بارہ گھنٹے ہے اسی طرح ظالموں کو دنیا میں رہنے کا کم موقع ملتا ہے مرض کی شدت کے بعد واثق نے اپنے زمانہ کے نجومیوں کو جمع کیا کیوں کہ احمد خزاعی کے قتل کے بعد اس کا مرض شدت اختیار کر گیا تا وہ اسے اللہ کے پاس پہنچا دے جب سب نجومی جمع ہو گئے تو واثق نے نجومیوں سے اپنی پیدائش اور حکومت کب تک رہی گی کے بارے میں غور فکر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے غور فکر کر کے بتایا کہ ابھی ۵۰ سال واثق مزید حکومت کرے گا لیکن اس کے بعد واثق صرف دس دن زندہ رہا جیسا کہ امام ابو جعفر بن جریر طبری نے بیان کیا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ حسین بن ضحاک نے ذکر کیا ہے کہ وہ معتصم کی وفات کے چند روز بعد واثق کے پاس گیا وہ اس کی پہلی مجلس تھی جس میں اس نے اسے گانا سنایا۔

(۱)......اس کی نعش اٹھانے والوں کو معلوم نہ ہوسکا کہ انہوں نے اس کی نعش کو دفن کے لئے اٹھایا یا ملاقات کے لئے اٹھایا۔

(۲)......اس کے بارے میں ہر شام چیخ مار کر رونے والی جو چاہے کہے۔

راوی کا قول ہے کہ واثق اور تمام حاضرین اتنے روئے کہ انہیں بھول گیا کہ وہ کس چیز میں مشغول تھے پھر ایک شخص نے یہ پڑھا اسے ناپسندیدگی سے الوداع کیا گیا کہ قافلہ کوچ کرنے والا ہے (اے شخص! کیا تو الوداع کی طاقت رکھتا ہے) اس شعر سے اس کے رونے میں مزید اضافہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ آج جیسی میں نے باپ کی تعزیت اور نفس کا ظلم نہیں سنا اس کے بعد وہ مجلس سے اٹھ کر چلا گیا۔

خطیب نے بیان کیا کہ دعبل بن علی شاعر نے واثق کے خلیفہ بننے کے بعد ایک کاغذ پر چند اشعار لکھ کر دربان کے حوالے کئے کہ امیر کو میری طرف سے سلام کہہ کر یہ اشعار اس کے حوالے کر دینا اور کہہ دینا کہ اس نے آپ کی مدح میں یہ شعر کہے:

(۱)......تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں کہ اہل ھویٰ کے سونے کی بعد صبر و تسلی کچھ باقی نہیں رہتے۔

(۲)......خلیفہ مر گیا اور اس کے لئے کوئی غم کرنے والا نہیں اور دوسرا خلیفہ بنا۔ اس پر کوئی خوش ہونے والا نہیں۔

(۳)......اس کے مرنے کے ساتھ اس کی نحوست بھی چلی گئی یہ کھڑا ہوا تو اس کے کھڑے ہونے کے ساتھ اس کی مصیبت بھی کھڑی ہو گئی۔

راوی کا قول ہے کہ واثق نے اس کے تلاش کرانے میں اپنی پوری کوشش صرف کر دی لیکن اس کی زندگی میں وہ اس کے ہاتھ نہ آیا۔

بعض کا قول ہے کہ واثق کے خلیفہ بننے کے بعد ابن ابی داؤد نماز عید کے بعد اس کے پاس آیا واثق نے کہا اے عبداللہ تمہاری عید کیسی رہی؟ اس نے جواب میں کہا ہم ایسے دن میں تھے جس میں سورج نہیں تھا واثق نے مسکرا کر کہا اے عبداللہ! آپ میرے ساتھ ہیں۔

خطیب کا قول ہے ابو داؤد واثق پر حاوی ہو گیا تھا اسی نے واثق کو لوگوں کی آزمائش پر اکسایا اور لوگوں کو خلق قرآن کی طرف دعوت دی۔ بعض کا قول ہے واثق نے قبل از موت اس سے رجوع کر لیا تھا جیسا کہ متعدد طرق سے معلوم ہوتا ہے، واثق نے قبل از موت اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ واثق کے پاس ایک روز اس کا مودب آیا اس نے اپنے مودب کا خوب اعزاز و اکرام کیا، اس سے اس کی وجہ پوچھی گئی اس نے کہا اس نے سب سے پہلے میری زبان پر اللہ کا ذکر جاری کرایا۔ اور مجھے رحمت الٰہی کے قریب کیا۔

ایک شاعر نے واثق کو یہ شعر لکھ بھیجے:

(۱)......میں نے افکار و ہموم کو تونگری کی طرف سے کھینچ رکھا ہے اور میں نے نفس سے کہا ہے کہ وہ کم طلب سے رکا رہے۔

(۲)...... بلاشبہ امیر کے ہاتھوں یہ رزق کی چکی کا مدار ہے جو ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔

اس کے رقعہ سے یہ اثر ہوا ہے تیرے نفس نے مجھے ذلت سے دور کر دیا اور تجھے اسے بچانے کی دعوت دی پس جو تو چاہتا ہے آسانی سے حاصل کر لے اور اس نے اسے بہت عطیہ دیا، اس کا ایک شعر یہ بھی ہے:

''تقدیریں اپنی لگاموں میں چلتی ہیں صبر کرا نہیں کسی حال میں صبر نہیں آتا۔''

واثق کے دو شعر ہیں:

(۱)...... غلط کام چھوڑ دے اس کا ارادہ بھی مت کر جس سے تو اچھائی کرتا ہے اس سے مزید اچھائی کر۔

(۲)...... عنقریب تو دشمن کی تدبیر سے کفایت کیا جائے گا اور تو دشمنی کی بابت تدبیر مت کر۔

قاضی یحییٰ بن اکثم کا قول ہے خلفاء بنو عباس میں سے آج تک کسی نے آل ابی طالب سے واثق سے زیادہ حسن سلوک کا معاملہ نہیں کیا واثق کی وفات کے وقت تمام آل ابی طالب آسودہ حال تھے۔

واثق بوقت وفات بار بار یہ دو شعر پڑھتا رہا:

(۱)...... موت میں امیر و غریب سب مشترک ہیں۔

(۲)...... نہ فقر والوں کو فقر نے اور نہ مال والوں کو مال نے نقصان و فائدہ پہنچایا۔

اس کے بعد واثق نے بستر لپیٹنے کا حکم دیا تو وہ لپیٹ دیا گیا پھر وہ رخسار زمین کے ساتھ لگا کر کہنے لگا اے ہمیشہ رہنے والی ذات فانی ذات پر رحم کر۔

بعض کا قول ہے کہ واثق کی وفات کے وقت ہم اس کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ بعض بعض سے کہنے لگے کیا اس کی وفات ہوگئی؟ تو میں دیکھنے کے لئے اس کے قریب گیا کہ کیا اس کے نفس کو افاقہ ہوگیا یا نہیں؟ تھوڑی دیر بعد اسے ہوش آ گیا اس نے میری طرف دیکھا تو میں خوف کی وجہ سے واپس آ گیا میری تلوار کا قبضہ کسی چیز کے ساتھ الجھ گیا قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا، اس وقت واثق کا انتقال ہو گیا جس کمرہ میں وہ تھا اس کا دروازہ بند کر دیا گیا وہ اکیلا اس میں رہ گیا لوگ اس کے بھائی ابو جعفر متوکل کی بیعت میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کی تجہیز و تکفین سے غافل ہو گئے میں نے دروازہ پر چوکیداری کی میں نے گھر میں کسی چیز کی حرکت محسوس کی میں اندر گیا تو دیکھا کہ چوہے نے اس کی وہ آنکھ جس سے اس نے میری طرف دیکھا تھا اور اس کے رخساروں کو کھا لیا۔

۲۳۳ھ ۲۴ ذی الحجہ بدھ کے روز قصر ہارونی میں ۳۲ یا ۳۶ سال کی عمر میں واثق نے وفات پائی۔ اس کی مدت خلافت پانچ سال نو ماہ پانچ یوم یا پانچ سال دو ماہ ۲۱ یوم تھی اس کے بھائی جعفر متوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

متوکل علی جعفر بن معتصم کے حالات ...... اس کے بھائی واثق کی وفات کے بعد ۲۴ ذی الحجہ بدھ کے روز بوقت زوال اس کی بیعت کی گئی، ترکوں نے محمد بن واثق کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا لیکن اس کے کمسن ہونے کی وجہ سے وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئے متوکل کی عمر بوقت خلافت ۲۶ سال تھی۔ احمد بن ابی داؤد قاضی متوکل نے خلافت کا لباس پہنایا سب سے پہلے اسی نے اس کو سلام خلافت کیا اس کے بعد عام و خاص نے اس کی بیعت کی جمعہ کی صبح انہوں نے متفق ہو کر اس کا لقب منتصر باللہ رکھا۔ ابن داؤد نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اس کا لقب متوکل علی اللہ رکھا جائے چنانچہ سب نے اسی پر اتفاق کر لیا، اس نے اطراف میں خطوط لکھے عام فوج کو آٹھ ماہ کا، مغاربہ کو چار ماہ کا باقیوں کو تین ماہ کا وظیفہ دینے کا حکم دیا جس کی وجہ سے تمام لوگ خوش ہو گئے۔

متوکل نے واثق کی زندگی میں خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے اس پر کوئی چیز نازل ہوئی جس پر جعفر المتوکل علی اللہ لکھا ہوا تھا اس نے اس کی تعبیر معلوم کی تو اسے بتایا گیا کہ اس سے خلافت کی طرف اشارہ ہے یہ بات اس کے بھائی واثق کو معلوم ہوئی تو اس نے ایک عرصہ تک جیل میں رکھا، پھر اسے رہا کر دیا۔ اسی سال امیر حج محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔ حکم بن موسیٰ عمرو بن محمد الناقد نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۳ھ

اسی سال ۷ صفر بدھ کے روز خلیفہ متوکل نے واثق کے وزیر علی بن محمد بن عبدالملک بن الزیات کو گرفتار کیا متوکل اس سے چند وجوہ کی بناء پر ناراض تھا جو درج ذیل ہیں۔

(۱)......بعض مرتبہ واثق متوکل پر غصہ ہو جاتا تھا ابن زیات اس کے غصہ میں اضافہ کر دیتا تھا یہ بات متوکل نے اپنے دل میں رکھی ہوئی تھی پھر احمد بن ابی داود اس کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا تھا۔

(۲)......ابن زیات نے واثق کو محمد بن واثق کے بارے میں ولی عہد بنانے کا مشورہ دیا اور لوگوں کو اس کی طرف پھیرا۔

متوکل نے دارالخلافہ کے ایک گوشے میں خاموشی اختیار کی ہوئی تھی۔ بالآخر ابن الزیات کی مرضی کے خلاف متوکل ہی خلیفہ بنا۔ اسی وجہ سے متوکل نے خلافت کے فوراً بعد اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔

وہ ناشتہ کے بعد اس کے پاس آیا اس نے سمجھا کہ خلیفہ نے اسے بلایا ہے اسی وقت ایلچی اسے پولیس کے پاس لے گیا اس کا گھیراؤ کیا گیا اسی وقت فوج کو اس کے گھر بھیجا انہوں نے اس کی کل جائداد پر قبضہ کر لیا انہوں نے اس کی خاص مجلس میں شراب نوشی کے برتن پائے متوکل نے سامرا میں فوج بھیج کر اس کی جائداد اپنی تحویل میں لے لی۔

متوکل نے اسے سزا دینے کا حکم دیا انہوں نے اس سے قطع کلامی اختیار کر لی، مسلسل اسے بے خواب رکھنے لگے جب بھی وہ سونے کا ارادہ کرتا تو وہ اسے لوہے کا تار چبھو دیتے پھر اس کے بعد لکڑی کے بنے ہوئے تنور میں اسے ڈال دیا جس کے نیچے منجنیقیں لگی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس پر ایک چوکیدار مقرر کر دیا جو اسے سونے اور بیٹھنے سے منع کرتا تھا اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا بعض کا قول ہے کہ تنور سے نکالنے کے بعد اس میں کچھ زندگی کی رمق باقی تھی پھر اس نے اس کے پیٹ اور پیٹھ پر ضربیں ماریں حتیٰ کہ اس کی وفات ہو گئی۔ بعض کا قول ہے کہ تنور سے نکال کر اسے جلا دیا گیا پھر اس کا جثہ اس کی اولاد کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اسے دفن کر دیا کتوں نے نبش لگا کر اس کا باقی ماندہ گوشت اور کھال کا بھی صفایا کر دیا۔

اس کی وفات اسی سال گیارہ ربیع الاول کو ہوئی اس کی کل جائداد نوے ہزار کی قیمت کے برابر تھی قبل ازیں گزر چکا کہ متوکل نے اس سے احمد بن نصر خزاعی کے قتل کی بابت سوال کیا تو اس نے جواب میں کہا اگر متوکل نے احمد کو کفر کی حالت میں قتل نہ کیا ہو تو اللہ مجھے آگ میں جلا دے متوکل نے کہا تھا کہ میں ہی اسے آگ میں جلاؤں گا۔

اسی زمانہ میں ابن الزیات کے قتل کے بعد جمادی الاولیٰ میں احمد بن ابی داؤد قاضی معتزلی پر فالج کا حملہ ہوا چار سال بعد اس مرض میں اس کا انتقال ہوا جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا تھا۔

جس وقت متوکل نے اس سے خزاعی کے قتل کی بابت سوال کیا تھا جو کہ گزر چکا۔ پھر متوکل نے کونسلروں اور کارندوں کی ایک جماعت سے ناراض ہو کر بہت سا مال وصول کیا۔

اسی برس متوکل نے اپنے لڑکے محمد منتصر کو حجاز و یمن کا حاکم بنایا، ماہ رمضان میں یہ تقرری عمل میں آئی۔

اسی زمانہ میں رومی بادشاہ توفیل بن میخائیل نے اپنی والدہ تر ودہ کا قصد کیا، اسے شمس مقام پر ٹھہرا کر ایک خانقاہ اس کے حوالے کر دی جس شخص کے ساتھ وہ متہم تھی اسے قتل کر دیا اس کی بادشاہت چار سال رہی۔

امیر مکہ محمد بن داود نے اسی سال لوگوں کو حج کرایا۔

ابراہیم بن حجاج شامی، حیان بن موسیٰ عربی سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی سھل بن عثمان عسکری، محمد بن سماعہ قاضی، مولف مغازی محمد بن عائذ دمشقی، یحییٰ مقابری اور ائمہ جرح و تعدیل میں سے یحییٰ بن معین نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۴ھ

اسی سال محمد بن بعیث بن حلبس نے آذربائیجان میں بغاوت کردی لوگوں کے سامنے متوکل کا وفات پانا ظاہر کیا ان صوبوں کے کافی لوگ اس کے پیروکار بن گئے وہ مرند شہر میں قلعہ بند ہو گیا ہر طرف سے فوج اس کی طرف آئی متوکل نے پے در پے اس کے مقابلہ میں کئی لشکر روانہ کئے انہوں نے چاروں طرف سے اس کے شہر پر منجنیقیں نصب کردیں اور اس کا سخت محاصرہ کر لیا اس سے خوفناک مقابلہ کیا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے بڑے استقلال کا مظاہرہ کیا بغا الشرابی نے اس کے اموال کو مباح کر دیا اس کے سرکردہ ساتھیوں میں کافی لوگوں کا خاتمہ کر دیا باقی ماندہ کو گرفتار کر لیا۔ ابن البعیث کی قرب کا خاتمہ کر دیا۔ اسی برس جمادی الاولیٰ میں متوکل مدائن گیا۔

اسی زمانہ میں امیر کبیر والی مکہ ایتاخ نے حج کیا منا پر اس کے لئے دعا کی گئی یہ ایک خزری باورچی غلام تھا اس کا آقا سلام الابرش سے مشہور تھا۔ معتصم نے ۱۹۹ھ میں اسے اس سے خرید لیا تھا۔ پھر اس نے معتصم کے ہاں اونچا مقام حاصل کر لیا پھر اس کے بعد واثق کے پاس بھی اسی طرح رہا اس نے بہت سی عملداریاں اس کے سپرد کیں پھر اس کے بعد متوکل کے پاس بھی اسی طرح رہا اسے اپنی شہسواری، جوانمردی دلیری کی وجہ سے یہ مقام ملا۔ اسی سال ایک شب اس نے متوکل کے پاس شراب پی لی، متوکل نے اس پر سختی کی اس نے متوکل کے قتل کا ارادہ کر لیا صبح ہونے کے بعد متوکل نے اس سے عذر خواہی کرتے ہوئے کہا کہ آپ میرے والد اور مربی ہیں پھر ایتاخ نے اس سے حج کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے حج کی اجازت دیدی جس شہر میں اس نے فروکش ہونا تھا اس کا اسے امیر بنا دیا جس وقت وہ حج پر روانہ ہوا تو جرنیل اس کی خدمت کے لئے اس کے ساتھ تھے متوکل نے اس کی جگہ وصیف خادم کو دربان بنا لیا۔

اس سال امیر مکہ محمد بن داود نے لوگوں کو حج کرایا۔ ابوخثیمہ زہیر بن حرب، سلیمان بن داود الشارکونی، عبداللہ بن محمد نفیلی، ابوبیع زہرانی، علی بن عبداللہ بن جعفر، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد بن ابوبکر مقدمی، معافی الرسیفی اور یمن بن یحلی لیثی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۵ھ

اسی سال جمادی الثانی میں جیل میں ایتاخ کی ہلاکت کا واقعہ پیش آیا کیوں کہ حج سے واپسی پر اسے خلیفہ کے ہدایا موصول ہوئے جب اس نے سامرا میں داخل ہونے کا ارادہ کیا جہاں پر متوکل تھا بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم نے خلیفہ کے حکم سے اسے بلوایا تھا تاکہ امراء اور بنی ہاشم کے سرکردہ لوگ اس سے ملاقات کریں، چنانچہ وہ بڑی شان و شوکت سے بغداد میں داخل ہوا۔ اسحاق بن ابراہیم نے اس کو اور اس کے دونوں لڑکوں مظفر اور منصور اور اس کے دونوں کاتبوں سلیمان بن وھب اور قدامہ بن زیاد نصرانی سمیت گرفتار کر لیا پھر اس نے اسے عقوبت خانہ میں بند کر دیا۔

ایتاخ کی ہلاکت شدت پیاس کی وجہ سے ہوئی کیونکہ اس نے شدید بھوک کے بعد کھانا کھایا، پھر اس نے پانی طلب کیا تو اسے پانی نہیں دیا گیا حتیٰ کہ اسی سال پانچ جمادی الاولیٰ بدھ کے روز اس کی وفات ہوگئی، اس کے دونوں لڑکے متوکل کے دور خلافت میں جیل میں رہے، پھر متوکل کے لڑکے منتصر نے خلیفہ بننے کے بعد ان کو رہا کر دیا

اسی زمانہ میں شوال میں بغا محمد بن بعیث اور اس کے دونوں بھائیوں صقر اور خالد اور ان کے دونوں نائب علماء اور اس کی جماعت کے ۱۸۰ سرکردہ افراد کو سامرا لے کر آیا وہ لوگوں کو دکھانے کے لئے انہیں اونٹوں پر سوار کر کے لایا جب ابن البعیث کو متوکل کے سامنے کھڑا کیا گیا تو اس نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا متوکل نے تلوار اور چمڑے کا فرش منگوایا جلاد آکر اس کے ارد گرد کھڑے ہوگئے متوکل نے ابن البعیث سے کہا تو ہلاک ہو کس چیز نے تجھے بغاوت پر آمادہ کیا اس نے کہا اے خلیفہ بدبختی نے آپ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک کھنچی ہوئی رسی ہیں آپ کے بارے میں دو گمانوں نے میرے دل کی طرف سبقت دی ان میں سے ایک آپ کا عفو ہے پھر وہ فی البدیہ کہنے لگا۔

(۱)......لوگوں نے مان لیا کہ آپ آج مجھے قتل کر دیں گے جو امام الھدیٰ ہیں اور معاف کرنا انسان کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

(۲)......میں خطا کی پیداوار ہوں آپ کا عفو نور نبوت سے پیدا ہوا۔

(۳)......آپ بلندیوں کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے بہتر ہیں، بلاشبہ آپ کام کرنے والوں میں سے بہتر ہیں۔

متوکل نے کہا یہ ادیب ہے پھر اس نے اسے معاف کر دیا بعض کا قول ہے کہ معتز بن متوکل نے اس کے بارے میں سفارش کی متوکل نے اس کی سفارش قبول کر لی۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی بیڑیوں سمیت اسے جیل میں ڈال دیا گیا وہ ایک مدت بعد جیل سے فرار ہو گیا فرار ہوتے وقت اس نے یہ اشعار کہے:

(۱)......تو نے کتنے ہی امور کا فیصلہ کیا جو دوسروں نے چھوڑ دیئے تھے اسے افلاس نے مضبوطی سے پکڑ لیا۔

(۲)......جو شئے میرے لئے نفع بخش نہیں اس میں مجھے ملامت مت کر مجھ سے دور ہو جا قلم چل چکا۔

(۳)......تنگی اور خوشحالی دونوں میں مال تلف کروں گا غنی وہ ہے جو ناداری میں عطا کرے۔

اسی سال متوکل نے ذمیوں کو مسلمانوں سے لباس، عمائم اور کپڑوں میں متمیز رہنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ اماموں کے آگے پیچھے کپڑوں کے رنگ کے مخالف پٹیاں ڈالیں کسانوں کی طرح زنار استعمال کریں، گھوڑے پر سوار نہ ہوں ان کا پالان لکڑی کا ہو اس کے علاوہ بھی دیگر ایسے امور کا انہیں حکم دیا جو ان کی نفسوں کو ذلیل کرنے والے تھے نیز وہ کا غذ استعمال نہ کریں جن پر مسلمانوں کے لئے حکم ہو ان کے گرجا گھروں کو ویران کرنے کا حکم دیا ان کی وسیع جگہوں کی وسعت ختم کر دی انہیں عشر ادا کرنے کا حکم دیا ان کی کشادہ جگہوں کو مساجد بنانے کا حکم دیا ان کی قبریں زمین کے برابر کر دی گئیں یہ حکم تمام شہروں اور صوبوں میں لکھ کر بھیج دیا گیا۔

اسی سال محمود بن الفرج النیشاپوری کا ظہور ہوا جس لکڑی پر بابک کو سولی دی گئی تھی وہ اس کے قریب آ کر بیٹھتا تھا جو (سرمن رای) میں دار الخلافہ کے قریب تھی اس نے نبوت اور ذوالقرنین کا دعویٰ کیا۔ ۲۹ افراد پر ایک چھوٹی سی جماعت اس کی خلالت اور جہالت پر اس کے ساتھ متفق ہو گئی اس نے ان کے لئے ایک فرضی قرآن بھی بنایا تھا جس کے بابت اس کا کہنا تھا کہ حضرت جبرائیل اللہ کی طرف سے اس کے پاس یہ قرآن لے کر آئے ہیں اسے پکڑ کر متوکل کے پاس لایا گیا متوکل نے اس سے اقرار جرم کروا کر اسے اپنے سامنے کوڑے لگوائے اس نے اپنے قول سے رجوع کرتے ہوئے آئندہ کے لئے توبہ کی۔ خلیفہ نے اس کے متبعین میں سے ہر ایک کو اسے تھپڑ لگانے کا حکم دیا چنانچہ ہر ایک نے اسے دس تھپڑ مارے ان سب پر اللہ کی لعنت ہو پھر اسی سال تین ذی الحجہ بدھ کے روز اس کی وفات ہو گئی۔

اسی برس ۲۷ ذی الحجہ ہفتہ کے روز متوکل نے اپنے بعد اپنی اولاد کو ولی عہد بنانے کے لئے لوگوں سے بیعت لی ان کا نام محمد بن مختصر ابو عبداللہ المعتز (جس کا نام محمد یا زبیر تھا) ابراہیم (جس کا نام اس نے المؤید باللہ رکھا اور اسے خلافت نہیں ملی) ہے۔ متوکل نے ہر ایک کو کچھ علاقے دیدیئے جن کے وہ نائب تھے ان میں اس کے نام کی کرنسی بھی بنائی جاتی تھی۔ ابن جریر نے ان میں سے ہر ایک کے شہر اور صوبے بھی مقرر کئے ہیں۔ متوکل نے ہر ایک کے لئے دو ہزار باندھے، سیاہ ہار ولی عہدی کا دوسرا ہار عامل ہونے کا، اپنی رضامندی کی ان کے لئے تحریر بھی لکھی اکثر امراء نے ان کی بیعت کی یہ ایک تاریخی دن تھا۔

سال رواں ہی کے سال ذی الحجہ میں دجلہ کا پانی تین روز تک زردی مائل ہو گیا پھر اس پانی میں تلچھٹ آ گئی، لوگ اس سے گھبرا گئے۔

اسی زمانہ میں متوکل کے پاس یحییٰ بن عمر بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو نواحی علاقوں سے پکڑ کر لایا گیا کچھ شیعہ اس کے ساتھ جمع ہو گئے تھے۔ اس نے اس کے مارنے کا حکم دیا چنانچہ صحیح کے اٹھارہ کوڑے اسے مارے گئے پھر اسے زمین دوز قید خانہ میں بند کر دیا گیا اس سال محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابن جریر کا قول ہے اسی سال ۲۳ ذی الحجہ منگل کے روز بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کی وفات ہوئی اس کی جگہ اس کا لڑکا محمد وزیر بنایا گیا اس پر پانچ خلعتیں کی گئیں تلوار کا اسے قلادہ ڈالا گیا۔

میں کہتا ہوں کہ اسحاق مامون کے زمانہ میں عراق کا نائب تھا وہ اپنے سادات اور اکابر کی تتبع میں خلق قرآن کا داعی تھا جن کے بارے میں ارشاد

خداوندی ہے (اے ہمارے رب ہم نے اپنے سادات واکابر کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں راہ حق سے بھٹکا دیا) وہی لوگوں کی آزمائش کرتا تھا اور انہیں مامون کے پاس بھیجا کرتا تھا۔

اسحاق بن ماھان ...... الموصلی الندیم، الادیب، ابن الادیب جو اپنے وقت کا نادر الشکل تھا فقہ، حدیث، جدل، کلام، لغت اور شعر میں ہر فن مولیٰ تھا لیکن گانا گانے میں مشہور تھا اس لئے کہ اس وقت اس فن میں اس کی نظیر نہیں تھی۔
معتصم کا قول ہے کہ اسحاق جب گانا گاتا ہے تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس نے میری حکومت میں اضافہ کر دیا۔ مامون کا قول ہے اگر اسحاق بن ماھان گانے میں مشہور نہ ہوتا تو میں اسے قاضی بنا دیتا کیونکہ اس کی عفت، پاک دامنی اور امانت کا مجھے علم ہے۔ اس کے عمدہ اشعار اور ایک بڑا دیوان بھی ہے اس کے پاس تمام فنون کی متعدد کتب تھیں۔ اسی یا آئندہ یا گذشتہ سال وفات پائی۔ ابن عساکر نے بھرپور انداز میں اس کے حالات بیان کئے اس کی عمدہ باتیں شاندار اشعار اور حیرت کن حکایت بھی نقل کی ہیں جن کا شمار مشکل ہے عجیب بات یہ ہے کہ اس نے ایک روز یحیٰی بن برمک کو گانا سنایا تو اس نے اسے اور اس کی اولاد کو ایک کروڑ درہم دیئے۔
شریح بن یونس، شیبان بن فروخ، عبیداللہ بن عمر خواریری اور اپنے زمانہ کے جلیل القدر امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۶ھ

اسی سال متوکل نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر اور اس کے اردگرد مکانات اور حویلیاں منہدم کرنے کا حکم دیا لوگوں میں اعلان کروایا کہ جو شخص تین روز بعد یہاں پایا گیا اسے زمین دوز قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا اس وجہ سے سب لوگ وہاں سے چلے گئے اس جگہ کو کاشت کاری کے لئے خاص کر دیا گیا، وہاں پر ہل چلایا جاتا اور غلہ حاصل کیا جاتا اسی سال محمد بن منتصر بن متوکل نے لوگوں کو حج کرایا اسی سال محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے اپنے چچا محمد بن ابراہیم بن مصعب کو زہر دے کر ہلاک کر دیا یہ محمد بن ابراہیم امراء کبار میں سے تھا۔
اسی زمانہ میں مامون کی بیوی بوران کے والد وزیر حسن بن سھل نے وفات پائی یہ سرداروں میں سے تھا بعض کا قول ہے اسحاق بن ابراہیم مغنی نے بھی اسی برس وفات پائی۔ واللہ اعلم
سال رواں ہی میں اچانک ابوسعید محمد بن یوسف مروز کی وفات ہوئی اس کی جگہ اس کے لڑکے یوسف کو ارمینیہ کا نائب بنایا گیا ابراہیم بن منذر حزامی، مصعب بن عبداللہ زبیری، ھدبہ بن خالد قیسی نے اسی سال وفات پائی ابو الصلت ہروی ضعیف کی وفات اسی سال ہوئی۔

واقعات ۲۳۷ھ

اسی سال آرمینیہ کے نائب یوسف بن محمد بن یوسف نے وہاں کے بڑے جرنیل کو گرفتار کر کے خلیفہ کے نائب کے پاس بھیج دیا اتفاقاً اسی دن ان علاقوں میں شدید برف باری ہوئی وہاں کے باشندوں نے گروہ بندی کر لی انہوں نے اس کے شہر کا محاصرہ کر لیا جس میں یوسف تھا یوسف ان کے مقابلہ میں آیا تو انہوں نے اسے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت سمیت قتل کر دیا نیز سردی کی شدت سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔
جب متوکل کو اس قبیح امر کی اطلاع ملی تو اس نے بغا کبیر کو ایک بڑے لشکر کے ہمراہ ان کے مقابلہ میں بھیجا اس نے محاصرہ کرنے والوں میں سے تیس ہزار کو قتل کر دیا ایک بڑی جماعت کو قیدی بنا لیا اس کے بعد بغا کبیر سفر جان کے صوبہ الباق کے علاقہ کی طرف روانہ ہو گیا اور بڑے بڑے شہروں کی طرف گیا حکومتوں کو آباد کیا نواح و بلاد کو دبایا۔
اسی سال صفر میں متوکل علی بن ابی داود قاضی معتزلی سے ناراض ہو گیا وہ ناانصافیوں پر نگران تھا متوکل نے اسے معزول کر کے یحیٰی بن اکثم کو

چیف جسٹس اور مظالم کی روک تھام کا افسر بنا دیا۔ ربیع الاول میں خلیفہ نے ابن ابی داؤد کی جاگیروں پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اس کے لڑکے ابوالولید محمد کو تین ربیع الاول ہفتہ کے روز جیل میں ڈال کر اس پر جرمانہ عائد کر دیا وہ ایک لاکھ بیس ہزار دینار لایا اور بیس ہزار کی قیمت کے نفیس جواہرات لایا پھر سولہ لاکھ درہم پر صلح ہوگئی۔

قبل ازیں گزر چکا ہے کہ ابن ابی داود پر فالج کا حملہ ہوگیا پھر اس نے اس کے اہل کو اہانت آمیز طریقہ سے سامرا سے بغداد جلاوطن کر دیا۔ ابن جریر کا قول ہے کہ ابوالعتاھیہ نے اس بارے میں کہا ہے کہ:

(۱) ...... اگر تجھ میں اشد ہوتا اور تیرے عزم میں درستگی ہوتی۔

(۲) ...... تو، تو فقہ میں مشغول ہوتا، خلق قرآن کے مسئلہ میں نہ پڑتا۔

(۳) ...... اگر جہالت اور حماقت نہ ہوتی تو تیرا کوئی حرج نہ تھا جب کہ اصل دین فرع میں بھی انہیں اکٹھا کرتی ہے۔

اسی سال عیدالفطر کے موقع پر متوکل نے احمد بن نصر خزاعی کے جثہ کو اتارنے اور اس کے سر اور جسم کو جمع کر کے اس کے وارثوں کے حوالے کرنے کا حکم دیا اس فیصلہ سے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے جنازہ میں بیشمار لوگ جمع ہوئے اور وہ احمد کے تابوت اور اس کے جنازہ کی لکڑی کو چومنے لگے، یہ ایک تاریخی دن تھا۔

اس کے بعد عوام الناس اس تنے کے پاس آ کر جس پر احمد کو سولی دی گئی تھی اسے بھی چھونے لگے عوام خوشی میں کود پڑے متوکل نے نائب کو خط لکھا کہ عوام کو اس قسم کی باتوں اور بشر کے بارے میں غلو کرنے سے روکا جائے پھر متوکل نے اطراف میں خط کے ذریعہ لوگوں کو علم کلام اور خلق قرآن کے بابت گفتگو کرنے سے منع کیا اور اعلان کیا کہ آج کے بعد جو شخص علم کلام سیکھے گا اور اس کے بارے میں گفتگو کرے گا تو موت تک کے لئے اس کا ٹھکانہ زمین دوز قید خانہ ہوگا۔ نیز اس نے لوگوں کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ قرآن وسنت کے دائرے سے باہر نہ نکلیں۔

اس کے بعد متوکل نے امام احمد کو بغداد سے بلوا کر ان سے ملاقات کی ان کا خوب اعزاز واکرام کیا اس نے بہترین ہدایا انہیں پیش کئے لیکن آپ نے قبول نہیں فرمائے اپنے ملبوسات میں سے متوکل نے آپ کو خاص خلعت دی اس سے آپ نے بہت شرم محسوس کی کہ اپنے گھر تک اسے پہنا پھر سختی سے اتار کر اسے پھینک دیا۔ متوکل روزانہ اپنے خاص کھانے میں سے آپ کے پاس کھانا بھیجتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ امام احمد اس کا کھانا کھاتے ہیں لیکن آپ مسلسل روزے رکھتے تھے اس لئے کہ آپ کی رضا کے موافق کوئی چیز آپ کو کھانے کیلئے میسر نہیں تھی لیکن آپ کے دونوں لڑکے صالح اور عبداللہ آپ سے خفیہ طور پر آپ سے وہ ہدایا قبول کرتے تھے اگر ان کی بغداد سے جلدی واپسی نہ ہوتی تو امام احمد کو بھوک کی وجہ سے اپنی موت کا خطرہ تھا متوکل کے زمانہ میں سنت کا مقام بلند ہوگیا متوکل امام احمد کے مشورے کے بغیر کسی کو حاکم نہیں بناتا تھا۔ متوکل نے یحییٰ بن اکثم کو آپ ہی کے مشورہ سے قاضی ابوداؤد کی جگہ چیف جسٹس بنایا۔ یحییٰ بن اکثم ائمہ سنت علماء ناس فقہ وحدیث کی تعظیم کرنے والوں میں سے اور متبع سنت تھا متوکل نے اپنی طرف سے حبان بن بشر کو مشرقی بغداد اور سوار بن عبداللہ کو مغربی بغداد کا قاضی بنایا یہ دونوں ایک چشم تھے ابن ابی داود کے بعض ساتھیوں نے اس موقع پر درج ذیل اشعار کہے:

(۱) ...... میں نے عجیب بات دیکھی کہ بغداد کے دو قاضی افسانہ بنے ہوئے ہیں۔

(۲) ...... ان دونوں نے اندھے پن کو لمبائی میں اس طرح تقسیم کیا ہوا ہے جس طرح انہوں نے قصداً تقسیم کی ہوئی تھی۔

(۳) ...... ان دونوں میں سے سر کو حرکت دینے والے کو خیال کیا جاتا ہے کہ وہ میراث اور فرض میں غور فکر کر رہا ہے۔

(۴) ...... گویا تو نے اس پر مٹکا رکھ دیا ہے کہ اس کے سراخ کو تو نے ایک آنکھ سے کھولا ہے۔

(۵) ...... جب قضا کا افتتاح دو یک چشموں سے کیا جائے تو وہ دونوں یحییٰ کی ہلاکت سے زمانہ کو شکست دینے والے ہیں۔

اسی سال گرمیوں کی جنگ یحییٰ آرمنی نے لڑی۔ اسی سال علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر منصور امیر حجاز نے لوگوں کو حج کرایا۔ حاتم الاصم، عبدالاعلیٰ بن حماد، عبیداللہ بن معاذ عنبری اور ابوکامل فضیل بن حسن جحدری نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۸ھ

اسی سال ربیع الاول میں بغا کبیر نے تفلیس شہر کا محاصرہ کر لیا تفلیس کا حاکم اس کے مقابلہ میں نکلا۔ بغا کبیر نے اسے گرفتار کر کے اس کی گردن اڑا کر اسے سولی دیدی، اس نے آگ مٹی کے تیل میں ڈال کر شہر کی طرف پھینک دی اس شہر کی اکثر عمارتیں چیل کی لکڑی کی بنی ہوئی تھی اس نے اس کی اکثر عمارتیں اور پچاس ہزار باشندے جلا دیئے دودن بعد آگ بجھ گئی اس لئے کہ چیل کی لکڑی کی آگ باقی نہیں رہتی۔ فوج نے شہر میں داخل ہو کر اس کے باقی ماندہ افراد قتل کر دیئے اور ان سے جانور چھین لئے اس کے بعد بغا کبیر دوسرے شہروں کی طرف چلا گیا جن کے باشندوں نے نائب آرمینیہ یوسف بن محمد یوسف کے قتل میں مدد کی تھی اس نے اس کا بدلہ لیا اور اس پر جرأت کرنے والوں کو سزا دی۔

اسی زمانہ میں فرنگی تین سو کشتیوں میں سوار ہو کر دمیاط کی طرف مصر کے ارادے سے آئے پھر انہوں نے اس میں اچانک داخل ہو کر اس کے باشندوں کو قتل کر دیا جامع مسجد اور منبر کو جلا دیا اس کی ۶۰۰ خواتین گرفتار کر لیں جن میں سے ۱۲۵ مسلمان تھیں باقی سب قبطی تھیں۔ انہوں نے ان کا مال ساز وسامان ہتھیار قابو کر لئے لوگ ان سے خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے بحیرہ تنیس میں غرق شدگان کی تعداد فرنگیوں کے ہاتھوں گرفتار ہونے والوں سے بھی زیادہ تھی اس کے بعد وہ غیرت کھا کر اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اللہ ان پر لعنت کرے۔ اس سال موسم گرما کی جنگ علی بن یحییٰ آرمینی نے لڑی گذشتہ امیر حج نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

عظیم امام اور مجتہد اسحاق بن راھویہ، بشر بن ولید فقیہ حنفی، طالون بن عباد، محمد بن بکار زیات، محمد بن برجانی محمد بن ابی السریٰ عسقلانی نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۳۹ھ

اسی سال محرم میں متوکل نے ذمیوں کو لباس الگ کرنے کا سختی سے حکم دیا۔ اسلام میں نئے گرجوں کی تخریب کا حکم دیا۔ اسی زمانہ میں متوکل نے علی بن جھم کو خراسان جلاوطن کیا۔

اسی برس اتفاقاً نصاریٰ کے شعانین اور یوم النیر وز ایک ہی دن میں آ گئے یعنی ۲۰ ذی الحجہ ہفتہ کے روز نصاریٰ نے خیال کیا کہ اسلام میں یہ واقعہ پہلی بار پیش آیا اس سال بھی گرمیوں کی جنگ علی بن یحییٰ آرمینی نے لڑی۔ والی مکہ عبداللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ ابوالولید محمد بن قاضی احمد بن ابی داؤد ایاری معتزلی نے اس سال وفات پائی میں کہتا ہوں داود بن رشید اہل دمشق کے مؤذن صفوان بن صالح، عبدالملک بن حبیب الفقیہ مالکی صاحب تفسیر ومسند مشہور عثمان بن ابی شیبہ محمد بن مہران رازی محمود بن غیلان اور وھب بن نفیر نے اسی سال وفات پائی۔

احمد بن عاصم انطاکی ...... ابوعلی الواعظ الزاہد، عابدین زاہدین میں سے تھے زہد اور معاملات کے قلوبکی بابت ان کا نہایت عمدہ کلام ہے ابو عبدالرحمٰن سلمی کا قول ہے کہ احمد بن عاصم حارث محاسبی اور بشر حافی کے طبقہ میں سے تھے ابوسلیمان درانی نے تیزئی فراست کی وجہ سے ان کا نام جاسوس القلوب رکھا ہوا تھا، ابومعاویہ اعمی اور اس کے طبقہ کے لوگوں سے آپ نے روایت کی، آپ سے احمد بن حواری محمود بن خالد اور ابوزرعہ دمشقی وغیرہ نے روایت کی آپ سے احمد بن حواریری نے عن مخلد بن حسین عن ہشام بن حسان نے روایت کیا ہے کہ ایک روز صبح کے وقت میں نے حسن بصری کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر ان سے پوچھا اے ابوسعید! آپ جیسا شخص اس وقت بیٹھا ہوا ہے۔

حسن بصری نے جواب دیا کہ میں نے وضو کر کے نماز پڑھنے کا ابھی ارادہ کیا ہی تھا لیکن میرے نفس نے مجھے آرام کی دعوت دی تو میں نے اس کی بات نہیں مانی۔

احمد بن عاصم کے اقوال زریں ......(۱)...... جب تو اپنے قلب کی اصلاح کا ارادہ کرے تو اپنے جوارح کی اصلاح سے اس میں مدد حاصل کر۔

(۲)...... باقی ماندہ زندگی کی اصلاح کرنا مفت کی غنیمت ہے اس کی برکت سے گذشتہ گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔

(۳)...... تھوڑا سا یقین تیرے قلب سے سارا شک نکال دے گا اور تھوڑا سا شک تیرے دل سے سارا یقین زائل کر دے گا۔

(۴)...... جو شخص اللہ کا ہوتا ہے تو وہ اس کو زیادہ جانتا ہے جس سے وہ زیادہ ڈرتا ہے۔

(۵)...... دنیا میں تیرا بہترین دوست غم ہے وہ دنیا سے تجھے دور کر کے آخرت تک پہنچا دے گا۔

احمد کے اور اشعار بھی ہیں:

(۱)...... میں نے ارادہ کیا لیکن عزم نہیں کیا اگر میں سچا ہوتا تو عزم کرتا لیکن دودھ چھڑانا سخت ہے۔

(۲)...... اگر میرے لئے عقل و یقین ہوتے تو میں جادۂ اعتدال سے نہ پھرتا۔

(۳)...... کاش! سلوک کے علاوہ میری خواہش ہوتی لیکن میں قضاء و قدر سے کیسے پھر سکتا ہوں۔

(۴)...... ہم حیران اور مذبذب رہ گئے ہم صدق کے متلاشی ہیں اس کی طرف کوئی راہ نہیں۔

(۵)...... محبت کے اسباب ہم پر ہلکے ہیں محبت کے خلاف اسباب ہم پر بوجھل ہیں۔

(۶)...... سچائی جگہوں سے مفقود ہو گئی حتیٰ کہ آج اس کے بیان پر کوئی دلیل نہیں۔

(۷)...... ہم کسی خوف زدہ کو نہیں دیکھتے جو ہمیں خوف لاحق کر دے، ہم اس کے بیان میں اسے سچا نہیں سمجھتے۔

(۸)...... اپنے سے نرمی کر ہر معاملہ ختم ہونے والا ہے اور اپنے آپ سے غم کی لہر دور کر وہ ہٹ جائے گی۔

(۹)...... ہر تکلیف اور غم کے بعد فراخی ہے۔

(۱۰)...... زمانہ چاہے کتنا طویل ہو مصیبت یا خود ختم ہو جائے گی یا موت اس کا خاتمہ کر دے گی۔

واقعات ۲۴۰ھ

اسی سال اہل حمص نے اپنے گورنر ابوالغیث موسیٰ بن ابراہیم الرافقی پر حملہ کر دیا کیوں کہ اس نے ان کے ایک سردار کو قتل کیا تھا۔انہوں نے اس کو اپنے پاس سے نکال دیا متوکل نے اسی کو ان کا امیر بنا دیا اور سفیر سے کہا کہ اگر وہ اسے قبول کر لیں تو فبہا ورنہ مجھے اطلاع کر دینا جب وہ ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اس نے ان میں عجیب و غریب کام کئے۔

اسی زمانہ میں متوکل نے یحییٰ بن اکثم کو چیف جسٹس کے عہدے سے معزول کر کے اس پر ۸۰ ہزار دینار کا جرمانہ عائد کیا ارض بصرہ میں اس کی بہت سی اراضی پر قبضہ کر لیا اس کی جگہ جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی کو چیف جسٹس بنا دیا۔اسی سال محرم میں احمد بن ابی داؤد نے اپنے لڑکے کی وفات کے ۲۰ روز بعد اس دار فانی کو الوداع کہا۔

احمد بن ابی داؤد ...... یہ احمد بن ابی داود یا ذی المعتزلی، نام الفرج یا دعمی تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کے نام اور کنیت میں کوئی فرق نہیں۔

ابن خلکان نے ان کا نسب یہ بیان کیا ابو یعلیٰ عبداللہ احمد بن ابی داؤد فرج بن جریر بن مالک بن عبداللہ بن عباد بن سلام بن ھند بن عبد نجم بن مالک بن قیض بن منعد بن برجان بن دوس ہزلی بن امیر بن حزیفہ بن زہیر بن ایاد بن اد بن معد بن عدنان۔

خطیب کا قول ہے کہ ابن جریر ابی داؤد معتصم اور واثق کے زمانہ میں چیف جسٹس تھے۔ابی داود سخی اور فیاض با اخلاق، با ادب تھا لیکن اس نے مذہب جھمیہ کا اعلان کیا اور خلیفہ کو خلق قرآن اور آخرت میں دیدار الٰہی کے بارے میں لوگوں کو آزمائش پر اکسایا۔

صولی کا قول ہے برامکہ کے بعد لوگوں کے ہاں ابی داؤد سے زیادہ مکرم کوئی نہیں تھا اگر یہ اپنے نفس کو آزمائش کی محبت میں نہ ڈالتا تو اس پر سب لوگ اتفاق کر لیتے ۔ مؤرخین کا قول ہے ابی داود کا سن ولادت ۱۶۰ھ ہے یحییٰ بن اکثم سے عمر میں ۲۰ سال چھوٹا تھا۔ ابن خلکان کا قول ہے ابی داؤد کا تعلق اصلاً بلاد قنسرین سے تھا اس کا والد تجارت کے لئے شام جاتا تھا پھر ابی داؤد کو لے کر عراق چلا گیا، ابی داؤد وہاں پر علم میں مشغول ہو گیا واصل بن عطاء کے دوست ھیاج بن علاء سلمی کی صحبت اختیار کی اس سے مذہب اعتزال حاصل کیا بعض کا قول ہے ابی داود نے یحییٰ بن اکثم قاضی کی صحبت اختیار کر کے ان سے علم حاصل کیا ابن خلکان نے کتاب الوفیات میں آپ کے حالات تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

ایک شاعر نے آپ کی تعریف میں ایک شعر کہا:

''رسول اللہ خلفاء ابی داؤد سب ہم میں سے ہیں۔''

ایک شاعر نے ان کے رد میں چند اشعار کہے:

(۱)......نزار پر فخر کرنے والوں سے کہہ دو کہ وہ زمین میں لوگوں کے سردار ہیں۔

(۲)......رسول اللہ خلفاء، ہم میں سے ہیں، ہم بنی عیاد کے داعیوں سے اظہار براءۃ کرتے ہیں۔

(۳)......ہم ایاد میں سے نہیں جب وہ احمد بن ابی داود کی دعوت تسلیم کرلیں۔

جب احمد بن ابی داود کو ان کے اشعار کا علم ہوا تو اس نے کہا اگر میں سزا کو پسند نہ کرتا تو میں اسے عبرت ناک سزا دیتا چنانچہ اس نے اسے معاف کر دیا۔

خطیب کا قول ہے کہ از ہر نے متعدد طرق سے ہم سے جریر بن احمد ابو مالک کا قول نقل کیا ہے کہ میرا والد احمد بن ابی داؤد نماز کے دوران اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے اللہ سے مخاطب ہو کر یہ اشعار پڑھتا تھا۔

(۱)......تو کمزور سبب نہیں ہے امور کی فلاح کا مدار اسباب کی قوت پر ہوتا ہے۔

(۲)......آج ہم آپ کے محتاج ہیں اس لئے کہ مرض کے وقت ہی ڈاکٹر کو بلایا جاتا ہے۔

خطیب نے روایت کیا کہ ابوتمام ایک روز ابن ابی داؤد کے پاس آ کر کہنے لگا شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں اس نے کہا یہ ایک سے ناراض اور تو سب سے ناراض ہے پھر اس نے اس سے پوچھا تو نے یہ بات کہاں سے حاصل کی؟ اس نے جواب دیا ابونواس کے اس قول سے۔ اللہ کے لئے عجیب نہیں کہ وہ سارے عالم کو فرد واحد میں جمع کر دے ابوتمام نے ایک روز اس کی تعریف میں کہا۔

(۱)......سارے زمانہ کی برائیاں احمد بن ابی داود کی اچھائیوں میں تبدیل ہوگئی۔

(۲)......تو نے آفاق میں سفر صرف اس لئے کیا ہے کہ میری سواری اور میرا توشہ تیرے عطیہ سے ہو۔

(۳)......تیری بابت گمان اور امیدیں کیا ہی خوب ہیں خواہ میری سواری شہروں میں بے قرار رہے، اس نے اس سے پوچھا کتنا تو ان اشعار میں منفرد ہے یا کوئی اور بھی تیرے ساتھ اس میں شریک ہے اس نے جواب دیا میرا گمان ہے لیکن میں نے ابونواس کے قول پر بھی نظر ڈالی ہے۔

اگر کسی روز الفاظ تیرے سوا کسی اور کی تعریف میں رواں ہو جائیں پھر بھی ہماری مراد تو ہی ہوتا ہے محمد بن صولی کا قول ہے کہ ابوتمام کے احمد بن ابی داؤد کی مدح میں چند اشعار میں سے چند یہ ہیں:

(۱)......اے احمد تیرے حاسدین بہت ہیں اگر شرفاء کا شمار کیا جائے تو تیری کوئی نظیر نہیں۔

(۲)......تو بزرگی اور فخر قدیم کے بیڑے اور چوٹی کے مقام پر اترا ہے جو بہت فخر والا ہے۔

(۳)......ہر غنی اور فقیر تیرے پاس آتا ہے خواہ فقیر آسمان تک پہنچ جائے۔

(۴)......ہر جانب سے بزرگی تجھ تک پہنچتی ہے خواہ جہاں بھی جائے تجھ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

(۵)......تو ایاد کے لئے چودھویں کا چاند ہے۔

(۶)......تو نے از راہ تواضع امیر بننے سے اجتناب کیا ورنہ جسے امیر کہا جاتا ہے تو اس کا امیر ہے۔

(۷)..... ہر ہاتھ تیری طرف دراز ہے اور ہر بلندی تیری طرف اشارہ کرتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ان اشعار میں شاعر نے بہت بڑی غلطی کی ہے اور مبالغہ میں بڑی بات کہہ دی۔ اگر اس کا ضعیف، مسکین، گمراہ مخلوق کے بارے میں یہ ہی عقیدہ ہے تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے ابن ابی داود نے ایک روز ایک شخص سے کہا تو مجھ سے سوال کیوں نہیں کرتا؟ اس نے جواب دیا کہ میں آپ سے سوال کروں تو مجھے آپ کے عطیات کا ثمن دینا پڑے گا اس نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے اسے پانچ ہزار درہم دیئے۔

ابن الاعرابی کا قول ہے ایک روز ایک شخص نے ابی داؤد سے گدھے کا سوال کیا اس نے خادم سے کہا اسے گدھا، خچر، ٹٹو، گھوڑا دے دو اور کہا اگر مجھے اس کے علاوہ کسی اور سواری کا معلوم ہوتا میں وہ بھی اسے دے دیتا۔ پھر خطیب نے اپنی اسانید سے ایک جماعت سے اس کے کچھ حالات نقل کئے ہیں جو اس کی سخاوت، فصاحت، ادب، بردباری، ضروریات کی طرف جلدی سبقت کرنے اور خلفاء کے ہاں اس کے بلند مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں۔

محمد بن مہدی بن واثق سے منقول ہے کہ ایک روز ایک بوڑھے نے واثق کو سلام کیا اس نے اس کو جواب نہیں دیا بلکہ کہا اللہ تجھے سلام نہ کرے اس نے کہا اے خلیفہ آپ کے استاد نے آپ کو یہی تعلیم دی ہے جب کہ ارشاد خداوندی ہے جب تمہیں کوئی تحفہ دیا جائے تو اس سے بہتر تحفہ دو یا اسے اسی جیسا واپس کر دو، آپ نے نہ تو مجھے اس سے بہتر تحفہ دیا اور نہ ہی اس جیسا تحفہ دیا۔ ابن ابی داود نے کہا اے خلیفہ یہ شخص متکلم ہے اس نے ابی داود کو اس سے مناظرہ کرنے کا حکم دیا ابن ابی داؤد نے اس سے پوچھا قرآن مخلوق ہے؟ شیخ نے کہا مجھ سے انصاف کر سوال میرا حق ہے ابن ابی داود نے کہا تم سوال کرو اس نے سوال کیا آپ ﷺ اور خلفاء راشدین کو اس کا علم تھا یا نہیں۔ ابی داؤد نے کہا انہیں اس کا علم نہیں تھا اس نے کہا جس چیز کا انہیں علم نہیں تھا اس کا علم تمہیں کیسے ہو گیا۔

اس بات سے ابن ابی داؤد بہت شرمندہ ہوا پھر ابن ابی داؤد نے کہا اے شیخ مجھے معاف کیجئے انہیں اس بات کا علم تھا پھر شیخ نے ابن ابی داؤد سے سوال کیا پھر انہوں نے اس بات کی دعوت کیوں نہیں دی کیا تمہارے لئے اس چیز کی گنجائش ہے جس کی ان کے لئے گنجائش نہیں تھی، دوبارہ ابن ابی داؤد شرمندہ ہوا۔ واثق نے اس شیخ کے لئے چار ہزار دینار کا حکم دیا لیکن اس نے قبول نہیں کئے۔ مہدی کا قول ہے کہ میرے والد گھر جانے کے بعد لیٹ کر بار بار شیخ کے اس قول کو دھراتے رہے پھر اس نے شیخ کو بلا کر چار ہزار دینار دیئے اور اسے اس کے گھر پہنچا دیا۔ ابن ابی داؤد اس کی نظروں سے گر گیا اس کے بعد اس نے پھر کسی کی آزمائش نہیں کی۔ خطیب نے اپنی تاریخ میں غیر معروف لوگوں سے یہ واقعہ خوب طوالت سے بیان کیا تغلب نے ابی حجاج کے حوالے سے کچھ اشعار سنائے جو اس نے ابی داؤد کی مدح میں کہے:

(۱)..... اے ابن ابی داود تو نے دین کا حلیہ بگاڑ دیا تیری اطاعت کرنے والا مرتد ہو گیا۔

(۲)..... تو نے اللہ کے کلام کو مخلوق کہا کیا تجھے اللہ کے پاس نہیں جانا۔

(۳)..... اللہ کا کلام ہے جو اس نے حضرت جبرئیل کے ذریعہ خیر الوریٰ پر نازل کیا۔

(۴)..... جو تیرے دروازہ پر مہمانی طلب کرتے ہوئے آیا وہ جنگل میں بلا شبہ اترنے والے شخص کی طرح ہے۔

(۵)..... اے ابن ابی داود تو نے اس قول سے اچھی بات بیان کی کہ میں قبیلہ ایادی کا ایک فرد ہوں پھر خطیب نے متعدد طرق سے ابن ابی داؤد کی ہجو میں یہ اشعار نقل کئے۔ اگر تیری رائے میں درستگی ہوتی تو تیرے عزم میں اعتدال ہوتا قبل ازیں یہ اشعار گزر چکے۔

خطیب نے احمد بن موفق یا یحییٰ الجلاء کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ واقفیہ میں سے ایک شخص نے خلق قرآن کے مسئلہ میں مجھ سے مناظرہ کیا اس نے مجھ پر ناپسندیدہ الزامات لگائے شام کو میں گھر آیا تو بیوی نے رات کا کھانا پیش کیا لیکن میں اس سے کچھ کھا نہیں سکا اور مجھے نیند آ گئی میں نے خواب میں آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اردگرد امام احمد اور ان کے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں آپ ﷺ نے یہ آیت (**فان یکفر بھا ھؤلاء**) پڑھ کر ابن ابی داؤد کی طرف اشارہ کیا پھر آپ نے (**وقد وکلنا بھا قوماً لیسو بھا بکافرین**) پڑھ کر امام احمد اور ان کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ بعض کا قول ہے میں نے خواب میں دیکھا ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ آج رات احمد ابن ابی داؤد ہلاک ہو گیا میں نے وجہ پوچھی اس نے کہا آج رات اس نے اللہ کو ناراض کیا۔ اس طرح ایک شخص نے احمد بن ابی داؤد کی ہلاکت کی رات خواب میں دیکھا کہ دوزخ نے ایک لمبا سانس لیا جس سے ایک شعلہ نکلا میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا اس نے ابی داؤد کا کام تمام کر دیا۔

ابن ابی داؤد کی ہلاکت اسی سال ۲۲ محرم ہفتہ کے روز ہوئی، اس کے لڑکے عباس نے نماز جنازہ پڑھایا اور اسے اپنے گھر میں دفن کیا گیا اس کی عمر ۸۰ سال تھی۔ موت سے چار سال پہلے اس پر فالج کا حملہ ہوا تھا حتیٰ کہ وہ پھینکے ہوئے شخص کی طرح بستر پر پڑا رہا وہ حرکت تک نہیں کرسکتا تھا نیز وہ چار سال تک کھانے پینے اور نکاح کی لذت سے محروم رہا۔

ایک روز ایک شخص اس کے پاس آ کر کہنے لگا واللہ میں تیری عبادت کے لئے نہیں آیا میں تو تجھ سے تیرے نفس کی تعزیت کرنے آیا ہوں میں اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے تجھے تیرے جسم پر قید کیا ہوا ہے جو تیرے لئے عقوبت خانہ سے زیادہ سخت ہے اس کے بعد وہ شخص بددعا کرتا ہوا اس کے پاس سے نکلا کہ اللہ اس کے مرض میں مزید اضافہ کرے، چنانچہ اس کے مرض میں اضافہ ہوگیا گذشتہ سال اس سے بہت سا مالی جرمانہ وصول کیا گیا اگر وہ سزا برداشت کرسکتا تو متوکل اسے ضرور سزا دیتا۔

ابن خلکان کا قول ہے اس کا سن ولادت ۱۶۰ھ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس لحاظ سے ابن ابی داؤد احمد بن حنبل اور یحییٰ بن اکثم سے عمر میں بڑا تھا مامون نے اسے ابن ابی داؤد کی ملاقات کا ذریعہ یحییٰ بن اکثم بنا، پھر اس نے مامون کے ہاں اونچا مقام حاصل کیا اسی وجہ سے مامون نے اپنے بھائی معتصم کو اس کے بارے میں وصیت کی تھی چنانچہ معتصم نے ابن ابی داود کو قاضی اور مظالم کی روک تھام کا نگراں بنایا۔ ابن ابی داود اور وزیر ابن الزیات کے درمیان کشیدگی تھی اس کے درمیان بہت سے معرکے ہوئے معتصم ہر کام اس کے مشورہ سے کرتا تھا اس نے ابن اکثم کو قضا سے معزول کر کے اس کی جگہ ابن ابی داؤد کو چیف جسٹس بنایا، یہی چیز بعد کے فتنوں کی بنیاد بنی۔ اسی فتنہ نے لوگوں پر فتنے کا دروازہ کھولا، پھر ابن خلکان نے ذکر کیا کہ اس پر فالج کا حملہ نہیں ہوا اور نہ ہی اس پر مالی جرمانہ عائد کیا گیا البتہ اس کے لڑکے عبدالولید سے ایک کروڑ دو لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا گیا۔ یہ اپنے والد کی وفات سے ایک ماہ قبل ہی وفات پا گیا۔

ابن عساکر نے ان کے حالات خوب تفصیل سے بیان کئے، ابن ابی داود ادیب، فصیح، کریم، فیاض، قابل تعریف، منع پر عطا کو ترجیح دینے والا، جمع پر تقسیم کو ترجیح دینے والا تھا۔ ابن عساکر نے سنداً نقل کیا ہے کہ ایک روز ابن ابی داؤد اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا واثق کے نکلنے کا انتظار کر رہا تھا ابن ابی داؤد نے کہا مجھے یہ دو شعر بہت پسند ہیں۔

"اگر نظر سے عورت حاملہ ہو جاتی تو وہ میری نظر سے حاملہ ہو جاتی اگر عورت نظروں سے نو ماہ کے درمیان بچہ جنم دیتی تو اس کا لڑکا مجھ سے ہوتا۔"

خواص کی وفات

خواص میں ابوثور خالد کلبی، ائمہ تاریخ میں سے خلیفہ بن خیاط، سوید بن سعد حدنانی، سوید بن نصر، عبدالسلام بن سعید یہ ملقب سحنون مشہور فقہاء مالکیہ میں سے تھے۔ عبدالواحد بن غیاث، شیخ الامر والسنہ قتیبہ بن سعید، عبداللہ بن طاہر کا کاتب اور اس کا شاعر عالم باللغت مولف کتب کثیرہ، ابو العمیثل عبداللہ بن خالد نے اسی سال وفات پائی۔

عبداللہ بن طاہر کے کاتب عبداللہ بن خالد کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

(۱)...... اے عبداللہ کی صفات کا قصد کرنے والے خاموش ہو کر سن۔

(۲)...... میں تجھے ان عادات کی نصیحت کرتا ہوں جن کا حجاج نے قصد کیا سن یا چھوڑ۔

(۳)...... سچائی، پاک دامنی، نیکی، صبر، قوت برداشت، درگزر اری کا معاملہ، بدلہ لینا، چکر لگانا، بردباری، دلیری۔

(۴)...... مہربانی، نرمی، سنجیدگی، حسن سلوک، مستقل مزاجی، سخاوت، حمایت، بوجھ، دفاع، یہ عادات اختیار کر۔

(۵)...... اگر تو میری نصیحت قبول کرے تو میں نے نصیحت کردی ہے اور صحیح سیدھے راستہ کی طرف تیری رہنمائی کی۔

مولف مدونہ سحنون المالکی ......ابوسعید عبدالسلام بن سعید بن جندب بن حسان بن ہلال بن بکار بن ربیعہ التنوخی، یہ اصلاً حمص کے شہر کے تھے ان کے والد حمص کی فوج کے ساتھ انہیں بلاد مغرب لے گئے وہیں اقامت پذیر ہوگئے پھر مالکی مذہب کے سردار بن گئے فقہ میں ان کے استاد ابن القاسم تھے اس کا سبب یہ تھا کہ امام مالک کے دوست اسد بن فرات بلاد مغرب سے مصر آئے۔امام مالک کے دوست عبدالرحمٰن بن قاسم نے ان سے بہت سے سوالات پوچھے انہوں نے ان کے جواب دیئے۔عبدالرحمٰن بن قاسم نے وہ جوابات قلم بند کر لئے پھر وہ بلاد مغرب چلے گئے ان سے وہ سوالات سحنون نے لکھ لئے پھر سحنون ابن القاسم کے پاس مصر آیا اس نے ابن القاسم کے سامنے وہ سوالات دوبارہ دہرائے انہوں نے ان میں کچھ کمی زیادتی کی کچھ باتیں چھوڑ دیں۔سحنون انہیں مرتب کر کے واپس بلاد مغرب چلا گیا ابن القاسم نے اسد بن الفرات کے نام سے خط لکھ کر دیا تا کہ اسد اپنا نسخہ سحنون کے نسخے کے ساتھ ملا کر اپنے نسخہ کی اصلاح کرے لیکن ابن الفرات نے ایسا نہیں کیا پھر ابن القاسم کو بلایا گیا انہوں نے بھی نہ ان سے اور نہ ان کی تحریر سے کوئی فائدہ حاصل کیا۔لوگ سحنون کی طرف سفر کرنے لگے ان ہی سے مدونہ مشہور ہوگئی وہی اسی زمانہ کے سردار بن گئے علاوہ ازیں سحنون وفات تک قیروان کے قاضی رہے۔۸۰ سال کی عمر پائی (اللہ ان پر اور ہم پر رحم فرمائے۔)

واقعات ۲۴۱ھ

اسی سال جمادی الاولیٰ یا الثانی میں اہل حمص نے اپنے حاکم محمد بن عبدویہ کے خلاف بغاوت کر دی انہوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا وہاں کے نصاریٰ نے بھی ان کی مدد کی اس نے خلیفہ کو بذریعہ خط اس کی اطلاع کی خلیفہ نے اسے اس کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔دمشق کے حاکم کو محمد بن عبدویہ کی فوج کی مدد کرنے کا حکم دیا۔

نیز خلیفہ نے حمص کے حاکم کو لکھا کہ ان میں سے تین بڑے شریروں کو اتنا مارو کہ وہ مر جائیں۔پھر انہیں شہر کے دروازے پر سولی دیدو ان تین کے علاوہ بیس کو تین تین کوڑے لگاؤ اور انہیں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر سامرا بھیج دو وہاں سے سب نصرانیوں کو نکال دو، نیز جامع مسجد کی جانب بڑے گرجے منہدم کر کے مسجد میں شامل کر دو۔خلیفہ نے اس کے لئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا، جن امراء نے ان کی مدد کی تھی انہیں بہترین تحفے تحائف سے نوازا۔حمص کے والی نے خلیفہ کے حکم پر عمل کیا۔

اسی زمانے میں خلیفہ متوکل نے عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم بغدادی کو سزا دینے کا حکم دیا چنانچہ اسے سزا دی گئی بعض کا قول ہے کہ اسے ہزار کوڑے مارے گئے حتیٰ کہ وہ مر گیا کیوں کہ مشرقی بغداد کے قاضی کے پاس ۱۷ افراد نے اس کے خلاف گواہی دی تھی کہ اس نے شیخین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ وحفصہ رضی اللہ عنہ کو گالی دی ہے۔اس کا معاملہ خلیفہ تک پہنچایا گیا۔بغداد کے نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین کے پاس خلیفہ کا خط آیا کہ اسے حد دشنام لگائی جائے پھر اسے کوڑے مارے جائیں حتیٰ کہ اس کی جان نکل جائے پھر نماز جنازہ بغیر اسے دجلہ میں پھینک دیا جائے تا کہ ملحدین اور معاندین آئندہ اس قسم کی حرکت سے باز آجائیں۔چنانچہ اس ملعون کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا اور اس جیسا شخص اگر اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ پر تہمت لگائی ہو کافر ہے۔دیگر امہات المومنین پر تہمت لگانے والے کے بارے میں دو قول ہیں۔صحیح یہ ہے کہ وہ بھی کافر ہے اس لئے کہ وہ بھی ازواج نبی رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اس سال بغداد میں ستارے ٹوٹ کر بکھر گئے یہ جمادی الثانی کی پہلی شب جمعرات کے روز کا واقعہ ہے اس سال ماہ اگست میں شدید بارش ہوئی۔راوی کا قول ہے کہ اسی برس جانور بکثرت ہلاک ہوئے خصوصاً گائیں۔سال رواں ہی میں رومیوں نے عین زربہ پر غارت گری کر کے زط قوم کے مرد، عورتیں، بچے، جانور سب گرفتار کر لئے۔

راوی کا قول ہے کہ اسی سال چیف جسٹس جعفر بن عبدالواحد اور اس کے نائب ابن ابی الشوراب کی موجودگی میں خلیفہ کی اجازت سے رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان قیدیوں کے بارے میں فدیہ کا لین دین ہوا مسلم مرد قیدیوں کی تعداد ۷۸۵ اور عورتوں کی تعداد ۱۲۵ تھی بادشاہ کی ماں تدورہ قیدیوں کو نصرانیت کی دعوت دیتی تھی قیدیوں کی کل تعداد بیس ہزار کے قریب تھی جس نے نصرانیت قبول کر لی تو فبہا ورنہ

اسے قتل کر دیا جاتا، چنانچہ بارہ ہزار قتل کر دیئے گئے بعض نصرانی ہو گئے۔ باقیوں کو فدیہ دے کر انہیں آزاد کرایا گیا مرد وزن سب کی تعداد، ۹۰۰۱ کے قریب تھی۔

اسی زمانہ میں بجہ نے ارض مصر کی فوج پر حملہ کیا، بجہ مسلمانوں کے ساتھ صلح کی وجہ سے اس سے قبل مسلمانوں سے نہیں لڑتے تھے اس بار انہوں نے صلح توڑ کر معاہدے کی صریح خلاف ورزی کی۔ بجہ، نوبہ، شنون، زغریر، یکسوم یہ سب بلاد مغرب کے سوڈانیوں کی جماعتیں ہیں ان شہروں میں سونے چاندی کی کانیں ہیں ان کانوں کا ان کے ذمہ سالانہ ٹیکس مصر پہنچنا ضروری تھا جب متوکل کی حکومت آئی تو سالوں سے ادا کیا جانے والا ٹیکس انہوں نے بند کر دیا مصر کے نائب یعقوب بن ابراہیم باذغیسی مولی الھادی نے خلیفہ کے پاس یہ باتیں لکھ کر بھیج دیں متوکل بہت غصہ ہوا اس نے اپنے ساتھیوں سے بجہ کے بارے میں مشورہ کیا اسے بتایا گیا کہ یہ شتر بان اور صحرائی لوگ ہیں ان کے علاقے دور دراز اور بے آب ہیں ان کے مقابلہ میں جانے والے لشکر کے لئے ضروری ہے کہ وہ وہاں قیام کے لئے اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان لے جائے اس بات نے متوکل کو ان کی طرف فوج بھیجنے سے روک دیا۔

پھر متوکل کو ان کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ الصیعہ کے اطراف میں غارت گری کر رہے ہیں اہل مصر اپنی اولاد کے بارے میں ان سے خوف زدہ ہیں خلیفہ نے محمد بن عبداللہ قمی کو ان سے قتال کے لئے تیار کیا اور اسے ان کے علاقے سے ملحقہ علاقوں کا امیر بنا دیا اور مصر کے عمال کو ان کی ہر ممکن مدد کا خط لکھا چنانچہ وہ روانہ ہو گیا اس کے ساتھ وہ لوگ بھی روانہ ہو گئے جو ان علاقوں سے اس کے ساتھ آ ملے تھے حتیٰ کہ وہ بیس ہزار پیادوں اور سواروں کے ساتھ ان کے شہر میں داخل ہو گیا اس نے سات کشتیوں میں روٹی سالن بھی رکھا کشتی والوں کو حکم دیا کہ وہ سمندر میں داخل ہو جائیں اور بلاد بجہ کے وسط میں پہنچنے کے بعد ان سے ملیں پھر وہ چلتے چلتے ان کے شہروں میں داخل ہو گیا اور ان کی کانوں سے بھی آگے نکل گیا۔

بجہ قوم کا بادشاہ علی بابا اپنی فوج کے ساتھ جو محمد بن عبداللہ قمی کی فوج سے بھی زیادہ تھی ان کے مقابلہ میں آیا بجہ ایک مشرک اور بت پرست قوم تھی علی بابا مسلمانوں سے ٹال مٹول کرنے لگا تا کہ ان کا توشہ ختم ہونے کے بعد وہ انہیں ہاتھوں ہاتھ لے لیں۔ مسلمانوں توشہ ختم ہونے کے بعد حبشی ان میں طمع کرنے لگے لیکن اللہ کے فضل وکرم سے وہ کشتیاں پہنچ گئیں جن میں کھانا، کھجور، زیتون وغیرہ تھے جن کی مسلمانوں کو اس وقت ضرورت تھی اس کے بعد حبشیوں کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا انہوں نے مسلمانوں سے قتال کی تیاری شروع کر دی ان کے اونٹ دو غلے اور ڈرپوک تھے جس چیز کو دیکھتے اور سنتے اسی کی طرف بھاگ پڑتے۔

جنگ کے روز مسلمانوں کا امیر لشکر میں گیا اور ان کے پاس جو گھنٹیاں تھیں انہیں لے کر ان کے گھوڑوں کی گردنوں میں باندھ دیا معرکہ کے روز مسلمانوں نے ان پر یکبارگی حملہ کر دیا ان کی گھنٹیوں کی آواز سن کر بجہ قوم کے گھوڑے بدک پڑے اور وہ ادھر ادھر منتشر ہو گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جسے چاہا قتل کر دیا مقتولین کی صحیح تعداد کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں دوسرے روز وہ سواریوں کے بغیر جمع ہو گئے۔ قمی نے ان کی اچھی طرح بیخ کنی کر دی ان کے باقی ماندہ افراد بھی قتل کر دیئے ان کے بادشاہ کو امن دے کر پکڑ لیا اس سے گذشتہ ٹیکس وصول کیا اور اسے قیدی بنا کر خلیفہ کے پاس لے گیا۔

یہ واقعہ اسی سال کے پہلے روز پیش آیا خلیفہ نے ان علاقوں کا اسے امیر بنا دیا اس سے ملحقہ علاقوں کی دیکھ بھال اور امارت ابن قمی کے سپرد کر دی۔ وللہ الحمد والمنتہ۔

ابن جریر کا قول ہے کہ اسی سال جمادی الثانی میں یعقوب بن ابراہیم قوصرہ کی وفات ہوئی میں کہتا ہوں کہ یہ متوکل کی طرف سے دیار مصر کا نائب تھا، عبداللہ بن محمد بن داؤد نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ حج کے واقعات اور مکہ کے راستہ کے والی جعفر بن دینار نے اس سال حج کیا۔

ابن جریر نے اس سال کسی محدث کی وفات کا ذکر نہیں کیا خواص میں سے حضرت امام احمد بن حنبل، جبارہ بن مغلس حمانی، ابوثوبہ حلبی عیسیٰ بن سجادہ اور یعقوب بن حمید بن کاسب نے اسی سال وفات پائی۔

امام احمد بن حنبل

احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس بن عبداللہ بن حیان بن عبداللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان بن ذھل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن ھنب بن اقصیٰ بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن ادد بن ھمیسع بن حمل بن النسبت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل علیہ السلام ابوعبداللہ شیبانی ثم المروزی ثم البغدادی۔ حافظ کبیر ابوبکر بیہقی نے اس کتاب میں جس میں انہوں نے امام احمد کے مناقب جمع کئے اپنے شیخ ابوعبداللہ الحاکم صاحب مستدرک سے اسی طرح آپ کا نسب روایت کیا۔

صالح بن امام احمد سے منقول ہے کہ میرے والد نے یہ نسب میری ایک کتاب میں دیکھ کر مجھے کہا تو اس کا کیا کرے گا؟ لیکن انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا۔

مؤرخین کا قول ہے کہ ان کے والدین مرو سے بغداد آئے اس وقت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے ۱۶۴ھ ماہ ربیع الاول میں امام احمد بغداد میں پیدا ہوئے جب امام احمد تین سال کے تھے تو ان کے والد کی وفات ہوگئی پھر ان کی والدہ نے ان کی پرورش کی صالح نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میرے کان چھید کر ان میں موتی ڈال دیئے گئے جب میں بڑا ہوگیا تو وہ میرے سپرد کئے گئے میں نے ۳۰ درہم میں انہیں فروخت کر دیا۔

۲۴۱ھ بارہ ربیع الاول جمعہ کے روز ۷۷ سال کی عمر میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس دارفانی سے رحلت فرمائی۔

امام احمد جوانی ہی میں قاضی ابو یوسف کی مجلس میں آتے جاتے تھے پھر اسے ترک کر کے سماع حدیث میں مشغول ہوگئے سب سے پہلے آپ نے ۱۶ سال کی عمر میں ۱۸۷ھ میں اپنے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا۔ آپ نے پہلا حج ۱۸۷ھ میں اور دوسرا ۱۹۱ھ میں تیسرا ۱۹۶ھ میں چوتھا ۱۹۷ھ میں پانچواں ۱۹۸ھ میں کیا۔

۱۹۹ھ میں عبدالرزاق کے پاس یمن کا سفر کیا ان سے آپ یحییٰ بن معین اسحاق بن راھویہ نے لکھا۔

امام احمد کا قول ہے میں نے پانچ حج کئے بن میں سے تین پیدل ان میں سے ایک حج میں ۳۰ درہم خرچ کئے۔ راوی کا قول ہے کہ ایک حج میں راستہ بھول گیا میں مسلسل لوگوں سے راستہ پوچھتا رہا حتیٰ کہ میں صحیح راستہ پر آ گیا۔ امام احمد ہی کا قول ہے کہ میں کوفہ گیا میں ایک کمرہ میں سر کے نیچے اینٹ دے کر لیٹا ہوا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ اگر میرے پاس نوے درہم ہوتے تو میں "ری" میں جریر بن عبدالحمید کے پاس جاتا۔ ہمارے بعض ساتھی چلے گئے لیکن عدم مال کی وجہ سے میں یہیں رہ گیا۔

ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد کے حرملہ کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام شافعی کو کہتے سنا کہ مجھ سے احمد نے مصر آنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ نہیں آئے ابن ابی حاتم کا قول ہے ہوسکتا ہے کہ مال کی تنگی نے امام احمد کو ایفائے عہد سے روکا ہو۔ امام احمد نے بلاد واطراف کا چکر لگا کر مشائخ عصر سے احادیث کا سماع کیا۔ سماع کی حالت میں بھی تمام مشائخ آپ کا احترام واکرام کرتے تھے۔ ہمارے شیخ نے امام احمد کے شیوخ رواۃ کے اسمائے حروف ابجد کی ترتیب پر مرتب کئے۔ بیہقی نے امام احمد کے شیوخ کا ذکر کرنے کے بعد بیان کیا ہے کہ امام احمد نے مسند میں امام شافعی سے روایات لی ہیں، امام احمد کی وفات کے بعد آپ کے ترکہ سے امام شافعی کے دو رسالے، القدیمہ، الجدیدہ بھی نکلے۔

میں کہتا ہوں کہ امام شافعی سے امام احمد کی مرویات الگ بھی بیان کی گئی ہیں جن کی تعداد بیس سے کم تھی ان میں سب سے اچھی وہ روایت ہے جسے ہم نے عن امام احمد عن الشافعی عن مالک بن انس عن الزہری عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک عن ابیہ روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مومن کی روح جنت کے درخت کے ساتھ لٹکی رہتی ہے حتیٰ کہ وہ قیامت کے روز اسے اس کے جسم کو لوٹا دے گا۔ ۱۹۰ھ میں بغداد میں ۳۰ سال سے زائد عمر میں جب امام احمد نے امام شافعی سے ملاقات کی تو امام شافعی نے ان سے فرمایا اے ابوعبداللہ! جب تمہیں کوئی صحیح حدیث معلوم ہو تو مجھے اس سے مطلع کرنا میں اس کی طرف جاؤں گا عام ہے کہ وہ حجازی، شافعی عراق یمن جو بھی ہو یعنی میں حجازی فقہاء کی طرح نہیں کہتا کہ وہ صرف حجازی روایت قبول کرتے ہیں ان کے علاوہ وہ باقی روایت کو اہل کتاب کی روایت کا درجہ دیتے ہیں۔ امام شافعی کا امام احمد سے یہ کہنا صرف ان کی تعظیم وجلال کی وجہ سے تھا نیز اسی

وجہ سے امام شافعی حدیث کی صحت اوراس کے ضعف میں امام احمد کی طرف رجوع کرتے تھے دیگر ائمہ اور علماء کے ہاں بھی امام احمد کا یہی مرتبہ تھا جیسا کہ انہوں نے امام احمد کی تعریف کی ہے اس کے بیان میں آئے گا اور وہ علم حدیث میں ان کے علومرتبہ کے قائل تھے اپنے زمانہ ہی میں دور دور تک امام احمد کی شہرت پھیل گئی تھی اور اطراف میں ان کا نام مشہور ہو گیا تھا۔

بیہقی نے ایمان کی بابت امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ وہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے نیز کلام اللہ غیر مخلوق ہے نیز امام احمد نے کلام اللہ کو مخلوق کہنے والوں کا رد کیا، بیہقی نے ابو عمارۃ اور ابو جعفر کے واسطے سے احمد بن حنبل کا قول نقل کیا ہے کہ لفظ محدث ہے انہوں نے استدلال میں قرآن کی یہ آیت (**ما یلفظ من قول الالدیه رقیب عتید**) پیش کی، پھر فرمایا لفظ لوگوں کا کلام ہے ان کے علاوہ دیگر ائمہ نے بھی احمد کا قول نقل کیا ہے قرآن میں غیر مخلوق ہی دخل پا سکتا ہے اس کے علاوہ ہمارے اقوال وافعال وہ تو مخلوق ہیں میں کہتا ہوں کہ امام بخاری نے افعال عباد میں اس مفہوم کو بیان کیا انہوں نے صحیح میں بھی اسے ذکر کیا۔ اور آپ کے اس قول سے استدلال کیا کہ تم قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت بخشو۔ اسی وجہ سے دیگر ائمہ کا قول ہے کلام کلام باری ہے آواز آواز قاری ہے۔ بیہقی نے اسے بیان کیا۔

بیہقی نے اسماعیل بن محمد بن اسماعیل السلمی کے طریق سے امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے اسی طرح ابن الحسن میمونی کے طریق سے نقل کیا ہے کہ جب جہمیہ نے امام احمد کے خلاف اللہ کے قول (**مایاتیهم من ذکر من ربهم محدث الا استمعو ہ وهم یلعبون**) سے استدلال کیا تو آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ قرآن کا نزول ہماری طرف محدث ہو، ذکر محدث نہ ہو نیز آپ نے یہ بھی فرمایا ہو سکتا ہے کہ قرآن کے علاوہ کوئی ذکر ہو اور وہ آپ ﷺ کا ذکر ہے یا آپ کا ان کو وعظ کرنا پھر بیہقی نے دار آخرت میں دیدار الٰہی کے بارے میں امام احمد کا کلام نقل کیا ہے کہ اور اس بارے میں حضرت صہیب کی حدیث سے استدلال کیا اور وہ حدیث اضافہ ہے امام احمد کا کلام تشبیہ کی نفی کرنے اور علم کلام میں مشغولیت ترک کرنے اور قرآن وحدیث میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ سے جو کچھ بیان ہوا اس سے تمسک کرنے میں ہے۔

بیہقی نے عن حاکم عن ابی عمرو بن سماک عن حنبل بیان کیا ہے کہ امام احمد نے اللہ کے اس قول (**وجاء ربک**) کی تاویل کی کہ ہے اس سے اللہ کے ثواب کا آنا مراد ہے۔ پھر بیہقی نے کہا یہ اسناد بے غبار ہے۔

امام احمد نے متعدد طرق سے ابن مسعود کا قول نقل کیا ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عنداللہ اچھا ہے، جس کو اچھا نہ سمجھیں وہ عنداللہ خراب ہے۔ تمام صحابہ نے حضرت صدیق کی خلافت کو صحیح سمجھا میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں حضرت صدیق کی تقدیم پر صحابہ کا اجماع بیان کیا گیا حقیقت وہی جو ابن مسعود نے بیان کی۔ دیگر ائمہ نے بھی اس کی صراحت کی۔

امام احمد آزمائش کے زمانہ میں جب حمص کے پاس سے گزرے تو عمرو بن عثمان حمص نے آپ سے خلافت کی بابت سوال کیا آپ نے فرمایا خلفاء راشدین کی ترتیب پر خلافت واقع ہوئی جس نے علی کو عثمان پر مقدم کیا اس نے اصحاب شوریٰ پر عیب لگایا کیونکہ انہوں نے ہی عثمان کو علی پر مقدم کیا تھا۔

امام احمد کا زہد وتقویٰ اور تقشف ...... بیہقی نے بحوالہ مزنی امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے رشید سے کہا کہ یمن کو قاضی کی ضرورت ہے رشید نے کہا تم کسی کا انتخاب کر لو ہم اسے قاضی بنا دیں گے امام احمد علم حاصل کرنے والوں کے ساتھ امام شافعی کے پاس آتے تھے امام شافعی نے اس سے سوال کیا آپ قضاۃ قبول کریں گے امام احمد نے فرمایا میں تو آپ کے پاس دنیا سے بے رغبت کرنے والے علم کے حصول کے لئے آتا ہوں آپ مجھے قاضی بننے کی دعوت دے رہے ہیں اگر علم حاصل کرنے کا معاملہ نہ ہوتا تو آج کے بعد میں کبھی آپ سے بات نہ کرتا اس کے بعد امام شافعی خاموش ہو گئے۔ بعض کا قول ہے کہ امام احمد اپنے چچا اسحاق اور ان کے لڑکوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے نہ ان سے بات کرتے کیوں کہ انہوں نے شاہی ہدیہ قبول کیا تھا۔

ایک بار تین روز سے آپ کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا حتیٰ کہ آپ نے اپنے ایک ساتھی سے آٹا قرض کے طور پر مانگا وہ آپ کی حالت سمجھ گئے فوراً انہوں نے آٹا گوندھ کر روٹی پکا کر اسی وقت آپ کے سامنے حاضر کر دی آپ نے پوچھا اتنی جلدی روٹی کیسے تیار ہو گئی انہوں نے

جواب دیا میں نے صالح کا تنور گرم دیکھا تو اس میں روٹی لگا کر لے آیا، آپ نے فرمایا میرے سامنے سے اٹھا لو آپ کا دروازہ جو اس کے گھر کے سامنے کھلتا تھا آپ نے اس کے بند کرنے کا حکم دیا۔ بیہقی کا قول ہے کہ صالح نے خلیفہ متوکل کا ہدیہ قبول کیا تھا اس وجہ سے امام احمد نے اس کے تنور کی پکی ہوئی روٹی نہیں کھائی۔

آپ کے لڑکے عبداللہ کا قول ہے کہ میرے والد نے خلیفہ کی فوج کے پاس سولہ روزہ قیام میں ستو کا ربع ۴/۱ مد کھایا۔ تین دن بعد ستو کی ایک مٹھی پھانک لیتے تھے حتیٰ کہ آپ اپنے گھر واپس آ گئے چھ ماہ بعد آپ کی صحت نے عود کیا۔ کمزوری کے باعث آپ کی آنکھوں کے گوشے ڈھیلوں سے مل گئے تھے۔

بیہقی کا قول ہے کہ ایک زمانے میں خلیفہ آپ کے پاس کھانے کی عمدہ عمدہ اشیاء بھیجتا تھا لیکن آپ اس میں سے کچھ تناول نہیں فرماتے تھے۔ ایک بار مامون نے اصحاب حدیث پر تقسیم کرنے کے لئے سونا بھیجا تو آپ کے علاوہ سب نے سونا لیا۔

سلیمان شاذکونی کا قول ہے کہ میں امام احمد کے پاس گیا انہوں نے تانبے کا ایک برتن ہمارے پاس یمن میں رھن کے طور پر رکھا جب آپ اسے لینے کے لئے آئے تو انہوں نے دو برتن نکال دیئے اس نے کہا دونوں میں سے آپ اپنا برتن رکھ لیں۔ آپ نے اپنے برتن کی عدم شناخت کی وجہ سے دونوں کو اسی کے پاس چھوڑ دیا۔

آپ کے لڑکے عبداللہ کا قول ہے کہ ہم واثق کے زمانہ میں تنگی میں تھے ایک شخص نے میرے والد کو خط لکھا کہ مجھے چار ہزار درہم میراث میں ملے ہیں جو صدقہ اور زکوۃ کے نہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ انہیں قبول کر لیں لیکن آپ نے قبول نہیں کئے اس نے دوبارہ پیشکش کی پھر بھی آپ نے انکار کر دیا۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب ہم نے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا اگر ہم انہیں قبول کر لیتے تو ختم ہو جاتے اور ہم کھا لیتے ایک تاجر نے آپ کو دس ہزار درہم دے کر کہا میں نے کچھ رقم آپ کے نام سے تجارت میں لگائی تھی یہ اس کا نفع ہے آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا ہمارا گزر بسر چل رہا ہے اللہ آپ کو آپ کی نیت کا اجر دے ایک تاجر نے آپ کو تین ہزار درہم کی پیشکش کی تو آپ نے قبول نہیں کی۔ ایک بار یمن میں آپ کا خرچہ ختم ہو گیا آپ کے شیخ عبدالرزاق نے آپ کو ایک مٹھی دنانیر کی پیش کی تو آپ نے فرمایا الحمدللہ ہمارا گزارا چل رہا ہے اس وجہ سے آپ نے قبول نہیں کی۔

ایک بار یمن میں آپ کے کپڑے چوری ہو گئے آپ دروازہ بند کر کے گھر میں بیٹھ گئے جب آپ کو آپ کے اصحاب نے گم پایا تو وہ آئے اور انہوں نے آپ کا پوچھا انہیں چوری کا بتایا گیا انہوں نے آپ کو سونا پیش کیا آپ نے اس میں سے صرف ایک دینار لیا تا کہ ان کے لئے ثواب لکھا جائے چنانچہ ان کے لئے ثواب لکھا گیا۔

ابوداؤد کا قول ہے کہ امام احمد کی مجالس آخرت کے تذکرے سے لبریز اور دنیا کے تذکرے سے خالی ہوتی ہے۔ میں نے آپ کو کبھی دنیا کا تذکرہ کرتے نہیں دیکھا۔

بیہقی نے روایت کیا ہے کہ امام احمد سے توکل کی بابت دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا دنیا سے بالکل یکسو ہو جانا آپ سے اس پر دلیل پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آگ میں حضرت جبرئیل آئے اور انہوں نے آپ سے ضرورت کا پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔

انہوں نے کہا جس کی ضرورت ہے اس سے اپنی حاجت کا سوال کرو آپ نے فرمایا مجھے وہی دو چیزیں پسند ہیں جو اسے پسند ہیں۔ ابوجعفر محمد بن یعقوب صفار کا قول ہے کہ ہم نے (سرمن ری) میں امام احمد سے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا اے اللہ ہماری محبوب چیز سے آپ زیادہ واقف ہیں آپ ہمیں اپنی محبوب شئے عطا کر دیجئے پھر آپ خاموش ہو گئے ہم نے کہا اور زیادہ دعا کیجئے آپ نے فرمایا اے اللہ ہم آپ سے اس قدرت کے ساتھ سوال کرتے ہیں جس سے تو نے آسمان و زمین کو کہا (خوشی یا ناخوشی سے چلے آؤ ان دونوں نے کہا ہم خوش خوش چلے آئے) اے اللہ ہم آپ سے آپ کی رضا کا سوال کرتے ہیں اے اللہ ہم آپ سے فقر سے پناہ مانگتے ہیں اسی طرح ذلت سے سوائے تیری محتاجگی اور تیری طرف ذلیل ہونے کے، اے اللہ ہم کو نہ زیادہ دے کہ راہ راست سے بھٹک جائیں اور نہ اتنا کم کہ ہم آپ کو بھول جائیں۔

بیہقی کا قول ہے کہ ابی الفضل نے احمد سے نقل کیا ہے کہ وہ سجدہ میں یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ اس امت کا جو فرد غیر حق پر ہو اور اپنے کو حق پر سمجھتا ہو تو اسے حق پر کھڑا کر دے تا کہ وہ اہل حق میں سے ہو جائے۔ اے اللہ اگر تو محمد ﷺ کی امت کے گناہوں کا فدیہ قبول کرے تو مجھے فدیہ کے طور پر قبول کر لے۔

صالح بن احمد کا قول ہے کہ میرے والد وضو کا پانی خود کنویں سے نکالتے تھے جب ڈول اوپر آ جاتا تو الحمد للہ کہتے میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا تو نے اللہ کا قول نہیں سنا (تمھارا کیا حال ہے اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو تمہارے پاس کون میٹھا پانی لائے گا) اس کے بارے میں آپ کے متعدد واقعات ہیں آپ نے زہد پر ایک جامع مانع کتاب لکھی نہ اس سے پہلے ایسی کتاب لکھی گئی نہ اس کے بعد۔

اسماعیل بن اسحاق سراج کا قول ہے کہ مجھ سے امام احمد نے پوچھا جب حارث محاسبی تمہارے گھر آئیں تو تم مجھے ان کی زیارت کرا دو گے؟ میں نے کہا کیوں نہیں میں اس سے بہت خوش ہوا پھر میں حارث کے پاس گیا میں نے ان کو آج رات اپنے گھر کی دعوت دی اور میں نے ان کے لئے کھجور وغیرہ کا انتظام کیا۔ چنانچہ مشائخ کے درمیان وہ آ گئے امام احمد ان سے پہلے ہی پہنچ کر ایک ایسے کمرے میں بیٹھ گئے جس سے وہ انہیں دیکھ سکتے تھے لیکن وہ امام احمد کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد انہوں نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ بلکہ وہ سب آ کر حارث کے سامنے بالکل خاموش ہو کر بیٹھ گئے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں حتیٰ کہ نصف شب کے وقت ایک شخص نے ان سے مسئلہ پوچھا حارث نے اس پر اور اس کے متعلقات زہد تقویٰ، وعظ پر گفتگو کی، حاضرین میں سے ایک رونے لگا۔ دوسرا زور سے رونے لگا، تیسرا چلا کر رونے لگا۔ راوی کہتا ہے کہ میں امام احمد کے کمرہ میں گیا تو وہ بھی گریہ کناں تھے حتیٰ کہ وہ بیہوش ہونے کے قریب ہو گئے۔ مسلسل صبح تک ان کی یہی حالت رہی جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو میں نے امام احمد سے ان کے بارے میں سوال کیا انہوں نے فرمایا میں نے اس شخص کی طرح زہد کی بابت کسی کو سوال نہیں کرتے دیکھا اور نہ ہی ان حاضرین کی مثل کسی کو دیکھا لیکن اس کے باوجود تم ان کی ملاقات سے اجتناب کرو۔

امام بیہقی کا قول ہے کہ حارث بن اسد کا زاہد ہونے کے باوجود علم کلام سے تعلق تھا ہو سکتا ہے کہ اس وجہ سے امام احمد نے اس کی صحبت کو اچھا نہیں سمجھا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام احمد نے یہ سمجھا ہو کہ حارث بن اسد میں ان کے درجہ کے زہد کی طاقت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کا زہد اور تقویٰ بڑی حد سے بڑھا ہوا تھا جس کی شرعاً اجازت نہیں اسی وجہ سے ابو زرعہ رازی نے حارث کی کتاب الدعایہ دیکھ کر فرمایا کہ بدعت ہے۔ کتاب لانے والے شخص سے کہا تیرے لئے ثوری اور اوزاعی اور لیث وغیرہ کا طریقہ لازم ہے اور اس کتاب کو چھوڑ دو کیونکہ یہ بدعت ہے۔

ابراہیم حرجی کا قول ہے کہ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے سنا کہ اگر تو ہمیشہ اپنی خواہش حاصل کرنا چاہتا ہے تو تو ہمیشہ اللہ کی خواہش کے مطابق عمل کر نیز فرمایا فقر پر صبر اکابر ہی کو حاصل ہوتا ہے نیز فرمایا فقر غنیٰ سے بہتر ہے نیز انہیں کا قول ہے کہ فقر سے بہتر کوئی شے نہیں آپ فرماتے تھے کہ ناامیدی کے بعد بندہ پر رزق کا حصول لازم ہے جب وہ طمع سے آگے بڑھ جائے تو پھر ضروری نہیں امام احمد حساب کے خوف سے قلت دنیا پسند کرتے تھے ابراہیم کا قول ہے ایک شخص نے امام احمد سے پوچھا یہ علم آپ نے اللہ کے لئے حاصل کیا، آپ نے فرمایا حصول علم کے لئے یہ شرط شدید ہے لیکن ایک شئے کے محبوب ہونے کی وجہ سے میں نے اسے جمع کیا، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا یہ اللہ کے لئے عزیز ہے لیکن ایک شئے کے محبوب ہونے کے وجہ سے میں نے اسے جمع کیا۔

بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے امام احمد کے پاس آ کر کہا میری والدہ ۲۰ سال سے اپاہج اور معذور ہے اس نے مجھے آپ کے پاس دعا کے لئے بھیجا ہے امام احمد نے غصہ میں فرمایا ہم اس کی دعا کے زیادہ محتاج ہیں پھر آپ نے اس کے لئے دعا کی آدمی نے گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا اس کی والدہ خود چل کر آئیں اور کہنے لگی اللہ نے مجھے صحت عطا فرما دی ایک سائل کو امام احمد نے ایک ٹکڑا دیا ایک شخص نے اس سے کہا تو جس قدر چاہے اس کا عوض لے لیں لیکن یہ ٹکڑا مجھے دیدے اس نے کہا جیسے آپ اس کی برکت کے خواہاں ہیں میں بھی اس کی برکت کا متمنی ہوں۔

امام احمد بن حنبل کی آزمائش کا بیان...... مامون پھر معتصم پھر واثق کے زمانہ میں قرآن عظیم کے سبب آپ کو طویل قید، ضرب شدید دردناک عذاب کے ساتھ قتل کی دھمکیوں اور ان کی طرف سے لاپرواہی کرنے اور صراط مستقیم پر جمے رہنے کے باعث آپ کو سخت تکالیف پہنچی۔ آیات

متلوہ اور اخبار ماثورہ کے مطابق امام احمد عالم تھے اور آپ کو اس بات کی اطلاع ملی جو آپ نے نوم و یقظہ میں وصیت کی تھی۔ آپ راضی ہو گئے اور ایمان واحتساب کے باعث محفوظ ہو گئے اور دنیا کی بھلائی اور آخرت کی آسودگی حاصل کی اللہ نے آپ کو وہ چیز عطا فرمائی جو اولیاء بلاء کو اصلی منازل تک پہنچانے والی ہے اور وہ اپنے محبوں کے بلاء کے بغیر عطا کرتا ہے۔

اللہ نے فرمایا:

آلم احسب الناس ان یترکوا ان یقولو آمنا وھم لا یفتنون. ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا و لیعلمن الکا ذبین

اسی طرح ارشاد خداوندی ہے:

اصبر علی ما اصابک ان ذالک من عزم الامور

اس کے علاوہ بھی اس معنی کی دیگر آیات ہیں۔

امام احمد نے مسند میں متعدد طرق سے حضرت سعید کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ سے میں نے سوال کیا کن لوگوں کو سب سے زیادہ آزمایا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا انبیاء کو پھر ان کے مثل اللہ ہر شخص کو اس کے دین کے مطابق اور مضبوط دین والے پر اس کے مطابق آزمائش آتی ہے۔ آدمی ہمیشہ آزمائش میں رہتا ہے حتیٰ کہ اس پر ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا امام مسلم نے متعدد طرق سے حضرت انس کے واسطے سے آپ ﷺ کا قول نقل کیا ہے کہ جس میں تین چیزیں ہوں وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔

(۱)۔۔۔۔۔سب سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہو۔

(۲)۔۔۔۔۔انسان کو صرف اللہ کے لئے محبت ہو۔

(۳)۔۔۔۔۔اسلام لانے کے بعد آگ میں جل جانا کفر اختیار کرنے کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہو۔

ابوالقاسم بغوی نے متعدد طرق سے معاذ بن جبل کا قول نقل کیا ہے کہ تم فتنہ اور آزمائش ضرور دیکھو گے جس میں کمی کے بجائے شدت ہی آئے گی اور نفوس میں بخل ہی بڑھتا ہی چلا جائے گا، ہر امر پہلے سے زیادہ سخت ہوگا بغوی کا قول ہے کہ میں نے احمد سے سنا اے اللہ ہم سے راضی ہو جا۔ بیہقی نے ربیع کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام شافعی نے مجھے خط دے کر مصر سے امام احمد کے پاس بھیجا میں نماز فجر کے بعد پہنچا اور میں نے وہ خط امام احمد کے حوالے کر دیا انہوں نے مجھ سے پوچھا تم نے یہ خط پڑھا میں نے نفی میں جواب دیا پھر انہوں نے اسے کھول کر پڑھا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا امام شافعی نے یہ لکھا ہے کہ مجھے خواب میں آپ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا امام احمد کو خط لکھو انہیں میرا اسلام لکھو اور کہو کہ عنقریب تم پر آزمائش آئے گی اور تم کو خلق قرآن کی طرف دعوت دی جائی گی لیکن تم نفی میں اس کا جواب دینا انشاء اللہ قیامت تک تمہارا جھنڈا بلند ہوگا ربیع کا قول ہے میں نے کہا بشارت کی حلاوت ہے آپ نے اپنا پہنا ہوا قمیض اتار کر میرے حوالے کر دیا جب میں امام شافعی کے پاس پہنچا تو میں نے صورتحال ان سے بیان کی آپ نے فرمایا میں تجھے قمیض کی بابت تکلیف نہیں دوں گا لیکن اسے پانی میں تر کر کے مجھے دیدو تا کہ میں اس سے تبرک حاصل کروں۔

ائمہ سنت کے کلام سے فتنہ اور آزمائش کا خلاصہ۔۔۔۔۔قبل ازیں گزر چکا ہے کہ مامون پر معتزلہ کی ایک جماعت حاوی ہو گئی تھی جس نے اسے راہ حق سے گمراہ کر کے اس کے سامنے خلق قرآن اور صفات الٰہیہ کی نفی مزین کر کے پیش کی۔ بیہقی کا قول ہے کہ مامون سے قبل تمام خلفاء سلف کی پیروی کرنے والے تھے مامون کے خلیفہ بننے کے بعد معتزلہ نے اس کا قرب حاصل کر کے اس کے سامنے خلق قرآن کا مسئلہ خوبصورت کر کے پیش کیا پھر اتفاقاً رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے مامون کو طرطوس کا سفر پیش آ گیا۔ اس نے بغداد میں اپنے نائب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو خط لکھا کہ وہ لوگوں کو خلق قرآن کی طرف دعوت دے۔ وفات سے چند ماہ قبل ۲۱۸ھ میں مامون نے لوگوں کو خلق قرآن کے مسئلہ کی طرف دعوت دینا شروع کی۔

بغداد کے نائب اسحاق بن ابراہیم کو جب مامون کا خط ملا تو اس نے محدثین کی ایک جماعت کو بلا کر انہیں اس کی دعوت دی لیکن انہوں نے اس کی قبولیت سے انکار کر دیا۔ اس نے انہیں سزا اور وظائف بند کرنے کی دھمکی دی اس کے بعد اکثر نے اس کی دعوت قبول کر لی لیکن امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح نے اس کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کے باعث ان دونوں کو بیڑیاں ڈال کر اونٹ پر سوار کر کے مامون کے پاس بھیج دیا جب یہ بلا درحبہ میں پہنچے تو ایک بدو جابر بن عامر نے امام احمد سے سلام کر کے کہا آپ لوگوں سے ملاقات کرنے والے ہیں اس لئے آپ ان کے لئے نحوست نہ بنیں، آج آپ لوگوں کے لئے سردار ہیں اس لئے آپ مامون کی بات پر عمل مت کیجئے ورنہ لوگ آپ کی اقتداء کریں گے اور قیامت کے روز سب کے گناہوں کا بوجھ آپ کو اٹھانا پڑے گا اگر آپ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو آپ صبر کیجئے آپ کے اور جنت کے درمیان صرف آپ کے قتل کا فاصلہ ہے اگر آپ کو قتل نہ کیا گیا پھر دنیا سے تو آپ نے جانا ہی ہے اس حالت میں اگر آپ زندہ رہے تو قابل تعریف بن کر رہیں گے۔

امام احمد کا قول ہے کہ اس بدو کی باتوں سے میرے عزم وارادے میں پہلے سے زیادہ مضبوطی آ گئی خلیفہ کے قریب پہنچ کر اس سے ایک میل کے فاصلے پر انہیں اتارا گیا۔ خادم اپنے آنسو صاف کرتا ہوا امام احمد بن حنبل کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مامون نے آپ کے لئے ایک نہایت تیز تلوار تیار کی ہے اس نے رسول اللہ کی قربت کی قسم اٹھا کر کہا ہے کہ اگر آپ اپنے موقف سے نہ پھرے تو وہ آپ کو قتل کر دے گا راوی کا قول ہے اس کی بات سن کر امام احمد گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! آپ کے حکم نے اس فاجر کو آپ کے اولیاء کو قتل وضرب کی جرأت عطا کی، اے اللہ! اگر واقعی تیرا کلام غیر مخلوق ہے تو اس کی طرف سے ہماری کفایت فرما راوی کا قول ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اچانک مامون کی موت کی خبر آئی، امام احمد فرماتے ہیں مامون کی وفات کی خبر سن کر ہم بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد معتصم کے خلیفہ بننے کی خبر آئی اور یہ احمد بن ابی داود اس کے ساتھ مل گیا اور یہ معاملہ پہلے سے بھی شدت اختیار کر گیا انہوں نے ہمیں کشتی میں بعض قیدیوں کے ساتھ بغداد بھیجا مجھے ان سے بہت تکلیف پہنچی میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈلی ہوئی تھیں۔ محمد بن نوح کا راستہ ہی میں انتقال ہو گیا، امام احمد نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رمضان میں امام احمد بغداد پہنچے۔ ۱۸ یا تیس ماہ تک جیل میں رہے پھر انہیں جیل سے نکال کر معتصم کے سامنے کوڑے مارے گئے امام احمد جیل میں قیدیوں کو امامت کراتے تھے۔

معتصم کے سامنے آپ کو سزا دینے کا بیان...... معتصم نے امام احمد کو جیل سے نکلوا کر آپ کی بیڑیوں میں اضافہ کر دیا امام احمد فرماتے ہیں کہ بیڑیوں کی زیادتی کی وجہ سے مجھ میں چلنے کی سکت نہ رہی میں نے ان کو اپنے ازار بند میں باندھ دیا اور میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ پھر ایک سواری پر سوار کر کے مجھے معتصم کے پاس لے جایا گیا بیڑیوں کی بوجھ کی وجہ سے قریب تھا کہ میں سواری سے گر جاتا۔ پھر مجھے ایک تاریک کمرہ میں بند کر دیا گیا وضو کے لئے میں نے ہاتھ بڑھایا تو ایک برتن میں مجھے پانی مل گیا جس سے میں نے وضو بنایا پھر میں نے اندازہ سے روبہ قبلہ ہو کر نماز ادا کی لیکن الحمد للہ صبح معلوم ہوا کہ میری نماز صحیح طور پر بقبلہ ادا ہوئی۔ پھر ابن ابی داؤد کی موجودگی میں مجھے معتصم کے پاس لے جایا گیا اس نے اس سے کہا تم نے تو کہا تھا احمد نوجوان ہے یہ تو ادھیڑ عمر شیخ ہے جب میں بالکل اس کے قریب ہو گیا تو اس نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا چنانچہ بیڑیوں کے بوجھل ہونے کے باوجود میں بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں نے اس سے پوچھا آپ نے مجھے کیوں بلایا؟ اس نے کہا لا الہ اللہ کی گواہی کی طرف، میں نے کہا میں اس کا اقرار کرتا ہوں پھر میں نے وفد عبد قیس کی بابت ابن عباس کی حدیث معتصم کے سامنے ذکر کی۔ میں نے کہا اسی چیز کی طرف اللہ کے رسول نے دعوت دی۔ اس کے بعد ابن ابی داود نے کوئی بات کہی جسے میں سمجھ نہیں سکا معتصم نے کہا اگر تو مجھ سے پہلے خلیفہ کے قبضہ میں نہ ہوتا تو میں تجھ سے بالکل تعرض نہ کرتا۔ پھر اس نے کہا اے عبدالرحمٰن میں نے تجھے آزمائش کرنے کا حکم نہیں دیا۔ امام احمد نے کہا الحمد للہ یہ مسلمانوں کے لئے کشادگی ہے پھر اس نے عبدالرحمٰن کو احمد سے مناظرہ کا حکم دیا۔ اس نے مجھ سے قرآن پاک کے بارے میں سوال کیا میں نے کوئی جواب نہیں دیا معتصم نے مجھے جواب کا حکم دیا میں نے اس کے علم کے بارے میں سوال کیا اس نے کوئی جواب نہیں دیا، میں نے کہا قرآن اللہ کے علم سے ہے جس نے اللہ کے علم کو مخلوق کہا وہ کافر ہے وہ خاموش ہو گیا انہوں نے آپس میں کہا اے امیر اس نے آپ کو اور ہمیں کافر کہا، لیکن میں نے ان کی بات کی طرف توجہ نہ دی۔

پھر عبدالرحمٰن نے کہا اللہ تھا، قرآن نہ تھا میں نے کہا اللہ تھا علم نہ تھا وہ خاموش ہو گیا پھر وہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے میں نے کہا خلیفہ کتاب اللہ اور سنت رسول سے مجھے کچھ عطا کیجئے تا کہ میں اس کے مطابق بات کروں ابن ابی داؤد نے کہا آپ تو صرف ان دونوں ہی کے ساتھ بات کرتے ہو؟ میں نے کہا اسلام کا مدار ان دونوں پر ہے مزید ان کے درمیان مناظرے ہوتے رہے۔ انہوں نے امام احمد کے خلاف قرآن کی اس آیت (**مایاتیھم من ذکر من ربھم محدث**) اور (**اللہ خالق کل شئی**) سے دلیل دی۔ امام احمد نے جواب دیا یہ اللہ کے قول (**تدمر کل شئی بامر ربھا**) سے عام مخصوص البعض ہے۔ ابن ابی داؤد نے کہا اے خلیفہ! واللہ یہ ضال مضل بدعتی ہے آپ کے سامنے قاضی اور فقہاء موجود ہیں آپ ان سے سوال کیجئے۔ معتصم نے ان سے سوال کیا تو سب نے ابن ابی داؤد کے مطابق جواب دیا پھر دوسرے اور تیسرے روز بھی مناظرہ جاری رہا ہر دن امام احمد حجت میں ان پر غالب رہے۔

راوی کا قول ہے پھر ابن ابی داؤد نے بات شروع کی اور وہ ان میں علم کلام کے اعتبار سے اوجھل تھا مجادلہ میں بہت سے ایسے مسائل کا ذکر آیا جن کی نقل سے وہ لاعلم تھا وہ آثار اور ان سے احتجاج کا انکار کرنے لگے، میں نے ان سے ایسی باتیں سنی جو میں نے اس سے پہلے کسی سے نہیں سنی تھیں۔ مجھ سے ابن غوث نے طویل گفتگو کی جس میں جسم وغیرہ کا ذکر کیا جو بے فائدہ تھیں میں نے کہا میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ اللہ احمد صمد ہے اس کی مثل کوئی شئے نہیں ہے وہ خاموش ہو گیا پھر میں نے اس کے سامنے دارلآخرت کے بارے میں حدیث بیان کی انہوں نے اس کی اسناد کو کمزور کرنے اور محدثین کی بابت بعض ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں بیان کرنے کی کوشش کی جن سے وہ محدثین پر الزام لگانے کی کوشش کرتے رہے لیکن یہ ناممکن اور دور کی بات تھی اور وہ دور جگہ سے اسے کیسے پا سکتے تھے؟ اس تمام گفتگو کے درمیان خلیفہ نرمی سے کہتا رہا اے احمد مجھے جواب دیجئے تا کہ میں تجھے اپنے خواص اور اپنے فرش روندنے والوں میں شامل کروں امام احمد نے کہا اے امیر آپ قرآن وسنت سے کوئی دلیل لایئے تا کہ میں اسے قبول کروں۔

امام احمد نے ان کے آثار سے انکار کے بعد قرآنی آیت (**یا ابت لم تعبد مالا یسمع ولا یبصرو لایغنی عنک شیئاً**) اور (**وکلم اللہ موسیٰ تکلیما**) اور (**اننی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی**) اور (**انماقولنا لشئی اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون**) اور اس کی مثل دیگر آیات سے ان کے خلاف دلیل دی جب وہ بے دلیل ہو گئے تو انہوں نے بادشاہ کے جاہ و مرتبہ کی طرف عدول کرتے ہوئے کہا اے امیر یہ ضال عقل اور بدعتی ہے۔

بغداد کے نائب اسحاق نے کہا اے امیر یہ کوئی سمجھ کی بات نہیں کہ یہ شخص دو خلیفوں پر غالب آ کر چھوڑا جائے، اس کی اس بات نے خلیفہ کو غضبناک کر دیا حالاں کہ وہ اس سے قبل نرم تھا پھر اس نے مجھے کہا اے احمد تجھ پر اللہ کی لعنت ہو میں تیرے بارے میں جواب کی طمع کر رہا تھا لیکن تو نے انکار کر دیا پھر اس نے کہا اسے پکڑو، برہنہ کرو، گھسیٹو چنانچہ ایسے ہی کیا گیا جلاد اور کوڑے لائے گئے، امام احمد فرماتے ہیں میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور میرے کپڑوں میں آپ ﷺ کے چند موئے مبارک بندھے ہوئے تھے۔ مجھے برہنہ کر کے جلادوں کے درمیان لایا گیا میں نے کہا اے امیر آپ ﷺ نے فرمایا مسلم کا خون تین باتوں کے علاوہ جائز نہیں نیز آپ ﷺ ہی کا ارشاد ہے مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا حتیٰ کہ وہ کلمہ پڑھ لیں اس وقت وہ اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیں گے۔ اس لئے آپ اللہ سے ڈریں آپ کیوں کر میرے قتل کے درپے ہیں حالاں کہ ان میں سے کوئی علامت مجھ میں نہیں پائی جاتی اے امیر آپ بھی ایک روز میری کی طرح اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اس سے آپ ڈریں، اس کے بعد وہ رکا پھر انہوں نے کہنا شروع کر دیا اے امیر یہ ضال، مضل، کافر ہے۔

پھر انہوں نے مجھے حکم دیا میں سزا دینے والوں کے سامنے کھڑا ہو گیا ایک کرسی لائی گئی میں اس پر کھڑا ہو گیا ان میں سے بعض نے مجھے ہاتھوں سے لکڑی پکڑنے کا حکم دیا، میں ان کی بات سمجھ نہ سکا میرے ہاتھ چھوٹ گئے، جلادوں کو بلایا گیا ان کے پاس کوڑے تھے ان میں سے ایک نے مجھے دو کوڑے مارے، معتصم نے کہا اللہ تیرے ہاتھوں کو توڑ دے زور سے مار دوسرے نے دو کوڑے مارے پھر یکے بعد دیگرے مجھے مارتے رہے حتیٰ کہ میں بیہوش ہو گیا میری عقل جاتی رہی جب مار رک جاتی تو میری عقل لوٹ آتی۔ معتصم مجھے ان کے قول کی طرف دعوت دیتا رہا لیکن میں نے قبول نہیں کی وہ کہہ رہے تھے تجھ پر افسوس خلیفہ تیرے سر پر کھڑا ہے لیکن میں نے ان کی بات قبول نہیں کی انہوں نے دوبارہ مارنا شروع کر دیا پھر معتصم نے مجھے

دعوت دی لیکن میں نے قبولیت سے انکار کر دیا پھر انہوں نے مارنا شروع کر دیا پھر وہ تیسری مرتبہ میرے پاس آیا لیکن عقل کے زائل ہونے کی وجہ سے میں اس کی بات سمجھ نہ سکا انہوں نے پھر مارنا شروع کر دیا پھر میری عقل جاتی رہی جس کی وجہ سے مجھے مار بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ اس بات سے معتصم گھبرا گیا اس نے مجھے چھوڑنے اور میری بیڑیاں کھولنے کا حکم دیا۔ یہ ۲۲۱ھ پچیس رمضان کا واقعہ ہے پھر خلیفہ نے مجھے میرے گھر پہنچانے کا حکم دیا۔۔ امام احمد کو تیس سے زائد یا اسی کوڑے مارے گئے لیکن مار بڑی سخت تھی امام احمد دراز قد پتلا جسم گندمی رنگ بہت متواضع انسان تھے۔

آپ کو دار الخلافہ سے اسحاق بن ابراہیم کے گھر روزہ کی حالت میں منتقل کیا گیا ضعف کی وجہ سے افطاری کے لئے آپ کو ستو پیش کیا گیا لیکن اپ نے روزہ افطار نہیں کیا، نماز ظہر آپ نے ان کے ساتھ ادا کی قاضی ابن سماعہ نے آپ سے پوچھا آپ نے خون میں لت پت حالت میں نماز پڑھی امام احمد نے جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زخمی حالت میں جسم سے خون بہتے ہوئے نماز ادا کی۔

بعض کا قول ہے کہ جس وقت سزا دینے کے لئے آپ کو کھڑا کیا گیا تو آپ کی شلوار کا ازار بند ٹوٹ گیا آپ کو خطرہ ہو گیا کہ شلوار گر کر شرمگاہ برہنہ نہ ہو جائے آپ نے اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دے کر اللہ سے دعا کی تو آپ کی شلوار اپنی جگہ آ گئی۔ منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اے فریاد رسوں کے فریادرس اے الہ العالمین اگر تو جانتا ہے کہ میں حق پر قائم ہوں تو میری شرمگاہ برہنہ نہ کر۔

جب آپ گھر تشریف لے آئے تو جراح نے آپ کا ناکارہ جسم نکال دیا اور آپ کا علاج کیا نائب ہر وقت آپ کا پوچھتا کیوں کہ معتصم اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہوا اور وہ نائب سے آپ کی صحت کا پوچھتا رہتا تھا۔ آپ کے صحت مند ہونے کے بعد معتصم اور عوام بہت خوش ہوئی۔ صحت مند ہونے کے بعد ایک عرصہ تک آپ زندہ رہے لیکن سردی میں آپ کے انگوٹھوں میں درد ہوتا تھا اہل بدعت جو آپ کو تکلیف دینے والے تھے ان کو آپ نے معاف کر دیا دلیل میں اللہ کا قول (چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں) تلاوت کرتے تھے اور فرماتے تھے تیری وجہ سے تیرے مسلمان بھائی کو عذاب ہو تجھے کیا فائدہ ہوگا۔ اسی طرح یہ آیت بھی (پس جو معاف کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا)۔

نیز قیامت کے روز اعلان ہوگا صرف وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کا ذکر اللہ کا ذمہ ہے صرف وہی لوگ کھڑے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں معاف کیا۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ کے واسطہ سے آپ ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ تین چیزوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں:

(۱)...... صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔

(۲)...... عفو سے انسان کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳)...... متواضع شخص کو اللہ تعالیٰ بلندی عطا کرتا ہے۔

آزمائش کے زمانہ میں اپنے موقف پر جمنے والے چار شخص ہیں:

(۱)...... امام احمد بن حنبل، آپ ہی ان کے سرخیل تھے۔

(۲)...... محمد بن نوح بن میمون نیشاپوری، راستہ ہیں میں ان کی وفات ہو گئی۔

(۳)...... نعیم بن حماد خزاعی جیل میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

(۴)...... ابو یعقوب بویطی، واثق کے زمانے میں وفات پائی۔ یہ بیڑیوں کی وجہ سے بوجھل ہو گئے تھے۔

احمد بن نصر خزاعی، اس سے پہلے ان کے انتقال کی کیفیت بیان ہو چکی ہے۔

امام احمد کے بارے میں ائمہ کے تعریفی کلمات...... امام بخاری کا قول ہے امام احمد کو سزا دیئے جانے کے وقت ہم بصرہ میں تھے ابوالولید طالیاسی کو میں نے کہتے سنا اگر امام احمد بنی اسرائیل میں ہوتے تو ایک افسانہ ہوتے۔ اسماعیل بن خلیل کا قول ہے امام احمد بنی اسرائیل میں ہوتے تو نبی ہوتے۔ مدنی کا قول ہے احمد آزمائش کے دن ابوبکر ارتداد کے دن عمر سقیفہ کے دن عثمان دار کے دن علی جمل کے دن قابل تعریف تھے، حرملہ کا قول ہے میں نے امام شافعی کو کہتے سنا میں عراق سے نکلا میں نے امام احمد سے بڑا افضل عالم متقی کسی کو نہیں پایا۔ شیخ احمد یحیی بن سعید قطان

کا قول ہے بغداد آنے والوں میں سے سب سے زیادہ مجھے امام احمد محبوب تھے۔

قتیبہ کا قول ہے کہ سفیان ثوری کی وفات سے تقوی، امام شافعی کی وفات سے سنن فوت ہوگئے۔ امام احمد کی وفات سے بدعات کا ظہور ہوگا۔ نیز فرمایا احمد بن حنبل امت میں مقام نبوت میں پر کھڑے تھے۔ بیہقی کا قول ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں تکلیف پہنچے والوں میں صابر تھے۔

ابوعمر بن نحاس کے سامنے حضرت احمد کا تذکرہ آگیا تو فرمایا وہ دین میں کس قدر بصیرت رکھنے والے تھے دنیا کے معاملہ میں کس قدر صابر تھے۔ زہد کے بارے میں کس قدر معلومات رکھنے والے تھے۔ صالحین سے کس قدر ملنے والے تھے۔ گذشتہ لوگوں کے کس قدر مشابہ تھے۔ ان پر دنیا پیش کی گئی تو انکار کردیا بدعات کی نفی کی۔ امام احمد کو سزا دینے کے بعد بشر حافی نے فرمایا امام احمد کو بھٹی میں ڈالا گیا تو وہ سرخ سونا بنکر نکلے۔ میمونی کا قول ہے امام کی آزمائش سے قبل یا بعد میں علی بن المدینی نے مجھ سے کہا اسلام میں امام احمد کی مثل استقلال کا مظاہرہ کسی نے نہیں کیا۔ مجھے ان کی بات پر بڑا تعجب ہوا۔ میں ابی عبید قاسم بن سلام کے پاس گیا میں نے علی بن مدینی کا قول ذکر کیا انہوں نے فرمایا علی بن مدینی نے سچ کہا اسلئے کہ ارتداد کے دن ابوبکر کو انصار و اعوان مل گئے تھے لیکن احمد بن حنبل کو اعوان و انصار نہیں ملے تھے پھر ابوعبید نے امام احمد کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا میں نے اسلام میں ان جیسا شخص نہیں دیکھا اسحاق بن راھویہ کا قول ہے کہ امام احمد زمین پر اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان حجت تھے علی بن مدینی کا قول ہے جب میں کسی آزمائش میں ڈالا جاؤں اور امام احمد اس کے بابت فتوی دیدیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں میں جس حالت میں بھی اللہ سے ملاقات کروں۔ نیز انہیں کا قول ہے میں احمد کو اپنے اور اللہ کے مابین حجت سمجھتا ہوں پھر فرمایا امام احمد جیسی جرأت کون کرسکتا ہے۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے چند چیزوں میں امام احمد ابن حنبل بالکل منفرد تھے محدث، متقی، زاہد، عالم، عاقل، حافظ، ان چیزوں میں ان کا کوئی ہمسر نہیں تھا۔ یحییٰ بن معین ہی کا قول ہے، ہم میں سے بعض نے امام احمد جیسا بننے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ ذہلی کا قول ہے میں احمد کو اپنے اور اللہ کے درمیان حجت سمجھتا ہوں۔ حلال بن معلی ارقی کا قول ہے اللہ نے اس امت پر چار افراد کے ذریعہ احسان فرمایا:

(۱)......امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا جنہوں نے احادیث کو سمجھ کر ان کی تفسیر بیان کی ان کے مجملات کو بیان کیا حدیث کے خاص و عام کو بھی بیان کیا۔

(۲)......ابوعبید نے فرمایا کہ امام احمد نے حدیث کے غرائب کو واضح فرمایا۔

(۳)......یحییٰ بن معین جنہوں نے احادیث سے کذب دور کیا۔

(۴)......امام احمد کو پیدا فرمایا جنہوں نے بے مثال ثابت قدمی کا مظاہرہ فرمایا۔

اگر یہ چار افراد نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہوجاتے ابوبکر بن ابی داؤد کا قول ہے احمد بن حنبل اپنے اہل زمانہ پر فائق تھے۔ ابوبکر بن محمد بن رجاء کا قول ہے میں نے احمد ابن حنبل کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ ابوزرعہ رازی کا قول ہے ہم نے اپنے اصحاب میں احمد سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ بیہقی نے حاکم کے واسطے سے یحییٰ بن محمد عنبری کا قول نقل کیا ہے کہ ہم کو ابوعبداللہ البوسندی نے احمد کے بارے میں اشعار سنائے۔

(۱)......اگر تو ہمارے امام کے بارے میں سوال کرے تو وہ للمد ہے لوگوں میں سے ائمہ نے انہی سے تمسک کیا۔

(۲)......وہ آپ ﷺ کے بعد ان لوگوں کا جانشین ہے جو خلیفوں کے جانشین بنے اور وہ دنیا سے چلے گئے۔

وہ تسمہ پر تسمہ کے مانند ہیں مثال کی برابری اس کی مانند مثال ہی کرتی ہے صحیح میں آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا مخالفین کی مخالفت ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائی گی حتیٰ کہ اللہ کا امر آجائے گا اور وہ اسی پر ہوں گے۔ بیہقی نے متعدد طرق سے آپکا ارشاد نقل کیا ہے کہ اس علم کو خلف سے اس کے عادل ہی اٹھالیں گے وہ اس سے حد سے تجاوز کرنے والوں کی تحریف کو مبطین کی منسوب کی ہوئی باتوں کو جاھلین کی تاویلوں کو دور کریں گے۔ یہ حدیث مرسل ہے اس کے اسناد میں ضعف ہے۔ عجیب بات یہ ہیکہ ابن عبداللہ نے اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس کے ذریعہ ہر حامل علم کے عدالت پر حجت پکڑی ہے۔ امام احمد اہل علم کے ائمہ میں سے ہیں۔

آزمائش کے بعد امام احمد کا حال ......امام احمد دارالخلافہ سے گھر چلے گئے آپ کا علاج کیا گیا۔حتیٰ کہ آپ صحیح ہو گئے ۔پھر گھر ہی میں رہنے لگے حتیٰ کہ جمعہ، جماعت کے لئے بھی نہیں نکلتے تھے حدیث بیان کرنا ترک کر دی۔آپ کی جاگیر سے ماہانہ آپ کی آمدنی سترہ درہم آتی تھی اسی سے آپ صبر وشکر کے ساتھ اپنے اہل وعیال کا گزارہ کرتے تھے۔معتصم اوراس کے لڑکے واثق کے زمانہ میں بھی آپ کی یہ ہی حالت رہی جب متوکل خلیفہ بنا تو لوگ بہت خوش ہوئے، کیونکہ وہ سنت اور اہل سنت سے محبت کرنے والا تھا،اس نے بغداد کے نائب کو خط لکھا کہ وہ احمد کو اس کے پاس بھیجے۔ چنانچہ اسحاق نے آپ کو بلوا کر خوب آپ کا اعزاز و اکرام کیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ خلیفہ آپ کا اعزاز و اکرام کرتا ہے،اس نے دوران گفتگو آپ سے قرآن کے بابت بھی سوال کیا،آپ نے فرمایا سوال برائے سوال ہے یا برائے ہدایت ہے اس نے کہا برائے ہدایت، آپ نے فرمایا وہ اللہ کا نازل شدہ کلام ہے جو غیر مخلوق ہے اتنی بات سے اسحاق کو اطمینان قلب حاصل ہو گیا اس کے بعد اسحاق نے آپ کو خلیفہ کے پاس بھیجا اور خود آپ سے پہلے ہی پہنچ گیا۔

بغداد کے نائب اسحاق کو اطلاع ملی کہ امام احمد اس کے لڑکے کے پاس سے گزرے ہیں لیکن امام احمد نہ اس کے پاس گئے اور نہ اسے سلام کیا،اسحاق نے آپ سے ناراض ہو کر خلیفہ کو شکایت کر دی،خلیفہ نے کہا اگرچہ امام احمد میرا فرش روندے پھر بھی انہیں واپس جانا پڑے گا چنانچہ امام احمد راستہ ہی واپس ہو گئے ،علاوہ ازیں امام احمد اسکے پاس آنا پسند بھی نہیں کرتے تھے،لیکن یہ بات لوگوں کے لئے آسان نہیں تھی،آپ کی واپسی اسحاق کی وجہ سے ہوئی یہ ہی شخص آپ کی ضرب کا سبب بنا تھا۔

ایک موقع پر ابن الثلجی بدعتی نے متوکل کے کان بھر دیئے کہ علویوں میں سے ایک شخص نے امام احمد کے گھر میں پناہ لی ہوئی ہے اور وہ پس پردہ ان کے لئے بیعت لے رہا ہے،خلیفہ نے بغداد کے نائب کو رات کے وقت آپ کے گھر پر حملہ کا حکم دیا،چنانچہ رات کے وقت حملہ کیا گیا انہوں نے آپ کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا پھر آپ سے انہوں نے وہ بات دریافت کی آپ نے کہا ایسی کوئی بات نہیں میں تو ظاہر و باطن تنگی، خوشحالی ہر وقت امیر کا مطیع ہوں پھر انہوں نے آپ کے گھر کی مکمل تلاشی لی لیکن کچھ بھی نہیں نکلا، جب متوکل تک یہ خبر پہونچی تو اسے برأت کا یقین ہو گیا، یعقوب بن ابراہیم قوصرہ نے آپ کے پاس دس ہزار درہم بھیجے کہ خلیفہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور دس ہزار درہم دیئے ہیں لیکن آپ نے قبول نہیں کئے اس نے کہا اے ابوعبداللہ آپ کے انکار سے مجھے آپ کے اور خلیفہ کے درمیان کشیدگی کا خطرہ ہے مصلحت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ انہیں قبول کر لیں یہ کہہ کر وہ اس رقم کو آپ کے پاس رکھ کر آ گیا،صبح آپ نے اپنے اہل اور چچا کے لڑکوں کو بلا کر کہا آج رات اس رقم کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آئی تھی پھر آپ نے انہیں ضرورت مند محدثین کا نام لکھوا کر وہ ساری رقم تقسیم کر دی حتیٰ کہ جس تھیلی میں رقم تھی وہ بھی کسی کو دیدی ضرورت کے باوجود اپنے گھر والوں کو کچھ نہیں دیا،آپ کے پوتے نے آ کر ایک درہم مانگا آپ نے اپنے لڑکے صالح کی طرف دیکھا اسنے اسے ایک ٹکڑا دے دیا آپ خاموش ہو گئے،علی بن جھم نے خلیفہ سے کہا امام احمد نے آپ سے رقم لے کر ساری صدقہ کر دی اور کہا احمد مال کا کیا کرے گا اسے تو ایک روٹی کافی ہے خلیفہ نے کہا تو نے سچ کہا۔

جب اسحاق بن ابراہیم اور اس کے لڑکے محمد کی کچھ دونوں کے فاصلہ سے وفات ہو گئی اور بغداد کا نائب عبداللہ بن اسحاق کو بنا دیا گیا تو متوکل نے اسے لکھا کہ وہ امام احمد کو بلائے، چنانچہ اس نے امام احمد سے آنے کی درخواست کی آپ نے جواب میں فرمایا میں عمر رسیدہ اور ضعیف ہو چکا ہوں اسنے خلیفہ کو امام کے اس جواب سے مطلع کر دیا خلیفہ نے امام احمد سے پرزور آنے کی درخواست کی۔اور کہا کہ میں آپ کی زیارت کا متمنی ہوں،آپ کی دعاؤں کی برکت کا خواستگار ہوں،اسکے بعد امام احمد بیمار ہونے کے باوجود اپنے لڑکوں اور بیوی کے ساتھ روانہ ہو گئے جب لشکر کے قریب پہنچے تو وصیف الخادم نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ آپ کا استقبال کیا،وصیف نے کہا کہ اللہ آپ کو آپ کے دشمن ابن ابی داؤد پر قدرت عطاء کر دی ہے،آپ نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا،آپ کا لڑکا عبداللہ خلیفہ اور وصیف کے لئے دعا کرتا رہا۔

سر من رائ پہنچنے کے بعد آپ کو ایتاخ کے گھر میں اتارا گیا جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا ہمارے لئے اس کے علاوہ کوئی مکان کرایہ پر لیا جائے، بڑے بڑے سردار آپ کے پاس آتے تھے خلیفہ کے سلام آپ کو پہنچاتے تھے، وہ اپنی زیبائش کا سامان اور ہتھیار اتار کر آتے تھے، خلیفہ نے آپ کے پاس نرم نرم بستر بھیجے اور اس نے ارادہ کیا کہ آپ یہیں قیام فرما کر لوگوں کو احادیث سنائیں جو آپ نے عرصہ دراز سے چھوڑ رکھی تھی لیکن

آپ نے فرمایا میں بیمار ہوں اور میرے دانت ہلتے ہیں، خلیفہ روزانہ کھانے پینے کی مختلف اشیاء بھیجتا تھا اور وہ سمجھتا تھا آپ کھاتے ہیں لیکن آٹھ روز قیام کے دوران اس سے کچھ نہیں کھایا بلکہ مسلسل آپ روزہ رکھتے رہے ایک روز لڑکے کے اصرار پر تھوڑا سا ستو پیا۔

عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان خلیفہ کی جانب سے آپ کے پاس بہت مال لیکر آیا لیکن آپ نے قبول نہیں کیا اس نے یہ کہکر کہ خلیفہ واپس نہیں لیگا آپ کے اہل پر تقسیم کر دیا۔ خلیفہ نے زبردستی آپ کے لڑکوں کیلئے ماہانہ چار ہزار درہم وظیفہ مقرر کر دیا لیکن آپ نے اپنے اہل وعیال کو نصیحت کرتے ہوئے اس پر خوب ڈانٹا کہا کہ ہماری زندگی کے کچھ یوم باقی رہ گئے ہیں گویا کہ موت ہم پر طاری ہوگئی ہے اس کے بعد جنت یا دوزخ ہے ہم دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوں گے کہ ہمارے بیٹوں نے یہ مال کھایا ہوگا آپ کے لڑکوں نے دلیل میں یہ حدیث پیش کی کہ بغیر مانگے جو مال مل جائے اسے لے لو، نیز ابن عمر وابن عباس نے بادشاہ کے ہدایا قبول کئے۔ آپ نے فرمایا اسمیں اور اس میں فرق ہے اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ یہ مال ظلم وجور کے بغیر صحیح طور پر لیا گیا ہے پھر مجھے اس کی کوئی پرواہ نہ تھی۔

اس کے بعد آپ کی بیماری میں مسلسل اضافہ ہی ہوتا رہا جس کی وجہ سے آپ بہت کمزور ہو گئے، متوکل دیکھ بھال کے لئے ابن ماسویہ طبیب آپ کے پاس بھیجتا رہا اس نے خلیفہ کو بتایا کہ امام احمد کے بدن کو کوئی بیماری نہیں ان کی بیماری قلت طعام اور کثرت صیام وعبادت کے علاوہ کچھ نہیں اس کی بات سن کر متوکل خاموش ہو گیا ایک بار متوکل کی والدہ نے امام احمد کو دیکھنے کی خلیفہ سے خواہش ظاہر کی متوکل نے امام احمد کے پاس آدمی بھیج کر ان سے پوچھا کہ وہ اس کے لڑکے معتز سے ملاقات کریں اور اس کے لئے دعا کریں اور معتز کو ایک بار اپنی گود میں اٹھالیں، اولاً امام احمد نے جواب دیدیا پھر جلد واپسی کی امید پر قبول کر لیا، خلیفہ نے قیمتی خلعت اور اپنی سواری میں سے ایک قیمتی سواری آپ کے پاس بھیجی لیکن اس پر چیتے کی کھال کا گدیلہ ہونے کی وجہ سے آپ اس پر سوار نہیں ہوئے ایک تاجر کا خچر آپ کے پاس لایا گیا اس پر آپ سوار ہوئے۔

جب آپ معتصم کی نشست گاہ کے قریب پہنچے تو خلیفہ اپنی والدہ کے ساتھ باریک پردہ کے پیچھے اس نشست گاہ کے کونہ میں بیٹھا تھا امام احمد نے پہنچنے کے بعد آپ کو سلام خلافت کہنے کے بجائے صرف سلام کہا، خلیفہ کی والدہ نے خلیفہ سے کہا اس شخص کے بارے میں اللہ سے ڈرتے ہوئے اسے اپنے اہل جلد واپس کر دو، کیونکہ یہ شخص ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو اس چیز کا ارادہ کرنے والے ہیں جو تمہارے پاس ہے۔

متوکل نے امام احمد کو دیکھ کر والدہ سے کہا کہ اے والدہ! گھر مانوس ہو چکا ہے اس کے بعد خادم قیمتی خلعت، کپڑے، ٹوپی، چادر لیکر آیا خلیفہ کی والدہ نے امام احمد کو یہ چیزیں پہنائیں، امام احمد نے بالکل حرکت نہیں کی۔

امام احمد کا قول ہے جب میں معتز کے پاس بیٹھا تو ان کے مؤدب نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کی اصلاح کرے جس نے خلیفہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کا مؤدب ہو، اس نے کہا اگر وہ مجھے کچھ سکھائے گا تو میں سیکھ لوں گا، امام احمد فرماتے ہیں میں اس کے کمسن ہونے کی حالت میں اس کی ذکاوت پر حیران رہ گیا کیونکہ وہ بالکل چھوٹا تھا اس کے بعد امام احمد اللہ سے استغفار کرتے ہوئے اس کی ناراضگی اور غصہ سے پناہ مانگتے ہوئے وہاں سے باہر نکل گئے، کچھ روز بعد خلیفہ نے آپ کو واپسی کی اجازت دیدی آپ کے لئے ایک فائرشب تیار کیا گیا لیکن آپ ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار ہو کر بغداد چلے گئے، خفیہ طور پر آپ بغداد میں داخل ہوئے، ان ہدایا کو فروخت کر کے ان کی قیمت فقراء پر تقسیم کرنیکا آپ نے حکم دیا، ان کی ملاقات کا کافی روز تک آپ نے الم محسوس کیا، فرمانے لگے پوری عمر میں ان چیزوں سے محفوظ رہا آخری عمر میں ان چیزوں میں مبتلا ہو گیا خلیفہ کے پاس قیام کے دوران بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ ہلاکت کے قریب ہو گئے تھے۔

بعض امراء نے متوکل سے کہا امام احمد آپ کے مطعومات، مشروبات میں سے کچھ استعمال نہیں کرتے اور نہ وہ آپ کے بستروں پر بیٹھتے ہیں متوکل نے کہا واللہ اگر معتصم بھی امام احمد کے بارے میں مجھ سے کوئی بات کرے پھر بھی میں اس کی بات قبول نہیں کروں گا۔ خلیفہ ایلچی کے ذریعہ امام احمد کی خیریت معلوم کرتا رہتا تھا، اور ابن ابی داؤد کے اموال کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا، لیکن آپ کوئی جواب نہیں دیتے تھے، پھر متوکل نے ابن ابی داؤد کو اس کی جاگیروں اور املاک کی فروخت پر گواہ بنا کر اسکے اموال پر قبضہ کر کے اسے سرمن رائی سے بغداد بھیج دیا۔ ابوعبداللہ کا قول ہے کہ سامرا سے آنے کے بعد ہم نے دیکھا کہ امام احمد کی آنکھیں گوشہ ہائے چشم میں دھنس چکی تھیں، چھ ماہ بعد آپ کی صحت نے عود کیا اس کے بعد آپ اپنے رشتہ داروں کے گھر نہیں گئے اور نہ آپ نے ان کی کسی چیز سے فائدہ حاصل کیا کیونکہ انہوں نے بادشاہ کے اموال قبول کئے تھے۔

امام احمد ۲۳۷ھ میں خلیفہ کے طرف روانہ ہوئے اپنے انتقال کے سال تک وہیں ٹھہرے، متوکل روزانہ آپ کے بارے میں دریافت کرتا رہتا تھا، آپکے پاس آدمی بھیج کر امور میں آپ سے مشورہ کرتا، پیش آمدہ باتیں آپ سے پوچھتا جب متوکل بغداد آیا تو اس نے ابن خاقان کے ذریعہ آپ کے پاس دس ہزار درہم بھیجے کہ آپ جسے مناسب سمجھے دیدیں، آپ نے ان کے قبول کرنے اور تقسیم کرنے سے انکار کردیا، اور کہا کہ امیر المومنین نے جس بات کو میں ناپسند کرتا ہوں اس میں مجھے معاف کیا ہوا ہے چنانچہ آپ نے وہ رقم واپس کردی۔

ایک شخص نے متوکل کے پاس رقعہ بھیجا جس میں لکھا تھا کہ امام احمد آپ کے آباء کو گالیاں دیتا ہے اور ان پر زندیقیت کا الزام لگاتا ہے، متوکل نے اس کے جواب میں لکھا کہ مامون پر معاملہ خلط ملط ہوگیا جس کی وجہ سے لوگ اس پر مسلط ہوگئے، میرا والد معتصم ایک جنگجو شخص تھا جسے کلام میں بصیرت نہیں تھی میرا بھائی واثق اس چیز کا مستحق تھا جو اس کے بابت کہی گئی پھر اس نے رقعہ لکھنے والے کو دو سو کوڑے مارنے کا حکم دیا، عبداللہ بن اسحاق بن ابرہیم نے اسے پکڑ کر پانچ سو کوڑے مارے اس نے کہا دو سو آپ کے اور دو سو اللہ کی اطاعت میں سو امام احمد پر تہمت لگانے کی وجہ سے۔

خلیفہ نے آزمائش و تکلیف کے لئے نہیں بلکہ استفادہ اور استرشاد کیلئے خلق قرآن کے بارے میں آپ کے پاس خط لکھا آپ نے اس کا نہایت عمدہ جواب لکھا جس میں احادیث مرفوعہ اور آثار صحابہ لکھے، آپ کے لڑکے صالح نے آزمائش کے واقعہ میں اسے ذکر کیا وہ آپ سے مروی ہے، آپ نے متعدد حفاظ سے اس کو نقل کیا۔

امام احمد بن حنبل کی وفات...... آپ کے لڑکے صالح کا قول ہے ۲۴۱ھ یکم ربیع الاول کو آپ کی بیماری شروع ہوئی، بدھ کے روز میں آپ کے پاس گیا تو آپکو بخار تھا، آپ لمبے لمبے سانس لے رہے تھے کمزوری بہت بڑھ چکی تھی میں نے ان سے ناشتہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا لوبیا کا پانی، اس کے بعد صالح نے خواص وعام کی عیادت کے لئے آمد و رفت کا آپ سے ذکر کیا اور یہ کہ ان کی بکثرت آمد نے ہمیں تنگی میں مبتلا کردیا۔ آپ کے پاس ایک کپڑا تھا جس میں کچھ رقم تھی اس سے آپ خرچ کررہے تھے، آپ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کی ملکیت کے باشندوں سے مطالبہ کرکے آپ کی قسم کا کفارہ ادا کرے، چنانچہ اس نے ان سے کچھ لیکر آپ کی قسم کا کفارہ ادا کیا، اس میں سے تین درہم بچ گئے، پھر آپ نے وصیت نامہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ امام احمد بن حنبل کی طرف سے لکھا ہوا وصیت نامہ ہے وہ اللہ کی وحدانیت اور آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دیتا ہے وہ اللہ جس نے دین حق کو مشرکین کے نہ چاہنے کے باوجود تمام پر غالب کرنے کے لئے آپ ﷺ کو دین حق عطا کرکے بھیجا، وہ اپنے اہل اور قرابت داروں میں سے اپنے مطیعین کو حکم دیتا ہے کہ وہ عابدین وحامدین کے ساتھ اللہ کی عبادت وحمد کریں اور مسلمانوں کی جماعت سے خیر خواہی کریں اس نے وصیت کی کہ میں اللہ کی ربوبیت اسلام کے دین ہونے محمد کے نبی ہونے پر راضی ہوں اس نے اپنے لڑکے عبداللہ بن محمد کے لئے پچاس درہم کی وصیت کی کہ وہ اس کے قرض کو اس کے غلہ سے ادا کریگا اس کے بعد وہ ہر مذکر ومؤنث کو دس درہم دیگا پھر آپ نے اپنے وارثوں کے لڑکوں کو بلایا ان کے لئے دعا کی۔ وفات سے پچاس روز قبل آپ کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی تھی جس کا نام آپ نے سعید رکھا آپ کا ایک دوسرا لڑکا اس وقت چلنا شروع ہوا جس وقت آپ بیمار ہوئے اور اس کا نام محمد تھا آپ اسے بلا کر اپنے گلے لگایا اسے بوسہ دیا پھر فرمانے لگے کبر سنی میں، میں لڑکوں کا کیا کروں؟ لوگوں نے کہا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے لئے دعا کریں گے آپ نے فرمایا اگر ایسا ہوجائے تو یہ بہت بہتر ہے۔

مرض الوفات میں آپ کو اطلاع ملی کہ طاؤس مریض کے درد کی آواز نکالنے کو ناپسند کرتے ہیں اس کے بعد آپ نے اس رات آواز نکالی جسکی صبح آپ کی وفات ہوئی، وہ اس سال کے ۱۲ ربیع الاول جمعہ کی شب تھی، اس وقت آپ کی تکلیف میں بہت اضافہ ہوگیا آپ کے لڑکے عبداللہ اور صالح کا قول ہے وفات کے وقت ہمارے والد بکثرت لا بعد لا بعد کہنے لگے ہم نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا گھر کے ایک کونہ میں ابلیس کھڑا ہوا دانت سے اپنی انگلی کاٹ کر مجھے گھور رہا ہے، اے احمد مجھے آزما، اس کے جواب میں میں کہہ رہا ہوں لا بعد لا بعد یعنی ایسا نہیں ہوگا بلکہ توحید پر قائم رہتے میری جان نکل جائیگی جیسا کہ بعض احادیث میں بھی آیا ہے کہ ابلیس نے کہا اے اللہ تیری عزت وکبریائی کی قسم جب تک تیرے بندوں کے جسم میں روح موجود ہوگی اس وقت تک میں انہیں آزماتا رہوں گا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تک وہ مجھ

سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے ان کی مغفرت کرتا رہوں گا۔

وفات کے وقت آپ کی سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ آپ نے اپنے اہل کو وضو کرانے کا اشارہ کیا چنانچہ وہ آپ کو وضو کرا رہے تھے اور آپ کہہ رہے تھے کہ میری انگلیوں میں خلال کرو اور آپ دوران وضو اللہ کے ذکر میں مشغول تھے وضو مکمل ہونے کے بعد قفس عنصری سے آپ کی روح پرواز کر گئی جمعہ کے روز دو گھڑیاں گزرنے کے بعد آپ کی وفات ہوئی، وفات کی خبر سن کے لوگ روڈوں پر جمع ہو گئے محمد بن طاہر نے اپنے دربانوں کو چند غلاموں کے ساتھ بھیجا جن کے پاس رومال میں کفن تھا وہ کہنے لگا یہ خلیفہ کی طرف سے نیابت ہے اگر وہ خود موجود ہوتا تو وہ خود حاضر ہوتا اس نے اپنے لڑکوں کو بھیجا جو کہ رہے تھے امیر المومنین نے امام احمد کی زندگی میں ان کی ناپسندیدہ چیزوں سے انہیں معاف کر دیا تھا اس لئے امام احمد کو ان کپڑوں میں کفن نہیں دیا جائے گا۔ اس کی باندی کا کاتا ہوا ایک کپڑا جس میں امام احمد کو کفن دیا گیا انہوں نے لپیٹنے کا کپڑا حنوط، پانی کا مشکیزہ بھی خریدا کیونکہ آپ اپنے عزیزوں کا گھروں کا سامان وغیرہ کی چیز استعمال نہیں کرتے تھے آپ بیت المال سے ان کا وظیفہ مقرر ہونے کی وجہ سے ان سے ناراض رہتے تھے بیت الخلافہ سے بنی ہاشم کے سو افراد نے آپ کے غسل میں شرکت کی انہوں نے آپ کو بوسہ دیا اور آپ کے لئے دعائیں کیں جس وقت گھر سے آپ کے جنازہ کا تابوت نکالا گیا بے شمار لوگ آپ کے جنازہ کے ساتھ تھے شہر کا نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر بھی لوگوں کے درمیان کھڑا تھا پھر اس نے آگے بڑھ کر امام احمد کی اولاد سے تعزیت کی اس نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی قبر کے پاس دوبارہ دفن کے بعد سہ بارہ بھی آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے نماز عصر کے بعد آپ کو آسودۂ خاک کیا گیا۔

بیہقی نے روایت کیا ہے کہ امیر محمد بن طاہر نے آپ کے جنازہ میں شرکاء کی تعداد کے تخمینہ لگانے کا حکم دیا تو ایک کروڑ تین لاکھ ایک روایت میں کشتی والوں کے علاوہ سات لاکھ افراد کا تخمینہ لگایا گیا ابن ابی حاتم ابوزرعہ کا قول نقل کیا ہے کہ متوکل نے اس جگہ کی پیمائش کرائی جس جگہ آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی تو وہ دو کروڑ پانچ لاکھ گز تھی۔

بیہقی نے متعدد طرق سے عبدالوہاب وراق کا قول نقل کیا ہے کہ امام احمد کے جنازہ میں زمانہ اسلام اور جاہلیت میں سب سے زیادہ لوگوں نے شرکت کی، عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم نے متعدد طرق سے امام احمد کے پڑوسی کا قول نقل کیا ہے کہ امام احمد کی وفات کے روز بیس یا دس لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا۔

دار قطنی نے متعدد طرق سے امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ ہمارے اور اہل بدعت کے درمیان جنازہ نے فیصلہ کر لیا چنانچہ آپ کے جنازے نے آپ کی بات کی تصدیق کر دی، اور آپ کے مخالفین ابن ابی داؤد، حارث بن اسد محاسبی، بشر بن غیاث مریسی کے میں قاضی زاہد ہونے کے باوجود بہت کم لوگوں نے شرکت کی بیہقی نے حجاج بن محمد شاعر کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ کے راستہ میں شہادت کے مقابلہ میں امام احمد کے جنازہ میں شرکت مجھے زیادہ محبوب ہے۔ امام احمد کے وفات کے روز ایک اہل علم نے فرمایا آج پانچویں کا چھٹا دنیا سے رخصت ہوگا، وہ خلفاء راشدین عمر بن عبدالعزیز، احمد بن حنبل ہیں وفات کے روز آپ کی عمر ۷۷ سال ایک ماہ سے کچھ کم تھی۔

امام احمد کے بارے میں رؤیا صالحہ کا بیان ...... صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبوت سے صرف مبشرات یا رؤیا صالح باقی رہ گئے جنہیں مؤمن دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں، بیہقی نے متعدد طرق سے سلمہ بن شبیب کا قول نقل کیا ہے کہ ہماری موجودگی میں امام احمد کے پاس ایک بوڑھا آیا اس نے سلام کر کے آپ کے بابت دریافت کیا آپ نے فرمایا میں ہوں کیا کام ہے اس نے کہا میں چار سو میل کا سفر کر کے آیا ہوں میں نے حضرت خضر کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھ سے فرمایا احمد کے پاس جا کر ان سے کہو عرش کا مکین اور فرشتے اس صبر کو پسند کرتے ہیں جو آپ نے اللہ کے لئے اختیار فرمایا۔

ابی عبداللہ محمد بن خزیمہ سے مروی ہے امام احمد بن حنبل کی وفات کے بعد میں شدید غم میں مبتلا تھا، رات کو میں نے خواب میں دیکھا احمد ناز و نخرے سے چل رہے ہیں میں نے کہا اے احمد! یہ کیسی چال ہے؟ انہوں نے فرمایا دارالسلام میں خادموں کی چال ہے میں نے ان سے پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا اللہ نے میری بخشش فرما کر مجھے سونے کے جوتے پہنائے اور ایک تاج پہنایا مجھ سے فرمایا اے احمد! دنیا میں جو تم نے کہا تھا قرآن میرا کلام ہے یہ اس کا بدلہ ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا اے احمد سفیان ثوری نے جو تمہیں دعائیں بتائی ہیں جن کے ذریعہ

دنیا میں تم مجھ سے دعا کرتے تھے وہ دعائیں مجھ سے مانگو، میں نے عرض کیا اے میرے رب! آپ سے ہر گناہ کی بخشش کا خواستگار ہوں۔ حتیٰ کہ تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے احمد! یہ جنت ہے اس میں داخل ہو جاؤ، چنانچہ میں اس میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سفیان ثوری جنت میں ہیں ان کے دو سبز بازوں ہیں جن کے ذریعہ وہ ایک کھجور کے درخت سے دوسرے کھجور کے درخت تک اڑ کر جاتے ہیں۔ وہ اس آیت (الحمدللہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوأ من الجنة حیث نشاء فنعم اجر العاملین) کی تلاوت کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے پھر میں نے احمد سے بشر حافی کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا بشر حافی کے کیا کہنے میں نے انہیں رب جلیل کے سامنے چھوڑا ہے ان کے سامنے ایک دستر خوان بچھا ہوا اللہ نے ان کے پاس آ کر فرمایا ہیں اے دنیا میں کھانا پینا اور نعمتیں ترک کرنے والے آج کھا لے پی لے نعمتوں سے آسودہ حال ہو جا۔

ابو احمد بن حاتم نے محمد بن مسلم وراۃ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابوزرعہ کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا، انہوں نے فرمایا اللہ نے مجھ سے فرمایا اسے مالک، شافعی، احمد کے ساتھ کر دو احمد بن خرزاداتطا کی کا قول ہے میں نے خواب دیکھا گویا قیامت قائم ہو چکی اللہ رب العزت فیصلے فرمانے کے لئے نمودار ہو گئے۔ عرش کے نیچے سے ایک نداد ینے والا نداد ے رہا ہے ابو عبداللہ کو جنت میں داخل کرو میں نے اپنے پہلوں میں بیٹھے ہوئے فرشتہ سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے کہا یہ مالک ثوری، شافعی، احمد بن حنبل ہیں۔

ابوبکر بن ابی خثیمہ نے یحییٰ بن ایوب مقدس کا قول نقل کیا ہے کہ مجھے خواب میں آپ کی زیارت ہوئی آپ ایک کپڑا لپیٹ کر آرام فرما ہیں، احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین آپ سے وہ کپڑا ہٹا رہے ہیں۔

ابی داؤد کے حالات میں یحییٰ جلاء کا قول گزر چکا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ احمد بن حنبل اور ابن ابی داؤد دونوں نے جامع مسجد الگ الگ حلقہ لگایا ہوا ہے آپ ﷺ نے دونوں حلقوں کے درمیان میں کھڑے ہیں آپ ﷺ نے قرآنی آیات (افان یکفر بھاھؤلاء) پڑھ کر ابن ابی داؤد کے حلقہ کی طرف اشارہ فرمایا اور (فقدو کلنا بھاقوما لیسو بھابکافرین) پڑھ کر احمد بن حنبل اور ان کے ساتھیوں کے حلقہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

واقعات ۲۴۲ھ

اس سال شہروں میں خوفناک زلزلے آئے قومس شہر میں زلزلہ کی وجہ سے متعدد عمارتیں منہدم ہو گئیں، ۴۵ ہزار ۱۹۶ افراد ہلاک ہو گئے۔ اس زمانہ میں رومیوں نے بلاد جزیر پر غارتگری کر کے بہت لوٹ مار کی، دس ہزار کے قریب بچے قیدی بنائے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس سال مکہ کے نائب عبدالصمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

منصور شہر کے قاضی حسن بن علی جعد نے اسی سال وفات پائی۔

ابو حسان الزیادی۔ مشرقی بغداد کے قاضی نام حسن بن عثمان بن حماد حسان بن عبدالرحمٰن بن یزید البغدادی ولید بن مسلم، وکیع بن جراح، واقدی وغیرہ سے سماع کیا۔ ابوبکر بن ابی الدنیا۔ علی بن عبداللہ الفرغانی الحافظ جو طفل سے مشہور ہوئے، اور ان کے علاوہ ایک جماعت نے ابو حسان الزیادی سے سماع کیا ابن عساکر نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ زیاد بن ابیہ کے خاندان سے نہیں تھے، انہوں نے ان کے اجداد میں سے کسی کی ام ولد سے شادی کی تھی اس وجہ سے ان کی طرف منسوب ہوئے، اور آپ کو زیادی کہا گیا، پھر اس نے آپ کی سند سے حضرت جابر سے حدیث روایت کی ہے کہ حلال و حرام واضح ہیں خطیب نے بیان کیا ہے کہ ابو حسان علماء افاضل، اہل معرفت، ثقات اور امانت داروں میں سے تھے، اور ان کے زمانہ میں مشرقی بغداد کے قاضی بنے، فن تاریخ میں ماہر تھے ان سے بیشمار احادیث مروی ہیں، بعض کا قول ہے کہ ابو حسان مرد صالح دیندار شخص

تھے، لوگوں کے حالات سے خوب واقف تھے، کریم، فاضل شخص تھے ابن عسا کرنے آپ کی عمدہ عمدہ باتیں نقل کی ہیں۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک بار عید کے موقع پر آپ کے کسی ساتھی نے اپنے ضرورت کا اظہار کیا، آپ کے پاس صرف سو دینار کی ایک تھیلی تھی، آپ نے وہی تھیلی اسے دیدی پھر اس سے اس کے کسی ساتھی نے ضرورت کا اظہار کیا تو اس نے وہ تھیلی اسے دیدی، ابوحسان اس سے بے خبر تھے ابوحسان نے اس دوسرے شخص سے قرض کے طور پر کچھ رقم مانگی، تو اس نے وہی تھیلی آپ کے پاس بھیجدی، ابوحسان نے حیران ہو کر اس سے پوچھا تو اس نے کہا فلاں شخص نے مجھے دی ہے اس طرح تینوں جمع ہوگئے تو انہوں نے آپس میں اس رقم کو تقسیم کرلیا۔

امام مالک سے مؤطا کے راوی ابومصعب زہری مشہور قاری عبداللہ بن ذکوان، محمد بن اسلم طوسی، محمد بن رمح، محمد بن عبداللہ بن عمار الموصلی، قاضی بن یحییٰ اکثم نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۴۳ھ

اس سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر متوکل اقامت کے واسطے عراق سے دمشق ہو گئے، جس سے عراقی باشندوں کو بہت قلق ہوا، یزید بن محمد مہلبی نے اس بارے میں اشعار کہے:

(۱)...... جب خلیفہ نے عراق سے منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو میں گمان کرتا ہوں کہ شام عراق کی مصیبت پر ضرور خوش ہوا ہوگا۔

(۲)...... اگر خلیفہ نے عراق اور اس کے باشندوں کو چھوڑا ہے تو خوبصورت عورت پر طلاق کی آزمائش ضرور پڑے گی۔

اس سال بھی گذشتہ سال کی طرح مکہ کے نائب نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

ابراہیم بن عباسؒ...... جاگیرات کے افسر، میں کہتا ہوں ان کا نام ابراہیم بن عباس بن محمد بن صول الصولی الشاعر الکاتب جو محمد بن یحیٰ الصولی کا چچا تھا، ان کا دادا بکر جرجان کا بادشاہ تھا، وہ اصلاً جرجان ہی کا تھا، پھر مجوسی بن گیا، پھر یزید بن مھلب ابی صفر کے ہاتھ پر دوبارہ اسلام قبول کرلیا۔

ابراہیم کا ایک دیوان بھی ہے ابن خلکان نے اس کا ذکر کیا اس میں سے چند عمدہ اشعار درجہ ذیل ہیں:

(۱)...... بہت سے مصائب جن سے نوجوان تنگ دل ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔

(۲)...... وہ تنگ دل ہوگئی جب اس کے حلقے مضبوط ہوگئے تو وہ دور ہوگئی میں خیال کرتا تھا کہ وہ دور نہیں ہوگی۔

(۳)...... تو میری آنکھ کی پتلی تھا اور آنکھ تجھ پر گریہ کناں ہے۔

(۴)...... تیرے بعد مجھے کسی کی موت کا خوف نہیں مجھے تو تیری ہی موت کا خوف تھا۔

اس نے معتصم کے وزیر محمد بن عبدالملک بن الزیات کو یہ اشعار لکھے :

(۱) تو زمانہ کے بھائی بنانے سے میرا بھائی بنا تھا جب اس نے منہ موڑا تو سخت جنگ بن گیا۔

(۲)...... میں میں زمانہ کے مقابلہ میں تیری پناہ لیا کرتا تھا اب میری حالت یہ ہے کہ میں تیرے مقابلہ میں زمانہ کی پناہ لیتا ہوں۔

(۳)...... میں تجھے مصائب کے مقابلہ کے لئے تیار کرتا تھا اب میں تجھ سے امان طلب کرتا ہوں۔

اسی کے یہ اشعار بھی ہیں:

(۱)...... آسودہ زندگی آسائش میں تجھے اہل وطن کی طرف دل کے اشتیاق سے نہ روکے۔ جس شہر میں بھی تو فروکش ہوگا وہاں تجھے اہل کے بدلے اہل اور وطن کے بدلے وطن مل جائے گا۔

ابراہیم بن عباس نے اسی سال وسط شعبان میں سرمن رائی میں وفات پائی۔حسن بن مخلد بن جراح خلیفہ ابراہیم بن شعبان نے کہا ہاشم بن فیجور نے اسی سال ذی الحجہ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوا احمد بن سعید رباطی حارث بن اسد محاسبی، امام شافعی کے دوست حرملہ بن یحیٰی التجیبی، عبداللہ بن معاویہ جمحی محمد بن عمر العدنی، ہارون الحمانی، ہناد بن سری نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۴۴ھ

اس سال صفر میں خلیفہ متوکل شاہانہ نخوت کے ساتھ دمشق آیا، یہ ایک تاریخی دن تھا، اس نے وہاں اقامت کا ارادہ کیا ہوا تھا اس نے حکومت کے ذخائر کو بھی وہاں منتقل کرنے کا حکم دیا، محلات تعمیر کرانے کا حکم دیا، چنانچہ داریا کے راستہ میں محلات تعمیر کئے گئے ایک عرصہ تک متوکل نے وہاں اقامت کی، پھر اس نے اسے ناموافق پایا کیونکہ اس کی ہوا سرد تر اور اس کا پانی عراق کے پانی کے مقابلہ میں زیادہ سخت تھا، موسم گرما میں زوال کے بعد سے ہوا چلنا شروع ہوتی ثلث لیل تک اس میں شدت اور غبار کی زیادتی ہوتی رہتی تھی، اس نے پسو بھی وہاں زیادہ دیکھے، موسم سرداں کی آمد پر حیرتناک بارشیں اور سخت برف باری دیکھی اس کے ساتھی افراد کی زیادتی کی وجہ سے اشیاء کے نرخوں میں بھی بہت اضافہ ہوگیا۔ بارش اور برف باری کے باعث مال بھی رک گئے۔ بالآخر وہاں سے وہ اکتا گیا۔ پھر اس نے بلاد روم کی طرف بھیجا۔ دمشق میں دو ماہ دس یوم قیام کرنے بعد سامرا آ گیا۔ جس سے اہل بغداد بہت خوش ہوئے۔ اسی زمانہ میں متوکل کو وہ نیزہ دیا گیا جو آپ ﷺ کے آگے اٹھایا جاتا تھا۔ پھر متوکل بہت خوش ہوا۔ یہ نیزہ عید وغیرہ کے موقع پر آپ ﷺ کے آگے آگے اٹھایا جاتا تھا۔ اصل میں یہ نجاشی کا تھا اس نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو ہبہ کیا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ پھر متوکل نے پولیس افسر کو حکم دیا کہ اس کے سامنے وہ نیزہ اسی طرح اٹھایا جائے جس طرح آپ کے سامنے اٹھایا جاتا تھا۔

سال رواں ہی میں متوکل نے بختیشوع طبیب سے ناراض ہو کر اسے جلاوطن کر دیا اور اس کے مال پر قابض ہوگیا۔ اس سال عبدالصمد نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس برس عیدالاضحیٰ، یہود کی خمیس فطر، نصاریٰ کی شعانین اتفاقاً ایک ہی روز آئے۔ احمد بن منیع، اسحاق بن موسیٰ الخطمی، حمید بن مسعدہ، عبدالحمید بن سنان، علی بن حجر، وزیر محمد بن عبدالملک الزیات، مؤلف اصلاح المنطق یعقوب بن السکیت نے اسی سال وفات پائی۔

واقعات ۲۴۵ھ

اسی سال متوکل نے ماحوزہ شہر بنانے اور اس کی نہروں کے کھودنے کا حکم دیا۔ کہا گیا کہ اس نے اس کی تعمیر اور دارالخلافہ کے محل لؤلؤ پر دو کروڑ دینار خرچ کئے۔

اسی زمانہ میں مختلف شہروں میں زلزلے آئے، ان میں سے ایک انطاکیہ شہر ہے جس میں زلزلے کی وجہ سے پندرہ سو عمارتیں منہدم ہوگئیں اس کی فصیل سے نو سے زائد برج گر گئے، گھروں کے روشن دانوں سے خوفناک آوازیں سنی گئیں، لوگ گھروں سے دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے اس کی سمت میں اقرائع نامی پہاڑ گر گیا، وہ سمندر میں دھنس گیا اس وقت سمندر نے حرکت کی تاریک کرنے والا سیاہ بدبودار دھواں بلند ہوا، اس سے ایک میل کے فاصلے پر نہر دھنس گئی جس کا کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ کہاں گئی۔

ابوجعفر بن جریر کا قول ہے اہل تنیس نے مسلسل شور کی آواز سنی جس سے بہت سے افراد ہلاک ہو گئے، راوی کا قول ہے اسی سال رہا رقہ، حران، رأس العین، حمص، دمشق، طرسوس، مصیصہ، اذنہ، سواحل شام میں بھی زلزلہ آیا لاذقیہ اپنے اہل سمیت ہل گیا۔ اس کے تمام مکانات منہدم ہو گئے۔ اکثر باشندے بھی ہلاک ہو گئے، جبلہ اپنے اہل سمیت ہلاک ہوگیا۔ سال رواں ہی میں مکہ کا چشمہ مشاش خشک ہو گیا حتیٰ کہ پانی کا ایک

مشکیزہ اسی درہم میں فروخت ہونے لگا۔ پھر متوکل نے آدمی بھیج کر اس پر بہت مال خرچ کیا حتیٰ کہ چشمہ دوبارہ نکل آیا۔

اسحاق بن اسرائیل، سوار بن عبداللہ قاضی، ہلال الرازی کی اسی سال وفات ہوئی۔

اسی زمانہ میں دیوان التوقیع کا افسر نجاح بن سلمہ ہلاک ہوا متوکل کے نزدیک اس کا بڑا رتبہ تھا۔ پھر ایک واقعہ میں اس حد تک نوبت پہنچ گئی کہ متوکل نے اس کی کل جائیداد، آمدنی پر قبضہ کرلیا۔ ابن جریر نے تفصیل سے اس کا واقعہ بیان کیا ہے۔

احمد بن عبدۃ ضبی، مکہ کے مہمان نواز ابوالحسن القواس، احمد بن نصیر نیشاپوری، اسحاق بن ابی اسرائیل اسماعیل بن موسیٰ ذوالنور مصری، عبدالرحمٰن بن ابراہیم دحیم، محمد بن رافع، ہشام بن عمار، ابوتراب نخشبی نے اسی سال وفات پائی۔

ابن الراوندی ...... الزندیق۔ یہ احمد بن یحیٰ بن اسحاق ابوالحسن بن الراوندی ہے۔ قاشان کی ایک بستی کی طرف سے منسوب ہونے کی وجہ سے راوندی کہلاتا ہے۔ پھر بغداد میں پھلے پھولے۔ زندیقیت پر کتابیں بھی تصنیف فرمائی۔

ان میں خوبیاں بھی تھیں، لیکن انہوں نے اپنی خوبیوں کو دنیا وآخرت میں نقصان دہ چیزوں میں استعمال کیا۔ ابن الجوزی کے بیان کے مطابق ہم نے ۲۹۲ھ میں ان کے حالات تفصیل سے بیان کئے۔ یہاں پر ان کا تذکرہ ابن خلکان کی وجہ سے کیا۔ کیونکہ انہوں نے ان کی وفات کا تذکرہ اسی سن میں کیا۔ ان پر ان کا حال مشتبہ ہوگیا۔ انہوں نے جرح کے بجائے ان کی تعریف کی، چنانچہ فرمایا وہ ابوالحسین احمد بن اسحاق الراوندی العالم المشہور علم کلام میں انہوں نے گفتگوں کی اپنے زمانہ کے فضلاء میں سے تھے۔ چودہ سو کے قریب انہوں نے کتب تصنیف فرمائیں۔ ففیمۃ المعتزلہ، کتاب التاج، کتاب الزمردۃ، کتاب القصب وغیرہ انہی میں سے ہیں ان میں خوبیاں تھیں علماء سے ان کی گفتگو ہوئی، منفرد مذہب اختیار کیا جسے اہل کلام نے ان سے نقل کیا۔ ۲۴۵ھ مالک بن طوق تغلبی کی فرودگاہ میں وفات پائی بعض کا قول ہے بغداد میں وفات پائی، اسے ابن خلکان کے الفاظ میں روایت کیا گیا جو غلط ہے۔ ابن الجوزی ان کا سن وفات ۲۹۸ھ ذکر کیا جیسا کہ وہاں پر طوالت کے ساتھ ان کے حالات بیان ہوگئے۔

ذوالنون مصری: ثوبان بن ابراہیم بعض کا قول ہے ابن الفیض بن ابراہیم ابوالفیض المصری مشہور مشائخ میں سے ہیں، ابن الخلکان نے وفات میں ان کے حالات بیان کرتے ہوئے آپ کے فضائل اور احوال ذکر کئے اور آپ کی وفات اسی سن میں بیان کی۔ بعض کا قول ہے آپ کا سن وفات ۲۴۶ھ ہے بعض نے سن وفات ۲۴۸ھ بیان کیا۔ موطا کو امام مالک سے روایت کرنے والوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا آپکے والد نوبہ کا باشندہ تھا۔ بعض کا قول ہے کہ وہ اہل اخمیم میں سے تھا۔ آپ حکیم، فصیح شخص تھے۔

آپ سے آپ کی توبہ کا سبب پوچھا گیا آپ نے فرمایا اندھی جنڈول اپنے گھونسلے سے گرگئی زمین پھٹ کر اس کے لئے سونے چاندی کی دو پلیٹیں بن گئی ایک میں تل دوسری میں پانی تھا میں نے اس سے کھایا اس سے پیا۔

ایک بار متوکل کو آپ کی شکایت کی گئی اس نے قصر سے آپ کو عراق بلوایا۔ جب آپ متوکل کے پاس پہنچے تو آپ نے وعظ کیا جس سے متوکل کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اس نے آپ کو اعزاز واکرام کے ساتھ واپس کیا۔ اس کے بعد جب بھی متوکل کے سامنے آپ کا ذکر آتا تو متوکل آپ کی تعریف کرتا۔

واقعات ۲۴۶ھ

اسی سال دس محرم کو متوکل ماحوزہ آیا وہ قصیر خلافت میں فروکش ہوا۔ قراریوں کو بلاکران کو خوب دیا یہ ایک تاریخی دن تھا۔

اسی برس رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان فدیہ کے لین دین کا معاملہ ہوا چار ہزار مسلمان قیدیوں کو فدیہ دیکر آزاد کرایا گیا۔

اسی زمانہ میں شعبان میں بغداد میں مسلسل ۲۱ روز زوردار بارش ہوئی۔ ارض بلخ میں بارش ہوئی جس کا پانی تازہ خون تھا۔

اس سال محمد بن سلیمان الذینبی نے لوگوں کو حج کرایا خواص میں سے موسم حج کے منتظم محمد بن عبداللہ بن طاہر نے حج کیا۔

خواص کی وفات

احمد بن ابراہیم دورقی، حسین بن ابی الحسن مروزی مشہور قاری ابوعمرو دودی، محمد بن مصطفیٰ حمص نے اسی کی وفات پائی۔

دعبل بن علی......ابن رزین بن سلیمان الخزاعی، ان کے مولیٰ ظریف شاعر خوب مدح اور ہجو کرنے والا تھا۔ دعبل ایک دن سہل بن ہارون کاتب کے پاس گیا جو بخیل تھا اس نے اپنا ناشتہ منگوایا۔ ایک پیالہ میں مرغ لایا گیا لیکن اتنا سخت کہ چھری سے بھی اس کا کاٹنا مشکل تھا نہ ڈاڑھ اس میں کام کرتی تھی۔ جب اس کے سامنے لایا گیا تو اس میں مرغ کا سر نہیں تھا، سہل نے طباخ سے اس کے بارے میں پوچھا، تو اس نے کہا کہ میں نے آپ کے نہ کھانے کے خیال سے اسے نکال کر پھینک دیا۔ سہل نے کہا تو ہلاک ہو میں تو اسے بھی اچھا نہیں سمجھتا جو اس کی ٹانگیں نکال کر پھینک دیتا ہے، سر میں حواس اربعہ ہوتے ہیں اسی کے ذریعہ مرغ بانگ دیتا ہے اسی میں اس کی آنکھیں ہوتی ہیں جن کے ذریعہ اس کی مثال دی جاتی ہے، اس کی ہڈیاں بڑی مزیدار ہوتی ہیں۔ اگر تو اس کے کھانے سے بے رغبت ہے تو اسے حاضر کر۔ اس نے جواب دیا مجھے اس کے بارے میں علم نہیں۔ اس نے کہا وہ تیرے پیٹ میں ہے۔ اس موقع پر دعبل نے چند اشعار میں اس کے بخل اور کنجوسی کو بیان کیا۔

احمد بن ابی الحواری......آپ کا نام عبداللہ بن میمون بن عیاش بن حارث ابوالحسن تغلبی الغطفانی مشہور، زاہد، عابد، نیک صالح، احوال صالحہ، اور کرامتوں والے تھے۔ اور اصلاً کوفی ہیں بعد میں دمشق میں سکونت پذیر ہو گئے۔ ابوسلیمان درانی سے تربیت حاصل کی۔ سفیان بن عیینہ، وکیع ابی اسامہ وغیرہ سے احادیث روایت کی آپ سے ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوحاتم، ابوزرعہ دمشقی ابوزرعہ رازی اور ایک مخلوق نے روایت کی ابوحاتم نے آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی تعریف کی۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل شام کو آپ کے ذریعہ سیراب کرینگے۔ جنید بن محمد آپ کے متعلق کہا کرتے تھے کہ آپ پھولوں کا گلدستہ ہیں۔

ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ آپ نے ابوسلیمان سے ان کی مخالفت نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ایک روز احمد ابوسلیمان کے پاس آئے اس وقت ابوسلیمان لوگوں سے گفتگو میں مشغول تھے۔ احمد نے ان سے کہا لوگوں نے تنور گرم کر رکھا ہے اس کا کیا کیا جائے ابوسلیمان جواب دیئے بغیر لوگوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ احمد نے دوسری بار سوال کیا پھر ابوسلیمان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری بار سوال کرنے پر ابوسلیمان نے احمد سے کہا جا کر تنور میں بیٹھ جاؤ۔ یہ کہہ کر ابوسلیمان لوگوں سے باتوں میں مشغول ہو گئے۔ فارغ ہونے کے بعد ابوسلیمان حاضرین سے کہنے لگے میں نے احمد کو تنور میں بیٹھنے کا حکم دیا۔ مجھے امید ہے کہ وہ تنور میں بیٹھ گیا ہوگا۔ کیونکہ اس نے میری مخالفت نہ کرنے کا مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ چلو ہم چل کر انہیں دیکھ آئیں۔ چنانچہ وہ گئے تو واقعی احمد تنور میں بیٹھے ہوئے تھے آگ میں آپ کا ایک بال بھی نہیں جلا۔

ابن عساکر کا قول ہے ایک صبح احمد کے ہاں بچہ کی پیدائش ہوئی۔ لیکن آپ کے پاس اس کے مناسب حال کوئی چیز نہیں تھی۔ آپ نے خادم کو قرض کے طور پر آٹا لانے کا حکم دیا۔ اسی اثناء میں ایک شخص آیا اس نے آپ کو دوسو درہم پیش کئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص آپ کے پاس آیا اس نے کہا آج رات میرے ہاں بچہ کی پیدائش ہوئی اور اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ احمد نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا عجلت میں اسی طرح ہوتا ہے پھر آپ نے دوسو درہم اٹھا کر اسی کو دیدیئے آپ کے پاس کوئی چیز نہیں بچی آپ نے اپنے لئے آٹا قرض لیا۔

آپ کے خادم نے بیان کیا کہ ایک بار آپ نے سرحد پر پڑاؤ کیا۔ صبح سے زوال تک آپ کے پاس خوب ہدایا آتے۔ آپ غروب کے وقت تک سب کچھ تقسیم فرما دیتے۔ پھر مجھ سے کہنے لگے اسی طرح بن جاؤ اللہ کی عطاء کردہ کوئی چیز واپس نہ کرو، نہ ذخیرہ اندوزی کرو۔

مامون کے زمانہ میں جب آزمائش دمشق میں آئی تو دمشق میں احمد بن ابی الحواری، ہشام بن عمار، سلیمان بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن ذکوان کو مخصوص کیا گیا، ابن ابی الحواری کے علاوہ سب نے مامون کے مطابق جواب دیا۔ آپ کو دارالحجارۃ میں قید کر دیا گیا۔ پھر وہاں پر آپ کو دھمکی دی گئی۔ تو آپ نے بادل نخواستہ توریۃً مامون کے مطابق جواب دیا۔ پھر اس نے آپ کو رہا کر دیا۔

ایک رات احمد نیند سے بیدار ہو کر پوری رات (ایاک نعبدو ایاک نستعین) دہراتے رہے۔

آپ نے اپنی کتب سمندر میں پھینک کر فرمایا تو میرے لئے اللہ کی ذات تک پہنچنے کے لئے کیا ہی اچھی دلیل تھی لیکن مدلول کی معرفت اور اس تک پہنچنے کے بعد دلیل سے اشتغال محال ہے۔

آپ کے اقوال زرین......(۱)......اللہ کی ذات پر اس کے علاوہ کوئی دلیل نہیں۔

(۲)......علم کا حصول آداب خدمت کے لئے۔

(۳)......جس نے دنیا کو پہچان لیا اس نے دنیا سے زہد کو اختیار کر لیا۔

(۴)......جس نے آخرت کو پہچان لیا اس نے آخرت کی طرف رغبت کی۔

(۵)......جس نے اللہ کی معرفت حاصل کی اس نے اللہ کی رضا کو ترجیح دی۔

(۶)......جس نے دنیا کی طرف نظر ارادت اور محبت کی اللہ تعالیٰ زہد اور یقین کا نور اس کے دل سے نکال لے گا۔

احمد کا قول ہے میں نے شروع میں ابوسلیمان سے وصیت کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا ہر وقت نفس امارہ کی مخالفت کر، مسلمانوں کی تحقیر مت کر، اللہ کی اطاعت کو اوپر کا اس کی خوف کو نیچے کا کپڑا بنالے، اخلاص کو توشہ بنا، صدق اچھی چیز ہے، میری ایک بات پلہ سے باندھ لے جو شخص تمام اوقات تمام افعال و احوال میں اللہ سے حیا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے بندوں میں سے اولیاء کے مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ احمد کا قول ہے میں نے ابوسلیمان کے یہ کلمات ہمیشہ آگے رکھے، انہیں یاد رکھا اپنے نفس سے ان کا مطالبہ کرتا رہا۔ صحیح قول یہ ہی ہے کہ احمد نے اس سال وفات پائی۔ بعض نے آپ کا سن وفات ۲۳۰ھ بھی بیان کیا۔ بعض نے اس کے علاوہ بھی واللہ اعلم۔

واقعات ۲۴۷ھ

اسی سال ماہ شوال میں خلیفہ متوکل منتصر کے ہاتھوں فوت ہوگیا۔ کیونکہ اس نے اپنے بعد ولی عہد اپنے لڑکے معتصم کو جمعہ کے خطبہ کا حکم دیا۔ اس نے نہایت بلیغ خطبہ دیا۔ اس کا بھائی منتصر اس کی وجہ سے اپنے والد اور بھائی سے ناراض ہوگیا۔ اس کے والد نے اسے بلوا کر اس کی اہانت کی۔ اس کے سر پر ضرب لگوائی۔ اسے تھپڑ مارے۔ اس کے بھائی منتصر کے بعد ولی عہدی سے اسے معزول کر دیا۔ ان باتوں کی وجہ سے اس کے غصہ میں بہت اضافہ ہوگیا۔

عیدالفطر کے روز بیماری کے باوجود متوکل نے خطبہ دیا۔ پھر وہ چار میل تک بنائے گئے خیموں میں گیا وہاں پر اترا۔ تین شوال کو اس نے حسب عادت مجلس شراب پر ساتھیوں کو بلوایا۔ چار شوال بدھ کے روز اس کے لڑکے منتصر اور امراء کی ایک جماعت نے مل کر متوکل کو قتل کر دیا۔ بعض کا قول ہے اسی سال شعبان میں متوکل دسترخوان پر بیٹھا تھا کہ منتصر اور امراء کی ایک جماعت نے تلوار کے ساتھ ایک دوسرے سے اس کی طرف سبقت کی۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے اس کے لڑکے کو خلیفہ بنالیا۔

متوکل علی اللہ کے حالات......جعفر بن معتصم بن الرشید بن محمد المہدی بن منصور العباسی آپ کے والدہ ام متوکل جسے شجاع کہا جاتا تھا جو ام ولد تھی۔ ام متوکل رائے اور دانائی میں سردار عورتوں میں سے تھی۔ آپ کی ولادت ۲۰۷ھ فم الصلح میں ہوئی۔ ۲۳۲ھ میں آپ کے بھائی واثق کے وفات کے بعد آپ کی بیعت کی گئی۔

خطیب نے متعدد طرق سے آپ کے حوالہ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا نرمی سے محروم ہونے والا انسان تمام خیر سے محروم ہوتا ہے۔ پھر متوکل نے یہ اشعار کہے:

(۱)......نرمی خوش قسمتی اور بردباری سعادت ہے۔ نرمی میں دھیرا اپن اختیار کر تو نجات پائے جائے گا۔

(۲)......غور و فکر کے بغیر عقل میں کوئی فائدہ نہیں۔ اگر تو آسانی کا ارادہ کرتا ہے تو شک ایک کمزوری ہے۔

ابن عساکر نے تاریخ میں لکھا ہے متوکل نے اپنی والد معتصم اور یحیٰ بن اکثم سے احادیث روایت کی آپ سے علی بن جہم شاعر، ہشام بن عمار دمشقی نے روایت کی۔

متوکل اپنے دورخلافت میں دمشق آیا، ارض داریا میں اس نے محل تعمیر کروایا۔

ایک روز متوکل نے کچھ لوگوں کی موجودگی میں کہا خلفاء رعیت پر اس لئے ناراض ہوتے ہیں کہ وہ ان کی اطاعت کریں۔ اور میں رعایا سے نرمی کرتا ہوں تا کہ وہ مجھ سے محبت کریں اور میری اطاعت کریں۔ احمد بن مروان مالکی نے احمد بن علی بصری کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ متوکل نے احمد بن معذل وغیرہ علماء کو اپنے گھر مدعو کیا جب وہ آ گئے تو متوکل ان کے سامنے آیا۔ احمد بن معذل کے علاوہ سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ متوکل نے عبیداللہ سے پوچھا احمد بن معذل کیا ہماری بیعت سے متفق نہیں اس نے کہا اے امیر اس کی آنکھ میں بیماری ہے۔ احمد بن معذل نے کہا اے خلیفہ میری آنکھ میں کوئی بیماری نہیں میں نے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کے قیام کو اپنے لئے پسند کرے تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔ متوکل احمد کے پہلو میں آ کر بیٹھ گیا۔

خطیب نے روایت کیا علی بن جھم متوکل کے پاس آیا اس کے ہاتھ میں دو موتی تھے۔ جنہیں وہ الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ علی نے اسے وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے۔ جب تو عروہ کے کنویں کے پاس سے گزرے تو اس کے پانی سے سیراب ہو اس نے اسے وہ موتی دیدیئے جن کی قیمت ایک لاکھ کے مساوی تھی پھر اس نے یہ اشعار سنائے۔

(۱)...... سر من رائی میں ایک سمندر ہے تمام سمندر اس سے چلو بھرتے ہیں۔
(۲)...... ہدامہ میں اس سے امید اور خوف کیا جاتا ہے گویا وہ جنت اور دوزخ ہے۔
(۳)...... دن اور رات کے قائم رہنے تک اس کی اور اس کے بیٹوں کی حکومت رہے گی۔
(۴)...... اس کے دونوں ہاتھ فیاضی میں دو سوکنوں کے مانند ہیں وہ دونوں اس پر غیرت کھاتے ہیں۔
(۵)...... جس قدر اس کا دائیاں ہاتھ سخاوت کرتا ہے اسی قدر اس کا بائیاں ہاتھ بھی سخاوت کرتا ہے۔

راوی کہتا ہے اس نے بائیں ہاتھ کی انگھوٹی اسے دیدی خطیب کا قول ہے یہ اشعار علی بن بختری نے متوکل کے بابت کہے ابن عساکر نے علی بن جہم کا قول نقل کیا ہے کہ متوکل کی خاص باندی فتیحہ اس کے سامنے کھڑی ہوئی تھی اس نے غالیہ خوشبو سے رخسار پر جعفر لکھا ہوا تھا۔ متوکل نے غور سے دیکھ کر یہ اشعار کہے:

(۱)...... اے مسک سے رخسار پر جعفر لکھنے والی میری جان تجھ پر قربان ہو۔ اس کے رخسار سے مسک کا نشان ختم کردو۔
(۲)...... اگر اس نے اپنے رخسار پر مسک سے ایک سطر لکھی ہے تو میرے دل نے محبت کی وجہ سے کئی سطریں لکھی ہیں۔
(۳)...... اے وہ جس کے قلب میں جعفر کی امیدیں ہیں اللہ تیرے دانتوں سے جعفر کو سیراب کریں۔
(۴)...... اے مملوک تیرے کیا کہنے خفیہ اور اعلانیہ جعفر اس کا مطیع ہے پھر متوکل نے فتیحہ کو حکم دیا اس نے اس کے سامنے گانا گایا۔

فتح بن خاقان کا قول ہے ایک روز میں متوکل کے پاس گیا تو وہ سوچ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا اے میرے امیر زمین پر آپ کی اس حالت کے بعد بھی آپ سے زیادہ کوئی خوش عیش ہوگا۔ اس نے کہا مجھ سے زیادہ وہ خوش عیش ہے جس کا کشادہ مکان ہو۔ نیک بیوی ہو۔ دنیا کے اعتبار آسودہ حالت ہو وہ ہم سے نا آشنا ہوتا کہ ہماری تکلیف سے محفوظ رہے نہ ہمارا محتاج ہوتا کہ ہم اسے تو شہ دیں۔

متوکل عوام کا محبوب ...... اہل سنت کی مدد کرنے والا تھا بعض نے لوگوں نے اہل ردۃ کو قتل کرنے کی وجہ سے اس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اکبر سے تشبیہ دی۔ کیونکہ اس نے حق کی مدد کی ان پر حق پیش کیا حتیٰ کہ وہ دوبارہ دین میں داخل ہو گئے۔ بنی امیہ کے مظالم کا دفاع کرنے کی وجہ سے بعض نے اس کو عمر بن عبدالعزیز کے مشابہ قرار دیا متوکل نے بدعت کے بعد سنت کو زندہ کیا۔ بدعت اور اہل بدعت کا خاتمہ کیا۔

ایک شخص نے متوکل کی وفات کے بعد اسے نور میں بیٹھا ہوا دیکھ کر اس سے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ متوکل نے کہا تھوڑی سی

سنت زندہ کرنے کی وجہ سے اللہ نے میری مغفرت فرمادی۔

خطیب نے صالح بن احمد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے متوکل کی وفات کی رات ایک شخص کو دیکھا کہ وہ متوکل کو اٹھائے ہوئے آسمان کی طرف لیجا رہا ہے اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے، بادشاہ کو اس عادل بادشاہ کے پاس لیجایا جارہا ہے جو عفو میں بڑھا ہوا ہے ظالم نہیں۔

عمر بن شعبان حلبی کا قول ہے کہ میں نے متوکل کی وفات کی رات ایک شخص کو کہتے دیکھا۔

(۱)...... اے دنیا میں سوئی ہوئی آنکھ اے عمر بن شعبان اپنے آنسو بہا۔

(۲)...... تو نے شیطانی ٹولہ کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے ہاشمی اور فتح خاقان کے ساتھ کیا کیا؟

(۳)...... انہوں نے مظلومین کی حالت میں اللہ سے ملاقات کی اہل آسمان ایک ایک دو دو کر کے اس پر روئے۔

(۴)...... عنقریب تم اس کے بعد متوقع فتنے دیکھو گے جن کی شان ہی نرالی ہوگی۔

(۵)...... تم جعفر اور اپنے خلیفہ پر گریہ کرو اس پر تمام جن وانس گریہ کناں ہیں۔

جب صبح ہوئی تو میں نے لوگوں سے اپنا خواب بیان کیا اسی وقت متوکل کی وفات کی خبر آئی کہ گزشتہ رات اسے قتل کر دیا گیا۔ راوی کا قول ہے پھر ایک ماہ بعد میں نے متوکل کو خواب میں دیکھا کہ وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے میں نے اس سے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا اللہ نے میری بخشش کر دی۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے اس نے کہا سنت کے زندہ کرنے کی وجہ سے اللہ نے میری بخشش فرمادی۔ میں نے اس سے پوچھا تو یہاں کیوں کھڑا ہے۔ اس نے کہا میں اپنے لڑکے محمد کے انتظار میں ہوں کہ میں اللہ کے سامنے اس سے مخاصمہ کروں گا۔

ہم نے ابھی اس کے قتل کی کیفیت بیان کی کہ اسی سال چار شوال بدھ کی شب ماحوزیہ میں قتل کیا گیا۔ بدھ کے روز اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ ۴۰ چالیس سال کی عمر میں جعفریہ میں دفن کیا گیا۔ اس کی مدت خلافت ۱۴ چودہ سال ۱۰ دس ماہ ۳ یوم تھی۔ متوکل گندمی رنگ۔ حسین آنکھوں۔ کمزور جسم چھوٹی ڈاڑی۔ کوتاہ قد تھا۔ واللہ اعلم۔

محمد منتصر بن متوکل کی خلافت ...... قبل ازیں گزر چکا کہ اس نے اور امراء کی ایک جماعت نے مل کر اس کے والد کے قتل میں ایک دوسرے کی مدد کی۔ اس کے والد کے قتل کی رات ہی اس کی بیعت کی گئی۔ ۴ چار شوال بدھ کے روز اس کی عام بیعت لی گئی۔ اس نے آدمی بھیج کر اپنے بھائی معتز کو بلالیا جو متوکل کے بعد ولی عہد تھا۔ محمد نے اسے ڈرایا دھمکایا اس نے خوف کی وجہ سے اس سے سلام کیا اور اس کی بیعت کر لی۔ بیعت منعقد ہونے کے بعد سب سے پہلے متوکل نے فتح بن خاقان پر اپنے والد کے قتل کی تہمت لگائی اور اسے بھی اسی طرح قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد آفاق میں اس کی بیعت کا پیغام بھیج دیا گیا۔ خلافت کے دوسرے روز محمد نے بنی ہاشم کے غلام ابی عمرۃ احمد بن سعید کو ناانصافیوں کا انچارج بنادیا۔

اس پر شاعر نے دو شعر کہے:

(۱)...... ہائے اسلام کی ہلاکت جب ابی عمرۃ کو ناانصافیوں کا انچارج بنادیا گیا۔

(۲)...... اسے امت کا امین بنادیا گیا حالانکہ وہ اونٹ کی مینگنی پر بھی امین نہیں ہے۔

ماحوزہ میں اس کی بیعت لی گئی۔ محمد وہاں دس روز قیام کے بعد اپنے جرنیلوں اور خدماء کے ساتھ سامرا چلا گیا۔

اسی سال ذی الحجہ میں منتصر نے اپنے چچا علی بن معتصم کو سامرا سے بغداد بھیج دیا اور اس پر اعتماد کیا۔

محمد بن سلیمان الذینبی نے لوگوں کو حج کرایا۔ خواص میں سے اس سال ابراہیم بن سعید جوہری سفیان بن وکیع بن جراح۔ سلمہ بن شبیب نے وفات پائی۔

ابوسلیمان المازنی النحوی ...... نام بکر بن محمد بن عثمان البصری۔ اپنے زمانہ میں نحاۃ کے شیخ تھے۔ نحو میں آپ کے استاد ابوعبیدۃ، اصمعی، ابوزید انصاری وغیرہ تھے۔ آپ سے ابوالعباس مبرد نے نحو حاصل کی اور خوب حاصل کی نحو پر آپ کی متعدد تصانیف ہیں آپ زہد، تقوی، امانت، ثقہ میں فقہ کے مشابہ تھے۔ مبرد نے آپ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ذمیوں میں سے ایک شخص نے آپ سے گزارش کی کہ آپ ایک سو دینار کے عوض

سیبویہ کی کتاب سنائیں۔لیکن آپ نے نہیں سنائی۔بعض لوگوں نے اس بارے میں آپ کو ملامت کی۔آپ نے فرمایا کتاب سیبویہ میں قرآنی آیات کی وجہ سے میں نے اس پر اجرت قبول نہیں کی۔اس کے بعد اتفاق سے واثق کے حضور ایک باندی نے گانا گایا۔اظلوم انّ مصابکم رجلاً ردالسلام تحیۃظلم۔حاضرین نے اس شعر میں لفظ رجلاً پر اعراب کے بارے میں اختلاف کیا کہ اس پر نصب یا رفع۔اگر نصب ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔یہ اسم ہے یا غیر اسم ہے۔باندی نے کہا کہ میں نے مازنی نصب دینے کی وجہ سے اسے نصب دیا خلیفہ نے آپ کو بلوا کر آپ سے پوچھا تم مازنی ہو۔آپ نے اثبات میں جواب دیا۔پھر خلیفہ نے سوال کیا۔مازن تمیم،مازن ربیعہ،مازن قیس کس سے آپ کا تعلق ہے۔میں نے کہا مازن ربیعہ سے۔پھر خلیفہ نے میری زبان میں مجھ سے بات کرنا شروع کردی اس نے ماسمک کے بجائے باسمک کہا۔کیونکہ ہماری زبان میں میم کو باء سے اور باء کو میم سے تبدیل کردیتے ہیں۔میں نے مکر کو ناپسند کیوجہ سے بکر کہا۔جس پر اس نے تعجب کیا۔اور وہ میرے مقصد کو سمجھ گیا۔پھر اس نے نصب کی وجہ دریافت کی۔میں نے کہا یہ مصابکم کا معمول المصدر ہے یزیدی نے آپ سے معارضہ کیا تو آپ نے دلیل سے اسے مغلوب کردیا۔خلیفہ نے آپ کو ایک ہزار دینار دیگر اعزاز سے رخصت کیا۔آپ نے اللہ کے لئے ذمی کے ایک سو دینار چھوڑے تھے تو اللہ نے اس کے بدلہ آپ کو ایک ہزار دینار دیدیئے۔کیونکہ ذمی قرآنی آیات پڑھنے کی وجہ سے آپ کو ایک ہزار دینار نہ دیتا۔

مبرد نے آپ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو آپ نے کتاب سیبویہ پوری پڑھ کر سنائی آخر میں اس نے کہا اے شیخ اللہ آپ کو بہترین بدلہ عطاء فرمائے مجھے اس کتاب کا ایک حرف بھی سمجھ میں نہیں آیا۔مازنی نے اسی سال یا ۲۴۸ھ میں وفات پائی۔

واقعات ۲۴۸ھ

اس سال منتصر نے وصیف ترکی کو رومیوں سے موسم گرما کی جنگ لڑنے کے لئے بھیجا۔کیونکہ رومی بادشاہ نے بلادشام کا ارادہ کیا تھا۔اس وجہ سے خلیفہ نے وصیف کو تیار کیا۔اس کے ساتھ اور بھی فوج تیار کی۔خلیفہ نے اسے رومیوں سے قتال سے فارغ ہو کر چار سال تک سرحد پر قیام کا حکم دیا۔

خلیفہ منتصر نے عراق کے نائب کو طویل خط لکھا جس میں بکثرت قرآنی آیات مکتوب تھی جو قتال پر ابھارنے والی اور اس کی طرف رغبت دلانے والی تھی۔

اسی زمانہ میں ۲۳ صفر ہفتہ کی رات ابوعبداللہ معتز اور مؤید ابراہیم خلافت سے دستبردار ہوگئے انہوں نے اس پر گواہوں کی گواہی بھی ڈالی۔انہوں نے کہا خلافت سے عاجز آنے کی وجہ سے ایسا کیا۔لہٰذا تمام مسلمان ہماری بیعت سے آزاد ہیں۔کیونکہ انہیں ان کے بھا منتصر نے دستبردار نہ ہونے کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔اس کا مقصد ان کی دستبرداری سے اپنے لڑکے عبدالوہاب کو اپنے بعد ولی عہد بنانا تھا۔جس کا مشورہ اسے ترکی کے امراء نے دیا تھا۔چنانچہ گواہوں،جرنیلوں،قاضیوں،سرداروں اور عام لوگوں کی موجودگی میں اس نے اس بارے میں خطبہ دیا۔نیز اس بارے میں اس نے ایک خط لکھ کر آفاق میں بھیج دیا تاکہ وہ بھی اس سے باخبر ہو کر منابر پر خطبوں میں اس کا اعلان کریں اور وہ پے در پے لکھنے کی جگہوں پر آتا رہا۔لیکن اللہ ان کے معاملہ پر غالب ہے۔

اس نے ان سے حکومت چھین کر اپنے لڑکے کو دینے کا ارادہ کیا لیکن تقدیر الٰہی اس کے خلاف تھی۔چنانچہ اپنے والد کے قتل کے بعد اس نے چھ ماہ بھی مکمل نہیں کئے تھے کہ اسی سال صفر کے آخر میں ایک بیماری میں اس کی موت واقع ہوگئی۔

منتصر نے خواب دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف سیڑھی پر چڑھتے چڑھتے سب سے آخری پچیسویں سیڑھی تک چلا گیا۔اس نے معبروں سے خواب کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ تیری خلافت پچیس سال تک چلے گی۔حالانکہ اس سے مراد اس کی عمر کے پچیس سال تھے جو اس سال کے آخر میں پورے ہو رہے تھے۔

بعض کا قول ہے کہ ہم ایک روز خلیفہ منتصر کے پاس گئے تو بہت زیادہ اس پر گریہ طاری تھا۔بعض ساتھیوں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی۔اس نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں یہ کہتے دیکھا اے محمد تو نے مجھے قتل کیا،مجھ پر ظلم کیا۔مجھ سے حکومت چھینی۔قسم بخدا تو چند روز تک

ہی اس سے فائدہ حاصل کر سکے گا پھر تیرا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔اس نے کہا میں اپنی گھبراہٹ اور آنکھوں پر قابو نہیں پا سکتا۔اس کے دھوکہ باز اور مکار ساتھیوں نے اس سے کہا خواب میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔اٹھ ہمارے ساتھ شراب کی مجلس میں چل تا کہ تیری گھبراہٹ دور ہو۔چنانچہ اس نے شراب کا حکم دیا۔شراب لائی گئی۔اس کے ساتھی بھی آ گئے لیکن وہ شکستہ ہمت تھا۔مسلسل اس کی یہ ہی حالت رہی حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

مؤرخین کا منتصر کی اس بیماری کے بارے میں اختلاف ہے جس کے سبب اس کا انتقال ہوا۔بعض کا قول ہے اس کے سر میں بیماری تھی جس کی وجہ سے اس کے کان مین تیل کے قطرے ڈالے گئے۔جب وہ قطرے اس کے دماغ تک پہنچے تو جلد ہی اس کی وفات ہو گئی۔بعض کا قول ہے اس کے معدہ میں ورم آ گیا تھا جو اس کے قلب تک پہنچ گیا۔اسی کی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا۔بعض کا قول ہے اس کے حلقہ میں مسلسل دس روز تک درد رہا اس کے بعد اس کی وفات ہو گئی۔بعض کا قول ہے پچھنے لگانے والے نے زہریلے نشتر سے اس کی فصد کی۔اسی روز اس کا انتقال ہو گیا۔

ابن جریر کا قول ہے بعض ساتھیوں نے مجھے بتایا کہ جب یہ پچھنے لگانے والا گھر آیا تو اسے بخار تھا۔اس نے اپنے شاگرد کو بلا کر کہا مجھے پچھنے لگا دے اس کے شاگرد نے استاد سے اسے فصد لگایا۔اللہ نے اس پچھنے لگانے والے

کو بھلا دیا۔اسے یاد ہی نہیں رہا حتیٰ کہ اسے فصد کے بعد یاد آیا۔جبکہ زہر اس میں سرایت کر گیا۔اس نے وصیت کی اور اسی وقت اس کا انتقال ہو گیا۔ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ مرض الوفات میں عیادت کے لئے اس کے پاس آیا اس نے خلیفہ سے طبیعت کے بارے میں پوچھا اس نے کہا میری دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو گئی۔بعض کا قول ہے جب لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے اور وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے یہ شعر پڑھا دنیا کے حصول پر میرا نفس خوش نہیں ہوا اب میں رب کریم کے پاس جا رہا ہوں۔

اسی سال پچیس ربیع الاول عصر کے وقت اتوار کے دن پچیس سال یا پچیس سال چار ماہ کی عمر میں اس کی وفات ہو گئی۔بالاتفاق کل چھ ماہ اس کی خلافت باقی رہی۔

ابن جریر نے بعض حضرات کا قول نقل کیا ہے کہ منتصر کے خلیفہ بننے کے بعد یہ بات عام زبان زد تھی کہ چھ ماہ سے زائد منتصر کی خلافت نہیں قائم رہ سکے گی۔حکومت کی وجہ سے اپنے والد کو قتل کرنے والے کی حکومت اس سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی۔جیسا کہ شیرویہ بن کسریٰ نے اپنے والد کو قتل کیا تو اس کی حکومت چھ ماہ سے زیادہ عرصہ قائم نہ سکی۔یہاں پر بھی اسی طرح ہوا۔

منتصر بڑی آنکھوں بلند ناک۔کوتاہ قد۔بارعب حسین بدن والا تھا۔یہ بنی عباس کا پہلا خلیفہ تھا جس کی قبر کو اس کی والدہ حبشیہ رومیہ کے اشارہ سے نمایاں کیا گیا۔منتصر کے عمدہ کلام میں سے ہے اللہ تعالیٰ باطل والے کو عزت نہیں دیتا اگرچہ چاند اس کی پیشانی سے طلوع ہو۔اور حق والے کو ذلیل نہیں کرتا خواہ اس کا اپنا تالی بجائے۔

ختم شد

حصہ دہم ......تاریخ ابن کثیر